MAKTABA -E-JAMIA-HAQQANIA

مشاہیر

بنام

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق

جلد نمبر ۷

ترتیب و تعارف، توضیح و حواشی

مولانا سمیع الحق

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطینِ علم ادب.... علماء و محدثین.... مشائخ واکابرینِ اُمت.... نامورِ اہلِ قلم شہسوارانِ صحافت.... دانشور و مصنفین.... سیاسی زعماء حکمران و سلاطین کے مکتوبات.... نگارشات.... تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی آتار چڑھاؤ اور عالمِ اسلام کو درپیش بحرانوں کے مد و جزر پر اربابِ فکر و دانش کے خیالات وافکار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ

مولانا سمیع الحق کے قلم سے

ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات،

نیز مشاہیر کے خطوط کے

عکسی نمونے

مؤتمر المصنفین

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک - پاکستان

مشاہیر کتاب ایک نظر میں

جلداول: مکتوبات بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

صفحات ۷۰۴

مکتوبات بنام مولانا سمیع الحق کی تفصیل

اکابر برصغیر پاک وہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط۔ (چار جلدوں پر مشتمل)

جلددوم : ا ب پ .... صفحات: ۱ ۔ ۵۱۶ (۵۱۶)

جلدسوم : ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س

.... صفحات ۵۱۱۔۱۰۷۹ (۵۶۸)

جلدچہارم: ش ص ض ط ظ ع ....صفحات ۱۰۹۲۔۱۷۵۰ (۶۵۸)

جلدپنجم: غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی......صفحات ۱۷۵۳۔۲۲۳۰ (۵۱۲)

جلدششم : افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط' جہادی رپورٹیں' شہداء' تحریک طالبان پر مشتمل تفصیلات گویا **جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ**

مستقل ایک جلد (صفحات تقریباً ۵۰۰)

جلدہفتم: بیرونی ممالک ایران' عالم عرب' افریقہ' سنٹرل ایشیاء' فارایسٹ' امریکہ اور یورپی ممالک .... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

جلدہشتم: ضمیمہ جات' اضافات اور توضیحات پر مشتمل مستقل جلد

نوٹ:

مکتوب نگاروں کی ترتیب فرقِ مراتب کا لحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے

نام کتاب: .... مشاہیر بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

جلد ہفتم: .... (جہاد افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ)

تالیف وترتیب توضیح وحواشی: ...... شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

زیر انتظام: .... مولانا راشد الحق سمیع حقانی ۔ مدیر ماہنامہ "الحق"

پروف ریڈنگ: .... شفیق الدین فاروقی ۔ مولانا محمد ابراہیم فانی

صفحات: 712 صفحات

کمپوزنگ: .... بابر حنیف۔ فضل حیٔ آصف۔

طبع: .... باراول ماہ جنوری 2012 ۔ صفر ۱۴۳۳ھ

ناشر .... موتمر المصنفین ' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رابطہ: فون 0923-630435 فیکس 0923 630922

ای میل: .... editor_alhaq@yahoo.com

ملنے کے پتے

- مکتبہ ایوان شریعت، دارالعلوم حقانیہ
- ادارۃ الانور، نیوٹاؤن کراچی
- القاسم اکیڈمی، خالق آباد نوشہرہ
- مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک
- کتاب سرائے اردو بازار لاہور
- یونیورسٹی بک ایجنسی، پشاور

مرتب مکاتیب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا مختصر سوانحی خاکہ

نام: حضرت مولانا سمیع الحق ۱۸ رستمبر ۱۹۳۷ء میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بانی جامعہ حقانیہ کے گھر اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے والد کے قائم کردہ تعلیم القرآن اسلامیہ پرائمری سکول میں حاصل کی۔ اور دارالعلوم حقانیہ سے اسلامی علوم سے ۱۹۵۷ء کو سند فراغت حاصل کی اور اسی سال ۱۳۷۸ھ کو شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ سے دورۂ تفسیر کیا اور اعلیٰ درجے کی سند حاصل کی۔

اعزازی سندات: مولانا فخر الدین (دارالعلوم دیوبند) الشیخ علوی مالکی (مکہ مکرمہ) مولانا بدر عالم میرٹھی (مدینہ منورہ) اور مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ، نے اعزازی سندات عطا فرمائیں

تدریس: ۱۹۵۸ء سے اب تک جامعہ حقانیہ میں تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں اس وقت حدیث کی اعلیٰ کتابیں پڑھا رہے ہیں۔

بیعت وارشاد: شیخ وقت مولانا عبدالغفور عباسی (مدینہ منورہ) اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے اصلاح وارشاد کا تعلق قائم کیا۔

تصنیفی خدمات: درس وتدریس اور سیاست کے ساتھ آپ نے متعدد کتابیں بھی تصنیف کی ہیں چند مشہور تصنیفات' قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف' کاروان آخرت' شریعت بل کا معرکہ' حقائق السنن شرح جامع الترمذی' اسلام اور عصر حاضر' دعوات حق (۲ جلد)' خطبات حق' اسلام کا نظام اکل وشرب' زین المحافل شرح شمائل ترمذی (دو جلد)' صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام' قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق۔ مکتوبات مشاہیر بنام مولانا عبدالحق ومولانا سمیع الحق کا عظیم الشان ضخیم مجموعہ۔

علمی ادبی خدمات: ۱۹۶۵ء کو آپ نے دارالعلوم حقانیہ سے ماہنامہ الحق کا اجارء کیا' جس کو ملک و بیرون ملک پذیرائی حاصل ہوئی اور سینتالیس سال سے یہ مجلہ علم و ادب اور اشاعت اسلام میں موثر کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے دارالعلوم میں اسلامی تحقیق وریسرچ کے لئے شعبہ موتمر المصنفین کی بنیاد رکھی' آپ اس ادارے کے بانی وصدر ہیں اس ادارے سے اہم موضوعات پر بڑی معرکۃ الاراء کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔

سیاسی خدمات: ماہنامہ ''الحق'' سے تجدد' استشراق' ماڈرن ازم اور دیگر جدید وقدیم فتنوں کا شدید تعاقب کیا' ۱۹۷۳ء کے آئین اور عبوری آئین کی تدوین میں اپنے والد ماجد اور آئین ساز اسمبلی کے نام پر بھرپور اور موثر حصہ لیا جس کی تفصیل قومی اسمبلی میں ''اسلام کا معرکہ'' کے نام سے مرتب کی۔ ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا' قومی اسمبلی میں مسلمانوں کی طرف سے پیش کئے جانے والے بیان ملت اسلامیہ کا موقف کا کافی حصہ آپ نے مرتب کیا' ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۵ء تک فیڈرل کونسل کے ممبر رہے اور اسلامی قانون سازی کی جنگ زور وشور سے لڑی۔ ۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۵ء اور ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۸ء تک سینٹ آف پاکستان کے ممبر رہے۔ وہاں شریعت بل پیش کیا اور طویل جدوجہد کے نتیجہ میں سینٹ سے شریعت بل پاس کروانے میں کامیاب ہو گئے' متحدہ شریعت محاذ کے پلیٹ فارم پر اور عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کے نام پر تمام مکاتب فکر کے علماء کو جمع کیا' اسلامی جمہوری اتحاد کے نائب صدر رہے' فرقہ واریت کے خلاف آپ نے تمام دینی طبقوں کو ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم پر جمع کیا اور تمام مکاتب فکر سے ۱۷ رنکاتی ضابطہ اخلاق اور معاہدہ پاس کروایا۔ متحدہ دینی محاذ کے داعی اور کنوینر رہے۔

جہادی خدمات: جہاد افغانستان میں بھرپور حصہ لیا' تحریک طالبان کی سرپرستی کی' افغانستان پر امریکی حملوں' اور اقوام متحدہ کی طرف سے پابندیوں کو ۲۰۰۱ء میں ملک بھر کے دینی' مذہبی' اور جہادی تنظیموں کا سربراہ اجلاس منعقد کیا جس میں دفاع افغانستان کونسل تشکیل دی گئی' اور آپ کو اس کونسل کا چیئرمین نامزد کر دیا گیا' اسی طرح پاکستان کے بارے میں امریکی اور یورپ کے مذموم عزائم کسی پر مخفی نہیں' پاکستان کو ان کے مذموم عزائم سے بچانے کیلئے تمام سیاسی' دینی پارٹیوں اور قبائلی عمائدین کی مشترکہ کانفرنس کرائی اور دفاع افغانستان کونسل کو دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کا نام دیا گیا اور متفقہ طور پر آپ اس کے سربراہ قرار پائے۔ جس نے افغانستان اور عراق وغیرہ کے حق میں بھرپور جنگ لڑی۔

آپ کے دور اہتمام میں دارالعلوم کی ترقی:

جب آپ جامعہ کے مہتمم مقرر ہوئے تو دارالعلوم تعلیمی وتربیتی ترقی کے ساتھ ساتھ تعمیراتی ترقی سے بھی ہم کنار ہوا' اجمالاً ذکر یہ ہے: ایوان شریعت سہ منزلہ عمارت' احاطہ مدینہ ۱۳۲ رکمروں پر مشتمل چار منزلہ عمارت' احاطہ ماوراء النھر' احاطہ یوسفیہ' رہائشی فلیٹس چار منزلہ عمارت۔ دورہ حدیث کے شرکاء کی تعداد دو ڈھائی سو سے بڑھ کر ڈیڑھ ہزار تک پہونچ گئی۔

☆ ☆ ☆

افغانی شخصیات کے خطوط کے عکسی نمونے

مولانا محمد یونس خالص
امیر المجاہدین

47	خط صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حزب اسلامی افغانستان

د مکتوب نمبر ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶) ریاست) مل ۱۱) ۱۱ پال افغانستان
( ) آمریت
( ) مدیریت
( ) شعبه

محترم مولوی صاحب سمیع الحق السلام علیکم و رحمة الله [illegible]

[illegible]

مولوی محمد یونس خالص

مولانا محمد یونس خالص
امیر المجاهدین

خط صفحه	49

بسم الله الرحمن الرحیم

Maulvi Mohammad Yunus "KHALIS"
PRESIDENT OF ISLAMIC UNITY OF AFGHAN MUJAHIDEEN

مولوی محمد یونس خالص
رئیس اتحاد اسلامی مجاهدین افغانستان
تاریخ / / نمبر ----

د پیر محترم مولینا شمس الحق صاحب السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

خدای تعالی دوره روغ لری -

د دی پیرو سپرو سپارلو په سبب چه د دی ځای حالو حالات شرح

نسبت خالص صاحب او نورو مشرو ته [illegible] رسول -

د دی ورشوی سرای عمه سرحد واخلی - قاری صاحب لعل محمد

مسوده ولیږه . [illegible] د [illegible] د دی اولسوالی

احساس [illegible] ته [illegible] [illegible] د [illegible] [illegible] پالیور

د کامیابی اولسوالی په مسئله په احترام [illegible] دی محمد

۱۲/۸/[illegible]

P.O. Box 466-454 Peshawar Cantt (Pakistan)
Phones : 41070-41589-40528 Peshawar.

پوسٹ بکس نمبر: ۴۶۶-۴۵۴ صدر پشاور پاکستان
فون نمبر: ۴۱۰۷۰-۴۱۵۸۹-۴۰۵۲۸ پشاور

مولانا جلال الدین حقانی
امیر المجاهدین

خط صفحه	61

حزب اسلامی

[illegible]

الحاج مولوی جلال الدین حقانی

[illegible]

مولانا محمد نبی محمدی
امیر عمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

خط صفحه	146



[illegible]

مولوی نصرالله منصور شهید

خط صفحه 150

Nasrullah (Mansoor)
AMMIR AMOOMI
Harakat-e-Inqilab-e-Islami
AFGHANISTAN

مولوی نصرالله (منصور)
امیر عمومی حرکت انقلاب اسلامی
افغانستان

Date [illegible]

تاریخ ۱۷/ ۸/ [illegible]

[illegible]

43503
42391

جناب انجنیر گلبدین حکمت یار
امیر حزب اسلامی افغانستان

خط صفحه 155

بسم الله الرحمن الرحیم

برادر محترم مولوی صاحب سمیع الحق

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته و بعد!

امیدوارم در راه خدمت به اسلام ومسلمین و درمبارزه تان برای اعاده مجد وعظمت از دست رفته امت اسلامی موفق و مؤید باشید.

از همدردی تان نسبت به ملت مجاهد افغان و از علاقمندی تان به سرنوشت جهاد و مجاهدین سپاسگذارم.

ضم این مکتوب، فیصله نامه شورای مشورتی حزب اسلامی افغانستان را در رابطه با حل مسالمت آمیز و فوری بحران این کشور، ارسال می کنم تا لطف نموده با استفاده از نفوذ معنوی و سیاسی تان، در جهت جلب تائید حلقات موثر این طرح عادلانه برادران افغانی تانرا کمک کنید.

واقعیت امر این است که: اگر مداخلات اجنبی در امور داخلی کشور ما قطع گردد، کشورهای همسایه باهم تعهد نمایند که هیچ جناح خاصی را در افغانستان کمک نمی کنند، وهمهٔ گروههای افغانی به مذاکرات صادقانه پرداخته، برسر آتش بس دائمی، آزادی بلاقید وشرط اسرا، تاسیس حکومت موقت غیر انقلابی، تشکیل اردوی ملی و برگذاری انتخابات توافق کنند، بحران کشور به آسانی و زودی خاتمه می یابد.

از شما برادر عزیز انتظار آنرا داریم که چون تائید صادقانه تان از جهاد برای آزادی افغانستان، از داعیه صلح و طرحی که برای خاتمه عاجل جنگ و اعاده صلح پایدار ارائه شده است، مجدانه حمایت نمائید و بر اطراف درگیر وحامیان بیرونی شان تا آنجا که مقدور است و به نحوی که شما مناسب می بینید فشار بیاورید تا از تأکید برجنگ خود داری ورزیده بیش ازین باعث ویرانی افغانستان و ریختن خون افراد بی گناه و مظلوم نشوند.

از تعاون برادرانه تان قلباً و قبلاً تشکر می کنم

با احترام

برادرتان

حکمتیار

مولانا صبغة الله مجددی
رئیس دولت موقت مجاهدین افغانستان

خط صفحه | 167

بسم الله الرحمن الرحیم

محرم الحرام ۱۴۰۹
۱۹۸۸/۹/۱۱

فوت و انتقال عارف ربانی و عالم حقانی حضرت مولانا عبدالحق قدس الله سره العزیز که عالم بزرگ و رهنما برای پاکستان عزیز ملکه برای افغانستان و حرکات اسلامیه بوده، احسان مستقیم و خدمات مستقیم و غیر مستقیم را نسبت به طلبه علم و علماء و دین مقدس اسلام غیر قابل فراموشی است، خداوند کریم جل شانه روح ایشان را شاد و در صفوف انبیاء و صدیقین و شهداء ایشان را حشر نماید و از بارگاه رب العزت التماس میکنیم که برکات و فیوضات شان را بالاولاد و منسوبین شان خصوصاً خلف الصدق شان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ارزانی دارد و این خاندان علم و فضل را در حفظ و امان خود نگهدارد و ما ذلک علی الله بعزیز

زنده و جاوید ماند هر که نکونام زیست
کز عقبش ذکر خیر زنده کند نام را

صبغة الله مجددی
حضرت صبغة الله مجددی رئیس جبهه ملی نجات
و رئیس جمعیت العلماء محمدی

استاذ پروفیسر عبدالرب الرسول سیاف

خط صفحه | 173

اتحاد اسلامی افغانستان

کمیته ( )

آمریت ( ) تاریخ / / ۱۴۰

مدیریت ( ) ضمیمه ورق

أخي الكريم الشيخ سميع الحق حفظه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .. وبعد:

أدعو الله سبحانه وتعالى أن يوفقنا وإياكم لما فيه خير الإسلام والمسلمين .

أخي المحترم

أنا أريد أن أجلس معكم لنتفاهم في بعض الأمور فلو تتكرموا بتحديد الموعد مع الشيخ محمد مير يكون خيراً وجزاكم الله عن الإسلام والمسلمين خير الجزاء وسدد خطاكم على طريق الحق .

والسلام عليكم

أرجو أن تبلغوا سلامي إلى والدكم الموقر

أخوكم سياف

پروفیسر استاد برهان الدین ربانی
صدر افغانستان

خط صفحه 177

بسم الله الرحمن الرحیم

شورای رهبری دولت اسلامی افغانستان

Date: [illegible]

No:

جناب محترم مولوی صاحب سمیع الحق حفظه الله

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته وبعد!

از احساسات پاک شما نسبت به دولت اسلامی و شخص بنده صمیمانه اظهار قدردانی می‌کنم. در سفر مختصری که از سعودی به اسلام آباد آمده بودم آرزو داشتم با شما ببینم اما از اسلام آباد مستقیما به کابل پرواز داشتیم. مشکلات ما البته خیلی زیاد و [illegible] با کمال وحشت شهر کابل را به راکت‌های مختلف النوع می‌زنند. نمیدانم کدام کشور [illegible] کمک می‌کند پول فراوان در اختیار دارد، و از طرف دیگر هم [illegible] از مواد [illegible] می‌رسد. امیدوارم شما را هم زودتر ملاقات کنم. والسلام علیکم ورحمة الله

برهان الدین ربانی

ضیاء المشائخ
مولانا ابراهیم جان المجددی شهید

خط صفحه 273

۲

بسم الله الرحمن الرحیم (٦) ۱۳۹۵ [illegible]

محمد ابراهیم المجددی
ابن عطائی الله [illegible]

تاریخ: [illegible]

دوست محترم فاضل دانشمند مولانا سمیع الحق حفظکم الله تعالی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈاکٹر محمد یعقوب عمر مجددی شہید
ابن حضرت ابراہیم جان مجددی

خط صفحہ	274

حضرت محترم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

PHONE :

[illegible]

دکتور محمد یعقوب عمر مجددی

Dr. M. Y. Omar Mujaddidi

M.D.

[illegible]

خانقاہ مجددی
کابل

KHANQAH MUJADDIDI
KABUL

صاحبزادہ احمد امین اسماعیل جان مجددی
نبیرہ شیخ ابراہیم جان مجددی

خط صفحہ	280

بسم اللہ الرحمن الرحیم
خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

فقیر احمد امین اسماعیل المجددی

[illegible]

حضرت محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب!

السلام علیکم و علیٰ من لدیکم!

آپ کی صحت عافیت اور موفقیت اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ چاہتے ہوں۔

الحمد للہ تعالیٰ ہم سب یہاں مدینہ میں الحمد للہ خیریت سے ہیں۔

جناب عالی فقیر نے تین سال قبل ... شریف کے علاقہ میں ایک چھوٹا مدرسہ کا بنیاد رکھا ہے

اسلام آباد میں مقیم افغان مہاجرین کے اطفال اس میں اسلامی علوم حاصل کر رہے ہیں

[illegible]

صدر المشایخ مولانا فضل الرحمان مجددی — خط صفحه 279

صدر المشایخ
الحاج فضل الرحمن المجددی
کابل - افغانستان
مجددیه منزل علی جی بیگ
جبرگ ...

۱۰/۸/۷۳

السلام علیکم
محبی فاضل دانشمند برادر خیلی محترم مولینا سمیع الحق صاحب

صحت و عافیت و جود گرامی از حضرت ارحم الراحمین مطلوب است
این فقیر قلیل البضاعت الحمد لله تعالی بصحت بوده مشتوجب حمد است. مجله
ماهوار سراج الحق مواصلت نموده در آن از وفات حضرت آیات حضرت شیخ
الاسلام مولینا و قبلتنا حضرت صدر المشایخ صاحب (رحمة الله علیه) طور مفصل
تحریر و از حاضر شدن این حقیر خادم اسلام به مدرسهٔ مبارکه حقانیه اکوره
خټک نیز ذکر نموده بودند. من از این مهربانی غم شریکی و همدردی جناب فضیلت
مآب شیخ الحدیث حضرت مولینا عبدالحق صاحب مدظلها و آن برادر گرامی (اهم) و هم
منسوبین مدرسه عالیه قلباً مشکور بوده از حضرت خداوند کریم بشما اجر دارین
و ترقی بیشتر این دانشکده بزرگ اسلامی و مجله الحق را تمنا میکنم
حضرت قبله امجد و مولوی بزرگوار امام صدر المشایخ صاحب (قدس سره) به مدرسه عالیه
حقانیه طوریکه تحریر فرموده اید محبت و علاقه خاصی داشتند و جناب شیخ الحدیث
مولینا صاحب والد معظم شما عواطف معنوی و محبت ناگسستنی داشتند و همه وقت
برای پیشرفت و تعالی این دانشگاه بزرگ اسلامی کوشش و دعا میفرمودند
البته میدانم تا شهرت شما هم بعد از حضرت شان (رحمة الله علیه) به پیمانه
ما محبت زیاد با شما هم همان محبت و شفقت را داشتند که به این خادم میفرمودند

مولانا الله نور حقانی، پکتیا افغانستان — خط صفحه 281

= باسمه تعالی =

از طرف الله نور حقانی

یوم جمعه ۹ ذوالحجه سنه ۱۳۸۹ ھ

حضرت منبع الجود والکرم جامع الشریعة والطریقة خادم القرآن والحدیث جناب
مولانا شیخنا و شیخ الناس والعالم حضرت مولانا صاحب مدظله و جمیع اهل خاندانه
بعد از سلام صحت و عافیت تان و جمیع صاحبزادگان و تمامی اهل بیت تان را خود
از خداوند کریم خواسته و میخواهم =
چونکه ذات بابرکات تان خیر خادم مسلمین و دارالعلوم حقانیه است حق تعالی
طول حیات با صحت و عافیت و سرفرازی نصیب در علم و دیگر ...
از این سفر که از تحقیقات مطلع گردیدیم هر وقت دعا میان شروع کردم
الحمد لله والمنة اکنون خبر شدم که کامیاب شده اید =
باقی عرض اینکه چون که وطن ما دور است و طور وطن دنیا از شما دوست
از حضور مبارک زیارت اساتذهٔ کرام و دارالعلوم حقانیه محروم گشتم
به عوض شفقت و حسن توجه جنابان دارم ...
... نظر ... مرحمت تان باشد ... والسلام
حسبی ربی ... وتقبل ... =

مولانا محمد نعیم صاحب
عرف کوز اخندزادہ مرحوم

خط صفحہ | 287

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ علی جمیع خلفاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لاسیما علی قائد جمیع المجاہدین و ملجأ المہاجرین و استاذ اساتذہ جمیع الاقطار خصوصاً علماء و طلباء الافغانستان و ابائنا من اباءنا خصوصاً مرشدنا و استاذ الاساتذۃ و مربی روح العلماء ممالک الاسلامیۃ فخر المحدثین و الفقہاء حضرت مولانا و استاذنا مولانا عبد الحق غفرلہ الحق اما بعد آنکہ اگرچہ برای مایان علماء و مجاہدین و طلباء اجلی البدیہیات است کہ تحریر رساندن و شفقت کردن بالای مہاجر دین از تمام علماء و عالم الاسلام شمایان پیش قدم ہستید و ہیچ تنبیہ از طرف مایان حاجت نیست بلکہ بسیار شرم و بے ادبی است و این بہ شکل تنبیہ دادن جاہل بہ عالم است لیکن این قوم کمی آگوبہ شدند بسوی من فرستادہ شدند کہ شما یک نہال و درخت ہستید از بستان مولانا صاحب و شمایان در علماء افغان صاحب جیوشی و عساکر کلبہ ہستید و در دونا لستان معبر در بدایتہ اخر و در دورہ موقوف علیہ و در دورہ حدیث از طرف مولانا صاحب ہستید اگرچہ لطف و مرحمت این خانہ دان بہ تمام مہاجر در کل عالم پیش قدم ہست و روز بروز سایہ بالای شان مشفق ہست لیکن بالاسیمی قوم کہ در کمپ شما ہستند بالا مردم تمام افغانان در جہاد و در خدمت علماء پیش ہستند بایلگر بالای مایان مرحمت زیاد از دیگر مہاجرین کنند و مرا مجبور بر نوشت این نامہ کردن باقی اسلام من جانب نوی محمد نعیم تینئی الحدیث جامعہ ضیاء المدارس بورہ نہال باغ صاحب ۱۲ المحرم الحرام

مولانا نور محمد ثاقب حقانی
قاضی القضاۃ حکومت طالبان

خط صفحہ | 288

فضیلۃ الشیخ العلامۃ استاذنا مولٰنا و اولٰنا دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ رحمۃ لا انتہاء لہا وبرکۃ لا انقضاء لہا۔

وبعد! ستاسو صحت، عافیت او خوشحالی د ہمیشہ لپارہ غواړو۔

ثانیاً محترما! ځنې دوه کسان چې د حضرت په باره کښې خبره یاده شوې وه امان اللہ او محمد اشرف ستاسو مبارک حضور ته درواستول شول۔

ہیلہ دہ چې دوی د داخلې په مورد کښې لطف او شفقت وفرمائی۔

- خبره مختصره کوم -

او نورې تفصیلی خبرې به ان شاء اللہ د ملاقات په وقت کښې وکړو۔

- د ستاسو د دعاء په امید -

والسلام - (نور محمد ثاقب) -

اتحاد اسلامي افغانستان

کمیته (   )
امریت (   )
مدیریت (   )
ماموریت (   )
نمبر ———

تاریخ   /   / ۱۴۰

ضمیمه «   » ورق

استاذ محمد یاسر افغانستان

خط صفحه	292

محترم مولانا صاحب
زه [illegible] راغلی وم ستاسو زیارت کړ[illegible]
خوشحاله [illegible] شوی ستاسو د محترم
والد صاحب زیارت می وکړ او تربیه
[illegible] ستاسو [illegible]
خدای دی وکړي چې [illegible] او [illegible]
[illegible]
ستاسو ورور محمد یاسر

بسم الله الرحمن الرحیم

د افغانستان اسلامي امارت
د ریاست الوزراء مقام

مولانا محمد حسن اخند
ګورنر قندهار

خط صفحه	371

ګڼه ۷۸۶
نېټه ۲۳/۶/۱۴۱۲

صاحب الفضیله د جمعیه علماء الاسلام د عظیم مشر
جناب محترم مولانا سمیع الحق حقاني صاحب ته !

السلام علیکم ورحمت الله و برکاته

روغتیا او کامیابي مو له لوي خښتن تعالی جل جلاله څخه په هر وخت کي غواړو، سرلوړي او بریالي اوسئ. څرنګه چې تاسو محترم د افغان مقدس جهاد له اولې ورځې بیا تر اوسه پورې د افغان مسلمان او مجاهد ملت خواخوږي او د درد دوا یئ. او همیشه مو د پاکې او مقدسې عقیدې ملاتړ کړیدی. اوس هم چې له صحنې نه لرې نه یاست په ټولو سیاسي او نظامي حالاتو کړه یاست. او په دې هیواد کې مو همیشه د اسلامي نظام د ټینګښت په خاطر هلي ځلي او اهتمام کړی دی، چې موږ او د افغان ملت ته د قدر وړ دی دادی اوس زموږ لخوا نه د عالیقدر امیر المؤمنین په هدایت باندې یو دري کسیز هیئت د سرحداتو وزیر محترم مولوي جلال الدین "حقاني" په مشرۍ چې د سرحداتو وزارت سیاسي مرستیال مولوي عبدالرحیم آخندزاده او د افغاني سرې میاشتې د عالي ټولنې لوی رئیس سید عبدالله "مهاجر" ورسره ملګري دي تاسو ته درولیږل شول، توقع لرو له تاسو محترم سره اوسني حالات له نږدې نه وڅیړي او تفاهم سره وکړي.

وجزاکم الله عنا و عن الامه الافغانیه خیرالجزاء

والسلام

ستاسو ورور الحاج ملا محمد حسن آخند
د افغانستان داسلامي امارت د ریاست الوزراء اداري مرستیال

مولانا جلال الدین حقانی
امیر المجاہدین

امام المجاہدین مولانا جلال الدین حقانی اپنے شیخ کے بارہ میں تعزیتی تاثرات

نحمده ونصلي على رسوله الكريم
أما بعد! فنقول في حق حضرة العلامة شيخ الحديث
مولانا عبد الحق جعل الله الجنة مأواه لقد كان حياته
لجميع العالم الاسلامي بمنزلة الروح لحياة الجسم
بحياته حياة المسلمين، وبوفاته لغيابة الشمس
من العالم وبمصيبة وفاته جاءت الظلمة في المشرق
والمغرب، وحياته كانت نعمة العظمى للمسلمين كافة وللعلماء والمتعلمين
خاصة، ووفاته صارت فاجعة كبيرة لا نتصور جبرانها
وأيضا كان لقد وجدت في كثير من الأحيان دعواته
مستجابة ودائما كان يدعو بدعوات الخالصة أوقات
الإجابة للمجاهدين ونحن نعتبر دعواته في حق المجاهدين
من الوسيلة وسائل الانتصار ونعتبر خلوصه في حق
المجاهدين بأن هذا الجهاد في افغانستان كان على هذا الفئة
والملحدين حق الجهاد ليس هذا الجهاد الا لتكون كلمة الله
هي العليا.
دائما فضيلته يوصينا باستمرار الجهاد وعدم الجلوس ويسأل
فضيلته كلما نراه ونلتقي به لزيارته عن احوال الجهاد والمجاهدين
وفي النهاية ندعو الله سبحانه ان يتغمده بغفرانه وان يدخل
فسيح جناته وان يبقى هذه المدرسة لخدمة الإسلام والمسلمين
حتى يرث الله ومن عليها وأن يلحق بركاته في أولاده
والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته
أخوكم في الله الشيخ جلال الدين حقاني

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

عنوانات

عنوانات

جہاد افغانستان سے متعلق مولانا سمیع الحق کی چند یادگار تحریریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللحضر الجلالۃ والصلوٰۃ علی خاتم الرسالۃ ومن تبعھم من الصدیقین والشھداء والصالحین من الانصار والمھاجرین

اَبد سے اس کارزارِ ہستی وکائنات میں حق وباطل کے درمیان جہاد اور کشمکش جاری ہے اور تاصبح قیامت یونہی معرکہ خیروشر کے میدان سجتے رہیں گے اور خونِ شہیداں کے مقدس چھینٹوں سے اسلام کے عظیم پرچم کی رنگینی بڑھتی چلی جائے گی۔ فرزندانِ توحید کے خلاف کفر کا اعلانِ جنگ محسن انسانیت' رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے بہت پہلے شروع ہو گیا تھا۔ قرآن مجید اور قدیم تاریخ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کی گئی جنگوں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت زکریا' حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دیگر درجنوں معزز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس میدان کارزار کے اولین سپاہی اور جرنیل تھے۔ اور جن کی پیہم کاوشوں اور قربانیوں کے نتیجے میں اسلام کی روشن مشعل' شمع حق اور چراغ مصطفوی' شرار بولہبی کی زہریلی ہواؤں کے باوجود اور حوادثاتِ زمانہ اور کفر کی بھرپور سازشوں کے بادِسموم کے باوجود خونِ حق کے تیل سے نہ صرف جلتی رہی بلکہ آج پہلے سے زیادہ پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ افروز ورونق افزا ہے۔ پھر اس کے بعد اسلام کی درخشاں داستاں میں مسلمانوں کے جابہادر اور عظیم جہادی کمانڈر' اسلام کی آبرو' انسانیت کی معراج' دانائے راز' امن وآشتی کے پیکر' امین صادق' مولائے کل' ختم الرسل' فقیر منش شہنشاہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے مقدس ترین خون سے اس کی بہادری وشجاعت وعظمت کے ایسے عنادین رقم کیے کہ اسلام کی دعوت وجہاد کی برکت سے اب رہتی دنیا تک مسلمان و محکوم قومیں ہدایت ورہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔

اسلام کی ابتدائی جنگوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صحابہ کرامؓ کے ایثار وقربانی کی اکثر روایات سے آج امتِ مسلمہ آگاہ ہے۔ بخاری شریف کی ''کتاب المغازی'' اور دیگر صحاح ستہ کے اہم ابواب مثلاً ''کتاب الجہاد' وغیرہ ان غزوات پر شاہد ہیں اور اسی طرح اسلام کے ابتدائی زمانوں کے چھوٹے سے چھوٹے معرکے اور جنگی جھڑپ کی داستان سے بھی آج امت مسلمہ کا ایک ایک فرد کسی نہ کسی طور سے آشنا ہے۔ اس طرح صحابہ کرامؓ کے عہد مبارک کے بعد مسلم سلاطین کی قیادتوں میں لڑی گئی اکثر جنگوں اور جہادی کاروائیوں اور روداد سے اسلامی تاریخ کا ایک ضخیم حصہ مالا مال ہے۔ مثلاً علامہ واقدی کی ''فتوح الشام'' ''فتوح العراق'' ''فتح العجم'' اور ''المغازی النبویہ'' وغیرہ اسی سلسلۃ الذہب کی اہم کڑیاں ہیں جبکہ ان ادوار میں موجودہ اور قدیم ابلاغی ذرائع ڈاک کا نظام' ٹیلی گرام' ٹیلی فون' ٹی وی' ریڈیو' موبائل' انٹرنیٹ اور اخبارات وغیرہ کا نام ونشان بھی نہیں تھا مگر معجزاتی طور پر صحابہ تابعین کے ہاتھوں یہ ساری جنگی روئیداد یں مرتب ومحفوظ ہوئیں۔

اسی طرح معرکہ قادسیہ مصروشام فتوحات اندلس وخراسان' محمد بن قاسم' صلاح الدین ایوبی' فتوحات غزنوی وابدالی' ٹیپو سلطان کا معرکہ سرنگا پٹم' حضرت شاہ اسماعیل شہید اور حضرت سید احمد شہید کے کاروانِ دعوت وعزیمت' 1857ء کی تحریک آزادی' معرکہ پانی پت و شاملی' تحریک ریشمی رومال' تحریک پاکستان اور دیگر چھوٹی بڑی تحریکات اور جہادی کاروائیوں سے بھی تاریخ کے اوراق مزین ہیں۔ لیکن افغانستان کا عظیم جہاد جو روس جیسی سپر طاقت سوویت یونین کے خلاف لڑا گیا اور فتح یاب ہوا جو کہ بجا طور پر ام المعارک اور الملحمۃ الکبریٰ کہلانے کا مستحق ہوا۔ جس کے نتیجے میں سوشلزم کی سیاسی نظریاتی اور اقتصادی تحریک کے پرخچے اڑا دیئے گئے' عیسائی مشرقی یورپ سمیت متعدد وسط ایشیائی مقبوضہ مسلم ممالک بھی غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو گئے اور جرمنی میں نفرت کی علامت دیوار برلن تک کو گرا دیا گیا' یہ معجزے' فتوحات جغرافیائی تبدیلیاں اور سوویت یونین کی شکست اور اب دنیا کے واحد سپر پاور ہونے کے گھمنڈ میں مبتلا امریکی اور اس کے حواری موالی نیٹو افواج کی پسپائی محض ٹیکنالوجی' فوجی برتری وسازوسامان کی زیادتی کی بنا پر نہیں ہوئی بلکہ یہ مردانِ خود آگاہ وخدا مست مجاہدین کی قلندرانہ فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر کی ہیبت سے ہوا جس سے کفار مکہ کے شقی قلوب ہی نہیں بلکہ وہاں کے بلند وبالا پہاڑوں کے سینے تک شق ہو گئے تھے' ان مردانِ حق کی تکبیر مسلسل' سوزوسازِ رومیؒ' پیچ وتاب رازیؒ' ایمانی حرارت' لشکر اسلام کی تیغ جگرداری

وخودداری اور بے پروبال پراگندہ حال افغان مجاہدوں کی پیہم اذانِ بلالی سے بالآخر کفر کے شبستان لرز گئے اور آخر کار اس ضرب مومن کے نتیجہ میں کفر کے ہر دو آہنی قلعے (روس اور امریکہ) زمین بوس اور ریزہ ریزہ ہو کر ٹوٹ گئے۔ ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

یہ بیسویں صدی کا سب سے بڑا کارنامہ اور مسلمانوں کی درخشاں تاریخ کا ایک ایسا نیا باب رقم کیا گیا کہ اس فتح کے موضوع پر لائبریریاں بھر جانی چاہیے تھیں لیکن وہی مسلمانوں کا روایتی تکاسل یا اپنی قربانیوں کو نمود وریا کے تمام آلائشوں سے بچا کر رکھنے کا جذبہ، للہیت واخلاص ان واقعات کو کما حقہ قلمبند اور مرتب نہ کیا جاسکا کہ اصل توجہ عملی جہاد پر رہی اور قلم وکتاب ثانوی رہے۔ چنانچہ اس عظیم تینتیس (۳۳) سالہ جہاد کی تفصیلی رپورٹس اور منظم ومفصل باقاعدہ تاریخ عالم اسلام کے مورخوں' دانشوروں' اداروں اور صحافیوں نے اس شان سے مرتب نہیں کی جس کی کہ بہت زیادہ ضرورت واہمیت تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ افغانستان کے اس عظیم جہاد پر اب تک ہزاروں ضخیم کتابیں شائع ہو چکی ہوتیں اگر کچھ ہوئیں بھی تو ماسوائے معدودے چند کتابوں کے اور آج ہمارے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ عالم اسلام مشرق سے زیادہ مغرب کے دانشوروں نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے اس پر ہم سے زیادہ کتابیں انگریزی میں شائع کی ہیں اور اس طرح اپنے مخصوص نقطہ نظر کو ترویج دینے کیلئے انہوں نے اس اسلامی جہاد کے متعلق فرضی وافسانوی فلمیں تک بناڈالیں اور مسلمانوں کے اس عظیم محیر العقول کارنامے کو اپنے کھاتے اور جھولی میں ڈالنا چاہا اور اس طرح یہ تاثر دینا چاہا کہ یہ تاریخی فتح دراصل امریکہ کی ٹیکنالوجی کی طفیل ہی مسلمانوں نے حاصل کی۔ اگر اس بے جان مفروضے میں جان ہوتی تو پھر بعد میں طالبان کے خلاف جاری گیارہ سالہ جنگ جس میں امریکہ کے ہمراہ نیٹو کے پچاس کے لگ بھگ ممالک بھی جدید ترین ہتھیاروں اور جنگی ٹیکنالوجی سے مالا مال ہونے کے باوجود آج کیوں شکست وریخت سے دوچار وخوار ہیں؟ برصغیر میں برٹش سامراج کے خلاف دارالعلوم دیوبند کے مرکزی قائدانہ کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

الحمدللہ آج دارالعلوم حقانیہ پاکستان وافغانستان میں دیوبند ثانی کا صحیح مصداق ہے۔ دین کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جس میں فرزندانِ حقانیہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیا ہو۔ جہادِ افغانستان جو دارالعلوم حقانیہ کی دہلیز پر ہی ہو رہا تھا تو دارالعلوم اس شور قیامت سے کہاں غافل والگ رہ سکتا تھا' اور لالہ ہائے صحرائی وکوہستانی کے قافلوں کے استقبال اور مہمان نوازی سے کیسے رُک سکتا تھا؟ چنانچہ سوویت یونین کی آمد کے ساتھ ہی ''مکتب فکر وکرامت'' حقانیہ کے فیض یافتہ آداب فرزندگی وشاگردی سے آراستہ اور اپنے شیخ کی فیضانِ نظر کے تربیت یافتہ حضرت مولانا جلال الدین حقانی اور حضرت مولانا یونس خالص حقانیؒ وغیرہ بانی دارالعلوم مرد قلندر' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی تحریک اور دعاؤں سے اس عظیم معرکے میں مصروف عمل ہو گئے اور یہاں دارالعلوم میں جاری تدریسی فرائض اور سلسلہ لوح وقلم ترک کر کے اپنے وطن کی آزادی کی خاطر شمشیر وسنان کے جوہر دکھانے کیلئے دیوانہ وار آتش نمرود میں سنتِ ابراہیمیؑ کی پیروی کرتے ہوئے کود پڑے' پھر اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ جہادِ افغانستان کی مسلسل اخلاقی وسیاسی حمایت میں مگن ہو گئے۔ اُن کی دعائے نیم شبانہ وتب وتاب جاودانہ اور حمایت بے باکانہ انہی فرزندانِ اسلام کے لئے مختص ہو گئیں۔ خود راقم نے بھی وقت کے اس اہم ترین چیلنج پر تمام توجہات مرکوز کر دیں اور اپنی تمام تر ناقص توانائیوں' پارلیمنٹ کے پلیٹ فارم پر اور سینٹ کے خارجہ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے عالمی دوروں اور وہاں کے اعلیٰ کلیدی اداروں اور شخصیات سے دوٹوک ڈائیلاگ اور بحث ومباحثے کئے۔ جس کے کچھ نمونے اس کتاب میں عالمی دہشت گردی کے تعاقب کے عنوان سے شامل ہیں' جس کا سلسلہ عالمی میڈیا سے انٹرویوز اور مکالموں کی شکل میں آج تک جاری ہے اور بلا مبالغہ دنیائے صحافت کے سینکڑوں شہرہ آفاق افراد سے یہ دوٹوک دفاعی مکالمے کی جنگ لڑی گئی' جس کا کچھ حصہ ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' نامی کتاب میں آچکا ہے۔ مقدور بھر ان کوششوں کے علاوہ مجلہ ''الحق'' کے ذریعہ بھی صحافتی میدان میں اس جہاد میں اپنا حصہ ڈالنے میں یکسو رہا' جس کی کچھ تفصیلات اس اکتیس سالہ جہاد کی ''الحق'' کی تمام فائلوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ (اور کتاب کے آخر میں دیئے گئے انڈکس میں اس پر روشنی پڑسکتی ہے) افغانستان کی قانونی طالبان حکومت پر امریکی یلغار کے خلاف پوری قوم کو متحرک اور صف آراء کرانے کیلئے ۱۰ر جنوری ۲۰۰۱ء میں ''دفاع افغانستان کونسل'' کی شکل میں پورے ملک کے دینی اور

سیاسی قوتوں کو ایک دفاعی لڑی میں پرو دیا گیا تھا (اور اب جبکہ امریکہ مکمل کر پاکستان کے دروازوں کو توڑ کر اندر آنے اور ''حقانی نیٹ ورک'' کے بہانے کے نام پر جارحیت کرنا چاہتا ہے۔ جس کی شروعات ایبٹ آباد اور مہمند ایجنسی کے واقعات سے ہو چکی ہے۔ لہٰذا ایک بار پھر یہ کونسل ''دفاع پاکستان کونسل'' کی شکل میں منظم ہو کر برسر پیکار ہے اور دن رات اس عظیم جہاد کے ثمرات کو بار آور بنانے کیلئے تگ و تاز کر رہی ہے)

احقر کچھ عرصہ جہاد افغانستان کے محاذوں میں مصروف مجاہدین علماء و طلباء اور کمانڈروں سے جنگی رپورٹیں لکھوا کر ارسال کرنے کا اہتمام کراتا رہا اور یہ رپورٹیں مسلسل مجلّہ ''الحق'' میں شائع ہوتی رہیں۔ چنانچہ شہیدوں کے عجیب و غریب ایمان افروز واقعات، غازیوں کی کامیابیوں کی روداد اور تجزیئے دنیا کے سامنے آتے رہے۔ لہٰذا زیر نظر جلد میں مجاہدین مشاہیر کے خطوط کے ہمراہ اُس عظیم جہادی دور کا بہت سا بکھرا ہوا مواد، محاذِ جنگ کی رپورٹس اور بطور نمونہ کچھ حقانی شہداء کے اسمائے گرامی اور اُن کا مختصر تعارف بھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔ جبکہ اصل تعداد ہزاروں میں ہے، پھر ۱۹۹۶ء میں تحریک طالبان جو افغان جہاد کے مقاصد سے منحرف ہونے والے لیڈروں کے خلاف ایک اصلاحی پُرامن تحریک کے طور پر ابھری تو ہم سب کو پورے زور و شور سے اس کی پشت پناہی کے لئے کھڑا ہونا پڑا، دارالعلوم اس کا مجلّہ ''الحق'' اور ہمارے سیاسی پلیٹ فارم جمعیۃ علماء اسلام نے ان کی تائید و تشہید اور دفاع کو دین و ملت اور وقت کا تقاضا سمجھا۔ اور الحمدللہ فرزند عزیز راشد الحق سلمہ نے بھی اپنے قلم و قرطاس اور صحافتی تقاضوں و ذمہ داریوں کے ذریعے ان سولہ برسوں میں ''الحق'' و اخبارات کے کالمز کے ذریعہ مسلسل صحافتی میدان میں مجاہدین و طالبان کی حمایت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ تحریک طالبان کے عروج و زوال کی داستانِ دلخراش اور پھر بعد میں امریکی استعمار کے خلاف جاری مزاحمت و آزادی کی دستیاب کاروائیوں و حقائق کو بھی یکجا کر دیا گیا ہے گویا اس جلد میں تیس سالہ افغان جہاد میں جامعہ حقانیہ کا عظیم بانی اور اس کے غیور فضلاء علماء اور شاگردوں کا جہاد افغانستان سے تعلق کو اجاگر کیا گیا ہے۔ پھر ہمارے سامنے اصحاب صفہ کے صحابہ کرام اور حضرت امام ابن تیمیہؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ حضرت سید احمد شہیدؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ولولہ انگیز شخصیات تھیں جو قال اللہ اور قال الرسول کی تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشغلے اور سیاست کے اتار چڑھاؤ کیساتھ ساتھ جہاد کیلئے بھی اپنے قول و عمل سے خلق خدا میں شعور و وجدان کے جذبے اُبھار رہے تھے۔ تحدیث نعمت کے طور پر روس کے خلاف بھی جہادِ افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ نے ایک ایسا مثالی کردار ادا کیا جس کا اعتراف آج کرۂ ارض کا ایک ایک ملک، ایک ایک ادارہ اور خود امریکہ و مغرب سمیت پورا عالم کفر بھی اچھے یا برے الفاظ اور پروپیگنڈے کی صورت میں کر رہا ہے، اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کی گئی کوششوں اور اپنے کردار پر کفر کی جانب سے لومۃ لائم پر ہمیں کوئی شرمندگی، کوئی خجالت اور کسی بھی نقصان اور خطرے و اندیشہ ہائے غرق و حرق کی پروا نہیں۔ خود روس نے اُس وقت پاکستان کے نقشے میں دارالعلوم حقانیہ کے محل وقوع پر سرخ نشان کھینچا تھا کہ یہی وہ تعلیمی و روحانی اور سیاسی چھاؤنی ادارہ ہے جہاں سے مجاہدین کی روحانی و فکری تربیت ہوتی ہے۔ اسی طرح اُس وقت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے بھی قوم سے خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور اس ناکارہ کے کردار پر خراج تحسین اور اعتراف عظمت و کمال ان الفاظ میں کیا: ''افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق مرحوم کے (جہاد افغانستان میں) کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان کی تقلید میں ان کے صاحبزادے (مولانا سمیع الحق) کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں۔''

(ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے خطاب ۵ مئی ۱۹۹۲ء ساڑھے سات بجے شام)

حقانی فرزندوں نے ستائش و تمنا کی صلہ کی پروا کئے بغیر مال غنیمت کے حصول سے مستغنی ہو کر اور کشور کشائی سے کوسوں دور صرف اور صرف جذبہ ایثار و قربانی اور شوق شہادت میں جہادِ افغانستان کے پچھلے اور حالیہ جہاد کیلئے اپنے خونِ جگر سے ایسی ایسی بہادری کی داستانیں رقم کی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر خیر القرون کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ پیر کلیسا وقت کا طاغوت، عہد جدید کا فرعون اور نار و تمرود کا علمبردار امریکہ اور اس دجالی قافلے کے شریک جرم اور سیاہ ابلیس نیٹو ممالک اسی لئے اپنی تمام شکست و ریخت کا ملبہ حقانیہ کے ایک فرزند رشید مولانا جلال الدین حقانی

اوراس کے بہادر خانوادہ کے فرزندوں اور طالبان وافغان مجاہدین پرڈال رہے ہیں اور قول و عمل سے علامہ اقبال کے اس الہامی شعر

افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج ـــ مُلّا کو اُن کے کوہ و دمن سے نکال دو

کی تصدیق کررہے ہیں اور آج اِسی لئے عہدِ حاضر کے در و دیوار اور میڈیا "حقانی نیٹ ورک" کی کامیابیوں کی صداؤں سے گونج رہے ہیں' اور راقم جیسے ناتواں سے بھی افغانستان کے حقانیوں سے امن مذاکرات اور صلح کیلئے رابطے کررہے ہیں کہ کسی طرح افغانستان سے نکلنے کا محفوظ راستہ نکالا جائے۔ایک حقیقت تو دنیا پر واشگاف ہوگئی ہے کہ حقانی کبھی شکست نہیں کھاسکتے اور نہ کبھی مٹ سکتے ہیں نہ مرسکتے ہیں نہ فنا کے گھاٹ اتر سکتے ہیں کیونکہ حقانی کے معانی حق وصداقت کے ہیں اور اس بحرِ ہستی کی سطح پر حق وصداقت کا سفینہ ہمیشہ رواں دواں رہے گا۔نہ اس کیلئے غرقابی ہے نہ اس کیلئے بادِ فنا' نہ اسکے راستے میں طوفاں حائل ہوسکتے ہیں نہ یہ مشکلات کے بھنور میں پھنس سکتا ہے کیونکہ خود خدا ہی اس کے ناخدا ہیں۔

کاش! میرے لئے ایسا ممکن ہوتا کہ اس افغان جہاد کی تاریخِ دعوت وعزیمت کی روح پرور داستانِ صد ہزار رنج والم اور لاکھوں خونِ شہیداں کے ذکر سے رنگین اس جلد کا مقدمہ اپنے خونِ جگر سے لکھ پاتا اور اُن بے کس' بے گور وکفن مظلوم لاشوں کا نوحہ و مرثیہ میر وانیس و دبیر کی طرح پیش کرسکتا اور اپنے مجروح دل و دماغ اور سوختہ جان وتن کے مقتل میں ان تیس برسوں کے جہاد کے دوران مختلف موقعوں پر صدموں' حادثوں اور عارضی شکستوں نے جو قیامتیں ڈھائی ہیں ان داغوں کی بھی کچھ تصویر کشی یا زخموں کی کچھ نقاب کشائی صفحۂ قرطاس کی زینت بنا سکتا لیکن مجھ میں ایسا کرنے کی تاب نہیں کہ ـــ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغزِ استخوان سوزد

پھر افغانستان و پاکستان کے قبائل کے لق ودق صحرا اور سرسبز کوہ بیاباں میں ان لاکھوں شہیدوں کی قبروں کی تعداد بھی گنوا سکتا جن پر نہ کوئی شمع جلائی گئی' نہ کبھی کوئی سوگوار وغمگسار پہنچا اور اُن ٹوٹے کتبوں سے بھی کچھ گمنام سپاہیوں کے نام بتلا سکتا اور بوسیدہ قبروں پر پھڑ پھڑاتے خستہ (روایتی رواج کے مطابق) جھنڈوں کی پھڑ پھڑاہٹ میں دُکھ بھری روسی وامریکی مظالم کی داستاں بھی سنا سکتا۔لیکن صحافت وادب کے ہنر سے نا آشنا اپنی ناتواں فگار انگلیاں جہادِ افغانستان کے شایانِ شان یہ مقدمہ جو کہ ایک طرح کا کتبہ بھی ہے نہ سلیقے سے لکھ سکا نہ تراش سکا' اس کے لئے تو علامہ واقدی جیسے مورخ' نسیم حجازی جیسا افسانوی قلم اور شاعرِ اسلام اور افغان قوم کی شجاعت وبہادری کے مداح علامہ اقبال اور شاہنامہ اسلام کے حفیظ جالندھریؒ جیسے الہامی شاعر و مورخ کی ضرورت تھی۔یہاں یہ چند صفحات جو دراصل قلبِ حزیں کی کاوشیں ہیں بطور تبرک اور بطور ایک "سلطانی گواہ" کے پیش کی جارہی ہیں کہ شاید یہ مقدور بھر کوششیں ہی میدانِ حشر میں اپنے کچھ کام آسکیں اور اُن لاکھوں خوش نصیب شہیدوں' غازیوں اور اس جہاد کے معاونین اور حامیوں کی صفوں کے کسی کونوں کھدروں میں ہم جیسوں کو بھی کسی شمار وقطار میں جگہ مل سکے۔ ـــ گلگونہ عارض ہے نہ ہے رنگِ حنا تو اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

محکوم قوموں کو آزادی اور ان کی بگڑی تقدیروں کو ایسے ہی مردانِ درویش اور خلعتِ افغانیت سے نوازے گئے شاہیں صفت' گلیم پوش نوجوان ہی سنوارا کرتے ہیں جو سلطاں کی درگاہ کی چوکھٹ اور بادشاہوں کی دہلیز سے کنارہ کش اور باغی رہتے ہیں۔فتح وکامیابی کے چاند ستاروں پر کمندیں ہمیشہ فاقہ مست اور ٹوٹی ہوئی جوتیوں والے ہی ڈالا کرتے ہیں' جن کی نگاہ بلند اور عقابی روحیں اسباب وسپاہ کی زیادتی پر نہیں بلکہ وہ اپنی جرأت مومنانہ اور خون کے نذرانوں سے فضائے بدر کا سماں پیدا کرتے ہیں۔بہر حال مردِ میدانی' بندہ دہقانی اور مجاہد کوہستانی افغانیوں نے برطانوی سامراج' روسی طاغوت کے بت لات اور اکیسویں صدی میں عالم کفر کے سب سے بڑے امریکی بت "منات" اور اس کے نیو ورلڈ آرڈر اور نیٹو کے "سومنات" سمیت دنیا بھر کے چھوٹے بڑے بتوں کے نظاموں کو توڑ کر اور نئی صلیبی جنگ میں انہیں شکست وریخت کے بعد ایک بار پھر ثابت کرادیا ہے کہ وہی عہدِ جدید کے محمود غزنویؒ فاتح سکندر و ذوالقرنینؒ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ شہاب الدین غوریؒ سلطان محمد فاتحؒ احمد شاہ ابدالیؒ جمال الدین افغانیؒ علامہ اقبالؒ کے تصوراتی "محرابِ گل" افغان کے حقیقی کردار اور ملا محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ کے جانشیں اسلام وہلال کی آبرو اور فاتح زمانہ ثابت ہوئے ہیں۔ ـــ افغان باقی کوہسار باقی الحکم للہ ! الملک للہ!

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل (مولانا) سمیع الحق

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک یکم جنوری ۲۰۱۲ء ـــ ۶ر صفر ۱۴۳۳ھ

مولانا محمد یونس خالص[1] امیر المجاہدین

بانی ورئیس حزب اسلامی (افغانستان)

(۱)

(کسی اہم معاملہ پر ملاقات کیلئے آمد اور مدرسہ میں انتظار)

محترم سمیع الحق مولاناصاحب، السلام علیکم، ستاسو صرف دملاقات اویوے خبرے دپارہ سلام ته راغلے یم په مدرسه کبن انتظار یم احترام. خدمتگار مولوی محمدیونس خالص جمعه

(۲)

(مہاجر کیمپوں میں وہابیوں کے مدرسے قائم کرنے کی کوشش اور مخالفت کرنے والوں کی گرفتاری)

۴/۳/۶۴

الی صاحب الفضیلة السید سمیع الحق شیخنا و استاذنا السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته وبعد فالیدکم علماً بان واحداً من الوهابیین قد أراد أنْ ینشیء مدرسة فی مخیمات المجاهدین ویخدم للتوهب ولکن بعض الاخوة من الأفغانیین الحنفیین ابوا ان یربوا اولادهم فی تلک المدرسة. فاتخذ مکراً ضدالحنفیة واحرق بیته وادعی علی الحنفیة فهم الان محبوسون فی اکورة ختک ولیس لهم ای وسیله فنرجوا من حضرتکم ان تساعدوا المظلومین والله فی عونکم. والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته،

اخوکم وخادمکم مولوی محمدیونس خالص حقانی

(۳)

(دو طلبہ کے داخلے کی سفارش بوجہ علالت حاضر نہ ہوسکنے پر معذرت)

محترم مولوی صاحب سمیع الحق السلام علیکم وعلی من عندکم ولله الحمدخیریت دی ستاسو خیریت له لوی خدای څخه غوارم محترما محمدغفور او عبدالغفور صاحبان چی اصلا دعلمی کورنی غړی دی څما دوستان او جهادی ملګری دی. الحمدلله درسونه ویلی دی غواړی دحقانیي په مدرسه کښي حدیث زده کړی. اودالبرک هم حاصل کړی. زه چه فعلا دګرځیدونه یم څکمی لیک ورکړکه نه ستاسو سلام او دا ستاد صاحب زیارت له به هم درغلی وړے. هیله ده دا څمونږ دوستان خپل دوستان وګڼړی اوتر خپل خوانه به ورسره مراعات وکړی. احترام والسلام ستاسو خادم مولوی محمدیونس خالص

---

[1] مولانا یونس خالص یا خالص بابا کاذکر کس انداز سے کیا جائے؟ شجاعت وشہامت تصلب ودیانت رسوخ فی العلم اور استقامت فی الجہاد کا پیکر کہ وہ ان تمام صفات میں واقعۃً خالص ہی خالص تھے۔ شیخ الحدیث سے تلمذ اور تعلق کی داستان آگے ان کے انٹرویو اور گفتگو میں آرہی ہے۔ حقانیہ کے قیام سے بہت قبل اللہ نے انہیں شیخ کے تلمذ سے نوازا اس لحاظ سے وہ فیض حقانی سے فیض پانے والے ہزاروں فضلاء میں سب سے قدیم اور نئی اصطلاح میں 'اولڈ بوائے'' تھے میری عہد طفولیت میں مسجد قدیم میں پڑھنے لگے اور مجھے انکی گود میں کھیلنے کا شرف حاصل ہوا جس کا ذکر ان کی زبانی کئی جگہ آرہا ہے۔ سقوط کابل کے بعد مغربی استعمار کے خلاف بھی اسی انداز میں ڈٹ گئے جیسا سرخ سامراج کے ساتھ رویہ تھا۔ طالبان کا ساتھ دیا اور جہاد کا اعلان کرتے رہے دشمن تاک میں تھا۔ زیر زمین چلے گئے اور بیمار ہوکر سعودی عرب میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور محبوب مدینہ کے قدموں میں جنۃ البقیع میں جگہ پالی انکی حسرت اور خواہش مقبرۂ حقانیہ میں شیخ الحدیث کے قدموں میں جگہ پانے کی تھی میں نے نہ صرف حامی بھرلی بلکہ خود بھی خواہش کا اظہار کیا مگر اللہ نے اس سے بہتر جگہ خیر من الدنیا ومافیھا میں جگہ دی۔

(۴)

(روسی جارحیت کے دن مشترکہ مذمتی جلسے میں شرکت کی دعوت)

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان مکرمی جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے مدعو ہے تا کہ ہمارے مشترکہ جلسے میں جو کہ روسی تجاوز کے دن کے تقبیح کیلئے برگزار ہوتا ہے اشتراک فرمائیں۔ بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء بوقت ۹ بجے صبح آدرس جی ٹی روڈ چمکنی چوک

منجانب مولوی محمد یونس خالص رئیس اتحاد اسلامی مجاہدین

(۵)

(حزب اسلامی فتوحات اور کامیابیاں)

فاضل محترم عالم گران اسلامی مولانا عبدالحق حقانی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اولاً صحت وسلامتی جناب شمارا از درگاہ رب العزت خواستہ گارم۔ درین اواخر کامیابیہا ی شایانی نصیب مجاہدین حزب اسلامی افغانستان تحت رہبری حافظ مولوی یونس خالص صاحب گردیدہ کہ روز بہ روز وسیع تر میگردد خصوصاً درولایت پکتیا یک منطقہ خیلی وسیع از سلطہ حکومت روسی قرب کابل آزاد گردیدہ و تحت تصرف مجاہدین و مسلمانان این حزب می باشد۔

چند قطعہ فوتو جہت مطالعہ جناب وخوشنودی خطہ شار وانہ شد زیرا کہ علاقہ شا با مسلمانان افغانستان زیادہ می باشد چون جناب شما یک شخصیت برجستہ اسلامی وہمدرد مسلمانان وخصوصاً افغانستان میباشید خواہشمندم کہ برآی مجاہدین وفدا کاران این حزب وکافہ مسلمانان مجاہد افغانستان وجہاں دعا گوی نمودہ واز درگاہ رب الجلیل پیروزی کامل حزب اسلامی وتمام مسلمانان افغانستان وجہاں را درا کثر اوقات ادعیہ مأثور طلب نمائید با مزید احترام فقط از طرف حزب اسلامی افغانستان

(۶)

(دفاع افغانستان کونسل کے تاسیسی اجلاس کیلئے پیغام O اسامہ کا دفاع تمام مسلمانوں کا فریضہ O ظلم کے خلاف جہاد مسلمانوں کا حق ہے O اسلام انسانیت کی توہین برداشت نہیں کرتا)

۱۵/۱۰/۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء

الحمد لله الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره الكافرون والصلوة والسلام على القائل الاسلام يعلو ولا يعلى عليه ومن تبعه باحسان الى يوم الدين.

وبعد: -څهلذن ورځی لـه اجلاس څخه په داسـی حـالـت کـی خبـر شـوم چه له يوی خواد ځو کـالو نو څخه راپیلیخوا راپیښی مریضی زبیښی او زوروليږم او همدغه راز دنړی د مسلمانانو پریشانه حالت له حده زیات پریشانه کړی یم بالخصوص دهغه گران هیواد حالت چه دسرو نوپه ورکولو اوقیمتی قربانیو موپکی. داسلامی نظام او اسلامی شریعت نفاذ پولوی ارمان وه له څو کالونو څخه را پدیخوا پداسی بد حالت کی را گیر دی چه دنجاة کشتی یی تل دډوبیدوپه‌خطر کی بنکاری، له یوی خواخما د مریضی او صحی حالت غو ښتنه لاراوه چه له نو موړی اجلاس څخه بـی برخی پاته شـم خـولـه بـل پلوه می دموضوع له اهمیت او د اجلاس لـه قیمته هم ستر گـی نشوی پټولاي نـو ځـان می مجبور باله چه د اسلام د د ښمنا نـو دضـد بـايد دغه اجلاس کی حتما برخه واخلم نو خکه می د اخپل مسئولیت درفع کو لواوپدی اجلاس کی دشمولیت په خاطر لاندي پیغام درولیږم.

لاخـدا یـه مـود خداي‌پاک په لاره کی موفق غوا ړم.موږه او تـاسـو کـه هـره خبره کوو اويا کوم تصمیم نیسو

اولنی مقصد موباید خاص دلوی الله جل جلاله رضاوی او په ذاتیا تو بناء نه وي. منبع ئي اسلامی شریعت وی او بس، نوپه همدی بناء مو نږ دنیا ته اعلانوو چه بنا غلی اسامه بن لادن ځمو نږتن او وجود او مجاهد ملګري دي نه پدی اساس چه عرب یا عجم یا دکوم نژاد مربوط دي بلکه پدی اساس چه له هغه شخصه خپل حق سلب شویدي اوله هغه سره ظالمانه رویه کیږي نوله هغوی څخه دفاع دهغوی په خپله او دنو رومسلمانانو مسلّم حق دي او پـه دی لاره کـی هـره قـربانی دقدر وړ ده، دیوه مـمـلـکـت او سیـد ونـکی دري حق لری چه خپل نظر ښکاره کړی، کوم ریژیم ئي چه خوښ نوی انتقادپری وکړی خو هغه باید یا قانع شی او یاي خبره ومنل شی نه داچه تهدید او چپ کړی شی ،ځکه پدی صورت کی به حتماً داسی عکس العمل او نتائج منځ ته راځی چه حالات به بحرانی کیږی حکومتونه به لاډیرو کړاوونو او مشکلاتو سره مخ کیږی.

نن چه نړیوال کفـر او پـه سر کی ی د امریکا حکومت د مسلمانا نو په ضد په یوه اوبله بهانه متجاوز حرکتونه حرکت کوي نو مسلمانونوته هم ددی حق حاصل دی چه ددوی ظالمانه تجاوز دفع کړی او په دی لاره کی له هـر قسم وسیلی څخه کـارواخـلـی مسـلمانان دی په خدائی توکل وکړی او د اسلام دښمنانوپرضددی متحد صف جوړ کړی پهحـرب او سـلـم کـی دی اسلامی اصول مراعات کړی. داسلام دهر د ښمن دتجـاوز دفع په اسلامی لاره جائز دی او هیڅکله هم اسلام هغه لاره نه ښای چه په هغی کی د بشریت توهین وی او یا بشریت ته صدمه رسیږي همداوجهه ده چه اسلام دد ښمن له مُثلی (پزی غوږغوڅولو)څخه منع کوی اسلام د بشریت ددرنښت لپاره راغلی نه د بشر د توهین لپاره. مو نږپـدی عقیده یو چه اسلامی امت ته ورپیښ ذلت بدون له جهاد څخه پـه بل شی نه دفع کیږی.عـزت پـه جهـاد کـی دی نوځکه باید د جهاد لاره خپله کړونترڅوداسلام ددښمنانوله شرمستطیرڅخه په امان شو. والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اخوکم فی الله مولوی محمد یونس خالص

حاجی دین محمد[1] نائب صدر افغانستان (خصوصی معاون مولانا محمد یونس خالص)

(۲)

۲۶/۱۲/۱۲ (کسی اجتماع میں نیابۃً قاری لعل محمد بھیجنے کا اطلاع)

ډیرمحترم مولاناسمیع الحق صاحب ،السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته،خدای تعالیٰ موروغ لره. دډیرمصروفیتونو پهسبب چه ددی عاجلو حالاتوپه نسبت خالص صاحب اونوروملګروته پیښ شول. دوی ونشوای کړای چه برخه واخلی.قاری صاحب لعل محمدمو درولیږه.ترڅوزمو نږ دهمدردی اویووالی احساس تاسوته څرګند کړی. ددنیادټولومسلمانانود کامیابی اویووالی په هیله. په احترام..

دین محمد (برائے مولانا یونس خالص)

---

[1] حاجی صاحب اور انکے بھائیوں جناب عبدالقدیر صاحب جناب عبدالحق وغیرہ کا تعلق مولانا خالص کے جہادی تحریک سے تھا۔ جہاد افغانستان میں نمایاں کمانڈر تھے دو بھائی شہید ہوگئے۔ حاجی صاحب اب افغانستان میں اہم ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں کسی پروگرام میں مولانا خالص صاحب کے شرکت نہ کرسکنے پر یہ معذرت نامہ بھیجا۔

(حضرت مولانا محمد یونس خالصؒ کا اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالحقؒ کو خراج تحسین)

(حضرت شیخؒ کے مجموعہ ملفوظات ''صحبتے با اہل حق'' سے ایک اقتباس)

۱۷ سال قبل ۱۲ ستمبر ۱۹۸۹ء کو مولانا یونس خالصؒ (جو اس وقت کے افغان عبوری حکومت کے وزیر داخلہ تھے) نے ایک تفصیلی انٹرویو میں اپنے استاذ اور شیخ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔ یہ انٹرویو مولانا عبدالقیوم حقانی نے لیا۔ جس کا اقتباس پیش ہے۔

س: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

ج: <u>شیخ الحدیث سے تعلق وتلمذ اور انکی عظمت</u>: آپ نے کیا مبارک ذکر چھیڑا اللہ اللہ! کیا عجیب انسان تھے۔ انکی ذات اتمام حجت تھی، علوم کے بحرِ ذخار تھے، عظیم محدث تھے، اصل مجاہد کبیر وہی تھے۔ جہادِ افغانستان میں انکے تلامذہ، متوسلین اور معتقدین نے جو کردار ادا کیا ہے اور جس طرح انہوں نے افغان مجاہدین کی سرپرستی، حمایت، بھرپور راہنمائی اور افرادی قوت بلکہ محاذ جنگ کی فعال قیادت مہیا کیا ہے۔ جہاد کی سطح پر یہ ان کا ایسا امتیاز اور اختصاص ہے کہ دوسرا اس سعادت میں ان کا شریک اور سہیم نہیں۔

میں نے حضرت شیخ الحدیثؒ سے مختصر المعانی پڑھی تھی، صدرا بھی پڑھی تھی، فنون کی اعلیٰ کتابیں بھی پڑھیں، اور دورۂ حدیث شریف بھی اُن سے پڑھا تھا۔ مسلم شریف اور بخاری شریف کا کچھ حصہ اور ترمذی شریف بھی ان سے پڑھی تھی۔ فراغت کے بعد جب بھی ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے بڑی شفقت اور ہمت افزائی فرماتے، ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی عظمت کی کیا یہ کوئی کم دلیل ہے کہ اس وقت سرحد کے وزیر اعلیٰ نصر اللہ خٹک نے آپ کے مقابلہ میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر شکست کھائی تو وزیر اعظم کے استفسار پر اس نے کہا جناب! شکست کھانا تو میرا مقدر تھا کہ میرا مقابلہ وقت کے پیغمبر سے تھا۔ (العیاذ باللہ)

<u>محاذ جنگ پر مجاہدین کو نقدی</u>۔ حضرت شیخ الحدیثؒ گاہے گاہے نقدی بھی ارسال فرماتے، محاذ جنگ پر بھی آپ مجاہدین کے لئے رقم بھیجا کرتے تھے۔ جب ملاقات ہوتی تب بھی خصوصیت سے اپنے ہاتھوں سے نقدی مرحمت فرماتے۔ ہم اسے تبرک سمجھ کر لے لیتے۔ اور پھر واقعۃً بھی عملی میدان میں اسکے بڑے برکات وثمرات ظاہر ہوتے۔

مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ ایک عظیم علمی درسگاہ ہے مگر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اسے جہاد افغانستان کی چھاؤنی بنا دیا ہے۔ افغانستان کا ہر مجاہد، ہر سپاہی، ہر کارکن، شہری اور بچہ بچہ ان کا ممنون ہے کہ انکی مساعی توجہ اور فیض وبرکت سے علم ومعرفت کا سلسلہ چلا اور جہاد کے جذبات کی انگیخت ہوئی۔ مجاہدین کا لازوال تاریخی کردار اور مخلصانہ اعمال حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔

(افغان رہنما حضرت مولانا محمد یونس خالص کی امریکی صدر ریگن سے ملاقات اور دعوت اسلام)

جہادِ افغانستان کی مناسبت سے احقر نے عرض کیا۔ حضرت دارالعلوم حقانیہ اور آپ حضرات کی خصوصی تربیت کے بڑے اثرات اور انقلابی نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ پرسوں جو اقوام متحدہ میں افغان مجاہد رہنما محمد یونس خالص نے امریکہ کے صدر ریگن سے ملاقات کی اور انہیں سات جماعتوں کی قیادت اور لیڈر شپ بھی حاصل ہے یہ سب دارالعلوم کے برکات ہیں۔

ارشاد فرمایا جی ہاں! ہماری کیا حیثیت ہے اور ہمارے کیا برکات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ مولانا محمد یونس

خالص صاحب کا اپنا خلوص وللہیت اور دیانت وجذبہ جہاد ہے جس نے انکواس مقام تک پہنچایا ہے انہوں نے پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔انہوں نے بتایا کہ میں صدر ریگن کو اسلام کی دعوت بھی دوں گا۔ انکی ملاقات اور مذاکرات بڑے جرأت مندانہ اور اپنے موقف پر استقامت کے ساتھ ساتھ اللہ کے جاہ وجلال پر انکی نظر تھی۔اس لئے اللہ نے انہیں کامیابی بخشی۔اس سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوئے ہیں،

شیخ کا یونس خالص کوخراج تحسین اور دعائیں۔ مولانا محمد یونس خالص تو دارالعلوم کے قدیم فاضل ہیں، ابھی دارالعلوم مسجد میں تھا، انہوں نے دو دفعہ دورۂ حدیث پڑھا ہے، منطق اور فلسفہ کی بھی تمام کتابیں پڑھیں، وہ زمانہ طالب علمی میں یہاں کی تعلیمی پالیسی جماعتی کام انجمن تعلیم القرآن اور اسلامی سکول کے نظام کو دیکھ کر کبھی کبھی کہا کرتے کہ جب خدا مجھے حصول علم میں کامیابی عطا فرمائے گا تو میں بھی ایک جماعت اور اس طرح خدمت دین کا ایک منظم پروگرام بناؤں گا۔ کیا خبر تھی کہ وہ اکوڑہ کے اس گمنام محلے میں لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے یہ فقیر اور درویش اپنے لباس میں شیر ہیں، مستقبل کے عظیم مجاہد اور انقلابی رہنما ہیں۔ باری تعالیٰ فتح مندیوں اور کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔انہوں نے تو ہماری روح کو تازہ کر دیا ہے۔اب شدت سے انکی واپسی اور ملاقات کا انتظار ہے، باری تعالیٰ اسے تمام فضلاء حقانیہ مجاہدین اور افغان رہنماؤں کو عافیت سے رکھے اور کامیابیاں عطا فرمائے۔ (صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۲۶۱،۲۶۲)

افغان مجاہدین سے نسبت خدمت بھی آخرت کا وسیلہ نجات ہے۔ آج حضرت شیخ الحدیث مدظلہ مولانا محمد یونس خالص کی کامیابی کی وجہ سے بڑی بشاشت اور جمال میں تھے حالانکہ صبح کو دوران رأس کی تکلیف بڑھ گئی تھی۔عصر کے وقت بھی اس کا اثر باقی تھا۔مگر مجاہدین کی ملاقات اور مولانا یونس خالص کی فتوحات نے حضرت کو اپنے درد والم سے بے غم کر دیا تھا۔اور آپ آج مجاہدین کا بار بار تذکرہ کر کے خوش ہو رہے تھے۔ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس عمل وغیرہ تو کچھ بھی نہیں ان مجاہدین سے نسبت خدمت ہے۔ یقین ہے کہ یہی وسیلۂ نجات بنے گا۔ (صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۲۶۲) (الحق جلد ۴۱ شمارہ ۱۰ جولائی ۲۰۰۶ء صفحہ ۵،۶،۷)

(حزب اسلامی افغانستان کے امیر مولانا محمد یونس خالص حقانی سے ایک انٹرویو جو شفیق الدین فاروقی مدیر الحق نے لیا)

نومبر ۱۹۷۹ء

افغانستان کے غیور اور بہادر مسلمانوں اور جذبۂ اسلامی سے سرشار مجاہدین کے کامیاب جہاد کا غلغلہ پوری دنیا میں پھیل گیا ہے۔ مجاہدین کے کئی احزاب اور جماعتیں اپنی اپنی صوابدید اور وسائل کی بناء پر کسی نہ کسی محاذ کو سنبھالی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کا کام قابل صد تحسین وتائید ہے۔ مگر رہ رہ کر ہر مسلمان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ دنیا کے ظالم اور سفاک کیمونزم انقلاب کے مقابلے میں کاش! یہ احزاب اور مختلف جماعتیں ایک جسد اور ایک جان بن کر سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اس طرح اتحاد واتفاق کی برکت سے موجودہ فتوحات اور کامرانیاں اور بھی مؤثر اور بابرکت ہوتیں۔

چار جہادی تنظیموں کے اشتراک عمل کی تقریب میں شرکت۔ ان حالات میں یکا یک یہ خوشخبری ملی کہ مجاہدین کے چار اہم اسلامی تنظیموں نے اشتراک عمل اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس بابرکت تقریب میں شمولیت کا دعوت نامہ قاصد لے کر

جب مولانا سمیع الحق صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی نہایت مسرت کے ساتھ اس تقریب میں شرکت کا وعدہ کرلیا دوسرے دن ہم پشاور میں جبہۂ ملی نجات افغانستان کے امیر شیخ صبغۃ اللہ مجددی کے مکان پر پہنچے جہاں یہ تقریب منعقد ہورہی تھی لان مجاہدین اوران کے امراء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد نبی محمدی جبہۂ ملی کے شیخ مجددی جمعیۃ اسلامی افغانستان کے استاد برہان الدین اور حزب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد یونس خالص اپنی تنظیموں کی اہم شخصیات اور مسلح مجاہدین کے ایک بڑے اجتماع کے شریک محفل تھے۔ ان میں سے مولانا محمد نبی محمدی صاحب امیر حرکت انقلاب اسلامی جن کے ساتھ علماء ومشائخ کے ایک بڑی تعداد مصروف جہاد ہے اور جن میں ایک بڑی اکثریت دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء افغانستان کی ہے۔ میں پہلے بھی بارہا ملاقات کر چکا تھا کہ دارالعلوم تشریف لاتے رہے تھے۔ اور زعماء ہمارے لئے نئے تھے آج انکی ولولہ انگیز تقاریر اور مجاہدانہ جذبات کو دیکھ کر ایک ولولۂ تازہ اور جوش ایمانی سے سارا مجمع سرشار تھا۔ اتنے میں شدید بارش شروع ہوگئی مگر جو مردان حق نہتے ہوکر روسی راکٹوں اور گولیوں کی بارش سے ذرا بھی نہ ڈگمگائیں۔ آج کی بارش رحمت کیسے ان کو جگہ سے ہلاسکتی تھی۔ مجمع آخر تک جمارہا۔ بارہ ایک بجے مجمع برخواست ہوا۔ ہمارے مولانا سب امراء سے ملے۔ شیخ صبغۃ اللہ مجددی اور استاذ برہان الدین کو اپنے جذبات سے آگاہ کیا اور پورے علمی طبقہ کی طرف سے دلی مخلصانہ جذبات کو پیش کیا کہ اتنے میں حزب اسلامی کے امیر مولانا محمد یونس خالص سے تعارف ہوا مولانا یونس خالص کی فاتحانہ اور مجاہدانہ جرأتوں کا چرچا اخبارات میں آتا رہا ہے۔ بالخصوص پکتیا کے محاذ پر اُن کی یلغار اور بذات خود ہر محاذ میں انکی مجاہدانہ یورش کا سن کر مولانا کو بھی خود ان سے ملنے کا اشتیاق تھا۔

<u>مولانا خالص کی مولانا سمیع الحق سے ملاقات انکی بچپن کا ذکر۔</u> مولانا سے متعارف ہوتے ہی مولانا محمد یونس خالص صاحب ان سے لپٹ گئے۔ اور فرط محبت سے رونے لگے اور کہا کہ میں خود حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی خدمت میں حاضری کا ہروقت سوچتا رہا۔ مگر جہاد کے کاموں نے محاذ کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دی پھر انہوں نے خوشگوار حیرت کے ساتھ مولانا سے کہا کہ ارے آپ تو دو تین سال کے تھے اور اب اتنے بڑے ہوگئے۔ پھر مختصراً تعارف کراتے ہوئے مولانا سے کہا کہ میں دو تین سال آپ کی مسجد میں حضرت کی خدمت میں بسلسلۂ تلمذ مقیم رہا ہوں۔ اس وقت آپ معمولی چلتے پھرتے تھے۔ اس کے بعد مولانا نے کچھ دیر خالص صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کا ارادہ ظاہر کیا اور خالص صاحب کو اپنی ہی گاڑی میں بٹھا کر ان کے قائم کردہ مرکز واقع تہکال بالا لے آئے۔ یہاں ان حضرات کی گفتگو کے دوران میں نے موقع غنیمت سمجھ کر ارادہ کیا کہ دنیا کے ایک عظیم استعماری سرخ سامراج کمیونسٹ روسی اسٹیٹ کے ساتھ برسرپیکار جذبۂ ایمانی سے سرشار ان نہتے مجاہدین کے اس درویش منش امیر اور خود محاذوں میں کمانڈ کرنے والے سرفروش عالم دین کے کچھ حالات بھی قارئین تک پہنچادوں بالخصوص حقانی برادری سے وابستہ ہزاروں فضلاء اور علماء جن کیلئے اپنے غیور حقانی فرزند کے ان مؤمنانہ کارناموں سے مزید مسرت حاصل ہوگی کہ مولانا محمد یونس خالص حضرت شیخ الحدیث ہی کے حقانی چشمۂ فیض کے قدیم ترین فیضیابوں میں سے ہیں اور انکی حمیت اسلامی اور جہاد حریت کے کارنامے بلاشبہ دارالعلوم حقانیہ کے مفاخر اور حضرت شیخ الحدیث ہی کے صدقات میں شمار ہوں گے۔ میں نے پہلا سوال مولانا یونس خالص صاحب سے انکے تعلیمی اور ابتدائی حالات کے بارہ میں کیا تو مولانا نے فرمایا:

<u>مولانا خالص کے ابتدائی تعلیمی حالات شیخ الحدیث سے تلمذ۔</u> "میری ابتدائی تعلیم افغانستان میں قائم درسوں میں ہوئی، دیوبند میں بھی دو چار ماہ رہا۔ مرزاقطبی وغیرہ دیوبند میں پڑھی، شرح عقائد بھی وہاں علامہ ابراہیم بلیاوی سے پڑھی، علامہ مارتو نگ مرحوم اور مولانا چکیسر صاحب حق صاحب سے بھی استفادہ کیا۔ پھر مارتو نگ سے اکوڑہ خٹک آیا جہاں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے اپنے گھر کی مسجد میں درس دینا شروع کیا تھا اور اس کا شہرہ ہر طرف پھیل گیا تھا۔ ابھی مولانا دیو بند بحیثیت مدرس نہیں بلائے گئے تھے اس دوران میں نے مولانا مدظلہٗ سے مختصر المعانی اور صدرا وغیرہ پڑھ لیا مولانا کے ایک عزیز مولوی عبدالجمیل صاحب لوند خوڑ اور صاحبزادہ صاحب[1] ماشوخیل بھی اس وقت مولانا کے درس کے طلبہ میں سے تھے۔ پھر یہاں سے ایک بار مارتونگ جاکر کچھ کتابوں کی تکمیل کی اور دوبارہ وہاں سے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولانا سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھی اور میرے ساتھ میرے بھائی مولانا محمد یوسف صاحب افغانی بھی شریک درس تھے۔ ہم دونوں کو مولانا خاص طور سے بخاری اور ترمذی پڑھاتے رہے اور تفصیلی مباحث کے لئے زیادہ زور ترمذی شریف پر دیتے تھے۔

<u>سیاسی تنظیمی کاموں کی شیخ الحدیث سے رہنمائی۔</u> دو سال تقریباً ہم مولانا کے تلمذ میں انکی مسجد میں رہے۔ اس کے بعد مولانا کا دارالعلوم دیوبند مدرس ہو کر جانا ہوا۔ اس اثناء میں حضرت مولانا نے مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے ایک انجمن اور پرائمری سکول اکوڑہ میں قائم کیا۔ یہ سب چیزیں ہمارے سامنے ہوتیں جو بعد کے سیاسی اور تنظیمی کاموں میں ہماری رہنمائی کرتی رہیں۔ اس وقت میرے نام کے ساتھ خالص کا تخلص نہیں تھا۔ یہ بعد میں رکھا گیا"۔

اپنی سیاسی وملی زندگی کے بارہ میں میرے سوال کے جواب میں مولانا خالص نے کہا کہ:۔

<u>حزب التوابین کے نام سے پہلی جماعت منہاج الدین گہیخ کے ساتھ اشتراک۔</u> "ہم لوگ یہاں سے جاکر اولا خوگیانی میں گندمک نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ میرے بھائی مولانا محمد یوسف صاحب بھی جو مولانا کے شاگرد ہیں میرے ساتھ تھے، شاید ۱۳۳۷ھ میں ہم نے حزب التوابین کے نام سے ایک جمعیۃ بنائی ہر ہر منطقہ میں اسکے دس دس افراد کا ایک گروپ بنا لیتے اور اس دوران ننگرھار علاقہ کے سُرخ خود مقام پر ایک مدرسہ بھی تشکیل دیا جیسے ہمارے مولانا نے اکوڑہ خٹک میں حقانیہ سے قبل تعلیم القرآن کے نام سے کیا تھا۔ یہ گویا ہم نے عملی درس مولانا سے سیکھا کہ اللہ نے چاہا تو اب ہمیں بھی اسے آگے بڑھانے کا موقع مل گیا تھا۔ اس اثناء میں کابل کے جناب منہاج الدین ہمارے مہمان ہو گئے اور اس دوران میں نے مشترکہ کام کرنے کا فیصلہ کرلیا اور کابل شہر میں بھی ایک گروپ بنالیا اور منہاج الدین صاحب نے میرے ہی توسط سے گہیخ نامی پرچہ نکالا کیونکہ میں اب افغانستان کے شعبۂ مطبوعات میں تھا بعد میں کابل کے مجلہ پیغام حق کا بھی مدیر رہا۔ اور دارالعلوم کابل میں تدریس کے فرائض بھی انجام دئے۔ کیمونزم کے رد میں کتابچے بھی لکھے اور دینی ملغلرے کے علاوہ رمضان وحج وغیرہ کی تشریح میں بھی کتابیں لکھیں۔ پھر جمعیۃ اسلامی کے نام سے ایک جماعت بنائی گئی اور انجینئر حبیب الرحمٰن اسکی فعال شخصیت تھے۔ دوئم اہم شخصیت جناب عبدالرحیم نیازی کی تھی اور یہ کام یونیورسٹیوں میں بھی پھیل گیا"۔

مولانا خالص نے سلسلۂ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

<u>انجینئر حکمت یار اور پروفیسر ربانی کی خالص صاحب سے علیحدگی۔</u> سردار داؤد کے دور میں میرا ایک بیٹا بھی جو بہت فعال شخص ہے اور مزار شریف میں مدرس تھا۔ مدرسہ اڈہ کا فارغ تھا اور جواب کابل میں قید ہے اور جو لویسندہ بھی تھے وہ بھی جمعیۃ اسلامی میں تھے۔ الغرض سلسلہ چلتا رہا۔ سردار داؤد آیا تو انجینئر حبیب الرحمان کو گرفتار کرلیا گیا۔ اور پھر اسے شہید کردیا گیا۔ اس وقت سے میرا بیٹا بھی گرفتار ہے۔ انجینئر گل بدین صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے بعد میں ربانی صاحب نے جمعیۃ اسلامی کا نام برقرار رکھا اور انجینئر صاحب نے حزب

۱؎ حضرت شیخ کے اس زمانہ کے اولین تلامذہ میں سے تھے۔ ماشوخیل بڈھ بیرہ پشاور نامی گاؤں کے ایک نہایت محترم خاندان سے تعلق تھا۔ غالباً اصحاب کہف میں سے مکسلمینا کے نام پر رکھا گیا تھا۔

اسلامی کا نام اختیار کیا اور اکٹھے یہ کام ہوتا رہا پھر اتحاد کے لئے کوششیں جاری رہیں۔ ہماری بھی اور دیگر احزاب کے ساتھ بھی مگر اللہ کو منظور نہ تھا کچھ علماء و مشائخ نے دوسرے نام کو اختیار کیا اور حزب اسلامی اور جمعیۃ اسلامی دونوں کو ختم کر دیا گیا۔ مگر میں نے حزب اسلامی کا نام چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اب اسکی امارت کی خدمت میرے ہاتھ میں ہے۔

<u>سب سے اہم معاون مولانا جلال الدین حقانی ہیں۔</u> حسن اتفاق یہ کہ اس کام میں میرا سب سے اہم معاون اور دست راست اور فعال شخص بھی ہمارے مولانا عبدالحق مدظلہٗ کا ہی خاص شاگرد ہے، یعنی مولانا جلال الدین حقانی جو سالہا سال مولانا کی خدمت میں رہے اور دارالعلوم حقانیہ میں دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور کچھ دن دارالعلوم میں مولانا کی خدمت میں رہ کر تدریس بھی کرتے رہے۔ وہ اخلاص شجاعت اور زہد و تقویٰ کا ایک مثالی نمونہ ہیں۔ اور میدان کارزار میں خود برسرپیکار رہتے ہیں"۔

<u>پورے افغانستان میں مولانا عبدالحق کے شاگرد۔</u> کچھ دیر توقف کے بعد مولانا خالص نے کہا کہ ایک مولانا جلال الدین کیا اس وقت ہمارے پورے افغانستان میں شاید ایسے لوگ بہت ہی کم ہوں جو بالذات یا بالواسطہ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کے شاگرد نہ ہوں۔ مولانا جمیل الرحمان صاحب، مولانا حسن صاحب کنٹر حاجی دین محمد صاحب ان کے ساتھ قومیں تھیں، قوت تھی ہم سب نے مل کر اللہ پر توکل کرتے ہوئے کام شروع کر دیا"۔

<u>جہاد میں مادی وسائل کا غیبی امداد۔</u> سلسلۂ کلام کاٹتے ہوئے میں نے مولانا سے اسلحہ اور بارود کے بارہ میں پوچھا کہ اتنی عظیم قوت کے مقابلہ میں وسائل کہاں سے آتے ہیں۔ مولانا خالص نے کہا:

"مادی وسائل کہاں خدا ہماری مدد دشمن ہی کے ہاتھوں کرتا ہے ان کا چھوڑا ہوا اسلحہ ہمیں کام دے جاتا ہے۔ ایک واقعہ سناتے ہوئے نصرت غیبی پر یقین و ایمان کو تازہ کر دیا۔ فرمایا کہ ایک بار فضائیہ نے بمباری کی تھی۔ ایک بڑا بم ہمارے ہاتھ لگا جو صحیح بچ گیا تھا۔ ہمیں طریقہ کھولنے کا معلوم نہ تھا۔ اللہ کا نام لے کر اسے ہم نے آری سے کاٹ دیا اور اس سے دس بارہ دھڑی بارود ہمیں ملا اسکو ہم نے استعمال کیا۔ دیسی بم بنا بنا کر بارود کو کام میں لائے۔ اسی طرح مجاہدین نے ایک اور بم ماہرین سے کھلوایا تو اس میں چھوٹے چھوٹے نو بم اور نکل آئے اور ۵ دھڑی بارود بھی نکل آیا"۔ اب ظہر کی نماز تیار تھی اور میں نے اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے مولانا کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے کسی دوسری فرصت میں مفصل حالات سنانے کا وعدہ بھی کیا۔ (الحق جلد ۱۵ شمارہ ۲ نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۵، ۶، ۷، ۸، ۳۷)

(افغان عبوری حکومت کے وزیر داخلہ مولانا محمد یونس خالص سے انٹرویو)

سپر پاورز افغانستان میں اسلامی انقلاب سے لرزاں اور ترساں ہیں اتباع رسول ﷺ میں کامیابی کی کنجی اور فتح کا راز مضمر ہے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۸۹ء کو افغان مہاجرین کیمپ واقع شمشتو ضلع پشاور میں جمعیۃ طلباء اہلسنت والجماعت افغانستان کے زیر اہتمام ایک عظیم تربیتی اجتماع منعقد ہوا جس میں صوبہ سرحد بھر سے دینی مدارس کے طلبہ، جمعیۃ کے کارکنان، افغان مجاہدین، زعماء جہاد اور افغان راہنماؤں نے شرکت کی۔ دارالعلوم حقانیہ سے بھی سو سے زائد طلبہ کی جماعت اس اجتماع میں شریک ہوئی۔ صدر جمعیۃ کی دعوت پر احقر نے بھی دارالعلوم کے اساتذہ

مولانا قاری محمد عباس، مولانا قاری محمد رمضان اور افغان کمانڈان جناب اولسوال محمد حکیم کی ہمراہی اور معیت میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ۹ بجے احقر کی تقریر ہوئی جبکہ اس سے قبل سوا سات بجے افغان قیادت کے بزرگ راہنما، حزب اسلامی افغانستان کے صدر اور افغان عبوری حکومت کے وزیر داخلہ جناب مولانا محمد یونس خالص صاحب سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات ہوئی۔ موصوف مرکز علم دار العلوم حقانیہ کے قدیم فاضل، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ کے تلمیذ خاص اور افغان اتحاد کے پہلے سربراہ ہیں، ان کے بےلوث مساعی اور جہاد افغانستان میں مؤثر کردار نے اُن کی شخصیت کو مزید نکھار دیا ہے۔ احقر نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور جہاد افغانستان کی تازہ ترین صورتحال سے متعلق مختصر انٹرویو بھی لے لیا جو وقت کی ضرورت اور اہمیت اور افادۂ عامہ کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔ (عبدالقیوم حقانی)

سوال: <u>بیرونی طاقتیں اسلامی انقلاب روکنے کیلئے متحد</u>: مسئلہ افغانستان کی تازہ ترین صورتحال میں افغان قیادت، امریکہ، روس اور پاکستان کے کردار اور ترجیحات کی روشنی میں کیا صورت واقعہ قرار دی جا سکتی ہے؟

جواب: افغانستان کا مسئلہ اس وقت بہت ہی نازک اور حساس مرحلہ میں ہے، پوری دنیا کی نظریں اس پر ہیں، سپر پاور زسیاسی اعتبار سے اس کے مستقبل کو اپنے اپنے دامن سے وابستہ کرنا چاہتی ہیں، مجاہدین نے میدان کارزار میں جہاد کی ایک تاریخی روایت قائم کی، اب قائدین کا امتحان ہے۔ افغان مسئلہ سیاسی اعتبار سے بڑا گنجلک اور وہاں پر خالص اسلامی انقلاب اور اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے، مجاہدین کا ہدف یہی ہے، جہاد اور قربانیوں کا اصل مقصد یہی ہے جبکہ بیرونی طاقتیں امریکہ سمیت روس بھی اور ان کے زیر اثر حکومتیں افغانستان میں صحیح اسلامی ریاست کے قیام سے لرزاں و ترساں ہیں اور ان کی اب کی تازہ حکمت عملی بھی اس میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ روس چاہتا ہے کہ نجیب افغانستان میں ناکام ہو چکا ہے، نجیب یا کوئی بھی روسی کٹھ پتلی افغانستان میں تنہا حکومت نہیں چلا سکتے۔ لہٰذا آئندہ کے نئے انقلاب میں نجیب یا کسی بھی روسی کٹھ پتلی کو حکومت میں حصہ ملنا چاہیے تاکہ وہ روسی مفادات اور مقاصد کا تحفظ کر سکے اور نئی حکومت کے لیے ہمیشہ ایک مستقل مسئلہ بنا رہے۔ امریکہ کی کوشش بھی یہی ہے کہ افغان مجاہدین انقلاب اور جہاد میں کامیاب ہونے پر تنہا حکومت بنانے کے بجائے ظاہر شاہ قسم کے لوگوں کو بھی اس میں حصہ دار بنایا جائے۔ بہر حال بیرونی طاقتیں جہاد افغانستان کی اصل اساس اور خالص اسلامی اور انقلابی روح پر یلغار کرنا چاہتی ہیں۔ وہ یہ نہیں چاہتیں کہ افغانستان میں اسلامی نظام کامیاب اور عملاً نافذ ہو کر اس علاقہ کو سکون و امن کا گہوارہ بنا دے۔

سوال: <u>پاکستان چکی کے دو پاٹوں میں</u>: حکومتِ پاکستان اس نازک اور حساس مرحلے پر مسئلہ کے حل میں کیا لائحہ عمل اختیار کیے ہوئے ہے؟

جواب: حکومتِ پاکستان کے پاس موجودہ حالات میں اس کا کوئی حل نہیں ہے، وہ تو چکی کے دو پاٹوں میں ہے، ایک طرف بھارت اور روس ہے تو دوسری طرف امریکہ، اب اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے سارا مدار اسی پر ہے۔ بہر حال ہم توقع رکھتے ہیں کہ حکومت پاکستان افغان مسئلہ کے حل میں ایسا لائحہ عمل اختیار کرے اور ایسا کردار ادا کرے جس سے جہاد افغانستان کی عظیم قربانیاں رائیگاں نہ ہوں اور خالص اسلامی ریاست کی تشکیل کا مرحلہ آسان ہو سکے۔

سوال: مجاہدین میں اختلاف: مجاہدین میں اختلافات اور باہمی منازعت کی خبریں سننے میں آرہی ہیں، یہ کس حد تک درست ہیں؟

جواب: اختلاف رائے جب خالص دینی اور اسلامی حدود کے اندر ہو، قومی فلاح، نظام شریعت کے غلبہ اور اسلامی انقلاب کے اصل اہداف کے حصول کے لیے ہو تو محمود ہے۔ مجاہدین بحمد اللہ اول روز سے اسی ہدف اور عظیم مقصد کے حصول کے لیے روسی دشمن سے برسرپیکار میں۔ البتہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، کوئی ریوڑ بھی کالی بھیڑوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر کچھ لوگ اپنی اغراض تبدیل کرلیں گے، وزارت واقتدار اور جاہ و منصب کا حصول مقصد بنالیں گے، غیر ملکی ایجنٹی کر کے قومی نوعیت کے حساس مسائل اور جہاد اسلامی جیسے عظیم کاز کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے تو انہیں خود اپنے عمل بد کی سزا بھی مل جائے گی۔ اللہ کریم تو سب کچھ دیکھ رہے ہیں، تاہم مجموعی حیثیت سے بحمد اللہ کامیابی کی طرف پیش رفت ہو رہی ہے۔

سوال: جہاد اور نظام اسلام کی تنفیذ کیلئے اسوۂ رسول ﷺ: موجودہ پیچیدہ صورتحال میں آپ کی رائے اور عزائم کیا ہیں؟

جواب: جہاد اسلامی کو پوری توجہ سے خالص اسلامی اساس پر استوار کیا جائے، کجیاں، خامیاں اور دینی نقطۂ نظر سے کمزوریوں کا بھرپور ازالہ کیا جائے۔ اسلامی حکومت کے غلبہ اور عملاً نظام اسلامی کے تنفیذ میں وہی راستے اختیار کیے جائیں جو حضور سید دو عالم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے اختیار کیے تھے۔ محاذ جنگ کے جرنیلوں، قومی سیاست کے راہنماؤں اور بہادر سپاہیوں کو سنت نبوی ﷺ اور طریق سنت اور للّٰہیت کا دامن کسی بھی مرحلہ پر ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے، فتح کا راز اور کامیابی کی کنجی اسی میں مضمر ہے۔

سوال: افغان عبوری حکومت کے استحکام کے تقاضے: افغان عبوری حکومت کی موجودہ حیثیت اور بین الاقوامی ردعمل کے بارے میں ارشاد فرمائیے؟

جواب: افغان عبوری حکومت کی تشکیل، اتحاد اور اس کا استحکام اہم ترین مسئلہ تھا، بیرونی طاقتیں اور روسی ایجنٹ کبھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ مجاہدین یکشت اور متحد ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا، عبوری حکومت کی تشکیل میں کامیابی حاصل رہی۔ اب مرکزی قیادت اور عبوری حکومت کے ذمہ داروں کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی بھی عالمی سازش اور دام ہمرنگ زمین سے خود کو محفوظ رکھنے میں زیرکی، دانائی اور پورے حزم و احتیاط کا مظاہرہ کریں۔ اس کے لیے باہمی اعتماد اور مضبوط اتحاد اور ہمہ دم ارتباط کی ضرورت ہے۔ جب نظم و ضبط اور باہمی اعتماد کی قوت مضبوط ہوگی اور خلوص و للّٰہیت ہوگی تو دنیا کی کوئی طاقت اس میں دراڑ نہیں پیدا کر سکے گی۔

سوال: جلال آباد کی تازہ ترین صورتحال کیا ہے؟

جواب: جلال آباد، کابل، قندھار، خوست، غرض مجاہدین مختلف محاذوں پر جنگ لڑ رہے ہیں۔ حالات مایوس کن نہیں امید افزا ہیں تاہم سیاسی طور پر بڑے حزم و احتیاط اور فکر و تدبر کی ضرورت ہے دشمن بڑا عیار، مکر و فریب اور دجل و تلبیس کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

سوال: پاکستان اور انصار کا کردار: پاکستان کے مسلمانوں نے انصار کا کردار ادا کیا ہے، اس بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب: جی ہاں! پاکستان کے مسلمانوں نے ہمارا تعاون کیا، ہمیں اپنی زمین پر بسایا، پناہ دی، معاونت اور نصرت میں ہر ممکن تعاون کیا، سب ہمارے شکریئے کے مستحق ہیں، بہت اچھا سلوک کیا ہے اور دینی اعتبار سے ہم سب ملت واحدہ ہیں، ہماری جنگ آپ کی جنگ ہے، آپ کا غم ہمارا غم ہے یہ ہمارا آپ کا اور تمام عالم اسلام کا دینی فریضہ ہے کہ وہ جہاد افغانستان کی بھرپور حمایت کریں۔

سوال: قبائل میں مجاہدین کے خلاف سازشیں: حال ہی میں بعض قبائل کی جانب سے جو افغان مجاہدین کی مزاحمت کی جارہی ہے اس سے جہاد افغانستان کہاں تک متاثر ہوا ہے؟

جواب: قبائل میں افغان مجاہدین کے خلاف جو تحریک شروع ہے اور وہاں غیر ملکی اشاروں پر چلنے والے بعض مفاد پرست عناصر سادہ لوح مسلمانوں کو جو افغانوں کے خلاف بھڑکا رہے ہیں اس سے جہاد افغانستان یا مستقبل کے آزاد اسلامی افغانستان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ اس سے خود پاکستان کو نقصان ہوگا۔ جس ملک میں کرائے کے مزدور پیدا ہو جائیں، غیروں کے وفادار پیدا ہوں گے تو وہ ملک تباہ ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ روسی اشارہ پر کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ افغانستان میں آزاد اسلامی ریاست قائم ہو کر رہے گی، مگر حالیہ خطرناک قبائلی تحریک سے پاکستان کو نقصان ہوگا۔ (ماہنامہ الحق جلد ۲۵ شمارہ ۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

(دارالعلوم میں افغان مجاہدین کا ایک اجتماع اور مولانا محمد یونس خالص کا اپنے مادر علمی کو خراجِ تحسین)

۱۲ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعہ کو جمعیۃ طلباء شرعیہ افغانستان کے زیر اہتمام افغانستان میں خانہ جنگی کے خاتمے اور افغانیوں میں اتحاد کی کوششیں تیز تر کرنے کے سلسلہ میں جامع مسجد دارالعلوم کے صحن میں ایک سیمینار منعقد ہوا، مہمان خصوصی حزب اسلامی افغانستان کے امیر مولانا محمد یونس خالص تھے۔ اجلاس کا آغاز صبح ۱۰ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ عظیم گوریلا جرنیل حاجی دین محمد فاتح ننگرہار نائب سرپرست اعلیٰ حزب اسلامی قاری محمود شاہ، مولانا اسد اللہ، مولانا سید رسول اور مولانا احمد شاہ نے تقریریں کیں مہمان خصوصی مولانا محمد یونس خالص نے اپنی تقریر میں کہا۔

''ہم نے دارالعلوم حقانیہ میں تعلیم حاصل کی یہاں سے جہاد کا درس لیا یہاں سے ہماری فکری ذہن سازی ہوئی یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کا زمانہ تھا مولانا سمیع الحق اس وقت بہت چھوٹے اور الف باء پڑھتے تھے اس وقت مسجد قدیم سے یہاں دارالعلوم منتقل نہیں ہوا تھا۔ اب جہاں دارالعلوم ہے یہ ایک دشت وصحراء تھا ہم لوگ شہر کی مساجد میں رہتے تھے اور گھروں سے ٹکڑے اکٹھے کر کے اس پر گزر اوقات کرتے تھے وہ محبت کا دور تھا ہم سب طلبہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہتے تھے حضرت مولانا عبدالحقؒ کو اپنے باپ سے کسی طرح کم نہیں سمجھتے تھے وہ حضرتؒ کا اخلاص تھا کہ ایک چھوٹا سا مدرسہ اتنے بڑے جامعہ میں تبدیل ہوا اور آج وہ ایک عظیم مرکز بن چکا ہے۔ یہاں کے طلبہ یہاں کے فضلاء اور روحانی ابناء اس لیے کامیاب ہیں کہ وہ اپنے شیخ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت کرتے تھے انکی بات مانتے تھے انکی ہر بات پر سر تسلیم خم کرتے تھے۔

<u>مولانا فضل الرحمان کی سیاست پر افسوس:</u> ہمیں یہ سن کر بہت افسوس ہوا تھا کہ مولانا مفتی محمودؒ کا بیٹا مولانا فضل الرحمٰن ایک عظیم باپ کے بڑے بیٹے ہونے کے باوجود سیاسیات میں اپنے استاذ اور مربی مولانا عبدالحقؒ کی مخالفت میں کام کرنے لگا۔ اپنی مادر علمی اور اپنے شیخ کے موقف کی مخالفت کی اور آج وہ کہاں جا پہنچا ہے؟ ہم تو یہاں کے شاگرد ہیں یہاں کے اساتذہ اور بانی مرحوم سے نسبت تلمذ پر ہم فخر کرتے ہیں انکی اولاد اور اولاد کی اولاد کی بھی غلامی سعادت سمجھتے ہیں مگر ہم حیران ہیں کہ مولانا مفتی محمودؒ کے فرزند کیسے اپنے شیخ کی مخالفت کی جرأت کرتے رہے بس یہ بھی تو اللہ کی شان قدرت ہے۔ ''یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی'' ۔ مولانا محمد یونس خالص نے جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق کے مساعی کو سراہا۔ آخر میں مولانا سمیع الحق نے خطاب فرمایا افغانستان کی موجودہ حالت زار پر افغانیوں کو باہمی اتحاد و اعتماد کی طرف توجہ دلائی اور قیادت کو انکی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ (ماہنامہ الحق جلد ۳۰ شمارہ ۱/ اکتوبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۶۰، ۶۱)

(ساری زندگی شیخ الحدیث کے لئے گئے عہد پر کاربند رہا)

استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیثؒ نے ہمیں قرآن اور حدیث کا سبق پڑھایا لیکن اسکے ساتھ ساتھ عملاً جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مساعی کی ترغیب بھی دی۔ انہوں نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تم یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آرام سے نہیں بیٹھو گے۔ دین کی خدمت کرو گے۔ دین کو سربلند رکھو گے۔ ہر صورت میں ہر جگہ دین ہی کا، شریعت کا اور علم دین کا کام کرو گے۔ تدریس کی شکل میں کبھی تبلیغ کی شکل میں، کبھی وعظ اور نصیحت کی شکل میں اور کبھی باطل قوتوں کی سرکوبی کے لیے جہاد کی شکل میں۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ پاک نے حضرتؒ کو ان کی زندگی میں انکی روحانی اولاد دارالعلوم کے فضلاء کا ہر محاذ پر، دین اسلام کے ہر پہلو پر کام کرتے دکھا دیا خاص کر حضرتؒ نے ہم سے جہاد کے لیے جو عہد لیا تھا آج خدا کا فضل ہے کہ افغانستان کے ہر سنگر میں ہم گنہگار اور انکے تمام فضلاء اس کو ملحوظ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت ہمارے جہاد افغانستان کے سرپرست تھے۔ یہ سب ان کی معاونت تھی۔ انہوں نے ہمیں جہاد کے لیے محاذ جنگ کے جرنیل دیے۔ مجاہد اور غازی دیے۔ انہوں نے ہمیں ایک سپر پاور اور بڑی طاقت سے مقابلہ کے لیے مفید مشوروں سے حوصلہ دیا۔ پُر خلوص اور غائبانہ دعاؤں سے ہماری مدد کی۔ انکے شاگرد ہر محاذ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہ دارالعلوم حقانیہ ہماری مادر علمی ہے۔ مجاہدین کی چھاؤنی ہے۔ یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے باقیات صالحات سے ہے۔ اب ہمیں توقع ہے بلکہ یقین ہے کہ حضرتؒ کے جانشین حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ بھی اپنے والد گرامی قدر کی طرح ہماری سرپرستی فرمائیں گے جس طرح حضرت کی زندگی میں انہوں نے ہمارے ساتھ جہاد کے مشن کی تکمیل میں شریک رہیں گے کہ ہم سب مسلمان ہیں اور جہاد ہم سب کے لیے ایک فریضہ ہے۔ حضرتؒ کی وفات سے مجاہدین یتیم ہو گئے ہیں اور محاذ جنگ کے سنگروں کی روحانی رونقیں ماند پڑ گئی ہیں۔ تاہم ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک زندگی ہے ہم نے حضرت سے جو عہد کیا تھا اس کو آخری دم تک نبھاتے رہیں گے۔

(جلال آباد کا اچانک دورہ مولانا یونس خالص اور گورنر ننگرھار حاجی قدیر سے ملاقات)

(پشاور) جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے افغانستان کے شہر جلال آباد کا اچانک دورہ کیا۔ اور وہاں بعض اہم افغان رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ مولانا سمیع الحق کا دورہ اتنا اچانک اور خفیہ تھا کہ طورخم سرحد پار کرنے کے بعد سرحد پر متعین پاکستانی انتظامیہ کو اس کا علم ہوا‘ طورخم پھاٹک عبور کرتے ہی صوبہ ننگرہار کے گورنر حاجی قدیر صاحب کے طرف سے راکٹ لانچر بردار مسلح کمانڈوز کی گاڑیوں نے انہیں اپنی حفاظت میں لیا اور جلال آباد پہنچایا مولانا سمیع الحق گورنر حاجی قدیر کے مہمان تھے اور جلال آباد میں ایک رات اور ایک دن قیام کے دوران گورنر حاجی قدیر خود ان کی گاڑی ڈرائیو کرتے رہے اور انہیں جلال آباد شہر کے علاوہ جلال آباد شہر کے ارد گرد ہونے والی جنگ کے مورچوں اور اہم مقامات کی سیر کرائی‘ گورنر جلال آباد حاجی قدیر جو عظیم مجاہد مولانا یونس خالص کے حزب اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کو مولانا محمد یونس خالص کے ہاں بھی لے گئے جو مولانا سمیع الحق کے والد مولانا عبدالحق مرحوم کے خاص اور اولین تلامذہ میں سے ہیں اور جو پچھلے ماہ پاکستان سے مستقل طور پر نقل مکانی کر کے جلال آباد شہر کے مضافات میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں۔ دونوں رہنماؤں نے مولانا محمد یونس خالص اور حزب اسلامی کے رہنماؤں سے طویل ملاقات کی۔ جلال آباد میں جہادی شوریٰ میں

شامل جناب حکمتیار، جناب استاد سیاف کے اہم نمائندوں نے بھی مولانا سمیع الحق سے ملاقاتیں کیں، واپسی میں مولانا سمیع الحق جلال آباد انتظامیہ کے مسلح کمانڈوز کے حفاظت میں پاکستان کی سرحدوں تک پہونچائے گئے اور شہر سے کئی میل باہر گورنر قدیر نے انہیں رخصت کیا۔

حضرت مولانا محمد یونس خالص مرحوم کیلئے ایصال ثواب اور تعزیتی اجتماع،

مہتمم دارالعلوم مولانا سمیع الحق کا خراج عقیدت

۲۶ رجولائی ۲۰۰۶ء کو اسباق کے اختتام پر دارالعلوم کے ایوان شریعت میں مولانا محمد یونس خالص کی دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوئی۔ مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی اور بانی دارالعلوم حضرت مولانا عبدالحقؒ کے قدیم اور اولین تلمیذ رشید کو عالم اسلام کا خسارہ قرار دیا اور کہا کہ مولانا یونس خالص اسلام کے جہادی تاریخ میں اپنے لئے ایک نمایاں مقام ثبت کر کے حیات ابدی حاصل کر چکے ہیں۔ مولانا یونس خالص روس کے خلاف عظیم جہاد کے بانیوں میں سے تھے ان کی زندگی سادگی، دینی حمیت اور علمی پختگی میں بے مثال تھی۔ انہوں نے جہادی پارٹی حزب اسلامی کی بنیاد رکھی اور روس کی شکست کے بعد بعض جہادی گروپوں کی خانہ جنگی کے بعد اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھا۔ وہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ مرحوم کے اولین شاگردوں میں سے تھے۔ جنہوں نے قیام دارالعلوم سے بہت پہلے اکوڑہ خٹک کی قدیم مسجد میں اپنے شیخ سے دورہ حدیث وغیرہ کی تکمیل کی، اس لحاظ سے انہیں دارالعلوم حقانیہ کے ہزاروں سند یافتہ فضلاء میں قدیم ترین اور اولین مقام حاصل ہے۔ وہ عمر بھر اپنے شیخ اور استاد کے فدائی رہے اور جہاد افغانستان کیلئے ہر لحہ ان سے ہدایات اور رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے میرے ساتھ جہاد افغانستان کے دوران پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ علماء اور وکلاء اور عوام کے مختلف طبقوں تک پہنچایا۔ جہاد افغانستان مین ان کا مقام امام شامل جیسا تھا۔

عظیم جہادی کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی اور طالبان کے امیر المؤمنین ملا محمد عمر نے روس کے خلاف جہاد میں ان کی کمانڈ میں حصہ لیا، ان کی خواہش اپنے شیخ مولانا عبدالحق مرحوم کے پہلو میں تدفین کی تھی۔ مگر نامساعد حالات کی وجہ سے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی اور انہیں نامعلوم مقام میں دفن کیا گیا۔ دارالعلوم حقانیہ میں اپنے عظیم قابل فخر سپوت کی وفات کی خبر بڑے رنج وغم سے سنی گئی۔ ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کا سلسلہ جاری رہا۔ ماہنامہ الحق جولائی ۲۰۰۶ء صفحہ ۷

امیر المجاہدین مولانا جلال الدین حقانی [1] افغانستان

(۱)

(یونس خالص کو بعض علماء کو اسلحہ دینے کی سفارش کریں)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. مایان صحت داریم سلامتی و کامیابی دارین شمایان از درگاه خداوند متعال مدام الوقت خواسته و جویانم.

محترما آرنده خط هذا خندازده صاحب عبدالکریم که فاضل دار العلوم حقانیه میبا شد برائے شمایان بهتر معلوم است و شفاهاً همراه او سخن کردم باین نتیجه رسیدم که ماحول خالص صاحب بعض وطن دران هستند و آنها نمیخو اهند که به معرفت مایان بکدام شخص عالم متداین اسلحه داده شود فلهٰذا بعض فاضلان حقانیه برائے شمایان معرفی میشود که تایان یک خط معرفیت به خالص صاحب ارسال فرمائید زیرا که بسیار تاثیر پیدا میکند. باحترام مولوی جلال الدین حقانی فاضل حقانیه مولوی احمد گل عفی عنهٗ فاضل حقانیه

(۲)

(اسیر قیدیوں کی رہائی کیلئے کوشش کرنے کی خواہش)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. دالله پاک څخه ستاسو صحت او جوړتیا غواړو موږ تاسو ته دخدائے تعالیٰ فضل دے شه صحت او عافیت لرو. جناب محترم: عرض دادے چه زمونږ مربوطه مجاهد چه میرزا علی نو میږی دده یوورور عبدالرحمن اوبل ئے پلار چه عید محمد نومیږی دواړه دپاکستان د حکومت د خواد قتل په موضوع نیولی دی چه دوی کوم ظلم د چا سره نه دے کړے د میرزا علی پلار اور رورنړے داټک په منطقه کړپه جیل کې بندیان دی نو په همدی سبب موضوع زمونږ خواتاسوته عرض شوه چه میرزاعلی ډیر مخلص غریب او مجاهد دے تاسې به خپلی مهربانی سره سم دده ورور اوپلار ورته راخلاص کړی یابه لوړو مقاماتوته سفارش و کړی ترڅودغه مظلومان راخلاص شی او یوورور ئے هم دغلته ۱۸ میاشتے کیږی چه چارزلے دے دهغے قاتلان هم تراوسه حکومت نه دی نیولی او نه ددوی عرض او شکایت کوم ځائے ته رسیږی په درناوی. مولوی جلال الدین حقانی فاضل حقانیه

---

[1] جہاد افغانستان کے عظیم گوریلے کمانڈر مولانا محمد یونس خالص امیر حزب اسلامی کے دست راست، سویت یونین کے قبضہ کے بعد جہاد کے منظم کرنے میں انکا بنیادی کردار ہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں تحصیل علم کی۔ پھر دارالعلوم میں تدریس کی ذمہ داری سنبھالی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے نہایت معتمد قریبی اور چہیتے شاگرد۔ علوم عقلیہ ونقلیہ پر بڑی دسترس رکھتے ہیں خوست پکتیا، پکتیکا ژاور میں فتح کے جھنڈے گاڑے۔ افغانستان کی غیر ملکی استعماری طاقتوں کے خلاف مولانا حقانی کی جدوجہد تادم تحریر ۱۹ اپریل ۲۰۱۰ء جاری اور ساری ہے۔ مولانا بیمار اور صاحب فراش ہیں نگرانی کا مشن انکے بہادر اور غدر فرزند مولانا سراج الدین خلیفہ اور خاندان کے دیگر افراد سنبھالے ہوئے ہیں۔ خلیفہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم مجاہد باپ کے روحانی اور ایمانی صفات سے نوازا ہوا ہے۔ افغانستان کی آزادی کے بعد اکثر جہادی لیڈر باہمی محاذ آرائی اور خانہ جنگی کے شکار ہوئے اور اکثر سامراجی طاقتوں اور امریکہ نواز کرزئی حکومت کے سامنے سرنڈر ہوگئے۔ کچھ مصلحتوں کے شکار ہوئے مگر اس مرد آہن حقانی کی استقامت میں لغزش نہ آئی۔ آج بھی امریکہ کے حکمران اور جرنیل مولانا کے ''حقانی نیٹ ورک'' کا واویلا کر رہے ہیں۔ مولانا کا اپنے شیخ اور مادر علمی سے جو تعلق عقیدت اور دارفتگی ہے۔ اسکی کچھ جھلکیاں خطوط کے آخر میں انکے انٹرویوز اور حقانیہ میں تقاریر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۳)

۱۶/۴/۹۰ء (ایک قوماندان مجاہد کے ساتھیوں کے راشن واگذار کرانے کی خواہش)

جناب محترم سینٹ ممبر مولانا سمیع الحق صاحب. السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. ستاسو بری او عزت دلوئے رب الوهاب څخه غواړو عرض دادے چه زمونږ یو قوماندان مولوی سعید الله پورے مربوط مهاجرین چه فعلاً ئی راشن پاسونه ورځنی نیولی دی هیله ده چه مربوط خانگی ته ورسره دشناختیوار په خلاصون کے ورسره همکاری او معاونت و کړی دابه ستاسو دجهاد او مجاهدینو سره همدردی وی په لوئی او مهربانه ذات موسپارو په درناوی الحاج مولوی جلال الدین حقانی

(۴)

(تمام افتخارات حقانیہ کے اصل شاگردوں اور طلبہ کا حق ہے O یہاں اسلام کا علم سدا لہراتا رہے گا)

جناب محترم دحقانیۍ دارالعلوم مهتمم صاحب . السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. دلویٔ خدائے نه تاسو بری غواړو دالله په نصرت او ستاسو په مرانه مونږپوره باورلرو چه د حقانیی طلباء کراموروسانو سره په جهاد کی اوبیادشر اوفساد تپلوته دحقانیت درس دتوری په زورور کړی چه ټول افتخارات او سرلوړی ددے مدرسے اصلی شا گرد انولکه تاسو محترم ته رسی اوس چه په شمال کی کفری او فسادی خالی ماتی شوی پاکواو پیاوړو ورونوته دکم وخت د پاره ضرورت ده چه د اسلامی اصولو په رنړا کی دا بیرغ چه د اسلام په لیکلو ښکلی کړی شوی دتل لپاره رپالده وسالی په اوس وخت کی دکار اووظیفی دائره پراخه شوی نوځکه صالح مخلص مسلمانوته ضرورت ده که تاسو محترم هدایت و فرمائی چه طالبانو ورو نړه سیمه کی د همکاری په خاطر ولاړشی نورمو په خدائی سپارم په احترام جلال الدین حقانی

نوټ: کله چه دحقانی طلباء حرکت وکړی باورلرم چه ټولی مدرسی به هم ددوی دحرنوځخه پوره درس واخلی.

(۵)

(شیخ الحدیث کی کامیابی پر مبارکباد O بعض بے گناہ قیدیوں کی رہائی کی خواہش)

ډیر محترم او عزتمند استاد مولانا صاحب سمیع الحق . السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. محترما اول ستاسو صحت او عافیت او کامیابی دخداوند متعال څخه غواړم اوبیا زما سلام مولانا صاحب ته هم ورسوه اود مولانا صاحب د کامیابی مبارکی هم ورته وایم اوخپله مونږډیرزیات خوشحال شوو الله پاک موهر وخت کامیاب لره پس للپنه عرض دادے چه ددے دوسته خان زوی چه جان محمدئے نام دے د قتل په معامله کښی حکومت پاکستان بند کړی دی او فعلا دے هری پور په جیل یعنی بندیخانه کښے دی او مدعی ئے هم ابراء کړی ده لیکن حکومت ئے نه خلاصوی او ذکر شوی دوسته خان زمو نږنزدی نزدے عزیز او قریب دی او ډیر یوعاجزاو مظلوم سړی دے نو که تاسو ددهٔ سپارش په حکومت کښے یوداسے صاحب منصب او افسر ته وکړی چه دده سره دقتل په معامله کښی کومک او همکاری وکړی اوددهٔ زوی جهان محمد دبندی خانے نه خلاص کئی نو ډیره مهربانی به مووی په دے باره کښے موتوجه غواړم نورموپه الله سپارم په احترام.

المجاهد مولوی جلال الدین حقانی

(۶)

(حقانیہ کے اجتماع وفاق میں صرف سیاف اور خالص کے مفصل خطاب کرانے کا مشورہ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

فضائل مولوی ......مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم نسبت ضیقت وقت متمنی ایم که به عوض اینکهسه یا دوسفر تبلیغ کند ....ازطرف علی مهاجرین ومجاهدین استاد سیاف صاحب اظهار مطلب مجاهدین نماید کافی است و تقریر استاد سیاف به عربی می تقرید و تقریر مولوی صاحب خالص به پشتو.[1]

جلال الدین حقانی

(۷)

(جہاد کیلئے امداد کا حصول ○ سمیع الحق کو مفتی محمود صاحب کے پاس بھیج کر کچھ افراد کو عرب امارات کا ویزا دلوانے کی خواہش)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

بخدمت فیضدرجت ......سعادت کیمیاخاصیت جناب محترم مولانا ومرشدنا شیخ الحدیث مهتمم صاحب دارالعلوم حقانیه اکوڑه خٹک السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. از همه او بهتر صحت وجود ذیبود آن محترم بافامیل نجیب شان از خدای کریم جل جلاله شیخورهم واز جانب مایان الحمد لِللّٰه خیریت است.
معرفی مایان که از جانب آن حضرت محترم صورت آفته مار الرهون استنان ساخته است. ولی از آنجا که رددلست شکسته حواله گردن است. بازهم امید مابشارت و میخورهیم که لطفاً جناب مولوی صاحب سمیع الحق را تکلیف داده بامولوی صاحب احمد گل نزد محترم مفتی صاحب تشریف ببرد تا جناب شان اری از وزارت خارجه ....پاکستان، ابوظهبی برسری چار نسفر ماکه درآنجامصروف کارند خیرفته که چنده را..... هر جای جمع کرده متواله . (اعنی جلال الدین) مولوی گل رحمان حقانی

(۸)

(جمعیت اور دینی جماعتوں کی گروہ بندی ختم کرانے کی کوشش)

بگرامی خدمت محترم ومکرم حضرت مولانا صاحب دامت برکاتکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس۔ آں محترم کے دین پرور جذبات اور روح ایمانی سے معمور احساسات کے پیش نظر ملتمس ہوں۔ کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر، علماء کرام کی باہمی برادرانہ اتحاد و دینی تقاضوں کی للکار اور وقت حاضر کی اہم پکار ہے۔ جس سے نہ صرف پاکستان میں ملت اسلامیہ کی ایک عالمگیر باوقار اسلامی قوت پیدا ہو جائے گی بلکہ موجودہ پرفتن دور کے بدعقیدہ، بے دین، ملحدین اور اسلام دشمن عناصر کے ناپاک حوصلے پست، اور کافرانہ عزائم خاکستر ہو جائیں گے۔ اگر بزرگوارم جیسے حساس، خداترس، بااثر علمائے ربانیین نے جمعیت کے ان دو ٹکڑوں اور دیگر دینی تنظیموں کے مختلف گروہوں کو یکجا کرنے میں ہماری مدد فرمائی تو بمشیۃ اللہ تعالیٰ و بفضلہ علماء اسلام کی یہ بکھری ہوئی قوتیں ایک دفعہ پھر متحد ہو کر زندقہ والحاد کے پرستاروں کی سرکوبی کے لیے بنیان مرصوص ثابت ہوں گے۔

---

[1] دارالعلوم میں غالباً وفاق المدارس کے عظیم اجتماع کے موقعہ پر زعماء جہاد تھے مولانا حقانی نے اس خط میں مشورہ دیا کہ کئی افراد کی تقریروں کے بجائے استاد سیاف کو موقع دیں کہ وہ عربی میں تقریر کریں اور مولانا یونس خالص پشتو میں۔

خدانخواستہ اگر ہم اس دفعہ بھی آنے والے انتخابات میں حسب روایات سابقہ درونِ خانہ فرقہ بندی کی خانہ جنگیوں میں مصروف رہے تو پہلے سے کہیں زیادہ جمعیت کی راسخ و مضبوط شخصیت متزلزل ہوکر انتہائی مذموم و مہلک نتائج سے ہمکنار ہوگی۔ اب تو ہمیں ماضی کے تلخ تجربات سے سبق لے کر محض رضائے مولیٰ کی خاطر تمام اختلافات و مشاجرات کو بالائے طاق رکھ کر پورے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ یک جسم و جان ہونا چاہئے تاکہ ابھی سے متفقہ طور پر پوری قوت و جانفشانی کے ساتھ آئندہ انتخابات اور دیگر اہم مسائل کے لئے منظم پالیسی کے ماتحت سرگرم عمل ہونے کے قابل بن جائیں۔ بنا بریں بزرگوارم سے ملتجی ہوں کہ اس اہم قضیہ کے سلسلہ میں فوری طور پر اپنے مفید مشوروں سے مطلع فرماویں تاکہ انکے مطابق بہت جلد عملدرآمد شروع ہوسکے۔ اگر پاکستان کے چند چیدہ علماء کرام کا پہلا اجلاس ہمارے منبع العلوم میں منعقد ہوجائے تو ہم خدام کے لئے باعث صد افتخار اور موجب صد برکات ہوگا۔ بصورت دیگر آں محترم جہاں بھی مناسب سمجھیں ہم خدام لبیک کہیں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہتمم مدرسہ منبع العلوم، میران شاہ ضلع بنوں شمالی وزیرستان جلال الدین حقانی

(۹)

(امداد بھیجنے کا شکریہ O روسیوں کا جانی و مالی نقصان عظیم فتوحات O آپ کی دعاؤں پر زندہ ہیں)

۲۳/اپریل ۱۹۸۶ء

<u>جہادِ افغانستان کی تازہ رپورٹ:</u> مولانا محمد علیم فاضل حقانیہ نے جہاد افغانستان کو جاتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے اجازت اور دعا حاصل کی آپ نے انہیں اجازت دی اور جہاد افغانستان کے مرکزی رہنما اور عظیم کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) کے نام دریافت حال کے لیے مکتوب بھی لکھا، موصوف نے ۲۳ اپریل ۸۶ء اس کا جواب ارسال فرمایا۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے جو جہاد افغانستان کی ایک تازہ رپورٹ ہے۔

جناب عالی القدر استاذ المکرم حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی صحت اور عافیت کے لیے خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں ہم اب تک خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحت مند اور تندرست ہیں آپ محترم کا گراں قدر مکتوب موصول ہوا اور وہ مدد اور خصوصی نصرت جو نقدی کی صورت میں آپ نے مجاہدین کے لیے اور کچھ میری ذات کے لیے بھیجی تھی وہ بھی موصول ہوئی ہمارے مرکز ژاور پر ۱۴ اپریل ۸۶ء کو ملحد حکومت نے حملہ کیا تھا۔ زمینی فوج ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ اتاری گئی تھی۔ مگر الحمدللہ کہ مجاہدین ثابت قدم ہے۔ ۴۲۰ فوجی اور ان کے امراء کمانڈر مجاہدین کے ہاتھوں مردار ہوکر جہنم رسید ہوئے اور بعض زندہ پکڑے گئے۔ یہ پہلے روز کے حملہ کی رپورٹ ہے ۴۲۰ میں ۷۰ زندہ ہیں جن میں ۳۲، ان کے بڑے افسر اور بڑے درجے کے فوجی ہیں، جو اب تک مجاہدین کے ہاتھوں میں قیدیوں کی حیثیت سے محفوظ ہیں۔ ۷ اپریل سخت بمباری ہوئی اس روز میں بھی قدرے زخمی ہوا مگر خدا کا فضل ہے کہ اب تک صحت مند ہوں جنگ اس وقت تک جاری ہے ملحدین کو مجاہدین نے جو نقصان پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۸۰۰ افراد ان کے مارے گئے ہیں۔ ان کے تمام مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد ۱۴۰۰ ہے چھوٹا بڑا اسلحہ جس میں توپیں، کلاشنکوف بندوقیں وغیرہ ہیں ان سے پکڑا گیا ہے جس کی مجموعی تعداد ۶۰۰ بنتی ہے یہ بھی ہمارے قبضہ میں ہے۔ میرے گروپ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین جو شہید ہوئے ۸۲ ہیں اور ۲۵۰ مجاہدین زخمی ہوئے ہیں، آج کے روز یعنی ۲۲ اپریل کو مجاہدین کے مرکز سے ملحد حکومت کی فوجیں بحمداللہ شکست کھا کر پیچھے کو ہٹ رہی ہیں۔ ہم تو آپ کی دعاؤں پر زندہ ہیں اور آپکی دعا چاہتے ہیں ومن اللہ التوفیق۔ (نوٹ) چار ہیلی کاپٹر گیارہ جیٹ طیارے بھی ہم نے دشمن کے مار گرائے ہیں۔ ہم نے دشمن کے تین پائلٹ زندہ گرفتار کر لئے ہیں۔ جو ہمارے قبضہ میں ہیں۔

والسلام　　آپکا شاگرد محتاج دعاء جلال الدین حقانی بقلم خود　　۲۳۔ اپریل ۱۹۸۶ء

(محاذ جنگ سے ایک اہم رپورٹ)

(جہاد کے واقف کار افغانی رفقاء کو نصرت و کمک کیلئے بھیجنے کی اپیل ○ شیخ الحدیث کی فرطِ مسرت اور بشاشت جلال الدین حقانی کو خصوصی مکتوب اور پیغام)

چند روز قبل مجاہدین کے عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانی صاحب جو دارالعلوم کے فاضل ہیں کا خط حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دامت برکاتہم اور تمام اساتذہ کے نام آیا تھا کہ ساٹھ ہزار روسی فوج جو ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس اور بمبار طیاروں کی حفاظت میں روانہ کر دی گئی ہے۔ اور ان کا عزم یہ ہے کہ خوست تک کے تمام راستے مجاہدین سے خالی کرالئے جائیں اور خوست چھاؤنی میں محصور روسی فوج پر سے مجاہدین کا مضبوط محاصرہ ختم کر دیا جائے مگر اتفاق سے مجاہدین کی تعداد یہاں سے بہت کم ہے۔ کیونکہ اکثر مجاہدین دوسرے محاذوں پر روسی فوج کے ساتھ برسر پیکار ہیں۔ لہٰذا روسی فوج کے ان ناپاک اور مذموم عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے میدان کارزار سے واقف رفقاء جو پہلے جہاد کے معرکوں میں حصہ لے چکے ہوں کو مجاہدین کی نصرت و امداد کے لئے اور روسی درندوں کی سرکوبی کے لئے اگر بھیج دیا جائے تو بے حد کرم ہوگا اور جہاد افغانستان کے سلسلہ میں مزید پیش رفت ہو سکے گی۔

جب عام طلبہ کو محاذ جنگ کے رہنما کا یہ پیغام سنایا گیا گویا ان میں زندگی کا نیا خون دوڑ گیا۔ طلبہ کے دل جذبہ جہاد کی آگ سے تو پہلے ہی معمور تھے اور دارالعلوم کے روح پرور ماحول اور اساتذہ کرام کی حسن تربیت اور ترغیب الی الجہاد حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی سے مزید انگیخت کا کام کیا۔ طلبہ حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کے اشارات بھی سمجھ رہے تھے اور حالات کی نزاکت کو بھی۔

لہٰذا بڑے طلبہ نے باہمی مشاورت سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں روانگی اور عملاً میدان کارزار میں شرکت کی ممکنہ صورت حال پیش کر دی۔ حضرت شیخ الحدیث نے یہ منظر دیکھا تو چہرہ پر فرط مسرت سے بشاشت چھا گئی۔ خصوصی ہدایات، اہم مشوروں اور مبارک رہنمائی سے نوازا۔ پند و نصیحت اور ترغیب الی الجہاد کی مختصر مگر جامع تقریر فرمائی۔ مجاہدین طلبہ نے دل و دماغ کے قرطاس پر اسے ثبت کر لیا۔ ہر ایک مجاہد طالب علم پر بڑے خلوص و محبت اور شفقت کی نظر عنایت فرماتے رہے اور محاذ جنگ پر روانہ ہونے والے مجاہدین طلبہ کو اپنی جیب خاص سے نقد رقم بھی مرحمت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ زاد راہ میں اسے بھی استعمال میں لاؤ۔ اس موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا عبدالقیوم حقانی سے محاذ جنگ کے جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کے نام خصوصی مکتوب اور پیغام بھی لکھوایا۔

آخر میں طلباء کو اپنی مشفقانہ اور مستجاب دعوات سے نوازا بڑی محبت اور خلوص سے رخصت فرمایا۔ اس موقعہ پر دارالعلوم کے اساتذہ بھی موجود تھے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو تاکید فرمائی کہ طلبہ کے لئے دارالعلوم کے نظم و قانون اور ضابطوں اور تعلیمی قواعد کے سلسلہ میں مشکلات کو رفع کر دیں۔ صبح روانگی کے وقت میدان جنگ میں شریک ہونے والے ۵۶ مجاہدین طلبہ کی جماعت اور دین اسلام کے سربکف سپاہیوں کا یہ قافلہ جب ترتیب دیا جانے لگا تو دارالعلوم کے تمام طلبہ نے انہیں بڑے خلوص و محبت سے رخصت کیا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خصوصی تاکید کے مطابق مولانا عبدالقیوم حقانی تشریف لائے۔ طلبہ کو باہمی اعتماد اتحاد اور نظم و ضبط کی ہدایات دیں اور اجتماعی دعا کی عام طلبہ نے مجاہدین پر زبردست گل پاشی کی اور محبت بھرے جذبات سے رخصت کیا۔

مورخہ ۳ ستمبر کو سربکف مجاہدین کی یہ سرفروش جماعت اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کی دامن شفقت و محبت سے رخصت ہو کر میدان کارزار میں

عملاً شریک ہونے کے لئے سوئے منزل روانہ ہوئی۔ مجاہدین کے اس جماعت کے امیر مولوی حبیب اللہ عرف امام شاہ اور مولوی عالم گل جو دارالعلوم حقانیہ کے مخلص اور محنتی طالب علم ہیں اور اول سے آخر تک اس معرکہ میں شریک رہے ہیں۔ احقر نے ان سے معرکہ کارزار کی اجمالی رپورٹ طلب کی تو انہوں نے تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم صبح دارالعلوم سے روانہ ہوئے تو عشاء کو میراں شاہ پہنچے۔ میراں شاہ سے مغز جہاں مولانا جلال الدین حقانی کا جنگی مرکز ہے وہاں حاضر ہوئے۔ وہاں سے اسلحہ اور ضروری سامان لیا اور باغڑ وغنڈ رسیدگی ہوئی۔ جہاں پکتیا محاذ کے نڈر اور بے باک کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی سے ملاقات ہوئی۔ وہ ہمیں دیکھ کر جہاد افغانستان اور حقانی نسبت سے بڑے خوش ہوئے۔ ہم نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا مکتوب گرامی اور پیغام انہیں پہنچایا۔ تو انہوں نے اسے اپنے لئے عزت و افتخار کا ذریعہ قرار دیا۔ پھر اجتماعی طور پر ہم طلبہ سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت یابی اور عافیت کے لئے دعا کرائی۔ رسمی علیک سلیک حال احوال دریافت کرنے اور ہمارے رفقاء کے عزائم دریافت کرنے کے بعد موصوف نے فوراً ہماری جماعت کی تشکیل کی کچھ دوسرے مجاہدین بھی ہمارے ساتھ شریک کر لئے اور مولوی حبیب اللہ حقانی اور مولوی غلام حضرت جو دارالعلوم حقانیہ کے طالب علم اور ہمارے رفیق تھے کو جماعت مجاہدین کا بالترتیب امیر اور نائب امیر منتخب فرمایا اور ہمیں اس کی اطاعت کی تاکید کی۔ اس کے بعد ہمیں پکتیکا، پکتیا اور تیمر بازار، میراجان میں مختلف محاذوں پر دشمن کے مقابلہ میں مورچہ بند کر دیا اور آمنے سامنے کی لڑائیوں میں شریک کر کے مقابلہ میں استقامت و پامردی کی تاکید کی۔ الحمدللہ کہ اللہ پاک نے ہر محاذ پر سرخروئی سے نوازا۔

روسی فوجیوں نے تیمر بازار اور میراجان کے راستے خوست تک پہنچنے کی بھرپور کوشش کی تاکہ اس راستے سے آ کر وہ خوست چھاؤنی میں اپنے محصور فوجیوں کو مجاہدین کے محاصرہ سے آزاد کرا سکیں۔ مگر مجاہدین اور ہمارے رفقاء نے الحمدللہ اپنے مورچوں میں بھی اور آمنے سامنے کی جنگ میں زبردست استقامت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اسی راستے کے مین روڈ پر اپنا قبضہ مضبوط رکھا۔ جو اب تک مجاہدین کے تسلط میں ہے اور دشمن پر ہر طرف سے راستے بند کر دئے ہم سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر مٹ کنڈو میں روسی دشمن نے اپنا مورچہ مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ بمبار طیاروں اور سینکڑوں ٹینکوں اور بے پناہ افواج کے باوجود انہیں بری طرح شکست ہوئی اور خدا نے خائب و خاسر کر دئے۔ **خذلهم الله تعالىٰ في الدنيا و الآخره۔**

میراجان میں ہماری جماعت نے دو راتیں گذاریں۔ پہلے روز جب ہم ایک مکان میں قیام پذیر تھے اسلحہ رسد اور ضروری سامان بھی ہمارے پاس تھا کہ اچانک دشمن کے بمبار طیارے آئے اور زبردست گولے برسائے۔ ہمارے مکان کی چھتیں گر گئیں۔ ہماری جماعت کے طلبہ اسلحہ اور سامان رسد وغیرہ جب چھتوں کے نیچے آ گئے مگر کرامت اور اللہ کا احسان یہ ہوا کہ اللہ کریم کے فضل سے اس موقعہ پر کسی رفیق کو بھی جان لیوا اور معتبر نقصان نہیں پہنچا۔ بس زندہ سلامت نکال دئے گئے۔ پھر دوسرے مرحلے میں ہمارا جو اسلحہ چھتوں کے نیچے دب کر رہ گیا تھا اسے بھی صحیح سالم نکال دیا گیا اور اس کے بعد دوسرے رات کو ہمارے رفقاء چند گھنٹوں کی پیدل منزل طے کر کے متی کے مقام پر گئے۔ دری خیل کے مقام پر قیام کیا۔ یہاں پہنچ کر دشمنوں نے ہمارے ٹھکانوں پر گردیز سے توپوں کے ذریعے زبردست گولہ باری کی۔ اس موقعہ پر آمنے سامنے کی جنگ میں بھی خدا کے فضل سے دشمن کے بہت سے فوجی واصل جہنم ہوئے اور تیس فوجیوں کو گرفتار کر کے مجاہدین نے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اپنے ہاں کے اسلامی قوانین کے مطابق ان سے معاملہ کے لئے علماء کی مجلس میں پیش کیا جائے گا۔

اس کے بعد ہمارے بعض ساتھی ان مورچوں کی حفاظت کے لئے یہاں ٹھہر گئے۔ اور بعض رفقاء بشمول دیگر مجاہدین کے "ٹھبک خیل" محاذ کی طرف آگے بڑھنے لگے۔ وہاں روسی فوج سٹ کنڈو سے تیمر بازار کی طرف آ رہی تھی تاکہ مجاہدین کے مورچوں کا صفایا کر کے سرانہ مرکز کو قبضہ کرے۔ لیکن مجاہدین نے ان کا راستہ روک لیا اور جرأت و استقامت سے جان کی بازی لگا کر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور الحمدللہ دشمن کو

اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ یہاں پر بھی شدید لڑائی کے بعد روسی نجیب لشکروں کو عبرت انگیز ہزیمت اٹھانا پڑی۔ بعد میں جب ہمارے رفقاء نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ دشمن کے تین سو کے قریب فوجی ہلاک ہوئے۔ اور سینکڑوں گرفتار کرکے مجاہدین کے میدان جنگ کے قوانین کے مطابق محبوس کردئے گئے۔

البتہ یاد رہے کہ دری خیل کے مقام پر موجود روسی فوج پر حملہ کرکے دشمن کو کافی نقصان پہنچایا۔ جب کہ افغان مجاہدین میں سے عبدالخالق طالب علم نے جام شہادت نوش کیا اور خلعت خون شہادت سے سرفراز ہوا۔

جلال الدین حقانی زخمی ہو کر بھی جنگ کی قیادت کی: دشمن نے اپنی ذلیل ترین شکست کا بدلہ لینے کی غرض سے کئی جنگی جہازوں سے سرانہ مرکز پر زبردست بمباری کی اس بمباری میں دارالعلوم کے قابل فخر روحانی فرزند اور خوست محاذ کے عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانی صاحب بھی زخمی ہوئے جو عام مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمنوں کے ساتھ میدان عمل میں برسرپیکار تھے۔ سرانہ مرکز میں آپ کا معالجہ کیا گیا اور اب بحمداللہ افاقہ ہے اور میدان کارزار میں بھرپور قیادت کررہے ہیں۔

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہاں بھی روسی دشمن مجاہدین کو زیادہ نقصان پہنچانے میں ناکام رہے۔ دشمن کو ہر میدان میں کافی جانی، مالی نقصان اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اس طرح دشمن اپنے عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ناکام رہے۔

ہمارے طلبہ مجاہدین ساتھی پندرہ روز تک استقامت پامردی اور جذبہ شہادت کے ساتھ دشمنوں سے برسرپیکار رہے اور دشمن کی یلغار کا دو ہفتے مجاہدانہ مقابلہ کرکے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کی غرض سے محاذ جنگ کے کمانڈر کے مشورہ سے اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کی آغوش میں پھر سے پہنچ گئے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کو اپنی کارگذاری کی تفصیلی رپورٹ پیش کی۔

حصول دعا کی غرض سے جماعت کے ہر رکن کی یہ خواہش تھی کہ حضرت اقدس سے خصوصی دعائیں حاصل کرے اس غرض سے بھی کئی روز سے بعد العصر کی مجالس میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کو اپنی کارگذاری کے جستہ جستہ واقعات سناتے ہیں اور آپ کی دعائیں حاصل کرتے ہیں۔

(جہاد افغانستان اور فضلاء دارالعلوم حقانیہ کے بارہ میں ایک رپورٹ)

۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء جب سے جہاد افغانستان شروع ہوا ہے تب سے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلبہ ہراول دستہ کے طور پر عملاً جہاد افغانستان میں شریک رہے ہیں دارالعلوم کے قواعد میں بھی مجاہد طلبہ سے خصوصی رعایت ہوجاتی ہے یہاں کے اکابر، مشائخ اور اساتذہ بھی خصوصی شفقت اور رہنمائی کرتے ہیں حالیہ عیدالاضحیٰ کے تعطیلات میں اور اس سے قبل سالانہ تعطیلات میں دارالعلوم کے طلباء کی بعض جماعتوں نے جہاد میں شرکت کی غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان کے معرکہ کارزار سے واپس آنیوالے بعض طلبہ سے احقر نے ان کی مادری زبان پشتو اور فارسی میں رپورٹیں حاصل کیں۔ ذیل میں اردو زبان میں مرتب کرکے پیش خدمت ہیں۔ محمد طاہر فاروقی

شیخ الحدیث سے جہاد جانے کی اجازت: ۱۴۰۷ھ کی عیدالاضحیٰ کی تعطیلات قریب آرہی تھیں، ہم نے کوشش کی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مشورہ کیا کہ طلباء تعطیلات میں گھروں کو جانے کی بجائے سنگر (محاذ جنگ کا نام ہے) کے جہاد میں شریک ہوجائیں۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کی باہمی مشاورت کے بعد ہماری جماعت نے جہاد میں شریک ہونے کا باقاعدہ فیصلہ کرلیا، چنانچہ روانگی سے قبل ہم لوگ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ عصر کا وقت تھا۔ دارالعلوم کے دوسرے اساتذہ

کے علاوہ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا تو فوراً حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ہماری جماعت کا تعارف کرایا اور جہاد پر روانگی کے عزم سے انہیں آگاہ فرمایا۔ حضرت شیخ نے حقانی صاحب کی باتیں بڑی توجہ سے سنیں اور ہماری زبردست ہمت افزائی کی ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ چنانچہ آپ کی توجہ اور پرخلوص دعاؤں اور بڑی کشادہ دلی سے چھٹی واجازت مرحمت فرمانے کے بعد ہم لوگ سفر جہاد پر روانہ ہوگئے۔ ہماری جماعت کے رفقاء کی تعداد ۱۳ تھی ہر ایک ساتھی سودائے عشق سر میں سمائے بڑی خوشی اور مسرت سے آگے بڑھ رہا تھا۔ میدان کارزار میں پہنچنے کے لئے ہر ایک بے تاب تھا کہ رزمک کے مقام پر استاد محترم فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی اور ان کی دعائیں حاصل کیں۔ رزمک سے آگے مکین نامی جگہ پر مسعود وزیر دو قبیلوں کے آپس میں جھگڑے اور فساد کی وجہ سے راستہ بند تھا۔ چنانچہ مسلح افراد نے ہماری گاڑی کو روک دیا اور جب ہم نے انہیں سمجھایا کہ ہم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طلباء ہیں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے تلامذہ ہیں اور ان کے حکم پر تعطیلات میں جہاد کے لئے جا رہے ہیں تو انہوں نے بڑا اکرم کیا۔ دیدہ و دل نچھاور کئے اور راستہ کھول دیا۔

<u>انگوراڈہ کے قریب اہم جہادی مرکز اور حقانی فضلاء:</u> تو خیریت کے ساتھ ہم وانا پہنچ گئے جب وانا سے بھی رخصت ہو کر پاکستان کی آخری بونڈری انگوراڈہ پہنچے وہاں ہمارے مرکز مجاہدین کے رفقاء نے پہلے ''کوہ از براق'' جو کہ مجاہدین طلبہ کا ایک اہم جہادی مرکز ہے لائے وہاں ہمارے اکرام میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس کے مقررین اکثر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء تھے اور عجیب حسن اتفاق ہے کہ جہاد افغانستان کے دیگر اہم مراکز کی طرح ہمارے اس مرکز کے تمام کمانڈر امیر، خازن وغیرہ ارکان عملہ سب دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں، ہمیں حقانی برادری میں پہنچ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اپنے گھر پہنچ گئے ہیں۔

اس اہم مرکز کے سرپرست مولانا عبدالوارث فاضل دارالعلوم حقانیہ ہیں۔ اسی طرح اس کے امیر مولانا نصیب خان ہیں اور مولانا نور محمد صاحب، مولانا صالح الدین بھی اس مرکز کے اہم ارکان ہیں اور احقر محمد حکیم متعلم دارالعلوم حقانیہ شریک دورۂ حدیث اس مرکز کا ناظم ارتباط کشف ہے۔

<u>جوان مجاہد محمد عارف شہید کی شہادت:</u> بہرحال ہماری جماعت مرکز میں پہنچی اور گذشتہ دو مہینے کی کامیابیوں کی روئیداد سن کر بڑے خوش ہوئے لیکن یہ خوشی دیر تک قائم نہ رہ سکی کہ اس موقع پر ہمارے مرکز کے ایک نوجوان مجاہد طالب علم جناب محمد عارف شہید کی شہادت کی اطلاع ملی۔ شہید محمد عارف، نورالرحمن فاضل دارالعلوم حقانیہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ شہید محمد عارف نے صبح سویرے غسل کر کے نئے کپڑے پہن لئے،

<u>شہادت سے پہلے انوار کی روشنی شوق شہادت کی تمنا نماز میں پوری ہوئی:</u> ساتھیوں نے بتایا کہ ان کے چہرے پر انوار کی روشنی تھی اور اسی روز سودائے عشق اور شوق شہادت کی تمنا میں بولنا وغیرہ کم کردیا تھا، جب وہاں کے ایک مجاہد عبداللہ نے ان کو بہت چھیڑا اور تنگ کر کے دریافت کیا۔ آج آپ کیوں خاموش ہیں اور باتیں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آج میں بہت دلچسپ اور روح افزاء مناظر دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئے۔ نماز ظہر کا وقت قریب ہوا تو محمد عارف نے وضو بنایا اور دشمن کے ہوائی جہازوں کے گرانے والے مجاہدین کے مورچہ میں پوزیشن سنبھال لی کہ اچانک دشمن کے توپ خانے سے گولہ باری شروع ہوئی۔ محمد عارف اس وقت بارگاہ

صہ یت میں سجدہ ریز تھے کہ دشمن کی گولی نے انہیں حقیقتاً قرب خداوندی اور وصال کی دائمی لذتوں سے آشنا کر دیا۔ محمد عارف بڑا خوش نصیب تھا کہ نماز پڑھتے جام شہادت نوش کر لیا۔

<u>عید قربانی کے موقع پر جان کی قربانی:</u> مجاہدین نے محمد عارف کو چار روز تک اس کی تازگی اور خندہ جبینی کی وجہ سے زیارت و ملاقات کرتے رہے اور بوجہ جہاد کے تدفین کی فرصت نہ مل سکی۔ پانچویں روز موقع ملا تو مجاہدین نے اپنے شہید ساتھی کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ لوگ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر گائے بکری کی قربانی کر رہے تھے۔ محمد عارف نے اپنی قربانی پیش کر دی جس پر قبولیت کے آثار ہویدا تھے۔

عشق کی معراج پنہاں ہے شہادت میں
چھری لاؤ ہمیں بھی اپنی قسمت آزمانے دو

اس کے بعد ہمارے اور روسی نجیب دشمن کے فوجوں کے درمیان جنگ شدت کو پہنچ گئی، روزانہ سو سے زائد میزائل اور ہاوان توپ اور راکٹ لانچروں سے مجاہدین حملے کرتے، چونکہ عیدالاضحیٰ کے دن قریب آ گئے تو مجاہدین نے بھی عید کے دن اپنے دفاع اور روسی دشمن پر بڑے حملے کی تیاریاں کیں۔ چنانچہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے جب مجاہدین مورچے تقسیم کر کے ایک دوسرے کو رخصت کرتے تو ایک عجیب سا منظر ہوتا، مسرت اور خوشیاں ہوتیں، مجھے زندگی میں ایسی خوشی کبھی نصیب نہیں ہوئی، ہر مجاہد اپنے خیال و تصور عزائم اور شہادت یا فتح مندی کے خوابوں اور حسین تصورات میں مچلا ہوا نظر آتا تھا۔

افغان حکومت نے سرکاری سطح پر عیدالاضحیٰ کا اعلان کر دیا تھا تو مجاہدین نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بھرپور حملہ شروع کر دیا، جس کے جواب میں حکومت نے بارہ ٹینک اور پانچ زری پوش اور ہزار ہا فوج اور ہوائی جہاز استعمال کئے۔ بمباری نے ایسی تباہی مچائی کہ درندے بھی سر چھپائے پھرتے تھے۔ مجاہدین نے بڑی ثابت قدمی اولوالعزمی اور استقلال کا ثبوت دیا، دشمن کو پسپا ہونا پڑا۔ بی بی سی ریڈیو کے مطابق روسی نجیب لشکر میں تین ٹینک اور ایک زرہ پوش اور پچاس فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

<u>فاضل حقانیہ کے بھتیجے طالب علم عصام الدین کی شہادت اور قبل از شہادت تحریر:</u> اس معرکہ میں جناب مولوی زرکلام خان، فاضل دارالعلوم حقانیہ کے بھتیجے طالب علم عصام الدین اکیس سال کی عمر میں شہید ہو گئے، عصام الدین شہید کو جب اپنے گھر لایا گیا تو انہوں نے میدان کارزار میں جب زخمی ہوئے تھے ایک پرچہ لکھ لیا تھا جو ان کی جیب میں موجود تھا۔ جس میں الفاظ لکھے تھے۔ میرا نام عصام الدین معصومی ہے ارمان شہادت لئے ہوئے ہوں اور مجھ کو محمد عارف شہید کے قریب دفن کرنا اور مجاہدین خبردار۔۔۔۔۔۔ فقط یہ الفاظ ابھی لکھے تھے کہ شہید ہو گئے۔ جناب شہید عصام الدین ایک خوبصورت نوجوان تھے جس کی شادی شہادت سے تقریباً ایک ماہ قبل ہوئی تھی لیکن عصام الدین شہید عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں گھر جاتے وقت ارگون میں جنگ شروع ہونے کی اطلاع پا کر گھر جانے کی بجائے مرکز جہاد ارگون تشریف لے گئے اور وہاں دار آخرت کا سفر اختیار کر کے شہیدوں کی ایسی بستی میں پہنچ گئے جہاں دوبارہ کسی پر موت نہیں آئے گی۔

<u>شہید شاہ علم خان:</u> اسی طرح ہمارے طلباء ساتھیوں میں شاہ علم خان قریشی بھی جام شہادت پی کر دائمی زندگی کی سند حاصل کر گئے۔

<u>متعلقین حقانیہ کے دیگر شہیدوں کا ذکر:</u> اس میدان جنگ میں مولوی گل شریف خان فاضل دارالعلوم حقانیہ کے حقیقی بھائی تیس سال عمر میں شہادت کی عظمت سے سرفراز ہوئے۔ مولوی سید اعظم دارالعلوم حقانیہ کے فاضل زلفہ خان کے بھائی ہیں۔ اٹھائیس سال کی عمر

میں شہید ہو گئے اور مجاہدین ایک نڈر فوجی کمانڈر سے محروم ہو گئے۔ میرے چچا زاد بھائی اوطے خان جو شجاعت اور دلیری میں ضرب المثل تھے نے جام شہادت نوش کیا۔ جناب حاجی گلدر خان جو مولانا محمد اسماعیل شریک دورۂ حدیث دارالعلوم حقانیہ کے ماموں ہیں شہیدوں کی صف میں باقاعدہ داخل ہو گئے۔ نامور شہید گلدر خان نے جہاد افغانستان کے ابتداء میں ابوظہبی کا ویزہ کینسل کر کے ہمیشہ کے لئے جہاد راہ حق میں زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا تھا بالآخر عیدالاضحیٰ کے روز اپنی دیرینہ تمنا کی تکمیل کے مرحلہ سعادت اور مقام شہادت سرفراز ہوئے۔

<u>مولانا عبدالوارث حقانی شدید زخمی:</u> دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر روحانی فرزند اور کامیاب مدرس اور کمانڈر مولانا عبدالوارث شدید زخمی ہوئے جو دارالعلوم کے نامور فضلاء میں سے ہیں۔ جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ سے فارغ ہونے کے بعد مختلف دینی مدارس میں قاضی حمداللہ، صدرا جلالین اور مشکوٰۃ شریف کی تدریس بھی کرتے رہے۔

<u>حضرت اسماعیل کی یاد میں حقیقی قربانی:</u> افغانستان کی تاریخ میں یہ جنگ شدید قرار پائی مجاہدین ٹینکوں سے ٹکرا گئے دست بدست گھمسان کا رن پڑا مجاہدین نے بندوقوں کو لاٹھیوں کے طور پر استعمال کیا۔ بہرحال عیدالاضحیٰ کے ایام تھے مگر شہداء نے حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی قربانی کی یاد میں حقیقی طور پر اپنے جانوں کو قربان کر دیا اس موقعہ پر مجاہدین نے روسی نجیبی حکومت کے کئی ایک طیارے بھی مار گرائے اور تین ٹینکوں کو تباہ کیا اور ان کے پچاس فوجیوں کو قتل کر ڈالا ایک فوجی چوکی جوار گون سے قریب ہے، مجاہدین کے میزائل کا نشانہ بنی اور جنگ سے قبل آٹھ فوجی مجاہدین کے سامنے تسلیم ہوئے۔ ۲۸/ اگست ۱۹۸۷ء کو واپسی ہوئی حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ سے جا کر افغانستان کی رپورٹ بیان کی حضرت مدظلہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا شہیدوں کے لئے طلباء اور اساتذہ کے ایصال ثواب اور رفع درجات کی دعا کی تاکید فرمائی اپنی محبت بھری گفتگو اور شفقت سے ہمارے حوصلے بڑھائے۔

<u>مولوی امام شاہ کی جلال آباد ائیر پورٹ پر حملہ کی رپورٹ:</u> صوبہ ننگرہار سے ہمارے ایک مجاہد طالب علم حبیب اللہ عرف امام شاہ جو دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ دارالعلوم کے سالانہ چھٹیوں میں افغانستان ننگرہار جہاد میں شرکت کی اور اب انہوں نے مندرجہ ذیل رپورٹ بیان کی۔ مجاہدین نے اتفاق اور ثابت قدمی کے ساتھ جلال آباد کے ایئر پورٹ پر یکم اپریل ۱۹۸۷ء B.M-1 70 میزائل سے دشمنوں پر بہادرانہ حملہ کیا یہ جنگ تقریباً تین گھنٹوں تک جاری رہی جنگ میں ہم نے ان کے جیٹ چار طیارے اور چار عدد ٹینک، چند توپیں تباہ اور پینتیس روسی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ اسی روز ہمارے مجاہدین نے روسی فوجیوں کے رہائش گاہ پر بھی حملہ کر دیا۔ جن میں تقریباً تین سو کے لگ بھگ افواج سکونت پذیر ہے۔ مجاہدین نے ان پر بھی قتل وغارت شروع کر کے تین روسی اور پندرہ افغان فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دیگر سینکڑوں افراد شدید زخمی ہو گئے اور ان سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بحمداللہ اس موقعہ پر ہمارے کسی فرد کو کسی قسم کا کوئی نقصان بھی نہیں ہوا۔ ۴/ اپریل کو پھر ہمارے مجاہدین نے روسیوں کے ایک دوسرے قلعے پر حملہ کر دیا جو ایک تحصیل چپر ہار میں واقع تھا اور مجاہدین کے شدید حملے سے وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہمیں بہت کچھ مال غنیمت حاصل ہوا یہ عظیم لڑائی صبح سات بجے سے لیکر رات کے بارہ بجے تک رہی۔ دشمن کے دو ٹینک اور ایک راکٹ لانچر کو جلا دیا گیا گیارہ روسی افسر اور پندرہ عام فوجی ہلاک کر دئے گئے اور ہم لوگ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۲۱ مئی کو دارالعلوم حقانیہ خیر خیریت سے پہنچ گئے۔ اپنے اساتذہ ومشائخ کو حالات سنائے اور فتح مندیوں سے ہمارے حوصلے اور بلند ہو گئے۔

ماہنامہ الحق اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۴۵ سے ۴۹

محاذ جنگ اور فضلاء حقانیہ کی سرگرمیوں کی ایک جھلک، جنگی رپورٹوں سے مرتب کیا گیا

فضلاء حقانیہ مولوی اختر محمد کا جمعہ ناجیہ: ذیل میں ہم صرف ایک جمعہ (جماعت) کی رپورٹ پیش کررہے ہیں جو تقریباً تمام تر حقانی فضلاء پر مشتمل ہے۔ یہ جمعہ جس کا نام الجمعہ الناجیہ ہے حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے تحت کام کررہی ہے اس کی قیادت مولوی سید اختر محمد کے ہاتھ میں ہے اس جمعہ نے جو انقلاب آفرین کارنامے انجام دیئے ہیں ان کو آئندہ مورخ زریں حروف سے لکھے گا اس جمعہ کے ہاتھوں روسی افواج اور افغان خلقیوں کو بہت بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ گذشتہ دنوں اس جمعہ میں شامل تقریباً ساٹھ مجاہدین جن کے پاس معمولی قسم کا اسلحہ تھا قریہ چار باغ جو قندھار شہر سے چار کلومیٹر پر ہے انہوں نے روسی افواج کا ایک بہت بڑا حملہ پسپا کر دیا اس حملے میں روسی افواج کے پینتالیس افراد مارے گئے اور مال غنیمت میں سے مجاہدین کے ہاتھ چند کلاشنکوفیں اور بندوقیں آئیں۔ مجاہدین میں سے صرف ایک مجاہد معمولی زخمی ہوا۔

روسی اور خلقی سربازوں کی ہلاکت: بعد ازاں اس جمعہ کے مرکز قریہ ناگہان پر روسی افواج کے چھ سو آدمیوں جن کے پاس چھ سو ٹینک اور چار جنگی جہاز تھے۔ حملہ کردیا ان کے مقابلہ میں مجاہدین کی تعداد ایک سو اسی تھی ان کے پاس چار راکٹ انداز اور صرف ایک طیارہ شکن مشین گن تھی صبح سے شام تک جنگ جاری رہی جس میں دو سو روسی مارے گئے اور دو مجاہدین سید محمد ہاشم اور عبدالرحمان نے جام شہادت نوش کیا طیاروں کی متواتر بمباری سے دو مجاہدین کو معمولی چوٹیں آئیں۔

مرکز مجاہدین ناگہان کے قریبی گاؤں خسرو اور نور شاہ میں چودہ افغان خلقی جنہیں یہ لوگ سربازان کہتے ہیں انہیں آزادی ہوتی ہے جس پر ان کا شک گزرے کہ یہ شخص حکومت کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں میں مصروف ہے یہ ان کو مار دیتے ہیں۔ سکونت پذیر تھے وہ لوگ ان سے بہت تکلیف میں مبتلا تھے۔ مجاہدین کے چالیس افراد نے ان پر حملہ کردیا جنگ شام تک جاری رہی ان میں سے تین سرباز مارے گئے اور کوئی نقصان ان کو نہ پہنچایا جاسکا۔ ان کی مدد کے لیے روسی کمک آگئی مگر مجاہدین ہی کامیاب ہوئے اور روسی فوج کے تین افراد واصل جہنم کردیئے گئے۔ روسی فوج لاؤ لشکر سمیت جس میں تقریباً آٹھ سو ٹینک ایک ہزار توپ و تفنگ سے لیس معہ آٹھ جنگی جہاز کے مجاہدین پر حملہ آور ہوئے۔ ان کے مقابلہ میں سو پچاس روسی ہلاک ہوئے نو ٹینک بارود سے بھرے ہوئے بوتلوں سے اڑادیئے گئے اور تیرہ گاڑیاں جلادی گئیں۔ مجاہدین میں سے چار افراد نے جام شہادت نوش کیا اور چھ افراد شدید بمباری سے زخمی ہوئے۔ مجاہدین کو کافی اسلحہ اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔

پچیس مجاہدین نے ایک راکٹ انداز سمیت اور کچھ معمولی اسلحہ کے ساتھ روسی فوج کے ایک دستہ پر حملہ کردیا یہ واقعہ قندھار سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر پیش آیا۔ روسیوں کو بہت بھاری مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ پچاس مجاہدین نے تیرہ سربازوں پر حملہ کردیا جو ایک قلعہ میں محصور تھے۔ شام سے صبح تک لڑائی جاری رہی مجاہدین نے قلعہ فتح کرلیا اور تمام کو موت کے گھاٹ اتاردیا۔ بہت سا مال غنیمت جس میں کلاشنکوفیں، مشین گنیں اور بندوقیں تھیں جو مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ مجاہدین میں سے صرف ایک مجاہد معمولی زخمی ہوا۔

دو ہزار روسیوں نے بارہ سو ٹینک اور بارہ جنگی جہازوں سمیت مجاہدین کے مرکز کو محاصرہ میں لے لیا دس دن میں مجاہدین کا صفایا کرنے کی غرض سے آئے تھے مجاہدین نے تین دن تک مقابلہ کیا۔ چوتھے روز اپنا مرکز چھوڑ دیا کیونکہ اسلحہ ختم ہو چکا تھا اس جنگ میں روسیوں کے چودہ ٹینک تباہ ہوئے اور چھ سو روسی مارے گئے۔ مال غنیمت میں سے ایک مشین گن مجاہدین نے حاصل کی اس شدید سہ روزہ لڑائی میں مجاہدین کے دس افراد شہید اور دس زخمی ہوئے۔

مولانا عبدالکریم حقانی شہید کی قیادت: قندھار کے قریب موضع کرزکی میں جمعہ ناجیہ کے پچیس افراد اقامت پذیر تھے اور ان

کے ساتھ دوسری جبہہ جس کی قیادت ہمارے مولانا حافظ عبدالکریم حقانی (شہید) کر رہے تھے کے ستر افراد بھی مل گئے مقابلہ میں روسیوں کی چار سو افراد پر مشتمل فوج اور چھ سو ٹینک تھے۔ تین گھنٹوں کی مسلسل جنگ کے بعد ایک سو روسی مارے گئے۔ اور پانچ مجاہدین زخمی ہوئے دوسرے دن پھر روسیوں نے حملہ کیا نتیجہ میں ۲۵ روسی کیفر کردار کو پہنچے اور پانچ مجاہدین شہید اور نو زخمی ہوئے۔

چالیس افراد پر مشتمل مجاہدین نے روسی کارواں جو اسلحہ اور رسد لے جا رہا تھا پر حملہ کر دیا تقریباً دو گھنٹے تک جنگ جاری رہی۔ اس دوران روسیوں کے تین ٹینک اور اسلحہ سے بھری ہوئی چار گاڑیاں جلا دی گئیں۔ پچیس روسی ہلاک ہوئے اور مجاہدین میں سے صرف ایک مجاہد عبدالباری جان نے جام شہادت نوش کیا۔

مجاہدین کے ایک سو ساٹھ افراد نے تین سو سر بازوں پر حملہ کر دیا اولسوالی (تحصیل) ارغنداب میں یہ "سرباز" رہائش پذیر تھے چار گھنٹے تک یہ جنگ جاری رہی ۳۵ روسی ہلاک ہوئے اور صرف ایک مجاہد زخمی ہوا۔ اسی طرح قندہار سے چھ کلومیٹر پر صرف پچیس مجاہدین نے روس کے ایک بہت بڑے دستہ کی ساتھ تین گھنٹے تک لڑائی جاری رہی۔ روسی فوج کی تعداد معلوم نہ ہو سکی جنگ میں تین مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ روسیوں کی اموات کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

<u>مولوی ارسلا خان رحمانی</u>: احقر امیر عمومی پکتیا مولوی ارسلا خان رحمانی و مولوی خلیل اللہ صاحب مورخہ ۸۱۔۸۔۱۶ میران شاہ سے وانا وزیرستان کے راستہ پر ارگون کے علاقہ میں داخل ہوئے وہاں سب سے پہلے لانجی خیل گاؤں علاقہ سروبی کو دیکھا کہ ہائی سکول ویران پڑا ہے اور انقلاب میں مجاہدین نے اسے تباہ کر دیا تھا اس کے مغربی حصہ میں پہاڑ کے دامن میں مجاہد فی سبیل اللہ فیض محمد مامور صاحب کے جوار میں ایک بڑا قلعہ دیکھا جس کو افغان مسلم علاقہ داری کہتے ہیں وہاں پہلے تین سو سے زائد دشمن کی فوج مقیم تھی۔ اسے مجاہدین نے مسمار کر کے سارا سامان مال غنیمت میں شامل کر لیا۔ ہم نے اس علاقے سروبی اور انگور اڈہ میں تین دن قیام کیا ہمارے امیر عمومی صاحب کے پاس جو درحقیقت مجاہدین کی طرف سے صوبہ پکتیا کے گورنر ہیں۔ چاروں طرف سے لوگ جوق در جوق ملنے آ گئے اور مناسب ہدایات و فرامین حاصل کرتے رہے ایک مسئلہ ان کے سامنے یہ آیا کہ حزب اسلامی کی انجینئر گروپ سے تعلق رکھنے والے خالد نامی شخص نے آگے چارمران سے ملحق علاقہ میں مجاہدین کے راستہ میں پھاٹک لگایا ہے جس سے علاقہ کے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

امیر صاحب نے واقعات پر مبنی رپورٹ طلب کی معلوم ہوا کہ بعض لوگ کابل حکومت سے ساز و سامان لا کر مجاہدین میں مسلمانوں کے نام پر انتشار پیدا کرتے ہیں تو ہمارے امیر نے حکم دیا کہ آفندی گروپ کے ملک آغا محمد صاحب کا پھاٹک، منسوخ ہوگا جو کہ سوپہ دار ناری پر ہے ملک صاحب نے اس حکم کی تعمیل پر پھاٹک کو مجاہدین کی سڑک سے ہٹا دیا۔ دیگر پھاٹکوں کے بارہ میں ایک کمیٹی پانچ افراد پر مشتمل بنائی گئی اور یہ کہ وہ کمیٹی علاقہ کے موجود مسلمانوں کی ضروریات زندگی اور دیگر مسائل کی مفصل رپورٹ تیار کریں تا کہ رسد وغیرہ کے سلسلہ میں بددیانتی کرنے والوں کا بھی انسداد ہو سکے اور لوگوں کو تکلیف بھی نہ ہو۔

<u>قلعہ ارگون پر حملہ</u>: محاذ جنگ میں انتظامی امور کے سلسلے میں یہ کاروائی کر کے ہم امیر عمومی کے مرکز محاذ ۸۱۔۸۔۸ کو روانہ ہوئے تو حکومت کی سڑکیں تباہ ہو گئی تھیں قلعہ ارگون میں دشمن کی پانچ ہزار فوج پناہ لئے ہوئے تھی جسے امداد نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ قلعہ میں سامان گرایا جاتا تھا مجاہدین مورچہ سنبھالے ہوئے ہیں اور ہیلی کاپٹر جہاز کے اترتے ہی اس پر حملہ کی تاک میں ہوتے ہیں۔

اس وسیع علاقے پر اور سڑکوں پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔ یہ سڑک انگور اڈہ سے ماذائی وزیر پاسانی قوم خردٹی شاہ توری تک جاتا ہے دوسرا سڑک جنوب کی طرف میدانک و چار بران و قمرالدین اور مغرب کی طرف کٹواز و غزنی و وردگ ولوگر میدان وگرد و نواح کابل وغیرہ تک پہنچتا

ہے۔شمالاً سڑک تاؤ داچینہ ثمل حد رائٹر وزٹر یوک دشالی کوٹ وزرلی سے ہوتا ہوا کٹواز کی طرف مڑ جاتا ہے۔اور غزنی سے جاملتا ہے۔

ہر سنٹر میں قاضی عدالت: تو ان تمام اطراف اور گذر گاہوں پر مجاہدین کا کنٹرول تھا لوگ آرام سے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ان کے انتقامی اور باہمی معاملات لڑائی جھگڑوں کے فیصلے مجاہدین کے سنٹروں میں ہوتے جس سے افغان بہت مطمئن ہیں ہر سنٹر پر قاضی اور اس کا عملہ مصروف کار تھا مقدمات فقہ حنفی سے فیصلے ہوتے تھے جماعت امنیت (امن قائم کرنے والی پولیس) کے مجاہدین لمبے لمبے بال چھوڑے ہوئے دیہات اور صحراؤں میں گشت پر ہوتے ہیں۔

پھر ہم بس میں سوار ہو کر گاؤں لانجی خیل سے روانہ ہوئے ہمراہ ہر دو امیران نماز عصر سے قبل موضع میدانک پہنچے وہاں اعلیٰ طریقے سے انہیں سرکاری سلامی دی گئی پہاڑ اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھے۔پانچ دن ہم نے وہاں قیام کیا امیر جہاد کی آمد سن کر جنوب کی طرف سے اسلمان خیل فلجی وخروٹی قوموں نے آنا شروع کیا صبح ۶ بجے سے رات ایک بجے تک ملاقاتوں اور مسائل کے حل اور نظم وانصرام کا سلسلہ چلتا رہا۔شہدا کی تعزیت ہوئی مجاہدین کے جنگی منصوبے بنتے اور احکامات صادر ہوئے جو ڈیوٹی جس کی لگادی گئی وہ بڑی خوشی سے اس پر لگ جاتا اور یہ سب کام بغیر تنخواہ کے ہو رہا تھا۔

قتل کیس اور مولانا عبدالباقی حقانی کی سربراہی میں کمیشن: ایک دن قتل کا ایک کیس پیش ہوا ایک صاحب نے اپنا عریضہ پیش کرتے ہوئے واقعات سنائے اور کہا کہ میں سرخ کوٹ کا باشندہ ہوں میرا بھائی ملک غفار شہید تمہارے معاون امیر کے ساتھ شہید ہو گیا ہے اسی شہید بھائی کا بیٹا پڑی سے آیا تھا کہ میرے ایک چچازاد بھائی نے اسے ناجائز قتل کیا اور بدبخت نے اپنے گھر جا کر فوراً اپنی بیوی کو بھی قتل کر دیا اور یہ مشہور کر دیا کہ میں نے اس شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھنے کے جرم میں قتل کیا ہے۔اس نے کہا کہ اگر قتل سچا ہے تو گویا مقتول حد زنا میں قتل ہوا ہے اور اگر مقتول بے گناہ ہے تو حکم شرعی نافذ ہو جائے میت ابھی تک دفن نہیں کیا گیا۔

امیر صاحب اس کیس کو سن کر افسردہ ہوئے اور مولانا عبدالباقی فاضل دارالعلوم حقانیہ کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا اور چودہ افراد جماعت امنیت (امن پولیس) بھی ساتھ کر دئے کہ موقع پر جا کر تحقیقات کریں اور پہلے مرحلہ میں جلدی ہو کہ اگر مقتول بے گناہ ہے تو مرد اور عورت دونوں کو شہیدوں کی طرح بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے اور احکام شہداء کے مطابق تجہیز وتکفین ہو سکے اس کے بعد مکمل تحقیقاتی رپورٹ مرتب کیا جائے کہ مجرم کو قرار واقعی سزا دی جاسکے۔قاضی صاحب کو اختیارات دے کر ہم کٹواز روانہ ہوئے ہمارے شمال میں سراؤزہ وغیرہ سے لوگ جوق در جوق آکر ہدایات حاصل کرتے رہے تھے یہ لوگ معاشی طور پر آسودہ حال لگ رہے تھے گندم کا فصل کٹ چکا تھا۔مکئی پک چکی تھی اور مجاہدوں کے مرکزوں کو عشر دیا جاتا تھا اور صدقات بھی جمع ہو رہے تھے یہاں مسلح مجاہدین کا ایک اجتماع بھی ہوا اور امیر صاحب مولانا ارسلا خان سے خطاب کرنے کی درخواست کی گئی۔

مجاہدین کا سیاسی حل سے انکار: امیر صاحب نے کہا کہ ہمارے کانوں میں کبھی مشرق اور کبھی مغرب کی طرف سے افغانستان کے مسئلے کے سیاسی حل (مثلاً ظاہر شاہ کی واپسی اور روس سے مفاہمت وغیرہ) کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔کیا تم مجاہدین سیاسی حل پر راضی ہو گئے۔کیا تم جنگ سے تھک گئے ہو تو سب مجمع نے نعرہ تکبیر کی گونج میں حلفاً اس عہد کو دہرایا کہ اب ہمارے اور روس کے درمیان فیصلہ صرف تلوار اور لڑائی سے ہوگا یا تو ہم نیست ونابود ہو جائیں گے یا روسیوں کو ذلت آمیز شکست دے کر اس پاک ملک سے نکال دیں گے جس نے ہمارے بڑے بوڑھوں عورتوں اور معصوم بچوں کو بمباری سے ہلاک وبرباد کیا اور بے شمار لوگوں کو زندہ درگور کیا اب بھی ہم سیاسی حل پر راضی ہوں گے اور کہا کہ ہم اپنے امراء کو حلف دیتے ہیں کہ ساری دنیا بھی سیاسی حل پر متفق اور راضی ہو جائے مگر ہمارا فیصلہ صرف تلوار ہے۔اگر

پشاور میں یا کسی سلامتی کونسل میں یہ سودابازی کی گئی تو ہم برسراقتدار آنے والے کے ساتھ جہاد کریں گے۔ مذہب کے مٹانے خلقیوں اور پرچمیوں کے مظالم کے فیصلہ اب سیاسی حل سے نہیں ہوگا اس کا بدلہ اور عوض ہوگا اور اب ہمارے عرض سودیت یونین کی مسلم ریستوں کی بازیابی اور آزاد کرنا ہوگا پھر بغیر کسی شرط کے روسی افواج کی واپسی ہوگی، تیسری شرط یہ کہ واپسی کے بعد کارمل افواج خلقیوں اور مجاہدین کو آزاد چھوڑا جائے گا کہ وہ جیسے چاہیں ان سے نپٹ لیں انہیں تحفظ نہیں دی جائے گی اور اس کے علاوہ اقوام متحدہ کی افواج روسی سرحدات پر تعینات رہے گی ان مجاہدین اور کارملی افواج میں جو غالب آ گیا فیصلہ اس کے حق میں کر دیا جائے ایسے جذباتی اور ایمان افروز یک زبان باتوں پر امیر عمومی نے چھاپہ ماروں سے بیعت کیا۔

قاتل معزول ظاہر شاہ کی واپسی سے انکار: ظاہر شاہ معزول کی واپسی پر کیا تم راضی ہو؟ اس سوال کے جواب میں انکار کی آوازیں بلند ہوئیں کہ بڑی مجرم کی سزا قتل قتل قتل ہے۔ وہ مال و دولت افغانستان سے لوٹ کر لے گیا ہے اس دولت کی واپسی ہوگی اور کابل کی پل خشتی کی مسجد میں اس پر اور اس کی اہل و عیال پر مقدمہ چلایا جائے گا اس کے زمانے میں ہم لوگ مطالبہ کرتے رہے کہ ترکی اور کارمل قسم کے لوگوں اور ان کی پارٹیوں کو ختم کر دو ان سے آپ کو اور ہمارے دین کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے یہ خلقی کابل شہر میں خدا مردہ باد (العیاذ باللہ) قسم کے نعرے لگاتے رہے مگر ظاہر شاہ اندھا اور بہرہ بنا رہا اور الٹا اسلامی درد سے سرشار لوگوں کو قتل و بند کا شکار بناتا رہا آج یہ ساری لعنت اس کی پیدا کردہ ہے اب جو بھی افغانستان میں اس کا حامی بنے گا اسکے ساتھ روسیوں جیسا معاملہ کیا جائے گا کیا مجاہدین افغانستان کے اسلامی ریاست قائم کرنے کے تمام قربانیوں کا سارا میدان ظاہر شاہ کے حوالے کر دیا جائے جو قاتل اسلامی ہے اب ہمارے ہدف آزادی اور صرف اسلام ہی اسلام ہے جو ان مقاصد میں ہمارے ساتھ ہو وہ افغانستان میں زندہ رہ سکتا ہے ورنہ روسیوں اور نعرہ ساز مسلمانوں کا مقبرہ اسی پندرھویں صدی ہجری میں انشاء اللہ افغانستان میں بنے گا جسے ہم نے عملاً ثابت کر دکھایا ہے اور سورج کی طرح یہ حقیقت دنیا پر انشاء اللہ عیاں کر دیں گے اب مسلمانوں نے اس گئے گذرے دور میں جہاد کے لئے تلوار نیام سے نکال دی ہے جس طرح قیصر و کسریٰ کا زوال اسلام کے صدی اول میں ہوا اس صدی ہجری میں عصر حاضر کا قیصر و کسری مسلمانوں کے ہاتھ انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔

محاذ میں عظیم جلسہ کے احساسات: ہمارا اس پر یقین ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا یہ اس عظیم جلسہ کے مقررین و حاضرین کے متفقہ احساسات اور دلوں کی آواز تھی ان لوگوں نے امیر صاحب سے اپیل کی کہ ان احساسات کو ساری دنیا اور افغانستان کے تمام لیڈروں تک خون میں لت پت شہداء اور زخمیوں کی طرف سے پہنچا دیا جائے۔ ہمارا ناصر صرف خدائے پاک ہے ہم افغانستان میں فقط اسلامی حکومت تسلیم کریں گے جو فاتحین کے ہاتھ میں ہو نہ کوئی ملی حکومت مانتے ہیں نہ ہی سیاسی قسم کی۔

ملا فرید کا محاذ کے مسائل کیلئے کمیٹی: آگے چل کر ہم ملا فرید صاحب کے محاذ میں پہنچ گئے۔ تو وہاں بھی بہت اعلیٰ سلامی دی گئی۔ وہاں ہم نے قیام کیا شرنی خیل، سینہ خوا کہ کٹواز شلگہ غزنی سے مجاہدین اور امن و امان قائم کرنے والے لوگوں کا تانتا لگا رہا وہ آکر پہلے تو مشین گنوں، بندوقوں کے فائرنگ سے اپنے امیر کا خیر مقدم کرتے اور پھر اپنے معروضات پیش کرتے۔ اس سارے علاقے میں ہمیں دشمن کے ہوائی حملہ کا خطرہ تک محسوس نہ ہوتا نہ اس کی کسی طاقت کا مظاہرہ اس جگہ ہم نے دیکھا حالانکہ ایک دلیر چھاپہ مار امیر عمومی اس کی سرزمین پر پھر رہا تھا یہاں علاقہ کے مسائل کے لئے ایک بااختیار کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ ہوا جس میں ہر پارٹی اور حزب سے ایک ایک دانشور مجاہد شریک ہوگا جو عملی جہاد اور تجربات جیسی صفتوں کا حامل ہو اس پر سارے صوبہ پکتیا کے لوگ خوش ہوئے کیونکہ سابقہ حکومت ختم تھی اور نظم و ضبط کے لئے ایسی کاروائی ضروری تھی پھر ہم نے کٹواز اور شلگر غزنی کا تفصیلی دورہ کیا واپسی پر ہم نے مرکز مرکزی مجاہدین پکتیا میدانک میں

مجاہدین کا ارگون پر حملہ کرنے کی ترتیب کو آنکھوں سے دیکھا توپوں کی تیاری اور انہیں پہاڑ پر پہنچانا سخت کام تھا واپسی میں ہم خلقیوں کے ایک سرغنہ ایجنٹ تکاڑ کے گاؤں آئے جسے مجاہدین نے تہس نہس کر دیا تھا اس نے ہیلی کاپٹر کے لیے ہوائی میدان بنا رکھا تھا یہاں دشمن کے جہاز اسلحہ بھر بھر کر لاتے اور یہ اسلحہ وزیرستان میں اپنے ایجنٹوں میں تقسیم کرایا جاتا ایک ایک آدمی کو ایک روسی بندوق اور چھ سو کارتوس اور تین ہزار افغانی روپیہ تنخواہ دیتے اس سے افغانستانی مجاہدین کو ہر وقت خطرات لاحق رہتا انہیں راہوں پر مجاہدین کی ساری رسد اور آمد ورفت جاری تھی اللہ تعالیٰ نے مجاہد اعظم مولانا مولا جان حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وزیرستانی کو توفیق دی جس نے اپنی جماعت علماء و طلباء کے ساتھ اسی گاؤں پر حملہ کر دیا اور راکٹوں سے اسے جلا دیا (جس کی تفصیل الحق میں آچکی ہے) پشتونستان کے نام پر دشمن کے اس قائم کردہ محاذ کے بارہ سو افراد کو مار بھگایا اور سارا اسلحہ و کارتوس مجاہدین کے ہاتھ آیا اس سارے ویران شدہ گاؤں کا معائنہ کیا۔

ایک شہید طالب علم کی زندہ کرامت بعد از مرگ والد کو شہادت کا ثبوت دیا:

میرے محترم و اجب القدر استاد ایک عجیب واقعہ پر خط ختم کرتا ہوں اس واقعہ کے کچھ حصے میں نے بچشم خود دیکھے کچھ دوسروں سے متواتر سنے جن میں مرد اور عورت بے شمار افراد شامل ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک طالب علم مولوی محمد شریف شہید زرمل کے باشندہ تھے اپنے والد نے بعلیب خاطر اسے لڑائی میں شرکت کی اجازت نہ دی یہ مصر تھے مگر والد اجازت نہیں دے رہے تھے بالآخر بلا اجازت والد موضع شاہ توری علاقہ ارگون آپہنچے اور معاون عبدالحمید صاحب حرکت انقلاب اسلامی کے زیر کمان ایک دوست کے ہمراہ ارگون کے جہاد میں شریک ہوئے لڑائی نے شدت اختیار کی تو چاروں طرف سے مسلمان ارسلا خان امیر صاحب کے اس معاون کی امداد کے لئے آپہنچے۔

یہ سعید طالب بڑی بے جگری اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے مگر بالآخر کلاشنکوف کی گولیاں دل پر لگیں اور شہید ہو گئے۔

برف باری کا آخری موسم تھا یہ شہید ہو کر اپنے مورچے میں دو دن تک پڑے رہے تیسرے دن لاش مبارک مرکز لے جائی گئی اور وہاں دفن کئے گئے ان کا دوسرا مجاہد دوست زرمل چلا گیا اور والدین کو اطلاع دی سات دن بعد مرکزی میدانک کو واپس آیا اور امیر مجاہدین حرکت سے عرض کیا کہ شہید طالب علم کا بوڑھا والد گاؤں سراؤزہ آیا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ میرے شہید طالب علم بیٹے کو نکال کر واپس لے جائے بڑی ردوقدح کے بعد آخر فیصلہ لاش نکال کر بھیج دینے کا ہوا جب قبر کھولا گیا تو یہ شہید بہت خوبصورت اور تروتازہ تھا اور زخمی ہاتھ دل پر پڑا ہوا تھا معاون عبدالحمید صاحب نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس کا ہاتھ سات دفعہ سے زیادہ دل سے ہٹا کر سیدھا کیا مگر چشم زدن میں وہ دوبارہ ہاتھ دل پر رکھ دیتا ہم نے ایسے ہی رہنے دیا اور مجاہدین کے ساتھ باپ کے ساتھ لاش بھیج دی۔ لاش گاؤں پہنچی بوڑھا باپ لاش کے سرہانے کھڑا ہوا اور سب گاؤں والے شہید کو دیکھ کر رو رہے تھے۔ کہ اچانک شہید کے غمزدہ باپ نے بیٹے کو مخاطب کیا کہ:

اے میرے لخت جگر! کہ اگر تم حق کے لئے اچھے عقیدے کے ساتھ شہید ہو چکے ہو اور تم سے خدا راضی ہوا ہو تو اب مرنے کے بعد مجھ سے مصافحہ کرو گے اور میں اپنا حق بخش دوں گا ورنہ اپنا حق نہیں بخشانہ بلا اجازت جانے کو معاف کروں گا کہ بوڑھے باپ کے بغیر خراب عقیدوں کے لئے جنگ میں کیوں شریک ہوئے۔

مجاہدین اور سینکڑوں لوگ ارد گرد جمع دیکھ رہے تھے کہ باپ کے جملوں کے ختم ہونے کے ساتھ شہید نے اپنا ہاتھ زخمی دل سے اٹھایا اور اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کی غرض سے بڑھا کر ملا دیا اور اسے مضبوطی سے تھام لیا پھر ہاتھ چھوڑ کر دوبارہ اپنے دل پر رکھ دیا باپ نے اس کے بعد آواز بلند اپنا حق بخش دیا۔

یہ واقعہ علاقہ کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی بوڑھے بچے بیان کر رہے ہیں اور بیس ہزار کی آبادی اس پر گواہ تھی اس کا دوبارہ کھولا گیا قبر بھی میں

نے جا کر دیکھا ہم نے فاتحہ بھی پڑھا اور اس کھولے گئے قبر کو مجاہدین آ کر دیکھتے اور مزید جذبہ ایمانی کے ساتھ خداوند متعال کی خوشیاں حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

محترم یہ واقعہ تھا جسے کچھ سنا کچھ دیکھا رپورٹ ارسال خدمت ہے حزب اسلامی خالص گروپ اور حرکت انقلاب اسلامی کو آپ کے پیغام پہنچے ہیں اور رپورٹیں بھیجی جائیں گی۔

<u>مولوی نیک بہادر حقانی کی رپورٹیں:</u> مولوی نیک بہادر خان صاحب حقانی نے مرکز مجاہدین ناری سے رپورٹ بھیجی ہے کہ مرکز ناری خوست کے امیر روشن نے مورخہ ۳۰ نومبر ۸۱ کو مجاہدین کی یہ کاروائی بیان کی کہ مولانا محمد دیندار صاحب کے حکم پر مجاہدین کی ایک مسلح جماعت سرحدی قلعہ باڑی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کردی قلعہ کے قریب پہاڑی سلسلہ ہے جس میں ندیوں اور بارانی پانی کے ریلے ہیں ان میں حکومت کے متعدد ہیلی کاپٹر کھڑے تھے جب مجاہدین ان کے قریب پہنچے تو نہایت حکمت عملی سے ایک ایک ہیلی کاپٹر کو بم سے اڑا دیا جس سے زوردار دھماکہ ہوا بلکہ پورا دن اسی طرح دھماکوں میں گذرا۔

دوسرے دن مجاہدین نے رسد لے جانے والے عسکری دستوں پر حملے کئے جس کے باعث سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ساتھ ہی ساتھ سرنگی مورچوں کے تمام فوجی جہنم رسید ہوئے اور بفضل خدا تمام مجاہدین صحیح سلامت اپنے مرکز کو واپس لوٹے۔

دوسری رپورٹ میں انہوں نے لکھا ہے کہ متعلم نور زالی خان نے بتایا کہ مجاہدین کے مرکز ناری کو تباہ کرنے کے لئے ہیلی کاپٹروں کا ایک جھنڈ فضا میں نمودار ہوا۔ وہ فضا میں کافی بلندی پر پرواز کر رہے تھے جب وہ مرکز کے قریب پہنچے تو مرکز کا نقشہ لیا۔

<u>مولوی عجب نور اور مولوی دیندار کے دو محاذ:</u> مرکز ناری خوست جنوبی افغانستان صوبہ پکتیا کے دو حصوں پر مشتمل ہے مشرقی حصہ مولانا محمد دیندار صاحب جن کے زیر کمان کثیر تعداد میں مجاہدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے اور مغربی مولانا عجب نور صاحب حقانی کے زیر کمان ہے اس حصہ میں بھی مجاہدین بکثرت ہیں مغربی حصہ میں اس روز صرف پانچ افراد تھے متعلم نور زالی خان، امیر راشن، صابر جان مہتمم اسلحہ جات، صوفی صاحب لونگین منتظم دوربین، مالکی خان، شاہ وردین اور مشرقی حصہ میں بھی مولوی دیندار صاحب کے ساتھ اتنے ہی افراد تھے دشمن کو موقع ہاتھ آیا اور ہیلی کاپٹروں نے نیچے ہو کر مشین گنوں کے ذریعہ فائرنگ شروع کردی مشرقی حصہ میں مولوی دیندار صاحب کے پاس کارتوس ختم ہوئے اس طرف سے تو دشمن بے خطرہ ہوا مغربی حصہ میں مولی عجب نور صاحب حقانی کی طرف دشمن متوجہ ہوا۔ منتظم اسلحہ صابر جان نے ان پر ایسی شدید فائرنگ کی کہ ہم دو افراد کو لیاں پہنچا پہنچا کر نڈھال ہو گئے صوفی صاحب دوربین کے ذریعہ دشمن کی نقل و حرکت بھانپ رہے تھے دشمن نے مرعوب ہو کر بے تحاشا گولیاں برسائیں۔ لہٰذا صابر جان نے امیر راشن کو آواز دی کہ راکٹ جلد پہنچاؤ ایک ہیلی کاپٹر بیٹھنے والا ہے راکٹ پہنچنے سے پیشتر ہی ہیلی کاپٹر فضاء میں دور تک اڑے اور مرکز کی شمالی جانب خوست کے ہوائی اڈا کی جانب روانہ ہو گئے راستہ تو روغارہ نامی گاؤں پر بمباری کی۔ خوست کے ہوائی اڈے کے قریب ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوا۔ اسی طرح صرف چند افراد نے کمیونسٹوں کا یہ حملہ پسپا کر دیا اور مجاہدین کا مرکز دشمن کی یلغار سے محفوظ رہا۔

<u>شوق جہاد اور درس عبرت:</u>

افغانستان ایک قدیمی مذہبی ملک ہے جس کے مرد و زن مذہب اسلام سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جتنے غیر اسلامی انقلاب افغانستان پر آئے غیور افغانیوں محمود بت شکن اور احمد شاہ ابدالی کے ہم وطنوں نے انھیں ناکام بنا دیا اور اب افغانستان کی طرف سرخ انقلاب کی پیش قدمی کیمونسٹ توسیع پسند کے زوال کا پیش خیمہ ہے کیونکہ روسیوں نے بغیر مزاحمت کے مشرقی و مغربی کے مختلف

ممالک پر چند گھنٹوں پر قبضہ کر کر لیا لیکن افغانستان کے غیور و باحمیت قوم نے ان کا ناک میں ایسا دم کیا کہ وہ پسپائی پر مجبور ہو رہا ہے۔

مجاہدین نے صوبہ غزنی میں شنگر کے علاقے میں مدارس کا جال پھیلایا ہے جس میں چھوٹے بچوں کو جہاد اور فضیلت جہاد سے روشناس کرایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دن امیر مجاہدین ولایت قاری تاج محمد نے ان علاقوں کا دورہ کیا جب شنگر کے ایک گاؤں میں پہنچے تو لڑکوں اور نابالغ لڑکیوں کا امتحان لیا اسی اثناء میں ایک معصوم پانچ سالہ لڑکی امیر صاحب نے دیکھی جس نے اپنے کندھے پر لاٹھی رکھی تھی جس پر سرخ پٹی تھی امیر صاحب نے بلا کر اس سے پوچھا کہ تم نے کندھے پر کیا اٹھا رکھا ہے اس نے جواب دیا یہ میری بندوق ہے انہوں نے لاٹھی سے مسلح لڑکی سے پوچھا کہ آپ کا مرکز میں کیا عہدہ ہے جواب دیا کہ میں امیر گروپ ہوں امیر صاحب نے پھر پوچھا تمہارا گروپ کہاں ہے اس نے کہا کہ میرا گروپ فعالیت کرتا ہے گاؤں گاؤں اور محلہ محلہ پھرتا ہے اور جہاں کہیں خلقی پرچمی یا روسی نظر آ جائے تو اسے پکڑ کر یہاں لے آتے ہیں اور میں اسے سزائے موت دیتی ہوں۔

امیر صاحب نے خوش ہو کر اسے انعام سے نوازا۔

جب کسی قوم کے بچوں میں ایسا سرفروشانہ جذبہ موجود ہو تو انشاءاللہ فتح و نصرت کامیابی و کامرانی ان کا استقبال کرے گی۔

کمیونسٹوں کی حواس باختگی: (مولانا گلا خان حقانی کی رپورٹ)

مولوی گلا خان صاحب حقانی نے ہمیں یہ مراسلہ بھیجا ہے کہ ہم چند آدمی صوبہ پکتیا کے ایک گاؤں حنذ خیل بطور معائنہ گئے اسی اثناء میں روسی تیز رفتار طیارے ہوا میں پرواز کرتے آئے اور شدید بمباری کی صرف ایک گھر میں آٹھ عورتیں اور ایک لڑکا شہید ہوا اس بزدلانہ حرکت کا میں چشم دید گواہ ہوں ان کی یہ بمباری تین گھنٹے تک جاری رہی اس طرح صوبہ پکتیا کے تحصیل موسیٰ خیل میں مجاہدین کا مرکز ہے پچھلے مہینے روسی او میگ ۲۷، چھ طیارے اس مرکز پر حملہ آور ہوئے انہوں نے غلط نقشہ لیا انہوں نے بھاری بموں اور مشین گنوں سے حملہ کیا مسلمانوں کے کئی گھروں کو نشانہ بنایا یہ بمباری بیس منٹ تک جاری رہی جوابی حملہ میں مجاہدین نے ایک طیارہ مار گرایا باقی فرار ہو گئے۔

محاصرہ توڑ دیا گیا:

گر بز کے مجاہدین کا خونی خوڑ میں افغان ملیشیا کے ساتھ آمنا سامنا ہوا افغان ملیشیا نے مجاہدین کا محاصرہ کر لیا مولوی گلا خان صاحب حقانی کے مطابق صبح ۸ بجے سے ظہر تک مقابلہ جاری رہا شدید مزاحمت کے بعد مجاہدین نے محاصرہ توڑ دیا نتیجہ میں ملیشیا کا ایک کمانڈر ہلاک اور ایک مجاہد نور اللہ شدید زخمی ہوا۔ موصوف کے بیان کے مطابق ۲۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء گر بز کے مجاہدین نے اس فوجی قوت پر حملہ کیا جو بڑی کے تھانہ کو کمک پہنچ رہے تھے۔ اس فوجی دستہ میں ۴۸ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تھیں مقابلہ میں دو ٹینک اور دو بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ ۱۰ فوجی اور دو ملیشیا والے ہلاک اور ۲۳ زخمی ہوئے۔

ہم آخر دم تک لڑیں گے: (مولانا بادشاہ گل جان کی رپورٹ)

اتحاد طلباء شمالی و جنوبی وزیرستان کے سیکرٹری جنرل بادشاہ گل جان نثار نے اپنے مراسلہ میں یہ رپورٹ بھیجی ہے کہ ہم آخر دم

تک لڑیں گے اور کسی بھی حالت میں اشترا کیت کو تسلیم نہیں کریں گے اور اگر وزیرستان کی سرحد پر کوئی روسی ایجنٹ رونما ہوا تو اس کا حشر بھی تا کرہ اس کا مفصل ذکر الحق میں آ چکا ہے جیسا ہو گا گذشتہ عید الضحیٰ میں ایک روسی دستہ قلعہ ارگون کو کوٹل کے راستہ آ رہا تھا تو وزیر خروٹی اور سلمان زئی وغیرہ اقوام کے غیور مجاہدین نے آگے بڑھ کر اس دستہ پر حملہ کیا مجاہدین نے دشمن کی ۷۰ گاڑیوں اور ٹینکوں کو جلا دیا اور انہوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔

ادھر اتحاد طلبہ کے سیکرٹری نشریات نے اطلاع دی کہ اتحاد طلبہ تنظیم کے جو طلباء عید الضحیٰ کے دنوں میں علاقہ خوست گئے تھے وہ بخیریت واپس لوٹے اور بہت سے خلقی فوجیوں اور کیمونسٹوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے۔

مختلف صوبہ جات میں مجاہدین کے کارنامے:

صوبہ لوگر میں دو بندی کے چیف نے رپورٹ دی ہے کہ ایک فوجی دستہ ۳۲ ٹینک سمیت دو بندی پر حملہ آور ہوا مجاہدین نے راستے میں دستی بم رکھ دئے جس کے باعث وہ پسپا ہو گئے بعد میں طیاروں کے ذریعہ بمباری کی بمباری صبح ۸ بجے سے لے کر ۲ بجے عصر تک جاری رہی مجاہدین نے مقابلے میں ایک گاڑی تباہ کر دی ایک مجاہد شہید اور تین زخمی ہوئے دوسرے دن پھر بمباری کی مجاہدین نے دشمن کی دو گاڑیاں تباہ کر دیں۔

اسی صوبہ کے علاقہ شرانگان مقام محمد آغی کے مجاہدین نے ایک جھڑپ میں دشمن کے ۴ ٹینک اور ۴ باربردار گاڑیاں تباہ کر دیں اور ایک چیف کو گرفتار کر لیا اس پر شرعی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور اپنے اعمال کی وجہ سے سزایاب ہوا اس جھڑپ میں محمد آغی کے مجاہدین حاجی محمد ایوب خان گروپ اور داور خان گروپ نے حصہ لیا۔

صوبہ کابل میں حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے مجاہدین نے خاک جبار کے علاقہ میں خلقیوں اور کیمونسٹوں پر حملہ کیا۔ نتیجہ میں مجاہدین نے کچھ علاقہ پر قبضہ کر لیا دو کلاشنکوف اور دو صندوق کلاشنکوف کی گولیوں کے مجاہدین کے ہاتھ آئیں علاوہ ازیں ایک جیپ اور بہت سا روسی سامان مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ اسی طرح تحصیل چہار آسیاب میں مجاہدین نے ملیشیا پر حملہ کیا جس میں دشمن کے ۲۰ افراد مارے گئے اور بفضل خدا مجاہدین صحیح سلامت واپس لوٹے۔

صوبہ قندوز کے تحصیل امام صاحب میں مجاہدین نے شرکت چین زر پر حملہ کیا گیارہ افراد کارلی ٹولہ کے مارے گئے۔ اسی تحصیل میں فوجی تلاشی کے لئے پھر رہے تھے کہ مجاہدین نے ان پر حملہ کر دیا ۳۵ کیمونسٹ جہنم رسید ہوئے اور دوسرے دن ۲ افراد پرچم پارٹی کے ہلاک اور تین گرفتار ہوئے مجاہدین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

صوبہ بلخ میں حرکت کے مجاہدین نے ایک سینما گھر تباہ کر دیا اور کیمونسٹوں کے ساتھ دولت آباد کے ایک معرکہ میں چھ افراد ہلاک اور پندرہ زخمی ہوئے دوسرے دن بھی کیمونسٹوں نے شکست فاش کھائی ان کے ایک سو پانچ افراد مارے گئے اور دو سو سے زائد زخمی ہوئے۔

جہاد افغانستان مجاہدین اور فضلائے دارالعلوم حقانیہ کی سرگرمیاں
محاذ جنگ سے بھیجی گئی خصوصی رپورٹیں

جون ۱۹۸۱ء

☆ حضرت مولانا حضرت نور حقانی فاضل حقانیہ علاقہ خوسگ گربز کی مقتدر شخصیت ہیں۔خود بھی میدان کارزار میں روسی سامراج کے خلاف افغانستان میں معروف جہاد ہیں اور اپنے متعلقین و معتقدین کو بھی جہاد کی ترغیب دیتے ہیں۔ ہزاروں مجاہدین آپ کی ترغیب و تحریص کی وجہ سے دہریہ حکومت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ان کی سرپرستی میں طالب علموں کی ایک جماعت نے بوری خیل گاؤں کے قریب دشمن کی دو بکتر بند گاڑیاں اڑادیں۔مجاہدین بخیریت اپنے مرکز کولوٹ آئے۔پھر دوسرے حملہ میں قلعہ بادر بوری خیل میں دشمن کی مزید بکتر بند گاڑیاں اڑائیں اس محاذ پر مولانا موصوف کی مساعی سے عمل جہاد روز افزوں ہے۔

☆ مولوی عجب نور کی رپورٹ: مولانا عجب نور اپنے علاقہ کی ممتاز شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ مرکز علاقہ خوست پکتیا کے وزیر قبائل کے امیر ہیں اور محاذ جنگ کے انچارج بھی۔وہ اپنے مراسلہ میں رقم طراز ہیں کہ نور محمد ترکئی کے انقلاب سے لے کر آج تک میں محاذ جنگ پر ہوں۔حکومت ہماری سرگرمیوں سے سخت مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے۔ ہمارے مرکز پر قبضہ کرنے کے لئے کئی دفعہ خلقیوں نے زوردار حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن تاہنوز انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ایک حملہ میں مجاہدین نے ان کے تین ٹینک اور دو ہیلی کاپٹر مار گرائے۔مجاہدین میں سے چھ افراد زخمی ہوئے اور صرف ایک نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ مراسلہ بھی مرکز ناری میراں شاہ سے مولوی نور اللہ خاں مجاہد نے بھیجا ہے۔

☆ مولوی عبدالحلیم حقانی کی رپورٹ: الحاج مولوی عبدالحلیم صاحب حقانی جو صوبہ غزنی کے ولایت مقر علاقہ آب بند کے امیر ہیں۔انہوں نے اس گروہ میں شامل مجاہدین کے کارنامے اور وقائع ارسال کئے ہیں۔

گذشتہ دنوں دہریہ اور کیمونسٹ کی جانب سے علاقہ داری آب بند پر دو ہزار فوج، پانچ سو ٹینک اور سولہ طیاروں نے حملہ کیا۔ان کے مقابلہ میں مجاہدین صرف ڈیڑھ سو تھے۔مقابلہ مسلسل تین روز تک جاری رہا اس دوران ۲۷ کیمونسٹ مارے گئے۔نیز دو گاڑیاں اور دو ٹینک بھی تباہ کئے اور مجاہدین میں سے صرف اکیس افراد نے جام شہادت نوش کیا۔

اسی طرح دوسرے حملہ میں دشمن کے چار سو ٹینکوں اور دس طیاروں نے حصہ لیا۔اس حملہ میں صرف ایک مجاہد شہید اور دو زخمی ہوئے۔ دشمن کے دس افراد مارے گئے اور ایک گاڑی بیکار کردی گئی۔

تیسرے حملہ میں مجاہدین کی تعداد صرف پچاس تھی ان کے مقابلہ میں پانچ سو کیمونسٹ خلق فوجی تھے جن کے پاس بیس ٹینک بھی تھے۔مجاہدین میں سے صرف پانچ افراد شہادت پر فائز المرام ہوئے اور دشمن کے ساٹھ افراد مارے گئے۔ایک گاڑی اور ایک ٹینک بھی تباہ کردیا گیا۔

چوتھے حملے میں مجاہدین نے بیس خلقیوں کو واصل جہنم کیا اور ایک گاڑی بھی تباہ کردی گئی۔مجاہدین بفضلہ تعالیٰ خیریت سے رہے۔

پانچویں حملہ میں مجاہدین نے حکومت کے آٹھ کارندوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور مجاہدین کے ہاتھ ایک بندوق ایک مشین گن اور بیس بم مال غنیمت میں آئے۔

چھٹے حملے میں مجاہدین نے نو دہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور مجاہدین سب کے سب محفوظ و مامون رہے۔

ساتویں اور آٹھویں حملے میں ۱۶ خلقی واصل جہنم ہوئے۔ دو گاڑیاں مال غنیمت میں آئیں۔ دشمن کا ایک ٹینک ناکارہ بنا دیا گیا اور مجاہدین میں سے صرف ایک مجاہد زخمی ہوا۔

مولوی گل محمد صاحب: صوبہ غزنی میں جبہہ خوگانی کے امیر مولوی گل محمد صاحب ہیں۔ یہ جبہہ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کی زیر قیادت جہاد میں مصروف ہے اس جبہہ سے ۶۔ افراد مجاہدین غزنی کے ایک ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ہسپتال کے ایک کمرہ میں ۹ روسی اور دوسرے ملحقہ کمروں میں بھی ۸ روسی اور خلقی تھے۔ مجاہدین نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور امیر جبہہ کے پاس لے گئے۔ چھ خلقیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس جبہہ نے دو سو فوجی اور چودہ ٹینک تباہ کئے اور مال غنیمت میں ایک سو بیس کلاشنکوف (سٹین گن) مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔

مولانا عبدالرزاق حقانی: مولانا حافظ عبدالرزاق حقانی متعلم دارالعلوم حقانیہ جو کہ ابھی ابھی کئی ماہ کی جنگ کے بعد میدان جہاد سے واپس آئے ہیں انہوں نے بتایا کہ ۷ مارچ کو مجاہدین اور افغان خلقی حکومت کے درمیان ایک پہاڑی مقام جس کا نام ترغرئی ہے، مقابلہ ہوا۔ حکومت کے بارہ آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ایک چھوٹی توپ جسے یہ لوگ الموان کہتے ہیں اور ایک بہت بھاری مشین دور تک مار کرنے والی تباہ ہوئیں۔ یہاں برف باری کے باعث نہ تو کہیں بیٹھنے کی جگہ اور نہ کہیں نماز پڑھنے کا اہتمام اور نہ ایسا کوئی ناحیہ تھا جس میں مجاہدین بیٹھ کر کھانا کھا سکیں اس کے باوجود مجاہدین روحانی طور پر مطمئن تھے۔ دوسری لڑائی پھر اسی مقام پر ہوئی جس میں امیر مجاہدین جناب اکبر خان صاحب اور ایک مجاہد سیدان گل نے جام شہادت نوش کیا۔ حکومت کے بھی چار آدمی مارے گئے۔

تیسری لڑائی بھی کچھ اس طرح سے ہوئی کہ مجاہدین کے پاس نہ اسلحہ تھا اور نہ کوئی دیگر سامان۔ صرف ایک پرانی زنگ آلود توپ تھی۔ لیکن اللہ نے اس توپ سے جو کام لینا تھا وہ لیا۔ بندہ خود اسے لوڈ کرتا اور ماہر نشانہ باز رشید اسے چلاتا تھا۔ ہمارے پاس گولے بھی کم تھے۔ ہمارے ایک گولہ کے جواب میں اکیس گولے آتے۔ تین دن تک مسلسل لڑائی رہی۔ مجاہدین میں سے صرف ایک آدمی شہید ہوا۔ اس کے مقابلے میں افغان حکومت کے دو ٹینک، دو بکتر بند گاڑیاں ایک موٹر۔ ایک بڑی توپ ایک الموان توپ دور تک مار کرنے والی بھاری مشینیں تباہ ہوئیں اور دشمن کے ۱۱ آدمی مارے گئے۔ مجاہدین کے ہاتھوں دشمن نرغے میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ مجاہدین سرخ سامراج کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر دم لیں گے۔

مولوی عبدلرزاق اس جنگ میں مسلمانوں کی بے سروسامانی مگر جذبۂ جہاد میں مخمور ہونے کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں کہ اس جنگ میں ہمارے کھانے پینے کی حالت بڑی خراب تھی۔ روٹی پکانے کے لئے توا تک نہ تھا۔ آٹا پتھروں پر گوندھ کر آگ میں دبا دیتے۔ آدھی پکی آدھی کچی کھا کر لڑتے۔ رات کو سردی میں ٹھٹھرتے اور نیند نہ آتی پھر بھی وہ لطف نصیب ہوتا جیسے ہم جنت کے باغوں میں سو رہے ہیں اردگرد دشمن کے توپ خانے گولے برساتے جس سے پتھر اُڑ اُڑ کر ہم پر گرتے۔ مگر ڈر کی کوئی بات بھی محسوس نہ ہوتی۔ رات کی تاریکی میں جب کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ دیتا مگر ہم سفر جاری رکھتے ایسے دشوار گذار راستوں پر چلتے کہ اگر ذرا بھی قدم لڑکھڑا یا تو زندہ بچنا محال تھا۔ مگر ہر قدم اللہ کی مدد سے ٹھیک جگہ پر پڑتا۔ دشمن کو اللہ تباہ کرتا۔ ہزاروں گولے ان کے ضائع ہوتے اور مجاہدین پروانوں کی طرح پھرتے اور دشمن کو شکست ہوتی تھی۔

مولوی عبداللہ عرف مولوی محمد ہاشم حقانی محاذ جنگ سے اپنے مراسلوں میں لکھتے ہیں:۔

مولوی ہاشم حقانی کی رپورٹ: گذشتہ ماہ ربیع الثانی میں پکتیا علاقہ خوست چھاؤنی کے نزدیک ایک روسی قافلہ پر حملہ کیا۔ جس کے

نتیجے میں ایک فوجی موٹر اور جیپ پر قبضہ کرلیا۔اس میں دس فوجی تسلیم کر لئے گئے اور مجاہدین بھی دس ہی تھے۔مجاہدین نے تسلیم شدہ فوجیوں کو مرکز ناری پہنچایا۔یہ لڑائی بحکم مولانا عجب نور صاحب عمل میں لائی گئی تھی۔

پکتیا علاقہ خوست مرکز ناری جو زیر قیادت مولانا عجب نور صاحب کام کر رہا ہے اس مرکز کے مجاہدین نے موضع لاکنٹر کے قریب روسی فوج پر حملہ کیا۔دو دن آمنے سامنے لڑائی ہوئی۔روسیوں نے بمبار طیاروں اور ٹینکوں سے حملہ کیا۔اس میں تین ٹینک پانچ افراد اور چند مشین گنوں پر قبضہ کرلیا گیا۔ٹینک تو وہیں خراب ہوئے اور مجاہدین میں سے چھ افراد نے جام شہادت نوش کیا اور چار شدید زخمی ہوئے۔اس لڑائی میں ۱۰۰ فوجی ہلاک کر دیئے گئے۔

علاقہ خوست میں ایک گاؤں جو کہ خلقیوں کا گڑھ تھا اور آئے دن مجاہدین کو تنگ کرتے تھے اور امیر مجاہدین جناب مولانا عجب نور صاحب کے حکم سے اس گاؤں کا محاصرہ کرلیا۔اس جنگ میں ایک بھاری توپ جو خلقی استعمال کر رہے تھے۔گھر گھر لڑائی جاری رہی۔طیاروں کی بمباری سے ایک مجاہد زخمی ہوا۔بعد میں تمام علاقہ کے مسلمانوں نے امیر موصوف کے ہاں پناہ لی۔اس لڑائی میں خلقیوں کا ایک عظیم سرغنہ ہلاک کر دیا گیا۔دوسرے علاقہ خوست سے بڑی تعداد میں لوگوں نے میران شاہ مرکز ناری کی طرف ہجرت کی۔اسی طرح ایک اور لڑائی میں ۶ گھنٹے مسلسل جنگ رہی اور مجاہدین نے دو بڑے مورچے چھین لئے۔سامان بھی کافی ہاتھ آیا۔مجاہدین میں ایک ڈاکٹر اور چار طلباء مولوی صابر جان،مولوی عزامہر خان،مولوی نیک خوں اور ایک صاحب غلام خان زخمی ہو گئے۔

<u>مولوی مولا جان حقانی:</u> ولایت پکتیا میں دارالعلوم حقانیہ کے نڈر جری اور بہادر جرنیل مولانا جلال الدین حقانی امیر حزب اسلامی کے حلقہ امارات میں مورخہ ۱۰ اپریل کو مولوی مولانا جان حقانی جو ۱۹۷۸ء میں حقانیہ سے فارغ ہوئے ان کا محاذ ارگون ہے وہ کاتل خیل قوم چپلی کے امیر ہیں کی قیادت میں مقام لواڑہ جو کہ دتہ خیل سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر مغرب کی طرف واقع ہے۔یہ جگہ جغرافیائی اعتبار سے پاکستان کی سرحد کے ساتھ متصل ہے۔روسی ایجنٹوں اور مجاہدین کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔تاکڑ نامی شخص نے جو کہ روسی ایجنٹ تھا اس نے اپنے گھر کے قریب روسیوں کو ہوائی اڈہ کے لئے جگہ دی جس پر روسی روزانہ ہیلی کاپٹر اتارتے تھے۔قوم کے لئے یہ مسئلہ ناقابل برداشت تھا۔لہٰذا اس کی روک تھام کے لئے قوم نے مولوی مولانا جان صاحب حقانی جو دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر اور ہونہار فاضل ہیں کو منتخب کیا۔حمل کے ۲۲ کو جمعہ کی رات تقریباً گیارہ بجے مجاہدین تاکڑ پر حملہ آور ہوئے تقریباً تین گھنٹے کے اندر اندر روسی پٹھوں پر قبضہ کر لیا۔صبح کو مجاہدین نے اسلامی پرچم لہرادیا۔تاکرہ اور اس کے حامی گھروں پر گولیاں برسائیں۔اللہ اکبر کے نعروں سے کرایہ کے فوجی بھاگ گئے اور ساڑھے گیارہ بجے دن کے قریب مجاہدین نے ان روسی ایجنٹوں کے گھروں پر قبضہ کرلیا۔جن سے ۲۲ صندوق کارتوس۔پندرہ صندوق گرنیڈ چالیس بوری چینی اور آٹا اور چھ توپ برآمد کرلیں۔دریں اثنا ایک مجاہد لطیف الرحمان نے جام شہادت نوش کیا اور ایک مجاہد شدید زخمی ہوا۔جو پشاور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔تین پرچمیوں کو مجاہدین نے زندہ گرفتار کرلیا۔اس کے بعد مجاہدین نے روسی گماشتوں کے گھروں کو آگ لگادی۔اور آن کی آن میں وہ خاکستر کر دیئے گئے اور اس دفتر پر جو یہ ایجنٹ استعمال کر رہے تھے اس پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔جن غدار ملکوں نے ان ایجنٹوں کے ساتھ وفاداری کے دستخط کر رکھے تھے۔وہ اب مولوی مولا جان صاحب حقانی صاحب کے پاس آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جرمانہ دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔بفضلہ تعالیٰ اب وہ تمام مولوی مولانا جان حقانی کے ساتھ ہیں اور مولانا صاحب ارگون میں برسرپیکار ہیں۔ (ماہنامہ الحق جون ۱۹۸۱ء)

جنگی محاذوں کی کچھ مزید رپورٹیں

صبری منگل: جبہہ۔صبری منگل کے امیر مولوی قربان اللہ حقانی اپنے مراسلہ میں رقم طراز ہیں کہ ۱۹۔۱۔۱۳۶۰ کو ہم نے صبری منگل کے ساتھ ملحد روسیوں سے مقابلہ کیا۔ جو تقریباً چار گھنٹے تک جاری رہا۔ دہریہ حکومت کے ۱۵ ٹینک اور تقریباً ۱۱۶ افراد ہلاک ہوئے۔ مجاہدین میں سے دو افراد نے جام شہادت نوش کیا اور دو زخمی ہوئے۔ ہماری تعداد دو سو تھی۔ دہریہ حکومت کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ مگر اسلام و ایمان اور قرآن کریم کی قوت و طاقت سے ہم نے ان سے مقابلہ کیا اور ہمیشہ کی طرح اب بھی ہمیں کامیابی ہوئی۔ ہم آپ کو لکھ رہے ہیں کہ اسے ریکارڈ میں محفوظ کردیں۔

فری گریز: دارالعلوم حقانیہ کے ایک مجاہد فاضل مولانا گلا خان افغانی امیر ولایت خوست پکتیا افغانستان محاذ جنگ سے اپنے مراسلوں میں لکھتے ہیں:۔ مورخہ ۱۔۳۔۱۳۶۰ کو جبہہ فری گریز نے مولانا محمد دیندار صاحب فاضل حقانیہ کی جماعت کے ساتھ مجاہدین دوزیان نامی گاؤں سے گذرنے والی سڑک پر قوم گربز کی علاقہ داری یعنی تحصیل پر کارملی لشکر پر حملہ کیا۔ نتیجۃً مجاہدین کامیاب رہے اور دشمن کے بارہ سپاہی مع اسلحہ مجاہدین کے سامنے سپر انداز ہوئے۔ یہ لڑائی دن بھر جاری رہی۔ مجاہدین کی تعداد ۱۴۰ اور کارملی فوجیوں کی تعداد ایک سو تھی مگر ہمیں فتح نصیب ہوئی آپ ایک دوسرے مراسلے میں لکھتے ہیں۔

۱۰۔۳۔۱۳۶۰ کو مجاہدین نے درگون کے مرکزی قلعہ کا محاصرہ کرلیا جو تاحال جاری ہے۔ مجاہدین میں سے بارہ نے جام شہادت نوش کیا اور غالباً دو سو سے زائد روسی ہلاک ہوئے۔ انہیں جانی و مالی نقصان کافی اٹھانا پڑا۔

جبہہ پروان: دارالعلوم حقانیہ کے ایک اور مجاہد وغیور فاضل مولوی عبدالغنی صاحب ولد مولانا خوشدل خان جو ۱۳۹۰ھ میں دارالعلوم سے درجہ علیا میں فارغ ہوئے اور اپنے علاقہ پروان کوہ دامان میں معروف خدمت دین ہیں ان دنوں مولانا محمد یونس خالص حقانی کے حزب اسلامی کے ساتھ ایک اہم محاذ بگرام میں کمندان (ایک فوجی عہدہ) ہیں اپنے ایک مراسلہ میں جنگی معرکوں کی مختصر رپورٹ میں لکھتے ہیں:

ضلع پروان چاریکار تحصیل بگرام علاقہ کوہ دامان شمالی افغانستان میں پچھلے چند ماہ میں مجاہدین کے قابل ذکر معرکے مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ پہلا معرکہ بگرام بر لب سڑک روسیوں اور خلقیوں کے چھ سو افراد ہلاک ہوئے اور ۴ مجاہدین شہید اور ایک زخمی ہوا۔

۲۔ دوسری لڑائی بگرام نیازی موضع باری کا میں ہوئی پچاس مجاہد شہید ہوئے اور ۵ دہریئے ہلاک ہوئے۔

۳۔ تیسری لڑائی مقام قرہ باغ میں ہوئی جس میں دشمن کے پچاس سپاہی ہلاک ہوئے۔

۴۔ چوتھا معرکہ مقام عبدالالی برج بگرام میں ہوا جس میں ساٹھ روسی ہلاک اور پانچ ٹینک تباہ ہوئے۔

۵۔ پانچویں لڑائی سید خیل میں ہوئی جس میں دو سو دہریے ہلاک ہوئے۔

۶۔ یہ جنگ عین صدر مقام پروان میں ہوئی جیل خانہ پر حملہ کرکے مرد اور عورتوں قیدیوں کو مجاہدین نے رہا کیا ایک بنک لوٹا گیا اور سرکاری دفاتر پر یلغار کی۔ بارہ مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا۔

کوٹکی تھانہ: مولوی سعید اللہ افغانی جو بیس سالہ نوجوان افغان طالب علم ہے اور دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہے تعطیلات رمضان میں جہاد میں مشغول رہے دائیں آنکھ کے اوپر جہاد فی سبیل اللہ کا ایک حسین زخم لئے ہوئے اب دوبارہ معروف تعلیم ہے اپنے ایک

مجاہدانہ شبخون کا حال یوں بیان کیا ہے:

میں ۵ شوال کو اپنے نڈر اور بہادر ساتھیوں کے ساتھ جن کی تعداد ساٹھ تھی دشمن سے مقابلہ کے لئے نکلے کوٹی تھانہ پہنچ کر رات کے ۹ بجے ہم نے شب خون مارا۔ بارش سے زیادہ ہم پر توپ کے گولے برسائے جاتے رہے مگر ہم رینگتے ہوئے دشمن کی چوکی کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ہم نے کوٹی تھانہ میں بم پھینک دیے مگر تھانہ بلندی پر ہونے کے باعث دستی بم ہماری طرف واپس لوٹ آتے۔ دشمن کے پاس توپیں اور فائرنگ کے مختلف قسم کے آلات تھے مگر ہمارے ایمانی جذبہ کی یہ حالت تھی کہ ہمارا ایک ساتھی جس کا نام والی گے تھا جذبہ ایمانی سے بے قابو ہو کر تھانہ کے دروازوں کو پتھر مار مار کر توڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ حتیٰ کہ صبح کی اذان ہوگئی اور ہم نے واپس پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ نماز ادا کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے نصرت اور مدد کی دعا مانگتے رہے۔ بہر حال جوں توں کر کے دن گذارا۔ اور رات کے آٹھ بجے دوبارہ ہم اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور دشمن کی چوکی کا رخ کیا۔ دشمن نے اس رات ہر چہار طرف سے زمین پر مائنز (خفیہ بم) کا جال بچھا دیا تھا۔ جو کسی کا قدم پڑ جانے سے فوراً پھٹ جاتے۔

میری پیشانی پر جو زخم ہے وہ ایسے ہی ایک بم کے پھٹ جانے سے ایک چنگاری پڑ جانے سے ہوا۔ ہم اس صورت حال سے مجبور ہو کر دوبارہ قرب وجوار کے پہاڑوں میں چھپ گئے مگر اس کے باوجود ہم نے دشمن کو پانی کے چشمہ سے دور رکھا اور ان کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ دو تین یوم تک یہی کیفیت رہی۔ بالآخر خلقی سپاہیوں نے پیاس کی شدت سے تنگ آکر اپنے آپ کو بمعہ اسلحہ ہمارے حوالے کر دیا۔ یہ خلقی سپاہی تعداد میں بارہ تھے۔ تھانہ میں تیس سپاہی پھر بھی محصور رہے جنہیں دشمن نے ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں کی مدد سے بمشکل پانی اور راشن پہنچایا۔

<u>ولایت بدخشاں</u>: ہمارے مولوی جمال الدین متعلم ولایت بدخشاں کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ ملعون ہبرک اور حفیظ اللعین کے دور میں ہم پر روسی فوجوں نے ہزاروں ٹینکوں، زرہ پوشوں اور توپ وتفنگ، جہازوں، ہیلی کاپٹروں اور آلات حرب سے لیس فوجوں نے یلغار کر دی۔ مگر نور ایمان اور قوت اسلام سے سرشار مسلمانوں، بوڑھوں، بچوں، نوجوانوں اور عورتوں نے جرأت وشجاعت کے وہ کارنامے سرانجام دیے کہ تاریخ اس پر فخر کرے گی۔ عورتوں کی بہادری کا یہ عالم ہے کہ گذرنے والے دشمن کی افواج کے راستے میں چھپ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ ٹینک جب سامنے آتے ہیں تو عین وقت پر بڑی پھرتی سے ٹینکوں پر چڑھ کر ان کے شیشوں پر کیچڑ مل دیتی ہیں جس سے ٹینک میں بیٹھے ہوئے فوجیوں کو راستہ دیکھنا ناممکن ہو جاتا ہے اور اوپر سے مجاہدین آکر دستی بموں کی یلغار کر دیتے ہیں۔ اور یہی عورتیں میدان کارزار میں مجاہدین کو پانی پہنچاتی ہیں اور ڈٹ کر لڑتی بھی ہیں۔ اسی طرح چھوٹے چھوٹے بچوں کا یہ حال ہے کہ وہ غلیل قسم کی چیزوں سے دشمن کے ٹینکوں اور جہازوں کو نشانہ بنانے سے نہیں ڈرتے۔

غرض کہ یہ عظیم سامراجی قوت ان کو ایک کھلونا سا لگتا ہے۔ ایک طرف جہاز اور ٹینک ہوتے ہیں اور دوسری طرف دستی بم، کلہاڑی، تبر اور چقماقی توپیں اور لکڑی کے ڈنڈے، مگر خدائے بزرگ وبرتر کی مدد سے فتح ان بے سروسامان مجاہدین کو ہو جاتی ہے۔ ان وسائل کے ساتھ مجاہدین نے ہزاروں ٹینکوں کو ناکارہ بنا دیا ہے اور ہزاروں کافروں کو جہنم رسید کر دیا ہے۔ مجاہدین نے بدخشاں کے اکثر علاقے دشمن سے واپس لے کر اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔ (ماہنامہ الحق اگست ۱۹۸۱ء)

مولانا محمد حلیم فاضل حقانیہ کی بھیجی گئی رپورٹ

جولائی ۱۹۸۷ء

جہاد افغانستان کی تازہ رپورٹ: دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا محمد حلیم حقانی بھی دوسرے فضلاء دارالعلوم کی طرح روسی نجیب فوجوں سے جہاد افغانستان کے میدان کارزار میں برسرپیکار ہیں انہوں نے حال ہی میں تازہ رپورٹ بھیجی ہے جسکی تلخیص ذیل میں پیش خدمت ہے۔

O پوست کے مقام پر افغان مجاہدین کی سات جماعتوں کے اتحاد کی تنظیم نے روسی فوجوں کے ساتھ زبردست مقابلہ کیا۔ میں خود بھی اس میں شریک تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دامت برکاتہم کی دعاؤں اور توجہ کے صدقے دارالعلوم کے دوسرے فضلاء کو بھی اس میں شرکت کی سعادت حاصل رہی۔ مجاہدین نے بڑی پامردی اور استقامت کے ساتھ دشمن کی فوجوں پر غلبہ حاصل کیا۔ اور ایک بجے کے قریب ہمیں فتح حاصل ہوئی۔ مجاہدین میں تیرہ حضرات کو شہادت کا مقام علیا حاصل ہوا۔ چودہ حضرات زخمی ہوئے۔ روسیوں کے بہت سے فوجی مارے گئے کچھ قید کر لئے گئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ مولانا جلال الدین فاضل حقانیہ نے بھی اس محاذ پر ہماری بھرپور مدد کی تھی انہوں نے اپنی کمانڈ کے ۳۵ سپاہی یعنی مجاہدین ہماری مدد و نصرت کے لئے اس محاذ پر بھیج دیئے تھے۔ تیرہ شہداء سے مجاہد ان کے رفیق ہیں۔ الحمدللہ کہ اس معرکہ میں مجاہدین کو ایک سو بیس کلاشنکوف ۱۵ عدد بڑی مشینیں، چار عدد توپیں، تین عدد زیکیویک مشین، ۵ عدد ہوان توپ، دو عدد راکٹ انداز، ۲ کوہی توپ، ایک صحرائی توپ، مجاہدین کو بطور مال غنیمت حاصل ہوئے۔ حضرت استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ سے میرے اور تمام فضلاء حقانیہ جو دشمن سے میدان جہاد میں نبرد آزما ہیں تسلیمات بھی عرض کر دیں اور استقامت و شجاعت اور فتح و نصرت کی دعاء کی درخواست بھی

O مانٹی سنا کی ولایت پکتیا کے قریب ایک شارع عام پر ہمارے مجاہدین سر میں سودائے شہادت لئے مسلح کھڑے تھے کہ اچانک مجیبی روسی فوجوں کی یلغار آن پڑی۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ مجاہدین کی تعداد قلیل ترین تھی بدقسمتی سے دشمن اس مقام سے ہم سے قابض ہو گیا مگر خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے ہمت نہیں ہاری۔ سات جماعتی اتحاد ہوا۔ مختلف گروہوں سے تعلق رکھنے والے مجاہدین دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن گئے چند روز بعد مسلسل جہاد اور لڑائی کے بعد اللہ پاک نے مجاہدین کو پھر سے غلبہ عطا فرمایا اور دشمن کی فوج بھاگ گئی۔ مولوی الف گل جسے پکتیا محاذ کے جہاد کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی نے مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ یہاں کے سپاہیوں کی نصرت کے لئے بھیجا تھا نے بڑی بے جگری سے شجاعت کا مظاہرہ کیا ان کی تشریف آوری سے مجاہدین کی ڈھارس بندھی۔ دشمن کے چالیس سپاہی جہنم رسید کر دیئے گئے اور ستر سے زائد افراد ان کے شدید مجروح ہیں۔ ایک سو کے قریب کلاشنکوفیں، متعدد توپیں مختلف مشینیں مجاہدین کو مال غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ مجاہدین میں ٦ مجاہد شہید ہو گئے۔ شہید نصرت اللہ اور شیرین جمال شہید، مولانا جلال الدین کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے اس معرکہ میں شہادت نوش کی۔

اب خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ شارع عام مجاہدین کے قبضہ میں ہے۔ اپنے استاذ گرامی قدر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی دعاؤں اور توجہ کی برکت سے اس معرکہ میں مجھے شرکت کی سعادت حاصل رہی اور خداتعالیٰ کے فضل سے تاحال خیریت و عافیت سے ہوں۔

O اس ماہ ہمارے محاذ کے مجاہدین نے ہر طرف سے روسی نجیبی فوجوں پر ہر طرف سے حملوں کی یلغار کر دی۔ ہمارے دو مجاہد کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور جبل السراج میں شہید کر دیئے گئے۔ مجاہدین نے روسیوں کے طیارے مار گرائے اور کئی ایک روسی فوجی ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد روسیوں نے ہوائی اور زمینی گولوں سے آگ برسائی اور ظلم و بربریت کا ریکارڈ قائم کر دیا۔ عفیف عورتیں اور معصوم اور

بے گناہ بچے جلا کر بھون دیئے گئے یہ واقعہ ننگر ولایت کے مقام پر پیش آیا جہاں مجاہدین مورچہ بند تھے مگر ہوائی بمباری اور مسلسل چار روز تک آخر اس کی تاب کیسے لائی جاسکتی تھی۔ یہ تاریخ کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ چند روز قبل ''سپر لی'' نامی ایک سرکاری طیارہ روسی کابل فوجیوں اور بھواؤں کو لئے جلال آباد سے کابل جارہا تھا کہ مجاہدین نے مارگرایا۔ طیارہ پانی کے ایک ڈیم میں گر کر تباہ ہوگیا۔ چالیس آدمی ہلاک ہو گئے۔ تین آدمی زندہ گرفتار کر لئے گئے جواب مجاہدین کے قبضہ میں ہیں۔

O مجاہدین کا ایک قافلہ جو دس روز سے مسلسل سفر ہجرت کر رہا تھا کہ اچانک روسی درندوں کی ایک بڑی فوج کے نرغہ میں آ گیا۔ اٹھارہ مجاہدین شہید کر دیئے گئے۔ چھوٹے اور بے گناہ بچوں کو ماں کی چھاتیوں پر رکھ کر ذبح کر دیا گیا۔ بہیمیت و درندگی اور ظلم وتشدد کی ایسی مثال، درندوں میں بھی کم ملے گی مگر روسی درندوں کی تاریخ اس سے معمور ہے۔

O شوال کے پہلے عشرہ میں جب مولانا پیر محمد وکلی شہید، میدان کارزار میں دشمنوں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور ان کا نچلا دھڑ کٹ گیا اور اس حالت میں گھنٹہ بھر زندہ رہے۔ تو جب تک ہوش رہا، اپنے اساتذہ بالخصوص شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے نام تسلیمات، درخواست دعا اور بخشش حقوق کا پیغام دیتے رہے اور حاضرین کو اس کے پہنچانے کی بار بار تاکید کرتے رہے، مرحوم نے شہادت سے پندرہ روز قبل شادی کی تھی مگر جہاد میں شرکت کی خوشی اور جذبۂ شہادت سب کچھ پر غالب رہا۔ (ماہنامہ الحق جولائی ۱۹۸۷ء)

رپورٹ مولانا حکمت اللہ تحریر مولوی شیر بہادر حقانی

جنوری ۱۹۸۸ء

دارالعلوم حقانیہ کی تعطیلات کے ایام میں ہمارے چند ساتھیوں نے باہمی صلاح ومشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ اس ارشاد ربانی **وجاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللّٰہ** پر عمل کرنے کی خاطر جہاد افغانستان کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں الحمدللہ کہ دارالعلوم کے روح پرور ماحول میں رہتے ہوئے اساتذہ وطلبہ اور روزانہ آنے جانے والے قافلوں سے ملاقات و مذاکرات سے عزائم میں پختگی پیدا ہو چکی تھی۔ جب کہ مالی حیثیت سے تو اس جہاد میں حصہ لینے کے لئے اسباب نہ تھے۔ اس ارادے سے جب ہم نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہم العالی کو مطلع کیا تو وہ بہت خوش ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

مجاہدین طلبہ کی اس جماعت نے اپنے لئے دارالعلوم کے متعلم عبدالمتین کو امیر اور متعلم حکمت اللہ کو معاون امیر مقرر کیا اور افغان مجاہدین کے امیر مولوی عبدالرشید جو دارالعلوم کے مخلص اور ہمارے سابق استاد اور دارالعلوم رشیدیہ افغانستان کے مہتمم ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دارالعلوم رشیدیہ کے طلباء نے بھی یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم بھی دارالعلوم حقانیہ کے طلباء کے ساتھ میدان کارزار میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ ہم نے انہیں بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اس طرح ہماری تعداد پہلے سے دوچند ہوگئی۔

مولوی عبدالرشید صاحب کے ہمراہ حزب اسلامی اور افغان اتحاد کے امیر جناب مولانا محمد یونس خالص دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل ہیں۔ اور حال ہی میں صدر ریگن سے ملاقات کرکے افغان مجاہدین کے مؤقف و استقامت کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرا چکے ہیں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ دارالعلوم حقانیہ کے طلبا جہاد کی غرض سے آئے ہیں تو بہت خوش ہوئے اور ہمیں اپنی گاڑی میں لنڈی کوتل تک پہنچایا۔ اور وہاں دفتر سے اکیس کلاشنکوف تین راکٹ لانچر اور کچھ دیگر ضروری اشیاء مرحمت فرمائیں۔ یہ رات ہم نے یہاں دفتر میں گذاری اور صبح ۸ بجے یہاں سے روانہ ہوئے عصر کے وقت مارو مرکز پہنچے۔

مارومرکز افغانستان میں ایک جگہ ہے جہاں مجاہدین کے اپنے مستقل مراکز ہیں ہم نے مشورہ کیا کہ رات یہاں گزار کر صبح یہاں سے روانہ ہوں گے۔لیکن یہاں مرکز کے امیر جناب روزہ دین صاحب نے ہمیں بتایا کہ معلوم ہوا ہے کہ روسی فوج نے ہمارے ان مراکز پر حملہ کرنے کا تہیہ کررکھا ہے لہٰذا آپ چند دن یہاں ٹھہریں کہ مراکز کی حفاظت کو ترجیح ہونی چاہیے۔

ہم نے تعمیل حکم کرتے ہوئے یہاں ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔لہٰذا تیسرے دن دس ہزار روسی فوج، چار ہزار ٹینک، پندرہ جیٹ طیارے اور ۱۹ جنگی ہیلی کاپٹر سمیت ان مراکز میں آپہنچے۔الحمدللہ! مجاہدین اور ہمارے رفقاء پہلے سے تیار تھے۔چار دن کی مسلسل خون ریز جنگ کے بعد پانچویں روز روسیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں عبرت ناک ہزیمت ہوئی۔ ہماری طرف سے چھ مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا اور آٹھ زخمی ہوئے جب کہ دشمن کو بھاری مقدار میں جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور کافی مقدار میں مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

اس معرکے میں دشمن کو شکست دینے کے بعد ہمارے محاذ جنگ کے کمانڈر نے مجاہدین سے کہا کہ اب تمہاری مرضی ہے اگر یہاں رہنا پسند کرتے ہو یا اپنی منزل مقصود، عبدالخیل مرکز کی طرف جانا چاہتے ہو۔لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اس راستہ سے آپ نہ جائیں کیونکہ روسی ملحدین نے بارودی سرنگیں بچھا رکھی ہیں۔ہم نے عبدالخیل کے مرکز کو جانے کا مشورہ کیا۔اور یہاں سے رخصت ہو کر تیسرے دن عبدالخیل مرکز میں پہنچے۔وہاں محاذ جنگ کے عظیم سپہ سالار مولوی فاتح شاہ المدنی فاضل دارالعلوم حقانیہ سے ملاقات ہوئی۔ہم نے چند دن یہاں آرام کیا اور ساتھ ہی جنگی تربیت حاصل کرتے رہے۔ جب کہ صرف چند ہی دن رمضان میں باقی تھے۔ہم نے اس مرکز کے امیر سے عرض کیا کہ ہمیں کسی جگہ حملہ کرنے کیلئے بھیجیں اور عملاً جنگ میں شرکت کا موقع فراہم کریں۔تو انہوں نے دیگر مجاہدین کیساتھ ہمیں روسی فوج کے مرکز جولیوا کے نام سے مشہور ہے پر حملہ کرنے کیلئے بھیج دیا۔ہم نے اس مرکز پر حملہ کر کے دشمن کو کافی مقدار میں جانی و مالی نقصان پہنچایا جب کہ ہماری جانب سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔اس کے بعد ہم واپس مرکز میں آ گئے کیونکہ ماہ صیام شروع ہونے والا تھا۔

رمضان میں کسی حملہ کا موقع میسر نہ ہو سکا۔البتہ طلبا کی جماعتیں وقتاً فوقتاً قریبی دیہاتوں میں مسلسل تبلیغ کے لئے جاتی رہیں۔ اور نہایت خوبی سے یہ تبلیغی سلسلہ جاری رہا۔ جہاد کی ترغیب، مجاہدین سے تعاون، ان کی نصرت اور ان کو اپنے ہاں پناہ کے مواقع فراہم کرنے پر لوگوں کو آگاہ کیا گیا اور ان کا بھرپور تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ دارالعلوم حقانیہ کی نسبت سے وہاں کے لوگ ہماری بڑی قدر کرتے تھے اور سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔

عیدالفطر منانے کے بعد ہم نے قائم مقام امیر سے درخواست کی کہ ہمارے لئے عملاً جہاد اور دشمن پر حملے کا کوئی بہترین موقع فراہم کریں کیونکہ ہماری چھٹیاں ختم ہونے والی ہیں اور دارالعلوم حقانیہ کا تعلیمی سال شروع ہونے والا ہے اور نئے سال کا داخلہ بھی لینا ہے۔ تو انہوں نے آچین چھاؤنی پر حملے کا پروگرام بنایا۔وہاں پہنچنے پر ہم نے دیکھا کہ اس چھاؤنی کی حفاظت کے طور پر اردگرد چھوٹی چھوٹی چھاؤنیاں بنائی گئی ہیں۔مورچہ بندی اور دفاعی پروگرام مضبوط ہے۔ہم نے حکمت عملی، منصوبہ بندی اور شدید قوت سے حملہ کیا۔اور چند دن تک یہ لڑائی جاری رہی۔لہٰذا دشمن کو کافی جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔اور متعدد روسی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔حملہ ختم ہونے کے بعد ہم واپس مرکز پہنچے اور مرکزی امیر سے اجازت لے کر مرکز علم و مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لینے کیلئے حاضر ہوئے اور اسطرح ہمارے رفقاء اور دارالعلوم کے یہ جیالے فرزند اپنا اہم قومی اور ملی اور مذہبی فریضہ ادا کرنے کے بعد صحیح سلامت واپس اپنی مادر علمی کی آغوش میں آپہنچے۔

تمام ساتھیوں نے معاہدہ کیا کہ آئندہ سالانہ چھٹیوں میں ایک بار پھر میدان کارزار میں حاضر ہوں گے انشاء اللہ۔ ماشاء اللہ دین کا کوئی ایسا شعبہ نہیں۔کوئی ایسا میدان نہیں جو دارالعلوم کے ان انمول موتیوں اور مجاہدین کے میسر ہونے پر نازاں نہ ہو۔بقول شاعر۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

واپسی پر اپنے محسن و مربی حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی وہاں کی

ساری کارگزاری سنائی، بڑے خوش ہوئے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور کئی روز مسلسل عصر کی مجلس میں ہم سے میدان کارزار کی داستان سنتے رہے ان کی دعائیں ہماری پشت پناہ ہیں۔ ہمارے حوصلے بلند ہیں۔ انشاءاللہ اللہ کریم ہمیں فتح نصیب فرمائے گا۔

(رپورٹ: مولانا نور محمد۔ تحریر قاری محمد رمضان)

مولوی نور محمد انور جو دارالعلوم حقانیہ کے طالب علم اور کئی سال سے یہاں مصروف تعلیم ہیں۔ رمضان المبارک میں تین سو مجاہدین کے ساتھ جہاد میں عملاً شرکت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ میں نے ان سے جہاد افغانستان مین شرکت اور کارروائی کی اجمالی رپورٹ طلب کی۔ تو انہوں نے کہا کہ جب ہم نے جہاد افغانستان میں شرکت کا ارادہ کیا تو حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے اجازت لی۔ اور تین رمضان المبارک کو یہاں سے میدان کارزار میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے

<u>علاقہ لوگر اور منجراب کے جنگی مہم:</u> پانچ روز مسلسل سفر کے بعد ہم جب علاقہ لوگر میں پہنچے تو وہاں روسی فوجوں کے ساتھ ”سراور“ نامی گاؤں میں آمنا سامنا ہوا۔ جس کے نتیجے میں مسلسل بارہ گھنٹے تک جنگ ہوتی رہی۔ افغان مجاہدین اور ہماری جماعت کے رفقاء اور طالب علم ساتھی بڑی بے جگری اور استقامت و پامردی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ مجاہدین میں پانچ رفقاء کو شہادت کا مقام رفیع نصیب ہوا جبکہ روسیوں کے سینکڑوں افراد جہنم رسید ہوئے۔

پھر اس کے بعد ہم مسلسل پندرہ دن سفر کرتے ہوئے اپنے مقصود مورچوں تک جا پہنچے۔ ابھی دم نہیں لیا تھا تھکاوٹ اور تعب کے آثار موجود تھے کہ روسیوں اور ملحدوں کے ہزاروں افواج، پورے جنگی ساز وسامان سمیت، ٹینک، ہوائی جہاز اور جدید خودکار اسلحوں سمیت مقابلہ میں آدھمکے اور ہمارے مورچہ (منجراب) پر بھرپور حملہ کر دیا۔ الحمدللہ کہ مجاہدین اور ہماری جماعت کے رفقاء نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر قسم کا میسر اسلحہ استعمال کیا۔ دشمن کو للکارا اور جان کی بازی لگادی اور میدان میں بڑی جرأت، استقامت اور شجاعت کے ساتھ لڑتے رہے۔ جس کے نتیجے میں مجاہدین نے روسیوں کے پانچ یونٹوں سمیت بہت سامان غنیمت حاصل کیا اور روسی درندوں کو زبردست شکست دے کر وہ چوکی ان کے تسلط سے آزاد کرالی۔ روسی اپنا مورچہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور دوسرے مورچوں میں پناہ لی جو کہ (کوہستان) میں ہیں۔ وہاں پر کوہستانی مجاہدین نے ان کو گھیرے میں لے لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے منت سماجت کی کہ ہمیں چھوڑ دو۔ ہم اپنے محصوروں کے لئے رسد پہنچانے جا رہے ہیں۔ مجاہدین نے کہا ہم تمہاری یہ بات ہرگز نہیں مانتے۔ بالآخر انہوں نے بہت بھاری رقم کی لالچ دی کہ یہ ہم سے لے لیں اور ہمیں چھوڑ دیں۔ لیکن حضرات مجاہدین کا اللہ جل جلالہ پر توکل اور بھروسہ تھا اور ان کی ایک بات نہ مانی۔ دھونس دھمکی اور لالچ میں بھی نہ آئے۔ روسی دشمنوں نے اپنے ہوائی جہازوں کے بڑے افسر سے بات کی کہ مجاہدین نے ہمیں سخت گھیرے میں لے رکھا ہے ہم یہاں سے نہیں نکل سکتے۔ ہمارے لئے فوری کمک بھیجی جائے تاکہ ہم اپنے آپ کو آزاد کرائیں۔ چنانچہ ان کی مدد کے لئے بڑی تعداد میں روسی پہنچ گئے۔ تاہم مجاہدین نے ان کا جوانمردی کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

یہ لڑائی مسلسل پانچ روز تک جاری رہی جس کے نتیجے میں اس مورچے کے ایک بڑے بہادر کمانڈر جن کا نام اعلیٰ محمد تھا اپنے کئی ایک جاں نثار ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ پھر بعد میں ہمارے صادق مخبرین نے ہمیں اطلاع دی کہ روسیوں کے مردے بے شمار تھے اور پانچ دن کے بعد مجاہدین نے اپنے شہیدوں کو نکالنے اور اپنے زخمیوں کی دوائی پٹی کرنے کے لئے عقب نشینی اختیار کی اور خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے، روسی دشمن ظلم و جبر، تشدد، بربریت اور بہیمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجاہدین کی تھوڑی سی غفلت دیکھ کر بوڑھے، بچوں اور عورتوں پر بمباری شروع کر دیتے ہیں۔ خدا کا فضل ہے کہ اب مجاہدین نے جگہ جگہ مورچے بنائے ہیں اور روسی دشمن کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کر دی ہیں الحمدللہ کہ ہماری جماعت کے رفقاء محفوظ رہے اور خدا کے فضل سے زندہ سلامت اور باعافیت اپنے اساتذہ اور مادر علمی دارالعلوم حقانیہ پہنچ گئے۔ ذالک فضل اللہ

(ماہنامہ الحق جنوری ۱۹۸۸ء)

(جمعیۃ علماء اسلام کے وفد کا افغانستان میں حقانی کے مرکز اور اور محاذ جنگ کے بارہ میں مشاہداتی تاثرات)

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ایک وفد نے مارچ ۱۹۸۸ء کے تیسرے ہفتہ کے دوران افغانستان میں خوست کے محاذ جنگ کا دورہ کیا۔ وفد کی قیادت جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کی جب کہ باقی ارکان میں صوبہ سرحد کے سیکرٹری جنرل مولانا حمید اللہ جان، صوبائی سالار اعلیٰ قاری حضرت گل شاکر گوجرانوالہ ڈویژن کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر غلام محمد ہفت روزہ ترجمان اسلام کے مدیر سید احمد حسین زید، گوجرانوالہ جمعیۃ کے امیر مولانا عبدالرؤف فاروقی، تاروowal ضلع سیالکوٹ کی جامع مسجد حنفیہ قاسمیہ کے خطیب مولانا محمد یحییٰ محسن، مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے راہنما چوہدری غلام نبی اور گلیانہ ضلع گجرات کے ایک نوجوان چوہدری عبدالرشید شامل تھے۔

یہ دورہ حرکۃ المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمٰن خلیل کی دعوت پر کیا گیا اور وہ بھی دورہ میں ساتھ رہے وفد نے ۲۱ مارچ کا دن میران شاہ میں گذارا اور حرکۃ المجاہدین کے مرکز کا معائنہ کرنے کے علاوہ حزب اسلامی کے کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ منبع العلوم کو دیکھا اور حزب اسلامی کے دفاتر کا دورہ کیا۔

<u>حقانی کے مرکز ژاور اور خوست کا دورہ</u>: وفد کا پروگرام مولانا جلال الدین حقانی سے ملاقات کا بھی تھا۔ لیکن مولانا حقانی باڑی کے محاذ پر گئے ہوئے تھے جہاں دو روز قبل مجاہدین نے حملہ کر کے دشمن کے تین مورچے فتح کئے تھے اور نصف صد کے لگ بھگ سپاہیوں کو گرفتار کیا تھا۔ جمعیۃ کا وفد ۲۲ مارچ کو میران شاہ سے ژاور پہنچا اور حزب اسلامی کے مرکز کا معائنہ کرنے کے علاوہ مرکز کے کمانڈر ضابطہ اکبر شاہ سے جہاد افغانستان کی تازہ ترین صورت حال پر بات چیت کی جناب اکبر شاہ پہلے افغانستان کی سرکاری فوج میں کیپٹن تھے لیکن جہاد افغانستان کے آغاز میں ہی مجاہدین کے ساتھ آملے اور گذشتہ آٹھ برس سے ان کے ساتھ مسلسل خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وفد کے ارکان نے ژاور سے راغبلی تک سفر پیدل کیا اور خوست شہر کے بالکل متصل پہاڑ کی چوٹی پر مجاہدین کے مورچے اور اس کے قریب مرکز میں دو دن بسر کئے۔ اس دوران راغبلی کے مرکز میں مجاہدین کی تربیتی مشقیں دیکھیں اور علاقہ میں روسی طیاروں کی مسلسل بمباری سے پیدا ہونے والی ویرانی اور تباہی کا مشاہدہ کیا۔ ۲۴ مارچ کو وفد بنوں پہنچا اور ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں دورہ کے تاثرات بیان کر کے لاہور واپس روانہ ہو گیا۔

وفد کے سربراہ مولانا زاہد الراشدی نے دورہ کا مقصد جنیوا مذاکرات کے نتیجہ میں ہونے والے مبینہ سمجھوتہ کے پس منظر میں محاذ جنگ پر برسرپیکار مجاہدین کے تاثرات واحساسات معلوم کرنا تھا اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ مجاہدین پر ان مذاکرات اور معاہدہ کا کوئی اثر نہیں ہے اور وہ اس سے بالکل بے نیاز ہو کر مکمل فتح تک جنگ جاری رکھنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ مجاہدین کے نزدیک مکمل فتح کا مطلب صرف روسی افواج کی واپسی نہیں بلکہ کابل میں ایک مکمل اسلامی حکومت کا قیام ہے جسکے بغیر مجاہدین ہتھیار رکھنے کیلئے کسی صورت میں تیار نہیں۔

<u>جنیوا معاہدہ اور مولانا یونس خالص کا فارسی مقولہ ”مکمل اسلامی حکومت کے بغیر جنگ بندی خودکشی“</u>: ہم جب ژاور کے مرکز میں پہنچے تو وہاں مہمان خانے میں ایک کیلنڈر لٹکا ہوا تھا جس پر حزب اسلامی افغانستان کے امیر مولوی محمد یونس خالص کا یہ مقولہ درج ہے اور یہ مقولہ مجاہدین کے موقف اور عزم کا صحیح آئینہ دار ہے۔ مقولہ فارسی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”ایک مکمل اسلامی حکومت کے قیام کے بغیر ہتھیار ڈالنا خودکشی کے مترادف ہوگا“۔

جنیوا مذاکرات کے پس منظر میں ایک اہم سوال لوگوں کے ذہنوں میں ابھرتا ہے وہ یہ کہ اگر سمجھوتے پر دستخط ہو گئے اور امریکہ و دیگر حمایتی ممالک نے مجاہدین کی امداد بند کر دی تو پھر جہاد افغانستان کے مستقبل کیا ہوگا اور مجاہدین اس جنگ کو فوجی امداد کے بغیر کیسے جاری رکھ سکیں گے۔ یہ سوال ہمارے ذہنوں میں بھی تھا اور ہم نے یہ سوال ضابطہ اکبر شاہ اور دیگر مجاہدین سے کیا اس کے جواب میں انہوں نے جذبات کا اظہار کیا اسے تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

☆ ہم نے جہاد کا آغاز امریکہ یا کسی اور طاقت کے کہنے پر اور ان کی امداد کے سہارے نہیں کیا تھا۔ بلکہ اپنی پرانی رائفلوں اور گھروں میں موجود ہتھیاروں کے ساتھ جنگ شروع کی تھی اور جب بیرونی طاقتوں نے دیکھا کہ ہم نے واقعی مزاحمت کر کے اپنا وجود تسلیم کرا لیا ہے تو اس وقت یہ طاقتیں ہماری طرف متوجہ ہوئیں اگر ہم اس دور میں مسلح مزاحمت کر کے روسی جارحیت کے مقابلہ میں اپنا وجود دنیا سے منوا سکتے ہیں تو آج بھی بیرونی امداد کے بغیر جنگ جاری رکھنا ہمارے لئے مشکل نہیں ہے۔

☆ آج ہم تربیت، جنگی تجربہ اور اسلحہ کے ذخیرہ کے لحاظ سے پہلے سے کہیں بہتر پوزیشن میں ہیں۔ ہمارے پاس اسلحہ کے جو موجودہ ذخائر ہیں ان کے ذریعہ مزید ایک رائفل ملے بغیر بھی ہم موجودہ جنگ کو مزید پانچ سال تک جاری رکھ سکتے ہیں اور پھر ہمارے پاس اسلحہ کی جو مقدار ہے اس میں ایک اچھا خاصا حصہ اس اسلحہ کا ہے جو ہم چھاپہ مار حملوں کے ساتھ دشمن سے چھینتے ہیں۔ یہ خدائی امداد ہے اسے تو کوئی عالمی طاقت بند نہیں کر سکتی۔

☆ <u>جنیوا معاہدوں جیسی سازشوں سے بے نیاز مجاہدین:</u> اور اصل بات یہ ہے کہ ہماری یہ جنگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے اور جہاد میں انحصار اسباب اور ہتھیاروں پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور نصرت پر ہوتا ہے۔ اگر ہم ہتھیاروں کی طرف دیکھتے تو جہاد کا آغاز ہی نہ کرتے۔ ہم نے اپنا شرعی فریضہ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی امداد کے سہارے پر جہاد کا آغاز کیا اور اللہ پاک نے مدد فرمائی۔ وہ اللہ جنیوا سمجھوتے کے بعد بھی موجود رہے گا۔ اور ہماری اس مدد پر قادر ہوگا اس لئے ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ بڑی طاقتوں کی پروا کئے بغیر مکمل فتح تک ہماری جنگ جاری رہے گی اور کابل پر اسلامی حکومت کا پرچم لہرائے بغیر ہم جنگ بند نہیں کریں گے۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ افغان مجاہدین کی طرف سے ان جذبات اور عزائم کے اظہار کے بعد ہمیں اس بات پر پوری طرح شرح صدر حاصل ہو گیا ہے کہ بڑی طاقتوں کی ساز باز اور جنیوا مذاکرات کے نتیجہ میں ہونے والا کوئی بھی سمجھوتہ افغان مجاہدین کی جدوجہد پر اثر انداز نہیں ہوگا اور بالآخر کابل پر افغان مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہو کر رہے گی۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بعض سیاسی عناصر افغانستان کی جنگ کو امریکہ اور روس کی جنگ قرار دے کر جہاد کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے مسلسل پروپیگنڈہ کر رہے ہیں لیکن افغان مجاہدین نے جنیوا مذاکرات کے حوالہ سے امریکہ اور روس دونوں کے موقف کو مسترد کر کے عملاً یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی جنگ امریکہ کی جنگ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وطن کی مکمل آزادی اور ایک نظریاتی اسلامی حکومت کے قیام کیلئے لڑ رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے پاک افغان سرحد سے خوست کے قریب پہاڑی مورچوں تک جو سفر کیا ہے اس میں دو باتیں بطور خاص نوٹ کی ہیں۔ ایک یہ کہ اس علاقہ میں سرکاری فوجوں یا عملہ کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ملتا۔ بلکہ خوست شہر اور چھاؤنی کے چاروں طرف پہاڑیوں اور راستوں پر مجاہدین کا مکمل قبضہ اس حقیقت کی شہادت دے رہا ہے کہ چند شہروں اور چھاؤنیوں کے علاوہ پورا افغانستان مجاہدین کے کنٹرول میں ہے اور دوسری بات ہمارے مشاہدہ میں یہ آئی ہے کہ میدانی لڑائی میں مجاہدین کو سرکاری فوجوں پر بالادستی حاصل ہے۔ خوست چھاؤنی مجاہدین کے محاصرہ میں ہے۔ کوئی زمینی راستہ سرکاری فوجوں کے پاس نہیں ہے۔ طیاروں کے ذریعہ راشن وغیرہ کی سپلائی ہوتی ہے۔ طیارے بھی رات کی تاریکی میں تاریک رن وے پر اترتے ہیں۔ یہ رن وے ہمارے مورچہ سے صاف نظر آ رہا تھا اور نصف شب کے قریب مورچہ پر پہرہ دینے والے نوجوانوں نے تاریکی میں اترنے اور سامان اتار کر پرواز کرنے والے طیارہ کو بھی دیکھا۔ پہاڑ کی چوٹی سے ایک طرف دور فاصلے پر میران شاہ کی روشنیاں جگمگاتی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور دوسری طرف اسی پہاڑی کے دامن میں آباد خوست شہر مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا ویرانی کا منظر پیش کر رہا تھا۔

<u>روسی فضائیہ اور مجاہدین کے گولے:</u> جس مورچہ میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے وہ پہاڑ کی چٹانوں کو تراش کر اس کے اندر غار میں بنایا گیا ہے وہاں سے مجاہدین نے ہماری موجودگی میں مارٹر توپ سے کئی گولے خوست چھاؤنی پر پھینکے۔ اس کے بعد دو اور مورچوں سے بھی مجاہدین نے چھاؤنی پر گولے برسائے۔ ہمیں یقین تھا کہ اس کے جواب میں ہم پر شدید گولہ باری ہوگی۔ لیکن ہمارے میزبانوں

نے کہا کہ آرام سے عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائیں۔ کچھ بھی نہیں ہوگا اور واقعۃً ہم ساری رات آرام کی نیند سے سوئے رہے اور گولہ باری کا جواب ایک گولی کی صورت میں بھی ہماری طرف نہیں آیا۔

روسی افواج اور کابل انتظامیہ کی سرکاری فوجوں کے پاس افغان مجاہدین کے خلاف ایک ہی مؤثر اور کارگر ہتھیار ہے اور وہ ہے فضائیہ، جس کا متبادل مجاہدین کے پاس نہیں ہے۔ سرکاری طیارے مجاہدین پر بمباری کرتے ہیں بلکہ ان کی مسلسل اور وحشیانہ بمباری نے پورے افغانستان کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ ہمیں راستہ میں متعدد بستیاں ملیں لیکن ایک بھی آباد نہیں تھی اور بیشتر مکانات بمباری کی وجہ سے زمین بوس تھے۔ روسی طیاروں کی اس وحشیانہ بمباری نے نہ صرف آبادیوں کو بلکہ جنگلات کو بھی جھلسا دیا ہے اور پہاڑوں کی مضبوط چٹانوں کو ریزے ریزے کر دیا ہے۔ ہم جس روز رانغبیلی کے مرکز میں مجاہدین کی تربیتی مشقیں دیکھ رہے تھے اس وقت اچانک ۱۸ طیارے فضا میں نمودار ہوئے۔ مجاہدین کی بتائی ہوئی تدبیر کے مطابق ہم زمین پر اوندھے منہ لیٹ گئے۔ چاروں طرف سے طیارہ شکن توپیں گرجنے لگیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ طیارے سزاور کے قریب بلندی سے بم برسا کر چلے گئے۔ اس بمباری میں ایک مجاہد شہید اور چھ زخمی ہوئے۔

کابل انتظامیہ کی یہی فضائی قوت ہے جس کی وجہ سے مجاہدین کے لئے شہروں اور میدانی علاقوں میں قبضہ کو برقرار رکھنا مشکل ہے ورنہ وہ کئی بار ان علاقوں پر قبضہ کر چکے ہیں اور میدانی جنگ میں سرکاری فوجوں کو شکست دے چکے ہیں اگر مجاہدین کے پاس فضائیہ کا کوئی متبادل انتظام ہوتا تو یہ جنگ آج سے کئی سال پہلے ان کی مکمل فتح کی صورت میں انجام پذیر ہو چکی ہوتی۔ مجاہدین کے پاس طیارہ شکن توپیں اور سٹنگر میزائل موجود ہیں اور وہ انہیں کامیابی کے ساتھ استعمال بھی کرتے ہیں جس سے ان کے نقصانات کا تناسب خاصا کم ہو گیا ہے اور روسی طیارے اب نزدیک آنے کی بجائے خاصی بلندی پر پرواز کرتے اور بم پھینکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سرکاری فوجوں کا یہی ایک ہتھیار ہے جو مجاہدین کے خلاف اب بھی مؤثر اور کارگر ہے۔

<u>پاکستانی سیاستدانوں کی حقائق سے چشم پوشی:</u> مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ پاکستان کے بعض سیاستدان کابل انتظامیہ کی دعوت پر کابل گئے اور واپس آ کر انہوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے افغان مجاہدین کا کوئی وجود نہیں دیکھا اور نہ ہی گولی کی کوئی آواز سنی۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہوائی جہازوں پر سفر کرنے اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں ٹھہرنے کی بجائے میرے ساتھ چلیں۔ میں انہیں خوست ارگون اور چاجی کے محاذوں پر لے جاتا ہوں اور پیدل سفر میں اس جنگ کا مشاہدہ کراتا ہوں۔ جو آج بھی جاری ہے اور اسی جنگ نے روس کو مجبور کیا ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنی فوجیں واپس بلانے کا بار بار اعلان کر رہا ہے۔ جمعیۃ کے وفد کے قائد نے پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے اپیل کی ہے کہ بیرونی لابیوں کے یک طرفہ پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں اور مکمل یک جہتی کے ساتھ افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت کر کے جہاد کے شرعی فریضہ کے احیاء اور افغانستان میں ایک مکمل اسلامی حکومت کی تشکیل کے اس تاریخی عمل میں مؤثر اور یادگار کردار ادا کریں۔ (از قلم مولانا زاہد الراشدی) ماہنامہ الحق اپریل ۱۹۸۸ء صفحہ ۴۳ سے ۴۶

(خوست محاذ جنگ سے مولانا حقانی کا خصوصی ایلچی کے ذریعہ ساٹھ روزہ جنگ کی اجمالی رپورٹ)

مورخہ ۲۶ جنوری کو خوست محاذ جنگ کے قائد مولانا جلال الدین حقانی کے خارجی و سیاسی امور کے مسؤل جناب محمد یعقوب شریعت یار کا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے نام جناب حقانی صاحب کا پیغام، محاذ جنگ کی تازہ صورت حال اور بعض اہم امور کے سلسلہ میں مشاورت کی غرض سے دارالعلوم تشریف لائے ۲۲ نومبر سے ۲۲ جنوری تک خوست کے محاذ پر جاری رہنے والی ۶۰ روزہ گھمسان کی لڑائی کی اجمالی رپورٹ بیان کی جسے احقر نے ضبط کر لیا اسے ذیل میں شریک اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (عبدالقیوم حقانی)

۲۲ نومبر سے جنگ شروع ہوئی اور وقفے وقفے سے حملے اور جوابی حملے دونوں طرف سے ہوتے رہے۔ مجاہدین نے ثابت قدمی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اس طویل لڑائی کے نتیجے میں روسی دشمن کے ۳۰ ٹینک ۱۰ زرہ پوش ۷۰ فوجی گاڑیاں ۲۰ توپیں اور ۸ طیارے تباہ کئے گئے۔ ۵۰ روسی فوجی جہنم رسید کئے گئے نجیبی جنرل عارف کو بھی ٹھکانے لگادیا گیا۔ افغانی نجیبی فوجیوں میں ۱۱۱ مجاہدین کے سامنے تسلیم ہوگئے۔
اس دوران جب ایک مرتبہ مولانا جلال الدین نے مجاہدین کو دشمن کے ۳۵ قرارگاہوں پر یکبارگی حملے کا حکم دیا تو الحمدللہ کہ حملہ خوب کامیاب رہا مگر دشمنوں نے جدید آلات کی مدد سے بہت سے دور سے مولانا حقانی کی آواز پہچان کر توپ خانہ سے بمباری کی۔ موصوف دشمن کے جس قرارگاہ کو قبضہ کر چکے تھے اسی میں موجود تھے۔ دشمن کا نشانہ ٹھیک بیٹھا آپ کا رفیق موقعہ پر شہید ہوگیا اور آپ زخمی ہوگئے مگر بحمد اللہ اب افاقہ ہے اور صحت مند ہیں۔

(مولانا حقانی کے نائب مولانا نظام الدین حقانی کی قیادت میں جہاد سو مجاہدین کی شہادت)

۱۶ سے ۱۹ جنوری تک تین روز کی پھر زبردست جنگ ہوئی۔ اس میں دشمن کے ۲۷ ٹینک، دسیوں گاڑیاں اور ایک فوجی طیارہ مجاہدین نے مار گرایا۔ تین مجاہدین شہید ہوئے۔ کماندان عبدالرحمٰن غدی بھی اس موقعہ پر خلعت شہادت سے سرفراز ہوا جب کہ ۵ ذخمی ہوئے۔ ۲۰ سے ۲۲ جنوری کی سہہ روزہ جنگ میں روسی دشمن نے مجاہدین کی یلغار سے دومندو سے ست کنڈو تک کا علاقہ خالی کر دیا۔ جس پر اب مجاہدین کا مکمل قبضہ ہے اور دشمن کو مسلسل پسپا کیا جا رہا ہے۔ گردیز سے خوست تک کی درمیانی سڑک ۸ سال سے مجاہدین کے قبضہ میں تھی۔ اس جنگ میں چند یوم کے لئے روسیوں نے تسلط جمالیا مگر الحمدللہ اب مجاہدین نے دوبارہ اس پر مکمل قبضہ کرلیا ہے۔ جنگی اور فوجی اہمیت کی اس سڑک پر جنگ کی قیادت مولانا جلال الدین حقانی کے نائب نظام الدین حقانی فاضل حقانیہ کر رہے ہیں جو مولانا فتح اللہ حقانی شہید کے بھائی ہیں۔ روسی فوجیوں نے ست کنڈو تک منطقہ سے فرار تو اختیار کرلیا مگر پوری زمین کو بارودی سرنگوں سے بھر دیا ہے۔ مجاہدین بڑے حزم و احتیاط سے صفائی کے کام میں مصروف ہیں۔ ۶۰ روز کی اس مسلسل جنگ میں مجموعی طور پر شہادت پانے والے مجاہدین کی تعداد ۱۰۰ ہے جب کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں سمیت زخمیوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔　　ماہنامہ الحق فروری ۱۹۸۸ء صفحہ ۴۹ سے ۵۳

گردیز کی فتح پر مولانا سمیع الحق کی کمانڈر جلال الدین حقانی کو مبارکباد

پشاور (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے ممتاز افغان کمانڈر جلال الدین حقانی سے وائرلیس کے ذریعے رابطہ کر کے انہیں گردیز کی تاریخی فتح پر مبارکباد دی ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے ایک پریس ریلیز کے مطابق سینیٹر مولانا سمیع الحق نے افغان جہاد میں کمانڈر حقانی کے جرأت مندانہ کردار کو سراہتے ہوئے کمانڈر حقانی سے کہا کہ وہ انجینئر حکمت یار اور احمد شاہ مسعود سے رابطہ کر کے ان پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں تاکہ کابل میں خونریزی کو روکا جاسکے پریس ریلیز کے مطابق سینیٹر سمیع الحق کی صدارت میں کئی اہم رہنماؤں کے مابین جاری اجلاس کا تیسرا دور ہوا یہ رہنما سعودی عرب مصر اور کویت سے مولانا سمیع الحق کی دعوت پر پشاور آئے ہوئے ہیں تاکہ افغان مجاہدین کے رہنماؤں سے رابطہ کر کے انہیں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنے اور باہمی اتحاد قائم کرنے پر آمادہ کیا جاسکے۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء)

مولانا انوار الحق کی قیادت میں اساتذہ دار العلوم کا دورۂ خوست، چشم دید مناظر اور مشاہدات و تاثرات (مولانا عبدالقیوم حقانی کی قلم سے)

فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی سے تازہ ترین انٹرویو

○ امیر شکیب ارسلان کا افغانی قوم کے بارہ میں تبصرہ

مشہور مؤرخ اسلام امیر البیان امیر شکیب ارسلان جب بہادروں اور شہسواروں کے مرکز، شیروں کے مخزن، فاتحین اور سورماؤں کے مولد و منشا اور اسلام کے مضبوط قلعہ افغانستان کا تذکرہ لکھنے بیٹھے تو اسلامی جوش حمیت سے مغلوب ہو گئے۔ اس مجاہد ملک کی تاریخ ان کی نگاہوں کے سامنے آ گئی اور اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بے اختیار صفحہ قرطاس پر منتقل کر دئے لکھتے ہیں کہ:۔

''میری جان کی قسم! اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے اور کہیں بھی اس میں زندگی کی رمق باقی نہ رہے پھر بھی کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور اس کا عزم جواں رہے گا''۔ (حاضر العالم الاسلامی ج ۲ ص ۱۹۷)

گذشتہ بارہ تیرہ سال سے بہادر اور غیور افغانی قوم نے عملاً اپنی تاریخ کو دہرایا اور امیر شکیب ارسلان کے قول کی مزید عملی تصدیق کر دی۔

افغانی غازیوں اور شہداء اور معرکہ ہائے کارزار کے مجاہدین کی زیارت و ملاقات اور ایمان و یقین کے مناظر و کیفیات کے مشاہدے اور دین اسلام کے زندہ و متحرک اور عملی مناظر دیکھنے کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے مورخہ ۲۱/ اپریل ۱۹۹۱ء کو ہفتے کے روز مخدوم زادہ ذی قدر حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ کی قیادت میں پانچ افراد (مولانا صاحب موصوف کے علاوہ ڈاکٹر محمد شریف، حافظ سلمان الحق، محمد آصف اور احقر کاتب الحروف) پر مشتمل قافلہ جب میرم شاہ کے راستے شجاعت و سرفروشی کی سرزمین افغانستان کے نومفتوحہ صوبہ خوست میں داخل ہوا اور نماز مغرب سے قدرے قبل دار العلوم حقانیہ کے افغانی طلبہ کے جہادی مرکز ''چپاؤ گروپ'' یعنی چھاپہ مار گروپ کے مرکز کے قریب پہنچا تو اس گروپ کے تعارضی کمانڈر مولوی عالم گل حقانی (جو دار العلوم کے چھٹے درجہ کے طالب علم ہیں) دور سے فوجی جرنیل کی ٹوپی سر پر رکھے، ہاتھ میں کلاشنکوف لئے ہماری گاڑی کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں انہوں نے دور سے ہمیں پہچان لیا تھا قریب آ کر گاڑی روک دی ابھی ان سے علیک سلیک جاری تھی کہ فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی مجاہدین کے ایک بڑے کاروان کے ساتھ علاقہ ''بڑی'' کے اپنے ''خلیل مرکز'' سے یہاں پہنچے اور مولانا انوار الحق سے فرمایا۔ ''میں نے خلیل مرکز میں اب تک آپ کا انتظار کیا مگر مخابرہ سے معلوم ہوا کہ آپ میرم شاہ دیر سے پہنچے تو میں نے انہیں تاکید کر دی کہ میں خود ملاقات کے لئے میرم شاہ حاضر ہو رہا ہوں پھر کل اکٹھے خوست کے لئے آئیں گے کل خوست چھاؤنی میں محاذ جنگ کے کمانڈروں کی اہم میٹنگ بھی ہے اس کے لئے جانا ہو گا''۔

چپاؤ گروپ کے طلبہ کی خواہش تھی کہ ہم ان کے ہاں قدرے قیام کر لیں لہٰذا عرض کیا گیا کہ حضرت! آپ آج میرم شاہ چلے جائیں اپنے کام نمٹا لیں ہم لوگ کل خوست کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور کل آپ خوست واپسی پر پروہیں ملاقات ہو سکے گی: فرمایا

''میں صبح سویرے کام نمٹا کر واپس آ جاؤں گا آپ حضرات خلیل مرکز میں میرے کمرے میں قیام کر لیں پھر خوست کے لئے اکٹھے روانہ ہوں گے''۔

مولانا نے مجاہدین کو ہماری ضیافت و خاطر داری کی بڑی تاکید فرمائی۔ ہم نے مغرب کی نماز چپاؤ گروپ کے مرکز میں پڑھی اور خلیل غونڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ مولوی عالم گل حقانی، مولوی رحیم اللہ حقانی اور مولوی عنایت اللہ حقانی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں پر دار العلوم کے قدیم

فاضل اور مولانا حقانی کے نائب، عظیم مجاہد کمانڈر مولانا نظام الدین حقانی پہلے سے اپنے مخدوم زادہ اوران کے رفقاء کے منتظر تھے۔ انہوں نے پٹھانوں کے روایات کے مطابق شاندار استقبال اور اکرام کیا۔ کھانے کا پُر تکلف اہتمام کیا گیا تھا۔ رات گئے تک ان کے ساتھ خوست کی جنگ سمیت دارالعلوم حقانیہ میں ان کے بیتے ہوئے ایام ماضی، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا محمد علی مرحوم کا تذکرہ رہا۔ رات کے قیام اور آرام کے لئے مولانا جلال الدین حقانی کے ذاتی کمرہ میں جگہ بنائی گئی تھی۔

دوسرے روز ہم لوگ یہاں سے خوست چھاؤنی کے لئے روانہ ہوئے راستے کے درخت، پہاڑ اور شاید ہی کوئی پتھر ایسا ہو جس پر دشمن کی گولیاں نہ برسی ہوں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں، دامن اور وادیاں روسی دشمن کے بمبار طیاروں کی بے رحم بربریت کی منہ بولتی تصویر تھیں زمین کا کوئی چپہ ایسا نہ تھا جہاں دشمنوں کے بموں کے نشان نہ ہوں۔ اسباب اور وسائل کی بات اور ہے مگر اخلاص، للّٰہیت، انابت اور اعتماد علی اللہ، کرامات جہاد اور حقانیت اسلام کی بات ہی کچھ اور ہے۔ ''خلیل غونڈ'' میں مجاہدین اور اپنے رفقاء سے جہادی معرکوں کی داستانیں سنتے رہے اور آج راستے میں وہ تمام مراحل اور مناظر آنکھوں سے دیکھتے رہے جہاں افغان مجاہدین نے خون اور آگ کے دریاؤں میں تیر کر فتح اور غلبہ کی سعادت حاصل کی۔

<u>روسی جرنیل کی ٹوپی حقانیہ کے درجہ سادسہ کے طالب علم کے پاؤں کی ٹھوکر بنی:</u> اسی راستے میں وہ مورچہ بھی دیکھا جہاں پر سب سے پہلے اپنے جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کے حکم پر مولوی عالم گل حقانی کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ کی ایک جماعت اور چپاؤ گروپ کے رفقاء نے دشمن پر یلغار کردی تھی اور ان کے محاذ جنگ کے سب سے بڑے جرنیل اور ہائی کمان کے افسر اعلیٰ کو گرفتار کرلیا تھا جس کی جرنیلی ٹوپی دارالعلوم کے چھٹے درجے کے طالب علم کے پاؤں کی ٹھوکر بنی۔ مجاہدین کی اس یلغار کے بعد دشمن کی صف اول کے پاؤں اکھڑ گئے اور ایسے اکھڑے کہ پھر انہیں بغیر بھاگنے کے اور کوئی راہ نہ سوجھی۔

<u>۱۶ سو فوجی دس آدمیوں کے نرغہ میں ۞ دس آدمی دس ہزار نظر آئے:</u> اسی رستے میں وہ مورچہ بھی دیکھا جہاں حاجی علی گل نے اپنے ۹ ساتھیوں کی معیت میں ۱۶ سو فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کردیا تھا اور ۱۰ آدمیوں نے ۱۶ سو کو گرفتار کر کے اسلام کی صداقت و اعجاز کا عجوبہ واعہ پندرھویں صدی میں صفحۂ تاریخ پر ثبت کردیا۔ بعد میں جب ہم نے قیدیوں سے اس قدر بزدلی اور دس کے سامنے ۱۶ سو کے ہتھیار ڈالنے کی حقیر ترین ذلت اور شکست کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے۔

جناب! یہ مجاہدین دس کب تھے یہ تو ہمیں دس ہزار دکھائی دے رہے تھے۔

مجاہدین کے پاس ۹ ٹینک تھے جن میں تین خراب ہو چکے تھے چھ باقی رہے جب کہ دشمن کے ۸۰ ٹینک تھے۔ ہمارے دریافت کرنے پر بعض فوجی افسروں اور ایک قیدی جرنیل نے کہا کہ جناب! ''ہمیں تو چاروں طرف مجاہدین کے ٹینک ہی ٹینک نظر آتے تھے''۔

<u>مولانا جلال الدین کا استقبال:</u> مغرب کے وقت نومفتوحہ علاقے میں جب فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کے تشریف لانے کا اعلان ہوا تو مولانا کے جلال و جمال اور استقبال کا عالم دیدنی تھا۔ مولانا جدھر جاتے مجاہدین بندوقوں، کلاشنکوفوں، توپوں اور زبردست ہوائی فائرنگ سے ان کا والہانہ استقبال کرتے۔ مغرب سے عشاء تک پوری فضاء پر مولانا کے استقبال اور عظمت شان کی کیفیت طاری رہی۔ مولانا کو دیکھ کر امام شاملؒ کی عظمت اور سید احمد شہید کی جلالت اور جہاد اسلام کی حقیقت کے کئی پہلو سامنے آتے رہے۔ مغرب کے بعد خوست چھاؤنی کے مرکز میں مولانا حقانی مسلح مجاہدین کے عظیم اور طویل ترین کاروان کے جلوس میں مولانا انوار الحق اور ان کے رفقاء کے پاس تشریف لائے اور صبح مفصل ملاقات کے لئے کہا جب کہ فی الوقت محاذ جنگ کے تمام کمانڈروں کی مشترکہ میٹنگ کی وجہ سے موصوف میٹنگ

کے لئے متعین قرارگاہ پر تشریف لے گئے۔

ہمارا قافلہ خوست کے پورے علاقہ، چھاؤنی، شہری آبادی، بازار، اطراف، مختلف مورچوں، روسی جہازوں کے قبرستان دونوں ہوائی اڈوں، تازہ ترین جنگی تقابل اور مختلف معرکوں کے اہم حصوں کے دیکھنے کے لئے مقامی مجاہدین کی رہنمائی میں مشغول ہو گیا۔

بادشاہوں اور جرنیلوں کا جاہ و حشم بچوں کا کھیل اور ڈرامہ: ہم نے اس دورۂ خوست میں یوں تو بہت کچھ سامان عبرت حاصل کیا۔ مگر سب سے بڑی چیز یہ حاصل ہوئی کہ اللہ کی عظمت اور اس کی ابدیت پر ایمان مزید مستحکم ہو گیا اور انسان کی کمزوری اور مظاہر سے فریب خوردگی پر یقین تازہ اور پختہ ہو گیا بڑے بڑے دارالسلطنتوں سے ایمان اٹھ گیا۔ جو آج آبادی کی کثرت عمارتوں کے استحکام اور بنیادوں کی مضبوطی پر ناز کرتے ہیں اور جن پر ان کے سربراہوں، وہاں کے بسنے والوں اور ان سے متاثر اور مرعوب ہونے والوں کو بڑا اعتماد ہے۔ اسی طرح بڑی آن بان، کروفر، شان و شوکت لاؤلشکر، علم و فن، اثر و اقتدار، مضبوط قلعوں، محفوظ برجیوں، عالی شان عمارتوں اور بڑے بڑے کارخانوں والے طاقتور اور وسیع و عریض ممالک پر سے بھی عقیدہ اٹھ گیا۔ ہم نے سوچا کہ بغداد، کویت، غزنی، قرطبہ، غرناطہ، سمرقند بخارا اور اب خوست کی تباہی و بربادی کے بعد ان موجودہ دارالسلطنتوں، شہروں اور تہذیب و ثقافت کے مرکزوں اور ان حکومتوں کی کیا ضمانت دی جاسکتی ہے۔ بادشاہوں اور جرنیلوں کے جاہ و حشم کے اس انجام کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ سب بچوں کا کھیل اور سٹیج کی نقالی ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی، باقی بتانِ آذری

کہاں وہ حسن و جمال کا مرقع خوست اور کہاں یہ برباد اور ویران کھنڈروں اور برستے ہوئے گولہ بارود سے جلے ہوئی عمارتوں کا ہیبت ناک منظر۔ رہے نام اللہ کا۔ رات اور دن کا الٹ پھیر اس کے ہاتھ میں ہے اور گردش روزگار اس کا تابع فرمان ہو تلک الایام نداولھا بین الناس۔

موت شہادت زندگی کا حاصل: افغان مجاہدین تیرہ سال سے ٹینکوں، جہازوں اور میزائلوں اور دشمن کی جدید ترین مسلح افواج سے لڑ رہے ہیں اور اب قلت عدد اور قلت عدد کے باوجود خوست کو آزاد کرانے میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ حالانکہ ان کے پاس نہ تو رسد کا انتظام ہے نہ کسی کمک کا امکان، وہ اپنی پناہ گاہوں اور مراکز سے بہت دور کھلے میدانوں میں لڑتے رہے ان کے راستوں میں سربفلک پہاڑ، جن کی چوٹیوں پر دشمنوں کے مورچے اور دیو قامت ٹینک ایستادہ ہیں۔ دشوار گذار راستے تنگ گھاٹیاں اور پھر قدم قدم پر بارودی سرنگیں حائل تھیں۔

دراصل وجہ یہ ہے کہ ان جنگوں اور حملوں کی ان کے نزدیک اتنی ہی اہمیت ہے جتنی ایک ماہر اور مضبوط کھلاڑی میچ یا کھیل کے میدان کو دیتا ہے۔ وہ اللہ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد عبادت ہے اور اس راہ میں موت شہادت اور شہدا مرتے نہیں بلکہ انہیں حیات جاودانی حاصل ہو جاتی ہے۔

جو موت آئے رضائے حبیب کی خاطر
وہ موت، موت نہیں، زندگی کا حاصل ہے

عظیم جرنیل کی خوابگاہ بوسیدہ دریوں کا فرش سوکھی روٹی کا ناشتہ: بہر حال رات بھر کے مشاغل و معروفیات اور قدرے آرام کے بعد جب صبح ہوئی تو گاڑی آئی اور فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی خوست چھاؤنی کے محاذ جنگ کے قیام گاہ پر ہمیں لے گئی۔ ہم لوگ مولانا کے کمرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا؟ یہ کہ وقت کا عظیم جرنیل، لاکھوں قلوب کا بے تاج بادشاہ، پرانی دریوں کا فرش

اس کی خواب گاہ بھی اور خود بڑے انہماک سے قرآن کی تلاوت میں مصروف تھے فارغ ہوئے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر ہم لوگوں سے مصافحہ فرمایا اور صبح کے ناشتے کا اہتمام کیا گیا۔ اب کا ناشتہ کیا تھا۔ دستر خوان بچھا تو سوکھی روٹی کے ٹکڑے اور چائے بھی ایسی کہ یہاں کا غریب اور نادار ترین شخص بھی ایسی چائے پینے کیا؟ دیکھنے کے لئے بھی تیار نہ ہو مگر مولانا حقانی اور ان کے رفقاء حالت جنگ میں تھے اور یہی کچھ ان کو میسر تھا۔ جسے ہم لوگوں نے بھی بڑے شوق سے کھایا اور اس کی لذت کا کیا پوچھنا، کام و دہن میں اب تک اس ناشتے کی حلاوت و عذوبت اور شیرینی اور مٹھاس قائم ہے۔

<u>مولانا حقانی سے گفتگو:</u> اس موقع پر مولانا انوار الحق مدظلہ کی مولانا حقانی سے مفصل گفتگو ہوئی سوال و جواب بھی ہوتے رہے احقر قلم بند کرتا رہا۔ ذیل میں اسی گفتگو کا قابل اشاعت حصہ نذر قارئین ہے۔ پھر ۲۷/اپریل کو حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر مولانا جلال الدین حقانی نے جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے صوبائی کنونشن لاہور میں شرکت کی اور مفصل خطاب فرمایا جب کہ اس سے قبل حضرت مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ سے ان کی خوست کی جنگ سے متعلق مفصل گفتگو ہوئی۔

س۔ خوست کی فتح کی صورت حال کیا ہے۔

ج۔ بحمد اللہ اللہ کا بڑا کرم ہوا اس کی خصوصی عنایت اور توجہ و کرم فرمائی سے خوست فتح ہوا اللہ ہی نے نصرت فرمائی۔ بڑی تعداد میں تقریباً ۲۵۰ کے قریب دشمن کے فوجی افسر گرفتار ہوئے ڈھائی ہزار کے قریب عام سپاہی قیدی بنائے گئے کچھ فوجی افسر اور بعض جرنیل تا ہنوز چھپے ہوئے ہیں ان کا تعاقب اور تجسس بھی جاری ہے۔

س۔ خوست میں قیام امن اور نظام حکومت کا کیا بنے گا۔

ج۔ بحمد اللہ خوست میں جب سے مجاہدین کو تسلط اور غلبہ حاصل ہوا ہے امن قائم ہے البتہ اس کا باقاعدہ طور پر نظام کے چلانے کے لئے ایک مشترکہ ادارہ قائم کریں گے جس میں سب شریک ہوں گے یہ ادارہ یہاں کا تمام اجتماعی نظام معاملات، مدارس، ماحولیات، تعمیرات، پلوں اور سڑکوں کی تعمیر، بارودی سرنگوں کی صفائی واپس آنے والے مہاجرین اور شہریوں کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق اور جان و مال کے تحفظ کا کام کرے گا۔

س۔ جن لوگوں نے اب خوست سے ہجرت کی ہے اور اس قبل نجیبی حکومت کے حامی رہے تو کیا ان لوگوں کو بھی ان کے گھر واپس کر دیئے جائیں گے۔

ج۔ جی ہاں! ہم نے عام معافی کا اعلان کیا ہوا ہے تمام مہاجرین کو واپسی کی اجازت ہوگی ان کو ان کے گھر اور مال و جائیداد واپس کر دیئے جائیں گے۔ کچھ خاندان تو اب بھی خوست آ چکے ہیں اور ان شاء اللہ ایک دو ماہ میں خوست کے تمام باشندے واپس آ جائیں گے۔

س۔ جہاد کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے۔

ج۔ اب مجاہدین کی تمام تر توجہ خوست کے بعد گردیز پر ہے اور الحمد للہ کہ اس میں بھی مجاہدین کو کامیابی ہو رہی ہے۔ خوست سے گردیز ۱۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے تقریباً ۱۰۰ میل مجاہدین کے قبضے میں ہیں اور اب مزید آگے بڑھ رہے ہیں چند روز قبل میں خود گردیز کی صورت حال کا جائزہ لے چکا ہوں محاذ جنگ پر دو دن اور دو رات قیام رہا۔ مورچے بنائے مجاہدین کی ترتیب درست کیں۔ تاہم مسلسل بارشوں، پانی اور کیچڑ اور برف کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آ رہی ہیں ادھر کا راستہ بھی کچا ہے، جس کی وجہ سے رسد اور کمک کے پہنچانے میں بڑی دقت پیش آ رہی ہے۔

س۔ نجیب حکومت کا خوست کے جنگ کے بارہ میں جھوٹا پروپیگنڈہ: نجیب کی کٹھ پتلی حکومت اور مغربی پریس کے بعض عناصر پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ خوست کی جنگ میں پاکستانی فوجی بھی شریک ہوئے۔

ج۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، یہ پروپیگنڈہ جھوٹ کا پلندہ ہے اس میں کوئی واقعیت نہیں اگر یہ سچ ہے تو نجیبی حکومت کم از کم ایک پاکستانی فوجی قیدی تو پیش کر دے جس نے مجاہدین کا ساتھ دے کر خوست کی جنگ میں حصہ لیا ہو۔ اس جنگ میں نہ تو پاکستانی مشیروں کا حصہ ہے نہ فوجی سپاہیوں کا اور نہ پاکستانی طیاروں کا دراصل بات یہ تھی کہ افغان کٹھ پتلی حکومت اور اس کی حامی اشترا کی قوتیں خود یہ دعویٰ کرتے تھے کہ مجاہدین بڑے کمزور ہیں پھر خلقی اور پرچمی خوست کو چھوٹا ماسکو کہتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نجیبی حکومت نے یہاں کے تمام باشندوں کو مسلح کر دیا تھا ہر گھر قلعہ نما اور مضبوط چھاؤنی بنا دیا گیا تھا۔ ہوان، وشکے، کلاشنکوف اور ضرورت کا اسلحہ تمام خاندانوں کو پہنچا دیا گیا تھا حتیٰ کہ گھروں میں حکومت نے سب کو زمینی مورچے بھی پکے کر دئے تھے۔ جنگ جاری ہوتی تھی لیکن وہاں کی عورتیں زمین دوز مورچوں میں اپنے کھانے پکانے کا انتظام آسانی سے کر لیتی تھیں۔ مہاجرین کے علاوہ جن لوگوں نے وہاں خوست میں ہجرت کے بجائے سکونت کو ترجیح دی تھی یہ وہی لوگ تھے جو نظریاتی طور کیمونسٹ تھے۔ عقیدۂ خدا کے منکر اور لینن کے قائل تھے۔ اس لئے حکومتی فوج کے علاوہ وہاں کے سکونت پذیر باشندے بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مجاہدین سے لڑنے اور مرنے مارنے پر تیار کر دئے گئے تھے پھر حکومت نے اپنی تمام تر فوجی قوت اور بھرپور صلاحیتیں خوست پر ڈال دی تھیں کہ خوست فتح نہ ہو کیونکہ مستقبل کے خوست کی فتح مجاہدین کے فتوحات کا اولین دروازہ ہے۔

محاذ خوست کا نقشہ: مگر جب اللہ نے ارادہ کیا تو ان کے دلوں میں رعب ڈال دی اور خدا کی غیبی نصرت اور مدد ہمارے شامل حال ہوئی اور دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔

خوست کی جنگ یکم رمضان سے شروع ہوئی ۱۵ رمضان تک جاری رہی اور ۱۵ مارچ سے شروع ہوئی تو ۲۱ مارچ کو پورا علاقہ فتح ہو گیا۔ ہماری حکمت عملی اور جنگی منصوبہ بندی طویل تھی ہم نے سوچا تھا ڈھائی تین ماہ تک جب ان کے ہوائی رسد اور دیگر چور دروازے بند کر دیں گے تو وہ تنگ آ کر تسلیم ہوں گے۔ دشمن کو ہماری منصوبہ بندی کا علم ہو گیا تھا۔ ہمارے مجاہدین چار ماہ سے اس منصوبہ بندی کی تکمیل کے لئے مصروف کار تھے۔ پورے علاقہ میں بارودی سرنگوں کے بچھا دینے اور پہاڑوں پر مورچے قائم کر دینے اور ہمارے میدانی علاقوں میں ہونے کے پیش نظر دشمن کی گولیوں کا آسانی سے ہدف بن سکتے تھے۔ لہٰذا دشمن سے بچنے کے لئے ہم نے خندقیں کھودیں زمینی راستے بنائے ان کو بھی ہمارے سارے کام، منصوبہ بندی اور خندقوں کا علم ہو گیا تھا لہٰذا دشمن نے بھی مضبوط دفاعی پروگرام تشکیل دیا انہوں نے رسد و کمک، کھانے پینے کی تمام اشیاء، اسلحہ اور ممکنہ ضرورت اور استعمال کی تمام چیزوں کا ذخیرہ جمع کر لیا۔ قندھار اور تمام صوبوں سے جدید ترین توپیں اور اسلحہ یہاں منتقل کر دیا گیا۔

خدا کی قدرت کا کرنا دیکھئے جب جنگ شروع ہوئی تو دشمن روزانہ پیچھے دھکیلا جا تا رہا اور ان کی ضرورت اور کھانے پینے کی اشیاء مجاہدین کے قبضہ میں آتی گئیں تو ہم نے مجاہدین کو آزادی دے دی کہ وہ ضرورت کی اشیاء خورد و نوش کے اسباب اور فوری استعمال کا اسلحہ اپنے کام میں لائیں اور مال غنیمت میں اسے جمع نہ کرائیں اس حکمت عملی سے مجاہدین کو فوری طور پر کام کرنے اور کام آگے بڑھانے کا خوب موقع ملا۔

س۔ خوست کی جنگ میں مسلسل بارشوں سے تو مجاہدین کی کارروائیوں میں نقصان ہوتا ہوگا۔

ج۔ جی نہیں! خوست کی جنگ میں بادل اور مسلسل بارشیں مجاہدین کے حق میں رہیں یہ اللہ کا فضل تھا جو ہمارے شامل حال رہا۔ بادلوں اور بارشوں کی وجہ سے نہ تو طیارے پرواز کر سکتے تھے اور نہ صحیح ٹھکانوں پر بم گرائے جا سکتے تھے۔ دشمن نے بادل و بارش کو بھی گالیاں

دیں اور کہا کہ ہماری شکست میں ان کا بھی حصہ ہے۔

س۔ خوست کے عام شہریوں اور عام سپاہیوں سے آپ کا معاملہ کیسا رہا۔

ج۔ ہم نے پہلے سے اعلان کر دیا تھا کہ عام شہری جنگ سے قبل خوست چھوڑ کر چلے جائیں مجاہدین ان سے کوئی تعارض نہیں کریں گے۔اسی طرح ہم نے یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ جو سپاہی جنگ سے قبل مجاہدین سے آملیں گے انہیں بھی معاف کر دیا جائے گا۔چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس پر عمل کیا اور جو لوگ عمل نہ کر سکے انہیں بھی جنگ کے بعد عام معافی دے دی گئی۔البتہ جن فوجیوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا انہیں قتل کر دیا گیا۔

س۔ مجاہدین میں شہدا کتنے ہوئے۔

ج۔ ۱۵ روز کی اس جنگ میں ۱۵۰ سے ۱۶۰ تک مجاہدین شہید ہوئے ان مجاہدین میں بھی زیادہ تر وہی ہیں جو فتح کے بعد قبضہ و تسلط اور عملیت کے استحکام کے لئے کام کرنے کے دوران بارودی سرنگوں کے پھٹنے کی وجہ سے شہید ہوئے ۱۶ آدمی سکڈ میزائل کے خوست پر گرنے کی وجہ سے شہید ہوئے۔

وقت کا امام شاملؒ: ہم لوگ صبح کے ناشتہ پر مولانا جلال الدین حقانی سے گفتگو کر رہے تھے رات کی سوکھی روٹی کے ٹکڑے، چائے میں دودھ نہ ہونے کے برابر، یہی صبح کا ناشتہ تھا۔جسے وقت کا امام شاملؒ، خوست کا عظیم فاتح بڑے مزے سے تناول کر رہا تھا۔اضیاف بھی خوش تھے کہ ہمیں اسلام کے عظیم جرنیل نے پر تپاک ضیافت دی ہے۔اسی دوران سویڈن کے نمائندے آئے اور ملاقات کی اجازت چاہی۔ مولانا حقانی نے بڑی خندہ جبینی سے ان کا استقبال کیا، خشک روٹی کے ٹکڑوں اور کپ چائے پر مشتمل ناشتے والے دستر خوان پر اسے بھی ساتھ بٹھا دیا گیا۔سویڈن کے نمائندے نے عرض کیا۔

میں آپ کی آزاد سرزمین پر قدم رکھ کر بے حد خوش ہوں آزادی خوست آپ کی جواں ہمتی او اولوالعزمی کا ثمرہ ہے مبارک باد قبول فرمایئے''۔ مولانا حقانی نے فرمایا مجھے آپ حضرات کی تشریف آوری اور افغانستان کی آزادی سے دلچسپی پر مسرت ہوتی ہے اسی دوران کسی مناسبت سے مولانا نے یہ بھی ارشاد فرمایا:۔

کویت کی آزادی اور خوست کا موازنہ: کہ کویت کی آزادی کو پوری دنیا پر بھوت سوار تھا ہم بھی اس کی آزادی کے حق میں تھے اور ہماری بھی دلی خواہش تھی کہ کویت آزاد ہو مگر عالمی پریس کو کویت میں تیل کے ذخائر اور سونے کی ڈلیا نظر آتی تھیں اسی لئے پوری دنیا اس کا ڈھنڈورا پیٹتی رہی۔

جب کہ خوست میں تیل کے کنوئیں نہیں۔سونے کے ذخائر نہیں اس لئے خوست کی فتح کو بین الاقوامی پریس میں وہ مقام اور جگہ نہ مل سکی جس کا وہ مستحق تھا۔حالانکہ کویت کو تنہا عراق سے آزاد کرانے کے لئے امریکہ سمیت پوری دنیا معروف عمل تھی جب کہ خوست کی آزادی میں روس اور اس کے اتحادیوں کے مقابلہ میں تنہا نہتے مجاہدین تھے۔

نجیبی کٹھ پتلی حکومت اور بزدلانہ حرکت: اس موقع پر مولانا حقانی کو ان کے سیکرٹری نے اطلاع کر دی کہ کنٹر پر نجیبی کٹھ پتلی حکومت نے سکڈ میزائل پھینکا ہے جس سے سینکڑوں لوگ شہید ہوئے۔

مولانا حقانی نے فرمایا۔یہ افغان کٹھ پتلی حکومت کی بزدلانہ حرکت ہے اس کے پس پشت روسی اشارہ ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے چاہیے کہ پوری دنیا اس کے خلاف متحدہ احتجاج کرے تاہم میں نجیب حکومت کو خبردار کئے دیتا ہوں کہ ایسی حرکتوں سے اسے کبھی استحکام

اور دوام حاصل نہ ہو سکے گا اور نہ وہ مستقبل قریب میں اپنے قطعی زوال و اضمحلال کو روک سکے گی۔

س۔ حکومت پاکستان کی تجویز کے بارے میں آپ کا ردعمل اور خوست کے حملے کے بارے میں بعض اہم قد آور شخصیتوں کی رائے کیا تھی؟

ج۔ ایران، روس اور امریکہ کا مشترکہ منصوبہ یہ تھا کہ افغانستان نجیب کی قیادت میں مشترکہ حکومت قائم ہو پھر انتخابات ہوں اور اس طرح مجاہدین کو کمزور کر دیا جائے۔ تاہم یہ منصوبہ محاذ جنگ کے جرنیلوں کے سامنے نہیں رکھا گیا البتہ بعض سیاسی رہنما بات چیت کرتے رہے۔

خوست کے حملے کے بارے میں بھی بعض لیڈروں کی رائے یہی تھی کہ مجاہدین کا اقتصاد کمزور ہے۔ معاشی حالت صفر کے برابر ہے امریکہ نے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ خلیج کی جنگ کی وجہ سے بیرونی مدد بھی بند ہو چکی ہے وسائل کمزور ہیں۔ ایسے حالات میں اگر حملہ کیا گیا تو پوری دنیا میں جلال آباد کے حملے کی طرح رسوائی ہوگی اور مجاہدین کی ساکھ کو نقصان پہنچے گا انہوں نے کہا حملہ کے بارے میں خوست کے محاذ جنگ کے کمانڈروں کا فیصلہ سراسر غلط ہے۔ مگر امید ہے کہ خوست کی فتح کے بعد ان لوگوں نے بھی اپنی رائے پر نظر ثانی کر لی ہوگی۔

س۔ آئندہ کے مراحل اور غیر ملکی مدد؟

ج۔ گردیز، غزنی، لوگر اور اسکے بعد کابل اور جلال آباد کے مراحل درپیش ہیں۔ روس کی ان کے ساتھ بھرپور مدد جاری ہے۔ ۸۰ ٹرانسپورٹ طیارے حال ہی میں روس نے ان کی مدد کے لئے بھیجے ہیں۔ تاہم خوست کا محاذ جنگ روسی طیاروں کا قبرستان ثابت ہوا ہے۔ خوست کی فتح میں اللہ نے ہماری بھرپور مدد کی ہے یہاں سے مال غنیمت میں ہمیں جو اسلحہ اور سامان جنگ ملا ہے وہ خوست کی طرح کئی بڑے بڑے شہروں کی فتح کے لئے ہمارے لئے کافی ہے اور انشاء اللہ گردیز، غزنی اور لوگر کی فتح سے مزید مدد ملے گی تو اس سے پورے افغانستان میں فتح ہوگی۔

س۔ <u>روسی قیدیوں سے مثالی حسن سلوک</u>: قیدیوں کے ساتھ آپ کا سلوک اور معاملہ کیسے ہے؟

ج۔ قیدیوں سے حسن سلوک کا معاملہ ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ ۷ جرنیل اور ۳۵۰، افسر اور مجموعی قیدی ڈھائی ہزار کے قریب ہیں۔ ۷ پائلٹ اور ۱۱۲ افراد جہازوں کے عملہ کے گرفتار ہیں۔ افسر قیدیوں کے ساتھ مہمانوں کا سا سلوک ہے عام قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک ہے یہ لوگ (جب تک نجیب کی حمایت کا اندیشہ ہے) زیر حراست رہیں گے تاہم قطعی ضمانت پر انہیں بھی رہا کر دیا جائے گا۔

س۔ خوست کی فتح کے عالم اسلام پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

ج۔ اس کے اثرات عالم اسلام پر ہر لحاظ سے موثر، نافع اور بڑے اچھے واقع ہوئے ہیں خوست کی فتح سے پورے عالم اسلام میں خوشیاں ہیں جو علاقے کٹھ پتلی نجیب حکومت کے قبضے میں ہیں وہاں کے مسلمانوں میں بھی بڑی مسرت ہے گردیز اور غزنی کے بعض مسلمان باشندے ترتیب بنا رہے ہیں کہ مجاہدین کے حمل کے وقت وہ بھی مجاہدین کا بھرپور ساتھ دیں۔ ماہنامہ الحق اپریل ۱۹۹۱ء صفحہ ۹ سے ۱۷

(حقانی جانبازوں کی پہلی یلغار فتح خوست ○ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پیش خیمہ)

غیرت وحمیت اور جذبہ جہاد سے سرشار افغان مجاہدین نے بالآخر ایسے حالات میں جبکہ امریکہ نے بھی تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا اور اپنے بھی بیگانے ہو گئے، فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی قیادت میں کابل کے بعد جنگ اور دفاعی اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل اہم

صوبہ اور مضبوط فوجی چھاؤنی ''خوست'' کو بھی فتح کرلیا اور اسلام کی تاریخ جہاد و عزیمت میں ایک نئے اور شاندار باب کا اضافہ کردیا ہے۔
یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور ہم اس کی عنایت وانتخاب کے ممنون ہیں کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں (جو اس صدی میں سرخ روسی سامراج کے مقابلہ میں پہلا بھرپور اور عظیم جہاد ہے) مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے روحانی ابناء کا عظیم اور قائدانہ حصہ ہے اور بحمد اللہ حقانی جاں نثار محاذ جنگ کے ہر معرکے میں فرسٹ لائن ثابت ہو رہے ہیں۔ آج کئی جماعتوں اور اہم محاذوں کی ہائی کمان انکے ہاتھوں میں ہے۔ خوست کے حالیہ شدید معرکہ میں جسطرح جنگ کی کمان اور قیادت دارالعلوم کے قابل فخر سپوت مولانا جلال الدین حقانی کے ہاتھ میں رہی

<u>مولوی عالم گل اور حقانی فضلاء کا چھاپہ مار گروپ</u>: اسی طرح حملہ آور فوج اور یلغار میں پہل کرنے والے سپاہیوں کی جماعت ''چپاؤ گروپ'' (چھاپہ مار گروپ) بھی حقانی طلبہ پر مشتمل تھی اور اس گروپ کے تقریباً زیادہ تر شرکاء اور ان کے تعارضی قیادت کرنے والے مولوی عالم گل حقانی بھی دارالعلوم حقانیہ کے درجہ سادسہ کے طالب علم ہیں۔ ان بہادر نوجوانوں نے سر ہتھیلی پر رکھ کر جس جرات، شجاعت، بہادری اور استقامت و عزیمت کا مظاہرہ کیا اُس کی تفصیلی روئیداد سن کر پانی پت، بالاکوٹ، ریشمی رومال، شاملی اور تھانہ بھون کی تاریخ سامنے آجاتی ہے اور سننے والے بے اختیار عش عش کرا ٹھتے ہیں۔ ۳۹ افراد پر مشتمل ''چپاؤ گروپ'' کے ان حقانی جانبازوں کی پہلی یلغار کے نتیجہ میں خوست محاذ جنگ پر نجیب انتظامیہ کی ہائی کمان کا جرنیل گرفتار ہوا تو مضبوط دفاعی مورچوں میں بیٹھے صف اول کے ہزاروں فوجیوں کے پاؤں اس طرح اُکھڑے کہ پوری فوج کو سوائے راہ فرار کے اور کوئی ترکیب نہ سوجھی اور خوست چھوڑ کر بھاگنے اور گردیز میں پناہ لینے کے بغیر ان کا اور کوئی ہدف باقی نہ رہا۔ جیسا کہ دارالعلوم کا مادر علمی ''دارالعلوم دیوبند'' اپنے دور میں مغربی سامراج کے لیے قہر الٰہی ثابت ہوا اُسی طرح آج بحمد اللہ دارالعلوم حقانیہ بھی اپنے مستفیدین اور قابل فخر روحانی ابناء اور فضلاء کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی ظالم، جابر اور اشتراکی قوت کے لیے سد سکندری بنا ہوا ہے۔

از آدم تا ایں دم انسانی بالخصوص اسلامی تاریخ کی متواتر شہادتیں ہیں کہ اصل فیصلہ کن چیز ملتوں اور قوموں کی تقدیر کو بدلنے والی حقیقت، ممالک کا سیاسی اور جنگی نقشہ یکسر تبدیل کرنے والی طاقت، اعداد و شمار اور قلت و کثرت کا تناسب اور تسلیم شدہ صورتحال نہیں ہوتی۔ اصل انقلاب انگیز طاقت اور ناممکن کو ممکن بنانے والی چیز اُس ہستی کا وجود ہے جو عزم و ایمان کی خارق عادت طاقت سے سرشار صورتحال کو یکسر تبدیل کردینے کے لیے ہمہ تن تیار اور اس کی راہ میں ہر طرح کی قربانی و جاں نثاری، خطر پسندی و مہم جوئی کے لیے مضطر و بے قرار ہو۔ تاریخ کی شہادت ہے کہ اس موقع پر ٹھوس اعداد و شمار اور مشکلات اور مخالفتوں کے پہاڑ برف اور موم کی طرح پگھل کر پانی ہو جاتے ہیں اور فتح کا آفتاب رات کے اندھیرے اور سردی کے کُہر کو چیرتا اور آنکھوں کو خیرہ کرتا ہوا طلوع ہوتا ہے۔ بس یہی سلطان صلاح الدین ایوبی کی صلیبی جنگوں اور افغان مجاہدین کے بارہ سالہ جہاد کی تاریخ کا خلاصہ ہے ۔

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی　　اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

ہمارے ہاں اور پوری دنیا میں جو سوشلسٹ اور کیمونسٹ دانشور مجاہدین کے انتشار پر بغلیں بجا رہے تھے اور یہ باور کرا رہے تھے کہ افغانستان میں کیمونسٹ انقلاب کے راستے کی رکاوٹ درحقیقت مجاہدین نہیں بلکہ وہ امریکہ تھا جو مجاہدین کو منظم کر رہا تھا اور جس کی پشت پناہی کمزور ہوتے ہی مجاہدین بکھرنا شروع ہو گئے، وہ اب اپنے تجزیوں پر پشیمان ہوں گے کیونکہ مجاہدین پر ان کی تمام پھبتیوں اور طعنوں کی حقیقت بے معنی تھی۔ مجاہدین کے ساتھ کائنات کی سب سے بڑی طاقت اللہ رب العالمین کا تعاون اور اسی کی مدد شامل حال تھی اور بے سروسامانی میں خوست کی فتح اسی کی قدرت ہی کا تو کرشمہ ہے۔

فتح خوست ابرھہ اورابابیلوں کی یاد: روسی راہنماؤں کے دل میں تحریص کی اک لہر اٹھی تھی کہ پڑوس کے ایک کمزور، پسماندہ مگر قدرتی وسائل سے مالا مال ملک پر قبضہ کرلیا جائے۔ یہ آرزو اسے کھینچ کر افغانستان کے دلدل میں لے آئی۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بظاہر افغانستان اور روس کی لڑائی تو فی الحقیقت ہاتھی اور چیونٹی کی لڑائی تھی۔ افغان قوم نے محض جرات ایمانی، حریت پسندی، جہاد اور غیرت وحمیت کے جذبے اور مسلسل گیارہ سال تک عزیمت واستقامت کے ساتھ سولہ لاکھ افراد کی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جس طرح روس کو عبرتناک شکست دی اور اب فتح خوست کی صورت میں جس اولوالعزمی اور بلند کردار کا مظاہرہ کیا اس نے تو ابرہہ کے ہاتھیوں اور ابابیلوں کے قرآنی واقعہ کی یاد تازہ کردی۔

ویتنام میں امریکی شکست کے بعد روس ویتنام کی فتح کے نشے میں چوررہا، وہ اپنے برابر کی سپر پاور کو شکست دے کر افلاو لاغیری کے زعم باطل میں مبتلا تھا، اس دوران مشرقی یورپ پر بھی اس کی گرفت مضبوط رہی، مگر اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون روس کے زعم وغرور کو کہاں برقرار رہنے کی اجازت دے سکتا تھا؟ باری تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے:

ولو لا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض و لکن اللّٰہ ذوفضل علی العالمین ہ (البقرہ ۲۵۱)

”اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے سے دفع نہ کرتا رہتا تو روئے زمین پر فساد برپا ہو جاتا لیکن اللہ تو جہان والوں پر بڑا فضل رکھنے والا ہے۔

(افغانستان کے محاذ جنگ سے مولانا جلال الدین حقانی کا مکتوب اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا جواب)

دارالعلوم حقانیہ کے فاضل وسابق مدرس ولایت پکتیا کے مجاہدین کے جرنیل مجاہد کبیر مولانا جلال الدین حقانی کی طرف سے یکم دسمبر کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے نام درج ذیل مضمون کا مکتوب موصول ہوا۔

آپ حضرات کو معلوم ہو کہ افغان ملحد حکومت نے اپنے جبر ظلم وبربریت کی بنا پر کثیر تعداد میں فوج بھیجنے کا ارادہ کر رکھا ہے تا کہ اپنے لئے گردیز سے خوست تک کے تمام راستے خالی کردے۔ اور مجاہدین کے مراکز کو درمیان سے نکال دے۔ صورت حال یہ ہے کہ یہاں مجاہدین کی تعداد کم ہے روسی فوجی بہت زیادہ اور یلغار کے ساتھ آئی ہوئی ہے لہٰذا آپ حضرات سے درخواست ہے کہ خصوصیت کے ساتھ شب وروز کی دعاؤں اور مستجاب اوقات میں پرخلوص توجہات سے بھرپور نصرت فرمائیں اور اگر ہماری امداد کے لئے جہاد میں شرکت کی ممکنہ صورتیں اختیار کی جاسکیں تو نور علی نور ہوگا اور آپ حضرات کا بے حد کرم ہوگا۔

شیخ الحدیث کی بے چینی ۵۴ مجاہدین کا دستہ روانہ کیا: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو جب مکتوب گرامی سنایا گیا تو بڑے بے چین ہوئے۔ ہر لحہ مجاہدین کی کامیابی اور فتح مندی کی دعائیں ورد زبان تھیں۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور بعض سرکردہ طلبہ اور محاذ جنگ سے رابطہ رکھنے والے رفقاء سے مشاورت جاری تھی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے اشارات کو بھی طلبہ سمجھ رہے تھے۔ بالآخر بعد العصر ۵۴ طلبہ کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور آپ کی اجازت سے باقاعدہ طور عملاً محاذ جنگ میں شریک ہونے کا مشورہ چاہا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ

طلبہ کی ذہانت اور مزاج شناسی پر بڑے خوش ہوئے بڑی خوشی سے انہیں اجازت مرحمت فرمائی۔خصوصی دعاؤں سے نوازا اور مجھے خصوصیت سے تاکید فرمائی کہ محاذ جنگ پر جانے والے طلبہ کے پیش آمدہ مسائل میں خصوصی دلچسپی لی جائے اور ان کی مشکلات حتی الوسع رفع کی جائیں۔

شیخ الحدیث کی پیشکش ''میری لاش یا ڈھانچہ بھی میدان کارزار میں کام آسکے تو اس سعادت سے محروم نہ کریں:

پھر احقر سے حضرت مولانا جلال الدین حقانی کی نام خط لکھواتے ہوئے ارشاد فرمایا اسوقت آپ حضرات پر جو کرب والم اور مشکل حالات آئے ہیں جی چاہتا ہے کہ کسی بھی طریقہ سے میں آپ کے پاس پہنچ کر آپ کے شانہ بشانہ روسی دشمن سے مقابلہ میں شریک ہوں۔اب بھی میرا ڈھانچہ اور لاش اگر کسی بھی کام آسکے میدان کارزار میں تو مجھے اس سعادت سے ہرگز محروم نہ کیجیے گا۔ ہر وقت آپ کی کامیابی اور عافیت کے لئے دل سے دعا گو رہتا ہوں۔درس حدیث اور ہر نماز کے بعد آپ حضرت کی فتح مندی کی دعائیں کرتا ہوں آپ کے حکم پر ۴۵ مجاہدین کی ایک جماعت بھیج رہا ہوں۔ یہ سب آپ کے خادم اور آپ کے اشارہ ابرو پر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں اور کچھ نقدی رقم بھی جماعت کے امیر کے حوالے کر دی ہے اسے اپنے مجاہدین کے مصارف میں استعمال فرمایئے۔خدا کرے کہ جلد اپنی عافیت اور فتح مندی کی بشارت سے اس گناہ گار کو مطلع کر سکیں۔خدا تعالی دنیا و آخرت کی سرخروئیوں سے نوازے۔آمین

اس کے بعد مجاہدین طلبہ کی جماعت کو رخصت کرتے ہوئے بڑی گریہ والحاح کے ساتھ دعا فرمائی۔حضرت شیخ الحدیث کا جذبہ تھا کہ مجھے کھڑا کر دیا جائے تا کہ مجاہدین طلبہ کو اعزاز کے ساتھ رخصت کر سکوں مگر طلبہ نے باصرار آپ کو اٹھنے کی زحمت نہیں دی اور بیٹھے بیٹھے آپ سے معانقے اور مصافحے کرتے رہے اور دعائیں لیتے رہے دوسری روز صبح ۸ بجے اس قافلہ کی سوئے منزل روانگی ہوئی۔

مجاہدین کے چہروں کو دیکھنا بھی عبادت ہے

حسب معمول مجلس شیخ الحدیث مدظلہ میں بعد العصر حاضری کا موقع ملا۔دور دراز سے علماء آئے ہوئے تھے۔افغان مجاہدین کی ایک جماعت بھی حاضر خدمت تھی۔کالج کے چند نوجوان طلبہ افغان مسائل پر حضرت اقدس سے استفسار کر رہے تھے۔اسی دوران آپ نے ارشاد فرمایا کل افغان مجاہدین کی ایک جماعت آئی تھی۔غازیوں اور مجاہدوں کی ایک جماعت میں تو ان کے چہروں کو دیکھنا بھی عبادت سمجھتا ہوں مختلف محاذوں پر ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا تھا۔بعض رفقاء کے ہاتھ کٹ چکے تھے۔ایک دو نوجوانوں کے پاؤں کاٹ دیے گئے تھے بعض ابھی ہسپتالوں سے فارغ ہوئے تھے ان سب مصائب اور ہجرت اور مسافرت اس پر مستزاد مگر ان کے چہرے نورانی تھے۔انوارات اور بشاشت چھائی ہوئی تھی۔ ہیبت اور رعب اور دبدبہ معلوم ہوتا تھا۔میں تو حیران رہ گیا بہر حال اس میں ریب اور شک کی گنجائش نہیں۔ یہ اس وقت عظیم جہاد ہے اس کے جہاد ہونے میں امت کا اجماع ہے یہ مجاہدین کی قربانیاں ہیں جس قدر قربانیاں زیادہ ہوں گی وہ موجب نجات ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور زعماء جہاد کے بعض مجالس کی جھلکیاں

رپورٹنگ و تحریر مولانا عبدالقیوم حقانی

جب سے جہاد افغانستان شروع ہوا ہے۔تب سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کے ہاں افغان مجاہدین ان کے قائدین اور وفود حاضر ہوتے رہتے ہیں جن میں سے بیشتر حضرت مدظلہ کے تلامذہ اور خاص متوسلین اور فضلاء حقانیہ ہیں۔ جہاد میدان جنگ مجاہدین، مہاجرین ملکی و سیاسی مسائل اور دیگر اہم امور میں حضرت اقدس سے تبادلہ خیالات کرتے اور دعائیں لیتے ہیں۔بعض مجالس کے اہم نکات کو کبھی کبھی نوٹ کر لیتا ہوں۔حال ہی میں (جنوری ۱۹۸۳ء) کی مرکزی قیادت کی تین بڑے وفد آئے اور حضرت اقدس سے تبادلہ

خیالات کیا۔ احقر نے وہ مذاکرہ اور بات چیت اسی وقت قلم بند کر لی جس کا قابل اشاعت حصہ پیش خدمت ہے۔ موجودہ مجالسی گفتگو سے جہاد افغانستان کے کئی اہم گوشوں پر براہ راست اور چشم دید ذرائع سے روشنی پڑ رہی ہے اس لئے نذر قارئین ہے:۔

حضرت مدظلہ کے پاس آنے والے ان مجاہدین زعماء میں سب وہی لوگ تھے جو اس وقت روسی جارحیت سے برسر پیکار ہیں۔ سب متشرع، سنت کے مطابق واڑھیاں افغانی طرز کا مخصوص لباس، پر ہیبت دستار، مجاہدانہ عظمت اور وقار کبھی ظاہراً اور کبھی خفیہ نہایت جدید آتشیں اسلحہ سے لیس اردگرد رائفل بردار محافظین کی جھرمٹ گویا جیسے شہدائے بالاکوٹ کی روحیں پھر سے مجسم بن کر میدان کارزار میں وارد ہوئی ہیں ان کے چہروں پر نور اور دل نور ایمان سے معمور تھے۔

سب ایک رنگ میں رنگے ہوئے، ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے، اللہ کے لئے جان دینے والے، شریعت پر جینے اور مرنے والے، جہاد کے نشہ میں سرشار، متقی وعبادت گذار، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سید احمد شہید کے قافلہ کے سپاہی ہیں جو جنگ کے محاذوں پر دشمن سے لڑلڑ کر اب حد درجہ بے تابانہ اشتیاق سے زیارت وملاقات اور آگاہی حالات کی غرض سے اپنے امیر سے ملنے آئے ہیں۔ حضرت اقدس مدظلہ بھی معزز مہمانوں کا پرجوش استقبال فرماتے رہے۔ باوجود کمزوری نقاہت اور شدت ضعف کے دو آدمیوں کے سہارے کھڑے ہو کر اللہ کے دین کے ان سپاہیوں سے فرداً فرداً پرتپاک انداز سے سینہ بسینہ ملتے رہے۔ دارالعلوم حقانیہ کی دفتر اہتمام میں انکی ضیافتیں کیں اور پہلے وفد کی آمد (۱۹ جنوری) کے موقع پر ارشاد فرمایا۔

<u>حضرت الشیخ</u>

ہمارے آقا سید الاولین والآخرین ﷺ نے ۵۴ سال کی عمر کے بعد زندگی میں ۱۱ غزوات میں خود شرکت فرمائی اور ۵۶ سرایا کو اپنی نگرانی میں اہم مہمات پر بھیجا۔ اہل اسلام کے لئے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوہ حسنہ کا رہنما اصول موجود ہے۔

کافی عرصہ سے اور غالباً سید احمد شہید کے زمانہ سے جہاد بالسیف عملاً ختم ہو چکا تھا اور ہمارے اپنے علماء طبقہ میں بھی اس سلسلہ میں بھی حد درجہ سستی اور تساہل آ گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں اور بالخصوص آپ علماء حضرات پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اپنے دین کی نصرت کے لئے روسی جارحیت کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا۔

آپ حضرات علماء ہیں۔ آپ کا خلوص مخلصانہ ولولہ جہاد اور میدان جہاد میں سرفروشانہ کردار حقیقتاً پورے اہل اسلام کے لئے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ گو آپ کے مقابلہ میں دشمن بڑا طاقت ور مسلح غدار اور عیار اور مکار ہے مگر انشاء اللہ دشمن کو ضرور شکست فاش ہو گی۔ ان تنصر اللّٰہ ینصر کم اور اس سے پہلے بھی نظیریں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ لقد نصر کم اللّٰہ ببدر و انتم اذلہ۔

یہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے ارکان علماء، مدرسین فضلاء اور طلباء مجاہدین افغانستان کے ادنیٰ غلام اور خادم ہیں اور ہم باری تعالیٰ کے حد درجہ شکر گذار ہیں کہ آج واقعۃً عملی طور پر بھی ہمارے حقانی فضلاء اور طلباء چترال سے لے کر کوئٹہ تک جہاد افغانستان میں عملاً آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

<u>ایک مجاہد</u> وفد کے ایک ساتھی آگے بڑھے۔ یہ مولانا عبدالستار صدیقی صاحب تھے جو بڑے جید عالم اور نور المدارس کے فاضل ہیں نے عرض کیا۔ حضرت! ہم سب دارالعلوم حقانیہ کو اپنی تربیت گاہ سمجھتے ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دارالعلوم حقانیہ عملاً بھی اپنے نام کا مصداق ہے۔

<u>حضرت الشیخ</u> آج کل تو سخت سردی پڑ رہی ہے۔ برف بھی پڑی ہو گی دوسری طرف دشمن بھی طاقت ور ہے اور مجاہدین کے ہاں بظاہر، ظاہری اسباب اور وسائل بھی بہت کم بلکہ مفقود ہیں تو ۔۔۔۔۔۔

ایک مجاہد

حضرت!اس کے باوجود دشمن کے ہر حملے کا نتیجہ صفر واقع ہورہا ہے۔دشمن مجاہدین کے ٹھکانوں کو تاک میں رکھتا ہے اوران کے ٹھکانوں پر ہروقت بمباری جاری رہتی ہے۔ بمباری سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور دشمن کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس مورچہ میں جس قدر مجاہدین ہیں سب ہلاک ہوگئے ہیں مگر باری تعالیٰ ہماری حفاظت فرماتا ہے،جس پر دشمن بھی حیران ہوکے رہ جاتا ہے کہ کل کو پھر مجاہدین اپنے انہی ٹھکانوں میں محفوظ موجوداور دشمن سے مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت شیخ

یہ آئے دن جوآپ کی اطلاعات آتی رہتی ہیں کہ دشمن کے بعض افراد مجاہدین سے مل رہے ہیں اور۔۔۔۔۔

ایک معزز عالم دین

خلقی لوگ جو اپنا عقیدہ بدل چکے ہیں وہ مجاہدین کا ساتھ نہیں دیتے اور اگر کبھی شامل بھی ہو جائیں تو جلد ہی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ایسے لوگ دھوکہ اور جاسوسی کی غرض سے آتے ہیں تاہم ایسے افراد بحمد اللہ چھپے نہیں رہتے جلد ہی پہچان لئے جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو سہواًاور غلط فہمی سے دشمن کے ساتھ لگ گئے ہیں!ایسے لوگ جوق در جوق آتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔اورالحمدللہ کہ مجاہدین دونوں قسم کے لوگوں میں جلد امتیاز کر لیتے ہیں۔

حضرت الشیخ

حضرت نورالمشائخ کے متعلق بھی کچھ معلوم ہوتا ہے؟

قائدوفد

نہیں،ان کا کچھ بھی علم نہیں۔ان کی زندگی اور موت کا کچھ بھی پتہ نہ لگ سکا مشائخ اور علماء کرام کی عام گرفتاریاں تو ترکی کے انقلاب سے تاحال حد درجہ ظالمانہ انداز اور دہشت گردی سے جاری ہیں۔بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے (خدا نہ کرے) وہ شہید ہو چکے ہیں(کیونکہ ان کی زندگی کی قوم اور ملک وملت کو اشد ضرورت ہے) کیونکہ جو بھی ایک مرتبہ گرفتار ہوا ہے پھر اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے یا دشمن نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

۱۲جنوری ۱۹۸۳ء

کیا دیکھتا ہوں کہ آج پھر مجاہدین افغانستان کی مرکزی قیادت کا ایک دوسرا بہت بڑا وفد جس میں علماء اور مشائخ مختلف جنگی محاذوں کے قائدین اور کئی حقانی فضلاء بھی شامل ہیں۔سب ادب وقار سے دوزانو بیٹھے اور ہمہ تن گوش ہوکر حضرت اقدس کے ارشادات سن رہے ہیں۔

حضرت الشیخ

آپ حضرات کو خداوند قدوس نے روسی دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا ہے۔آپ کا یہ عظیم جہاد نہ صرف افغانستان اور پاکستان کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے حفاظت کا ایک زبردست قلعہ ہے،اگر آپ حضرات اسلامی جہاد کی صورت میں عزم واستقلال کے ساتھ اس خونی دشمن کا مقابلہ نہ کرتے تو آج یقیناً آپ کا یہ دارالعلوم حقانیہ بھی طالبان علوم نبوت کی درسگاہ ہونے کی بجائے گھوڑوں کا اصطبل بن چکا ہوتا جیسا کہ سمرقند اور بخارا،ایک زمانہ میں علوم اسلامیہ کا مرکز تھے۔مگر آج روسی استبداد کی وجہ سے وہاں کے دینی مدارس اور

مساجد حیوانات کے اصطبل بن چکے ہیں۔

ویسے تو خداوند قدوس اپنی دین کا خود محافظ ہے اور جس سے چاہتا ہے حفاظت لے لیتا ہے مگر آج باری تعالیٰ اپنے پیارے دین کی حفاظت کا کام جہاد کی صورت میں آپ علماء حضرات سے لے رہا ہے۔ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ مجاہدین کی قیادت بھی کرر ہے ہیں اور دوسری طرف سپاہیانہ کردار بھی ادا کرر ہے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ حالیہ جہاد افغانستان میں قیادت بھی علماء کے ہاتھ میں ہے میدان میں سپاہیانہ مقابلہ بھی علماء کرر ہے ہیں۔ ویسے عام عوام جنھیں علم اور اہل علم کی صحبت اور ہم نشینی بہت کم حاصل ہوتی ہے عام طور پر ایسے بڑے اور عظیم جہاد میں شرکت اور قربانیوں کی سعادت سے محروم رہتے ہیں اور آپ حضرات خوب جانتے ہیں کیونکہ آپ اس میدان میں اتر چکے ہیں کہ بعض اوقات مجاہدین کو عوام کا قلبی تعاون بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔

<u>قائدوفد</u>

اس کے بعد وفد کے قائد نے تمام ارکان کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا۔

محترم! ہمارا یہ وفد جو خدمت اقدس میں حاضر ہے اس میں بڑے اور عظیم مشائخ ہیں علماء اور مدرس بھی ہیں اور میدان جنگ کے مختلف محاذوں کے قائد اور رہنما بھی ہمیں کل حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیم صاحب زرو بوی (صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ) کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ حد درجہ صدمہ ہوا۔ ان کی وفات سے آپ کو اور دارالعلوم حقانیہ کو جو صدمہ پہنچا ہے ہم بھی اس میں آپکے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ آپ کا وجود اقدس خداوند قدوس کے نزدیک برکت کا اساس ہے۔ افغانستان کے تمام علماء اور علوم دینیہ کے طلباء (جن کی تعداد تقریباً ۵ لاکھ ہے) آپ سب کی عقیدت اور خلوص و محبت کا مرکز ہیں۔

آپ ہی کے وجود مسعود سے اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو وجود دیا۔ افغانستان میں علماء کی اکثریت دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی ہے۔ افغانستان کے سب علماء کا عقیدہ اور نظریہ وہی ہے جو دارالعلوم حقانیہ کے مشائخ اور اکابر اساتذہ کا ہے ہم سب فکر و نظر کے لحاظ سے ایک ہیں۔

یہ جہاد جس میں آپ کی ہمدردیاں تعاون اور پر خلوص دعائیں جس طرح ہمارا ساتھ دے رہے ہیں ہم سے کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ آپ کی پر خلوص دعاؤں سے ہمیں عین میدان کارزار میں زبردست کمک حاصل ہوتی ہے یہ بجا ہے کہ گذشتہ دور میں ہمارے افغانستان کے علماء سیاسی میدان میں نہیں اترے اور نہ ہی اترنا ضروری سمجھتے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہاں کے علماء نے قوم کی کوئی سیاسی خدمت نہیں کی البتہ افغانستان کے علماء نے یہ کام ضرور کیا کہ وہاں کی عوام کا ایک خاص ذہن بنایا اور ان کے ذہنوں میں دین کی عظمت بٹھائی جس کا نتیجہ آج دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ روس جو عالمگیر طاقت بن چکا ہے۔ آج دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں کرسکتی اس کے مقابلہ میں افغان مجاہدین نکل آئے ہیں۔ وہاں کے علماء ہی کی عظیم خدمت ہے کہ غریب نہتے عوام کا روس کی عظیم طاقت کے ساتھ نہتے ہاتھوں جہاد جاری ہے۔

حضرت! افغانستان کی علماء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ یہ حالیہ جہاد صرف افغانستان کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلام کے تحفظ کا جہاد ہے ہمارے اس جہاد کا اصل سرچشمہ علماء دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ ہیں ہمارے ہاں اکثر علماء دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں۔ میدان جنگ میں بھی حقانی فضلاء جس انداز سے جرأت و کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں ایک دنیا ورطۂ حیرت میں ڈوب کے رہ جاتی ہے۔ حقانی فضلاء کا وہاں کے عوام پر بھی زبردست اثر ہے۔ حقانی فضلاء جدھر بھی رخ کرتے ہیں اور جہاں بھی ہوتے ہیں ان کے چہروں سے حقانیت کا نور ٹپکتا ہے یہ

سب آپ کی دعاؤں کی برکات ہیں ہمارے اس جہاد کا اصل مرکز آپ کا وجود گرامی ہے۔ جس کی صحت اور بقاء کے لئے ہم ہر وقت دعا گو رہتے ہیں۔

حضرت! ہم سے حاضر ہونے میں جو قدرے تاخیر ہو جاتی ہے اس کی معذرت چاہتے ہیں۔ ہمارے حالات کے پیش نظر امید ہے کہ ہمارے اس قصور کو معاف فرمائیں گے۔

ہم آپ کی مجلس اور اس میں بیٹھنے کو جنت یقین کرتے ہیں اور اس کے لئے بیتاب رہتے ہیں لیکن کیا کریں ادھر بھی ذمہ داریاں ہیں، مصروفیات ہیں، جہاد مہاجرین کی نگہداشت شہداء کی تجہیز و تکفین اور معاشی ضروریات اسلحہ کی کمی ملکی وغیر ملکی مسائل اور سیاسی مسائل اور اس نوعیت کے کئی عوارض ہیں جن کی بناء پر یہاں حاضری میں کوتاہی ہو جاتی ہے اس موقع پر حضرت اقدس کی آنکھیں اشکبار اور چہرہ پر حد درجہ تفکر اور اضطراب کی سی کیفیت طاری تھی۔

حضرت الشیخ

میں اپنی نجات اور اپنی فلاح و کامیابی کے لئے افغان مجاہدین کی غلامی پر فخر محسوس کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا ایمان تب محفوظ ہے جب اللہ رب العزت آپ مجاہدین حضرات کے خدام میں ہمارا شمار کرلے۔ ہم جب دارالعلوم دیوبند میں تھے۔ غالباً وہ زمانہ افغانستان میں میر امان اللہ خان کے اقتدار کا تھا تو دیوبند کے مشائخ اور اساتذہ نے وہاں دیوبند سے جو حریت اور آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ افغانستان میں اپنے تلامذہ بھیجے اور وہاں سے آنے والے طلباء کو آزادی کا سبق پڑھایا۔ ہم میں اگر چہ وہ ہمت نہیں رہی اور نہ ہی اس عظیم منصب کے اہل ہیں تاہم علماء دیوبند کی غلامی اور کفش برادری پر فخر محسوس کرتے ہیں اس لئے انہوں نے جو حریت آزادی اور جہاد کا سبق پڑھایا ہے اس پر جان دینا عین ایمان سمجھتے ہیں اور یہی بات طلباء سے کہتا رہتا ہوں۔ اس وقت بھی ہمارے دارالعلوم حقانیہ میں افغانستان کے نصف سے زائد طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں جب سے جہاد شروع ہوا ہے تب سے دارالعلوم حقانیہ نے بھی افغان طلباء اور ان کی علاوہ جہاد میں شرکت کرنے والے تمام طلباء سے داخلے حاضری اور آنے جانے پر ہر قسم کی پابندی ختم کردی ہیں طلباء کی جماعتیں جاتی ہیں جو ماہ دو ماہ اور اس سے زائد جہاد میں شریک ہو کر جب واپس آتی ہیں تو دوسری جماعتیں روانہ ہو جاتی ہیں ہم نے ایسے طلباء سے یہ بھی کہہ رکھا ہے کہ تمہارے قضا شدہ اسباق کا ہم انتظام کریں گے تم خوب دل جمعی سے معروف جہاد رہو۔

اے کاش! بڑھاپا کمزوری، ضعف اور نابینائی اور یہاں کی اہم ذمہ داریاں مانع نہ ہوتیں کاش مجاہدین کے ساتھ میدان جنگ میں شانہ بشانہ لڑتا بس اب تو یہی تمنا رہ گئی ہے۔

قائد وفد

حضرت! یہ سب مجاہدین اور ان کی قائدین آپ کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے درخت ہیں۔ اس جہاد کی بنیاد بھی حقیقت میں آپ نے اور آپ کے مخلص تلامذہ نے رکھی ہے۔

ایک مجاہد

حضرت! ہم تو دیکھ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ میدان جہاد میں جہاں بھی ایک عالم دین ہوتا ہے آپ کے مدرسہ کے طلباء تو وہاں لڑائی میں بھی خوب جوش رہتا ہے لڑنے میں بھی مزہ آتا ہے اور الحمدللہ کہ غلبہ بھی مجاہدین کو حاصل رہتا ہے اور جب بعض اوقات بڑے علماء یا محاذ جنگ کے قائدین سے کوئی شہید ہوتا ہے تو دل کو دھچکا بھی خوب لگتا ہے۔

حضرت الشیخ

جی ہاں! غزوہ احد میں بھی جب بڑے بڑے صحابہ کرام شہید ہوئے تو مسلمانوں کو اس سے طبعی رنج اور پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ رب العزت نے ان کی تسکین قلب کے لئے وحی نازل فرمائی۔ یعنی جہاں خداتعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول صلعم کی امت میں اولیا ہوں اتقیا ہوں علماء ہوں وہاں یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس امت میں شہداء بھی ہوں۔ شہادت بھی امت ہی کی فضیلت کا باعث ہے خداوند تعالیٰ اپنے جس بندے کا مقام اور رتبہ بلند کرنا چاہتے ہیں۔ تو اسے مقام شہادت سے نوازتے ہیں اللہ والوں کو شہادت سے مزید بلند ہمتی حاصل ہوتی ہے پست ہمتی نہیں۔ اگر مادی وسائل اور ظاہری اسباب پر نظر ڈالی جائے تو پھر عقل یہی کہتی ہے کہ اب مجاہدین کو فنا ہو جانا چاہیے تھا اور تحت الاسباب کسی مجاہد کا وجود بھی نظر نہ آتا مگر باری تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ مجاہدین حضرات کی زبردست نصرت فرمارہے ہیں۔

ہمارے ایک فاضل نے جو میدان جہاد سے ایک روز ملنے آئے تھے بتایا کہ ایک روز میدان جہاد میں شام کو میں نے اپنے اللہ کے حضور دعا کی کہ اللہ! میرے پاس اسلحہ وغیرہ تو کچھ نہیں اور اگر کچھ ہے تو وہ صرف یہ عصاء ہے جسے میں ہاتھ میں تھامے ہوئے ہوں۔ میرے اللہ تو قادر کریم ذات ہے میرے اللہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اس عصا کو مشین گن بنادے جب رات کافی بیت گئی اور ہر طرف سناٹا چھا گیا روسی فوج نشہ میں دھت ہو کر سوگئی جو مجھ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر تھی میں تنہا خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے روسی فوج کے قریب جا پہنچا اور بڑی آہستگی سے روسی سپاہی سے مشین کھسکالی اور پھر خداوند تعالیٰ نے اسی وقت ہمت دی کہ دشمن کی اسی مشین سے وہاں پڑے ہوئے تمام روسی فوجیوں کو ہلاک کردیا۔

میں نے شام کے وقت خدا کے حضور جو دعا کی تھی کہ وہ اس طرح قبول ہوئی فللہ الحمد اور جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ حضور صلعم نے اپنی کسی رفیق کے لئے میدان جہاد میں دعا کی تو اللہ نے اس کی ہاتھ کی چھڑی کو تلوار بنادیا آج بعینہ وہی کرامت اللہ کی غیبی نصرتیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مجاہدین کی لکڑیاں بھی تلوار بن رہی ہیں۔

حضرت الشیخ

آزادی فلسطین کا مسئلہ بارہ سال سے چل رہا ہے پچیس لاکھ یہودی ہیں اور ان کے مقابلے میں ۱۲ کروڑ عرب مگر وہاں جہاد افغانستان کے مقابلہ کا جہاد نہیں ہورہا بلکہ فلسطین کا جہاد افغان جہاد کی نسبت عشر عشیر بھی نہیں وجہ یہ ہے کہ جہاد افغانستان میں قیادت علماء کے ہاتھ میں ہے اور خود علماء کرام میدان جنگ میں اترے ہیں اور دشمن سے جنگ کررہے ہیں افغان جہاد میں جو شجاعت و استقامت اور فتح و نصرت آپ کو نظر آتی ہے یہ سب علماء کے وجود کی برکتیں ہیں اور ان کی جنگ خالص نظریاتی اسلامی اور خدا کے لئے جب کہ دوسری طرف فلسطین میں قیادت ایسے ہاتھوں میں ہے جو خود مغرب زدہ اسلامی تعلیمات اور اس کی روح سے ناآشنا اسلامی جہاد اور اس کے اصولوں سے بے خبر ہیں اس لئے فلسطین میں کامیابی کے لئے کامیابی کا سب سے پہلا زینہ ہی یہی ہے کہ وہاں کے مجاہدین اولاً اپنی اندر اسلامی انقلاب پیدا کریں۔ اسلامی تہذیب اختیار کریں اور وہاں کے علماء بھی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے بے خوف و خطر میدان میں کود پڑیں۔

آپ حضرات مجھ پر احسان کرتے ہیں جو یہاں تشریف لاتے ہیں اور میری بھی یہی تمنا رہتی ہے کہ آپ حضرات سے زیارت و ملاقات کی سعادت حاصل کروں۔

افغان مجاہدین کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

جب دشمن سے مقابلہ ہو تو مٹھی میں کنکریاں لے کر شاھت الوجوہ کہتے ہوئے دشمن کی طرف پھینکیں اور اس وقت اس آیت کا وظیفہ جاری رکھیں ۔و جعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینا ھم فھم لا یبصرون (آلایۃ) انشاءاللہ خالق باری تعالیٰ دشمنوں کو اندھا کر دے گا اور تمہاری پھینکی ہوئی کنکریاں دشمن کیلئے بارود اور ایٹم بم ثابت ہوں گے۔

(عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کی شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضری اور مکالمہ)

جنوری ۱۹۸۳ء کی چوبیسویں تاریخ تھی۔احقر حسب معمول حقائق السنن شرح اردو جامع السنن (حضرت اقدس شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے آمالی ترمذی) کا مسودہ لے کر آپ کو سنانے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔عصر کی نماز کا وقت تھا۔مسجد میں داخل ہوتے ہی حضرت شیخ پر نظر پڑی تو دیکھا کہ جہاد افغانستان کے ایک بڑے محاذ جنگ کے امیر مولانا جلال الدین حقانی (فاضل و سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور ان کے رفقاء کے علاوہ جہاد افغانستان کے چند دیگر زعماء اور مجاہدین جو آتشیں اسلحہ سے لیس تھے۔حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے مصافحہ اور معانقہ کر رہے ہیں۔نماز سے فراغت کے بعد حضرت اقدس شیخ الحدیث اور جہاد افغانستان سے آئے ہوئے زعماء کے درمیان جو مکالمہ ہوتا رہا اس کا ایک جھلک نذر قارئین ہے۔

مولانا جلال الدین حقانی

احقر دارالعلوم سے آنے والے احباب سے آپ کی خیریت دارالعلوم کے حالات اور کیفیت دریافت کرتا رہتا ہے۔صدر صاحب مرحوم مولانا عبدالحلیم زروبوی کی وفات تمام عالم اسلام بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے لئے ایک بہت بڑا حادثہ ہے اللہ مرحوم کو کروٹ کروٹ رحمتوں سے نوازے۔

حضرت الشیخ

میں ہمیشہ آپ حضرات کے حالات دریافت کرتا رہتا ہوں۔خاص کر ان فضلا و احباب کی خیریت اور عافیت کی اطلاع کے لئے بے تاب رہتا ہوں جو اس وقت محاذ جنگ پر دشمن سے برسر پیکار ہیں۔ظالم دشمن کے مقابلہ میں آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ کی امداد حاصل ہے اور تین سال سے جو غیبی فتوحات اور نصرت و کامیابی سے باری تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے دل سے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور اس میں مزید ترقی ہو اللھم زد فزد خدا تعالیٰ یوما فیوما ترقی دے۔

مولانا جلال الدین حقانی

جہاد، مشکلات اور امتحان کا نام ہے امتحان اس لئے لیا جاتا ہے تا کہ لوگوں میں تمیز پیدا ہو اپنے اور غیر کی فرق ہو جائے آپ نے سبق پڑھایا تھا کہ جب سونا آگ میں ڈالا جاتا ہے تب قیمتی بنتا ہے کپڑے جس قدر مارے اور گڑے جائیں اسی قدر ان کی صفائی اور ستھرائی خوب ہوتی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد افغانستان اللہ کی سینکڑوں حکمتوں میں شاید ایک یہ بھی ہو کہ مشکلات اور مصائب کی بھٹی میں ڈال کر خالص سونا بنا دیا جائے الحمدللہ مجاہدین کا ایمان مضبوط، حوصلہ بلند، مہارت پختہ اور بہادری اپنے عروج پر ہے ہم میں جب کوئی شہید ہو جاتا ہے تو ہم کبھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتے۔جانے والے کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرے ایسے ساتھی کھڑے کر دیتے ہیں جن کا عزم استقامت اور پختگی پہلوں سے کئی گنا زیادہ رہتی ہے۔

حضرت! اب تو مجاہدین کو پہلے سے کئی گنا زیادہ تجربہ حاصل ہو گیا ہے طیاروں، ٹینکوں، زہریلی گیسوں اور دشمن کے حملوں سے

مرعوبیت ختم ہو چکی ہے ان ساری چیزوں کا مقابلہ اور ان سے ہر قسم کا تعارض اب عادت بن چکی ہے اوائل میں مجاہدین کو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ کا تجربہ نہیں تھا۔ اب تو بحمد للہ خوب تجربہ ہو گیا اور روز بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرت الشیخ

جہاد افغانستان سے پہلے روس کا عالم اسلام پر بہت زیادہ رعب تھا مگر آپ حضرات کی قربانیوں اور مجاہدین کی بے مثال شجاعت واستقامت نے روس کو پورے عالم میں ذلیل ورسوا کر دیا۔

مولانا جلال الدین حقانی

اب تو ہر طرف سے جہاد کی برکتوں اور نقد ثمرات کا ظہور ہو رہا ہے۔ پہلے ہمارے اندر جو لوگ فسق وفجور اور ضلالت وفساد میں مبتلا رہتے تھے اب وہ توبہ کر کے دینی زندگی اختیار کر چکے ہیں پہلے جن لوگوں پر دنیا کی حرص سوار تھی اور مقصد زندگی کسب دنیا تھا اب ان کا مقصد زندگی دین ہے اب دنیا کا کسب نہیں کرتے مگر دنیا پہلے سے زیادہ مل رہی ہے الحمد للہ اب تو مجاہدین نے روسیوں سے جنگ کر کے انہی کا اسلحہ بھی فراہم کر لیا ہے ان کو استعمال کرنے کی ترکیبیں بھی سیکھ لی ہیں اب دشمن میں اختلاف پڑ گیا ہے اور ان کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہیں۔

حضرت الشیخ

آج کل آپ کا مرکز کہاں ہے۔

مولانا جلال الدین حقانی

ہم نے سردار داؤد کے دور حکومت میں ہجرت کی تھی ہمیں حکومت نے گھر دیے تھے جو افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ ہیں تاہم اکثر قیام افغانستان میں ہوتا ہے ہمارا سارا منطقہ پہاڑی ہے۔ جہاں حکومت کے فون وغیرہ کے نظام کو توڑ دیا گیا ہے جب دشمن کے جہاز ہمارے منطقہ پر بمباری کرتے ہیں تو وہ بھی بہت دور سے۔ ہمارے علاقہ میں امیر عبدالرحمان کے دور حکومت سے تا حال سرکاری نظام کے تحت جگہ جگہ شفا خانے کھولے ہیں۔ شرعی عدالتیں اور رفاہ عامہ کے ادارے بھی قائم کیے ہیں۔

حضرت الشیخ

مجاہدین کے مختلف گروہ اور احزاب کا جو آپس میں اختلاف۔۔۔۔۔۔

مولانا جلال الدین حقانی

بحمد اللہ جہاد کے دوران میدان جنگ کے تمام احزاب کا ہاتھ ایک ہوتا ہے۔ غزنی، وردگ اور پکتیا میں مجاہدین کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں سب ہمکار اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

ہمارے منطقہ پکتیا میں آج کل خوب برف پڑ رہی ہے مجاہدین تو برف کے عادی ہیں مگر روسی دشمن کی فوجوں کو زحمت اٹھانی پڑتی ہے آج کل مجاہدین دشمن کے مختلف کاروانوں پر آسانی سے حملہ آور ہو جاتے ہیں اور کابل کے اندر رہنے والے مجاہدین داخلی طور پر دشمن پر رات کو حملہ کرتے ہیں۔ مجاہدین نے کابل میں بجلی وغیرہ کاٹ دی ہے باہر سے لکڑی بند کر دی ہے نام نہاد کارمل حکومت اور اس کی کارندے سخت تکلیف اور مصیبت سے دوچار ہیں۔ اندر سے بجلی بند ہے اور باہر سے لکڑی بند۔

حضرت الشیخ

حاضرین سے ہم سنتے ہیں کہ روسی فوج میں ہمارے یہ فاضل مولانا جلال الدین حقانی ٹینک دشمن اور ٹینک شکن کے نام سے

مشہور ہیں۔ دشمن کی فوج میں جب بھی مولانا جلال الدین حقانی کی آمد کی افواہ اڑا دی جاتی ہے تو فوج کا ٹینک بردار حصہ ٹینکوں سمیت بھاگ گئے اور اپنے کو محفوظ کرنیکی کوشش کرتا ہے خدا کی شان کہ ٹینک بھی ہمارے مولانا جلال الدین حقانی کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔ (مولانا جلال الدین حقانی) سے مولانا!؟ آپ کے پاس کونسا ہتھیار ہے جس کے استعمال۔۔۔

مولانا جلال الدین حقانی

حضرت! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب دشمن کے ساتھ مقابلہ ہو تو مٹھی میں کنکریاں لے کر شاھت الوجوہ پڑھتے ہوئے دشمن کی طرف پھینکوں اور اسی دوران و جعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا و اغشینا ھم لا یبصرون بھی پڑھتے رہو رب قدیر دشمن کے سامنے دیواریں کھڑی کردے گا بس! یہ آپ کا بتایا ہوا وظیفہ ہی اس وقت میرے پاس سب سے بڑا ایکی ہتھیار ہے میدان کارزار میں اور میرے رفقاء اس کی بے شمار برکتیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں (حضرت الشیخ نے مجاہدین کے ایک وفد کو یہ وظیفہ بتاتے ہوئے اس کا پس منظر اور اس کے مختلف ادوار میں فوائد ثمرات پر تفصیل سے گفتگو کی تھی جو آئندہ کسی مجلس میں پیش کردی جائے گی۔

حضرت الشیخ

آپ کے منطقہ پر روسی دشمن کے حملوں اور ان سے دفاع کی کیا صورت ہے۔

مولانا جلال الدین حقانی

روسی دشمن نے مسلسل آٹھ ماہ تک ہمارے منطقہ پر حملہ آور ہو کر زور آزمائی کی۔ آخر پسپا ہو گئے ہمارے پاس جہازوں کے مقابلہ اور ان کو مار گرانے کا کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ ہمارے پاس راکٹ نہیں ہیں۔ افغان فوجی جو مجاہدین کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں وہ بھی اپنے ساتھ راکٹ نہیں لا سکتے وجہ یہ ہے کہ روسی فوج ایسے اسلحہ کو اپنے کنٹرول میں رکھتی ہے اور افغان فوج پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کرتی۔ دروں میں جو اسلحہ بک رہا ہے یہ بھی مجاہدین ہی کا مال غنیمت ہے۔ میدان جنگ میں جب مجاہدین ٹینکوں کے مقابلہ میں مصروف کار ہوتے ہیں اور ان کو اپنے تصرف میں لے لیتے ہیں تو بعض چور قسم کے لوگ نیچے درجہ کا اسلحہ لے بھاگتے ہیں۔ اور یہاں دروں میں آ کر بیچ دیتے ہیں۔

حضرت الشیخ

افغان مجاہدین اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور سرحد ہیں اگر یہ سرحد نہ ہوتی تو آج پاکستان میں بھی دین اور دین کا نام لینے والا کوئی فرد نہ ملتا۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کا آپ محافظ ہے اب خدا اپنے دین کی حفاظت کا کام آپ سے لے رہا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

مولانا جلال الدین حقانی

حضرت! روس نے افغانستان پر حملہ کے لئے جو منصوبہ اور اس کے تحت جو نقشہ بنایا تھا اس میں افغانستان کی مہم ان کے لئے چھ ماہ سے بھی کم عرصہ کی تھی۔ عراق تو ویسے بھی روسی اسلحہ کی مارکیٹ ہے علاقائی اعتبار سے ایران پر افغانستان کا محاصرہ ہے جب خدانخواستہ افغانستان روس کے قبضہ میں چلا جائے تو پھر اس کے لئے ایران اور اس راستے خلیج اور تیل کے ذخائر پر قبضہ آسان ہے۔ روس افغانستان پر قبضہ کے خیال سے یہاں نہیں آیا بلکہ وہ اس راستے مشرق وسطی اور پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا ہے روسی حکمرانوں کو کبھی یہ وہم بھی نہیں گذرا تھا کہ افغانستان کی مہم میں اس قدر وقت لگے گا اور جان و مال کا نقصان ہوگا۔ اب تو روسی حکومت سے عوام بھی نفرت کرنے لگے ہیں اور ان کو ویت نام کی طرح افغانستان چھوڑ دینے کا انجام نظر آنے لگا ہے۔

افغانستان میں روسی فوج مست اور عیاش ہوگئی ہے جب کہ روس میں ان کو عیش وعشرت کے مواقع کم ملتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہاں رقم اور نقدی عام افراد کو حاصل نہیں ہے نہ اپنی مرضی سے خرید سکتے ہیں اور نہ بیچ سکتے ہیں یہاں ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، افیون، بھنگ، چرس اور شراب ان کو آسانی سے میسر ہو جاتی ہے حتی کہ اب تو روسی فوج اپنے ہاتھوں سے مجاہدین کو اسلحہ دیتی اور چرس وشراب لیتی ہے۔ یہاں روسی فوج کا نظم و ضبط ختم ہو چکا ہے ان کے سپاہی نشہ کے عادی ہو گئے ہیں۔ گاڑیاں اور ٹینک چلاتے وقت نشہ میں دھت رہتے ہیں۔ اسی دوران مجاہدین نے حضرت اقدس کی خدمت میں خشک میووں کے ہدایا پیش کئے۔

حضرت الشیخ

آپ نے یہ تکلیف کیوں اٹھائی ہے ہمیں چاہیے کہ ہم آپ کی خدمت میں تحائف پیش کریں بلکہ آپ کی خدمت میں تو ہمیں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا چاہیے۔

(جہاد کا سبق اور عملی تجربے شیخ الحدیث کی برکت سے ہیں)

مولانا جلال الدین حقانی

حضرت! آپ تو مجاہد المجاہدین ہیں اور یہ سارا جہاد اور مجاہدین کا کردار سب آپ کی برکت سے ہے ہم نے جہاد اور میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ کا سبق بھی باقاعدہ ٹریننگ کے طور پر آپ سے سیکھا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں یہاں کے الیکشن کے زمانہ میں میں نے پورے خٹک علاقہ کا دورہ کیا تھا ہر قسم کے میدان سر کئے تھے۔ اس وقت سے جہاد کا شعور پیدا ہوا اور پھر آپ کے درسوں سے اس میں مزید پختگی آتی گئی۔

حضرت الشیخ

(حاضرین سے) جی ہاں! یہ مولانا جلال الدین حقانی الیکشن کے زمانہ میں جب یہاں دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم تھے تو انہوں نے بڑا مجاہدہ کیا تھا۔ پورے خٹک علاقہ اور اس کے قریہ قریہ میں پہنچے تھے اور اب تو ماشاء اللہ۔۔۔۔(مجاہدین سے) مجھے تو آپ پر اور تمام مجاہدین فضلائے حقانیہ پر افتخار ہے۔ آپ لوگ ہمارے لئے آخرت کا ذخیرہ ہیں۔ ہم تو رب قدیر کی بارگاہ میں رو رو کر یہ دعا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ آپ حضرات کو اپنی غیبی نصرتوں سے نوازے اور خونخوار ظالم دشمن کے مقابلہ میں فتح مبین عطا فرمائے۔

مولانا جلال الدین حقانی

ہمارے منطقہ میں مجاہدین کے قائدین علاقہ کے علماء اور مختلف محاذ جنگ کی امراء دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں۔ مولانا گل رحمان حقانی، مولانا حبیب الرحمان حقانی، مولانا محمد عمر اخوندزادہ حقانی سب حقانیہ کے فضلاء ہیں اور یہ جو آپکی سامنے تشریف فرما ہیں مولانا احمد گل حقانی ہیں جو طالب علمی کے زمانہ میں آپ کی اس مسجد میں دارالعلوم کی قدیم مسجد رہا کرتے تھے جہاد میں مجروح بھی ہوئے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے صدقہ انہیں جلد شفا عطا فرمائی۔

حضرت الشیخ

جی ہاں! یہ بڑی مخلص انسان ہیں خدا تعالیٰ ان کی زندگی علم اور عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

مولانا احمد گل حقانی

انہوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی تاہم میدان جنگ میں مجاہدین کا خوب ساتھ دے رہے ہیں۔ تبلیغ اور جہاد کی ترغیب میں معروف رہتے ہیں۔ اچھے خطیب اور بہترین مبلغ ہیں۔ ابھی عید سے قبل ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔

حضرت الشیخ

پشاور میں کتنے روز ٹھہرنا ہے۔

مولانا جلال الدین حقانی

آٹھ دس دن قیام کا ارادہ ہے اور مہاجرین کے کچھ مسائل ہیں۔ حضرت دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔

حضرت الشیخ

جی ہاں آپ کے لئے تو ہر لمحہ دعا گو رہتا ہوں میرے دل کی ہر دھڑکن اور رواں رواں آپ کے لئے دعا کرتا ہے۔ آپ لوگ نہ ہوتے تو آج روسی فوجیں خلیج میں ہوتیں اور مشرق وسطی پر روس کا قبضہ ہوتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ یہود شام اور پھر مدینہ منورہ تک تاراج کریں گے۔ مجھے اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں روسی یہودی اس کا مصداق نہ ہوں۔ الحمدللہ کہ آپ حضرات نے سرخ خونی سیلاب کے مقابلہ میں مضبوط بند باندھ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا محافظ ہو۔

مولانا جلال الدین حقانی

(حضرت شیخ سے) ہم آپ کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر آپ کو گواہ بنا کر اللہ رب العزت سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تاحین حیات جو کام (جہاد) آپ نے ہمارے سپرد کیا ہے جاری رکھیں گے افغانستان آزاد ہوتو سمرقند و بخارا تک ہم روس کا تعاقب کریں گے۔

حضرت الشیخ

خدا کرے یہ مقصد جلد حاصل ہو۔ ہم آپ لوگوں کے مضبوط عزائم اور بے مثال جرات و بہادری پر زبردست تحسین اور دل سے دعا کرتے ہیں۔ الحمدللہ، الحمدللہ۔ جس غرض کے لئے دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے جہاد افغانستان کی صورت میں اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لیا۔

افغانستان کا حالیہ جہاد اور اس کے مستقبل کے بہترین نتائج بھی ہمارے مشائخ اساتذہ اور دیوبند کے اکابرین کی محنت و خلوص کا صدقہ ہے۔

(جہاد غیر متعارف تھا، حقانی فضلاء کو حقانی اور وہابی فرقہ کے نام سے مشہور کیا گیا)

مولانا جلال الدین حقانی

اس سے قبل افغانستان میں جہاد نام کی کوئی چیز متعارف نہیں تھی ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء نے یہاں سے جا کر جب وہاں کی کمیونسٹ حکومت اور اس کے کفریہ نظام پر تنقید کی تو وہاں کی عوام بلکہ خواص اور علماء تک ہمارے مخالف ہو گئے۔ ہمیں وہابی اور حقانی نام کے فرقوں سے مشہور کیا۔ مگر جب سردار داود اور ترکئی کے دور حکومت میں وہاں کے بوڑھے علماء اور مشائخ کو گرفتار کیا گیا تو ہم نے حکومت کی مذمت کی اور ان کی آزادی کی تحریک چلائی تب وہاں کے علماء نے ہمارا ساتھ دیا ورنہ اس سے قبل ہم حقانی نام کے ایک مستقل

فتنہ اور بے دین فرقہ کی حیثیت سے بدنام کئے جا چکے تھے پھر ہم تدریجا آگے بڑھتے رہے حتی کہ ہم اس میدان میں آپہنچے جس میدان کے نقشے آپ نے بخاری کتاب المغازی میں ہمیں پڑھائے تھے۔ گو ہمارے بہت سے رفقاء اور دارالعلوم حقانیہ کے کئی فضلاء شہید ہو چکے ہیں مگر ہمارے حوصلے بہت بلند اور عزائم پختہ ہیں ہمیں اپنے کام میں اطمینان ہے ہم نے اوائل میں کیمونسٹوں کا مقابلہ کیا حکومت نے ان کی پشت پناہی کی ہمارے کتابیں اور سارا دینی لٹریچر ضبط کر لیا مدرسے بند کر دیے اور ہماری آواز کو ہر ممکن طریقہ سے دبانا چاہا۔ مگر الحمد اللہ کہ حکومت کے شدید ترین دباؤ کے باوجود بھی ہمارا ردعمل سخت سے سخت تر ہوتا گیا اور اب جو نقشہ اور صورت حال ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

(شیخ کا تمنائے شرکت جہاد)

<u>حضرت الشیخ</u>

جی ہاں! جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ اللہ کی امداد اور اس کی غیبی نصرتوں سے فتح مندرہتے ہیں۔ الا ان حزب اللّٰہ ھم الغالبون (الآیۃ)۔ اب تو میری بھی یہی تمنا رہ گئی ہے کہ صف اول میں کھڑا ہو کر آپ کے شانہ بشانہ لڑتا۔

اے کاش! اس قابل ہوتا اور کم از کم اس قدر موقع دیا جاتا کہ میدان جہاد میں آپ کو پانی کا ایک گلاس تو پلا سکتا۔

<u>مولانا جلال الدین حقانی</u>

حضرت یہ سب کچھ ہو رہا ہے ہمارا یقین ہے کہ آپ اس میں برابر کے شریک ہیں۔

<u>حضرت الشیخ</u>

ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے دیگر فضلاء۔۔۔ کا کیا حال ہے ان سے بھی رابطہ رہتا ہے؟

<u>مولانا جلال الدین حقانی</u>

بعض اپنے مرکز میں ان کے لوگ جہاد کے عادی نہیں ہیں مگر خود وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ بڑے مجاہد اور جہاد کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ہم ان کے محاذ پر اگلے ساتھ بھی امداد کرتے رہتے ہیں۔

<u>حضرت الشیخ</u>

مولانا گل منیر صاحب کا کیا حال ہے؟ کچھ عرصہ سے ان کی کوئی خبر نہیں آرہی۔

<u>مولانا جلال الدین حقانی</u>

مولانا گل منیر صاحب بھی اپنے محاذ پر مصروف جہاد ہیں ان کا جذبہ جہاد حیرت انگیز اور ان کی جرات قابل رشک ہے حال ہی میں ان کے ایک داماد جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں۔ جنگ کے دوران زخمی ہو گئے ہیں۔

مولانا گل منیر صاحب کے تین بیٹے حقانیہ کے فاضل ہیں اور تینوں اس وقت روسی دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ ان کا چھوٹا بیٹا، اب آپ کے ہاں دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہے۔

مولانا گل منیر صاحب کو محاذ جنگ پر رفقاء بھی اچھے اور کام کے ملے ہیں ان کے ساتھی ان کا بڑا احترام اور اطاعت کرتے ہیں۔

<u>حضرت الشیخ</u>

ہمارے وزیرستان کے حقانی فضلاء۔۔۔۔۔۔

مولانا جلال الدین حقانی

جی ہاں! وزیرستان کے حقانی فضلاء بھی ہمارے خوب تعاون کررہے ہیں اسلحہ اور مالی امداد کے علاوہ افرادی اور جانی امداد بھی کرتے ہیں۔ میدان جنگ میں مجاہدین کے ساتھ شریک رہتے ہیں حال ہی میں مولانا قاری لعل محمد صاحب وزیرستانی (جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل زیادہ طالب علمی میں حضرت اقدس کی مسجد کے امام اور حضرت کے خاص خادم تھے بھی مختلف محاذوں پر مجاہدین کے ساتھ شریک رہے اور جنگ لڑی۔

حضرت الشیخ

مولانا قاری لعل محمد صاحب حقانی اور دوسری فضلاء حقانیہ جب بھی ملنے آتے ہیں تو میں جہاد کے موضوع پر اور اس کی ترغیب و تشویق پر بھی ان سے کچھ نہ کچھ عرض کردیتا ہوں۔ اس سے قبل جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اب کی ملاقات اسے مختلف معلوم ہوتا ہے اب پہلے نسبت آپ کے عزائم بلند چہروں پر بشاشت اطمینان اور نور ایمان نظر آتا ہے خدا تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

غزوہ احزاب میں جیسے رب قدیر کی غیبی نصرت سے ایک تیز ہوا سے دشمن برباد ہوگئے تھے مجھے یقین ہے انشاء اللہ یہاں بھی باری تعالیٰ مجاہدین کے احزاب کی ایسی ہی امداد فرمائیں گے اور ہر وقت یہی دعا کرتا ہوں۔

مولانا جلال الدین حقانی

جی ہاں! آپ کی دعاؤں کا صدقہ، ایسی غیبی نصرتوں اور اللہ کی امداد کا مشاہدہ ہر وقت اور ہر ایک کو ہوتا رہتا ہے کئی بار روسی دشمنوں نے طیاروں کے ذریعے چھوٹے بم پتنگوں کنکریوں اور سبز پتوں کی شکل کے اور کبھی مٹی کے چھوٹے ڈھیلوں کی شکل کے برسائے رات کو بادل آئی بارش ہوئی اور ژالہ باری بھی، ژالہ باری سے وہ بم از خود پھٹنے لگے۔ مجاہدین نے بمباری کی آواز سن کر مورچے سنبھال لئے مگر دشمن کہیں نظر نہ آتا تھا جب جا کر دیکھا کہ دشمن نے جو ہمرنگ زمین بم برسائے تھے ژالہ باری سے وہی بم پھٹے ہیں اور رات کو انہیں کے پھٹنے کی آواز دشمن کی بمباری معلوم ہوتی تھی۔

حضرت الشیخ

جی ہاں! یہ خدا کی قدرت کے مظاہرے ہیں آپ کو یاد ہوگا کہ غزوہ حنین میں جب کثرت سے چیونٹیاں آئیں تو صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت ہے۔ کہ ملائکہ چیونٹیوں کی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔

(غیبی نصرتوں کے عجیب وغریب مشاہدے)

مولانا جلال الدین حقانی

افغان مجاہدین کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کی غیبی نصرتوں کا مشاہدہ اتنا عام ہوگیا ہے کہ ہر ایک کو یقین ہونے لگا ہے کہ واقعۃً غیبی نصرت اور خدائی امداد ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی روسی دشمن کے طیارے مجاہدین پر بم باری کرنے آتے ہیں تو ان طیاروں کو پرندوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوتا ہے تو ایسا طیارہ جسکے ساتھ پرندوں کی جھرمٹیں ہوتی ہیں جب بھی بمباری کرتا ہے تو اس کی بم باری سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ اب مجاہدین جب بھی کسی حملہ آور طیارے کے ساتھ پرندے دیکھ لیتے ہیں تو اپنی محافظت اور دفاع سے مطمئن رہتے ہیں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچے کہتے ہیں کہ ایسے طیارے کے حملے سے بچاؤ کا اہتمام کرنا بزدلی کا مظاہرہ ہے تعجب تو اس بات پر ہے کہ

پرندے جو جہاد کی گڑگڑاہٹ سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں مگر یہاں وہ بمبار طیاروں سے لپٹے رہتے ہیں اس کے علاوہ میدان جنگ میں جسمانی طور پر مجاہدین کو جو تکالیف پہنچتی ہیں مثلاً ہاتھ کٹتے ہیں پاؤں ٹوٹتے ہیں۔ کاری زخم لگتے اور چوٹیں آتی ہیں مگر احساس درد جیسا کہ تکلیف کی مناسبت سے ہونا چاہیے کچھ بھی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو بہت کم جب کہ بغیر جہاد کے ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو اس کی چبھن کا سہنا مشکل ہوتا ہے مگر جہاد کا مجروحین کو بندوق کی گولی اور بڑے کاری زخموں سے ایسی تکلیف نہیں پہنچتی جو قابل برداشت نہ ہو۔ دوسری جانب جب دشمن کے زخمی فوجی ہمارے ہاتھ لگتے ہیں تو انہیں دیکھ کر بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اب تو مجاہدین کو دشمن کی گولی نشہ کا ایک ٹیکہ محسوس ہوتی ہے اور یہ سب آپ کی دعاؤں کی برکات اور دارالعلوم حقانیہ کی کرامات ہیں۔

<u>شیخ الحدیث کی طویل دعا کا عجب سماں:</u> اس کے بعد حضرت اقدس نے طویل دعا فرمائی عجب سماں تھا سب کے ہاتھ خدا کے سامنے اور آنکھیں اشک بار تھیں سب پر یقین و ایمان کی عجیب کیفیت تھی انہیں۔ رخصت کرتے وقت حضرت اقدس نے ایک ایک کو گلے لگایا حضرت کا اصرار تھا کہ ان کے ساتھ مشایعت کریں مگر مجاہدین پر حضرت کی یہ تکلیف شاق تھی اس لئے بہ منت حضرت اقدس سے یہیں سے اجازت لی۔

(مولانا فتح اللہ حقانی کی کامیاب مہم)

<u>مجاہدین کی ایک تازہ کامیابی</u>

دارالعلوم حقانیہ کے ایک بہادر اور قابل فخر فرزند جناب مولانا فتح اللہ افغانی حقانی فاضل حقانیہ کی امارت میں (جن کا تعلق حزب اسلامی کے یونس خالص اور جلال الدین حقانی گروپ سے ہے) کی کمانڈ میں مجاہدین نے مرکز ٹبری تھانہ پر کامیاب حملہ کیا اور طویل محاصرے کے بعد قلعہ فتح ہوا۔ مجاہدین کو اس حملہ میں جنگی ساز و سامان کی ایک بڑی تعداد ملی تقریباً دشمن کے ایک سو ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ اور دشمن کی ایک افسر ایک سو تاسی فوجی اور ایک سو چار ملیشیا سپاہی ہلاک اور ایک سو اٹھاسی افراد زخمی ہوئے مجاہدین میں سے ۱۱۶ افراد شہید اور پینتیس زخمی ہوئے۔

(جہاد کی فضیلت و اہمیت اور حضرت شیخ کے ارشادات)

مولانا نذر نعمانی اور مولوی محمد اسلم حقانی اپنے مجاہدین رفقاء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت اقدس سے ملنے آئے حضرت شیخ کی طبیعت آج بڑی کشادہ تھی بڑے ہشاش بشاش معلوم ہو رہے تھے جماعت مجاہدین کی آمد سے تو اور بھی طبیعت میں نشاط آگیا اور مجاہدین و حاضرین سے کافی دیر تک جہاد افغانستان کی مناسبت سے گفتگو کرتے رہے جو ارشادات قلم بند ہو سکے نذر قارئین ہیں۔

فرمایا: جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سعی اور کوشش اس میں بڑی برکتیں ہیں اللہ کریم کی غیبی نصرتیں شامل حال رہتی ہیں۔

<u>عکاشہ کا حضور ﷺ کی چھڑی سے تلوار کا کام:</u> حضرت عکاشہؓ جب خالی ہاتھوں باطل سے برسرپیکار تھے تو آں حضرت ﷺ نے ان کو ایک چھڑی جس کا نام عون تھا عنایت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا عکاشہ! اس چھڑی کو کفار کے مقابلہ میں استعمال کرو اور اللہ کا نام لے کر جنگ کے میدان میں اس سے کفر کا مقابلہ کرو۔ یہ چھڑی تلوار کا کام دے گی تو نبوت کا معجزہ اور جہاد کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ اس لکڑی نے جنگ بدر اور متعدد غزوات میں تلوار سے بھی بڑھ کر کام دیا۔ یہ تو حضرات صحابہ کی اہم باتیں ہیں نبوت کے معجزات اور صحابہ کی کرامات ہیں اور خیر القرون کا مبارک دور، آج جس دور سے ہم گذر رہے ہیں یہ خیر القرون سے صدیوں دور اور قرب قیامت کا زمانہ

ہے۔ایمان کمزور اور یقین مضمحل ہو چکے ہیں مگر اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ کے نام کی سربلندی کے لئے جہاد اور قربانی کے برکات اب بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔آپ حضرات (افغان مجاہدین) کو اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ خالی ہاتھ اور بے سروسامانی کی حالت میں مجاہدین کے ہاتھوں رب قدیر نے بمبار طیاروں، دیو پیکر ٹینکوں اور ہر قسم کے جدید آتشیں اسلحہ سے لیس طاقتور فوج کو بفضل اللہ بری طرح شکست ہوئی ہے یہ سب جہاد کی فضیلت وکرامت ہے افغانستان کی یہ جنگ اور افغان مجاہدین کا یہ مومنانہ جہاد درحقیقت اسلام کی فتح جہاد کی عظمت، مجاہدین کی فضیلت اور دین وایمان اور نبوت کا معجزہ ہے۔رب قدیر سب کو عزیمت اور استقامت عطا فرمائے جو لوگ اس میدان میں اتر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیمت واستقامت بھی بخش دی ہے ہمارے مولانا جلال الدین حقانی مولوی یونس خالص حقانی اور سینکڑوں علماؤ مجاہدین خاک وخون اور گولوں اور توپوں کی برستی ہوئی آگ سے کھیل رہے ہیں مگر ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی۔مولانا جلال الدین حقانی سے خدا تعالیٰ اس وقت میدان جہاد میں ٹینک شکنی کا کام لے رہے ہیں کئی دفعہ گولیوں کی زد میں آئے مگر خدا کا فضل دیکھئے ہر مرتبہ محفوظ رہے یہ سب خدا تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں وہ جب چاہتا ہے جس انداز سے چاہتا ہے اپنے بندوں کو محفوظ رکھتا ہے۔میری تو اللہ کریم سے یہی دعا رہتی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ حضرات اور تمام مجاہدین اسلام کو ہر آفت سے اور دشمن کے حملے سے محفوظ رکھے۔

حضرت خالد بن ولید اور خلعت شہادت کی تمنا: حضرت خالد بن ولید جو اسلام کے عظیم جرنیل، فاتح اور بہت بڑے مجاہد تھے۔ساری زندگی جہاد میں گذاری قیصر وکسریٰ جیسے شاہان وقت کے مقابلہ کی بڑی بڑی جنگیں لڑیں۔شہادت کی تمنا تھی اور شہادت کے لئے دعائیں کرتے رہے۔مگر خدا تعالیٰ کو ان کی محافظت منظور تھی اس لئے ان کی میدان جنگ میں شہید ہونے کی دعا پوری نہ ہوئی جب وفات کا وقت ہوا تو فرمایا:۔

لوگو! خبردار رہنا اور یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ موت جنگ کی وجہ سے آتی ہے یا جو لڑتا ہے وہی مرتا ہے میری ساری زندگی تمہارے سامنے ہے ہمیشہ لڑائیاں لڑتا رہا بڑے بڑے معرکے سر کئے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی میں یہ تمنا رہتی تھی کہ اللہ پاک مجھے خلعت شہادت سے نوازیں مگر میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

حضرت خالد کا یہ فرمانا کہ میری آرزو پوری نہ ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کو اس کا پورا کرنا منظور نہ تھا علماء حضرات نے یہاں ایک عجیب علمی نقطہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت خالد بن ولید کو لسان نبوت سے سیف من سیوف اللہ کا خطاب ملا تھا۔تو تلوار کا کام کاٹنا ہے کٹنا نہیں۔اگر بالفرض حضرت خالدؓ کسی غزوہ میں شہید ہو جاتے اور تلوار کی دھار سے کٹ جاتے تو مشرکین مذاق اڑاتے اور کہتے کہ یہ کیسی تلوار ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے کٹ گئی۔درحقیقت نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا خطاب سیف اللہ اللہ تعالیٰ کو اس کی لاج رکھنا منظور تھا اس لئے حضرت خالد کو کٹنے سے محفوظ رکھا (مجاہدین سے) ہم بوڑھوں کو بھی اپنی دعاؤں بالخصوص میدان جنگ کے اوقات کی مستجاب دعاؤں میں نہ بھلانا اور اپنی مقبول دعاؤں میں یاد فرما کر ہم گناہ گاروں پر احسان کریں۔

(بعض آیات کے ورد کے بیشمار ثمرات O ایک جن کا دلچسپ قصہ)

آپ حضرات بھی انا جعلنا فی اعناقھم اور شاھت الوجوہ کا وظیفہ پڑھا کریں اللہ پاک معاونت بھی فرمائیں گے اور محافظت بھی ہمارے اکابر اساتذہ اور اسلاف نے اس آیت کے ورد کے بے شمار فوائد اور ثمرات بیان فرمائے ہیں میں نے اپنے مشائخ سے ماموں اللہ بخش نامی ''جن'' کا قصہ سنا ہے اور بارہا سنا ہے جو احمد آباد سے بھاگ کر گنگوہ آ گیا تھا اور پھر یہاں اپنی آمد کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا کرتا تھا کہ میں نے احمد آباد میں ایک عورت کو ستانا شروع کیا تو اس کے رشتہ دار اس کے لئے کئی عاملوں کو لاتے رہے جو عامل بھی آتا۔

میں دھمکی دھونس اور زدو کوب سے اس کا خوب نوٹس لیتا۔ آخر ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جو بظاہر اپنے سادہ لباس اور وضع قطع سے ایک معمولی انسان معلوم ہوتے تھے میں نے انہیں بھی دھمکی دے دی کہ تیری طرح بیسوں عامل آئے اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکے اور میرے ساتھ چھیڑ خوانی پر کوئی اچھا خاصہ نتیجہ بھی مرتب نہ ہو سکا میں نے عامل سے کہا کہ تیرا بھی وہی انجام ہوگا جو پہلوں کا ہوتا رہا۔ اتنے میں اس عامل نے انا جعلنا فی اعنا قھم اغلالاً کی آیت پڑھنی شروع کردی، مکمل کی تو میرے سامنے ایک بہت بڑی دیوار حائل ہو گئی اس عامل نے مجھے کہا کہ عورت کو چھوڑ دو ورنہ ابھی قید کرتا ہوں میں اپنی ضد پر رہا اور عامل کو ایک دوسری دھمکی دے دی کہ عامل نے پھر اسی آیت کو پڑھا تو میرے پیچھے بھی ایک مضبوط دیوار کھڑی ہو گئی پھر عامل آیت پڑھتے گئے اور میرے ارد گرد دیواریں چڑھتی گئیں اور میں ایک مضبوط حصار میں بند ہو گیا اور اپنی نجات بھاگ جانے میں پائی لہذا وہاں سے بھاگ کر اب گنگوہ حاضر ہوا اور یہاں آ کر پناہ لی ہے۔

<u>مجاہدین کے ناموں کی برکتیں:</u> بہر حال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ سب قرآنی آیات اور حضور اقدس ﷺ کے بتائے ہوئے اور وظائف کی برکات ہیں جو مخلصین وصالحین کو حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ کریم نے جس طرح جہاد میں بے پناہ برکتیں رکھی ہیں اسی طرح مجاہدین کے مقام اور نام میں بھی کثیر برکتیں ہیں امام بخاری نے تمام بدری مجاہدین (صحابہ) کے نام یکجا کر گئے ہیں جو بھی ان اسماء کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے اللہ پاک اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں اور اگر کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ مجاہدین کے اسماء میں برکت نہیں بلکہ اس کی کئی اور وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً قبولیت دعا کی جو شرائط ہیں وہ مفقود ہیں اور عدم قبولیت دعا بعض اوقات عدم خلوص کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ خدا کے حضور دعا کوئی عام منتر اور جادو نہیں بلکہ دعا میں خشوع وخضوع یقین وایمان کی ساتھ ساتھ احترام عظمت اور فضیلت کو بھی سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ اب تو بحمد للہ مجاہدین کی برکتوں کے طفیل بہت سے علاقوں میں ارزانی اور رزق کی کشادگی کی خبریں بھی آ رہی ہیں۔

روسی دشمن اور ببرک کارمل کا خیال تھا کہ مجاہدین ومہاجرین بھوکوں مر جائیں گے مگر آج وہ مجاہدین کے ساتھ اللہ کی نصرت دیکھ رہے ہیں اور ان کے رزق کی کشادگی کے ساتھ ساتھ ان کو میدان کارزار میں کامیاب دیکھتے ہیں تو ان کی ناک خاک آلود ہو جاتی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ حضرات مجاہدین کی اپنے خلوص اور دیانتداری کے نتائج ہیں اللہ کریم مزید استقامت دے۔

<u>افغان مجاہدین سے دلچسپ مذاکرہ</u>

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو معتقدین اور مہمانوں نے گھیر لیا سب کی تمنا مصافحہ اور دعا کی درخواست تھی۔ اسی دوران افغان مجاہدین کا ایک بڑا وفد حاضر ہوا جس میں نور المدارس غزنی کابل اور زیادہ تر دار العلوم حقانیہ کے فضلاء تھے وفد کی رہنمائی مولانا دوست محمد افغانی فاضل حقانیہ اور قیادت مولانا سید عبدالستار حقانی مولوی معراج الدین حقانی، ملا حمید اللہ حقانی، ملا حمید اللہ حقانی، ملا خلیل الرحمان واعظ اور امان اللہ خان واعظ کی علاوہ قاری محمد اکرم اور مجاہد عالم خان بھی وفد میں شریک تھے۔

<u>قائد وفد</u> غزنی محاذ جنگ

حضرت! ہمارا یہ وفد غزنی کے محاذ جنگ سے تعلق رکھتا ہے اور حاضر خدمت ہوا ہے جہاں سے ہمارے ساتھ دیگر علماء اور مشائخ کے علاوہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے تقریباً ۳۰ فضلاء مصروف کار اور دشمن سے برسر پیکار ہیں سب کی خواہش اور تمنا یہی تھی کہ آپ کی زیارت وملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ اور دعائیں حاصل کریں چونکہ محاذ جنگ کے کمزور پڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے سارے حاضر خدمت نہ ہو سکے۔ سب رفقاء سلام عرض کرتے تھے اور دعا کی درخواست بھی ہمارے آمد کا مقصد بھی یہی ہے کہ محاذ جنگ کی کارکردگی جہاد

افغانستان کی مجموعی کامیابی اور اہم حالات وواقعات سے آپ کو آگاہ کردیں اور بعض پیش آمدہ مسائل میں مشورہ کے علاوہ مزید کامیابی اور فتح مندی کے لئے آپ سے دعا کرائیں۔

حضرت نے دیر تک دعا کی اور فرمایا کہ ہم بوڑھوں پر آپ بہت بڑا احسان کرتے ہیں کہ گاہے گاہے زیارت وملاقات کا شرف بخش دیتے ہیں۔

حضرت الشیخ

آپ کا محاذ جنگ کونسا ہے؟

قائد وفد

میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ ہمارا یہ وفد اور اس کے علاوہ ہمارے تین سو رفقاء غزنی کے محاذ جنگ پر دشمن سے برسر پیکار ہیں ہمارا یہ محاذ جنگ بھی ایسی جگہ واقع ہے کہ چاروں طرف سے دشمن کا گھیرا ہے اور ہم بیچ میں محصور ہیں۔

(سرحدات پر دشمن کے مقابلہ کیلئے ایک رات ڈیوٹی کی فضیلت)

حضرت الشیخ

جی ہاں، آپ حضرات سرحدات کی حفاظت کررہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی نزدیک سرحدات کی حفاظت کرنے والوں کا مقام بلند اور درجات عالی ہیں۔ رباط یوم و لیلۃ خیر من الدنیا و ما فیھا (الحدیث) سرحدات پر دشمن کے مقابلہ میں ایک رات کی ڈیوٹی دنیا و مافیھا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے وجہ یہ ہے کہ سرحدات پر ہر ہر لحہ دشمن کے مقابلہ میں چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ اور ہر لحہ عزیز جان اور قیمتی زندگی خطرہ میں رہتی ہے۔ سرحدات کے محافظ کو ہر آن یہ یقین رہتا ہے کہ شاید یہ گھڑیاں اس کی زندگی کی آخری لمحات ہوں۔ اللہ پاک سب کو کامرانی اور فتح مندی سے نوازے اور دنیا وآخرت کی لازوال نعمتوں سے مالا مال کردے۔ آپ لوگوں کے یہ نورانی چہرے دیکھ دیکھ کر حقیقت یہ ہے کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے کچھ لوگ دنیا کے لئے لڑتے ہیں کچھ ملک ووطن کے لئے اور بعض ایسی بھی ہیں جو قومیت اور لسانیات کے لئے کٹ مرتے ہیں اور بعض ملک و مال اور دولت و جائیداد کے لئے لڑتے ہی مگر آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ کے دین کی سر بلندی اور اسلام کی فتح مندی کے لئے اور صرف خدا کی رضا کے لئے لڑتے ہیں اور آپ کے جہاد کا واحد مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

افغان مجاہدین اور تبوک اور بدر واحد جیسی غیبی نصرتیں: جہاد افغانستان کا سہرا آپ علماء حضرات کے سر ہے وہاں کی اکابر مشائخ اور علماء افغان مجاہدین کے زعماء اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء جب یہاں تشریف لاتے ہیں اور جو نہیں آسکتے وہ خطوط کے ذریعہ میدان جنگ کی رپورٹیں اور حالات وواقعات کی اطلاع دیتے رہتے ہیں تو میں ان کے واقعات وحالات ان کی جواں مردی اور پامردی اور ثابت قدمی اللہ کی غیبی نصرتیں اور حیرت کن حالات وواقعات سن کر اپنے رفقاء اور یہاں کے طلباء سے کہتا رہتا ہوں کہ ہم نے جو کتابوں میں بدر واحد اور تبوک وحنین کے مجاہدین کے ساتھ جو اللہ کی غیبی نصرتوں اور کرامات کے جو واقعات پڑھے ہیں۔ رب ذوالجلال کے وہی اکرام و الطاف افغانستان کے مجاہدین میدان جہاد میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں۔

(ایک مجاہد شہید تو سو روسی فوجی جہنم رسید)

قائد وفد

جی ہاں! حال ہی میں ہمارا ایک سپاہی تھا۔ اچانک اس کا روسی فوج سے مقابلہ ہو گیا تو اللہ پاک نے اسی ایک مجاہد سپاہی کے ہاتھوں بارہ مسلح روسی فوجی گرفتار کرائے۔ الحمد اللہ! کہ ہر محاذ پر ہر لڑائی میں اور تقریباً ہر میدان میں مجاہدین کے مقابلہ میں روسیوں کو زبردست شکست اٹھانی پڑتی ہے اور اب تو ہمارا دعوی ہے کہ ایک مجاہد اور سو روسی فوجی انشاء اللہ مجاہد فتح یابی اور روسی ہزیمت پائیں گے یہ صرف دعوی ہی نہیں بلکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اگر ادھر ایک مجاہد شہید ہوتا ہے تو اس کے مقابلہ میں سو روسی فوجی جہنم رسید ہوتے ہیں۔

حضرت الشیخ

روس نے افغانستان کے نہتے مسلمانوں کے خلاف جدید ترین اسلحہ اور زہریلی گیسیں استعمال کر کے انتہائی ظلم سفاکانہ جارحیت اور درندگی کا ثبوت دیا ہے۔

قائد وفد

مگر اس کے باوجود اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور آپ حضرات کی دعاؤں کے صدقہ ہر میدان میں اسے مجاہدین کے ہاتھوں شکست فاش ہوئی ہے اور ایسے موقعوں پر مجاہدین کے ساتھ رب نصیر کی جو غیبی نصرتیں ہوتی ہیں ان کے مشاہدہ سے انسان حیران رہ جاتا ہے ایک مرتبہ ایک محاذ پر چند مٹھی بھر رفقاء کا روسی دشمن کے تین سو ٹینکوں اور چالیس بمبار طیاروں سے مقابلہ ہوا۔ دشمن کی طاقت اور یلغار دیکھ کر اس وقت ہمارا خیال تھا بلکہ یقین کہ آج مجاہدین میں کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔

مگر جب لڑائی ختم ہوئی اور مجاہدین نے رفقاء کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سوائے ایک دو کے شہید ہونے کے باقی سب صحیح سالم موجود تھے۔

حضرت الشیخ

مجاہدین کا ولولہ اور عزائم؟

قائد وفد

اگر مجاہدین کا یہی ولولہ اور اتحاد قائم رہا تو ہم دو سو سال تک آسانی سے روس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

حضرت الشیخ

بلی ان تتقوا و تصبروا تقوی اور صبر کامیابی کا اصل گر اور غلبہ و فتح مندی کی شرط اول ہے جب انسان اللہ رب العزت کے بتائے ہوئے ان دو اصولوں پر کاربند ہو جائے تو اللہ کریم اپنی غیبی خزانوں سے اس کی مدد فرماتے ہیں اور جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ یمددکم بخمسة الاف

قائد وفد (مجاہدین سے) آپ کے مقبوضہ علاقوں کی صورت حال۔۔۔۔

صرف چند مرکزی مقامات کے علاوہ ہر جگہ مجاہدین کا اپنا تسلط اور قبضہ ہے۔ روسی فوج اپنے مقبوضہ مخصوص بڑے شہروں سے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکتی جیسا کہ ہمارے رفقا اور مجاہدین کھلے بندوں ان کے شہروں میں نہیں گھوم پھر سکتے ہم نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں پھر سے مدارس قائم کر دئے ہیں دینی علوم کی تعلیم جاری ہے اور وہاں کا نظام حکومت بھی مجاہدین کے زیر نگرانی بلکہ انہیں کا قائم کردہ اور

خالص اسلامی ہے۔ حدود قصاص اور شرعی قوانین نافذ العمل ہیں۔ معاملات اور ہر قسم کے مقدمات کے شرعی فیصلہ جات وہاں کی شرعی عدالتیں کرتی ہیں۔

حضرت الشیخ

روسی اور کارمل فوج میں آپ کوئی امتیاز بھی کرتے ہیں؟

قائد وفد

جی نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں ایک برابر ہیں روسی فوج ہو یا کارمل نمائندے مقابلہ میں جو بھی ہاتھ لگتے ہیں ہم انہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور اپنی فوجی کاروائی کرتے ہیں۔

(روسی فوجی اور کارمل فوجی میں امتیاز؟)

حضرت الشیخ

تو کارمل فوج میں جو مسلمان غلط فہمی سے شریک ہیں-------

ایک مجاہد

جو مسلمان غلط فہمی کا شکار تھے اور نادانی سے کارمل فوج کا ساتھ دے رہے تھے ان کو تو اللہ پاک نے صحیح فکر اور ٹھیک سوچنے اور سمجھنے کی توفیق دے دی ہے لہٰذا وہ کارمل فوج سے علیحدہ ہو کر مجاہدین سے آملے ہیں۔ باقی جو رہ گئے ہیں یہ خالص پرچمی خلقی اور روسی ذہن اور روسی عقیدہ کے لوگ ہیں۔

نور المشائخ کیلئے دعا: جب حضرت شیخ کے دریافت کرنے پر مولانا زعفرانی نے آپ کو بتایا کہ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت نور المشائخ زندہ ہیں مگر ان سے تا حال ملاقات نہیں ہوسکی تو حضرت شیخ نے فرمایا الحمد للہ، الحمد للہ کہ حضرت نور المشائخ زندہ ہیں۔ اس خبر سے دل کو سرور حاصل ہوا اور قلبی مسرت ہوئی۔ اللہ پاک ان کو محفوظ اور تا دیر سلامت رکھے اور دشمن کی قید سے رہائی عطا فرمائے۔

اس کے بعد مجاہدین کی درخواست پر حضرت شیخ نے دعا فرمائی دعا کے دوران حضرت کی آواز گلو گیر تھی اور مجاہدین کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

مولانا محمد یوسف افغانی شہید کی آمد: دعا سے فراغت کے بعد مجاہدین کا وفد بھی ابھی روانہ نہیں ہوا تھا کہ اچانک ایک بڑے قد آور سفید ریش بزرگ مسجد میں داخل ہوئے سب کی نگاہیں اودھر اٹھ گئیں کہ ایک مجاہد نے فوراً آگے بڑھ کر آنے والے مجاہد کا حضرت شیخ سے تعارف کرایا۔ کہ حضرت! مولانا محمد یوسف صاحب تشریف لا رہے ہیں جو جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں اور جنگ کے مختلف محاذوں پر لڑ چکے ہیں۔ اور کئی پلٹنوں کے امیر ہیں۔ (افسوس کہ دو روز قبل موصوف انتہائی بے دردی اور مظلومیت سے شہید کر دئے گئے ان کا جو مذاکرہ ہوا تھا وہ ذیل میں نذر قارئین ہے) حضرت شیخ نے مولانا محمد یوسف افغانی کا پرتپاک استقبال فرمایا۔

مولانا محمد یوسف

حضرت! صرف زیارت و ملاقات اور دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں مجاہدین اور محاذ جنگ کے رفقاء کے کچھ ضروری امور ہیں اور اس سلسلہ میں بھی کچھ مشورہ کرنا ہے۔

حضرت الشیخ

آپ کس محاذ پر جا رہے ہیں۔

مولانا یوسف

ولایت لوگر پر جو کابل سے جنوب کی طرف واقع ہے اوراس سے قبل بھی تین چار محاذوں پر جنگ لڑی ہے ان محاذوں پر میرے ساتھ آپ کے تلامذہ اور دارالعلوم حقانیہ کی فضلاء نے بھی خوب تعاون کیا ہے۔

حضرت الشیخ

کیا آپ کے علاقہ کے عام شہروں اور دیہاتوں میں خلقی پرچمی روسی اور روسی ذہن کے لوگ موجود ہیں آپ کواور آپ کے رفقاء اور اہل ایمان کواذیت پہنچاتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف

جی نہیں۔ ہمارے اپنے علاقہ اوراس کے اطراف میں نہ تو پرچمی باقی رہ گئے اور نہ خلقی، نہ روسی اور نہ روسی ذہن کے کالی اور جو تھے وہ یا تو مارے گئے یا پھراز خود بھاگ گئے ہیں اب بھی اگر مجاہدین کوایسے کسی فرد کی نشاندہی اور پھراس کی تصدیق ہوجائے تو راتوں رات اس کے گھر کا گھیراؤ کر کے اسے گرفتار کر لیتے ہیں یا اسے مار بھگاتے ہیں بحمداللہ اب خدا کے فضل سے ہمارے علاقہ میں ایسے لوگوں کے پیر نہیں ٹکتے۔

حضرت الشیخ

محاذ میں آپ حضرت جس شجاعت پامردی اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔آنے والے احباب ان تمام حالات سے آگاہ کر دیتے ہیں باری تعالیٰ مزید استقامت عطا فرمائے میں واپنے طلبہ اور وہاں سے آنے والے مجاہدین کوعلی العموم و جعلنا من بین ایدیھم اور وشاہت الوجوہ کا وظیفہ بتایا کرتا ہوں تو آپ تو ماشاءاللہ خود عالم دین ہیں۔

(شاہت الوجوہ کی صداقت کا مشاہدہ)

مولانا یوسف

جی ہاں۔ہم نے اس کی برکات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور صداقت کا مزید یقین ہونے لگا ہے ایک مرتبہ نو رفقاء کا میدان جنگ میں ایک بڑی روسی فوج سے سامنا ہوا اور ہم محاصرہ میں آ گئے ہم نو آدمیوں کے پاس صرف تین بندوقیں تھیں ان میں بھی ایک ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے وہاں انا جعلنا فی اعناقھم پڑھ کر مٹھی میں کنکریاں لیں اور شاہت الوجوہ پڑھتے ہوئے دشمن کیطرف پھینکیں اور پھر ہم تین تین ساتھیوں کے گروپ بن کر دشمن کی طرف مختلف سمت روانہ ہو گئے مگر میرا محاصرہ بہرحال جاری رہا میں ساتھ والے ایک گاؤں میں گھس گیا دشمن کے چالیس ٹینک اور اوپر سے بمبار طیاروں نے اس بستی کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ ہمیں آدمی دو۔ بستی کے معززین کو بلایا اور انہیں دھونس دھمکی دی اور حد درجہ تشدد اور ظالمانہ سلوک کیا اور انہیں الٹا لٹکا کر کہتے رہے کہ ہمیں آدمی دو۔ ہمارے محترم مولانا نصراللہ صاحب کی داڑھی کے بال نوچ نوچ کر میرا دریافت کرتے رہے مگر ان میں کسی نے بھی ہمیں ان کے حوالے کرنے کی حامی نہیں بھری ہم وہاں بستی سے متصل انگوروں کے ایک باغ میں لیٹ گئے جہاں کوئی جائے پناہ نہ تھی اور شاہت الوجوہ کا عمل جاری رکھا۔خدا کی قدرت اور اسلام کا معجزہ کہ اس گئے گذرے دور میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس باغ میں بار بار روسی فوجی داخل ہوئے بوٹا بوٹا الٹ دیا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے گھومتے پھرتے دندناتے رہے ان کے ہر ادا ہمارے مشاہدہ میں تھی۔مگر خدا کی شان کہ ہم باغ میں ہوتے ہوئے بھی ان کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔

حضرت الشیخ

جی ہاں و جعلنا من بین ایدیھم سدًا و من خلفھم سدًا فاغشینا ھم فھم لا یبصرون کا یہی معنی ہے۔

(آٹھ مجاہدین کو دشمن دس ہزار سمجھ بیٹھا)

مولانا یوسف

ایک مرتبہ ہمارا ایک فوجی محاذ جو مجاہدین کے اسلحہ کا مرکز تھا کو تاراج کرنے کے لئے روسی فوج نے ۴۰ ٹینکوں اور ۱۸ بمبار طیاروں سے یلغار کردی میرے ساتھ اتفاق سے اس وقت آٹھ ساتھی رہ گئے تھے اور وہ بھی دینی مدرسہ کے طالب علم، ہم نے اپنے مورچہ میں بیٹھ کر دشمن کے حملہ کا ڈٹ کر جواب دیا اور اس انداز سے اندھا دھند فائرنگ کی کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور ہم خدا کے فضل سے محصور ہوتے ہوئے بھی دشمن پر غالب آئے۔ دشمن کے سینکڑوں افراد ہلاک اور جہنم رسید ہوئے جب حملہ آور فوج کابل واپس ہوئی اور ان سے ان کی ناکامی سے متعلق افسران بالا نے باز پرس کی تو انہوں نے رپورٹ دی کہ ناکامی کا سبب قلعہ کے اندر دس ہزار مجاہدین کی موجودگی اور ان کا زبردست دفاع ہے حالانکہ قلعہ میں صرف آٹھ آدمی تھے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ دشمن اپنے مردوں اور زخمیوں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے اٹھا رہے ہیں۔

حضرت الشیخ

آج کل تو سخت سردی پڑ رہی ہے اور برف باری بھی ہو رہی ہے تو اس سے مجاہدین کو بھی سخت مشکلات پیش آتی ہوں گی۔

(سردی اور برف باری میں پامردی کا مظاہرہ)

مولانا یوسف

جی ہاں! بعض مقامات پر برف باری کی وجہ سے مجاہدین کو زبردست مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ایک مقام پر چھ روز تک مجاہدین دشمن کی فوج کے محاصرے میں آگئے تو برف کے تودوں پر رہتے رہتے ان کے پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور نیچے سے کٹ گئے مگر اس حالات میں بھی انہوں نے دشمن کا حد درجہ پامردی اور استقامت سے مقابلہ کیا اور دشمن کے ۴۰ ٹینک اور ۱۸ جہاز مار گرائے ایک دوسرے محاذ پر جب مجاہدین دشمن کے طویل محاصرہ میں آگئے تو سردی کی وجہ سے ۲۰۰ مجاہدین کے پاؤں نیچے سے کٹ گئے۔

اس موقع پر حضرت اقدس کے چہرہ پر حد درجہ حزن و ملال کے آثار ہویدا ہوئے اور کافی دیر تک ان کے لئے دعائیں فرماتے رہے۔

فتح خوست کی داستان فاتح خوست کا بیان

(خوست کی فتح اسلام کا معجزہ اور جہاد اسلامی کا ثمرہ ہے O خالص اسلامی جہاد اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی ضمانت اُمت کی وحدت اور اسلامی انقلاب کا قطعی ذریعہ ہے O جمعیۃ کے صوبائی ورکرز کنونشن سے فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کا مفصل خطاب)

جمعیۃ علماء اسلام کے ۲۷ اپریل کے لاہور کے صوبائی کنونشن میں فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی مہمان خصوصی تھے۔ ان کے ساتھ افغان مجاہدین کی ایک جماعت، محاذ جنگ کے کئی کمانڈروں کے علاوہ معروف قمندان مولانا عبدالرحیم بھی تشریف لائے تھے۔ اجلاس کی پہلی نشست سے اُن کا آخری خطاب تھا جو پون گھنٹہ جاری رہا۔ اس موقعہ پر قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کے علاوہ امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن قاسمی، مولانا محمد رمضان میانوالی، پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود، مولانا اسعد تھانوی اور کئی ایک مرکزی وصوبائی رہنما بھی موجود تھے۔ موصوف کی تقریر پشتو میں تھی۔ مولانا عبدالقیوم حقانی انکی تقریر کی اُردو میں ترجمانی کرتے رہے۔ ذیل میں موصوف کی تقریر کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کر کے نذر قارئین کیا جارہا ہے۔

مولانا سمیع الحق کا مجاہدین کے ساتھ نصرت وتعاون کا اعتراف:

خطبہ مسنونہ کے بعد! محترم مسلمان بزرگو! اولاً میں حضرت قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق اور آپکے رفقاء جنہوں نے ہر میدان میں بالخصوص مجاہدین اور مہاجرین کے ساتھ نصرت وتعاون اور انکی سرپرستی کی اور جہاد کے حق میں آواز بلند کی، مالی وجانی اور سیاسی مدد کی اور انصار کو خصوصیت سے جہاد کے بارے میں اور مجاہدین کو جگہ دینے اور انکو محبت اور شفقت کے ساتھ اپنے ہاں رکھنے کی ترغیب دی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے تمام بزرگوں اور کارکنوں، جو جہاد کی سرپرستی اور نصرت کرتے ہیں موجود ہیں یا غائب! اللہ پاک سے ان سب کے لیے دارین کی سعادت وفلاح اور رحمت ومغفرت کا سوال کرتا ہوں اور آپ سب حضرات کا اس قدر عزت افزائی پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں پر حاضر ہونے کا موقع بخشا۔

محترم مسلمان بھائیو! جہاد کے بعض حالات آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ مختصراً یہ کہ ہم نے جہاد کیوں شروع کیا؟ کیا حالات تھے جو جہاد کا باعث بنے؟ دراصل جہاد اور ہجرت کی اصل صورت اور اسکے احکام روئے زمین پر عنقا ہو چکے تھے، افغانستان میں مُلحد اور بے دین حکومت قائم ہو چکی تھی، عملاً روسیوں کی حکمرانی تھی۔ انکے پاس طاقت تھی، اسلحہ تھا تکبر اور غرور تھا، دولت تھی، وسائل تھے اور ہمارے پاس ان کے مقابلہ میں وسائل صفر کے درجہ میں تھے مگر اس کے باوجود مجاہدین ثابت قدم رہے اور مبارزت کی، جہاد جاری رکھا۔ مجاہدین کا جہاد شروع کرنے اور اس پر قائم رہنے کا اصل منشاء اللہ پاک کا فضل اور اسی کا انتخاب وتوفیق ہے ورنہ اس وقت بڑے بڑے علماء، مشائخ اور ارباب فضل وکمال سکوت اور قعود کر چکے تھے اور حالات سے سمجھوتہ کر لینے کو ترجیح دے رہے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ پاک نے ہمیں توفیق دی اور ابتدائی کام شروع کر دیا، یہ کام تو دل گردے کا کام تھا مگر صرف خداوند تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور اب اسکا نتیجہ آپ حضرات کے سامنے ہے۔

<u>شیخ الحدیث کے کتاب المغازی کے درس سے ہمیں اللہ نے جہاد کیلئے منتخب کیا۔</u> جہادِ افغانستان کا آغاز ہم نے کیسے کیا؟ اس کا پس منظر یہ ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں مجھے مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہوئی، وہاں میں نے دینی علوم پڑھے اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہٗ بانی و شیخ الحدیث دارالعلوم کا تلمذ اور خصوصی شفقتیں حاصل ہوئیں۔ خاص کر قرآن اور حدیث اور بخاری شریف کے مغازی میں آپ سے جہاد اور قتال کے اسباق پڑھے، تعلیمات حاصل کیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی تعلیمات اور توجہات کی برکات میرے اور میرے ساتھیوں کے قلوب پر منعکس ہوئے تو رب ذوالجلال نے ہمیں جہادِ افغانستان کے لیے منتخب فرمالیا۔ پھر ایسے حالات میں جبکہ افغانستان پر روسیوں کا اور انکے ایجنٹوں کا پورا تسلط تھا۔ ان کا غلبہ تھا، انکا مقابلہ کن حالات میں ہوا؟ ایسے حالات میں ہوا جب افغانستان میں روس کی کٹھ پتلی حکومت تھی اور اسکی پشت پناہی میں ہر وقت محمد عربی ﷺ کی استہزاء کی جاتی تھی، توہین کی جاتی تھی حضور ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا جبکہ لینن ملعون کا نام احترام سے لیا جاتا تھا اُس کا اکرام کیا جاتا تھا۔

<u>شیخ کے الیکشن کے جہاد سے بہت کچھ سیکھا۔</u> مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ میں مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہوئی جب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے قومی اسمبلی کے ۱۹۷۰ء انتخابات میں نامزد امیدوار تھے۔ انکے حلقۂ انتخاب میں ہم نے پورے خلوص، محبت اور عشق و وارفتگی کے ساتھ انتخابات کے جہاد میں حصہ لیا اور ان راستوں اور مناظر کو آنکھوں سے دیکھا جو اس راہ میں درپیش ہوتے ہیں پھر ہم نے حضرت شیخ الحدیثؒ مولانا عبدالحقؒ کیساتھ چل کر جماعت، تنظیم اور باہمی رابطہ اور اجتماعی زندگی کے اصول سیکھے۔

<u>حج کی سعادت اور دعاؤں کی قبولیت کا ظہور حقانیہ کی تدریس اور شیخ کا قرب ملا۔</u> پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حج بیت اللہ کی سعادت بخشی، یہ زندگی میں میرا پہلا حج تھا۔ میں نے کعبۃ اللہ کے سائے میں جبین نیاز بارگاہ صمدیت میں جھکائی اور وہاں روتا رہا اور یہ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ! تیری خوشنودی اور رضا کا جو قریب ترین راستہ ہو مجھے اسی پر چلا اور خدمت دین اسلام کے مواقع عطا فرما۔ یا اللہ ایسا راستہ بتا جس میں تیری رضا ہو، حضور ﷺ کی اطاعت ہو، اساتذہ کرام کی بتائی ہوئی ہدایات اور تعلیمات پر عمل ہو۔

پروردگار عالم نے حج سے واپسی پر مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ میرے مربی و محسن شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کا موقع عطا فرمایا، اور یہ دارالعلوم کی تاریخ میں غالباً پہلا موقع تھا کہ کسی غیر ملکی طالب علم کو وہاں تدریس کا موقع دیا گیا ہو۔ اس وقت میں نے حضرت شیخؒ کے قریب رہ کر ان سے بھرپور استفادہ کیا، تعلیمات حاصل کیں، دعائیں اور توجہات حاصل کیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا ان کی محبتیں تھیں، برکتیں اور عنایتیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد جیسے اہم فریضہ کے لیے منتخب فرمالیا۔

<u>شیخ کا ارشاد "جہاد میں آپ میرے جانشین خلیفہ اور نائب ہیں"۔</u> جہاد شروع کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خدمت میں حاضری کی سعادت بارہا حاصل ہوتی رہی۔ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ "میں ضعیف اور کمزور ہوں، دراصل اصلِ جہاد مفقود ہو چکا ہے، خود میرا عملی جہاد میں حصہ لینا بظاہر مشکل ہو گیا ہے کہ عوارض و امراض ہیں، تاہم عمل کی تکمیل کے لیے عموماً نائب ہوتے ہیں، خلفاء اور جانشین ہوتے ہیں، آپ میرے جانشین خلیفہ اور جہاد کے عمل میں نائب ہیں"۔

<u>میرے جہادی زندگی سے شیخ کا شغف۔</u> حضرت شیخ الحدیثؒ میری جہادی زندگی کو اس قدر پسند فرماتے تھے کہ میں خود اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حاضری کے فوراً بعد میں چاہتا تھا کہ حضرتؒ سے اجازت لے لوں، حضرت کے عوارض و امراض ہیں اور پھر یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت کسی کو بھی دس منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے۔ لیکن مجھے پوری توجہ دیتے تھے اور دنیا و مافیہا سے کٹ جاتے تھے، بس میری ہی باتیں سنتے رہتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس جہاد ان کا مشغلہ اور توجہات کا مرکز ہے اور یہی ان کی تمام تر مساعی کا ہدف

ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ جب تک میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے پاس بیٹھا رہتا ہوں حضرتؒ کوئی درد، پریشانی اور فکر و اندوہ محسوس نہیں کرتے بلکہ جہاد کی باتیں سننے میں راحت اور اپنے لیے شفاء محسوس کرتے ہیں۔ خدا شاہد ہے اُس وقت بھی میں اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ حضرت ضعف و علالت اور عوارض و امراض کی وجہ سے اتنی دیر تک بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی آپ فارغ ہیں مگر یہ جو ہمارا اکرام کرتے، توجہ سے بات سنتے اور طول دیتے ہیں یہ اُن کے اندرون دل کا تقاضا ہے۔ پوچھتے جہاد کیسے ہو رہا ہے، کفار کو شکست کیسے ہو رہی ہے؟ مجاہدین کی نصرت، کرامات، مسائل، مجاہدین کے اقدامات، شہداء کی کیفیات اور مہاجرین کے حالات دریافت فرمایا کرے۔

<u>ہسپتال میں آخری ملاقات اور شیخ کا جہادی وظیفہ اشارتاً مجاہدین کے غلبہ کی اطلاع۔</u> اپنے شیخؒ سے ہسپتال میں میری آخری ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے خلاف معمول اب کے بار یہ وظیفہ ارشاد فرمایا:۔

حٰم حٰمٓ الامر و جاء النصر وھم لا ینصرون

جبکہ اس سے قبل حضرتؒ کا وظیفہ کچھ اور ہوتا تھا وہ میری اور مجاہدین کی حفاظت کے لیے دعا کیا کرتے تھے، اب کے بار انکی دعا کا انداز ہی کچھ اور تھا، وہ اس میں اشارۃً یہ بتا دینا چاہتے تھے کہ اب کا مستقبل بدلا ہے۔ کفار کے مقابلہ میں مجاہدین کے ساتھ خدا کی نصرت اور مدد ہے اور اب کفار مغلوب ہوں گے اور ان کی کوئی مدد اور نصرت نہیں کی جائے گی۔

<u>حقانی کہلانے کی وجہ اور اس نسبت کی برکتیں۔</u> آپ حضرات کو یہ تجسس ہوگا کہ میں حقانی کیوں کہلاتا ہوں۔ اس تخلص میں میرا مقصد حقانیت کے مؤقف پر اپنی استقامت، حق کی علمبرداری، یا فنائی الحق ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ میری نسبت مدرسہ حقانیہ اور اپنے شیخ و مربی مولانا عبدالحق ؒ کی طرف ہوتا کہ اس نسبت کی لاج رکھ کر اللہ کریم ہمیں کامیابی سے نوازے۔ مجھے اس ادارے اور اپنے شیخ سے نسبت پر فخر ہے اور یہ سب اسی نسبت کی برکتیں ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں توفیق دی اور ہم سکوت، قعود اور مداہنت سے بچ کر جابر و ظالم اور بڑے کافر اور ملحد کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور بزعم خود سُپر پاور کے مقابلہ میں توپوں، ٹینکوں اور جہازوں کی بمباری کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اللہ پاک نے کیمونزم کو نہ صرف یہ کہ افغانستان اور رُوس میں شکست دی بلکہ اسے پورے عالم میں رسوا کر دیا۔ آج خود رُوسی جمہوریتیں مجاہدین کی برکت سے آزادی کے لیے کوشاں اور بیقرار ہیں بلکہ اس جہاد کی برکت سے پورے عالم میں محکوم و مظلوم اور غلام قوموں (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) کو بھی آزادی کا احساس ہوا۔ یہ سب حقانیہ، مولانا عبدالحق ؒ اور حق پرستی کی برکتیں ہیں کہ آج جہادِ اسلام پوری دنیا میں ایک اہم اسلامی تعلیم کی حیثیت سے متعارف ہے۔

<u>سمیع الحق اور جمعیۃ کا جہاد کی حمایت پر شکریہ۔</u> میں آخری بات مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جمعیۃ علماء اسلام اور اسکے ارکان، سربراہ اور ہمارے اساتذہ بالخصوص حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ پاکستان میں اور عالمِ اسلام میں دینی اور قومی و ملی اعتبار سے جو خدمات انجام دے رہے ہیں وہ بے ریا اور بے لوث خدمات ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ جہاد کی حمایت کی، ہم سے تعاون کیا، نصرت فرمائی، اس پر ہم انکے بے حد ممنون ہیں۔ (ترجمان دین)

---

۲۸ ربیع الاول

(مولانا جلال الدین حقانی شیخ کی خدمت میں)

افغان مجاہدین کے حزب اسلامی کے ایک اہم قائد اور مجاہد رہنما مولانا جلال الدین حقانی فاضل حقانیہ وسابق استاد دارالعلوم حقانیہ چیف کمانڈر حزب اسلامی افغانستان اپنے شیخ حضرۃ شیخ الحدیث مدظلہٗ سے ملنے آئے۔ مجاہدین کی ایک جماعت جن میں کئی ایک فضلاء حقانیہ

تھے بھی ان کے ساتھ تھے۔ نماز عصر سے مغرب تک حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ رہے۔ نماز مغرب کے بعد مولانا جلال الدین نے مسجد کے وسیع ہال میں طلباء کی خواہش پر روسی انقلاب پر افغانی مجاہدین کی فتوحات اور حیرت انگیز نصرت خداوندی کے واقعات پر مبسوط تقریر فرمائی اس سے قبل اپنے استقبالی خطاب میں مولانا سمیع الحق صاحب نے مولانا جلال الدین اور دیگر مجاہدین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔　　(ماہنامہ الحق جلد ۱۵ شمارہ ۵،۶ فروری مارچ ۱۹۸۰ء صفحہ ۶۱)

(مولانا حقانی کو ترغیب وتحریص کے جال میں پھانسنے کی ناکام کوشش)

(مجاہد کبیر مولانا جلال الدین حقانی اور ڈاکٹر نجیب اللہ کی مکاتبت ایک تاریخی دستاویز)

مولانا جلال الدین حقانی دارالعلوم حقانیہ کے فاضل، سابق مدرس، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے چہیتے شاگرد، مولانا سمیع الحق کے رفیق خاص اور اب افغانستان کے معرکہ کارزار میں محاذ جنگ کے عظیم جرنیل اور فاتح ہیں۔ ان کی ثابت قدمی، شجاعت اور مجاہدانہ کارناموں کی پوری دنیا معترف ہے۔ ان کی سیاست، تدبر اور جنگی مہارت کی ایک جھلک روسی کٹھ پتلی ڈاکٹر نجیب اللہ اور جناب حقانی صاحب کے درمیان مکاتبت کی صورت میں پیش ہے:

روسیوں اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کی جانب سے عسکری محاذ پر مجاہدین کے خلاف ناکامی کے بعد ان کے خلاف نفسیاتی حربوں کے استعمال میں مزید شدت آگئی ہے، قومی مصالحتی مہم اور یک طرفہ جنگ بندی کے اعلانات اس مہم کے بنیادی عناصر ہیں، گزشتہ ۸ برسوں میں مجاہدین کے خلاف ان کی ناکامی کا ایک سبب، اندرون افغانستان لڑنے والے مجاہدین اور ان کے رہنماؤں کے درمیان باہمی اعتماد کا مضبوط رشتہ ہے جو باوجود ہر طرح کی ترغیب وتحریص، دھونس دھمکیوں اور بھتی بر لالچ، پیشکشوں کے اب تک ٹوٹنے نہیں پایا۔

مجاہدین کے مختلف معروف کمانڈروں کو براہ راست پیشکشوں کا یہ سلسلہ گزشتہ چند برسوں سے تواتر سے جاری تھا جس میں سال گزشتہ کے دوران مزید شدت آگئی۔ حزب اسلامی افغانستان، جمعیت اسلامی افغانستان اور حزب اسلامی (مولوی خالص) کی تنظیمیں خصوصاً اس مہم کا نشانہ ہیں، حالیہ خوست، گردیز جنگ کے دوران ان کوششوں کا تسلسل اس وقت سامنے آیا جب ڈاکٹر نجیب اور سلیمان لائق (وزیر سرحدی امور) کی جانب سے پکتیا کے ایک معروف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کو دام ہمرنگ زمین کی صورت میں ترغیب وتحریص کے جال میں پھانسنے کی کوشش کی گئی۔

پہلا مکتوب ۸۷ء کے وسط میں بھیجا گیا جبکہ دوسرا خوست کی جنگ سے محض چند دن پیشتر روانہ کیا گیا۔

مولانا جلال الدین حقانی افغانستان کے ان علاقائی کمانڈروں میں شامل ہیں جنہیں کابل انتظامیہ نے سزائے موت کا حکم سنایا تھا۔ دیگر کمانڈروں میں اسماعیل خان (ہرات) احمد شاہ مسعود (پنج شیر) عبدالحق (کابل) اور چند دیگر راہنما شامل ہیں۔

مولانا حقانی سے بہتر ''تعلقات'' استوار کرنے کی خاطر انہیں نجیب کی جانب سے ''معافی نامہ'' بھی بھیجا گیا ہے جو زیر مضمون میں شامل ہے۔ جانبین کے تحریر کئے گئے اصل مکتوب پشتو میں ہیں۔ البتہ ڈاکٹر نجیب کی جانب سے بھیجے گئے ''معافی نامے'' کا متن فارسی میں ٹائپ کیا گیا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کے نام سے (ڈاکٹر نجیب کا مکتوب مولانا جلال الدین حقانی کے نام)

عزت مآب مولوی صاحب جلال الدین حقانی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی جانب سے روانہ کیا گیا مفصل خط مجھے موصول ہو گیا ہے۔ قومی مصالحتی مہم کے بارے میں آپ کی نیت (خیالات) سے آگاہی ہوئی۔ جاری جنگ میں ہماری اور آپ کی جانب سے بے گناہ مسلمان مارے جا رہے ہیں۔ پشتونوں اور افغانوں کے گاؤں اور مکانات تباہ ہو رہے ہیں اور ہمارے وطن کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ وطن اور قوم کی بربادی کو روکنے کی خاطر ہم اپنی پارٹی کی جانب سے صلح کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ آپ اسلام کے مقدس نام کی طرف سے خاطر جمع رکھیں۔ ہماری انقلابی حکومت العیاذ باللہ لادینی نہیں۔ وہ اسلام کے مقدس دین کو بے اعتبار اور نظروں سے گرانے کا کوئی پروگرام نہیں رکھتی۔ آئین کی دوسری شق کے مطابق اسلام کا بحیثیت دین احترام کرنا سب پر واجب ہے اور اب تو حکومت کے جاری کردہ قوانین میں اسلام کو اس کا درست مقام دینے کی ہدایات دے دی گئی ہیں۔ نیز حکومت عوام الناس کے دینی رجحان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

روسی افواج کے محدود فوجی دستے جب بھی صلح کے روشن امکانات دیکھیں گے تو ہم سے صلاح و مشورے کے بعد افغانستان سے چلے جائیں گے۔ واضح رہے کہ روسی دستے افغانستان میں بیرونی مداخلت کو ختم کرنے آئے ہیں۔ تاکہ افغانستان جلد ہی ایک مستقل آزاد اور غیر جانب دار مملکت بن جائے۔ وہ دن دور نہیں جب حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگی اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے کئے پر شرمسار ہوں گے۔ میرے نمائندے محترم استاد سلیمان لائق' جنہیں آپ سے ملاقات کی ذمہ داری سونپی گئی ہے آپ کو دیگر تفصیلات سے آگاہ اور نیک نیتی کا مکمل یقین دلا دیں گے۔ مہربانی فرما کر مکمل اعتماد کے ساتھ ہم سے ملاقات کے لئے تشریف لائیں۔

ہم غدار نہیں ہیں۔ آپ یہ بات جانتے ہیں جب ہم آپ سے گفتگو کے نتیجے میں کسی حل تک پہنچ جائیں گے تو یہ جنگ بند کر دی جائے گی۔ اور پھر ہم وطن کی تعمیر کے سلسلے میں باہم صلاح و مشورہ کرتے رہیں گے۔

ہم آپ کو آپ کی شخصی حیثیت سے عزت برقرار رکھنے کا مکمل یقین دلاتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے فضل سے عزم کرتے ہیں کہ ایک خوشحال' پاک' تقوی کی حامل اسلامی مملکت تشکیل دیں گے' ایسی مملکت' جہاں انسانی حقوق' حفظ ناموس اور شرافت کا دور دورہ ہو۔

(ڈاکٹر نجیب اللہ) ڈ ا خ' ڈ ک (سیکرٹری جنرل)

(مولانا جلال الدین حقانی کا جوابی مکتوب)

جناب ڈاکٹر نجیب والسلام علی من اتبع الہدیٰ

آپ کا خط بمعہ تفصیلی نکات کے موصول ہوا۔ مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ ہماری جانب سے لکھے گئے مکتوبات سے آپ ہمارے اصل مقاصد واضح طور پر سمجھ جائیں گے۔ آپ کے خط کے جواب میں ہمارا موقف درج ذیل ہے:

آپ ایک طویل مدت سے کمیونزم' سوشلزم (اشتراکیت) لادینیت' الحاد' دہریت اور لینن ازم کے وکیل بنے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا افکار کی ترویج میں آپ نے طویل جدوجہد کی ہے' اس ضمن میں لوگوں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لئے بھرپور کوششیں نہایت ماہرانہ انداز میں' خاد کی سربراہی اور دیگر ذمہ دار عہدوں پر فائز رہتے ہوئے انجام دی ہیں اور اس راہ میں اپنے تئیں بے دریغ ''قربانیاں'' بھی دی ہیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں افغانستان کی مسلمان امت اور مجاہدین کی بڑی تعداد اپنے جگر گوشوں' بھائیوں اور والدین سے محروم ہو چکی ہے' لاکھوں معصوم بچے اپنے بے گناہ والدین کو ہمیشہ کے لئے کھو چکے ہیں۔ دس لاکھ سے زائد مسلمان آپ کی 'برکات' سے فیض یاب ہو کر

روسیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ جبکہ ۵۰ لاکھ سے زائد پردیس میں جلاوطنی کے کربناک شب و روز گزار رہے ہیں۔ ۲۰ لاکھ سے زائد خود اپنے وطن کے اندر گھر سے بے گھر ہو کر ہجرت کی راتیں بتانے پر مجبور ہیں۔

آپ کے ''وعدوں'' کے طفیل افغان ملت گھر کی جگہ قبر اپنانے' کپڑوں کی جگہ کفن پہننے اور روٹی کی جگہ مٹی پھانکنے پر مجبور ہوئی ہے۔ آپ کے یہ اعمال آپ کے موجودہ دعوؤں کی نفی کرتے ہیں۔ یہ اتنی معمولی بات نہیں اور نہ ہی خواب و خیال کی باتیں ہیں کہ کسی عملی کوشش کے بغیر آپ اپنا راستہ ہموار کر سکیں۔

یہ بات تو ہم بھی سمجھتے ہیں کہ جس دن افغانستان میں سرخ استعمار کی حامی حکومت مستحکم ہو جائیگی اسی دن روسی واپس لوٹ جائیں گے انہیں اس کے سوا اور چاہیے بھی کیا؟ یہاں وہ سخت پریشانی کے عالم میں روز و شب کاٹ رہے ہیں۔ اگر وہ اپنی وحشت اور الحاد کی بدولت ایک مستحکم حکومت تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئے تو پھر افغانستان ترمیم شدہ روسی نقشے کے مطابق انکا گھر بن جائے گا' اور اپنے ہاتھ سے تعمیر کردہ گھر میں وہ کسی بھی وقت واپس لوٹ سکتے ہیں۔ پھر وہ اطمینان سے اپنے لگائے ہوئے درختوں سے پھل سمیٹتے رہیں گے۔

اس سے پیشتر میں نے آپ کی جانب سے افغانستان میں کیمونزم کے نفاذ کی کوششوں کا ذکر کیا ہے' لیکن اب بھی آپ کے لئے اسلام کی خدمت کے راستے بند نہیں ہوئے' راستے بہت ہیں اگر آپ انہیں تلاش کرنا چاہیں۔

مجھے تعجب ہے کہ آپ نے تو اپنے اختیار کردہ راستے پر پورے غور و فکر سے قدم دوہرا اور اشترا کی عقیدہ اختیار کیا ہوگا۔ آپ تو روسیوں سے ''دوستی'' کیمونسٹوں کے طور طریقے اپنانے اور اسلام کو مٹانے کے لئے ''قربانیاں'' دینے کا ایک طویل ماضی رکھتے ہیں۔ پھر آخر کیسے آپ نے نام نہاد آئین کی دوسری شق میں اسلام کی بحیثیت دین تضمین پر رضامندی ظاہر کی؟ اور کیا محض اس شق کی بدولت روسیوں کے مظالم' ستم' وحشت اور کئے دھرے سے نظریں پھیرنا ممکن ہے۔ پشتو کی مثال ہے کہ سورج کو دو انگلیوں کی اوٹ میں نہیں چھپایا جا سکتا۔ روسی بھیڑیئے ہماری اور ساری دنیا کی نگاہوں میں قابل نفرت ہیں۔ وہ آپ کو بھی ایسے ہی نظر آئیں گے۔ بشرطیکہ حقیقت کی نگاہوں سے اپنے وطن کے احوال پر نظر ڈالی جائے اور اگر نہیں تو پھر آپ کی آنکھوں' کانوں اور دماغ کے علاج کی ضرورت ہے۔

یہ کوئی خواب نہیں بلکہ جاگتی آنکھوں کی کھلی حقیقت ہے کہ روسی افغانستان میں کس نیت سے آئے ہیں۔ افغانستان کے مسلمان مجاہدین K.G.B یعنی سرخ سامراج کے مقابلے میں سر پر کفن باندھے' ہاتھ میں بندوق تھامے صرف خدا کو پکارتے ہیں' وہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قلم تھامے جہاد بالسیف اور جہاد بالقلم دونوں میں یکساں مصروف ہیں۔

جہاں تک ظاہر شاہ اور ان کے حواریوں کا تعلق ہے تو چاہے وہ امریکی قمیض اور روسی پتلون زیب تن فرما کر (امریکہ اور روس کی باہمی رضامندی) کسی بھی بہروپ میں افغانستان میں قدم رنجہ فرمانے کی کوشش کریں' ہم ہر حال میں ان کی حقیقت کو پہچان لیں گے۔ کیونکہ انہوں نے ہی گلشن وطن میں نرم پھولوں کی جگہ نوکیلے کانٹے بوئے ہیں۔ اب وہ ایک بار پھر ہمیں کسی بیرونی طاقت کے ہاتھ فروخت کر دینا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی دوسروں کے روزوں پر عید منانا' روسیوں اور ظاہر شاہ خانوادے کی پرانی عادت ہے۔

کیا آپ کو گزشتہ ۸ برس کے دوران خود اپنے بزرگوں اور کیمونزم کے استادوں کے ساتھ بیتی ہوئی داستان یاد نہیں؟ کیا آپ کو یاد نہیں کہ ۱۹۷۸ء کے آخری مہینوں میں جب آپ (نجیب) کارمل' نور احمد اور دوسرے افراد مختلف ممالک میں بطور سفیر تعینات کئے گئے تو کچھ عرصے بعد روسیوں کی انگیخت پر کابل ریڈیو' ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد نے آپ سب پر سی آئی اے کے جاسوس ہونے کا الزام عائد کیا تھا۔

عین اسی دوران ترکی نے بھی قومی مصالحت کا اعلان کیا تھا۔ پھر جب آپ کے بزرگ روسیوں کی درپردہ حمایت کے سبب اپنے انجام کو پہنچے تو نئے آنے والے امین نے بھی قومی مصالحت کے اعلان میں اپنی عافیت جانی' لیکن اسے مہلت نہ مل پائی۔

جلد ہی قصرِ دارالامان میں روسیوں کی مرضی سے امین کے جسم کا گوشت اور ہڈیاں خاک میں ملادی گئیں' پھر کارمل نے آشتی ملی کے اعلان کے ساتھ بعض دکھاوے کی مذہبی رسومات کا اجراء کیا۔ اس نے قیدیوں کو بھی رہائی دینے کا اعلان کیا' جونہی کارمل کو پل چرخی کے تاریک زندان میں دھکیل دیا گیا۔ تو آپ نے اپنے سابقہ بزرگوں کی پیروی میں وہی راگ الاپنا شروع کیا اور اب آپ کی باری ہے اور جلد ہی آپ کو موت یا جیل میں سے کسی ایک کا انتخاب اپنے بااعتماد دوستوں (روسیوں) کی مدد سے کرنا پڑے گا۔

یہ بتائیے کہ آپ کے بعد سید محمد گلاب زوئی اور سلطان علی کشتمند قومی مصالحت کا اعلان کریں گے؟ تکرار سے الاپے جانے والے نام نہاد قومی مصالحت کے راگ ہائے گونا گوں' اندرون اور بیرون افغانستان آپ کے لئے باعث شرم ہیں اب آپ کو چاہیے کہ گفتگو کے اصل نکات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اگر آپ سنجیدگی سے اسلام' وطن اور ملت کی خدمت اور کمیونسٹی افکار کو پیروں تلے روندنے کے خواہشمند ہیں تو مندرجہ ذیل شرائط قبول کیجئے۔

۱۔ خود کو افغان ملت اور اسلام کے علمبرداروں کے حوالے کردیں اور ان کے فیصلوں کو بے چون و چرا تسلیم کریں' کیونکہ یہی وہ راہ نجات ہے جس کی جانب پیغمبر ﷺ نے ''اسلام' تسلیم کا نام ہے'' کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

۲۔ کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے روسیوں کو بلاقید و شرط انخلاء پر مجبور کردیجئے اور انہیں نکال باہر کیجئے۔

۳۔ آپ کے ہاں جو مرتد عناصر اور کمیونزم کے فلسفے پر انحصار رکھنے والے لوگ ہوں' انہیں قتل کرادیجئے۔

۴۔ کسی ایک اہم علاقے خوست' گردیز یا ارگون کو مرکز قرار دے کر وہاں فوجی کارروائیاں بند کردیجئے۔

جونہی آپ کی جانب سے مذکورہ بالا اقدامات کے حوالے سے آپ کو کسی مدد کی ضرورت ہوئی تو کیا ہوگا؟ اگر ایسا ہوا تو بوقت ضرورت ہم آپ کے ساتھ مکمل تعاون اور آپ کے دفاع کی جنگ لڑیں گے۔ ہم اقتدار یا وزارتوں کے بھوکے نہیں' لیکن ہم کسی سرخ پوش کمیونسٹ یا شاہی کلاہ کے حامل کو بھی اقتدار پر بیٹھتے دیکھ کر آنکھیں بند نہیں کرسکتے۔ ہم راہ شہیداں میں جذب ہوئے لہو سے آنکھیں نہیں پھیر سکتے' کیا آپ کو علم ہے کہ افغان مجاہدین اپنے وطن کی قسمت اپنے گرم لہو سے سنوار رہے ہیں کیونکہ یہ حق اور باطل کی جنگ ہے۔

حقانی

(حقانی کے قتل کا حکم منسوخ نجیب اللہ کی طرف سے ملاقات کی درخواست اور معافی کا اعلان)

مسمی جلال الدین حقانی ولد فتح خان ساکن زدران کے بارے میں بہ مطابق فیصلہ نمبر (۱) تاریخ ۳۰/۴/۱۳۶۵ھ محکمہ اختصاص انقلابی کی جانب سے قتل کا حکم جاری کیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ نئے آئین کی دفعہ ۷۵ کی ذیلی دفعہ ۸ کے تحت منسوخ کیا جاتا ہے اور انہیں معاف کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔　　ڈاکٹر نجیب اللہ (صدر جمہوریہ افغانستان)　　(مہر)

ڈاکٹر نجیب اللہ کی جانب سے مولوی جلال الدین حقانی کو سلام

بات یہ ہے کہ میں نے آپ کے سوا کسی بھی دوسرے فرد کے ساتھ قلبی تعلقات نہیں رکھے میں نے وطن اسلام اور غیرت کی

خاطر آپ کو معافی نامہ ارسال کیا ہے۔

محترمی! بات یہ ہے کہ اب ہمارے وطن میں بھڑکتے شعلوں کو بجھ جانا چاہیے۔اس لئے ہمارا اور آپ کا ملنا خواہ وہ کہیں بھی ہو نہایت ضروری ہے۔یہ ملاقات آپ کے لئے بڑے فوائد کا باعث ہوگی۔آپ جو کچھ چاہتے ہیں' میں آپ کو دینے پر آمادہ ہوں' ہم آپ زدران کی پگڑیاں نیچی کرنا نہیں چاہتے۔

ہماری حکومت اب نئے علاقوں کے بارے میں کچھ عزائم رکھتی ہے۔ہم ست کنڈو' درہ' برام خیل' سپیرہ ڈسٹرکٹ کے علاقے دوبارہ آباد کرنا چاہتے ہیں۔البتہ جب ہم اور آپ ایک جگہ مل بیٹھیں گے تو ان پر بھی گفتگو ہو جائے گی۔ملاقات کی اس پیشکش میں کسی قسم کی کوئی چال نہیں ہے۔آپ دل میں کسی قسم کا کوئی وسوسہ نہ رکھیں اور اگر آپ کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں تو میں ملاقات سے قبل اپنے ۲۰۔اہم وزراء اور اعلیٰ عہدے دار آپ کے پاس بطور یرغمال چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔آپ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے' یہ خط میں پکتیا کے گورنر کے اصرار پر لکھ رہا ہوں۔ہمارا فوجی کنوائے ست کنڈو کے سر پہ کھڑا ہے۔۱۵ قوس (۶ دسمبر) سے ہم نے گولہ باری اور بم باری بند کی ہوئی ہے کیونکہ ہم یہ مسئلہ گفتگو سے حل کرنا چاہتے ہیں۔اگر ایسا ہو گیا تو ہم فوجی کنوائے واپس بلا لیں گے۔بات یہ ہے کہ حکومت بڑی مقدار میں قسم ہا قسم کا اسلحہ رکھتی ہے' جس کو استعمال کرنے کی ابھی تک میں نے اجازت نہیں دی۔

اس خط کا جواب جلد از جلد دیں' یہ خط ٹائپ نہیں کیا جا سکا کیونکہ وقت نہیں تھا' جتنی جلدی جواب روانہ کر سکیں اتنا ہی اچھا ہوگا' یہ خط تحریر کر دینے سے حالات کے بگڑنے اور زدران کے علاقے کی بیواؤں اور یتیموں کی ذمہ داری اب میری بجائے آپ کے کاندھے پر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن قیدیوں کو آپ رہا کروانا چاہتے ہیں ان کے بارے میں کوائف روانہ کر دیں۔میں سب کو رہا کر دوں گا' خط کا جواب جلد از جلد دیں۔

(معافی نامہ کی بے وقعتی شہادت میں وجہ افتخار ہے حقانی کا دوٹوک جواب)

(۱۵۔۹۔۱۳۶۶ھ ۔ ۶۔۱۲۔۱۹۸۷ء)

جناب ڈاکٹر نجیب اللہ اور دیگر افراد کے لئے احترامات۔بعد از احترامات! آپ کے مکتوبات مجھ تک پہنچے اور میں' ان میں تحریر شدہ کے مطالب سے آگاہ ہوا۔آپ نے میرے بارے میں فیصلہ نمبر ا جو ۳۰/۴/۱۳۶۵ھ (جولائی ۸۶ء) کو بطور سزائے موت جاری کیا تھا' اس کی تنسیخ کا حکم نامہ جو ۱۱/۶/۶۶ (۶ دسمبر ۸۷ء) کو آئین کی جلد ۳ دفعہ ۷۵ اور ذیلی دفعہ ۸ کے تحت جاری کیا گیا' فوٹو کاپی کی صورت میں مجھے وصول ہوا۔آپ کا یہ معافی نامہ میرے لئے اور اسلام اور وطن کے سامنے قطعی ہیچ ہے اور کوئی قیمت نہیں رکھتا کیونکہ راہ اسلام میں شہادت کا حصول میرے لئے وجہ افتخار ہے۔روسی استعمار کے زیر سایہ رہنا' خواہ وہ کتنا ہی مقتدر اور مادی سہولیات سے لبریز ہو میرے لئے دنیا اور آخرت میں طوق لعنت اور بے عزتی ہے۔آپ نے تحریر کیا ہے کہ وطن میں بھڑکتے لہو کے شعلوں کو ٹھنڈا ہو جانا چاہیے یہ ایک اچھی بات ہے لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ لہو کا یہ سیلاب روسیوں کے جلو میں آنے والے کمیونزم کے مظالم کے سبب بہنا شروع ہوا ہے اگر آپ

اتنی قوت اور صلاحیت رکھتے ہیں کہ کیمونزم کا خاتمہ کرسکیں تو پھر لہو کے شعلے دھیمے پڑ جائیں گے۔

آپ نے یہ بھی لکھا کہ آپ زدران کی پگڑیاں نیچی کرنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ کئی مرتبہ روسی طیاروں کی ہوائی اور توپ خانے کی زمینی بمباری کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ معصوم بچوں، بیواؤں اور یتیموں کو اپنے ہی تباہ شدہ گھروں کے ملبے تلے کچل دیا گیا اور بچے کھچے افراد کی فصلیں اور مال مویشی تباہ کرکے انہیں ہجرت پر مجبور کردیا۔ اب زدران کی پگڑیاں مزید کس حوالے سے بلند کرنا چاہتے ہیں، زدران کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنے کی ذمہ داری آپ کی گردن پر ہے۔

قیدیوں کے بارے میں اتنا لکھ سکتا ہوں کہ اسلام کے نام پر گرفتار ہونے والے تمام افغانستان کے قیدی ہمارے اپنے بھائی ہیں اور اگر آپکی مراد خاص پکتیا یا زدران سے تعلق رکھنے والے قیدیوں سے ہے تو صرف انکی رہائی کی کوئی ضرورت نہیں اور انہیں قید ہی رکھیں۔

میں آپ کی جانب سے مندرجہ ذیل شرائط کو ماننے کی صورت میں آپ سے گفتگو کے لئے تیار ہوں۔

۱۔　زدران کے علاقے میں آپ کی اور روسیوں کی جانب سے بھیجا گیا کنوائے فوراً واپس لوٹ جائے۔

۲۔　وہ تمام افراد جنہیں ہم ملازم سمجھتے ہیں، ان کی فہرست مرتب کریں، انہیں بطور یرغمال ہمارے حوالے کیا جائے اس کے بعد ہی ہماری اور آپ کی ملاقات ممکن ہو سکے گی۔

آپ کے لئے حالات مساعد ہیں کہ آپ اس بے ہوشی کی کیفیت اور عالم خواب سے چھٹکارا پائیں اور سرخ استعمار کے سحر سے خود کو آزاد کروائیں۔　　　جلال الدین حقانی

(فتح کے فیصلہ کن مراحل اور حقانی مجاہدین پر نجیب حکومت کی بربریت)

پرچہ پریس میں جارہا تھا کہ افغانستان میں گردیز کے محاذ جنگ پر فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی کمانڈ میں حمیت اسلامی سے سرشار اور جان نثار مجاہدین کو اس آخری حساس نازک اور فیصلہ کن مرحلہ میں بھی روسی سامراجیت کے مقابلہ میں سرفروشی، قربانی، عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کی سعادت سے سرفراز ہونا پڑا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق دارالعلوم کے بعض قدیم فضلاء، مختلف درجات کے طلبہ اور مختلف اوقات میں اس مادر علمی کے سایہ عاطفت میں رہنے والے روحانی ابناء کی بھی ایک جماعت نے محاذ جنگ اور کارزار حق و باطل کی فرسٹ لائن اور ہراول دستہ بن کر شہادت کی منزل حاصل کرتے ہوئے جہاد و عزیمت کی تاریخ میں مزید ایک شاندار باب کا اضافہ کردیا ہے۔

حیرت ہے کہ سپر پاورز روس و امریکہ جہاں ایک طرف افغانستان میں پُرامن حالات، فوری جنگ بندی اور مسئلے کے حل کی تلاش میں باہم مذاکرات اور بعض افغان راہنماؤں سے ملاقاتیں کررہے ہیں تو دوسری طرف ان ہی کی کٹھ پتلی نام نہاد نجیب حکومت انتہائی درجہ کی کمینگی اور ڈھیٹ بہیمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہتے مجاہدین پر آگ کے شعلے برساتے ہوئے نیپام بموں کا استعمال کرکے اُن کے دعوائے عدل و انصاف اور تحریکات قیام امن کا منہ چڑا رہی ہے۔ ایسے حالات میں افغان قیادت سمیت عالم اسلام بالخصوص حکومت پاکستان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ روسی پہلوان اور امریکہ بہادر کی باہمی بندر بانٹ کی منصوبہ بندی کے تحت کسی بھی ایسے فارمولے کو آگے نہ بڑھنے دے جس سے افغان مجاہدین کی اکثریتی پارٹیاں اور میدان کارزار کے اصل مجاہدین متفق نہ ہوں یا جس سے قاتل و مقتول اور ظالم

ومظلوم کو برابر کی حیثیت مل رہی ہو۔ خدانخواستہ اگر اب کی موجودہ نازک ترین اور حساس صورتحال میں کسی بھی سیاسی قوت، خواہ وہ افغان قیادت ہو، کوئی اسلامی ملک ہو یا پاکستان کی حکومت ہو جہاد افغانستان کو سبوتاژ کرنے، مجاہدین کے تیرہ سالہ جہاد کو تاراج اور لاکھوں شہداء کے خون سے استہزاء و تمسخر کے روسی امریکی مشترکہ خطرناک منصوبہ بندی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی کردار ادا کیا یا چپ سادھ کر گونگے شیطان بنے بیٹھے رہے تو ملت کی تذلیل، اُمت کی اس بربادی اور اہل اسلام کے بھیانک اور غلام مستقبل کی تمام تر ذمہ داری ان کے سر ہوگی جسے نہ خدا معاف کرے گا اور نہ تاریخ!

نجیب اللہ انتظامیہ کی جانب سے ظلم و بربریت کا یہ نیا وحشیانہ انداز ہر لحاظ سے قابل مذمت اور مذبوحی حرکت ہے مگر عالم اسلام کی اس پر خاموشی اور حکومت پاکستان کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اس سے بھی بدتر اور مذموم ہے۔

خدا کرے کہ پاکستان سمیت عالم اسلام افغانستان کی تازہ ترین اور فیصلہ کن صورتحال میں موثر اور انقلابی کردار ادا کرے جو افغانستان کو اسلام کا گہوارا اور امن واستحکام کا گلستان بنا دے۔ آمین (ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۹۱ء)

(مولانا سمیع الحق کا افغانستان میں مولانا جلال الدین حقانی کے محاذ کا دورہ)

دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور ماہنامہ الحق کے مدیر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے گذشتہ ماہ افغانستان میں مجاہدین کے بعض مرکز، محاذ جنگ، جہاد کے مورچوں اور جنگ سے متاثرہ علاقوں کا تفصیلی دورہ کیا۔ انہوں نے جہادِ افغانستان کے معروف کمانڈر اور مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے فاضل و سابق مدرس مولانا جلال الدین حقانی کے صوبہ خوست میں قائم کردہ جنگی چھاؤنیوں اور فوجی اہمیت کے اہم مراکز دیکھے۔ جو افغان مجاہدین کے قبضہ میں ہیں۔ دشمن پر حملہ کرنے کے لئے یہاں سے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ مولانا سمیع الحق نے خوست شہر کے اردگرد باڑی کے مرکز جہاد میں افغان جرنیل مولانا جلال الدین حقانی سے ملاقات کی۔ جہاد افغانستان کی تازہ ترین صورت حال، عالمی رائے عامہ، افغان قیادت کے ترجیحات اور پاکستان میں جہاد کی حمایت کے پیش رفت کے سلسلے میں ایسے اہم موضوعات پر تبادلہ خیال کیا اور اس دوران مجاہدین نے مولانا حقانی کی کمانڈ میں شیخ امیر چھاؤنی خوست پر شدید حملہ کیا جو دو دن جاری رہا۔ اس دوران مولانا سمیع الحق بھی افغان مجاہد کمانڈر کے ساتھ دو دن مورچہ میں رہے اور بعض اوقات جہاد میں عملاً حصہ لینے کی سعادت بھی حاصل کی۔

مولانا سمیع الحق نے باڑی کے علاوہ ژاور کے مرکز اور مجاہدین کے سلمان فارسیؓ مرکز کا بھی دورہ کیا انہیں افغان قیدیوں اور مجاہدین سے آملنے والے سینکڑوں افغانیوں سے بھی ملایا گیا۔ مرکزی چھاؤنی ژاور میں عرب دنیا اور عالم اسلام سے جہاد کے لئے آئے ہوئے سینکڑوں نوجوانوں سے خطاب بھی کیا اس کے علاوہ موصوف نے جہاد پکتیا کے دو عظیم شہید جرنیلوں مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی اور دیگر شہداءِ جہاد کے مزارات پر فاتحہ خوانی بھی کی۔ یہ دونوں جرنیل دارالعلوم کے روحانی فرزند، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے خصوصی تلامذہ اور مولانا سمیع الحق کے مخلص رفقاء تھے۔

(جنیوا معاہدہ کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے وفد کا دورۂ افغانستان)

جہاد افغانستان کی تازہ ترین صورتحال

محاذ جنگ کے مشہور جرنیل مولانا جلال الدین حقانی سے انٹرویو

حرکۃ المجاہدین کی دعوت پر مئی ۱۹۸۸ء کے اختتام پر جب ہم نے تیسری بار افغانستان جانے کا فیصلہ کیا تو صورتحال یہ تھی کہ جنیوا معاہدے پر دستخط ہو چکے تھے اور نجیب حکومت کے ذرائع ابلاغ زور وشور کے ساتھ اس پراپیگنڈہ میں مصروف تھے کہ افغان مہاجرین کی اکثریت نے جنیوا معاہدہ پر اطمینان کا سانس لیا ہے اور اب وہ قافلہ در قافلہ افغانستان واپس جانے میں مصروف ہیں۔ پاکستان میں بھی جنیوا معاہدہ کو حکومت کی معجزانہ کامیابی ثابت کرنے کے لیے روایتی بیان بازوں کا شوروغوغا کانوں سے مسلسل ٹکرا رہا تھا اور یہ تاثر پھیلانے کی سرتوڑ کوشش ہو رہی تھی کہ جنیوا معاہدہ کے بعد مسئلہ افغانستان اصولی طور پر ختم ہو گیا ہے اور اب صرف یہ کام باقی رہ گیا ہے کہ روسی فوجیں مقررہ مدت کے اندر افغانستان سے واپس چلی جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ افغان مہاجرین بھی اپنے وطن لوٹ جائیں۔

لیکن اس قسم کے تاثرات کی فضاء میں ۲۹ مئی کو حرکۃ المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمٰن خلیل اور گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور فیصل آباد کے چند احباب کے ہمراہ میران شاہ میں افغان مجاہدین کے مراکز کو دوبارہ دیکھا، اور پھر ڈیورنڈ لائن عبور کر کے ژاور کے بین الاقوامی شہرت کے حامل مرکز جہاد میں پہنچے تو گوبلز کے فلسفہ نے اپنے وجود اور کارفرمائی کا ایک بار پھر شدت کے ساتھ احساس دلادیا، جرمن ڈکٹیٹر ہٹلر کا دست راست گوبلز یہ کہا کرتا تھا کہ:۔

''جھوٹ اس تسلسل کے ساتھ بولو کہ لوگ اسے سچ ماننے پر مجبور ہو جائیں''

کیونکہ نہ تو ہمیں مہاجرین کا کوئی قافلہ واپس جاتا دکھائی دیا اور نہ ہی مجاہدین کسی مورچہ سے اپنا سامان لپیٹتے ہوئے نظر آئے، بلکہ جنگ کی تیاریوں میں پہلے سے زیادہ شدت اور اسباب جنگ کی فراہمی اور ذخیرہ میں اضافہ کی کیفیت دیکھ کر ہمیں جنیوا معاہدہ کا تانا بانا بُننے والے ان سفارت کاروں کی ذہنی حالت پر رحم آنے لگا جو الفاظ کی مینا کاری کے ساتھ دستاویزات کی کاغذی دیوار کے ذریعہ افغانستان کی جنگ کو بند کرانے کی خوش فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔

روسی لیڈر میخائل گورباچوف نے گذشتہ دنوں ایک بیان میں کہا تھا کہ افغانستان سے روسی افواج کی واپسی کو ویت نام سے امریکی فوجوں کی واپسی سے تشبیہ نہ دی جائے کیونکہ دونوں کی نوعیت بالکل مختلف ہے۔ افغانستان میں جنیوا معاہدہ کے بعد کی صورتحال دیکھ کر ہمیں مسٹر گورباچوف کی یہ بات مبنی بر حقیقت دکھائی دی۔ کیونکہ ویت نام کے جنیوا معاہدہ اور افغانستان کے جنیوا معاہدے میں دو فرق واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔

ویت نام کے مذاکرات میں امریکہ نے چھاپہ مار مزاحمتی گروپوں یعنی ویت کانگ کے وجود کو تسلیم کر کے ویت نام کے مستقبل کا فیصلہ ان کے ساتھ میز پر بیٹھ کر کیا تھا اور اپنی کٹھ پتلی حکومت کے تحفظ اور بقاء پر اصرار کرنے کی بجائے ویت کانگ کی حکومت کے لیے راستہ صاف کر دیا تھا، جبکہ افغانستان میں روسی قیادت افغان مجاہدین کا میز پر سامنا کرنے کی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہیں کر سکی اور اپنی شکست کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس کے منطقی نتیجہ یعنی دشمن کی فتح کو تسلیم کرنے کا حوصلہ بھی اسے نہیں ہوا۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ روس کی فوجی یلغاروں میں واپسی کا یہ پہلا تجربہ ہے، اس سے قبل روس کو اس قسم کی شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑا، شاید یہی وجہ ہے کہ وہ شکست کے مسلمہ

آداب سے واقف نہیں ہے اور جنیوا معاہدہ شکست کے بارے میں روسی قیادت کی ناتجربہ کاری کا منہ بولتا ثبوت دکھائی دے رہا ہے۔ خیر افغان مجاہدین نے اب بسم اللہ کر دی ہے، شکست کے تجربات میں بھی روسی قیادت کو تہی دامن کی شکایت نہیں رہے گی اور انشاء اللہ العزیز۔

ع اور کھل جائیں گے دو چار مُلاقاتوں میں

<u>امریکہ کا ویت نام سے معاہدہ اور جنیوا معاہدہ میں واضح فرق:</u> ویت نام کے ساتھ امریکہ کے معاہدہ اور افغانستان کے بارے میں معاہدۂ جنیوا میں دوسرا واضح فرق یہ ہے کہ ویت نام میں معاہدہ کے بعد جنگ بند ہوگئی تھی اور جنوبی و شمالی میں منقسم ویتنام جنگ بندی کے بعد متحدہ ویتنام کی صورت اختیار کر گیا تھا جبکہ جنیوا معاہدہ کے بعد افغانستان کی جنگ میں شدت اور تیزی پیدا ہو رہی ہے اور روسی قیادت متحدہ افغانستان کو جنوبی اور شمالی کے دو حصوں میں تقسیم کرنے کے لیے مسلسل سازشوں کے جال بچھاتے نظر آ رہی ہے۔

ویت نام اور افغانستان کے بارے میں بین الاقوامی معاہدات کا یہ فرق افغانستان کے اندر جا کر اور زیادہ واضح طور پر محسوس ہوتا ہے، کیونکہ جنیوا معاہدہ سے قبل مارچ ۱۹۸۸ء میں جب ہمیں ژاور کے مرکز جہاد اور اس سے آگے راغبیلی کے مورچوں پر جانے کا موقع ملا تھا تو اسلحہ کی فراوانی اور جنگی جوش و خروش کا جو منظر اس وقت دیکھا تھا، معاہدہ کے بعد کا ماحول اس سے کہیں زیادہ پُر جوش نظر آیا اور مجاہدین کا عزم و حوصلہ دیکھ کر یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اب آخری اور فیصلہ کن معرکہ کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں، ایک ایسا معرکہ جس کی شدت اور تباہ کاری شاید گذشتہ ۹ سالہ جنگ کے مجموعی تاثرات کو بھی ذہنوں سے محو کر دے۔

افغانستان میں ہماری حالیہ حاضری کا مقصد جنیوا معاہدہ سے پہلے اور بعد کی صورت حال میں فرق کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ معروف افغان کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے ساتھ ملاقات بھی کرنا تھا۔ چنانچہ ان سے ان کے میران شاہ کے ہیڈ کوارٹر میں ملاقات ہوئی اور جہاد افغانستان کی تازہ ترین صورتحال کے بارے میں مختلف امور پر ان سے بات چیت ہوئی۔ اس ملاقات میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے سالار اعلیٰ قاری حضرت گل شاکر، حرکۃ المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمٰن خلیل، نائب امیر مولانا محمد فاروق کشمیری اور مولانا عبداللطیف بھی شریک تھے۔

مولانا جلال الدین حقانی کا تعلق افغانستان کے صوبہ پکتیا کے علاقہ ''شیرانہ'' سے ہے، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے شاگرد ہیں، کچھ عرصہ دارالعلوم حقانیہ میں مدرس بھی رہے ہیں۔ وہ سیاسی طور پر ''حزب اسلامی افغانستان'' کے اس دھڑے سے وابستہ ہیں جس کی قیادت مولوی محمد یونس خالص کر رہے ہیں۔ مولوی محمد یونس خالص بھی مولانا عبدالحق مدظلہ کے شاگرد ہیں اور افغان مجاہدین کے اہم راہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ مولانا جلال الدین حقانی کے دو نائب مولوی فتح اللہ حقانیؒ اور مولوی احمد گل بھی جنہیں ان کے دست راست کی حیثیت حاصل تھی، دارالعلوم حقانیہ کے فاضل تھے۔

<u>جہاد افغانستان سے فضلاء حقانیہ کی خصوصی دلچسپی شیخ کے درس مغازی کا نتیجہ ہے:</u> ان کی جماعت اور افغانستان میں افغان مجاہدین کی دیگر جماعتوں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی ایک بڑی تعداد آج بھی مصروف جہاد ہے اور غالباً اس بارے میں پاکستان اور افغانستان کا اور کوئی دینی ادارہ ''دارالعلوم حقانیہ'' کا ہم پلہ نہیں ہے۔

شاید دارالعلوم حقانیہ کے اس امتیاز و اعزاز کی وجہ یہ ہو کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ حدیث کی تعلیم و تدریس کے ضمن میں جہاد سے متعلقہ ابواب ''کتاب المغازی'' کا خصوصی ذوق رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ضعف اور معذوری کے دور میں جب وہ اپنے تعلیمی ذوق کے تسلسل کو باقی رکھنے یا طلبہ کے شوق کی خاطر کبھی کبھار تھوڑا بہت پڑھانے کا سلسلہ شروع کرتے ہیں تو ان کا انتخاب ''کتاب المغازی'' ہی کا ہوتا

ہے۔ ہمارے ہاں اکثر مدارس میں دورۂ حدیث ہوتا ہے لیکن عام روایت یہ بن گئی ہے کہ حدیث کی کتابیں پڑھانے والے اساتذہ کا زیادہ زور طہارت اور نماز کے اختلافی مباحث پر صرف ہو جاتا ہے اور اسلامی نظام کے اجتماعی پہلوؤں سے تعلق رکھنے والے ابواب مثلاً خلافت و امارت، تجارت و معیشت، عدالت و قضا، جہاد و قتال اور بین الاقوامی تعلقات جیسے اہم ابواب سے یوں گذر جاتے ہیں جیسے ان ابواب کا حدیث رسول ﷺ اور نظام اسلام کے ساتھ معاذ اللہ کوئی تعلق نہ ہو یا نعوذ باللہ اب ان کی کوئی ضرورت باقی نہ رہ گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان مدارس سے فارغ ہونے والے علماء کی اکثریت کی فکر و نظر اور خطبات و مواعظ کی جولانگاہ اختلافی مباحث تک محدود ہو کر رہ گئی ہے اور انہیں اسلام کے اجتماعی نظام سے نہ کوئی شعوری دلچسپی ہے اور نہ ہی وہ جدید نظام ہائے حیات مثلاً جمہوریت، سوشلزم، سیکولرازم اور کیپٹل ازم وغیرہ کے ساتھ اسلام کا موازنہ و مقابلہ کر کے نئی نسل کو اسلام کی فوقیت کے بارے میں مطمئن کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں اور بلاشبہ علماء کی فکری و علمی زندگی کا یہ خلاء جدید نظاموں کی طرف مسلمانوں کی نئی نسل کے میلان و رجحان کا سب سے اہم سبب بن گیا ہے۔

خیر بات جہاد افغانستان میں "دارالعلوم حقانیہ" کے فضلاء کی خصوصی دلچسپی کی ہو رہی تھی کہ اس کی اہم وجہ حدیث کے جہاد سے متعلقہ ابواب کی تعلیم و تدریس کے سلسلہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کا خصوصی ذوق ہے اور مولانا موصوف کا یہ ذوق صرف تدریس و تعلیم تک محدود نہیں ہے بلکہ اپنے شاگردوں کو جہاد و قتال کے لیے آمادہ کرنا اور اُن کی سرپرستی کرنا بھی ان کے معمولات میں سے ہے اور ان کے اسی ذوق و محنت کا ایک شاہکار مولانا جلال الدین حقانی کی شخصیت ہے۔

<u>مولانا حقانی افغان مسلح جہاد کا پہلا مجاہد:</u> مولانا جلال الدین حقانی نے افغانستان کے سابق صدر داؤد کے دور میں جب روسی نظام کی بنیاد پر انقلابی اصلاحات کا آغاز ہوا تھا اور دینی ادارے براہ راست اس انقلاب کی زد میں آ گئے تھے صوبہ پکتیا میں مسلح جہاد شروع کر دیا تھا۔ غالباً وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کیمونسٹ اصلاحات کے خلاف افغانستان میں ہتھیار اُٹھا کر جنگ کا آغاز کیا اور اُس وقت سے آج تک کم و بیش بارہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ وہ مسلسل مسلح جہاد میں مصروف ہیں اور اس طویل جنگ کے تجربات و مصائب نے ان کی فکر اور صلاحیت میں پختگی پیدا کی ہے جس کا اظہار وہ جہاد افغانستان میں مکمل کامیابی کے بعد کشمیر، فلسطین، بخارا، تاشقند اور دیگر مقبوضہ مسلم علاقوں کی بازیابی کے لیے مسلح جہاد کے عزم کی صورت میں کرتے ہیں۔

مولانا حقانی کے ساتھ ۳۰ مئی کو ان کے میرم شاہ کے ہیڈ کوارٹر میں ہماری ملاقات اس انداز میں ہوئی کہ ان کے گھر کے سامنے ملنے والے افراد اور وفود کا تانتا بندھا ہوا تھا اور وہ باری باری ان سے نمٹتے جا رہے تھے۔ ہمارے لیے انہوں نے ایک وفد کی ملاقات ادھوری چھوڑ کر وقت نکالا۔

<u>بین الاقوامی گوریلا کمانڈر:</u> جب وہ ملاقات کے کمرے میں پہنچے تو اُن کی وضع قطع، لباس اور انداز گفتگو کو دیکھ کر قطعاً یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ وہی گوریلا کمانڈر ہے جس نے روسی افواج کی مسلح یلغاروں کو بار بار عبرتناک شکست سے دوچار کیا ہے اور جس کی گوریلا مہارت کے چرچے بین الاقوامی پریس میں تسلسل کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی دینی مدرسہ کا ایک مدرس سبق پڑھاتے ہوئے درمیان میں کسی ضروری کام کے لیے اُٹھ کر آ گیا ہے لیکن جب انہوں نے ہمارے سوالات کے جواب میں روسی پالیسیوں اور عزائم کے تار و پود بکھیرتے ہوئے افغانستان کے مستقبل اور اپنے آئندہ ارادوں کا نقشہ کھینچا تو ذہن کے پردۂ سکرین پر محمود غزنویؒ، صلاح الدین ایوبیؒ، محمد بن قاسمؒ اور محمد فاتح جیسے عظیم مسلم جرنیلوں کی تگ و تاز اور جہد و عمل کے مناظر گھومنے لگے اور دل اس مرد قلندر کی صحت و سلامتی اور کامیابی کے مجسم دعا بن گیا۔

مولانا جلال الدین حقانی سے خیر وعافیت پوچھنے کے بعد ہمارا پہلا سوال یہ تھا کہ اگر ہم انہیں پاکستان کے مختلف شہروں میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام جہاد کانفرنسوں سے خطاب کی دعوت دیں تو کیا وہ اسے قبول کرلیں گے؟

انہوں نے جواب میں شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کے لیے تیار ہوں لیکن فوری طور پر ایسا ممکن نہیں کیونکہ چند روز تک افغانستان کی جنگ ایک نئے مرحلہ میں داخل ہورہی ہے اور میں افغانستان کے اندر محاذ جنگ پر جارہا ہوں، ۱۵ ذیقعدہ کے بعد واپسی کی توقع ہے، اس کے بعد جہاد کانفرنسوں کے پروگرام کے لیے باہمی مشورہ کے ساتھ تاریخوں کا تعین ہوسکتا ہے، ویسے بھی اُس وقت تک صورتحال میں کافی تبدیلی پیدا ہوچکی ہوگی اور کئی بڑے شہروں اور علاقوں کو فتح کرنے کے بعد جب ہم جہاد کانفرنسوں میں شریک ہوں گے تو ہماری بات کے وزن اور نوعیت میں کافی فرق آچکا ہوگا۔

اس کے بعد ہم نے مولانا حقانی کو جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے بطور خاص خطاب کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کرلی اور کہا کہ تاریخ اور جگہ کا تعین بعد میں مشورہ کے ساتھ کرلیا جائے گا۔

ان گذارشات کے بعد ہم نے ان سے سوال کیا کہ جنیوا معاہدہ کے بعد امریکہ اور دوسرے حمایتی ممالک کی طرف سے امداد بند ہونے کی صورت میں جنگ کو جاری رکھنے کی کیا شکل ہوگی اور افغان مجاہدین کی آئندہ حکمت عملی کیا ہوگی؟

اس سوال کے جواب میں مولانا جلال الدین حقانی نے کہا کہ ہماری جنگ کا دارومدار بیرونی امداد پر نہیں ہے بلکہ ہم اسے شرعی فریضہ سمجھتے ہوئے اللہ رب العزت کی رضا کے لیے اسی کے بھروسہ پر جہاد کررہے ہیں ہم نے جب جہاد کا آغاز کیا تھا ہمارے پاس برائے نام جنگی وسائل بھی نہیں تھے، کھانے پینے کی اشیاء نہیں تھیں، آمد ورفت کے لیے گاڑیاں نہیں تھیں زخمیوں کے لیے ہسپتال نہیں تھے اور کسی قسم کا جدید اسلحہ نہیں تھا، اس وقت ہم نے جنگ لڑی اور روسی فوجوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا، آج تو ہماری جنگی صلاحیت اور تجربہ میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے، آج ہم بیرونی امداد کے بغیر جنگ کیوں نہیں لڑ سکتے،

<u>ہماری جنگ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے امریکہ کیلئے نہیں نہ مادی وسائل سہارا ہے:</u> ہماری جنگ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور جہاد کے شرعی تقاضے پورے ہونے تک یہ جنگ جاری رہے گی۔ ہم نے امریکہ یا کسی اور ملک کے کہنے پر جنگ شروع نہیں کی تھی کہ آج اُن کی طرف سے امداد بند ہوجانے کی صورت میں جنگ بند کرنے کی بات سوچنے لگیں، جن لوگوں نے امریکہ کو دیکھ کر جنگ شروع کی تھی وہ بیشک بند کردیں، لیکن وہ کتنے ہیں، ان کی تعداد کیا ہے؟ اگر وہ ہیں بھی تو افغانستان کی جنگ کے حوالہ سے ان کا وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ باقی رہی ہماری جنگ تو وہ اللہ کے لیے تھی اور اللہ ہی کے لیے مکمل فتح تک جاری رہے گی۔ جہاں تک اسلحہ اور جنگی اسباب کا تعلق ہے میں آپ کو ایک تجربہ اور مشاہدہ کی بات بتاتا ہوں جب تک امریکہ اور دوسرے ممالک کی طرف سے ہماری امداد شروع نہیں ہوئی تھی ہماری جنگ کا زیادہ تر انحصار اس اسلحہ پر تھا جو ہم روسی فوجوں سے چھینتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے غنیمتوں کے دروازے کھول دیئے تھے، جب امریکی امداد کا آغاز ہوا تو اسلحہ کی غنیمتوں کے اس تسلسل میں کمی آنے لگی اور آج جب امریکہ اور دوسرے حمایتی ممالک کی امداد کی بندش کی باتیں ہورہی ہیں اللہ تعالیٰ نے غنیمتوں کے دروازے پھر سے کھول دیئے ہیں، روسی فوجیں جن علاقوں کو چھوڑ کر جارہی ہیں مجاہدین ان پر بتدریج قبضہ کرتے جارہے ہیں اور اسلحہ کا ایک بڑا ذخیرہ ان کے قبضے میں آرہا ہے۔ ہمیں چند روز قبل معلوم ہوا کہ روسی افواج کا ایک بڑا قافلہ خوست آرہا ہے جس کا مقصد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوست میں موجود روسی فوج اور ساز وسامان کو بحفاظت وہاں سے نکال لیا جائے۔ اس خبر پر ہمیں پہلے کچھ پریشانی ہوئی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت سمجھ میں آئی کہ یہ قافلہ اور اس کے ذریعہ مزید اسلحہ اور ساز و

سامان بھی ہمارے لیے بھیجا جارہا ہے اور یہ ہمارے کام ہی آئے گا انشاء اللہ العزیز،اس لیے ہم بے چینی کے ساتھ اس کا نوائے کا انتظار کر رہے ہیں۔

روسی حکمت عملی کے تین حصے: مولانا حقانی سے ہمارا دوسرا سوال یہ تھا کہ بین الاقوامی پریس اور سیاسی حلقوں میں اس خدشہ کا مسلسل اظہار کیا جارہا ہے کہ روس افغانستان سے جاتے ہوئے اسے شمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کرنے کی راہ ہموار کررہا ہے اور شمالی افغانستان میں نجیب حکومت کو منتقل کر کے مزار شریف کو دارالحکومت بنایا جارہا ہے۔

اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ دراصل اس خطہ کے لیے روسی حکمت عملی تین حصوں پر مشتمل ہے سب سے پہلے روسی حکمت عملی کا ہدف یہ رہا ہے کہ افغانستان میں مکمل قبضہ کے بعد پاکستان کے صوبہ سرحد اور بلوچستان کو قبضہ میں لایا جائے اور اس راستہ سے گرم پانی اور خلیج کے تیل کے چشموں تک رسائی حاصل کی جائے،لیکن روس کو اس حکمت عملی میں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔دوسرے مرحلہ میں روسی پالیسی نے یہ رخ اختیار کیا کہ افغانستان میں کیمونسٹ حکومت اور نظام کو مستحکم کر کے اسے پاکستان میں کیمونسٹ یا کم از کم روس نواز انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔افغان مجاہدین کی دس سالہ طویل جنگ اور بے مثال قربانیوں نے روسی قیادت کا یہ خواب بھی مکمل طور پر بکھیر دیا ہے۔اب تیسرے مرحلہ میں روسی قیادت یہ چاہتی ہے کہ افغانستان مکمل طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں نہ جائے بلکہ افغانستان کی کیمونسٹ آبادی اور قوت کو شمالی علاقہ جات میں مجتمع کر کے مزار شریف میں نجیب حکومت کو منتقل کردیا جائے۔روسی قیادت اس مقصد کے لیے اس حد تک سنجیدہ نظر آتی ہے کہ ازبک،ترک اور تاجک اقوام کو جو دریائے آمو کے دونوں طرف آباد ہیں اور افغانستان کے ساتھ ساتھ روس کے مقبوضہ علاقوں میں بھی ان کی خاصی تعداد موجود ہے۔

افغانستان کو ہرگز تقسیم نہ ہونے دیں گے: روس ان اقوام کے اپنے زیر قبضہ علاقوں کو خالی کرنے کے لیے بھی تیار ہے تاکہ ان سب علاقوں کو ملا کر ایک مستحکم کیمونسٹ حکومت تشکیل دی جاسکے،اس غرض کے لیے افغانستان میں روس کے حمایتی عناصر کو شمالی علاقوں میں مجتمع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور روس اپنے اور مجاہدین کے درمیان ایک کیمونسٹ حکومت کی دیوار کھڑی کرنے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی تیاری کررہا ہے لیکن ہم اس تقسیم کو قبول نہیں کریں گے اور ہماری جنگ اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک پورا افغانستان کیمونسٹوں کی تحویل سے نکل کر اسلامی حکومت کے زیر نگیں نہیں آجاتا اور یہ جنگ پہلی جنگ سے زیادہ مشکل نہیں ہوگی کیونکہ جب ہمارے پاس کوئی ایئرپورٹ نہیں تھا،کوئی شہر نہیں تھا اور کوئی باضابطہ حکومت نہیں تھی اُس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ ہم نے افغانستان کے کسی خطہ میں روسی فوجوں اور روس نواز عناصر کو ٹکنے نہیں دیا تو اب جبکہ جنوبی افغانستان میں ہماری حکومت قائم ہوجائے گی تو باقاعدہ حکومتی جنگ میں شمالی افغانستان کی مجوزہ کیمونسٹ حکومت کو شکست دینا ہمارے لیے نسبتاً زیادہ آسان ہوگا بلکہ اس صورت میں روس کے زیر تسلط ان مسلم علاقوں تک ہماری رسائی ہوجائے گی جنہیں خالی کر کے روس اس نئی کیمونسٹ ریاست میں شامل کرے گا اور اس طرح بخارا،تاشقند اور دوسرے مسلم علاقوں کو روس کی غلامی سے نجات دلانے کے دیرینہ خواب کی تکمیل کی راہ بھی انشاء اللہ العزیز ہموار ہوگی۔

جہاد افغانستان پورے عالم اسلام کیلئے ہے: مولانا حقانی سے ہمارا تیسرا سوال یہ تھا کہ افغان مجاہدین کی جنگ نے عالم اسلام میں جہاد کے ولولہ کو ایک بار پھر زندہ کردیا ہے لیکن کیا جہاد افغانستان کا دائرہ صرف افغانستان تک محدود ہے یا اس سے ہٹ کر دنیائے اسلام میں جہاد کے جذبہ کو بیدار کرنے کا تصور بھی موجود ہے؟

اسکا جواب اُن کی طرف سے یہ تھا کہ نہیں ہمارے جہاد میں وطنیت کا تصور نہیں ہے ہم نے وطن کی جنگ نہیں لڑی بلکہ کفر کے نظام کے خاتمہ

اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کیا ہے جو ہمارا شرعی فریضہ تھا اور یہ جہاد صرف افغانستان کے لیے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ہے۔ اس لیے افغانستان میں اپنے اہداف حاصل کرنے کے بعد ہمارا جہاد ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ہم جہاد کے اس جذبہ کو عالمگیر تحریک کی شکل دینے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے سامنے کشمیر کا مسئلہ ہے بھارت کے مظلوم مسلمانوں کا مسئلہ ہے، مسجد اقصیٰ کا مسئلہ ہے، مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی آزادی کا مسئلہ ہے۔ بخارا، تاشقند اور دیگر مقبوضہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے، یہ سارے مسائل جہاد کے ذریعہ ہی حاصل ہوں گے اور افغانستان میں کامیابی کے بعد ہمارے جہاد کے آئندہ اہداف انشاء اللہ العزیز یہی علاقے ہوں گے۔

ذہن میں کئی سوالات اپنی باری کے انتظار میں قطار باندھے کھڑے تھے لیکن حقانی صاحب کے دروازے پر ملاقات کے خواہشمند وفود اور افراد کی قطار اس سے کہیں زیادہ لمبی نظر آئی، اس لیے ہم نے سوالات کا سلسلہ مختصر کرتے ہوئے پاکستان کے علماء کیلئے پیغام کی درخواست کی۔

پاکستانی علماء سے جہاد کی اہمیت کا ادراک کرنے کی اپیل: مولانا جلال الدین حقانی نے کہا کہ پاکستان کے علماء سے میری گذارش یہ ہے کہ وہ ملت اسلامی کے لیے جہاد کی اہمیت اور ضرورت کا ادراک کریں اور اس شرعی فریضہ کے احیاء کے لیے اپنی فکری و عملی صلاحیتوں کو کام میں لائیں۔ جہاد افغانستان شروع ہونے کے بعد پاکستان کے تمام علماء کرام کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس کی حمایت کے لیے متحرک ہو جاتے اور اس کے ذریعہ پاکستان کے مسلمانوں میں جہاد کے جذبہ اور عمل کو زندہ کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا اور پاکستانی علماء نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ (حرکۃ المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمٰن خلیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اب اس نوجوان کو دیکھو خدا اس کو سلامت رکھے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے کہ یہ اس مقصد کے لیے مسلسل متحرک ہے اور شب و روز محنت مین معروف ہے، ایسا سب علماء کو کرنا چاہیے تھا۔ اب بھی وقت ہے اور جہاد خود پاکستان کے علماء کی ضرورت ہے، ان کے سامنے اپنے وطن کی حفاظت، بھارت کے مسلمان کشمیر، الحادی قوتوں کی سرگرمیاں اور نفاذ اسلام کی جدوجہد جیسے مسائل موجود ہیں اور ان کے حل کے لیے جہاد کے جذبہ اور عمل کے احیاء کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے علماء کو چاہیے کہ وہ اس ضرورت کا احساس کریں، اپنے مدارس میں طلبہ کا جہاد کے لیے ذہن تیار کریں، خطبات و مواعظ میں جہاد کی شرعی حیثیت اور فضائل کا کثرت کے ساتھ ذکر کر کے اپنے اردگرد جہاد کا ماحول بنائیں اور افغان مجاہدین اور مہاجرین کی حمایت و امداد کے لیے منظم مہم چلا کر جہاد افغانستان کو تقویت پہنچانے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کی رائے عامہ کی جہاد اسلامی کیلئے ذہن سازی کریں۔ جہاد ایک شرعی فریضہ ہے اور عالم اسلام کے مسائل و مصائب کا واحد حل ہے اور امت کو جہاد کے لیے تیار کرنا علماء کی ذمہ داری ہے اگر وہ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو نہیں ہو سکیں گے۔

انٹرویو نگار مولانا زاہد الراشدی (ماہنامہ الحق جون ۱۹۸۸ء)

(اپنے شیخ کی وفات پر خراج عقیدت)

شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا عبدالحق" (اللہ تعالیٰ انکو جنت عطا فرمائے) کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ اُن کے حیات تمام عالم کے لیے بمنزلہ روح کے تھی، انکی حیات تمام مسلمانوں کی حیات تھی، آپ کے سانحۂ ارتحال سے گویا اسلامی دنیا سے آفتاب ہدایت غروب ہو گیا اور مشرق و مغرب پر تاریکی چھا گئی۔ آپ کی حیات طیبہ تمام مسلمانوں کے لیے عموماً اور علماء و طلباء کے لیے خصوصاً ایک نعمت عظمیٰ تھی۔ حضرت شیخ الحدیث" کے سانحۂ ارتحال سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا جس کا پر ہونا مشکل ہے، آپ شیخ کامل اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ ہر وقت بالخصوص اوقات مخصوصہ میں تمام مجاہدین بالخصوص افغان مجاہدین کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔ ہم حضرت شیخ الحدیث" کی

مستجاب دعاؤں کو اپنی کامیابی کے لیے تمام وسائل میں سب سے بڑا وسیلہ سمجھتے تھے۔افغان مجاہدین کے ساتھ مرحوم کی عقیدت، محبت اور اخلاص کو ہم ہمیشہ یاد رکھیں گے حضرت شیخ الحدیث فرمایا کرتے تھے کہ جہاد افغانستان خالص شرعی جہاد ہے، اس جہاد کی غرض و غایت صرف اور صرف اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔آپ ہمیشہ استمرار علی الجہاد کا حکم اور قعود عن الجہاد کی نہی فرمایا کرتے تھے۔جب کبھی بھی ان سے ملاقات ہوتی تو جہاد اور مجاہدین کے احوال دریافت فرمایا کرتے تھے اور مجاہدین کے حالات (ترقی اور کارنامے) سن کر بے حد خوش ہوتے تھے۔ہم آخر میں انکی مغفرت، رفع درجات اور مرحوم کے قائم فرمودہ عظیم ادارہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی بقاء و ترقی الی یوم القیمۃ کے لیے دست بدعا ہیں اور اللہ پاک سے یہ بھی دعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحوم کی نسبی اور روحانی اولاد کو انکی برکات سے مالا مال فرمادے۔

(جلال الدین حقانی)

(اپنے شیخ کے مزار پر گریہ وزاری صبر کے بندھن ٹوٹ گئے)

۱۴فروری: اجلاس کی آخری نشست سے فاتح خوست مولانا جلال الدین نے بھی خطاب کرنا تھا مولانا سمیع الحق نے تقریر ختم کی تو انہیں دعوت دی اور پھر سٹیج سے بار بار انہیں بلایا جاتا رہا، جبکہ وہ نماز سے فارغ ہوکر اپنے شیخ و مربی دارالعلوم کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے مزار پر تشریف لے جا چکے تھے ادھر انہیں بلایا جارہا تھا اُدھر حضرت الشیخ ؒ کے مزار کے سرہانے بیٹھے اُن پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری تھی ہچکیاں لگی ہوئی تھیں اور اپنے شیخ کے قدموں میں رورو کر تڑپ رہے تھے ان کی گھنی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی تھی اور اس طرح تین سال سے وہ جو اپنے شیخ سے جدا رہے اس طویل عرصہ کے تمام مراحل سنا سنا کر خود کو ہلکان کر رہے تھے۔مولانا جلال الدین حقانی کے معاون کمانڈروں نے بعد میں بتایا کہ ہم نے حقانی صاحب کو جہاد کے میدان کارزار میں انتہائی وحشت انگیز اور رقت انگیز مناظر میں دیکھا زخمیوں کی آہ و کراہ اور خاک و خون میں آلودگی کے ہیجان انگیز کیفیات میں دیکھا مگر مولانا حقانی ہر جگہ صبر و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے اور انکی آنکھوں سے آنسو نہیں دیکھے۔مگر جب اپنے شیخ مولانا عبدالحق ؒ کے مزار پر حاضر ہوئے تو صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور ان پر ایسی رقت اور گریہ وزاری طاری ہوئی جو تیرہ سالہ جہاد میں کسی بھی موقع پر دیکھنے میں نہیں آئی۔

<u>حقانیہ میں جہاد پر عالمی استصواب رائے کا اجتماع۔</u> دارالعلوم حقانیہ میں ۱۴فروری کو منعقد ہونے والے اس عظیم اجتماع میں افغان قیادت کے تمام راہنما، سعودی سفیر، حکومت پاکستان کے مرکزی و صوبائی وزراء، مختلف سیاسی جماعتوں کے زعماء، جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور سینکڑوں علماء و مشائخ بڑے جوش اور ولولے سے اس بات پر متفق رہے کہ روس کے زوال کے بعد افغانستان میں امریکی مداخلت کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔یہ ایک متفقہ عالمی استصواب رائے ہے کہ دنیا بھر کے اہل حق علماء، افغان راہنما اور ملک وملت کے زعماء نئے عالمی نظام، اُس کے علمبرداروں، ہمنواؤں اور گماشتوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے۔خدا کرے کہ پاکستان کی حکومت کے ارباب بست و کشاد اپنے مفادات اور ذاتی اغراض سے ہٹ کر خالص انسانی، اخلاقی اور دینی نقطۂ نظر سے سوچ کر وہی فیصلہ کر سکیں جو قرآن وسنت، تعلیمات نبوی اور اسلامی ہدایات کے عین مطابق ہو۔ (ترجمان دین جلد اشارہ ۱۰ صفحہ ۵)

امریکہ کی جلال الدین حقانی گروپ پر برہمی

افغانستان کے حقانی نیٹ ورک کے بارہ میں امریکی الزامات

آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کیلئے وزیر اعظم جناب یوسف رضا گیلانی کا دعوت نامہ

26th September, 2011

Dear Maulana Sami-ul-Haq Sahib. السلام علیکم

In the wake of recent developments regarding the security situation in the region, it is imperative that we, as a nation, put together our collective thoughts to provide a strategic direction, in line with the security and national interests of our country.

2. An All Parties Conference has, therefore, been scheduled for Thursday, the 29th September, 2011, after Zohar Prayers at 02:00 p.m at Prime Minister's House, Islamabad.

3. I request your participation in the Conferencewith regards,

Yours sincerely,(Yusuf Raza Gilani)

(آل پارٹیز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق کے خطاب کے اہم نکات)

امریکی حالیہ الزامات اور بالخصوص حقانی نیٹ ورک وغیرہ کی آڑ میں دھمکیوں کے بعد حکومت نے اہم سیاسی اور دینی پارٹیوں کی اے پی سی بلائی۔ ۲۹ ستمبر ۲۰۱۱ء کے اس تاریخی اجلاس میں قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بھی شرکت کی اور اجلاس میں وقت کے محدود ہونے کے باوجود موثر خطاب فرمایا۔ اس خطاب کے اہم نکات شامل کئے جا رہے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (الایة)

- جناب محترم وزیر اعظم پاکستان عالی مرتبت سیاسی زعماء اور معزز عسکری قائدین!

یہ ایک اہم اجتماع ہے اور اس پر پوری قوم کی نظریں دھڑکتے دلوں کے ساتھ لگی ہوئی ہیں کہ ہمارے رہنما اس عظیم دلدل سے ہمیں کیسے نکالیں گے؟ جناب وزیر اعظم حکومت اس موقع کو اپنے لئے غنیمت سمجھ کر اس سنہری اتفاق سے فائدہ اٹھائے کہ بہت سے زعماء اور سیاسی جماعتیں اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ مل بیٹھنے کے لئے تیار نہیں تھیں مگر ایک عظیم قومی چیلنج سے آپ اور ان کے درمیان خلیج پاٹنے کی صورت نکل آئی۔ اب اس موقع کو ضائع کر کے قوم کی امنگوں کی ترجمانی نہ کی گئی تو یہ خلیج آئندہ اور وسیع ہو کر نفرت اور انتشار میں اضافہ کا باعث ہوگی۔

- حضرات گرامی! اب تک اکثر رہنماؤں نے ملک کے انتہائی پریشان کن صورتحال پر روشنی ڈالی کسی نے بلوچستان کی شورشوں کے اضافہ کا رونا رویا کسی نے کراچی کے حالات پر واویلا کیا' کسی نے سوات' باجوڑ' قبائلی علاقوں کی تباہی و بربادی کا ذکر کیا' کسی نے اورکزئی ایجنسی کی بدامنی اور قتل

وغارت گری کا ذکر کیا ہمارے محترم جناب محمود خان اچکزئی' جناب میاں نواز شریف اور جناب منیر اور کرزئی وغیرہ نے امراض میں اضافہ اور شدت پر بات کی اور احتجاج کیا۔ ملک کا ایک بھیانک نقشہ سامنے لایا گیا۔ جبکہ ان سب باتوں سے کسی کو انکار نہیں اور ملک کی ابتری کا یہ نقشہ سب کے سامنے ہے تو یہ مریض کی بیماریوں کا حال جو سب کو معلوم ہے یہاں تو ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ جان بلب مریض کی اس مرض کے وجوہات کی نشاندہی کریں کہ اس حالت تک ہمیں کس نے پہنچایا' پورا گھر ڈینگی بخار میں مبتلا ہو قریب المرگ ہو تو لوگ ڈینگی مچھر سے بچنے اور اس کے مارنے کے در پے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ مچھر تو آزادی سے گھر میں اڑتا اور بھنبھناتا پھرے اور مریض بچ جائے تو سارا وقت اس نکتہ پر غور کرنے کا ہے ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

● ۱۱ر ستمبر کے بعد ملک کے اہم سیاسی زعماء کو اس وقت کے صدر جنرل پرویز مشرف نے بلایا اور ان کی رائے لی' تو ہم جیسے کچھ لوگوں نے کھل کر یہ سارے خدشات اور خطرات اس کے سامنے رکھے مگر وہ اپنے فیصلہ پر بضد تھا۔ اور ملک امریکہ کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ وہ ان خدشات اور خطرات کو جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے تسلیم کرنے پر تیار ہی نہیں تھا ہم نے سب کچھ لٹا دیا ملک کو داؤ پر لگا دیا۔

● اس سے قبل جو روس نے افغانستان پر یلغار کی تو افغانستان اور پاکستان نے مل کر ایک طویل جنگ لڑی۔ اور لاکھوں کی قربانیاں دیں' لاکھوں مفلوج اور اپاہج ہوئے' لوگ ملک بدر ہو کر دنیا بھر میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں مگر ہمارا ایمان تھا کہ یہ قربانیاں رنگ لائیں گی اور وہ رنگ لائیں۔ اس جنگ کو اب بتیسواں سال پورا ہونے کو ہے' یہ معرکۃ ام المعارک اور معرکۃ المعارک ہے ایک سپر پاور سوویت یونین کو نیست و نابود کر دینے کے بعد اب دوسرا واحد سپر پاور شکست کھا کر فرار کے راستے ڈھونڈ رہا ہے۔

اس عظیم قربانی کے نتیجہ میں کیا ہوا۔ میں پچھلے پانچ چھ سال سینٹ کی خارجہ کمیٹی کا رکن رہا اور ایک رکن کمیٹی کے طور پر ہم نے تقریباً پورے دنیا کے دورے کئے' جرمن' بلجیئم' برطانیہ' جنوبی کوریا' ویتنام' مغربی ممالک' سنٹرل ایشیاء وغیرہ کی اعلیٰ قیادتوں' پارلیمنٹوں' حکمرانوں' جرنیلوں سے میں نے دوٹوک باتیں کیں اور ان سے کہا کہ

(۱) ہماری قربانی کے نتیجہ میں سوویت یونین نیست و نابود ہوا

(۲) سنٹرل ایشیا کی دس گیارہ ریاستیں آزاد ہوئیں۔

(۳) مشرقی یورپ کیمونزم کے چنگل سے نکل گیا' کئی ریاستیں آزاد ہوئیں۔

(۴) مشرقی اور مغربی برلن کے درمیان حائل دیوار ٹوٹ گئی۔

(۵) دنیا بھر کے محکوم اور مظلوم عوام کو جدوجہد کے راستے کھلے۔

(۶) سب سے بڑھ کر یہ کہ امریکہ دنیا کا واحد سپر پاور بنا' یہ اس جہاد کے پھل اور ثمرات تھے' جو غیروں نے کھائے' یہ پھول انہوں نے چنے۔ مگر جس ملک کا اس میں سب سے بڑا حصہ تھا سارے کانٹے اور سارا ملبہ اس پر ڈال دیا گیا۔ اور آج پاکستان کو دہشتگردی کا تمغہ دے کر اسے تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ اور اس جنگ کے نام پر ہمارے تیس پینتیس ہزار بے گناہ عوام اور فوجی جوان اس آگ کی نظر کر دیئے گئے۔ اس لئے کہ یہ جنگ ہرگز ہماری نہیں تھی بلکہ غیروں کی تھی مگر اس سے قبل جب روس کے خلاف جہاد میں پندرہ بیس لاکھ افراد شہید ہوئے' وہ جنگ ہماری اپنی تھی' آزادی کی جنگ تھی اور آج کی جنگ غیروں کو ہمیں پھر غلامی کا موقع دینے کی جنگ ہے۔

● معزز حضرات! یہاں حقانی نیٹ ورک کے نام پر ایک طوفان اٹھایا جا رہا ہے' اور گویا حقانی گروپ اچانک آسمان سے اتر آیا ہے یا غاروں سے نکل کر نمودار ہو گیا ہے اور اس سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا جبکہ حقیقت یہی ہے کہ اسی گروپ کے رہنما اور لیڈر مولانا جلال الدین حقانی اور ان کے ساتھی افغانستان پر ۱۹۷۹ء میں روسی یلغار کے فوراً بعد روس کے خلاف میدان میں اتر آئے۔ حقانی کا تعلق پاکستان سے نہیں بلکہ افغانستان کے علاقہ زدران سے یہ پکتیا' پکتیکا اور خوست کے صوبوں میں صف آراء ہوئے۔ وسائل اور اسلحہ کا نام و نشان نہیں تھا۔ خالی بوتلوں میں تیزاب اور پیٹرول

پھر گروہ بڑے بڑے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر حملہ آور ہوتے۔ امریکہ کا ابھی دور دور تک نام و نشان بھی نہیں تھا وہ اسے ایک مذاق سمجھ رہا تھا۔ ابھی پاکستان بھی جہاد سے قطعی لاتعلق تھا مگر وہ خالی ہاتھوں اسے مقدس جہاد سمجھ کر اپنا فرض ادا کرتے رہے' ان کی سخت جانی اور جرات و استقامت نے امریکہ کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔

الغرض حقانی گروپ جہاد افغانستان کے بانی ہے اور آج تیسواں سال ہے مگر یہ قربانیاں دے رہے ہیں' ڈرون حملوں کا نشانہ بن رہے ہیں ایسا بھی ہوا کہ ایک رات میں مولانا حقانی کے گھر اور خاندان کے گیارہ گیارہ افراد نشانہ بنے۔ بیٹے بیٹیوں کے علاوہ معمر خواتین بچے اور بہو اور بہنیں خاک و خون میں تڑپا دی گئیں اور ہمیں یقین ہے کہ روسی سامراج کے تباہ ہونے کے بعد امریکی شکست کے بعد بھی یہ خاندان اور گروپ میدان میں موجود رہے گا اگر وہ ملک کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں انہیں روکنے والے امریکہ حقانی گروپ اور دیگر مزاحمتی قوتوں سے عاجز آ کر اور شکست کھا کر ہم پر الزامات لگا کر حقانی گروپ کی ہم سے سرکوبی کروانا چاہتا ہے تا کہ امریکہ کے واپس جانے کے بعد ان گروپوں کی پاکستان کے ساتھ نہ ختم ہونے والی دشمنی جاری رہے اور مشرقی سرحدات کے بعد مغربی سرحدات بھی دشمنوں میں گھرے رہیں۔

● جناب محترم ہمارے سامنے قرارداد کا جو پہلا مسودہ رکھا گیا ہے انتہائی افسوس ہے کہ اس سارے مسودہ میں موجودہ حالات امریکی الزامات وارننگ اور حقانی نیٹ ورک اور فوری صورتحال کا ذکر تک نہیں۔ بلکہ اس قسم کی امریکی پالیسیوں کے بارہ میں تجدید عہد کرانے کی کوشش کی گئی ہے اور گویا ہم سے مزید توثیق کرائی جارہی ہے یہ قرارداد قوم کے سامنے آئے گی تو قوم کی کیا حالت ہوگی۔

● آج بھی اور اس سے قبل بھی ہمارے سامنے پچھلے نو سال میں پرویز مشرف اور موجودہ حکومت کے معاہدے نہیں رکھے گئے کہ اس ساری صورتحال کے بارہ میں کیا تحریری معاہدے تھے' کیا مجبوریاں تھیں اور کیوں اس سے ہم نکل نہیں سکتے میں نے خارجہ کمیٹی کے رکن کے طور پر اور پھر نیشنل سیکورٹی کمیٹی کے ممبر کے طور پر اور دیگر ساتھیوں نے بارہا اس وقت کمیٹیوں اور بریفنگ میں یہ سوال اٹھایا اور مطالبہ کیا کہ وہ سارے معاہدے اور مشرف کے کئے کرائے کی تفصیلات سامنے لائی جائیں ہمارے محترم جنرل احمد شجاع پاشا یہاں موجود ہیں ایک بار ان کی بریفنگ میں بھی اس کا ذکر کیا اور قومی سلامتی کمیٹی نے اس پر زور دیا مگر انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ گویا ملک کی ساری تباہی زبانی جمع خرچ سے ہوئی بغیر تحریری معاہدوں کے۔ اگر آج بھی اس فورم پر وہ مجبوریاں بتلادی جائیں کہ ہم اس دلدل سے کیسے نکل سکتے ہیں۔

● آج تو ہمارا یقین تھا کہ ہم کسی انتہائی موثر اقدام اور کسی فیصلہ کن لائحہ عمل کا اعلان کریں گے مگر افسوس کہ زیرغور مسودہ قرارداد تو پچھلے قراردادوں پر خط تنسیخ پھیر دیتا ہے گویا ہم نے ریورس گیئر لگادیا ہے جو افسوس کی بات ہے اگر ہم ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ تو کم از کم پچھلے اعلانات کا تو اعادہ کریں ہم نے اس سے قبل (۱) ان معاملات پر دو آل پارٹیز کانفرنس کئے (۲) پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں قومی سلامتی کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں قرارداد پاس کی اور ۲ مئی کے سانحہ ایبٹ آباد کے بعد ۱۲ مئی کو پارلیمنٹ نے قرارداد پاس کی یہ ساری قراردادیں نظرانداز ہیں۔

☆ اور حضرات میں ۲ مئی کے سانحہ ایبٹ آباد کے دن کو عزت اور رنج کا نہیں پوری عالم اسلام اور امت محمدیہؐ کی رسوائی اور ذلت کا دن سمجھتا ہوں۔

میری تجویز ہے کہ اگر نئی کوئی بات ہم نہیں کر سکتے تو ان قراردادوں کا نئے قرارداد میں ذکر کیا جائے اور اس پر فوری عمل درآمد اور اس کی تنفید کے لئے اقدامات کئے جائیں اس کی روشنی میں امریکی راہداریاں' ڈرون حملے' نیٹو کی سپلائی' لاجسٹک سپل وغیرہ کو بند کرایا جائے۔

ایک محتاط مصلحت آمیز اور کمزور قرارداد علاج نہیں اس سے قوم مکمل مایوس ہو جائے گی۔

● یہاں ایک دوست نے ملک میں فرقہ واریت کا ذکر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری دشمن کی کارفرمائیاں ہیں۔ برٹش سامراج نے بھی ہمیں غلام بنائے رکھنے کے لئے ان ہی فرقہ وارانہ جھگڑوں میں ڈالدیا تھا۔ اب امریکہ یہی حربہ استعمال کر رہا ہے اور شیعہ سنی کے علاوہ اب دیوبندی' بریلوی اختلافات میں بھی ڈال کر تباہ کر رہا ہے۔ ہم نے اس سے قبل بھی باہمی مل کر شیعہ سنی اور دیگر جھگڑوں سے بچنے کی راہ نکالی۔ آج بھی ہمیں انتہائی محتاط رہنا چاہیے۔ خدا کرے ہم کسی موثر نتیجہ پر پہونچ کر یہاں سے جائیں۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

مولانا محمد نبی محمدی[1]

(امیر عمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان)

(۱)

(دو دفعہ ملاقات کیلئے آمد مگر غیر موجودگی کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکنے کا ذکر اور پھر آنے کا ارادہ)

۱۶/۱۱/۱۳۷۱ھ

محترم مکرم مولانا سمیع الحق صاحب حفظک اللہ واکرمک، السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته، مونږ دوه خله راغلو تاسو تشریف نه درلودهیله کوم چه بیابه ستاسو زیارت ته راشو اول به تلفون درته کوو لو بیابه راځو. والسلام،

(۲)

۱۸/۱۲/۵۸ (سفر دیوبند کیلئے ایک ساتھی کی رفاقت اور پاسپورٹ وغیرہ بنانے کی خواہش)

فاضل محترم حضرت گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب ،السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته، او لاً ستاسو محترم صحاح صوری اوفلاح معنوی له پاک خدای څخه غوارم معززاو محترم اوسي.هر کله چه معهود سفر یو طولانی سفر ده نو دملګری ضرورت احساس کیږی په دی اساس زمایو مخلص نفر قاری صاحب مولوی شیر آدم ستاسو خدمت ته درولیږل شه هیله ده چه دده دپاسپوټ[2] په باره کښی الطافانه توجه وکړی.

والسلام مع الاحترام ستاسو مخلص مولوی محمدنبی(محمدیؒ)دحرکت انقلاب اسلامی افغانستان امیر

محمد نبی محمدی ۱۸/۱۲/۵۸

(۳)

۲۱/۴/۵۹ء (مولوی محمد صادق کی حقانیہ کے خدمات کیلئے تقرری)

فضائل همراه فاضل محترم مولانا سمیع الحق صاحب مهتمم حقانیه السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته، عزیزالقدر گرامی دتاسی د مهربانی په سبب چه دوه نفرمدرسین موغوښتي وو چه په کښي دتدریس دپاره شامل شي.دغه ده یونفرعالم جید صالح الحاج مولوی محمدصادق صاحب[3] زمونږ له خوا تاسو محترم ته معرفي

---

[1] جہاد افغانستان میں معروف تنظیموں میں ایک اہم تنظیم حرکت انقلاب اسلامی کے بانی اور امیر، پرانے اکابر علماء کا نمونہ، علماء اور طلباء کی ایک موثر تعداد تنظیم میں شامل رہی، جلوزئی اور ہرات کے قریب ریناہیڈکوارٹر قائم کیا، ایک وقیع مدرسہ بھی، مولانا محمد یونس خالص کی طرح سقوط کابل کے بعد اپنے آپ کو امریکہ لواز آلاشوں سے بچائے رکھا۔ وفات پاکستان میں ہوئی تدفین افغانستان میں عمل میں آئی۔

[2] دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں شرکت کیلئے مولانا مرحوم کو بھی ساتھ لے جانے کا پروگرام بنا، ان کے سفری انتظامات پاسپورٹ وغیرہ مکمل کئے اور مولانا ساتھ چلے گئے۔ جشن صد سالہ کے سٹیج پر اکابر کے برابر مقام دیا گیا دہلی میں وزیر اعظم اندرا گاندھی کے استقبالیہ عشائیہ میں بھی شرکت فرمائی اور بڑی دلچسپی کی اور جلسۂ دیوبند کے سٹیج پر بھی وزیر اعظم ان سے بڑے تپاک سے ملی۔

[3] حقانیہ کے فاضل تھے حقانیہ میں اہم خدمات انجام دیتے رہے۔ طالبان کے دور میں اہم عہدہ پر فائز رہے۔ مولانا محمدی کے جامعہ محمدیہ ہرات میں پڑھاتے رہے وہیں وفات پاگئے۔

شه دده دټولو جوانبو اطمینان در کوم هیله ده چه تاسي دخپل منظورمتعلق اجراٸت وکړی.

والسلام مع الاحترام،مولوی محمدنبی (محمدیؒ) دحرکت انقلاب اسلامی امیر

الحاج مولوی محمدصادق ،سابق مدرس محمد اغه ولایت لوگر/ لوگر ساکن دره آدم خیل شامل خیل

(۴)

۶/۴/۱۴۰۰ (حرکت انقلاب اسلامی سے تعاون کی اپیل پر دستخط کرنے کی خواہش)

جناب عالی محترم وروره مولاناصاحب سمیع الحق،السلام علیکم، مولوی صاحب عبدالرحمان مولوی صاحب شمس الله مودرواستول دوه عنوانه چه تاسي په خاص پوسترولیکی او خپله هم امضا پری اوکړی اومولاناصاحب عبدالحق هم امضا پری وکړی. چه نن ورخ خمونږ دحرکت انقلاب اسلامی مجاهدین هر قسم کمک اوتعاون ته احتیاج لری سره ستاسی ترقی اوعافیت دالله تعالیٰ څخه غوارم. محمدنبی محمدی،معاون عمومی حرکت انقلابی اسلامی

(۵)

مئی ۱۹۸۴ء (جلسۂ دستار بندی میں شرکت کی دعوت)

جمعیت طلبه حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

په مناسبت ددستاربندی' دافغانی فارغ التحصیلانو دجلسی چه دجمعیت طلبه حرکت انقلاب اسلامی افغانستان دمرکزی دفترله خوا دلوردمیاشتی په ۲۱نیته۱۳۶۳ه ش چه دشعبان دمیاشتی له ۱۴۰۴ق نیتی سره سمون خوری اودمنی دمیاشتی ۱۹۸۴ع دانیتی سره برابره ده دجمعی په مبارکه ورخ دسهار له ۸بجوڅخه پیل اودماسپښین تر۳بجوپوری به دوام وکړی. له بناغلی محترم(نائب مهتمم دارالعلوم حقانیه مولانا سمیع الحق صاحب)څخه هیله کیږی چه دغه محفل ته په خپل راتګ سره مونږ ته خوشحالی راپه برخه کړی.په درناوی زمونږ پته:دفترمرکزی جمعیت طلبه حرکت انقلاب اسلامی افغانستان مکان نمبر۲۹۵محله اسلام آبادبیرون لاهوری گیټ روډ پشاورپاکستان.فون نمبر ۶۱۹۱۲، 61912

(۶)

(افغانی کیلنڈر کے مطابق)۲۲/۷/۶۷(مولانا عبدالحق کانفرنس پشاور میں شرکت نہ کرسکنے کی معذرت اورافسوس)

جناب محترم شیخ الحدیث مدرسه مقدسه حقانیه اکوړه خټک،حضرت العلامه مولاناسمیع الحق صاحب حفظه الله، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، په تاسُف سره وایم چه بدبختانه په اسلام آبادکښې مصروف شوم وونتوانیدم چه په دی مبارک محفل کښ حاضرشم.دغه خمابدقسمتی ده ،والعلم عندالله، .له پاره ددی چه ماپه دغی متبرکه جلسه کښ چه دجناب مرحوم استاد الاستاذه په نام اوعنوان ترتیب شوی ده برخه اخستی وی دغه ده یومقدارمبلغ ناچیزمی ستاسوخدمت ته تقدم کړ امیددی چه تاسوبه ی ازروی کرم قبول کړی.(اندازه ی شل زره کلداری دی) مولوی محمدنبی ،محمدی،حرکت انقلاب اسلامی افغانستان عمومی امیر.

(۷)

۱۹۸۷ء　　(عید سعید کی تبریک)

برادر مجاهد مولانا سمیع الحق صاحب وقبله گاه محترم شان امیر مترمدرس مدرسه اکوڑه خٹک، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، امابعد، وسیلاً ازطرف خود وبه نمائیندگی همه برادران مبارز و مجاهد حرکت انقلاب اسلامی افغانستان حلول عیدسعید فطررابه شماوهمه برادران خواهران مجاهد و مهاجر افغانی وتمام نهضت های اصیل اسلامی جهان وکافه عالم اسلام تبریک وشادباش تقدیم می نمایم.

مولوی محمدنبی(محمدی) رهبروامیرعمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

(۸)

(فارغ التحصیل فضلاء کی دستار بندی میں شرکت کی خواہش)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته،دسه شنبی ورځ د۱۳۶۶ه ش کال دحمل دمیاشتی په ۴نیته چه د۱۴۰۷ه ق کال درجب المرجب دمیاشتی له ۲۴نیتی سره سمون خوری اود۱۹۸۷م کال له ۲۴نیتی سره برابره ده دجمعیت طلبه حرکت له خوادديني مدارسو دفارغ التحصیلانو ددستاربندی په مناسبت یوه ستره تاریخی جلسه جوړیږی هیله ده چه په دی درنه جلسه کی په گډون کولو مونږ ته خوښی راپه برخه کړی.په درناوی

غوښتونکی:مولوی محمدنبی(محمدی)دحرکت انقلاب اسلامی افغانستان عمومی امیر اودجمعیت طلبه حرکت دمرکزی دفترتول غړی.آدرس:چراټ سیمنټ روډ جامع مسجد جهادکلي متصل غنډ حضرت ابوحنیفه(رح)　　حرکت انقلاب اسلامی افغانستان .پشاور

(۹)

۱۹۸۸ء　　(جامعہ محمدیہ جہاد کلے چراٹ کی افتتاحی تقریب)

من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین(الحدیث) ازجناب فضیلت ماب محترم مولاناسمیع الحق صاحب خواهشمندیم که یوم پنجشنبه بتاریخ ۲۶/۳/۶۷ش مطابق ۱۶/۶/۱۹۸۸ء ساعت ۸قبل ازظهر بمناسبت افتتاح جامعه اسلامیه محمدیه مجلس پرافتخار منعقد میگردد به تشریف آوری خویش به شکوه این محفل بیفزائید.

آدرس: جامعه اسلامیه محمدیه واقع جهاد کلے چرات سیمنٹ روڈ نزد دفتر جدید حرکت انقلاب اسلامی افغانستان،　　ازطرف مولوی محمدنبی محمدی امیرعمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

(۱۰)

۱۹۹۳ء　　(مولانا نصراللہ منصور شہید کیلئے مجلس فاتحہ اور شرکت کی دعوت)

ازبرادر محترم مولاناصاحب سمیع الحق مهتمم دارالعلوم اکوڑه خٹک و سکترجنرال جمعیة علماء اسلام

پاکستان، خواهشمندم قبول زحمت فرموده درفاتحه مجاهد خستگی ناپذیر عالم ربانی ومبارز آگاه شهید گلگون کفن مولوی نصر الله منصور معاون حرکت انقلاب اسلامی افغانستان والی ولایت پکتیاوشهیدمولوی ضبط خان مستوفی ولایت لوگر رفقاء بخون آغشتهٔ شان اشتراک نموده روح شان راشادودوستان راممنون سازید.

ازطرف مولوی محمدنبی "محمدی" امیر عمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان روز سه شنبه تاریخ ۲۷ دلوسال ۱۳۷۱ھ موافق ۱۶ فبروری ۱۹۹۳ء ازساعت ۸ ۱/۲ الی ۱۲ ظهر

آدرس: پشاور، چراٹ سیمنٹ روڈ جهادکلی مسجدجامع

(۱۱)

۲۰/۱۰/۱۹۷۸ء (حقانیہ مرکز علوم ومنبع فنون ملاقات کیلئے اشتیاق وجذبات محبت کا اظہار)

فضائل همراه دانشمند گرامی حضرت مولانا مدیر و مهتمم صاحب. السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته. از خدائی متعال ترقیات صوری معنوی شما و جناب محترم استاذ الاساتذه والد ماجد شما و تعالیٰ مدارج مرکز علوم ومنبع فنون اعنی مدرسه شما همیشه استدعا می نمایم خداوند تبارک و تعالیٰ مساعی جمیله جناب مولانا صاحب و شمارا قبول نموده سبب رضا الهی و موجب خوش نودی حضرت پیغمبرؐ بگرداند بحرمة النبی و آله الامجاد. مے خواستم باشما ملاقات دوستانه نموده به صحت شما وزیارت مولانا صاحب معظم شرف یاب گردم ولے شغل و گرفتاری به اندازه است که لحظه فراغ نیست خیر بهر صورت دعا میکنم و دعا خواهم والسلام علیکم ورحمته الله وبرکاته. امیر المجاهدین مولوی محمد نبی محمدی

(۱۲)

(سرخ کفر کی تلوار پاکستان پر بھی لٹک رہی ہے بے سروسامان جہادی تنظیم کے لئے مدد کی اپیل)

کرمفرمائے ملک وملت زیدمجدکم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپکو پورا احساس ہوگا کہ افغانستان میں روسی انقلاب اور الحادودہریت کا تسلط پورے عالم اسلام کے لئے المیہ ہے سُرخ کفر کی تلوار مملکت عزیز پاکستان کے سر پر بھی لٹک رہی ہے۔ ایسے موقع پر غلبہ اسلام اور کفر کا مقابلہ ہر مسلمان کا اولین فریضہ ہے۔ افغانستان کے دینی درد سے سرشار مسلمان جان ومال عزت وآبرو سب کچھ داؤ پر لگا کر جہاد اسلامی میں مصروف ہیں۔ بے شمار علماء ومشائخ اور دیندار مسلمان سب کچھ لٹا کر پاکستان ہجرت کر چکے ہیں۔ جہاد کا یہ مقدس فریضہ علماء حق ومشائخ عظام کی واحد جماعت "حرکت انقلاب اسلامی" نہایت بے سروسامانی اور وسائل کی کمی کے باوجود ادا کررہی ہے۔ اس جماعت کو پورے افغانستان بلکہ پاکستان کے علماء حق کا اعتماد حاصل ہے اور سارا مشن علماء کے ہاتھ میں ہے۔ ایسے نازک اور مقدس ترین فریضہ میں آپ کا معمولی مالی تعاون بھی عنداللہ عظیم اجروثواب کا باعث بن سکتا ہے۔ اس جہاد کو آپکی دعاؤں اور اخلاقی مدد کے ساتھ ساتھ مالی نصرت کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ کی راہ میں سربکف مجاہدین اور مہاجرین کے لئے آپکی معمولی مدد بھی بہت بڑا ذریعہ کامیابی بن سکتا ہے۔

ان تنصرُ اللّٰہ ینصرکم والسلام مولانا محمد نبی محمدی، امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

نوٹ: جملہ امور اور خط وکتابت کیلئے مرکزی دفتر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان جاجاز روڈ نشتر آباد پشاور شہر مکان نمبر 14/66EE

(۱۳)

(فارغ التحصیل فضلاء حقانیہ کو خطاب اور دعاO استاذ الاساتذہ مولی العالم مولانا عبدالحق کو تقدیم احترامات)

۱۳۵۷/۱۲/۲۰

گرانو ورونړو محترمو اوپه خدائی قدمنو محمدی طالبانو د حقانیې مقدسې مدرسې محصلینو السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. لوې خدائې مو کامیاب اور بهرمند کړه. د محمدی دین او احمدی قرآن د خدمت موفقیت مو نصیب شه. آمین

عزیز انو ستاسي له طرف نه دملا جمعه دین په توسط مکتوب راغې چه په هغې کښې مو د تحصیل علمی د آخری مرحلې د طې کولو په اجازت غوښتې وو. گرانو ورونړو هر کله چه تحصیل د علم عین جهاد دے نو په دے اساس تاسی ته اجازت دے چه خپل تحصیل ته دوام ورکړی. او په فارغ زړه خپل تحصیلی جریان ثابت ولری اووقت په وقت دمجاهدینو په باره کښې ختمونه او دعا گانې کوې خدائې مو حافظ او ناصر شه زما احترامانه سلامونه جناب فضائل مآب مولانا سمیع الحق صاحب مهتمم د دارالعلوم حقانیه ته تقدیم کړی او دده په وسیله د احتراماتو په تقدیمو لو سره سره جناب استاذ الاساتذه مولانا و مولا العالم حضرت ذی فضیلت مولانا عبدالحق صاحب ته ورسوی او دده په حضور مجاهدینو ته دعا وغواړی په پای کښې مو له خدائې پاک نه کامیاب غواړم. خدائې مو حافظ او ناصر شه. والسلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته.

مولوی محمد نبی(محمدی) د حرکت انقلاب اسلامی افغانستان امیر

(۱۴)

(مجلس ختم بخاری شریف میں دعاؤں کی اپیل)

۵۸/۳/۲۸

صاحب الفضیلت زبدہ الاذکیاء مهتمم صاحب مدرسه مقدسه حقانیه زاد ها فیضاً و برکةً. السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. جناب محترم خدائ متعال دستا سو خدائی خدمتونه او قرآنی تدریسونه قبول او فیض عام و گرزوی. آمین. ستاسو د بخاری شریف دختم شمول مونږته مایه د سعادت ده خو متأسفانه چه مونږ دومره مصروف یو چه اللّٰه پاک ته معلومه ده. خیر په هر صورت د دے متبرک مجلس په خاتمه کښې له تاسو احباب نه د عموم اسلام او خصوص افغانستان په باره کښې دعا غواړو. اوله لوئې خدائې نه تاسو او تاسو د مدرسې ټولو استاذ انواو شاگردانوته او نورو معاونینوته صوری او معنوی ترقي غواړو. والسلام علیکم ورحمة واللّٰه اولاً و آخراً والحمد للّٰه رب العلمین.

مولوی محمد نبی(محمدی) د حرکت انقلاب اسلامی امیر

(۱۵)

(کابل سے علی الصباح روانگی اور نہ ملنے کی معذرت)

حضرت مولانا صاحب حفظه اللّٰه السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. محترمه مونږ وختی حرکت و کړه تاسو به غالباًویده وی نوز که مو تکلیف درلکړ په امید د معافی والسلام مولوی محمد نبی محمدی عفی عنه

ا؎ سقوط کابل اور فتح طالبان کے بعد سفر کابل کے موقعہ پر پی سی ہوٹل میں قیام تھا وہاں حضرتؒ بھی مقیم تھے، مولانا جلال الدین حقانی مدظلہٗ اور سارے اکابر نے ملاقات سے نوازا حضرتؒ وہاں سے علی الصباح روانہ ہوئے اور احقر سے نہ ملنے کی معذرت اس رقیمہ کریمہ کے ذریعہ فرمائی۔

(۱۶)

۱۸/۹/۵۷ **(دو افغانی طلبہ کے داخلہ کی خواہش)**

برادران عزیزم اخندزاده صاحب هلمندی و ملا محمد سرور کابل پی سی هوتل. سلام برسد مع اخیر والعافیت باشید بعداً. اینکه دو نفر طالب العلم بمدرسه مقدسه حقانیه خواهش بشمول دارند اگر لطف کرده آنهارا بجناب فضائل همراه مولوی سمیع الحق صاحب معرفی نموده تا بمدرسه شامل نماید. خیر خواهی شما خواهد بود والسلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته.

(۱۷)

(افغان طلبہ کے نام خط O بغیر اطلاع، پروگرام اور ڈسپلن کے ٹریننگ کیمپوں میں نہ آئیں)

دحقانی مقدسی مدرسی ټولو افغانی طالبانوته، السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. گرانو وروڼو پس له ډیروهلو ځلومونږو کولای شو چه یو کیمپ په میرانشاه کښې ترتیب کړو. او تقریباً سل نفر طالبان مونږ په ۹،۲،۳ تاریخ د تر ننګـلـه پاره نوموړی کیمپ ته ولیږل. ځوورځي په هغه تر ننګ او کړی بیا به تاسی ته زمونږله خوا مکتوب درشي تاسو ترننګـه راشي.

عزیز القدروطالبانو، تاسي تشویش مه کوی د مونږ تاسی ته توجه ډیره ده خوپه وخت او قدرت سره به کار کوو. تاسي خود سرانه له خپلو ځایو ځخه حرکت مه کوی چه تکلیف درته پیښیږی انشاء اللّٰه تعالیٰ مونږ به په نزدی وخت کښې خبر درکړو. موفق او کامیاب اوسی.

مولوی محمد نبی(محمدی) د حرکت انقلاب اسلامی امیر

(۱۸)

۱۳/۹/۵۹ **(صاحبزادگان احمد نبی اور محمد ولی کے سندات کے سلسلہ میں)**

دحقانی مقدسی مدرسی محترم مهتمم صاحب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. دپاک خدائی ځخه د جناب مولانا صاحب قبله د اسلامی خدمتو نو قبول او تاسی محترم موفقیت او د مدرسی ترقی غواړم آمین. حضرت مهتمم صاحب زما دوه ځامن(احمد نبی) او (محمد ولی) چه د دولسم صنف دارالعلوم شرعی کابل فارغ التحصیلان دی مگر دکفری تسلط په سبب دشهادت نامی لاس ته راوړل ورته میسر نه شول نو د بعض ضروریاتو په منظورله تاسی محترم ځخه هیله کوم چی دوی ته د خپلی مبارکی مدرسی شهادت نامی په فوق العاده طور سره ورکړی. ډیر به ممنون شو. په آخر بنی‌یو واری بیاد قبله گاه صاحب قبول خدمات او تاسی صوری او معنوی کامیابی او د مدرسی ترقی غواړم.

مولوی محمد نبی(محمدی) د حرکت انقلاب اسلامی امیر

---

۱ دونوں صاحبزادگان دارالعلوم کابل سے فارغ التحصیل تھے۔ مگر انقلاب کے وجہ سے سند نہ لے سکے تھے۔ حضرتؒ نے اس بارہ میں فوق العادة (استثنائی) شہادت ناموں کی خواہش ظاہر کی مگر افسوس کہ دارالعلوم کے سند کے بارہ میں مسلمہ اصول وقواعد کی وجہ صرف انکی نہیں بلکہ کسی بھی بڑی شخصیت کے حکم کی تعمیل نہ کی جاسکی بعد میں دو صاحبزادوں نے دارالعلوم میں تحصیل علم کیا مگر ان میں سے ایک جوان رعنا مولوی نعیم محمدی اسلام آباد میں ایکسیڈنٹ کے حادثے میں شہید ہوگئے۔

(۱۹)

(جلسۂ دستار بندی کے موقع پر پیغام O خدمات جلیلۂ علمی و جہادی پر خراج تحسین O زعماء جہاد کی باہمی خانہ جنگی سے مکمل مرأت O مکمل امن اور نفاذ اسلام تک تنظیم سے تعاون کی اپیل)

۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء

فضیلت ماب عالم دانشمند جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ما وعلمای حرکت انقلاب اسلامی و همه اعضای تنظیم ما به شما و جناب مهتمم صاحب استادان علماء همه مدرسینی مدرسه جامعه پُر فیض حقانیه بهترین و ضمیمانه ترین سلام های خویش راتقدیم نموده و خداوند بی نیاز و توانا خدمات قابل قدر شما وهمه بنیان گذاران گدسته این دانشکده پر فیض رامو جب سعادت دارین بگر دانند.

ما نمیتو انیم خدمات شایان و تاریخی این مهد و گهواره تاریخی اسلامی در تحریر قلم خلاصه نمایم فقط میخواهم از اخلاص و صمیت که حرکت انقلاب اسلامی به همه شما داشته این جشن و افتخارات فارغ التحصیلان سال ۱۳۸۱ را بار دیگر به همه شما مبارک باد بگویم و این مجلس و محافل ولوله انگیز و پر از جوش وخروش جوانان اسلامی رابار دیگر به همه شما ضمیمانه تبریک بعرض میر سانم.

جناب محترم مولانا صاحب رهبر و پدر بزرگوار من دربین ماوشما وجود ندارد به من معلوم است که همه سال وقتیکه از محافل دستار بندی فارغان شما اطلاع می یافتند نهایت خوشنود یا خود در محفل با برکت شما سهم مگیرفت و یابه ما و مسئولین حرکت انقلاب اسلامی هدایت می فرمود تا در مجلس شما اشتراک نمایم میدانیم که خلوص و همدردی عالم و رهبر حرکت انقلاب اسلامی با همه شما ثابت

است جناب عالی اینکه من بحیث یک برادر زاده شما در غیاب ایشان همان الفت و محبت و اخلاص که با جناب شما و جامعه شما داشتند به نمایندگی ایشان و حرکت انقلاب اسلامی تجدید و اظهار نمایم و این خدمت بزرگ اسلامی و تاریخی راما نتیجه مساعی و جدو جهد مخلصانه شما راشته خداوند کریم و توانا توفیق مزید بر همه شما لطف و مرحمت فرمایند.

جناب مولانا صاحب ما مختصرابه شما وهمه علمای محترم اطمینان می دهیم که الحمد الله حرکت انقلاب اسلامی در کابل به نسبت سابق فعال منظم ولِلّٰهِ الحمد همه علمای کشور ما به تنظیم خویش از همه ولایت مخلصانه تماسها و ارتباط سابقه خویش را استوار نموده وما نیز امورات تنظیم حرکت انقلاب اسلامی منظم تر ساخته شورای مرکزی اجرایه حرکت که از علمای برجسته شهیر کشور راتشکیل گردیده تاحد انجمن های حرکت نیز فعال و شوراهای ولایتی ما نیز انشاء الله در نظر است منظم و فعال گردد حرکت انقلاب اسلامی کما فی سابق پالسی غیر جانب دارانه را تعقیب نموده ولی کوشش دارند تابه همه توان خویش در مملکت ویران شده خویش صلح آشتی و امنیت رابه بار آور ده از قتل و کشتن ر های بی مفهوم و از جنگهای که باعث ریختن خون مردم مظلوم وبی گناه می گردد جلو گیری نمایند.

جناب محترم مولانا صاحب ما از جناب شما و علمای گرامی جامعه و علمای مهاجر خویش آروز و توقع داریم تا با حرکت انقلاب اسلامی در بوجود آوردن و اعاده یی صلح و ثبات در کشور مسلمان و مجاهد ما

مخلصانه تعاون و همکاری نما یند.. تا ملت و مردم رنجدیده و بی خانمان مانیز چند روز زندگی راحت داشته باشد.
جناب محترم مولانا صاحب حرکت انقلاب اسلامی تصمیم و فیصله نموده که مادر کشور مسلمان خویش چون همه ملت ما الحمد لله مجاهد و مسلمان بوده و دولت موجوده مانیز دولت مسلمان که در راس ان شخص مجاهد و مسلمان قرار داشته فقط و فقط تلاش و مبارزه بی سیاسی نموده و در وحدت مردم و بسیج ساختن هر چه بیشتر علمای کشور خویش سعی و تلاش نمایم ما رسیدن به مقام منزلت از طریق جنگ کشتار ها قتل ها و انفجارات که موجب قتل و خونریزی مردم بی گناه میگردد مخالفت میکنیم ما در افغانستان عزیز از دولت و حکومت پشتبانی مینمایم که از تائید و پشتبانی ملت برخوردار وبه وجود آمده باشد ملت که جهاد نموده میلون ها شهید وبیوه و یتیم ها دارند ملت که یک ابر قدرت وحشی ومتجاوز رابه قربانی جان ومال خویش بشکست مواجه ساخت دیگر نباید بخاطر اهداف و مقاصد شخصی کشته شود به همچو ملت باید ترحم نموده و مقاصد ویا اهداف سیاسی رابا ید به توسط آینها بدست آور ده نه توسط قتل و مرگ آینها.
جناب محترم مولانا صاحب در اخیر بار دیگر به همه شما به عرض میر سانیم که پیغام حرکت انقلاب اسلامی صرف و صرف صلح و آشتی محبت اخوت و برادری بوده و بس.
مااز خلوص صمیمت شما که با جناب قبله گاهم داشتید سپاسگذارم از خدمت که به مردم مسلمان و مهاجر و آواره در دیار هجرت نموده اید حرکت انقلاب اسلامی مرهون احسان شما و آنرا فراموش نخواهد کرد.
خداوند توانا و قدیر به همه شما کمک وباری بیشتر و مرحمت فرمایند.
برادر شما الحاج احمد نبی محمدی امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ۱ میزان ۱۳۸۱ء

(۲۰)

۱۳۵۹ھ (مجاہد ملا احمد گل کے داخلہ کی سفارش)

جناب فضیلت مآب محترم مهتمم صاحب مدرسه حقانیه اکوڑه خټک ،السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته،
څمونږ تکړه مجاهدملااحمدگل چه تراوسه پورے جهاد ته ادامه ورکړی او بی ساری خدمات ئے انجام کړی دځه کمی ناروغی له کبله ورته اجازه ورکړل شوه چه دی له جهادنه معطل اوستاسوپه مدرسه کښ درسونه ووای په همدی منظور درمعرفی شو هیلـه ده چـه تـاسـو پـه مـدرسـه کـې ددخول اجازت ورکړی ترڅوچه خپلودرسونوته ادامه ورکړی اوستاسوله توجهاتو اوهمکاری نه بهرموړشی په درناوی.

(۲۱)

۲۹/۱۱/۱۹۷۶ء (حقانیہ عالم اسلام خصوصاً افغان طلبہ کیلئے علم کا گھر اور معنوی ماں ہے O
ایک نسبی عزیز شمیم آغا کے داخلہ کی سفارش)

دحقانیی دمبارکی مقدسی مدرسی محترم المقام مهتمم صاحب،حفظه الله ورعـــاهالسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، جناب محترم پس له عرض دسلام مسنون، څخه په خدمت کښی داسی معروض پیش کوم.چه ددغه مکتوب حـامـل شمیم آغانام څماله نسبـی اقاربوڅخه ده اودنیکو اخلاقو اوښو فضائلوخاوندده غواړی چه په ونوموړی مدرسه کښـے چه دعالم اسلام خصوصـاداافغانستانی طالب علمانودعلم کوراومعنوی موردە.داخل شی اودعلم فیض حاصل کړی.نودده په هکله ستاسوامتیازی شفقت غوارم چه په مدرسه کښـے شمول ورته لطف کړی.مونږه بهممنون اوشکر گزاریو. السلام مع الاحترام مولوی محمدنبی محمدی

(بعض دیگر متعلقات مولانا محمد نبی محمدی)

(جامعہ حقانیہ میں امیر جہاد افغانستان کی آمد)

افغانستان میں روس سے برسرپیکار جماعت حرکت انقلاب اسلامی کے امیر مولانا محمد نبی محمدی سفر حج و بلاد اسلامیہ سے واپس ہوئے تو مہاجرین ومجاہدین نے دارالعلوم حقانیہ میں استقبال کا فیصلہ کیا اور اطراف و اکناف سے سینکڑوں کی تعداد میں دارالعلوم پہنچ گئے۔ ۲ بجے مولانا محمد نبی صاحب امیر المجاہدین اپنے ساتھیوں اور ایک دوسرے متقدر راہنما مولانا نصر اللہ خان کی معیت میں دارالعلوم پہنچے۔ استقبال کے لئے جمع ہونے والے مجاہدین اور مہاجرین سے موثر خطاب کیا اور سب سے پہلے دارالعلوم میں آمد کو اپنے لئے فال نیک قرار دیا۔ اور اسے علم وہدایت اور جہاد ودعوت کا اہم ترین سرچشمہ قرار دیا اور کہا کہ آج اس ادارہ کے فیض سے افغانستان میں علماء اور طلباء مصروف جہاد ہیں۔ انہوں نے مولانا محمد علی صاحب مدرس دارالعلوم اور مولانا مفتی محمود صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت کے لئے دعا کی۔ اس موقع پر دارالعلوم کی طرف سے مولانا سمیع الحق صاحب نے استقبالیہ کلمات کہے۔

(الحق جلد ۱۶ شمارہ ۴ جنوری ۱۹۸۱ء صفحہ ۶۱، ۶۲)

(شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور انکے ساتھ سفر دیوبند کے بارہ میں انٹرویو)

س: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: میں پاکستان کے تمام علماء کرام کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ جہاد میں مکمل تعاون کیا۔ خاص کر حضرت مولانا عبدالحق ؒ، اللہ تعالیٰ انکی مساعی قبول فرمادیں۔ اور اللہ تعالیٰ انکے پسماندہ گان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ ایسی شخصیت تھے کہ وہ صرف پاکستان کے عالم نہیں تھے بلکہ ایک بین الاقوامی عالم تھے۔ وہ پاکستان اور افغانستان کے صرف نہیں بلکہ اُمت مسلمہ کے استاد تھے۔ خصوصاً دارالعلوم حقانیہ جسے ہم افغانستان کا دارالعلوم سمجھتے ہیں۔ جہاں ہمارے نوجوان حضرت مولانا عبدالحق ؒ کا حق تمام اُمت مسلمہ پر عموماً اور افغانستان کے علماء اور عوام پر خصوصاً ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس نصیب فرمادیں۔ مولانا عبدالحق ؒ خادم اسلام رہبر اسلام، پیشوا مذہب اور علم کا منبع اور سرچشمہ تھے۔ ہم بارگاہ ربوبیت میں التجاء کرتے ہیں کہ ان کے جانشین مولانا سمیع الحق پر انکے برکات ڈال دیں۔

(مولانا عبدالحق مجسمۂ علم وعرفان وحق)

س: آپ نے دیوبند کا سفر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے ساتھ کیسے کیا؟

ج: جی ہاں! ہم اکٹھے گئے تھے وہ ایک مبارک سفر تھا۔ دیوبند کے مبارک فضاؤں میں جو ایام گذارے ہیں۔ ابھی تک انکی لذت محسوس کر رہا ہوں۔ بہر حال حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے ساتھ دیوبند کا سفر ایک مثالی سفر تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق ؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ ہمارا تعلق کوئی نیا نہیں ہے۔ جب ہم افغانستان میں تھے۔ تو اس وقت بھی ہمارا ان حضرات سے ایسا قلبی تعلق تھا جیسا کہ ہر وقت انکے ساتھ ہوتے ہیں۔ پاکستان میں مدارس کافی ہیں۔ خاص کر وہ جو دیوبند کے مکتب فکر کی بنیاد پر قائم ہوئے ہیں مگر دارالعلوم حقانیہ سب کا استاد خانہ ہے۔ ملت مسلمہ کے لئے تربیت گاہ ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق ؒ نے اپنے آخری اوقات میں اپنے اساتذہ کرام، اکابر علماء دیوبند کا نقش قدم پر چلتے ہوئے انکی یاد تازہ کردیا۔ وہ مجسمۂ علم وعرفان وحق تھے۔ حقانیہ کا جیسا نام حق ہے اس نے الحمدللہ دنیا کو علم کی رنگ سے مالا مال کردیا ہے۔ جہاد افغانستان میں حقانیہ کے طلباء نے عملی علمی طور پر اس میں حصہ لیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے افغانستان کو آزاد کیا۔ (از ہفت روزہ ترجمان دین جون ۱۹۹۲ء ۱۴۳۱ھ جلد ۲ شمارہ ۱۱)

مولوی نصر اللہ منصور شہید

امیر عمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

(۱)

(ملاقات کیلئے وقت کی خواہش)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب حفظک اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ. لہ اللہ تعالیٰ،ښخه درته عافیت غواړو مونږغواړو چه له تاسی سره یدی دوو ورځو کښی وګورو نو کله چه تاسی خپل کور ته تشریف راوړی امید کوو چه د صدیقی صاحب په ټیلیفون به له مونږ سره ارتباط ونیسی.

ستاسی وررور مولوی نصر اللہ منصور

(۲)

(اہم امور پر مشاورت کیلئے آمد)

۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء

محترم مکرم علامه مولانا سمیع الحق صاحب جنرل سیکرټری جمعیت علماء اسلام زید مجد کم. السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته. له الله تعالیٰ ښخه درته جسدی او معنوی عافیت غواړم او له الله تعالیٰ ښخه درته د تاسو مخلصانه مساعیو په مقابل کښی ددارینو عزت او ترقی غواړم زه به په دولسم ۱۲ تاریخ د اپریل / دپرو ګرام مطابق حاضریم او سره درفقاء وبه له دریو بجو مخی ته د منګل په ورځ ستاسو په حضور مشرف شو.به پاې کښی خمونږ ښی هیلی او احترامونه ومنی. "په درناوی"　ستاسو وررور نصر الله منصور

(۳)

(افغان طلبہ کے داخلہ کی سفارش)

محترم مکرم مولانا سمیع الحق صاحب حفظه الله تعالیٰ السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته.د الله تعالیٰ ښخه درته توفیق غواړم او د مولانا قبله حاجات صاحب هم د عمر او ګوندوای اسلام د خدمت او دعا ګوئی لپاره غواړم.محترما مونږ دولس کسه هلکان در لیږو کچیری په مدرسه کښی ګنجائش وی لما نو لطف پېروکړی او مولانا عبدالرحمان صدر صاحب ته به یو پرزه خط ورکړه چه له فیوضا تو د دارالعلوم حقانیه ښخه برخه مندشی.　والسلام مع الوف الاحترام

---

۱ مولانا منصور شہید جہاد افغانستان کے سرکردہ زعماء اور جرنیلوں میں سے تھے۔مولانا محمد نبی محمدی کی امارت میں کام کرتے رہے بعد میں کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کر کے حرکت انقلاب اسلامی ہی کے نام سے جہاد میں برسر پیکار رہے۔تا آنکہ۔فمنھم من قضی نحبہٗ الآیۃ کے مصداق بن کر جان جان آفرین کی سپرد کر دی۔ انکے بعد ان کے فرزند مولانا سیف الرحمان منصور اور جماعت نے پہاڑیوں میں جہاد کو جاری ساری رکھا۔

(۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲/۴/۱۴۰۹ھ (شیخ الحدیث کی تعزیت اور خراج تحسین)

مرگ صاحبدلی جهان رادلیل کلفت است

شمع چون خاموش گرد دداغ محفل میشود

قدوة العلماء الربانيين زبدة الفقهاء المخلصين ارفع العرفاء المحدثين سيدنا مولانا عبدالحق قدس الله سره العزيز كان في العصر الموجود في العلم والفيض كمولنا محمد قاسم نانوتوى رحمه الله تعالىٰ وبسببه كان مدرسة دارالعلوم الحقانيه كديو بند و بالمناسبة ان نسميه ديو بند الثاني وبالاضافة انه كان ظهير اللمجاهدين في افغانستان وسند الجهاد والهجرة وكان وصد في الامة الاسلامية بالنصرة مع المجاهدين والمهاجرين بالتوجيه والا ستر شاد والدعم الروحي والمالي وكان دارالعلوم الحقانيه في حياته مركزا وماوى للقواد والمجاهدين في افغانستان ولا جد هند ا معظم القواد في افغانستان من الفائزين من الحقانية المباركة ومدرسة نورالمدارس الفاروقية التي اسمها وبنا ها نورالمشايخ الفاروقية قدس الله سره العزيز وانشاء الله سيكون فبا لحرى ان نقول وفاته مصيبة عظيمة في الامة الاسلامية لا سيما في حق المجاهدين وان موته موت العالم واحترق قلوب المجاهدين وجميع المخلصين من العالم الاسلامي فنرجو من الله العلي القدير ان يخلف الامة الاسلامية وخصوصا المجاهدين واهل بيته اجر اجزيلا وان يغفره مجهوحة جنانه آمين نصرالله منصور

(۵)

(شیخ الحدیث کی یاد اور خراج عقیدت)

مرگ صاحبدل جہان رادلیل کلفت است

شمع چوں خاموش گردد داغ محفل میشود

''ایک ولی کامل کی موت تمام عالم کے لیے موجب تکلیف وغم رنج کے ٹھہر جاتی ہے جیسا کہ شمع بجھ جانے سے تمام محفل کے لیے ایک پریشان کن داغ بن جاتا ہے''۔

قدوۃ العلماء الربانیین زبدۃ الفقہاء المخلصین ارفع العرفاء المحدثین سیدنا مولانا عبدالحق قدس اللہ سرہ العزیز عصر حاضر میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا جیتا جاگتا نمونہ تھے اور اسی وجہ سے ان کا بنا کردہ مدرسہ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کے مقام کو جا پہنچا۔ اور اس لیے ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ حقانیہ دیوبند ثانی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ افغان مجاہدین کیلئے بڑے درجہ کے ممد ومعاون تھے اور انکے لیے ہر مسئلہ میں بالخصوص مسئلہ جہاد میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ مجاہدین کی نصرت اور ارشاد و راہنمائی اور ان کے لیے نیک دعاؤں میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ دارالعلوم حقانیہ آپ کی حیات میں (اور اسی طرح اب آپ کے جانشین قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کے عہد میں) مجاہدین افغانستان کیلئے مرکز اور فوجی چھاؤنی ثابت ہوا۔ کیونکہ جہاد افغانستان کے اکثر قائدین اور مجاہدین دارالعلوم حقانیہ ہی کے فیضیافتہ ہیں۔ اس لیے ہم اس کہنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ کی وفات تمام ملت اسلامیہ بالخصوص افغان مجاہدین کے لیے مصیبت عظمیٰ ہے اور آپ کی موت تمام عالم کی موت ہے جس نے مجاہدین اور مخلصین کے قلوب کو جلا ڈالا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ اور مجاہدین اور انکے اہل بیت کے قلوب کا جبیرہ فرمائیں اور حضرتؒ کو جنت الفردوس میں مقامات عالیہ سے نوازیں۔ آمین۔

نصر اللہ منصور صدر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

جناب انجینئر گلبدین حکمت یار

(امیر حزب اسلامی افغانستان)

(۱)

(افغانستان پر امریکی یلغار تمام جہادی لیڈروں کا اس کے خلاف اتحاد کی ضرورت)

محترم و رور مولانا سمیع الحق حفظ الله، السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته، لوی خدای دوکری چه صحت موبنه وی او عافیت ولری. ترهرڅه دمخه غوارم

<u>جہاد کی سیاسی و معنوی زبردست تعاون کا اعتراف</u> : ستاسو د خدماتو څخه د افغان جهاد لپاره مننه و کړم، ستاسو معنوی او سیاسی مرسته دجهاد سره واقعا ستره وه او الله دی ستاسو څخه قبول او منظور کړی. غوارم مختصر اتا سوته اطمنان درکړم اول داچه مونږ دهیڅ اسلامی تنظیم یا قوت سره دشمنی نه لرو برعکس هغوی خپل ورونه گنړو. ز مونږ مشکل او جګړه د کمونیستی رژیم دبقایاو سره ده او دهغوی ملیشی سره چه هغوی دروس په لاس روزل شوی او هیڅ مسلمان افغان عزت، ځان او مال دهغوی دتجاوز څخه محفوظ نه دی. مونږ خپل تول تلاش وکړچه

<u>استاذ ربانی اور احمد شاہ مسعود کے ساتھ فیصلہ</u> : خپل ورونه په جمعیت اسلامی کی خصوصا استاد ربانی پدی متقاعد کړوچه خپل ځان د کمونیستی عناصرو او ملیشیا څخه بیل کړی. پدی اړوند د مسعود سره معاهده و شوه اوهم قیادی شوری په خپلو دریو مسلسلو جلسو کښ فیصله و کړه چه باید کمونیستان او ملیشیا د حکومت څخه و باسل شی او حکومت لکه څرنګه چه تاکل شوی وه (د پشاور د موافقی) په اساس کابلا مجاهدینو ته انتقال شی. خوبرعکس زمونږ بعضی ورونونه یوازی کمونیستانو او ملیشیا وو سره ائتلاف وکړتردی حده چه کمونیستان ددی ائتلاف غالب طرف شو. مونږ دپشاور د موافقی سره سم خپل صدر اعظم کابل ته واستولو ترڅواستاد ربانی او مسعود پدی قانع کړی چه ملیشیا دی ووزی او کمونیستی جنرالان دله کار څخه برطرف شی. خومتقابل لوری نه یوازی خپل تعهدادت نقض کړل بلکه

۱۰۰۔ افغان جہادی اہم پارٹی حزب اسلامی کے امیر اور سربراہ، پہلے مولانا محمد یونس خالص کے حزب اسلامی میں ساتھ رہے بعد میں اسی نام سے الگ پارٹی بنائی۔ پہلے وزیر اعظم بھی بنے، جناب پروفیسر ربانی اور ان کے درمیان ہمیشہ ٹھنی رہی۔ سقوط کابل کے وقت مشاورت سے پہلے عبوری صدر مجددی کابل بھیجے گئے مگر انہیں گوارا نہ تھا۔ ہم لوگ دوسرے دن وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ کابل گئے انہیں بہ مشکل عارضی سیز فائر پر راضی کیا گیا ورنہ ہم کابل نہ اتر سکتے۔ واپسی پر بھی بعض عناصر نے ہمارے جہازوں کو نشانہ بنایا مگر اللہ نے بچایا۔ حکمت یار صاحب بڑی خوبی صفات اور صلاحیتوں کے مالک ہیں مگر ہر معاملہ میں الگ پرواز اور انفرادی شخص کے مزاج نے دیگر احزاب کے ساتھ نہ چلنے دیا۔ پاکستان میں بھی علماء طلباء اور دینی جماعتوں کا قرب و محبت حاصل کرنے کے بجائے ایک مخصوص جماعت پر بھروسہ رکھا اور ان کے محاصرے میں رہے جس کی وجہ سے اسی دائرہ میں محدود رہے۔

زمونږ په ضدئي تبلیغات شروع کړل او له بله طرفه ئي نور ملیشاہي قوتونه کابل ته راوستل۔ تردی چه هغوی دوه هفتو کښ ۷۰۰۰ ملیشي کابل ته دهواله لارې د مزار څخه راوستله، مونږ څو ځله استاد رباني ته پدې هکله شکایت وکړ، زمونږ صدر اعظم رسما دکابینې په جلسه کښ اعتراض وکړ خومتا سفانه هغوی په هر صورت دجنګ اراده لرله۔ دا اوسني جنګ دوی شروع کړی مونږ صرف دفاع کوو۔

__ہمارا جنگ دفاع تھا__: هغوی (ملیشیاء) عام خلک په راکټو نوولي او بیا حزب دغربي تبلیغاتویه کمک سلامته کوی۔ مونږ له خپله حمله نده شروع کړی دادوی دی چه دملیشیاء وو په لاس نه تنها د اسلامي حکومت دجوړولویه لاره کښ خند اچوی بلکه دعا مو خلکو دقتل باعث ګرزي۔

__کابل آکر خود جائزہ لیں__: تاسو کولای شي کابل ته راشي اووګوری چه دا څوک دی چه زمونږ په خلاف جنګیږی ی۔ هغه ددوستم ملیشیاء ده؟ دنبي عظیمي پرچمیان دی؟ او دجنرال مومن ملیشیاوی او که جمعیت یا مسعود؟

دجمعیت اسلامي اکثر قوماندانان زمونږ په څنګ کښ ولاړ دی دشوری نظار ۳/۲زمونږ تائید کوی دسیاف صاحب او خالص صاحب ټول مهم قوماندانان زمونږ په څنګ کښ برخه لری ځکه هغوی پو هیږی چه مقابل طرف صرف د جمعیت پوشش استعمالوی۔

زماهیله ستاسو څخه داده چه دپاکستان مسلمان ملت د حقیقي او ضاع څخه خبر کړی۔ مونږ دادرکووچه زمونږ یوه ګولي به هم د مسلمان په خلاف نه استعمالیږی۔ او هغه مسلمان که غواړی کمونیستانو سره وه دریږی او هغوی حمایه کړی زمونږ له نظره هغه دکمونیستانو څخه هم بدتردی۔ مونږ ته داسي ائتلاف چه اوس وجودلدی دامین څخه نیولي ترنجیب پوری میسروه خومونږ هغه ځکه رد کړ چه مجاهدینو ۱۴ کاله وینه دیو اسلامي نظام لپاره توی کړه۔

__کمیونسٹوں سے دوستی لاکھوں شہداء سے غداری__: زمونږ له نظره ائتلاف د کمو نیستانو سره ۱۵ میلون شهیدانو دوینو سره خیانت دی۔ مونږ استاد رباني ته دری شرطه وړ اندی کړی که هغه پوره کړی جمعیت زمو نږ ورورډی۔

۱۔ ملیشیاء بایدو شړل شي او خلع سلاح شي، دامليشياء که دهر قوم او نژاد څخه وی باید خلع سلاح شي۔

۲۔ پرچمیان جنرالان دقدرت څخه عزل کړی، او انتخابات وکړی ځکه مونږ باورلورو چه افغانستان کي د انتخاباتو دنه کیدو په وجه نژادی او اقلیتي نار آرامي رامنځ ته شوی۔ زمونږ د مشکلاتو

حل، زمونږ ملی و حدت اوارضی تمامیت په انتخاباتو بچ پاتے کیدای شی۔

نوری خبری هم په زړه کی لرم خوپه مخابره هر څه ممکن ندی.ستاسو دهمکاری په هیله.ستاسو

ورور حکمتیار

(۲)

(بعض تصانیف تقاریر اور بیانات کے بارہ میں مشورہ اور رہنمائی کی خواہش)

محترم ورور، السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته، سلامتیا او روغتیا مو غواړم الله مودخپلو مسئولیتونو په ادا کولو کی موفق لره۔ ددی لیک سره یو ځای دعقیدتی درسونوله سلسلی نه ځنی کتابونه ستا سو د مطالعی لپاره درلیږم هیله مندیم ، دلاندنی مطالبویه هکله دخپل نظر په څرګندولوسره زما مرسته وکړی۔

۱۔ که دنو مورو کتابونو د مطالبویه هکله یاپی دبحث دڅرنګدوالی او استد لال په هکله څه ملاحظات لری او دتجدید نظر، تعدیل او ترمیم خاص پیشنها ددرسره وی امیددی ماته متوجه کړی چی یا به ستاسو سوالونوته تفصیلی ځواب وراندی کوم یا به دتصحیح هڅه کوم۔

۲۔ شاید په دی څیړنو کښ ځنی نوی مطالب، په نظر درشی چی ستاسوله تفکیر سره توافق ونه لری او یا احتمالا ستاسوله نظریاتو سره تصادم وکړی که له مانه دموضوع د توضیح او تشریح غوښتنه وشی نویابه ستا سو د تشویش درفع کولو کوشش کوم او یا به له منني سره ستاسو مشخص نظریه راتلو نکی طبعی کی را آخلم۔

۳۔ آیا موافق یاست چی داکتابونه ټول یا ځنی یی مزید تکثیر او توزیع شی۔ پرته له کوم تعدیل او تجدید نظرته اویاله مشخصی تصحیح نه وروسته، او آیا اصلا په دی هکله داسی کتابونه په نظر درځی چی ضرورت او ارتیاته ځواب وایی؟

۴۔ څنګه به وی که داکتابونه په تربیتی حلقو کی تدریس شی؟

۵۔ آیا موافق یاست چی زه په همدی سلسله کی مزید کارو کړم او زمادیته ورته درسونه او کیستونه پیاده او چاپ شی؟

۶۔ په دی څیړنو کي دمدعا داثبات لپاره په قرآنی آیا تو نو تر کیز شوی آیا په اعتقادی قضا یا وو کی همداروش غوره گنی که فلسفی او کلامی بحثونه؟

الله (جل شانه) مومل په احترام ستاسو ورور حکمتیار هیله مندیم چی د لیک ځواب په لاندی پته راواستوی؛ یونیورستی تاون صاحبزاده عبدالقیوم روډ هاوس نمبر 41C

(۳)

(افغانستان کے مسئلے کے حل اور اتحاد کیلئے قائدانہ کردار ادا کریں)

برادر محترم مولوی صاحب سمیع الحق السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته وبعد. امیدوارم درراه خدمت به اسلام و مسلمین ودرمبارزه تان برای اعاده مجد و عظمت ازدست رفتد امت اسلامی موفق و موید باشید۔

ازهمدردی تان نسبت به ملت مجاهد افغان وازعلاقمندی تان به سر نوشت جهاد و مجاهدین سپاسگذارم۔

ضم این مکتوب فیصله نامه شوری مشورتی حزب اسلامی افغانستان رادر، رابطه باحل مسالمت آمیز و فوری بحران این کشور، ارسال می کنم تا لطف نموده بااستفاده ازنفوذ معنوی و سیاسی تان، درجهت جلب تائید حلقات موثر ازین طرح عادلانه برادران افغانی تانراکمک کنید۔

واقعیت امر این است که: اگر مداخلات اجنبی درامورداخلی کشور ما قطع گردد، کشور هائی همسایه باهم تعهد نایند که هیچ جناح خاصی را افغانستان کمک نمی کنند، وهمه گروههای افغانی به مذاکرات صادقانه پر داخته، بر سر آتش بس دائمی، آزادی بلاقید و شرط اسرا، تاسیس حکومت موقت غیر التلافی، تشکیل اردوی ملی و برگزاری انتخابات توافق کنند، بحران کشور به آسانی و زودی خاتمه می یا بد از شمابر ادر عزیز انتظار آنر اداریم که چون تائید صادقانه تان از جهاد برائی آزادی افغانستان، ازداعیه صلح وطرحی که برائی خاتمه عاجل جنگ و اعاده صلح پایدارارانه شده است، مجدانه حمایت نمائید و براطراف درگیر و حامیان بیرونی شان تا انجا که مقدور است وبه نحوی که شما مناسب می بینید فشاربیاورید تا از تاکید بر جنگ خودداری ورزیده بیش ازین باعث ویرانی افغانستان وریختن خون افرادبی‌گناه و مظلوم نشوند از تعاون برادرانه تان قلباً وقبلاً تشکر می کنیم۔

بااحترام برادرتان حکمتیار

(۴)

(افغانستان پر امریکی حملے کے خلاف اعلان جہاد اور اپنے حکومت کو انکی پشت پناہی سے روکیں)

۱۳۸۱/۱۱/۱ھ

یآ یہاالذین امنو الا تتخذو الیهو دو النصری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ومن یتو لهم منکم فانه منهم ان الله لا یهدی القوم الظلمین۔ المائده ۵۱

چند اہم مطالب: محترم ورورسمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته وبعد، په افغانستان د امریکه دحمله نه وروسته ددے سیمے دروان دردوونکے وضعیت په هکله ځنی مهم مطالب ستاسو مخې ته بږدم، پدې امید چې په خلاص ذهن سره هغه و څېړئ اووګورئ چې لدې وضعیت نه دافغان مظلوم ولس او د پاکستان دژ غورنې چاره څه ده، ایمان او عقیده له مونږ نه څه غو ښتنه کوي او داسلامي غیرت او زمونږ اوستاسو د مخکنی ګدجهاد تقاضې څه دي؟ زه باورلرم چې که هر باایمانه افغان او پاکستانې داحقایق مخې ته کېښ دي په ډېره آسانې سره کولې شي دخپل دریځ په هکله سالم قضاوت وکړي اوویو هیښ ی چې آباده تراوسه دایمان لار غوره کړي که نه، داسلام په ګټه ئې کار کړي که داسلام ددښمنانوپه ګټه.

زمونږ هیو اددانګریزانو او امریکائیانانو لخوااشغال شوی، دهیوادپه پلا زمینې او لوېو ښارو نو کې بهرنې فو ځونه ځای په ځای شوي، په بګرام ، خوست، ګردیز، ارګون او کندهار کې ېې نظامی ادې جوړې کړي، په جلال آباد، مزار ،هرات کې ددوی قطعات مستقر شوي. ځمکه او فضاددوی په واک کې ده، ددوی ځمکنې او هوایې ځواکونه له افغانانو داجازې نه پرته ځي راځي، په هرې سیمې چې وغواړي بريد کوي. په هر کلې چې وغواړي بمونه وروي. دهرچا دنبولو او وژلو حق ځان ته ورکوي. دافغانستان په داخل کې ېې زندانونه جوړکړي. په زرهاوو کسان ېې نیولي، ځنې ئې دخپلو داخلي ادوپه زندانونوکې ساتلې او ځنې ېې په نوروهیوادونو کې خپلو ادوته انتقال کړي، مخلوع پاچائې د کارمل په څېر په خپلو عسکري طیارو کې کابل ته را انتقال کړ او دحفاظت لپاره ېې د ایتالیې عسکري قطعه کابل ته راو لیږلي له، دبن په غونډی کې ېې دخپلې خوښې دلې راغونډې کړي. دخپلې خوښې فیصلې ېې په دوی امضا کړي. په افغانستان باندې دخپل ناروا تیرې او پدې هیواددیوه لاس پوځي حکومت دتپلو موافقه ېې لدوی نه واخسته، دلویې جرګې دجوړولو لپاره ېې دخپلې خوښې داسې کسان په یوه کمیسون کې راغونډکړل چه نه دکومې سیاسې دلې لخوا معرفې شوي نه له کوم افغان نه ددوی په هکله تپوس شوی اونه ددوی حیثیت او سابقه چاته معلومه وه ددوی جرګې ته دهماغه ځواکو نو استاځې دعوت شول چې د بهرنیو ځواکونو په مرسته د افغانستان په بیلو بیلو سیمو مسلط شوي.

کفری طاقتیں افغانستان میں اپنی مرضی کے لشکر بنا رہے ہیں: همداکفري ځواکونه اوس د افغنستان لپاره دخپلې خوښې نوی اردو جوړوي. افراد او افسران ئې دانګریزانو، فرانسویانو، امریکائیانو او ایتالیانی افسرانو په لاس روزل کیږی ی. دهیواد لپاره نوی قضائې نظام جوړوي او قاضیان ئې په ایتالیاکې تربیح

کوی. دهیواد لپاره ئی داسی نوی علمائی تعلیمی نصاب جوړ کړچی د مجاهدینو او دطالبانو دوخت د اسلامی تعلیمی نصاب ځای ونیسی. دبی دینی او اخلاقی فساد دخوروللو لپاره ئی پراخی هلی ځلی پیل کړی او نوپداسی حالت کی چی د افغانانو خپلوا کی سلب او ملی حاکمیت پی تر پښو لاندی شوی ددوی برخه لیک دپر دیویه لاس کی او دپر دیو دخوښی افراد او ډلی وربا ندی مسلط شوی دهیو اداسلامی هویت له سخت ګواښ سره مخامخ دی اوپداسی حال کی چی امریکانیانو په افغانستان باندی دو حشیانه بریدپه ترځ کی تر 25000زیات افغانان په قتل ورسول دافغانستان تول ملکی او نظامی هوائی میدانونه ئی تخریب کړل، تولی ملکی او نظامی طیاری ئی وسوزولی، ګن شمیرکلی او ښارونه ئی وران کړل،په زرهاوو تنه بمونه ئی په افغانستان وورول مخکنی رژیم ئی نسکور کړ، دهغه په ځای ئی دخپلی خوښی نظام اوواکداران په افغانستان تحمیل کړل، دلته ئی ګن شمیر نظامی ادی جوړی کړی او په زرهاوو پردی فوځونه ئی پدی هیواد کی مستقر کړل، او بیائی دخپلی بریندی او ایستل شوی توری لاندی دخپلی خوښی کسان دلویی جرګی ترغو لونکی نامه لاندی راغوند کړل، تر څوهغه نظام ته مشروعیت ورکړی چی دوی دلیږری بمونویه زور په افغانانو مسلط کړی، همدی د امریکا ئینانو لخواجوړی شوی جرګی د افغانستان لپاره هغه حکومت ته د اعتماد رای ورکړه چی امریکایانو لا دمخه جوړ کړی وو. هم ئی ترکیب ددوی لخواجوړشوی او هم ئی رئیس او دکابینی غړی ددوی لخواغوره شوی وو. جرګی فقط لا سونه او چت کړل او امریکائیانو پدی لاس اچتو لو استنادو کړاوټر بوالوته ئی وویل چی داده مونږ په افغانستان کی دطالبانو دډیکتاتوری نظام په ځائی یو ښکلی دیموکراتیک نظام او دخلکو دخوښی حکومت جوړکړ، ددی دیمو کراسی بنسټ له هیوادنه بهرپه بن کی کیښو دلی شوی، هلته امریکائیانو دهغو د لو استاځی راغو ند کړل چی په افغانستان باندے ئی د امریکا دحملی ملاتړ وکړ اوپه جګړی کی ئی دامریکا دځمکنیو فوځو نو په څیر عمل و کړ امریکائیانودبن جرګه پداسی وخت کی دائیره کړه چی د طالبانو واکمنی په نسکو ریدووه او امریکائیانو غوښتل چی لدی جرګی نه له یوی خوا په افغانستان باندی دخپل وحشیانه او ناروانیری دمشروعیت سند ترلاسه کړی او نړ بوالوته داحمله دافغانانو دغوښتنو مطابق وښیی اوله بلی خوادافغانستان لپاره راتلو نکی امریکائی نظام د افغان ولس دخوښی نظام معرفی کړی دبن جرګی هم د حملی ملاتړ وکړ اوهم ئی دراتلو نکی نظام هغه ترکیب تائید کړچی طرحه ئی امریکائیا نوور اندی کړی وه اوهم ئی هغه چاتا رای ورکړه چی امریکائیانو دهمدی نظام په سرکی دده راوستل غوښتل.

<u>طالبان کے نظام میں جان ومال</u>: افغانان وائی دطالبانو په نظام کی خوکم له کمه زمونږ سر، مال او ناموس

خوندي وو۔ په لوېو لارو کې امنيت وو، بهر نهو څوا کونو په مونژ حکومت نه کولو دکو کنارودنه کرلو په هکله دطالبانو بوه رسمي پرېکړه پداسې قطعي طور عملي شوه چې ددوي ترسلطې لاندي په ټولو سيمو کې هيڅ سيمې کې دچاسر خوندي دي، نه مال او نه عزت اوناموس جانېان په مونژ مسلط شوي۔ د ملک واګي د پردېواوددوي دمفسدو ملګروپه لاس کې دي، غله، داړه ماران او بدنام جنايتکاران په افغانستان حکومت کوي۔ امريکاڼپانوچي له افغانستان سره دملېو نها وودالرو مرستو دعوي کوي، دروغ وايي که ددوي لاس پوڅي اداره نه دپوهنتون دڅو محصلېنو دلېلي ستو نځه حل کولي شي۔ نه له معلولېنو سره مرسته کولي شي۔ نه سړک پل مکتب ، مدرسه، جومات اوروغتون جوړولي شي، نو امريکا ټپان دي وواپي چې دوي له چاسره مرسته کړي او دامرستې د افغانانوله وژلو او ددوي په کلېو او کورونو دبمونوله ورولونه پرته چېرته مصرف شوي۔ددوي له مبتذلو فېلمنو او سندرو، ناپت کلپو نو، رقص، نڅا او موسيقې، شراب او قمار، بې دېنې او اخلاقي فسادنه پرته نور څه افغانانو ته راوړي، آپا آزادي او دېمو کراسي هم داده چې ښځې سر او پوندي لوڅې کړي او دېن ، اخلاق، پت او عفت ته شاکړي او نارېنه پتلون و اغوندي او نېکتاپي وتړي، غربي الحادي کلتور خپل کړي، د امريکاڼپانويه ورااندي وسله په ځمکه کېښ دي او دېمن ته تسلېم شي؟

<u>پاکستان نے بھی امریکہ کو اڈے دیئے</u> : په پاکستان کې هم امريکائې ځواکونوته نظامي اډي ورکړي شوي۔ له همدي اډو نه په استفادي سره امريکائې ځواکونويه افغانستان برېدوکړ، اودادي تراوسه له همدي اډونه ددوي طپاري الوتنې کوي اويه افغانانو بمونه وروي۔ دامرېکا د اېف بي آي مامورېن په پاکستان کې په خلاص لاس عمليات کوي۔ له طالبانو او القاعدي سره دتړاوترنامه لاندي هر څوک په هروخت او هر ځاي کې نېولي، تړلي او بندي کولي شي۔ ددوي له چار چلند نه داسې معلومېږ ي چې د پاکستان اصلي و اکمنان دوي وي، او دلته دهر څه کولو حق لري!!

څنو پاکستاني چارواکو د افغانانويه ضدله امريکاڼپانوسره دملګرتيايه اړوند دادلېل وراندي کولو چې پدي سره به امريکا د پاکستان نوم دتروريستانو د حامي هېوادو نوله لست نه حذف کړي او دکشمېردلانجې په حل کولو کې به دي پاکستان مرسته وکړي، خوددې بي ځايه طمعې خلاف امريکاڼپانو کشمېري دلې دترورېستي دلويه لست کې ونېولي۔ پاکستاني چارواکي ئې ترفشار لاندي ونېول چې دادلې منحل، دفترونه ئې بنداوغړي ئې ونېسي۔

ددي حقايقو په رڼا کې هر بااېمانه او باضمېره انسان قضاوت کولي شي چې افغانستان دکفري ځواکونويه

لاس اشغال شوی، خپلو اکی اوملی حاکمیت ئی دیهود انواو نصاراوو لخو اسلب شوی او اوس د اهپو ادله شک او تردید نه پرته په دارالحرب بدل شوی او اوس په هر مسلمان نروی که ښځه، جهاد فرض عین دی پدی کی چی څوک شک څرګندوی، پاله دین نه یی خبره دی یا له خپل دین، عزت، هیو اداو خپلو کی نه د دفاع همت نلری۔

راشي وګورو چی قرآن له یهودانو او نصار اوو سره دملګرتیا په هکله مونږ ته څه لا ربنو دونه کوی:

یآیها الذین آمنو الا تتخذو الیهود والنصرے اولیاء بعضهم اولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم ان الله لا یهدی القوم الظلمین۔ المائده ۵۱

ای مومنانو یهود او نصاری په دوستی مه نیسی، دوی په خپل منځ کی دیوه بل دوستان دی، اوله تاسونه چی چالدوی سره دوستی وکره، هغه ددوی له دلی څخه ګڼل کیږی ی او یقینا چی الله د ظالمانو دایله هیڅکله نه هدایت کوی۔

دا آیت دالا ربنودنی کوی:

مسلمانان به له یهود انو او مسیحیانو سره دوستی نکوی۔ دوی په خپلو کی ملګری دی، مخصوصا د مسلمانانو په ضد۔کوم کس چی ځان مسلمان ګڼی خوله یهودانو یا نصار اوو سره دوستی او ملګرتیاکوی، هغه مسلمان ندی یایهودی دی یا مسیحی۔ لدوی سره په **ملګر تیا** په حقیقت کی په ځان ، مسلمانانو او اسلام باندی ظلم کوی۔ داسی ظالمان دالله له هدایت نه محروم دی ددوی هیڅ خبره سمه او دالله دلاربنو دو نو مطابق نه ده۔

لدی دوستی نه چی هغوی کوم مقصد لری، الله به دوی په خپلو مقصد ونو کی بریالی نه کری۔

اوس راشي وګوروچی قرآن دهغو کسانو په هکله څه وائی چه دکفری ځواکونو په خلاف له جهادنه دیده کوی او نورله جهادنه منع کوی؟

قد یعلم الله المعوقین منکم والقائلین لاخوانهم هلم الینا ولا یاتون الباس الا قلیلاً۔ اشحه علیکم فاذا جاء الخوف رأیتهم ینظرون الیک تدورأعینهم کالذی یغشی علیه من الموت فاذا ذهب الخوف سلقو کم بالسنته حداد اشحة علی الخیر اولٰئک لم یومنو ا فاحبط الله اعملهم وکان ذلک علی الله یسیراً۔ الاحزاب ۱۸، ۱۹

دامبارک آیت چی د جهاد مخالفین ئی معرفی کری څو مهمو مسئلوته اشاره کوی۔

الله ج دوی ښه پیژنی، که هر څومره بهانی وکری، خلک وغلوی، دخپل ناروا دریځ لپاره غولونکی دلائل وراندی کری، الله ج ته هم ددوی عمل معلوم دی هم ئی دزره کیفیت.

دوی په عملي جهاد کې برخه نه اخلي مګر ډېر کم او دمجبوریت په وجه۔ خپل ملګري هم له جهاد نه منع کوي۔

په مجاهدینوئي بري او فتح نه لوربنیږي۔

دخوف اوویرې په حالت کې ئې وضعیت داسې وي لکه مرګ مې چې په سترګو ګوري او دمرګ هېو لا ده ته خوله خلاصه کړې وي۔ چې دویرې حالت ختم شي نودخپلو تېر و ژبوتوري له تېکې راوباسي او دمجاهدینو په خلاف شدید تبلیغات پیل کړي۔ د تبلیغا تو اصلي انګېزه ئې مال او مقام ترلاسه کول وي۔

دوی ایمان ندی راوړی، ددوی دایمان دعوي خدای نه قبلوي۔

تول مخکني ښه عملونه ئې هم الله ج ختموي ددغو منافقینو ظاهري نېک عملونه دالله په وړاندې هېڅ قدراوقیمت نلري۔

الله ته داآسانه ده چې د مسلمانانو په ضد ددغو منا فقینو هڅې حبط کړي۔

چاچې دقرآن لاربنو دونوته رجوع کړې وي۔ پدې ښه پوهېږي چې دطاغوت سلطې ته سرټېټول او دهغه تر حکم لاندې ژوند باندې رضایت اوله هغه سره دوستي او ملګر تیا د ایمان منافي ده، او الله (ج) دهغه چا ایمان هېڅکله نه قبلوي چې دایمان دعوې کوي خوطاغوت ته سرټېټوي څوک چې په الله ایمان لري او دالله کتاب ئې لاربنو دوي۔ هغه به د امریکا جمهوررئیس جورج بش، دمصر دهغه فرعون په څېر ګڼي چې موسی (ع) ئې مقابلې ته لېږلی شوی وو په دې پوه کسان پدې پوهېږي چې داسلام له نظره جورج بش ددې زمانې فرعون دی، ترفرعون، نمرود او ابو جهل نه ستر طاغوت په حقیقت کې دمصر فرعون ددې فرعون په وړاندې ډېر وړوکی طاغوت ګڼل کېږي۔ دبش ملګري دفرعون ملګري دي او دده باایمانه مخالفین د موسی (ع) ملګري۔

کوم باایمانه اوپه دین پوه انسان پدې نه پوهېږي چې د امریکا خطر تر شوروي نه زیات دی او دامریکائیانودښمني له اسلام سره ترشورویانوزوره او زړه ده، امریکائیانو دنړۍ دټولو مسلمانانو لو مړۍ قبله ئې اشغال کړې، ددوی په وسلو او دخیښتو پېهو دانوپه ناولولا سو نو هره ورځ په لسهاووبې وسلې فلسطینیان وژل کېږي، د اسلامي نړۍ، ګنړ شمېر هېوادونه ئې اشغال کړي او په هریوه کې ئې نظامي اډې جوړې کړې او بې شمېره فوځونه ئې هلته ځای په ځای کړي، غواړي په ټولې اسلامي نړۍ حکومت وکړي اوټول هغه حکومتونه رانسکور کړي چې واشنګټن ته سرنه ټېټوي اوپه ټولې نړۍ دامریکا سلطه اوواکمني نه مني۔

امریکہ سے جہاد روس کے جہاد سے بھی افضل ہونے کے وجوہات : پدی کی شک نشته چی دامریکا په ضد جهاد، دروس په ضد ترجهاد نه افضل دی. څنگه به داجهاد ترمخکنی نه افضل نه وی چی عملا گوروامریکائیان هم په خپله زمونږ په خلاف جنگیږی اوهم یهودان زمونږ په خلاف جنگوی. خوروسانو دامریکائیانو برعکس دیهو دانو په خلاف دفلسطینیانو مرسته کوله، څنگه به افضل نه وی چی دشورویانو په ضد دتیر جهاد په دوران کی پاکستان، ایران او داسلامی نړی گنړشمیرهیوادو نو ستامرسته کوله، او ډیر کسان دهغو مرستو په وجه ستاپه څنگ کی و دریدل او ستاستو نځی ئی راکمولی، خواوس هغداملکونه هم دامریکائیانو خواته ودریدلی او دمظلومو افغانانو په ضد د امریکا په وحشیانه جنگ کی ستاد دښمنانو مرسته کوی اوته له الله نه پرته داتکاء او اتکال بله مرجع او ملجانه مومی که ته واقعاپه الله اعتمادو کړی. هغه ځان ته کافی وگنی. له دین نه ددفاع په خاطر او دا سلام ددی لوی او خطرناک دښمن د مقابلی لپاره جهاد ته ملاوتړی نو ستاد اجهاد پر ته له کوم شک او تردید نه تیرپرونی جهادته ډیر غوره او افضل دی.

مونږ هغو پاکستانی ورونوته حیران یو چی دشوروی په ضد جهاد کی ئی زمو نږ ملاتړ کولو او اوس دڅه لپاره مخالفت کوی؟

که خیره د اسلام او عقیدی وی اوس باید تر مخکی نه زیات دافغان مجاهدینو ملاترکړی، ځوک چی دامریکائی ځواکونو په ضد جهاد د شوروی ځوا کونو په ضد ترجهاد نه افضل نه گنی او دفرضیت په دروندوالی ئی باورنلری هغه نه په دین پوه دی او نه له دنیا نه خبر.

اقوام متحدہ کی مداخلت سے مسئلے کا حل خام خیالی ہے : ځنو افغانانو او پاکستانیانو داگمان کولوچی دملگرو ملتو نو دمداخلی په نتیجه کی به د افغانستان لا نجه حل شی. بهرنی لا سوهنی به متوقف شی، جگړه به پای ته ورسیږی ی، په هیوادکی به پادمنه سوله تامین شی، افغان ولس به دا موقع ترلاسه کړی چه خپل برخه لیک په خپله و ټاکی، او دخپلی خوښی صالح زعامت غوره کړی خو متا سفانه نه یواځی ددوی داهیلی ترسره نشوی بلکی هرځه ئی دخپلو هیلو او تمنیاتو خلاف ومونډل نه امنیت تامین شو، نه جگړه پای ته ورسیده، نه دجنگسالا رانو سلطه ختمه شوه، اونه بهرنی لا سوهنی متوقف شوی دوی په خپلو سترگو گوری چی پرونی مداخله کوونکی هیوادونه نن دملگروملتو نو ترسیوری لاندی زمونږ په کورنیو چارو کی لا سوهنی کوی، پرون پټ او نن ځر گند، پرون په غیر قانونی بنی کی او نن دملل متحد د مجوز درلو دوسره له هغو هیو ادونوته چی په افغانستان کی ئی دجگړواوربل کړاوخپلو پلوی دلوته دوسلو

او پهسوپه لیبنی لو سره دجګړودوام باعث شوو، بواځې پاکستان له صحنې نه ابستې شوې، هغه دېته اړکړې شو چې دخپلو ملګرو طالبانو د حکومت په ختمو لو او دهغوی په نبو لو اووژلو کې له امریکا سره مرسته وکړي، او دطالبانو څلورنیم سوه افغاني او غیر افغاني پلویان امریکائیانوته لاس تړلې ورکړې، داهغه کاروو چې نړۍ په تاریخ کې ئې ډیر کم مثال موندلې شو، هو، دامثالونه شته چې یوه هیوادد ي دخپلو ګټولپاره خپل ملګری بواځې پرېښې وي، او دزړوپه ځانئې نوې ملګری غوره کړې وي، خو دېردې دخوشحالولوپه خاطر خپل ملګرې وژل او دښمن ته لاس تړلي تسلیمول، ددې مثال کم له کمه د اسلامي هیوادو نو په تاریخ کې نشوموندلې، داڅلورنیم سوه کسان د اسلام او پاکستان خوانوبن ي وو، پاکستان ته ئې پناه وړې وه، ډیر په کشمیر کې د پاکستان دستر دښمن په ضد جنګیدلي وو، خود پاکستان چاروا کو هغدامظلومان د اسلام دښمنانوته لاس تړلي وسپارل، زما به دهغه پاکستاني چارواکې دبې همتې هغه خبره هیڅکله هیره نشې چې دیوه پاکستاني له نیولونه ددفاع په ترڅ کې ئې ووبل دې کس دعربانو ښځو او ماشو مانوته څوورځې په خپل کور کې په پټه ځای ورکړی وو نوځکه پو لیسانو نیولي او بند دي، د اعربان په افغانستان کې په شهادت رسیدلي وو او ماشو مان ئې خپل هیوادته دتلو په لارکې څوورځې پاکستان کې تم شوې وو، او هغه پاکستاني همدغو مظلومانو ته دپناه ورکولو په جرم بندي شوی.

داپداسې حال کې چې دشمالي تلوالي بهرني حامیان اوس هم او ترمخکې نه زیات خپلو ملګروته وسلې اولیږي لیبنی ی بریتانیا مخکې جنرال دوستم ته په پټه پیسې چاپولې خو اوس ئې دسوله ساتونکې ترنامه لاندې خپل فو ځونه زمونږ هیوادته رالیږلي لي، او حتي دملګرو ملتو نو دسوله ساتو ځواکونو قومنداني هم ورته سپارل شوې وه، داپداسې حال کې چې دبریتا نیا څو زره خاص ځوا کونه د امریکانیانو په څنګ کې له افغانانو سره جنګیدل او په افغانانو ئې بمونه وروول، ترکیې او او زبکستان هم له جنرال دوستم سره مالي او نظامي مرستې کولي حتې ګن شمیر فو ځیان ئې ددې ډلې ترڅنګ، دروسانوپه وخت کې او درو سانو له و تلو نه وروسته په افغانستان کې په داخلې جګړو کې بوخت وو، خو اوس یوداپساف دې ځوا کونو قومنداني په لاس کې اخلي او بل امریکائیانو ته اډې ورکوي او خپلې پلوې ډلې ته وسلې لیبنی ی روسیه او ایران په پراخ لاس اوپه پراخې پیمانې له شمالي تلوالي سره خپلو نظامي او مالي مرستوته دوام ورکړی، روسانو دسلو ملیو نو دالروپه بیه درنې او سپکې وسلې او نور نظامي مهمات خپلې پلوې ډلې ته ورکړل، او دادې د افغاني اردو دروزنې لړۍ ئې پیل کړې او دسرحدې ځوا کونو دروزنې لپاره ځان چمتو کوی.

<u>امریکہ اور برطانیہ کے خلاف مجاہدین کا مدد فرض ہے</u> : د افغانستان او پاکستان په او سنی حالت کې، په ټولو مسلمانانو دهغو کسانو ملګرتیا، مرسته اوملا تړ فرض دی چې د امریکائیانو او انګریزانو خلاف مقابله کوی دغو مجاهدینوته پناه ورکول، ددوی اسرار ساتل، لدوی سره مالی، ځانی او نظامی مرستې کول، ددوی دټپیانو معالجه او ددوی د شهیدانو درناوی دفرد فرد با ایمانه انسان دینی او مذهبی دنده ده مونږ ټو لو افغانانو او دنړی ټولو مسلمانانو ته بلنه ورکوچی د اسلام ددی ستر دښمن په خلاف پدی مقدس جهاد کی برخه واخلې، د اجهاد باید ترهغه ادامه وکړی چی ټول بهرنی فوځونه له افغانستان او له سیمی نه ووځي، دکفری ځوا کو نو سلطه پای ته ورسیږ ی او په افغانستان کی داسی اسلامی حکومت قائم شي چې مشران ئې شریعت ته التزام لری، د افغانستان له خپلواکي او اسلامی هویت نه دفاع کوی او په هیواد کی محمدی شریعت قائموی۔

دهر مسلمان باید داعقیده وی چی قهر خدای جل شانه به دانوی اشغالګران د مخکنیو په څیرله ماتی او رسوائی سره مخامخ کوی، او امریکا او ملګری به ئی دشوروی اتحاد په څیر په ذلت او رسوائی اخته کوی۔ مجاهدینو ته به په دښمن بری ورکوی او دیوه بل مغرور کفری ځواک دراپرزو لو شرف او افتخاربه ددوی په برخه کوی او پدی ترتیب په ټوله نړی او مظلوم ولسونه د امریکاله شرنه ژغوری۔

په احترام ستا سو ورور حکمتیار افغانستان

(۵)

(گورنر جنرل فضل حق سے ملاقات کیلئے مشاورت)

محترم او فاضل مشر مولانا صاحب سمیع الحق السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته، محترما! زمونږ ه یووفد د محترم انجنیر صاحب عبیدالله دحکمتیار صاحب معاون د معاون په مشری نن شپ ستاسو حضور ته راځي۔ انشاء الله بیا به په مسایلو بحث او غورو کرو۔ په باطل باندی دحق دغلبی په هیله۔

والسلام ستاسی ورور غیرت بحیره

محترم مولانا صاحب كه امكان لرئ او زمونږ دو فد لپاره له فضل حق صاحب سره دلېد وزمېنه مساعده

كړئ ډېره مهرباني به مووئ.

(٦)

(زاہدان کے اہم اجلاس میں حزب اسلامی کا افغانستان کا بحران حل کرنے کیلئے ایک جامع اور عملی ایجنڈا)

بسم الله الرحمن الرحيم بريکره لېک

دحزب اسلامي افغانستان، مشورتي شورئ د زاهدان په مهمې او تاريخي غونډئ کې، د افغانستان د بحران د حل لپاره يوه جامع او عملي طرحه پداسي حال کي د برخه والو په اتفاق رائ سره تصويب کړه چي د خصو متونو او جګړو په فوري خاتمې، د سولې او روغې جوړئ او دټولو افغاني خواووترمنځ په صادقانه تفاهم او دهېواد په کورنېو چارو کي د پردېو د هرراز لاس وهنو په توقف بې تاکېد کولوء ددئ طرحې مهم ټکي دا دي:

١- په جګړوکي ښکلر خواوو ته دلاندئ موادوسره د موافقې بلنه ورکول:

الف- دحکمېت او دمنازعاتو دحل او فصل لپاره، اسلامي شريعت ته رجوع.

ب- بېن الافغاني مذاکرات.

ج- دائمي اوربند.

د- دټولو اسراوو بلا قېد او شرط او فوري آزادئ.

ه- په پردېو پورئ له ټرلو اوله بهرنه د مالي او نظامي مرستو ترلاسه کولو نه ډډه.

و- د موقت غېر ائتلافي حکومت په سر توافق.

ز- هغداموقت حکومت به د مکلفېت د دورئ په اساس ملي اردو جوړوئ.

ح- په پايکي به د اسلامي اصولو سره سم انتخابات تر سره کېږي.

٢- د ګاونډېو او په جګړو کي د ښکېلو پلو له حامي هېوادونو سره پدئ هکله تماس چي:

الف۔ افغانی دولته له خپلو مالی او نظامی مرستونه د به وکړی۔

ب۔ پری نیں دی د دوی د فضا او ځمکی له لاری نورځواکونه زمونږ په کورنیو چارو کی مداخله وکړی او جګړه کوونکو دولته وسلی او پیسی انتقال کړی۔

۳۔ مونږ ټول صالح، مومن له جګړونه متنفر او دسولی پلوی ځواکونو او شخصیتو ته بلنه ورکوو تر ځودسولی له کاروان سره ملګری شی او دا ورانونکی جګړه پای ته ورسوی۔

۴۔ متحارب فریقین میں مصالحت اور مفاہمت : هره هغه دله چی دجګړی په دوام ټینګار کوی او دسولی په وړاندی خندونه را ولا روی، د سولی پلویان به دخپل ولس سره یوځای، او په ټول توان طاقت سره، ددی خندونو دختمو لو، کده او جدی هڅه کوی او دهغو ځوا کونو مـلا تړ به کوی چی د سولی لدی عادلانه او عملی طرحی سره توافق کوی۔

رب العالمین ته دعا کوو چی دا د سولی وړاندیز د مظلوم افغان ولس د ټولو کړیدلو پرګنو پراخ مـلاتړ ترلاسه کړی او لدی لاری وتوانیږ و چی د شهداوو، مجاهدینو او ټول افغان ولس دمقدسو آرمانونو د تحقق او دسولی د تامین او د داسی اسـلامی دولت د تشکیل په لا ره کی مؤثر کامونه او چټ کړو چی سل په سلو کی په اسـلامی اصولو ولاړ او د مؤمن او شهید پالونکی افغان ولس د ارادی مظهر وی او پدی ترتیب، خپل الهی مسؤ لیت ادا او د ایمان او ضمیر غبږ ته مولبیک ویلی وی او د قرآن پدی وینا موعمل کړی وی چی فرمایی:

که د مومنانو دوه دلی په خپلو کی ونښتلی، د دوی ترمنځ روغه جوړه وکړی، خوکه یوی دلی په بلی تیری وکړ، له تیری کونکی سره ترهغه وجنګیږ ی چی دالله حکم ته راو ګرځی، که راوګرځیده، د دوی ترمنځ په عدل سره سوله وکړی او قسط تامین کړی، یقیناً خدای مقسطین خوښوی، مئومنان فقط دیوه بل ورونه دی، نو دخپلو دوو ورونو ترمنځ سوله وکړی، اوله خدای نه وویریږ ی ترڅو دربانِدی رحم وشی۔

صدق الله العظیم(الحجرات ۹ او ۱۰)

مولانا صبغۃ اللہ مجددی[1] رئیس جبھہ ملی نجات افغانستان

(۱)

۱۵/فروری ۱۹۸۸ء (ملاقات کیلئے آمد مگر عدم موجودگی دوبارہ آنے کی اطلاع)

فضیلت مآب محترم مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جہت ملاقات شمادر سانذن امانتی کہ نزدم بود آمدہ بودم نہ جناب شماونہ فرزندان شما بخانہ بودند۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز پنجشنبہ کوشش میکنم از اسلام آباد نزدشما مشرف شوم، موفق باشید وخداوند کریم حافظ وناصر شما۔

شب سہ شنبہ ۱۵ فروری ۱۹۸۸ء صبغۃ اللہ مجددی

(۲)

(جہاد افغانستان پر خصوصی توجہ کا شکریہ)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل۔ جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا پر لطف چٹھی ملا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے جو اس تاریخی کانفرنس جہاد افغانستان کے مسئلہ پر اور اتحاد عالم کے بارہ میں خصوصی توجہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو کامیاب بنائے۔ اگر مجھے وقت مل جائے تو انشاء اللہ حاضر ہونگا۔ آپ کا بھائی صبغۃ اللہ المجددی

(۳)

(تقریب دستار بندی کی دعوت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَلَو لاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْ قَةٍ مِنهُمْ طَا ئِفَة لِيَتَفَقَّهُوْ ا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِ رُوا قَوْ مَهُمْ إِ ذَا رَجَعُوْ ا إِلَيْهِم لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُون ط

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب قائد جمعیت العلماء السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اما بعد: خواھشمند یم تا غرض اشتراک درمحفلیکہ بمناسبت د ستار بندی فارغ التحصیلان مدارس دینی بروز دوشنبہ تاریخ ۱۹۸۸/۴/۴ ھ ش از طرف جمیعت طلبہ جمیعت العلماء محمدی بر گذار میگردو تشریف آور دہ مارا ممنون سازید والسلام مع الاحترام. از طرف: حضرت صبغۃ اللہ مجددی مؤسس ورئیس جمیعت العلماء محمدیؐ ورئیس جبھہ عمر ملی نجات افغانستان آدرس: چارسدہ روڈ نشاط مِل، دفتر جبھہ ملی نجات افغانستان

(۴)

جناب محترم دمبارک نوی اختر پہ مناسبت تاسو جناب تہ دزرہ پہ مینہ مبارکی درکوم، تاسوتہ دسعادت دعاکوم او دپاکستان دمسلمان ملت دینی او دنیوی ترقی او خوشحالی غوارم.

حضرت صبغۃ اللہ المجددی دافغانستان دنجات ملی جبھی رئیس

---

[1] افغانستان کی آزادی کے بعد افغانستان کے اولین صدر کا اعزاز پایا۔ افغانستان کے مجددی خاندان سے تعلق ہے۔ افغانستان کے سات جہادی پارٹیوں میں ایک پارٹی جبھہ ملی نجات کے بانی اور سربراہ ہیں مگر کرزئی اور امریکیوں کے تسلط کے بعد بدقسمتی سے ان کے کیمپ میں چلے گئے۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ اس سے پہلے بھی طالبان اور امیر المومنین ملا عمر کو قلباً قبول نہیں کیا تھا۔ ناچیز سے طویل مشفقانہ تعلق رہا۔

(۵)

(فضل الرحمان مجددی بدرالمشائخ کی وفات پر تعزیت کا شکریہ)

فضائل همراه دانشمند جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. از همدردی بی شائبه و غم شریکی شما نسبت وفات مرحوم و مغفور حضرت فضل الرحمن مجددی "بدر المشایخ" رحمة اللّٰه علیه که باما نموده اید مشکور بوده از خالق بی نیاز تمنا مید اریم تاهمه دوستان را از دردو الم دور داشته و در حفظ خود داشته باشد. صحت و سلامتی شماو مربوطین راخواسته و طالب مغفرت آن مرحومی میباشیم جای شک نیست که درطول ده سال ملت ستمدید افغانستان بخون طبیده بهترین کسان خودرا ازدست داده وخاصتاً خاندان مجددی. بهر صورت رضای حضرت او تعالیٰ براین است که میفرماید "کل شی ها لک الا وجهه" همه رفتنی است و حکم بر این است. مرگ صاحبدل جهانی را دلیل کلفت است، شمع چون خاموش گر ددداغ محفل مشیو دبلی. از مابه جز صبر کاری ساخته نیست محبت شما باعث تسکین خاطر شد. حضرت خداوند بشما پاداش نیک وباز ماند گان راصبر عنایت فرموده. وان مرحوم اِکه با آرزوی وطن. وصد هاحسرت چشم از جهان بست جنات النعیم نصیب شان فرماید. والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

محمد هاشم مجددی (محمد هاشم مجددی صبغة الله مجددی فضل علی مجددی)

(۶)

محرم الحرام ۱۴۰۹ / ۱۹۸۸/۹/۱۱ء

فو ت و انتقال عارف ربانی و عالم حقانی حضرت مولانا عبدالحق قدس سره العزیز یک ضائعه بزرگ نه تنها بلدرس پاکستان عزیز بلکه بلدری افغانستان وهمه امت اسلامیه بوره، احسان مستقیم و خدمات مستقیم وغیر مستقیم آنجناب طلبه و علم و علماء و دین مقدس اسلام غیر قابل فراموشی بشت، خداوند کریم جل شانه روح ایشا ندا شادو صفوف انبیاء و صدیقین و شهداء الشاز احشر نما ید وازار گاه رب العزت التماس میکنیم که برکات وفیو ضات شاندا بالا اولا دو فتوبین شان خصوصاً خلف الصدق شان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ارزانی ارد واین خاندان علم وفضل صاحب در حفظ و امان خود نگهدارد. وما ذلک علی الله بعزیز.

زنده جاوید ماندهر که نکو نام زیست کز تهبس ذکر نیک زنده کند نامرا

حضرت صبغة اللّٰه مجددی رئیس جمعیت العلماء محمدی

رحیم اللہ مجددی

صاحبزادۂ پیر صبغۃ اللہ مجددی سابق صدر افغانستان

(۶)

۳ذولحجةالحرام ۱۴۱۸ ھ

دافغانستان دنجات دملی جبهی دگران لاربنوداوددی تنظیم له خوا تاسوته دنیکمرغه اخترمبارکی وایم اودلوی خدای جل جلاله څخه ستاسو سعادت اودگران افغانستان اودټولــــی اسلامی نړۍ آرامی اوسوکالی غواړم. رحیم الله مجد دی‌دمیاسی چارواودخوانانودسازمان رئیس

On behalf of the Afghan National Liberation Front and its honourable leadership I felicitate you on the auspicious occation of Eid and extend our best wishes. Rahimullah Mojaddedi Director

ANLF Political Department and Youth Organisation

ڈاکٹر ذبیح اللہ مجددی ابن رئیس افغان عبوری حکومت

عالم ربانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی رحلت نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کے لیے ایک عظیم المیہ ہے، اس سانحہ سے اہل علم اور وہ لوگ جو کہ علم اور علماء سے محبت رکھتے ہیں کو بہت رنج پہنچا خداوند قدوس آپ کی روح کو جنت الفردوس میں شاد رکھے۔ آمین (ڈاکٹر ذبیح اللہ مجددی)

(مولانا صبغۃ اللہ مجددی کی شیخ الحدیث کی تعزیت کیلئے حقانیہ آمد اور خراج عقیدت)

تین ماہ بعد اب جب پاکستان حاضر ہوا ہوں تو حد درجہ غم وحزن، رنج وملال ہوا اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ عالم اسلام کی دو اہم شخصیتوں کے تعاون اور سرپرستیوں سے مسلمان امت بالخصوص افغان مجاہدین محروم ہو گئے ہیں۔ ایک علمی وروحانی شخصیت جس نے میدان جہاد میں افرادی قوت کے اعتبار سے علماء اور فضلاء مرحمت فرمائے وہ حضرت مولانا فاضل گرامی عارف ربانی عالم حقانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی تھی۔ یہ امت کا ایسا نقصان ہے جسکی تلافی ہماری نظر میں ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ قادر ہے اور یہ اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے کہ وہ مرحوم کے جانشینوں سے مولانا مرحوم ہی کا کام لے لے۔ ہمیں یقین ہے کہ مولانا مرحوم کے جانشین مولانا سمیع الحق و دیگر صاحبزادگان ایک عارف ربانی اور عظیم والد کی تربیت کے صدقے مادیت، مغربیت، آرائش اہل دول یا اغیار حق کے سامنے اپنا سر ہرگز نہ جھکائیں گے اور انشاء اللہ آخر تک اپنے عظیم والد جو پاکستان اور افغانستان کے مسلمانوں بلکہ امت کیلئے ان کا وجود قابل افتخار تھا، کے مشن کی تکمیل میں لگے رہیں گے۔ دوسری شخصیت صدر ضیاء الحق مرحوم کی تھی جو مادی اور سیاسی اعتبار سے بین الاقوامی مجالس میں جہاد افغانستان کی بھرپور وکالت کررہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سراپا اخلاص تھے۔ وہ عظیم شخصیت عارف روحانی اور عالم ربانی تھے جو کسی دولت کسی قدرت، کسی مادیت اور جبر واستبداد کے سامنے کبھی بھی نہیں جھکے۔ انہوں نے ساری زندگی استغنا اور قناعت میں گذاری۔ انہوں نے اپنے لیے فقر و بے کسی اور بیچارگی کی زندگی کو پسند کیا۔ یہ مرکز دارالعلوم انکے اپنے اخلاص کے برکات سے قائم رہا جس کی بقاء اور ترقی کے یہ مناظر دیکھ کر خود ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ مرحوم کی شفقتیں اور الطاف انکے علم ظاہری وباطنی کے کمال پر دلالت کرتے رہیں۔

(رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب دکتور عبداللہ عمر نصیف اور افغان عبوری حکومت کے صدر جناب پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی کی دارالعلوم تشریف آوری)

۲ جون ۱۹۸۹ء بروز جمعہ! رابطہ عالم اسلامی کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب دکتور عبداللہ عمر نصیف جب گذشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو انہوں نے از خود مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے تعارفی اور مطالعاتی دورہ اور دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔عرب علماء، سکالروں اور اپنے رفقاء سمیت دارالعلوم حقانیہ حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کی۔مولانا سمیع الحق مدظلہ اور دارالعلوم کے اکابر اساتذہ ومشائخ نے ان کی تشریف آوری کو دارالعلوم کی علمی و دینی خدمات اور بین الاقوامی سطح پر اس کا اعتراف قرار دیتے ہوئے اسے خوش آئند قرار دیا۔چنانچہ موصوف حسب وعدہ معینہ وقت پر بروز جمعۃ المبارک تقریباً ایک بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق، نائب مہتمم مولانا حافظ انوارالحق، طلبہ واساتذہ، اکابر علماء، معززین شہر اور جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی و پارلیمانی راہنماؤں مولانا قاضی عبداللطیف سینیٹر، مولانا شہید احمد ایم این اے، مولانا نعمت اللہ ایم این اے نے ان کا شاندار استقبال کیا۔طلبہ نے دورویہ کھڑے ہوکر استقبالیہ فلک شگاف نعروں سے اضیاف مکرم کے لیے دیدہ ودل نچھاور کیے۔

جناب دکتور عبداللہ عمر نصیف کے ارکان وفد میں افغان عبوری حکومت کے صدر جناب پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی، جناب شیخ عبدالمجید زندانی وزیر الیمنی، جناب شیخ فہد مصری کے علاوہ کئی ایک نامور عرب سکالر اور دانشور بھی شامل تھے۔مہمانوں نے مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کی معیت و راہنمائی میں سب سے پہلے تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول کا معائنہ کیا۔نصاب تعلیم، طلبہ کی تربیت، اساتذہ کا تعلیمی طریق کار اور طلبہ کی دینی شکل وصورت اور ذہانت اور نظم وضبط دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور اپنے مختصر خطاب میں انہیں بڑے حوصلہ افزا کلمات سے نوازا۔وہاں سے فارغ ہوئے تو دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات، دفتر اہتمام، دارالافتاء موتمر المصنفین ماہنامہ الحق، شعبہ تخصص فی الفقہ، دارالحفظ والتجوید کا اجمالی معائنہ فرمایا۔ہر جگہ سادگی، کفایت شعاری اور خالص اسلامی رنگ کے غلبہ اور دینی نہج پر حیرت واستعجاب کے ساتھ ساتھ بڑے اطمینان، مسرت اور کمال سرور کا اظہار فرماتے رہے۔معزز مہمان ڈیڑھ بجے جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو مسجد میں دارالعلوم کے طلبہ اور عامۃ المسلمین کا عظیم اجتماع بن چکا تھا۔مسجد، صحن مسجد، باہر کے چمن کھچا کھچ بھر چکے تھے، مسجد کو اپنی وسعتوں کے باوجود تنگدامنی کی شکایت تھی۔دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اولاً مہمانوں کا تعارف کرایا اور پھر اضیاف کی دارالعلوم تشریف آوری پر ان کا عربی زبان میں بھرپور شکریہ ادا کیا اور جناب دکتور عبداللہ عمر نصیف کو خطاب کی دعوت دی۔انہوں نے اپنے مفصل خطاب میں مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کی عظیم دینی وتاریخی خدمات بالخصوص جہاد افغانستان میں مرکزی کردار کو ایک لازوال تاریخی کارنامہ قرار دیا۔اور اب کے سیاہ انقلاب میں مولانا سمیع الحق کی دینی اور اسلامی مساعی کو خراج تحسین پیش کیا۔افغان عبوری حکومت کے سربراہ مولانا پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی نے اپنے عربی خطبہ جمعہ میں جہاد افغانستان کی تازہ ترین صورت حال، مسلمان ممالک کی ذمہ داریاں، پاکستان کی حالیہ حساس ذمہ داری، دینی قوتوں کی بیداری، دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کا جہاد میں مرکزی کردار اور اس سلسلہ میں مستقبل کے عزائم پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کی دعوت پر نماز جمعہ بھی حضرت مجددی صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔نماز جمعہ کے بعد مولانا سمیع الحق مدظلہ نے دارالعلوم کے مہمان خانہ میں اضیاف محترم کو ظہرانہ دیا۔اور اس موقعہ پر عالم اسلام کے اہم ترین مسائل بالخصوص جہاد افغانستان اور پاکستان کی حالیہ نازک ترین سیاسی صورت حال پر تفصیل سے تبادلۂ خیال کیا۔اس موقعہ پر رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب دکتور عبداللہ عمر نصیف اور افغان عبوری حکومت کے سربراہ جناب پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی نے خطابات فرمایا۔

(الحق جلد ۲۴ شمارہ ۹ جون ۱۹۸۹ء صفحہ ۵۷،۵۸)

(دارالعلوم حقانیہ اتحاد امت اور جہاد افغانستان)

الشیخ دکتور عبداللہ عمر نصیف سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی اور جناب پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی صدر افغان عبوری حکومت کی مورخہ ۲ جون ۱۹۸۹ء کو مرکز علم دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری کے موقعہ پر نماز جمعہ سے قبل اساتذہ و مشائخ اور طلباء اور عامۃ المسلمین سے خطاب کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

(ادارہ)

(الشیخ دکتور عبداللہ عمر نصیف کا خطاب)

خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا:

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقعہ مرحمت فرمایا کہ آپ کے اس عظیم جامعہ دارالعلوم حقانیہ، جس کی مرکزیت اور تاریخی کردار سے متعلق بہت کچھ سن چکا تھا، کی زیارت کرسکوں اور پھر یہاں کے اکابر مشائخ اور آپ حضرات کی ملاقات کی سعادت بھی حاصل ہوگئی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ آپ کو علوم دینیہ کے اندر مشغول رکھا ہے، تحصیل علم دین اور اشاعت علم کی توفیق بخشی ہے۔

یہ دور بہت پرفتن دور ہے۔ اس دور میں مختلف طریقوں سے، عجیب وغریب اور خطرناک فتنے عالم اسلام پر مسلط ہورہے ہیں، فتنہ اور فساد پورے معاشرہ میں پھیل چکا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس طلب علم اس زمانے میں ایک عظیم جہاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا جائے اور علم حاصل کیا جائے اور پھر تمام عالم اسلام کو دین حق کی طرف دعوت دی جائے۔ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی کوشش کی جائے اور اصلاح معاشرہ کی سعی کی جائے کہ یہی رضائے الٰہی کا راستہ اور قرب خداوندی اور نجات و فلاح کا راستہ ہے۔

پاکستان کی اساس نفاذ اسلام: آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کا قیام محض اسلام کی خاطر عمل میں آیا تھا، اب یہاں کے مسلمان اس عظیم مقصد کے حصول اور مشن کی تکمیل کے سلسلہ میں اس بات کے بہت زیادہ محتاج ہیں کہ وہ اپنی کاوشیں منظم کریں، نوجوانوں کی تربیت کریں، باہمی اعتماد اور بھرپور اتحاد کا مظاہرہ کریں، کیونکہ پاکستان کی اسلامی حیثیت اور اس کی نظریاتی اساس کے خاتمہ کے لیے بہت بری سازشیں کی جارہی ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں مستعمرین، صیہونی اور یہودی سب یہی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر نفاق پیدا کیا جائے اور پھوٹ کی فضا قائم ہو اور اسلامی معاشرہ کو تہس نہس کر کے افتراق و انتشار کو ہوا دی جائے۔ اس عظیم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا یہ فریضہ ہے کہ ان سازشوں کی مدافعت اور بھرپور مقابلہ کرنے کے لیے اپنی کوششیں تیز سے تیز تر کردے اور اپنی سابقہ تاریخی اور شاندار روایات کو قائم رکھے۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپس میں تعلق والفت، محبت، اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم کریں کیونکہ سارے مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں۔ مسلمان آپس میں تعاونوا علی البر والتقویٰ کریں۔ یعنی نیکی اور تقویٰ کی باتوں میں ایک دوسرے کی نصرت و حمایت کریں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان سارے کے سارے بمنزلہ جسد واحد کے ہیں، جس کے تھوڑے سے حصے کو تکلیف ہوتو پورا جسم تکلیف میں رہتا ہے۔

جہاد اور افغانی قائدین کے اتحاد میں حقانیہ کا کردار: مجھے اور پورے عالم اسلام کو اس بات پر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ جامعہ

حقانیہ جہاد افغانستان کی امداد و حمایت میں پورے اخلاص سے حصہ لے رہا ہے اور جامعہ ہذا کے فضلاء، اساتذہ اور طلبہ کی اس عظیم جہاد میں بھر پور نمائندگی اور قیادت کا مرکزی کردار ہے۔ جہاد افغانستان واقعۃً ایک عظیم جہاد ہے اس کی تکمیل اور کامل فتح مندی کیلئے مسلمانوں کی صفوں میں باہمی اعتماد، یکجہتی اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ مجھے یہ سن کر بھی بہت مسرت ہوتی ہے کہ اس جامعہ حقانیہ کا افغان قائدین، مجاہدین اور مسلمانوں کی صفوں کے اندر اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے سلسلہ میں بھی بڑا حصہ اور بنیادی کردار ہے۔ اور ہم بھی اور پوری امت مسلمہ ایسے عظیم جامعات کی طرف محتاج ہیں کہ ان کے فضلاء اور علماء مسلمانوں میں وحدت پیدا کریں، ان کے تشخص کا بچاؤ اور حفاظت کا اہتمام کریں اور یہ کام جامعہ حقانیہ جیسے اسلامی جامعات اور ادارے ہی کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا یہ اخلاص، للٰہیت اور یہ سلسلۂ جہاد جاری اور مستحکم رکھے۔

<u>فساد کی رفتار اور اصلاح کیلئے جدو جہد</u>: جس طرح آج کا عمومی ماحول اور اجتماعی معاشرہ بگڑ چکا ہے تو اس کی درستگی اور اصلاح کے لیے بڑے حوصلے، حکمت عملی، دوراندیشی اور صبر و استقامت کی ضرورت ہے، یکدم اور فوری طور پر ہم انقلاب برپا نہیں کر سکتے بلکہ یہ جدو جہد سالہا سال تک اور صبر آزما مراحل اور بڑی قربانیوں کی محتاج ہے۔ کیونکہ فساد کی رفتار بہت تیز ہے جس طرح آگ فوراً جنگل میں پھیل جاتی ہے اسی طرح خرابی، بربادی اور فساد بھی تیزی سے معاشرہ کے اندر پھیل جاتا ہے اور پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اور بھلائی و اصلاح کی رفتار بہت کم ہے کیونکہ نفسِ انسانی بھی شہوات کی طرف آسانی سے مائل ہوتا ہے۔ تو ہم علم صحیح، عقیدۂ صحیح اور صحیح حکمت عملی کا راستہ اختیار کریں گے تب کہیں جا کر کامیاب ہوں گے۔

<u>مولانا سمیع الحق اور جامعہ حقانیہ کی کاوش کی تحسین</u>: آپ کا اور جامعہ حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا نہایت شکر گذار ہوں کہ آپ نے میرا والہانہ استقبال کیا اور اتنی محبت و اخلاص کا مظاہرہ کیا اور مجھے یہاں کے علمی و دینی ماحول، یہاں کے دینی کام، یہاں کے اساتذہ و طلبہ اور بابرکت مقامات کی زیارت سے سعادت مند ہونے کا موقع بخشا۔ اللہ تعالیٰ جامعہ حقانیہ اور آپ کی سعی کو جاری و ساری رکھے اور اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے۔ ان عظیم مقاصد اور انقلاب اسلامی کے مقدس مشن میں ہم آپکی، جامعہ حقانیہ کی اور اس کے مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب کی کاوشوں کی پوری تائید اور حمایت جاری رکھیں گے۔

اسی مناسبت کے ساتھ میں مولانا صبغۃ اللہ مجددی کی جامعہ حقانیہ میں تشریف آوری پر بھی بہت خوش ہوں اور ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور افغان مجاہدین نے میدان جنگ میں جس صبر و استقامت اور حوصلہ کا ثبوت دیا ہے پورا عالم اسلام اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاد افغانستان کو سازشوں اور فتنوں سے محفوظ و مامون رکھے اور اس عظیم جہاد کو کامیابی سے ہمکنار فرمادے۔ آمین

(مولانا پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی صدر افغان عبوری حکومت کا خطاب)

خطبہ مسنونہ کے بعد! حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، عزیز طلبہ! مخدوم محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں بھی چند منٹ آپ حضرات سے کچھ باتیں کرلوں۔ اب جو افغانستان کا عظیم جہاد شروع ہے اور اس کی فتح و نصرت میں قدرے تاخیر ہو رہی ہے اس میں اولاً ہمیں اپنے کردار اور اپنے حالات کا جائزہ لینا چاہیے، سب سے پہلے اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ واصلحو اذات بینکم..... الخ افغانستان میں جو ہم پر مصیبتیں آئی ہیں، مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں یہ سب ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ مگر الحمدللہ کہ افغان قوم نے بیداری کا ثبوت دیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ وانذار کے تازیانے کو سمجھے تو مقابلہ میں ڈٹ گئے، جہاد کیا اور خدا کا فضل و کرم ہے کہ روسی فوجیں افغانستان میں پسپا ہو گئیں۔

جہاد و ہجرت اور انصار مدینہ کا کردار: اللہ پاک نے افغان مجاہدین کو روحانی اور ایمانی قوت کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کی مادی طاقت بھی مرحمت فرمائی۔ آج جو پاکستان کے مسلمان، عالم عرب اور دنیائے انسانیت کے مسلمان ہماری مدد کر رہے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیقات اور عنایتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد اور ہجرت کی توفیق مرحمت فرمائی اور آپ حضرات کو انصاریت کا مقام بخشا بالخصوص مرکز علم دارالعلوم حقانیہ، اس کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم و مغفور اور مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ہمیشہ ہماری سرپرستی فرمائی، افغان مجاہدین کی بھرپور نصرت کی۔ یہاں کے فضلاء اور طلبہ نے میدان کارزار میں ہمارے ساتھ شانہ بشانہ چل کر کارہائے نمایاں انجام دیئے اور شہادت کا مقام پایا۔ آپ حضرات کا یہ بھرپور تعاون، یہ نصرت و حمایت اور یہ انصاریت اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور اس پر انشاء اللہ بہترین اور کامیاب نتائج مرتب ہوں گے۔

میں آپ حضرات، علماء کرام، مشائخ عظام، طلبہ اور عامۃ المسلمین کا قیمتی وقت زیادہ نہیں لینا چاہتا، یہ تو صرف حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے امر اور حکم کی تعمیل کی غرض سے چند معروضات عرض کردیں۔ اللہ کریم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

(ماہنامہ الحق جلد ۲۴ شمارہ ۱۰، جولائی ۱۹۸۹ء)

۹ ربیع الثانی (شیخ الحدیث اور مولانا درخواستی ○ افغان کیمپوں کا دورہ)

جمعیۃ علماء اسلام (س) کے امیر مولانا عبداللہ درخواستی افغان مہاجرین و مجاہدین کے سلسلہ میں اپنے دورہ کے اختتام پر دوبارہ دارالعلوم تشریف لائے اس سے قبل آپ نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی معیت میں خیرآباد میں واقع افغان مہاجرین کے کیمپوں کا دورہ کیا اور نماز مغرب ان کیساتھ ادا کی اور مختصر خطاب فرمایا۔ نماز عشاء سے قبل آپ نے دارالعلوم کے دارالحدیث میں جہاد کے موضوع پر طلبہ سے ایک بار پھر مؤثر خطاب فرمایا۔

۷ جنوری ۱۹۸۰ء (مولانا محمد نبی اور مولانا جلال الدین کی آمد)

مجاہدین افغانستان کی حرکت انقلاب اسلامی کے سربراہ مولانا محمد نبی صاحب اور حزب اسلامی افغانستان کے نائب صدر مولانا جلال الدین حقانی نے اکوڑہ خٹک میں حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کی اور دونوں حضرات نے دفتر الحق میں مولانا سمیع الحق سے بھی دو تین گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ (ماہنامہ الحق جلد ۱۵ شمارہ ۵، ۶ فروری مارچ ۱۹۸۰ء صفحہ ۶۱، ۶۲)

استاذ پروفیسر عبدرب رسول سیاف صاحب۔ امیر اتحاد اسلامی افغانستان

(۱)

(ملاقات کیلئے وقت متعین کرنے کی خواہش)

اخی الکریم الشیخ سمیع الحق حفظه الله۔ السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته۔ وبعد ادعو الله سبحانه وتعالیٰ ان یوفقنا وایاکم لمافیه خیر الاسلام والمسلمین۔ اخی المحترم انا ارید ان اجلس معکم لنتفاهم فی بعض الامور فلو تتکرموابتحدید الموعدمع الشیخ محمد میر یکون خیراً و جزاکم الله عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء وسدّد خطاکم علی طریق الحق ارجوا ان تبلغوا سلامی الی والدکم الموقر والسلام علیکم اخوکم سیاف

(۲)

۱۶حوت ۱۳۹۰ شمسی (جمعیۃ علماء اسلام لٹریچر تیار کرنے کی ضرورت)

فضائل همراه عالی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ''الحق''

السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته، ستا سو دخیر توفیق خمونژ هیله ده له مونژ سره له ډیره وخته داتلوسه ده چه د جمعیته العلماء لتریچر دی راسره وی خومونژ تر اوسه پوری هیڅ پیدا نکړل۔ نور خلک خپل لتریچر په زور راوری ماتا سوته څوځله شفا هاً داسی عرض کری دی اوس ددغه ورور (مولوی محمد صاحب تلمیذ حقانیه) په لاس دا مهربانی له مخی نه د حضرت مولانا صاحب مد ظله هغه تقریر چه د تسخیر قمر په باب دی او د مولانا مدرار الله صاحب د اعجاز القرآن رساله او نور مفید کتابونه راولیږی ی خمونژضرورت دے خصوصاً ددیو بند دبزرگانو رحمهم الله رسالوته مونژډیر تږی ی یو۔

والسلام مولوی رحیم الله دثقافی کمیټې مسئول (د استاز سیاف په ویناً)

(۳)

(رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل سے تعارف ○ واضح جرأت مندانہ پالیسیوں کی تعریف)

اخو الکریم معالی الامین العام رابطة العالم الاسلامی. حفظه اللّٰه. السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. . وبعد!

فان الاخ الشیخ سمیع الحق بن الشیخ عبدالحق رحمه الله مدیر المدرسة الحقانیة رئیس جماعة کبیرة من علماء باکستان و ان مواقفه السیاسیة مواقف رجولیة وواضحة ویمتاز بصفاء الحظ ووضوح الهدف و سلامة العقیدة.

ولا تنسو نا من صالح دعواتکم. والسلام علیکم اخوکم عبدرب الرسول سیاف

---

(۱) افغان جہادی تنظیم اتحاد اسلامی افغانستان کے بانی اور سربراہ عربی کے پرجوش خطیب جس نے طائف کی اسلامی کانفرنس میں سلاطین و سربراہان کو رلایا اور ہلا کر رکھ دیا۔ طویل جد و جہد اور جہاد میں اعلیٰ صلاحیتیں خرچ کیں مگر آخر میں طالبان سے نفرت اور گماشتگان امریکہ (کرزئی حکومت) کی نذر ہو گئے، بظاہر جبل استقامت مگر ایسا بکھر جانے کا اب تک بہت ہی صدمہ ہے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ناچیز سے قیام جلوزئی پشاور کے دوران نہایت محبانہ تعلق رہا(س)

(اگلے بعض واقعات سے افغان مجاہدین کے ایک فعال اور منظم گروپ کے سربراہ استاذ سیاف کا جامعہ حقانیہ اور ناچیز سے روابط اور تعلق پر روشنی پڑتی ہے

(افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم جناب سیاف صاحب کی دارالعلوم تشریف آوری اور خطاب)

(۹ جنوری ۱۹۹۱ء) افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم جناب عبدرب الرسول سیاف صاحب افغان مجاہدین کے بعض قائدین اور عرب علماء کے ایک وفد کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ طلبہ اور معززین علاقہ نے اُن کا شاندار استقبال کیا۔ جہاد افغانستان زندہ باد اور دارالعلوم حقانیہ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے دارالعلوم کے در و دیوار گونج اٹھے۔ معزز مہمان آتے ہی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ہمراہ دارالعلوم کے شعبہ حقانیہ ہائی سکول تشریف لے گئے جہاں سکول کے بچوں نے افغان راہنما جناب سیاف صاحب کو سپاسنامہ پیش کیا۔ مختصر سی تقریب میں موصوف نے حقانیہ ہائی سکول میں تعلیم، تنظیم، معیار اور مستقبل کے متعلق اچھے تاثرات کے ساتھ دعائیہ کلمات سے بچوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس کے بعد دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات لائبریری، ماہنامہ الحق مؤتمر المصنفین وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے مزار پر حاضری دے کر فاتحہ پڑھی اور دارالحفظ والتجوید میں تشریف لائے تو یہاں بھی دارالحفظ کی تمام کلاسوں کے طلبہ کا مختصر اجتماع ہوا۔ بعض طلبہ نے معزز مہمان کو قرآن عزیز سنایا۔ جناب سیاف نے یہاں بھی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی خواہش پر اپنی مختصر تقریر میں طلبہ کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرمائی اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔ تقریباً گیارہ بجے آپ دارالعلوم کی جامع مسجد میں تشریف لائے جہاں دارالعلوم کے اساتذہ طلبہ اور معززین علاقہ پہلے سے منتظر تھے تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اضیاف کی دارالعلوم تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا اور مہمانوں کا تعارف کرایا اور جہاد افغانستان، موجودہ حالات میں اسکی مزید اہمیت، حکومتی پالیسی، مجاہدین کا کردار، دارالعلوم حقانیہ کا جہاد افغانستان سے تعلق، پس منظر، فضلاء دارالعلوم کے کارنامے، عالم اسلام کی تازہ ترین صورتحال، کویت پر عراقی جارحیت، امریکی افواج کی خلیج میں مداخلت اور عالم اسلام کی ذمہ داریاں، غرض کئی ایک اہم پہلوؤں پر مفصل خطاب فرمایا۔ افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم جناب سیاف صاحب نے اپنے خطاب میں دارالعلوم حقانیہ کو جہاد کا ٹریننگ سنٹر قرار دیا۔ فضیلت علم، طلبہ کا مقام، علم کے عملی مراحل، جہاد کی اہمیت، جہاد افغانستان کے عالمی اثرات اور دارالعلوم حقانیہ سے مجاہدین کے ارتباط پر ایک گھنٹہ پُر مغز خطاب فرمایا، جسے آئندہ شمارے میں شریک اشاعت کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز تقریب میں دارالعلوم کے اکابر و مشائخ، افغان کمانڈروں اور مجاہدین کے علاوہ شیخ التفسیر مولانا حمد اللہ جان صاحب ڈاگئی، اٹک سے مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب نے شرکت فرمائی۔

(الحق جلد ۲۶ شمارہ ۴ جنوری ۱۹۹۱ء صفحہ ۵۵)

(ایک بار استاذ سیاف سے ملاقات کیلئے افغانستان جانا ہوا جلال آباد سے پہلے شمشاد غر میں انکا عسکری بیس تھا اسکی روئداد ہمارے ایک مخلص اور عزیز ساتھی مولانا طاہر محمود اشرفی لاہور نے قلمبند کی تھی جو سفر میں ساتھ تھے یہاں دی جا رہی ہے کچھ رپورٹ)

(سرزمین افغانستان میں قائد جمعیت کے ساتھ ایک سفر استاد سیاف سے ملاقات)

۱۲/ جنوری ۱۹۹۲ء کی شام کو راقم الحروف اپنے سیاسی رفیق ملک عبدالصمد شاھد کے ہمراہ قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پہنچا تو لوڈشیڈنگ نے ہمارا استقبال کیا اگرچہ پورا اکوڑہ خٹک لوڈشیڈنگ کے عذاب کا شکار تھا مگر دارالعلوم

حقانیہ علم کے نور سے روشن تھا اور ہر طرف سے قال اللہ اور قال رسول اللہ کی صدا اُٹھ رہی تھی۔ اور اسی دوران جب مولانا سمیع الحق سے ملاقات ہوئی تو ایسا لگا جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کا یہ فرزند اپنے اکابرین کی سنت پر گامزن ہے،

اکیلے اپنے لئے جنریٹر سے احتراز : مولانا سمیع الحق بھی لالٹین اور موم بتی کی روشنی میں اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے تھے۔ ہم نے مولانا سے کہا کہ جنریٹر کیوں نہیں لگاتے ؟اس طرح کام کاج بھی حرج ہوتا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ آس پاس پڑوس میں اور دارالعلوم میں اندھیرا ہے اور ہمارے گھر میں جنریٹر کی روشنی ہو تو یہ مناسب نہیں، ضرورت تو زیادہ طلبہ واساتذہ کیلئے ہے، مگر اتنا بڑا علاقہ جنریٹر سے روشن نہیں ہو سکتا تو میں گھر میں روشنی کرا کے طلبہ کی دل شکنی کیسے کروں ؟رات مولانا کے ضیافت خانہ میں گذاری تو صبح دارالعلوم حقانیہ کی ان درسگاہوں میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں پر جہاد افغانستان کے ممتاز کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی اور افغان لیڈر مولانا یونس خالص اپنے دروس سے طلباء کو مستفید فرماتے تھے۔

خدا کے سپاہی بن کر ڈٹ جاؤ مولانا عبدالحق : مگر جب روسی استعمار نے ہمسایہ ملک افغانستان میں مداخلت کی تو یہ حضرات اپنے دیگر ساتھیوں اور سینکڑوں طالب علموں کے ہمراہ اپنے مربی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے حکم پر اللہ کے بھروسہ پر روسی استعمار کے سامنے سد سکندری بن گئے اور اپنے مربی کے احکام اور مشاورت سے جہاد میں خدمات سرانجام دینے لگے اور مولانا عبدالحق ؒ کے اُس وقت کے کہے گئے الفاظ آج حقیقت بن گئے :"تم خدا کے سپاہی بن کر ڈٹ جاؤ باطل کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملے گی"۔ مولانا حقانی اور مولانا خالص کا تذکرہ تو جملہ معترضہ کے طور پر آگیا، ان حضرات کی جہاد میں خدمات اور مولانا عبدالحق ؒ کا کردار، اس پر تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق کی پریشانی اور خاموشی سے روانگی : راقم الحروف جب دارالعلوم سے واپس مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پر پہنچا تو مولانا سمیع الحق کو کافی بے اطمینان پایا۔ آپ گھر سے باہر کھڑے تھے اور مولانا کے رفیق خاص جناب شفیق الدین فاروقی گاڑی کو باہر نکال رہے تھے۔ ملک عبدالصمد شاہد نے نوید سنائی کہ مولانا اچانک افغانستان جا رہے ہیں وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ مولانا سمیع الحق جہاد افغانستان کے بارہ میں حکومتی اور عالمی سرگرمیوں پر کافی پریشان ہیں، اور اس سلسلہ میں وہ افغان کمانڈروں اور لیڈروں سے ملنا چاہتے ہیں۔ دل میں تڑپ اٹھی کہ چلئے آج اس سرزمین کو بھی دیکھ لیں جسکی آزادی کے لیے ۱۵ لاکھ افغان شہداء کا خون بہہ چکا ہے مگر اب بھی استعماری ایجنٹوں سے انکو آزادی نہیں ملی۔ فیصلہ ہو چکا تھا مجاہدین کی روحانی تربیت گاہ سے عملی میدان کی طرف جانے کیلئے روانہ ہوئے اور یہ قافلہ خاموشی کے ساتھ بغیر کسی کو اطلاع دیئے سرزمین افغانستان کی طرف رواں دواں تھا جہاں پر اسلامی حکومت افغانستان کے خوش آمدید کے بورڈ ہمارا استقبال کرنے کے منتظر تھے۔ چونکہ ہم نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی اس لئے پاکستان اور افغانستان کی سرحد طورخم پر ہمیں روک لیا گیا۔ مولانا سمیع الحق جب گاڑی سے نیچے اُترے تو دارالعلوم حقانیہ کے کئی طلباء اپنے شیخ ومربی کو اپنے درمیان پاکر حیران ہو گئے جو خود بھی اندر جانے کی سعی میں تھے۔ مولانا سمیع الحق اُترے کہ بارڈر پر متعین افسر کو کہہ دیں کہ اندر جانے دے وہاں پر متعین آفیسر (جو کہ حضرت کا خاص آدمی نکلا جس کے بیٹے دارالعلوم حقانیہ کے سندیافتہ تھے) اپنے شیخ ومربی کے بیٹے مولانا سمیع الحق کا سنتے ہی دوڑتا ہوا اور آتے ہی دارالعلوم کے طلباء کی گاڑیوں کو باڈر کے دوسری طرف جانے کی اجازت دے دی اور مولانا سے واپسی پر قہوہ پینے کا وعدہ لے لیا۔ یوں راقم الحروف، ملک عبدالصمد شاہد، شفیق الدین فاروقی مولانا سمیع الحق کے ہمراہ بغیر پاسپورٹ اور ویزہ کے غیور افغان قوم کی سرزمین میں داخل ہو گئے جہاں پر افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم پروفیسر عبدالرب رسول سیاف اور اُن کے رفقاء سے ہمیں ملنا تھا، جب ہم پروفیسر سیاف کے مسکن (جو کہ پہاڑوں کو کاٹ کر غار کی صورت میں بنایا گیا تھا) پہنچے تو ممتاز افغان کمانڈروں اور مجاہدوں نے ہمارا استقبال کیا اور ہزاروں فٹ اونچی جگہ پر بھی ہماری تواضع تازہ پھلوں سے کی گئی۔ اگرچہ وزیر اعظم مورچوں میں ہدایات دینے کیلئے گئے تھے مگر جب اُن کو وائرلیس پر

مولانا کی آمد کی اطلاع ملی تو فوراً واپس لوٹے اور میں اور میرے رفقاء یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس غیور قوم کا وزیر اعظم جس نے گیارہ سال قربانی دی، جنگ لڑی مگر روسی استعمار کے سامنے ڈٹے رہے، خود گاڑی چلاتا ہوا پیوند لگے کپڑے پہنے ہمارے پاس پہنچا، ہزاروں فٹ اونچی جگہ غار میں ملاقات: چونکہ نماز عصر کا وقت قریب تھا استاد سیاف صاحب کے اصرار پر مجاہدین اور کمانڈروں نے استاذ المجاہدین قائد جمعیۃ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ نماز کے بعد مولانا سمیع الحق اور پروفیسر سیاف کے درمیان تنہائی میں ملاقات ہوئی۔ بعد میں استاد سیاف نے ہم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ افغان قوم اپنی جدوجہد جاری رکھے گی، ہمارا ہدف اسلامی مملکت کا قیام ہے اور جب تک اسلامی مملکت قائم نہیں ہو جاتی ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ اگر امریکہ ظاہر شاہ کو لانا چاہتا ہے تو لے آئے مگر ظاہر شاہ کا حال بھی ببرک کارمل جیسا ہوگا۔ انہوں نے جمیعۃ علماء اسلام کے کردار کو سراہتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام نے مجاہدین کی ہر موقع پر رہنمائی کی ہے اور اس فتح میں مولانا عبدالحق ؒ کی دعاؤں اور مولانا سمیع الحق کی کاوشوں کا بڑا دخل ہے۔ (ترجمان دین جلد اشارہ ۹ ص ۱۷)

(ایک اور موقعہ پر خطاب)

دوسری نشست کے پہلے خلیب افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم اور اتحاد اسلامی کے صدر استاد عبدالرب الرسول سیاف تھے، انہوں نے اپنے مدلل اور پُر مغز خطاب میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی و مؤسس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ اور مولانا سمیع الحق اور فضلاء کے جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں بنیادی اور مستحکم و مؤثر کردار کو سراہا اور موجودہ حالات میں افغان اتحاد اور مسئلہ افغانستان کے سلسلہ میں انکی مساعی کو بروقت اور مؤثر قرار دیتے ہوئے اب کی اس تازہ ترین کوشش کو مستقبل کے حالات اور جہادی امور کی پیش آمدہ صورتِ حال میں ایک فیصلہ کن موڑ قرار دیا۔

(استاذ سیاف کی شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیت اور خراج عقیدت)

اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث عبدالحق ؒ کو اپنی رضا سے نوازے۔ مولانا عبدالحق شیخ الحدیث تھے اور انکی زندگی کا زیادہ تر حصہ حضور اقدس ﷺ کی احادیث کی خدمت و تعلیم اور توضیح و تشریح میں گذرا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ کردار و عمل کے لحاظ سے بہت بلند مقام اور رتبہ پر فائز تھے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ میں آدم کی اولاد میں سب سے بڑھ کر اجود اور سخی ہوں اور میرے بعد اجود وہ ہوں گے جنہوں نے خود علم سیکھا ہو اور دوسروں کو سکھایا ہو۔ دوسرا اجود وہ ہے جس نے خود کو اللہ کی راہ میں قربان کیا ہو۔ حضرت شیخ الحدیث میں دونوں وصف بدرجہ اتم موجود تھے۔ دارالعلوم حقانیہ مرحوم کا صدقہ جاریہ، سلسلۂ تعلیم مرحوم کا علم نافع اور باقیات صالحات، صالح اور نیک اور عالم اولاد مرحوم کے لیے گویا کہ تسلسل عمل اور نہ منقطع ہونے والا اجر و ثواب ہے اور اب جہاد افغانستان میں انکے ہزاروں تلامذہ اور باکردار فضلاء ایک ایسا عمل اور عظیم صدقہ جاریہ ہے کہ قیامت تک اس کے اثرات اور برکات شیخ الحدیث مرحوم کے نامۂ اعمال میں درج ہوتے رہیں گے۔

شواریٰ رہبری دولت اسلامی افغانستان
پروفیسر استاذ برہان الدین ربانی[1] (پروفیسر انجینئر) صدر افغانستان
رئیس جمعیت اسلامی افغانستان

(۱)

۱۷ مئی ۱۹۹۷ء (سعودی عرب سے واپسی پر اسلام آباد سے براہ راست کابل جانا پڑا ملاقات نہ ہوسکی ○ حکمت یار کی کابل پر حملوں کی شکایت درپردہ طاقتوں کی امداد پر افسوس)

جناب محترم مولوی صاحب سمیع الحق حفظہ اللّٰہ. السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ' وبعد!

از احساسات پاک شما نسبت بہ دولت اسلامی وشخص بندہ صمیمانہ اظہار قدر دانی می کنم' درسفر مختصری کہ از سعودی بہ اسلام آباد آمدہ بودم آرزو داشتم باشما بہ بینم اما از اسلام آباد مستقیماً بہ کابل پرواز داشتیم 'مشکلات ما البتہ خیلی زیاداست حکمتیار باکمال وحشت شہر کابل را بہ راکت ھائی مختلف النوع می زند' نمیدانم کدام کشور' باا و کمک می کند پول فراوان دراختیار دارد' وازطرف پشاور ہم موترھای پر ازمواد برائیش میرسد' امید دارم شمار اھرچہ زودتر ملاقات کنم . والسلام علیکم ورحمة اللّٰہ

برھان الدین ربانی

(۲)

(ریاست دولت اسلامی افغانستان)

۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء (افغان بھائیوں سے دائمی تعاون کا شکریہ ○ افغانستان میں آپکو دیکھنے کی خواہش ○ ہمارا ساتھی حکمت یار بچے کھچے افغانستان کو تباہ کرنے پر تلا ہے)

فضیلة الشیخ مولوی سمیع الحق حفظہ اللّٰہ. السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ وبعد!یسرنی أن أتقدم الیکم باسمی آیات الشکر والعرفان علی اھتما مکم الدائم باخوانکم الأفغانیین .أرجو ان نراکم فی وقت مناسب فی افغانستان إن صاحبنا حکمتیار یأبی الا ان یدمر ما تبقی من افغانستان ' ولن یحصل علی شئ الاعلی الخسران فی الدنیا والاخرة ' ارجو أن لا تنسونا من دعواتکم واللّٰہ أسال ان یوفقکم وایانا لخدمة دینہ. والسلام علیکم ورحمة اللّٰہ .

برھان الدین ربانی

---

[1] جہاد افغانستان کے معروف جہادی تنظیم جمعیۃ اسلامی افغانستان کے سربراہ افغانستان کی آزادی کے بعد مولانا صبغۃ اللہ مجددی اولین صدر افغانستان کے چھ ماہ کے بعد جب معاہدہ صدارت سنبھالی، مگر معاہدہ کی پاسداری نہ کرسکے اور عہدہ چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے نہ اپنے دیرینہ حریف انجینئر حکمت یار کے ساتھ معاملات درست کرسکے اوران دونوں کی معاصرانہ چشمک اور ہٹ دھرمی نے افغانستان کو یہ روز بد دکھایا طالبان آئے تو انہیں اپنا بنانے کے بجائے ان سے بھی دشمنی کا راستہ اپنایا نتیجۃ اپنے طویل جہاد کے ثمرات کو بھی کھو بیٹھے اور افغانستان آج تک جہنم کدہ بنا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور دارالعلوم اور ناچیز سے متعلق ان کی بعض چیزیں شامل ہیں۔ وہ کچھ عرصہ سے افغان امن کیلئے قائم اعلیٰ سطحی کمیشن کے سربراہ تھے اس سلسلہ میں وہ اسلام آباد میں اور وفات سے چند گھنٹے قبل تہران کے استقلال ہوٹل میں مجھ سے ملے، کئی گھنٹے طالبان سے مصالحت اور مذاکرات کا موضوع زیر بحث رہا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ بیداری اسلامی کے نام پر رہبر ایران آقائے خامنہ ای کے دعوت پر ہم سب لوگ کانفرنس میں شریک تھے ۲۹ ستمبر کی صبح نو بجے میں پشاور ایئرپورٹ اور کچھ گھنٹے بعد کابل میں اترے اور کچھ دیر بعد نامعلوم قاتل کے ہاتھوں لقمہ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ غالباً مجھ سے تہران میں تفصیلی مجلس ان کی سیاسی طویل تگ و دو کی آخری میٹنگ رہی حقائق یوم تبلی السرائر کو سامنے آئیں گے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۳)

۲۵/دسمبر۱۹۹۳ء (حامد الحق کی شادی میں شرکت کا وعدہ)

فضیلة الاخ الکریم مولوی سمیع الحق حفظه الله السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. وبعد! أرجوأن تکونوا بخیرٍ و عافیة ' ادعوالله العلی القدیر أن یحفظکم ویرعاکم ویوفقکم لخدمة الاسلام والمسلمین. وصلتنی الرسالة والدعوة التی وجهتمو هالی بمناسبة محفل الزواج لابنکم العزیز ' جزاکم الله عناو عن الاسلام خیرالجزاء احاول أن اشارک فی الحفل إن لم یمنعنی الامور الطارئة ' أدعو الله المولی عزوجل أن یرزق لإبنکم الصحة والسعادة والله یتولاکم ویرعاکم. برهان الدین ربانی 25.12.93

(۴)

(دولت جمہوری اسلامی افغانستان دفتر خاص)

(انتخابات شروع ہونے سے قبل افغانستان آنے کی دعوت)

جناب محترم مولوی صاحب سمیع الحق حفظه اللّٰه. السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته و بعد!. ازبارگاه اقدس الهی بدست دعا و نیاز مندم نادر پناه حفظ و رعایت پروردگار توانا قرار داشته باشید ودرهمه امور موفق ورستگار باشید' انتظار داشتم قبل از شروع انتخابات به کابل تشریف بیاورید وتوسط شاگردان تان مولوی معروف وعده دیگر پیغام فرستاده بودم' گرچه شمادر افغانستان بیگانه و مهمان نیستید بار دیگر زشما دعوت می شود به کابل تشریف بیاورید ' خدا وند نگهدار تان باد هروقت که تصمیم گرفتید مارا قبلاً خبر بدهید.

والسلام برهان الدین ربانی

(۵)

(مجاہدین کی مسلسل دفاع کرنے کا شکریہ O قاضی حسین احمد کو ہدایت کی دعا)

جناب محترم سناتور سمیع الحق. السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته و بعدامیدوارم تشکرات قلبی بپذیرید' از موقف برحق شما دردفاع از برادران مجاهدتان همه خرسند شدند' درحق مادعا' کنید' خداوند قاضی حسین احمد را هدایت کند والسلام برادرتان برهان الدین ربانی

(٦)

(سفارت کبرائی دولت اسلامی افغانستان)

(حکمت یار کی تقریب حلف برداری وزارت عظمیٰ کی شرکت کی دعوت)

Embassy of the Islamic State of Afghanistan Islamabad

Eng. Gulbuddin Hekmatyar: Chief of "The Hezb-e-Islami Afghanistan" Will solemnly inaugurate as Prime Minister of the Islamic State of Afghanistan, and announce members of the New Government on

Wednesday 26th June, 1996 at Kabul. The Ministry of Foreign Affairs of the Islamic State of Afghanistan Cordially Invites you to Participate in the Oath taking cermony of the NEW AFGHAN GOVERNMENT, and add to the glory of the event.

خلاصہ۔ گلبدین حکمت یار وزیر اعظم کے طور پر حلف لے رہے ہیں اور ساتھ ہی حکومت کے نئے ممبرز بھی لے رہے ہیں جسکے لیے دعوت دی گئی تھی کہ اس موقعے پر تشریف لے آئیں۔

(۷)

(صدر افغانستان پروفیسر برہان الدین ربانی کی مع وزراء کے جامعہ حقانیہ آمد اور خطاب)

آزاد اسلامی افغانستان کے رئیس جناب پروفیسر برہان الدین ربانی اپنے حالیہ دورہ پاکستان کے موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے جہاد افغانستان میں مرکزی کردار کے پیش نظر اس سے تعلق خاطر اور قائد جمعیۃ سے ذاتی مراسم کی بناء پر دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ افغان حکومت کے وزراء مولانا ارسلان رحمانی وزیر مذہبی امور، صدیق اللہ چاکری وزیر اطلاعات، انجینئر احمد شاہ وزیر داخلہ، ڈاکٹر نجیب اللہ وزیر خارجہ بھی تھے انکی تشریف آوری کی ایک روز پیشگی اطلاع اور دارالحکومت میں افغان قیادت کے مذاکرات کی اہمیت اور دورہ کے التواء کے احتمال کے پیش نظر کسی تشہیر کا اہتمام نہیں کیا گیا مگر اس کے باوجود دارالعلوم کے متعلقین طلبہ و اساتذہ، عامۃ المسلمین اور افغان مجاہدین و مہاجرین کا ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا افغان صدر پونے ایک بجے تشریف لائے، قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے دارالعلوم کے گیٹ پر انکا استقبال کیا طلبہ اور عامۃ المسلمین کی دو رویہ قطار میں دونوں رہنما دارالحدیث پہنچے تو جمعیۃ علماء اسلام کے وفود، معززین شہر اور اخبار نویسوں سے اہم موضوعات سے تبادلۂ خیال ہوا۔ دارالحدیث میں حضرت قائد جمعیۃ کے ایماء پر مولانا عبدالقیوم حقانی نے جناب ربانی صاحب کی خدمت میں ماہنامہ الحق کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر پیش کیا جس کا پہلا نسخہ آج ہی پریس سے آیا تھا جو ۱۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور جس میں تین سو سے زائد علماء مشائخ، دانشوروں اور مذہبی سکالروں نے حصہ لیا ہے پون گھنٹہ تک دارالحدیث میں نشست کے بعد مولانا سمیع الحق کی معیت میں افغانستان کے سربراہ نے دارالعلوم کے دورۂ حدیث کے جدید زیر تعمیر ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھا اور دارالعلوم کی ترقی و استحکام کی دعا کی۔ سنگ بنیاد سے فراغت کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے مزار پر حاضری دی اور ایصال ثواب و دعائے مغفرت کی۔ پھر مولانا سمیع الحق کے ساتھ انکی قیام گاہ پر تشریف لے گئے جہاں گھنٹہ ڈیڑھ ان کے ساتھ افغانستان کی تازہ ترین صورت حال اور اتحاد کی مساعی، پیش رفت اور اس سلسلہ کے ممکنہ امکانات پر تفصیلی تبادلۂ خیال کیا ان ہی کے مکان پر پُر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب بھی کیا۔ وہاں سے فارغ ہوئے تو جامع مسجد دارالعلوم میں جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اجلاس کا آغاز قاری صفی اللہ معاویہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا عبدالقیوم حقانی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے دارالعلوم کے پرنسپل قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے مہمانوں کو اپنے خطاب میں خوش آمدید کہا اور جہاد افغانستان کے پس منظر، مستقبل اور موجودہ صورت حال پر مفصل خطاب فرمایا۔ اس کے بعد ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے چیئرمین وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق نے خطاب کیا، آخری خطاب آزاد اسلامی افغانستان کے رئیس جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کا تھا۔ (سید یوسف شاہ حقانی)

خطاب پروفیسر برہان الدین ربانی صاحب

(جہاد میں حقانیہ کا تاریخی کردار ایک تاریخی حقیقت بن چکا ہے O مخالفین کے پیدا کردہ مشکلات O پہلی دفعہ مجلس شوریٰ O سمیع الحق کی امن کی پیشکش)

خطبہ مسنونہ کے بعد، محترم جناب برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، برادرم جناب اعجاز الحق صاحب، دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام، طلباء عظام اور افغانستان کے غیور مجاہد بھائیو، میرے لیے آج انتہائی خوشی اور مسرت کا مقام ہے کہ میں آج دارالعلوم حقانیہ میں جو جہاد اور مجاہدین کے لیے اک مضبوط چھاؤنی اور ایک اسلامی مرکز ہے جامعہ کے اساتذہ اور طلباء کو دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نصرت سے افغانستان آزاد ہو گیا ہے اور وہاں الحمدللہ آج ایک اسلامی حکومت قائم ہے اور اسلام دشمن عناصر ختم ہو گئے ہیں۔ میدان جہاد میں دیوبند کے علماء اور اس مرکز کے علماء اور طلباء خصوصاً جامعہ کے بانی قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور ان کے فرزند ارجمند مولانا سمیع الحق صاحب نے جہاد افغانستان میں صرف دعوت ہی کے لحاظ سے حصہ نہیں لیا ہے بلکہ ہر محاذ پر جامعہ کے اساتذہ اور طلباء نے بھرپور تعاون کیا ہے۔ مولانا عبدالحق مرحوم اور مولانا سمیع الحق نے افغانستان کے جہاد میں جو کردار ادا کیا ہے وہ ایک تاریخی حقیقت بن چکا ہے میں جامعہ کے تمام اساتذہ اور طلباء کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

افغانستان میں حکومت قائم ہونے کے بعد دیگر مشکلات کے ساتھ ساتھ میڈیا اور پریس نے ہمارے لیے مختلف قسم کی مشکلات پیدا کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلافی حکومت ہے اور ملیشیا کی سازش پر ہے اور یہ ایسی حکومت ہے کہ کیمونسٹ بھی اس میں شامل ہیں جبکہ دوسری طرف میڈیا اور پریس پر اعلانات ہو رہے ہیں کہ افغانستان ایک خطرناک بنیاد پرستوں کی حکومت ہے کبھی کہا جاتا ہے کہ افغانستان میں مرکز کے ساتھ صوبوں کے روابط نہیں ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ تاجکستان کے مسئلہ میں افغانستان کی حکومت کا ہاتھ ہے تو ایسے متضاد خبروں کی پرواہ نہ کریں ان کی یہ خبریں غلط ہیں۔

<u>اسلامی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ سینکڑوں سالوں کے بعد افغانستان میں ایک اسلامی شوریٰ قائم ہوگئی ہے جس میں ۵۰۰ علماء اور کمانڈر شامل ہیں:</u> جب ہمارے مجاہدین افغانستان میں داخل ہو گئے تو اس وقت متحدہ افغانستان نہیں تھا بلکہ منتشر افغانستان تھا ہر ولایت مستقل تھی اور اب جو شوریٰ ہم نے قائم کیا ہے اس میں تمام حلقوں اور پارٹیوں کے نمائندے موجود ہیں اسلامی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ سینکڑوں سالوں کے بعد افغانستان میں ایک اسلامی شوریٰ قائم ہوگئی جس میں ۵۰۰ علماء اور کمانڈر شامل ہیں جو اختلافات ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جلد از جلد ختم ہو جائیں۔ بھائیوں کے درمیان ہمیشہ اختلافات آتے رہتے ہیں لیکن آج ہم پاکستان اس لیے آئے ہیں کہ ان اختلافات کو انشاءاللہ اتحاد اور اتفاق میں تبدیل کر دیں گے میں ایک بار پھر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہاں دعوت دے کر بات کرنے کا موقعہ دیا۔ امن کے قیام کی کوششیں ہو رہی ہیں اور اس میں مولانا سمیع الحق صاحب بھی کوششیں کر رہے ہیں۔ (ترجمان دین جلد ۲ شمارہ ۹ صفحہ ۳،۵،۶)

(پروفیسر برہان الدین ربانی کی شیخ الحدیث کو خراج عقیدت)

جمعیۃ اسلامی افغانستان کے قائد جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ مرحوم شیخ الحدیث علوم دینیہ کے عظیم عالم نے اسلام کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ مسلمانوں کیلئے روشنی کا مینار ثابت ہوں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرحوم نے جہاد افغانستان کو کامیاب بنانے کے لیے جو کردار ادا کیا وہ رہتی دنیا تک پائندہ اور تابندہ رہیگا۔ دارالعلوم حقانیہ کے نام سے دین اسلام کے

پھیلانے کے لیے جو عظیم کارنامہ انہوں نے انجام دیا وہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی تعریف اور توصیف الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ عوام میں مرحوم کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ وہ عرصہ دراز تک قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ درآنحالیکہ انہیں اپنی انتخابی مہم چلانے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی انکی ذات پر عوام کا یہ اعتماد ان کی دینی خدمات، روحانی تعلق اور طہارت و تقویٰ کے سبب سے تھا۔ انکے شاگردوں اور متوسلین کی بڑی تعداد اندرون ملک اور بیرون ملک ان کے فیض کو عام کرنے میں مصروف ہے۔ شیخ الحدیث کی وفات سے خصوصاً پاکستان اور عموماً عالم اسلام ایک متبحر عالم دین اور ہر دلعزیز شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔

مرحوم نے مختلف اوقات میں ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور جمہوری قدروں کے احیاء کے لیے اسلام اور جمہوریت پسند قوتوں کی جو سرگرم تائید وحمایت کی اسے کبھی بھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی نیکیوں کو قبول فرمائے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (ماہنامہ مشعل ستمبر ۱۹۸۸ء)

(حقانیہ کی بخارا کے مدرسہ میر عرب سے تشبیہ ○ شیخ الحدیث اور سمیع الحق کو اولیت حاصل ہے ○ جہاد افغانستان کا مقصد ○ ربانی اور مجددی کا خطاب)

ایک اور موقعہ پر دارالعلوم حقانیہ میں خطاب کرتے ہوئے جناب برہان الدین ربانی نے کہا کہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ نے جس طرح اپنی زندگی میں جہاد کے آغاز کار ہی سے ہماری سرپرستی فرمائی۔ مختلف مراحل اور بعض اوقات پریشان کن صورتحال میں انہوں نے جس طرح افغان مجاہدین کی معاونت کی بحمداللہ ان کی وفات کے بعد بھی یہ مخلصانہ سلسلہ حسب معمول بھرپور دلچسپی کے ساتھ جاری ہے۔

پروفیسر ربانی نے دارالعلوم حقانیہ کو بخارا کی عظیم دینی درسگاہ "مدرسہ میر عرب" سے تشبیہ دی اور کہا کہ جس طرح روسی انقلاب میں بخارا کے مدرسہ میر عرب اور اسکے فضلاء نے عظیم تاریخی اور انقلابی کردار ادا کیا تھا اسی طرح دارالعلوم حقانیہ نے وہی کردار ادا کیا اور مدرسہ میر عرب کے فضلاء اور مجاہدین کی طرح ہماری سرپرستی کی۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح محاذ جنگ کے عملی میدانوں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء آگ اور خون سے کھیل کر جانبازی و جاں سپاری اور قربانی و ایثار کے نمونے پیش کرتے رہے اسی طرح سیاسی فکری، ملکی اور بین الاقوامی محاذ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ اور انکے فرزند جلیل مولانا سمیع الحق نے بھی مجاہدین کی نہ صرف یہ کہ زبردست پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کی بلکہ نازک مرحلوں اور شدید بحرانوں میں عملی گرہ کشائی میں بھی ان کو ہمیشہ اولیت اور سبقت کا شرف حاصل رہا ہے۔ انہوں نے کہا جہاد افغانستان کا مقصد صرف اور صرف وطن کی آزادی ہرگز نہیں صرف افغانستان کی آزادی ہمارا ہدف نہیں بلکہ اسلامی نظام حکومت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہے۔ اسلامی حکومت کے قیام جیسے عظیم مقصد کے حصوں میں ہم کسی بھی قوت کی مداخلت، امریکی عزائم اور کسی بھی حکومت کی ایسی پالیسی کو قبول نہیں کریں گے جو مجاہدین کے مقدس مشن کی ناکامی اور پندرہ لاکھ شہداء کے خون سے استہزاء پر منتج ہوتی ہو۔

دوسری نشست کی آخری تقریر افغان عبوری حکومت کے صدر اور نجات ملی اسلامی کے امیر پروفیسر صبغت اللہ مجددی کی تھی انہوں نے اپنے فصیح و بلیغ اور جامع خطبہ جمعہ (عربی زبان میں تھا) میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی واخلاقی اقدار اپنانے پر زور دیا۔

حضرت مجددی نے اب کے نازک ترین اور حساس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم تر مشن کو بھی افغان مجاہدین کی ایک اہم تر اخلاقی معاونت قرار دیا۔ (ترجمان دین جلد ۱ شمارہ ۱۰ صفحہ ۴)

اقوام متحدہ کے نمائندہ اور استاذ برہان الدین کی قیادت میں مصالحتی کمیشن کی مولانا سمیع الحق سے الگ الگ ملاقات

مولانا سمیع الحق کی طرف سے قیام امن کے بنیادی نکات

افغانستان گزشتہ پچیس سال سے آگ میں جل رہا ہے' پہاڑوں سے صحراؤں تک اور شاہراؤں سے غاروں تک اس برادر اسلامی ملک کا چپہ چپہ خون سے رنگین ہو چکا ہے' پہلے سوویت یونین کے خلاف جہاد میں افغان قوم نے قربانیوں کی ایک عظیم داستان رقم کی' پھر جہادی جماعتوں کے درمیان خونریز تصادم جاری رہا۔ طالبان اس تصادم کے ردعمل میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ایک آسمانی نعمت کے طور پر رونما ہوئے' اور پانچ برس تک ایک مثالی امن قائم ہوا لیکن پھر ابلیسی قوتوں نے افغانستان کا امن تباہ کرنے کیلئے شیطانی اتحاد قائم کیا اور بارود کی طاقت سے امن کو آگ لگادی۔ اب تک یہ ملک اسی آگ میں جل رہا ہے' امریکہ کی قیادت میں چالیس سے زائد ممالک کے افواج (نیٹو فورسز) گزشتہ دس برس سے آگ برسا رہی ہیں' بہت کچھ جل کر راکھ ہو گیا ہے' لیکن ایک حقیقت ہے جو پورے قد کے ساتھ کھڑی ہے' ایک جذبہ ہے جسے سرد نہیں کیا جا سکا۔ ایک قوت ہے جسے شکست نہیں دی جا سکی اور ایک طاقت ہے جسے یہ آگ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے' اور وہ ہے اللہ کے ان بندوں ''طالبان'' کی ایمانی غیرت اور دینی حمیت جو نا قابل شکست ہے اور نا قابل تسخیر ہے۔ اور اب جب کہ امریکہ اپنے تمام تر اتحادیوں کی قوت اور شیطانی منصوبوں میں بدترین شکست سے دوچار ہے' امن کی تلاش میں دریوزہ گروں کی طرح کئی دروازوں پر دستک دے رہا ہے اور مختلف اداروں کو متحرک کر رکھا ہے' افغانستان کی کٹھ پتلی کرزئی حکومت ''طالبان'' کو مذاکرات کا چکمہ دینے میں ناکام ہوئی تو اب امن کا متلاشی ایک وفد امریکہ کے لئے افغانستان سے نکلنے کا پر امن راستہ تلاش کرنے کے سفر پر نکلا' یہ وفد افغانستان کے حکومتی عمائدین پر مشتمل تھا' سابق افغان صدر استاد برہان الدین ربانی کے علاوہ جس میں بعض اہم سابق کمانڈر' سابق افغان نائب صدر اور گورنر حاجی دین محمد' جہادی رہنماؤں مولوی ارسلا رحمانی' مولوی قیام الدین' کشاف' قاضی محمد امین وقاد' اسد اللہ وفا' غلام فاروق وردگ' فضل کریم ایماق' مولوی جورہ مولوی محی الدین بلوچ' معصوم ستانکزئی اور پاکستان میں افغان سفیر الحاج مجنون گلاب صاحبان شامل ہیں۔ اور اس کی قیادت معروف جہادی کمانڈر اور افغانستان کے سابق صدر جناب برہان الدین ربانی کر رہے ہیں' یہ وفد اپنے مشن پر گزشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر آیا تو جہاں اس نے اپنے مخصوص نظریے اور متعین دائرے میں پاکستان کی حکومتی و عسکری مقتدر شخصیتوں کے علاوہ بعض سیاسی عمائدین سے ملاقات کی وہاں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہ سوویت یونین کے خلاف افغان جہاد سے لے کر امریکہ کے خلاف طالبان کی مزاحمتی قوت طالبان تک ایک شخصیت' ایک ادارہ اور ایک جماعت ہے جو مسلسل اسلامی قوت کی سرپرستی کر رہی ہے' اور اخلاقی تعاون میں مسلسل مصروف ہے' اور وہ شخصیت ہے' شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کی۔ ادارہ ہے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور جماعت ہے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات میں وفد کے تمام ارکان نے اس حقیقت کا برملا اظہار کیا کہ پورا افغانستان اور پوری دنیا یہ تسلیم کرتی ہے کہ افغانستان میں امن کی کنجی صرف اور صرف طالبان کے ہاتھ میں ہے' اور طالبان اگر کسی کا احترام کرتے ہیں' اور کسی کو اپنا نظریاتی ہمدرد و سرپرست سمجھتے ہیں تو وہ حضرت مولانا سمیع الحق کی شخصیت ہے۔ اس وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی جو کئی گھنٹے تک جاری رہی اور جہاں وفد کے ارکان نے قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو طالبان کا نظریاتی' علمی اور اخلاقی سرپرست و مربی تسلیم کرتے ہوئے افغانستان میں قیام امن کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی درخواست کی' وہاں یہ بھی کہا کہ امن وفد کے پاکستان کا دورہ کرنے کا اہم مقصد آپ سے ملاقات کرنا تھا' اور امن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ افغان قوم پر رحم کرتے ہوئے اس خونریزی کو جب آپ ہی روک سکتے ہیں تو اگر آپ کردار ادا نہیں کریں گے تو یہ خون بہتا رہے گا اور اسکا نقصان صرف امت کو ہوگا۔

قائد جمعیت نے امن وفد پر واضح کیا کہ افغانستان اور پاکستان کا امن ایک دوسرے سے وابستہ ہے اور یہ ہماری بلکہ پوری

امت کی خواہش ہے اور ہم نے اس سلسلے میں ہمیشہ اپنا کردار ادا کیا ہے' سوویت یونین کی شکست کے بعد افغانستان میں جہادی کمانڈر آپس میں متصادم ہوئے تو میں نے جلال الدین حقانی' احمد شاہ مسعود' گلبدین حکمت یار اور دوسرے جہادی کمانڈروں سے فرداً فرداً ملاقاتیں کیں اور اس خونریزی کو روکنے کے لئے مخلصانہ کوششیں کیں۔اب بھی میں یہ کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہوں' نقصان امت کا ہے۔امریکہ اور اس کے اتحادی اس امت کو کھوکھلا کرنے کی سازش کو بروئے کار لاتے ہوئے اس خطے میں داخل ہوئے تھے' اور اب اگر وہ اپنے لئے افغانستان سے نکلنے کے محفوظ راستہ تلاش کرر ہے ہیں تو یہ ہمارا درد سر نہیں ہے' البتہ افغان قوم اور اسلام کی سرزمین کو امن سے ہمکنار کرنا' بہرحال ہماری ضرورت بھی ہے' اور خواہش بھی' مولانا نے اس سلسلے میں واضح کیا افغانستان میں امن صرف اس صورت میں قائم ہوسکتا ہے کہ ہم سب سے پہلے

☆ ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے کہ طالبان کی اصل قوت ان کے ہاتھ میں ہے اور ان کی ولولہ انگیز ایمانی قیادت نے طالبان کو مزاحمت کے میدان میں کھڑا کرر کھا ہے۔اور امن مذاکرات میں وہ ہی کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔

☆ نیٹو افواج ہتھیار ڈال دیں۔جنگ بند کرنے کا اعلان کریں اور اپنے لئے محفوظ راستے کی با قاعدہ درخواست کریں۔

☆ سلامتی کونسل اس بات کی ضمانت دینے کے لئے تیار ہو کہ طالبان افغانستان' پاکستان اور اس پورے خطے کے امن کے لئے امن کے تمام فریقوں کی حفاظت کی جائے گی۔بالخصوص طالبان کے نامزد کردہ مذاکراتی ٹیم کو دشمن سے پکڑ دھکڑ سے مکمل تحفظ کی ضمانت دی جائے۔ طالبان کے پالیسی ساز افراد کو جو گوانتاناموبے' بگرام وغیرہ میں پابند سلاسل ہیں انہیں رہا کر کے مذاکراتی عمل کے دوران ملک و بیرون ملک نقل و حرکت کی مکمل آزادی ہوگی۔اس طرح کی شرائط پر حضرت مولانا سمیع الحق نے واضح کیا کہ میں اپنا کردار ادا کروں گا' اور مجھے اعتراف ہے کہ میں ہمیشہ افغان جہاد اور طالبان کا حامی رہا ہوں' اور مجھے یقین ہے کہ طالبان امن کے قیام میں میری درخواست قبول کریں گے۔

مولانا سمیع الحق سے افغان امن کونسل کے وفد کی ملاقات ہمدردی کے ماحول میں گفتگو اور قائد جمعیۃ کی طرف سے وفد کی درخواست پر اپنا کردار ادا کرنے کے وعدے سے روشنی کی ایک کرن نمودار ہوئی ہے۔اگر امن کونسل اپنی کوششیں مخلصانہ طور پر جاری رکھے' اور حضرت مولانا سمیع الحق' طالبان کی طرف سے اپنا کردار ادا فرمائیں تو امید کی جاسکتی ہے کہ نہ صرف افغانستان میں بلکہ پورے خطہ میں امن قائم ہوگا اور یہ خطہ غیر ملکی تسلط اور مداخلت سے نجات حاصل کر کے آزادی اور خودمختاری کی نعمت سے سرفراز ہوگا۔

اقوام متحدہ کے نمائندہ کی ملاقات اور مولانا سمیع الحق کا بانکی مون کو پیغام: اس ملاقات کے بعد امید اور روشنی کی یہ کرن مزید واضح ہوجاتی ہے' اس ملاقات کے بعد جب حضرت مولانا سمیع الحق سے اقوام متحدہ امن مشن کے سیاسی امور برائے افغانستان کے انچارج نے علیحدگی میں ملاقات کی اور قیام امن میں تعاون کی درخواست کیساتھ تمام امور پر تبادلہ خیال کیا' اور اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری بانکی مون کی خواہش کا اظہار کیا۔بانکی مون پہلے سے افغانستان میں مولانا سمیع الحق کی موثر شخصیت کے معترف ہیں کہ جب جنوبی کوریا کی خاتون صحافیوں کی ایک ٹیم کو طالبان نے یرغمال بنالیا تھا اور ان کو قتل کردینے کیلئے ایک ڈیڈ لائن دے رکھی تھی۔بانکی مون نے جو اس وقت کوریا کے وزیر خارجہ تھے' نے مولانا سمیع الحق سے کورین سفیر نے درخواست کی اور مولانا کے کردار پر طالبان نے اس ٹیم کو رہا کردیا تھا۔اقوام متحدہ کے امن انچارج نے اس واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مولانا ہی افغانستان میں قیام امن کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں اور مزاحمتی قوت کو مذاکرات کی میز پر لا سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے بانکی مون کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے پیغام دیتے ہوئے اقوام متحدہ کے نمائندے کو یقین دلایا کہ اگر سلامتی کونسل امریکہ کی بے جاحمایت سے دستبردار ہوجائے۔نیٹو افواج کو خطے سے نکل جانے کا پابند کرے۔طالبان کی قیادت کی حیثیت کو تسلیم کرے۔اور طالبان کے حلقے میں اپنا اعتماد بحال کر کے جو بہت بری طرح پامال ہو چکا ہے تو امن قائم ہوسکتا ہے۔ اور میں امن کونسل اور اقوام متحدہ کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہوں۔ رپورٹنگ: مولانا عبدالرؤف فاروقی سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

وفات سے چند گھنٹے قبل پروفیسر برہان الدین ربانی صاحب کی تہران میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات اور تفصیلی گفتگو

۱۹ ر ستمبر ۲۰۱۱ء

ربانی صاحب کی زندگی کی آخری اہم میٹنگ تھی جس میں انہوں نے طالبان اور افغان حکومت اور امریکہ کے بارہ میں اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کیا تھا۔اسلئے اہم نکات نوٹ کر لئے گئے اور یہاں شامل ہیں۔

افغانستان کے سابق صدر جمعیت اسلامی افغانستان کے سربراہ اور افغانستان امن کمیشن کے سربراہ جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کی جمعیت علماء اسلام کے سربراہ جناب مولانا سمیع الحق صاحب سے ایران کے دارالخلافہ تہران میں آخری ملاقات۔

۱۹ ر اگست ۲۰۱۱:

تہران ٗایران میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں دنیا بھر سے اسلامی ٗسیاسی ٗمذہبی زعماء کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔اسی عالمی کانفرس جس کا نام پہلی اسلامی بیداری کانفرنس ''الصحوۃ الاسلامی'' رکھا گیا تھا' کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو بھی خصوصی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔قائد جمعیت جب اپنے وفد کے ہمراہ تہران پہنچے تو اسلامی دنیا کے اہم سرکردہ رہنماؤں کے علاوہ افغانستان سے آئے ہوئے وفد کے سربراہ برہان الدین ربانی سے بھی ملاقات ہوئی' پہلے دن سے ربانی صاحب مولانا سمیع الحق سے باضابطہ ملاقات پر اصرار کر رہے تھے۔تو مولانا نے ربانی صاحب سے فرمایا کہ کانفرنس کے اختتام کے بعد ایک نشست رکھیں گے اور تفصیلی ملاقات کریں گے۔کانفرنس کے اختتام کے بعد ۱۹ ر ستمبر بروز پیر ۲۰۱۱ء ربانی صاحب کا فون آیا۔تو ظہر کے بعد ۳ بجے کا وقت طے ہوا۔تین گھنٹوں کی طویل ملاقات میں استاد ربانی اور مولانا سمیع الحق نے اپنے اپنے خیالات کا تبادلہ کیا۔یاد رہے کہ یہ ملاقات تہران کے فائیو سٹار ہوٹل ''ہوٹل استقلال پارسیان'' میں ہوئی تھی جہاں اکثر مہمان ٹھہرے تھے۔گزشتہ ایک سال سے برہان الدین ربانی صاحب افغانستان امن کمیشن کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی کوششوں میں سرگرم عمل تھے'اور مولانا سے اسلام آباد میں بھی ملتے رہے۔تو اس ملاقات کا موضوع بھی صلح' امن اور باہمی مذاکرات تھا' جو افغانستان میں کرزئی حکومت اور طالبان افغانستان کے درمیان چاہتے تھے۔مولانا سمیع الحق صاحب کے افغان طالبان سے قریبی رابطے اور استاد ہونے کی حیثیت سے برہان الدین ربانی صاحب بار بار اصرار کرتے تھے کہ افغان حکومت اور طالبان کے درمیان صلح میں آپ کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں'تو اس سلسلے میں آپ سے خصوصی تعاون کی امید رکھتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے سوال کیا کہ اب کیا صورتحال ہے افغانستان میں تو امریکیوں کو بہت سے مسائل درپیش ہیں اور حالت شکست میں ہیں۔تو ربانی صاحب نے فرمایا کہ نہیں ہم جہاں تک دیکھ رہے ہیں سارا نقصان مسلمان اور عالم اسلام کا ہو رہا ہے' ہمیں دو باتوں پر سوچنا چاہیے ایک تو طالبان کو ہم کسی حالت میں بھی ضائع نہ ہونے دیں۔کیونکہ ہم جو دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان کے مسلمان عوام اور سابق مجاہدین اور طالبان کو بہ نسبت غیر ملکی افراد زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔کیونکہ امریکہ اور نیٹو ان لوگوں کو افغانستان میں لڑوانے لا رہے ہیں' جو کہ یورپ اور امریکہ میں دور دراز کے غریب ممالک سے پاسپورٹ کے حصول کے لیے آئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے پاسپورٹ اور نیشنلٹی کی سہولت افغانستان میں اپنا پیریڈ گزارنے پر مشروط کی گئی ہے۔اب لوگ مریں یا زندہ رہیں تو اس میں امریکی اور

اتحادیوں کا کیا نقصان ہے جبکہ وہ انہیں غیرا ہم سمجھ کر اس آگ میں جھونک رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ پر اقتصادی دباؤ ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ امریکہ اپنی جنگ کے تمام خرچے اسلامی ممالک قطر اور سعودی عرب وغیرہ سے لے رہا ہے اور ان کو یہ ڈراتے ہیں کہ دہشت گرد صرف ہمارے دشمن نہیں ہیں آپ سب کے دشمن ہیں اور نیٹو سے بھی لے رہے ہیں تو اس میں بھی امریکہ کو کوئی خاص نقصان یا اقتصادی مشکلات درپیش نہیں ہو رہے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ افغانستان میں جو بھی مالی اور جانی نقصان ہو رہا ہے تو مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ اور طالبان بھی جتنے حملے کرواتے ہیں تو افغانستان کے غریب عوام اس کی زد میں آتے ہیں یا وہ مجاہدین جنہوں نے روس کو شکست دی ہے اور کبھی بھی ہم نے یہ نہیں سنا کہ طالبان نے کسی کیمونسٹ وزیر یا سرکردہ شخص کو مارا ہو یا وہ لوگ جو کہ امریکہ اور برطانیہ میں رہائش پذیر تھے اور اب اس حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں یا تو مجددی صاحب پر حملے کرواتے ہیں اور استاد سیاف پر کرواتے ہیں اور مجھ پر حملے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ کے فضل سے وہ لوگ پکڑے گئے اور اب بھی جیل میں ہیں۔

اور جتنے بھی خودکش حملے کرتے ہیں تو اکثر مساجد' تراویح' جنازے اور فاتحہ خوانی کے موقعوں پر کرتے ہیں اور اس میں سینکڑوں بے گناہ شہری مرجاتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ سو فیصد حملے طالبان کرتے ہیں اس موقع سے اسلام دشمن عناصر فائدہ اٹھا رہے ہیں کیونکہ ان حملہ آوروں میں سے کئی پکڑے گئے زندہ یا مردہ جب دیکھا گیا تو ان کا ختنہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس طرح میں صوبہ غزنی گیا اور غزنی کے گورنر سے ملاقات ہوئی' انہوں نے کہا کہ ہم نے کچھ حملہ آور پکڑے تھے جب ان سے پوچھا کہ کس مدرسہ سے آپ لوگ پڑھ رہے ہیں تو کسی بھی مدرسہ کا نام نہ لیا جب ان سے پوچھا گیا کہ تم دعائے قنوت پڑھو تو ان کو دعائے قنوت بھی نہیں آتی تھی۔

اس لئے ہماری دلی خواہش ہے کہ طالبان کو ہم کابل میں فاتحانہ انداز میں لائیں نہ کہ شکست خوردہ۔

میری اس بات سے میرے اکثر دوستوں نے اختلاف بھی کیا کہ آپ طالبان کو فاتح کا نام کیوں دیتے ہیں۔ میں نے بھرپور دفاع کیا اور کہا کہ یہ لوگ حقیقت میں فاتح ہیں اور اکثر کسی عوامی جگہ پر کوئی دھماکہ ہو جائے تو میں از خود تردید کرتا ہوں کہ یہ کام طالبان نے نہیں کیا ہے۔ اور طالبان عوام کے دشمن نہیں ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد کوئی ذبیح اللہ مجاہد کے نام سے یا کسی اور نام سے جو کہ اپنے آپ کو طالبان کا نمائندہ ظاہر کرتا ہے حملے کی ذمہ داری اپنے ذمے لیتا ہے اور میں چپ رہ جاتا ہوں۔

مولانا سمیع الحق نے پوچھا کہ آپ کی نظر میں اس کا کیا حل ہے؟

استاد ربانی نے کہا کہ ہمیں مل بیٹھ کر بات کرنا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکیوں اور اتحادیوں کی موجودگی میں کیسے ممکن ہے۔ استاد ربانی نے کہا کہ یہ لازمی نہیں ہے ہم افغانستان ہی میں بات چیت کریں' بہت سے ایسے ممالک ہیں جنہوں نے اطمینان دلایا ہے کہ اگر آپ طالبان سے ہمارے ملک میں مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو ہم حاضر ہیں اس گارنٹی کے ساتھ کہ طالبان کو کوئی بھی طاقت ہماری سرزمین پر نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ ان ممالک میں ترکیہ اور ترکمانستان سرفہرست ہیں کیونکہ طیب اردگان اور ترکمانستان کے صدر نے مجھے براہ راست ملاقات میں اطمینان دے کر طالبان کے لئے دفتر اور رہائش کی ذمہ داری بھی قبول کی ہے تاکہ صلح ہو جائے۔ استاد برہان الدین ربانی نے کہا کہ ایک دن ترکمانستان کے صدر سے میری ملاقات ترکمانستان میں ہوئی اور ان کی اسلامی حمیت اور غیرت سے بہت متاثر ہوا کیونکہ انہوں نے مجھے ایک امریکی جرنیل جو کہ عراق میں فوج کے سربراہ تھے' اور اس کے بعد افغانستان میں متعین ہوئے واقعہ سنایا کہ یہ امریکی جرنیل مجھ سے ملاقات کرنے ترکمانستان آیا تھا اور اپنے عراق میں تعیناتی کے دوران کا قصہ سنا رہا تھا اور کہا کہ میں نے تو عراق میں مسلمانوں کی تباہی مچائی اور بہت بیدردی سے ہلاک کرتا رہا تو میں نے اسے کہا کہ تم اسی وقت میرے دفتر سے نکلو' دفع ہو جاؤ اس نے بہت سوری کہا۔ کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ پھر بھی اسے زبردستی نکالا' پھر ترکمانستان میں متعین امریکی سفیر کو بھیجا کہ آپ ناراض نہ ہوں آپ کو

تکلیف پہنچائی تو میں نے اسے کہا کہ الحمدللہ میں بھی مسلمان ہوں' میرا باپ بھی مسلمان تھا' میرا دادا اور پردادا بھی مسلمان تھے' تم لوگوں نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے کہ میرے سامنے مسلمانوں پر اپنے مظالم کے قصے سنا رہے ہو۔

مولانا سمیع الحق نے پوچھا کہ امریکہ کی موجودگی میں مذاکرات اندرون ملک میں ہوں یا بیرون ملک کیسے ممکن ہے۔

مولانا سمیع الحق نے انہیں اس راہ میں مشکلات سے آگاہ کیا اور اس بارہ میں کوئی واضح ایجنڈا اور نکات پیش کرنے پر زور دیا۔ استاد ربانی نے کہا کہ ہم ایک بار صلح کرنے کے لئے ایک ساتھ بیٹھ جائیں تو بات بڑھ سکتی ہے مگر طالبان کہتے ہیں کہ امریکی اور اتحادی افواج پہلے نکلیں۔ اگر ہم اکٹھے ہوں تو سب ساتھ مل کر غیر ملکیوں سے انخلاء کا مطالبہ کریں گے۔

مولانا سمیع الحق نے استاد ربانی سے کہا کہ کیا امریکی جانے کے لئے تیار ہو جائیں گے کیونکہ ہماری اطلاع کے مطابق امریکیوں نے تو بڑے اڈے بنوائے ہیں اور زیر زمین کئی ایئر پورٹ چھاؤنیاں اور سرنگیں نکال رہے ہیں۔

استاد ربانی نے کہا کہ ہم متحد ہوئے تو افغانستان کے تمام عوام ایک آواز بن کر ہمارا ساتھ دیں گے اور ہم پھر انہیں عوامی تحریک کے ذریعہ نکال دیں گے۔

مولانا سمیع الحق نے استاد ربانی سے کہا کہ آپ لوگوں کا دائرہ کار تو بہت وسیع ہے اور رابطے بھی ہوں گے تو ابھی تک کیا پیش رفت اس سلسلے میں آپ لوگوں نے کی ہے؟

استاد ربانی نے کہا کہ اس میں شک نہیں ہے کہ ہم نے بہت رابطے کئے ہیں اور اس سلسلہ میں طالبان کے بہت اہم سرکردہ رہنماؤں سے ہمارے لوگوں کی ملاقات بھی ہوئی ہے۔ لیکن طالبان مجبور ہیں اپنے اختیار میں نہیں ہیں جو بھی لوگ ہم سے مذاکرات اور ملاقات کے لئے ان میں سے رضامند ہوگئے تو ان کو یا تو گرفتار کیا گیا اور یا اس پر حملہ کیا گیا جو کہ ابھی تک ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ امریکہ کی حکومت خود امن و صلح کی خواہاں ہیں لیکن اس کے بھی کچھ خفیہ ادارے اس کے خلاف ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو ہمارے کہنے پر بھی یہ لوگ مذاکرات کیلئے رضامند نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بھی یہ سوچیں گے کہ اگر ہم بات چیت کے لئے رضامند ہو جائیں تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا۔ تو وہ خفیہ ہاتھ کون سا ہے جن سے طالبان مجبور ہیں اگر امریکہ مذاکرات کے لئے مخلص ہے تو ان خفیہ اداروں یا طاقت کو کیوں مجبور نہیں کر سکتا ہے؟

استاد ربانی نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں سے بھی بات کی ہے' استاد ربانی نے کسی ملک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک کے وزیر اعظم' فوج کے سربراہ اور وزیر خارجہ سے ہماری ملاقات افغانستان میں عنقریب طے ہیں اور ان پر واضح کیا ہے کہ ہم سے ملاقات کرے آپ آئیں گے تو ہمیں فیصلہ کن ایجنڈا چاہیے۔

اسکے علاوہ سعودی حکومت بھی ہماری ان کوششوں میں ہمارے ساتھ ہے کیونکہ کچھ عرصہ قبل طالبان کا بہت ہی اہم اور سرکردہ رہنما سعودی عرب گیا تھا اور سعودی حکومت سے رابطے کے بعد سعودی حکومت نے حامد کرزئی کو سعودی عرب بلایا اور کرزئی نے مجھ سے کہا کہ بہت اہم پیشرفت متوقع ہے کیونکہ میری سعودی عرب میں ایک بہت ہی اہم اور سرکردہ شخص سے جو کہ طالبان کی طرف سے تھا' ملاقات ہوئی اور عنقریب وہ شخص افغانستان بھی آئے گا اور اس شخص کا نام ہم نے ان کے اصرار پر صیغہ راز میں رکھا ہوا ہے۔

مولانا سمیع الحق نے استاد ربانی سے کہا کہ ان دنوں ہم میڈیا کے ذریعہ جتنی بھی خبریں سنتے ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ طالبان پیش رفت اور کامیابی کی طرف گامزن ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟ اور امریکی افواج بھاگنے پر مجبور ہیں۔

استاد ربانی نے کہا کہ یہ تمام پروپیگنڈہ ہے' حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے۔ افغانستان کے صرف دو صوبے ہیں جس میں کچھ حملے ہوتے

ہیں ایک صوبہ' کنڑ اور دوسرا نورستان اور تکاب کے کچھ علاقے ہیں جو کہ اس میں پاکستانی طالبان جو کہ سوات سے ملا فضل اللہ کے ہمراہ آئے ہیں' ان دونوں صوبوں میں حملے کرتے ہیں' اور اس میں صرف غریب عوام مرتے ہیں' اور غیر ملکیوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ربانی صاحب ہمیں تو میدان وردگ صوبے کے ایک امریکی بیس کی اطلاع بھی آئی تھی جس میں 70 امریکیوں کے زخمی ہونے کی ذمہ داری خود امریکیوں نے قبول کی تھی۔ اور اس سے پہلے میدان وردگ اور پکتیا زرمت کے علاقے میں دو امریکی ہیلی کاپٹر گرانے کا بھی سننے میں آیا تھا جس سے ان کو بڑا نقصان ہوا تھا۔ اور کچھ ہی دن قبل صوبہ کابل کے شہر دارالخلافہ میں بھی امریکی سفارتخانہ پر حملہ ہوا تھا جو کہ تقریباً 20 گھنٹے جاری رہا۔ اور غیر ملکیوں کو بڑا نقصان پہنچا۔ اور یہ صرف ۶ افراد کے ہاتھوں ہوا اور شہر یرغمال رہا۔

استاد ربانی نے کہا کہ امریکی بیس کے حملے میں تھوڑے لوگ صرف معمولی زخمی ہوئے تھے' اور امریکی سفارتخانے پر حملے میں بھی خواتین بچے اور عوام مرے تھے سب سے بڑا نقصان ان دس سالوں میں صرف اس ہیلی کاپٹر کا ہوا تھا جو کہ میدان وردگ صوبے میں مار گرایا تھا اور بس۔

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اس ہیلی کاپٹر میں امریکہ کے وہ اہم لوگ مرے تھے جنہوں نے اسامہ کے آپریشن میں حصہ لیا تھا۔ ربانی نے کہا کہ نہیں عام فوجی تھے کوئی اس میں ایک دو افسر بھی ہوں گے۔ طالبان خود ہم سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں اور اکثر ہمیں کہتے ہیں کہ خدا کے لئے ہمیں اس جنگ اور خون ریزی سے بچائیں اور ہماری حالت پر رحم کریں۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے آخر میں استاد ربانی سے کہا کہ ہم تو آج شام وطن واپس جا رہے ہیں' ہماری فلائٹ ہے آپ کا کیا پروگرام ہے؟ کب وطن واپسی ہوگی؟

استاد ربانی نے کہا کہ میرا تو یہ پروگرام تھا کہ میں ایران سے شارجہ چلا جاؤں کیونکہ میرے نواسے اور رشتہ دار وہاں رہائش پذیر ہیں اور نواسے وہاں سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں' ان سے بھی ملنے کا پروگرام تھا اور میں نے شارجہ ہی میں اپنے دل کا آپریشن اور بائی پاس کیا تھا ایک بہت اچھا ڈاکٹر ہے' ہر تین مہینے بعد مجھے وہاں سے چیک اپ بھی کروانا ہوتا ہے لیکن کچھ ہی دیر پہلے حامد کرزئی کا فون آیا تھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اسی صلح کے سلسلے میں کچھ اہم پیش رفت اور اچھے پیغامات کے ساتھ ایک اہم شخص آیا ہے اور کابل میں ہے۔ اگر آپ ایک بار کابل آ کر ان سے ملاقات کے بعد شارجہ چلے جائیں تو اچھا ہوگا۔ تو فی الحال میں نے شارجہ جانے کا پروگرام کینسل کیا ہے اور تہران سے افغانستان کے لئے ہفتے میں ایک فلائٹ ہوتی ہے جو کہ گزشتہ رات گئی ہے اب مجھے دبئی جانا پڑے گا اور دبئی سے کنکٹنگ فلائٹ کے ذریعے افغانستان جاؤں گا اس ملاقات کے بعد واپس شارجہ اپنے خاندان سے ملنے اور اپنا چیک اپ کرانے آؤں گا اور مولانا صاحب میں نے پاکستان میں بھی آپ کے نام ایک پیغام خط کے ذریعہ بھیجا تھا یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ یہاں مل گئے اور آپ کو میری طرف سے کابل آنے کی خصوصی دعوت ہے اور آپ ضرور تشریف لائیں۔ اس ملاقات کے بعد رات کو مولانا تہران سے صبح نو بجے پشاور پہونچے اور استاد صاحب ربانی صبح کسی فلائٹ سے کابل اور شام کو اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع آئی اور استاد صاحب کے سارے ارادے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

(رپورٹنگ سید احمد شاہ' رفیقِ سفر)

سابق افغان صدر پروفیسر برہان الدین ربانی کا قتل

گزشتہ دنوں کابل میں سابق افغان صدر امریکی سفارت خانے کے سائے میں ایک بم دھماکہ میں قتل ہو گئے۔ جناب ربانی صاحب افغانستان میں روس کے خلاف کئے گئے جہاد کے وقت ایک قابل شہرت سیاسی و جہادی رہنما تھے۔ جہاد کے دوران یہاں پشاور میں برسوں مقیم رہے اور ایک طویل عرصہ جدوجہد کر کے پاکستان کے تعاون سے تخت کابل پر بلا آخر براجمان ہوئے۔ جہاد کے وقت ہی سے گلبدین حکمت یار صاحب کی آپ سے ہر محاذ پر چپقلش جاری رہی اور بعد میں دونوں گروپوں کی باہمی جنگ وجدل میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ اور ہزاروں لاکھوں افراد دونوں گروپوں کی لڑائی میں بے مقصد مارے گئے۔ اور کہنے والے یہاں تک کہہ گئے کہ روس نے افغانستان اور خصوصاً کابل شہر کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا تھا جتنا ان دونوں متحارب گروپوں نے باہمی جنگ و بمباری سے اس کو نقصان پہنچایا۔ جناب ربانی صاحب ایک متواضع، کم گو مگر زیرک اور موقع شناس سیاستدان تھے۔ ہر قسم کے بدلتے حالات میں آپ حالات کے مطابق اپنے نظریات افکار اور خیالات کو تبدیل کر لیتے۔ تحریک طالبان افغانستان نے آپ سمیت تمام جہادی رہنماؤں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا کہ روس کے خلاف جہاد کے ثمرات افغان لیڈر باہمی جنگ اور کرپٹ طرز حکمرانی کے باعث ضائع کر رہے ہیں اسی لئے ربانی صاحب بھی طالبان تحریک کے خلاف ہراول دستہ کے طور پر مرتے دم تک لڑتے رہے اور طالبان کی عداوت میں افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کا نہ صرف خیر مقدم کیا بلکہ استعمار کی قائم کردہ کٹھ پتلی حکومت کے انتظام و انصرام میں بھی بھرپور صلاحیتیں صرف کیں۔ طالبان کے خلاف دس سالہ ہولناک بے مقصد جنگ سے عاجز آ کر امریکہ اور کرزئی نے مذاکرات اور امن کی بحالی کے لئے ایک افغان امن جرگہ قائم کیا۔ جس کے سربراہ جناب برہان الدین ربانی کو بنایا گیا۔ لیکن طالبان نے پہلے دن ہی سے جناب ربانی صاحب کو ماننے اور اس کے ساتھ مذاکرات کرنے کو ٹھکرا دیا کہ ہمارا اصل فریق تو ربانی صاحب ہیں۔ وہ کیسے صلح اور امن کے علمبردار اور دعویدار بن سکتے ہیں؟ بہر حال ربانی صاحب صلح کی کوششوں کی سلسلوں میں پاکستان بھی ایک دو بار تشریف لائے اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے خصوصی طور پر اس سلسلے میں طالبان سے مذاکرات کے سلسلے میں تعاون کرنے کی اپیل کرتے رہے۔ جناب ربانی صاحب جہاد افغانستان کے وقت سے ہی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے خصوصی علاقہ رکھتے تھے اور یہاں اکوڑہ درجنوں بار دارالعلوم اور ہمارے غریب خانے پر تشریف لاتے رہے۔ لیکن بعد میں امریکہ کے حامی بننے کے بعد باہمی تعلقات کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ابھی حال ہی میں تہران میں ۱۷۔۱۸ ستمبر ۲۰۱۱ء منعقدہ کانفرنس میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دوبارہ امن کی کوششوں کے لئے کردار ادا کرنے کیلئے کہتے رہے اور وفات سے چند گھنٹے قبل تہران میں ۱۹ ستمبر کی شام کو مولانا سے طویل ملاقات کی رات کو تہران سے اپنے اپنے وطن روانہ ہوئے، مولانا مدظلہ ۲۰ ستمبر کی صبح پشاور اور ربانی صاحب دوپہر کو کابل پہنچے اور تھوڑی دیر بعد سانحہ پیش آیا اس ملاقات میں بھی اور اپنی پرانی دوستی اور تعلقات کا بار بار حوالہ دیتے رہے۔ بہر حال امریکہ کی موجودگی میں جناب ربانی صاحب کی کوششیں تمام فریقوں کو کہاں قبول ہو سکتی تھیں؟ بہر حال آخر میں ربانی صاحب کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ امریکہ کو طالبان کی مخالفت میں کابل میں براجمان کرانا ٹھیک فیصلہ نہ تھا اسلئے وہ جرگے کے ذریعے طالبان سے مذاکرات ہر صورت کرنا چاہتے تھے لیکن وہ خود سب سے بڑے فریق تھے ان کا اپنا دامن بھی عمر بھر خون ناحق کے چھینٹوں سے داغدار تھا۔ اسی لئے خود بھی آگ و خون کے کھیل کے نذر ہو گئے۔ اور تاریخ کے اس قبرستان میں دفن ہو گئے جہاں ایسے کرداروں کی قبروں پر نسیان و فنا کی منوں مٹی پڑی رہتی ہے۔ (ماہنامہ الحق اکتوبر ۲۰۱۱ء)

''جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ'' مزید تفصیلات

(شیخ الحدیث اور جامعہ حقانیہ کا جہاد افغانستان اور اسکے قائدین سے تعلق کی کچھ مثالیں)

(دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری و جلسہ دستار بندی کے موقع پر افغان زعماء جہاد اور اسلامی قوتوں کے قائدین کا اجتماع، ایمان افروز مناظر اور اسلام دشمن قوتوں کے خلاف ولولوں کا مظاہرہ)

بدلتی ہوئی عالمی صورت حال، جہاد افغانستان، امریکہ واقوام متحدہ کے مذموم عزائم اور پاکستان کی بدلتی ہوئی افغان پالیسی کے بارے میں لائحہ عمل، خود افغان قیادت میں بُعد اور فاصلوں کو کم کرنے کی پیش رفت کا جائزہ لینے کے سلسلہ میں جنوبی ایشیا کے اہم علمی و دینی مرکز دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جہاد افغانستان کے تمام مرکزی قائدین سمیت جمعیت علماء اسلام کے اکابرین، وزیراعلیٰ سرحد، وفاقی وزیر اعجاز الحق اور اجلاس کے داعی و سینیٹر مولانا سمیع الحق کا ۱۴ فروری کو ایک میز پر اکھٹے بیٹھ کر باہمی مشاورت، جہادی امور اور بین الاقوامی صورت حال پر تبادلہ خیال اور اتحاد کے استحکام کے سلسلہ میں بنیادی امور پر گفت وشنید جس خوشگوار ماحول اور پر اعتماد وفضا میں ہوئی اس کو مستقبل کے افغانستان میں گول میز کانفرنس اور نیو امعاہدہ کی طرح تاریخ میں ایک فیصلہ کن موڑ قرار دیا جائے گا۔

حسن اتفاق سے یہ دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کا اختتام تھا دارالعلوم سے اس سال شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے پوتے اور حضرت مولانا سمیع الحق کے برخوردار مولانا حامد الحق سمیت ۲۵۶ فضلاء نے فارغ التحصیل ہونا تھا۔ اجتماعی دستار بندی اور دارالعلوم کے سالانہ جلسوں کا انعقاد گذشتہ ۲۰، ۲۵ سال سے متروک العمل ہے مگر اب کے بار افغان قیادت کے باہمی اتحاد، مذاکرات، مشاورت اور انہیں ایک میز پر اکٹھا بٹھانے کی غرض سے صاحبزادہ مولانا حامد الحق کی تحصیل علم سے فراغت اور دستار بندی کی تقریب کو عنوان بنا کر جلدی میں ایک مختصر تقریب کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا اور بہت محدود افراد کو دعوت دی گئی۔

چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد اور دارالعلوم کے پرنسپل مولانا سمیع الحق کی دعوت پر نجات ملی اسلامی کے امیر اور افغان عبوری حکومت کے سربراہ پروفیسر صبغت اللہ مجددی، وزیراعظم جناب استاد عبدالرب رسول سیاف، حزب اسلامی (خالص گروپ) کے امیر مولانا یونس خالص جمعیۃ اسلامی کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی، فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی حرکت انقلاب اسلامی (منصور گروپ) کے امیر مولانا نصر اللہ منصور، حزب اسلامی قاضی گروپ کے سربراہ قاضی محمد امین وقاد بذات خود شریک ہوئے جبکہ حرکت انقلاب اسلامی (محمدی گروپ) کے امیر مولانا محمد نبی محمدی نے اپنے نائب امیر کی سرکردگی میں اپنی جانب سے نمائندہ وفد بھیجا خود اپنی شدید مجبوری اور بعض ناگزیر عوارض کے پیش آجانے پر معذرت پیش کی۔ حزب اسلامی (حکمت یار گروپ) کے امیر جناب گلبدین حکمت یار نے بھی تقریب سے دوروز قبل مولانا سمیع الحق کے ساتھ فون پر تفصیلی بات چیت کے دوران آنے کا قطعی ارادہ ظاہر کیا تھا مگر اسی دن بعض غیر ملکی عرب مہمانوں وغیرہ کی وجہ سے وہ مصروفیت میں پھنس گئے اور تشریف نہ لا سکے اور بعد میں مولانا سے معذرت کا اظہار کیا۔

جہاد افغانستان سے وابستہ بعض اہم شخصیات سعودی عرب کے سفیر جناب محمد یوسف المطبقانی، صدر ضیاء الحق شہید کے فرزند وفاقی وزیر اعجاز الحق اور افغان دشمن قوتوں کی خطرناک ریشہ دوانیوں اور تباہ کن پالیسیوں کے ازالے اور ان سے تحفظ کے پیش نظر صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ جناب میر افضل خان جن کے مولانا سے محبت کے مراسم ہیں کو بھی حقیقی صورتحال سے آگاہ کرنے کے لیے مدعو کیا گیا چنانچہ انہوں نے صوبائی وزراء کی ایک ٹیم جو سلیم سیف اللہ، حبیب اللہ خان کنڈی اور جان محمد خان خٹک پر مشتمل تھی کہ معیت میں اجلاس میں شریک

ہوئے سینیٹ کے چیئر مین جناب وسیم سجاد کے بھی مولانا سمیع الحق سے دیرینہ مراسم ہیں اس بناء پرانہوں نے شمولیت کا عزم کرلیا تھا مگراسی دن لاہور میں ان کی کزن کی شادی کی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکے۔

دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت وجامعیت، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا حلقہ ارادت وتلامذہ، مولانا سمیع الحق کے ملک بھر میں حلقہ احباب کی وسعت اور جمعیۃ سے وابستہ ملک بھر کے تمام اراکین کی عظمت واہمیت کے باوصف تقریب کے انتظامات میں شدید مصروفیت اور وقت کے انحصار کے پیش نظر صرف جمعیۃ علماء اسلام سرحد کی مجلس شوریٰ کے ارکان اور چاروں صوبوں کے مرکزی قائدین کو مدعو کرنے پر اکتفا کیا گیا لہٰذا جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے اکابر، عہدیدار اور ارکان شوریٰ کے علاوہ مرکزی قائدین اور مشائخ بھی شریک ہوئے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے نائب امیر مولانا قاضی عبداللطیف، حضرت لاہوری کے خلیفہ اجل مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، مولانا قاری محمد امین، شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان، سرحد کے مختلف دینی مدارس وجامعات کے اکابر اساتذہ اور ارباب علم وفضل نے شرکت کی۔

<u>سعودی سفیر کی شرکت اور کردار کی تعریف:</u> سعودی عرب کے سفیر جناب محمد یوسف المطبقانی جن کو مولانا سمیع الحق نے قدیم علمی مراسم اور ذاتی تعلقات کی بناء پر مدعو کیا تھا صبح ۱۰ بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لے آئے باہمی مشاورت اور تبادلۂ خیال کی پہلی نشست جو مولانا سمیع الحق کی قیام گاہ پر منعقد ہوئی تھی میں آخر تک شریک رہے جبکہ اس سے قبل دارالعلوم کے پرنسپل کی معیت میں جامعہ حقانیہ کے مختلف شعبہ جات، درس نظامی کی درسگاہوں، لائبریری موتمر المصنفین، تعلیم القرآن ہائی سکول، ماہنامہ الحق، پندرہ روزہ ترجمان دین، دارالحفظ والتجوید وغیرہ کا تفصیلی معائنہ کیا واپسی پر جب مہمان خانہ میں تشریف لائے تو جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی نوتشکیل شدہ مجلس شوریٰ کا اجلاس جاری تھا۔ سفیر محترم شرکائے اجلاس ارکان اور اہل علم کے ساتھ گھل مل گئے اختتامی کاروائی میں شرکت کی اور مولانا سمیع الحق کی درخواست پر خطاب بھی فرمایا انہوں نے اپنی تقریر میں مسئلہ خلیج پر قائد جمعیۃ کی پالیسی، موقف حقہ اور جمعیۃ علماء اسلام کے مثالی کردار کی تعریف کی اور مولانا سمیع الحق کو بار بار خراج تحسین پیش کیا۔

افغان رہنماؤں کے باہمی تبادلۂ خیال کی پہلی نشست ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک مولانا سمیع الحق کی قیام گاہ پر بند کمرے میں ہوئی جس میں مرکزی زعماء جہاد اور پارٹی سربراہوں کے علاوہ مولانا سمیع الحق، مولانا قاضی عبداللطیف سعودی عرب کے سفیر الشیخ محمد یوسف المطبقانی، وفاقی وزیر اعجاز الحق اور فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی شریک ہوئے مولانا سمیع الحق نے اپنے معزز مہمانوں کو اس جگہ ضیافت بھی دی۔ عجیب منظر تھا ایک طرف مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پر ان کے بیڈ روم سے ملحق چھوٹی سی مگر خوبصورت لائبریری میں افغان جہاد کا پورا اثاثہ بلکہ پاکستان کے جہاد کے ظاہری بانی جنرل ضیاء الحق مرحوم کے فرزند اعجاز الحق اور جہاد کے روحانی بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے جانشین مولانا سمیع الحق ایک چھت کے نیچے جمع تھے۔ سعودی عرب کے سفیر جناب مطبقانی بھی کمرے میں رونق افروز تھے باہر ہزاروں علماء، زعماء، جماعتی کارکن، طلبہ اور دارالعلوم کے مخلصین ومحبین کی ہلچل اور علاقہ بھر سے اُمڈ آنیوالا عامۃ المسلمین کے سیلاب نما انبوہ کا منظر دیدنی تھا۔ دارالعلوم کے آمنے سامنے تقریباً ایک میل کے رقبے میں گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آرہی تھیں مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ کے باہر مسلح دستوں کی حفاظتی پوزیشن، دارالعلوم کے مختلف حساس جہات میں مسلح گارڈ کے فرائض انجام دینے والے کارکنوں کی نقل وحرکت، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہدائے بالاکوٹ کی روحیں پھر سے زندہ ہوکر میدان کارزار میں برسرپیکار ہیں ایک دلچسپ اور ایمان افروز لشکر گاہ کا سماں تھا۔ (مدیر الحق مولانا عبدالقیوم حقانی کی رپورٹنگ)

(مولانا یونس خالص، استاد سیاف پروفیسر ربانی، پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی، مولانا جلال الدین حقانی وغیرہ اور مولانا سمیع الحق کا خطاب)

دوسری نشست نماز جمعہ سے قبل کی تھی جو بغیر کسی پیشگی تشہیر، اخباری خبر بغیر کسی اشتہار اور اعلان عام کے ایک عظیم الشان جلسہ عام کی شکل اختیار کر گئی جس میں سرحد بھر سے دارالعلوم کے قدیم و جدید فضلاء، ارباب علم و دانش اساتذہ علم و مشائخ، افغان جہاد کے محاذ جنگ کے جرنیلوں، عامۃ المسلمین اور اس سال فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کے متعلقین بسوں ویگنوں، ڈاٹسنوں اور موٹروں میں قافلوں کی صورت میں شریک ہوتے رہے جامع مسجد سمیت دارالعلوم کے تمام احاطوں، اطراف برآمدوں، دارالحدیث اور درسگاہوں کی چھتوں پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی دارالعلوم کو اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ دامنی کی شکایت رہی۔

دوسری نشست کے پہلے خطیب افغان عبوری حکومت کے وزیر اعظم اور اتحاد اسلامی کے صدر استاد عبدالرب رسول سیاف تھے انہوں نے اپنے مدلل اور پر مغز خطاب میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی و موسس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور پرنسپل مولانا سمیع الحق اور فضلاء کے جہاد افغانستان کے سلسلہ میں بنیادی اور مستحکم و مؤثر کردار کو سراہا اور موجودہ حالات میں افغان اتحاد اور مسئلہ افغانستان کے سلسلہ میں انکی مساعی کو بروقت اور موثر قرار دیتے ہوئے اب کی راس تازہ ترین کوشش کو مستقبل کے حالات اور جہادی امور میں پیش آمدہ صورت حال میں ایک فیصلہ کن موثر قرار دیا اس کے بعد جمعیۃ اسلامی افغانستان کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی کی ایک مختصر مگر جامع تقریر افغان اتحاد کی ضرورت واہمیت اور موجودہ حالات میں اس کی عملی واقعیت کے موضوع پر حاوی رہی انہوں نے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے جس طرح اپنی زندگی میں جہاد کے آغاز کار ہی سے ہماری سرپرستی فرمائی مختلف مراحل اور بعض اوقات پریشان کن صورت حال میں انہوں نے جس طرح افغان مجاہدین کی معاونت کی بحمد للہ انکی وفات کے بعد بھی یہ مخلصانہ سلسلہ حسب معمول بھرپور دلچسپی کے ساتھ جاری ہے۔

(حقانیہ نے روسی انقلاب میں بخارا کے مدرسہ میر عرب کا انقلابی کردار ادا کیا O برہان الدین ربانی کا خراج عقیدت)

پروفیسر ربانی نے دارالعلوم حقانیہ کو بخارا کی عظیم دینی درسگاہ "مدرسہ میر عرب" سے تشبیہ دی اور کہا کہ جس طرح روسی انقلاب میں بخارا کے مدرسہ میر عرب اور اسکے فضلاء نے عظیم تاریخی اور انقلابی کردار ادا کیا تھا اسی طرح دارالعلوم حقانیہ نے وہی کردار ادا کیا اور مدرسہ میر عرب کے فضلاء اور مجاہدین کی طرح ہماری سرپرستی کی۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح محاذ جنگ کے عملی میدانوں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء آگ اور خون سے کھیل کر جانبازی و جاں سپاری اور قربانی وایثار کے نمونے پیش کرتے رہے اسی طرح سیاسی فکری، ملکی اور بین الاقوامی محاذ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ اور انکے فرزند جلیل مولانا سمیع الحق نے بھی مجاہدین کی نہ صرف یہ کہ زبردست پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کی بلکہ نازک مرحلوں اور شدید بحرانوں میں عملی گرہ کشائی میں بھی ان کو ہمیشہ اولیت اور سبقت کا شرف حاصل رہا ہے۔

انہوں نے کہا جہاد افغانستان کا مقصد صرف اور صرف وطن کی آزادی ہرگز نہیں صرف افغانستان کی آزادی ہمارا ہدف نہیں بلکہ اسلامی نظام حکومت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہے۔ اسلامی حکومت کے قیام جیسے عظیم مقصد کے حصوں میں ہم کسی بھی قوت کی مداخلت، امریکی عزائم اور کسی بھی حکومت کی ایسی پالیسی کو قبول نہیں کریں گے جو مجاہدین کے مقدس مشن کی ناکامی اور پندرہ لاکھ شہداء کے خون سے استہزاء پر منتج

ہوتی ہو۔دوسری نشست کی آخری تقریر افغان عبوری حکومت کے صدر اور نجات ملی اسلامی کے امیر پروفیسر صبغت اللہ مجددی کی تھی انہوں نے اپنے فصیح و بلیغ اور جامع خطبہ جمعہ (عربی زبان میں تھا) میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی واخلاقی اقدار اپنانے پر زور دیا۔انہوں نے اب کے نازک ترین اور حساس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم ترمشن کو بھی افغان مجاہدین کی ایک اہم تر اخلاقی معاونت قرار دیا۔انہوں نے افغان قیادت سمیت عالم اسلام کی تمام دینی قوتوں سے اتحاد کی پُر زور اپیل کی۔انہوں نے بھی یہی کہا کہ افغان جہاد کے حالیہ فیصلہ کن مرحلے میں کسی بھی بیرونی مداخلت اور یہودی وامریکی پالیسی کو نہیں چلنے دیا جائیگا۔حضرت مجددی کا خطبہ جمعہ ختم ہوا تو ان ہی کی اقتداء میں افغان مجاہدین کے تمام قائدین، محاذ جنگ کے موجود تمام جرنیلوں، افغان جماعتوں کے تمام نمائندوں جمعیۃ علماء اسلام کے تمام زعماء، علماء، فضلاء، مشائخ اور عامۃ المسلمین نے نماز جمعہ ادا کی۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

نماز جمعہ سے فراغت کے بعد تیسری نشست شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اجلاس کی باقاعدہ کاروائی شروع ہوئی تو صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ میر افضل خان اور صوبائی وزراء جناب سلیم سیف اللہ، حبیب اللہ خان کنڈی اور جان محمد خٹک بھی تشریف لے آئے اجلاس کی اس آخری نشست میں اے این پی کے سربراہ محمد اجمل خان خٹک بھی شریک رہے کہ اکوڑہ نہ صرف ان کا آبائی گاؤں ہے بلکہ اہل محلہ میں سے ہیں علاقائی تعلقات اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ سے قدیم تعلق ومراسم کے پیش نظر گاؤں کے ایسے معززین کو بھی بلایا گیا تھا جن میں خٹک صاحب بھی تھے انہوں نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے تفسیر قرآن، حجۃ اللہ البالغہ سمیت بہت سی اہم دینی کتابوں میں تلمذ حاصل کیا تھا۔ابتدائے کار میں بانی دارالعلوم کے کاموں میں معاون بھی رہے اور ڈاک وغیرہ نمٹاتے رہتے تھے بدقسمتی سے بعد میں انکی سیاسی وابستگیوں نے انہیں اپنے استاد سے بہت دور کر دیا اور جہاد افغانستان کے سلسلہ میں انکی مذموم پالیسی نے تو یہ فاصلے مزید بڑھا دیئے۔جہاد افغانستان کے سلسلہ میں انکی پارٹی اے این پی اور خٹک کا کردار بہر حال تاریخ کا ایک حصہ بن چکا ہے اور وہ مٹانے کی ہر ممکن کوشش کے باوصف نہیں مٹایا جاسکتا۔

(اجمل خٹک کی شرکت اور مجاہدین رہنماؤں کو خراج عقیدت اور موقف کی غلطی کا اعتراف)

عقل واحساس، شعور اور زندگی کے حقائق بہر حال چھپائے بھی نہیں چھپ سکتے اسی اجلاس میں جب اجمل خٹک نے پروفیسر صبغت اللہ مجددی سے معانقہ کیا تو اس وقت اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ افغانستان کے مسئلہ میں انکا موقف غلط تھا انہوں نے مجددی صاحب پر واضح کیا اور صراحۃً کہا کہ افغانستان کے بارے میں اب میری رائے بدل گئی ہے تم لوگوں نے واقعۃً صحابہ کرام والا کردار ادا کیا ہے اور اب مجھے اس بات کا شرح صدر ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں ہمارا موقف غلط تھا۔اس موقعہ پر پروفیسر مجددی سے انہوں نے سلسلہ گفتگو میں یہ بھی کہا کہ مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب کابل میں قلعہ جواد کی مسجد میں ہم آپکی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے خدا کرے کہ ہم پھر قلعہ جواد کی مسجد اور خانقاہ میں آپکی امامت میں نماز ادا کریں۔پروفیسر مجددی نے کہا بہت جلد انشاء اللہ افغانستان میں امن قائم ہو جائیگا۔

<u>اجمل خٹک کے بارہ میں مولانا یونس خالص کی ناگواری۔</u> تقریب کے دوران حزب اسلامی کے سربراہ مولانا محمد یونس خالص مسجد میں جب داخل ہوئے تو کچھ دیر دروازے کے پاس کھڑے رہے بعد میں میزبان سینیٹر مولانا سمیع الحق کے پاس بیٹھ کر ان سے پوچھا۔ کہ اجمل خٹک کو اس تقریب میں کیوں بلایا ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا ہمارے گاؤں کے ہیں علاقائی تعلق ہے گویا پڑوسی ہیں اس پر مولوی

یونس خالص نے کہا آج ان کے سینے پر تو انگارے جل رہے ہوں گے۔

مولانا سمیع الحق کا افغان جہاد کے بارہ میں خطاب۔ تیسری اور آخری نشست کی پہلی تقریر دارالعلوم کے پرنسپل اور جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق کی تھی۔ انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں افغان زعماء، قومی راہنماؤں اور تمام حاضرین و متعلقین کی والہیت اور خلوص اور جذبہ شوق سے بھرپور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے جہاد افغانستان کے سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ کے مرکزی کردار، افغان قائدین کے دارالعلوم کے ارتباط و تعلق خاطر، کارناموں اور دارالعلوم کے فضلاء بالخصوص محاذ جنگ کے عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانی اور اسی مادر علمی کے عظیم سپوت مولانا یونس خالص اور دارالعلوم کے روحانی ابناء، افغان جہاد کے شہداء مولانا فتح اللہ حقانی، مولانا احمد گل شہید وغیرہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا انہوں نے کہا کہ دنیا کی تمام باطل طاقتیں اس پر متحد ہو گئی ہیں وہ اسلام کو بہر حال پنپنے نہیں دیتا وہ نہ جمہوریت کی دلدادہ ہیں اور نہ کسی دوسری نظام کی، وہ اسلام ہی کو اپنے وجود کے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔ الجزائر، آزاد کشمیر، فلسطین، وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں اور افغانستان، غرض جہاں کہیں بھی اسلام کے ابھرنے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں باطل کی تمام طاقتیں اسے روندنے اور کچلنے کے لیے متحد ہو جاتی ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے دارالعلوم کے فضلاء اور افغان مجاہدین کی طرف روئے سُخن موڑتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کو جدید عالمی تبدیلیوں کے بعد بڑے ہولناک چیلنجوں کا سامنا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا امریکہ، روس، چین، جاپان، برطانیہ اور دنیائے کفر کے تمام علمبردار، عالم اسلام کی بیداری کی نئی لہر سے خائف اور لرزاں و ترساں ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے اس موقع پر روئے سخن اجمل خٹک کی طرف پھیرتے ہوئے کہا دنیا جانتی ہے کہ روس جیسی نا قابل شکست سپر پاور کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ میں پڑھنے والے اور عوام کے چندوں اور لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے طلباء اور فضلاء اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء اپنے سر کو ہتھیلی پر رکھ کر ٹکرا گئے،

فضلاء حقانیہ یا روس کیلئے ایٹم بم۔ اللہ نے انکی جرأت و بہادری کی لاج رکھ لی کوئی چاہے یا نہ چاہے اللہ نے بہر حال یہی چاہا کہ ان کے ہاتھوں سے روس کو تاراج کر دیا اور دارالعلوم کے فضلاء اور مجاہدین روس کے لیے ایٹم بم ثابت ہوئے انہوں نے روس کے ساتھ وہ کام کیا جو امریکہ اپنی ہزار چاہتوں کے باوجود نہ کر سکا۔

مولانا سمیع الحق نے فضلاء حقانیہ اور تمام افغان مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے اب روس کی جگہ لینے والے امریکی سامراج سے ٹکر لینی ہے اس دور کا نیا سامراج امریکہ ہے جو سوویٹ یونین اور گورباچوف کی جگہ لے رہا ہے اور انشاء اللہ جہاد اسلامی کی برکت سے اس کا وجود بھی اسی طرح ریزہ ریزہ ہو جائے گا جس طرح روس کا نقشہ تبدیل ہو گیا ہے انہوں نے کہا جہاد افغانستان کے ثمرات ایک عظیم عالمی اور اسلامی انقلاب پر منتج ہو رہے ہیں انہوں نے حکومت پاکستان کی افغان جہاد کے بارے میں تبدیل ہونے والی پالیسی پر شدید نقطہ چینی کی اور اسے اسلام، شہدائے جہاد اور ملت اسلامیہ کے ساتھ غداری قرار دیا۔ انہوں نے کہا اگر خدانخواستہ ہمارے پڑوس میں ہمیں مضبوط اور مستحکم اسلامی افغانسان نہ مل سکا تو پاکستان کی سالمیت کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

مولانا حقانی کا اپنے شیخ کے مزار پر گریہ وزاری کی کیفیت O سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ اجلاس کی آخری نشست سے فاتح خوست مولانا جلال الدین نے بھی خطاب کرنا تھا مولانا سمیع الحق نے تقریر ختم کی تو انہیں دعوت دی اور پھر سٹیج سے بار بار انہیں بلایا جاتا رہا، جبکہ وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے شیخ و مربی دارالعلوم کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے مزار پر تشریف لے جا چکے تھے ادھر انہیں بلایا جا رہا تھا اُدھر حضرت الشیخ ؒ کے مزار کے سرہانے بیٹھے اُن پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری تھی ہچکیاں لگی ہوئی تھیں اور اپنے شیخ کے قدموں میں رو رو کر تڑپ رہے تھے ان کی گھنی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی اور اس طرح تین سال سے وہ جو اپنے شیخ سے جدا رہے اس

طویل عرصہ کے تمام مراحل سنا سنا کر خود کو ہلکان کر رہے تھے۔ مولانا جلال الدین حقانی کے معاون کمانڈروں نے بعد میں بتایا کہ ہم نے حقانی صاحب کو جہاد کے میدان کارزار میں انتہائی دہشت انگیز اور رقت آمیز مناظر میں دیکھا زخمیوں کی آہ و کراہ اور خاک و خون میں آلودگی کے ہیجان انگیز کیفیات میں دیکھا مگر مولانا حقانی ہر جگہ صبر و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے اور انکی آنکھوں سے آنسو نہیں دیکھے۔ مگر جب اپنے شیخ مولانا عبدالحق ؒ کے مزار پر حاضر ہوئے تو صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور ان پر ایسی رقت اور گریہ وزاری طاری ہوئی جو تیرہ سالہ جہاد میں کسی بھی موقع پر دیکھنے میں نہیں آئی۔

<u>اعجاز الحق ابن ضیاء الحق کا خطاب۔</u> مولانا سمیع الحق کی تقریر کے بعد وفاقی وزیر اعجاز الحق نے کہا میں دارالعلوم حقانیہ اور اسکے مہتمم مولانا سمیع الحق کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنے والد کی وفات کے بعد تین سال میں پہلی مرتبہ افغان قائدین کے ساتھ مل بیٹھنے تبادلہ خیال کرنے اور ایک دوسرے کو قریب سے سمجھنے کا موقع فراہم کیا انہوں نے اعلان کیا کہ جس حکومت نے بھی جہاد افغانستان سے غداری اور شہداء کے لہو سے استہزاء کا اقدام کیا خدا نے اسے نیست و نابود کر دیا لہٰذا آئندہ بھی اگر کوئی حکومت افغانیوں کے کاز میں رخنہ انداز ہوگی تو اسے بھی کبھی تحفظ اور استحکام حاصل نہ ہوگا انہوں نے کہا سرخ سویرے اور روس زندہ باد کی رہبر سل کرنے والے آج جس افغان پالیسی کے حق میں بات کر رہے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پالیسی کس کے حق میں ہے انہوں نے دوٹوک کہا کہ افغان مسئلہ کا جو حل مجاہدین اور اسلامی حکومت کے قیام کے حق میں ہوگا۔ وہی ہمارے لیے قابل قبول ہوگا اور میں اور میرے بچے اس کے لیے کٹ مریں گے۔

<u>وزیر اعلیٰ سرحد میر افضل خان۔</u> وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد میر افضل خان نے آج کے عظیم اجتماع کو تاریخی اور مستقبل کے حالات پر اثر انداز ہونے والا انقلابی موڑ قرار دیا ہے۔ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ اس کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا انہوں نے کہا کہ دنیا کے تمام لادین نظام فیل ہو چکے ہیں اور آج دنیا کو اسلامی نظام اپنانے کی بے حد ضرورت ہے جس کی ترویج اور ترقی کے لیے دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوانوں کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔

انہوں نے کہا افغان مجاہدین ہی نے افغانستان میں کیمونزم کو شکست دی جس کے نتیجے میں خود کو سپر طاقت کہنے والا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ اجلاس کی آخری نشست میں صاحبزادہ مولانا حامد الحق حقانی جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے بڑے پوتے اور مولانا سمیع الحق کے بڑے صاحبزادے ہیں سمیت دارالعلوم حقانیہ میں دورۂ حدیث سے فارغ التحصیل ہونے والے ۲۵۶ فضلاء اور حفظ القرآن مکمل کر لینے والے ۴۰ طلبہ کی دارالعلوم کے اکابر اساتذہ و مشائخ اور افغان قائدین نے دستار بندی کی اور ان میں سندات تقسیم کیں اسی موقع پر حافظ سلمان الحق جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے پوتے اور مولانا حافظ انوار الحق کے برخوردار ہیں کی بھی حفظ القرآن مکمل کرنے پر دستار بندی کی گئی۔

دارالعلوم حقانیہ ۱۴ فروری کو منعقد ہونے والے اس عظیم اجتماع میں افغان قیادت کے تمام راہنما، سعودی سفیر، حکومت پاکستان کے مرکزی و صوبائی وزراء، مختلف سیاسی جماعتوں کے زعماء، جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور سینکڑوں علماء و مشائخ بڑے جوش اور ولولے سے اس بات پر متفق رہے کہ روس کے زوال کے بعد افغانستان میں امریکی مداخلت کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایک متفقہ عالمی استصواب رائے ہے کہ دنیا بھر کے اہل حق علماء، افغان راہنما اور ملک و ملت کے زعماء نئے عالمی نظام، اُس کے علمبرداروں، ہمنواؤں اور گماشتوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے۔ خدا کرے کہ پاکستان کی حکومت کے ارباب بست و کشاد اپنے مفادات اور ذاتی اغراض سے ہٹ کر خالص انسانی، اخلاقی اور دینی نقطہ نظر سے سوچ کر وہی فیصلہ کر سکیں جو قرآن و سنت، تعلیمات نبوی اور اسلامی ہدایات کے عین مطابق ہو۔ (ماہنامہ الحق جلد ۲۷ شمارہ ۵،۶ فروری، مارچ ۱۹۹۲ء صفحات ۲ سے ۹ تک)

(اسلام آباد میں تحفظِ جہاد اور مجاہدین کانفرس کا انعقاد)

(کشمیر اور افغانستان کا جہاد O کارگل کی غداری)

۱۹۹۹ء

مورخہ 17 اگست کو لیک ویو ہوٹل اسلام آباد میں جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تحفظ جہاد و مجاہدین کانفرس منعقد ہوئی جس کی صدارت قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمائی۔ اس کانفرس میں ملک کی ممتاز جہادی تنظیموں کے راہنماؤں اور نمائندوں سمیت ملک کی متعدد اہم مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کا بنیادی مقصد ملک میں مختلف جہادی اور دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا جہاد اور دیگر اہم ملکی معاملات پر ایک موقف اختیار کرنا پھر کارگل کے محاذ پر حکومت کی شرمناک پسپائی پر اسکی گرفت کرنا اور افغانستان عظیم ہیرو مجاہد رہنماؤں پر متوقع امریکی جارحیت کا راستہ روکنا اور انکے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا اس کانفرس کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ اس کانفرنس میں متعدد راہنماؤں نے تفصیلی اظہار خیال فرمایا لیکن ہم یہاں پر تلخیص کے ساتھ چند راہنماؤں کی تقاریر کا خلاصہ اور کانفرنس کا اہم اعلامیہ قارئین الحق کے استفادہ کے لئے پیش کررہے ہیں۔ .... (ادارہ)

<u>مولانا سمیع الحق صاحب کا خطاب</u> میرے محترم بزرگان دین عمائدین علماء کرام و محترم صحافی حضرات و مدیران جرائد ہماری جماعت الحمدللہ پہلے دن سے انقلابی جماعت ہے، جہادی جماعت ہے۔ ہم کسی مسئلہ میں تذبذب اور سستی کا شکار نہیں ہوئے سب سے پہلے ہم نے کارگل کے مسئلہ پر اسٹینڈ لیا اسی کے ساتھ افغانستان پر امریکی جارحیت کے خلاف بھی پہلے دن سے ہمارا موقف روز روشن کی طرح واضح ہے اور جہاد کشمیر بھی ہم اپنے ایمان اور سیاست کا جز لاینفک سمجھتے ہیں۔ آج میرا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جہادی جماعتوں کے ساتھ اس کونشن کے ذریعے یکجہتی کا اظہار ہو اور مجاہدین کی تنظیمیں کارگل کے محاذ پر حکومتی پسپائی کے بعد کچھ منتشر ہوگئی ہیں اور انکے مختلف متضاد بیانات سامنے آرہے ہیں کچھ مایوس ہوگئی ہیں اور ہم ان میں پوری یکجہتی کا مظاہرہ بعد میں نہیں دیکھ سکے جو کارگل کے محاذ پر ان میں پایا جاتا تھا۔ پھر قوم کو صحیح نقشہ کا علم بھی نہیں ہورہا کہ کشمیر میں حقیقی صورت حال کیا ہے؟ لوگ اس صورت حال کے بعد کنفیوژن میں ہیں ٹی وی پر خبر آتی ہے کہ آج 72 بھارتی فوجی مارے گئے ہیں۔

پھر حکومت والے ڈفلی بجاتے ہیں اعلان واشنگٹن کی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر متضاد دعوے اور شرمناک اور عجیب بیانات آتے رہتے ہیں تو میں چاہتا تھا کہ مجاہدین سب اکٹھے ہو کر جمع ہوں اور قوم کو صحیح صورت حال سے آگاہ کریں یہ تو ایک ابتدائی نشست ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک دوسری نشست میں سارے اکابرین اور جہادی لیڈر ایک بند کمرے میں جمع ہو کر اکٹھے ہوں۔ میرا مقصد ہے کہ ہمارے مجاہدین اور جہادی قوتیں سب مل بیٹھیں اور وہ دینی جماعتیں جو افغانستان اور جہاد کشمیر میں واضح اور صاف دوٹوک رائے رکھتی ہیں ایک قوت بن کر ابھریں ہمارے مشترکہ اعلامیہ میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ دینی جماعتوں اور جہادی قوتوں کو عزم کرنا چاہیے اور عہد کرنا چاہیے کہ جو سیاسی جماعتیں ملک میں طالبان کا ساتھ نہیں دے رہی ہیں اور مجاہدین کشمیر کے ساتھ نہیں دیتیں تو ان کے ساتھ کسی قسم کا سیاسی معاہدہ وغیرہ نہیں ہوگا، آپ کے ملک میں کئی جماعتیں ہیں جو طالبان کے خلاف اور کشمیر میں جاری تحریک آزادی کیخلاف ڈھٹائی اور بے غیرتی کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔

آج دینی جماعتیں یہ عزم اور عہد کریں کہ ہماری جانب سے ان لوگوں کیساتھ کوئی تعاون نہیں ہوگا۔ اب ان کو بار بار اپنے کاندھوں پر سوار کر کے انہیں نہیں لائیں گے۔ ہم پچاس سالوں سے یہ جرم کرتے چلے آرہے ہیں کوئی بے نظیر کو اٹھالاتا ہے اور کوئی نواز شریف کو اور کوئی کسی دیگر پراسرار طاقت کو۔ آج ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ دینی جماعتوں کو انقلاب کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ ان جماعتوں کے لئے کبھی آئندہ آلہ کار نہیں بنیں گے۔ ان کے ساتھ اتحادوں سے جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں کو اور دینی جماعتوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اور نہ ان کے بار بار برسراقتدار آنے سے یہاں اسلام آسکتا ہے ہم جمہوریت کے قائل ہیں لیکن اس جمہوریت کے نہیں جس میں ''مینڈیٹ'' دلایا جاتا ہے۔

<u>نواز شریف کو مینڈیٹ یا عالمی قوتوں کے ایجنڈوں کی تکمیل۔</u> نواز شریف کی مینڈیٹ والی جمہوریت جو دراصل امریکہ اور عالمی قوتوں کے ایجنڈوں کی تکمیل کی جمہوریت کا نام ہے اور اسکے ذریعہ کارگل میں بھارت کی بالادستی قبول کرا کے پہلا کام کر دیا گیا اور ہمیں یقین ہے کہ اسی ایجنڈے میں افغانستان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی ہے اور اسی ایجنڈے میں اسامہ بن لادن کی گرفتاری اور اسی اعلان واشنگٹن میں سی ٹی بی ٹی اور ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا بھی شامل ہے۔ اور دینی مدارس' مذہبی جماعتوں کے بڑھتے ہوئے کردار کو ختم کرنا اس مینڈیٹ والی حکومت کا اہم مشن ہے۔

آج ہم عملاً غلام ہو چکے ہیں اسلام آباد آج امریکہ اور دہلی کا غلام ہے اور حکمران امریکی آقا کے معمولی نوکر چاکر ہیں۔

<u>آئندہ کالائحہ عمل اور مشترکہ جدوجہد کی ضرورت۔</u> اب ہم کو مل بیٹھ کر سوچنا ہوگا کہ جہاد کے بارے میں آئندہ لائحہ عمل کیا طے کریں ایک مٹھی بن کر ہم کو سوچنا ہوگا اور مشترکہ کام کرنا ہوگا۔ پاکستان میں مکمل اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار کرنا افغانستان میں تحریک طالبان اور عظیم ہیرو مجاہد رہنماؤں کی بھرپور تائید اور سرپرستی کرنا اور تحریک آزادیٔ کشمیر کی ہر ممکن اخلاقی' سیاسی اور فوجی مدد کرنا اور امریکی استعمار کے خلاف جہاد کرنا ہماری اول ترین ترجیحات ہونی چاہئے۔ میں اس سلسلہ میں مولانا فضل الرحمٰن سے بھی ملوں گا اور ایک ساتھ مل کر یہ جدوجہد کریں گے وہ میرا بھائی اور بیٹا ہے آٹھ سال میرے گھر (دارالعلوم حقانیہ) میں پڑھا ہے۔ ان کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے میں نے پہلے بھی متعدد بار مخلصانہ کوششیں کیں اور آئندہ بھی امت کے اتحاد یکجہتی کے لئے ان کو منانے کے لئے میں بہت آگے تک جا سکتا ہوں۔ میں نے پہلے دن سے یہ اعلان کیا کہ افغانستان اور عرب مجاہدین اور امریکی مخالفت کے بارے میں میرا اور مولانا فضل الرحمان کا موقف ایک ہے جسکے شاہد ملک کے تمام بڑے اخبارات ہیں۔ میں قاضی حسین صاحب سے بھی ملونگا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں شامل ہوں۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں دیگر دینی جماعتوں اور محب وطن راہنماؤں کو بھی ہماری طرف سے اس سلسلہ میں مکمل دعوت دی گئی ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھی مولانا فضل الرحمان کو بار بار دعوت دی گئی تھی۔ لیکن افسوس کہ آپ شرکت نہ کر سکے۔ آج اگر امریکہ ہمیں گھروں میں لتاڑ سکتا ہے اور لوٹ مار کر سکتا ہے تو وہ پھر ہم سے محفوظ کیوں رہنا چاہتا ہے؟ اسامہ بن لادن کو ہم اسلام کا شیر اور ہیرو سمجھتے ہیں وہ اسلام کا ہیرو ہے اسکا جرم کیا ہے؟

<u>روس کو نکالنا جہاد تھا تو امریکہ سے کیوں نہیں۔</u> وہ کہتا ہے کہ جب روس افغانستان میں آیا تو روس کو افغانستان سے نکالنا جہاد تھا اور ہم سب پر جہاد فرض ہو گیا تھا لیکن جب بھی امریکہ سعودیہ اور کویت سمیت دیگر عالم اسلام کے ممالک پر قابض ہو گیا تو آج امریکہ کیخلاف علم جہاد بلند کرنا کیوں ضروری نہیں امریکہ کو ارض مقدس اور حرمین سے نکالنے کے لئے جدوجہد کرنا کیوں دہشت گردی ہے؟

اگر امریکہ روسی استعمار کو افغانستان سے نکالنا جہاد سمجھتا تھا تو پھر آج اسے کیوں دہشتگردی سمجھتا ہے؟ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ انشاءاللہ دینی اور جہادی قوتیں سب مل بیٹھ کر اور متحد ہو کر ایک ایسی تحریک برپا کریں کہ امریکہ کا صرف پاکستان سے نہیں بلکہ سعودی عرب سے بھی نام و نشان ختم ہو جائے آج حجاز مقدس اور حرمین عملاً اس کے کنٹرول میں ہیں اسامہ بے چارہ نقشہ پر ایک ایک جگہ کا نشان بتاتا ہے کہ اس جگہ میں اتنے فوجی ہیں اور اس جگہ پر ان کی اتنی عسکری قوت ہے۔ تو میرے دوستو میرا جی چاہتا تھا کہ ان سب باتوں پر تفصیل سے بات کروں لیکن وقت بالکل کم ہے۔ انشاءاللہ تحفظ جہاد و مجاہدین کے معاملے کو ہم آگے بڑھائیں گے۔ صحافیوں اور مدیران جرائد اور جہادی و دینی جماعتوں علماء اور مشائخ کو ان سب کو ساتھ لیکر آگے بڑھیں گے' ہمارا ان کے ساتھ اظہار یکجہتی مقصود تھا۔ اور یہ کہ ہم سب آپ کی پشت پر ہیں آپ اپنے آپکو اکیلا نہ سمجھیں میں آپ کو ایک مشترکہ اعلامیہ سناتا ہوں اسی کو گویا اجلاس کا خلاصہ سمجھیں۔

<u>جنرل حمید گل صاحب کا خطاب۔</u> جشن آزادی کے حوالے سے ہم ایک بات بھول جاتے ہیں، کہ پاکستان شب قدر 27 رمضان میں معرض وجود میں آیا تھا لیکن اس کو ہم 14 اگست کو مناتے ہیں۔ جبکہ ہمیں یہ شب قدر ہی میں منانا چاہیے تھا' ہماری آزادی ابھی نہیں آئی ہم ابھی آزاد نہیں ہیں اگر آزاد ہوتے تو سقوط کارگل نہ ہوتا ہم انگریزوں سے آزاد ہو کر امریکیوں کے غلام بن گئے۔ 1192ء

میں آخری صلیبی جنگیں لڑی گئیں تھیں 1492 کو ابوعبداللہ نے عیسائیوں کو چابیاں دیں تھیں سات صدیوں کے بعد جہاد شروع ہوا 1992ء اپریل کو مجاہدین افغانستان فاتح بن کر افغانستان میں سپر طاقت کو شکست دے کر داخل ہوئے۔ حکمرانوں کی یہ باتیں غلط ہیں کہ ہم کمزور ہیں معیشت کمزور ہے تاریخ کا مطالعہ کریں اللہ مچھروں سے نمرود کو شکست دیتا ہے ہمیں امریکہ کی ضرورت نہیں اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کو اس پر یقین ہی نہیں اگر افغانستان میں امن آیا ہے تو وہ شریعت کی برکت سے۔ نیوکلیئر ہونے کے باوجود ہم جنگ کی دھمکی سے بھاگ گئے۔ اگر ہم اپنے لیڈروں کو جہاد سے بھاگنے دیں گے تو اس کے ہم بھی ذمہ دار ہونگے۔ ہم انکو بھاگنے نہیں دینگے۔ ہم انشاءاللہ جہاد کی حفاظت کریں گے ہم کشمیر سے بیوفائی نہیں کر سکتے ہماری پرورش میں نہ صرف کشمیر کا پانی شامل ہے کیونکہ دریاؤ ہیں سے آتے ہیں بلکہ اب اس میں مجاہدین کا خون بھی شامل ہوگیا ہے اور اس کو ہم ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ آئی ایم ایف اور دیگر اداروں کا مین مقصد افواج پاکستان کو ختم کرنا ہے اور مجاہدین اور افواج پاکستان کے درمیان جو رشتہ ہے اس کو توڑنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے عراق ترکی الجیریا کی فوج کو ختم کیا اب انکی نظر افواج پاکستان پر ہے جب تک عزم نہیں ہوگا اس وقت تک کوئی ہتھیار کام نہیں دے سکتا۔

<u>جہاد اتحاد پیدا کرتا ہے اور سیاست انتشار۔</u> آج حکمران کہتے ہیں کہ ہم تنہا ہو چکے تھے ہم تو 14 سو سال سے تنہا ہیں دنیا کے حکمران کبھی مسلمانوں کا ساتھ نہیں دے سکتے جہاد اور اسلام ساتھ ساتھ چلتے ہیں جبکہ سیاست انتشار پیدا کرتی ہے۔ جہاد متحد کرتا ہے اسکا عملی نمونہ واقعہ کارگل ہے۔ جس پر پوری ملت یکجا ہوگئی تھی اور ملک میں کسی قسم کی فرقہ ورایت کی آگ نہیں بھڑکی۔ آج وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے فیصلے خود کریں اور امریکہ کی اجارہ داری قبول نہ کریں۔

<u>تکلیف نظام اسلام اور قانون عدل سے ہے۔</u> امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کیلئے اسامہ بن لادن ایک بہانہ بنایا ہے اسے تکلیف نظام اسلام سے اور قانون عدل سے ہے، اسے یہ تکلیف ہے کہ طالبان امریکہ' یہود و نصاریٰ کی بالا دستی قبول کیوں نہیں کرتے۔ یہاں کارگل میں بھی جو لوگ شہید ہوئے ہیں اور جنہوں نے ملک وملت کیلئے اپنی جانوں کا نذارنہ پیش کیا ہے یہ لوگ کون ہیں؟ شہدا غرباء کے بچے ہیں ان شہداء میں کسی کارخانے دار یا کسی جاگیر دار اور کسی سیاست دان کا بیٹا شامل نہیں' وہ لوگ تو ملک کو بیچنے والے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ اتحاد قائم کریں جہاد کے میدان میں بھی اور اپنی صفوں میں بھی۔

<u>عبدالرشید ترابی امیر جماعت اسلامی کشمیر</u> میں مولانا سمیع الحق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جہادی تنظیموں کو اور علمائے امت کو یہاں جمع کیا۔ آج مسلمانوں کے لئے ذلت سے نکلنے کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جب کشمیری مجاہدین نے دیکھا کہ اگر روس جیسی سپر پاور کو شکست ہوسکتی ہے تو پھر بھارت کو بھی ہوسکتی ہے اور وہ جہاد اس کے سامنے کچھ بھی نہیں اسی جہاد کا نتیجہ ہے کہ پاکستان نیوکلیئر طاقت بنا' اس صدی میں برطانوی استعمار جہاد کیوجہ سے نیست و نابود ہوا۔ قیام پاکستان بھی جہاد ہی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور اس میں علماء دیوبند کی بہت بڑی قربانی ہے۔ انشاءاللہ امت مسلمہ کا ایک ایک فرد اسامہ بن لادن بن کر سامنے آئے گا' اگر طالبان پر امریکہ نے حملہ کیا تو صرف ہم پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں کوئی حکومت اور کوئی جماعت ایسی نہ ہوگی جو امریکہ کیخلاف علم جہاد بلند نہ کرے۔ کارگل میں اس موقع پر جہاد کے لئے جو فوجی پاکستان سے گئے تھے انہوں نے سب سے آگے رہتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور جس وقت ملک کے حکمرانوں نے واپسی کا حکم دیا تو فوج کے بعض بریگیڈ کے سربراہوں نے اپنی کمپنی واپس بھیج دی لیکن خود واپس نہیں ہوئے کہ ہم تو شہادت کی نیت سے آئے تھے۔ اب کس طرح واپسی کا ارادہ کریں۔

<u>حامد میر ایڈیٹر اوصاف، جنگ، جیو ٹی وی:</u> آج کی اس کانفرنس میں کوئی روایتی تقریر نہیں کرنا چاہتا' دیکھئے جذباتی نعرے لگانا اور لفظوں سے کھیلنا بہت آسان ہے جذباتی تقاریر کرنا اور واہ واہ کروانا بہت آسان ہے آج میں معذرت کے ساتھ کچھ ایسی باتیں بھی کروں گا جس سے ہم سب کی اصلاح کا پہلو نکلتا ہے۔ جس سے ہم سب اپنی خامیوں پر کچھ قابو پاسکیں اور یہ بہت ضروری ہے۔ حکومت نے اعلان واشنگٹن کے حوالے سے کارگل سے پسپائی اختیار کی لیکن مجاہدین نے پسپائی اختیار نہیں کی۔ اصل صورت حال اس سے بالکل

مختلف ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت بھارتی ذرائع ابلاغ کی خبریں ہیں جن میں بھارتی فوجی ترجمان اور فوج کے اعلیٰ ذرائع یہ اعتراف کرتے ہیں کہ دراس مشکوہ اور بٹالک کے علاقوں میں جو اہم چوٹیاں ہیں اور اس پورے علاقے میں جو ایک اہم چوٹی ہے جسکو پوائنٹ 5/4 5/4 کہا جاتا ہے۔ اس پر ابھی تک مجاہدین کا قبضہ ہے یہ درست ہے کہ کچھ چوٹیاں مجاہدین نے خالی کر دی ہیں۔

علماء دیوبند کی تاریخ۔ علماء دیوبند کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں یہ جو اسامہ بن لادن نے سعودی عرب کی بادشاہت کے خلاف جو غیر اسلامی حکومت ہے اس غیر اسلامی حکومت کے خلاف جو علم بغاوت بلند کیا ہے یہ نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا موقف ہے اگر آپ ان کے خطبات کا مطالعہ کریں اور جمعیت علماء اسلام کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جو باتیں اسامہ بن لادن آج کر رہا ہے حضرت مدنیؒ 75 سال پہلے فرمایا کرتے تھے۔ جب برطانوی فوج نے شریف مکہ کیساتھ ملکر ابن سعود کے خاندان سے اس کے خلاف جنگ شروع کی اور برطانوی فوج سعودی سرزمین کے اندر گھسی مقامات مقدسہ کے اردگرد گولہ باری کی تو یہ کون تھے جنہوں نے اس پر احتجاج کیا یہ جمعیت علماء ہند تھی جنہوں نے 1923ء میں دہلی میں اپنی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں انکے خلاف قرارداد پاس کی تھی۔ اسامہ بن لادن آج جو بات کرتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ مقامات مقدسہ سے غیر ملکی فوج کو واپس بلایا جائے یہ علماء دیوبند کا جو ایک پرانا موقف ہے یہ اسکی تائید ہے اور یہ موقف بادشاہتوں کیخلاف ہے آپ نیشنل ڈیموکریسی کیخلاف بات کریں ہم آپکے ساتھ ہیں آپ سوشلزم کیخلاف بات کریں تو ہم آپکے ساتھ ہیں آپ جمہوریت کی بات کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

صدیوں کا تعلق احمد شاہ ابدالی کے احسانات کے قرضہ کی ادائیگی۔ افغانستان اور اس خطے کے مسلمانوں کا تعلق آج کا نہیں سینکڑوں برس کا پرانا ہے' یہ حضرت شاہ ولی اللہؒ تھے جنکی ایماء پر احمد شاہ ابدالی نے افغانستان سے حملہ کیا اور یہاں کے مسلمانوں کو ہندو اور مرہٹہ کے ظلم سے نجات دلائی۔ تو آج اگر ملا عمر مولانا سمیع الحق صاحب سے یہ کہتا ہے کہ اپنے مدرسے کے طلباء اور کارکنوں کو ہماری مدد کے لئے بھیجیں تو یہ اس احمد شاہ ابدالی کے احسان کا قرضہ چکانے والی بات ہے یہ کام ضرور کرنا چاہیے۔ کچھ لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دینی مدارس دہشت گردوں کو پیدا کرتے ہیں حالانکہ آج تک کبھی کسی دینی مدرسہ کا جو طالبعلم ہے کبھی کسی دینی مدرسہ کا طالب کسی ڈکیتی میں کسی چوری میں کسی کرپشن کے الزام میں گرفتار نہیں ہوا بلکہ جو لوگ اس ملک میں اربوں روپیہ لوٹ مار کرتے ہیں اس ملک میں ڈکیتیاں کرتے ہیں ان کا تعلق دینی مدارس سے نہیں ہے۔ ان کا تعلق ان اداروں سے ہے جن سے میں پڑھا ہوں۔ تو جو مسلمان ہے دینی مدرسہ ہو یا انگریزی مدرسہ ہو مسلمان کا ایمان نہیں ڈول سکتا یہ جو ہماری پاک فوج جوان جنہوں نے کارگل کے مقام پر کارنامے سرانجام دیئے یہ بھی ان اداروں سے پڑھے تھے جن سے میں پڑھا ہوں۔ لہٰذا امریکہ یہ فرق نہ کرے کہ یہ دینی مدرسہ ہے انگریزی مدرسہ ہے مسلمان مسلمان ہی رہے گا۔

مولانا سلطان محمود ضیاء ایڈیٹر الہلال: آج کا اجتماع اس عظیم قائد کے ورثا کا اجتماع ہے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد رسول اللہ ہے جو خطرے کے وقت صحابہ سے پہلے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر مدینہ کا چکر لگاتے ہیں' اور ہاتھ میں تلوار لیکر مدینہ کا چکر لگاتے ہیں آج علما اکوڑہ خٹک کے اس مقام (دارالعلوم حقانیہ) سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جہاں سے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اٹھ کر جہاد کا علم بلند کیا تھا۔ جس انگریز استعمار کیخلاف علماء دیوبند نے تحریک اٹھائی تھی اور انگریز کو ملک سے نکالا تھا آج حضرت مولانا عبدالحق اور حضرت مفتی محمودؒ کے جانشین بھی امریکہ کو ناکوں چنے چبوا کر چھوڑیں گے۔ کانفرنس میں ملک کی معروف جہادی تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ حرکت المجاہدین' البدر' حزب المجاہدین' جمعیت المجاہدین' لشکر طیبہ۔

(جہاد افغانستان اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کی امریکہ میں خاموش سفارتی مہم امریکی سینیٹ اور کانگریس کے اہم ارکان سے ملاقاتیں)

(رپورٹنگ مولانا عبدالقیوم حقانی) الحق جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ۔ دسمبر ۱۹۸۹ء

اس صدی کا سب سے بڑا المیہ غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان میں روس کی بربریت بہیمت اور سفاکی ہے تاہم افغان مجاہدین کے مسلسل جہاد عزم وہمت شوق شہادت جوش ایمان اور بے مثال استقامت نے روس کو ذلیل ترین پسپائی اور افغانستان سے نکل جانے پر مجبور کردیا۔اور الحمدللہ کہ اس جہاد میں مرکز علم دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ان کے تلامذہ اور فضلاء جمعیت علماء اسلام اور اس کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کا بھی بھرپور حصہ رہا ہے۔اور اب جبکہ فتح وانقلاب کا حساس اور نازک ترین مرحلہ قریب آ گیا ہے تو "الکفر ملۃ واحدۃ" کے پیش نظر سب اس پر متفق ہو گئے کہ وہاں اسلامی انقلاب نہ ابھرنے پائے اور انقلاب کی تکمیل سے پہلے پہلے دینی قوتوں کو مفلوج' مجاہدین کو منتشر اور ان کے روشن مستقبل کو تاریک بنا دیا جائے اور پاکستان کی طرح وہاں بھی اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں تھما دیا جائے جو نام تو اسلام کا لیں مگر کام وہی کریں جو طاغوتی طاقتیں ان کے سپرد کردیں۔اب کے نازک ترین اور حساس مرحلہ پر افغان قیادت کی طرح عالم اسلام کی تمام حامی قوتوں بالخصوص پاکستان میں موثر سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والی دینی قوتوں اور سیاسی رہنماؤں کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے گزشتہ ماہ لندن اور شکاگو میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کے لئے سفر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سارقین ختم نبوت کے تعاقب کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے اہم ترین مسئلہ جہاد افغانستان کیلئے بھی اپنی خاموش سفارتی مہم جاری رکھی۔اسی اہم مقصد کے پیش نظر موصوف نے امریکہ کے سفر کا پروگرام بنایا۔جہاں انہوں نے امریکن کانگریس اور سینٹ میں ری پبلکن ڈیموکریٹک پارٹی کے اہم ارکان سینیٹر گارڈن ہمفرے اور کانگریس مین نیل میکالم اور مسٹر چارلس ولسن سے الگ الگ تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ان کے علاوہ وہ امریکی وزارت خارجہ کے جنوبی ایشیا کے نائب وزیر خارجہ مسز شیفر سے بھی ملے ان ملاقاتوں میں مولانا سمیع الحق نے افغانستان کے بارہ میں امریکہ کی بدلتی ہوئی پالیسیوں اور مجاہدین کی راہ میں پیدا کی جانے والی دشواریوں سے انہیں اپنے خدشات اور تشویش سے آگاہ کیا اس صدی کے طویل اور عظیم جہاد اور جنگ آزادی کو سبوتاژ کرنے سے خود امریکہ کے حق میں بھی مستقبل کے بھیانک خطرات سے انہیں آگاہ کیا۔پاکستان اور افغانستان کی حساس جغرافیائی پوزیشن کی بناء پر امریکہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔مولانا سمیع الحق نے ان پر واضح کیا کہ پاکستان کا مسئلہ صرف روسی کی واپسی نہیں بلکہ تیس لاکھ افغان مہاجرین کا باعزت طور پر واپس جانا اور وہاں کے عوام کے لئے قابل قبول اور مستحکم حکومت کا قیام ہے' امریکی کانگریس سینٹ اور وزارت خارجہ کے ان ارکان نے مولانا کا موقف نہایت غور اور دلچسپی سے سنا اور بعض نے خود بھی امریکہ کی ان مبہم پالیسیوں پر تشویش کا اظہار کیا جبکہ بعض ارکان نے امریکی صدر بش کے تازہ موقف کے حوالہ سے مولانا کو یقین دلایا کہ امریکہ کی افغان پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کی جارہی البتہ بعض لابیاں مشکلات پیدا کررہی ہیں۔انہوں نے مولانا سمیع الحق مدظلہ کو اس بات کا بھی یقین دلایا کہ آپ کے خیالات اور جذبات اور بعض اہم امور کے بارے میں مفید تجاویز سے پارلیمنٹ کو بھی آگاہ کرویں گے۔اس موقع پر وائس آف امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کی تازہ صورتحال سے متعلق مولانا سمیع الحق کا ایک اہم انٹرویو بھی نشر کیا۔

واشنگٹن میں امریکی کانگریس' سینٹ اور وزارت خارجہ کے ارکان سے جو گفتگو ہوئی ہم ذیل میں اس کے بعض اہم نکات کیسٹوں اور وہاں کے اخبارات سے نقل کرکے نذر قارئین کررہے ہیں۔

(امریکی وزارت خارجہ‘ارکان سینیٹ وکانگریس سے مولانا سمیع الحق کی گفتگو کے اقتباس)

☆ <u>امریکی پالیسی یا مجاہدین سے غداری:</u> جہاد افغانستان اور افغان مجاہدین کی مساعی اور جنگ آزادی کے متعلق امریکی پالیسی کی تبدیلی انسانی اقدار‘شرافت وحیا‘مروت و ہمدردی اور اب تک کے مواعید وعزائم اور افغانیوں کی طویل ترین اور عظیم قربانیوں سے خیانت غداری کے مترادف ہے جب کہ امریکہ کو مقاصد جہاد کا پہلے سے علم تھا مگر وہ ساتھ دیتا رہا اور جب کامیابی کا مرحلہ قریب آپہنچا ہے اور مجاہدین ایک حساس اور فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔عبوری حکومت تشکیل دی جا چکی ہے مگر امریکہ کا اسے تسلیم نہ کرنا افغانستان کے جہاد حریت‘ان کے نظریہ جنگ اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج اور مقاصد کو تاراج کردینے کے رسوا ترین اقدام کے سوا کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔اس سے دنیا بھر میں امریکہ کی ساکھ کو نقصان پہنچا اس کا وقار اور اعتبار ختم ہوا۔

☆ <u>امریکہ کی نئی پالیسی اسے تباہ کردیگی:</u> امریکہ کو اپنی تازہ ترین پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔اور اگر یہی پالیسی رہی تو یقین جانئے امریکی پالیسی سازوں کے غلط اندازے انہیں ایک نئے ایران کا سامنا کرنے پر مجبور کردیں گے جو عراق سے نبرد آزما کمزور ایران نہیں بلکہ سپر طاقت کو نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ نکالنے اور عالم اسلام کی بھرپور حمایت رکھنے والا افغانستان ہوگا۔اس طرح امریکہ کی سابقہ تمام حمایت اور محنت پر پانی پھر جائے گا۔اس سے افغانیوں کا امریکہ کے لئے نرم گوشہ اور محبت نفرت سے تبدیل ہو جائے گا۔اور روس اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ان کے زخموں کو مندمل کرا سکے گا اور وہ بھی روس کیساتھ اُٹھ بیٹھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ پڑوسی ہیں تھک گئے ہیں اور ان کی دشمنی روس سے امریکہ منتقل ہو جائے گی کہ افغانستان کو ۱۶ کلومیٹر پر ایک آہنی ہمسایہ مل سکتا ہے۔

☆ <u>پاکستان کے داخلی امن کی ضرورت:</u> افغان عبوری حکومت کو تسلیم کرنا ، مستقبل میں ایک مضبوط مستحکم حکومت کے قیام اور استحکام کی ضمانت قرار دیا جا سکتا ہے۔آزاد اور مستحکم افغانستان اور ایشیاء میں امن کے قیام کے لئے پاکستان واحد خطہ ہے جہاں داخلی امن ضروری ہے جب کہ ایران،عرب دنیا اور ہندوستان کے حالات غیر یقینی ہیں آزاد افغانستان کا قیام اور پاکستان میں استحکام روس کی بکھرنے والی ایمپائر کو سنبھالنے کے لئے ضروری ہے جب کہ اس کے بکھرنے کا آغاز ہو چکا ہے۔

☆ <u>کٹھ پتلی حکومت اور امریکہ کا بھیانک مستقبل:</u> موجودہ افغان حکومت کو تسلیم کرنے اور مستقبل میں افغان مجاہدین کی حکومت قائم کرنے کے سوا کسی بھی دوسرے متبادل حل کا امکان نہیں۔افغانی عوام ظاہر شاہ کو اپنا قاتل اور حالیہ ردی بربریت کا اسے ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔باہر سے مسلط کئے جانے والا سیٹ اپ کٹھ پتلی حکومت ،افغانیوں کے مزید غیظ وغضب کو دعوت دے گی۔پھر امریکہ کو اس سے بڑھ کر اپنی قوت اور اسلحہ خرچ کرنا ہوگا جتنا کہ اب روس نجیب حکومت کے تحفظ کے لئے کر رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں مسلسل خانہ جنگی ،بھیانک مستقبل اور نہ ختم ہونے والے قتل وخون کا ذمہ دار امریکہ ہوگا۔

☆ ایران اور روس کا قرب بھی امریکہ کی غلط پالیسیوں کے ہاتھوں ہوا اور متبادل افغان حکومت نے بھی اور بھیانک جرائم کا ارتکاب کیا ہے اب وہ نتائج کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری قبول کرے۔اگر روس افغانستان کی تعمیر نو،امن وسکون کی بحالی،مہاجرین کی واپسی اور آزاد اسلامی ریاست کے قیام اور بقاء وتحفظ اور اس کے استحکام کی ذمہ داریوں میں اسے جکڑے بغیر وہ یونہی رخصت ہوگیا تو پھر وہ مستقبل میں جس طرح کی من مانی کرنا چاہے گا کر سکے گا تو پھر اُس وقت اُس کے ناک میں نکیل ڈالنا ناممکن ہوگا۔

افغانستان میں روسی یلغار کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہاں پر اُس کا سکہ اور نظام چلتا رہے۔داؤد،ترکی،امین،کارمل اور نجیب،سب اس کے پیادے،فرستادے اور کٹھ پتلی تھے۔جب جارحیت کا خاتمہ اور روسی تسلط سے خلاصی ہی مقصود ہے تو لامحالہ جارحیت اور ظلم کے اثرات و ثمرات کو بھی محو کرنا ہوگا۔لہٰذا پاکستان کو موجودہ شکل میں جنیوا معاہدہ پر دستخط کرکے بلاوجہ ایک مضبوط حلیف قوت افغان مجاہدین کی ناراضگی ہرگز مول نہیں لینی چاہیئے۔

امریکہ کی نئی شاطرانہ پالیسی ایک تیر سے دو شکار: جہاں تک امریکہ کی پالیسی کا تعلق ہے تو امریکہ اپنی نئی پالیسی سے ایک تیر سے دو شکار کھیلنا چاہتا ہے اور دو طرح کے فائدے حاصل کرنا چاہتا ہے ایک افغانستان سے روسی فوجوں کا انخلاء اور دوسرا افغان مجاہدین کی آزاد اور اسلامی حکومت کے قیام میں رکاوٹ۔ امریکہ سمیت دنیا کی سوشلسٹ، کمیونسٹ اور لادین حکومتیں بظاہر افغانوں کی حمایت کے باوجود وہاں پر آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہرگز نہیں چاہتیں۔ چونکہ افغانستان میں اسلامی انقلاب کے اثرات ایران، پاکستان اور وسط ایشیا پر پڑ سکتے ہیں۔ امریکہ نئی شاطرانہ پالیسی سے اسکا تحفظ اور سدباب چاہتا ہے۔ اگر امریکہ ساتھ نہ بھی دے تب بھی مجاہدین اللہ کی نصرت اور بھروسہ پر ایک عظیم اسلامی انقلاب اور آزاد اسلامی ریاست کے قیام واستحکام میں انشاء اللہ کامیاب ہو کر رہیں گے۔ بعض لوگ خانہ جنگی کے خطرہ کو سامنے لاتے ہیں، خانہ جنگی کا اندیشہ دستخط کرنے نہ کرنے دونوں صورتوں میں موجود ہے۔

آزاد اسلامی ریاست کے خلاف امریکہ روس کی گٹھ جوڑ: امریکہ روس گٹھ جوڑ کی موجودہ پالیسی قبول کر لینے کی صورت میں مستقبل کے اندیشوں کے بارے میں گذارش ہے کہ اس پالیسی کو قبول کر لینے کی صورت میں بھی افغانستان کی سالمیت، خانہ جنگی سے تحفظ اور اس کے اثرات سے پاکستان کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ پاکستان کی سلامتی بھی اسی میں ہے کہ پڑوس میں خالص آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہو اگر امریکہ گٹھ جوڑ کو تسلیم کر لیا گیا تو یہ ۱۳ لاکھ شہداء کے خون سے تمسخر کرنا ہوگا۔ ایسی صورت میں افغانستان میں لادین کیمونسٹ حکومت قائم ہوگی جسکی وجہ سے پاکستان میں بھی پختونستان اور سندھو دیش وغیرہ کے شوشے چھوڑے جاتے رہیں گے۔ بدامنی اور دھماکے پہلے سے کئی گنا بڑھ جائیں گے۔ ہمارے لیے افغانستان میں مضبوط، مستحکم اسلامی حکومت ایک بہترین پڑوسی ثابت ہوسکتی ہے۔

مجاہدین کی مرضی کے بغیر معاہدہ کے نقصانات: افغانستان کی جنگ میں اصل فریق اپنے وطن کی آزادی اور دفاع کی جنگ لڑنے والے افغان مجاہدین اور حملہ آور روس ہیں۔ مجاہدین اپنے وطن کی آزادی میں ۱۳ لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ پاکستان ان کا حامی و ناصر، ان کا میزبان اور پڑوسی، ان کا حلیف و مددگار، انکا وکیل وترجمان، خود ایک متاثرہ ملک اور افغانستان کے مسئلہ میں اسکی حیثیت ایک مصالحت کنندہ کی ہے۔ لہٰذا یہ ابھی سے طے ہونا چاہیئے کہ افغان مجاہدین کو ناقابل قبول یا ان کی شمولیت اور رضامندی کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جو معاہدہ بھی افغان مجاہدین کی کامیابی اور افغان مہاجرین کی امن وسکون سے واپسی کی ضمانت نہ دے وہ افغانستان کو خانہ جنگی میں دھکیل دے گا اور پاکستان کو بھی لے ڈوبے گا۔ پاکستان کا مفاد اور اس کی سالمیت واستحکام مجاہدین کی کامیابی اور ان ہی کے مؤقف پر مبنی معاہدے سے وابستہ ہے۔ پوری مسلم دنیا، غیر جانبدار تحریک، اقوام متحدہ کے ۱۲۲ ممالک اور اسلامی سربراہ کانفرنس بھی بار ہا اس مؤقف کی تائید کر چکے ہیں اگر خدانخواستہ اس سے انحراف کر لیا گیا اور افغان مجاہدین کے مؤقف افغان مہاجرین کے مفاد اور ان کا بھر پور ساتھ دینے والی قوتوں کی رائے کو اگر خدانخواستہ نظر انداز کر دیا گیا تو جس موقف کے تسلسل سے پاکستان نے عالمی رائے عامہ اور بالخصوص مسلم دنیا میں عزت وافتخار کا جو مقام حاصل کیا ہے وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

راولپنڈی جمعیۃ کی کانفرنس کے خدشات: گول میز کانفرنس میں صرف اس مؤقف کی مدلل وضاحت پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس موقف کو منوانے اس میں وزن ڈالنے اور مؤثر بنانے کے لئے قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی تحریک وتجویز پر قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ۱۲ مارچ ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ تمام دینی ومذہبی جماعتوں کے قائدین، ملک کے ممتاز سکالرز، دانشور، سیاسی مدبرین، ارباب علم وفضل اور ذوی الرائے اصحاب علم وبصیرت کا جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی میں ایک نمائندہ اجلاس طلب کیا۔ جس میں ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور شرکائے اجلاس نے اس مؤقف کی بھر پور تائید کی اور حکومت پر واضح کیا کہ اس واضح اور ٹھوس لائحہ عمل سے سرمو انحراف بھی مستقبل کے بھیانک خطرات اور ملکی سالمیت کی ہچکولے کھاتی دنیا کے لے ڈوبے اور ہلاکت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

جہاد افغانستان اور امریکی پالیسی میں تبدیلی (روس کا متبادل بننے کا پروگرام)

مولانا سمیع الحق کا امریکہ میں وائس آف امریکہ کو انٹرویو (۱۹۸۹ء۱۴۱۰ھ)

یہ واشنگٹن ہے۔ محترم سامعین جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری اور ایوان بالا پاکستان کے معزز رکن سینیٹر مولانا سمیع الحق کے ساتھ ہمارے نمائندے کا انٹرویو سماعت فرمائیے۔

جناب مولانا سمیع الحق صاحب کچھ دن پہلے ایک اسلامی کانفرنس میں شرکت کرنے کی غرض سے شکاگو تشریف لائے تھے اور یہ واشنگٹن میں ہمارے اسٹوڈیو میں ہیں ان کا انٹرویو سنئے۔

س: مولانا صاحب یہ فرمائیں کہ امریکہ کس لئے تشریف آوری ہوئی؟

مولانا سمیع الحق: شکاگو میں ایک اسلامی کانفرنس تھی، ختم نبوت اور حجیت حدیث کے موضوع پر اور امریکہ کی اسلامی تنظیموں اور علماء نے مجھے دعوت دی تھی، اصل میں تو اس لئے آیا تھا، پھر میں نے ضروری سمجھا کہ ایک دو دن کے واسطے واشنگٹن بھی جاؤں۔ افغانستان کا جہاد ایک نازک مرحلے پر پہنچ گیا ہے جہاد افغانستان میں ہمارے بڑے بڑے علماء بھی شہید ہوئے ہیں، اور انہوں نے سولہ لاکھ مسلمانوں کی قربانی دی ہے اور لاکھوں لوگ ملک سے باہر در بدر پھر رہے ہیں۔ تیس لاکھ پاکستان میں اور باقی دوسرے ملکوں میں ہیں۔ یہ تاریخ کا ایک عظیم جہاد ہے اور غیر مسلم قوتوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ جہاد ایک بڑی طاقت ہے روس جیسی سپر طاقت نکل جانے پر مجبور ہو گئی ہے۔

اب ہم کچھ تبدیلی محسوس کر رہے ہیں جب سے روس واپس ہوا ہے امریکہ نے بھی اپنی پالیسی بدلنی شروع کر دی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جہاد افغانستان اپنے منطقی نتائج تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ وہاں ایک مضبوط اور مستحکم اور افغانستان کے عوام کو قابل قبول حکومت مجاہدین کے ذریعہ قائم کر دے، اس سلسلے میں، میں چاہتا ہوں کہ امریکہ کے ایوان نمائندگان' کانگریس اور سینٹ کے بعض ارکان کے ساتھ بات چیت کروں۔

س: آپ کا کیا خیال ہے؟ اب تو روسی افغانستان سے چلے گئے ہیں اور افغانی اپنے درمیان جنگ کر رہے ہیں یہ موضوع کس طرح ہوگا؟

مولانا سمیع الحق: روسی برائے نام تو افغانستان سے چلے گئے ہیں لیکن عملاً اب بھی روس اس جنگ میں شریک ہے یہ سب قتل و غارت گری روسیوں کے ذریعے اب بھی جاری ہے، روس نے خود اعتراف کیا ہے کہ چار ملین ڈالر اسلحہ ہم نے بھیجا ہے اور اسلحے سے بھرے ہوئے جہاز آتے ہیں، ان کے ایڈوائزر موجود ہیں اور مجاہدین کے مقابلے میں جتنے وسائل ہیں اسلحہ، قوت ہے، سب روس استعمال کر رہا ہے۔ اس لئے روس حقیقت میں نہیں گیا ہے۔ اب اگر امریکہ یا دیگر قوتیں یہ چاہتی ہیں کہ نجیب بھی حکومت میں شریک ہو جائے یا باہر سے ایک آدمی کو لایا جائے اور اس کو مسلط کیا جائے مجاہدین پر اور افغانستان پر تو اس پر افغان عوام مطمئن نہ ہوں گے۔ اور جب تک مطمئن نہ ہوں گے جنگ جاری رہے گی۔

س: بات یہ ہے مولانا صاحب کہ افغانستان میں سیاسی قوتیں ہیں، جہاد نے ایک نتیجہ دیا کہ روسی نکل گئے تو اب بالکل دوسرا موضوع ہے یعنی اب روسی فوج جنگ نہیں کر رہی افغانیوں کے ساتھ اور وہاں اس میں شک نہیں کہ اس میں پاکستان کی حکومت مجاہدین کے ساتھ

امداد کررہی تھی' امریکہ بھی امداد کررہا تھا۔آپ کہتے ہیں کہ جنگ جاری رہے گی' یعنی نجیب درمیان سے چلا جائے جنگ کے ذریعہ اور وہاں کس قسم کی حکومت آئے؟......

مولانا سمیع الحق: ہم تو کہتے ہیں کہ جنگ بالکل ختم ہو جائے اور امن وامان قائم ہو جائے لیکن مجاہدین کی مرضی کے خلاف جو بھی فیصلہ ہوا۔نجیب اس میں شریک ہو یا باہر سے ظاہر شاہ آ جائے۔تو اس صورت میں مجاہدین مطمئن نہ ہوں گے اور جب مطمئن نہیں ہوں گے تو لازماً جنگ جاری رہے گی۔

س: میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ مجاہدین سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ وہ لوگ جو افغانستان میں جنگ کررہے ہیں وہ رائے دیں اور وہ ووٹ دیں کہ کس کو چاہتے ہیں یا آپ کا مطلب ان سات تنظیموں کے سربراہ ہیں جن کو پاکستان نے بنایا ہے انکو تو افغان عوام تسلیم نہیں کریں گے۔

مولانا سمیع الحق: یہ سات تنظیموں کے مجاہدین یہی لوگ ہیں جو افغانستان کے اندر جنگ کررہے ہیں' اور میرے خیال میں ان جماعتوں سے آزاد کوئی بھی نہیں ہے' بلکہ وہ لوگ ان کے ساتھ وابستہ ہیں' اور اس نظم کیساتھ وہ جماعتیں افغانستان کے اندر لڑ رہی ہیں۔

س: یہ سات تنظیمیں تو پاکستان میں بنی ہیں انہوں نے اس مرحلے میں کیا جہاد کیا ہے کہ روسیوں کو نکالا ہے بہت مبارک اور اچھا کام ہے لیکن بات یہ ہے کہ افغانستان کے لوگوں کے نمائندے نہیں کسی نے ان کو ووٹ نہیں دیا۔کون کہتا ہے کہ یہ لوگ افغانستان کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: ان کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کردیا گیا۔وہاں بمباری ہورہی ہے اس لئے پاکستان نے ان کو پناہ دی' نہ پاکستان اس جنگ میں شریک ہوا ہے' اور نہ ہی یہ تنظیمیں ہم نے بنائی ہیں' ان تنظیموں کے ذریعے یہ جہاد ہوا ہے اور اب ان کو نکلنے پر مجبور کردیا گیا ہے' تو میرے خیال میں ان تنظیموں کے سوا اور کوئی ایسی قوت نہیں جو افغانستان میں ایک فیصلہ کرے۔

س: ہمیں افغانستان کے عوام کے ارادوں کو دیکھنا چاہیے کہ افغانستان کی اکثریت کیا چاہتی ہے؟ ڈیموکریٹک کو چاہتے ہیں یا مولوی کو؟ اخوان کو چاہتے ہیں یا کسی اور کو' ظاہر شاہ کو چاہتے ہیں یا ان سات تنظیموں کو یا جس کو بھی چاہتے ہیں یہ عوام فیصلہ کریں گے۔

مولانا سمیع الحق: لیکن یہ اس صورت میں جب کہ عبوری حکومت کو عملی شکل میں تسلیم کرلیا جائے اور عبوری حکومت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ کیا جائے کہ عبوری حکومت کی نگرانی میں آزادانہ انتخابات کرائے جائیں۔

س: کونسی عبوری حکومت؟

مولانا سمیع الحق: یہ موجودہ عبوری حکومت کا ڈھانچہ جو قائم ہے کہ ان مجاہدین نے ملک کو آزاد کرایا ہے۔

س: ملک تو آزاد کرایا ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کی حکومت نے بنائی ہے۔

مولانا سمیع الحق: یہ تو سامراج کا پروپیگنڈا ہے۔ان کے مجاہدین نے ملک آزاد کرایا ہے ان کے مہاجرین نے قربانیاں دی ہیں۔

س: مجاہدین تو افغانستان کے لوگ ہیں نا؟

مولانا سمیع الحق: جی بالکل افغانستان ہی کے لوگ ہیں۔پاکستان اس مسئلہ میں کسی قسم کا فریق نہیں ہے پاکستان نے تو مہاجرین کو

پناہ دی ہے کہ جو ایک اسلامی فریضہ ہے۔

س: اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ایسی شرائط طے پا جائیں کہ ایک عبوری حکومت قائم ہو جائے' جس میں افغانستان کے عوام بھی ہوں' ساتوں تنظیموں کے نمائندے بھی اس میں شامل ہوں' ظاہر شاہ اور دوسرے لوگ بھی اس میں ہوں' پھر انتخابات کرائے جائیں آپ اس سوچ کے ہم خیال نہیں؟

مولانا سمیع الحق: ہم تو کہتے ہیں کہ اگر ظاہر شاہ واپس آجائے تو یہ لوگ جنہوں نے جہاد کیا ہے اور ملک کو آزاد کرایا ہے' اور بہت بڑی قربانیاں دی ہیں' جس شخص کے ہاتھوں اتنا بڑا طوفان' بربادی و تباہی آئی ہے۔ اب یہ لوگ کیسے برداشت کریں گے کہ ظاہر شاہ کو ان پر مسلط کر دیا جائے۔ لہٰذا بغاوتیں ہوں گی' جنگ ہوگی اور خانہ جنگی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ امن کی کوئی صورت میرے خیال میں قائم نہ ہو سکے گی۔

س: جن لوگوں نے افغانستان میں سروے کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ پچاسی فیصد (۸۵٪) لوگ ظاہر شاہ کے حامی ہیں۔ اور جو لوگ لڑ رہے ہیں اور اپنی جان و اولاد کو قربان کر رہے ہیں وہی لوگ ظاہر شاہ کو چاہتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: میرا خیال ہے کہ روس' نجیب اللہ کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا' اب امریکہ چاہتا ہے کہ میں اس کی جگہ لے لوں اور ظاہر شاہ کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کروں' اور افغانستان کو اپنی گرفت اور کنٹرول میں رکھوں۔

س: مولانا صاحب بات ایسی نہیں۔ ظاہر شاہ تو روم میں بیٹھا ہوا ہے اور امریکہ کا پیسہ' اسلحہ اور ڈالر تو یہاں آتے ہیں اور تنظیموں کو دیئے جاتے ہیں اور ظاہر شاہ کو کوئی نہیں دیتا۔

مولانا سمیع الحق: اصل میں یہ عظیم بحران جو افغانستان میں آیا ہے اور ظاہر شاہ اطمینان سے روم میں بیٹھا رہا۔ یہی اس کا بہت بڑا جرم ہے کہ اس کا ملک جل رہا تھا' تباہ ہو رہا ہے اور اس نے اس میں کچھ حصہ نہ لیا۔

س اس نے چار دفعہ پاکستان سے اجازت مانگی کہ پاکستان آئے لیکن ضیاء الحق نے اس کو اجازت نہ دی کہ پاکستان آئے اور جہاد میں حصہ لے۔

ج: بہرحال اس کی ذمہ داری تھی کہ افغانستان پہنچتا اور وہاں موثر کردار ادا کرتا۔ اپنے جرم کو چھپانا اور اسے پاکستان کے سر تھوپنا یہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ سے بھی بدتر ہے۔ (الحق جلد ۲۵ شمارہ ۵)

(جنیوا معاہدہ اور جمعیۃ علماء اسلام کا موقف ○ سینیٹ میں مولانا سمیع الحق کا خطاب)

۶ سال کے طویل ترین اور صبر آزما مذاکرات کے بعد بالآخر ۱۴/اپریل ۱۹۸۸ء بروز جمعرات جنیوا میں ہونے والے معاہدہ پر پاکستان، افغانستان، روس اور امریکہ کے نمائندوں نے دستخط کر دئے۔ معاہدہ کیا ہے؟ اسکے نتائج واثرات کیا ہوں گے۔ افغان مجاہدین کو ان کی تاریخی اور عظیم قربانیوں کا بدلہ کیا ملے گا۔ روس نے کیا کھویا اور کیا پایا پاکستان کے مستقبل اور سالمیت کی حیثیت کیا رہی اور معاہدہ کے سلسلہ میں افغان اتحاد کے راہ نماؤں کا ردعمل کیا ہے؟ اس سلسلہ کی تمام تر تفصیلات قارئین کے سامنے نشریاتی اداروں اور اخبارات کے ذریعہ پہنچ چکی ہیں۔

مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اور اس کے فضلاء اور جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن چونکہ افغانستان کے میدان کارزار میں عملاً شریک رہے جہاد افغانستان کے روز اول سے قائد شریعت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اس کی بھرپور حمایت اور عملاً نصرت وتعاون کا کوئی موقعہ خالی نہیں چھوڑا۔

افغان قیادت کے اتحاد میں دیگر بہت سے اسباب ومحرکات کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے مساعی کو بھی بڑا دخل ہے۔ اس سلسلہ کی مختصر اور بعض اوقات تفصیلی رپورٹیں بھی قارئین "الحق" میں ملاحظہ فرماتے رہے لہٰذا جنیوا معاہدے کے نازک اور قریب ترین مرحلہ پر بھی قائد شریعت حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے احساس مسئولیت دینی جذبہ اور آزاد افغانستان کے قیام و استحکام کی خاطر پوری عالمی برادری پر افغانستان کے برسرپیکار مجاہدین کے ٹھوس موقف کو واشگاف کرنا اور پاکستان کے غیور مسلمانوں کے تمام تر دینی قوتوں کی نمائندہ جماعت جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے اس کی بھرپور حمایت کا اظہار ضروری سمجھا۔ چنانچہ افغان مجاہدین کی سات بڑی جماعتوں کے سربراہوں کو ۱۲/اپریل ۱۹۸۸ء بروز منگل ۳ بجے سہ پہر اسلام آباد ہوٹل میں استقبالیہ دیا۔ جس میں حزب اسلامی افغانستان کے امیر مولوی محمد یونس خالص ہفت گانہ اتحاد کے چیئرمین انجینئر گلبدین حکمت یار، حرکت انقلاب اسلامی کے امیر مولوی محمد نبی محمدی، جبہ ملی نجات افغانستان کے امیر مولانا صبغۃ اللہ مجددی، اتحاد اسلامی مجاہدین کے امیر استاد عبدرب الرسول سیاف، افغانستان کے نامزد صدر انجینئر احمد شاہ جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر استاذ برہان الدین، مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبداللہ الزائد، افغان رہنما مولانا نصراللہ منصور اور پیر محمد گیلانی کے مشیر فاروق اعظم کے علاوہ افغانستان کے میدان جنگ کے کئی ایک جرنیلوں، سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ممبروں غیر ملکی سفارتی نمائندوں، علماء، سکالروں اور ممتاز شہریوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ افغان قائدین نے مسئلہ افغانستان میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مرکز علم دارالعلوم حقانیہ، کاروان حق جمعیۃ علماء اسلام اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کے افغانستان کی آزادی اور مستقبل کے آزاد، غیر جانب دار، اسلامی اور مستحکم افغانستان کے قیام واستحکام کے سلسلہ میں گراں قدر مساعی کو انقلاب آفریں، موثر اور نتیجہ خیز قرار دیا۔

مولانا سمیع الحق نے اپنی تقریر میں مجاہدین کی آٹھ سالہ قربانیوں کو عظیم جہاد، پاکستان کی سالمیت اور دفاع کی جنگ، اسلام کے وقار، عالم اسلام کی عظمت اور احیائے ملت کا تاریخی کارنامہ قرار دیا۔ افغان قائدین نے ایسا معاہدہ جس میں مجاہدین کی نمائندگی نہ ہو جس میں ۵۵

لاکھ مہاجرین کی باعزت واپسی، روسی فوجوں کا انخلاء اور مستقبل کے آزاد اسلامی افغانستان کے تشخص کی ضمانت نہ ہو متفقہ طور پر مسترد کر دیا مگر اس سب کچھ کے باوجود بھی معاہدہ ہو گیا۔

قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے ۱۵/اپریل بروز جمعہ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام اسلام آباد کی جہاد کانفرنس میں جنیوا معاہدہ کو یکسر مسترد کر دیا۔ کانفرنس کی صدارت امیر مرکز یہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے کی۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام پائیدار امن اور صلح چاہتی ہے۔ جب کہ یہ معاہدہ افغانستان میں نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی اور افغانستان کے ٹکڑے کر دینے کا پیش خیمہ ہے۔ اس سے افغان مجاہدین اور مہاجرین کے مشکلات ہرگز ختم نہ ہوں گے۔ پاکستان نے اپنے اصولی اور سچائی پر مبنی موقف سے انحراف کر کے دنیا کے اقوام میں حاصل کردہ نیک نامی کو بدنامی سے تبدیل کر دیا ہے۔ افغان قوم کی عظیم قربانیوں اور پاکستان کی دفاع کے جنگ کے نتیجہ میں جنیوا معاہدہ کی صورت میں انہیں بے بس کر دینا تاریخ اور عظیم جہاد سے غداری کے مترادف ہے۔ چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام ۱۹/اپریل سے پورے ملک میں اس معاہدہ کے خلاف یوم سیاہ منائے گی اور رمضان کے بعد پورے ملک میں جہاد کانفرنسیں منعقد کرے گی۔

(۱۶/اپریل روزنامہ مشرق پشاور)

(ماہنامہ الحق جلد ۲۳ شمارہ ۷ اپریل ۱۹۸۸ء)

(جنیوا معاہدہ کے خلاف ملک بھر میں یوم سیاہ منانے کی اپیل)

۲۰ جولائی ۱۹۸۸ء

قائد جمعیت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اسلام آباد کی جہاد کانفرنس میں جنیوا سمجھوتے کو مسترد کرتے ہوئے ۲۹۔اپریل کو اس کے خلاف ملک بھر میں یوم سیاہ منانے کا اعلان کیا ہے اس موقع پر ضروری ہے کہ آپ اپنے ضلع اور حلقہ کے علماء کرام سے موثر رابطہ قائم کر کے انہیں اس امر پر آمادہ کریں کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطبات میں جہاد افغانستان کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے جنیوا معاہدے کے نقصانات سے عوام کو آگاہ کریں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ کابل میں نجیب حکومت کے خاتمہ اور اسلامی حکومت کے قیام تک افغان مہاجرین کی واپسی پر زور نہ دیا جائے نیز ضلعی ہیڈ کوارٹر اور دیگر مناسب مقامات پر جماعتی کارکن افغان مجاہدین کی حمایت اور جنیوا معاہدہ کی مخالفت میں کتبے اٹھا کر نماز جمعہ یا نماز عصر کے بعد کسی مصروف چوک میں مظاہرہ کریں اس مظاہرہ کی خبر ایک دو روز قبل اخبارات کو دیں اور اس کی خبر بعد میں بھی شائع کرانے کا اہتمام کریں۔

(مولانا جلال الدین حقانی کے مصالحتی مشن کی تائید)

جمعیۃ علماء اسلام کے مجلس شوریٰ منعقدہ ۲۰ مئی ۱۹۹۲ء کی قراردادیں

(۱) جمعیت علماء اسلام (س) پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس افغانستان کی مکمل فتح اور مجاہدین کی حکومت کے بنام پر مجاہدین افغانستان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور اس تاریخی جدوجہد اور کامیابی پر انکو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور توقع کا اظہار کرتا ہے کہ کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کی سربراہی میں جو مصالحتی کمیشن قائم کیا گیا ہے اور جس پر احمد شاہ مسعود اور حکمت یار نے تحریری اعتماد کا اظہار کیا ہے وہ افغانستان میں پائیدار امن کا ضامن ہوگا اور وہ جو فیصلے کریگا تمام متعلقہ فریق اسکی پابندی کریں گے اور افغانستان کی تعمیر نو کا کام جلد شروع کیا جا سکے گا۔ جمعیت کی مجلس شوریٰ نے افغان مجاہدین کو سولہ لاکھ افراد کے خون سے چمنستان وطن کی جو آبیاری کی ہے اور جرأت کے ساتھ روس جیسی سپر طاقت کو شکست دی اور اسکی تحلیل کا سبب بننے پر دلی مبارکباد پیش کی۔

(۲) حکومت پاکستان شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ضروری قرار دے اسکے بغیر ملک میں وہ اثرات مرتب نہ ہو سکیں گے جو قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دینے میں متوقع اور موعود تھے۔ مذہب کے خانہ کے بغیر جو کارڈ بن رہے ہیں یہ اجلاس اسکی پرزور مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سابق طریق کار کو یکسر ختم کرے۔

(۳) ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ ورانہ کشمکش کو روکنے کے لئے حکومت پاکستان ناموس صحابہ کے تحفظ کے لئے قومی اسمبلی سے قانون سازی کرا کے پاس کرے جسکی رو سے کسی مقرر مصنف کسی اخبار اور اشتہار کو کسی بھی صحابی پر خاص طور پر خلفائے راشدین پر کسی قسم کی تنقید کا حق نہ ہو اور اسکے ارتکاب کو لائق گرفت جرم قرار دیا جائے اور سزائے موت تک اسے سزا دی جا سکے۔

(۴) یہ اجلاس کشمیر کے مجاہدین کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرتا ہے اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کشمیر کے مسئلہ کو اپنی پاس کردہ قرار دادوں کی روشنی میں حل کرائے اس پورے برصغیر میں اس مسئلہ کے حل کئے بغیر کسی پائیدار امن قائم نہیں ہو سکے گا۔ یہ اجلاس کشمیری مجاہدین پر ہونے والے بھارتی مظالم کی پرزور مذمت کرتا ہے اور عالمی برادری سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس اہم انسانی مسئلہ میں دخل دے کر کشمیریوں کے بنیادی انسانی حق کا تحفظ کرے۔

(۵) عوام کو جلد اور فوری انصاف کی فراہمی کے لئے ضلعی سطح پر شرعی عدالتیں قائم کی جائیں۔

(افغانستان میں ''ملا'' کی کامیابی پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے)

راولپنڈی (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء اسلام پاکستان (سمیع الحق گروپ) کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا اجلاس نے افغانستان کی مکمل فتح اور مجاہدین کی حکومت کے قیام پر افغان مجاہدین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا کہ کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کی سربراہی میں جو مصالحتی کمیشن قائم کیا گیا ہے وہ افغانستان میں پائیدار امن کا ضامن ہوگا اجلاس کے شرکاء نے امید ظاہر کی کہ تمام متعلقہ فریق اس مصالحتی کمیشن کے فیصلوں کی پابندی کریں گے شرکاء نے اس یقین کا اظہار کیا کہ مجاہدین کے باہمی اتحاد و اتفاق سے افغانستان کی تعمیر نو کا کام جلد شروع کیا جا سکے گا جمعیت کی شوریٰ نے افغان مجاہدین کو سولہ لاکھ افراد کے خون سے چمنستان وطن کی آبیاری کرنے اور جرأت کے ساتھ روس جیسی سپر طاقت کو شکست دینے پر مبارکباد دی۔

یہ اجلاس ملک کے تمام علماء جمعیت کے کارکنوں اور دینی طبقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کے جہاد میں کامیابی اور اسلامی حکومت کے قیام پر جلسے سیمینار اجتماعات منعقد کریں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ افغانستان میں ملا کامیاب ہوا ہے تمام مجاہد تنظیموں کے قائد علماء اور داڑھی والے ہیں پاکستان کے علماء اور دین پسند طبقوں کو اس سے اپنی طاقت کا اندازہ لگانا چاہیے اور اپنی صفوں کو انقلابی خطوط پر منظم کرنا چاہیے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۳ مئی ۱۹۹۲ء)

افغان مسئلہ کیلئے پندرہ رکنی کمیشن کی تشکیل سراسر ڈرامہ ہے

کمیشن پر مجاہدین کی اصل قوتیں متفق نہیں ہیں موجودہ ارکان کا تو کابل میں ٹھہرنا ہی ناممکن ہوگا، مولانا سمیع الحق

۱۳۔اپریل ۱۹۹۲ء پشاور (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے افغان مسئلہ کیلئے پندرہ رکنی کمیشن کی تشکیل کو سراسر ایک ڈرامہ اور افغان جہاد کو سبوتاژ کرنے کی ایک نہایت بھونڈی سازش قرار دیتے ہوئے اپنی پارٹی کی طرف سے اسے کلی طور پر مسترد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ میری معلومات کے مطابق اس کمیشن پر مجاہدین کی اصل قوتوں کا ہرگز اتفاق نہیں ہوا اور نہ ان طاقتوں نے کمیشن کیلئے نام دیئے ہیں۔ بلکہ اسے مسترد ہی کیا ہے۔افغانستان میں اگر حقیقی مستحکم اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے تو مجاہدین ہی کو اعتماد میں لیکر ایسا ہو سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ نجیب کو الگ کرنے کے باوجود کابل میں اصل حکومت اس انتظامیہ کی ہوگی جو سولہ لاکھ افغانوں کے قتل میں ملوث ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ان لوگوں کی حراست اور حفاظت میں رہنے والے کمیشن کے ارکان کا کابل میں ٹھہرنا بھی ممکن نہیں ہوگا۔انہوں نے کہا اس طرح افغان مسئلہ جوں کا توں رہے گا۔انہوں نے وزیر اعظم پاکستان کے اس بیان پر بھی انتہائی حیرت کا اظہار کیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ افغان جہاد کے تمام مقاصد پورے ہو گئے ہیں۔انہوں نے کہا اس طرح وزیر اعظم نے اعتراف کیا ہے کہ اس جہاد کے مقاصد صرف امریکی مفادات کی تکمیل تھی۔ حالانکہ مجاہدین کے جہاد کا اصل مقصد وہاں مکمل اسلامی حکومت کا قیام ہے جسے امریکہ اپنے سامراجی عزائم کیلئے موت سمجھتا ہے۔انہوں نے افغان جہاد کے بارے میں حکومت کی تیزی سے بدلتی ہوئی پالیسی پر انتہائی غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ اسلام میں یہ پالیسی میر جعفر اور میر صادق سے بھی بڑھ کر ہے۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۳۔اپریل ۱۹۹۲ء)

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام تحفظ جہاد و مجاہدین کانفرنس کا اعلامیہ

مجاہدین کی مختلف تنظیموں اور دینی جماعتوں کا یہ اجتماع اعلان واشنگٹن اور اعلان لاہور کو کلی طور پر مسترد کرتا ہے۔کارگل اور کشمیر کے فاتح مجاہدین کو واپسی پر مجبور کر دینے سے پوری ملت مسلمہ بالخصوص پاکستانی غیور مسلمانوں کی عظمت وشوکت کو شدید دھچکا لگایا گیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی قربانیوں سے غداری کی گئی ہے۔ یہ اجلاس کنٹرول لائن کو تسلیم نہیں کرتا اور اسکے تسلیم کرنے والے جہاد کشمیر اور سالمیت پاکستان سے غداری کریں گے۔ یہ اجلاس مجاہدین کشمیر اور اس راہ میں شہادت کی خلعت پانے والے مجاہدین اور افواج پاکستان کے غیور سپاہیوں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور تمام تنظیموں اور جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ ملک وملت کی سالمیت کشمیر کی آزادی کیلئے مقدس جہاد جاری رکھیں سارے علماء و مشائخ اور دینی جماعتیں ان کے ساتھ ہیں۔ یہ اجلاس افغانستان میں قیام امن

ملک کی وحدت وسالمیت اور نفاذ اسلام کیلئے برسرپیکار طالبان کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے یہ اجلاس طالبان کے خلاف اور پورے عالم کفر بالخصوص امریکہ کی سازشوں ریشہ دوانیوں غوغا آرائیوں کی پرزور مذمت کرتا ہے اور امریکہ کو وارننگ دیتا ہے کہ افغانستان پر ادنیٰ سی جارحیت کو بھی وہ پوری ملت اور پاکستان پر حملہ سمجھتا ہے اور ہمارا عہد ہے کہ امریکہ کا اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائیگا، افغانستان پر اور حملے کی صورت میں ہم پوری دنیا میں امریکہ اور امریکی مفادات پر کاری ضرب لگانا مقدس جہاد سمجھتے ہیں۔

یہ اجلاس افغانستان پاکستان اور کشمیر میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً امریکیوں کی یکطرفہ غیر منصفانہ مداخلت اور پالیسیوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام یہ اجلاس امریکہ اور اسکی پالیسیوں کے بارے میں سرنگوں ہونے کی پالیسی پر حکمرانوں کی بھرپور مذمت کرتا ہے یہ اجلاس افغانستان اور کشمیر کے جہاد کو خون خرابہ کہنے پر وزیر اعظم پاکستان نواز شریف کی شدید مذمت کرتا ہے اور اسے جہاد سے بغاوت اور جہاد کی توہین قرار دیتا ہے۔ یہ اجلاس تمام دینی جماعتوں اور لیڈروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہرگز کسی ایسی سیاسی جماعت سے اتحاد نہ کریں جو طالبان اور کشمیری مجاہدین کی حمایت نہیں کرتیں۔ یہ اجلاس حکومت کو وارننگ دیتی ہے کہ سی ٹی بی ٹی اور اس قسم کے معاہدوں پر دستخط کرنے سے گریز کرے۔ (ماہنامہ الحق جلد ۳۴ شمارہ ۱۲، ستمبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۵۳ سے ۶۱ تک)

(مسئلہ افغانستان اور جمعیۃ العلماء اسلام کا مؤقف)

وزیر اعظم جونیجو کے گول میز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق کا خطاب، جنیوا معاہدہ کی شدید مخالفت

دینی غیرت وحمیت اور اسلام جذبۂ جہاد سے سرشار افغان مجاہدین کی مسلسل آٹھ سالہ تاریخ ساز اور بے مثال قربانیاں بالآخر رنگ لائیں اور روس نے افغانستان سے اپنی فوجوں کی واپسی کا مژدہ بھی سنا دیا۔ روسی فوجوں کی واپسی کے بعد کیا واقعۃً بھی افغانستان آزاد ہو جائے گا؟ وہاں پر اسلامی ریاست کا قیام، نفاذ شریعت کا عمل، افغان مجاہدین کی اپنی مرضی کی حکومت اور منتشر مہاجرین کا امن وسکون سے اپنے ملک میں زندگی بسر کرسکنا! یہ ہیں مستقبل کے مسائل۔ جن کے حل کرنے میں افغان قائدین سیاسی مدبرین اور حکومت پاکستان نے حد درجہ حزم و احتیاط، ہوش مندی اور عزیمت واستقامت کا ثبوت پیش کرنا ہے۔ پاکستان نے مسلسل آٹھ سال سے ایک سپر پاور اور ظالم جارح کے مقابلے میں مظلوم ومجروح کا بھرپور ساتھ دینے کی جو شاندار نظیر قائم کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان خود بھی سرخرو ہو اور اس کی کاوشیں افغان مجاہدین کی فتح مندی اور افغان مہاجرین کی باعزت وطن واپسی کا ذریعہ بن سکیں۔

چنانچہ وزیر اعظم پاکستان نے اسی مسئلہ کی نزاکت واہمیت کے پیش نظر ایک قومی مؤقف اختیار کرنے کی غرض سے ایم آر ڈی سمیت ۱۰ سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کی آل پارٹیز گول میز کانفرنس بلائی، سب نے وزیر اعظم کے اس اقدام کو حوصلہ افزاء اور خوش آئند قرار دیا اور بعض لیڈروں کے بزعم غیر جمہوری اور متنازعہ اسمبلی کے غیر نمائندہ اور متنازعہ وزیر اعظم ہونے کے باوجود بھی بحیثیت ان کے واقعی وزیر اعظم ہونے کے مسئلہ کی اہمیت کے نقطۂ نظر کے پیش نظر یا پس پردہ کسی کے اشارۂ ابرو کی اطاعت میں انکی دعوت گول میز کانفرنس قبول کر لی گئی۔

قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بھی وزیر اعظم کا دعوت نامہ پہنچا تو جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ نے گول میز کانفرنس میں بھی اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر قائد جمعیۃ کی شرکت ضروری سمجھتے ہوئے انہیں افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت، اظہار حق اور جمعیۃ کا مؤقف بیان کرنے کے لیے شرکت پر آمادہ کر لیا۔

چنانچہ گول میز کانفرنس ۵ اور ۶ مارچ دو روز تک جاری رہی جس میں زیادہ تر لیڈروں نے افغانستان کے مستقبل، مجاہدین کے مؤقف اور مہاجرین کی باعزت واپسی کے تمام پہلوؤں کو نظر انداز کر کے معاہدے پر دستخط کر دیئے جانے پر زور دیا بلکہ بزنجو، پلیجو، معراج محمد خان اور

فحیات جیسے لوگوں نے تو مہاجرین کے خلاف اوچھی زبان بھی استعمال کی اور افغانستان میں مستقبل کی آزاد اسلامی حکومت کو ''مُلا شاہی'' قرار دے کر نفاذ شریعت اور نظام اسلام کا مذاق بھی اڑایا۔ اس موقع پر اس نظریہ کے حامل لوگوں کو وزیر اعظم کی موجودگی میں قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے جارح روس کے وکیل، اس کے ایجنٹ اور زر خرید گماشتے قرار دیا اور کہا کہ مجاہدین کے بارہ میں اس قدر سوقیانہ اور روسی زبان کا استعمال ۱۳ لاکھ شہداء کے خون سے استہزاء اور تمسخر کے مترادف ہے۔

کانفرنس کے اختتام پر کھانے کی میز پر جب مولانا شاہ احمد نورانی نے طنزاً شریعت بل کا ذکر چھیڑ دیا تو وزیر اعظم نے نظام شریعت پر علماء کے عملاً اتفاق کو چیلنج کیا، جبکہ اس سے قبل بھی سی بی میں بلوچستان کے بلدیاتی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم کا یہ بیان کہ ''جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کا سینیٹ میں پیش کردہ شریعت بل جس میں ۲۲ نکات سمیت شریعت کے تمام بنیادی اصول سمو دیئے گئے ہیں تمام مکاتب فکر کے جید اور نمائندہ علماء کا متفقہ ہے، اگر گول میز کانفرنس میں شریک کسی بھی مکتب فکر کے عالم دین، کسی بھی سیاسی پارٹی کے رہنما یا ہاؤس کے کسی بھی معزز رکن کو اس کی کسی بھی دفعہ یا جزیہ تک سے اختلاف ہو اور وہ قرآن وسنت کے علمی اور قطعی دلائل کی روشنی میں اسکی نشاندہی کر دے تو اسے بڑی خوشی سے قبول کر لیا جائے گا''۔ مگر عملاً اسکی جرأت کسی کو بھی نہ ہو سکی اور کیسے ہوتی کہ انگلی رکھنے کی جگہ ہی نہ تھی۔

وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں
مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

گویا مولانا سمیع الحق نے وزیر اعظم سمیت ارباب حکومت و سیاست سب پر عملاً یہ واضح کر دیا کہ شریعت بل کے واقعۃً ''نظام شریعت'' ہونے پر کسی کو اختلاف نہیں، اختلاف کا مفروضہ ان کا گھڑا ہوا ہے جو عملاً شریعت کے نفاذ میں مخلص نہیں ہیں۔ ۱۹۸۵ء کا الیکشن ہوا اس سے قبل مارشل لاء کا دور ہو قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ اور ان کے صاحبزادے قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے ایک مسلمان اور عالم دین کی حیثیت سے حکومت کے ایوان میں اعلاء کلمۃ الحق کا جو مؤقف اختیار کیا تھا جو موجودہ دور میں کسی بھی سیاسی عمل کی وجہ جواز کے لیے نقطۂ ضرورت کے مفروضے سے ہزار درجہ مقدم، قطعی اور منصوص ہے، آج حرف بحرف اس کی سچائیاں عملاً سب کے سامنے نکھر نکھر کر ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہمیں کسی سے اس کے اقرار کرانے اور بیان داغ ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ عملاً سب نے یہی وجہ جواز پیش کی کہ مسئلہ افغانستان چونکہ ملک کے تحفظ اور مسلمان ملت کا مسئلہ ہے لہٰذا اپنا مؤقف خواہ حکومت اس کو ملحوظ رکھے یا نہ رکھے بیان کر دینا ضروری تھا۔ جب کہ قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق آٹھ دس سال سے یہی کہہ رہے ہیں کہ جناب! نفاذ شریعت کا مسئلہ تو سب پر مقدم اور فائق ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے تحریک نفاذ شریعت اور غلبۂ اسلام کے کام سے چھٹی کر لینا شان مسلم کے زیب نہیں۔ اعلاء کلمۃ الحق، علماء حق اور نائبان رسول کا فریضۂ منصبی ہے۔ سلطان جائر (خواہ وہ فوجی حکمران کی صورت میں ہو یا پیپلز پارٹی اور مسلم لیگی وزیر اعظم کی صورت میں ہو، پارلیمنٹ کا ایوان ہو یا گول میز کانفرنس کا میدان ہو) ظالم بادشاہ کے سامنے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور اسے جھنجوڑ جھنجوڑ کر کلمۂ حق کہنا اصل جہاد ہے۔ اور الحمدللہ کہ جمعیۃ علماء اسلام نے کسی وقت بھی دعوت وعزیمت کے اس تاریخی تسلسل کو قائم رکھنے میں کوتاہی نہیں کی۔ جمعیۃ کے راہنما صدر ایوب، یحییٰ خان، وزیر اعظم بھٹو، صدر ضیاء الحق کی فوجی آمریت اور مسلم لیگ کی آمرانہ جمہوریت میں سیاسی فضاء کے تکدر، ناموافق ماحول اور ناسازگار حالات میں بھی جس طرح اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرتے رہے، اسی جہاد عزیمت کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے وزیر اعظم کی گول میز کانفرنس میں بھی جمہور مسلمانوں، افغان مجاہدین کی ترجمانی اور مستقبل کے آزاد اسلامی افغانستان کے قیام واستحکام کے سلسلہ میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے جمعیۃ علماء اسلام کا جو مؤقف پیش کیا وہ چونکہ تحریری نہیں تھا تقریری کی شکل میں تھا اس لیے اس کا مفصل متن تا حال نہیں مل سکا مگر اس کے بنیادی نکات اور خلاصہ یہ تھا کہ:۔

اب تک مسئلہ افغانستان میں حکومت پاکستان اور افغان مجاہدین کی پالیسی کامیاب رہی ہے۔ مستقبل میں اس ٹھوس اور مضبوط مؤقف پر آزادی وطن اور حریت اقوام کا ایک تاریخی اور زریں باب رقم ہوگا۔ اس وقت ہمارے سامنے اولین مسئلہ افغان مجاہدین کی ہمدردی اور مہاجرین کو پناہ دینا تھا اور الحمدللہ! کہ اسلامی اخوت کی بناء پر ہم مظلوم افغانوں کی ہمدردی اور ہر ممکن امداد کرتے رہے، جبکہ ان مظلوموں نے صرف اپنی ہی نہیں بلکہ پاکستان کے دفاع کی بھی جنگ لڑی ہے۔ افغانستان کے میدان کارزار میں افغان مجاہدین کی بے مثال تاریخی قربانیاں اپنی مثال آپ ہیں، اس سلسلہ میں ویٹ نام وغیرہ بھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ مجاہدین نے اپنے سے کئی گنا ایک بڑی طاقت اور استعماری قوت کی یلغار کو بریک لگا دی ہے۔ مگر اب روس میدان جنگ میں ہار جانے کے بعد بڑی شاطرانہ تکنیکی چال (روس، بھارت، امریکہ گٹھ جوڑ) سے مذاکرات کی میز پر مستقبل کی سیاست جیتنا چاہتا ہے جس کا واضح ثبوت بھارت کا کھل کر میدان میں آجانا ہے۔ تاہم مجاہدین کی بے نظیر پامردی اور استقامت سے افغانستان میں ہزیمت اور رسوا ترین شکست روس کا مقدر بن چکی ہے اور وہ اپنی فوجوں کی واپسی کے لیے خود ایک وقت متعین کر چکا ہے تو معاہدہ پر ہمارے دستخط کر دینے یا نہ کرنے سے ہر دونوں صورتوں میں روس افغانستان سے واپس جائے گا۔ جنیوا مذاکرات کا روسی فوجوں کی واپسی سے کوئی تعلق نہیں۔ فوجوں کی واپسی کا فیصلہ روز نہ افغانستان میں اپنی ناکامی، مجاہدین کی ناقابل شکست مزاحمت، مقبوضہ مسلم علاقوں میں بیداری کی لہر، بین الاقوامی سطح پر ذلت و رسوائی اور بڑھتی ہوئی مذمت اور افغانستان کی بلا جواز جنگ کے داخلی نتائج اور گورباچوف کی نئی خارجہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

اسی سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کا مؤقف یہ ہے کہ روس نے ۹ سال تک افغانستان کی تباہی اور ہلاکت کے جن سنگین اور بھیانک جرائم کا ارتکاب کیا ہے اب وہ نتائج کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری قبول کرے۔ افغانستان کی تعمیر نو، امن وسکون کی بحالی، مہاجرین کی واپسی اور آزاد اسلامی ریاست کے قیام اور بقاء وتحفظ اور اس کے استحکام کی ذمہ داریوں میں اسے جکڑے بغیر وہ یونہی رخصت ہوگیا تو پھر وہ مستقبل میں جس طرح کی من مانی کرنا چاہے گا کر سکے گا تو پھر اُس وقت اُس کے ناک میں نکیل ڈالنا ناممکن ہوگا۔

افغانستان میں روسی یلغار کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہاں اس کا سکہ اور نظام چلتا رہے۔ داؤد، ترکئی، امین، کارمل اور نجیب، سب اس کے پیادے، فرستادے اور کٹھ پتلی تھے۔ جب جارحیت کا خاتمہ اور روسی تسلط سے خلاصی ہی مقصود ہے تو لامحالہ جارحیت اور ظلم کے اثرات و ثمرات کو بھی محو کرنا ہوگا۔

لہٰذا پاکستان کو موجودہ شکل میں جنیوا معاہدہ پر دستخط کر کے بلا وجہ ایک مضبوط حلیف قوت افغان مجاہدین کی ناراضگی ہرگز مول نہیں لینی چاہیئے۔ جہاں تک امریکہ کی پالیسی کا تعلق ہے تو امریکہ اپنی نئی پالسی سے ایک تیر سے دو شکار کھیلنا چاہتا ہے اور دو طرح کے فائدے حاصل کرنا چاہتا ہے ایک افغانستان سے روسی فوجوں کا انخلاء اور دوسرا افغان مجاہدین کی آزاد اور اسلامی حکومت کے قیام میں رکاوٹ۔

امریکہ سمیت دنیا کی سوشلسٹ، کمیونسٹ اور لادین حکومتیں بظاہر افغانوں کی حمایت کے باوجود وہاں پر آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہرگز نہیں چاہتیں۔ چونکہ افغانستان میں اسلامی انقلاب کے اثرات ایران، پاکستان اور وسط ایشیاء پر پڑ سکتے ہیں۔ امریکہ نئی شاطرانہ پالیسی سے اس کا تحفظ اور سد باب چاہتا ہے۔ اگر امریکہ ساتھ نہ بھی دے تب بھی مجاہدین اللہ کی نصرت اور بھروسہ پر ایک عظیم اسلامی انقلاب اور آزاد

اسلامی ریاست کے قیام واستحکام میں انشاء اللہ کامیاب ہو کر رہیں گے۔ بعض لوگ خانہ جنگی کے خطرہ کو سامنے لاتے ہیں، خانہ جنگی کا اندیشہ دستخط کرنے نہ کرنے دونوں صورتوں میں موجود ہے۔

امریکہ روس گٹھ جوڑ کی موجودہ پالیسی قبول کر لینے کی صورت میں مستقبل کے اندیشوں کے بارے میں گذارش ہے کہ اس پالیسی کو قبول کر لینے کی صورت میں بھی افغانستان کی سالمیت، خانہ جنگی سے تحفظ اور اس کے اثرات سے پاکستان کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

پاکستان کی سلامتی بھی اسی میں ہے کہ پڑوس میں خالص آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہو اگر امریکہ گٹھ جوڑ کو تسلیم کر لیا گیا تو یہ ۱۳لاکھ شہداء کے خون سے تمسخر کرنا ہوگا۔ ایسی صورت میں افغانستان میں لادینی کیمونسٹ حکومت قائم ہوگی جس کی وجہ سے پاکسان میں بھی پختونستان اور سندھو دیش وغیرہ کے شوشے چھوڑے جاتے رہیں گے۔ بدامنی اور دھماکے پہلے سے کئی گنا بڑھ جائیں گے۔ ہمارے لیے افغانستان میں مضبوط، مستحکم اسلامی حکومت ایک بہترین پڑوسی ثابت ہوسکتی ہے۔

افغانستان کی جنگ میں اصلی فریق اپنے وطن کی آزادی اور دفاع کی جنگ لڑنے والے افغان مجاہدین اور حملہ آور روس ہیں۔ مجاہدین اپنے وطن کی آزادی میں ۱۳لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ پاکستان ان کا حامی وناصر، ان کا میزبان اور پڑوسی، ان کا حلیف ومددگار ان کا وکیل وترجمان، خود ایک متاثرہ ملک اور افغانستان کے مسئلہ میں اسکی حیثیت ایک مصالحت کنندہ کی ہے۔

لہٰذا یہ ابھی سے طے ہونا چاہئے کہ افغان مجاہدین کو ناقابل قبول یا ان کی شمولیت اور رضا مندی کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں ہونا چاہیے۔ جو معاہدہ بھی افغان مجاہدین کی کامیابی اور افغان مہاجرین کی امن وسکون سے واپسی کی ضمانت نہ دے وہ افغانستان کو خانہ جنگی میں دھکیل دے گا اور پاکستان کو بھی لے ڈوبے گا۔ پاکستان کا مفاد اور اس کی سالمیت واستحکام مجاہدین کی کامیابی اور ان ہی کے مؤقف پر مبنی معاہدے سے وابستہ ہے۔ پوری مسلم دنیا، غیر جانبدار تحریک، اقوام متحدہ کے ۱۴۲ ممالک اور اسلامی سربراہ کانفرنس بھی بارہا اس مؤقف کی تائید کر چکے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس سے انحراف کر لیا گیا اور افغان مجاہدین کے مؤقف، افغان مہاجرین کے مفاد اور ان کا بھرپور ساتھ دینے والی قوتوں کی رائے کو اگر خدانخواستہ نظر انداز کر دیا گیا تو جس موقف کے تسلسل سے پاکستان نے عالمی رائے عامہ اور بالخصوص مسلم دنیا میں عزت وافتخار کا جو مقام حاصل کیا ہے وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

گول میز کانفرنس میں صرف اس مؤقف کی مدلل وضاحت پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس موقف کو منوانے، اس میں وزن ڈالنے اور مؤثر بنانے کے لیے قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی تحریک وتجویز پر قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے ۱۲ مارچ ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین، ملک کے ممتاز سکالرز، دانشور، سیاسی مدبرین، ارباب علم وفضل اور ذی رائے اصحاب علم وبصیرت کا جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی میں ایک نمائندہ اجلاس طلب کیا، جس میں ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں کے راہنماؤں اور شرکائے اجلاس نے اس مؤقف کی بھرپور تائید کی اور حکومت پر واضح کیا کہ اس واضح اور ٹھوس لائحہ عمل سے سرمو انحراف بھی مستقبل کے بھیانک خطرات اور ملکی سالمیت کی ہچکولے کھاتی نیا کے لے ڈوبنے اور ہلاکت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

(از قلم مولانا عبدالقیوم حقانی ماہنامہ الحق جلد ۲۳، شمارہ ۶، مارچ ۱۹۸۸ء)

(جہاد افغانستان سوانح شیخ الحدیث کا ایک روشن باب)

قائد شریعت مولانا عبدالحق اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں

تاریخی کردار پر وزیر اعظم نواز شریف کا خراج تحسین اور اعتراف عظمت و کمال

افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق مرحوم کے (جہاد افغانستان میں) کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان کی تقلید میں ان کے صاحبزادے (مولانا سمیع الحق) کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں۔

(ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے خطاب ۵ مئی ۱۹۹۲ء ساڑھے سات بجے شام)

جہاد افغانستان، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی سیرت و سوانح کے تمام تاریخی ابواب میں سب سے زیادہ روشن اور وسیع باب ہے۔

خود حضرت شیخ الحدیث کو عملاً جہاد میں شرکت کے لیے کس قدر بے تابی تھی، وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرح چارپائی کی موت پر میدان جہاد میں شہید ہونے کے لیے تڑپتے اور دعا کو رہتے تھے۔ انہوں نے مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کی چھاؤنی بنا دیا۔ فضلاء کی تربیت کی، بخاری کے مغازی خود پڑھائے بدر و حنین اور احد و تبوک کے نقشے سمجھائے۔ جہاد میں شرکت کے لیے طلبہ کی ٹیمیں بنائیں، ملکی، قومی اور سیاسی سطح پر مجاہدین کی بھرپور حمایت کی۔ افغان تنظیموں میں اتحاد کے لیے اول روز سے کوشاں رہے۔ اپنے برخوردار مولانا سمیع الحق کو افغان جہاد کے سلسلہ میں ہمہ وقت پابہ رکاب رہنے کی ہدایات کیں۔ آپ کے نسبی اور روحانی ابناء کا جہاد میں بنیادی اور موثر کردار رہا۔ آپ کے کئی جلیل القدر تلامذہ معرکہ ہائے کارزار میں شہید ہوئے، کئی فضلاء بڑی بڑی مضبوط چھاؤنیوں کے فاتح قرار پائے۔ آپ ہی کی تحریک و تبلیغ سے آپ کے ایک روحانی فرزند عظیم افغان رہنما نے صدر بش کو اسلام کی دعوت دی آپ کی ہدایات کے بموجب آپ کے فرزند مولانا سمیع الحق نے سابق وزیراعظم جونیجو کی بلائی ہوئی گول میز کانفرنس میں مسئلہ افغانستان میں بنیادی کردار ادا کیا اور کانفرنس کے ہیرو قرار پائے۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں جنیوا معاہدہ پر جو موقف مفصل اور مدلل بیان کیا اور افغانیوں کا مقدمہ لڑا کہ ایوان حکومت لرز گئے۔ بغیر کسی پروپیگنڈہ اور شہرت وریا کے افغان مسئلہ کے لیے خاموش سفارتی مہم پر امریکی رہنماؤں سے بات کی اور وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیا۔ جہاد افغانستان کے آخری اور نازک ترین حساس مرحلہ پر اپنے برخوردار صاحبزادہ حامد الحق کی دستار بندی کے عنوان سے افغان قیادت کے تمام مرکزی رہنماؤں کو دارالعلوم حقانیہ میں مدعو کر کے ایک میز پر بٹھایا جس سے مزید باہمی اعتماد و اتحاد کی منزل قریب ہوئی غلط فہمیاں دور ہوئیں مشترکہ لائحہ عمل کا مشن آگے بڑھا اسی پیش رفت کا نتیجہ تھا کہ دو ماہ بعد کابل فتح ہو گیا۔ عین فتح کابل کے وقت یہودی امریکی لابی نے جب جہاد افغانستان کے ثمرات کو تاراج کرنا چاہا تو اس موقع پر بھی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ آگے بڑھے اور افغان عبوری حکومت کی تشکیل کیلئے ایک متفقہ لائحہ عمل اور بنیادی فارمولا پر سب کو باہم یکجا کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کا اعتراف خود وزیر اعظم پاکستان نے اپنی نشری تقریر میں کیا پھر افغان عبوری حکومت کی اخلاقی اور سیاسی معاونت اور استحکام کے لیے وہاں برستے ہوئے گولوں اور بمباریوں کی گھن گرج میں آپ پاکستان کے واحد سیاسی رہنما تھے جنہوں نے کابل کی سرزمین پر قدم رکھا۔ جہاد افغانستان میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے ذاتی کردار کے علاوہ مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اور اسکے روحانی جیالے فرزندوں کا کردار حضرت شیخ الحدیثؒ کے لیے ایک عظیم صدقہ جاریہ ہے اور تاریخ کا ایک روشن باب، جسے تا قیامت فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آئندہ صفحات اس اجمال کی تفصیل ہیں۔

(جہاد افغانستان میں شیخ الحدیثؒ اور جامعہ حقانیہ کا کردار)

(زعماء جہاد افغانستان کا اعتراف وخراج تحسین اور تعزیتی تاثرات)

دارالعلوم حقانیہ اوراس کی بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نے جس طرح اپنی زندگی میں جہاد کے آغاز کار ہی سے ہماری سرپرستی فرمائی وہ بخارا کی عظیم دینی درسگاہ "مدرسہ میر عرب" کی طرح ہے جس طرح روسی انقلاب میں بخارا کے "مدرسہ میر عرب" اوراس کے فضلاء نے عظیم تاریخی اور انقلابی کردارادا کیا تھا اسی طرح دارالعلوم حقانیہ نے بھی وہی کردارادا کیا اور مدرسہ میر عرب کے فضلاء اور مجاہدین کی طرح ہماری سرپرستی کی۔ استاذ پروفیسر برہان الدین ربانی، امیر جمعیۃ اسلامی افغانستان وصدر افغانستان

پاکستان آنے سے قبل بلکہ پاکستان کو جاننے سے قبل میں نے اسی مدرسہ حقانیہ کے بارے میں سنا تھا اور اسکی روشنی کو دیکھا تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب مجھے پاکستان کی بھی معرفت نہ تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب میری ملاقات دارالعلوم حقانیہ کے عظیم سپوت اور جرنیل مولانا جلال الدین حقانی سے ہوئی میں نے پوچھا کیا یہ شخص قبیلہ حقانی سے تعلق رکھتا ہے؟ لوگوں نے بتایا قبیلہ حقانی نہیں، بلکہ یہ پاکستان میں مدرسہ ہے جس کا نام حقانیہ ہے۔ الشیخ عبدالمجید زندانی سابق وزیر یمن، رکن رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرمہ

تین ماہ بعد اب جب پاکستان حاضر ہوا ہوں تو حد درجہ غم وحزن، رنج وملال ہوا اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہے عالم اسلام کی اہم شخصیتوں کے تعاون اور سرپرستیوں سے مسلمان امت بالخصوص افغان مجاہدین محروم ہو گئے ہیں ایک علمی و روحانی شخصیت جس نے میدان جہاد میں افرادی قوت کے اعتبار سے علماء اور فضلاء مرحمت فرمائے وہ حضرت مولانا فاضل گرامی عارف ربانی عالم حقانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی ذات گرامی تھی دوسری شخصیت صدر ضیاء الحق مرحوم کی تھی۔ حضرت مولانا صبغت اللہ مجددی، سابق صدر افغانستان

استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیثؒ نے ہمیں قرآن اور حدیث کا سبق پڑھایا لیکن اس کے ساتھ ساتھ عملاً جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مساعی کی ترغیب بھی دی۔ انہوں نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تم یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آرام سے نہیں بیٹھو گے، دین کی خدمت کرو گے دین کو ہمر بلند رکھو گے ہر صورت میں ہر جگہ دین ہی کا، شریعت کا اور علم دین کا کام کرو گے تدریس کی شکل میں کبھی تبلیغ کی شکل میں، کبھی وعظ اور نصیحت کی شکل میں اور کبھی باطل قوتوں کی سرکوبی کے لیے جہاد کی شکل میں۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ پاک نے حضرتؒ کو ان کی زندگی میں ان کی روحانی اولاد دارالعلوم کے فضلاء کا ہر محاذ پر دین اسلام کے ہر پہلو پر کام کرتے دکھا دیا۔ خاص کر حضرتؒ نے ہم سے جہاد کے لیے جو عہد لیا تھا آج خدا کا فضل ہے کہ افغانستان کے ہر سنگر میں ہم گنہگار اور ان کے تمام فضلاء اس کو ملحوظ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت ہمارے جہاد افغانستان کے سرپرست تھے۔ یہ سب ان کی معاونت تھی۔ انہوں نے ہمیں جہاد کے لیے محاذ جنگ کے جرنیل دیئے، مجاہد اور غازی دیئے، انہوں نے ہمیں ایک سپر پاور اور بڑی طاقت سے مقابلہ کے لیے مفید مشوروں سے حوصلہ دیا۔ پرخلوص اور غائبانہ دعاؤں سے ہماری مدد کی۔ ان کے شاگرد ہر محاذ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہ دارالعلوم حقانیہ ہماری مادر علمی ہے، مجاہدین کی چھاؤنی ہے۔ یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے باقیات صالحات سے ہے اب ہمیں توقع ہے بلکہ یقین ہے کہ حضرتؒ کے جانشین حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ بھی اپنے والد گرامی قدر کی طرح ہماری سرپرستی فرمائیں گے جس طرح حضرت کی زندگی میں انہوں نے ہمارے ساتھ بھرپور معاونت کی اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی وہ ہمارے ساتھ جہاد کے مشن کی تکمیل میں شریک رہیں گے کہ ہم سب مسلمان ہیں اور جہاد ہم سب کے لیے ایک فریضہ ہے۔ حضرتؒ کی وفات سے مجاہدین یتیم ہو گئے ہیں اور محاذ جنگ کے سنگروں کی روحانی رونقیں ماند پڑ گئی ہیں، تاہم ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جب

تک زندگی ہے ہم نے حضرت سے جو عہد کیا تھا اس کو آخری دم تک نبھاتے رہیں گے۔ مولوی محمد یونس خالص، صدر حزب اسلامی افغانستان

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے تلامذہ جہاد افغانستان میں سباق الغایات تھے ہم نے ہر کڑے وقت میں مولانا عبدالحق کی دعاؤں اور ان کے شاگردوں کو اپنے ساتھ پایا۔ مولوی محمد نبی محمدی صدر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ دارالعلوم دیوبند میں میرے استاد تھے وہ پاکستان میں جید علماء کے رہنما ہم افغانیوں کے ہمدرد جہاد کے دردمند اور افغانیوں کے ساتھ ہر وقت شریک غم رہے ہیں مولانا عبدالحقؒ وہ پہلے پاکستانی عالم تھے جنہوں نے ہمارے ساتھ جہادی رابطہ کیا، جہاد کے حق میں فتویٰ دیا انہوں نے جہاد میں ہماری جانی اور مالی مدد کی، ان کے مساعی سے ہمیں ہر محاذ پر تقویت ملی، ہماری جماعت (حزب اسلامی حکمت یار گروپ) میں ان کے سینکڑوں تلامذہ شہید ہوئے اور سینکڑوں غازی، افغانستان میں جو دینی مدارس قائم ہو رہے ہیں وہ ان کے تلامذہ کی مساعی ہے وہ پاکستان کی طرح افغانستان میں بھی بابائے مدارس ہیں۔

مولانا گل رحمٰن دیوبندی افغانی، مرکزی رہنما حزب اسلامی (حکمت یار گروپ)

میں نے خود تو حضرت مولانا عبدالحقؒ سے ملاقات نہیں کی تھی مگر افغانستان کا بچہ بچہ اور حزب اسلامی کا ہر کارکن ان کے نام سے واقف ہے ان سے محبت کرتا ہے اور ان کے تلامذہ کے تاریخی کردار پر وہ افغانیوں میں محبوبیت کی علامت بن گئے ہیں۔

استاذ قریب الرحمٰن سعید، صدر افغان نیوز ایجنسی، مشیر جناب گلبدین حکمت یار، مشیر وزیراعظم عبدالصبور فرید

افغان محاذ جنگ کے تمام جہادی کمانڈر مولانا عبدالحقؒ سے وارفتگی رکھتے تھے ہماری جماعت کا ہر فرد مولانا عبدالحقؒ کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے۔ استاد فرید پرسنل سیکرٹری گلبدین حکمت یار

جہاد افغانستان میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ہزاروں تلامذہ اور باکردار فضلاء ایک ایسا عمل اور عظیم صدقہ جاریہ ہے کہ قیامت تک اس کے اثرات اور برکات حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے نامۂ اعمال میں درج ہوتے رہیں گے۔

عبدالرب رسول سیاف، امیر اتحاد اسلامی افغانستان

حضرت شیخ الحدیث کی تعلیمات اور توجہات کی برکات میرے اور میرے ساتھیوں کے دلوں پر منعکس ہوئیں اور اللہ کریم نے ہمیں جہاد؛ افغانستان کے لیے چن لیا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے مجھے فرمایا، آپ میرے جانشین، خلیفہ اور جہاد کے عمل میں نائب ہیں۔

مولانا جلال الدین حقانی، فاتح خوست وگردیز

حقانیہ، دیوبند ثانی ہے مولانا عبدالحق افغان مجاہدین کے لیے بڑے درجہ کے ممد و معاون تھے، مجاہدین کے ہر مسئلہ بالخصوص مسئلہ جہاد میں سند کا درجہ رکھتے تھے دارالعلوم حقانیہ مجاہدین کے لیے فوجی چھاؤنی ثابت ہوا جہاد کے اکثر قائدین اور مجاہدین دارالعلوم حقانیہ کے فیض یافتہ ہیں۔

(نصر اللہ منصور) صدر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا عبدالحق مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات افغانستان اور درحقیقت تمام عالم اسلام کے لیے عظیم نقصان ہے۔ (محمد آفندی گیلانی) صدر محاذ ملی افغانستان، سجادہ نشین ہرات، افغانستان

(شیخ الحدیث کی افغان مجاہدین سے اختلاف ختم کرنے کی اپیل دردمندانہ مکتوب)

افغانستان میں اشتراکیت سے برسرپیکار مجاہدین کی باہمی گروہ بندی، اختلافات اور انتشار پر ۱۹۸۱ء میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ذیل کا پردرد مکتوب ایک وفد کے ہاتھ مجاہدین کے مختلف احزاب کے زعماء کی خدمت میں بھیجا۔ مناسب یہ ہے کہ الحق کے ذریعہ یہ مخلصانہ آواز مجاہدین کے فعال کارکنوں اور رہنماؤں تک بھی پہنچ جائے مکتوب یہ ہے۔

گرامی قدر مجاہدین اسلام وحامیان دین متین زعماء جہاد افغانستان وجمیع رفقاء ومجاہدین وجنود اسلام ایدکم اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ آپ حضرات کے مجاہدانہ اور سرفرشانہ کارنامے اس الحاد ودہریت وزندیقیت کے زمانہ میں اسلام اور عالم اسلام کیلئے قرون اولیٰ کی یادتازہ کررہے ہیں۔ بے سروسامانی کے عالم میں ایک ایسی قوت جابرہ کا مقابلہ جواس وقت پوری دنیا میں انا ربکم الاعلیٰ کا مدعی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وجود کو چیلنج کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لانہایت امداد اور نصرت کے بغیر ناممکن ہے۔ ہم اگرچہ کمزور ہیں۔ لیکن یقین جاہیے کہ ہماری مخلصانہ دعائیں شب وروز آپ کے شریک کار ہیں۔

محترما! آپ خود علماء اور اہل علم ہیں۔ بے اتفاقی تشتت اور باہمی اختلاف کے بارے میں قرآن کریم کی تصریحات، احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الف والف صلوٰۃ، اور مسلمانوں کی پوری تاریخ عروج وزوال آپ سے پوشیدہ نہیں۔ جسکی تکرار آپ حضرات کے سامنے تحصیل حاصل ہو گی۔ میں آپ کو خالق کائنات کا واسطہ دیکر یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کا اختلاف صرف دوافراد دوگروہوں دو جماعتوں کا اختلاف نہیں اس سے عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہورہا ہے۔ آپ اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں کہ آپ کا جہاد کسی ایک سرزمین کا نہیں اس کا جغرافیائی حدود سے تعلق نہیں۔ بلکہ یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جس کو بجاطور پر عالم اسلام کی جنگ قرار دیا جاسکتا ہے اور آپ صرف افغانستان کیلئے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لئے لڑرہے ہیں۔ صرف میں اور میرا دارالعلوم نہیں۔ پاکستان کے تمام علماء کرام عوام اور تمام عالم اسلام اس سے سخت پریشان ہے۔ آپ کی معمولی ناچاکی شماتت اعداء کا ذریعہ بن رہی ہے۔ نصرت الٰہی کے انقطاع کا ذریعہ بن رہی ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا باعث باہمی افتراق بن رہا ہے۔ اس وقت جو مقام جہاد وعزیمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ خدانخواستہ ایسی معمولی لغزش سے اگر اس کو کچھ بھی گزند پہنچا تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے نزدیک آپ حضرات پر ہوگی۔ پاکستان کے تمام علماء کرام کی جانب سے آپ سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ اللہ ان اختلافات کو بلاتاخیر ختم کیجئے۔ اس وقت میں اپنے بیٹے برخوردار مولانا سمیع الحق اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور عالم دین قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی اور راولپنڈی کے معروف عالم دین برخوردار قاری سعیدالرحمٰن صاحب کو بطور خصوصی وفد اس غرض سے آپکی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرمادے۔ وھو میسر لکل عسیر اور اگر ضرورت پڑی تو انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود خود بھی حاضری سے دریغ نہیں کروں گا۔ میرا ارادہ ہے کہ مجاہدین کی بھرپور امداد اور حمایت کیلئے عنقریب پاکستان اور خصوصاً سرحد وبلوچستان کے علماء اور اہل درد حضرات اور صلحاء سے بھی رابطہ قائم کروں اور اس سلسلہ میں آج تک جو کسل واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔ اسکی تلافی کیلئے بھی ان سے مشورہ کروں۔

عبدالحق عفی عنہ

ماہنامہ الحق جولائی ۱۹۸۱ء صفحہ۲

(شیخ الحدیث مولانا نعمت اللہ امیر مرکزیہ کی عشرۂ افغانستان منا کر جہاد کے برکات اجاگر کرنے کی اپیل)

محترمی ومکرمی جناب زید مجدکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !امید ہے مزاج گرامی بالخیر ہوں گے۔افغان مجاہدین کی فتح اور عبوری کونسل کی تشکیل اور استحکام اسلام کا اعجاز اور جہاد کی عظمت کا واضح ثبوت ہے کہ جہاد کی کامیابی درحقیقت علماء حق کی فتح بالخصوص جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے قائدین شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی کامیابی ہے۔علماء مشائخ کارکنوں اور تمام اہل اسلام سے اپیل کی ہے کہ وہ ۱۰ ذی الحجہ سے ۲۰ ذی الحجہ تک کے ایام کو جہاد افغانستان میں علماء حق کے کردار کے ایام کے طور پر منائیں۔جمعیۃ کا نصب العین چونکہ محض ایک خوش کن فلسفہ نہیں بلکہ ایک عظیم نظام فکر وعمل ہے اس لئے بحیثیت مسلمان ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس مقصد کے حصول کیلئے علامۃ الناس اور اپنے کارکنوں کی اس انداز سے تربیت کریں کہ وہ اپنی جماعتی کارکردگی قائدین کے کردار اور ان کے کارناموں سے آگاہ ہوں۔شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کا ایثار اور جہاد عزیمت پر مبنی موقف حق اس راستے کے سنگ میل ہیں۔انہی کی خالص دینی سیاست اور اسلامی روایات کی حامل قیادت پر ہمارا بھروسہ اور اعتماد ہے۔حضرت امیر مرکزیہ نے کہا کہ جہاد اسلامی کی برکات اور اثرات کو اُجاگر کرنے اور اسے بدستور جاری رکھنے کیلئے ضرورت ہے کہ جہاد میں بنیاد کے پتھر کا کردار ادا کرنے کیلئے لائحہ عمل کو سامنے رکھا جائے۔انہوں نے جمعیۃ کی تمام ضلعی صوبائی اور علاقائی شاخوں سے اپیل کی کہ وہ مذکورہ پندرہ روز میں ہر ممکن طریقہ سے جہاد افغانستان میں علماء حق جمعیۃ علماء اسلام بالخصوص اس کے قائدین شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق کے تاریخی کردار کو اجاگر کریں۔سیمینار منعقد کریں جلسہ ہائے تمام کا انعقاد کریں۔تربیتی تقریبات کا پروگرام بنائیں۔پریس کانفرنسوں کا اہتمام کریں سکولوں اور تعلیم گاہوں میں خصوصیت سے اس موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں اور یہ واضح کریں کہ روس کو جس سپر پاور امریکہ شکست نہ دے سکا وہ ان نہتے مجاہدین اور ان کے سرپرستوں ومعاونین بالخصوص شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے تلامذہ ومستفیدین کے ہاتھوں پاش پاش ہو گیا۔اور خلیج سمیت افغان جہاد کے مسئلہ پر جمعیۃ کے موقف حق اور بھرپور مساعی ایک بار پھر نقد ثمرات سے بارآور ہو گئیں۔کہ ان ایام کے بطور جہاد افغانستان میں علماء حق کا کردار کا مقصد یہ ہے کہ جہاد کی عظمت اور ان کی برکات اور واقفیت مسلمان بچہ بچہ کے دل میں رچ بس جائے اور احیاء ملت کا ذریعہ ہو۔ والسلام شیخ الحدیث مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان

افغان مجاہدین کی فتح مبین اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق

وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے ۵ مئی کو اپنے ٹی وی اور ریڈیو کے نشری خطاب میں قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور انکے صاحبزادے حضرت مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں تاریخی کردار پر اعتراف عظمت وکمال سمیت خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:۔''افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق مرحوم کے (جہاد افغانستان میں) کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ان کی تقلید میں ان کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں''۔

جہاں تک غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان کے افغان فرزندوں کی بات ہے تو ان غیور مجاہدین اور جیالے مسلمانوں نے بالآخر اپنے ناقابل تسخیر جذبہ ایمانی کی قوت سے ثابت کر دیا ہے کہ اگر آج بھی ابراہیم کا ایمان ہو تو آگ انداز گلستان پیدا کر سکتی ہے۔محو تماشائے لب

بام رہنے والی دانشوری کے مقابلے میں محمد عربیؐ کے ان دیوانوں نے آتش نمرود میں بے خطر کود کر ایک دنیا کو حیرت زدہ کر دیا اور دکھا دیا کہ وہ آج بھی حضرت خالد بن ولید اور حضرت علی مرتضی کی داستانوں اُحد، تبوک حنین، خندق اور بدر کے تاریخی معرکہ ہائے جہاد کو پھر سے جیتی جاگتی حقیقتوں کا روپ دے سکتے ہیں۔ قرآن کا اٹل فیصلہ۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله اس حقیقت واقعہ کا عملی مظہر ہے۔

کمیونسٹ روس جیسی غاصب، جابر اور بے رحم عالمی طاقت کو جو ترکستان کے مسلم علاقوں کو ہڑپ کر جانے ہنگری، چیکوسلواکیہ اور پولینڈ پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لیے فوج کشی کا وسیع تجربہ رکھتی تھی جس نے کسی بھی علاقے پر یلغار کی تو اس کا مقابلہ ناقابل تصور ہو گیا مگر جدید جنگ کے رموز سے ناآشنا اور غیر تربیت یافتہ مجاہدین نے اسے جس شرمناک ہزیمت اور شکست وریخت سے دوچار کیا ہے وہ حریت انسانی کی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جسے کبھی بھی بھلایا نہ جاسکے گا۔

مجاہدین افغانستان کی فتح مبین کے اس عظیم الشان واقعہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے یہ سبق موجود ہے۔ کہ ان کی طاقت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف ان کا عقیدۂ توحید اور دین اسلام ہے ان کے لیے دنیا میں عزت اور وقار کا راستہ صرف اسی عقیدے سے مکمل وابستگی اختیار کئے رہنا ہے یہی چیز انہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکتی ہے اور ان کے لیے دنیا کے ہر خطے میں کامرانیوں کی راہیں کھول سکتی ہے۔

مجاہدین افغانستان نے جو دنیائے انسانیت کی تاریخ کا بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے درحقیقت اس نے ایک ارب مسلمانوں ہی کا سر فخر سے بلند نہیں کیا بلکہ دنیا کے تمام حریت پسندوں کو بڑی سے بڑی طاقت کے مقابلے میں سر اُٹھا کر چلنے کا حوصلہ عطا کیا ہے اور سامراجی طاقتوں کی، خواہ وہ کسی رنگ اور کسی شکل میں ہوں ہمتیں پست کر دی ہیں بلاشبہ تمام مسلمانان افغانستان خصوصاً ان کے جری مجاہدین اور علم و عمل صالح اور شجاعت و فراست ایمانی کی دولت سے مالا مال ان کی علمی و دینی قیادت اس فقید المثال کامیابی پر بیش از بیش مبارکباد کے مستحق ہیں اب افغان قیادت کا فرض ہے کہ وہ حکمت عملی اور دانشمندی سے اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے ایسے کردار کا مظاہرہ کرے کہ مستقبل کا افغانستان ساری مسلم دنیا کے لیے رہنمائی اور قیادت فراہم کرے اور صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے تمام عالم اسلام کیلئے قابل تقلید مثال بن سکے۔

تاہم ناسپاسی اور ناحق شناسی ہوگی کہ فتح و کامرانی اور مسرت و شادمانی کے اس موقع پر ان شخصیات کو بھلا دیا جائے جو خود افغان قیادت، افغان علماء اور عام مجاہدین اور تاریخ کی سچی شہادت کے آئینے میں اس عظیم الشان کامیابی کے ہیرو ہیں بلاشبہ سیاسی اعتبار سے یہ شہید ضیاء الحق کی دوراندیشی، تدبر و فراست، قوت فیصلہ حکمت عملی اور کامیاب خارجہ پالیسی تھی مگر عملی اور افرادی قوت مہیا کرنے کے اعتبار سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کا جذبہ ایمانی، جوش جہاد، عزیمت عمل اور ولولہ تازہ تھا جنہوں نے معرکہ کارزار کے سپاہی، محاذ جنگ کے جرنیل، جذبہ جہاد کی انگیخت کرنے والے خطیب، دنیائے انسانیت کو جھنجوڑ کے رکھ دینے والے واعظ اور اقبال کے بے تیغ لڑنے والے مومن سپاہیوں کی صورت میں کثیر افرادی قوت مہیا کی جس کی بناء پر حریت انسانی کی تاریخ کے اس سنہرے باب کا رقم کیا جانا ممکن ہوسکا۔

<u>اکوڑہ خٹک عیدگاہ کے اجتماع میں شیخ الحدیث کا جہاد افغانستان میں مکمل شرکت کا اعلان:</u> مجاہدین افغانستان کی بھرپور حمایت و تائید، جہاد افغانستان میں عملی شرکت اور افغان سرحد کے قریب واقع ہونے اور میزائل اور بموں کا قریبی ہدف ہونے کے باوجود دارالعلوم حقانیہ کو پوری طرح جہاد میں جھونک دینے کا یہ فیصلہ یقیناً نہایت مشکل فیصلہ تھا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے آج سے ۱۳ سال قبل

جہاد کے آغاز کار میں اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ کے ایک لاکھ کے قریب حاضرین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جب افغان جہاد کی حمایت کا اعلان کیا اور پھر دارالعلوم میں مجاہدین کی سرپرستی، معاونت اور افغانستان میں ان کے کام کرنے کیلئے لائحہ عمل مرتب کیا تو ہمارے بہت سے دانشور اور سیاست دان اسے مسلسل غیر سنجیدہ اور احمقانہ اقدام قرار دیتے رہے دیوانگی اور جنون کے فتوے لگائے۔ اغیار تو پھر اغیار تھے بعض اپنوں نے بھی حضرتؒ کے عمل کو ایک خندۂ استہزاء سے ٹھکرا دیا۔

اندیشہ ہائے غرق و حرق مگر شیخ الحدیث کی عزم و ہمت اور استقامت: یہ وہ دور تھا جب بڑے بڑے نامور سیاست کار اور جغادری حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کو تسلیم کر کے روسی جارحیت کو سند جواز عطا کر دے ادھر بہت سے نامور علماء بعض اداروں کے مشاہیر مہتممین اور سیاسی قد کاٹھ کی اہم ترین شخصیات نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو کے جی بی را اور خاد کے وحشیانہ مظالم اور اندوہناک تخریب کاریوں کا ہدف بننے، دارالعلوم کے مستقبل کی تاراجی اور عملی طور پر یکہ و تنہا رہ جانے کے اندیشہ ہائے غرق و حرق دلا کر انہیں جہاد عزیمت و انقلاب سے روکنا چاہا۔

مگر یہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی غیرت ایمانی کا تقاضا اور خالص دینی معاملہ تھا لہٰذا جہاد کی عملی حمایت اور افرادی قوت فراہم کرنے کا فیصلہ ان کے لیے نہایت آسان ہو گیا اور کسی ہچکچاہٹ کے بغیر انہوں نے اپنے کمزور وسائل، نحیف و نزار جسم روس جیسی سپر پاور اور کے جی بی جیسے ظالم اور تیر بہدف کردار ادا کرنے والے عالمی جاسوسی ادارے کی تمام شرانگیزیوں کے باوصف روس کے غلط اقدام کو پوری قوت سے چیلنج کرنے اور عملی طور پر میدان کارزار کے افراد مہیا کرنے اپنے تلامذہ اور دارالعلوم کے فضلاء کو ٹکرا جانے کی ترغیب اور عملاً جہاد شروع کر دینے کا اقدام کر ڈالا۔

وزیر اعظم پاکستان اور جرنیلوں کا اعتراف: چنانچہ ۲۹/ اپریل کو جب وزیر اعظم پاکستان حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور آئی ایس آئی کے سربراہ سمیت پاک فوج کے سربراہوں، ملک و بیرون ملک کے صحافیوں کے ساتھ سب سے پہلے غیر ملکی وفد کی صورت میں کابل پہنچے تو پاک فوج کے جرنیلوں کو اپنے جائزہ رپورٹ اور وہاں مشاہدۃً بھی معلوم ہوا کہ افغانستان کے ۷۰ فیصد علاقے پر فوجی قیادت کرنے والے جرنیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے روحانی فرزند دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں جو بلا کسی تخصیص کے تمام مجاہد تنظیموں میں شریک ہیں تو انہیں بے اختیار گفت و شنید میں اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ واقعۃً یہ دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ محض تدریس کا ایک مدرسہ نہیں بلکہ عظیم فوجی چھاؤنی بھی ہے اور اسی سلسلہ میں اس کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا کردار مثالی ہے۔

فوجی جرنیلوں کا یہ اعتراف باہمی مذاکرہ اور پھر وزیر اعظم پاکستان کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور ان کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق کے جہاد افغانستان میں تاریخی کردار کو خراج تحسین اور اعتراف عظمت و کمال بھی جرات و حق شناسی کی ایک تاریخی شہادت ہے اس سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی عظمت میں مزید کوئی اضافہ نہیں ہوا کہ ان کو ایسی کسی بھی سند کی ضرورت نہ تھی وہ جس ذات کے لیے کام کرتے تھے وہ کام بھی جانتی ہے اور نام بھی جانتی ہے بلکہ اس سے خود وزیر اعظم کی صفت حق شناسی کا اظہار ہوا ہے جو بجائے خود ان کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ (ماہنامہ الحق مئی ۱۹۹۲ء صفحہ ۲ سے ۵)

ثمرقند و بخارا میں چرچا سنا اور افغانستان میں فضلاء حقانیہ کا کردار دیکھ کر دارالعلوم حقانیہ دیکھنے کا شوق پیدا ہوا

(ایک برطانوی سکالر مسز آرا شیگ کی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی مجلس میں حاضری)

برطانوی خاتون جو کہ مغربی جرمنی کی عالمی خبر رساں ایجنسی کی نمائندہ مسز آرا شیگ (ARA SHEEG) ماسکو میں بھی برطانیہ کے سفارتخانہ میں کام کر چکی ہیں اور اس وقت پاکستان ٹوبیکو کمپنی لمیٹڈ (P.T.C) کے علاوہ دنیا بھر میں اس کمپنی کے ساتھ بڑے کارخانوں کے چیئرمین کی ہمشیرہ ہیں، ۳ مئی ۱۹۸۳ء دارالعلوم حقانیہ تشریف لائیں اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے ملاقات کی۔ حضرت الشیخؒ سے ملاقات اور بعض امور پر گفتگو کے لیے کافی دن پہلے انہوں نے وقت مانگا تھا۔ مذکورہ خاتون روس کے اکثر اُن علاقوں اور ریاستوں کا دورہ کر چکی ہیں جہاں روسی استعمار نے بزور قبضہ اور اپنے نظریات کو مسلط کرنے کے بعد مسلمانوں کے مذہب، عبادت گاہوں و املاک کو تاراج و نیست و نابود کرنے کی بہیمانہ کوشش کی۔ چونکہ ان کی گفتگو کے بعض حصوں سے جہاد افغانستان، دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی زندگی کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے، اس لیے قارئین کی دلچسپی و معلومات کے لیے پیش خدمت ہے۔ حضرت الشیخؒ اور برطانوی خاتون کے درمیان ترجمانی کے فرائض پی ٹی سی اکوڑہ خٹک کے جنرل منیجر جناب جیلانی صاحب نے ادا کیے۔

(میں نے سمرقند و بخارا اور اس کے ملحقہ علاقوں میں لوگوں سے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا بارہا ذکر سنا، یہاں کے علماء افغانستان میں روسی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا اپنا ذاتی تجسس اور اشتیاق دارالعلوم حقانیہ میں لایا اور اس طرح میری دیرینہ خواہش اور تمنا پوری ہوگئی)۔

برطانوی خاتون نے روس کے علاقوں سمرقند و بخارا، ترکستان اور افغانستان میں مسلمانوں و مجاہدین کے روسی فوج، توپ و تفنگ، ٹینکوں، بمبار طیاروں سے معرکۃ الآراء ہونے کے مشاہدات سنائے تو حضرت الشیخؒ نے فرمایا کہ واقعۃً بعض یورپی خواتین بڑی دلیر اور بہادر ہوتی ہیں کہ عین محاذ جنگ میں بموں اور گولوں کی گھن گرج میں جا کر حالات جنگ معلوم کر لیتی ہیں اور مظلوم پر ظلم کے جو پہاڑ ڈھائے جاتے ہیں اس سے اقوام عالم کو آگاہ کر کے ان کے ضمیر کو جھنجھوڑ دیتی ہیں۔ برطانوی خاتون کے اس سوال پر کہ کیا دارالعلوم حقانیہ میں سمرقند، بخارا، ترکستان اور کابل و قندھار کے طلباء بھی پڑھ رہے ہیں، ان علاقوں کے رہنے والے طلباء کو بلا کر ان سے ملاقات کرائی گئی۔ اس ملاقات میں انہوں نے بے حد دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے ان طلباء سے یہاں آمد کا مقصد، تعلیم و تربیت، فراغت کے بعد اپنے اپنے علاقوں کو واپسی، مستقبل کے ارادوں اور پروگرام اور اس نوعیت کے دیگر اہم سوالات کیے۔

<u>حضرت الشیخؒ:</u> اس وقت جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور علماء کی ایک بہت بڑی جماعت میدان جہاد میں قیادت و امارت کا کردار ادا کر رہی ہے اور ہر محاذ پر لڑنے والوں میں پیش پیش ہیں۔

<u>برطانوی خاتون</u> برطانوی خاتون نے حضرتؒ کے اس ارشاد کی بڑی مسرت اور فراخدلی سے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ جب میں روس میں برطانوی سفارتخانہ میں کام کرتی تھی۔ میں نے وہاں سمرقند و بخارا اور اسکے ملحقہ علاقوں میں لوگوں سے ملاقاتوں کے دوران دارالعلوم حقانیہ اور اس خطہ کے علماء و فضلاء بالخصوص آپ (مولانا عبدالحقؒ) کا بارہا ذکر سنا، اس طرح میں جہاد افغانستان میں یہاں کے پڑھے ہوئے علماء کی حیرت انگیز قائدانہ صلاحیتوں سے بھی اپنے ذاتی تجسس کی بناء پر خوب واقف ہوگئی اور اسی وجہ سے میرا یہ خیال تھا کہ

دارالعلوم حقانیہ جو کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مرکز ہے جس کے تعلیم یافتہ افغانستان میں روسی فوجوں سے ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے کافی عرصہ سے میرے دل میں دارالعلوم حقانیہ، آپ سے اور یہاں کے رہنے والوں کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہو گیا تھا اور اس تمنا کی وجہ سے مضطرب رہتی۔ آج آپ کی ملاقات سے یہ دیرینہ خواہش اور تمنا پوری ہو گئی۔

برطانوی خاتون نے مزید بتایا کہ میں نے بہت قریب سے بعض روسی مسلم علاقوں کو دیکھا ہے چونکہ روس کا تسلط وہاں زیادہ تر مسلم علاقوں پر ہے اور اب کافی عرصہ سے قدرت کا کچھ ایسا مظاہرہ ہو رہا ہے کہ ان علاقوں میں اگر روسیوں کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو مسلمانوں کے تین، چار تو گویا اس تناسب سے مسلم آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے، روس نژاد وہاں کے مسلمانوں سے تنگ آ رہے ہیں اور اب وہ وقت دور نہیں جب وہاں کے مسلم نوجوان روسیوں کو اپنے علاقوں سے باہر نکال دیں گے۔

روسی استعمار کا بھانڈا پھوٹ گیا **حضرت الشیخ:** جہاد افغانستان میں بھی علماء کرام اور مسلمان بے سروسامانی اور نہتے ہونے کے باوجود جو کردار ادا کر رہے ہیں اس سے بھی روس کی اصل حقیقت دنیا پر واضح ہو چکی ہے، حالانکہ روسی قوت کو ساری دنیا میں ایک نا قابل تسخیر طاقت اور ہوا سمجھا جا رہا تھا مگر الحمدللہ ہمارے ان علماء کرام اور مجاہدین افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء نے سر پر کفن باندھے خدا کے فضل و کرم سے روسی قوت کا ایسا مقابلہ کیا کہ ساری دنیا کے سامنے روسی استعمار و طاقت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

مسز آرانشیک: خاتون نے تعجب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ آپ کا یہ ادارہ دارالعلوم حقانیہ اس قدر وسیع و عریض احاطہ عظیم الشان بلڈنگ پر مشتمل ہے اور ایسے ہی تعلیم پانے والے قریباً ۵۰۰ طلبہ جن کے قیام و طعام، پانی و بجلی اور دیگر بنیادی ضروریات بھی ادارہ کے ذمہ ہیں، اتنے اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں حالانکہ آپ کا ادارہ حکومت کا تعاون اور ایڈ وغیرہ بھی قبول نہیں کرتا؟

حضرت الشیخ: ہم مسلمانوں کا ایک خدا ہے اور ہمارا یقین کامل ہے کہ وہی پالنے والا اور رزق دینے والا ہے۔ اس ذات برحق نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے: ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب (آلآیۃ) ہمارا یہ ادارہ، اس کے طلباء، اساتذہ، فضلاء اسی واحدہٗ لاشریک خدا کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے سارا سال اپنے تعلیمی و تدریسی کام اور پھر تعلیم سے فراغت کے بعد تبلیغ، خدمت دین، جہاد اور اعلائے کلمۃ اللّٰہ میں منہمک اور مصروف رہتے ہیں۔ خداوند کریم ان کے لیے رزق اور معاش کے اسباب غیب سے مہیا کر دیتے ہیں۔ الحمدللہ الحمدللہ ہم نے آج تک خدا کے سوا کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلایا۔ آپ جو تقریباً ساٹھ کارخانوں سے تعلق رکھتی ہیں اور آپ کے ساتھ پی ٹی سی اکوڑہ خٹک کے منیجر صاحب اور دیگر افسران تشریف فرما ہیں کیا آپ یا آپ کے ان رفقاء سے میں نے یا دارالعلوم کے کسی نمائندہ نے آپ کے ہاں آ کر کسی بھی عنوان سے دارالعلوم حقانیہ کی معاونت کے سلسلہ میں کچھ طلب کیا ہے؟ ہرگز نہیں! ہمارا "ویرزقہ من حیث لا یحتسب" پر ایمان بھی ہے اور شبانہ روز کا مشاہدہ بھی۔

برطانوی خاتون نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باوجود ضعف و کمزوری کے ملاقات و گفتگو کی تکلیف دہی پر معذرت چاہی۔ ملاقات کے بعد مذکورہ خاتون نے دارالعلوم کے تمام شعبوں کو بنظر تحقیق دیکھا، کتب خانہ میں بعض نوادرات دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔ دارالحفظ والتجوید کے بعض چھوٹے طلباء نے قرآن مجید کی کچھ آیات سنائیں، آپ نے ادب و احترام سے سنا۔ اور اسلام کی عظیم نشرگاہ کے بلا کسی ظاہری اسباب کے ترقی کو دیکھ کر خوشگوار و تعجب انگیز تاثرات کے ساتھ موصوفہ واپس چلی گئیں۔

(رپورٹنگ مولانا عبدالقیوم حقانی)

(جہاد افغانستان سے متعلق مولانا سمیع الحق کی چند یادگار تحریریں)

(سرخ کفر کی یلغار ○ سقوط کابل)

۱۹۸۰ء بالآخر عصر حاضر کی سب سے بڑی انسانیت دشمن قوت روس نے مظلوم اور بے بس مسلم افغانستان کو اپنے شکنجۂ استبداد میں کس لیا جس خطرہ کا الارم عرصہ سے ملت مسلمہ کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ خطرہ نمودار ہو کر رہا اور حضرت عثمانؓ کے عہد کا کابل، صحابہ کرامؓ کا مفتوحہ افغانستان اس دور کے عظیم غاصب مذہب دشمن خدا بیزار روس کے پنجۂ ظلم میں آ گیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایها النفس اجملی جزعاً فان ما تحذرین قدوقع

اس ظلم وعدوان پر جزع فزع کا موقع نہیں نہ زبان وقلم کو یارائے سخن ہے۔ طولانی تقریریں بہت ہو چکی ہیں۔ قلم کی جولانیوں اور تحریر وادب کی بوقلمونیوں سے بھی عالم اسلام شکم سیر ہو چکا ہے۔ علم ودانش کی فراوانی، تحلیل وتجزیہ کی بھرمار، مذاکرات اور کانفرنسوں کی عیاشی پر جوش بیانات کے ہنگامے ان سب باتوں سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اب وقت عمل کا ہے عمل اور صرف عمل، سعی پیہم اور جہاد مسلسل طوفان برصغیر کے آہنی اور فولادی دروں سے ٹکرا رہا ہے۔ خلیج عرب کی عصمت خطرہ میں ہے۔ حرمین الشریفین کی عظمت گستاخ نگاہوں کی زد میں ہے۔ مملکت اسلامیہ پاکستان زیر کمان ہے۔ اور عالم عرب ظالم صیاد کی کمند میں، کیا ایسے وقت میں بھی ہم جیسے علم وعمل کے تہی دامنوں کے تبصروں اور اداریوں کا موقعہ ہے۔ کاش! یہ قلم ٹوٹ چکا ہوتا اور یہ ہاتھ شل ہو چکے ہوتے کہ اس قیامت کبریٰ کے بعد تو یہ لایعنی شغل جاری نہ رکھا جاتا۔ یالیتنی مت قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً۔

وہ دیکھو بخارا اور سمرقند کی تاریخ اب کابل وہرات میں دہرائی جا رہی ہے۔ قندھار وبلخ کے پُرعظمت مینار جھک جھک کر ملت مسلمہ کو پکار رہے ہیں۔ علماء ومشائخ ایک ایک کر کے تہ تیغ ہو رہے ہیں مدارس وخانقاہیں روسی افواج کی اصطبل بن چکی ہیں۔ بت شکن محمودؒ کی قبر مسمار ہونے کو ہے۔ سڑکیں معصوم مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہیں۔ مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کی طرح صحراؤں میں بھٹک رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دین کی آن اور ملت کی شان پر نثار ہونے والے غیور افغان مجاہدین بھی تو ہیں جو اس صدی میں فدائیت وایثار، قربانی اور جہد وجہاد کا سب سے روشن باب اپنے خون سے رقم کر رہے ہیں۔ کہ چودھویں صدی کی کتاب زندگی کا آخری ورق بدر وحنین اور تبوک ویرموک کی عکاسی سے کیوں محروم رہے۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاهد و الله علیه. فمنهم من قضى نحبه و منهم من ینتظر (صدق الله العظیم) از قلم مولانا سمیع الحق (ماہنامہ الحق جنوری ۱۹۸۰ء)

(روسی یلغار کے فوراً بعد کچھ سلگتی تحریریں ○ مولانا سمیع الحق کے قلم سے)

۱۹۷۹ء ایمان ویقین اور غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان آج سرخ کفر کیمونزم کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اخلاقی اور انسانی قدروں کا دشمن روس اپنے بے ضمیر ننگ ملت ننگ وطن ننگ قوم کارندوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ اور در پردہ خود ہی اس سرزمین مقدس کو اسلام کے متوالے علماء ومشائخ، اہل دین اور اہل درد غیور مسلمانوں کیلئے جہنم کدہ بنا چکا ہے۔ دین اور شعائر دین ایک ایک کر کے مٹائے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی سے سرشار اور جذبہ جہاد وسرفروشی سے مالامال ارباب عزیمت وجہاد ہیں جو سب کچھ لٹا کر دین حق کی حفاظت اور اہل کفر کے تعاقب واستیصال میں سربکف ہو چکے ہیں اور میدان کارزار میں مصروف جنگ وجہاد ہیں۔ ان

لوگوں کے پاس مادی وسائل ہیں نہ ظاہری اسباب فتح و کامرانی البتہ صرف اور صرف نصرت ایزدی پر یقین واذعان ہی انکا سرمایہ ہے اور یہی سرمایہ غیبی آج بھی۔ کم من فئةٍ قليلةٍ غلبت فئةً كثيرةً باذن الله کے مطابق ان ضعفاء مجاہدین اور مستضعفین مہاجرین کی عزیمت اور استقامت کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ مگر کیا جان نثاری اور سرفروشی اور یہ مؤمنانہ جہاد و جہد صرف افغانستان کے علماء و مشائخ اور مسلمانوں کا فریضہ ہے؟ کیا کیمونسٹوں کی سفاکانہ فسطائیت اور شرمناک وحشت و بربریت کا مقابلہ صرف افغانستان مجاہدین کے بس میں ہے؟ اور کیا یہ صرف ان کی ذمہ داری ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ روس صرف افغانستان پر قناعت نہیں کرے گا؟ بلکہ وہ اس انقلاب کو افغانستان کے پڑوسی ممالک بالخصوص پاکستان کیلئے ایک ذریعہ اور وسیلہ سمجھتا ہے۔ خدانخواستہ وہ گرم پانیوں کو پہنچ کر دم لے گا اور کیا خلیج عرب اور آگے چل کر مرکز اسلام جزیرۃ العرب اس کے تگ و تاز سے محفوظ رہے گا۔

کیمونزم کا پاکستان کے دروازوں پر دستک: کیمونزم کا پاکستان کے اردگرد منڈلانے والا سرخ سیلاب اور سرحد و بلوچستان کے دروازوں پر یہ دستک، کیا پاکستان اور پورے عالم اسلام کو جگانے اور جھنجھوڑنے کیلئے کافی نہیں۔ افغانستان کا معاملہ اگر داخلی معاملہ ہے تو پھر کشمیر و قبرص، اریٹریا اور فلسطین اور ہندوستان کی مظلوم و مقہور مسلم اقلیت پر بھی عالم اسلام کو سوچنے اور بولنے کا جواز نہیں رہ سکے گا۔ اور ملت مسلمہ کا ایک جسد واحد اور بنیان مرصوص ہونے باتیں صرف عہد پارینہ کی یادیں بن کر رہ جائیں گی اور پھر کیوں ایک ارب سے زائد افراد کی وحدت اسلامیہ اپنے دور زوال و استدبار کیطرح ذلیل و مقہور اور اعداء اسلام کے لئے لقمۂ تر نہیں بنے گی؟ آج کفر کی ملت واحدہ (مغرب و مشرق کی ساری غیر مسلم قومیں) افغانستان کے مسئلہ پر چپ سادے ہوئے ہے جب کہ مغرب کے یہی عیار کسی ایک قاتل اور ظالم کی سزا پر مسلمان ممالک کے خلاف طوفان بدتمیزی اٹھادیتے ہیں مگر آج افغانستان لٹ رہا ہے اسکی ردائے حمیت اور عبائے عظمت و حریت تار تار کی جارہی ہے مگر پورا یورپ خاموش ہے۔ کیا یہ اس ارشاد نبوی ﷺ کی ایک اور واضح تصدیق نہیں کہ ان الامم تداعی عليكم كتداعى الاكلة الى قصعتها (او كما قال) (دنیا کی قومیں تمہارے تخت و تاراج کیلئے ایسی گرم ہوگئیں ہیں جیسے کھانے والے دسترخوان پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں)۔

مسلمانوں کی متاع عظمت پر شبخون: خاکم بدہن اگر آج کابل و ہرات کو سمرقند و بخارا بنتے دیکھ کر بھی ہماری غفلت ختم نہیں ہو سکتی اور ہمارا چین و سکون، کرب و الم اور اضطراب سے بدل نہیں سکتی تو پھر پوری ملت کی مرگ اجتماعی پر ماتم کر لیجئے اور اپنی عافیت و آزادی کا بھی فاتحہ پڑھ لیجئے کہ ملت مسلمہ کی حیات و بقاء تو جہاد و سرفروشی ہی سے وابستہ ہے۔ آج مجروح و مظلوم افغانستان ہم سب کو پاکستان و ایران کو، جزیرۃ العرب اور مصر و شام کو پکار رہا ہے اور ملت اسلامیہ کا فریضہ ہے کہ مسلمانوں کی متاع عظمت و شوکت پر شبخون مارنے والے روس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارے کہ انسانیت کے ایسے ذلیل و خونخوار دشمن تو کون ہے مسلمانوں کا ہمدرد و غمگسار بننے والا۔ مسلمانوں کے مسائل ، عالم اسلام کے قضایا اور کسی بھی اسلامی مملکت کی مشکلات کے حل کیلئے خود عالم اسلام ہی کافی ہے۔ کاش! آج پورے عالم اسلام کا نعرہ بن جائے کہ اسلامی ممالک کے مسائل کے حل کیلئے خود عالم اسلام ہی کافی ہے۔ نہ تو عیار و مکار مغربی سامراج کی ضرورت ہے نہ ظلم و بربریت کے علمبردار کیمونسٹ بلاک کو ہمارے مسائل میں ٹانگ اڑانے کی حاجت۔

از قلم مولانا سمیع الحق (ماہنامہ الحق جون ۱۹۷۹ء)

(روسی ظالمانہ تسلط اور حقانی مجاہدین میدان کارزار میں)

مظلوم ومقہور پڑوسی افغانستان پر روسی ظالمانہ تسلط کے خلاف وہاں کے غیور علماء ومشائخ اور دیندار سربکف مسلمانوں نے جہاد وسرخروئی کی جو شمع روشن کی تھی۔ الحمدللہ خون شہداء کی یہ حرارت اور روشنی سارے افغانستان کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ اپنی مقدس مسلم سرزمین کی آزادی اور کیمونزم کے استیصال کا یہ مقدس علم بنیادی طور پر وہاں کے علماء اور مشائخ اولیاء اللہ اور دینی علوم کے فدائی اساتذہ اور طلبہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کی مدد قدم بقدم ان بے سروسامان مجاہدین کی شامل حال ہے۔ ہمیں تحدیث بالنعمت کے طور پر بجا طور پر فخر کا حق حاصل ہے۔ کہ دنیا کی عظیم استبدادی قوت شیوعیت کیساتھ جہاد میں دارالعلوم حقانیہ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہونے والے فضلاء دارالعلوم حقانیہ کو اہم مرکزی اور بنیادی قائدانہ مقام حاصل ہے۔ تقریباً ہر محاذ پر حقانی فضلاء افغانستان ٹینکوں جہازوں اور راکٹوں کی پروا کئے بغیر میدان کارزار میں سربکف قیادت وسیادت کررہے ہیں اور کئی ایک جام شہادت نوش کرچکے ہیں۔ مجاہدین کے کئی احزاب کے امراء اور کمانڈر حقانیہ کے فارغ التحصیل مستفیدین افغانی مجاہد ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ سے جو شعور واحساس للّٰہیت اور فدائیت حریت وجہاد وہ لیکر گئے تھے آج یہی چیزیں ان کے مادر علمی کے فخر واعتزاز کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ اس جہاد میں شریک تمام علماء ومشائخ مسلمانوں بالخصوص فرزندان حقانیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی سرخروئی وکامرانی کیلئے دست بدعا ہیں اور پوری ملت سے بھی ہر قسم کی امداد وتعاون اور دعاؤں کی اپیل کرتے ہیں۔ مجاہدین افغانستان پوری ملت مسلمہ سے فرض کفایہ ادا کررہے ہیں گو ہم بظاہر دور ہیں مگر دل وجان سے قریب۔

در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست — می بینمت عیاں ودعامی فرستمت

(ماہنامہ الحق اگست ۱۹۷۹ء)

اشتراکی اور لادینی عناصر کے خلاف دوٹوک متفقہ موقف کی ضرورت اور روسی یلغار اور ۳۰ سال قبل افغانستان کی صورتحال پر ایک تڑپاتی تحریر

(افغانستان اور علماء ومشائخ امت کا فریضہ)

افغانستان کی یہ صورت حال آج پاکستان کے علماء کرام ومشائخ اور دینی وعلمی حلقوں کے لئے بہت بڑا سوالیہ نشان بنا ہوا ہے کہ کیا ہم اس نازک موڑ پر اپنے فریضہ اور مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہوسکتے ہیں کیا اس المیہ نے ہمارے چین اور سکون کو چھین لیا ہے؟ کیا ہماری فکری، علمی اور عملی توانائیاں اس جہاد میں شریک ہیں؟ اور کس حد تک اس عظیم دعوت نفیر (انفروا خفافاً وثقالاً) پر ہم نے لبیک کہا ہے؟ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ خصوصاً علماء کرام کے لئے مسئلہ افغانستان پر اتحاد ویگانگت کے ساتھ دوٹوک اور متفقہ مؤقف اختیار کرنے کا ہے۔ اشتراکیت اور اشتراکی ہم نوا۔ اسلام اور عالم اسلام کے لئے ایک گالی اور ایک چیلنج ہیں اس بارہ میں ذرا بھی تردد، تذبذب، حکمت عملی اور مصلحت بینی کا کوئی بھی رویہ (خواہ ملک سے باہر اشتراکیت سے ہو یا اندرونی اشتراکیت نواز عناصر سے) اسلام کی نگاہ میں کفر اور نفاق سے کم نہیں۔ وہ لوگ جن کی ایمانی غیرت مٹ چکی ہے اور دینی حمیت کافور ہوچکی ہے۔ جو سیاست اور مغربی جمہوریت کے پُرفریب ناموں کے بھینٹ پر انسانی اخلاقی اور اسلامی قدریں قربان کرنا چاہتے ہیں خواہ اس ''کالی دیوی'' کی رضاجوئی کے نتیجہ میں اس ملک میں خدا اور

رسول ﷺ اور مذہب وشریعت سے ہاتھ دھونا پڑ جائے اور یہاں کی حالت بھی کابل وقندہار اور ہرات کی طرح بن جائے۔ولا فعلہا اللہ۔ ایسے لوگ زندگی کے جس طبقہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں خداوند قدوس کے نزدیک ارذل الخلائق اور ننگ انسانیت اور زمین کے لئے ایک بوجھ ہیں۔جس کا باطن ان کیلئے ظاہر سے بہتر ہے۔ایسے ناعاقبت اندیش اعداء دین وملت، سیاسی لیڈر ہوں یا خدانخواستہ علماء کے لبادہ میں علم اور شریعت کے لئے ایک گالی ہوں خدا کے نزدیک مبغوض وملعون مخلوق ہے۔کہ جان بوجھ کر ملک وملت کو ہلاکت ،تباہی اور کفر والحاد کے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔علماء حق اور ارباب عزیمت کا مقام و کردار تو اس وقت وہ ہونا چاہیے جو کابل کے غیور وجسور علماء اور دین کے نشہ سے سرشار طلبہ مدارس عربیہ اور اہل درد مسلمان افغانستان میں ادا کر رہے ہیں۔اگر کوئی وہاں کے خلقی اور پرچمی کیمونسٹوں یا کیمونسٹ نوازوں سے لڑنا تو جہاد سمجھتا ہے اور پاکستان کے خلقی اور پرچمی لادین عناصر کو نئی زندگی بخشنا چاہتا ہے۔اس کے پرورش اور اٹھان میں لگا رہے اور اس شجرۂ خبیثہ (جس کے استیصال اور بیخ کنی میں صدی ہجری کی تقریباً ایک دہائی خرچ ہوئی اور اہل علم ودین کی بہترین طاقت اور جان و مال کی قوت اسی سے جہاد میں صرف ہوئی) کی دوبارہ آبیاری کرتا ہے۔تو ایسے لوگ یا تو اللہ و رسول پر ایمان سے عاری ہیں یا کیمونسٹوں کے زرخرید غدار اور یا عقل وخرد کے متاع سے قطعی تہی دامن اور خداوند کریم کے الفاظ میں کاالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا کے مصداق ہیں یعنی وہ بڑھیا جو دن بھر کی محنت کو سرشام اپنے ہی ہاتھوں برباد کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس روز بد اور شرمناک موقف سے ہمارے تمام علماء حق اور مشائخ اور اہل صدق وصفا کو بچائے۔اس صورت حال میں اہل درد کو بجا طور پر درد اور احساس ہے کہ علماء کرام کا شیرازہ از سر نو مجتمع ہو اور وہ سب باہمی سر جوڑ کر افغانستان کی صورت حال، اشتراکیت سے جہاد اور اندرون ملک لادینی اور اشتراکی عناصر کے بارہ میں قطعی پروگرام اور لائحہ عمل طے کر سکیں۔الحمدللہ کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اپنی دینی مشغولیت اور مقام ومرتبہ کی بناء پر اس مسئلہ کا شدید احساس کر رہے ہیں اور بعض مخلص اہل درد علماء اور غیور وجسور تلامذہ اور ارباب زہد وتقویٰ سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل سمیع الحق ماہنامہ الحق جون ۱۹۸۱ء صفحہ ۳

جہاد افغانستان فتح مبین

آج کا اہم ترین موضوع جہاد افغانستان ہے پورے عالم کی نگاہیں اس پر مرکوز ہیں ملت اسلامیہ کو صدیوں بعد اللہ تعالیٰ نے یہ نادر موقع دکھایا ہے کہ افغان سرزمین پر غیور مسلمانوں اور سرفروش مجاہدوں کے ذریعے ایک بہت بڑی طاقت کو شکست ہوئی اللہ تعالیٰ نے روسی استعمار کو نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل ورسوا کیا اور پھر یہود وہنود اور امریکی سامراج کی سازشوں سے بچا کر اس نے مجاہدین کو افغانستان پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔غیور افغانوں کی یہ اتنی بڑی کامیابی جہاد کی مرہون منت ہے۔جہاد اسلام اور امت مسلمہ کی روح ہے اللہ تعالیٰ نے ملت مسلمہ کو جہاد سے وابستہ فرمایا ہے نبی کریم ﷺ نے اسی امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے جیسے اونٹ کا تشخص اور امتیاز دوسرے جانوروں سے کوہان کی وجہ سے ہے کوہان سے محروم اونٹ بھی کیا اونٹ ہوگا؟ ان کی شان وشوکت اور انفرادیت کوہان ہی سے قائم ہے اسی طرح اسلام اور امت مسلمہ کی قوت اور تزک واحتشام جہاد ہی سے وابستہ ہے جہاد نہ ہو تو یہ ملت ذلیل ورسوا ہو جائے گی جہاد کی شکل میں ایک ایسا جامع تصور اسلام نے دیا ہے جو دنیا کی کسی اور قوم کے پاس نہیں ہے۔مسلمان تو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی سرخروئی کو ہر لحظہ مقدم سمجھتا ہے اہل ایمان آخرت کو نگاہوں کے سامنے دیکھتے ہیں صحابہ کرام کا یہ تصور اتنا راسخ ہو چکا تھا کہ وہ عالم غیب کو عالم مشاہدہ کی طرح آنکھوں سے دیکھتے تھے جب کہا جاتا کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر میدان کارزار میں کود پڑتے اور شہادت کا اعلیٰ

مرتبہ حاصل کرنے کے لئے خون میں نہا جاتے اور شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے والے فزت رب الکعبۃ کی صدائیں بلند کرنے لگتے ایک صحابیؓ میدان جہاد کے کنارے کھجوریں تناول کر رہے تھے کہ دفعتاً شہادت اور جنت کے درمیان کھجوروں کو حائل سمجھا کھجوریں دور پھینک دیتے ہیں اور (کھجوریں ختم ہونے کی مدت کا انتظار تو بڑا طویل ہے) کہتے ہوئے تیروں کی بارش میں آگے بڑھتے ہیں اور جام شہادت نوش فرما کر خلا بریں میں جا پہنچتے ہیں جب پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ احد کے اس پار شہداء کے لئے جنت ہے تو پھر احد کا پہاڑ طالبین شہادت کی راہ میں حائل نہ ہوتا تھا اصحاب رسول تو جنت کی خوشبو سونگھتے ہوئے عالم مشاہدہ کی طرح اسے آنکھوں کے سامنے موجود پاتے ایمان کامل ہو تو پھر ایسا مضبوط عقیدہ بالکل واضح ہو جاتا ہے غیر مسلموں کا اسلام پر سب سے بڑا حملہ اسی لئے۔۔۔۔۔ ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ جہاد کی سپرٹ مسلمانوں میں ہائیڈروجن بم طاقت کی طرح ہے سے بخوبی آگاہ ہیں غیر مسلم اقوام مسلمانوں کی ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول سے تو پریشان ہیں ہی اس سے زیادہ وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے لرزاں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جہاد کی یہ قوت ایٹم بم سے کہیں زیادہ خطرناک ہے اسی کو سرد کرنے کے لئے وہ مسلمانوں میں کبھی جھوٹے نبی بھیج دیتے ہیں اور کبھی نام نہاد پیروں کو آلہ کار بناتے ہیں اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اسے تشدد، بربریت، وحشت و درندگی کا مذہب قرار دیتے ہیں یہ سارا شور اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں جہاد کے بارے میں نفرت پیدا کی جا سکے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شیطانی قوتوں کا ہر حربہ ناکام ہو چکا ہے۔ افغان مجاہدین کی بے پناہ قربانیوں سے جہاد جیسا عظیم جذبہ صدیوں کے بعد پھر زندہ ہو گیا ہے جہاد کی بدولت اب افغانستان سے غلبہ اسلام کی لہریں پوری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ محدود مسائل کے باوجود بے بس، بوریا نشین طلباء مجاہدین اور علماء نے اشتراکی ایوانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اشتراکیت کے مبلغ کل تک یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے آسمانوں، چاند اور تاروں سے خدا کو نکال دیا ہے کیمونزم کے علمبردار جو اس بات کی منادی کیا کرتے تھے کہ ہم نے چاند پر کئی کمندیں ڈالیں ستاروں کو بھی زیر کیا لیکن ہم نے اللہ کو نہیں دیکھا مگر خدائے ذوالجلال کی قدرت دیکھئے کہ دہریت کے ناشر اور محافظ اب اپنی ہی سرزمین پر دہریت کی بساط لپیٹ کے خدائے وحدہ لاشریک لہ کی خدائی کے اعتراف پر مجبور ہو چکے ہیں افغان سرزمین سے گونجنے والے مجاہدین کے اللہ اکبر کے نعروں نے سوویت یونین کے ایسے پرخچے اڑائے کہ دنیا کے نقشے سے سوویت یونین کا وجود ہی ختم ہو گیا سوویت یونین نام کی جو بلا تھی وہ اب تاریخ کا ایک عبرتناک قصہ بن گئی ہے یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے افغانوں کی عظیم جدوجہد سے پورے عالم اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہو چکا ہے افغان سرزمین سے طلوع ہونے والے آزادی کے سورج کی کرنیں دنیا بھر کی مظلوم اقوام کو آمد صبح کی نوید سنا رہی ہیں اب اسلام اور امت مسلمہ کی سربلندی کا دروازہ کھل چکا ہے جہاد کے اس عمل سے طاغوتی قوتیں لرزہ براندام ہیں اسلام کی تاریخ کا یہ زریں واقعہ تو سنتے ہی رہتے تھے کہ مجاہدین کے اللہ اکبر کے نعرے سے قسطنطنیہ کے قلعے کی ایک پوری دیوار سمندر میں گر گئی تھی اب یہ مشاہدہ دنیا اپنی کھلی آنکھوں سے کر رہی ہے کہ افغانستان کے سنگلاخ اور برف پوش پہاڑوں میں گونجنے والے اللہ اکبر کے نعروں سے کمیونزم کے قلعہ سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور برلن کی دیوار میں شگاف پڑ گئے اشتراکیت کو خود اپنی جنم بھومی سے ملک بدر کر دیا گیا رشیا کے شہروں میں نصب لینن سٹالن اور مارکس کے دیو ہیکل مجسمے زمین پر چاروں شانے چت کر دیئے گئے لات و منات کو تو اہل ایمان نے مسمار کیا تھا مگر خدا کے ان منکروں کے مجسموں کو ان کے پرستاروں نے کرینوں سے اکھاڑ کر سامان عبرت بنا دیا دہریت کے یہ امام اب دنیا کے لئے ایک تماشا بنے ہوئے ہیں ان مجسموں کے قریب سے گزرنے والے کچھ منچلے کھڑے کھڑے ان پہ پیشاب کر دیتے ہیں کل تک کیمونزم کا پرچار کرنے والے آج کیمونزم پہ سو لعنت بھیج رہے ہیں افغان مجاہدین کی عظیم جدوجہد سے کیمونسٹوں کے مظالم میں جکڑی ہوئی نہ صرف وسط ایشیا کی سات مسلم ریاستیں آزادی کا سانس لے رہی ہیں بلکہ کئی غیر مسلم ریاستوں اور قوموں کو بھی گھر بیٹھے بیٹھے آزادی کی دولت نصیب ہو گئی ہے۔ افغان مجاہدین نے روس جیسی بڑی طاقت سے مقابلہ جدید اسلحہ کے بل بوتے پر نہیں بلکہ خدائے ذوالجلال کے سہارے شروع کیا جہاد کا دارومدار اسباب اور وسائل پر نہیں بلکہ یقین اور جذبے پر ہوتا ہے مجاہدین کے پاس اسلحہ کے انبار نہ تھے بلکہ وہ ہلکے پھلکے اور دیسی ساخت کے پٹرول بموں کے ساتھ خدا کے بھروسے پر میدان کارزار

میں کودے اصحاب بدر کی طرح افغان مجاہدین بے سروسامانی کے عالم میں اپنے سے کئی گنا بڑی طاقت سے ٹکرا گئے نہ ان کے پاس مادی اسباب کی فراوانی تھی اور نہ وہ حربی قوت سے مالا مال تھے مگر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر خدا کے منکروں پر ایسے جھپٹے جیسے زخمی شیر۔

ہمارے والد محترم مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے عظیم افغان کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی صاحب ایک دن والد مرحوم سے جنگی وسائل کی کمی اور دیگر مصائب کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ نہ ہمارے پاس ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں ہیں نہ طیارے اور میزائل اور دوسرے طرف عالم یہ ہے کہ عسکری ساز و سامان کا ایک بہت بڑا طوفان ہے جو روس سے آرہا ہے اور افغانستان کے چپہ چپہ میں تباہی پھیلا رہا ہے تو والد محترم مولانا عبدالحق صاحب نے بڑے پیار سے فرمایا کہ بخاری شریف میں یہ حدیث تو تم نے پڑھی ہے کہ جب دشمن مقابلہ میں آتا تو حضور ﷺ کنکریاں اٹھا کر شاہت الوجوہ کہتے ہوئے ان پر پھینک دیتے تم بخاری شریف کے اس نبوی طریقہ کار کو کیوں نہیں اپناتے کمانڈر جلال الدین حقانی قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم سخت نرغے میں تھے ٹینکوں کا کانوائے آرہا تھا ہم ایک پہاڑی ٹھکانے میں بہت پریشان بیٹھے تھے کوئی ایسا ہتھیار ہمارے پاس نہیں تھا جو اس کانوائے پر کارگر ثابت ہوتا تو میں نے کنکریوں سے مٹھی بھری اور استاد محترم کے فرمان کے مطابق پیغمبر اسلام ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شاہت الوجوہ کہہ کر کنکریاں دشمن کے کانوائے پر پھینک دیں اور پھر خدا کی قدرت کے جو کنکری جس ٹینک اور بکتر بند گاڑی کو لگی وہ وہیں الٹ پلٹ کر نیچے گر گئی یوں ابرہہ کے لشکر کی ابابیلوں کی کنکریوں سے تباہی و بربادی جیسے مناظر کا مشاہدہ بے شمار موقعوں پر افغانوں نے اپنی آنکھوں سے کیا افغان جہاد کی داستان تیرہ سال پر محیط ایک طویل اور زریں داستان ہے غیبی امداد اور بہادری کے واقعات کو باقاعدہ مرتب کیا جائے تو اس سے کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل تاریخ تیار ہو جائے کروڑ ڈیڑھ کروڑ نفوس پر مشتمل افغانستان کے عوام نے اس جہاد میں بے مثال قربانیاں دیں پندرہ لاکھ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، بتیس لاکھ کے قریب معذور اور اپاہج ہو گئے اور پچاس لاکھ افراد ہجرت پر مجبور ہوئے اور ابھی تک ریگستانوں اور یخ بستہ پہاڑوں میں کچے اور چھوٹے چھوٹے گھروندوں اور خیمہ بستیوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں جب کوئی قوم اور بستی اجڑتی ہے تو ساری دنیا کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے لاکھوں افراد ہر طرف اڈ پڑتے ہیں مگر غیور افغان گلی کوچوں میں ہاتھ پھیلانے کی بجائے محنت و مشقت اور مزدوری میں مصروف ہو گئے ایک طرف وہ مزدوری کر کے گھریلو ضروریات کو پورا کرتے اور دوسری طرف اسلام کی بالادستی کی خاطر جہاد میں مصروف ہو جاتے افغان خیمہ بستیوں میں سینکڑوں ایسے گھر بھی موجود ہیں جن میں آٹھ آٹھ دس دس خواتین کی سرپرستی کرنے والا صرف ایک بوڑھا اور ضعیف باپ رہ گیا ہے گھر کے سب جوان مرد شہید ہو چکے ہیں آج اتنی قربانیوں کے ثمرہ میں نہ صرف افغانستان آزاد ہو چکا ہے بلکہ کمیونزم کی چکی میں پسنے والی وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کو بھی آزادی نصیب ہو چکی ہے۔ وسط ایشیا کی وہ سرزمین جہاں ستر سال تک مذہب کو نیست و نابود کیا جاتا رہا وسط ایشیا کا وہ مردم خیز خطہ جہاں امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ جیسے نامور سپوت پیدا ہوئے وہ علاقہ جو ہمارا علمی کعبہ اور قبلہ تھا جو ہمارا علمی مرکز تھا جہاں سے مرتب ہو کر لاکھوں ذخیرے تفسیر، حدیث اور فقہ اسلامی کے پورے عالم اسلام میں پھیلے کمونسٹ انقلاب نے اسی سرزمین پر خدا کا نام لینا اور نماز پڑھنا جرم قرار دے دیا مساجد اور مدارس کو تالے لگا دیئے گئے مذہبی شعائر کا احترام ممنوع قرار دے دیا گیا افغان جہاد کی برکت سے ظلم کی طویل رات کا خاتمہ ہو چکا ہے اب وہ سارا خطہ آزادی سے ہمکنار ہو چکا ہے افغان جہاد وسط ایشیا کی مظلوم اقوام کے لئے گویا ایٹم بم ثابت ہوا جہاد کے تیز ترین اثرات سے اشتراکی ریاست سوویت یونین یک لخت ملیامیٹ ہو گئی آج سے تیرہ سال پہلے جب غیور افغانوں نے بے سروسامانی کی حالت میں روسی سامراج کو للکارا تو اس وقت پوری دنیا نے اس کو دیوانے کی بڑ قرار دیا مگر جذبہ جہاد سے سرشار مجاہدین کی پے در پے کامیابیوں سے پورا عالم انگشت بدنداں ہو گیا اور پھر ویت نام کی جنگ کا بدلہ لینے اور سوویت یونین کو نیچا دکھانے کے لئے تین سال بعد امریکی سامراج بھی حرکت میں آ گیا اور محدود پیمانے پر مجاہدین کی امداد کرنے لگا مجاہدین تو اللہ تعالیٰ کے سہارے میدان کارزار میں کود چکے تھے امریکہ بھی اپنے مقصد کے حصول کے لئے مجاہدین کی تائید کرنے لگا جب روسی افواج کو ہزیمت اور رسوائی کے ساتھ افغان سرزمین سے بھاگنا پڑا تو امریکہ نے بھی پینترہ

بدلنا شروع کر دیا اب امریکہ کو مجاہدین سے خطرہ محسوس ہونے لگا امریکہ سمجھ گیا کہ روس سے جان چھڑا کر میں اس سے بڑے جال میں پھنس رہا ہوں گورباچوف سے جان چھڑانا تو آسان ہے ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا سابق امریکی صدر نکسن نے آج سے پانچ سال پہلے گورباچوف سے کہا تھا کہ ہم اور آپ ایک ہیں غلطی سے ہم ایک دوسرے کو دشمن سمجھ بیٹھے یہ سر پھرے جو آپ کے قریب پہاڑوں میں ہیں ہمارے اصل دشمن تو یہ ہیں یہ بنیاد پرست اگر بیدار ہو گئے تو پھر تمہاری بھی خیر نہیں ہماری بھی خیر نہیں یہ پورا مضمون ایک معاصر نے انگلش میں شائع کیا تھا میں نے اس وقت سینیٹ میں یہ مسئلہ اٹھایا کہ مسلمانوں کی دوستی کا دعویدار امریکہ کتنی منافقت سے مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہا ہے جب میں نے یہ مسئلہ اٹھایا تو دوسرے دن امریکی سفارتکار میرے پاس آنے لگ گئے اور مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کرنے لگے کہ یہ آپ کی غلط فہمی ہے ہم مسلمانوں اور مجاہدین کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے میں نے کہا کہ ہم تمہاری منافقت سے بخوبی آگاہ ہیں، بہرحال امریکی سامراج افغان جہاد کو سبوتاژ کرنے پر تل گیا جنیوا معاہدہ کے وقت حکومت امریکی سامراج کی حاشیہ بردار بن کر اور افغان مجاہدین سے بے وفائی کر کے غداری کا طوق اپنے گلے میں لٹکانے پر تل گئی اور یوں مجاہدین کے نہ چاہنے کے باوجود جنیوا معاہدہ ان پر ٹھونسنے کی کوشش کی گئی۔ جمعیت علمائے اسلام نے اس وقت بھی یہ آواز بلند کی تھی کہ روس کے بھاگ جانے کے بعد افغانستان میں مجاہدین کے حوالے اقتدار کرنے کے سوا کوئی بھی معاہدہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتا امریکہ نے مختلف مہروں کو استعمال کر کے چار سال تک مجاہدین کو مذاکرات کے چکروں میں ڈالے رکھا یہ ساری سازش اس لئے کی جارہی تھی کہ مجاہدین کی جیتی ہوئی جنگ کو مذاکرات کی میز پر شکست میں تبدیل کیا جاسکے امریکہ ہر ممکن طریق سے اپنے کارندوں کو اقتدار میں شامل کر کے مجاہدین کا راستہ روکنے پر مصر رہا۔ جہاد کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے شیطانی قوتیں گٹھ جوڑ کرتی رہیں ہم بھی پریشان تھے کہ یا اللہ اگر اتنی بڑی قربانی مجاہدین کی ضائع ہوگئی تو پھر ہم پوری دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں پندرہ لاکھ مجاہد تو شہید ہو چکے ہیں اور لاکھوں افراد معذور اور اپاہج ہو چکے ہیں یا اللہ اب تو اس جہاد کی لاج رکھ لے یا اللہ فی الواقع امریکہ بڑا دجال اور شیطان ہے مگر تیری خدائی کے سامنے تو کچھ بھی نہیں ہے مجاہدین کا خون تو بہت قیمتی اور بھاری ہے یا اللہ ان کے خون کو رائیگاں نہ جانے دے میں تو کہا کرتا ہوں کہ ایٹم بم بنانے کے لئے بھاری پانی کی تلاش میں کافر لوگ مرتے پھرتے ہیں بھاری پانی تو مسلمانوں کے پاس ہے بھاری پانی تو شہید کا خون ہوتا ہے اس سے ایسے بم بنتے ہیں جس کا مقابلہ ایٹم بم بھی نہیں کر سکتا امریکہ کے ایٹم بموں سے کچھ کام نہ ہو سکا وہ روس کو نہیں مٹا سکے مگر شہداء کے خون کے ایک ایک قطرہ نے ایٹم بم سے بڑھ کر کام دکھایا۔

اللہ تعالیٰ تو غالب اور غیور ہے وہ کہاں محسنین کے اعمال ضائع کرتا ہے چنانچہ یکسر حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت کے سوا اب کوئی چارہ نہ رہا مجاہدین اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کابل پہنچ چکے ہیں اب وہاں جا کر وہ حالات کو کنٹرول کرنے اور اجڑے وطن کو آباد کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں سامراجی طاقتیں اب بھی عیارانہ اور شاطرانہ چالوں کے ذریعے مجاہد گروپوں کو ایک دوسرے سے الجھا کر پختون اور غیر پختون کا مسئلہ کھڑا کر کے اسلامی حکومت کے قیام میں رخنہ ڈالنا چاہتی ہیں کیونکہ افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام طاغوتی قوتوں کے لیے پیغام مرگ ہے اسلامی حکومت ان کے لئے ایک بہت بڑا ایٹم بم ہے ایسا ایٹم بم جس کے سامنے ظلم، کفر، الحاد، فحاشی اور ہر باطل نظام کے نقشے مٹ جاتے ہیں کیمونزم تو اپنی موت آپ مر چکا ہے اسلامی حکومت کے قیام سے سوشلزم، سیکولرازم اور سرمایہ دارانہ نظام کی بنیادیں منہدم ہو چکی ہیں غیر مسلموں کو افغانستان میں غلبہ اسلام سے پورے عالم اسلام کے اندر مذہبی بیداری کی اٹھتی ہوئی وہ موجیں نظر آرہی ہیں جو ہر طاغوتی نظام کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جائیں گی اسلامی حکومت کے قیام کی راہ روکنے کے لئے امریکہ، روس، اسرائیل اور بھارت وغیرہ تمام ممالک متحد ومتفق ہیں آپ کا کیمونزم، آپ کی جمہوریت حتیٰ کہ آپ کی ڈکٹیٹر شپ اور آمریت انہیں قبول ہے بشرطیکہ یہ سب اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنیں اور اسلام کو نافذ ہونے سے روکیں۔ الجزائر میں جمہوریت کے ساتھ طاغوتی طاقتوں نے جو کھیل کھیلا ہے اس سے جمہوریت پسندوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جمہوریت کے علمبردار ہمارے ہاں بھی بہت زیادہ ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں کہ جمہوریت کیا ہے حالانکہ جمہوریت خدا کے خلاف بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ جمہوریت خدا

کے ساتھ شرک اور خدا کے مقابلہ میں دوسرا خدا کھڑا کرنا ہے ہم تو اس جمہوریت پر ہمیشہ لعنت بھیجتے رہے لیکن مغرب کے پٹھو نہیں سمجھتے تھے کہ مغرب ہمارے لئے جمہوریت بھی پسند نہیں کرتا حقیقت میں مغرب کا جس میں مفاد ہوا سے وہ عزیز ہے اگر جمہوریت کے ذریعے ۹۸ فیصد لوگ اسلامی نظام کے حق میں ووٹ دے دیں تو وہ آپ کی اس جمہوریت کو بھی پسند نہیں کریں گے آپ اسلامی نظام کے لئے جس کو منتخب کریں گے وہ اس کے ہاتھوں کو بھی باندھ دیں گے۔ یوں تو امریکہ اور یورپ کے اخبارات جمہوریت کے بہت بڑے پجاری بنتے ہیں لعنت ہو ان کی جمہوریت پسندی پر الجزائر کے حالیہ الیکشن کے روزان اخبارات نے یہ سرخی شائع کی کہ آج الجزائر میں جمہوریت کا سورج طلوع ہونے والا ہے شام کو جب انتخابات کا نتیجہ سامنے آیا تو جمہوریت کے ذریعے پچانوے فیصد عوام نے فیصلہ دیدیا کہ ہمیں اسلام چاہیے تو اگلے دن انہی اخبارات نے یہ خبر شائع کی کہ الجزائر میں جمہوریت ناکام ہوگئی یہ ہے ان نام نہاد جمہوریت پسندوں کی جمہوریت۔ پھر فوج سے کہا گیا کہ اب اقتدار پر قبضہ کر لو فسطائیت اور آمریت کا تسلط اب انہیں جمہوریت کی دیوی سے زیادہ عزیز ہے امت مسلمہ سے یہ ڈرامہ کافی عرصہ سے کھیلا جارہا ہے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے کبھی جمہوریت کے نام پر تو کبھی سیکولرازم کے نام پر کبھی قومی حکومت کے نام پر تو کبھی مارشل لاء کے نام پر ہم بھی پچالیس سال سے انہیں چکروں میں الجھے ہوئے ہیں اللہ کرے اب افغان مجاہدین متفق ہو کر وہاں اسلامی حکومت قائم کرسکیں افغانستان میں اسلام کا دور دورہ ہو تو پھر وہی کام انشاء اللہ ہم بھی یہاں کریں گے میں نے تو کابل کے دورہ سے واپسی پر دوران سفر نواز شریف وغیرہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ اب تیار ہو جاؤ افغان مجاہدین کی کامیابی کے بعد ہم بھی پاکستان میں منافقین سے جہاد کریں گے شریعت اسلامیہ سے روگردانی کرنے والے حکمرانوں کا بوریا بستر ہمیشہ کے لئے گول کر دیا جائے گا اب جہاد انقلاب اور شہادت کے راستے سے ہی پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام عمل میں آئے گا افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہونے سے نہ صرف شمال مغرب کی جہت سے پاکستان دشمنوں سے بالکل محفوظ ہو جائے گا بلکہ مجاہدین کی بہت بڑی مسلح قوت کا تعاون بھی ہمیں حاصل ہو جائے گا اور پھر وسط ایشیا کی ریاستوں میں تجارت کے لئے ہمارے لئے ایک دروازہ بھی کھل جائے گا اس کے ساتھ ساتھ پاکستان، افغانستان، ترکی اور وسط ایشیا کی سات مسلم ریاستوں کے اشتراک سے ایک بہت بڑا مسلم بلاک بھی معرض وجود میں آئے گا آج اگر مسلمانوں میں قیادت کا فقدان نہ ہوتا کوئی مخلص، اسلام پسند اور قابل حکمران مسلمانوں کو میسر آجاتا تو اس وسیع مسلم بلاک کی قیادت اس کے ہاتھ میں ہوتی یہ خطہ سپر طاقت بن جاتا اور وہ پورے عالم اسلام کا قائد اور رہبر بن جاتا سامراجی قوتیں ان باتوں کو سمجھتی ہیں ہم نہیں سمجھتے مسلمان غفلت کی چادر اوڑھے مدہوشی کی نیند سوئے ہوئے ہیں امریکہ سمجھتا ہے کہ یہ ایٹم بم اگر گورباچوف کے پاس تھے خطرہ نہ تھا اب نو آزاد مسلم ریاستوں کے پاس یہ ایٹم ہیں تو وہ مر رہا ہے اور شور مچا رہا ہے کہ راتوں رات وہ مسلمان ایٹم بم بن گئے وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم قازقستان میں سینکڑوں ایٹم بن ہیں امریکہ بارش سے بچا اب وہ پرنالے کے نیچے پھنس چکا ہے پھانسی کا وہ پھندا جو دوسروں کو جکڑا کرتا تھا اب یہ پھندا خود اس کے لئے فٹ ہو رہا ہے۔ امریکہ کی ریاست لاس اینجلس میں ہونے والے نسلی فسادات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ امریکہ بھی انشاء اللہ بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور نسل کے اعتبار سے فیصلے اور امتیازانہ سلوک کرنے والے دنیا کو کیا انصاف دیں گے جہاں کالے انسانوں کو بھی مساوی حقوق بھی حاصل نہیں ہیں وہ دنیا کی کیا خاک کریں گے؟ دنیا کو عدل وانصاف اور سکون وچین اگر عطا کرسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے جس میں امیر اور کالے اور گورے، عربی اور عجمی سب کو مساوی حقوق ہیں رنگ، نسل اور لسانی اعتبار سے کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے۔ امریکہ اور یورپی لادین اور سیکولر سوسائٹی تو خودکشی کی راہوں پر گامزن ہیں۔ مسلمان اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سربکف ہو کر میدان میں نکلیں تو پھر اسلام کی بالادستی کی راہ میں انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت حائل نہیں ہوسکتی اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذبہ ایمان سے سرشار اور جہاد کی برکات سے مالا مال فرمائے اسلام کے معرض وجود میں آنے والی اس ریاست میں نفاذ شریعت کے دروازے کھول دے۔

(سید احمد شہید شیخ الہند حاجی صاحب ترنگ زئی کی قربانیاں جہاد افغانستان کا سرچشمہ بنیں ○ گورنر سرحد جنرل فضل حق کا خراج تحسین اور اعتراف حقیقت)

(جہاد افغانستان کے پس منظر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کی ایک یادگار ادارتی تحریر)

خدا شہیدوں کی خواہشوں کو زیادہ دیر تک تشنہ تکمیل نہیں رکھتا مجھے ایسا لگتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کی عظیم قیادت میں جو خون اللہ کے حضور پیش ہوا اسکی گرمی اب محسوس ہونے لگی ہے۔ جو آواز چمرکنڈ (حضرت سید احمد شہید کے مجاہدین کا مرکز) سے اٹھی اسکی گونج آج سمرقند میں سنائی دے رہی ہے۔ ابا سین (جس کے آس پاس مجاہدین سید احمد شہید کے بسیرے تھے) کی لہریں شہدائے اسلام کے جس خون کو بہا کر لے گئی تھیں، وہی خون گھوم پھر کر دریا آمو (جو افغانستان اور روس کو الگ کرتا ہے) تک پہنچ گیا ہے۔ مصنف نے صفحہ 514 پر ایک (انگریز گورنمنٹ کے) سرکاری نوٹ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ:

"وہ بوڑھے حاجی ترنگ زئی کو جھنجوڑتا ہے کہ وہ ایسی دیا سلائی روشن کریں جس سے سارا سرحد شعلہ زار بن جائے"

اس نوٹ کے لکھنے والے (انگریز سی۔ آئی۔ ڈی) کو یہ دیکھنا نصیب نہ ہو سکا کہ سرحد تو آزادی کا لالہ زار بن گیا ہے۔ لیکن یہ دیا سلائی اب بھی (جہاد افغانستان کی شکل میں) روشن ہے اور اسکی تپش وسطی ایشیا کی وادیوں اور میدانوں تک محسوس کی جارہی ہے۔ جو ترانے حاجی صاحب کے آزاد مدرسوں میں سنے جاتے تھے، آج وہی ترانے افغان مہاجرین کی خیمہ بستیوں کے سکولوں اور مکتبوں میں سنے جاتے ہیں۔ شہداء بالاکوٹ اور شاہ ولی اللہ نے جو پیغام دیا تھا اس کا ترنم آج بھی مجاہدین افغانستان کے کانوں میں گونج رہا ہے غرض یہ کہ امام شامل ہو یا ابدالی یا حاجی صاحب ترنگ زئی منزل ایک ہے مقاصد ایک ہیں۔ پانی پت، سومنات، بالاکوٹ چمرکنڈ بلقان، طرابلس، یروشلم، بیخ شیر اور پھر بدرو حنین ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

مذکورہ بالا اقتباس اور حقیقت کا ایسا واضح اعتراف کسی عالم مورخ یا کسی خالی معتقد کے کلام سے نہیں بلکہ صوبہ سرحد کے اس وقت کے سب سے بڑے سربراہ جو خود ایک فوجی جرنیل ہیں کے اس طویل خطبہ سے ہے جو انہوں نے ۲۷ ستمبر ۱۹۸۱ء ۵ بجے شام حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی سے متعلق ایک کتاب (مصنفہ جناب عزیز جاوید) کی تقریب رونمائی میں کہے۔ جناب لیفٹیننٹ جنرل فضل حق گورنر سرحد نے موجودہ جہاد افغانستان کی کڑیاں حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کی سرفروشانہ مجاہدانہ سرگرمیوں سے ملا کر ایک ایسی حقیقت کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی جو معاندین کے تعصب وعناد اور دجل و تلبیس کی ہزار کوششوں کے باوجود بھی آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور عیاں ہے۔ اور اسی اقتباس میں دیئے گئے انگریز کے اعترافی حوالہ سے جہاد و حمیت اسلامی کے اصل سرچشمہ پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے۔ جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا کی شکل میں پورے عالم اسلام بالخصوص شمالی مغربی سرحدی علاقوں کے لئے مینار نور بنی ہوئی تھی۔ وہ جہاد حریت کا ایک ایسا پاور ہاؤس تھا۔ جس کی برقی لہریں اب بھی رواں دواں ہیں۔ اس چراغ سے حضرت حاجی صاحب بھی روشن ہوئے اور غازی انور پاشا بھی اور یہی وہ چراغ تھا۔ جو حضرت شاہ ولی اللہ اور امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید کے مشکوٰۃ ایمان وعزیمت سے منور ہو کر ان کے مقام عزیمت و جہاد کا وارث وامین بنا۔ سید احمد شہید کی تمنائیں اور حضرت شیخ الہند کے خواب آج اس عظیم جہاد کی شکل میں شرمندہ تعبیر ہو رہے ہیں۔ جو دنیا کی سب سے بڑی سامراجی قوت روس کے ساتھ جاری ہے۔ اور آج بھی جس کی باگ ڈور اسی شیخ الہند مرحوم کے تلامذہ در تلامذہ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت سید احمد شہید نے جنگ اکوڑہ کی رات جس گلشن محمدی کو اپنے جان نثاروں کے خون سے

پانی دیا وہی سرزمین آج لہلہا اٹھی ہے اور اپنے حقانی فرزندوں کے ذریعہ ملت کی سوکھی کھیتوں کی آبیاری کر رہی ہے۔
مجاہدین چمرکنڈ کا خون رائیگاں نہیں گیا۔ مالٹا کے خلوت کدہ کو جس چراغ نے روشن کیا اسکی لو سے کوہ ہندوکش کی چٹانیں پگھل رہی ہیں۔ اور اسکی ضوفشانیوں سے کابل وغزنی اور بلخ وہرات کے میدان جگمگا اٹھے ہیں۔ شاملی اور تھانہ بھون کے میدانوں میں بلند کئے گئے تکبیر و جہاد کے نعرے دریائے آمو کے اس پار سنائی دینے لگے ہیں۔
الغرض ان بے سروسامان بوریا نشین فقیروں کی سحرکاریوں کا کیا کہنا؟ جن کی قربانیاں صدی ڈیڑھ صدی گذرنے کیے بعد بھی زندہ وتابندہ ہیں اور جسکی روشنی سے بخارا وسمرقند تاشقند وخیوا کی گم شدہ عظمت وسطوت کی بازیابی ہو رہی ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔ (جلد ۳۲ شمارہ ۱، اکتوبر ۱۹۹۶ء)

(عالمی تبدیلیاں خالص اسلامی جہاد کا صدقہ)

آج ہم جن عالمی تبدیلیوں کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ سب افغان مجاہدین کے خالص اسلامی جہاد کا صدقہ ہیں۔ روس کو اگر افغانستان میں شکست نہ ہوتی تو وہ اپنے زعم باطل کو لیے بیٹھا رہتا اور اس حقیقت کا شعور اسے کبھی حاصل نہ ہو پاتا کہ اگر نہتے، غیر منظم، پسماندہ اور ان پڑھ افغان عوام اسے کھلے چٹیل میدان میں شکست دے سکتے ہیں اور ذلت ورسوائی کے ساتھ پسپائی پر مجبور کر سکتے ہیں تو وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ مشرقی جرمنی، ہنگری، چیکوسلواکیہ، پولینڈ اور بلغاریہ وغیرہ کو کب تک اپنے قبضے میں رکھ سکے گا۔ آج تبدیلیوں کا جو نیا دور شروع ہوا ہے اس کا نقطۂ آغاز افغانستان ہے۔ آج جس کو جہاں آزادی حاصل ہو رہی ہے وہ افغانوں کے خون کا ممنون احسان ہے۔ افغانوں کے خون کی حرارت نے ساری دنیا کے مظلوموں کو نئی جرات دی، نیا حوصلہ دیا اور ظالم سامراج کا حوصلہ توڑ دیا، اس کا طلسم سامری غارت کر دیا۔ اب افغانوں جیسی تحریک کو روکنے اور مزید خسارے سے بچنے کے لیے غلاموں کی زنجیریں کھولی جارہی ہیں۔ افغان عوام اگر اپنے لہو کی ندیاں نہ بہاتے تو سرخ سامراج سے آج کسی کو چھٹکارا نصیب نہ ہوتا۔ (ماہنامہ الحق اپریل ۱۹۹۱ء صفحہ ۵ سے ۸)

(مولانا سمیع الحق نے افغان رہنماؤں اور پاکستانی علماء کا مشترکہ اجلاس طلب کرلیا)

(مجاہدین کے مابین ممکنہ تصادم کو روکنے کیلئے اندرون افغانستان تمام محاذوں کا دورہ بھی کریں گے)

۲۲۔ اپریل ۱۹۹۲ء

پشاور (بیورو رپورٹ) جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے افغان مجاہدین کے درمیان اتحاد اور یکجہتی قائم کرنے کیلئے تمام افغان رہنماؤں اور پاکستان کے سرکردہ علماء کرام کا ایک مشترکہ اجلاس بلانے کا اعلان کیا ہے تا کہ متفقہ لائحہ عمل ترتیب دیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ وہ افغانستان میں مجاہدین کے مابین ممکنہ تصادم کو روکنے کیلئے عنقریب اندرون افغانستان کے تمام محاذوں کا دورہ کریں گے۔ یہ بات انہوں نے افغانستان کی صورت حال پر غور کیلئے بعض رہنماؤں کے ساتھ اکوڑہ خٹک میں ملاقات کے دوران کہی۔ ان رہنماؤں سے بات چیت کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے افغان مجاہدین کے تمام رہنماؤں اور کمانڈروں سے ہمدردانہ اپیل کی کہ وہ مجاہدین کی کونسل کے قیام پر متفق ہو جائیں تا کہ کابل میں اقتدار کی پرامن منتقلی عمل میں آسکے اور افغان جہاد اپنے منطقی انجام تک پہنچ سکے۔ (روزنامہ پاکستان (لاہور) ۲۲۔ اپریل ۱۹۹۲ء)

(گورنر سرحد کی افغان مہاجرین کے سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ آمد
○ شیخ الحدیثؒ کا تقریب سے خطاب فضلاء حقانیہ ہر محاذ پر پیش پیش ہیں)

۲۲ اگست۔ صوبہ سرحد کے گورنر جناب لیفٹیننٹ جنرل فضل حق صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ افغان مہاجرین سے تعاون کے سلسلہ میں آسٹریلیا کی حکومت کی طرف سے ان دنوں جو مہمان آئے تھے اور ان کی آمد کی مناسبت سے حکومتی سطح پر دارالعلوم کے قریب واقع مہاجرین کیمپ میں تقریب منعقد ہونی تھی مگر عین موقعہ پر زوردار بارش کی وجہ سے جناب گورنر صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے اجازت لے کر اس تقریب کو دارالعلوم میں منتقل کردیا۔ آسٹریلیا اور دیگر ملکی اور غیر ملکی مہمانوں کے ہمراہ گورنر سرحد تقریباً ۶ بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مصافحہ اور ملاقات کی۔ جب کہ اس سے آدھ گھنٹہ قبل صوبہ بھر سے اعلیٰ آفیسرز، جہاد افغانستان کے اعلیٰ قائدین، مجاہدین اور دیگر معززین پہنچتے رہے اور دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ تقریب کا آغاز قاری محمد سلیمان صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جناب گورنر سرحد نے اپنی تقریر میں دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی معیار اور اسلامی خدمات کے سلسلہ میں بہترین کردار کو سراہا اور عین بارش کے موقعہ پر دارالعلوم کے تعاون (بصورت اجازت تقریب) پر حد درجہ تشکر و امتنان کے جذبات کا اظہار کیا اور کہا۔

”میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں جن سے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کا اس موقعہ پر تعاون اور انسانی ہمدردی کے تحت دارالعلوم میں تقریب کی اجازت مرحمت فرمانے پر شکریہ ادا کرسکوں“۔

جناب گورنر سرحد نے اپنی تقریر میں دارالعلوم کے لئے ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان بھی کیا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”پاکستان اور دارالعلوم کا قیام ایک ساتھ ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات، قرآن وحدیث کی اشاعت، نظریہ پاکستان کے تحفظ، بقا اور استحکام میں دارالعلوم حقانیہ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ جناب گورنر صاحب جانتے ہیں اور یہاں تقریباً افغان مجاہدین کے تمام قائدین موجود ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کراچی سے لے کر گلگت اور چترال تک اور وہاں سے لے کر درۂ خیبر تک اور افغانستان میں جنگ کے محاذوں پر غرض جہاں جہاں بھی جہاد ہو رہا ہے اس میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء بھی پیش پیش ہیں اور روسی دشمن کے لئے ننگی تلوار بن چکے ہیں۔ آج خدا تعالیٰ نے بارش برسادی اور مجاہدین و مہاجرین سے تعاون کے سلسلہ کی اس تقریب کو دارالعلوم میں منعقد ہونے کے غیبی اسباب پیدا فرمادئے۔ ہمیں افغان مجاہدین سے دلی ہمدردیاں ہیں اور اس سلسلہ میں ہمیں ہر ممکن عملی تعاون پر مسرت ہوتی ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ عملاً جہاد افغانستان میں زبردست حصہ لے رہے ہیں۔ طلبہ کی جماعتیں جاتی ہیں۔ محاذ جنگ پر لڑ لڑ کر واپس آتی ہیں تو ادھر سے دوسری جماعتیں روانہ ہو جاتی ہیں اور یہ سلسلہ تمام سال جاری رہتا ہے۔

آخر میں حضرت شیخ الحدیث نے افغانستان مہاجرین کو پناہ دینے اور ان کے مسائل سے دلچسپی کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کی مساعی کو سراہا اور اس سلسلہ میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ جب تقریب ختم ہوئی تو جناب گورنر اور دیگر معزز مہمانوں نے مولانا سمیع الحق صاحب (جو اتفاق سے اس دن سفر پر تھے) کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے مولانا انوار الحق صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی کی معیت و رہنمائی میں دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبہ جات دیکھے۔ درس گاہیں، مطبخ، کتب خانہ، دفاتر، تعلیمی، کوائف اور شعبہ جات سے متعلق معلومات میں دلچسپی لی اور حد درجہ محظوظ ہوئے۔ واپسی پر دوبارہ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث کے پاس حاضر ہوئے اور دارالعلوم سے متعلق معلومات میں دلچسپی لی۔

ماہنامہ الحق اگست ۱۹۸۴ء صفحہ ۵۹-۶۰

(افغانستان کی آزادی کی جنگ بین الاقوامی تجزیہ نگار کو مولانا سمیع الحق کا انٹرویو)

سینئر مولانا سمیع الحق سربراہ جمعیت علماء اسلام سے ایک بین الاقوامی تجزیہ نگار کا یہ انٹرویو انگریزی زبان میں ایشیاء ٹائمز میں شائع ہوا جسے ۱۳ر جون ۲۰۰۷ء کو پاکستان کے انگریزی اخبار دی نیشن نے من وعن نقل کر کے شائع کیا یہاں قارئین کی دلچسپی کیلئے اس کا ترجمہ دیا جارہا ہے (ادارہ)

مولانا سمیع الحق شمال مغربی سرحدی صوبہ میں واقع پاکستان کے مشہور مدرسے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ناظم اور چانسلر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ اس عہدے پر ۱۹۸۸ء سے اپنے والد جناب مولانا عبدالحق " جو کہ اس مدرسہ کے بانی بھی تھے کی وفات کے بعد سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں' دارالعلوم حقانیہ وہ ادارہ ہے جہاں سے ملا عمر سمیت بہت سے طالبان رہنماؤں نے تعلیم حاصل کی۔ یہ بات مشہور ہے کہ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اس مدرسے نے طالبان تحریک کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا اور یہی وجہ ہے کہ مولانا سمیع الحق کو "بابائے طالبان" بھی کہا جاتا ہے۔ اس مدرسے کو چلانے کے علاوہ مولانا سمیع الحق ایک مذہبی سیاستدان کی حیثیت سے بھی ایک سیاسی تاریخ اور پہچان رکھتے ہیں۔ وہ چھ جماعتی مذہبی پارٹیوں کے اتحاد جو کہ متحدہ مجلس عمل کے نام سے جانی جاتی ہے کے بانیوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔

انہوں نے حال ہی میں ٹیمز ٹاؤن کے تجزیہ نگار امتیاز علی سے بات چیت کی۔

س: ۱۹۸۰ء میں روس کے حملے کے وقت آپ کے مدرسے کے طلباء افغانستان لڑنے کے لئے جاتے تھے جس کے فوراً بعد ان میں سے اکثر کو طالبان حکومت نے بطور گورنر اور منتظمین کی حیثیت سے نامزد کیا۔ کیا یہی سلسلہ آج بھی جاری ہے؟ کیا آپ آج بھی افغانستان میں جہاد کے لئے لوگوں کو بھیج رہے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: نہیں۔ صرف طالبان ہی نے جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ یہ ایک غلط مفروضہ ہے' جس کو صحیح کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ روس کے افغانستان پر حملے سے زندگی کے ہر مکتبہ فکر سے لوگ جہاد کے لئے افغانستان گئے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مدرسے کی نسبت بڑی تعداد میں طلباء گئے۔

س: لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کہ وہ طلباء جو آپ کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے انہوں نے طالبان حکومت کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔

مولانا سمیع الحق: طالبان اس وقت اپنی تعلیم میں مصروف تھے جب افغانستان میں گروہی جنگیں اپنے عروج پر پہنچ گئیں' جب رہنما اس پر قابو نہ پا سکے۔ تو طلباء کو جنگ سے تباہ حال ملک کو بچانے کے لئے قدم اٹھانا پڑا۔ اس طرح طالبان کو اپنے ملک کو گروہی جنگوں سے بچانے کے لئے واپس جانا پڑا۔ اسی طرح جب امریکہ نے ۲۰۰۱ء کے آواخر میں افغانستان پر حملہ کیا تو پھر وہی ہوا۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ جب غیر مسلم کسی مسلمان ملک پر حملہ کرتے ہیں تو یہ ہر مسلمان کا فرض بن جاتا ہے کہ اس کا دفاع کرے۔ تحریک نفاذ شریعت محمدی ﷺ کے سربراہ مولانا صوفی محمد بھی ہزاروں لوگوں کو جہاد کے لئے لے کر گئے جو کہ انتہائی قابل تعریف ہے۔

افغانستان پر امریکی حملہ ایک واضح جارحیت اور دہشت گردی تھی۔ لیکن جب کوئی امریکی جارحیت کے خلاف کھڑا ہوتا ہے تو اسے دہشت گرد قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ ایک عجیب اور نہ سمجھ آنے والا فلسفہ ہے۔

س: ایسی اطلاعات ہیں کہ طالبان قیادت نے افغانستان میں موسم بہار میں حملہ کے لئے حمایت کا مطالبہ یا خواہش ظاہر کی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

مولانا سمیع الحق: یہ ساری بے بنیاد اطلاعات ہیں۔ اگر انہیں حمایت کی ضرورت تھی تو کم از کم وہ ہمیں ضرور مطلع کرتے۔ طالبان اتنے منظم نہیں ہیں۔ وہ غاروں میں رہ رہے ہیں۔ ان کے پاس مناسب کمیونیکشن اور لاجسٹک نظام کی کمی ہے اور یہی وجہ ہے کہ نئے ریکروٹ نہیں لینا چاہتے۔ افغانی خود امریکیوں اور نیٹو کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

س: اگر وہ آپ کو مدد کے لئے کہیں تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

مولانا سمیع الحق: وہ ہمیں کبھی نہیں کہیں گے۔ ہم نے نہ تو پہلے اپنے طلباء بھیجے ہیں اور نہ اب بھیجیں گے۔ یہ ہمارے مدرسے کی پالیسی نہیں ہے۔

س: آپ افغانستان میں صورتحال کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ کیا یہ جہاد ہے؟

مولانا سمیع الحق: جب سوویت یونین کی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں تھیں تو یہ آزادی کی جنگ تھی اور ہم سب متفق تھے کہ یہ جہاد ہے امریکہ خود کہہ چکا تھا کہ سوویت یونین کو افغانستان سے باہر نکال دیا جائے۔ جب روس نے افغانستان چھوڑا تو یہی غلطی امریکہ نے کی۔ پس صورتحال اسی طرح ہے۔ ایک طاغوتی قوت نے دوسرے کی جگہ لے لی۔ بلکہ کوئی فرق نہیں ہے۔ چاہے روس ہو یا امریکہ۔ یہ جہاد ہے۔

س: بعض تجزیہ نگار اسے پشتون بغاوت بھی کہتے ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

مولانا سمیع الحق: یہ کوئی پشتون یا فارسی بان بغاوت نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ سنی یا شیعہ بغاوت ہے بلکہ حقیقت میں افغان قوم امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف کھڑی ہوگئی ہے۔ طالبان حکومت کے زوال کے بعد لوگ دو سال تک اس امید پر تھے کہ ان کی زندگی میں کوئی مثبت تبدیلی آجائیگی۔ لیکن طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ قابض قوتوں کے خلاف بغاوت پر اتر آئے اب یہ تمام افغانوں کیلئے جنگ آزادی ہے وہ اپنے آپ کو امریکی قیادت میں قابض قوتوں سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اسے پشتون بغاوت کہنا بالکل غلط ہے۔

س: کیا آپ افغانستان میں حامد کرزئی حکومت کو ایک مسلمان حکومت تسلیم کرتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: ہمیں کرزئی کے اسلام سے کوئی غرض نہیں ہمیں اس کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے پر فتویٰ دینے سے کوئی کام نہیں ہے۔ ہم صرف افغان عوام کی مشکلات کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم افغانستان کے موجودہ حکمرانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ طالبان اور دوسری جہادی قوتوں کے ساتھ مذاکرات کا راستہ اختیار کریں تاکہ جنگ سے تباہ حال ملک میں پائیدار امن کے قیام کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

س: تو آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں چاہے افغانستان میں کرزئی حکومت ہو یا طالبان بالکل اسی طرح جیسے افغان حکومت ہو؟

مولانا سمیع الحق: ہم یہ کہتے ہیں کہ افغانستان میں کوئی غیر ملکی مداخلت نہ ہو بلکہ افغانوں کو خود مسئلے کا حل نکالنا چاہیے۔ تمام گروہوں بشمول طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو امن کے لئے آگے بڑھ کر اکھٹے کام کرنا چاہیے۔ انہیں غیر ملکی مداخلت کے بغیر اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا چاہیے لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ افغانستان میں امن اور استحکام اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک غیر ملکی فوجوں کو ہٹا نہیں دیا جاتا۔

س: ڈیورنڈ لائن پر پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر سے جنگجوؤں کے داخلے پر آپ کے کیا خیالات ہیں؟

مولانا سمیع الحق: جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ یہ دراصل غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف افغان بغاوت ہے اور سرحد پار دہشت گردی اور پاکستان سے جنگجوؤں کی دراندازی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

س: تب حکومت نے کیوں سرحد پر باڑ لگانے اور بارودی سرنگیں بچھانے کا فیصلہ کیا ہے کیا آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: میں اس منصوبے کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ سرحد کے دونوں طرف پشتون قوم ایک جیسی ثقافتی نسلی اور مذہبی اقدار رکھتی ہے۔ان کی زندگیاں آپس میں جڑی ہوئی ہیں وہ سب مسلمان ہیں۔وہ ایک قوم ہیں۔سرحد پر باڑ لگانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔پاک افغان سرحد پر کشیدگی کی سب سے بڑی وجہ افغانستان میں غیر ملکی فوجوں کی موجودگی ہے جس دن بھی انہوں نے افغانستان چھوڑا کوئی کشیدگی نہیں رہے گی۔

س: حکومت کی طرف سے 2003ء میں غیر ملکی طلباء کی دینی مدارس میں داخلے پر پابندی لگانے سے آپ کے مدرسے میں طلباء کے داخلے پر کوئی اثر پڑا؟

مولانا سمیع الحق: یہ پابندی ہمارے بنیادی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے لوگ یہاں سے امریکہ اور برطانیہ تعلیم حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔اسی طرح سے دوسرے ممالک سے لوگ پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں یہ ایک قسم کی سروس تھی جو کہ ہم دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمان طلباء کو پہنچا رہے تھے۔یہ پابندی ایک غیر آئینی غیر انسانی اور غیر قانونی اقدام ہے حکومت نے یہ اقدام صرف اور صرف امریکہ اور اس کے دوسرے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے کیا ہے۔یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کیونکہ انڈیا ایک سیکولر ملک ہے لیکن وہ تمام مسلمان ممالک کے طلباء کو ویزے دے رہا ہے جو انڈیا میں تعلیم کے لئے آنا چاہتے ہیں۔

س: لیکن ایسے الزامات ہیں کہ دہشت گردوں کو مدرسوں میں تربیت دی جاتی ہے؟

مولانا سمیع الحق: یہ مدارس کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈا کے سوا کچھ نہیں ہے اب تک ہم اس کے متعلق سنتے آرہے ہیں لیکن کسی نے اب تک ٹھوس شواہد فراہم نہیں کیئے۔

س: مدرسوں کو ملنے والی رقم کا آڈٹ نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات ابھی تک معمہ ہے کیا یہ صحیح ہے۔

مولانا سمیع الحق: ہم اپنے مالی نظام کا آڈٹ کرانے کے سلسلے میں حکومت کے پابند نہیں ہیں کیونکہ حکومت ہمیں کوئی فنڈ فراہم نہیں کرتی۔پہلے انہیں ہمیں مدرسوں کو چلانے کیلئے فنڈز دینے دیں پھر ہم انہیں اپنا آڈٹ کرنے کی بھی اجازت دے دینگے۔انہیں کیا تکلیف ہوتی ہیں جبکہ وہ ہمیں ایک پیسہ بھی نہیں دے رہے؟ صرف وہ جو ہمیں مالی امداد دیتے ہیں وہی ہمارے آڈٹ کا بھی حق رکھتے ہیں۔ہمارا عطیات کا نظام ہے اور حکومت سے کوئی عطیات قبول نہیں کرتے۔میں یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی تمام عطیات اور فنڈنگ کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔مالی امداد کو باقاعدہ درج کیا جاتا ہے اور سالانہ رپورٹیں بنائی جاتی ہیں جنکو پرنٹ کرایا جاتا ہے جسمیں تمام ڈونرز کے نام درج ہوتے ہیں۔

س: آپ کو اتنا بڑا مدرسہ چلانے کے لئے کون عطیات دیتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: عام مسلمان جس میں اکثریت معاشرے کے غریب لوگوں کی ہے۔وہ جانتے ہیں کہ مدرسے اسلام کے قلعے ہیں او رمدرسے کے طلباء اسلام کے سپاہی اور محافظ ہیں۔اللہ کے دین کی مدرسوں میں نشوونما ہوتی ہے۔لوگ اپنا گھریلو بجٹ کاٹ کر ہمیں عطیات دیتے ہیں۔اسی طرح سے وہ اللہ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور ان مدرسوں کی بقاء کرتے ہیں۔

س: کیا مشرف اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ وہ ایک سیکولر حکومت کا لیڈر رہے مذہبی معاملات میں مداخلت پر صحیح تھا؟

مولانا سمیع الحق: وہ یہ سب کچھ امریکہ اور مغربی ممالک کو خوش کرنے کیلئے کر رہا ہے۔

(ترجمہ: بشکریہ دی نیشن ۱۳ جون ۲۰۰۷ء)

آپ کو خوشخبری سناتا ہوں O افغانستان میں مجاہدین کی حکومت قائم ہونے والی ہے
O کابل کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ذکر
(وزیراعظم نواز شریف کی مولانا سمیع الحق سے فون پر گفتگو O وزارت خارجہ کے بیانات پر شدید احتجاج)

حکومت اقوام متحدہ کے کسی ایسے منصوبے کا ساتھ نہیں دے گی جس میں مجاہدین کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ کیا جائے۔نواز شریف

سارے امور چھوڑ کر مجاہدین کے ساتھ تبادلہ خیال میں مصروف ہوں ایک ایک لمحہ مسئلہ افغانستان پر نظر ہے

آپ کو ساتھ لے کر کابل کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے جاؤنگا،مولانا سمیع الحق سے فون پر گفتگو

راولپنڈی (سلطان سکندر سے) وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان مکمل طور پر افغان مجاہدین کے ساتھ ہے اور اقوام متحدہ کے کسی ایسے مجوزہ منصوبے کا ساتھ نہیں دے گی جس میں مجاہدین کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ کیا جائے یہی وجہ ہے کہ میں گزشتہ دو روز سے سارے امور کو چھوڑ کر دن رات مجاہدین کے ساتھ تبادلہ خیال میں مصروف ہوں۔وزیراعظم نے گزشتہ رات لاہور سے اکوڑہ خٹک میں جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق سے ٹیلی فون پر رابطہ کر کے افغانستان کی تازہ ترین صورت حال اور دیگر اہم امور پر پون گھنٹہ تفصیلی تبادلہ خیال کیا اس موقع پر جمعیت کے رہنما نے جہاد افغانستان کے اس فیصلہ کن موڑ پر حکومت پاکستان کی بعض پالیسیوں کے بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا جس کے جواب میں وزیراعظم نے مولانا سمیع الحق سے کہا'' آپ فکر نہ کریں میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ افغانستان میں بہت جلد مجاہدین کی حکومت قائم ہونے والی ہے اور میں آپ کو ساتھ لے کر بہت جلد کابل کی جامع مسجد میں نماز شکرانہ ادا کرنے جاؤں گا مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اس وقت نہ صرف کابل بلکہ پاکستان سمیت عالم اسلام کی فتح و کامرانی کے دروازے افغان مجاہدین کی بدولت کھل رہے ہیں اس لئے ہمیں امریکہ سمیت تمام اسلام دشمن قوتوں سے بے نیاز ہو کر انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ورنہ ایک لمحہ کی غلطی سے مستقبل میں پاکستان بے پناہ مشکلات میں پھنس کر جیتی ہوئی کامیابی کو گنوا بیٹھے گا۔وزیراعظم نے کہا کہ میں ایک ایک لمحہ مسئلہ افغانستان پر نگاہ رکھے ہوئے ہوں اور میرا اس مسئلے سے مستقل رابطہ ہے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ پاکستان کا جہاد افغانستان میں تاریخی کردار ہے اگر ہم نے اس فیصلہ کن مرحلہ میں اپنے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا تو یہ کسی شخص کے ۸۔۱۰ برس کے مسلسل روزے کے بعد پلید چیز سے افطاری کرنے کے مترادف ہوگا۔انہوں نے وزارت خارجہ کے بعض بیانات پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر یہ لوگ ان بیانات سے رک نہیں سکتے تو انہیں اقوام متحدہ یا امریکہ کی وزارت خارجہ میں ملازمت دلوادی جائے انہیں پاکستان کے غیور عوام کے جذبات سے کھیلنے کا حق نہیں ملنا چاہیے کیونکہ ان کی غیر محتاط پالیسیوں سے پاکستان کا وقار مجروح ہوا ہے مولانا کے مطابق وزیراعظم نے اس بات سے کسی حد تک اتفاق کیا ہے۔ نوائے وقت ۱۹۔اپریل ۱۹۹۲ء

حساس معاملات پر آپ سے تفصیلی بات چیت چاہتا ہوں

(مولانا سمیع الحق سے فون پر وزیر اعظم نواز شریف کا اظہار خیال O سمیع الحق نے سنٹرل ایشیا کی نو آزاد ریاستوں کی طرف توجہ دلائی)

راولپنڈی (نوائے وقت رپورٹ) جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق نے وزیر اعظم نواز شریف سے ٹیلی فون پر گفتگو کے دوران ۲۴ مارچ کو اسلام آباد میں ہونے والی ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں نے آئی جے آئی کی پالیسیوں کے بارے میں کئی نکات اٹھائے تھے لیکن ابھی تک کوئی مثبت کاروائی اور پیش رفت نہیں ہوئی جس کے جواب میں وزیر اعظم نے کہا میں بہت جلد آپ سے آئی جے آئی سمیت بعض حساس معاملات پر تفصیلی بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ دریں اثناء مولانا سمیع الحق نے وزیر اعظم کی توجہ وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیوں کی دینی ضروریات اور رہنمائی کی طرف مبذول کراتے ہوئے اس ضمن میں فوری تفصیلی بات چیت اور اقدامات کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ ان ریاستوں کے جو حکمران پاکستان کے دورے پر آرہے ہیں وہ وہاں کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرتے بلکہ ابھی تک کیمونسٹ نظریات کے لوگ مسلم ریاستوں پر مسلط ہیں جبکہ وہاں کے عوام اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے پیاسے اور بے چین ہیں۔ انہوں نے ان ریاستوں کے ایک ہزار طلباء کو جامع حقانیہ اکوڑہ خٹک اور دیگر دینی درسگاہوں میں تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کی پیش کش کا اعادہ کیا اور کہا کہ ہم ان ریاستوں سے افغانستان ہجرت کر کے آنے والے علماء کو وسط ایشیاء میں بھیجنے کے لئے تیار ہیں تاہم حکومت انہیں مناسب سہولتیں فراہم کرے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۹۔اپریل ۱۹۹۲ء)

مجلس استقبالیہ جمعیت علماء اسلام پاکستان

(لال مسجد اسلام آباد میں جہاد افغانستان کانفرنس)

بگرامی خدمت جناب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان کی طرف سے افغان مجاہدین ومہاجرین کے آٹھ سالہ طویل جہاد اور سولہ لاکھ شہیدوں کی عظیم قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنے اور انکے صحیح موقف کی حمایت اور اُمت مسلمہ کے مسائل کو جہادِ اسلامی کے ذریعے حل کرنے کے لئے ۱۵ اپریل بروز جمعۃ المبارک بوقت ۱۱ بجے دن مرکزی جامع مسجد اسلام آباد میں جہاد افغانستان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی قائدین اور افغان مجاہدین کے مرکزی رہنما خطاب فرمائیں گے۔

شیخ الاسلام والحدیث قطب العالم حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب مرکزی امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان نماز جمعہ پڑھائیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں

منتظمی شرکت مجلس استقبالیہ جمعیت علماء اسلام پاکستان ضلع اسلام آباد

رابطہ کیلئے فون نمبرز: ۸۲۸۵۸۵، ۸۲۹۳۱۸، ۸۵۷۰۲۹

(جہاد اور عرب مجاہدین)

جہاد کے ہیرو دہشت گرد بنا دئے گئے

جہاد افغانستان کے عرب مجاہدین (افغان عرب) کے ساتھ حکمرانوں کی غداری[1] اور بے وفائی کا آغاز نواز شریف نے کیا

(ملکی اور غیر ملکی سطح پر احقر کا شدید احتجاج)

جہاد افغانستان میں لازوال تاریخی قربانی دینے والے عرب مجاہدین جنہوں نے اپنے ملک وقوم اور خاندانوں کو چھوڑ کر سرزمین افغانستان کو ٹھکانہ بنایا اور اس عظیم ہجرت اور قربانیوں کے وجہ سے انکی شناخت ہی افغان عرب کے نام سے بدل گئی مگر بیرونی طاقتوں نے سویت یونین اور روس کے شکست وریخت کے بعد یکایک اپنی پالیسیوں کو بدل دیا اور جہاد کے یہی ہیرو اب دہشت گرد بنا دئے گئے۔ اس کا آغاز اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کے دور ۱۹۹۳ء میں ہوا اور پاکستان عالم اسلام اور امت مسلمہ کے یہ محسن اور روسی سامراج سے مسلمانوں کے یہ نجات دہندہ ہر جگہ بالخصوص پشاور میں حکومت اور ایجنسیوں کے پکڑ دھکڑ تذلیل وتوہین اور قید وبند کے شکار ہو گئے۔ سینکڑوں باعزت پڑھے لکھے عربوں کے گھروں پر چھاپے مارے گئے، حوالاتوں اور تنگ وتاریک کوٹھریوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھونس دئے گئے۔ مسجدوں سے سربسجود مسلمانوں کو گھیر لیا گیا جبکہ ان کے پاس باضابطہ ویزے اور سفری دستاویزات موجود تھے۔ ان کی چیخ وپکار جیلوں سے اور بیرونی دنیا سے مجھ تک بھی پہنچتی رہی میں حکمرانوں تک پہنچ کر شکایت اور احتجاج کرتا رہا مگر ہر ایک معصوم تجاہل عارفانہ

۱۔ ۱۹۹۲ء وزیر اعظم نواز شریف کا دور تھا، سرحد میں جناب میر افضل خان وزیر اعلیٰ تھے اور چودھری شجاعت وفاقی وزیر داخلہ، آئی ایس آئی کے اہم امور بریگیڈیئر امتیاز سنبھالے ہوئے تھے کہ اچانک پشاور میں عرب مجاہدین پر کریک ڈاؤن شروع ہوا۔ راتوں رات چھاپے ڈال ڈال کر انہیں گرفتار اور قید وحراست میں رکھا جانے لگا۔ ایک بڑی تعداد ان کے خواتین اور بچوں کو پشاور کے ایک پرانی تاریخی عمارت گور گھٹڑی کے تنگ و تاریک عمارت میں محبوس کر دیا گیا۔ جہاد افغانستان اور پاکستان کے محسن ان مجاہد ومہاجر عرب افراد کے خلاف ناشکری اور محسن کشی کا یہ آغاز تھا جو بیرونی طاقتوں کے خاطر نواز شریف کے دور حکومت میں شروع ہوا، جس کا سلسلہ آج قبائل وغیرہ میں پاکستان اور امریکہ کے مشترکہ فوج کشی اور ڈرون حملوں کا شکل اختیار کر گیا ہے اور پاکستان افغانستان کو روسی ریچھ سے بچانے والے اپنے گھربار اور ملکوں کو چھوڑنے اور تمام آسائشوں اور راحتوں کو لٹانے والے خالد بن ولید اور ابوعبیدہ بن الجراح کے فرزندوں اور صلاح الدین ایوبی کے وارثوں کے ساتھ یہ سلوک تاریخ میں احسان فراموشی اور غداری کا ایک شرمناک باب ہے۔ میر جعفر اور میر صادق کے طرح ننگ ملت ننگ دین ننگ وطن پرویز مشرف اور اب آصف زرداری اور اس کے حواریوں کا جاری ہوا الاؤ کی ابتداء اس مسلم لیگ نواز لیگ کی نواز حکومت سے ہوئی جو اسلامی جمہوری اتحاد کے نام سے اسلام اور جمہوریت کا نقاب اوڑھ کر برسر اقتدار آئی، ان حالات میں بعض ستم زدہ عرب مجاہدین اور محبوس خواتین نے اس ظلم وستم پر مجھ تک فریاد پہنچائی۔ میں اخبارات میں اس پر صدائے احتجاج بلند کرتا رہا ادھر سے نہ جواب نہ کوئی نوٹس مذکورہ ذمہ داروں سے جو بھی ملتا سختی سے ان تک شکایت پہنچاتا مگر ہر ایک اس صورتحال سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے اوروں پر ذمہ داری ڈال دیتا۔ حسن اتفاق سے راولپنڈی کے فائیو سٹار ہوٹل (پی سی) میں کسی اہم حکومتی شخصیت کے بیٹے کی دعوت ولیمہ میں وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور سرحد کے وزیر اعلیٰ بھی موجود تھے۔ میں نے ان سب کو کھینچ تھان کر اکٹھے کرایا اور آمنا سامنا کراتے ہوئے عربوں اور مجاہدوں سے اس دلدوز سلوک کی وضاحت چاہی مگر ملک کو چلانے والے یہ اہم ستون اس معاملہ پر آئیں بائیں شائیں کرنے لگے اس وقت ایسا لگا کہ یہ فیصلے پاکستان نہیں بلکہ ان پر مسلط استعماری قوت ان سے بالا دہی بالا کرا رہی ہے اور سرحد بلکہ پورا پاکستان ایک سامراجی کالونی ہے عرب بھائیوں کو اس صورتحال سے آگاہ کرنے کیلئے میں نے اپنے اخباری بیانات کا عربی ترجمہ بھی شائع کرایا۔

اختیار کر کے اس سے لاعلمی اور برأت ظاہر کرتا رہا، ایسے حالات میں راولپنڈی کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں ایک اہم شخصیت کے بیٹے کی شادی کی دعوت میں اس وقت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، وزیر داخلہ جناب چودھری شجاعت حسین اور سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب میر افضل خان مرحوم بھی شریک تھے۔ میں نے کسی طرح گھیر گار کر تینوں کو ایک ساتھ جمع کیا اور ان کے سامنے اس صورتحال پر اپنے شدید غم وغصہ کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ معاملہ تو تم تینوں کی ترائیکا سے وابستہ ہے تم لاتعلقی کا اظہار کرتے ہو تو کھل کر بتا دو کہ یہاں امریکی سفارتخانہ اور قونصلیٹ کا حکومت ہے اور تم وائسرائے کے اشاروں کے غلام ہو تینوں کے چہرے اڑ گئے اور ہر ایک کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنے لگے بہر حال اس مسئلہ کو ہم نے متحدہ دینی محاذ کی طرف سے زور شور سے اٹھایا۔ ملک بھر میں احتجاج کرایا گیا اور میں نے براہ راست اس وقت کے صدر غلام اسحاق خان مرحوم کے سامنے رکھا اور کہا کہ ہم حکومت کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر عربوں کی بے عزتی کا بدلہ لیں گے۔ مغربی طاقتوں کے خوشنودی کیلئے دنیا کے عرب اور دیگر اسلامی ملکوں کے غیور مجاہدین اور مہاجرین کی تذلیل کا یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے اور پہاڑوں میں روپوش یہ پردیسی اور بے وطن مجاہدین ومہاجرین پہاڑوں اور غاروں میں بھی تلاش کر کر کے چن چن کر مارے جارہے ہیں۔ امریکہ نواز بزدل حکمران انہیں فوجی اپریشنوں اور امریکہ ونیٹو کے ڈرون حملوں کا نشانہ بنا رہے ہیں اور پکڑ پکڑ کر امریکہ کے ہاتھوں ڈالروں کے عوض بیچ رہے ہیں اور ان کے اپنے ملکوں مشرق وسطیٰ مصر، لیبیا، سعودی عرب وغیرہ کے حکمران بھی اپنے ان قابل فخر ہم وطنوں کو اپنے ملک کے سرحدات اور ائرپورٹوں پر چھریاں تیز کر کے یہود ونصاریٰ کے خوشنودی کے بھینٹ چڑھانے کھڑے ہیں، محسنوں سے بے وفائی اور غداری اور احسان فراموشی کا یہ سلسلہ نواز شریف کے دور ۱۹۹۳ء سے شروع ہوا اور اس کا نکتہ عروج بد بخت ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور میں نکتہ عروج تک پہنچا اور آج اس کے عبرتناک ذلت ورسوائی کے انجام کے بعد ان کے جانشین حکمران امریکی پالیسیوں کے تحفظ کیلئے این آر او کی پیداوار جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔

نواز شریف کے دور میں ان اقدامات کے آغاز میں میں نے عربی میں بھی اس صورتحال پر احتجاج ریکارڈ کرایا۔ عرب دنیا پاکستان کے اور تمام جہادی اداروں کو اس کی کاپیاں بھیجدیں۔ یہاں اس خط کا متن اور بعض قومی اخبارات میں شائع شدہ بیانات دی جارہی ہیں تاکہ ریکارڈ پر رہیں۔ سمیع الحق تحریر انی ۳۔ اپریل ۲۰۱۱ء

جمعية علماء الاسلام باكستان تستنكر حملة ضد المجاهدين العرب

والامين العام الشيخ سميع الحق عضو مجلس الشيوخ الباكستانى بذل

جهود اضد هذه الحملة العشواء

نشرت جريدة جنگ و نوائے وقت و خبريں والجرائد الانكليزيةوالاردية والبشتية الاخرى فى أعد ادها الصادره ۱۶ شوال ۱۴۱۳ الموافق ۹ ابريل ۱۹۹۳

ان الشيخ سميع الحق اتصل هاتفيا باالرئيس الباكستانى غلام اسحق وطلب منه ايقاف هذه الحملة الشنيعة التى دامست كرامة العرب المجاهدين مع انهم مقيمون فى بشاور اقامة قانونية طبيعية

واضاف سميع الحق ان الذين صعدو اهذه العملية العشواء ليسوا مخلصين لباكستان ولا يتميزون بين الاصدقاء والأعداء وقد اتصل زعماء العرب بى واستنكر واهذه العملية ومن الممكن ان تقوم الدول العربية بطردمئات الالآلف من الباكستانيين الذين يعملون هناك وا طمأنه الرئيس غلام اسحق باخذ خطوات ممكنة وقال الشيخ سميع الحق فى هذا المجال ان هولاء العرب المجاهدين جاؤ ولتحرير افغانستان و انقاذها من الشيوعيين وقال

انهم ضيوف يستحقون التكريم والاحترام وقد جاهدو الدفاع باكستان و تحملوا القال باكستان بخصوص المهاجرين الافغان وطلب الشيخ سميع الحق من خطباء المساجد والائمة في باكستان ان يعربو اعن استنكار هم ونقد هم بخصوص هذه الحملة الشرسة في اتصال هاتفي آخر بالرئيس الباكستاني

وقال الشيخ سميع الحق بان الحملة ضد المجاهدين العرب لمصلحة امريكا و مصر حماقة كبيرة وغرس عداوة في قلوب العالم العربي لان هولاء المعتقلين ليسوا ارها بيين وانما هم علماء و حفاظ و اساتذه الجامعات و مثقفون كبار

كما قال الشيخ سميع الحق باتصالات ها تفية مع نائب الرئيس الباكستاني و وزير الداخلية ورئيس قم الاستخبارات و طلب منهم ايقاف هذه الحملة الشرسة واخبر هم عن عواقب سيّة نتيجة لما يسمي بعلمية بيشاور وقد طلب الشيخ سميع الحق زعماء جمعية علماء الاسلام الى اكوره ختک وأعضاء البرلمان الباكستاني ومن بينهم الشيخ اعظم طارق رئيس جماعة جند الصحابه باكستان وطلب منهم مساعدة هولاء المجاهدين واخذ خطوات مناسبة في هذا المجال لان هولاء العرب قامو ابخدمات جلية في مجالات الاغاثة والتعليم ورعاية الايتام والدعوة الاسلامية وجميع هو لاء وقفوا مع باكستان في قضية كشمير و جهاد افغانستان و قامت جمعية علماء الاسلام بعقد موتمر صحفي في بشاور في العاشر من ابريل ۱۹۹۳ وحضر فيه عدد كبير من زعماالجمعية

وصرح الشيخ سميع الحق في المؤتمر

سوف نتقم من الحكومة الباكستانية ونضع ايدينا في جيوب الحكام انتقاما لا هانة العرب و تذليلهم ونشرت جريدة جنگ ونواى وقت ووحدت وخبريں في اعداد ها الصادره ۱۸ شوال ۱۴۱۳ الموافق ۱۱ ابريل ۱۹۹۳ تصريحات الشيخ سميع الحق في المؤتمر.

١. نقوم باخذالانقام من الحكومة الباكستانية لاجل اهانة العرب المجاهدين الذين يحملون اوراق ثبوتية كاملة و طالب بالا فراج الفوري عنهم في أسرع وقت وحذر قادة الحكومة من العواقب الوخيمة لهذه الاجرأت اذكان لهم دور في محاربة اعداء باكستان و قال ان هذه سابقة في تاريخ باكستان

٢. وصرح الشيخ سميع الحق بان هذا اختبار اول للهجوم على المسلمين المخلصين واعداد للضغوط والهجمات الشرسة ضدالحركات الاسلامية في المستقبل واضاف بان هذه كانت تجربةاولى لحكومة نواز شريف ضد الاسلام و هذه الحكومه قامت باعتقال المسلمين العرب في المساجد حينما كانو الفي حالة السجود.

وقال هذه الخطوة تمهيد السبيل لا ساء ة العلاقات مع الدول الاسلامية والعربيةحتى تنفرد باكستان و تكون منعزلة وحيدة في العالم الاسلامي حسب المصلحة الامريكية لان القبض على هؤلاء الابرياء جريمة شنيعة ومحاولة لا ساء ة العلاقات الافغانية والباكستانية لان هؤلاء المجاهدون العرب حرروا افغانستان في المساهمة مع اخوانهم الأفغان و دعمو ا الجهاد منذ

٣. وقال الشيخ سميع الحق بان جمعية علماء الاسلام مع اخوانهم العرب المجاهدين و نحن متاسفون لاجل هذه الخطوة الشنيعة الباكستانية وليست هذه في مصلحة باكستان ولا في مصلحة اية دولة اسلامية وانما

هی لمصالح امریکا لانها کانت تخشی من وصول هؤلاء المجاهدین العرب الی بوسنیا و کشمیر.
واضاف بان هؤلاء المجاهدین یستحقون ان تقدم الیهم وسامات الشرف فی قصر الرئیس الباکستانی لاجل تضحیاتهم فی الجهاد فصرح بان نواز شریف خادع اهل باکستان و اعتقال العرب هوالغدر الکبیر فی دعواه حول تطبیق الشرعیة الاسلامیة بباکستان و محاولة لمحو هذه الدعوی کما ان هذه الحملة الشنیعة خطوة لا بادة الحرکات الاسلامیه و قوتها حسب التخطیط الامریکی ونواز شریف مشغول فی تکمیل المخططات الامریکیة.
وطالب الشیخ سمیع الحق من قادة الحرکات الاسلامیة الباکستانیة ان یتنبهو امن هذه الحملة العشواء و یفکروا فی تخطیط المستقبل واخذ خطوات حاسمه مناسبة فی هذا الصدد

☆

جابر محمد المجذوب

وزارت معارف ادارۃ المدارس العربیہ المملکۃ العربیۃ السعودیہ

۱۷/ جنوری ۱۹۹۲ء (جہادی عربوں کیساتھ حکومت کا ناروا رویہ ظلم کا آغاز O
پاکستان سے نکالنے کے اقدامات کے خلاف کوشش کرنے کا مطالبہ)

صاحب الفضیلة استاذ نا الکریم سمیع الحق حفظه الله. سلام الله علیکم ورحمته وبرکاته اسأله تبارک وتعالی ان یبارک جهود کم العظیمه..وان یجری الخیر علی اید یکم. والحق علی السنتکم. وان یاخذ الی مافیه رضاه بایدیکم. کانت رغبتی قویّه ان احضر هذه الاجتماعات المبارکه. فادلی بد لوی معکم. فاشد ساعد کم بی. واشد ساعد ی بکم. لو علمت بذلک قبل هذالیوم.
لک وللاخوة جمیعاً تمنیاتی الکبیرة ان یحفظکم وان یتوّج مساعیکم بالنجاح کما ارجو تبلیغ الجمیع باسمی واسم اخوانکم العرب آما لنا الکبیره بکم بعد الله. بنا کستان کانت و ستبقی بمساعیکم حاملة لواء التوحید. حامیة اهل الحق . وان تقفوا الی جانب اخوانکم العرب الذی جاء والجهادبمحنتهم التی هم فیما. حیث بدأالتضییق الخناق علیهم لاخراجهم من باکستان و تسلیمهم الی ا سفارات بلادهم التی لا یعلم الا الله ماذاسیفعل بهم.. واین الا یواء والنصرة والاخوة. والله سائلکم عنهم یوم القیامة.
ومع رسالتی کوکبه من العرب اکون شاکراً لو التحتم العرضه لابی عثمان. وابی ایوب للتعبیر. والامرلکم.والسلام علیکم ورحمته الله. اخوک المحب فی الله جابر محمد المجذوب

(مولانا سمیع الحق کا صدر اسحاق سے رابطہ فوری طور پر اپریشن رکوانے کا مطالبہ
○ نواز شریف حسنی مبارک گھٹ جوڑ پر تشویش کا اظہار)

عرب باشندوں کے خلاف آپریشن روکنے کیلئے ہر ممکن اقدام کرونگا، صدر اسحاق

نواز شریف عرب مجاہدین کے بارہ میں امریکی منصوبہ بندی پر عمل پیرا ہے۔

آپریشن سے عربوں میں پاکستان کیخلاف منفی جذبات پیدا ہونگے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے افغان جہاد میں قربانیاں دیں، سمیع الحق کی ٹیلیفون پر صدر سے گفتگو

پشاور (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے ہفتے کو صدر غلام اسحق خان سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور انہیں پشاور میں عرب باشندوں کے خلاف جاری آپریشن کے بارے میں بتایا صدر اسحق سے مولانا سمیع الحق کی گفتگو تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی معلوم ہوا ہے کہ صدر نے سمیع الحق سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں جو میرے بس میں ہے ضرور کروں گا اس موقع پر مولانا سمیع الحق نے ان کو اپیل کی کہ ذاتی طور پر اس سلسلے میں مداخلت کریں مولانا سمیع الحق نے صدر سے شکوہ کیا کہ یہ وہی عرب باشندے ہیں جنہوں نے چودہ سالہ افغان جہاد میں قربانیاں دیں یہاں سکول اور ہسپتال قائم کئے اور دیگر امدادی اداروں کے ذریعے افغان مہاجرین کی مدد کی اس موقع پر مولانا سمیع الحق نے صدر مملکت کو بتایا کہ لاکھوں پاکستانی عرب ممالک میں کام کر رہے ہیں اور اس اقدام سے عرب عوام میں پاکستان کے خلاف منفی جذبات پیدا کئے جا رہے ہیں صدر مملکت نے ٹیلیفون پر مولانا سمیع الحق کو یقین دہانی کرائی اور کہا کہ وہ اس سلسلے میں اقدام کریں گے۔

<u>پریس کانفرنس</u>: اس سے قبل یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے الزام لگایا کہ مصر کے صدر حسنی مبارک اور پاکستان کے نواز شریف کا گٹھ جوڑ ہو گیا ہے اور امریکہ کے کہنے پر عرب باشندوں کے خلاف اپریشن شروع کیا گیا جو ایک عظیم سانحہ ہے اور ہم حکومت کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ان کی بے عزتی کا بدلہ لیں گے پریس کانفرنس میں جمعیت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات سے پیر ہارون شاہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا انوار الحق اور رہنما عبدالبصیر شاہ بھی موجود تھے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ یہ عرب وہ لوگ ہیں جن کے دروازے پر یہ لوگ جا کر امداد کی بھیک مانگتے تھے لیکن آپریشن کے دوران ان مسلمان عرب باشندوں سے جو سلوک کیا گیا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور یوں لگتا ہے کہ جیسے مجرموں کو پکڑا جا رہا ہے جب کہ ان لوگوں کا دن رات جہاد میں صرف ہوا ہے انہوں نے صرف افغانستان ہی کی نہیں پاکستان کی بقاء کی جنگ میں حصہ لیا روس جیسی سپر طاقت کو سرنگوں کرنے میں ان کا برابر حصہ ہے اور جن لوگوں کو تخریب کار کے نام پر گرفتار کیا جا رہا ہے ان میں عرب کے معزز خاندانوں کے افراد، ڈاکٹرز، انجینئرز اور علماء شامل ہیں ان کے خلاف اچانک آپریشن تعجب کا باعث ہے انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ امریکی آقاؤں کے اشارے پر کیا گیا کیوں کہ انہیں مسلمانوں سے شدید خطرہ ہے ایک سپر طاقت کی بربادی کے بعد اب امریکہ عالم اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھ رہا ہے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ کو بھی خدشہ ہے کہ یہ لوگ بوسنیا اور کشمیر پہنچ کر خطرہ کا باعث بن سکتے ہیں عرب باشندے عالم اسلام کی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں پاکستان کے نااہل حکمرانوں نے چودہ سالہ جہاد کی محنت تین دن میں ملیامیٹ کر دی ہے انہوں نے کہا کہ ابھی افغان جہاد کی تکمیل تک نہیں پہنچا اس لئے فوری طور پر یہ آپریشن بند کر دیا جائے اور اگر اتوار تک یہ آپریشن ختم نہیں کیا گیا تو وزیر اعظم اور صدر کے ساتھ بھی کوئی رعایت

نہیں برتی جائے گی اور ہم عوام کے پاس جا کر عملی قدم اٹھائیں گے مولانا سمیع الحق نے مطالبہ کیا کہ افغان جہاد میں عرب باشندوں اور نوجوان کی زبردست خدمات کے پیش نظر ایوان صدر میں انہیں تمغے دیئے جائیں انہوں نے دعوی کیا کہ عرب ممالک کی حکومتوں نے پاکستان میں موجود مسلمان عرب باشندوں کو سزائے موت دینے کا فیصلہ کیا ہے اور اگر ان کو واپس بھیجا گیا تو ائرپورٹ پر ہی پکڑ کر سرتن سے جدا کردیئے جائیں گے اس لئے انہیں اجازت دی جائے کہ جس ملک جانا چاہیں چلے جائیں ورنہ افغانستان جانے کی اجازت دی جائے مولانا سمیع الحق نے افسوس کا اظہار کیا کہ نواز شریف نے پہلے اپنے مینڈیٹ کے ساتھ غداری کی تھی اور اب عربوں کے خلاف آپریشن کر کے اسلامی جمہوری اتحاد کا آخری نشان بھی مٹادیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ پشاور آپریشن اسلامی قوتوں کو ختم کرنے پر کام کررہا ہے یہ امریکہ کی پوری منصوبہ بندی ہے اور نواز شریف اس کی تکمیل کررہے ہیں انہوں نے لیبیا کے بعض افراد کی گرفتاری کو بھی اس منصوبے کا ابتدائی حصہ قرار دیا جس کی بہانہ بنا کر اس آپریشن کا آغاز کیا گیا انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی اور مولانا فضل الرحمٰن سمیت تمام اسلامی جماعتیں اس سلسلے میں عملی قدم اٹھائیں گے۔ (روزنامہ جنگ ۱۱۔اپریل ۱۹۹۳ء)

(جہاد افغانستان کا آخری مرحلہ اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق کی مساعی)

جہاد افغانستان کی کامیابی، کابل کی فتح، افغان قیادت کا اتفاق، افغان عبوری کونسل کی تشکیل، انتقال اقتدار، امور حکومت کے نظم ونسق کا کنٹرول حالات کی بہتری، امن وامان کے قیام میں پیش رفت یہ سب دین اسلام کی حقانیت کا ثبوت، اس کے جامع اور زندہ مذہب ہونے کا واقعاتی نمونہ عمل اور نظام اسلام کا قطعی اعجاز ہے جسے مسلم دنیا سمیت کفر کی بڑی طاقتیں اور زعم خودنئی دنیا کا نیا نظام بنانے والے بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ فتح کابل کے آخری نازک وحساس مرحلہ پر انتقال اقتدار کے انتظام کا جب بحران پیدا ہوا تو جمعیۃ علماء اسلام مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اس کے بانی وموسس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور دارالعلوم کے فضلاء کے روز اول سے جہاد افغانستان میں بنیادی اور اہم رول کے پیش نظر قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی اپنی تمام تر معروفیات اور مشاغل ترک کر کے افغان اتحاد، انتقال اقتدار کے انتقالی فارمولے اور مستقبل کے افغانستان کو باہمی خانہ جنگی اور تقسیم کے شیطانی منصوبے کے ناکام کرنے میں خالص دینی اور اسلامی نقطہ نظر سے بھرپور کردار ادا کیا۔ اولین مرحلہ میں آپ نے جہاد کی مرکزی قیادت سے رابطہ کیا ان کے حالات اور نقطہ نظر کو سمجھنے کے بعد ۱۹/اپریل کو وزیراعظم کی پشاور میں افغان رہنماؤں کے ساتھ، ۷ گھنٹے کے طویل مذاکرات میں بھرپور دلچسپی لی جس سے وزیراعظم سمیت افغان زعما بھی متاثر ہوئے۔ ۲۰/اپریل کو رابطہ عالم اسلامی اور سعودی عرب وفد کے ارکان جناب علامہ محمود صواف، شیخ عبداللہ الزائد، ڈاکٹر محمد زبیر پر مشتمل قافلہ کی معیت میں ایک بار پھر افغان قیادت سے رابطہ اور مخلصانہ مساعی بحمد للہ ثمر آور اور قومی وملی اور افغان عوام کے مستقبل کے لحاظ سے بے حد مفید رہے۔ یہ لوگ اسلام آباد اترتے ہی بذریعہ روڈ پشاور جاتے ہوئے پہلے دارالعلوم حقانیہ آئے اور قائد جمعیۃ سے ملاقات کے بعد ان کی معیت میں پشاور گئے۔

اور جب مدت فیصلہ کن اور بے حد نازک مرحلہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے تمام کام وآرام کو تج دیا اور شب وروز اسی کام میں لگ گئے محاذ جنگ کے تمام حقانی فضلاء اور حلقہ اثر کے علماء افغان مجاہدین کے مرکزی زعماء رابطہ اور صلاح ومشورہ کر کے افغان قیادت کو ایک فارمولا پر متحد کرنے کی مساعی تیز تر کردیں جو بالآخر کامیابی اور سرخروئی پر منتج ہوئیں

<u>احمد شاہ مسعود سے وائرلیس کے ذریعہ رابطہ نواز شریف کے ساتھ کابل کا دورہ:</u> مگر اس کے باوجود بھی جب بعض جماعتوں کی

طرف سے مخاصمت کا اندیشہ ہوا تو کابل میں احمد شاہ مسعود سے بذریعہ وائرلیس حالات کا تفصیلی جائزہ لیا اور تازہ ترین صورت حال پر تبادلہ خیال کیا (جس کی خواہش اپنے ہیڈ کوارٹر کے ذریعہ خود مسعود صاحب نے بار بار ظاہر کی تھی) اور پیچیدہ صورت حال میں امن و انصرام حکومت اور اعتدال و مصلحت کی راہ اختیار کرنے کی ترغیب دی

ہزاروں پاک افغان علماء کا مشترکہ اجتماع: اس کے ساتھ ہی ۲۶/اپریل ۱۹۹۲ء کو پاکستان اور افغانستان کے اکابر علماء، اساتذہ علم اور مشائخ کا مشترکہ اجلاس دارالعلوم حقانیہ میں بلایا جس میں بلا لحاظ جماعتی وابستگی کے ایک ہزار سے زائد علماء اور مشائخ نے شرکت کی جس میں افغانستان میں فوری جنگ بندی کی اپیل کی گئی اور مسلمانوں کے باہمی قتال کو حرام قرار دیا گیا اور جید علماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے دوسرے روز افغان علماء، مشائخ اور مرکزی قیادت کے اہم رہنماؤں سے مل کر مثبت کام کیا جو بحمد اللہ موثر رہا فوراً جنگ بند ہوگئی افغان عبوری کونسل نے اقتدار سنبھالا تو دوسرے روز وزیراعظم کی معیت میں قائد جمعیۃ نے بھی تمام خطرات اور اندیشوں کو بالائے طاق رکھ کر کابل کا دورہ کیا اور پہلے ہی دن جمعیۃ علماء اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان اور سفیر کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں آزاد کابل کی جامع مسجد میں سجدہ شکر بجالانے کی سعادت سے نوازا۔ افغان زعماء کے ساتھ مذاکرات اور مشاورت کی کابل اور اس کے گرد و نواح میں فوجی قیادت کرنے والے دارالعلوم کے فضلاء سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔

یکم مئی کو اجلاس کی تشکیل کردہ کمیٹی کا وفد جمعیۃ علماء اسلام کے نائب امیر سابق سینیٹر مولانا قاضی عبداللطیف کی سرکردگی میں قائد جمعیۃ سے مشاورت کے بعد اندرون افغانستان روانہ ہوا جو پانچ روز تک افغان عبوری کونسل کے سربراہ و ارکان اور حکمت یار گلبدین اور ان کے رفقاء سے ملاقات و مذاکرات میں مصروف رہا وہاں سے آمدہ اطلاعات کے مطابق ان کی مساعی بہر حال حوصلہ افزاء ہیں۔ عملی طور پر بھی بحمد للہ افغانستان کے ۷۰ فی صد علاقہ پر فوجی قیادت کا تسلط دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کا ہے جو مختلف جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہیں اور مشن کی تکمیل میں قائد جمعیۃ کی ہدایات پر کاربند رہنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

اس موقع پر امت مسلمہ کے مجموعی مفاد، افغانستان کی سلامتی و استحکام اور اسلامی انقلاب و نفاذ شریعت کا تقاضا ہے کہ افغان قیادت کے تمام رہنما اور جماعتیں باہمی اعتماد و اتحاد اور افہام و تفہیم سے افغانستان کے اسلامی تشخص اور مستحکم مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کریں۔

اگر خدانخواستہ دنیائے کفر کی شیاطین قوتیں افغان مجاہدین میں حصول اقتدار کی خاطر یا ذاتی جماعتی اور لسانی بالادستی حاصل کرنے کی خاطر کوئی تصادم کرانے میں کامیاب ہوگئیں تو اس سے نہ صرف جہاد اسلامی اور اسلامی تاریخ کی تفضیح ہوگی بلکہ یہ پوری امت کو جہاد اسلامی کے ثمرات سے محروم کر دینے کا باعث ہوگا۔ امتحان و آزمائش کی اس نازک گھڑی میں بھی قائد جمعیۃ حسب معمول مسئلہ افغانستان کو ترجیح دیئے ہوئے ہیں۔ ہم بارگاہ الوہیت میں جبین نیاز جھکا کر گڑگڑا کر الحاح و تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعاگو ہیں کہ باری تعالیٰ افغانستان کے اس انقلاب کو جہاد افغانستان کے مثبت ثمرات کے حصول پر منتج فرمائے۔

معاہدہ جنیوا کیا کھویا؟ کیا پایا؟

(سینیٹر مولانا سمیع الحق نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ۱۸/اپریل ۱۹۸۸ء کو جنیوا معاہدہ کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ اس خطاب کا متن حسب ذیل ہے)

جناب چیئر مین! جنیوا معاہدہ پر ممبران اظہار خیال کر رہے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ یہ کسی سیاسی اور گروہی بنیاد پر مبنی نہیں ہے اور ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ ملک وملت کی خیر خواہی اور استحکام کے پیش نظر اس معاملہ پر اظہار خیال کرے خواہ وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہو یا حزب اقتدار سے۔ ملک کی سالمیت کا مسئلہ ان تمام گروہی تقسیموں سے بالاتر ہوتا ہے۔ جنیوا معاہدہ کے لئے ایک طویل جدوجہد اور مشق اور طویل دور جنیوا کے مذاکرات پر گذرا اور اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ بدقسمتی سے جو عظیم مشکل اور بحرانی مسئلہ افغانستان کی شکل میں ہمارے سامنے پیش آیا ہے اس کا کیسے خاتمہ کیا جائے اور جنگ کا کیسے خاتمہ ہو اور افغانستان میں امن اور سلامتی کیسے پیدا کی جائے اور تیس پینتیس لاکھ مہاجرین جو انتہائی مصیبتوں میں دربدر پھر رہے ہیں وہ کیسے وہاں واپس چلے جائیں؟ یہ تین چار اصل مقاصد تھے جنیوا معاہدہ کے لیے جس کے لیے اتنی طویل جدوجہد پاکستان کے وزراء خارجہ نے بھی کی اور باہر کی طاقتوں نے بھی۔ آج اگر یہ مقصد اس معاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ تو ہم بلاشبہ اس کا تحسین کریں گے اور اس کا خیر مقدم کریں گے لیکن اگر واقعات کی دنیا میں اور حقائق کی دنیا میں ان چار باتوں میں کوئی بھی مقصد ہمیں حاصل نہیں ہوسکا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ خواہ مخواہ ایک ایسی محنت کی گئی اور جدوجہد میں اتنا وقت گذارا گیا جس سے پاکستان کو کم از کم کچھ حاصل نہ ہوسکا۔

پاکستان نے مداخلت کے جرم کا اعتراف کیا:

ہمیں پہلے تو پاکستان کے نقطۂ نظر سے دیکھنا ہے کہ ہم نے اس معاہدہ سے کیا کھویا اور کیا پایا؟ بعد میں ہمیں دیکھنا ہے کہ افغانستان کے مجاہدین کو کیا ملا یا کیا نہیں ملا یا وہاں امن قائم ہو جائے گا یا نہیں؟ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان نے بلاوجہ (جس جرم میں شریک نہیں تھا) اس سارے جرم کو اپنے سر پر لے لیا اور اس نے عالمی پلیٹ فارم پر اعتراف کیا کہ میں مداخلت کر رہا ہوں جبکہ ہم نے کبھی افغانستان کے مسئلہ میں مداخلت نہیں کی، مداخلت ایک بڑی سپر طاقت نے کی اور اس نے ظلم و بربریت کا بازار گرم کر دیا، لاکھوں انسانوں کو قتل کیا اور پورے افغانستان کو ایک کھنڈر میں تبدیل کر دیا۔ اور پچاس لاکھ افراد کو وہاں سے اٹھا کر دنیا بھر میں بے یار و مددگار پھینک دیا۔ اس عظیم جابر اور ظالم قوت نے مداخلت کی اور اس کے نتیجے میں تیس پینتیس لاکھ افراد پاکستان آئے اور پاکستان نے ایمان کے جذبہ سے انصار کے جذبہ سے ان کو پناہ دی کہ کوئی اور راستہ ہی نہیں تھا اور روس چیختا رہا آٹھ سال سے کہ پاکستان مداخلت کر رہا ہے اور دنیا بھر کے اقوام غیر جانبدارانہ اقوام، اقوام متحدہ، اسلامی تنظیم وہ اس الزام کی تردید کرتی رہیں اور کہتی ہیں کہ مداخلت روس کر رہا ہے۔ پاکستان کا اس مداخلت میں کوئی ہاتھ نہیں۔ اس معاہدے کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ ڈیموکریٹک ری پبلک آف افغانستان اور اسلامک ری پبلک آف پاکستان۔ آخر تک یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ عدم مداخلت کے اصول کی مکمل پابندی انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور سماجی نظام کسی قسم کی بیرونی مداخلت دخل اندازی، تخریب، دباؤ یا دھمکی کے بغیر آزادی سے طے کرنا چاہیے۔ اور آرٹیکل ۳ اور ۴ کے بعد اس میں واضح طور پر یہ ہے کہ ''ڈیموکریٹک ری پبلک آف افغانستان اور اسلامی ری پبلک آف پاکستان کے مابین باہمی تعلقات کے اصولوں بالخصوص عدم مداخلت پر دو طرف سمجھوتہ''۔ یعنی یہ ہم نے دستخط کر کے ثابت کر دیا کہ واقعی ہم مداخلت کر رہے ہیں۔

اصل قاتل اور جارح روس کو ثالث بنادیا

اور اصل مجرم اور ظالم جو تھا اس کی حیثیت اس معاہدے میں کیا کردی گئی اس کو ایک داروغہ بنادیا گیا، اُس کو ایک ضامن کی حیثیت دے دی گئی اُس کو ایک ثالث کی حیثیت دے دی گئی، کیونکہ اس پیراگراف میں آگے ہے کہ یونین آف سوویت سوشلسٹ ری پبلک اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرف سے بین الاقوامی ضمانتوں کا اعلان۔ معاہدے میں جہاں بھی روس کا ذکر ہے اس کی حیثیت ایک ضامن کی ہے، ضامن ہرگز ایک فریق نہیں ہوتا، ضامن ایک ثالث ہوتا ہے۔ وہی قاتل تھا اُسی کو منصف ٹھہرالیا گیا۔ روس تو یہی چیختا تھا کہ یہ ساری مصیبت پاکستان کی اٹھائی ہوئی ہے اور روس اور افغانستان کے میڈیا میں اس کو افغانستان کی اردگرد کی صورتحال سے تعبیر کیا جاتا رہا کہ یہ کوئی بین الاقوامی مسئلہ نہیں ہے یہ افغانستان اور پاکستان دو پڑوسیوں کی جنگ ہے اور امریکہ کی شرارت سے پاکستان بار بار مداخلت کررہا ہے اور افغانستان کے اردگرد کی صورتحال بگڑی ہوئی ہے اور روس بالکل ایک تماشائی ہے۔ الغرض ہم نے اس معاہدے پر دستخط کر کے یہ سارا الزام واضح طور پر اپنے سر پر لے لیا ہے کہ ہم مداخلت کرتے رہے جبکہ آٹھ سال تک ہم نے ظلم کے خلاف مظلوم کی حمایت کی، آزادی کیلئے لڑنے والوں کی نصرت کی، مگر اب سارے کیے کرائے پر ہم نے اس معاہدے کے ذریعے پانی پھیر دیا۔

جناب چیئرمین! یہ معاہدہ کابل اور اسلام آباد کے درمیان نہیں ہونا چاہیے تھا یہ معاہدہ مجاہدین اور روس کے درمیان ہونا چاہیے تھا۔ کابل کی اپنی کوئی حیثیت نہیں، وہ تو روس کی کٹھ پتلی حکومت تھی اور وہ روس کی حکومت کے کارندے تھے، وہ تو ماسکو کی ایک برانچ تھی، اصل تو مجاہدین تھے۔ ہم نے بلاوجہ اسلام آباد کو اس میں ملوث کردیا، کیا اسلام آباد نے مداخلت کی تھی کہ آج اس کو روکا جارہا ہے۔ معاہدہ میں تو واضح طور پر ایک بھی پیرا ایسا نہیں ہے کہ روس ہرگز مداخلت نہیں کرے گا۔ حالانکہ اصولی طور پر ہونا یہ چاہیے تھا کہ عدم مداخلت کی ضمانت روس سے لی جاتی۔ تو روس کو تو حق دیدیا گیا کہ آپ اپنی کٹھ پتلی حکومت کی ہر طرح کی مدد کرسکتے ہیں، یعنی اس کو تو مداخلت کا باقاعدہ تحفظ دیا گیا کہ آپ جب بھی چاہیں، روس جو ہزاروں میل کی سرحدات افغانستان کے ساتھ ہیں، بلاروک ٹوک نجیب حکومت کی ہر وقت مدد کرسکتے ہیں، یعنی اس کو تو مداخلت کی آزادی ہے اور ہمارے لیے ہر قسم کی مداخلت پر پابندی ہے کیونکہ مداخلت ہم کرتے تھے، حالانکہ ہم مداخلت نہیں کرتے تھے بلکہ مجاہدین اپنی آزادی اور دفاع کی جنگ لڑ رہے تھے۔ تو ہم نے ایک بہت بڑی رسوائی اور بدنامی بین الاقوامی پلیٹ فارم پر مول لی ہے۔! اور ہم نے اس طرح خود یہ اعتراف کرلیا ہے اس جرم کا جس کے ہم مجرم نہیں ہیں۔ گویا ہم اب تک مداخلت کررہے تھے اور اب مداخلت سے باز آجائیں گے تو پھر امن وامان قائم ہوجائیگا۔

اصل فریق مجاہدین سے وعدہ خلافی کی گئی

دوسری بڑی غلطی اس معاہدے میں یہ ہے کہ ہم اس کے فریق نہیں تھے، مجاہدین اصل فریق تھے، مجاہدین نے ایک عظیم جنگ لڑی ہے، تاریخ کی بے مثال قربانی دی ہے اور انہوں نے حقیقت میں ہماری جنگ لڑی ہے اور یہ جہاد اور دفاع پاکستان کا مسئلہ تھا۔ ہم نے مذاکرات کے دوران چار سال سے بار بار یہ اعلانات کیے، صدر مملکت نے بھی اور جناب وزیراعظم صاحب نے بھی اور وزیر خارجہ صاحب نے بھی بار بار یہ اعلانات کیے اور وعدے کیے کہ ہم معاہدے کو آخری شکل تب دیں گے جب مجاہدین کو ہم اعتماد میں لے لیں گے اور مجاہدین کی مرضی اور ان کے اعتماد کے بغیر کسی معاہدے پر آخری دستخط نہیں کریں گے۔ تو کیا ہم ان وعدوں پر پورے اترے اور کیا ہم نے واقعی مجاہدین کو اعتماد میں لے لیا اور ہم نے مجاہدین کی خوشنودی حاصل کرلی۔ حالانکہ وہ چیخ رہے ہیں اور تڑپ رہے ہیں، رو رہے ہیں کہ ہماری آٹھ سال کی جنگ اور روس نے ہم پر جو ظلم وستم کیا تھا اس سے تو ہم نے نجات حاصل کرلی لیکن یہ جو ہمارے ساتھ ٹریجڈی ہوئی ہے اور یہ جو

ظلم ہمارے ساتھ ہوا ہے یہ روس سے بڑھ کر ہمارے اوپر ایک بڑا حادثہ ہے۔ وہ اللہ کی نصرت سے اب بھی مایوس نہیں ہیں لیکن ہم نے ان وعدوں کو اور عہد و پیمان کو نظر انداز کر دیا کہ ہم مجاہدین کی مرضی کے بغیر ان کو اعتماد میں لیے بغیر کسی معاہدے پر دستخط نہیں کریں گے۔

روس اپنے ایجنٹوں کی مدد کرتا رہے گا مگر مجاہدین بے دست و پا کر دیے گئے

تیسری بات یہ ہے کہ معاہدے کی رو سے کہا گیا ہے کہ امریکہ اور روس دونوں اپنے حلیفوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ بظاہر خفیہ اور اصل باتیں اور ہوں گی مگر روس کے لیے مدد کا دروازہ تو بالکل کھلا ہوا ہے، اس کی سینکڑوں اور ہزاروں میل سرحدات براہ راست افغانستان کے ساتھ ملی ہوئی ہیں، وہ جس وقت بھی چاہے اپنی کٹھ پتلی گورنمنٹ کی مدد کر سکتا ہے۔ لیکن افغانستان کے ساتھ امریکہ کی کوئی سرحد نہیں ملتی ہے، امریکہ اگر مدد بھی کرے تو کس ذریعہ سے کرے گا کیا وہ آسمان سے ہیلی کاپٹر بھیج کر افغانستان میں مجاہدین کی مدد کرے گا؟ جبکہ ہمارے ہاتھ پاؤں مکمل باندھ لیے گئے ہیں اور یہاں تک معاہدہ میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی قسم کے دہشت پسندوں کے گروہوں، توڑ پھوڑ کرنے والوں یا تخریب کاری کرنے والے ایجنٹوں کی ہر قسم کی امداد روکی جائے گی یا انہیں برداشت نہیں کیا جائے گا یا انہیں دوسرے فریق کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا (آرٹیکل نمبر ۲ دفعہ ۱۲) علاقوں کے اندر کیمپوں یا اڈوں یا کسی اور طریقے سے ایسے افراد سیاسی، نسلی یا کسی اور قسم کے گروہ کی موجودگی، انہیں پناہ دینے، انہیں منظم کرنے ان کی تربیت کرنے، انکی مالی معاونت کرنے، انہیں ساز و سامان بہم پہنچانے انہیں مسلح کرنے سے روکا جائے گا۔

امریکہ کہاں سے مدد کرے گا

یہ صورتحال ہے کہ جب بالکل ہمارے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوں گے تو امریکہ کہاں سے مدد کرے گا؟ اگر ہم فرض کر لیں کہ امریکہ پاکستان ہی کے ذریعے مدد کرے گا تو گویا ہم نے پہلے سے یہ طے کر لیا کہ خفیہ طور پر ہم اس معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے کسی معاہدے پر کوئی شخص ہم نے ایسا نہیں دیکھا کہ دستخط کرتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ بظاہر تو میں دستخط کرتا ہوں لیکن اندر سے میں اس کی مخالفت کروں گا۔ تو یہ ایک حیرت انگیز بات بن گئی ہے پھر جب ہم نے یہ معاہدہ کر لیا، اب ہم خفیہ مدد کریں یا نہ کریں لیکن روس واویلا مچائے گا اور دنیا بھر میں چیخے گا کہ حکومت پاکستان مداخلت کر رہی ہے اور وہ معاہدے کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور اسی کو بہانہ بنا کر خدانخواستہ ہم پر چڑھ دوڑنے کا جواز بنا سکے گا وہ دنیا کو ثبوت کے ساتھ نہیں باور کرا سکتا تھا اب تو وہ ثبوت کے ساتھ کہے گا کہ میں بے گناہ ہوں اور مجھے حق ہے کہ میں پاکستان کو جو چاہوں سزا دے دوں۔ تو پاکستان کو ہم نے ایسے خطرے میں ڈال دیا ہے اور اگر ہم اس خطرے سے الگ رہیں تو پھر جب امریکہ کی مدد وہاں بالکل نہیں پہنچ سکتی امریکہ کی مدد نہیں پہنچ سکے گی اور روس کی حکومت کی مدد جاری رہے گی تو کیا ہم کٹھ پتلی حکومت سے آزادی حاصل کر سکیں گے؟ اور جب تک آزادی حاصل نہیں ہوگی تو کیا وہاں امن قائم ہو سکے گا؟ کیا وہاں خانہ جنگی ختم ہو جائے گی؟ اس معاہدے کی رو سے نہ تو خانہ جنگی ختم ہوگی نہ مہاجرین واپس جا سکیں گے نہ اس کے شر اور فساد سے پاکستان محفوظ رہ سکے گا۔

ہم نے روس کو افغانستان میں بیٹھے رہنے کا تحفظ دے دیا

زیادہ سے زیادہ روسی افواج واپس چلی جائیں گی میں سمجھتا ہوں کہ روسی افواج کو ہم نے تحفظ دے دیا ہے۔ روسی افواج نے اعلان کیا تھا کہ ہم ہر حالت میں واپس جائیں گے معاہدہ ہو یا نہ ہو۔ تو یہ ایک مثبت چیز جو بظاہر ہمیں معاہدہ میں نظر آرہی ہے وہ روسی افواج

کا انخلاء ہے۔ تو اس معاہدے کا اس انخلاء میں کوئی رول نہیں ہے۔ ہم معاہدہ نہ بھی کرتے تو بھی روسی افواج واپس جاتیں۔ مگر الٹا نقصان یہ ہوا کہ اقوام متحدہ نے، اسلامی تنظیم نے اور تمام عالمی غیر جانبدار اور حریت پسند اقوام نے مطالبہ کیا تھا کہ غیر مشروط طور پر روس واپس چلا جائے اور بلا تاخیر چلا جائے۔ ہم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے روس کو ۹ مہینے کی مہلت دے دی اور ان کو تحفظ دے دیا کہ ۹ مہینے تک تو آپ وہاں بیٹھے رہیں گے۔ روسی فوج کے انخلاء کے لئے ۹ مہینے کی مدت کی کوئی فوجی ضرورت نہیں تھی، وہ ایک ہفتے کے اندر اندر وہاں سے فوج نکال سکتا ہے۔ یہ ۹ مہینے کی مدت اس نے سیاسی ضرورتوں کے پیش نظر ہم سے حاصل کر لی اور ۹ مہینے میں وہ تمام سیاسی مفادات اور تحفظات حاصل کر کے وہاں سے جائے گا۔ مجاہدین چاہتے تو اسے ایک مہینے میں بھی جانے پر مجبور کر سکتے تھے، ایک ہفتے میں بھی جانے پر مجبور کر سکتے تھے، لیکن آپ نے سب کے ہاتھ باندھ لیے کہ نہیں ۹ مہینے تو بالکل ان کو رہنا ہے خواہ وہ شکست کھا چکے ہوں، خواہ وہ ذلیل ہو چکے ہوں، لیکن ۹ مہینے بہر حال انہوں نے اپنے مقاصد اور مفادات کی تکمیل وہاں کرنی ہے۔

عبوری حکومت کی گارنٹی نہیں دی گئی

پھر اصل مسئلہ عبوری حکومت کا ہے تو عبوری حکومت کی بات بھی بالکل غیر واضح اور مبہم ہے عبوری حکومت کے لیے معاہدے میں کوئی یقینی تحفظ نہیں رکھا گیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کارڈوویز صاحب غیر سرکاری جدوجہد کریں گے، بات چیت کریں گے ذاتی طور پر وہ عبوری حکومت اور مخلوط حکومت کے قیام کے لیے کوشش جاری رکھیں گے۔ اب اس کی ذاتی حیثیت کیا ہے؟ جب روس، امریکہ، افغانستان عبوری حکومت بنانے کے ضامن نہیں ہیں تو عبوری حکومت کیسے قائم ہو سکے گی؟ روس نے ہرگز تسلیم نہیں کیا کہ میں عبوری حکومت کے لیے بات چیت کے لیے بھی تیار ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ اسی معاہدے میں اس نے کہا ہے کہ میں اپنی کٹھ پتلی حکومت کی امداد جاری رکھ سکوں گا۔ جب وہ نجیب اللہ کی امداد جاری رکھنے کا اعلان کرتا ہے اور اپنے لیے تحفظ لیتا ہے تو کیا وہ عبوری حکومت کے لیے تیار ہو سکتا ہے؟ عبوری حکومت کے لیے اگر وہ تیار ہوتا تو وہ اس امداد کو جاری رکھنے کا تحفظ حاصل نہ کرتا تو اس طرح حکومت نے عبوری حکومت کا صرف پیش بندی کے طور پر اور دل بہلانے کے طور پر معاہدے میں ذکر کر دیا ہے لیکن عملاً اس کی کوئی صورت ہمارے سامنے نہیں آسکے گی۔

مہاجرین کی باعزت واپسی کی ضمانت نہیں دی گئی

اس میں مہاجرین کی باعزت واپسی کا ذکر ہے لیکن وہ پیرا بالکل مبہم ہے کہ کیسے باعزت واپسی ہوگی، ۹ مہینے وہاں فوج مسلط رہے گی اور ۹ مہینے کے بعد انخلاء ہوگا اور نجیب گورنمنٹ بھی وہاں براجمان رہے گی اور اسلحہ کی ڈھیر کے ڈھیر اس کے پاس آتے رہیں گے تو ان حالات میں مہاجرین کا باعزت تحفظ کیسے ممکن ہے۔ اس ۹ مہینے سے پہلے اگر ہم یہ توقع رکھیں کہ مہاجرین وہاں جائیں تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے ایک بھیڑیے کے سامنے ان کو پھینکنا، ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دینا اور ان سے کہنا اب آپ چلے جائیں۔

کیا یہ سب کسی سپر طاقت کی وجہ سے تھا؟

کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے اب تک سپر طاقتوں کے مفادات کی وجہ سے سب کچھ کیا؟ اس میں ایمان کا کوئی جذبہ نہیں تھا، اس میں ہمارے موقف کی سچائی نہیں تھی، جب اُن کی ضرورت پوری ہوگئی اور انہوں نے ہمیں سگنل دے دیا، ہم نصرت، ہجرت، جہاد، ایمان اور اخوت کی ساری باتوں کو پس پشت ڈال کر بیٹھ گئے اور ابھی معاہدہ کی سیاہی خشک نہیں ہوئی مگر ہم آج سے چیخ رہے ہیں کہ مہاجرین واپس چلے جائیں جبکہ آج بھی وہاں توپیں چل رہی ہیں، آج بھی وہاں بمباری ہو رہی ہے آج بھی مجاہدین اور روس کی لڑائی

جاری ہے آپ اس آگ اور خون کے طوفان میں مہاجرین کو کیسے بھیجتے ہیں کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ ہم نے جتنی بھی نیک نامی اور دنیا بھر میں شہرت حاصل کی تھی اس کو ہم نے بلاوجہ ایک بڑی طاقت کے اشارے پر گنوا دیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مہاجرین کی باعزت واپسی کا اس معاہدے میں کوئی بھی انتظام نہیں ہے۔

مذاکرات سے روس نے اپنے مقاصد حاصل کر لیے

اسلام آباد اور کابل کے درمیان اس معاہدے کو محدود کر کے روس نے وہ مقاصد حاصل کیے جو دس سال تک وہ مستقل جنگ میں حاصل نہیں کر سکا تھا۔ اس نے مذاکرات کی میز پر اور اس جنیوا معاہدہ کی شکل میں وہ مقاصد حاصل کر لیے جو جنگی قوت، ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں اور میزائلوں سے اس نے حاصل نہیں کیے تھے۔ اس کو کیا فائدہ ہوا؟ ایک تو یہ کہ اس نے دنیا کو یہ باور کرایا کہ یہ بین الاقوامی تنازعہ نہیں تھا بلکہ یہ دو پڑوسی ملکوں کا جھگڑا تھا اور ان دو پڑوسیوں کو میں نے باندھ لیا ہے اور خوامخواہ لوگ چیخ رہے تھے کہ روس نے ظلم کیا۔ روس نے کہا کہ میں نے تو امن قائم کرایا ہے میں تو امن کا دیوتا ہوں۔

جناب چیئر مین

مولانا اب کچھ ریٹیوشن شروع ہوا ہے تو اگر آپ اپنی تقریر کو مختصر کریں۔

مولانا سمیع الحق

بالکل مختصر کرتا ہوں دوسرا مقصد روس نے یہ حاصل کیا کہ انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک بڑی محبت تھی اور لا زوال اخوت کا رشتہ قائم ہو گیا تھا ان ساری محنتوں کو اس نے سبوتاژ کرایا اور ایسے حالات میں ہمیں کھڑا کر دیا ہے کہ انصار اور مہاجرین کے درمیان خدانخواستہ وہ محبت کہیں نفرت سے نہ بدل جائے۔

معاہدہ جنیوا ○ دوسرا معاہدہ تاشقند

الغرض میں مختصراً اتنا عرض کروں گا تفصیلات کا شاید زیادہ وقت آپ نہیں دیں گے تو میں اس کو بدقسمتی سے پاکستان کے لیے ایک دوسرا معاہدہ تاشقند سمجھتا ہوں اور ہم نے جیتی ہوئی جنگ ہار دی اور وہ کنجی وہ اللہ نے اسلام آباد کو دی تھی اس کا ایک بہترین سنہری موقع جو اللہ نے ہمیں دیا، اس موقعہ کو ہم نے گنوا دیا اور اس معاہدہ میں پاکستان سراسر گھاٹے میں رہے گا اور اس کی دلیل ایک یہ ہے کہ جو وطن دشمن قوتیں جو روس کی یہاں ایجنٹ قوتیں ہیں، وہ اس معاہدے پر شادیانے بجا رہی ہیں۔ آج ایک بڑے لیڈر کا جو روس کا ہمنوا ہے اور جو مجاہدین کو افغان بھگوڑے کہتا ہے، اس نے چیخ چیخ کر کل پریس کانفرنس میں لعنت ملامت کی ہے کہ یہ افغان بھگوڑے او جڑی کیمپ میں کیا کر رہے تھے اور یہ تھا وہ تھا۔ اُس نے کہا ہے کہ ہم معاہدے پر جشن منائیں گے جس معاہدے پر ولی خان اور اس کے ہمنوا جشن منانے کا اعلان کریں، اس سے یہ بات واضح ہے اور گواہ ہے کہ اس معاہدے سے پاکستان اور مجاہدین کو سراسر نقصان ہی نقصان ہوگا۔ شکریہ!

(رپورٹنگ سینیٹ سیکرٹریٹ ماہنامہ الحق مئی ۱۹۸۸ء صفحہ ۲ سے ۷)

(منحوس معاہدہ جنیوا اور جونیجو اور زین نورانی کی بے بصیرتی O ضیاء الحق کا والد ماجدؒ سے ملاقات اور میرے مؤقف پر خوشی کا اظہار)

کراچی کے زین نورانی صاحب جونیجو مرحوم کی وزارت میں وزیر خارجہ کے منصب پر فائز رہے' وفاقی مجلس شوریٰ میں بھی معیت رہی' افغانستان کے سنگین بحرانوں اور لا متناہی خانہ جنگی کے منجدھار میں چھوڑ دینے کی امریکی اور مغربی پالیسیوں کے شاہکار معاہدہ جنیوا میں نورانی صاحب مرحوم جونیجو کے ساتھ پُرزور وکیل بنے۔ ہم نے پارلیمنٹ کے اِن کیمرہ اجلاس میں صدر ضیاء الحق کی موجودگی میں شدومد سے مخالفت کی اور مستقبل میں اس کی تباہ کاریوں پر توجہ دلائی۔ مرحوم ضیاء الحق بھی اپنے ہی قائم کردہ اس سیٹ اپ کے جال میں پھنس گئے' مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم اسی شام سی ایم ایچ راولپنڈی میں زیر علاج والد ماجد حضرت شیخ الحدیث مرحوم کی عیادت کے لئے گئے اور اس دوران اس صورتحال پر آبدیدہ ہو گئے۔ اور میرے مخالفانہ سٹینڈ لینے پر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مبارکباد دی۔ آج تک افغانستان میں آگ جل رہی ہے۔ اور افغانی خاک وخون میں تڑپ رہے ہیں' یہ اسی منحوس معاہدہ کے نتائج ہیں۔ تاریخ جونیجو مرحوم اور زین نورانی جیسے بے بصیرت لوگوں کو معاف نہیں کرے گی۔ یہی بات درحقیقت ضیاء الحق اور جونیجو کے درمیان دوری کی بنیاد بن کر جونیجو حکومت کے خاتمہ پر منتج ہوئی (س)

حزب اسلامی (حکمتیار) عبوری کونسل کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، مولانا سمیع الحق

افغانستان میں خانہ جنگی کے امکانات کے خاتمے کے لئے مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہے

متفقہ فارمولے سے انحراف کو افغان جہاد سے بے وفائی تصور کیا جائے گا، پریس کانفرنس سے خطاب

یکم مئی ۱۹۹۲ء پشاور (نامہ نگار خصوصی) جمعیت علمائے اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ افغان عبوری کونسل مجاہدین کی تمام تنظیموں کے اتفاق رائے سے وجود میں آئی ہے تاہم اگر کوئی تنظیم اس متفقہ فارمولے سے انحراف کرے گی تو یہ افغان جہاد سے غداری ہوگی۔ وہ آج اکوڑہ خٹک میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر جمعیت علمائے اسلام (س) کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات پیر ہارون شاہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ نجیب کے استعفٰی سے پیدا ہونے والے خلاء کو فوری طور پر پُر نہ کیا جاتا تو افغانستان میں خونریزی اور اس کے حصے بخرے ہونے کا خدشہ تھا۔ چنانچہ مجاہدین نے مل بیٹھ کر اتفاق رائے سے کسی بیرونی مداخلت کے بغیر عبوری کونسل کے فارمولے پر اتفاق رائے کیا لیکن ایک تنظیم نے اس فارمولے سے انحراف کرتے ہوئے دوسرے مجاہدین کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی مجاہدین کے مختلف گروپوں کے درمیان کشیدگی کے خاتمے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے لیکن اس کا جھکاؤ ایک مخصوص تنظیم کی طرف ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے کہ وہاں کس کی حکومت ہو بلکہ ہماری تمام کوششوں کا مقصد صرف یہ ہونا چاہیے کہ وہاں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہو اور امن وامان بحال ہو۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی نئی عبوری کونسل پوری طرح مستحکم ہے اور کوئی ایک فریق اسے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تاہم خانہ جنگی کے امکانات کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کی غرض سے مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہے کیونکہ اگر خانہ جنگی کا چھوٹا سا دروازہ بھی کھلا چھوڑ دیا گیا تو افغانستان ایک مرتبہ پھر تباہی وبربادی کی طرف جا سکتا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے انجینئر گلبدین حکمتیار پر زور دیا کہ وہ اپنی ضد چھوڑ دیں اور افغانستان کی تعمیر نو اور وہاں پر اسلامی حکومت کے قیام میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے جماعت اسلامی سے بھی اپیل کی کہ وہ

مجاہدین کی تنظیموں کے درمیان اختلافات کے خاتمے اور ہم آہنگی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرے۔ (روزنامہ مشرق پشاور یکم مئی ۱۹۹۲ء)

پاک افغان علماء کا مصالحتی کمیشن کابل روانہ ہو گیا

یکم مئی ۱۹۹۲ء پشاور (مشرق نیوز) جمعیۃ علماء اسلام (س) نے افغانستان کے بارے میں جو مصالحتی کمیشن تشکیل دیا ہے وہ گزشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام سرحد کے صدر مولانا قاضی عبداللطیف کی قیادت میں افغانستان روانہ ہو گیا۔ قاضی عبداللطیف نے روانگی سے قبل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی اور اس دورے کے سلسلے میں مختلف اہم امور پر تبادلہ خیال کیا۔ وفد میں جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد کے نائب امیر مولانا عبدالباقی اور صوبائی سیکرٹری اطلاعات سید محمد یوسف شاہ کے علاوہ بعض افغان تنظیموں کے رہنما بھی شامل ہیں۔

(روزنامہ مشرق پشاور یکم مئی ۱۹۹۲ء)

حکمت یار کو امن کیلئے متفقہ کوششوں کا ساتھ دینا چاہیے ○ وسطی ایشیا کی ریاستوں کا انحصار مستحکم افغانستان پر ہے)

پشاور (نامہ نگار خصوصی) جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ وسطی ایشیا کی ریاستیں عالم اسلام سے توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ ان سب کا انحصار افغانستان میں ایک مستحکم حکومت کے قیام پر ہے۔ مجاہدین رہنماؤں کو چاہیے کہ افغانستان کو منقسم نہ ہونے دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو مستقبل میں پاکستان کیلئے یہ تقسیم معصیت بن جائے گی جو عالم اسلام کیلئے بھی خطرہ کا باعث ہو گی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ایک مقامی ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر جے یو آئی پنجاب کے امیر مولانا نصیر الدین نقشبندی سندھ کے امیر مولانا اسعد تھانوی میاں عبدالرحمٰن اور انظر قاسمی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ جے یو آئی نے قاضی عبداللطیف کی قیادت میں ایک وفد گزشتہ روز افغانستان روانہ کیا ہے جو افغان رہنماؤں میں باہمی محبت اور بھائی چارہ کے فروغ کیلئے کام کرے گا۔ سینیٹر سمیع الحق نے قاضی حسین احمد پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ صورتحال میں ان کا کردار تسلی بخش نہیں۔ وہ خود فریق بن چکے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ حکمت یار پر اثر انداز ہوں اور کابل میں امن کیلئے کام کرنے پر مجبور کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم مجاہدین کے کسی گروپ کے ساتھ نہیں بلکہ مجاہدین کے ساتھ تھے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہ تھی کہ حکمت یار کی پارٹی آئے یا احمد شاہ مسعود اقتدار میں آئے۔ کون صدر بنتا ہے یا وزیر اعظم یہ پاکستان یا پاکستانی رہنماؤں کا مسئلہ نہیں۔ سینیٹر سمیع الحق نے امکان ظاہر کیا کہ سابق دور میں سرگرم عمل پرچمی اور خلقی کمیونسٹ دوبارہ دونوں متحارب فریقوں کی صفوں میں گھس کر اپنا کام کریں گے۔ سینیٹر سمیع الحق نے کہا کہ گلبدین حکمت یار کا نمائندہ پشاور میں مذاکرت میں شریک تھا اور انہوں نے وزیر اعظم کے ساتھ ہونے والی تمام میٹنگوں میں اپنی حمایت کا یقین دلایا لیکن نہ جانے پھر کیا ہوا انہوں نے کہا کہ کابل اور افغانستان میں خانہ جنگی کو ہوا دینے والے غیر ملکی طاقتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمت یار اور ان کے ساتھی یہ چاہتے تھے کہ مجاہدین کا کوئی گروپ کابل کے قریب نہ آئے۔ یہ صریحاً ان کی ہٹ دھرمی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکمت یار اپنا رویہ تبدیل کر لیں تو انہیں کونسل میں شریک کرنے اور اقتدار میں حصہ دلوانے کیلئے مجددی اور دیگر افغان رہنماؤں سے بات چیت کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے افغان جہاد کا بانی اپنے والد محترم مولانا عبدالحق کو قرار دیتے ہوئے کہا

کہ افغان جہاد سے علماء کے کردار کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق نے قلعہ دیدار سنگھ کے دورہ کے دوران جمعیت کے مقامی امیر محمد صدیق بھٹی کی رہائش گاہ پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا افغانستان میں شروع ہونے والی جنگ دراصل روس اور امریکہ کی درپردہ سازش کا نتیجہ تھی کیونکہ دونوں ممالک دنیا بھر میں اسلام کے بول بالے سے سخت خائف ہیں جبکہ افغانستان کو اس معاملے میں خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ آزاد ہونے والی سات ریاستیں اور ان کے گردونواح میں پانچ اسلامی ملک مل کر بارہ اسلامی ممالک کا ایک طاقتور اسلامی بلاک قائم ہوتا ہے جس سے روس اور امریکہ کو تکلیف لاحق تھی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ روس کی طرح انشاء اللہ جلد ہی امریکہ کے بھی ٹکڑے ہوکر رہیں گے جس کی ابتداء لاس اینجلس سے لسانی فسادات کی شکل میں ہو چکی ہے۔ وہاں پر گورے اور کالے ایک دوسرے کے مکانات اور دوسری جائیدادوں کو آگ لگا رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب بھی حکمت یار افغانستان میں جنگ لڑ رہا ہے اور وزیر اعظم کے بیانات جن میں حکمت یار کے اتفاق کا ذکر کیا جاتا ہے وہ صرف زبانی حد تک ہیں۔ دراصل وہ ابھی تک ہماری بات نہیں مان رہا ہے۔ اس لئے میں پورے ملک اور پورے عالم اسلام کے عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ افغانستان کی جنگ کے خاتمہ اور اسلام کی فتح کیلئے دعا کریں کیونکہ وہاں ابھی جنگ جاری ہے۔

(روزنامہ پاکستان لاہور ۳ مئی ۱۹۹۲ء)

حکمت یار عبوری کونسل میں شامل ہوکر اپنا کردار ادا کریں

مجددی کابینہ میں وزیر اعظم کا عہدہ حزب اسلامی کیلئے چھوڑا گیا ہے، جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس

۷ مئی ۱۹۹۲ء

پشاور (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق صوبائی صدر اور کابل جانے والے مصالحتی وفد کے لیڈر قاضی عبداللطیف اور وفد کے دیگر ارکان قاری سعید الرحمٰن مولانا عبدالباقی مولانا سید چراغ الدین مولانا یوسف شاہ اور قاری عتیق الرحمٰن نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام افغان لیڈر اس بات پر متفق ہیں کہ کابل شہر سے ملیشیا کو نکالا جائے کیونکہ کوئی بھی اس کے کردار سے مطمئن نہیں۔ انہوں نے حزب اسلامی کی جانب سے عبوری کونسل میں اپنے نمائندے بھیجنے کے اقدام کو سراہتے ہوئے انجینئر گلبدین حکمت یار پر زور دیا کہ وہ عبوری کونسل میں شامل ہوکر اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکمت یار کو ضرور شامل کیا جائے کہ اس کے بغیر مسئلے کا حل ممکن نہیں انہوں نے کہا کہ چھ روزہ دورے میں پروفیسر مجددی سمیت دوسرے افغان رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں جبکہ انجینئر گلبدین حکمت یار کے دو کمانڈروں سے بھی ملے۔ انہوں نے کہا کہ کابینہ میں وزیر اعظم کا عہدہ حزب اسلامی کے لئے خالی چھوڑا گیا ہے اس سوال کے جواب میں کہ پروفیسر مجددی نے دو ماہ کی مدت کو دو سال میں بدلنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار وہاں کے عوام کو کرنا چاہیے۔ قاضی عبداللطیف نے انجینئر گلبدین حکمت یار کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے ان کے طریقہ کار کو افسوسناک قرار دیا تاہم کہا کہ ان کے بغیر مسئلے کا حل نہیں ہوگا اور انہیں شامل کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ حکمت یار کی طرف سے ملیشیا کے بارے میں جو خدشات ہیں موجودہ افغان کونسل اس سے آشنا ہے اس لئے ملیشیا کو اختیارات نہیں دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا افغانستان کے جہاد میں اہم کردار ہے اور وزیر اعظم پاکستان کا ایسے خطرناک وقت میں کابل جانا ان کے عزم اور جرأت کی دلیل ہے اور اس سے عبوری کونسل کو بہت تقویت ملی جس کا پروفیسر مجددی نے بار بار شکریہ بھی ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان

چودہ سالہ جنگ میں تباہ ہو چکا ہے۔ پاکستان کو انتہائی فراخدلی سے تعاون کرنا چاہیے اور فوری طور پر بجلی، ٹیلی فون پانی اور دفاتر کا انتظام درست کرنے کے لئے فنی علمی اور دیانت دار اور مخلص افراد بھیج کر ان کی مدد کرنی چاہیے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۷ مئی ۱۹۹۲ء)

روسی باقیات کے جھوٹے سہاروں سے مجاہدین کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ سمیع الحق

مجددی جہادی قوتوں کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ حقانی کمیشن کے فارمولہ پر عملدرآمد کرایا جائے

پشاور (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے پروفیسر مجددی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ کابل میں حکمت یار اور مسعود کے مابین ہونے والے امن کے معاہدہ اور حقانی کمیشن کے فارمولے پر عملدرآمد کروائیں۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین کے رہنماؤں کو اختلافات کے خاتمہ کے لئے کابل پشاور اکوڑہ یا خانہ کعبہ میں فی الفور اجلاس کرنا چاہیے۔ انہوں نے اکوڑہ خٹک میں اپنی رہائش گاہ پر نوائے وقت سے بات چیت کرتے ہوئے جنرل رشید دوستم کو افغان فوج کا مکمل جنرل بنائے جانے کے فیصلے کو افغانستان کا اندرونی معاملہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ پروفیسر مجددی کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس میں جہادی قوتوں کی مرضی شامل نہ ہو یا جس فیصلہ میں انہیں اعتماد میں نہ لیا گیا ہو یا ایسے اقدامات جن سے افغان لیڈروں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے نہ موجودہ حکومت اور نہ افغان قوم کے مفاد میں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ مضبوط حکومت قائم کرنے کے لئے اس وقت شرط اولین یہ ہے کہ اصل مجاہدین کی مرضی کے مطابق ہوں۔ انہوں نے کہا کہ افغان رہنماؤں کو روس کی باقیات سے نہ خیر کی توقع کی جائے اور نہ ان کے جھوٹے اور ناپائیدار سہارے سے مجاہدین کا کوئی مسئلہ حل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ آنجہانی سوویت یونین کے صدر گوربا چوف یا امریکہ کے صدر بش افغان مجاہدین پر اپنے فیصلے ٹھونس نہیں سکے تو زیرزمین کمیونسٹ عناصر بھی یہ غلط فہمی دل سے نکال دیں کہ وہ افغانستان کے نئے نظام میں اپنے آپ کو شامل کر لیں گے۔ انہوں نے کابل کی نئی حکومت سے کہا وہ ۲۴۔ اپریل کو پشاور میں طے ہونے والے معاہدہ کے مطابق کام کریں کیونکہ اس سے انحراف کی صورت میں بہت مسائل پیدا ہوں گے۔ انہوں نے احمد شاہ مسعود اور گلبدین حکمت یار کو مبارکباد دی کہ انہوں نے مؤ کنانہ فراست، بصیرت تدبر اور دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولوی جلال الدین حقانی کمیشن کا ساتھ دیا اور امن کے معاہدہ پر متفق ہو گئے۔ انہوں نے افغان مجاہدین کی عبوری کونسل کے صدر پروفیسر صبغت اللہ مجددی سے اپیل کی کہ وہ اس امن کے معاہدہ کو عملی جامہ پہنائیں اور آئندہ کسی بھی مسئلہ پر مجاہدین میں اختلافات پیدا ہوں تو بجائے اس کے ان اختلافات سے دشمن قوتیں فائدہ اٹھائیں ایسے تمام معاملات کے حل کے لئے جلال الدین حقانی کمیشن کو مستقل حیثیت دی جائے اور یہ کمیشن جو فیصلے کرے پروفیسر مجددی ان پر عملدرآمد کروائیں۔ انہوں نے کہا کہ ۵۲ رکنی کونسل کے قیام کے معاہدہ پشاور میں کسی فرد واحد کو اہم اور بنیادی فیصلوں کا اختیار نہیں دیا گیا، انتظامی امور میں ردوبدل یا کسی کی تنزلی ترقی کے معاملات کمیشن کو طے کرنے چاہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۶ مئی ۱۹۹۲ء)

افغان جہادی لیڈروں اور وزیراعظم پاکستان کے ساتھ مکہ مکرمہ کا سفر

شاہ فہد کی مصالحانہ کوششیں خانہ کعبہ کے اندر نوافل اور اہم عہد

افغان مجاہدین کے گروپوں میں اختلافات ختم کرانے کی ایک کوشش خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز نے کی اور انہوں نے تمام جہادی اہم لیڈروں کو وزیراعظم پاکستان جناب نواز شریف کے توسط سے مکہ معظمہ بلالیا اس وفد میں وزیراعظم پاکستان اور سعودی حکومت نے مجھے بھی شامل کیا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا ہم سب لوگ اکٹھے گئے اور مسجد حرام کے متصل قصر صفا میں ٹھہرائے گئے محل کے شاہی حصہ میں شاہ فہد مرحوم اپنے اہم مشاورین کے ساتھ مقیم تھے مذاکرات کا ایک طویل سلسلہ جاری رہنے کے بعد ایک فارمولے پر اتفاق ہوگیا اور ہماری واپسی کا پروگرام پہلے سے طے تھا سفر کی تیاری مکمل تھی کہ اچانک شاہ فہد نے پورے وفد کو مزید ٹھہرنے پر مجبور کیا وزیراعظم اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ پروگرام ملتوی کرنے میں شش وپنج میں تھے مگر مجھے اس تاخیر پر بے حد خوشی تھی کہ رمضان کے مبارک شب و روز اور حرم شریف کا قیام زہے نصیب شاہ فہد کے حکم اور تعمیل کے بغیر چارہ بھی نہیں تھا اور ہوتے ہوتے پروگرام دو ایک دن مزید لمبا ہوگیا۔ بالآخر شاہ فہد کے ساتھ تراویح کے بعد افغان زعماء اور ہم سب کی آخری طویل نشست ہوئی جس میں سعودی عرب کے اکثر اجلہ علماء و مشائخ آل الشیخ کے سرکردہ اکابر شیخ عبداللہ بن باز وغیرہ بھی شریک تھے۔ شاہ فہد مرحوم نے تاخیر کی وجہ بھی بیان کی کہ میں ریاض وغیرہ سے ان مشائخ اور اکابر کو بھی جمع کر کے اس مبارک پروگرام میں شریک کرنا چاہتا تھا اس لئے آپ کو انتظار کی زحمت دی گئی اس نشست میں بڑی گرمجوشی سے اتحاد و اتفاق اور مجاہدین کو تمام مسائل باہمی اتفاق رائے سے طے کرنے اور اختلافات ختم کرنے کا عہد و میثاق لیا گیا' شاہ فہد مرحوم اور تمام شرکاء پر خوشی اور مسرت کی عجیب کیفیت جاری تھی۔ دعا پر اختتام کے بعد ہم سب لوگوں کو حرم شریف لے جایا گیا۔ اور کعبہ مکرمہ کا دروازہ کھول کر سارے وفد کو اندر داخلہ اور نوافل پڑھنے اور اس معاہدہ کا احترام اور کامیابی کے لئے دعاؤں کا موقع دیا گیا اس وقت متحارب گروہوں میں جناب انجینئر حکمت یار اور پروفیسر برہان الدین ربانی اور شمالی افغانستان کے بعض شیعہ گروپ پیش پیش تھے' میری بے تکلفی سب سے تھی' میں نے خانہ کعبہ کے اندر ایک ایک کو اس معاہدہ پر عمل پیرا رہنے کی اپیل کی' دوسرے دن ہماری مکہ معظمہ سے واپسی تھی۔

حکومت ایران کی طرف سے ایران آنے کی دعوت

کہ اسی اثناء میں ایران کے وزیراعظم آیت اللہ رفسنجانی کا وزیراعظم پاکستان سے رابطہ ہوا اور اس سارے وفد کے ساتھ ایران آنے کی دعوت دی کہ اس اہم اور مبارک جدوجہد میں وہ بھی شریک ہوسکیں کیونکہ افغانستان کے ہمسایہ ملک ہونے کی وجہ سے وہ بھی کافی مشکلات کا شکار تھے۔ براہ راست ایران جانے کی بجائے ایک دن کی مہلت کے بعد ایران جانے کا فیصلہ ہوا۔

سعودی عرب والی ساری جماعت وزیراعظم پاکستان کی قیادت میں تہران گئی' ہوائی اڈہ پر ایرانی سربراہ اور حکمران موجود تھے' پورے پروٹوکول سے استقبال ہوا۔ جاتے ہی مذاکرات کی میز پر بیٹھ گئے' روزہ کی حالت تھی۔ مگر شام افطار تک اور افطار کے بعد بھی مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا اور دوسرے دن علی الصباح تہران سے اسلام آباد واپسی پر راستے میں بھی جناب حکمتیار اور جناب ربانی استاد سیاف وغیرہ سے میری التجائیں جاری رہیں کہ خدارا اب اس ساری جدوجہد کو نظر میں رکھیں اور سب ایثار و قربانی سے عظیم جہاد کو منطقی اور مثبت انجام تک پہونچائیں۔ مگر وادیلا کہ بعد میں حرم کعبہ کے معاہدے بھی نظر انداز کردیئے گئے جس کا وبال اور نحوست اب تک نہ صرف افغانستان اور پاکستان بلکہ ساری امت بھگت رہی ہے۔ ماشاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن

افغان رہنماؤں کو تدبر اور حکمت سے مسائل حل کرنے چاہئیں ۔مولانا سمیع الحق

اسلام آباد (نوائے وقت رپورٹ) جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے افغان عبوری حکومت کے سربراہ پروفیسر صبغت اللہ مجددی کے دورۂ پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں وزیر اعظم نواز شریف کی طرف سے افغان رہنما کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت کر کے ان دونوں رہنماؤں سے افغانستان کی تازہ ترین صورتحال اور پروفیسر سیاف اور دیگر رہنماؤں کی تشویش کے بارے میں تبادلہ خیال کروں گا دعوت میں شرکت کا ملک کی داخلی سیاست سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہم افغان مسئلہ میں اپنے کردار سے دستبردار نہیں ہو سکتے اور ضرورت پڑنے پر میں آئندہ چند روز میں کابل جاؤں گا۔ انہوں نے کہ پروفیسر صبغت اللہ مجددی کو تمام افغان رہنماؤں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے اس سلسلے میں ان کا تدبر، بصیرت اور خاندانی وجاہت مختلف الجھنوں اور تنازعوں کا حل تلاش کر سکتی ہے اس سلسلے میں کمانڈر جلال الدین حقانی کے مصالحتی کمیشن کے ذریعے تمام مسائل حکمت عملی سے سلجھائے جا سکتے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۶ مئی ۱۹۹۲ء)

افغان زعماء ربانی، حکمت یار، سیاف کے نام خط

(دعوت ولیمہ حامد الحق میں شرکت کی دعوت)

مخدومی المحترم السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته. همیشه ستاسو د کامیابی او دعافیت تمنا لرو او دعا کوؤ اللّٰہ مو په حفظ او امان کښې او ساته څماخوی حامد الحق حقانی دوا ده په خوشحالی کښې دعوت ولیمه ته اکابرین او دوستان علماء مشائخ حکمرانان او د ملک سیاسی لیډران رابللے شوی دی څما قلبی خواهش او تمنا ده چه تاسو خاص طور سره دے محفل کښې شریک شئی ستاسو حالات او مصروفیات ماته معلوم دی خو دملی قومی سیاسی مفاد او دیو ادنی خادم او سپاهی د ز ره دپاره بـه تـکلیف برداشت کوئی او ضرور به څمونږاو د دارالعلوم حقانیه دلکونو متعلقین او فضلاء د عزت افزائی په خاطر د مصروفیاتو باوجود به لامحاله تشریف راوړئی څه خپله حاضر ی به وم خو ډیر مجبور یم دفلیه خدمت کښې درحاضر یگی امید دے دیو دیرینه خادم دپاره به تکلیف برداشت کوئی.

والسلام سمیع الحق

ممتاز صحافی محمد صلاح الدین شہیدؒ
مدیر تکبیر کا اعتراف اور شیخ الحدیث کو خراج تحسین

(حقانیہ جہاد کے جذبۂ خالص کی کان O مولانا عبدالحق کو خراج تحسین
O تلامذہ متاع علم اور دولت ایمان کے حامل)

۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء

برصغیر کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انکا انتقال پر ملال ملت اسلامیہ کے لئے صدمہ عظیم ہے۔ وہ معمول کے سے حجرہ نشین عالم دین نہیں تھے بلکہ انہوں نے بڑی بھرپور زندگی گزاری اور پاکستان اور اطراف کے ممالک کی علمی دینی اور سیاسی زندگی پر اپنی سرگرمیوں کی واضح چھاپ لگائی۔

اگر یہ کہا جائے کہ بہت ہی مختصر سی مدت میں جہاد افغانستان کے دو اہم سرپرست یعنی مرحوم صدر ضیاء الحق شہید اور مولانا عبدالحق رخصت ہوگئے، تو غلط نہ ہوگا۔ صدر ضیاء الحق کی جہاد افغانستان کی سرپرستی تو معروف اور متعارف تھی لیکن جہاد افغانستان کی انگیخت میں مولانا عبدالحق کی ذات گرامی کے اثرات کا علم نسبتاً کم لوگوں کو ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر مولانا عبدالحق نے دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس کر کے جو شمع ہدایت روشن کی تھی اس کی تنویر سے افغانستان کے بہت سے ذہن بھی منور ہوئے۔ اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہونے والے متاع علم دین کے ساتھ ساتھ دولت ایمان بھی لے کر دور دراز مقامات تک جاتے ہیں اور اس دولت ایمان میں خالص جذبۂ جہاد بھی شامل ہوتا ہے۔ اس جذبۂ جہاد سے سرشار مولانا عبدالحق کے تلامذہ اور دارالعلوم حقانیہ کے بہت سے فارغ التحصیل علماء نے افغانستان میں اسلامی فکر کی اشاعت و ترویج کی تحریک برپا کی جس نے ابتداء میں داؤد حکومت کو چیلنج کیا اور بعد ازاں سودیت یونین کی افواج قاہرہ کو للکارا۔ گزشتہ ایک عشرے میں افغانستان میں جو جہاد ہو رہا ہے اس میں بہت سے سیکڑوں پر جام شہادت نوش کرنے یا داد شجاعت دینے والے مجاہدوں اور کمانڈروں کا تعلق دارالعلوم حقانیہ سے ہی ہے۔ مولانا عبدالحق کا دارالعلوم حقانیہ جہاد کے جذبۂ خالص کی کان ہے اور یہاں اس جذبے کو شدت افزودگی دینے والے بہت سے تکنیک کار ہیں۔ مولانا نے مسلسل تین بار قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہو کر پاکستان میں سیکولر اور سوشلسٹ قوتوں کو براہ راست بھی للکارا ہے اور سیاسی میدان میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ بھٹو آمریت کے خلاف قومی اتحاد کی تشکیل میں بھی انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ ہم ان کی رحلت پر انکے لواحقین سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور خدا سے مولانا کیلئے اعلیٰ درجات اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ (ہفت روزہ تکبیر ستمبر ۱۹۸۸ء)

معروف کالم نگار اور تجزیہ کار جناب عرفان صدیقی کے سحر نگار قلم سے

اللہ اکبر اللہ اکبر

اکوڑہ خٹک حیرت و آزادی کی تحریکوں کا سنگ میل O جہاد افغانستان کے ہر محاذ پر نبرد آزما فضلاء حقانیہ

۱۹۴۷ء کے رمضان المبارک کا ذکر ہے۔ برصغیر کی عظیم درس گاہ، دارالعلوم دیو بند کے جواں سال اور جوان فکر مدرس، مولانا عبدالحق چھٹی گزارنے اکوڑہ خٹک کے قریب اپنے آبائی گاؤں تشریف لائے اور پھر ان کے لیے واپسی کے راستے بند ہو گئے ۲۷ رمضان المبارک کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سورج طلوع ہوا۔ نئی ہوائیں، نئی رتوں کی خوشبو، لائیں اور اکوڑہ خٹک کے چھوٹے سے گاؤں میں بیٹھے مولانا عبدالحق نے محسوس کیا کہ بیت جانے والے موسموں کو خیر باد کہہ کر نئے عہد کے نئے تقاضوں کو خوش آمدید کہا جائے۔ ان کی نگاہ دور بین نے دیکھ لیا تھا کہ برصغیر کے بطن سے پھوٹنے والی یہ نئی مملکت اپنی تخلیق میں وہ جوہر رکھتی ہے جو اسے نئے زمانوں کا نقیب بنا سکتا ہے۔ دیو بند کے جواں سال صاحب فکر معلم نے اپنے گاؤں کی چھوٹی سی مسجد میں ایک مکتب کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے ۲۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کے دن گنتی کے چند بچوں کو پہلا درس دیا۔ کئی سال تک صحنِ مسجد ہی دانشگاہ بنا رہا۔ مولانا عبدالحق کے علم و عرفان کا شہرہ عام ہوا اور گردو نواح سے بیسیوں طالب علم بھی یہاں پہنچنا شروع ہو گئے۔ مولانا کا گھر ہی ان کا ہاسٹل تھا۔ وہی اخراجات کے کفیل بھی تھے۔ مولانا کی والدہ، ان کی اہلیہ اور دیگر اہل خانہ خود ہی بیسیوں طلباء کے لیے کھانا پکاتے اور ان کی دیکھ بھال کرتے۔ کبھی چندے کے لیے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اہلِ خیر خود ان کی مخلصانہ کاوشوں کے اعجاز سے کھنچے آتے۔ یہاں تک کہ مدرسہ راولپنڈی سے پشاور جانے والی شاہراہ پر اسلام آباد سے کوئی ۱۲۰ کلو میٹر دور اکوڑہ خٹک کے مقام پر اپنی نو تعمیر مختصر سی عمارت میں منتقل ہو گیا۔

"جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک" آج پاکستان ہی نہیں برصغیر پاک و ہند بلکہ عالم اسلام میں ایک معروف اور محترم نام ہے اور اسے پاکستان کا دیو بند کہا جاتا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی فروزاں کی ہوئی شمع کا نور برصغیر جنوبی ایشیا کے طول و عرض میں پھیل چکا ہے۔ افغانستان کے دور دراز علاقوں سے آنے والے ہزاروں طلباء اسی سرچشمۂ علم و حکمت سے فیض یاب ہوئے۔ ایسے سات ہزار فاضلین کی مصدقہ فہرست جامعہ میں موجود ہے جو جہاد افغانستان کے مختلف محاذوں پر اس صدی کے فرعون سے نبرد آزما ہے۔ اکوڑہ خٹک کے فارغ التحصیل افغان طلباء کسی ایک تنظیم، کسی ایک جماعت اور کسی ایک گروہ تک محدود نہیں۔ اسلام کی لامحدود و ارفع تعلیمات کی طرح ان کا افق بھی لامحدود ہے اور ان کی جرأتوں کی داستانیں بھی محاذ در محاذ بکھری پڑی ہیں۔ مولوی محمد یونس خالص اور کمانڈر جلال الدین حقانی اسی مکتب کے فیض یافتہ ہیں۔ اکوڑہ خٹک کا چھوٹا سا قصبہ ہمیشہ حریت و آزادی کی تحریکوں کا سنگ میل رہا۔ برسوں قبل ریشمی رومال کی تحریک کے جنوں خیز پیامبر اسی کے حجروں میں دم لے کر گزرے تھے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مجاہدین نے اسی مقام پر ایک ایمان پرور معرکہ لڑا تھا۔ شہیدوں کے لہو سے لالہ زار بن جانے والے میدان میں آج جامعہ حقانیہ کی عظیم عمارت کھڑی ہے۔ اس قصبے کی ہواؤں میں خوشحال خان خٹک کے جرأت آموز شعروں کی گونج، جری شہسواروں کے گھوڑوں کی ٹاپ، تلواروں کی جھنکار، نعروں کی بازگشت اور شہیدوں کے لہو کی مہک رچی بسی ہے۔ یہ مکتب کی کرامت سے بھی کہیں زیادہ ایک مردِ درویش کا فیضان نظر تھا جس نے آتش بجاں کہستانی افغانوں کو زندگی کا ہنر بھی سکھایا اور جان سے گزر جانے کا قرینہ بھی۔ مولانا عبدالحق عزیز جہاں بنتے چلے گئے۔ اکوڑہ خٹک اور گردو نوح کے لیے ان کی ذات وجہ افتخار بھی ٹھہری اور باعثِ امتیاز بھی۔ ۱۹۷۰ء میں نیشنل عوامی پارٹی کے جنرل سیکریٹری اجمل خٹک اور پی پی پی کے رہنما نصر اللہ خٹک کو شکست دے کر قومی اسمبلی میں پہنچے اور بھٹو کے "نقار خانے" میں اذان دیتے رہے ۱۹۷۷ء میں پی پی پی طوفان بلاخیز بن چکی تھی۔ بڑے بڑے

جہاں دیدہ لیڈر اس کے سامنے ڈھیر ہو گئے یا ڈھیر کر دیئے گئے۔ مولانا عبدالحق روایتی سیاستدان نہ تھے۔ وہ انتخابی گہما گہمی سے بہت دور اپنے مدرسے میں ہی گوشہ نشین رہتے۔ جلسے جلوس، نعرے، پوسٹر، تصویریں، بینر یہ سب کچھ ان کی کتاب سیاست سے خارج تھا۔ ان کا مقابلہ ایک بار پھر پی پی پی کے نصر اللہ خٹک سے آپڑا تھا جو اب سرحد کے وزیر اعلیٰ بھی تھے۔ انہوں نے سرکار کی چھتری تان کو طوفانی مہم چلائی لیکن اس درویش خدا مست کے سامنے ان کا چراغ نہ جل سکا۔ اپنی شکست پر بہترین تبصرہ خود نصر اللہ خٹک ہی کا تھا۔ میں کیا کرتا؟ میرا مقابلہ تو ایک ''پیغمبر'' سے آن پڑا تھا۔ شیخ الحدیث ۱۹۸۵ء میں تیسری مرتبہ قومی اسمبلی کے ایوان میں پہنچے۔ شریعت محمدی کے نفاذ کے لیے مولانا کی آواز توانا بھی تھی اور پرسوز بھی۔ اسی احساسِ مشترک کے طفیل ان کے اور صدر ضیاء الحق شہید کے درمیان باہمی اعتماد و احترام کا گہرا تعلق قائم رہا۔ ۱۷/ اگست ۱۹۸۸ء کو سانحۂ بہاولپور پیش آیا ۲۱ دن بعد ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو یہ بطلِ جلیل بھی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

آج ۲۳ ستمبر ۱۹۴۷ء والا جامعہ دارالعلوم حقانیہ کئی منزلیں زر کر چکا ہے۔ یہاں زیر تعلیم ملکی و غیر ملکی طلباء کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے۔ تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول میں ایک ہزار کے لگ بھگ بچے پڑھ رہے ہیں۔ اس ادارے کا سنگ بنیاد ۱۹۳۷ء میں مولانا سید حسین احمد مدنی نے رکھا تھا۔ طلباء کے قیام و طعام کے لیے دس ہاسٹل چلائے جا رہے ہیں۔ ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کی بنیاد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا قاری محمد طیب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور مولانا محمد عبداللہ درخواستی جیسے اکابرین نے رکھی تھی۔ ایک وسیع لائبریری ادارۃ العلم والتحقیق، شعبہ دعوت و تبلیغ، موتمر المصنفین، ماہنامہ الحق، شعبہ افتاء، شعبہ حفظ قرآن و تجوید اور شعبۂ علوم دینیہ عربیہ، جامعہ کے اہم شعبے ہیں۔ تقریباً چار کروڑ روپے کی لاگت سے ایک عظیم الشان آڈیٹوریم، اساتذہ کی کالونی اور طلباء کی اقامت گاہیں زیر تعمیر ہیں جن کا بیشتر کام مکمل ہو چکا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق جامعہ کے مہتمم اعلیٰ ہیں۔ ان کے ہمراہ میں دیر تک دارالعلوم کے مختلف شعبے دیکھتا رہا۔ مولانا مجھے ایک اقامت گاہ میں لے گئے جہاں دمکتی پیشانیوں اور دہکتے چہروں والے نوخیز اور نوعمر لڑکوں نے ہمارا استقبال کیا مولانا نے بتایا کہ سو کے لگ بھگ بچے وسط ایشیا کی ان ریاستوں سے آئے ہیں جو روسی چنگل سے آزاد ہوئی ہیں۔ مجھے ان بچوں کی آنکھوں میں آنے والے کتنے ہی خوش رنگ موسموں کی شمعیں فروزاں دکھائی دیں۔

کئی سال قبل جب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم انہی کمروں میں بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے تو شاید انہوں نے کبھی یہ نہ سوچا ہو کہ ان کے سامنے بیٹھے طلباء ایک دن اپنے لہو سے اس صدی کے سب سے بڑے جہاد کی آبیاری کریں گے اور روس کو ایسی عبرتناک شکست دیں گے کہ سمرقند بخارا کی زنجیریں بھی کٹ جائیں گی۔ آج امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے وطن سے آئے ہوئے نوجوان اکوڑہ خٹک سے کسبِ فیض کر رہے ہیں اور تاریخ دم سادھے زمانوں کے الٹ پھیر کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ میرا جی چاہا کہ میں مولانا سمیع الحق سے کہوں کہ وہ عہدِ حاضر کی حیا باختہ سیاست کو تماشا گروں اور تماش بینوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں اور ساری توجہ، سارا وقت اپنے عظیم والد کی اس گرانمایہ میراث کو دیں جو تقدیریں پلٹ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سیاست کے شجر بے ثمر کی آبیاری کرنے کے بجائے اس درخت کو اپنی توانائیوں سے سینچیں جس کی چھاؤں بہت گھنی اور جس کا ثمر بے حد شیریں ہے۔ میں مولانا سے کچھ بھی نہ کہہ سکا لیکن میرے ذہن کے نگار خانے میں رنگا رنگ منظر ابھرتے رہے ڈوبتے رہے...... سرنگا پٹم، ۱۸۵۷ء کے خونیں مناظر، ریشمی رومال، بالا کوٹ، واہگہ کی سرحد پر لہو میں نہائے کارواں، افغانستان کے کوہ و بیاباں میں سر بکف مجاہدین، موجِ نیل بن جانے والی دریائے آمو کی لہریں، ان لہروں میں غرق ہوتی ایک فرعونی قوت سمرقند و بخارا کی مسجدوں کے بلند میناروں اوران میناروں سے قوسِ قزح بن کر ابھرتی اذانوں کے مشکبو گونج...... اللہ اکبر، اللہ اکبر!

ہفت روزہ تکبیر ۱۰/ فروری ۱۹۹۴ء

بعض افغان زعماء کے رابطے

جناب علامہ ابوبکر مجددی کی دارالعلوم آمد: مشہور پیر طریقت اور برصغیر پاک وہند کے عظیم صوفی حضرت علامہ ابراہیم جان مجددیؒ کے پوتے اور حضرت العلامہ اسماعیل جان مجددیؒ کے فرزند ابوبکر مجددی نے عید کے تیسرے روز مولانا مدظلہ سے اپنے ساتھیوں سمیت تفصیلی ملاقات کی۔ اور مختلف عالمی موضوعات پر آپ سے سیر حاصل تبادلہ خیال کیا۔ یاد رہے کہ روسی انقلاب کے وقت اس مشہور خاندان کا یا کلوتا فرزند جو اس وقت صرف تین ماہ کا تھا اور اسے ایک خادمہ نے حملہ کے وقت تنور میں محفوظ کرکے ظالم روسیوں کے دسترس سے بچالیا تھا۔ باقی تمام خاندان کے افراد کو روسی درندوں نے شہید کردیا۔ آپ اس وقت کیلیفورنیا میں تعلیم حاصل کررہے ہیں اور ایک بڑی خانقاہ سے دعوت ارشاد کا کام بھی کررہے ہیں۔

افغان مجاہدین واحزاب کے زعما کی آمد: افغان مجاہدین کی اکثر جماعتوں کا دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث سے تلمذ وعقیدت کا رشتہ ہے۔ اس لحاظ سے برسرپیکار مجاہدین صف اول کے قائدین اکثر وبیشتر حضرت مدظلہ کی خدمت میں آتے رہتے ہیں۔ ان ایام میں حرکت انقلاب اسلامی کے زعماء مولانا محمود شاہ معاون عمومی۔ مولانا مومن شاہ حقانی، مولانا محمد عیسیٰ حقانی، مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا میرا جان حقانی، حزب اسلامی خالص گروپ کے مولانا محمد یونس خالص حقانی اور جمعیۃ اسلامی کے پروفیسر براہان الدین ربانی اور حرکت انقلاب اسلامی کے منصور گروپ کے مولانا نصر اللہ منصور اور دیگر حضرات تشریف لائے اور حضرت کے ساتھ ملاقات اور تبادلۂ خیال کیا۔ حضرت مدظلہ العالی نے ان وفود سے بات چیت کے دوران فرمایا کہ ہمارے علماء، فضلاء، طلبہ قرآن شریف بغل میں دبائے دین کی خدمت میں تو مصروف رہے مگر یہ خواب وخیال بھی نہ تھا کہ اس ناچیز کو اللہ تعالیٰ ان حضرات کو سٹین گنوں، مارٹروں اور مشین گنوں سے لیس اور آراستہ وپیراستہ بھی دکھائے گا اور یہ کہ وہ روس کے سطوت وہیبت کو خاک میں ملادیں گے۔ جوانیاب الاغوال کی طرح اذہان پر چھایا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ کاش میری صحت اجازت دیتی اور میں بھی ان محاذوں میں جاکر شریک جہاد رہتا۔ ان حضرات نے دفتر الحق میں جناب مدیر کو مجاہدین کی ایمانی غیرت وحمیت ونصرت خداوندی کے عجیب وغریب واقعات سنائے۔

افغانستان کے متعدد سابقہ تنظیموں کے اہم رہنماؤں کی دارالعلوم آمد: مورخہ ۲۰ مارچ کو افغانستان کی مختلف سیاسی اور جہادی تنظیموں کے اہم نمائندے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان میں حزب اسلامی کے رہنما اور سابق وزیر اعظم افغانستان مولانا قاضی امین وقاد اور حکمت یار کے دست راست قطب الدین ہلال' جنرل موسیٰ خان' احمد ولی' سید سلیمان گیلانی' انجینئر محمد ایوب' حاجی دین محمد' حاجی حیات اللہ' حاجی رفیع اللہ اور رشید اللہ قاسم نمایاں تھے۔ حزب اسلامی کے علاوہ حرکت انقلاب اسلامیہ افغانستان' جبہ ملی نجات اور دیگر جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔ وفد نے یہاں پاکستان میں افغان مہاجرین کے ساتھ حکومتی نازیبا سلوک' ان کی پکڑ دھکڑ اور امریکی پابندیوں کے باعث نئے مہاجرین کی آمد اور بارڈر پر ان پر ہونے والے بیجا تشدد کے بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا اور انہوں نے مولانا مدظلہ سے مطالبہ کیا کہ یہ مسئلہ افغان ڈیفنس کونسل کے پلیٹ فارم سے اٹھایا جائے۔ مولانا مدظلہ نے اس پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا اور انہیں یقین دلایا کہ آپ لوگ مطمئن رہیں ہم اس بارے میں عنقریب ہی افغان ڈیفنس کونسل کا اجلاس بلائیں گے اور حکومت سے افغان مہاجرین کے ساتھ برتے گئے ناروا سلوک پر احتجاج کریں گے۔ مولانا مدظلہ نے ان کے ساتھ افغانستان کے بارے میں تفصیلی بات چیت کی۔

افغان چیف جسٹس کی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات: پاکستان میں عالمی عدالتوں کے سمنار میں شرکت کرنے والے افغانستان کے ججوں اور علماء کے وفد نے اسلام آباد میں چیف جسٹس افغانستان مولانا فضل ہادی کی سربراہی میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انکی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ وفد میں مولانا ارسلا رحمانی' مولانا قیام الدین کشاف اور دیگر بھی شامل تھے جنہوں نے مولانا مدظلہ سے افغانستان کے اہم امور پر ملاقات کی۔ (الحق اکتوبر ۲۰۰۶ء)

ضیاء المشائخ مولانا ابراہیم جان المجددی شہید[1]

مسند نشین خانقاہ نور المشائخ ملاّ شور بازار کابل

(۱)

(سوانح نور المشائخ کا ایک ورق)

فضیلت پناہ دانشمند مولوی سمیع الحق صاحب مدیر جریدۂ الحق السلام علیکم۔ انشاء اللہ فاضل گرامی عافیت شامل حال خواهد بود بمن و همه منسوبین خانقاه عالیه مجددی عمری جمیعت قرین است امید وارم که جناب مولانا بزرگ مولانا عبدالحق صاحب بصحت خواهند بود تحیات مسنونه فقیر برائے شان برسانید. اینک یک ورقه از سوانح حضرت مولانا نور المشائخ قدس سره که از طرف آمریت اعلیٰ نور المدارس ترتیب شده هدیة تقدیم گردید.

گرامی تان سلام مسنونه برسانند. فقیر محمد اسماعیل و محمد اسحاق و محمد یعقوب سلام تقدیم میکنند.

محمد ابراهیم جان مجددی ۲۸ قوس ۱۳۵۱ ہ ش

---

[1] افغانستان کے خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد کابل کے مسند نشین حضرت نور المشائخ ملا شور بازار علیہ الرحمۃ کے محفل رشد و ہدایت کی ضیاء پاشی ان کے دم خم سے جاری قدیم علوم اور اسلام کے اساسی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عصر جدید کے علمی تقاضوں پر عبور اور دسترس اور بلا کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مخاطب پر اثر انداز ہونے والی صلاحیت۔ پہلے سفر کابل کے موقعہ پر کسی سے ملنے اور اطلاع دینے سے گریز کا عزم لئے دو چار دن کیلئے سیر و تفریح اور بے تکلف ماحول میں گذارنے کا فیصلہ کیا واللہ اعلم خبر خانقاہ تک کیسے پہنچی گھوم پھر کر ہوٹل آئے تو کمرہ کھلا پایا اور سامان سفر بیگ وغیرہ غائب، پریشانی میں ہوٹل انتظامیہ سے رجوع کیا پتہ چلا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نسبی اور روحانی جانشین نے خود تشریف لا کر کمرہ کھلوایا اور سارا سامان اٹھا کر لے گئے ہیں اور ہمیں حکم دے گئے ہیں کہ انہیں فوراً میرے گھر خانقاہ پہنچا دیا جائے۔ جن تکلفات سے بچنا چاہتے تھے یاروناچار سرنگون ہو کر خانقاہ پہنچے۔ دو چار دن انکی شفقتوں مہمانی نوازیوں اور مجالس علم و عرفان سے محظوظ ہوتے رہے اور اس دوران ان کے قابل و فاضل فرزند جناب اسماعیل جان صاحب گاڑی لئے خود اطراف و اکناف کی سیر کراتے رہے اس دوران پل خمری وغیرہ کے علاوہ غزنی میں قائم ان کے ادارہ نور المدارس کا سفر بھی کرایا جہاں علماء اساتذہ اور طلبہ نے بے پناہ پذیرائی سے نوازا۔ اسی سفر میں انکی رہنمائی میں غزنی میں سلطان محمود غزنوی حکیم سنائی وغیرہ اکابر کے مزارات پر حاضری کی سعادت ملی۔ برادر مکرم مولانا قاری سعید الرحمان مرحوم اور عزیزم شفیق فاروقی رفقاء سفر تھے۔ اس ملاقات کے بعد حضرت مرحوم سے تعلق وارتباط میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ جن کا انکے خطوط سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کابل پر روسی عفریت کی یلغار کے بعد اہل دین و دانش علماء و مشائخ کی ابتلاء اور آزمائش میں حضرت مجدد سرہندی کے وارث اس گھرانے نے اپنے عظیم مورث کے روایات قید و بند کو تازہ کیا۔ روسی درندوں نے خانقاہ کو تہس نہس کر دیا اور اس کے عظیم مکین کو ان کے سارے صاحبزادگان محمد اسماعیل، محمد اسحاق، محمد یعقوب اور خاندان کے ساتھ اٹھا لیا۔ پچاس ساٹھ افراد کا یہ خاندان کہاں گیا آسمان نے اٹھا لیا یا انہیں زمین کھا گئی۔ روس کے خونخوار درندوں کے ہاتھوں پورے خاندان نے قید و بند کے دوران جام شہادت نوش کیا معلوم نہیں سنٹرل ایشیا کے کن ریاستوں میں اور کہاں یہ گنج ہائے گرانمایہ آسودۂ خواب ہے مدتوں کوئی اطلاع نہ ہونے کے باوجود میرے نام کسی روسی ریاست سے حضرت سے منسوب ایک خط ملا جس میں کسی جیل میں اپنی زندگی کی اطلاع دی گئی تھی مگر خط کی اصلیت مشکوک تھی۔ اس دوران جناب نواز شریف وزیر اعظم بنے اور روس کے ریاستوں میں جا رہے تھے میں نے ان سے ذکر بھی کیا کہ وہاں کچھ تحقیق کروائیں۔ انہوں نے اپنی عادت کے مطابق اس معاملہ کو بھی غیر سنجیدگی اور ہلکے پھلکے انداز میں لیا۔ میں نے از خود بھی ویزا کیلئے رابطہ کیا تو بعد میں روسی سفیر نے کئی جگہ میرے اس ارادہ کا یہ کہہ کر مذاق اڑایا کہ سمیع الحق قیدیوں کو چھڑانے کیلئے ویزا مانگ رہا ہے۔ حضرت مرحوم کی پورے خاندان کے ساتھ یہ قربانی کربلا کی تاریخ دہرا گئی کہ وہاں صرف ایک امام زین العابدین معصوم بچے کے شکل میں بچ گئے اور یہاں ایک شیر خوار بچے کو صاحبزادہ امین جان کی شکل میں اللہ نے بچایا کہ کسی خادمہ نے درندوں سے بچا کر اور کسی کونے کے کوڑا کرکٹ میں چھپا لیا۔

(۲)

(حضرت نور المشائخ کے مختصر ارشادات، جو علمی روحانی اور اجتماعی شان پر دلالت کرتے ہیں)

مختصر از ارشادات شیخ الاسلام حضرت مولینا نور المشایخ رحمته الله تعالیٰ علیه

ولادت با سعادت نو ر المشایخ در سال ۱۳۰۰ هجری قمری

حضرت شان از پیشو ایان بزرگ اسلام و افغانستان بو دند. استاذ عالی منزلت در علوم منقول و معقول و صاحب ارشاد و کامل در طریقه نقشبند یه و مبین حقایق معارف روحانی بو دند. خدمات بزرگ اجتماعی اعتلای مسلمین و دین مبین اسلام در ایام حیات خود انجام نمو دند. در محاربه استرداد استقلال افغانستان مهم بزرگ داشتند که بلقب نور المشایخ و نشان المر عالی نایل گر دید ند در جنگ نجات وطن برای استقرار صلح و آرامش رول مهم بازی نمودندنشر علوم و ثقافت اسلامی خدمات قابل قدر را انجام دادند. چنانچه دار العلوم نور المدارس از بنا های عالی ثقافتی جناب شان میبا شد.

اینک بعض از ارشادات و ملفو ظات حضرت شان راکه دلالت بر مقام علمی و اجتماعی شان مینما ید بخوانند گان تقدیم میکنم:. ۱ ـدر شرو ع جهاد استقلال فرمو دند فقیر بهمه برادران و خواهران دینی ملی و وطنی خود بواسط کلمه طیبه لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اعلان میکنم تابعون الله. و همکاری ملت مسلمان و غیور افغانستان ازا نگلیس استعمار پرست استقلال کامل افغانستان رابد ست آرند. امروز ملت مسلمان افغانستان استقلال خود را به فدا کردن نفس، مال، اولاد و عیال بدست میآرند تا ملت افغانستان بحیث یک ملت دارای جرأت کامل در نیای بشریت زندگانی محمود و آزاد نما یند. (۱ ۱ شعبان ۱۳۳۷ قمری (اشک غم)

درلویه جرگه سال ۱۳۲۰ نورالمشایخ فرمودند: بهمه معلوم است که افغانستان ملت باشرف با دیانت و غیر تمند بوده همیشه شجاعت اسلامی خود رانشان داده و حس آزادی خود رابا ثبات رسانیذ ملت افغانستان حاضر هستند که حقوق خودرابا تمام قوامی مادی و معنوی خود تا آخرین قطرهٔ خون خود محافظه کند. همیشه زندگانی آزاد و مستقل نموده آینده هم متحداً زندگانی آزاد و مستقبل خواهند کرد. (کتاب لو یه جرگه ۱۵ عقرب ۱۳۲۰ هجری قمری)

نورالمشایخ درسال ۱۳۶۹ هرق در بارهٔ اتحاد ملت اسلامی افغانستان فرمودند: امروز و دنیای اسلامی از مهترین مسائل در عالم سیاست مو ضوع اتحاد ملت اسلامی افغانستان ملت واحد هستند و حیات شان به همین جذبه اخوت اسلامی متمکن است امتیاز نسل فرق رنگ و وضع نمیتو اند که

بنیاد اتحاد ملت اسلامی افغانستان رامتزلزل سازد. من امید وارم اگر ملت اسلامی افغانستان خاصتاً طبقه جوان مسلمان همیں عقیدۂ اتحاد دینی و برادری راملحوظ خاطر دارند از تمام پیشر فتهای که بشر بدان احتیاج دار د بهرۂ کامل بدست می آرند. (کتاب حیات نورالمشایخؒ)

حضرت نورامشایخ درسال ۱۳۲۸ در لویه جرگه منعقدۂ جلال آباد درحصۂ برادران پنبتو نستان فرمودند: زه مسلمان پښتون یم او دتمام عالم اسلام اتحاد او افتخارزما آرزو دي خاصتاً زه د خپل پښتونستاني ورونو عزت او لو ريتا غوا ړم اوله خدائي نه امید کوم چه وزموبز پښتو نستانی وورنه اخپل آزادي مطالبه غز په صورت د اتحاد او اتفاق دنیای بشریت ته ورسو ي. تل دي وي ژوند ي زمو بز مسلمان پښتانه، او لوړ دي وي د افغانستان اسلامي بیرغ. (اخبار هیواد)

حضرت مولیناً نورالمشایخؒ در افتاح نورالمدارس فرمودند: دین اسلام بر جهان سایه تمدن اسلامی را از طریق علم افگنده و خط سیر تمدن راتعیین کرده سپس ازاین نیز بر دینا نفوذ داشته و در تمدن آن تاثیر بارزی خواهد کرد تاخداوند جلة عظمتة نور خود را بر جهان تمام نماید نفوذ علمی و سیاسی و اقتصادی اسلام درگذشته و آینده که پر تو افگند بدین جهت است که او دین حق راپد ید آورد. زیر اتمدن اسلام بر اساس معنویت استوار گر دیده ابن آدم را دعوت میکند که واسطۂ خود را باوجود اوراک تحند ومقام خود را ور مرکز. هستی بشنا سد و به تهذیب روح و تطهیر قلب مبیشتر متوجه شود، روح و عقل خودراباmبادی اخلاق مانند برادری و پرهیز گاری محبت و قناعت استوار میسازد وزندگانی اقتصادی خود را مطابق آن مرتب نماید. من گفته میتو انم هیچ قانونی با نداز ۂ قرآن انسان رابه نیکی و فضیلت و برتری علمی ترغیب ننموده و هیچ اساسی به اندازۂ سنت اسلامی روح انسانرادر مراحل کمال بلند نبرده واز جنبۂ برادری و برابری، محبت و اتفاق و عدالت و تدبیر اقناع کننده بیان نه نموده. امید است که تربیت یا فته گان این دانشکدۂ دینی در افغانستان بتو انند تأمین عدالت اجتماعی و نشر ثقافت اسلامی رابر اساس تمدن اسلام نمایند.

حضرت نورامشایخ که مؤسس مجلۂ حي علی الفلاح بو دند در اان میفر ما یند: (در جو ز ای سال ۱۳۱۰)اهل قبله رابر ادر و جامعۂ بشر را دوست داراست این مجله میخو اهد ید ای برائے عموم انسان به تخصص اهل ایمان خدمت نماید اشتباهات را در مسائل اسلام خواه عباداتی باشد خواه اخلاقی خواه اجتماعی باشد خواه سیاسی و خواه اقتصادی از خواطر عوام و خواص مطابق دلایل عقلی و نقلی تمدن اسلامی را معین و عقیدۂ تو ده راکامل بگر داند. مجله حی علی الفلاح. ملفوظات حضرت مولیناً نورالمشایخ رحمته اللّٰه علیه: ۱. در اهمیت، علم و ضرورت علم نه اختلافی است و نه انکاری. هر فرد انسان ولو کافر هم باشد بضرورت علم و دانش و عرفان قایل و به اهمیت آن حالی است.

۲. ایمان بوجود حضرت خداوند جل و علی شانهٔ سکون روحی و متانت و جدان و تنویر قلب و ثبات و عزم و صبر و حو صله رابارمی آرد.

۳. مسلمان اگر میخواهداز خوبی های حیات اجتماعی و فردی بهره و ر باشد اسوهٔ حسنهٔ پیغمبر علیه الصلوٰة و اسلام راسر مشق زندگانی قرار دهد.

۴. مسلمان بدون عقیده باسلام و عقیده بدون عمل بدستورات دینی نتیجهٔ مثبت درحیات اجتماعی نمید هد.

۵. اسلام افکار و احساسات را با قواعد علم و عقل ارتباط مید هد.

۶. انسان عالم از تمام کیفیات حسنه زندگانی حیظ کامل بدست میآ رد.

۷. شخصیکه زندگانی باسعادت را طالب است در زندگانی خود اگر برمرگ مواجه گرد د افتخار بکند.

۸. تصوف در اسلام یگانه حامی اخلاق و باعث عشق بخدا ج، و پیغمبرؐ و مئوید بر تری های کرامت انسان میبا شد.

۹. تکمیل ایمان مربوط بحصول علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین میا شد.

۱۰. رحمتهٔ للعلمین علیه الصلوة والسلام یگانه رحمتی است که سعادت بشر رابد ون تفرقهٔ نژادوررنگ بوجود آورده.

۱۱. مومن بهر کجا باشد یک فرد است که ازملت اسلامی جد ا نمی شود خوشبختی و مصلحت او خوشبختی و مصلحت ملت اسلام است.

۱۲. رشوة امنیت را برهم میز ندو نفاق و شقاق راتو لید میکند.

۱۳. عشق و علاقه قلبی به اساسات دینی و معنوی سبب تنویر فکری گردیده و تهذیب اخلاق رابارمی آورد.

درقضیهٔ فلسطین فرموده بودند قضیة الفلسطین والارض المقدسة من مسائل الذی کان مربوطة بحیات المسلمین العالم و هذا العدوان عد وانا علی المسلمین العالم.

نمونهٔ از آثار منظوم:

علم است باعث شرف و افتخار مسلمین ۔۔۔ دارد زمانه فیض ز افکار مسلمین.

روشن ز معرفت آمده عنوان مسلمین ۔۔۔ گل رنگ گرفته زبو ستان مسلمین

درروز ازل چو آتش عشق افروخت ۔۔۔ شق هنر عشق ز معشوق آموخت

از مرتبهٔ ذات سرزد این عشق و داد ۔۔۔ تاشعله ز شمع بر نخواست پروانه نسوخته

جان نثاران راز هی محمود موت ۔۔۔ بزدلان رامی بود مردود موت

موت راآغوش کیف زندگی زندگی را منزل مقصود موت

حضرت نورالمشایخ رحمته اللّٰہ علیه در سال هزار و سه صد و هفته و شش هجری قمری در کابل رحلت نمودند و در خانقاه مجددی عمری قلعه جواد مدفون گردیدند.

تاریخ وفات : ا به بسیت و پنج محرم شداوبحق و اصل)

(آمریت اعلی مدرسهٔ نورالمدارس فاروقی قلعهٔ اجواد) خانقا مجددی عمری

(۳)

(ولادت باسعادت نبوی ﷺ کی مناسبت سے خانقاہ مجددیہ کا نذرانۂ عقیدت O اکابرین امت کا حضور ﷺ کو خراج تحسین)

ای شب میلاد تو عید نجات جنسی بلندی بجهان هر چه هست

یا فته از عید تو دنیا حیات پیش بلندی تو گر دیده پست

فضیلت پناه مولانائے محترم السلام علیکم به مناسبت تقریب مولود مسعود هدیه خانقاه مجددی عمری قلعه جواد کابل

ادب گاهیست زیر آسمان از عرش نازکتر

نفس گم کرده می آید جنید و بایزید اینجا "نظیری"

در اوایل قرن ششم میلادی عالم بشریت را ظلمات الحاد واستبداد د دهریت و شرک فرا گرفته بود و تاریک ترین مناطق آسیا وسطی جزیرة العرب بود اما خورشید ی از آنجا ظهور فرمود و جهان و جهانیان رابنور هدایت برافروخت و آب حیات اسلام راکه سلامت عالم در آن مکنون بودود رهمان ظلمات تاریگستان بوده د رثوره زار هامی جاهلیت جو یان داد زمانی بود که عقول مجرده با خاکیان نا مجرد قطع افاضه و افاده نموده بودند متفکر ان عالم انسانیت رانه شمعی که پیش پائي‌عقل گذاشته و بوسیله آن راه را از چاه تمیز کنند نه رهنمای که دست ارادت بدستِ حق پرست اوبدهند تابه شا راه هدایت و آدمیت رهنمو نی شوند.درهمان لخطات مملو از اضطراب و آوان پر ثور انقلاب بود که ناگاه غرفه از نور هدایت از ظلمت کده عالم سفلی بشگافت واز تحت ابر هامی تیره و تار جاهلیت روزنی مقدسی نمودار گشت درافق بی فروغ شرق نجم عالی و برتری بدر خشید و بدر تمام مجلس گشت ذات مفتخر موجودات سید و رهنما ی کائنات.

حبیب اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ بصفت پیغمبر اولو العزم و خاتم النبوت مبعوث گشت.بلی بلغ العلیٰ بکماله،کشف الدجی بجماله. حسنت جمیع خصاله، صلو علیه و آله، جهان تاریک رابنور فیاض خویش منور ساخت. خرافات هائي اجتماعی و فردی رابر داشت و هدایت های اجتماعی و

فردی را استقرار داد جماعه که در ظلمات شرک و جهل کور کورانه زیست میکردند باثر ابقای هدایت های آن ناجئی بشریت علیه افضل التحیة پیشوایان ممالک و مربی های رسیده. ملتها شدند. از انعکاس انوار قدسیش دنیای بشریت بنور توحید و علم و مدنیت و مهذبات اخلاقی منور و نورانی گردید.

بلی. مومن یهی ما، محمدً پیغمبرما، محمدً، رهنمای ما محمدً، هادی ما محمدً، ناجی ما محمدً، مقصود ما محمد صلوٰات اللّٰه علیه.

چه جنبشی است که از غایت جلالت و قدرلباب جمله تو اریخ درجهان آمد" ابن عمر"

اصدق الکلام: هر یک از آن گنجی از حکمت و دری از دریا ی معرفت است: و لکم فی رسول اللّٰه اسوة حسنه "قرآن مجید"

۱. همان است که خداوند جلشانه نخوت جاهلیت و فخر به پدران و نیاکان رابه نیروی دین اسلام برداشت همه مردم اولاد آدم اند و آدم از خاک هست کسی رابر کسی فضیلت نیست مگر به تقویٰ.

۲. عقل گو هر یست که بد آن روش نیک و جنت ور ضای خداوند بدست می آید.

۳. خوب نیست گفتار پسندیده که با کردار تو اُم بنا شد.

۴. نیک نیست و طنی که در آن آسایش و خرمی مر دم نبود.

۵. هیچ بینو ائی بد تر از نادانی نیست:

۶. هیچ بزرگواری چون حسن خلق نیست ۷. آفت سخن درو غ است.

۸. از گدائی دوری کن ترا برای زبونی آماده می سازد

۹. طلب علم هر مرد مسلمان وزن مسلمان فرض است.

۱۰. دانش را بو سیله نو شتن نگهدارید که همیشه باشد

۱۱. بهتر مر دمان کسی است که در بلندی فر وتنی کند و در بینیا زی پرهیز گار با شد ودر نیر و مندی میانه رو باشد و در توانائی بر دهٔ بار باشد

۱۲. مسلمان کسی را گو یند که مسلمانان از شر دست و زبانش آسود، باشند.

۱۳. آنچه راکه برخود نمی پسند ی بد یگر ی مپسند

۱۴. بد ترین پیشه ها سود و رشوه است

۱۵. رأس همه حکمت ها معرفت خدا است

۱۶. خو شنودی پر ور دگار در خوشنودی پدر و مادر است

۱۷. کسی که ناروای قرآن را ر وا شمرد بقرآن ایمان ندارد

۱۸. رسته کاری در صدق است و تباهی در دروغ و ریا

۱۹. هر که خود را شناخت خدا را شناخت

۲۰. دوست دار برای برادر خویش آنچه را برای خود دوست داری پس هستی بزرگترین مردم.

۲۱. با ظالم مقاتله کن و عادل را احترام نما ۲۲. نظافت از ایمان است

۲۳. کاسب دوست خدا است

۲۴. دین تعظیم امر خدا است و شفقت بر خلق اللّٰه.

۲۵. چار چیز را پیش از چار چیز غنیمت دان جوانی را پیش از پیری صحت را پیش از بیماری. غنایت را قبل از آنکه مسکین گردی. وزنده گانیت راپیش از آنکه بمیری

۲۶. حقوق زنان را محترم دانید ۲۷. مسلمانان همه و جود واحد هستند

۲۸. ایثار نفس و مال در اعتلای اسلام از فرایض است

۲۹. خدارا چنان عبادت کن که گوئی اور امی بینی اگر تو اور ا دیدار نکنی اوبر تو نگران است

دین تواز مطلع انوار غیب شست ز مرأت جهان زنگ وعیب.

دانا یان راز و مومنان با نیاز و گرویده گان بارگاه رسالت چه متعین و زیبا فرموده اند.

۱. ابو حنیفه: اساس محمدیﷺ بشر را از آنعام میت نجات داد.

۲. امام غزالی اگر خاتم النبین مبعوث نمی شد فریزهٔ ،کرامت انسانی محوه و نابود میگشت

۳. ابن رشد ناجی حقیقی حضرت انسان از تمام پستی ها پیغمبر اسلام است.

۴. الکندی پیغمبر اسلام حق فرد را محفوظ اعلان کرد و جزء دین قرارداد.

۵. خاقانی درپیش تو ای طبیب عالم. هارون کو بیست پور مریم

۶. شیخ عبدالقادر جیلانی سبب ظهور معرفت ذات خدا وجود محمد است.

۷. شیخ احمد مجدد الف ثانی خدارا دوست دارم از آنکه رب محمد است.

۸. سید جمال الدین پیغمبر اسلام یگانه ذاتیست که بدون تبعیض عدالت رابر همه انسان هایکسان تطبیق نمود فدایش جان من.

۹. سعدی قدر فلک راکمال و منزلتی نیست. از نظر قدر باکمال محمد

۱۰. نظامی هر که پنا هیم توئی بی نظیر. در که گریزیم تو ئی دستگیر.
سکه تو زن تاامراء کم زنند. خطبه تو خوان تا خطباء کم زنند.

۱۱. پیر انصار عبداللّٰه محمد عربی و مصطفیٰ هاشمی کل کمال و جمله جمال قبله

اقبال و پایه افضال است. خرد راجان. و جان راداتش دل را امید
وسرورا آرامش.

۱۲. حکیم سنائی آمد اندر جهان جان هر کس جان جا نها محمد آمد وبس.
چون تو بیماری از هوا و هوس. رحمت العالمین طبیب تو بس.

۱۳. شیخ الهند محمود الحسن به بعثت پیغمبر اسلام در دنیا ی انسانیت سرچشمه از نور بنام دین
پدید گشت

۱۴. نورالمشائخ فضل عمر ایمان کامل بذات محمد رسول الله قدر انسان رابالا می برد و
قلب مومن راز چرکی هائی طمع و حرص وسایر صفات زشت و
پلید پاک می سازد

خاتمه از جامی:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من و جهک المنیر لقد نورالقمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه — بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

مسکة الختام اقبال

ای ظهور تو شباب زندگی — جلوه ات تعبیر خواب زندگی
ای زمین از بار گاهت ارجمند — آسمان از بوسه بامت بلند
شش جهت روشن ز تاب روی تو — ترک و تاجیک و افغان وعرب هندوی تو
در جهان شمع حیات افروختی — بنده گان راخواجگی آموختی
سوختی لات و منات کهنه را — تازه کردی کاینات کهنه را
ای تو ما بیچاره گان راساز و برگ — و ارهان این قوم را از ترس مرگ
تادم تو آتشی از گل کشود — توده های خاک را آدم نمود،
درعجم گر دیدم و هم در عرب — مصطفی نایاب و ارزان بو لهب
مسلم از سرّ نبی بیگانه شد — باز این بیت الحرم بتخانه شد
قم باذنی گوی و اور ازنده کن — دردلش اللّٰه هو رازنده کن
با فلک گویم که آرامم نگر — دیده نی آغازم انجامم نگر

اللهم صل و سلم و بارک علیه

بمصطفی برسان خویش راکه دین همه اوست — اگر باو نرسیدی تمام بو لهبی است

هدیه خانقاه مجددی عمری قلعه جواد کابل ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۱

(۴)

(علمی ومطالعاتی زندگی اکابر امت اوراساتذہ کے بارہ میں تاثرات موجودہ دور کے چیلنج اوراسکے تقاضے)

۴شوال المکرم ۱۳۹۱ھ

فضیلت پناه دانشمند گرامی مولوی سمیع الحق صاحب، صاحبِ امتیاز جریدهٔ الحق.

مکتوبِ محبت اسلوب مواصلت نمود بدواً. تو ضیح میکنم که سبب تاخیر جواب آبنود که فقیر بطرف ولایت غزنه و بعض کارات مدرسه عالی نورالمدارس فاروقی سفر نموده بودم. در نامهٔ گرامی پوزش چند نموده بو دند میدانم که وجدان سلیم شما از حسنِ ظن که بمن دارید این پرسش هارا از قریحه بقلم و از قلم بقرطاس حواله نموده اند اما حیات پر شورویی انجام من قیمت آن راندارد که نظریات خویش رانسبت تعین بعض جامع علمی و با شخصیت هائے بر جسته عرفانی تو ضیح دهم و یا از نقطه نگاه حیات اجتماعی عالم اسلام از حیث تاثیر سلسله ژور نا لستی که اذهان و افهام را تر بیه و تنبیه می نماید اظهار نظر یه نما یم چون سوال فرموده اندبجواب می پر دازم.

اول: درحیات خوشگوار و با سعادت که درد وحهٔ عالم علم سپری نموده و می نمایم و درحیاتِ بر زخ نیز از آن بعون اللّٰہ تعالیٰ بر آن حسنِ خاتمه استفاد خواهم نمود، طمانیت قلبی و تقویه و جدان مراکه بارمی آور د همانا درتفسیر قرآن عظیم الشان ابن کثیرو معالم التنزیل است و درسلسلهٔ حدیث علاقه من با بخاری و مسلم و مستدرک حاکم نیشا پوری بو ده و درفقه و هدایه و فتح القدیر که در سلسلهٔ فقه یا حقوقِ اسلامی بدان من زیاده تر دل پسند بو ده و درمعانی مطول رابا تلخیص پسند دارم در تشریع اسلامی تو ضیح و از متو ا خات جدید تاریخ تشریع اسلامی راکه سه نفر متولف صاحب قلم مصری جمع نموده اند مرا مخطوطه می نماید درتصوف که دارائی دو مکتب است. اول و جودی عشق و علاقه "بانصوص الحکم ابن عربی و مثنوی مولانا بلخی رومی دارم در مکتب شهودی تلمیذ مکتوبات امام همام مجد د الف ثانیؒ می باشم و بدان افتخار می نمایم. در تاریخ علامه ابن خلدون رابسیار دوست داشته و الحق که درین فنِ استاد کامل می باشد و درادب عربی ابن مقفع و امام بصیریؒ رادر متقد مین امتیاز می دهم و در طبقه حالیه مرحوم شوقی بیگ مصری راستائش می کنم و درادب فارسی با سعدی و نظامی و جامی هر دی و واقف لاهوری و عرفی را می پسندم و تخصیص خاص بمقام ادبی مولانا عبدالقادر بیدل قائلم در کلام و فلسفه حجة الاسلام غزالی و علامه ابن رشد فلسفی را با کمال احترام می ستائم البته علم بردار ثقافتِ اسلامی در فلسفه و کلام بو ده اند هر کدام ازیں شهسوارانِ میدآن با صفائی علم و دانش شانِ خاص داشته و درفنون مختصر خود ها تو انستند

کہ از موضوع علم و تعریف علم و تبصرہ ھائے بارعہ در آں علوم و اجتهاد یات جامعه و در آں فنون باتوان کامل و تدبر علمی که شامل تمام نکات رسیده علمی بوده معرفت رادارابو دند واز منطق رسائی دانائی کارگرفته اندر حمتِ خاص خداوند جل شانهٔ روان ایں برگزیده گان معارف اسلامی باد خصوصیات ایں ذوات عالی مرتبت آنست که هرفن راچناں شرح و بسط دا ده اند که تمام طبقاتِ علمی امروزه بمقام علمی شان معترف بوده به آوازِ بلندمی گویند هر فن راکه تخصیص دا ده اند کما هو آں را کمیتاً و کیفیتاً در رشته تصنیف و تالیف آورده اندواز اصل موضوع خارج نه شده تحقیقاتِ بلند و تدقیقات ارجمند شان در هماں موضوع که فرموده اندتما ماً متکی بر قوایم علمی بوده جزاء اللّٰه عنا وعن سائِرا اهل العلم خیر الجزاء.

دوم: درحصه جرائد و مجلات که طبعاً دران از چندیں جهت هائی اجتمائی بحث میشود مثل سیاست و اقتصاد و اخلاق و تحریک مسائل که احساسات یک ملت رابظهورمی آوردان را اگر ردحیات بگویم بعید نیست و درد نیا امروزه اسلامی بیشتر دلچسپی من بجریده المسلمون از قاهره نشرمی شود بوده و سپس روزنامه الندوه عربیه راقابلِ قدرمی دانم واز مجله ها ی تجلی دارالعلوم دیو بند و مجله پیامِ حق که از کابل نشرمی شود آں رامفید می دانم ومجله الحق راکه در لسان ادبی اردو خدمت در شقوق حیات اجتماعی اسلامی و سیاسی اسلامی می نمایدمی ستایم منکه تخصیص برائے ایں روزنامه ها یا مجلات قائل شده ام هدف من تنها و تنها اینست که نشرات آنهاد ر جنبه هائے سیاسی و اجتماعی و اقتصادی و رو حیات از کلتور واد یا لوجی اسلام مستقلاً پیروی نموده دولتِ خانگی خود رابه نسل و جنیل آئنده اسلامی معرفی می نمایند، زیرا امروز فرض نخستین است تا ابنائے مسلمان از استقلال علمی و سیاسی و اقتصادی به اساس یک منطق قوی واقف شوند کلتور اسلام در تمام شقو ق حیاتیه بنی نوع انسانی مستقل بوده و گاهی از مکتب هائے امپریالیزم ویامتریالیزم پیروی نموده حقوق سیاسی، حقوق اقتصادی، حقوقِ ملی، حقوق جغرالیائی همه رابطور خاص و منطق قوی و استقلال علمی بیان می نماید که بر هر انسان داناو صاحبِ ضمیر روشن معلوم و هو یداست.

سؤم: مسئله که مربوط به حیات شخص من است ، نسبت به حوضه هائے علمی است، البته من علاقه زیادبدار لعلومِ عربیه کابل و بدرسگاه خانقاه عالیه مجددی دارم. عمر یه بهر و رو خطهائے نیک ظاهراً او باطناً حاصل نموده ام اگر برتن من زبان شود هر موئے یک شکر وي از هر زر نتوانم کر د، خاصتاً ذره نوازیٔ و تربیه ظاهری و باطنی که از حضورِ مقدس حضرت شیخ الاسلام مولانا و مرشد نا نورالمشائخ قدس سرهٔ که پیشوائے ظاهری و باطنی من است، بدست آور ده ام زبان قاصر من و قلب کا سر من نمی تواند شکریه آں احسان را ادا نماید بلے می توانم که بگو یم بخدار هنمائی من

است و در طریقِ علم و معرفت استاد و پیشوائے بر گزیده من بلے که من اُورامریدم او بمعنی هست پیر من.
دیگـر اسـتـاد بزرگوارم شیخ الحدیث و التفسیر مولانا یا ر محمد صاحب ورد کی رحمته اللّٰه علیه که صدر دارالعلوم عربیه کا بل بو دند و در حصه تفسیر موضح الفرقان بزبانِ پشتو حصه بزرگ داشتند گا هے مقامِ علمی شان را فراموش نمی توانم بهترین مقاماتِ آخرت رابرائے آں استاد بزرگوار طالبم.
چهارم: به عقیده من امروز بهترین نظریه برائے ارتقائے ملتِ اسلامی آنست که ملتِ اسلام خاصتاً طبقه جوان باید سرمایهٔ کامل از ثقافت و کلتور اسلامی بدست آرند واز انکشافات علمی حدیثه از طریق تکنالوژی عصری باید کاملاً و آگف باشند البته وظیفه مهم علماء و رهنمایان اسلامی امروز آنست تا اساسات علمی و ثقافتی اسلامی بر اساس منطق علمی امروزه تدوین نموده برایں تعلیم ابنائے امروزه اسلامی بهترین ارمغان اسلامی راتقدیم کنند و باید ایں تدوین در تمام شقوق علمی اسلامی متکی بر اصولاتِ قولی معنوی معقول و منقول بو ده درعین حال مراعات حسنِ انشاء و طرزِ تفهم موضوع علمی بر اساس کیفیات علمی باشد که زیاده تر بر بدیهیات و مشاهدات متکی بو ده ودارائی دلائل باشد که آں دلائل را افکار منور و عقول سالم عقلاً و عملاً قبول نمایند و نیز در مسائل که قرآن عظیم شان در حصه تکوین و کیفیات، کائنات سفلی و علوی ارشاد می نمایداز امعان نظر صائب کار گرفته صورتِ تدوین آں را دریک فارمول جامع علمی ترتیب نموده بعالم علم و دانش عرضه نمایند البته بعقیده من بدواً درایں مرحله یک میتنگ بزرگ علمائے موجوده اسلامی ضرورت است دریں مورد که امروز احتیاج بزرگ بداں عالمِ اسلام دار د حرکت مثبت علمی بو جو د آید من یقین دارم اگر ایں سلسله ازیک تو آفقِ سالم و صداقت کامل انجامِ شود مشکلات امروزی عالمِ اسلام که از حیث بعض اسرار غامضه علمی بو جود آمده و در دنیا کنونی ملتِ اسلام بحیث یک ملت ذی علم و معرفت که سزا دار مقام مسلمین است اثبات و جود خواهند نمود.!
ایں بو د نظریه من که بجناب شما مختصراً توضیح نمودم. ع
گر بگویم شرح ایں بے حد شود (فقیر محمد ابراهیم المجددی ابنِ عمرؒ)

(خط کا ترجمہ)

محبت نامہ نے نقشۂ وصال سامنے کیا۔ سب سے پہلے تاخیر جواب کا سبب واضح کر دینا مناسب ہے۔ فقیر مدرسۂ عالیہ نورالمدارس فاروقی (واقع شہر غزنی) کے بعض اہم کاموں کے لیے غزنی گیا تھا۔ آپ نے مکتوبِ گرامی میں اپنے وجدانِ سلیم کے پیش نظر مجھ پر حسنِ ظن فرماتے ہوئے چند سوالات بوساطتِ قلم زیب قرطاس فرمائے ہیں۔
میری پرشوراور بے انجام زندگی اس قابل نہیں کہ اپنے نظریات کو بعض علمی زاویوں یا ممتاز شخصیتوں میں متعارف کرانے کی جسارت کروں یا عالمِ اسلام کی اجتماعی زندگی کے گہرے تاثرات کے نقطۂ نگاہ سے جولوگوں کے اذہان وافہام کی تربیت کرتی ہیں، اپنے نظریہ کی نشاندہی کر

سکوں۔تاہم حسب تعمیلِ حکم سوالات کے جوابات تحریر کررہاہوں:-

(۱) اولاً یہ کہ خوشگوار اور باسعادت زندگی میں جو گلستانِ عالم میں اب بڑھاپے کی حالت تک پہنچادیا ہے اور جسے بفضلِ ایزدی حسنِ خاتمہ اور برزخی زندگی کو سنوارنے کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

فنِ تفسیر میں ابن کثیر اور معالم التنزیل نے اطمینانِ قلب اور تقویتِ وجدان کے ثمرات بخشے اور علمِ حدیث میں بخاری شریف اور مسلم شریف۔امام حاکم نیشاپوریؒ کی مستدرک سے پوری وابستگی اور تعلق ہے۔اور علم فقہ میں ہدایہ، فتح القدیر، فقاہت اور اسلامی حقوق کے اعتبار سے سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔اور علم معانی میں مطول کو تلخیص کے ساتھ پسند کرتا ہوں اور اصولِ فقہ میں جو تشریع اسلامی کا فن ہے اس میں توضیح، تلویح اور جدید تالیفات میں "تاریخ تشریع اسلامی نے مجھے محظوظ کیا ہے، جسے مصر کے تین مصنفوں نے مل کر تصنیف کیا ہے اور علم تصوف جس میں دو کتب ہیں، اول کتب "وجودی عشق" میں ابن العربیؒ کے فصوص الحکم اور مولانائے رومؒ کی مثنوی سے علاقہ رکھتا ہوں۔اور دوسرا کتب "شہودی" میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوباتِ گرامیہ کا شاگرد ہوں اور ان سے شرفِ تلمذ پر فخر محسوس کرتا ہوں۔اور فنِ تاریخ میں علامہ ابنِ خلدونؒ کی تاریخ سے بہت ہی زیادہ محبت ہے، اور حق بات بھی ہے کہ یہ کتاب فنِ تاریخ میں استاذِ کامل کی حیثیت رکھتی ہے اور عربی ادب میں متقدمین میں سے ابن مقفعؒ اور امام بوصیریؒ کو تمغۂ امتیاز دیتا ہوں اور دورِ حاضر میں مرحوم شوقی بیگ مصری کا ثناخواں ہوں، اور ادبِ فارسی میں سعدیؒ، نظامیؒ، جامیؒ، ہرویؒ، واقف لاہوری اور عرفی کو ترجیح دیتا ہوں۔اور ادبی مقام میں خصوصی طور پر مولانا عبدالقادر بیدل کا معترف ہوں۔اور علمِ کلام و فلسفہ میں حجۃ الاسلام امام غزالیؒ اور علامہ ابنِ رُشد فلسفی کو پورے احترام کے ساتھ حق مدح سرائی اور خراجِ تحسین ادا کرتا ہوں۔

یقیناً یہ حضرات اسلامی ثقافت کے فلسفہ و کلام کے علمبردار تھے اور در حقیقت یہ تمام اکابر علمی میدان کے شہسواروں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے علم و دانش کی روشنی میں اور اپنے خصوصی علوم و فنون جو اُن کو ورثہ میں نصیب ہوئے تھے۔(جس میں پوری دسترس اور کامل عبور رکھتے تھے) کو بیانِ موضوع اور تعریف اور بلند پایہ تبصروں اور مکمل و جامع اجتہادات سے آراستہ کیا ہے اور اپنے ان فنون میں پوری توانائی اور علمی تدبر و فراست (جو جملہ نکات پر حاوی ہے) کے اعتبار سے "دارا" تھے۔

خداوند قدوس جل شانہٗ معارفِ اسلامی کی ان چیدہ شخصیتوں کی ارواحِ طیبہ پر اپنی خصوصی رحمتوں کو نازل فرمائے۔ان بلند پایہ حضرات کی خصوصیت تھی کہ انہوں نے ہر فن کی ایسی تشریح کی ہے کہ تمام علمی طبقے ان کے علمی مقام و منزلت کے معترف بآوازِ بلند یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان نیک سیرت ہستیوں نے ہر اُس فن کو (جس سے ان کو خصوصی لگاؤ تھا) کماحقہٗ پورے کم و کیف کے ساتھ تصنیف و تالیف کی لڑی میں پرو کر اصل موضوع سے کبھی ادھر اُدھر نہ ہوئے اور موضوع سے وابستہ جو بلند پایہ تحقیقات و ترقیات کو بیان کیا ہے وہ علمی براہین اور بنیادوں پر مستحکم ہیں۔جزاہ اللّٰہ عنا و عن سائر اھل العلم خیرا لجزاء.

(۲) رسائل و مجلات کے سلسلہ میں وہ جریدے اور رسالے پسند ہیں جن میں سیاست، اقتصادیات، اخلاق اور ایسے مسائل کی تحریک جو وحدتِ ملی کے احساسات کو فروغ دیں۔اگر ان کو "روحیات" سے پکاروں تو یہ لقب بے جانہ ہوگا اور موجودہ اسلامی دور میں زیادہ تر دلچسپی "المسلمون" نامی رسالہ سے ہے جو قاہرہ سے شائع ہوتا ہے،

مجاہدین میں الحق کا مقام: بعد ازاں عربی روزنامہ "الندوہ" کو قابلِ قدر سمجھتا ہوں اور ماہنامہ "دارالعلوم" جو دیوبند سے شائع ہوتا ہے، نیز "پیامِ حق" جو کابل سے شائع ہوتا ہے اور (ماہنامہ الحق کی ستائش کررہاہوں جو اردو کی ادبی زبان میں ملت کی اجتماعی)

سیاسی شعبہائے زندگی میں اسلامی اقدار کی خدمت کر رہا ہے۔

میں ان رسائل و جرائد کی تعریف محض اس لیے کرتا ہوں کہ میرا مطمحِ نظر صرف یہی ہے کہ ہر قسم کے مجلات کی نشر و اشاعت سے سیاسی، اجتماعی، اقتصادی اور کلچر کی روح و نظریات و افکار میں اسلامی روح پیدا ہو، فرزندانِ ملتِ اسلامیہ کو اسلامی روایات و اقدار سے متعارف کرے کیونکہ موجودہ دور میں سب سے اہم اولین فریضہ یہی ہے کہ مسلمان پورے علمی، سیاسی، اقتصادی مسائل سے قوی دلائل کی بنیاد پر مسلح ہو کر اسلامی کلچرل کو افرادِ انسانی کی زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کریں اور سکولوں اور کالجوں میں امپریلزم اور ماتریالزم (مادہ پرستی) کے پیروکار نہ بنیں۔ سیاسی، اقتصادی، ملی اور جغرافیائی حقوق کو ایک خصوصی نہج، موثر بیان اور علمی سنجیدگی سے واشگاف کریں جسے ہر ایک دانشمند اور روشن ضمیر انسان سمجھتا ہے۔

(۳) تیسرا مسئلہ جو میری علمی زندگی سے وابستہ ہے۔ علمی چشموں سے سیرابی کی نسبت یہ ہے کہ میرا سب سے زیادہ تعلق دار العلوم عربیہ کابل اور خانقاہ عالیہ مجددیہ عمریہ کی درسگاہ سے ہے، میرا علمی سرمایہ علم و معرفت کے ان دو مرکزوں سے مستفاد ہے۔ باطنی حالات اور ذوقی کیفیات بھی عرفان کے اس مقدس مرکز خانقاہ مجددی سے دستیاب ہوئے ہیں۔ اگر میرے جسم کے تمام بال زبان بن جائیں تو ان مراکز کے لامتناہی عنایات و احسانات کا حق سپاس و تشکر ادا نہیں کر سکتے، خاص کر باطنی و ظاہری اصلاح و تربیت جو حضور مقدس حضرت شیخ الاسلام مولانا و مرشدنا نور المشائخ قدس سرہٗ (جو علومِ ظاہری و باطنی میں میرے آقا اور پیشوا ہیں) کی بدولت مجھے حاصل ہے۔

میرا قلب و دماغ اور زبان یکسر اس قابل نہیں کہ ان کی بے پایاں نوازشات کا سپاس ادا کرسکوں۔ ہاں **لما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ** کے مطابق مجھے یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ وہ علم و معرفت میں میرے استاد اور پیشوا ہیں، میں اُن کا مرید اور وہ میرے مرشد و آقا ہیں۔

میرے دوسرے استاد بزرگوار م شیخ الحدیث والتفسیر مولانا یار محمد صاحب وردگی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو دار العلوم عربیہ کابل کے صدر مدرس تھے اور تفسیر موضح الفرقان (جو پشتو زبان میں لکھی گئی ہے) میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ میں اُن کے علمی مقام کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو آخرت کے بہترین مدارج اور بلند مقامات پر فائز فرمادے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ میرے عقیدہ میں آج ملتِ اسلامیہ کی ترقی و بقا کے لیے بہترین نظریہ یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے نوجوانوں کو اسلامی کلچرل اور ثقافت کے مکمل سرمایہ سے بہرہ ور کر دیا جائے اور جدید علمی انکشافات، موجودہ دور کی ٹیکنالوجی سے کامل طور پر شناسائی حاصل کرائی جائے۔

البتہ آج علماء کرام اور راہنمایانِ اسلام کا اہم وظیفہ یہ ہے کہ ثقافتِ اسلامی کو موجودہ فلسفہ کی بنیاد پر مدون کر کے عصرِ حاضر کے نوجوانوں کو ارمغانِ اسلامی پیش کریں۔ اور اس امر کا خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ اس نئے تدوین میں علومِ اسلامیہ کے جملہ شقوق، ٹھوس اصول اور عقلی نقلی دلائل پر مبنی ہوں جنھیں روشن فکر، سلیم الطبع حضرات قبول کریں اور ان جدید کتب کی عبارات میں روانی، شستگی ہو، لہجہ عام فہم ہو، بدیہیات اور مشاہدات پر مبنی ہوں اور ان میں ایسے دلائل سے مسائل کو ثابت کیا گیا ہو جن دلائل کو عقلِ سلیم رکھنے والے حضرات از روئے عقل و دانش قبول کریں نیز اُن مسائل کو بھی ایک جامع فارمولے کے تحت جمع کریں جن کو قرآنِ مجید اور روایات میں تکوینی اور عالم سفلی، علوی کی کیفیات کو صراحتہً یا اشارۃً بیان کر دیا گیا ہے۔

البتہ میرے عقیدہ اور نظریہ میں یہ بات سب سے پہلے ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں اکابر علماء اسلام کا ایک اجتماع منعقد ہو جائے جس کی علمی حرکت اور نشاط پیدا کرانے کے لحاظ سے بے حد ضرورت ہے۔ اگر پورے خلوص اور صداقت سے یہ کام شروع ہو سکے تو عالمِ اسلام کو علمی و فکری پیش آمدہ جدید مسائل و مشکلات کا جواب دیا جاسکے گا، اور ملتِ اسلامیہ کو وہ علمی اور عرفانی مقام مل سکتا ہے جو اس کے شایانِ شان

ہے۔ یہ میرے خیالات تھے جو مختصراً جناب کی خدمت میں عرض کیے گئے

ع گر بگویم شرح ایں بے حد شود

(۵)

(عالم اسلام کے مصائب اور نجات کی دعا O ایک طالب علم کی سفارش)

ضیاء المشائخ مولانا محمد ابراهیم جان المجددی ابن عمر رحمته اللّٰه تعالیٰ خانقاه مجددی عمری قلعه جواد کابل. افغانستان

فضیلت پناه مولوی سمیع الحق صاحب ناظم مدرسه حقانیه السلام علیکم عافیت تان با جناب معظم مولانا صاحب کبیر عبدالحق صاحب مطلوب است. خداوند جل شانه عالم اسلام را از مضیق دینی و دنیوی نجات بخشد بمنه و کرمه. روزی محمد طالب العلم میخواهد درس بمدرسه حقانیه بخواند لطف شمارا درباره موصوف میخواهم. والسلام علیکم

(٦)

(مرکز دینی و علمی جامعہ حقانیہ شیخ الحدیث کے فیوضات عرفانی کی جنت ہے O
اس دانشگاہ کی خدمت کی توفیق حسنہ کیلئے دعائیں)

دوست محترم فاضل دانشمند مولانا سمیع الحق حفظه اللّٰہ تعالیٰ. نامه گرامی رسید سبب بهجت خاطر گردید احوال مامستوجب حمد و شکر است انشاء اللّٰه که صحت حضرت مولانا صاحب قدر البازغ شیخ عبدالحق دام برکاته روبهبود بوده و مسلمین و مسلمات آنوالا ازار شادات دینی آنها بهره والفر حاصل کنند و مرکز دینی علمی جامع حقانیه از پرتو فیو ضات عرفانی شان بحبوبهٔ نیک ثقافت اسلامی گرد سعی در ارتقاء ایدیالوجی اسلامی درایں دنیائے مادیت پرستی از بزرگترین عمل حسنه بوده بحضور خالق عالم جلت عظمتهٔ قدر عظیم دارد. الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح نص قرآن حمید و فرقان مجید است و ابائے مسلم بر اسوه حسنه محمدی علیه الصلوٰات والسلام هدایت نمودند. ازسنن حقه و عالیه دین حنیف اسلام است خداوند بجناب مولانا و آن عزیز و دیگر منسو بین این دانشگاه توفیق حسنه در طریق صراط مستقیم اسلامی عطا فرماید.

بما از فضل خداوند خیریت است و اوقات باوجود قلت بضاعة با سوة مقدسه اسلامی حتی المقدور سپری بگر دد گر چه لیاقت این رامدارد .اما امید وار رحمت و کرم او تعالیٰ بوده طالب عنایت از آن حضرت جلت عظمتهٔ که ارحم الراحمین است امیا شد بلے سے

لعل رحمته ربی حین یقسمها

تـالـی عـلـی حـسـب الـعصيان فی القسم

ارجـمـنـد مـحـمـد اسما عيل محمد اسحاق تحيه تقديم ميكنند. محبين گرامی او سـلام مسنونه تقديم نمايند. اللهم انصرمن نصر دين محمد ﷺ وجعلنا منهم والسلام عليكم

محمد ابراهيم جان مجددی ابن عمر

.-.

ڈاکٹر محمد یعقوب عمر مجددی شہید (ابن حضرت ابراہیم جان مجددی)

(۱)

۵۴/۲/۱۶ (الحق چراغ ہدایت ہے O کابل آمد کے موقعہ پر ملاقات نہ ہوسکنے کا افسوس)

فـضيـلـت مـآب جـنـاب مـولوی سـميع الحق صاحب السلام عليكم. صـحـت و عافيت آن برادر گرامی الـقدر از بارگاه احديت جل شانه. خواهانم. اميد دارم كه به كرم الهی(ج) صـحـت مولانا شيخ الحديث شرافت و فضيلت مآب جناب مولانا عبدالحق صاحب سلمه الله تعالیٰ عن البليات وباقی فاميلی محترم شـمـا خـوب بـاشدواين عاصی دارائی صحت بودها و حضور معظم مولانا صاحب قدر البازح حضرت ضياء المشائخ مدظله العالی صحت دارند جناب شان به كابل تشريف دارند چون آرنده رقيم هذا عازم آن ولا بـو دلـذا خـواسـتـم، نـوشـتـن چـنـد كلمه مصدع حال گرديده واز احوال صحت خود برائی آن دوسـت مـحـترم اطلاع دهم ضـمـناً ياد آور شوم كه مجله وزين و دينی الحق كه هميشه بنده از خوان آن عشـقـيـدی شـدم و مبـاحـث دينی علمی و اجتماعی رادربرداشت وهميشه برايم ميسر شد متأ سفانه از مـدتـی اسـت كـه بـرايـم نمی رسد خداكند كه مانع آن بخير باشد. مطالعهٔ مجله الحق برای همه مردم خـصـوصـاً مردم صوبه سرحد و قبائل چون چراغ هدايت است چه ميشود كه بعض مضمون های پشتو هـم راشتـه بـاشد كه از سالها است برای نشر مطالب دينی، علمی، اجتماعی، اخلاقی و اصلاحی تحت سـر پرستی علامهٔ وقت مولانا عبدالحق صاحب مدظله واهتمام فضيلت مآب شما بر چاپ مير سد واز مـطـالـب مفيد آن اكثر مردم استفاده می نمايند بهرحال برای فضيلت مآب مولوی عبدالحليم صاحب وبـاقـی هـمـه دوسـتـان آنـجـا سلام مسنونه تقديم می نمايم و دعا ی آرامی واتحاد عالم اسلام را تحت قيادت شرع محمد ﷺ خواهانم. والسـلام عليكم محمد يعقوب عمر مجددی

(۲)

(الحق کی تحسین اور تسلسل سے بھیجتے رہنے کی خواہش)

اَخوی مـحـتـرم فـضـيـلـتـمـآب مـولـينـاً سـميع الحق صاحب سلمه اللّٰه تعالیٰ عن البليات السلام عليكم و رحـمة الـلّٰـه و بركاته، از بارگاه خداوند صـحـت و عافيت صوری و معنوی شمارا طالبم و اميد وارم كه

سلام و احترامات مرا بحضور معظم مولانا صاحب مد ظله العالی تقدیم دارید حضور معظم حضرات والدین معظم مد ظلهم العالی همه صحت دارند در خانقاه عالیه مجددی و مدرسه مبارکه نورالمدارس فاروقی خیریت کلی شامل حالِ است مطمئن باشید ازمدتی است که مجله الحق برایم نمی رسد نمید انم چرا؟ اخلاقی خداکند که مانع آن بجزاز فراموشی ماچیزی نبا شد البته بنده دینی ، اصلاحی ، اسلامی و سیاسی فوق العاده علاقه دارم لذا آرزو مند تا آنرادو باره برایم بفر ستید واز شروع سال جدید حق الا شتراک مرزراهم تادیه میکنم.محبی فضل ربی رابرای جناب شما معرفی و توجه خاص جناب شمارا در حصۂ مذکور خواهانم در آخر شماو همه رابخدوندؒ سپرده و امید دُعا دارم

والسلام دکتور محمد یعقوب عمر مجددی خانقاه مجددی کابل

☆☆☆

(مولانا ابراہیم جان المجد دی شہید کے خطوط بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ)

(۱)

تاریخ ۲۸/جدی/۱۳۴۷ھ (حقانیہ کے ترقیات پر مسرت)

جناب فضیلت دستگاه مولانا عبدالحق صاحب مهتمم مدرسه حقانیه حفظه اللّٰه سبحانهٗ.

از بارگاه صمدیت عالیهٔ صوری و معنوی تان طالبم. از اینکه خبر مسرت آور نسبت ترقیات مدرسه حقانیه می شنوم سبب سرور قلبیٔ من میگر دد. البته بداهتاً مید انیم که تمام سعادت انسان منوط بغور گرفتنِ علم است دین مقدس اسلامی اساس و بنیان اسلام درستگی بر علم داشته وارتقائے مسلم در کیفیات علم میدانند امروز احتیاج بزرگ که حس میشود به ترویج علم است خاصتاً که بر اساس متین اهل السنت و الجماعت باشداز بارگاه منان به شماو تمام منسوبین مدرسه فائق میخواهیم.

والسلام علیکم شهر جلال آباد فقیر منزل حضرت صاحب

(۲)

(خدمت دین اسلام دومشوروں کا ذکر)

تسلیمات مسنونه خویش بحضور ذوالعز والا حترام مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتهم تقدیم باد.احوال این فقیر بخیر و عافیه است و صحت و عافیت و توفیقات عالیه بخدمت شریعت مصطفویه علی صاحبها افضل الصلوٰات والتحیات ازخدا وند مطلوبه است. بعداً فقیر در نسبت خدمت دین اسلام دوسخن غنیمت شمرده بطریق مشوره عرض می نمایم. از حامل رقعه هذا سید محمد ابراهیم هراتی سماع فرمائید والسلام محمد ابراهیم مجددی ابن عمر

(۳)

۱۰ ذیقعدہ الحرام ۱۳۸۶ ھ (حقانیہ مرکزیت وحسن انتظام وتدریس پر خوشیوں کا اظہار)

فضیلت پناہ مولوی عبدالحق صاحب مهتمم دارالعلوم حقانیه سلمه اللّٰه تعالیٰ عمالا یلیق بشانه.مکتوب گرامی بصحابت متعلمین دانشکده دینی حقانیه رسید بر ما کر دی حضور حق فراموش فقیر همیشه در افغانستان عزیز ازطلبة علم از حسن تدریس دردارالعلوم حقانیه و خوبی انتظام طلبه مکرراًخبر هانیک میشنوم که سبب مسرت قلبی من میگردد اللهم کثر ا خواننافی الدین امروز خدمت کردن برائے پیش رفت علوم عالیه.

دینی و برادران مسلم موخوالو دلالت نمودن بعلوم مقدسه اسلامی بزرگترین خدمت برائے ارتقائے تمدن اسلامی است البته بشر بطور عموم جهت فرو گر فتن علم ضرورت دارد و عالم اسلام خصوصاً احتیاج تامه دآرند تا از حقائق علوم عالیه اسلامی باخبر شده طریق حیات معاد و معاش خرد بر همیں اساس نیک اسلامی مرتب نمود و حیات مسعوددرامائیل گرداند مدرسه حقانیه چوں مرکز علوم دینیه است وبر اساس متعین اهل سنت و الجماعت قائم است امروز غنیمت عظیم برائے طلبة علم میا شد حق سبحانه ایں جامعه اسلامیه را ترقی و دوام عطا فرماید. و کارکنان ایں مدرسه توفیق حسنه عنایت نماید و جناب شمادر حفظ خود داشته مصدر کارات نیک گرداند انشاء اللّٰه در بازگشت اگر فرصت یا فتم از مدرسه دیدن میکنم و اگر وقت مساعد نه بود معاف فرمایند به همه حضرات مدرسین تحیات مسنونه تقدیم میکنم والسلام علیکم و علی من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ ﷺ.

(۴)

(مسلمانوں کی مادہ پرستی پر افسوس اور علاج کی فکر حقانیہ کی تعلیم وتربیت نصاب میں جامعیت پر زور)

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

فضیلت دستگاه اخوی مولوی عبدالحق صاحب مهتمم مدرسه عالیه حقانیه حفظه اللّٰه سبحانه عن الشرک الخفي و الجلي.مکتوب محبت اسلوب شما بصحابت سید ابراهیم الهروی که فرزند حسبی فقیر است رسید. یاد ما کر دی حضور حق؟فراموشت

احوال فقیرمستوجب حمد است. دنیائے بشریت امروز طرف مادیت میرود رفته رفته خودرا میخواهد از معنویات حیات بیگانه نمائند. مسلم است که ذرات مضرة ایں مکروب که تهذیبات و عزائر معنوی حضرت انسان او سموم بر نماید. در ممالک اسلامی زبده تراثر انداخته. مسلمانان نسبت فقر علمي و فقر اقتصادی برائے قبول ماتر یا لیزم یعنی مادیت مستعد اند. اگر درایقاظ مسلمین

و بلند بر دن سویهٔ علمی و حیاتیه شان رانشمندان مسلمان بطورِ اجتماعی و حرکت مثبت و دائمی سعی نه مائند. علاج ایں مرض دشوار خواهد شد. خوابم از دیده بشد اندرایں فکر جگر سوزو. کاغوش که شد منزل و آسائش حق آیت دارالعلوم حقانیه امروز چون برائے تربیة ابنائے مسلمان در ادبکدهٔ آں باز است. چه قدر بجا خواهد بود تا در تقویه نصاب علمی آں نقلاً و عقلاً توجه عالمانه و مدبرانه شود تاخدا وند جل شانه بخواهد. بحرمت حضرت سرور کائنات مفتخر موجودت ﷺ دانش آموزان آں جامعه علمی اسلامی در بقائے اسوه حسنه محمدیؐ و تربیه و رهنمائی خواهران و براداران مسلم خود سهم و حصه کامل علمی و اصلاحی بگیرند. خداوند عزاسمه شما وهمه معاونین تان سعادت و ارتقاء عنایت فرماید بمنه و کرمه والسلام علیکم و علی من اتبع الهدیٰ.

فقیر محمد ابراهیم جان مجددی ابن محمد عمر

(۵)

(حقانیہ دیکھنے کی آرزو ○ غربت اسلام میں آپ کا وجود غنیمت ہے ○ جدید سائنس وٹیکنالوجی اور درپیش مسائل میں مدارس اور علماء کی ذمہ داریاں)

۱۱ ذی الحجه ۱۳۸۹

جناب فضیلت پناه دانشمند گرامی مولوی عبد الحق صاحب مهتمم دارالعلوم حقانیه السلام علیکم.
نامهٔ شمادرعین انتظار رسید موجب مسرت خاطر گردید. جائے مسرت است که دارائے صحت است و موجب بهجت است . که اساس تعلیمی و اداری دارالعلوم بطرف بهبود و ترقی مهیا شد. و جود شما در ایں غربت اسلام غنیمت است اوزحمات خسته گی نا پذیر شما مرکز علمی حقانی بوجود آمد ومسلمین در آں تربیه میشوند. امروز دنیائے بشریت در بلند بردن سویه علمی ابنائے بشری تمام دارند. ما بداهة میدانیم که دینائے بشری در مسائل تخنیک و تکنیک پیشر فتهائے قابل قدر نموده انلو آئیڈیایا لوجی غربی ها بر دنیا اثر انداخته.
ملت اسلام که حصه بزرگ بشر را تشکیل میدهد از تعلیمات موجوده اگر بتمام معنی بهرهٔ نگیرند. از حریت اقتصادی و تخنیکی محروم خواهند ماند وایں محرومیت سبب انحطاط ملت مسلمان گردیده نمی تواند بصفت قائد اثبات و جود نماید. البته تو دهٔ مسلمان فرض نخستین آں ست بدورازحقائق اسلام آگاه بوده و از اساساتِ متین دینِ حنیف محمد علے صاحبهاالصلوٰات والتسلیم درتمام شقوق حیاتیه حظی و نصیبے. باشد و درعین حال از ترمیمات سائنس موجوده بهره ور باشد از آں ذمهٔ بزرگ امروز در اساسِ علمی و ثقافتی مرکوز بوده تادر مدارس دینی و مراکز علمی و تبلیغی

ودرطریقِ ارشاد و تبلیغ و تدوین و تالیف از کمال دقافت علماء کرام اسلامی باید غورو خوض نمایند. تافرزند ان آئنده مسلمان به اساس بزرگ. بتوانند بعفت ملت حر برائے دین الٰهی جل شانه خدمتِ صلح وسلامتی و عدالتِ اجتماعی او مثل تلفِ دنیاء علم تقدیم کندبدیں ضروریات فرض اولین است. امید است که دارالعلوم حقانیه بتو جه شما ایں کیفیات. گردد. بسیار آرزو دارم که مدرسه او ازنزدیک ملاحظه کنم. ولعل الله یحدث بعد ذلک امرا

والسلام علیکم و علے من اتبع الهدی

محمد ابراهیم جان المجددی

(٦)

(صدرالمشائخ فضل عثمان مجددی کی وفات پرتعزیت کاشکریہ)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم وعلی اله و صحبه ذوالفضل العظیم محب محترم و برادر گرامی مولانا عبدالحق صاحب مؤسس دارالعلوم حقانیه السلام علیکم!

تعزیت نامه تان که از حسن ارتباط اسلامی نسبت و فات حضرت مخدوم صدر المشایخ فضل عثمان مجددی رحمت اللّٰه علیه فرستاده بودند رسید من و همه فامیل مجددی از اظهار همدردی که دارین حادثه المناک با ما نموده اید از شما امتنان مینما یم و از بار گاه حضرت خداوند جل شانه برائی تان سعادت را تمنا مینکم. البته فقد ان برادر بزرگوارم رحمت الله علیه بمن حادثه بزرگ است. اما از ته دل بقضائی او تعالیٰ تسلیم بوده برای حضرت صاحب مرحوم طلب غفران نموده بهمه دوستان که درین حادثه با ما غم شریکی نموده اند. یاداش نیک میخواهیم در خاتمه تمنیات خود و همه فامیل مجددی رابشما تقدیم میکنم. والسلام علیکم وعلی من اتبع الهدی

(حضرت ضیاءالمشائخ مجددی کی دارالعلوم آمد)

۷رذی الحجہ ۱۳۸۷ھ کوافغانستان کے مشہور شیخ طریقت حضرت نورالمشائخ مرحوم کے فرزند اکبر حضرت ضیاءالمشائخ فضل عثمان مجددی نقشبندی مدظلہ دارالعلوم تشریف لائے۔ بوجہ تعطیلات عیدالاضحیٰ تعلیمی نظام کو نہ دیکھ سکے مگر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی معیت میں دارالعلوم کے مختلف انتظامی شعبوں دفاتر، مسجد، کتب خانہ، مطبخ اور تعمیرات کا معائنہ فرما کر نہایت محظوظ ہوئے اور دارالعلوم کی ترقی واستحکام کے لئے دعائیں فرمائیں اور کتاب الآرا میں اپنے تاثرات قلمبند کرائے۔ عصر کی نماز آپ نے مسجد دارالعلوم میں ادا کی اور دور دراز قبائلی علاقوں کے مقیم کافی طلبہ کو ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ ("الحق" ج ۳، ش ۷۔ ص ۶۲)

بدر المشائخ الحاج مولانا فضل الرحمان مجددی[1] کابل

۱۰ جولائی ۱۹۷۳ء (صدر المشائخ کی وفات ○ شخصیت ○ حقانیہ اور شیخ سے خصوصی تعلق اور محبت ○ حقانیہ منبع قرآن وسنت ومرکز اعلائے کلمۃ الحق)

بدر المشائخ مجددیہ منزل نمبر ۶۲ جی بلاک گلبرگ نمبر ۳ لاہور،

محبی فاضل دانشمند برادر خیلی محترم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ،صحت وعافیت وجود گرامی از حضرت ارحم الرّحمین مطلوب است. این فقیر قلیل البضاعت الحمدللّٰہ تعالیٰ بصحت بوده مستوجب حمد است مجله ماه جون ۷۳ الحق مواصلت نمود در آن از وفات حسرت آیات حضرت شیخ الاسلام مولانا وقبلتنا حضرت صدر المشایخ صاحب "رحمۃ اللّٰہ علیه" طور مفصل تحریر واز حاضر شدن این حقیر خادم اسلام بمدرسه مبارکه حقانیه اکوڑه خٹک نیز ذکر نموده بودند من ازاین مهربانی غم شریکی وهمدردی جناب فضیلت مآب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظله وآن برادر گرامی هم وهمه منسوبین مدرسه عالیه قلباً مشکور بوده از حضرت خداوند کریم بشما اجر دارین وترقی بیشتر این دانشکده بزرگ اسلامی ومجله الحق را تمنا میکنم.

حضرت قبله امجد ومولانا بزرگوارم صدر المشایخ صاحب(قدس سره) بمدرسه عالیه حقانیه طوریکه تحریر فرموده اید محبت وعلاقه خاصی داشتند وباجناب شیخ الحدیث مولانا صاحب والدمعظم شما علایق معنوی ومحبت ناگسستنی داشتند وهمه وقت برائی پیشرفت وتعالی این دانشگاه بزرگ اسلامی کوشش ودعا میفرمودند البته میدانم تأثرات شما هم بفقدان حضرت شان (رحمۃ الله علیه) به پیمانه ما است زیرا باشما هم همان محبت وشفقت را داشتند که به این خادم میفرمودند ضایعه حضرت پدر معظم ومولانا مکرم صدر المشایخ صاحب(رح) برأس تمام عالم اسلام عموما وبرای مردم مسلمان ودیانت شعار افغانستان وپاکستان مخصوصاً جبران ناپذیر وخلاے پرناشدنی است چنانچه شاعر میگوید

سالها در کعبه وبتخانه مانا لد حیات   تازبزم عشق یک دانای رازایدبرون

حضرت شان(رح) مجاهد بزرگ اسلامی بوده باعقائد ضد اسلامی وبدعات خلاف سنت نبوی(ص) تابه آخرین لمحۂ حیات مجادله ومبارزه فرمودند وبرای اتحاد عالم اسلام خیلی کوشش وسعی میفرمودند مخصوصا برای دورساختن غلط فهمی ها ونزدیک ساختن این دو مملکت مسلمان وهم جوار یعنی افغانستان وپاکستان خیلی زحمت کشیدند وآرزو قلبی شان بود تا این دو برادر تمام اختلافات خود را تحت اخوت اسلامی برادرانه تصفیه نموده مانند دو برادر عزیز وصمیمی جاده هائی حیات مترقی را به پیمایند امید است این آرزوی حضرت شان که صرف برای استحکام وقوی شدن بنیاد اسلامی بوده بزودی برآورده شود حضرت شان سه روز قبل از رحلت خود در جلسه بزرگ انارکلی لاهور هم بالای اتحاد عالم اسلام خیلی پرجوش سُخنرانی فرموده گفتند که کفار خیلی میکوشند تا اتحاد وبلاک اسلامی بوجود نیابد وشیرازه اسلام را ازهم بریزند لیکن

---

[1] کابل کے مجددی مشائخ کے ہونہار فرزند صدر المشائخ کے صاحبزادہ، افغانستان کے شورش کے بعد لاہور میں مستقل قیام رہا۔ اور برادرانہ محبت وتعلق سے وفات تک نوازتے رہے (س)

برادران مسلمان من شمانبایدبه فتنه شیطانی دهریون و ملحدین فریب بخورید اگربه حرف دشمنان اسلام رفتیدوفریب خوردیدپس منتظر بربادی وتباهی خود باشید من بشما اطمنان میدهم که همان علایق معنوی ماوشما مستحکم بوده هروقت که بمدرسه عالیه بتوانم حاضر خواهم شدو ازصحبت حضرت شیخ الحدیث وشماوباقی علماء کرام مستفیض خواهم شدوبراءے ترقی بیشتر مدرسه شریفه که منبع قرآن وحدیث مقدس نبوی(ص) ومرکز نشراعلای کلمة الحق ودین مبین اسلام است ازهیچ گونه تعاون وخدمت خاص برائے خداوند(ج)دریغ نخواهم نمودوالبته برائے اتحاد بین المسلمین بطور سابق جائیکه توان دارم سعی خواهم کرد امیدوارم حضرت مولاناشما وهمه علمائے مکرم وطلاب محترم آن مدرسه برائے این مسکین دعابفرمائد تاحضرت رب العلمین براهم توفیق عنایت فرماید . والسلام فضل الرحمان

☆☆☆

صاحبزادہ احمد امین اسماعیل جان مجددی[1]

نبیرۂ شیخ ابراہیم جان مجددی افغانستان

(۱)

جناب محترم فضیلت مآب مولانا سمیع الحق صاحب !السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم!

آپ کے صحت عافیت اورموفقیت اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ چاہتاہوں۔خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں الحمدللہ خیریت ہیں۔جناب عالی فقیر نے تین سال قبل گولڑہ شریف کے نواح میں ایک چھوٹامدرسہ کا بنیاد رکھا جواسلام آباد میں مقیم افغان مہاجرین کے اطفال اسمیں اسلامی علوم حاصل کررہے ہیں ہم نے سعودیہ کاایک مدرسہ خیریہ کے ساتھ اس مدرسہ کے ترمیم کے خاطر امدادطلب کیا ہےان کاموقف ہے کہ پاکستان کاکوئی جامعہ اسکا تصدیق کرے۔

(۲)

په ډیر در نسبت خپل سلامونه ګران عالم نوجوان حضرت مولانا حامد الحق حقاني صاحب ته وړاندی کوم ګرانه دوسته زه الحمد الله روغ جوړیم ستاسو روغتیا د لوی خدای نه غواړم او همیشه مو دوعا کونکی یم بریالی اوسی دلیک دروړونکی حضرت مولانا فضل احمد صاحب یو جید عالم تکړه مجاهد او زمونږ دخانقاه مبارک ډیر مخلص عالم دی دکوهی ازاخیلو په کیمپ کی یی د هجرت شپی او ورځی تیره ولی چی د سیلابونوله اثره یی کور رنګ او دکور ټول ضروریات یی په اوبو لاهو شوی. لهذا ستاسوله لوړحضور نه هیله کوم چی بنه کافی مالی مرسته ورسره وکړی او یاکوم داسی مخلص ملګری ته یی معرفی کړی چی کافی مالی مرسته ورسره وکړی. والسلام اخوکم فی الله حضرت احمد امین اسمعیل مجددی

---

[1] شیخ ابراہیم جان مجددی کے پوتے اور اسماعیل جان شہید کے فرزند۔افغانستان کے جامعہ نور المدارس غزنی کے سربراہ اس وقت بوجہ ہجرت پاکستان میں ہیں۔خانقاہ قلعہ جواد کے مسندنشین ابراہیم جان کے سارے خاندان میں واحد بچنے والا شخص جسے قلعۂ جواد پرروسی یلغار کے وقت کسی خادم نے بحالت رضاعت طفلگی نکال کر بچالیا۔

مولانا اللہ نور حقانی[1] پکتیا افغانستان

(۱)

الحجہ ۱۳۸۷ھ (حقانیہ حصن حصین برائے خدمت دین)

بخدمت فضیلت پناہ منبع الجود والکرم شیخ الحدیث جناب مولانا و مہتمم صاحب دارالعلوم حقانیہ دامت برکاتہم آمین

بعد از تبلیغ سلام مسنونہ صحاح وجود مبارک جناب مدام الوقت از قادر توانا خواستہ میخواہم اللہ تبارک وتعالیٰ آن ذات بابرکات را از جمیع آفات وبلیات ارضی وسماوی محفوظ ومسلم داشتہ وبدارند آمین۔ این دعا گوی شما احقر اللہ نور نیز تا الحال دارای صحت وعافیت است بدعا گوئی ترقیات دُنیوی واُخروی جناب شاغل بودہ وبیاشم آنجناب رابیچ وقت از دعائے خیر فراموش نکردہ ام دارالعلوم حقانیہ چون کہ مادر علمی مایان است درحق مدرسہ ہروقت دعائی ترقی میکنم خداوند کریم این درسگاہ دینی ومدرسۂ مذہبی الی یوم القیامت سرسبز وشاداب گرداند آمین۔

چون کہ مدرسہ حقانیہ خادم علوم دینیہ وشرعیہ است خداوند لایزال حصن حصین برائے خدمت دین گرداند واین ترقی وخدمت دین اثر اخلاص وحسن توجہ شما است برای مدرسہ ایزد متعال این مساعی شمار ادر بارگاہ خود قبول وثمر آور گرداند آمین۔

این غریب از حد زیادہ محتاج دعا گوئی شما است امید از اخلاق کریمانہ جناب آن است کہ بندہ را از دعای مستجاب خود بعد از درس بخاری شریف وترمذی شریف ودر اوقات صلوٰۃ خمسہ لطفاً فراموش نکنید باقی سلام مسنونہ تمامی اساتذہ کرام دارالعلوم حقانیہ وارا کین مدرسہ وطلاب وکارکنان دارالعلوم رادرحین سعید برسد۔ فقط والسلام احقر اللہ نور عفی عنہ

(۲)

یوم جمعہ ۹ رذوالحجہ ۱۳۸۹ھ (امتحانی کامیابی پر مبارکباد دعاؤں کی درخواست)

بخدمت منبع الجود والکرم جامع الشریعۃ والطریقۃ خادم القرآن والحدیث جناب مولانا شیخنا وشیخ الخاص والعام حضرت مولانا صاحب مدظلہ واصلح اللہ حالہ دنیاہ واُخراہ، بعد از سلام صحت وعافیت تان وجمیع صاحب حقانی وتمامی اہل بیت تان رامدا ماً از خداوند کریم خواستہ ومیخواہم۔

چونکہ ذات بابرکات تان خیر اسلام ومسلمین ودارالعلوم حقانیہ است حق سبحانہ وتعالیٰ طول حیات باصحت وعافیت وسرفرازی کی سعادت دارین نصیب واعطاء گرداند۔ آمین، آز ان روز کہ از امتحانات شما مطلع گردیدم ہروقت دعاے خیر وکامیابی شروع کردم۔ الحمد للہ والمنۃ اکنون خبر شدم کہ کامیاب شدہ اید:

باقی عرض اینکہ چونکہ وطن مادور است وعوارض دنیایی شمار است از ملاقات وزیارت اساتذہ کرام ودارالعلوم حقانیہ محروم ہستم مگر اعتماد کلی بہ عموم شفقت وحسن توجہ جنابان دارم کہ از دعاے خیر بعد از صلوٰۃ ودرس بخاری شریف وترمذی فراموش نکردہ عین مرحمت تان باشد

والسلام جسمی ھہنا وقلبی لدیکم

ودرحق این غریب امید است کہ دعاے خیر نمائید تمامی اساتذہ کرام وطلاب وخدام وکارکنان دارالعلوم حقانیہ سلام مسنونہ برسد۔ اللہ نور

---

[1] افغانستان ضلع پکتیا کے جدران قومیت سے تعلق ہے۔ حقانیہ کے جید افغانی فضلاء میں سے ہیں۔ طالب علمی میں بھی نہایت محنتی، باادب شخص، مولانا جلال الدین حقانی کے مدرسہ منبع العلوم میران شاہ پڑھاتے رہے۔ انتقال فرما گئے ہدایہ آخیرین کے میرے کلاس میں ذہین ترین شاگرد تھے۔ وفاق المدارس کے امتحانات میں پہلا پوزیشن لیا۔ انکے مکتوبات حضرت شیخ الحدیث کے نام ہیں۔

(۳)

یوم جمعہ ۹ ذی الحجہ ۹۷ ۱۳ھ (بیماری کی اطلاع پر تشویش اور صحت کی دعائیں)

سلام مسنونہ کہ طریقہ سید الانام است برائے محترم المقام خادم العلم وخادم العلماء رکن اعظم دار العلوم حقانیہ حضرۃ مولانا ناظم صاحب اعلیٰ[1] دار العلوم حقانیہ را در حین نیک برسد:

صحت وعافیت تان علی الدوام از خداوند لایزال خواستہ ومیخواہم اللہ تبارک وتعالیٰ آن جناب را از جمیع آفات وامراض ظاہری وباطنی را در حفظ وحمایت خود محفوظ ومصئون دارد از مرض شما خبر ہستم حق سبحانہ وتعالیٰ سلامتی شما از جمیع استعام صحت عطا گرداند آمین۔ در حق شما تمامی اہل بیت شما دعاے خیر سعادت وسرفرازی دارین می نمائیم۔

وطن مایان دور است عوارض دُنیائی شمار است از ملاقات وزیارت تان ودار العلوم حقانیہ محروم ہستم در حق غریب دعاے خیر کیند:

سلام ہای من برائے تمامی اساتذہ کرام وکارکنان دفتر وکارکنان کتب خانہ ومطبخ وکارکنان "الحق" وخدام وارکان دار العلوم حقانیہ: در حین سعید برسد از طرف من وکالتہً سلام بگوئید وبعد از نماز عصر از اساتذہ کرام وطلاب دار العلوم لطفاً دعائے خیر طلب نمائید سلام مسنونہ برائے حضرۃ مولانا وشیخنا مہتمم وشیخ الحدیث صاحب دار العلوم حقانیہ وحضرۃ مولانا وشیخ عبد الحلیم صاحب وحضرۃ مولانا عبد الغنی صاحب وحضرۃ مولانا محمد فرید صاحب وحضرۃ مولانا محمد علی صاحب وحضرۃ مولانا محمد ہاروت صاحب وحضرۃ مولانا شیر علی شاہ صاحب وحضرت مولانا سمیع الحق صاحب وحضرۃ مولانا فضل مولی صاحب وحضرۃ مولانا ناظم صاحب کتب خانہ مولانا گل رحمٰن صاحب وغیرہ وغیرہ برسد۔

فقط والسلام والدعاء اللہ نور

(۴)

یوم ۲ شنبہ ۲۳ ربیع الثانی ۹۰ھ (دوری کے وجہ سے فراق پر غم وحزن)

جناب محترم وارث باتحقیق لسید المرسلین المعتصم بحبل اللہ المتین محترم المقام حضرت مولانا وشیخ شیوخنا شیخ الحدیث ومہتمم صاحب دار العلوم حقانیہ دامت برکاتہم۔ آمین صحت وعافیت آن ذات بابرکات مدام از خداوند متعال خواستہ ومیخواہم اللہ تبارک وتعالیٰ آن چشمہ فیض وبرکت را از جمیع امراض روحانی وجسمانی محفوظ ومسلم دارند آمین۔ مادر علمی مایان دار العلوم حقانیہ زادہا اللہ برکۃً وشرفاً خداوند کریم تا زمان دور ودراز زیر سرپرستی وشفقت ومرحمت حضرت شیخنا سرسبز وشاداب داشتہ وبدارند آمین۔

عرض اینکہ جائے مایان از بازار ہاوڈا گخانہ ہا بسیار دور است کدام شخص کہ بہ حقانیہ میرود کم یاب پیدا میشود لہذا افسوس صد افسوس کہ ارسال خطوط محروم ہستیم از فراق حضرت شیخنا ودار العلوم حقانیہ واساتذہ کرام بسیار محزون ومغموم ہستیم امید است کہ این خادم خود در دعائے مستجاب خود بعد از ادای صلوات وبعد از درس مبارک بخاری شریف وترمذی شریف یاد وشاد فرمایند از شفقت جناب بعید نخواہد بود احوالم بخیر است شاغل درس وتدریس حتی الوسع ومناسب علم وحال خود ہستیم بدعا گوئی شما از حد زیادہ محتاج ہستم۔ فقط والسلام اللہ نور

---

[1] خط مولانا سلطان محمود ناظم کے نام ہے۔

حمید اللہ امین[1]

کابل یونیورسٹی افغانستان

پوهنځی ادبیات و علوم بشری پوهنتون کابل

۱۳۵۲/۲/۹ (علمی مجلہ وگمہ اور قیمتی کتابوں کا تحفہ)

بناغلی اوپیاوړی سمیع الحق دالحق دمجلی مدیر، ددی لیک په ملتیادوړمی مجلی ځلورمه اوپنځمه گڼه او همدا ډول یوشمیر کتابونه چی دادبیاتو اوبشری عـلـومـو پوهنځی کی. چاپ شوی دی ستاسو داستفادی لپاره دراستوو هیله ده چی له رسیدو څخه ئی داخبرا کړی او خپلی لیکنی او څېړونی له مونږ څخه وله سپموی.

په درناوی   پوهنمل حمیدالله امین

دادبیاتو او بشری علومو دپوهنځی مرستیال

(اوپر والے خط کے جواب میں بھیجا گیا خط)

ستاسو درونډلیک...تاریخ....اوقیمتی اوښکلی کتابونه راورسیدل. مونږ تاسوته ددارالعلوم حقانیه سره ستاسو ددی دومری مینے او اخلاص دزړه په مینه شکریه اداکوو. ستاسو دامهربانی به انشاء الله زمونږ دکلک تړون باعث وی. اوستاسو دپاره دثواب موجب هم. هیله لروچه مونږته به هم دخپل خدمت موقع راکړی. برپالیتوب موغواړو.   (سمیع الحق مدیر الحق)

☆☆☆

مولانا محمد سعید[2]

مدرسہ دولت شاہی افغانستان

(علماء دیو بند حقانیہ اور الحق طلسم استعمار کو توڑ دے گا)

یقین کردم که مجله مبارکه الحق، طلسمی استعمار را درهم می شکند الحمد لله شهسواران علماء دیو بند در هر زمان و مکان ثابت قدم و پیش آهنگ اند. در عصر امروز باتو سعٔه روز افزوں ما دیات و جریانات بنیان کن مظاهر مدنیت هائی کا ذب غرب و تعمیم مفاسد. نیاز مند و محتاج اند که ازطریق مجلات و جرائد و

---

[1] کابل یونیورسٹی کے محقق سکالر مجلہ وگمہ کے مدیر۔

[2] ہرات افغانستان اور ایران کے علاقوں طیباد، سورک، مشہد وغیرہ میں خدمت دین ونشر علوم میں فعال کردار ادا کیا یہ اور انکے بھائی محمد ابراہیم فاضلی ایران میں کئی اہم اداروں کے ذریعہ اہل سنت اور حنفیت کی اشاعت میں مصروف ہیں سنہ ۲۰۰۶ء کو سالانہ جلسہ دستار بندی وختم بخاری شریف کے موقع پر مجھے مولانا شیر علی شاہ کی معیت میں حاضری اور دیکھنے کا موقع ملا اس تقریب میں خراسان کے سینکڑوں علماء اور ہزاروں کی تعداد میں عوام شریک تھے۔ برخوادرم عرفان الحق حقانی بھی ہمراہ تھے جنہوں نے اس سفر کے تفصیلات الحق میں قسط وار لکھے ہیں۔

معلومات دینی و اسلامی خود را انکشاف و توسعه دهند خوش بختانه مدرسه حقانیه و مجله الحق بتأسی از هدایات قرآنی و ارشادات شهسواربان حضرات علماء دیو بند دریں وقت غربت اسلام اهداف دینی را تمام و کمال پیش کردند. مولانا محمد سعید مدرسه دولت شاهی هرات. افغانستان

☆☆☆

مولوی محمد سعید ھاشمی[1] افغانستان
(والد کی مکہ میں وفات مجلس فاتحہ خوانی)

از محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مهتمم دارالعلوم حقانیه خواهشمندیم نسبت فاتحه خوانی قبله گاه ام مرحوم الحاج مولوی سید شیخ احمد که جنازه قبلاً در عربستان سعودی در جنت المعلاۃ مکه، مکرمه به خاک سپرده شده به روز جمعه مورخه ۱۱/۸/۱۳۷۲ه ش مطابق ۲۸. ۱. ۱۹۹۴ از ساعت ۸ صبح الی ۱۲ بجه، ظهر در مسجد جامع جهاد کلی گرفته میشود امید است با تشریف آوری خویش روح آن مرحوم راشاد گردانیده ومارا ممنون سازید. والسلام مولوی محمد سعید هاشمی سکرتر خصوصی مقام امارت حرکت انقلاب اسلامی افغانستان آدرس: چرات سمنت رود . مسجد جامع جهاد کلی

☆☆☆

جناب صدیق اللہ رشتین[2] (افغانستان) پشتو ٹولنی رئیس
(دارالعلوم کو کتابوں کا عطیہ)

۹/۱۰/۶

ښاغلی،محترم مولاناعبدالحق دالحق دمجلی مشر چلوونکی،دپښتوټولنی ریاست په ډیره خوښی سره دغه لاندی پښتو کتابونه ستاسی دکتابخانی دپاره ددی لیک په ذریعه دراستوی اوپه دغه وسیله غواړی چه زموږاوستاسی ترمنځ علمی ارتباط ټینګ اوجاری وساتل شی.

۱.	سیرة النبی ﷺ دریم ټوک	یو ټوک
۲.	رر رر چلورم رر	ررر
۳.	رر رر پنځم رر	رر
۴.	دخیبروزمی	رر
۵.	دافغانستان ملی ژبه	رر
۶.	توربریښ	رر

په پورته ډول شپږتوکه کتابونه ستاسی دکتابخانی دپاره په وړیاډول ددی لیک په ذریعه دراستول شول.په احترام. پوهاند(صدیق الله رشتین)دپښتوټولنی رئیس

---

[1] دارالعلوم حقانیہ کے خاص فضلاء اور متعلقین میں سے ہیں۔ حرکت انقلاب اسلامی مولانا محمد نبی محمدی کے خصوصی معاون، صاحبزادوں نے بھی یہاں سے تحصیل علم کیا۔

[2] ظاہر شاہ مرحوم کے دور کے افغانستان کے دانشور سکالر وادیب پشتو ٹولنہ کے سربراہ علمی، ادبی اور تحقیقی کام کیے۔ خط شیخ الحدیث کے نام ہے۔

پروفیسر عبدالحئی حبیبی[1] کابل افغانستان

۱۳/۱/۵۲ بمطابق ۱۹۷۳ء (الحق کے مضامین کی وقعت O خوشحال خان خٹک اور اکوڑہ سے مشترکہ روایات O دارالعلوم پٹھانوں کیلئے دینی اور سیاسی شعور کا منبع)

گرانه دفضیلت خاونددالحق مدیره،بناداوسی، ستالیک ۹۳۶ ص ۱۵،۲/۷۲ راورسیدی. دالحق میاشتیزه رارسیږی. اودهغی دینی مضامین اوهم کله کله سیاسی تبصری خوږی. گټوری اودلوستلو وړدی.تاسی ته دقوم درهنمایی توفیق غوارم.زمونږعلمی اودینی اوثقافی روابط ستاسی سره داسی ټینګ دی.چی دجدائـــی امکان ئی نسته.په اکوړه کی دپښتنومشترک روایات خلیږی.تراوسه هم دخوشحال خان ددرنی کورنی دادیانوثقافی اثرونه دلته لاهم ځرګنددی.امیدلروچی ستاسی دارالعلوم به اوس هم دپښتنولپاره ددینی اوسیاسی شعورمنبع وی.مونږبه ددی ځای کتابونه اومجلی اوخنی کتابونه اومجلی اوخنی ثقافتی خپرونی ستاسی دارالعلوم ته درلیږو.زماسمه پته لاندی ده. په درناوی. (پوهاندعبدالحئی حبیبی)
دصدراعظم فرهنګی مشاورکورنمبر ۱۰۹۰ جمال مینه کابل افغانستان

☆☆☆

مولوی غلام نبی زرمتی اتحادیہ علماء اسلام (افغانستان)

مدیر مسئول جریدۃ ندائے حق کابل

۱۲/محرم الحرام ۱۳۹۹ھ (ملاقات کی آرزو)

گرانه اوفاضله وروره الحق د مجلی سرمحررصاحبه،السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، مونږنن شپه دحقانیه شریف دزیارت په لړکی ستاسوسره دملاقات اوتعارف کلکه آرزولرله، مونږصبایی وخته دحضرت مولاناصاحب دام ظلهم العالی دزیارت له پاره هلته مشرف شوی وو نوستاسوپه هم دغه وخت تشریف فرمایلی. مونږاوتاسوپوخـــلــــه مخکی له دی نه دشوال المکرم په میاشت کی په راولپنډی کی سره ولیدل خوپوره تعرف سره ونه شو. زه دندای حق دجریدی مسئول مدیر(مولوی غلام نبی زرمتی) خه په ۱۳۵۰. ۱۳۵۱. ۱۳۵۲ کی خپریدله.اوس نومهاجریم ستاسودعاګانی اوشفقت غوارو.

والسلام (دجمعیت د مالی او اداری کمیټی منشی)

---

[1] استاذ عبدالحئی حبیبی افغانستان کے ممتاز دانشور مؤرخ اور پشتو ادیب اور سکالر افغانستان کے اس وقت کے صدر اعظم کے مشیر تعلیم

محمد گلاب بشار

مدیر تبلیغات افغانستان

وزارت کلتور و اطلاعات کابل

(۱)

جون ۱۹۷۳ء

(پیام حق کابل)

ستاسو دَ الحق دینی مجله زمو نږ دَ پیام حق دَ مجلے په تبادله کښے نده را رسید لی. سره دادے هم دادی دَ پیام حق دَ مجلی دَ ۱۳۵۲ کال لمرے او دوهمه گنه ستاسو دَ مجلے په تبادله ددے لیک په ملتیا درو استول شوی. هیله لرو. چه خپلی مجلے پر له پسے راو لیږی. تر سو چه خمو نږ او ستاسو علمی او مطبوعاتی ارتباط یو له بله سره ټینګ شی. په درناوی. محمد گلاب بشار (د تبلیغا تو لوی مدیر)

(۲)

(مجلہ الحق سے پیام حق کا تبادلہ)

دپښتونخوا دحقانیه دارالعلوم محترمی اداری ته، ستاسو دنمبر ۹۳۶، ۱۵.۲.۱۹۷۳ لیک په خواب کی لیکو. ستاسی دالحق دینی مجله زمونږ دپیام حق دمجلی په تبادله کی نده رارسیدلی سره ددی هم دادی دپیام حق دمجلی د ۱۳۵۲ کال لمری او دوهمه گنه ستاسو دمجلی په تبادله ددی لیک په ملتیا درواستول شوی.هیله لروچه خپلی مجلی پرله پس راولیږی ترڅوچه زمونږ اوستاسوعلمی اومطبوعاتی ارتباط یوله بله سرټینګ شی. په درناوی محمد گلاب بشار(دتبلیغاتو لوی مدیر)

☆☆☆

میر حسین شاہ (رئیس کابل یونیورسٹی کابل)

(الحق کے بارہ میں خوشی اور شکریہ)

ښاغلی اوپیاوړی سمیع الحق خان دالحق دمجلی مدیر صاحب،دالحق ښکلی او درنه مجله زمادفترته راورسیده چه له سیلو څخه یرله ډیری مننی سره ؤاودر کوومونږهم خپله دوړمی پښتومجله ستاسوپه نامه جاری کړی ده اوغواړو چه څوټوکه پښتو کتابونه هم ډیرژردرواستوو .بریالیتوب موغواړو.

په مینه پوهاندمیرحسین شاه دادبیاتو اوبشری علومو دپوهنځی رئیس

مولانا محمد نعیم صاحب عرف کونڑا خندزادہ مرحوم[1] دفین مقبرۂ حقانیہ

جامعہ ضیاء المدارس۔ بورث نہال باغ

(مہاجر کیمپ اکوڑہ کے بارہ میں خصوصی توجہ کی خواہش)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمة اللّٰہ و برکاتہ' علی جمیع خلفاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ ﷺ لا سیما علی قائد جمیع المجاهدین وملجاء المهاجرین واستاذ اساتذہ جمیع الاقطار خصوصاً من علماء وطلباء الافغانین وآبائہ من ابائنا خصوصاً مرشد ناواستاذ الاساتذہ و مربی روح العلماء ممالک الاسلامین فخر المحدثین والفقهاء حضرت مولانا واستاذ نا مولانا عبدالحق غفرلہ الحق اما بعد اینکہ اگرچہ برائی مایان علماء ومجاهدین وطلباء اجلی البدیهیات است کہ بخیر رساندن وشفق کردن بالای مهاجرین ازتمام علماء و عالم الاسلام شمایان پیش قدم هستیدوهیچ تنبه ازطرف مایان حاجه نیست بل کہ بسیار شرم وبہ ادبی است واین بہ مثل تنبیہ دادن جهال بہ عالم است لکن این قوم کمپ اکورہ ختک برای من فرموندند کہ شمایک نهال ودرخت هستیداز بستان مولانا صاحب وشمایا درعلماء افغان صاحب جیوش و عساکر طلبة هستید ودرافغانستان معبر درهدایة اخیر ودر دورہ موقوف علیہ ودر دورہ حدیث از طرف مولانا صاحب هستید اگرچہ لطف و مرحمة این خاندان بہ تمام مهاجر درکلے عالم پیش قدم هست واز پدرومادر بالای شان مشفق هست لکن بالاهمین قوم کہ در کمپ شماهستند پاک مردم تمام افغان درجهاد ودرخدمت علماء پیش هستند باید کہ بالای مایان مرحمت زیاد از دیگر مهاجرین کنید ومرامجبور برنوشت این نامہ کردن باقی اسلام من جانب

مولوی محمد نعیم شیخ الحدیث جامعہ ضیاء المدارس بورث نہال باغ

مولانا صاحب ۱۲ محمد نعیم عفی عنہ

---

[1] دارالعلوم حقانیہ کے فارغ شیخ الحدیث کے خاص تلامذہ میں سے، اللہ نے پورے افغانستان میں حدیث اور تفسیر کی فیض رسانی کا موقعہ دیا اور استاذ الکل بنے۔ کانوں سے بھاری تھے اس لئے کونڑا استاذ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انکی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے استاد اور شیخ کے پہلو میں مقبرۂ حقانیہ میں جگہ دی ۷ جنوری ۲۰۰۹ء بمطابق ۷ محرام الحرام ۱۴۳۰ھ کو وفات پا گئے۔ مورخہ ۸ جنوری ۲۰۰۹ء تدفین عمل میں آئی۔ خط شیخ الحدیث کے نام ہے۔

مولانا نور محمد ثاقب حقانی[1] قاضی القضاۃ حکومت طالبان

(۱)

فضیلۃ الشیخ العلامۃ استاذ نا مولٰنا و اولٰنا دامت بر کاتھم العالیۃ. السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و بر کاتہ رحمۃ لا اِنتہاء لھا و بر کۃ لا انقضاء لھا۔

وبعد! ستا سو صحت ، عافیت او خوشحالي دھمیشه لپاره غوا ړ و. ثانیا محترما! هغه دوه کسان چي دهغوی په باره کښي خبره یا ده شوی وه اَمان اللّٰه او محمد اشرف ستاسو مبارک حضور ته درو استول شول. هیله ده چي ددوی دداخلي په مورد کښي لطف او شفقت و فرمائی.

خبره همدو مره کوم. او نوری تفصیلی خبری به اِن شاء اللّٰه د ملاقات په وقت کښي و کړو. دستا سو ددعاء په اُمید.

والسلام نور محمد ثاقب قاضی القضاۃ افغانستان درعهد طالبان

(۲)

(آمد کی اطلاع)

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء

جناب محترم السلام علیکم. نور محمد د نعمان پلار راغلی یم. بیگاه راله شاه جی صاحب فون کړی وه. چي مولانا صاحب دی غواړی. نور محمد ثاقب

☆☆☆

مولانا عبدالباقی حقانی[2]

نبی کریم ﷺ اسلام اور خلفاء راشدین کی طرز سیاست وحکومت کا مکمل خاکہ اور علمی مجموعہ دور حاضر کی اہم ضرورت اور چیلنج کا جواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی خلق السموات والارضین، و جعل الانسان اشرف المخلوقات بحکمتہ المتین وزین الاسلام واحکامہ فی قلوب الموحدین، و اعز الاسلام والمسلمین بالجہاد و المجاهدین، واذل الجبابرۃ

(فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کا دورۂ افغانستان)

[1] دارالعلوم حقانیہ کے ذہین معاملہ فہم جید فاضل طالبان کے دور میں افغانستان کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس دوران علامہ اقبال کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال افغانستان کے سفر پر گئے ان سے ملاقات کی اور نظام عدالت اور اسلامی قوانین پر تبادلہ خیالات کیا وہ ان سے اتنے متاثر ہوئے جب کہ واپسی پر راستہ میں مجھ سے ملنے رکے اور دارالحدیث میں طلبہ کے اجتماع میں حیران کن اچھے تاثرات کا اظہار کیا اور کہا میری جوانی ہوتی تو میں بھی دین کا طالب علم بنتا۔ اپنے کتاب میں بھی انہوں نے ثاقب صاحب سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ مولانا ناچیز سے رشتہ تلمذ کے وجہ سے نہایت محبت اور اکرام کا معاملہ فرماتے ہیں انکے فرزند وغیرہ دورۂ حدیث میں شریک ہیں۔ انکے خطوط شیخ الحدیث کے نام ہیں۔

[2] دارالعلوم کے جید ذہین محقق مدرس اور اسلام کے نظام سیاست حکومت خلافت اور اداروں کے بارہ میں نہایت وقیع عظیم اور ضخیم کتاب کے مصنف پشتو اردو فارسی عربی میں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں انہوں نے افغانستان کے حالات کے وجہ سے بے سرو سامانی اور زیر زمین رہ کر وہ کارنامہ کر دکھایا جو ایک بڑے اکیڈمی اور سوسائٹی کے کرنے کا تھا اور جسے دینی اور عصری تعلیمی اداروں اور مدارس کے نصاب میں لازمی مطالعہ کے طور پر شامل کرنا چاہیے۔ جو لوگ اسلام کے نظام سیاست وحکومت کے بارہ میں علماء کی تہی دامنی پر انگلی اٹھاتے تھے مولانا کی کتابیں اس کا عملی جواب ہیں۔ سینکڑوں ذخائر کتب کی شناوری کر کے یہ مجموعہ دنیا کے سامنے لائے طالبان کے دور میں پکتیا اور خوست وغیرہ میں اہم انتظامی مناصب پر فائز رہے۔ اسلام میں رازداری (سیکریسی) کی اہمیت پر بھی وقیع مقالہ لکھا، میرے نام خط میں مزید تفصیلات ہیں۔

باضعف المخلوقات فی کل مکان و حین و انبت نبات النفاق فی قلوب من اعان الشرک والمشرکین. ویخلق لکل فرعون موسیٰ بالقطع و الیقین. والصلوۃ والسلام علی امام المجاهدین المخلصین، وعلی آله واصحابه الذین اهتدوا بهدایته وبلغوا رسالته الی یوم الدین.

فضیلة الشیخ استاذ العلماء والمجاهدین استاذنا واستاذ الکل فی الکل شیخ الحدیث و مهتمم دارالعلوم حقانیه اکوڑہ خٹک مولانا سمیع الحق صاحب زید مجده السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

جناب محترم! جب سے عالم اسلام کی واحد مرکزیت، خلافت اور وحدت معدوم ہو چکی ہے اور اسلامی دنیا پر برے حکمرانوں کا تسلط قائم ہوا ہے اور ایک حقیقی اسلامی نظام کی حاکیت ختم ہو گئی ہے تو اس کے بعد ہر دور میں علماء نے اسلامی نظام کی حاکیت، اسلامی معاشرے سے فاسق حکمرانوں کے اخراج اور نیک و صالح حکمرانوں کو سامنے لانے اور اسلامی وحدت کی دوبارہ شیرازہ بندی کے لئے سیاسی اور جہادی طریقوں سے اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے۔ اور اس راہ میں بہت زیادہ تکالیف برداشت کیں اور ناقابل فراموش جانی قربانیاں بھی دی ہیں۔

موجودہ دور میں پورا عالم کفر متحد ہو کر اسلام کے خلاف برسر پیکار ہے، ہر خطے میں مسلمان مصائب و آلام کا شکار ہیں۔ کفار دینی مراکز کو صفحۂ ہستی سے مٹا رہے ہیں، عالم اسلام کی ممتاز شخصیات کو شہید کر رہے ہیں، میدان جہاد میں ہزاروں دینی علماء، طلبہ، عام مخلص مجاہدین اور نہتے عوام مرد، عورتیں اور معصوم بچوں کو شہید کر رہے ہیں۔ لیکن الحمدللہ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے جذبات بلند ہیں اور انتہائی اخلاص اور عالی ہمت سے ان کا مقابلہ کر رہے ہیں جس کا عملی ثبوت افغانستان کی موجودہ صورتحال ہے۔

ایک المیہ جو طویل عرصے سے اسلامی تاریخ میں مسلسل چلا آ رہا ہے اور ابھی تک علمائے اسلام اس المیے کی طرف علمی اور عملی میدان میں متوجہ نہیں ہوئے، یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلباء اور علماء عملی طور پر سیاسی جدوجہد کرتے ہیں، مذہبی اور سیاسی تنظیمیں اور جماعتیں بھی رکھتے ہیں لیکن ان سب کچھ کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کی طرز سیاست سے بے خبر ہیں بلکہ یہ علماء اور طلباء تقلیدی سیاست کرتے ہیں کہ ایک شخص یا ایک خاندان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے ذہن میں اسلام کے سیاسی نظام کا ایک ایسا تفصیلی خاکہ اور معیار نہیں رکھتے، جس کی روشنی میں خود بھی سیاست کر سکیں، اسلامی اور غیر اسلامی سیاست میں فرق کر سکیں اور ایسے شخص کی پیروی کریں جو اس معیار پر پورا اترے۔

اسی طرح اسلامی تاریخ میں آج تک علماء نے جہادی میدان میں ناقابل فراموش قربانیاں دی ہیں لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اکثر اوقات ان قربانیوں کا ثمرہ دوسرے لوگوں کو ملا ہے، ان کی قربانیوں اور جدوجہد کے نتیجے میں وہ لوگ حکمران بنے ہیں جن کی اسلام سے تھوڑی مناسبت بھی نہیں تھی بلکہ وہ اسلام اور مذہب کے دشمن ہوتے جس کے بعد وعلماء دوبارہ اقدام کرنے کے بارے میں متفکر ہوتے کہ اگر ہم نے دوبارہ قربانی دی تو کہیں اسی کا بھی یہی نتیجہ نہ ہو، اسی طرح عوام میں بھی مایوسی پھیل جاتی اور اگر سیاسی اور جہادی جدوجہد کے نتیجے میں محدود وقت کے لیے علماء کے ہاتھ حکومت کرنے کا موقع آیا بھی ہے تو ان کو ایسی قیادت اور شخصیات میسر نہیں تھیں جو اخلاقی اور عملی میدان میں ایسا کردار ادا کرتیں جس سے مسلمانوں کی پیاس بجھ جاتی اور عالم اسلام کے لیے اخلاق اور عمل کا نمونہ قرار پاتا اور عالم کفر اس سے ایسا متاثر اور مرعوب ہوتا جس طرح کہ خیر القرون میں مرعوب اور متاثر تھا، اپنے دائرہ حکومت میں ایک ایسے اسلامی نظام کو رائج کرتے جو دنیا کے ان خود ساختہ اور وضعی نظاموں کا محتاج نہ ہوتا اور ایک حقیقی اسلامی حکومت کی ترجمانی کرتے بلکہ ان علماء کے اخلاق اور اعمال سے خواص اور عوام مایوس ہو جاتے اور نہ ہی دوبارہ ان علماء پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔

میری ناقص فہم کے مطابق اس المیہ کی ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ اکابر علماء اس طرف متوجہ نہیں ہوئے کہ اسلامی مصادر سے استفادہ کر کے ایک ایسا مجموعہ تیار کریں جو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کی طرز سیاست و حکومت پر مشتمل ہو اور موجودہ دور کے

تقاضوں پر پورا اترے اور کفار کے اس پروپیگنڈے سے نجات ملے کہ مسلمان سیاسی میدان میں ایک جامع اور خود کفیل نظام کے حامل نہیں ہیں اور پھر اس کو درس نظامی میں جگہ دی جائے اور ایسی نوجوان نسل تیار کی جائے جو اسلاف کے طرز سیاست وحکومت سے مکمل طور پر باخبر ہو اور سیاسی میدان میں ایسی قیادت سنبھالے جو کہ عالم اسلام کی قیادت اور رہبری کے لیے نمونہ ہو اور موجودہ طرزِ سیاست وحکومت سے موجود نقصانات ختم ہو جائیں اور اسلامی معاشرے کی اصلاح اور وحدت کے لیے راہ ہموار کی جاسکے۔

اسلامی امت کی خیر خواہی کی بنیاد پر اور عملی میدان میں اس خلاء کو پُر کرنے اور مستقبل میں نوجوان نسل کو اسلام کے سیاسی اور اداری نظام کا شعور دلانے اور کفار کے منفی پروپیگنڈوں کا جواب دینے کو مدنظر رکھتے ہوئے بندہ نے دو کتابیں تصنیف کیں ہیں:

(۱) السیاسة والادارة فی ضوء الشریعة الاسلامیة (۲) حفظ الاسرار و افشاؤ ھا فی الشریعة الاسلامیة۔

یہ دونوں کتابیں پشتو، اردو اور فارسی میں مفصل اور عربی میں مختصر انداز میں شائع ہو چکی ہیں۔ بندہ نے کئی سالوں کی مسلسل کوشش اور محنت کے نتیجے میں یہ مجموعہ تیار کیا ہے، جید علماء نے اس کو دیکھا اور تائید کی ہے اگر آپ ان دونوں کتابوں پر اپنی قیمتی نظر ڈالیں اور اس کے بعد ملک کے دینی مدارس کے اکابرین کو اس بات کی طرف متوجہ کریں کہ وہ اپنے اپنے مدارس میں اس مضمون کو درسِ نظامی میں جگہ دیں تو یہ اس المیہ کے لیے دائمی اور مؤثر علاج ہوگا۔ اور اگر آپ خود اس پر غور فرمائیں اور سبقت الی الخیرات کریں اور اپنے دارالعلوم میں درسِ نظامی میں شامل کردیں اور تخصص فی الفقه والافتاء کی طرح تخصص فی السیاسة والادارة کے عنوان کے تحت ایک تخصص بھی ایجاد ہو تو یہ اقدام رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا مصداق ہوگا:

من سنّ سنةً حسنة فله اجرُھا و اجرُ من عمل بھا.

آپ نے بروقت ناقابل فراموش اجتماعی خدمات انجام دی ہیں اور ایسے مواقع میں دیگر علماء کی قیادت کی ہے اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ دیگر مدارس کے لیے مقتدا اور مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خدمت کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ دارالعلوم کی مقبولیت میں مزید اضافہ کرے۔ آپ پر اور جامعہ پر دیگر علماء اور دینی ادارے یہ حق رکھتے ہیں کہ آپ اور آپ کے علمی ادارے سے علمی ترقی اور کمال کا یہ الہام اور رشد حاصل کرلیں۔ آجکل خصوصاً جوان دینی طبقے میں بہت زیادہ جذبات موجود ہیں، بعض اوقات یہ جذبات غیر مناسب راستوں میں بھی استعمال ہو جاتے ہیں اگر مذکورہ طریقے کے مطابق ان جذبات کے استعمال کے لیے اس منظم اور قوی طریقے کا انتخاب کرلیا جائے تو یہ امام مالکؒ کے اس قول کا مصداق ہوگا:

اس امت کے آخری طبقے کی اصلاح اسی طریقے سے ہوگی جس سے اس امت کے پہلے طبقے کی اصلاح ہوئی ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ تھی کہ کام کرنے کے لیے پہلے کام کے رجال تیار فرماتے تھے اور پھر کام ان کے حوالہ کرتے مگر ابھی معاملہ بالکل برعکس ہے۔ والی اللہ المشتکیٰ۔ اور کام کے اہل رجال تیار کرنے کے مراکز دینی ادارے اور مساجد ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔

رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کی طرز سیاست وحکومت کو سیکھنا اور اسی بنیاد پر افراد اور رجال کو تیار کرنا دینی اداروں کے اکابر کا فرض ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ میری معروضات اور تجاویز پر غور فرمائیں گے اور یہ آپ کی ناراضگی اور تکدرِ خاطر کا سبب نہیں بنے گا۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین اخوکم فی اللہ عبدالباقی حقانی

حاجی الماس مسکین ''ملی اسلامی جبہہ متحدہ''

(صدر ظاہر شاہ ہی عبوری حکومت بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں)

۵/مارچ ۱۹۸۸ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار منگی چونگی۔ورسک روڈ۔پشاور۔صوبہ سرحد

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عالی مقام صدر۔وزیراعظم۔مولانا سمیع الحق اور سیاسی رہنماؤں سے ہمدردانہ اپیل

جناب عالی مقام! افغانستان کے ملی اسلامی عظیم متحدہ جبہہ اور افغانی مجاہدین کا اجرائیہ کمیٹی حکومت پاکستان کے صدر اور وزیراعظم۔ملک کے سیاسی رہنماؤں سے عموماً دوستہ سلام پیش کرتے ہیں۔اور بعد از سلام ان سب کے بہت ممنون اور مشکور ہیں جنہوں نے افغانی مہاجرین اور مجاہدین آزادی کے مسئلے میں جس عالیشان کردار کا ثبوت دیا ہے وہ روز روشن کی طرح سب افغانستان پر عیاں ہیں اور ہم اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ہمارے محترم بھائیو! ملی اسلامی عظیم متحدہ جبہہ کی طرف سے اخباروں کے ذریعے کئی دفعہ یہ عرض کر چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت محمد ظاہر شاہ جو ہر لحاظ سے مدبر اور سیاستمدار ہستی ہیں اس لئے وہ عبوری حکومت بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں جو کہ وہ افغانستان کے ۲۸ ولایتوں کے سرکردہ اشخاص اور ہر ملت کے رسم ورواج سے خوب واقف ہیں چاہے وہ شیعہ ہوں یا سنی ازبک ہوں یا ہزارہ' درانی ہوں یا غلجی' زیرک ہوں یا بلوچ' تاجک ہوں یا نورستانی کیوں نہ ہوں اگر خدانخواستہ پاکستان نے سات تنظیموں یا فریق کی مرضی پر عبوری حکومت تسلیم کیا تو ہم قسمیہ طور سے یہ عرض کرتے ہیں کہ تھوڑا بہت امن بھی گڑبڑ ہو جائے گا اور افغانستان کے اندر اور باہر خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔از راہ کرم افغان ملت پر رحم فرمایئے اور اس گناہ عظیم سے بچیئے۔ان سات تنظیموں کے اکثر لوگوں نے ملی اسلامی متحدہ جبہہ کو تسلیم کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں اور ہم سے بہت افتخار اور خوشی سے اسناد مکملہ وصول کئے ہیں۔اعلیٰ حضرت محمد ظاہر شاہ کو اپنا قائد اور ملی بزرگ مان چکے ہیں صرف یہ نہیں بلکہ افغانستان کے مورچوں پر روسی فوج سے لڑنے والے کمانڈران چاہے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے ان سب مجاہدین کی اسناد مکملہ اعلیٰ حضرت کو بھیجے گئے ہیں اگر آپ صاحبان کو ہمارے اس عرضداشت پر کوئی شک وشبہ ہو تو ہم آپ کو ملیون کی تعداد سے بھی زیادہ دستخط اور اسناد مکملہ دکھا سکتے ہیں۔یہ اسناد مکمل طور پر اعلیٰ حضرت محمد ظاہر کو (روم) بھیجے گئے ہیں یہ عرض ہم اس لئے دولت پاکستان کے صدر' وزیراعظم اور سیاسی رہنماؤں کو کرتے ہیں کہ اسے حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آجائینگے اور صحیح حالات سے باخبر ہو جائیں گے۔محترم المقام! مظلوم افغان ملت ہو۔مجاہد ہو۔یا مہاجر اس کے حقوق کو پائمال نہ کیا جائے اگر آپ صاحبان کو کوئی شبہ ہو تو ہم ان تنظیموں کے ساتھ ووٹنگ کے لئے بھی تیار ہیں تاکہ (پارلیمنٹ) کو صحیح پتہ چلے کہ آیا ملت افغان کون چاہتے ہیں افغانستان کی آزادی کچھ خود غرض اور محدود لوگوں کے منظور نظر پر مت چھوڑیں اگر ایسا ہو گیا تو خدا نہ کرے ان چند لوگوں کے کہنے پر پاکستان عظیم الشان خطرات سے دوچار ہو جائے گا نہ آزادی ملے گی اور نہ بانسری بجے گی۔افغانستان کے مختلف قبیلوں اور ۶۳ قوموں کے سرکردہ رہنماؤں افغانستان میں جنگ لڑنے والے مختلف کمانڈروں کے نام اور دستخط ضمسلک ہیں۔

والسلام حاجی الماس مسکین ملی اسلامی عظیم متحدہ جبہہ افغانی اجرائی کمیٹی

استاذ محمد یاسر[1] افغانستان

محترم مولاناصاحب، زه راغلے وم ستاسو زیارت لره خومتاسفانه چه تاسونوئ دمحترم والدصاحب زیارت می وکړواوترینه اجازة[2] می هم واخیسته. خدای وکړی چه جوړاوروغ وی. ستاسو وروړمحمدیاسر

☆☆☆

چیئرمین اتحادکونسل[3] افغان مجاہدین افغانستان

(شیخ الحدیث کی اسلام کی خاطر ناقابل فراموش خدمت)

(۱)

مولانا مرحوم نے اسلام کی خاطر جو خدمات انجام دی ہیں وہ ہمیشہ ناقابل فراموش رہیں گی۔ اس صدمۂ جانکاہ پر میری دلی تعزیت قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲)

(تقریب دستاربندی میں شرکت کی دعوت)

دافغانستان دملی اسلامی محاذمشرپیرسیداحمدگیلانی.یوځل بیاله محترم سمیع الحق ښخه هیله مند دی چه ددینی مدرسوفارغانوته دفضیلت دپګړی دتړلوپه مراسموکښ په برخه اخستلو سره ممنون کړی.

وخت اونیټه: دسهار نه بجی دیکشنبی ورځ د۱۳۶۷ه ش کال دحمل ۱۴ مطابق دشعبان ۱۶. ۱۴۰۸ه ق کال مطابق ۳.اپریل ۱۹۸۸ کال.پته: دصدیق اکبر(رض)لیسه، ورسک روډبالمقابل چنګی ټانه.

نوت: امیدلروچه دجلسی دمخکښی نیټی دخنډیدوله کبله چه دباران داوریدوپه وجه پیښ اوتاسی ته تکلیف شو.زمونږمعذرت قبول کړی.

☆☆☆

مولانا محمد شاہ (رئیس موتمر علمی افغانیہ افغانستان)

۱۴ مارچ ۱۹۸۸ء

فضیلة الاستاذصاحب السماحة مولاناسمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته، وبعدنرجوعن اللّٰہ تعالیٰ لکم الصحة والعافیه ونشکراللّٰہ علی ان رکھلہ الحادثة مع الخیروالسلامة ونحن جئنا لزیارتکم مع الاسف ماوجدناکم ونتمنی من کرم اللّٰہ سبحانه وتعالیٰ ان یمن علی المؤمنین لاسیماعلی الطلاب بطول بقائکم، والسلام علیکم ورحمة اللّٰہ اخوکم فی اللّٰہ محمدشاه رئیس المؤتمر العلمی للجمعیة الاسلامیه الافغانیة

---

[1] افغان رہنما، ایک شعلہ بیان خطیب عربی کے قادرالکلام مقرر اپنی سحرانگیز شخصیت سے حاوی ہوجاتے استاد سیاف سے بوجوہ علیحدگی اختیار کی اور اب تحریک طالبان کے پرزور حامی اور جہاد کے داعی ہونے کی وجہ سے پابند قید وسلاسل ہیں۔

[2] مسند حدیث کی اجازت مراد ہے۔

[3] افغانستان کے جہادی گروپ ملی اسلامی محاذ کے لیڈر

شورائی تفاھم ووحدت ملی افغانستان

(سرحد بلوچستان کی دینی اور قومی قیادت کا جرگہ بلانے کا مشورہ)

ډیر محترم مولانا سمیع الحق الحق دپاکستان دجمعیت علماء اسلام صدر، دافغانستان دتفاهم اوملی شوری دلوی خدای(ج) څخه ستاسو صحت،سلامتی اوبریالیتوب غواړی.

دافغانستان دتفاهم اوملی یووالی شوری چی دافغانستان دیوزیات شمیرقومی مشرانو، پخوانی جهادی قوماندانانو،دینی عالمانو اوپوهانو نه جوړه شوی ده اوپه افغانستان کښی دعادلانه سولی اوسیاسی حل لپاره هلی ځلی کوی اوپه دی لاره کښی یی څوتنه نومیالی مشران هم دسولی دمخالفینو اودبنماتالوله خوا په پېښور کښی وژل شوی دی ستاسو فوری پاملرنه لاندنیوټکوته راګرځوی:

په افغانستان کښی دڅوکلونوراهیسی دخپنوبهرنیوهیوادونودبربندولاس وهنوله امله یوه تباه کوونکی کورنی جګړه چی اصلی قربانیان یی دافغانستان د مظلوم اوجنګ ځپلی ملت بچیان دی په ډیره بیرحمی سره دوام لری خوتاسوچی دافغانستان ملت سره دوروروولی نه شلیدونکی تاریخی اړیکی لری دادډیر افسوس خبره ده چی تراوسه تاسی اوستاسی په شان دصوبه سرحد اور بلوچستان صوبی دسیاسی، ملهبی اوقومی ګوندونو اوقامی مشرانوپه افغانستان کښ دادایمی سولی دروا ستلو لپاره هیڅ اغیزناک عملی کردار نه دی لوبولی، توله دی امله افغانان له تاسونه ډیری زوری ګیلی لری ځکه چی په ډیروسختواوحساس حالاتو کښ تاسوله دوی سره دسولی په برخه کښ هیڅ عملی ګام نه دی پورته کړی.

دافغانستان دتفاهم او ملی یووالی شوری دافغان مظلوم ددی برحقی ګیلی اوخپګان دڅرګندونی په ترڅ کښ له تاسو نه غواړی چه په افغانستان کښ دسولی او سیاسی حل لپاره په صوبه سرحداوبلوچستان کښ میشته دپښتو سیاسی ،ملهبی او قومی مشرانوته بلنه ورکړی چی دافغانستان دخونړی مسالی په هکله دخبرواتروا و ګډی ستراتیژی اوفیصلی لپاره چی څومره ژر کیدای شی سره راغونډ اوجرګه شی اوخپلمنتی اختلافونه دیوی مودی لپاره یوی خواته پریږدی اودخپلو افغانانو وروونوته دسولی دراوستلو په لاره کښ اوږه ورکړی.دافغانستان دتفاهم اوملی یووالی شوری له تاسو نه هیله کوی چی دپښتو دلورو سیاسی، ملهبی او قومی مشرانوسره په اتفاق دخپل هیوادپه حکومت زورر راچوی چی په افغانستان کښی د عادلانه سولی دراوستلو لپاره دافغانانو سره په اخلاص اوصداقت مرسته وکړی.

په اخر کښ دافغانستان دتفاهم او ملی یووالی شوری ستاسوپاملرنه دی حقیقت ته راګرځوی چی که تاسو په دی خطرناکو شیبو کښی دخپلو افغانانو وروڼو سره دخپلی عملی مرستی اواقدام نه دپخواپه شان ډډه وکړی نوتاسی باید په دی وپوهیږی چــــه په افغانستان کښ به دبهرنیوملکونو په لاسونودلګیدلی جګړی داورلمبی ستاسوتاټوبی، کلو او بانډوته هم ورسیږی چی بیا به پښیماتی ګټه ونه کړی. په درناوی.

یادونه:پورتنی لیک له ورته لیکونه دپښتودسیاسی،ملهبی ګوندونو او نوروقومی مشرانو ته هم استول شوی دی.

انجینئر احمد شاہ مسعود[1] پنج شیر

وزیر دفاع دولت اسلامی افغانستان

(پورے افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا اطمینان دلاتا ہوں)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب ۔ حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! از خداوند بزرگ موفقیت شمارا استدعا داریم واز احساسات پاک شمانسبت به دولت اسلامی افغانستان اظهار سپاس می نمائیم. پیام هائی تان توسط برادران طلباء مدرسه تان بما رسید متشکریم وبه شما اطمینان مید هیم که اقامه به حکومت صد درصد اسلامی از جمله آرزو هاء ما میباشد اگر چند که درراه بامشکلات روبرو میبا شیم.

بـه هـر صـورت بـه شما اطمینان میدهیم که انشاء اللہ به نزدیکی حکومت اسلامی در سراسر افغانستان حاکم شدنی است. ومن اللہ توفیق برادرتان انجینئر احمد شاه مسعود وزیر دفاع دولت اسلامی افغانستان

☆☆☆

سید محمود گیلانی

سجادہ نشین غوثیہ درہرات۔افغانستان

(شیخ الحدیث کی وفات حسرت آیات پر تعزیت)

۱۳ستمبر ۱۹۸۸ء

حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم ومغفور کی وفات حسرت آیات جامعہ اسلامیہ پاکستان (دارالعلوم حقانیہ) افغانستان اور درحقیقت تمام عالم اسلام کے لیے عظیم نقصان ہے۔ اسی بناء پر علماء ومشائخ ملت مہاجر افغانستان آپ کے فرزند ارشد اور جانشین جناب مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ اظہار تعزیت کے علاوہ آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ اپنے والد بزرگوار کا نقش قدم اپنے لیے مشعل راہ بنائیں گے اور تمام مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں ہمہ تن معروف عمل رہیں گے۔ سید محمود گیلانی

۱۳ستمبر ۱۹۸۸ء

وفـات الـمـفـنـاک مـرحـوم مـغـفـور حـجة الاسـلام والـمـسلمين مولانا عبدالحق صاحب مولوی جامعه السلام پـاکـسـتـان. افـغـانـستان و بالاخره جهان الـسـلام ضـايعه جبران نا پذير ....علماء مشائخ ملت مهاجر افـغان وفات مرحوم مولوی فرزند ارشـد و جانـشـين شان جناب مولانا سميع الحق صاحب تـسـليت عرض نموده اميد وار ....مرحوم مشعل خويش قرار واده مولوی اهتمام امور تـسكين انهماک مورزند.

والسلام الفقير سجاده نشين غوثيه و هرات افغانستان

سيد محمود گيلانی

---

1. افغان زعماء جہاد کے علاقہ پنج شیر کے سرکردہ رہنما اور معروف لیڈر بعد میں جہاد سے وابستگی کے بارہ میں متنازعہ خبریں آتی رہیں اور کسی سازش سے شہید کردئے گئے، سنا ہے پاکستانی علماء بالخصوص مولانا عبداللہ درخواستی مرحوم سے تلمذ کا شرف بھی حاصل تھا۔ کابل میں مجاہدین کے حکومت کے قیام کے دن ان سے ٹیلیفون پر بڑی طویل گفتگو ہوئی۔

عہد طالبان و تحریک طالبان

دفتر خاص امیرالمؤمنین حفظه الله

إمارت اسلامی أفغانستان

نمبر

نیټه

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ○ وبعد :

محترم مولنا شمیع الحق صاحب امیر جمعیت اسلام علماء پاکستان

چه مونږ شتاسی د همکاری او همدردی

څخه ممنون یو خو ځرنګه چه تاسو ته معلومه ده .

چه په افغانستان کښی طالبانوته د ضرورت

شته. نو مونږ شتاسو څخه دا خواهشت

کو چه تاسو خپل په مدرسه کښی افغانی

طالبانوته ځای ورنکړی. او نور جمعیتی مدرسوته

هم هدایت وکړی چه خپل په مدرسو کښی ا

فغانی طالبانوته ځای ورنکړی: چه همدا به د اسلامی

تحریک د کامیابی ذریعه وګرځی: والسلام

د اسلام خادم امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر (مجاهد)

تحریک اسلامی ''طالبان'' افغانستان کا اجمالی تعارف

افغانستان پر روسیوں کی سرخ سفاکانہ بربری یلغار کے خلاف تمام عالم اسلام کے چیدہ چیدہ برگزیدہ مفتیان دین متین، علمائے ربانیین نے قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد کا اعلان کیا۔ اس مقدس تاریخی جہاد میں نہ صرف افغانی ملت نے عظیم قربانیاں دی ہیں، بلکہ دنیا کے جملہ ممالک کے جذبہ جہاد سے سرشار فدایان اسلام نے بھی افغانیوں کے دوش بدوش اس خالص اسلامی جہاد میں اپنے سردھڑ کی بازی لگادی۔ شاید چشم فلک نے اپنے طویل ادوار میں تمام کرہ ارض پر ایسے نرالے جہاد کا نظارہ نہ دیکھا ہوگا جو چودہ سال[1] مسلسل جاری وساری رہا، جس میں سولہ لاکھ شیدایان اسلام نے جام شہادت نوش فرما کر اپنے مقدس خون سے سرزمین افغانستان کو لالہ زار بنایا۔ لاکھوں خاندان اپنے عقیدہ وناموس کی حفاظت کی خاطر ہجرت کر کے پاکستان، ایران اور دنیا کے گوشوں میں پناہ گزینی کی زندگی پر مجبور ہوئے۔ ہزاروں مرد وزن ان قیامت خیز ہولناک لڑائیوں میں اپنی آنکھوں سے محروم ہوئے، کئی اپنے ہاتھ پاؤں سے محروم ہوئے، کئی اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے، اللہ تعالیٰ ہی کے بے پایاں فضل وکرم، نصرت وحمایت کی برکت سے بالآخر مجاہدین کامیابی سے ہمکنار ہوئے، روسی سرخ سیلاب اور دہری وحشیانہ انقلاب کا خاتمہ ہوا۔ روسی بھیڑیوں کی شکست وریخت کے بعد علماء کرام اور طلبہ نے مدارس ومساجد کا رخ کیا اور اپنے محبوب مشاغل درس وتدریس میں حسب ماسبق مشغول ہو گئے اور افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت محمدیہ کی تنفیذ کا کام تنظیموں اور احزاب کے قائدین، سرکردہ مسئولین کے ذمہ چھوڑا جو اپنے آپ کو افغانستان کی صدارت اور امارت کے مستحق سمجھ رہے تھے مگر بدقسمتی سے ان قائدین نے صدارت وامارت کے عہدوں پر آپس میں رسہ کشی شروع کر لی اور ہر ایک اپنے آپ کو اس منصب کے لئے سب سے زیادہ مستحق اور لائق تصور کرتا رہا اور رفتہ رفتہ یہ رسہ کشی جنگ وجدل کی صورت اختیار کر گئی۔ افغانستان کے مخلص بزرگ علماء کرام نے بار بار مصالحت کے لئے کوششیں فرمائیں۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر حضرت مولانا محمد نبی صاحب اور حزب اسلامی کے امیر مولانا محمد یونس خالص اور افغانستان کے مایہ ناز روحانی عالم مولانا عبداللہ ذاکری اور جلیل القدر قائد مولانا جلال الدین حقانی نے اپنے تمام کمانڈروں سمیت اس خونریز جنگ کی خاطر کئی ماہ اس مصالحتی پروگرام میں صرف کئے مگر یہ تمام کوششیں ناکام رہیں۔ یہاں تک کہ اس سلسلہ میں مولانا حقانی پر دو دفعہ قاتلانہ حملے ہوئے، پاکستان کے علماء کرام اور حکام نے بھی مصالحتی پروگراموں میں بھرپور حصہ لیا۔ مختلف ممالک کے سربراہوں کی کوششیں بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں بالخصوص خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز نے کئی بار اپنے خصوصی نمائندے مصالحت کے لئے بھیجے اور بالآخر تمام تنظیموں کے امیر اور سرکردہ کمانڈروں کو حجاز مقدس میں آنے کی دعوت دی۔ سینکڑوں مندوبین کو آنے جانے کی ٹکٹیں ویزے بھیجے گئے اور وہاں شاہی مہمان خانوں میں کئی دن تک ان کی شاہانہ مہمان نوازی کی گئی۔ خانہ کعبہ کی نورانی آغوش میں ان سب سے ایک متفقہ[2] مصالحتی عہد نامہ پر عہد وپیمان اور حلف لئے گئے۔ اس تاریخی کارنامہ پر تمام عالم اسلام میں خوشیاں منائی گئیں۔ مگر بدقسمتی سے کابل پہنچتے ہی یہ حضرات پہلے سے زیادہ جوش وخروش کے ساتھ ایک دوسرے پر بمباری، گولہ باری کے مکروہ وقبیح اعمال کی طرف متوجہ ہوئے جس کے نتیجے میں لاکھوں معصوم جانیں ہلاک ہو گئیں اور کابل کا حسین ترین شہر کھنڈرات اور ویرانوں

---

1. تحریر ۱۹۹۶ء کی ہے اب ۲۰۱۱ء میں اس جہاد کو تیس سال ہونے کو ہیں۔
2. الحمدللہ کہ احقر بھی شاہ فہد کے طرف سے جوار کعبہ میں مصالحتی مہم میں شریک رہا (س)

میں تبدیل ہوگیا۔اور دنیا بھر میں جہاد، مجاہدین اور اسلام کے درخشندہ ناموں کو بدنام کیا گیا۔ جہاد کے اساسی اہداف واغراض کو کچل دیا گیا۔سولہ لاکھ شہداء کے خون سے کھیلا گیا۔لاکھوں یتیموں، بیواؤں، معیوبین، مجروحین کی آہوں اور سسکیوں سے غداری کی گئی۔کشمیر، فلسطین، بوسنیا، قبرص، صومالیہ، اریٹیریا کے مظلوم وستم رسیدہ مسلمانوں کی امیدوں کو خاک میں ملایا گیا۔افغانستان کے لاکھوں کیمونسٹ جو چودہ سال مجاہدین کے خلاف برسر پیکار تھے۔

صدارت امارت کیلئے باہمی لڑائی کے نتیجہ میں دشمنان اسلام کا تسلط اور من مانیاں: ان نام نہاد بڑوں کے باہمی کشت وخون کی بدولت سرزمین افغانستان میں روپوش ہو گئے۔اب تو کیمونسٹوں کی فہرست میں صرف نجیب کا نام لیا جانے لگا۔باقی لاکھوں، پرچم، شعلہ، خلق اور خاد کے جیالے اور متوالے کہاں غائب ہو گئے؟

یہ ایک ضروری سوال ہے۔جواب واضح ہے۔یہ تمام اسلام دشمن عناصر، زہریلے ناگ ان شیدایان صدارت وامارت کی آغوش میں پناہ گیر ہوئے۔کابل میں صدارتی چوکی پر پونے تین سال مسلسل جنگ وجدل سے اربوں ڈالر کا قیمتی اسلحہ جو کشمیر وفلسطین میں کام آسکتا تھا لاکھوں مسلمانوں کی خونریزی کا سبب بنا۔صدارت پر مر مٹنے والوں کی لڑائیوں سے تمام افغانستان میں ملحدین وزنادقہ، چور، رہزن اور دیگر قسم کے فاسد عنصر نے وہ انسانیت کش، حیا سوز جرائم شروع کئے، جن کے سامنے کتے اور خنزیر بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔

ظلم وجبر فحاشی لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ اور طالبان کا ظہور اور ملا عمر کا انتخاب: جگہ جگہ رہزنوں نے سڑکوں پر زنجیریں لگا دیں۔ہر راہ گیر سے ٹیکس وصول کرنے لگے۔چوری، لوٹ کھسوٹ، لواطت اور زنا جیسے جرائم کا ارتکاب برسر عام کرنے لگے۔دن دھاڑے شریف گھرانوں پر یہ بدمعاش ہلہ بول کر نقدی، زیورات اور قیمتی سامان چھین لیتے تھے اور پردہ نشین دوشیزاؤں کی عصمت دری ان درندہ صفت بھیڑیوں کا شیوہ بن گیا تھا۔وہ زمین جو شہداء کے خون سے سیراب ہوگئی تھی۔اس پر الحاد وزندقہ، فسق وفجور کا سیلاب آگیا۔چاروں طرف سفاکی اور بربریت کے بھیانک مناظر نظر آنے لگے۔ان بدقماش خدا فراموش مجرموں کے بہیمانہ جرائم، وحشیانہ مظالم کے مٹانے کے لئے افغانستان کے غیور، سربکف ''طالبان'' نے اللہ تعالیٰ کی نصرت واعانت پر توکل کر کے جہاد کا اعلان کیا۔معمولی عرصہ میں ان شاہین صفت ''طالبان'' نے سرکش، بے دین مجرموں کا قلع قمع کر کے ان کے ظالمانہ شکنجوں سے مظلوم افغانی ملت کو رہائی بخشی۔ان پاک طینت، فرشتہ سیرت ''طالبان'' کے عادلانہ سلوک، مشفقانہ رویہ سے چند مہینوں میں کئی صوبے فتح ہوئے۔علماء اور طلبہ نے بالاتفاق حضرت مولانا محمد عمر صاحب کو اپنا امیر منتخب فرما کر ان کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک امیر کی سرپرستی میں مختلف احزاب کے طلبہ اور تمام تنظیموں کے علماء اور قمندان آپس میں متفق اور متحد ہو گئے۔متعدد تنظیموں کی وجہ سے جو تشتت وانتشار ہوتا تھا، اب وہ اتحاد واتفاق سے تبدیل ہوگیا۔

روس کے خلاف جہاد بھی ایک امیر کی قیادت میں ضروری تھا: کاش، اگر افغانستان کا سابقہ چودہ سالہ جہاد بھی ایک ہی امیر کی قیادت وامارت میں سرانجام ہوتا تو آج افغانستان دنیا بھر میں ایک مثالی اسلامی حکومت ہوتا، مگر بدقسمتی سے ان مختلف تنظیموں کے باہمی اختلافات نے اب تک افغانی ملت کو جہاد کے پاکیزہ نتائج اور طیب وطاہر ثمرات سے محروم رکھا۔ایک امیر کے زیر سایہ مجاہدین بہت قلیل عرصہ میں کامیاب ہو جاتے اور کرسی صدارت پر لڑنے بھڑنے کی نوبت نہ آتی اور نہ یہ خون کی ندیاں بہتیں اور نہ روسی اسلحہ اور ساز وسامان کباڑی مارکیٹوں میں شلغم اور گاجر کی قیمتوں میں نیلام ہوتا۔

متروکہ و مقبوضہ اسلحہ کا میوزم جو حقانیت اسلام کا بیّن ثبوت ہوتا: بلکہ افغانستان میں روس کے ان متروکہ جنگی سازوسامان کا ایک بہت بڑا (میوزیم) عجائب گھر بنا دیا جاتا، جس میں مختلف اقسام کے ہزاروں بمبار لڑاکا طیارے، گن شپ ہیلی کاپٹر، پسنجر ہیلی کاپٹر، مختلف اقسام کے ہزاروں ٹینک، ہزاروں بکتر بند گاڑیاں، جیپ، ٹرک، اینٹی ایئر کرافٹ گن، سنگل بیرل، ڈبل بیرل، فور بیرل، پی کے گرینوف خفیف وثقیل، اسٹنگر لانچرز، میزائل، اسکڈ، کلاشن کوف، کالاکوف، سیمی نوف، درغانوف، ڈی سی توپ، آر آر ۷۵، آر آر ۸۲ اور ہزاروں قسم کے جنگی آلات کو ایک طویل وعریض میدان میں جمع کیا جاتا۔ یہ اسلحہ گھر تمام دنیا میں اسلحہ اور جنگی آلات کا ایک بہت بڑا میوزیم قرار دیا جاتا، جس کے مشاہدہ سے کئی کافر اسلام لانے پر مجبور ہو جاتے کہ دنیا کی ایک عظیم سپر طاقت اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لانے کے باوجود لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سامنے صفر ہو گئی، تمام دنیا کے جنگی آلات قرآن وحدیث کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ جہاد کے پاکیزہ عمل نے قیصر و کسریٰ جیسی بڑی بڑی جبروتی، استعماری طاقتوں کو زیروزبر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب امریکہ جہاد کے نام سے لرزہ براندام ہے۔ امریکہ کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ افغانستان کے نہتے مجاہدین روس کی عظیم سلطنت کو ملیا میٹ کر دیں گے، بلکہ وہ تو اس خوش فہمی میں مجاہدین افغانستان کو مجاہد مجاہد کے نام سے تھپکی دے رہا تھا کہ یہ افغانی مجاہدین روس کو کمزور کر دیں گے اور روس کی بالادستی ختم ہو جائے گی، اب امریکہ کو اپنی جان کی پڑی ہوئی ہے کہ یہی جہاد میری خانہ خرابی کا سبب بنے گا۔ اب وہ جہاد کو دہشت گردی اور مجاہدین کو دہشت گرد کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اب 'طالبان' افغانستان کی تحریک کے خلاف امریکہ، برطانیہ اور دیگر کافر ممالک دن رات پروپیگنڈہ کر رہے ہیں تاکہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت نہ بن سکے۔

طالبان نے چھ ماہ میں نقشہ بدل دیا: ''طالبان'' نے صرف چھ مہینے میں فراہ اور شین ڈنڈ سے لیکر کابل شہر تک بارہ صوبوں میں خالص اسلامی نظام قائم کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ظلم وستم کے بدلے عدل وانصاف، بدامنی کی جگہ امن وسکون، الحاد وزندقہ، فسق وفجور کی تاریکیوں کی جگہ خالص اسلامی نظام کا دور دورہ ہے۔ اسلامی احکام وحدود کی تنفیذ پر رب العالمین جل جلالہ کی بے پایاں رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔

بعض جہادی لیڈروں کا طالبان سے وعدے اور پھر غداری: ''طالبان'' کی فتوحات کے دوران برہان الدین ربانی نے ایک وفد قندھار بھیجا اور ربانی کا پیغام پیش کیا کہ ہم بھی مولانا محمد عمر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ''طالبان'' سے کہنے لگا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، تم اسلحہ لینا چاہتے ہو، سب سے پہلے یہ میرا پستول جمع کر لو۔ ''طالبان'' بہت خوش ہوئے 'طالبان' نے جب چار اسیاب کو فتح کر لیا تو وہاں پھر ایک وفد ربانی کی طرف سے آیا اور قرآن مجید درمیان میں رکھ کر اس پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مقدس کتاب گواہ ہے کہ ہم 'طالبان' کے ساتھ ہیں۔

'طالبان' بہت مطمئن ہو گئے کہ اب بہت جلد ہی افغانستان اسلامی نظام کے انوار وبرکات سے منور ہو جائے گا۔

مگر بدقسمتی سے 'طالبان' کی نیک توقعات، پاکیزہ خواہشات اس وقت خاک میں مل گئیں جب انجینئر مسعود کے خصوصی کمانڈر انچیف بابا جان (کمیونسٹ) نے 'طالبان' پر اندھا دھند بمباری کی جس سے ڈھائی سو طالبان شہید ہوئے جس میں زیادہ مقدار قرآن مجید کے حافظ وقاری تھے، اور بعض دینی مدارس سے فارغ التحصیل فضلاء تھے، حالانکہ طالبان نے ربانی حکومت سے صرف یہی مطالبہ کیا تھا کہ سب سے پہلے کابل میں خالص اسلامی نظام کا اعلان کریں اور فوری طور پر تمام احکام وحدود کی تنفیذ کی حکم نامہ جاری کریں، تمام کمیونسٹ

عناصر کوفی الفور کابل سے نکال دیں۔ تمام عورتوں کو جو کابل کے مختلف وزارتوں، محکموں میں ملازمت کررہی ہیں انکو اپنے گھروں میں پردہ کے ساتھ رہنے کی تلقین کریں۔

کاش! اگر پروفیسر برہان الدین ربانی صاحب طالبان کے پاکیزہ مطالبات مانتے اور افغانستان میں خالص اسلامی نظام نافذ کرنے کی خاطر ایثار سے کام لیتے اور طلباء کو زمام حکومت حوالہ کرتے تو تاریخ اسلام میں اس کا یہ مصالحتی کارنامہ آب زر سے لکھا جاتا۔

بہرحال تحریک طالبان ایک خالص مذہبی، اسلامی تحریک ہے جو ایک عالم ربانی متدین بزرگ مولانا محمد عمر صاحب کی امارت میں مندرجہ اہداف واغراض پر مبنی اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوششوں میں رواں دواں ہے۔

<u>تحریک طالبان اور مسلمانوں کا فریضہ:</u> تمام اہل اسلام سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس مقدس تحریک طالبان کی بھرپور تائید فرمائیں گے۔ خاص کر علماء کرام اور بزرگان دین کی خدمت میں بصد ادب گذارش ہے کہ وہ اپنے تمام تر وسائل سے ان طالبان کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ، اس خالص مذہبی تحریک کی کامیابی سے نہ صرف افغانستان میں بلکہ تمام جمہوریات اسلامیہ میں خلافت الٰہیہ کے عادلانہ نظام کا قیام ہوسکے گا جس کا ہم اب تک تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔

الحاد و زندقہ کے اس پرفتن دور میں جب دنیا بھر کے تمام کفری نظام اسلام کے بیخ کنی، فرزندان توحید کی سرکوبی، نسل کشی اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے آپس میں متفق ہوگئے ہیں اور طالبان جیسے نڈر سربکف مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر ان کے اعدام کے درپے ہیں۔

لا سمح اللہ خدانخواستہ خدانخواستہ اگر تحریک طالبان کا یہ بروقت اہم اسلامی اقدام علماء اسلام کی بے اعتنائی تغافل کی وجہ سے ناکام ہوا تو وہ نہ صرف افغانستان بلکہ پاکستان اور دیگر ممالک میں اسپین (اندلس) کی طرح اسلامی شعائر، دینی مراکز، علمی معاہد و جامعات، مدارس و مساجد کو مندروں اور گرجوں میں تبدیل کردیا جائے گا۔ قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیہ اور طلیطلہ جیسے اسلامی شہروں میں ہزاروں علمی مراکز صلیبی سیلاب کی وجہ سے گرجوں میں تبدیل ہوگئے۔

بڑے بڑے مرکزی کتب خانوں کو آگ لگا کر لاکھوں کی تعداد میں علوم دینیہ کے اہم مراجع و مصادر راکھ کے ڈھیر بن گئے، تمام علماء کو تہ تیغ کردیا گیا۔ مسلمانوں کی عزت و ناموس کو تار تار کردیا گیا۔ رب العالمین جل جلالہ، اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہماری تقصیرات معاف فرمائے اور ہم سب کو جہاد کے مقدس فریضہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

(مولانا ڈاکٹر) شیر علی شاہ کان اللہ لہ خادم الحدیث بجامعۃ الحقانیہ اکوڑہ خٹک (ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۹۶ء)

فتح کابل سے پہلے کی تحریر

تحریک طالبان: اکیسویں صدی میں نظام خلافت راشدہ کے علمبردار

کچھ عرصے پہلے افغانستان کے علاقہ قندہار سے جو تحریک چند بوریا نشین دینی طالب علموں نے بے سروسامانی اور کسمپرسی کے عالم میں شروع کی تھی۔ ظلم و جبر، بدامنی، استحصال، لوٹ مار، بداخلاقی و بدکرداری اور دیگر غیر شرعی کاموں کے استیصال اور ابلیسی و طاغوتی قوتوں، خلقی و پرچمی اور کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کے لئے، سولہ سالہ عظیم الشان تاریخی جہاد کے ثمرات کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے میدان کارزار میں نکل پڑے تھے۔ تو کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ لوگ کل اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے معمار اور

اکیسویں صدی میں نظام خلافت راشدہ کے علمبردار ہوں گے اور افغانستان میں جہاد کے بعد پھیلے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنیوں کے سفیر اور رشد و ہدایت کے مہتاب اور نور کے مینار ثابت ہوں گے۔ اور یہ نادار اور غریب بے سہارا پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس طلبہ مملکت اسلامی افغانستان کے امیر والی قضاۃ گورنر عظیم جرنیل کمانڈر اور عالم اسلام کے مثالی حکمرانوں عمر بن عبدالعزیز محمود غزنوی قطب الدین ایبک شہاب الدین غوری سلطان محمد فاتح اورنگزیب عالمگیر اور احمد شاہ ابدالی کے حقیقی جانشین ہوں گے۔

سرزمین افغانستان جو بدقسمتی سے جنگ و جدل قتل و قتال غیر ملکی تسلط اپنوں کی ریشہ دوانیوں اور نادانیوں اور عالمی استعماری قوتوں کی سازشوں کی آماجگاہ بنی رہی۔ اور آہن و بارود کی بارش اس زرخیز و مردم خیز خطہ پر لگاتار ہوتی رہی۔ یہاں تک بالآخر رب ذوالجلال کو اس سرزمین پر رحم آ ہی گیا۔

اور رب کائنات نے اس شورش زدہ سرزمین سے ان قدسی صفات اور قرون اولیٰ کے یادگاران دینی مدارس کے طلبہ کا پردہ غیب سے انتخاب فرمایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے آندھی اور طوفان کی طرح نہ صرف افغانستان میں بلکہ پورے عالم میں ان کے کارہائے نمایاں کی دھوم مچ گئی اور ان خاک نشین جوانوں کے خوف سے سپر پاور امریکہ اور دیگر استعماری قوتیں پریشان نظر آنے لگیں کہ ان چند ناتجربہ کار بے سروساماں سرپھروں کفن بردوش قلندروں موجودہ دور کے تقاضوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ سے نابلد طلبہ نے شجاعت و بہادری عزیمت اور نظم و نسق کے وہ وہ مظاہرے دکھائے کہ عقل انسانی دنگ رہ گئی اور امارت اور صداقت کا وہ سبق یاد دلایا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا ۔۔۔ لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ پاکستان کی آئی ایس آئی یا اس کے وزیر داخلہ کی اشیر باد اس تحریک کو حاصل ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو یہ بات کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ جناب بابر صاحب کا دینی اور اسلامی تحریکوں اور دینی طلبہ اور مدارس کے ساتھ کیسا اور کس قسم کا رویہ رہا ہے۔ اس قسم کی سوچ رکھنے والے افراد کی عقل پر ماسوائے ماتم کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اور کسی نے اس تحریک کے ڈانڈے سی آئی اے اور امریکہ سے جوڑنے کی ناکام کوششیں کیں۔ سبحان اللہ کہاں امریکہ اور کہاں نظام خلافت راشدہ حدود و تعزیرات، قصاص و دیت، قرآن و سنت کے قانون کا اجراء اور اسلامی بنیاد پرستی و فتنہ مظلوم کیلئے تنگ و تاز ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی؟؟

ان عقل کے اندھوں مخبوط الحواس اور طاعون زدہ سوچوں کے ایسے حامل افراد کو ہم معذور سمجھتے ہیں اور ان کے بکواسات و خرافات اور بیہودہ پر مبنی خود ساختہ رپورٹوں، جھوٹے پروپیگنڈوں اور افواہوں کی پرکاہ کے برابر کوئی حقیقت نہیں۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے ۔۔۔ دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

لیکن یہ مجاہدین ان تمام منفی پروپیگنڈوں سے بالاتر ہو کر کسی کے دام تذویر میں نہ آئے نہ کسی کو خاطر میں لائے۔

بڑھے اور مزید بڑھتے گئے۔ راستے میں جو بھی سنگ گراں نظر آیا اس کو ٹھوکر ماری۔ مشکلات کی جتنی دیواریں راستے میں حائل ہوتی رہیں ان کو گراتے رہے، سازشوں کے جتنے بھی مکروہ جال ان کے خلاف بنے گئے وہ تار تار کرتے رہے۔ دشت و صحراؤں اور دریاؤں کو عبور کیا۔

طالبان را خستگی راہ نیست اور ۔۔۔ میں ہوں وہ آتش قدم جس سے پگھلتے ہیں پہاڑ ۔۔۔ موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

طالبان تحریک کے خلاف آج پوری دنیا میں پروپیگنڈہ مہم عروج پر ہے۔ مغربی اور صیہونی پریس و دیگر ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا

اپنے تمام تر شیطانی وسائل کے ساتھ ان معصوم طلبا اور امن کے علمبرداروں کے خلاف صف آراء نظر آتے ہیں امریکہ اقوام متحدہ اور دوسری ابلیسی قوتیں سازشوں کے جال بچھا رہے ہیں کہ کسی طرح اور کسی صورت میں بھی اس شورش زدہ خطہ میں امن وامان اسلامی نظام حقیقی معنی میں قائم نہ ہونے دیا جائے۔ اسی طرح بھارت ایران اور پاکستان اور وسط ایشیاء کے بعض ممالک اور اس پر طرہ یہ کہ دوست نما بعض دشمن صلح وآشتی کے مقدس آڑ اور نقاب میں اس مٹھی بھر لشکر اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں' لیکن كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ　ع　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

خصوصاً بھارت کو طالبان تحریک سے کئی طرح کے خطرات کا سامنا ہے۔ کیونکہ کشمیر کی آزادی کا مین پاور ہاؤس افغان مجاہدین ہی ہیں۔ اور یہیں سے ایمانی کرنٹ اور جہادی سپرٹ فراہم ہوتی ہے۔ اسی لئے تو بھارت بھرپور طریقے سے ربانی اور حکمت یار صاحب کی حکومت کو فوجی و دفاعی اور عسکری ساز وسامان ٹیکنالوجی اور تربیت یافتہ پائلٹ اور انجینئر مہیا کر رہا ہے اور پاکستانی حکمران جو کہ امریکہ کے پٹھو گماشتے 'کٹھ پتلیاں اور زر خرید غلام ہیں' وہ بھی کسی صورت یہ نہیں چاہتے کہ ہمسایہ اور قریبی سرحدی ملک میں خالص اسلامی نظام قائم ہو' اور یہ ملک امن وامان اور اسلامی شریعت مطہرہ و نظام خلافت راشدہ کا گہوارہ اور مرکز بنے کیونکہ منطقی طور پر اور جغرافیائی لحاظ سے اس کے اثرات ملحقہ قبائلی علاقوں اور ایجنسیوں میں بسے ہوئے اسلام کے شیدائی عوام پر پڑیں گے بلکہ پورا ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد اور بلوچستان کے باسی اس کی لپیٹ میں آئیں گے اور اس کے ساتھ پاکستان میں مذہبی جماعتوں اور دینی مدارس کو ایک موثر اور مضبوط حکومت اور پلیٹ فارم میسر آئے گا۔ چونکہ طالبان تحریک کی حقیقت اور ماہیت تو ہمیں معلوم تھی' لیکن اس کے خلاف متذکرہ بالا قوتوں نے جو غلیظ اور مکروہ ترین پروپیگنڈہ کیا تھا' جس کی لپیٹ میں اچھا خاصا پڑھا لکھا اور سنجیدہ طبقہ بھی آ گیا اور پھر اخبارات میں طالبان تحریک کے بارے میں بعض صحافی حضرات نے نادانستہ اور بعض نے دانستہ طور پر زہر اگلنا شروع کر دیا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ان لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت واضح کی جائے اور اس خدائی تحریک کے مقاصد ومطالب ان کے سامنے واشگاف ہوں' اور ان کے وسائل اور طرز حکومت کو قریب سے دیکھا جائے کیونکہ لیس الخبر کالمعاینہ اور عین الیقین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اسی مقصد کی خاطر والد محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ملک کے نامور صحافی علماء' دانشور اور وکلاء کا ایک وفد لے کر قندھار روانہ ہوئے تاکہ عالم اسلام اور پاکستانی قوم کو باخبر رکھنے کے ساتھ ان مزموم پروپیگنڈوں کے آگے سد سکندری باندھا جائے۔

طالبان کی اکثریت الحمدللہ عمومی اور خصوصی طور پر حقانیہ کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ وابستہ ہیں۔ اور اکثر اعلیٰ عہدوں اور رہائی کمان پر والی' گورنر قضاۃ اور دیگر اہم عہدوں پر یہ لوگ متمکن ہیں۔ یہ طالبان تحریک کی کرامت ہے' یا خصوصیت۔ کہ الحق نے اپنے یوم تاسیس سے لے کر اب تک ان کی اکتیس برسوں میں سوائے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے خصوصی نمبر کے علاوہ اور کوئی خاص شمارہ نہیں نکالا ہے۔ یہ گویا مادر علمی کی طرف سے اپنے مایہ ناز فرزندوں کے لئے نادر تحفہ اور ہدیہ ہے۔

محترم قارئین! طالبان کی حکومت جو کہ صرف اور صرف اللہ کی نصرت اور امداد سے چل رہی ہے اس کی ایک جھلک ہم نے قندھار اور ہرات میں دیکھی ہے' اور جس کامیابی اور سلیقے سے انہوں نے عنان حکومت سنبھالی ہے اور اپنی مقدس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ کیا ہے اور جنہوں نے مثالی امن وامان قائم کر کے دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا ہے اور جس سرزمین پر برسوں کے ظلم وستم و بربریت کے اندھیرے

چھائے ہوئے تھے' وہاں اسلامی شریعت مطہرہ کی ایسی شمعیں روشن کرائیں کہ وہ تاریکیاں سب کافور ہو گئیں اور ظلمتوں کے سینوں کو چیر کر ایک نئی صبح امید طلوع ہوئی۔ ؎ شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

اس تحریک کے روح رواں امیر المومنین جناب مولانا محمد عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے کچھ عرصے پہلے اپنے چند جانسپاروں کے ہمراہ ان طاغوتی قوتوں اور جہاد اور خون شہداء کیساتھ غداری کرنے والے غاصبوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ O وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا O فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا O

؎ ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

جنہوں نے سپین بولدک کے باڈر سے لے کر ترکستان کی سرحد تک اور اس کے ساتھ غزنی، گردیز، خوست، جلال آباد، لغمان، کنڑ، پکتیا، غور فراہ نیم روز اور مقر وغیرہ کے دو تہائی افغانستان کو ان شرپسند قوتوں کے چنگل سے نجات دلا دی۔

اور اب ان انیس صوبوں کا انتظام و کمان اس عسکرِ مصطفیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

اور ان کی برق رفتار شاندار کامیابیوں کا سلسلہ تا ہنوز جاری و ساری ہے اور اب طالبان کے بوٹوں کی ٹاپیں اور نعرہائے تکبیر کابل اور سروبی اور شمالی علاقہ جات میں سنائی دے رہی ہیں اور ان پہ آخری دستک دینے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

؎ دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آج افغان عوام کے دلوں میں ان کی مقبولیت محبوبیت اور اہلیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے استقبال کیلئے پہلے ہی سے اپنے گھروں پر سفید پرچم لگائے جاتے ہیں۔ یہ اصل کامیابی اور فتح و کامرانی کی دلیل ہے کہ قلوب اور دلوں پر حکمرانی کی جائے۔

ع جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ اور طالبان کو اپنے نجات دہندہ شہداء کی قربانیوں کے امین اپنے آرزوؤں اور خوابوں کی تعبیر اور حکومت کے اصل وارثین اور حقدار سمجھ کر اپنے علاقوں کے نظم و نسق سنبھالنے کی دعوت دے رہے ہیں' جس سے یہ نام نہاد ربانی حکمت یار گٹھ جوڑ والی حکومت لرزہ براندام اور پریشان ہے۔

اس تناظر میں یہ باتیں بھی پھیلائی جارہی ہیں کہ اس عظیم الشان جہاد کو سبوتاژ کرنے کے لئے اقوام متحدہ امریکہ اور بالخصوص پاکستان سابق شاہ ظاہر شاہ جو گزشتہ بیس سالوں سے اپنے عوام کو روسی بھیڑیے کے رحم و کرم پر چھوڑ کر یورپ کو دم دبا کر بھاگ گئے تھے' اس کو دوبارہ لانے اور تخت کابل پر براجمان کرانے کے لئے تگ و دو جاری ہے لیکن زنہار طالبان تحریک مغرب کی ایسی تمام کٹھ پتلیوں اور بے بس مہروں کو مسلط کرنے کی ہر کوشش ناکام بنادے گی۔

آج امریکہ اور یورپی ممالک اکیسویں صدی میں داخلے کے لئے نیو ورلڈ آرڈر اور سائنس و ٹیکنالوجی کے ساتھ فخریہ انداز میں داخل ہونا چاہتے ہیں' جبکہ عالم اسلام ابھی تک انتہائی مایوسی کے عالم میں سرگرداں اور پریشان تھا کہ آخر ہم اکیسویں صدی کو کیا سوغات دیں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ غیب سے انتظام فرما کر مشرق ہی کے افق سے ایک اور خورشید تاباں کو نمودار فرمایا۔

؎ اٹھ دیکھ زمین دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

ناکامیوں' ذلت اور رسوائیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ایسے گرے ہوئے تھے کہ ان سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی' ان بوریا نشین

اور مردان باصفاء خود آ گاہ نے اپنی مومنانہ کردار اور جرأت رندانہ سے مسلمان کی عظمتوں کو بڑھایا اور ان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر بلندیوں کے افق اعلیٰ اور اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ اس گئے گزرے دور میں نظام خلافت راشدہ کا قیام اور نفاذ جس کا تصور بھی ہماری زندگیوں میں تقریباً محال تھا۔ کل جب کوئی تاریخ افغانستان پر قلم اٹھائے گا تو اس تحریک اور اس کے مافوق العقل کارناموں کو ان شاء اللہ سنہرے الفاظ میں لکھے گا۔ اور یقیناً تحریک طالبان کا یہ زرین باب افغانستان کے تمام سابقہ ادوار پر بھاری ہوگا۔ ''شاہوں'' پر بھاری' سپر طاقت سوویت یونین کی فوجی حکومت پر بھاری اس کی کٹھ پتلی حکومتوں پر بھاری ''ڈاکٹروں'' ''پروفیسروں'' اور ''انجینئروں'' کی حکومتوں پر بھاری اتنا کہ تمام سابقہ حکومتوں کا پلڑا ایک جانب اور دوسری طرف تنہا ''مٹھی بھر طالبان'' کا وزن۔ آج اپنے اسلاف کی درخشاں تاریخ دہرانے اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کیلئے نوجوانانِ اسلام کمر بستہ ہوئے ہیں' دنیا کو یہ بتانے کیلئے کہ آج عالم کو نیو ورلڈ آرڈر کی نہیں بلکہ نظام خلافت راشدہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ احمد شاہ ابدالی کے شہر قندھار کے ریگزاروں سے جو طوفان اٹھا ہے اس سے مسلمانان برصغیر کو ایک نئی روح ملے گی اور ملی ہے اور گویا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے' سلطان غزنوی کے جان نثار فرزند اپنے وقت کے بڑے بڑے سومنات گرا رہے ہیں۔

اے خاک نشینو اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے   جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے

آج اگر یہ بات کہی جا رہی ہے تو یقیناً مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔ کہ یہ لوگ ان شاء اللہ وہ خلافت راشدہ قائم کر کے رہیں گے' جس کے لئے صدیوں سے مسلمان چشم براہ تھے اور کان جس نوید اور مژدے کو سننے کے لئے بے قرار تھے' سینوں میں بے چین قلوب پریشان دھڑکنوں سے جس کا انتظار کر رہے تھے۔ صدیاں زمانے اور قرون جس اسلامی تہذیب و تمدن اور جس خدائی دستور قانون کے لئے بیتاب تھیں' وہ گھڑی آ پہنچی۔ ۔   اے صبح میرے دیس میں تو آ کے رہے گے   روکیں گے تجھے شب کے طرفدار کہاں تک

آج علامہ جمال الدین افغانی کی بے چین و مضطرب روح کو قرار آ ہی گیا۔ جس منزل کے حصول کیلئے انہوں نے عمر بھر صحرانوردی کی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے حضرت سندھیؒ جو مختلف قوموں کے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑتے رہے۔ اور جس بوٹے کی آبیاری انہوں نے کی تھی' آج افغانی ہی کے دیس میں وہ بار آور اور ثمر بار درخت بن گیا ہے۔ علامہ اقبال کے خواب آج سرزمین افغانستان میں شرمندہ تعبیر ہو رہے ہیں اور وہ عقابی روح اور ستاروں پہ کمندیں ڈالنے والے نوجوان طالبان کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ جس مسلم اور محکوم قوم کو عمر بھر پکارتے رہے جھنجھوڑتے رہے' للکارتے رہے اور جس اسلامی روح کو مسلم نوجوانوں میں پھونکنا چاہتے تھے اور جس تمنا کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر ڈالی تھیں' اور اکابرین دیوبندؒ نے جس مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا۔ آج ان کی یہ آرزو اور ان کا یہ مشن قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے عظیم مجاہد شاگردوں اور جانبازوں نے عملاً کر دکھایا۔ آج ام المدارس دارالعلوم حقانیہ کے جان نثار فرزندوں نے کتاب الجہاد اور قانون اسلام پڑھتے پڑھتے اس کو عملی جامہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور اب نظام خلافت راشدہ کا عملی نفاذ ان کے زیر کنٹرول انیس صوبوں میں ہو چکا ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔

نصر من اللہ و فتح قریب وبشر المؤمنین ۔

قارئین کرام! طالبان تحریک کی مقبولیت اور ان کے کارہائے نمایاں کو دیکھ کر میرے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا۔ کہ اے کاش تمام عالم اسلام اور بالخصوص اپنے ملک پاکستان میں بھی ایسی تحریک بپا ہو جائے جس میں یونیورسٹیز اور دینی مدارس اور کالجز کے نوجوان یک قدم' یک زبان ہو کر

اپنے اس مظلوم و مجبور عوام و ملک کو ان ظالم اور درندہ صفت حکمرانوں' سیاستدانوں اور مغربی استعمار کے گماشتوں سے آزاد کرادیں۔

پاکستان اور اس کے عوام گزشتہ پچاس سالوں سے غلام اور محکوم پستے چلے آرہے ہیں۔ انگریزوں کا قانون یہاں پر نافذ ہے اور مغربی جمہوریت کے نام پر ہمیں دھوکہ دیا جارہا ہے۔ اس تناظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ الیکشن اسمبلیاں ہمارے مسائل کا حل نہیں ہیں۔ آج پوری قوم منتظر ہے کہ کہیں سے تحریک طالبان جیسی خدائی تحریک اٹھے اور جو کہ سیاست کی آلودگیوں' تعصبات اور فرقہ واریت سے بالکل پاک اور مبرا ہو تو اس کے لئے ایک ہی راستہ ایک ہی حل اور ایک ہی فارمولا ہے اور وہ ہے انقلاب۔ انقلاب۔ اسلامی انقلاب اور جہاد تب ہی ہم منزل مقصود سے بغل گیر ہوسکتے ہیں اور دنیا میں آزاد کہلائے جاسکتے ہیں' کرپشن اور دیگر لاتعداد برائیوں اور فحاشی اور بے دینی کا خاتمہ ہوسکتا ہے' اور ان درندوں سے خلاصی ہوسکتی ہے آج ہے کوئی مرد شجاع ہے کوئی مرد مسیحا اور ہے کوئی رجل رشید جو من انصاری الی اللہ کا نعرہ مستانہ لگائے اور جواب میں نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر کے فدائین نوجوان نحن انصار اللہ کہہ کر عالم اسلام کو مغرب پرست حکمرانوں سے نجات دلادیں۔ رب انی مغلوب فانتصر آلایۃ۔　لدعوۃ الحق　(راشد الحق سمیع۔ ستمبر 1996)

(دورۂ افغانستان کے واپسی پر طلبہ سے خطاب)

۳۰/اپریل ۱۹۹۲ء

افغان مجاہدین کی تاریخی جدوجہد اور عظیم قربانیوں نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے جہاد کی کامیابی اور افغان عبوری کونسل کی تشکیل اسلام کے اعجاز کی دلیل ہے۔ افغانستان کی تعمیر نو، خالص اسلامی انقلاب اور نفاذ شریعت مجاہدین کے اتحاد اور باہمی اعتماد پر منحصر ہے جو افغان قیادت کیلئے مستقبل کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ ان خیالات کا اظہار جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق نے کل دورۂ افغانستان اور کابل میں افغان کونسل کے رہنماؤں سے ملاقات کے بعد واپسی پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا جس میں اکابر علماء، مشائخ جمعیۃ کے کارکن اور طلبہ نے شرکت کی مولانا سمیع الحق نے کہا افغان مجاہدین کے تمام گروپ ہمارے لئے واجب الاحترام میں حکومت کسی کی بھی بنے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہم نے اب وہاں بہرصورت اسلامی انقلاب اور نفاذ شریعت کیلئے تمام مجاہدین کے اتحاد کو ہدف بنایا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے طلبہ کو ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے کہا تمہیں بھی مستقبل میں طاغوتی طاقتوں کی یلغار سے ٹکر لینی ہے۔ گورباچوف کے بعد امریکی نیو آرڈر کا مقابلہ کرنا ہے جب علم کے ہتھیار اور کامل ایمان کے ہتھیار سے لیس ہوں گے خدا کی مدد بھی شامل رہے گی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ (جس میں اس سال دورۂ حدیث کے ۳۰۰ طلبہ نے داخلہ لیا ہے) دوسرے درجہ کے طلبہ کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے کو اللہ نے درسگاہ کے ساتھ جہاد کی فوجی چھاؤنی کا مقام بخشا ہے انہوں نے کہا اس وقت بھی افغانستان کے اکثر صوبوں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء نے محاذ جنگ میں قیادت سنبھالی ہے اور اب امیری اور سیادت کے فرائض انجام دے رہے ہیں انہوں نے کہا اب افغان اتحاد کا وہاں پر اسلامی حکومت کے قیام کے بعد پاکستان میں اسلامی انقلاب آزادی کشمیر آزادی فلسطین اور دنیا بھر میں اسلامی انقلاب کیلئے فضا ہموار ہورہی ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری تمہارے کاندھوں پر ہوگی۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید نے افتتاحی درس دیا اور اجلاس کی صدارت کی۔　(مرحبہ شفیق الدین فاروقی)

(افغانستان میں جہادی لیڈروں کی خانہ جنگی جہاد نہیں فساد ہے O افغان قیادت سے جنگ بندی کی اپیل O تحریک طالبان کے ظہور سے قبل پہلا خواب اور اولین تصور O فضلائے حقانیہ کی ذمہ داریاں مستقبل کا لائحہ عمل اور عالم اسلام کے مسائل کا حل)

ختم بخاری کی تقریب (۶ جنوری ۱۹۹۴ء سے مولانا سمیع الحق کا خطاب)

(تحریک طالبان کے ظہور سے قبل جہادی لیڈروں کی باہمی خانہ جنگی اور بربادی وتباہی اور ہر قسم کے مصالحتی کوششوں کی ناکامی پر مولانا سمیع الحق نے ختم بخاری کی تقریب میں لاکھوں علماء اور طلباء سے خطاب میں تیسری قوت کے میدان میں آکر متحارب قوتوں کے صفایا کا تصور پیش کیا اور پھر قندھار میں استقبالیہ تقریب میں مزید شدومد سے خود ملا محمد عمر کے سامنے رکھا جو بحمد اللہ بعد میں طالبان کی شکل میں ظہور پذیر ہوا) (ادارہ)

دارالعلوم حقانیہ کا فیض

کفر آپ کے خلاف متحد ہے زبردست مقابلہ ہے آپ مدرسین، مجاہدین اور داعیین الی اللہ اور روحانی مربین ہیں۔ اس کارخانہ (دارالعلوم) سے بھی کمزور اور نہتے طلباء نکلے اور خود کو سپر پاور کہنے والی قوت کو تہس نہس کر دیا۔ سیپارہ بغل میں تھا لیکن جب وقت آیا تو میزائل بھی بغل میں دبا لیے۔ آپ اسمبلیوں میں جائیں گے۔ میدان جہاد میں داخل ہوں گے دنیا کی بقا آپ کی وجہ سے ہے۔ عالم انسانیت آپ کا منتظر ہے۔ دارالعلوم سے آپ دعائیں اور فیض حاصل کرتے تھے۔ اب دارالعلوم آپ کی توجہات اور دعاؤں کا منتظر رہے گا۔ اس میں حکومت کی کوئی امداد نہیں اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے چلاتا ہے۔ اس کے لیے دعائیں مانگتے رہیں اللہ مشکلات کو آسان کردے اور اس ادارہ کو ہمیشہ کے لیے قائم رکھے۔ اور اس کے فیض کو اس طرح ہمیشہ جاری رکھے۔

مسئلہ افغانستان

افغانستان میں امن کے لیے دعا مانگیں کہ اے اللہ اس خانہ جنگی کو ختم فرما۔ جہاد ختم ہو چکا ہے۔ یہ باہمی خانہ جنگی قطعاً جہاد نہیں یہ فساد ہے اور مسلمانوں کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑی آزمائش ہے افغانستان سے عالم اسلام کو بڑے توقعات تھے۔ سب کی نظریں اس کی طرف تھیں کہ افغانستان جب آزاد ہو جائے تو تمام عالم اسلام کی قیادت اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ خلافت اسلامیہ قائم ہوگی اور دنیا کو دکھایا جائے گا کہ خلفاء راشدین کا نظام دیکھو۔ لیکن ہمارے وہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوئے۔ آج ہم خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ سر مارے شرم کے جھکے ہوئے ہیں۔ جہاد کے دشمن ہمیں طعنے دے رہے ہیں کہ علماء کو افغانستان سے نکالو کیونکہ وہی فساد کی جڑ ہیں۔ افغانستان میں علماء کے اتحاد کے لیے دعا مانگو اگر متحد نہ ہوئے اور ہدایت کی راہ پر چلے تو اے اللہ افغانستان کو فسادیوں سے پاک کردے۔ میں بالکل واضح بات کروں گا آپ سب میرے بھائی ہیں آپ بھی میری طرح جذبات رکھتے ہیں، جہاد افغانستان صرف آپ کے گھر کا مسئلہ نہیں بلکہ آپ سے زیادہ پاکستان کے مسلمانوں کا مسئلہ اگر آپ نے جہاد کیا ہے تو پاکستان نے بھی جان ومال کی قربانی اور زبردست نصرت کا مظاہرہ کیا ہے پورے ملک کو داؤ پر لگا دیا ہزاروں افراد نے جان دے دی آج اگر تم فساد اور غداری کرو گے تو پاکستان بھی تم پر لعنت بھیجے گا۔ اور ملت اسلامیہ بھی یہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے پوری امت چند غدار لیڈروں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیتی کہ پندرہ لاکھ شہداء کے خون کے ساتھ غداری کی جائے یہ ایسے شہدا ہیں جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان شہدا کا حق ہم چند طالع آزما سیاست دانوں کو نہیں دیتے کیا تم یہ حق ان کو دیتے ہو (سب نے بیک آواز جواب دیا نہیں)۔

افغان قیادت سے اپیل O جہاد سے غداری کرنے والوں کی نشاندہی کرائیں گے

آؤ آج میں اور آپ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ اے ظالمو! یہ خون ریزی اور فساد بند کردو کیا آپ کو یہ

اپیل علماء اور طلباء حقانیہ اور تمام موجود مختلف الخیال افغانیوں کی طرف سے منظور ہے (سب نے جواب دیا ہاں) یہ جنگ بند کردو ورنہ اس کے بعد پھر آخری مرحلہ میں، ہم مصالحت کے لیے نہیں بڑھیں گے ہم تو عالم اسلام کے خواہشات کو حل کرنے کی کوشش کریں گے ہم علماء کو جمع کریں گے میں نے سوڈان میں بھی یہ تجویز پیش کی تھی۔ ان لوگوں میں مصالحت نہیں ہوتی۔ ان میں اب باغیوں کی نشاندھی ضروری ہے۔ عالم اسلام کے سرکردہ افراد کو افغانستان میں جمع کیا جائے گا اور وہ تحقیق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے دیکھیں گے کہ کون ظالم ہے اور کون ظالم نہیں۔ جب پتہ چل جائے کہ فلاں ظالم ہے تو اس کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے فضلاء اور عالم اسلام کے سربراہ یہ اعلان کریں گے کہ یہ ظالم اور فاسق ہے اور جہاد کے ساتھ غداری کررہا ہے۔

<u>افغان لیڈروں کی باہمی خانہ جنگی:</u> کیا آپ سب کو یہ تجویز منظور ہے سب ہاتھ اُٹھاؤ کیونکہ موجودہ جنگ افغانستان میں امریکہ اور شیطان کو خوش کرنے کے لیے ہے۔ ہزاروں بے گناہ افراد اور معصوم بچے موت کا نوالہ بن رہے ہیں۔ اس لیے کہ یہ اقتدار کی جنگ ہے ہم نے تو صلح کرانے میں بہت کوششیں کی ہیں۔ مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں لیڈروں کو بٹھایا تھا رات کے دو بجے تھے یہ کیسے راہبران اسلام ہیں کہ یہ مسئلہ حل نہیں کرسکتے اور مسلمانوں کے خون کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ اُن مقدس مجاہدین شہداء کی ارواح کے ساتھ کھیل رہے ہیں جن کے بچے یتیم ہوگئے۔ بیویاں بیوائیں بن گئیں اور ان کے بہن بھائی ریگستانوں میں بے یار ومددگار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ بوڑھی عورتیں اور بچے گلی گلی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔ ایسی عورتیں ہیں جن کے چھ چھ جوان بیٹے جام شہادت نوش کرچکے ہیں۔ کیا ان لیڈروں کو ان بے کسوں کا احساس نہیں یا اپنے بنگلوں اور محلات سے باہر نہیں نکلتے اور اس کھیل کو کیوں ختم نہیں کرتے ہم غیر جانبدار ہیں ہمارے لیے سب واجب الاحترام ہیں ہم کسی فریق کا ساتھ نہیں دیتے۔

<u>شیخ الحرم کا تبصرہ:</u> میں سوڈان سے واپس عشاء کے وقت مکہ معظمہ پہنچا تو شیخ الحرم جو بہت مخلص عالم اور ولی اللہ ہیں اُن کے گھر گیا ان سے میں نے کہا کہ گزشتہ سال افغان مجاہدین بھی تھے اور آپ کے ہاں روزہ افطار کیا تھا تو اس نے بڑی محبت کے ساتھ معانقہ کیا اور کہا کہ واللہ جرحت قلوبنا ان افغان لیڈروں نے تو ہمارے دل زخمی کردیے ان کے نام میرے سامنے نہ لو ہم نے پندرہ سال کاسۂ گدائی لے کر در در سے ان کے لیے بھیک مانگی اور آج ان کی یہ حالت ہے۔ میرے بھائیو! آپ سب افغانستان کا خلاصہ ہیں تمام تنظیموں کے مخلص علماء یہاں جمع ہیں دل سے دعا کیجیے کہ اللہ اس خانہ جنگی کو ختم کردے۔ ان کو فسادیوں سے پاک کردے۔ اللہ نیک لوگوں کی قیادت قائم کردے اور ان مجاہدین اور مہاجرین پر اور آزمائش نہ لائے اور خیر وعافیت کے ساتھ ان کو اپنے وطن واپس پہنچادے آج کفر اور امریکہ خندہ زن ہے۔ ہم نے جو جنگ جیتی تھی فتح کے بعد پھر ہار رہے ہیں۔ حالانکہ چاہیے تھا کہ افغانستان کے مسلمان بوسنیا والوں کے لیے ایک اچھی اور صالح قیادت مہیا کرتے۔ ہمیں ان سے یہ امید تھی کہ یہ ہمارے لیے کشمیر اور فلسطین آزاد کریں گے۔

<u>دارالعلوم اور عالم اسلام کا ضیاع:</u> لیکن آج یہ مجاہد اور نڈر قوم ظالم لیڈروں اور اقتدار کے پجاریوں کے ہاتھوں میں پھنس کے رہ گئی۔ یہ دارالعلوم اور عالم اسلام کا ضیاع ہے کیونکہ دارالعلوم کا جہاد میں بہت بڑا حصہ ہے ابتدائے روز سے اس سال تک مجاہدین تیار کئے۔ خلوص کے ساتھ دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ ہمارے پاکستان کو بہت مسائل درپیش ہیں غیر شرعی نظاموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ حکومت پر کفار کے طور طریقے مسلط ہیں کفار کے نظام کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کی تمیز نہیں۔ تمام عالم اسلام مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ اے اللہ پورے عالم اسلام کو مشکلات سے نکال دے۔ اور ان طلباء کو دنیا کی فکر سے بے غم کردے اور ان کے رزق کا انتظام غیب سے فرما۔ نوکریوں اور ملازمتوں سے ان کو بے نیاز کردے۔ اے اللہ ان کو آزمائشوں سے دور رکھ اور ان کو اپنے لیے اور اسلام کے لیے مخصوص کردے۔

یا اللہ! دارالعلوم کو پورے عالم اسلام کیلئے مینارۂ نور دہدایت بنا جن لوگوں نے اس کی بنیادیں رکھیں تعاون کیا، نصرت کی، چندہ دیا زندہ ہیں یا وفات پاچکے ہیں ملک میں ہیں یا بیرون ملک ہیں یا اللہ سب کو اجر جزیل عطا فرمادے۔ ماہنامہ الحق جنوری / فروری ۱۹۹۴ء صفحہ ۹ سے ۱۱

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد۔ افغانستان

(افغانستان میں ضرورت جہاد کی وجہ سے افغانی طلبہ کو حقانیہ اور دیگر مدارس میں داخلہ نہ دیں)

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبركاته وبعد. محترم مولانا سميع الحق صاحب امير جمعيت علماء اسلام پاکستان. مونږستاسي د همكاري اور همدردي څخهممنون يو. خو څرنګه چه تاسو ته معلومه ده چه په افغانستان کښې طالبانوته ډيرضرورت شته. نو مونږستاسو څخهداخواست کوو چه تاسو خپل په مدرسه کښې افغانی طالبانوته ځاي ور نکړي او نور جمعيتي ملګروته هم هدايت وکړي چه خپل په مدرسو کښې افغاني طالبانوته ځاي ور نکړي چه هـمدابه د اسلامي تحريک د کامیابۍ ذریعه وګرځي.

والسلام د اسلام خادم امير المومنين ملا محمد عمر (مجاهد)

(مولانا سمیع الحق کے امیر المومنین ملا محمد عمر کے نام خطوط)

۱۲ رجب ۱۴۲۱ھ (جلسہ دستار بندی میں شرکت کی دعوت)

ډيره ګرانه او محترمه عزت مآب عالي قدر حضرت امير المومنين ملا محمد عمر مجاهد صاحب ادام اللّٰه ظله. امارت اسلاميه افغانستان. السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته. هيله لرو چه تاسو به سره د خپلو د تحريک دغړويه خيراو عافيت سره ياست. عرض دادې چه دا خبره ستاسويه علم کې

(امیر المومنین ملا عمر مجاہد سے قندھار میں ملاقات استقبالیہ تقریب کے تقاریر)

ا امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اپنے وقت کے عمر ثالث اور ان کے جان نثار فدائی اور شیدائی، طالبان نے پورے دنیائے کفر کو جس طرح ہلا کر رکھ دیا ہے اس کے بارہ میں ایک دفتر درکار ہے چند سطروں میں احساسات اور جذبات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ ملا عمر اور انکی تحریک کے بارہ میں مغرب کے میڈیا صحافی اور دانشوروں کے ساتھ میرے دفاعی مکالموں اور دوٹوک کھری کھری باتوں کی کچھ تفصیل میرے انٹرویوز پر مشتمل (سینکڑوں صفحات پر حاوی) کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' میں موجود ہے جس کا انگریزی ترجمے کا ایڈیشن بھی مکمل ہو چکا ہے۔ یہاں امیر المومنین مدظلہ اور طالبان کے ساتھ ملاقات کیلئے ہمارے پہلے سفر قندہار کی کچھ تفصیلات دی جا رہی ہیں اس سفر میں امیر المومنین کی طرف سے استقبالیہ تقریب اور تعارفی نشست میں امیر المومنین کے سامنے میرے مختصر گذارشات جواب میں مجاہد عصر ملا عمر کی مختصر تقریر اور تحریک کے ایک عظیم قائد مولانا احسان اللہ احسان شہیدؒ کا تفصیلی خطاب دیا جا رہا ہے جسے رفیق سفر اور اس وقت مجلس میں موجود مولانا عبدالقیوم حقانی نے ٹیپ ریکارڈ کے مدد سے پشتو سے اردو میں منتقل کیا۔

۲ دشمن نے طالبان کے نام پر پاکستان کے دینی مدارس کے خلاف ایک طوفان برپا رکھا ہے کہ یہاں طالبان کو تربیت دے کر افغانستان میں دہشتگردی کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ ملا عمر کا یہ مکتوب ایسے لوگوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے جن میں انہوں نے احقر سے واضح اپیل کی ہے کہ افغان طلبہ کو مدارس میں داخلہ نہ دیں کیونکہ یہ وقت ان کے تعلیم و تعلم کا نہیں بلکہ ان کے اپنے ملک میں قائم ایک نوزائیدہ اسلامی ریاست کو سنبھالا دینے اور تحریک کی پاسداری کرنے کا ہے تحریک اپنے بچوں کو وہاں جنگ میں نہیں جھونکنا چاہتی تھی بلکہ امور مملکت کے انتظام و انصرام میں ان کی مدد کی محتاج تھی۔ ملا عمر مجاہد کے پشتو خط جو آغاز کتاب کی زینت ہے کا ترجمہ:۔

محترم مولانا سمیع الحق صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہم آپ کے ہمکاری و ہمدردی کے ممنون ہیں اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ افغانستان میں طالبان کی شدید ضرورت ہے تو ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ نہ صرف یہ کہ اپنے مدرسہ میں افغانی طلبہ کو جگہ نہ دیں بلکہ جمعیۃ علماء اسلام کے اور ساتھیوں کو بھی ہدایت کر دیں کہ اپنے مدارس میں افغانی طلبہ کو جگہ نہ دیں کہ یہ بات اسلامی تحریک کی کامیابی کا ذریعہ بنے گی۔

والسلام اسلام کا خادم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد

دہ. چہ دارالعلوم حقانیہ چہ څرنگہ د علم مرکز دے او ددے نہ د علم دنور شغلے پہ تمام عالم کی خورے شویدی. دغہ شان داد مجاهدینو طالبانو او دجهاد یوہ عظیمہ ادارہ دہ.

د مخکی کالونو پہ شان څخکال هم پہ اوویشتم رجب (۲۷) او شپږ ویشتم ، اکتوبر (۲۶) دارالعلوم کښ د اوہ سوو (۷۰۰) طالبانو او حافظانو دستار بندی بہ کیږی چہ داد برصغیر عظیم الشانہ او یوہ منفردہ جلسہ دستاربندی دہ. پہ دے کښ څمو نږد مدرسے د ټولو استاذانوشیو خو او طالبانودا خواهش دي اودپاکستان ټولو مسلمانانو د ایو آرزو دہ چہ تاسو پہ دی کښی پخپلہ تشریف آوری اوکړی اوطالبانو پہ سرد شفقت او برکت لاس کیدے. اوکہ چرتہ تاسو تہ موقعہ نہ وی نو بیا اخپل اهم وفد دنمائندگی پہ طور رااو لیږی مونږہ بہ سترگے پہ لاریو. او ډیر ممنون بہ یو. پہ آخر کښ د زړہ دہ کومی ستاسو د بریالي توب او د طالبانو استحکام دعا اللّٰہ نہ غواړو. او ان شاء اللّٰہ چہ کلہ هم ضرورت پیش شي نو مونږ بہ ستاسو پہ یوہ اشارہ پہ صف اول کښے ولاړ یو.

والسلام سمیع الحق مهتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوړہ ختک

(ملا عمر سے عظیم مجاہد حاجی مولانا محمد ربانی عرف حاجی معاون صدر افغانستان کی وفات پر تعزیت)

(۲) ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاهد اخوند خلد اللّٰہ ملکہ وایدہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ.

دلوئے عالم رهبر او مجاهد حضرت مولانا محمد ربانی عرف حاجي معاون قدس اللّٰہ سرہ العزیز پہ وفات حسرت آیات مونږټول دارالعلوم حقانیہ جمعیت علماء اسلام، دفاع افغانستان کونسل کښے شامل جماعتونہ ډیر دردمندیو ستا سو دملاتړاو مخلص ملگری جدائی یقیناً تاسوتہ یوہ لویہ حادثہ دہ خود اللّٰہ تعالیٰ نہ د صبر او مرحوم دلویو درجوخواستگاریوپہ دارالعلوم حقانیہ طالبانوتہ لویہ صدمہ اورسیدہ دمازیگرنہ پس تعزیتی جلسہ او شوہ ما تقریر او کړو او پہ درجنو د قرآن کریم ختمونہ او شو دهغوئی د مغفرت او ستاسو د صحت و عافیت او د امارت اسلامی افغانستان د بقاء استحکام او سالمیت دپارہ دعا گانے او شوے. خما خپلہ پہ خدمت کښ دتعزیت او مشاورت د پارہ د حاضر یدو خواهش دے خو فی الوقت مصروفیت لرم. دا خط د ټولو وابستگانو او دمشرانو کشرانو د تعزیت دپارہ پیش کوم، اللّٰہ دی ستاسو حافظ او ناصر وی.

والسلام سمیع الحق مهتمم دارالعلوم حقانیہ اکوړہ ختک خادم جمعیت علماء اسلام پاکستان

امیر المومنین ملا محمد عمر سے ملاقات کی تقریب

(قندھار کے استقبالیہ تقریب میں سمیع الحق کا خطاب)

(حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے دورہ افغانستان کے دوران قندھار میں تلامذہ اور تحریک طالبان کے قائدین اور امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں جو پر اثر خطاب فرمایا تھا وہ نذر قارئین ہے)

قندہار ستمبر ۱۹۹۶ء

تحریک طالبان کی سپریم قیادت نے قندہار پہنچنے پر ۲۱ اگست صبح دس بجے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور انکے وفد کے لئے ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا جس میں طالبان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ مرکزی قائدین پانچ صوبوں کے والی اور مجلس شوریٰ کے سپیکر مولانا محمد حسن ولایت قندہار کے والی مولانا محمد حسن حقانی رحمانی خارجہ امور کے انچارج ملا محمد غوث اور تحریک کے اکثر سرگرم رہنما موجود تھے تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا سمیع الحق نے حسب ذیل جامع اور اثر انگیز خطاب کیا جس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ کا مختصر خطاب ہوا دونوں تقاریر ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے پیش کئے جارہے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنو منکم و عملو الصلحت لیستخلفنھم فی الارض ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم

عزت مآب امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور میرے تمام بزرگو، طلباء کرام اور معزز بھائیو!

بڑی جستجو اور تمنا کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میں اور میرے ساتھ علماء مشائخ اور پاکستان بھر سے کئی دانشور وکلاء اور صحافی حضرات یہاں پہنچے ایک ایسی سرزمین پر ہمیں سانس لینے کا موقع ملا ہے۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ کا قرآن اور اسلامی نظام نافذ کرنے کا عمل جاری ہے۔ نیک اور صالح لوگوں سے ہمیں یہاں مل بیٹھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ آزاد علاقہ ہے جہاں کسی بھی غیر ملکی قوت کا تسلط نہیں ہے۔ بلکہ طالبان ہی اس نظام کو آگے چلا رہے ہیں۔

<u>افغان قوم کی طویل اور صبر آزما جدوجہد مگر برکات واثرات سے مایوسی و محرومی</u> : طویل اور صبر آزما، جدوجہد کی جو جنگ افغان قوم نے لڑی۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک سپر طاقت کے خلاف جہاد کیا۔ ۱۵ لاکھ مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا اور شہید ہوئے۔ انہوں نے ایسی بے نظیر قربانی دی ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اس جدوجہد کا اس قوم کو بہترین ثمرہ ملنا چاہیے تھا۔ تمام عالم اسلام اس ثمرہ کا منتظر تھا۔ اور ثمرہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ ملک میں نفاذ شریعت اور امن قائم ہوتا۔ یہاں اسلامی نظام کا منظر سامنے آتا۔ اور اس کے اثرات تمام ملت پر مرتب ہوتے۔ مگر ہوا کیا؟ اب جو ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔ اس سے تمام امت مسلمہ پریشان ہے۔ کہ قربانیاں کدھر گئیں۔ ۱۵ لاکھ شہداء کی قربانی کے بعد پوری ملت ارشاد ربانی حتی اذا استیئس الوسل الایۃ کی کیفیت میں مبتلا تھی کہ یا اللہ اتنی قربانی کے بعد بھی ثمرہ مرتب نہیں ہوتا اور اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا تو کیا بنے گا۔ دلوں میں درد و غم کی اک کیفیت تھی۔ اور ایک اضطراب تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو رحم آہی گیا اور طالبان کی صورت میں امید کی کرن پیدا ہوئی۔

جہاد افغانستان سے ہمارا دیرینہ تعلق : حضرات گرامی! جہاد افغانستان کے ساتھ ہمارا تعلق ابتداء سے ہے۔ تمام دینی مدارس بالعموم اور دارالعلوم حقانیہ بالخصوص جہاد کے ساتھ وابستہ رہا ہے۔ میرے والد مرحوم و مغفور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ آخر دم تک جہاد کے ساتھ وابستہ رہے۔ تمام جہادی تنظیموں کے مجاہدین بلکہ صف اول کے کمانڈروں کی ایک کثیر تعداد کا تعلق جامعہ حقانیہ سے تھا۔ مولانا جلال الدین حقانی، مولانا محمد نبی محمدی، مولانا محمد یونس خالص وغیرہ یہ سب مولانا عبدالحق کے شاگرد ہیں۔ اس طرح پروفیسر ربانی پروفیسر سیاف انجینئر حکمت یار حضرت مجددی، حضرت گیلانی صاحب احمد شاہ مسعود صاحب سے بھی جہاد کے دوران ایک ہی طرح کا تعلق رہا۔

حقانیہ اور جہاد افغانستان بخارا کا مدرسہ میر عرب : ہم نے دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کی ایک چھاؤنی بنادیا تھا۔ خود ربانی صاحب اور دوسرے لیڈر دارالعلوم آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پروفیسر ربانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب روس میں اشتراکی انقلاب آیا تو بخارا میں ایک دینی مدرسہ تھا "میر عرب" کے نام سے۔ اس مدرسہ نے اس انقلاب کے خلاف جہادی کردار ادا کیا تھا۔ تو ربانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کے لئے میر عرب کا مدرسہ قرار دیا تھا۔

اصل کردار علماء اور بوریہ نشین طالب علموں کا : دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ نے جہاد افغانستان کے لئے ایک مرکزی چھاؤنی کی حیثیت دی۔ مولانا فتح اللہ شہید مولانا احمد گل شہید ایسے سینکڑوں معروف علماء ہیں جن کا تعلق دارالعلوم سے تھا۔ جہاد افغانستان میں جہادی جہادی کردار انہی مدارس کے طلباء اور علماء نے ادا کیا تھا۔ حکمت یار صاحب، ربانی صاحب، سیاف صاحب اور دیگر قائدین..... اپنی جگہ ان کی قیادت جا قابل قدر تھی لیکن اصل کردار ان بوریہ نشین طالب علموں نے ادا کیا تھا۔ آج اس وجہ سے امریکہ اور مغربی دنیا ان بوریہ نشینوں سے لرزاں و ترساں ہے۔ تاریخ میں یہی لکھا جائے گا کہ ان ہی لوگوں نے دنیا کی سپر طاقت کو صفر طاقت بنادیا آج بھی یہ بوریہ نشین طلباء پوری دنیا کے لئے ایک الٹی میٹم اور چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے خلاف انکو ختم کرنے کے لئے پوری مشینری ذرائع ابلاغ اور قوت استعمال میں لا رہے ہیں۔

جہادی لیڈروں کے اختلافات مصالحت کی کوششوں کی ناکامی نے طالبان کو نکلنے پر مجبور کردیا : میں ان تمام حضرات کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب جہاد افغانستان بارآور ہوا اور سفید ریچھ اپنے زخم چاٹتا ہوا افغانستان کی سرزمین سے نکل گیا تو طلباء اور علماء میدان جنگ سے واپس ان مدارس میں آگئے اور اپنے درس و تدریس کے شغل میں مشغول ہو گئے۔ ان کی یہ تمنا اور خواہش تھی کہ یہ قائدین اپنے درمیان مصالحت کرلیں متفق ہو جائیں۔ حکومت یہی کریں۔ ہم نے جو قربانیاں دی تھیں وہ اقتدار کے حصول کے لئے نہیں تھیں۔ طلباء اور علماء کے تصور میں بھی نہیں آیا ہو گا کہ ہم اقتدار حاصل کریں۔
سب نے مل کر یہ کوششیں شروع کردیں کہ یہ آپس میں متفق ہو جائیں ایک فارمولے پر، یہ ملک اقتدار کی رسہ کشی کے لئے آزاد نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ اسلام کے لئے آزاد ہوا تھا۔

ہر کوشش میں میری شرکت حرم مکہ کا معاہدہ بھی نظر انداز : یہ آپ کو معلوم ہو گا کہ مصالحت کی ہر کوشش میں میں بھی شریک تھا۔ حتی کہ ہم ان سب لیڈروں کو مکہ معظمہ لے گئے۔ خانہ کعبہ کے اندر رات ڈھائی بجے ان کو داخل کرایا۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم میاں نواز شریف بھی موجود تھے اور ساتوں تنظیموں کے لیڈر بھی موجود تھے۔ تین دن سعودی عرب میں اور مسجد حرام کے قصر الصفاء میں شاہی مہمان رہے غالباً ۲۷ رمضان کی شب کو گویا مسجد حرام ہی میں شاہ فہد کی موجودگی میں معاہدہ کی توثیق ہوئی۔ مسجد حرام کے متصل ان سے عہد و پیمان لئے گئے کہ جنگ آپس میں نہیں کرنی ہے۔ واپسی پر ایران آئے صدر رفسنجانی

سے ملے انکی خواہش تھی کہ وہ بھی اس معاہدے میں شریک ہوں کیونکہ ایران کو بھی مسئلہ افغانستان سے الگ نہیں رکھا جا سکتا۔ وہاں بھی رات بھر عہدو پیماں ہوتے رہے۔ حکمت یار اور ربانی صاحب راستے میں جہاز میں میرے ساتھ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا اور رسول کی خاطر آپس میں یہ خانہ جنگی ختم کر لیں۔ خانہ کعبہ کا لحاظ کر لیں۔ مگر افسوس وہ ساری تگ و دو ضائع چلی گئی۔ افغانستان کی فضاء پر مایوسی کے بادل چھا گئے۔ خانہ کعبہ کے امام جناب محمد عبداللہ ابن سبیل کی قیادت میں علماء کا ایک وفد آیا۔ لیکن انکو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ ان پر فائرنگ کی گئی بڑی مشکل سے ان بے چاروں کی جانیں بچیں۔

<u>قائدین کے حب جاہ و اقتدار نے عالم اسلام کا سر شرم سے جھکا دیا</u> : مصالحت کی ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوئی۔ ان قائدین کے حب جاہ و اقتدار اور غرور نے تمام عالم اسلام کے سر شرم سے جھکا دیئے۔ جہاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اور عالم اسلام کے تمام دردمندوں اور جہاد سے وابستہ فرزندان توحید کے دلوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ اسکے بعد ہم ان سے مایوس ہو گئے۔ بعد ازاں ہمیں کوئی بھی مصالحانہ کوشش کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہوئی نظر نہیں آرہی تھی

<u>اب باغی متعین کرنے کی ضرورت اور وقت</u> : میں نے کہا کہ اب مصالحت کے بجائے اب باغی کا تعین کر لیں۔ کیونکہ قرآن کا حکم ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتلو افاصلحو ا بینھما فان بغت احد اھما علی الاخری فقاتلو التی تبغی حتیٰ تفیٔ الی امر اللّٰہ۔

اب ان میں تعین کر لیں کہ باغی کون ہے ظالم کون ہے۔

طالبان کی تحریک تو اس وقت شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ میری رائے تھی کہ اب مصالحت نہیں ہو سکتی۔ تعین کر لیں اور فتویٰ دے دیں کہ فلاں ظالم ہے۔ لیکن مسلمانوں کے بڑے بڑے ممالک مصلحتوں کے شکار ہیں۔ وہ اس بات کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ بات کو مصلحتوں کے چکر میں رکھنا چاہتے تھے۔ کہ دونوں فریق راضی رہیں۔ اور امن کے بہانہ جنگ جاری رہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے طالبان کو اٹھایا۔ یہ میرے دل کی آواز ہے۔

<u>متحارب گروہوں کو راستہ سے ہٹانا ہوگا</u> : دارالعلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں آج سے تین سال پہلے میں نے کہا تھا کہ لوگ مصلحتوں کا شکار ہیں۔ افغانستان کے اندر امن اور تعمیر نو سے انکی کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ ہمیں منع کر کے کہتے ہیں ربانی کے خلاف مت کہو حکمت یار کے خلاف مت کہو۔ میں نے سینٹ کے اندر کہا تھا کہ باغی کا تعین کر لو۔ میں نے کہا تھا کہ جب تک سارے متحارب گروہوں کے لیڈر راستے سے نہیں ہٹتے۔ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ امن کے قیام کا یہی راستہ ہے کہ ان ساتوں کو درمیان سے ہٹا دیا جائے۔

<u>اللہ نے طالبان کو ذریعہ نجات بنایا</u> : اس وقت میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ قدسی صفت لوگوں کی یہ جماعت اٹھے گی اور ان ظالموں سے اپنی بد قسمت ملت کو نجات دے گی میری خواہش تھی کہ کاش کوئی تیسری طاقت اٹھے۔ اور ان لڑنے والوں سے ملک کو نجات دلا دے۔

ہم سب یہ باتیں سنتے رہتے تھے کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے امن قائم کر دیا۔ خون خرابہ نہیں ہوا ہے۔ پولیس نہیں ہے فورس نہیں ہے لیکن بولان کی سرحد سے یہاں تک رات کو بھی لوگ آجا سکتے ہیں ساتھیوں نے بتایا کہ اگر سونے کا بکس گر جائے کسی سے تو اس کو بھی کوئی نہیں اٹھاتا۔ یہ باتیں سن کر ہم حیران ہوتے تھے کہ یا اللہ خیر القرون کی یہ جھلک ہم کو بھی دکھلا دے۔ اس جذبہ کے پیش نظر تمام عالم اسلام کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم یہی سوچ لے کر یہاں آئے ہیں۔

<u>نظام اسلام اور زہریلا پروپیگنڈہ بھیانک تصویر</u> : اور اپنے صحافی بھائیوں کو بھی اسی جذبہ کے تحت یہاں لائے ہیں۔ کہ آپ کے خلاف سخت خطرناک اور زہریلا پروپیگنڈا اچل رہا ہے۔ آج مغرب اور امریکہ آپ کا دشمن بن چکا ہے۔ یہ لوگ یہ نہیں چاہتے کہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں طلبا اور جہاد پرستوں کا اقتدار آئے۔ وہ آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ حقوق انسانی کے مخالف ہیں۔ وحشی اور درندے ہیں۔ وہ اسلام کی یہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ صبح شام لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جبراً ڈاڑھی رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یعنی اسلام کی ایک سیاہ اور بھیانک تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

بی بی سی، سی این این اور تمام مغرب، صیہونی میڈیا پروپیگنڈے کا ایک طوفان آپ کے خلاف برپا کئے ہوئے ہے۔ یہ اس لئے کہ اسلام کی عملی تصویر تو انہوں نے نہیں دیکھی ہے جسے آپ الحمد للہ قائم کر رہے ہیں۔ یہ عملی تصویر صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آجائے تو دنیا میں انقلاب آجائے گا۔ ملت کفر یہ نہیں چاہتی کہ اسلام صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آئے۔

ہے مگر اس عصر حاضر کے تقاضاؤں سے خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن مرد آزما مرد آفریں
اور چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب

<u>صحافیوں کو ساتھ لانے کا مقصد</u> : اس خیال سے میں ان صحافیوں کو بھی یہاں لے آیا ہوں۔ تاکہ آپ کے ساتھ براہ راست گفتگو کریں۔ آپ کے امیر المومنین کے ساتھ بھی ملاقات کر دیں۔ اور صحیح حالات دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ اس لئے کہ جس طرح ہمارا فریضہ ہے اس طرح یہ صحافی بھی اسلام کے سپاہی ہیں۔ یہ بھی پروپیگنڈوں کی زد سے نکلیں۔ میری خواہش ہے کہ ان کے ساتھ زیادہ روابط قائم کریں۔ پشاور آئیں اسلام آباد آئیں ان سے ملیں۔ انکو حالات کی خبر دیں۔ ان کے انتظامات میں عاجز کرنے کو تیار ہوں۔ کہ تمام پریس کے لوگ پشاور، اسلام آباد یا پاکستان میں کسی اور جگہ جمع ہوں۔ جس طرح کل رات مولانا احسان اللہ احسان صاحب نے بڑے واضح دلائل کے ساتھ حقائق بیان کئے۔ یہ تبلیغات اور میڈیا کا زمانہ ہے۔ تمام دنیا ایک گھر کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ہر آدمی اپنے گھر میں بیٹھا ہوتا ہے۔ بٹن دباتا ہے۔ اور پروپیگنڈہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ کہ طالبان لگے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔ پوڈر بیچتے ہیں۔ ہیروئن بیچتے ہیں۔

<u>محدود ماحول سے نکل کر آپ نے مغربی شرمناک پروپیگنڈے کا توڑ کرنا ہے</u> : مغرب اس طرح کی شرمناک تصویر دنیا کے سامنے طالبان کی پیش کر رہا ہے۔ آپ اس محدود کامیابی پر مطمئن ہو کر نہ بیٹھیں۔ کہ امن قائم کر دیا۔ آپ کے سامنے بہت بڑا چیلنج ہے آپ نے یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈوں کے سامنے بند باندھنا ہے انکو یہ دکھانا ہے کہ یہاں عورت محفوظ ہے اس کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں۔ جو اسلام اس کو دیتا ہے اس نظام میں وہ غیر محفوظ تھی۔ جو حقوق عورت کو اسلام دیتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ ان کو یہ دکھانا ہے کہ یہاں معاشی نظام کیسا ہے انصاف کیسا ہے نظام عدل کیسا ہے ایک ہاتھ کے کٹنے سے لاکھوں ہاتھوں کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے ایک پر حد قائم ہونے سے لاکھوں کی جانیں محفوظ ہو گئیں۔ آپ کے سامنے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ پوری دنیا کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہے آپ اپنی محدود دنیا سے باہر نکلیں۔ اور تمام ملت اسلامیہ کو دکھا دیں کہ اسلامی نظام ایسا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا

آپ پر بڑا کرم ہوگا۔ ہمارے لئے راستہ کھل جائے گا۔ پاکستان میں ہمارا راستہ بند پڑا ہے۔ مصر میں شام میں الجزائر میں سوڈان میں عملی راستہ نہیں۔ امریکہ ہر جگہ مسلط ہے۔ ظالم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ بھی امریکہ کے لوگ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اے نادانو! امریکہ تو دنیا کے کسی بھی گوشہ میں ملا اور طالب کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ تو دارالعلوموں اور مدارس کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ وہ کیسے طالبان کی پشت پناہی کر سکتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے آپ اپنی اس ذمہ داری کا احساس کریں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے الحمد للہ ایسی پاک صاف اور نورانی قیادت دی ہے کہ غالباً اس وقت پورے عالم اسلام میں کسی بھی مملکت کو ایسی قیادت نصیب نہیں۔

<u>متحارب جہادی لیڈروں سے دردمندانہ اپیل اپنے بچوں کے راہ میں رکاوٹ نہ بنیں</u> : میں اس موقع پر آپ کے توسط سے ان قائدین سے اپیل کرتا ہوں جو کابل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ربانی صاحب حکمت یار صاحب احمد شاہ مسعود صاحب سیاف صاحب ان سب سے میری دلی درخواست ہے کہ طالبان آپ کے دشمن نہیں یہ ایک فریق نہیں آپ کے بچے ہیں یہ اچانک آسمان سے نہیں اترے ہیں۔ انہوں نے جہاد کیا ہے ان کے لئے راستہ ہموار کریں ان کے لئے رکاوٹ نہ بنیں۔ لتکون کلمة اللّٰہ ھی العلیا۔ تو یہ تمام عالم اسلام پر آپ کا احسان ہوگا اور افغانستان پر بھی۔ ان سب قائدین کے ساتھ میرے بھی اچھے تعلقات تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے اعتماد کو مجروح کر دیا ہے۔ طالبان نے کبھی بھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے کھلے رکھے تھے مجھے ایک ایک کوشش ان کی معلوم ہے لیکن ہر بار مذاکرات کے بعد انہوں نے اعتماد کو مجروح کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ اب ان کا مزید اعتماد باقی نہ رہا۔ اگر یہ اعتماد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اخلاص کے ساتھ اپنی قوت طالبان کے حوالہ کر دیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم تمہارے خادم بن جائیں گے۔ وہ قائدین ہمیں اپنا دشمن نہ سمجھیں۔ انہیں چاہئے کہ طالبان کو اسلام کا ایک سپاہی جانیں اور ان کی سرپرستی کریں۔

<u>امیر المومنین کا شکریہ</u> : میں ان ہی کلمات پر اکتفاء کرتا ہوں اور آپ کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ ان نازک حالات میں آپ نے ہمیں اتنی توجہ دی، وقت دیا اور آپ امیر المومنین مدظلہ بذات خود یہاں تشریف لائے جو بہت کم ملاقات کرتے ہیں۔ ورنہ ہم خود انکی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ یہ ہم سعادت سمجھتے ہیں۔ یہ اسلام کا ایک منصب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کسی کو دیتا ہے۔ پھر تمام مسلمانوں کو اس کی اطاعت ملحوظ رکھنی ہوتی ہے۔ اب اگر ایک محدود خطہ میں بھی کسی کو اللہ تعالیٰ نے امارت مومنین کا منصب دے دیا تو اس کی اطاعت اور اسکی عظمت کا پورا پورا خیال رکھیں ہم انشاء اللہ آپ کی حمایت کرتے رہیں گے ہمیں اپنا خادم جانیں

<u>مقاصد مجروح کئے بغیر طالبان جنگ کے علاوہ راستے بھی ملحوظ رکھیں</u> : اور میں یہی تمنا کرتا ہوں کہ قیام امن کے لئے جنگ کے علاوہ بھی کوئی راستہ ہو۔ تو اس پر بھی نظر ملحوظ رکھیں۔ بایں طور کہ آپ کا موقف آپ کی سیاست اور آپ کا ہدف مجروح نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے ہدف سے دستبردار ہو جائیں۔ اگر جنگ کے علاوہ مذاکرات کے راستہ کا کوئی حل نظر آئے اسے بھی نظر انداز نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ میں تمام علماء کرام اور صحافی بھائیوں کی طرف سے آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وآخرُ دعوانا الحمد للّٰہ ربّ العالمین

(خطاب امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد صاحب مدظلہ)

(ابتداء سے سرپرستی کا شکریہ O بے دین سیاستدانوں اور باطل قوتوں کا جواب عملی کام کرنے پر توجہ اور نفاذ شریعت کی کوشش O ہمارا راستہ واضح اور مثبت O کفار کا ہر قیمت پر طالبان اور دینی قوتوں کو روکنے کا ارادہ O پروپیگنڈوں میں نہ آئیں)

خطبہ مسنونہ کے بعد! آپ کی تشریف آوری کا میں اور میرے رفقاء بہت شکر گزار ہیں۔ آپ نے ابتداء سے اب تک ہمارے ساتھ جہاد میں بھرپور تعاون کیا اب تک کے مرحلہ میں جتنی کوشش اور سعی رہی آپ کی سرپرستی ہمیں حاصل رہی اللہ اسے قبول فرمائے۔ ہم اس پر بہت خوش ہیں کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔

میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا کے کافر اور بے دین سیاستدان اور باطل قوتیں جو باتیں کرتے ہیں اور ہمارے خلاف جو پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اس کا ہمارے پاس یہی ایک جواب ہے۔ واذاخاطبھم الجاھلون قالو سلاماً۔ اب کفار کا پروپیگنڈا جو دنیا کے ہر گوشے میں ہمارے خلاف ہو رہا ہے۔ ہم ان تک تو نہیں پہنچ سکتے۔ اور نہ ہی ہر بات کا ان کو جواب دے سکتے ہیں۔ مگر یہ بات واضح ہے کہ باطل قوتوں اور کفار کا یہ پکا ارادہ ہے کہ ہر صورت میں طالبان کا اور دینی قوتوں کا راستہ مسدود کیا جائے۔ کبھی پروپیگنڈے کے ذریعہ اور کبھی براہ راست قوت کے استعمال سے۔ یہ فیصلہ وہ کر چکے ہیں کہ ان کو روکا جائے۔ اگر ہم ان کی ایک بات کا جواب دیں تو وہ دوسری شروع کرتے ہیں۔ دوسری کو دفع کریں تو تیسری کو اٹھاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ یہ کہتا ہے روس یہ کہتا ہے ہم ان تمام باتوں کا حسب طاقت جواب دیتے ہیں۔ مگر میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ وہ ہرگز ان کے پروپیگنڈوں سے تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔ کفار کے مقاصد تو کھلے طور معلوم ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ افغانستان میں وہ نفاذ شریعت کو روکنا چاہتے ہیں۔ تو اگر ہم سیاسی باتوں اور بحثوں میں الجھیں تو سیاست کے بہت پہلو ہیں۔ یہ بہت تکالیف دہ راستہ ہے۔ اب ہر بات سے الجھنا بہت مشکل کام ہے۔ یریدون لیطفؤ انور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ ہم نے ایک واضح اور مثبت راستہ اختیار کیا ہے۔ جس کو تمام طالبان نے پسند کیا ہے۔ وہ یہ کہ اپنا کام کئے جاؤ۔ اپنی طاقت کے مطابق دشمن کا جواب بھی دیا کرو۔ اور ملک میں نفاذ شریعت کے لئے کوشش بھی مقدور بھر جاری رکھو۔ ہمارے پاس طالبان کا عمل ہے۔ یعنی نفاذ شریعت کا لانا۔ مسلمان بھی دیکھتے ہیں اور کافر بھی اور عملی جواب زبانی جواب سے بہتر ہوتا ہے۔ کفار اور دنیا بھر کے بے دین قوتوں کی کوشش ہے کہ طالبان غالب نہ ہوں دینی قوتیں غالب نہ ہوں۔ آپ جیسے دیندار اور مہربان مسلمانوں کی یہ کوشش ہے کہ ہم کامیاب ہوں۔ آپ ہماری سرپرستی کرتے ہیں ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں جہاں بھی ہے اس پر نفاذ شریعت کے لئے کوشش کرنا فرض ہے ہر مسلمان اس بات کا مکلف ہے۔

بہرحال آپکی آمد پر ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ اور ہماری خوشی و کامیابی کو اپنی خوشی اور کامیابی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو قدم قدم پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

(الحق جلد ۳۱ شمارہ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶)

ملا عمر کے ترجمان مولانا احسان اللہ احسان شہید کا خطاب

(والدین سے زیادہ روحانی والدین O کفر ملت واحدۃ O تحریک طالبان کے اہداف O مجددی ربانی اور حکمت یار نے مایوس کردیا O برائیوں کا بازار گرم ہوا اور یہ نہ روک سکے O طالبان اور ربانی وغیرہ کے زیر کنٹرول علاقوں میں نیکی اور بدی کا واضح فرق)

(امیر المومنین ملا محمد عمر سے ملاقات کی تقریب)

<u>ہمارے روحانی والدین اور روحانی بھائی</u> : جیسا کہ روح جسم پر فضیلت اور برتری رکھتا ہے۔اسی طرح روحانی تعلق جسمانی تعلق سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ ہمارے محترم مولانا سمیع الحق اور انکے ساتھ آنے والے علماء کرام ہمارے والدین ہیں۔ جسطرح کسی شخص کے روحانی اور جسمانی والدین اور بھائی ہوتے ہیں۔ تو ان میں روحانی والدین اور بھائی جسمانی والدین اور بھائیوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔

یہ جو علماء کرام آئے ہیں۔ یہ ہمارے روحانی والدین ہیں۔ اور یہ دوسرے دانشور بھائی ان کیساتھ جو آئے ہیں یہ ہمارے روحانی بھائی ہیں۔ مناسب تو یہ تھا کہ ہم ہر عالم اور ہر دانشور کے پاس خود جاتے۔ جو مشکلات ہیں وہ بیان کرتے۔ یہ بات ہم اپنے لئے بے ادبی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں۔ مگر ہمیں اس میں معذور سمجھ کر معاف کریں۔

اسکے بعد میں بحیثیت ایک مسلمان آپ سے چند گزارشات عرض کروں گا۔ تمام دنیا کے کفار ایک ملت ہے۔ اور مسلمان بھی ایک ملت ہے۔ میں صرف ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ بھائیوں سے چند باتیں بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے میں آپ سب بھائیوں کو ایک نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آپ کا جس پارٹی اسلامی یا غیر اسلامی سے تعلق ہو۔ سب ہمارے قابل احترام ہیں۔ آپ سب ہمارے روحانی والدین اور بھائی ہیں۔

<u>ہماری ذلت کی وجہ کافروں کا اتحاد ہے</u> : تمام دنیا کے کفار نے کبھی بھی یہ نہیں چاہا کہ مسلمان کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ آج جب سارے مسلمان ذلت کا سامنا کر رہے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ امریکہ روس اور دوسرے کافر ممالک ہمارے مقابلہ میں ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں اور نہیں چاہتے کہ دنیا میں مسلمان اور اسلام آزاد رہ سکے۔ یا کوئی بھی ملک آزاد ہو کر اس میں اسلامی نظام نافذ ہو۔

میں آپ حضرات سے یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تحریک طالبان کیوں شروع ہوئی ان کا ہدف کیا ہے۔ اور افغانستان میں جہاد کا مقصد کیا تھا؟ چونکہ عالم اسلام کو کفر کے اندھیروں نے گھیر رکھا ہے۔ اور ہمارے بہت سی باتیں ہیں۔ تو اگر آپ تھک نہ جائیں تو میں چاہتا ہوں کہ بات مفصل انداز میں بیان کروں۔ اس لئے کہ آپ خوب سمجھ جائیں۔ افغانستان میں چودہ سالہ جہاد ہوا۔ لیکن یہ افغانستان کا جہاد نہیں بلکہ عالم اسلام کا جہاد تھا۔ ڈیڑھ ملین مسلمان شہید ہوئے اور تقریباً اتنے زخمی ہوئے۔ مگر یہ بے مقصد نہیں تھا ایک مقصد کے لئے تھا۔

جہاد افغانستان کے مقاصد اور طالبان کے اہداف : افغانستان میں جہاد کے دو بڑے مقاصد تھے (۱)روسیوں اور انکے غلاموں کی شکست (۲)اور افغانستان میں اسلامی نظام کا نفاذ۔ پہلا جو ہدف تھا روسیوں کی تباہی تو وہ الحمد للہ پورا ہوا۔ اور روس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور اس مقصد کے حصول پر تمام عالم اسلام نے افغانستان کے جہاد کو داد و تحسین اور آفرین سے نوازا۔

اور دوسرا ہدف اسلامی نظام کا نفاذ تھا۔ روس اور کمیونزم کے تباہ ہو جانے کے بعد افغانستان میں اسلامی نظام کے نافذ کرنے کے لئے کون حکمران آیا۔ وہ شاید آپ کو پتہ ہو گا کہ دو مہینوں کے لئے جناب صبغت اللہ مجددی رئیس جمہور چن لئے گئے۔ افغانستان کے مسلمان اس امید میں تھے کہ یہ ہمارے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیر دیں گے۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی نظریں بھی افغانستان پر جمی ہوئی تھیں کہ ہمارا ابھی وہاں خون بہا ہے۔ افغانستان ہمارا مرکز بن کر رہے گا۔

مجددی ربانی حکمت یار نے قربانیوں پر پانی پھیر دیا : بجائے اس کے کہ صبغت اللہ مجددی افغانستان کے بیواؤں اور یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے۔ اور انکے آنسو پونچھے ان کے حقوق انکو دے۔ اور ملک میں شرعی نظام قائم کرے۔ اس نے جنرل عبدالرشید دوستم کے سر پر قیادت کا تاج رکھا۔ اور اسکو اہمیت دی۔ مجددی کے اس عمل کے ساتھ افغانستان اور تمام عالم اسلام کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ اسکے بعد پھر مسلمان امید کرنے لگے۔ کہ ایک دوسرا شخص آئے گا۔ یعنی پروفیسر برھان الدین ربانی صاحب وہ یتیموں اور بیواؤں کی دلجوئی کرے گا۔ اور کفر کا مقابلہ کر کے اسلامی نظام نافذ کرے گا۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا مرکز افغانستان بن جائے گا۔ مگر اس نے بھی عبدالرشید دوستم کو اپنا نائب بنایا۔ اور دوستم نے بھی فوج میں عہدے بنائے۔ اس طرح ربانی نے بھی مسلمانوں کے آرزوؤں کو خاک میں ملایا۔ اور انکے زخموں پر نمک پاشی کی۔ پھر صرف یہی نہیں کہ رشید دوستم بلکہ جنرل بابا جان گرزون کو بھی ربانی نے نوازا۔ اور اس کو بھی جنرل بنایا۔ اور پھر اس نے اپنے آدمی بھرتی کئے۔ اور آہستہ آہستہ کمیونسٹ چھاتے گئے۔ مگر جب ملت مایوس ہونے لگی۔ تو چہار آسیاب میں ایک جوان نے اعلان کیا۔ کہ ہم اس وقت تک اپنا اسلحہ زمین پر نہیں رکھیں گے۔ جب تک ایک بھی ملیشیا(کمیونسٹ) کابل میں موجود رہے۔ ہم کسی سے ذاتی دشمنی نہیں رکھتے۔ حقائق آپکے سامنے لا رہے ہیں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ خوب متوجہ ہوں۔ یہ شخصیت گلبدین حکمت یار کی تھی۔ کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک روسی غلام افغانستان سے ایک ایک کر کے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہم نے سمجھا شاید یہ ہمارے توقعات پر پورا اترے اور یتیموں اور بیواؤں کے سر پر دست شفقت پھیر دے۔ مگر تھوڑی مدت گزر جانے کے بعد ہم نے سنا کہ ہم آہنگی شوریٰ کے نام سے اعلان ہوا۔ ہم نے پوچھا کہ اس شوریٰ میں کون کون ہیں۔ تو پتہ لگا کہ حکمت یار، دوستم اور بابا جان وغیرہ اس شوریٰ میں شریک ہیں۔ ہم نے بہت انتظار کیا کہ افغانی رہنما ہمارے آرزوؤں کو پروان چڑھائیں گے مگر افغانی رہنماؤں کا یہ حال تھا۔ جو کہ آپ نے دیکھا۔ واقعہ اس طور سے تھا کہ کابل میں ایک شخص کو وزارت داخلہ کا عہدہ سونپا گیا۔ جب وزیر داخلہ بنا۔ تو اس وزیر کے اپنے محلے کے لوگ اس کو مبارکباد دینے آگئے۔ تو وزیر سے کہنے لگے کہ تمہارے لوگ سیاف صاحب، حکمت یار صاحب، ربانی صاحب اور مزاری صاحب وغیرہ کے جو لوگ آتے ہیں۔ اور ہمارے گھروں میں گھس کر آبروئیں لوٹتے ہیں۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ خدارا ان کو بتائیں کہ ایسا نہ کریں۔ ہماری جو بیویاں ہیں۔ بیٹیاں ہیں۔ خدارا ان کی آبروریزی تو نہ کریں اور اسی طرح ہمارے بیٹوں سے بد فعلی کرتے ہیں۔ خدارا ان کو منع کریں۔ وزیر نے کہا کہ جب یہ فریاد میں نے سنی تو میں نے استاد ربانی سے کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کیا کریں۔ تو استاد ربانی نے کہا کہ یہ زیادتی کرنے والے تو میرے بھی ہیں فلاں کے بھی ہیں۔ اگر ہم اس مسئلہ کے حل

کرنے میں لگ جائیں تو پھر اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ان ظالموں نے بدکاری اور لواطت کے باقی رکھنے پر اسلامی نظام کے نفاذ کو موقوف رکھا یہ کہاں کی منطق اور کس عقل کی بات ہے۔ ایسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ اتنا مختصر سمجھیں کہ یہ اعلان بی بی سی سے بھی نشر ہوا کہ کابل میں غنڈہ گری اور زنا و لواطت کا بازار گرم ہے۔ اور ساری دنیا میں یہ بات پھیل گئی۔ ہم افغانی رہنماؤں سے توقعات رکھتے رہے مگر انہوں نے کچھ نہ سنی۔ پھر اقوام متحدہ میدان میں مسئلہ حل کرنے کے لئے آئی۔ اگرچہ میں ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ کہ اقوام متحدہ بھی مسلمانوں کے مسائل حل کر سکتی ہے۔ مگر پھر بھی ہم انتظار کرنے لگے۔ بالآخر اس سے بھی کچھ نہ بن سکا۔ اقوام متحدہ سے مسلمانوں کے مسائل حل نہیں ہوئے۔ جب افغانستان میں مسائل و مشکلات بے حد بڑھ گئے۔ تو ہم ایک ایسی تنظیم کا قیام عمل میں لانا چاہتے تھے۔ جس سے عالم اسلام کے اس جہاد کے اہداف محفوظ ہو جائیں۔ اور ثمرات بھی سامنے آجائیں۔ یہاں جہاد کی جو بدنامی ہوئی۔ وہ نیک نامی سے بدل جائے اور مسلمان جس ذلت کا سامنا کر رہے ہیں۔ وہ عزت سے بدل جائے۔

تحریک طالبان کے خلاف پروپیگنڈے : جس وقت طالبان کے محدود رابطہ سے کام شروع ہو رہا تھا۔ تو کفار اور انکے ہمنواؤں کو تو پتہ تھا کہ افغانی لوگ اپنے علماء اور طلباء کے پیچھے مضبوطی سے کھڑے رہتے ہیں۔ اور ان کا کہا مانتے ہیں جب تک ان پر کسی خارجی بے دین قوتوں کا ٹھپہ نہ لگایا جائے۔ یعنی بہتان باندھ کر ان کو بدنام نہ کیا جائے۔ تو وہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ تو انہوں نے اس تحریک کو بدنام کرنے کی سعی شروع کی تاکہ ان کو ملت سے جدا کیا جائے۔ جب تحریک شروع ہوئی۔ تو قسم قسم کے پروپیگنڈے طالبان کے خلاف شروع ہوئے۔ بعض لوگ اس موقع پر یہ سوال اٹھاتے ہیں۔ کہ طالبان کی یہ تحریک کس کی حمایت سے شروع ہوئی۔ کیونکہ لوگوں کا یہ غلط ذہن بنا ہے۔ کہ خارجی قوتوں کی حمایت کے بغیر کوئی بھی تنظیم نہیں چل سکتی۔ میرا عرض یہ ہے کہ افغانستان میں طالبان کی تحریک بیواؤں اور یتیموں کے روٹی کے ٹکڑوں اور امداد سے شروع ہوئی۔ اور اس تحریک کے آغاز کے اسباب وہی بد اعمال زنا، لواطت ڈاکہ لوٹ مار بدامنی تھی۔ جو افغانستان میں پھیل گئے تھے۔ ان باتوں نے ہمیں تحریک چلانے پر مجبور کیا۔ ہم برملا اعلان کرتے ہیں۔ کہ تحریک طالبان کسی سے وابستہ نہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں جو بھی تنظیم چلتی ہے۔ اور وہ اسلام کے لئے نہیں بنی ہوتی۔ تو وہ ضرور غیروں سے امداد لیتی ہے۔ تو وہ تحریک یا تو کمزور ہو جاتی ہے اور یا ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کی غیر مسلم خارجی قوتیں اتنی سادہ نہیں کہ افغانستان میں اسلام کے لئے راستہ ہموار کریں۔ یا کسی اسلامی تحریک کو امداد دیں۔ جب تک ان کے اپنے مفادات اس سے حاصل نہ ہوں۔ اس وقت تک کسی تنظیم کی مدد نہیں کرتے۔

نظام شریعت کے مخالف پاکستانی حکمران اور امریکہ کب طالبان کا ساتھ دے سکتے ہیں ؟ ہم نے ابتداء سے اب تک اپنا اسلامی تشخص اپنایا ہے اور انشاء اللہ اسے برقرار رکھیں گے۔ اور ہم اس مقصد تک پہنچ کر رہیں گے انشاء اللہ کبھی لوگ کہتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ پاکستان کی امداد اور حمایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پاکستان ہمارا برادر ملک ہے۔ اسکے بسنے والے ہمارے اسلامی بھائی ہیں۔ لیکن اگر وہاں اسلامی نظام رائج ہوتا۔ تو تب وہ افغانستان میں بھی اسلامی نظام لانے کی کوشش کرتے۔ اور اگر وہاں پاکستان میں اسلامی نظام نہیں ہے۔ تو وہ یہاں افغانستان میں اسلامی نظام کیسے چاہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک طالبان کو امریکہ امداد دیتی ہے۔ تو ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا امریکہ دنیا میں اسلام کو تسلیم کرتی ہے ؟ افغانستان میں وہ حدود اللہ کو برداشت کرے گی ؟ جبکہ ہم نے اب تک ان کی ایک بات بھی نہیں مانی اور نہ مانیں گے۔ امریکہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک حکم بھی افغانستان میں رائج ہونا نہیں چاہتا۔ تو وہ کامل اسلامی نظام کس طرح برداشت کرے گا جس کے نفاذ کا طالبان نے تہیہ کر رکھا ہے۔ وہ ایسے نظام کے لئے قطعاً امداد

دینے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

ربانی کے سفیر عبدالوہاب نے رات ماسکو میں اعلان کیا۔ کہ میں اس بات پر بہت خوش ہوں کہ طیارہ طالبان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اور پھر الٹا طالبان کو اعتراض کا بھی نشانہ بنایا کہ انہوں نے روسیوں کو کیوں قید کیا۔

طالبان کے زیر تصرف علاقوں میں امن وامان : میں طالبان کی تحریک کے پس منظر میں آپکا زیادہ وقت نہیں لیتا لیکن اتنی بات ضرور کہتا ہوں۔ کہ ہمیں صحیح اسلامی نظام چاہئے۔ کیا یہ زنا اور لواطت نظام شریعت ہے؟ یا عبادت اور قرآن کی تلاوت اللہ کے قوانین اور حدود اللہ کا قیام اچھی بات ہے۔ یا روسیوں کے لئے لوگوں پر ظلم اور انکے ناموس پر ڈاکہ ڈالنا اور انکو روسیوں کے حوالے کرنا؟ امن اچھی چیز ہے۔ یا لوگوں پر تجاوز کرنا اور ان کو دربدر کرنا۔ اور ہجرت پر مجبور کرنا؟ امن بہتر ہے یا خانہ جنگی اور ڈاکہ زنی یہ ساری باتیں چھوڑ دیجئے۔ آپ ابھی یہ کیجئے کہ یہاں سے خوست تک اور پھر ہرات تک چلے جائیے۔ جو طالبان کے مقبوضہ علاقے ہیں۔ اور اس وقت رات کا وقت ہے۔ اس قندہار میں گھومیئے۔ یہ مناظر بھی دیکھ لیجئے۔ اور پھر کابل جائیے اور انکے مقبوضہ علاقوں میں دن کو بھی اور رات بھی گھومیئے۔ ہم فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔ کہ امن وشریعت کہاں ہے اور بدامنی کہاں؟ خود پتہ آپ سب کو چل جائے گا۔ آپ سرحدی علاقہ میں چلے جائیں اور دونوں طرف مناظر دیکھ لیں۔ ایک طرف امن وسکون ہے قرآن کی تلاوت ہے اور دوسری طرف ظلم ہے بدامنی ہے، لواطت ہے۔

مخلوط نظام اور اسلام کب جمع ہو گئے ہیں : بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں مخلوط نظام آجائے۔ تمام سیاسی پارٹیاں مل کر کام کریں کمیونسٹ اور غیر کمیونسٹ بھی تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا اسلام کے بارے میں مخلوط نظام کہیں کامیاب ہوا ہے؟ اور کیا اسلام کے نظام کا ذریعہ بنا ہے؟ کبھی نہیں۔ مخلوط نظام کے ہوتے ہوئے کسی ملک میں اسلامی نظام نہیں آسکتا۔ مخلوط نظام کا نقشہ سب کے سامنے ہے۔ کہ اس میں وزارتوں اور عہدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ داخلہ وخارجہ وزارتوں کے تقسیم کے لے دے ہوتی ہے۔ اسلامی نظام کا نام کسی نے نہ سنا ہو گا بعض لوگ کہتے ہیں کہ طالبان میں صلاحیت نہیں یہ حکومت نہیں کر سکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ افغانستان میں سب سے مشکل کام اسلحہ یکجا کرنا تھا یا حکومت کرنا؟ میں پوچھتا ہوں کہ اسلحہ اقوام متحدہ نے جمع کیا یا حکومت نے یا طالبان نے جمع کیا۔ اور کیا حکومت کرنا مشکل کام تھا یا حکومت کے لئے زمین سازی؟ حکومت کرنا مشکل کام تھا یا دربدر لوگوں کو اکٹھا کرنا اور انکے باہمی جھگڑوں کو ختم کر کے ان کے مابین اتفاق کی فضاء پیدا کرنا۔ تمام تنظیموں کو ختم کر کے ان کو ایک میز پر جمع کرنا مشکل کام تھا یا حکومت کرنا؟ میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کرنا بہت آسان ہے بنسبت ان تمام کاموں کے۔ آپ دیکھ لیں ہمارے مقبوضہ علاقوں میں قوم پرستی، جھگڑے نفرتیں ختم ہوئیں۔ دو تہائی علاقے میں پارٹی بازی، جتھہ بندی، لسانی نسلی گروہ بندی سب الحمدللہ ختم ہو گئے ہیں اور تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے نفاذ شریعت کے لئے پیش رفت جاری ہے۔ یہ کام سب سے مشکل کام ہیں۔ حکومت کرنا آسان بات ہے۔ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ انشاء اللہ افغانستان میں مکمل اسلامی نظام آکر رہے گا۔

کفر کے اتحاد کا مقابلہ اتحاد اور اللہ پر مکمل یقین سے : اس ملک میں اسلامی نظام لانے کے لئے ہمارے پاس دو وسائل ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر مکمل اعتماد ویقین۔ اور دوسرا یہ کہ مسلمان ملت کے نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد جس قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو۔ اور مسلمان برادری کا تعاون جاری ہو۔ وہ قوم ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مدد آنے کے لئے طالبان کے نیک اعمال پیش خیمہ اور دواعی ہیں۔ اور مسلمان ملت کی تائید وامداد جب ہمیں حاصل ہوئی تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ رشید دوستم کے علاقے میں بھی لوگ چاہتے ہیں۔ کہ طالبان آئیں گے۔ اور یہ مشکلات حل ہو نگے انشاء اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا

نمونہ ہے۔ کہ طالبان آئے ہیں اور تمام مقبوضہ صوبوں میں امن قائم ہے۔ اب ہماری آرزو یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں۔ پوری دنیائے کفر آپس میں اختلافات کے باوجود اسلام کے مٹانے پر متفق ہیں۔ تو ہم مسلمانوں کو بھی چاہئے۔ کہ آپس میں جتھہ بندی، پارٹی بازی ختم کریں اور نفاذ شریعت کے لئے آگے بڑھیں۔

<u>روس کی طرح خدائی کے دعویدار امریکہ کو بھی شکست</u> : آیئے ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں۔ اور آگے بڑھیں۔ آج جو امریکہ خدائی کا دعویدار ہے۔ اور ہر جگہ وہ اپنے فیصلے منواتا ہے۔ جوڑ توڑ میں وہی آگے آتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اسکو بھی اسطرح شکست دیکر ختم کریں۔ جسطرح روس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ یہ مذاق کی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ کہ دنیائے کفر اور امریکہ کا باطل نظام ختم ہو کر رہے گا۔ وہ عروج کو پہنچ چکا اب اسکے زوال کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تمام کائنات پر قدرت رکھتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کے لئے پتھر سے پانی نکالنا مشکل ہے یا امریکہ کو ختم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تو دونوں یکساں طور پر آسان ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے مارے ہوئے پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ دنیا کی ساری قومیں جمع ہو جائیں وہ پتھر سے ایک گلاس پانی بھی نہیں نکال سکتے۔ حضرت صالح کے لئے اللہ تعالیٰ نے پتھر سے حاملہ اونٹنی نکالی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمیں اسکی قدرت پر کامل یقین ہے۔ انشاءاللہ افغانستان کے مظلوم ملت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جائے گی اور جس طرح اللہ نے روس کو ہمارے ہاتھوں سے ختم کیا۔ امریکہ کو بھی ختم کر دیں گے۔

<u>ملا عمر کو اللہ نے منتخب کیا ہے</u> : انشاءاللہ ربانی اور اسکے موافق سب حکومتیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ آج حضرت محمد عمر صاحب جو ہمارے امیر منتخب ہوئے ہیں۔ انکو بھی اللہ نے منتخب کیا ہے کسی نے منتخب نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ تاریخ میں کبھی ناکام نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب کردہ بندوں کو آگ میں نجات دی ہے۔ اور ہر مشکل سے نجات دی۔ اور ادھر طالبان نے اسلامی نظام کو شروع کیا ہے۔ مخالفین بھی ہماری سرپرستی کریں۔

<u>طالبان جہاد کو مٹانا چاہتے ہیں</u> : کچھ لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ طالبان جہاد اور مجاہدین کے خلاف ہیں۔ یہ شرمناک غلط الزام ہے۔ طلبہ چودہ سالہ جہاد میں پیش پیش رہے۔ ہمارے صوبوں کے جو والی ہیں یا امیر المومنین ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اسلامی جہاد میں زخمی ہوئے ہیں۔ اور جہاد میں پورا حصہ لیا ہے۔ قندہار کے گورنر ملا محمد حسن حقانی کی ٹانگ جہاد ہی میں کٹ چکی ہے۔ ہم نے یہ تحریک ان لوگوں کی اصلاح کے لئے شروع کر رکھی ہے جو جہاد کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور جہاد کو چلانا ہی ہمارا مقصد ہے۔ ہم تو اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اصلاح قبول نہیں کرتے تو یہ لوگ مٹ جائیں گے۔ ہم صراحت سے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے جہاد نہیں کیا۔ وہ مجرم ہیں۔ اور جو لوگ جہاد کی بدنامی کی کوشش کر رہے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ اور اس وقت بھی جو اسلامی نظام کے راستے میں رکاوٹ بنیں گے وہ بھی مجرم ہیں۔ اور جو لوگ افغانستان کے لوگوں کو دوسرے مسلمان ملت سے جدا کرنے کی کوشش میں ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ میں اپنی باتیں ختم کرنا چاہتا ہوں اگر میری کوئی بات آپکی طبیعت کے خلاف ہوئی ہو۔ تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں اگر کوئی سوال ہو یا کوئی بات پوچھنی ہو۔ تو میں صبح تک بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔

(ماہنامہ الحق جلد ۳۱ شمارہ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۶ء صفحات ۲۹-۳۴ تک اور صفحہ ۳۸)

افغانستان میں مصالحانہ کوششیں یا مکروہ سازشیں اور ظہور طالبان؟

عالمی استعمار جہاد قوتوں کو استعمال کرنے لگا

افغانستان میں پندرہ سالہ مسلح جہاد کے بعد جب بالآخر روس کو وہاں پر عبرت انگیز اور اذیت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا اور پھر اسی ضرب مومن کے نتیجے میں اس آہنی قلعہ میں شگافیں اور دراڑیں پڑنے لگیں یہاں تک کہ اس کا شیرازہ بھی منتشر ہوا تو مسلمانان عالم انتہائی فرحت اور سرور کا اظہار کرتے ہوئے اس امید میں حق بجانب تھے کہ اب افغانستان میں خالص شرعی اور اسلامی انقلابی حکومت بن جائے گی۔ جہاں پرامن وآشتی عدل وانصاف اور اسلامی قوانین کا بول بالا ہوگا لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

افغانستان سے تو روسی عفریت دم دبا کر چلا گیا لیکن پھر وہی ہوا جس کا خاکہ اور منصوبہ مغربی سامراجی قوتوں اور عالمی استعمار نے جہاد ہی کے دوران بنایا تھا کہ کسی بھی صورت وہاں پر خالص اسلامی نظام اور شریعت مطہرہ کی تنفیذ نہ ہو سکے اور بعد میں اس ملعون اور شیطانی منصوبے کی تکمیل میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ان ہی جہادی قوتوں نے بھر پور کردار ادا کیا اور آج افغانستان کی حالت زار پر ہر دردمند مسلمان خون کے آنسو رو رہا ہے۔

کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہی جہادی قوتیں اور وہی مجاہدین آپس میں دست وگریبان ہوں گی اور لادین عناصر اور خود جہاد سے ناواقف مسلمانوں کیلئے جگ ہنسائی کا سبب بنیں گے اور آج شومئی قسمت سے چشم فلک نے یہ تماشا بھی دیکھا۔ کہ روس کی شکست وریخت کے بعد خود کابل شہر میں اتنا خون خرابہ ہوا۔ کہ پندرہ سالہ جنگ میں اتنی بربادی نہیں ہوئی تھی۔

چنانچہ اس صورت حال سے مجبور ہو کر عالم اسلام کے دردمند قائدین اور دوسرے اسلامی ملکوں کے مقتدر دینی راہنماؤں نے افغانستان میں ان جہادی قوتوں کے درمیان مصالحت وہم آہنگی کے لئے کوششیں تیز تر کردیں۔ لیکن اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اس سلسلہ میں میثاق بیت اللہ اور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضہ اطہر کے پاس کئے گئے وعدوں کا بھرم بھی نہیں رکھا۔

ہوتے ہوتے مشیت ایزدی نے افغانستان کے غیور مسلمانوں کے تحفظ اور ان کی حالت زار کو سنبھالنے کے لئے ملکوتی سیرت اور فرشتہ صورت انسانوں یعنی طالبان کا انتخاب کیا۔ ان یشاء یذھبکم ویات بخلق جدید

یہ وہی مجاہدین ہیں جنہوں نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں اس مسلح جہاد کی ابتداء کی تھی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ان کے پاس نہ راکٹ لانچرز تھے اور نہ مختلف ملکوں سے بھیجے ہوئے کلاشن کوفیں اور دوسرا بھاری ہتھیار ان لوگوں نے خالصۃً لوجہ اللہ جہاد کیا' قربانیاں دیں اور جوں ہی ملک سے روسی عفریت کو بوریا بستر سمیٹنا پڑا تو یہ فقیر منش اور بوریا نشیں اپنی کتابوں اور تعلیم وتدریس میں مشغول ہوگئے اور ان کا خیال تھا کہ یہ قائدین جہاد آپس میں مل بیٹھ کر قضیہ افغانستان کو حل کریں گے اور اپنے تدبر اور فراست سے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالیں گے تاکہ اس پندرہ سالہ جہاد اور قربانیوں کا لوگ بچشم خود ثمر دیکھ لیں' مگر افسوس قائدین جہاد نے روس کی ہزیمت کے بعد کچھ ایسے سیاہ کارنامے انجام دیئے جس سے تمام عالم میں جہاد کا نام بدنام ہوا اور جہاں جہاں بھی باطل قوتوں کے

ساتھ اسلامی تنظیمیں برسرپیکار تھیں ان کے کاز اور موقف کو شدید نقصان پہنچا اور ان کے مخالفین کو مکروہ اور غلیظ پروپیگنڈہ زور و شور سے کرنے کا موقع ملا کہ جہاد کا ثمرہ لوگوں نے افغانستان میں دیکھ لیا' وہاں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ کاش اگر افغان جہادی قائدین دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے' تو آج یہ روزِ بد ہمیں دیکھنا نہ پڑتا۔ لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگرچہ افغانستان اور اس کے مظلوم و مقہور عوام کے لئے تو کچھ نہ ہوا البتہ ان قائدین کے وارے نیارے ہو گئے' آج ان لوگوں کی کوٹھیوں' کاروں' جائیداد اور بینک بیلنس کی کوئی حد نہیں اور ان کو یہاں کے بے یار و مددگار لوگوں کے مفادات سے کیا غرض۔

افغانستان میں جب ہر قائد ہر امیر اور ہر قمندان نے اپنے زیرِ تسلط علاقے کا کنٹرول سنبھال لیا تو ظلم و ستم' لوٹ مار اور عصمت دریوں کے ایسے ایسے بھیانک مظاہرے دیکھنے میں آئے کہ لوگ کیمونسٹوں کے ظلم و ستم بھول گئے۔

طالبان جو کہ دینی مدارس میں پڑھنے والے طلبہ ہیں' حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے رہ و رسم خانقاہی چھوڑ کر میدان میں کود پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ان ستم رسیدہ عوام کا مکمل تعاون حاصل کیا اور افغانستان کے تین چوتھائی حصے پر قبضہ کر لیا اور آج ان کے زیرِ تسلط علاقوں میں مکمل شریعت اور احکام و حدود کی تنفیذ ہے۔

یہاں پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انجینئر گلبدین حکمت یار اور پروفیسر ربانی کے درمیان خانہ جنگی میں ۵۰ ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں اور مہاجرین کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح استاذ سیاف کی بدقسمتی کہ وہ بھی ربانی کے شانہ بشانہ اس ظلم و ستم میں شریک ہو گئے اور طالبان کی مقدس تحریک کے خلاف ان کی موشگافیاں زبان زدِ عوام ہیں۔ اس طالبان دشمنی میں ان لوگوں نے تمام اخلاقی و شرعی حدود پھلانگ دیئے۔ گلبدین حکمت یار تو ربانی حکومت کو اٹڈیا اور روس کی کٹھ پتلی حکومت بتلاتے رہے اور کل تک وہاں پر انتخابات کی رٹ لگاتا رہا۔ اور آج بھی اخبارات گواہ ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ افغانستان کو ہندوستان کا اڈہ نہیں بننے دیں گے۔ لیکن تعجب ہے کہ اب ''حکمت یار'' اسی حکومت کا عضو بن گئے ہیں۔ اب جب کہ افغانستان میں اندرونی خلفشار زوروں پر ہے اقوام متحدہ نے اپنے ایلچی محمود مسطری کو بارہا کابل بھیجا' اسی طرح امریکہ نے اپنے خصوصی ایلچی رابن رافیل کو بھی اس قضیے کے حل کے لئے اسلام آباد اور کابل روانہ کیا' لیکن ان کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ طالبان نے تو اس غیر محرمہ اور ''مکشوفہ'' کے ساتھ ملاقات سے صاف انکار کیا اور ان کو شرط لگادی کہ وہ حجاب اوڑھ کر آئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ روسی شکست کے بعد ان متحارب قوتوں نے قوم کو انتہائی مایوس کیا اور وہی قتل و غارت گری وہی افراتفری اور وہی باہم دست و گریبان ہونا یہ سب ناگفتہ بہ باتیں اسی طرح جاری رہیں جس طرح کہ روس کے قبضہ کے دوران تھیں۔ اب جب کہ طالبان نے اپنے مقبوضہ علاقے میں اسلام اور شریعت مطہرہ کا نفاذ کیا ہے' چاہیے تو یہ تھا کہ یہ جہادی قائدین ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون اور مدد کرتے' لیکن شومئی قسمت کہ ان لوگوں نے بھی ہوسِ اقتدار میں ان کے ساتھ مقاتلہ کا وطیرہ اپنایا اور مقامِ افسوس ہے کہ آج ربانی حکمتیار اسی تحریک طالبان کو کچلنے کے لئے بھارت اور روس جیسی حکومتوں سے امداد کے خواہاں ہیں اور وہ قوتیں ان کی بھرپور سرپرستی کر رہی ہیں' انہیں حالات میں جب کہ اقوام متحدہ اور امریکہ کی شیطانی چالیں اور دام تزویر ناکام ہو چکی ہیں' پاکستان کے بعض دینی رہنماؤں نے مصالحانہ کوششوں کا آغاز کیا' لیکن یہ ایک چیستان اور ایک معمہ ہے اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ انہوں نے سارا زور اس بات

پر صرف کیا کہ کسی طرح حکمت یار کو بھی حکومت کی بھاگ دوڑ میں شریک کیا جائے' حالانکہ حقیقت میں اس کے پاس فی الوقت سیاسی جنگی قوت نہیں صرف پروپیگنڈے کے زور سے انہیں افغانستان کے جہاد کے ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔ انہوں نے تحریک طالبان کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور نہ ان کے ساتھ کوئی رابطہ کیا حالانکہ اصل قوت وہی ہے جنہوں نے تین چوتھائی افغانستان کا کنٹرول سنبھالا۔

ہم حیران ہیں کہ یہ حضرات طالبان کی مخالف قوتوں کی از سر نو شیرازہ بندی میں کیوں مصروف ہیں اور ان کے خلاف ربانی' حکمت یار اور سیاف وغیرہ کو صف آراء کر رہے ہیں۔ جس طرح کہ مغرب اور دوسری لادین قوتیں تحریک طالبان کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ ان کو بنیاد پرست اور مذہبی انتہا پسند جیسے القابات سے نوازتے ہیں تو حکمتیار وغیرہ جو اپنے آپ کو بنیاد پرست کہتے ہیں' وہ لوگ کیسے ان مغربی اور یورپی سازشوں کے ہمنوا ہو رہے ہیں؟ بظاہر تو یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ یہ ''مصلحین'' دانستہ یا غیر دانستہ طور پر یورپ امریکہ اور اقوام متحدہ کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور اس کے مقابلے میں شریعت اور اسلام کی سربلندی کیلئے مر مٹنے والوں (یعنی طالبان) کے درپے آزاد ہیں۔ ع بڑے خلوص سے دنیا فریب دیتی ہے

اگر قیام امن کی کوشش کرنے والے مخلص ہوتے تو وہ طالبان کو اعتماد میں لے کر ان کا سہارا بنتے کہ افغانستان سے جنگ ختم کرانے کا ذریعہ بنے۔

یہاں پر یہ نکتہ بے جانہ ہوگا کہ کراچی کا ایک مشہور جریدہ جو روز اول ہی سے جب سے طالبان کی تحریک معرض وجود میں آئی ہے' مسلسل اس تحریک کے خلاف مضامین شائع کرتا آرہا ہے۔ اور اپنے ممدوح حکمت یار کی ہرنا کردنی اور ناگفتنی کی تائید و تصویب کیلئے انہوں نے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ جب انہوں نے کابل میں دوستم ملیشا کے ساتھ مقاتلہ کیا اور اس میں ہزاروں لوگ اور نہتے شہری لقمہ اجل بنے تو وہ عین رضاء الحق اور جب انہوں نے کمیونسٹوں اور دھریوں کے ساتھ اپنے مفادات کیلئے اتحاد کیا تو وہ بھی عین حکمت' ربانی کے ساتھ برسر پیکار رہا۔ تو بھی وہ عین بھلائی اور جب اس نے ربانی کے ساتھ طالبان مخالف اتحاد کیا تو یہ عین ضرورت ملک و قوم

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

انشاء اللہ کوئی بھی طاقت ان جنود ربانی (طالبان) کو ختم نہیں کرسکتی۔ چاہے وہ امریکہ کی سازش ہوں یا اقوام متحدہ کی چالیں' روس اور انڈیا کی فوجی امداد ہو یا دیگر ممالک کی پشت پناہی' ربانی اور حکمتیار گٹھ جوڑ ہو یا دوسری افغان تنظیموں کی ریشہ دوانیاں' نام نہاد صلح کے نام پر مکروہ اور مذموم سازشیں ہوں یا پاکستان کی بعض مذہبی اور پراسرار طاقتوں کے ''پراسرار رابطے'' ان تمام طاقتوں کا ''ملت واحدہ'' کے طور پر ان حاملین علوم نبویہ کے خلاف صف آراء ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ساری قوتیں حق کے خلاف جمع ہوئی ہیں لیکن ہم ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کم من فِئَۃٍ قلیلۃ غلبت فِئَۃ کثیرۃ باذن اللہ اور ان شاء اللہ نصر من اللہ و فتح قریب

راشد الحق سمیع ۔ (ماہنامہ الحق۔ مئی 1996)

(امیر المومنین ملا عمر سے ملاقات کیلئے سمیع الحق کا دورۂ قندہار)

طالبان افغانستان کی شرعی حکومت میں چند روز

(مولانا سمیع الحق مدظلہ کا دورہ افغانستان، چشم دید واقعات اور حیرت انگیز مشاہدات، لمحہ لمحہ کی رپورٹ اور مفصل روئیداد

ازقلم مولانا عبدالقیوم حقانی)

یوں تو افغانستان میں تحریک طالبان کے آغاز سے طالبان کی قیادت اور مرکزی رہنماؤں کی اول روز سے یہ خواہش بلکہ اصرار و مطالبہ تھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اپنے تلامذہ جامعہ حقانیہ کے فضلاء مخلصین طلباء اور تحریک طالبان کے زعماء کی افغانستان جا کر حوصلہ افزائی کریں اور اپنی آنکھوں سے تحریک کی پیش رفت اور جامعہ حقانیہ کے روحانی ابناء کی قربانیاں اور نظام اسلامی کے برکات وثمرات کا مشاہدہ کریں جب بھی انکی مرکزی قیادت کے زعماء مختلف صوبوں کے گورنرز اور وزراء جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے یا کسی اہم معاملہ میں مرکزی قیادت کے نمائندہ وفود مشاورت کے لئے مولانا سمیع الحق مدظلہ کے پاس آئے تو یہ مطالبہ ان کا سرفہرست ہوا کرتا تھا مگر مولانا مدظلہ طالبان کی معروفیات اور ہمہ وقتی چومکھی جنگ کے پیش نظر اپنے دورہ سے ان کے کام اور نظام میں خلل انداز نہیں ہونا چاہیے تھے اور اب جب گذشتہ چند ماہ سے بین الاقوامی قزاقوں مغربی طاقتوں دین دشمن قوتوں پاکستان میں مغربی لابی کے بعض خاص گماشتوں نے اپنی بدطینی سے طالبان کے خلاف خصوصی مہم شروع کردی اور اخباری پروپیگنڈے سے انہیں بدنام کرنے اور انکو اپنے مشن میں ناکام کرنے کے لئے خصوصی تحریک چلائی اور عملاً اس کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ پریس میں ایک گندے اور غلیظ ترین فکر کی آب یاری شروع کردی تو مولانا کی رگ حمیت بھڑک اٹھی اور حقائق کے اظہار اور اسے پورے عالمی دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے بے قرار ہو گئے اس کی ایک صورت یہ ہوسکتی تھی کہ اخبارات میں بیانات دیئے جائیں طالبان کی حمایت کا بار بار اعلان کیا جائے اور خصوصی مضامین لکھے جائیں۔ پاکستان کے ایوان بالا سینٹ میں طالبان کی حمایت میں آواز اٹھائی جائے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ خود چند اخباری نمائندوں اور مخالف کیمپ کے بھی صحافیوں سمیت چاروں صوبوں سے علماء مشائخ دانشوروں سیاسی زعماء اور وکلاء کا ایک وفد ترتیب دے کر انہیں خود وہاں کے حالات، طالبان کے نظام شریعت کی مساعی نظام خلافت راشدہ کے مناظر غیبی امداد اور للٰہی نصرت وفتوحات کے مناظر کا چشم دید مشاہدہ کرایا جائے۔ پہلی صورت بھی محمود تھی اور اس میں مولانا نے الحمدللہ کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جبکہ دوسری صورت زیادہ انفع اور بہتر تھی۔

حضرت مولانا مدظلہ نے اس کو بھی اپنا لیا اور آج پوری دنیا میں مولانا سمیع الحق کے دورہ افغانستان سے صحافت میں طالبان صحیح تصویر بھی سامنے آئی عالمی پریس پر حقائق آشکارا ہوئے مختلف صوبوں کے گورنروں کے بیانات چھپے اور تحریک طالبان کے قائد مولانا محمد عمر اخوند بھی اخبارات میں ایک خاص اور صلاحیتوں کے ساتھ سامنے آئے نفاذ شریعت کے بہی خواہوں کے حوصلے بلند ہوئے دشمنان اسلام کے عزائم ناکام ہوئے اور انکے مذموم خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔

والحمدللہ علی ذالک۔ مولانا کے دورہ کی اطلاع چند ہی اکابر جمعیۃ کو دی گئی مگر اس قافلہ عشاق میں از خود جمعیۃ کے بیشتر زعماء اور کارکن شامل ہونے کے لئے کوئٹہ پہنچ گئے جنہوں نے کوئٹہ تک کے مصارف از خود برداشت کئے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے اس کاروان عزیمت میں مجھے بھی مولانا کی خصوصیت نظر عنایت سے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی احقر نے جو کچھ دیکھا اسے من عن قلم بند کردیا۔ جو طالبان کی شرعی حکومت کی ایک مشاہداتی رپورٹ بھی ہے تفصیلی واقعات کی چشم دید کہانی بھی مولانا سمیع الحق کے سفر افغانستان کی روئیداد بھی ہے اور طالبان

کی اپنے شیخ و مربی سے وارفتگی وعقیدت کی روح پرور داستان بھی۔

سفر کا آغاز اور کوئٹہ ائیر پورٹ پر استقبال

۱۸ اگست قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مد ظلہ اپنے رفقاء کے ہمراہ اسلام آباد سے پونے ایک بجے کی فلائٹ سے 2 بجے جب کوئٹہ پہنچے تو ائیر پورٹ پر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی قیادت اور مقامی رہنما وسامتین معززین شہر اور سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین جناب میر عبدالجبار صاحب نے استقبال کیا اہل حدیث علماء میں حاجی علی محمد اوران کے رفقا جماعت اسلامی کے بعض مقامی رہنما جمعیۃ علماء اسلام کے مولانا امیر حمزہ یادینی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان، مولانا اللہ داد کاکڑ امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان مولانا عبدالباقی مہتمم سرپرست مفتاح العلوم کوئٹہ، مولانا عبدالحق بلوچ، مولانا شفیق دولت زئی، مولانا حفیظ مولانا عبدالقیوم میرزائی ژوب مولانا داداللہ بخش، مولانا نجم الدین درویش، مولانا عیساء اللہ اور جناب جلیل اخوندزادہ کے علاوہ افغانستان کے طالبان نمائندگی کوئٹہ دفتر کے ذمہ داری عہدیدار بھی ایئر پورٹ پر موجود تھے۔

ملک بھر سے ارکان وفد کی کوئٹہ آمد

چونکہ حضرت مولانا سمیع الحق مد ظلہ کے دورہ کا سن کر کوئٹہ پہنچ گئے تھے وہاں کے چاروں صوبوں سے جمعیت علماء اسلام کے بعض اکابر اور مرکزی عہدیدار کوئٹہ پہنچ گئے تھے۔ مولانا سمیع الحق نے علماء اور مشائخ کے علاوہ بعض وکلاء، سیاسی رہنما اور صحافیوں کی ایک ٹیم کو بھی مدعو فرمایا تھا لہٰذا دوسرے بروز 20 اگست کو صبح سویرے سے رات گئے تک ملک بھر سے علماء مشائخ جماعتی کارکنوں وکلاء اور صحافیوں کے قافلے آتے رہے۔ جنہیں وہاں مقامی احباب کے مشورہ سے افغان طالبان کے نمائندگی کے دفتر مختلف ہوٹلوں اور بعض کو MPA ہاسٹل میں ٹھہرائے جانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تمام کام میں مہمانوں کے انتظام اور انکے سنبھالنے اور قیام کی ذمہ داری برادرم مولانا سید محمد یوسف شاہ کے ذمہ تھی الحمدللہ کے انہوں نے اس میں مثالی کردار ادا کیا۔

تشہیر واستقبال سے اجتناب اور حزم واحتیاط کی تاکید

مولانا سمیع الحق مد ظلہ اپنے اس سفر، دورہ افغانستان اور رفقاء سفر کی ایک بھاری جمعیت کو طالبان کے حربی حالات اور افغانستان میں ہمہ وقتی انتظامی خدمات میں مصروفیات کے پیش نظر خفیہ رکھنا چاہتے تھے اور انتظامی معاملات اور مہمانوں کی ضیافت وخدمت میں ان سے کم سے کم وقت اور کم سے کم وسائل کے استعمال پر مصر تھے۔ اسی لئے کوئٹہ سے روانگی کے آخری وقت تک مولانا کا اصرار تھا کہ ہمارے وفد کی بھاری جمعیت اور اضیاف کی کثرت طالبان کے مشن اور کام اور انکے اپنے حالات اور نظام میں خلل کا باعث نہ ہو اس لئے مولانا طالبان سے بار بار بہ اصرار یہی تاکید کرتے رہے کہ میری افغانستان حاضری کو ہرگز مشہور نہ کیا جائے اور نہ کسی جلوس واستقبال کا اہتمام کیا جائے اور اسی سلسلہ میں ہر ممکن حزم واحتیاط برتا جائے۔

کوئٹہ سے روانگی

کوئٹہ سے روانگی ہوئی تو نو بجنا چاہتے تھے نو بجے اجتماعی دعا ہوئی اور قافلہ سوئے منزل رواں ہوا۔

مولانا سمیع الحق مد ظلہ کی قیادت اور طالبان افغانستان کے رہنماؤں کی معیت میں دسیوں گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ کوئٹہ سے 9 بجے روانہ ہوا سڑک کے دونوں جانب سبزہ زار ہرے بھرے باغات خوبصورت مناظر عمدہ روز معتدل فضاء اور دلربا آب وہوا کے لطف اندوز جھونکوں سے محظوظ ہوتا ہوا تقریباً ایک بجے پاکستان کے سرحدی شہر چمن میں داخل ہوا۔

چمن میں استقبالیہ

تو چمن کے علماء ومشائخ طلباء معززین شہراور مذہبی وسیاسی جماعتوں سے وابستہ سماجی شخصیتوں اور جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں نے جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے رہنماؤں نے حضرت قائد جمعیۃ کا شاندار استقبال کیا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا اور مختصر خطاب فرمایا۔ (ماہنامہ الحق جلد ۳۱ شمارہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۲۲ سے ۲۸ تک)

پاک افغان سرحد پر پاکستانی حکام کی رکاوٹ

یہاں پر ظہر کی نماز ادا کی اور سوئے منزل روانگی ہوئی۔ ابھی چند لمحے گزرے تھے کہ قافلہ پاک افغان سرحد پر پہنچ گیا پاکستانی حکومتی کارندوں نے روڈ بلاک کر دیا مقامی افسر نے مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر پاسپورٹ طلب کیا اور پھر بتایا کہ صبح سے ملک بھر کی مختلف ایجنسیوں کے فون پر فون آ رہے ہیں کہ مولانا سمیع الحق نے افغانستان جانا ہے اور یہیں سے گذرنا ہے ابھی گزرے ہیں کہ نہیں؟ انکے ساتھ کون کون ہیں؟ الوداع کہنے والے کون ہیں؟ آگے لینے والے کون ہیں؟ قافلہ کتنا ہے اور انکے کیا عزائم ہیں؟

قافلہ کافی دیر رکا رہا۔ پاکستان کے حکمرانوں کے کچھ مقاصد تھے ادھر منتظر طالبان اور ان کا سیکورٹی سٹاف اور طالبان قیادت شدت سے منتظر تھی۔ شرکاء قافلہ پریشان تھے کہ نفاذ شریعت کی مقدس سرزمین کی سرحد پر پہنچ کر کہیں محروم نہ کر دیے جائیں انہوں نے بارگاہ صمدیت میں اخلاص سے دعائیں شروع کر دیں اپنے اوراد وظائف پر توجہ اور پھر مولانا سمیع الحق کے حکومت پاکستان کے ذمہ داروں سے ردو کد کے بعد بالآخر مسبب الاسباب کے فضل وکرم سے راستہ کھول دیا گیا اور مولانا سمیع الحق کے پاسپورٹ پر خروج کی مہر لگانے پر اکتفا کیا گیا افغانستان کی سرحد میں داخل ہوئے تو طالبان کے حفاظتی دستوں سیکورٹی کے عملے اور مقامی قیادت نے قافلے کو اپنے ہاں کے روایتی انداز میں اپنی حفاظت میں لے لیا۔

سپین بولدک پر استقبال

جب قافلہ قدرے آگے بڑھا تو افغانستان کے سرحدی علاقہ سپین بولدک میں طالبان کی قیادت، اعلیٰ حکام اور حکومت کے مختلف عہدیداروں، علماء ومشائخ دارالعلوم حقانیہ کے روحانی ابناء اور مولانا کے تلامذہ نے استقبال کیا۔

ہیلی کاپٹروں کی بجائے ہائی روڈ سفر کو ترجیح

طالبان کی قیادت اور مقامی حکام کی خواہش تھی کہ یہیں سے قافلہ کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ قندھار لے جایا جائے چنانچہ کوئٹہ میں طالبان رہنماؤں کا بھی یہی اصرار تھا مگر مولانا سمیع الحق کا اصرار تھا کہ چودہ سالہ جہاد اور اس وقت نفاذ شریعت کی وجہ سے یہ سرزمین مقدس ہے اس کے کھنڈرات یورپ وامریکہ کے باغات پر کروڑ ہا درجے فوقیت رکھتے ہیں یہاں کی گرد وغبار کے ذرات مقدس ہیں یہاں کی سرزمین میں شہیدوں کا لہو ہے۔

اس زمین میں جتنا چلا جائے یہاں کے گرد وغبار سے جتنی محبت کی جائے اور یہاں کی مقدس فضاؤں میں زندگی کے جتنے سانس گزارے جائیں بس یہی متاع زیست ہے۔ فرمایا: ہم تو چاہتے ہیں کہ اس سرزمین پر پاؤں سے نہیں بلکہ پلکوں کے بل چلیں ایک ایک چپہ پر سجدہ شکر بجالائیں ایک ایک درخت ایک ایک دیوار اور ایک ایک پتھر اور یہاں کی زمین کے ذرہ ذرہ سے زبان حال سے جہاد کی داستان سنیں۔ چونکہ مولانا کسی طرح بھی ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ قندھار جانے کے لئے رضامند نہیں تھے اس لئے یہاں کی قیادت نے خوب سرکاری پروٹوکول کے ساتھ ہائی ایس، فلائنگ کوچوں، پجارو اور کروزین گاڑیوں کا انتظام کر رکھا تھا ارکان قافلہ کو گاڑیوں میں بٹھا کر آگے سوئے

منزل روانگی کا پروگرام مرتب کرلیا گیا۔

شوق منزل

اب قافلہ سوئے منزل رواں ہوا دھوپ سامنے کی تھی سورج کی تمازت میں حدت تھی مگر شوق عشق ومحبت، ایمانی ولولے اور تحریک طالبان اور نفاذ شریعت کی مہم سے شعوری، والہانہ اور جذباتی تعلق نے مشکل کو آسان اور کانٹوں کو پھولوں کا سیج بنا دیا۔ گرمی کی شدت، سڑک کے گڑھوں، گرد وغبار کے بادلوں، کھنڈر راستوں، اجڑی بستیوں، تباہ حال شہروں، تباہ حال معیشت کے مناظر پس منظر میں روسی بربریت کا تصور اور انکی سفاکانہ یلغار کا تصور اور روسی جارحیت کے تباہ کن اثرات نے فکر وذہن اور تخیل کی دنیا کو ہلا کے رکھ دیا تھا شام کے چار بج رہے تھے پیاس نے بھی ساتھیوں کو بے تاب کر دیا تھا امیر قافلہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بھی شرکاء قافلہ کی طرح گرمی کی حدت اور سفر کی شدت نے بشری فطری تقاضوں کے پیش نظر متاثر کر دیا تھا۔ کہ اچانک سڑک کے بائیں جانب ایک چھوٹی سی بستی پر نظر پڑی پانی کی مشین لگی ہوئی تھی زمین سیراب ہو رہی تھی اور آنے جانے والے مسافر حسب ضرورت غسل وضو اور پینے کے لئے پانی استعمال کر رہے تھے۔

مولانا سمیع الحق نے اپنی گاڑی روک لی تو سارا قافلہ رک گیا تقاضے پورے کئے وضو بنایا افغانی رہنما اولسوال سوال محمد حکیم نے قریب کی افغانی دکان سے سردوں کی خریداری شروع کر دی اس دکان میں ایک طرف پرانا بوریا بچھا دیا امیر قافلہ قائد محترم مولانا سمیع الحق مولانا اسفندیار خان اور دیگر بزرگ علماء کو اس پر بٹھایا اور خود سردے (افغانی خربوزے) کاٹ کاٹ کر سامنے رکھنے شروع کر دیے دیگر رفقاء کو بلایا گیا تو دکاندار کی چاندی بن گئی سردوں پر سردے کاٹے جا رہے ہیں اور شرکاء قافلہ تناول فرما رہے ہیں۔ یہاں پاکستان میں جو سردہ ساٹھ روپے میں ملتا ہے وہاں اس کی قیمت چھ روپے سے بھی کم بنتی تھی اتنے بڑے قافلے نے خوب جی بھر کر سردے کھائے جس پر مجموعہ خرچہ تین لاکھ افغانی آیا جو پاکستان کے غالباً تین سو روپے بنتے ہیں۔ راستے میں جگہ جگہ پانی اور یا کہیں سبزہ زار ہوتا اور طالبان کی سیکورٹی اسٹاف کے ارکان مناسب سمجھتے تو قافلے کو روک لیتے ارکان قافلہ کو ٹھنڈے اور تازہ پانی اور سبزہ زار سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتے تھکاوٹ بھی دور ہوتی تازگی اور نشاط حاصل ہوتا اور قریب کے کھنڈرات اور اجڑی بستیوں سے جہاد کے تاریخی پس منظر سوویت یونین کی درندگی اور مجاہدین کے استقامت وشجاعت کے تخیل سے ایمانی تازگی اور جہادی ولولہ کو مہمیز ملتی۔

مولانا سے افغانیوں کی محبت واشتیاق اور ایک نظر دیکھنے کے لئے بے چینی واضطراب

عصر کی نماز راستے میں پڑھی ہوا یوں کہ میری گاڑی کے ڈرائیور نے ایکسیلیٹر دبایا اور قافلے سے آگے نکل گیا ان کا مزاج بھی تیز رفتاری کا تھا مگر مجھے قدم قدم پر کھنڈر سڑک پر اندیشہ ہائے پرخطر کی ڈیپریشن سے بھی واسطہ رہا ڈرائیور اگر چہ افغانی تھا مگر احقر سے دس بارہ سالہ قدیم تعلق کی بناء پر بے تکلف تھا اسے جب اندازہ ہوا کہ مجھے تیز رفتاری سے چڑ ہے تو اس نے مزید کرتب دکھائے۔ بے ہنگم گاڑی کو بھگاتا اور اپنے کرتب دکھاتا رہا اس بے جا اخلاص اور والہانہ محبت کی سزا اب تک بھگت رہا ہوں سفر افغانستان میں ملیریا ہو گیا جو ٹائیفائیڈ میں تبدیل ہو گیا۔ بہر حال ہم لوگ قافلے سے بہت آگے نکل گئے عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا دور سے سبزہ زار نظر آیا قریب آئے تو پانی کا نالہ تھا ہمیں نماز پڑھنے کا فیصلہ کرلیا گاڑی روکی وضو بنایا نماز پڑھنے کے لئے قریب کے چھپر نما ہوٹل کے لئے جانے لگے تو مولانا سمیع الحق مدظلہ کی گاڑی بھی پہنچ گئی جبکہ ان سے قبل حضرت مولانا اسفندیار مدظلہ کی گاڑی بھی پہنچ چکی تھی وہ بھی ہمارے ساتھ نماز کے لئے رک گئے تھے۔

مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ہمیں پانی کے کنارے دیکھا تو ظرافۃً فرمایا مولوی جہاں پانی دیکھتا ہے اسے وضو اور استنجا کرنا یاد آجاتا ہے ہم لوگوں نے معمول کے وقت سے قدرے قبل نماز پڑھ لینے کے لے گاڑیاں روک دی تھیں مولانا اور ان کے قافلے کی رائے میں آگے کسی خاص

متعین مقام پر نماز پڑھنے کا شوق تھا وہ آگے بڑھ گئے۔ ہم نے چھپر تلے نماز پڑھی مولانا اسفندیار مدظلہ امام تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے گاڑیوں میں بیٹھے تو دور سے کچھ لوگ بھاگتے ہوئے نظر آئے ہم رک گئے چند لمحے بعد دو تین بوڑھے کچھ جوان اور بچوں کی ایک کثیر تعداد نے ہمیں گھیر لیا سواد اعظم اہل سنت کے مولانا اسفندیار کو انہوں نے دور سے نماز پڑھاتے اور پھر گاڑی میں بیٹھتے دیکھ لیا تھا اور گاڑی ان کی نکل چکی تھی وہ لوگ کہنے لگے ہم نے صبح سے سنا تھا کہ اکوڑہ خٹک حقانیہ والے مولانا سمیع الحق آج یا کل قندھار آنے والے ہیں ہم نے اس چھپر تلے دور سے ایک بزرگ کو نماز پڑھاتے دیکھا اندازہ لگایا یہی مولانا سمیع الحق ہوں گے ہم نے ان کی زیارت و ملاقات کے لئے دوڑ لگائی مگر بدقسمتی سے چند قدموں کے فاصلے کے باوجود ان کی گاڑی ہم سے نکل گئی اور ہم ملاقات سے محروم رہ گئے۔ میں نے عرض کیا آپ خوش نصیب ہیں علماء سے اہل حق سے محبت کرتے ہیں مولانا سمیع الحق مدظلہ اس سے قبل تشریف لیجا چکے ہیں اور جن صاحب کو آپ نے دور سے دیکھا یہ کراچی کے مولانا اسفندیار تھے انہیں جب میری حقانیہ، حضرت بانی اور مولانا سمیع الحق مدظلہ سے نسبت کا انہیں علم ہوا تو دل و جان سے نچھاور ہو رہے تھے اور ان کے اخلاص و محبت اور شفقت و والہیت کا منظر دیدنی تھا۔

<u>قندھار شہر میں داخلہ اور ریاست تشریفات میں تعارفی نشست</u>

نماز مغرب سے قدرے قبل قافلہ قندھار شہر میں داخل ہوا شہر کے مختلف سڑکوں، بازاروں سے ہوتے ہوئے ریاست تشریفات سرکاری مہمان خانے میں لیجایا گیا تحریک طالبان کے مقامی حکام نے افغانی روایات سمیت پاکستانی احباب کی پسند کو بھی ملحوظ رکھا خالص افغانی قہوہ، دودھ والی چائے انگور، اور سردوں سے تواضع کی گئی نماز مغرب کا وقت قریب تھا ضیافت سے فارغ ہوئے تو نماز مغرب پڑھی گئی تحریک طالبان کے اعلیٰ ترین رہنماؤں سے مشاورت کے بعد یہ طے پایا کہ عشاء کے بعد قندہار کے والی (گورنر) تحریک طالبان کی بااختیار مجلس شورائے عالی کے معزز ارکان اور مقامی حکام کی مہمانوں کے ساتھ ایک تعارفی نشست ہو جانی چاہیئے۔

میزبانوں کو جہاں مہمانوں کے طویل سفر، تھکاوٹ اور آرام و راحت پہنچانے کا احساس تھا وہاں مہمانوں کو میزبانوں کے اپنے حالات، ضروریات، انتظامی امور حربی حالات اور ہنگامی واقعات میں ابتلاء و امتحان کا اس سے بھی بڑھ کر احساس تھا۔

<u>طالبان محاذ جنگ کا اپنے استاذ کی خدمت میں اعزازیہ</u>

عشاء کی نشست سے قبل مولانا سمیع الحق کے ایک تلمیذ رشید نے یہ خبر پہنچا دی کہ ربانی کی فوجوں سے محاذ جنگ پر صف آراء طالبان کو یہ خبر مل چکی ہے کہ ہمارے استاد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ قندھار مرکز تشریف لاچکے ہیں وہ اسی جوش مسرت و ولولہ جہاد اور اپنے شیخ اور سرپرست کے اعزاز میں مخالف فریق کے ایک اہم مرکز سپینہ ھنگہ پر قبضے کی غرض سے پیش قدمی شروع کر چکے ہیں سپینہ ھنگہ وہ مقام ہے جہاں ایک مخالف فریق نے اپنے اسلحہ کو محفوظ رکھا گذشتہ چودہ سالہ جہاد میں مستقبل میں اپنی فوجی قوت کو محفوظ رکھنے اور مستحکم بنانے کی غرض سے انہوں نے یہاں بڑے اسلحہ ڈپو بنائے طالبان نے قبضہ کے بعد 800 بڑی گاڑیاں اسلحہ سے بھر کر اپنے مراکز میں منتقل کر دیئے مگر ابھی ڈپو اسلحہ سے اٹے پڑے ہیں۔ بہرحال مولانا سمیع الحق صاحب نے جب خبر سنی تو تمام توجہ ادھر رہی تاہم یہ ایسی بات تھی جسے اپنے احباب پر ظاہر نہیں کیا جاسکتا تھا راز کی بات تھی معاملہ بڑا احساس تھا مرکزی قیادت کی تمام تر توجہ بھی ادھر تھی لحہ لحہ مشاورت، ہدایات اور ہدایات میں گذرتا تھا ادھر روسی طیارہ بھی وہ ایک دن قبل قندہار سے بڑی شاطرانہ سازش کے ذریعہ اغوا ہوا تھا نگرانی کرنے والے تین طلبہ شارجہ میں اتارے گئے تھے ان کی رہائی کیلئے بھی تگ و دو جاری تھی۔ (ماہنامہ الحق جلد ۳۲ شمارہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۸ سے ۲۲ تک)

(آمد کی خبر پورے ملک میں پھیلنے سے وفود کا ہجوم)

23 اگست! حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی قیادت میں جانے والے وفد کی آج قندھار میں دوسری صبح تھی قندھار کے ریڈیو کے بار بار کے خبرنامے سے صوبہ بھر کے علماء مشائخ طلبہ عوام اور جامعہ حقانیہ سے محبت اور تعلق رکھنے والے اور غائبانہ مولانا کے مخلصین اور عقیدت مندوں کو ان کی تشریف آوری اور قندھار میں موجودگی کا علم ہو چکا تھا 21 اگست کو مولانا سے ملاقات کرنے والے خواص وعوام کے وفود کی ملاقاتوں نے مولانا کی آمد کی خبر کو پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلا دیا تھا۔ پھر گذشتہ روز باقاعدہ بھرپور سرکاری پروٹوکول کے ساتھ مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کو قندھار کے مختلف اطراف مرکزی مقامات تاریخی مناظر سیرگاہوں اور خرقہ شریف کی زیارت کے لئے گاڑیوں کے طویل جلوس کے جلو میں لیجایا گیا بہرحال 23 اگست کی صبح ہوئی نماز باجماعت ادا ہوئی تو اطراف واکناف سے طلباء علماء مشائخ اور معززین شہر کے قافلے سرکاری مہمانہ خانہ اور وارد ہونے لگے محبین ومخلصین اور مشتاقین کی مولانا کو ایک نظر دیکھ لینے اور دور سے زیارت کر لینے کی تمنا تھی۔ مولانا کے قریبی ساتھیوں نے رات گئے تک ان کی افغان قیادت کے ساتھ مشاورت اور کثرت مشاغل اور ان کے صبح کے معمولات کی تکمیل کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر یہ مشورہ کرلیا کہ حضرت کو اطمینان سے ۹، ۱۰ بجے تک اپنے معمولات مکمل کر لینے کا مشورہ دیا جائے اور اس پر سختی سے عمل کرایا جائے ورنہ سارے دن کے کام اور الاہم فالاہم مشاغل متاثر ہوں گے۔

چنانچہ احباب کے اصرار پر حضرت کو سرکاری مہمان خانے سے دوسری جگہ منتقل کردیا گیا جہاں طالبان کی قیادت اپنے رفقاء کار اور شرکاء سفر کی باہمی مشاورت سے کئی ایک اہم امور اور مسائل نمٹائے گئے۔

سفر قندھار طالبان کا عدالتی نظام

(عدلیہ کے تفصیلی کردار پر جج کی مفصل گفتگو)

ادھر صبح کے سات بجے ہوئے تو مہمان خانہ مخلصین والہین کے ہجوم سے اٹا پڑا تھا اسی اثناء میں علماء ومشائخ کی ایک بھاری جمعیت پر مشتمل ایک بہت بڑا وفد حاضر ہوا جن کی نگاہوں میں حق کا تجسس پیشانی پر علم کا نور اور طرز وادا سے علمی وقار وحکمت جھلکتی تھی احقر نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں بتایا گیا دو ثلث افغانستان مقبوضہ طالبان حکومت کی سپریم کورٹ (تمیز) کے جج صاحبان ہیں جو اپنے عدالتی وقت سے قبل اپنے محبوب رہنما مہربان استاذ اور معزز مہمان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

احقر آگے بڑھا معانقہ اور پھر مصافحہ کیا بعض قضاۃ نے مجھے پہچان لیا کہ جامعہ حقانیہ کے روحانی فرزند، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے تلامذہ اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کے شاگرد تھے جامعہ حقانیہ اس کی جدید تعمیرات ایوان شریعت ہال اور اساتذہ وطلبہ کے متعلق استفسارات کرتے رہے وقت مختصر تھا مولانا سمیع الحق سے بھی ان کی ملاقات اور تفصیلی مذاکرت ہوئے تھے اور پھر اسی روز ہرات کے لئے بھی روانہ ہونا تھا میں نے موقع غنیمت سمجھا اور سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک جماعت کو علیحدہ کر کے ان سے عدالتی نظام طریق کار اور اب تک کے کام سے متعلق اجمالی انٹرویو لے لیا شرکاء وفد نے حضرت مولانا قاضی محمد عمر فاروقی کو اپنا امیر مقرر فرمایا کہ وہ میرے سوالات کے جوابات دیں گے اور باقی ساتھی حسب ضرورت ان کی معاونت کریں گے۔

مولانا قاضی محمد عمر فاروقی نے میرے اولین سوال کے جواب میں فرمایا ہماری سپریم کورٹ میں ججز کی تعداد 25 ہے پچیس جید علماء کرام طور قاضی کے اس میں کام کرتے ہیں مولوی خلیل اللہ فیروزی قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہیں۔

پھر اس سپریم کورٹ میں پانچ شعبے ہیں۔

(۱) دیوان معاملات (۲) دیوان تجارت (۳) دیوان حقوق عامہ (۴) دیوان امنیت عامہ (۵) دیوان جزاء

ہر شعبہ میں پانچ پانچ قاضی کام کرتے ہیں۔

تین عدالتی مراحل:

(۱) ابتدائیہ: انہوں نے بتایا ہمارے ہر صوبہ (ولایت) میں چودہ یا پندرہ اولسوالی (اضلاع) ہیں ہر اولسوالی کی سطح پر ایک قاضی ایک مفتی ایک محرر اور ان کی معاونت کے لئے تین جید اور تجربہ کار علماء مقرر ہیں۔

اولسوالی کی سطح پر ہمارے عدالتی نظام یا شعبہ قضاء کو "ابتدائیہ" (سیشن کورٹ) کہتے ہیں جس میں مدعی اور مدعی علیہ کو اپنا ابتدائی مقدمہ درج کرنا ہوتا ہے اولسوالی کی سطح پر عدالت اس کا فیصلہ کرتی ہے۔

(۲) مرافعہ: اگر ابتدائیہ کے عدالتی فیصلہ پر کسی فریق کو اعتراض ہو تو وہ مرافعہ میں درخواست کرتا ہے۔

ہر ولایت (صوبے) میں ایک عدالت ہے جسے یہاں کی اصطلاح میں ریاست مرافعہ کہتے ہیں پاکستان میں ہائی کورٹ کہتے ہیں ریاست مرافعہ بھی سپریم کورٹ (تمیز) کی طرح پانچ دیوان یا پانچ شعبوں پر مشتمل ہے۔

(۳) تمیز: مرافعہ ابتدائیہ کے فیصلوں اور متعلقہ فائلوں پر خوب غور وخوض کے ساتھ جائزہ لیتی اور اپنا فیصلہ صادر کرتی ہے پھر اگر کوئی فریق مرافعہ کے حکم پر راضی نہ ہو تو اسے ملک کی سب سے بڑی اور آخری عدالت سپریم کورٹ (تمیز) میں اپنا مقدمہ لیجانے کا حق ہے لہٰذا وہ سپریم کورٹ سے رجوع کرتا ہے۔ سپریم کورٹ میں دائر کردہ مقدمہ متعلقہ دیوان کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس پر متعلقہ شعبہ کے پانچوں قاضی بیٹھتے اور خوب تمحیص وتحقیق سے غور کرتے ہیں ذیلی دونوں عدالتوں کی تفصیلی کاروائی کا جائزہ لیتے ہیں۔

مقدمہ کے تمام پہلوؤں اور صحت وسقم پر غور کرتے ہیں۔ آخری مرحلے میں سپریم کورٹ تمیز کے پچیس ججوں کے مشترکہ اجلاس میں اس پر غور ہوتا ہے تمام جج صاحبان اپنے فریضۂ منصبی کے پیش نظر مقدمہ کے تمام فائلوں جو بعض اوقات سو اوراق اسی اوراق یا اس سے کم وبیش پر مشتمل ہوتے ہیں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

ابتدائیہ اور مرافعہ کے فائلوں کو یکجا کر کے کتب فقہ کے مطابق ابتدائیہ اور مرافعہ کے فیصلوں حوالہ جات اور تخریجات واستنباطات اور احکام میں تمیز کرتے ہیں اگر فیصلہ صحیح ہوتا ہے تو اس کی تقریب اور تائید کرتے ہیں الغرض تمیز (سپریم کورٹ) نقض فیصلہ تعدیل فیصلہ تحلیل فیصلہ اور استخاف فیصلہ بھی کر سکتی ہے اور اگر چاہے تو یہ فیصلہ دوسرے مماثل محکمہ کو بھی بھیج سکتی ہے۔

جب ان تمام نواقض جن کو کتب فقہ بالخصوص فتاوی عالمگیری نے اشارہ کیا ہو گی اصلاح ہو جاتی ہے اور حکم قطعیت کو پہنچ جاتا ہے تو قماندانی امنیت کی وساطت سے اس حکم کا اجراء ہوتا ہے البتہ مسائل کے نفاذ واجراء میں کماندانی امنیت آزاد ہے جبکہ حدود کے نفاذ میں تائید سلطانی ضرور ہوتی ہے۔

رونق فیصلہ: جب میں نے صورت فیصلہ اور فارم وغیرہ سے متعلق تفصیلات دریافت کیں تو میرے جواب میں انہوں نے اسے رونق فیصلہ کا عنوان دیتے ہوئے کہا کہ رونق فیصلہ کی صورت یہ ہوتی ہے اول مدعی کا تعارف پھر مدعی علیہ کا تعارف اور پھر شہود کا تعارف کرتے ہیں اس کے ساتھ تفصیلی دعوی اور فریقین کے دلائل درج کئے جاتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہمارے ہاں شرعی عدالتوں میں وکیل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی البتہ وکیل کی اجازت تب دی جاتی ہے جب موکل عورت ہو۔ نابالغ بچہ ہو یا شرعا واقعتاً اسے کوئی عذر ہو فرمایا عموماً وکیل کی ضرورت نہیں آتی فیصلوں کی رفتار اور عدالتوں کی کارکردگی سے متعلق فرمایا کہ کبھی کبھی ایک ماہ میں سپریم کورٹ (تمیز) میں 100 فیصلے ہوتے ہیں اور اگر قتل حدود کے مشکل اور مفصل فیصلے زیر بحث آئیں تو ماہانہ 50 تا 60 فیصلے ہوتے ہیں تاہم اوسط رفتار 80 فیصلے ماہانہ ہے البتہ ابتدائیہ (سیشن کورٹ) اور مرافعہ (ہائی کورٹ) میں جو

تمام مراحل سے گزرنا پڑتا ہے لہٰذا ان کی رفتار ماہانہ 5 یا 6 فیصلوں کی ہے ہماری عدالت اپنے مصادر کی سندات، فارم اور متعلقہ تمام ریکارڈ کی حفاظت کا اہتمام کرتی ہیں پھر نچلی سطح کی تمام عدالتوں کا ریکارڈ تین سال میں سپریم کورٹ (تمیز) میں آجاتا ہے جو مستقل طور پر محفوظ کر دیا جاتا ہے اور تمیز اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے کہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر نچلے سطح کی عدالت کسی وقت کسی غفلت سے ریکارڈ میں تبدیلی سے غافل ہو جائے تو اصل ریکارڈ بہر حال محفوظ رہے۔ سپریم کورٹ اور دیگر عدالتوں کے قاضیوں کے تعلیمی کوائف بتاتے ہوئے فرمایا کہ زیادہ تر قاضیوں کا تحصیل علم کا تعلق جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ہے قاضی کے تقرر میں فقہ کے کتب آداب القاضی میں شرائط بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق امیر تحریک کے حکم کے مطابق تقرری ہوتی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ فی الحال طالبان کے مقبوضہ علاقہ میں حکومت کے کسی بھی مسئول کی تنخواہ نہیں ہے اور ابتدائی معاش تک نہیں ہے طالبان جو خدمت بھی انجام دیتے ہیں للہ فی اللہ انجام دیتے ہیں البتہ صرف محکمہ قضاء میں ابتدائیہ سے لیکر تمیز تک تمام قاضیوں کی تنخواہ مقرر ہے اس وقت پندرہ ولایتوں میں پندرہ سو قاضی مامور ہیں ان کی تنخواہ تین لاکھ افغانی سے تقریباً ساڑھے پانچ سو روپے پاکستان) دس لاکھ افغانی تقریباً دو ہزار روپے تنخواہ ہوگی تنخواہ کا یہ معیار بھی میرٹ کی بنیاد پر ہے۔ سپریم کورٹ (تمیز) کے ساتھ ملکی سطح پر ایک بڑا جامع دارالافتاء بھی ہے۔ جس کے رئیس جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا نور محمد ثاقب ہیں اس کے ساتھ ریاست شوریٰ عمومی علماء کا دفتر ہے جس کے رئیس ملا عبدالغفور سنائی ہیں اس ریاست کا وظیفہ یہ ہے کہ اس کے ارکان ملک کے قوانین بناتے ہیں گویا یہ مقننہ ہوئی جس میں ہر ولایت سے دو دو یا تین تین علماء لئے جاتے ہیں اس کے قرب میں ایک ریاست احتساب ہے جس کا پرانا نام اس کے رئیس بھی ایک جید عالم دین ہیں عدالت کی نگاہ میں حکومت کا سربراہ اور عام شہری برابر ہیں۔

میرے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا امنیت عامہ کا مستقل محکمہ ہے اگر حکومت کا سربراہ وزیر یا کوئی حکومت کا کارندہ رشوت یا طرف داری کرے ان کے لئے بھی دیوان امنیت عامہ مقرر ہے۔ فرمایا اس میں میرا اپنا تازہ واقعہ ہے یہاں کے ایک مولوی صاحب ہیں جو اس وقت بنوں میں ہیں انہوں نے یہاں کی زمین کے تنازعہ میں مجھ پر ابتدائیہ (سیشن کورٹ) میں مقدمہ چلایا تو وہ کامیاب ہو گئے ہیں یہ کیس مرافعہ (ہائی کورٹ) میں لے گیا تو مجھے کامیابی حاصل ہوگئی اس کے بعد وہ یہ کیس تمیز میں نہیں لیجا سکا کہ اسے اپنی ناکامی یقینی نظر آئی ایک دوسرا واقعہ بیان کیا کہ رئیس تحریک مولانا محمد عمر اخوند کی قوم کا یہاں قندھار میں ایک دوسری قوم کے ساتھ زمین پر تنازعہ تھا تو عدالت نے امیر تحریک مولوی محمد عمر اخوند کی قوم کے خلاف فیصلہ دیا۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ پچھلے دنوں رئیس تحریک مولانا محمد عمر اخوند نے عدالت کے نام ایک فیصلہ کے بارے میں سفارش لکھی کہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کی جائے تو ہم قاضیوں نے جواب میں سراجیہ کے حوالے سے لکھ دیا کہ **اذا تم القضاء فلا یا مر السلطان بنقضه**۔ جب فیصلہ قضا کا مکمل ہو جائے تو حکمران نقض فیصلہ کا حکم نہیں دے سکتا۔

میرا آخری سوال طالبان حکومت میں مثالی امن وامان کے قیام سے متعلق تھا کہ امریکہ برطانیہ اور دنیا کے کسی بھی ملک میں قیام امن کی وہ ضمانت موجود نہیں ہے جو اس وقت طالبان کے مقبوضہ افغانستان میں ہے اس کی وجہ کیا ہے جواب میں فرمایا کہ قیام امن کے اسباب میں بظاہر دو چیزیں پیش نظر ہیں۔

(۱) یہاں کے علماء اور طالبان قیام امن کے لئے ہر وقت بارگاہ خداوندی میں دست بہ دعا رہتے ہیں اپنے وسائل اور اسباب پر نظر نہیں کرتے بلکہ امن رب الاسباب سے مانگتے رہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا سب کا وظیفہ ہے "**رب اجعل هذا البلد امناً**"

(۲) دوسرا سبب قرآن کے حدود کا نفاذ ہے جہاں بھی قرآنی حدود نافذ ہوں گی وہاں امن قائم ہوگا پہلے اس قندھار میں روزانہ اوسطاً 100 آدمی ایک دوسرے کے قتل ہوتے تھے جب سے حدود نافذ ہوئے ہیں اور طالبان نے نظم مملکت سنبھالا ہے قتل نہ صرف کم، بلکہ کالعدم ہو گئے ہیں۔ (جلد ۳۲ شمارہ ۱، اکتوبر ۱۹۹۶ء)

معروف کالم نگار عرفان صدیقی کے تاثرات اور سفر کی تفصیلی روئداد

جناب عرفان صدیقی جو اس وقت ملک کے نمایاں اخبارات نوائے وقت جنگ کے ادارتی صفحات کے کالم نگار ہیں جس کے خیالات طالبان کے بارہ میں یکسر بدل گئے، سفر نے مغرب امریکہ اور طالبان کے بارہ میں ان کی کایا پلٹ دی اور آج تک ان کا قلم طالبان کے بارہ میں شعلہ جوالہ اور امریکہ اور اسکے حواریوں کے بارہ میں شمشیر براں بنے ہوئے ہیں۔ ان کا اس سفر کے بارہ میں سفرنامہ تاریخی چیز ہے۔

جناب عرفان صدیقی نے میرے غیر ملکی میڈیا سے انٹرویوز کے مجموعہ "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام" کے تقریظ میں اس سفر کے بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے، مناسب ہے کہ اسے یہاں درج کیا جائے۔ اس کے بعد صدیقی صاحب کے قلم سے لکھی گئی تفصیلی روئداد شامل کتاب ہے:۔

اعتراف وشہادت
ملک کے معروف نڈر صحافی جناب عرفان صدیقی کے قلم سے

مولانا سمیع الحق جنوبی ایشیاء کی ایک انتہائی معتبر شخصیت اور دینی وعلمی روایات کے پاسبان ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کا فرزند ہونے کے ناتے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے رشتہ وتعلق کے سبب وہ دینی، علمی اور سیاسی حلقوں میں منفرد وممتاز مقام کے حامل ہیں۔ اپنے عظیم والد کی میراث کی پاسبانی کرتے ہوئے مولانا نے اپنی سیاست کو بھی اسلامی نظام کے نفاذ اور دینی اقدار کی سربلندی سے مربوط رکھا۔ پارلیمنٹ کا رکن ہونے کی حیثیت سے وہ شریعت بل کے محرک ووکیل رہے۔ اور آج بھی ایوان بالا کے پلیٹ فارم سے انہی ارفع مقاصد کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

مجھے مولانا سے ایک خصوصی تعلق خاطر بھی ہے اور یک گونہ ارادت بھی۔ ارادت کا سرچشمہ تو اکوڑہ خٹک اور ان کے والد گرامی کی درخشندہ روایات ہیں جبکہ خصوصی تعلق خاطر کا حوالہ تقریباً ایک ہفتے پر مشتمل ایسی رفاقت ہے جس کے شب وروز ایک تاریخ کے روپ میں ڈھل گئے۔

یہ ۱۹۹۵ء کے موسم گرما کا ذکر ہے۔ جب روس کے خلاف طویل اور کامران جہاد کو اپنی منزل مراد پائے سات سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا تھا، لیکن افغانستان کی کم نصیب سرزمین ابھی تک امن وسکون کو ترس رہی تھی۔ روس شکست سے دوچار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا۔ لیکن اسے شرمناک ہزیمت سے دوچار کرنے والے مجاہدین صف شکن اب ایک دوسرے سے دست وگریبان تھے، ان کی بندوقیں اپنے ہی سینوں کو چھلنی کر رہی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ کر فتح وکامرانی کے جشن مناتے اور ایک دوسرے کا لہو بہا کر اپنے تحکم وفرمانروائی کا سکہ بٹھا رہے تھے۔ صورت حال سے دلبرداشتہ ہو کر عین انہی دنوں قندہار سے ان جوانان جری نے علم بغاوت بلند کیا جو ایک عرصے تک جہادی کمانڈروں کے زیر سایہ روس سے پنجہ آزمائی کرتے رہے تھے، ان حوصلہ مند جوانوں نے ایک پرعزم اور جری مجاہد، ملا محمد عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہیں اپنا امیر چنا۔ اور ایک نئے کٹھن سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان نوجوانوں کا جذبہء اخلاص روش روش گل کھلاتا گیا۔ جہاں جہاں ان کے قدم پڑے، عوام نے دیدہ ودل فرش راہ کیا اور ان کی مزاحمت کرنے والے عناصر جھاگ کی طرح بیٹھتے گئے۔

طالبان کی سینئر قیادت کے بیشتر ارکان، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فارغ التحصیل تھے اور جو نہیں تھے وہ بھی اس عظیم درس گاہ اور اس کے عظیم تربانی سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ ابھی یہ قافلہ سخت جان ہرات ہی پہنچا تھا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر کی خصوصی دعوت پر

مولانا سمیع الحق نے قندھار جانے کے لئے علماء اور صحافیوں کا ایک کارواں مرتب کیا۔ اور اپنی ہمرکابی کا اعزاز پانے والوں میں مجھے بھی شامل کر لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس سفر کے طفیل افغانستان میں چند روزہ قیام ملا محمد عمر اور طالبان کی سینئر لیڈرشپ سے ملاقاتوں اور عام افغانوں سے میل جول کے بعد میں ایک ایسی جادوگری سے آشنا ہوا جو زندگی کا جداگانہ اسلوب' حکمرانی کا منفرد انداز' تہذیب و معاشرت کے امتیازی قرینے اور عدل و انصاف کا مثالی نظام رکھتی تھی۔ مجھے صحیح معنوں میں اندازہ ہوا کہ طالبان' کون ہیں؟ کیا ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟ میں نے ان دنوں ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی میں پانچ قسطوں پر مشتمل ''طالبان کا افغانستان'' کے عنوان سے پہلے ایک سلسلہ مضامین لکھا تھا' جو ایک لحاظ سے پاکستان میں طالبان کا پہلا تعارف نامہ تھا۔ اگر مجھے مولانا سمیع الحق کی معیت میں افغانستان جانے اور طالبان کو اتنے قریب سے دیکھنے کا موقع نہ ملتا تو یقیناً میری کتاب حیات ایک انتہائی خوبصورت اور گراں قیمت باب سے محروم رہ جاتی۔ گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ تاریخ انسانی کے دامن پر مدتوں ایک سیاہ دھبے کی طرح موجود رہے گا۔ اس اخلاق باختہ جنگ کا اصل نقصان یہ نہیں ہوا کہ کابل و بغداد کی حکومتیں الٹ دی گئیں یا وہاں کی بستیاں راکھ کر دی گئیں یا ان ملکوں کی زمین بے گناہوں کے لہو میں رنگ دی گئی۔ اصل زیاں یہ ہوا کہ خوب و ناخوب اور خیر و شر کے پیمانے بدل دیئے گئے۔ لوگ امریکی خوف تلے تہذیب کے مسلمہ اصولوں اور انسانیت کے مستند قرینوں سے منہ موڑ بیٹھے' بڑے بڑے صاحبان علم و دانش چوکڑی بھول گئے۔ ان کی دانش ہچکیاں لینے لگی' ان کے قلم قلابازیاں کھانے لگے اور وہ ظالم و مظلوم' حق و باطل اور خیر و شر کے اس معرکے میں اپنا وزن ظلم' شر اور باطل کے پلڑے میں ڈال بیٹھے۔ انہوں نے ایمان و یقین کے سرچشموں سے منہ موڑ کر خوف' بزدلی اور بے حمیتی کی وکالت شروع کر دی۔ وہ خوف خدا کو نظر انداز کر کے لوگوں کو سائنس' ٹیکنالوجی اور ہتھیاروں سے ڈرانے لگے۔ ان حوصلہ ہار جانے اور ایمان و یقین کی جانکنی میں مبتلا ہو جانے والوں میں کچھ اہل ممبر و محراب بھی تھے' جن کی خطابت ہکلانے لگی اور جن کی زبانیں اظہار حق و صداقت کرتے ہوئے لڑکھڑانے لگیں۔

مولانا سمیع الحق اس عہد پر آشوب میں پوری استقامت کے ساتھ کھڑے رہے' اور کسی بھی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر' لہجے کی پوری گھن گرج کے ساتھ امریکہ کی رعونت کو للکارتے اور شہادتِ حق کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان کا دارالعلوم شرق و غرب کے صف اول کے میڈیا کی آماجگاہ بن گیا۔ اکوڑہ خٹک' طالبان کے مادر علمی' ہونے کے سبب اور مولانا سمیع الحق ان کے مربی و سرپرست ہونے کے باعث عالمی توجہ کا مرکز بن گئے۔

گزشتہ اڑھائی برسوں کے دوران شاید ہی کوئی قابل ذکر ریڈیو' ٹیلیویژن اور پرنٹ میڈیا کا نیٹ ورک ایسا ہو جس نے اکوڑہ خٹک کا دورہ نہ کیا ہو۔ شاید ہی کوئی معتبر خاتون یا مرد صحافی ایسا ہو جس نے مولانا سمیع الحق سے روبرو مذاکرہ نہ کیا ہو۔ مولانا نے نائن الیون کے اثراتِ مابعد کا ذرہ برابر اثر لئے بغیر پوری جرأت' عالمانہ وقار اور بھرپور استدلال کیساتھ اپنے موقف کا دفاع کیا۔

زیرنظر کتاب مولانا کے انہی پُرمغز' فکر انگیز اور ایمان افروز انٹرویوز کا مجموعہ ہے۔ یہ انٹرویوز تاریخ کے ایوان میں حق و صداقت کی توانا گونج کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ مغرب کے فتنہ انگیز عزائم کا جرأت مندانہ آپریشن بھی ہیں۔ یہ ایک عہدِ پُرآشوب کی معتبر و موقر تاریخ بھی ہیں۔ ایسی تاریخ جو آنے والے کئی زمانوں میں پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس اور عالمِ اسلام کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتی رہے گی۔ میں تو نوائے وقت میں اپنے کالم ''نقشِ خیال'' کو بھی مولانا سمیع الحق کے فیضان ہی سے منسوب کرتا ہوں کہ اس کالم کی روح فکر اور مرکز و محور وہی جادوگری ہے جس کا دروازہ مولانا سمیع الحق کے توسط سے کھلا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ مولانا کی یہ کتاب فکری و نظریاتی جہاد کا ایک ناقابل تسخیر مورچہ ثابت ہوگی۔

عرفان صدیقی' اسلام آباد ۲۹ مارچ ۲۰۰۴ء

(مولانا سمیع الحق کے ساتھ سفر قندہار و ھرات کی رپورٹ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے ملاقات)

طالبان کا افغانستان (معروف کالم نگار جناب عرفان صدیقی)

براہ راست مشاہدے پر مبنی چشم کشا رپورٹ

ذوق خدائی رکھنے والے غازیوں اور پُر اسرار بندوں کی سرزمین افغانستان کی پوری تاریخ ایسے معجزوں سے آراستہ ہے جو صرف مردانِ کار ہی کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں۔ یہاں غیرت مند انسانوں کا وطن ہے جنہوں نے کبھی غلامی کی زندگی سے سمجھوتہ نہیں کیا جنہوں نے کبھی اپنی آزادی و خود مختاری کا سودا نہیں کیا۔ جو اپنے وطن کی خدمت کو اپنی ماؤں، بہنوں کی عصمت کی طرح عزیز رکھتے ہیں ماضی قریب میں ان اللہ کے سپاہیوں نے دنیا کی فرعون مزاج سپر پاور سوویت یونین پر جس طرح کاری ضرب لگائی اس نے افغان تاریخ کو نئی تابانی و درخشانی دی ہے۔

<u>طالبان کی نئی قوت اور پس منظر</u>: اپنی مجاہدانہ اذانوں سے پہاڑوں میں شگاف ڈالنے والے آج سنگ الزام اور تیر و دشنام کا نشانہ ہیں کہ وہ افغانستان کو وہ کچھ نہیں دے سکے جس کی توقع تھی۔ شکستِ خواب کے اس موسم میں غیروں کی بن آئی ہے اور وہ ایک بار پھر اپنے بغض کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسی پس منظر میں نمودار ہونے والی طالبان کی نئی قوت نے نہ صرف تیز پا فتوحات کے پرچم گاڑے بلکہ اپنے آپ کو افغانستان کی توانا تحریک کے طور پر بھی منوالیا۔ طالبان کی نمو اتنی اچانک اور اتنی بھرپور تھی کہ آج تک اس پر پُر اسراریت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ انہیں جاننے، انہیں پہچاننے، انہیں غور سے دیکھنے اور انہیں سمجھنے کی خواہش ہر اس فرد کے دل میں پائی جاتی ہے جو افغانستان کی فلاح سے دلچسپی رکھتا اور جہادِ افغانستان کو حتمی طور پر کامیاب دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا جب جمعیت العلمائے اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے مجھے قندھار اور ہرات کے دورے کی دعوت دی تو میں نے اسے ایک اچھا موقع خیال کیا۔ کمر کی تکلیف افغانستان کی کھردری اور ناہموار سڑکوں پر سفر کی حوصلہ شکنی کرتی رہی۔ لیکن میں سخت جان افغانوں کا تصور ذہن میں لاتے ہوئے آمادۂ سفر ہو گیا۔

<u>مولانا کی ایک بڑے قبیلہ عشاق کے ساتھ روانگی</u>: مولانا ایک بڑے قبیلہ عشاق کے ہمراہ نکلے جس میں ان کی جماعت کے چاروں صوبائی امیر اور سوادِ اعظم اہل سنت کے رہنما مولانا اسفندیار بھی شامل تھے۔ علماء کے اس کاروانِ فضیلت میں چار اخبار نویس بھی تھے۔ نوائے وقت کے سلطان سکندر، این این آئی کے طارق سمیر، روزنامہ پاکستان کے زاہد جھنگوی اور راقم الحروف۔ کوئی آٹھ گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ ۲۰/ اگست کی صبح دس بجے کوئٹہ سے چمن کے لئے روانہ ہوا جو پاک افغان سرحد پر ایک معروف تجارتی شہر ہے۔ پہاڑی کے بیچوں بیچ بل کھاتی ہوئی یہ سڑک عمدہ اور ہموار تھی اور تقریباً ایک سو بیس کلومیٹر کا یہ فاصلہ تین گھنٹوں میں طے ہوا۔ پاکستان کی چیک پوسٹ پر ایف آئی اے کے عملے نے معمول کی کارروائی مکمل کی۔ مولانا سمیع الحق کے پاسپورٹ پر ویزا کی مہر کو سارے قافلے کے لئے جوازِ سفر خیال کیا گیا اور ہم امام صاحب کی اقتداء میں داخلِ افغانستان ہو گئے۔

<u>بولدک کا باڈر</u>: ''تو ماندانی بولدک'' افغانستان کی سرحد پر پہلی چیک پوسٹ ہے۔ پاکستانی اور افغانی چیک پوسٹ کے درمیان قندھار کے میئر اور طالبان کے نمائندوں نے استقبال کیا۔ یہ لوگ اپنے ہمراہ گاڑیاں بھی لائے تھے۔ پاکستان سے جانے والی گاڑیاں فارغ کر

دی گئیں اور ہم طالبان کی گاڑیوں میں براجمان ہو گئے۔ بولاک کی چیک پوسٹ پر مستعد نوجوان طالبان نے پہلی گاڑی سے تعارف چاہا اور کسی تردد کے بغیر زنجیر اٹھالی۔ جدید زمانے کی پختہ اور ہموار سڑک چمن کے بارڈر پر ہی رہ گئی تھی اور اب ہم جس آڑی ترچھی، ٹوٹی پھوٹی، ندی نالوں اور ناہموار ٹیلوں والی شاہراہ پر چل رہے تھے وہ کوئی بائیس سال پہلے ایک کشادہ اور پختہ سڑک تھی۔

بولدک میں جن باریش نوجوانوں نے ہمارا استقبال کیا ان میں سے کسی کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا کہ یہ کون ہیں۔ نہ تعارف ہوا، نہ گفتگو، نہ کوئی اور رسمی کارروائی۔ گلے ملے۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ علیہ کہا۔ ہاتھ ملایا اور گاڑیوں میں بٹھا کر چل دیے۔ ہماری گاڑی صرف چار صحافیوں کے لئے مخصوص تھی۔

عصمت ملیشیا اور روارلا ڈکی سفاکیوں کی بولتی داستان: بولدک سے نکلتے ہی ہمیں ہر کلومیٹر، دو کلومیٹر کے فاصلے پر سڑک کے دونوں طرف شکستہ کوٹھڑیاں اور ٹوٹے پھوٹے گھروں کے کھنڈر دکھائی دیے۔ میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے خوش مزاج ڈرائیور سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے ملی جلی فارسی، اردو اور پشتو میں بتایا کہ یہ وہ پھاٹک یا چیک پوسٹیں ہیں جو مختلف گروہوں نے بنا رکھی تھیں۔ آنے جانے والی گاڑیوں کو پھاٹک پر قابض مسلح گروہ روک کر گاڑی اور مالک کی حیثیت کے مطابق خراج وصول کرتا تھا۔ مسافروں کی گھڑیاں، خواتین کی زیورات اور گاڑی کی قیمتی سامان بھی چھین لیا جاتا تھا۔ اکثر لوگ اپنی قیمتی اشیاء پاکستان کی آخری چیک پوسٹ پر امانتاً رکھ جاتے تھے۔ میں نے بولدک سے قندھار تک ایسی ۳۹ چوکیوں کے آثار دیکھے۔ بعد ازاں قندھار میں پاکستانی قونصل جنرل جناب عزیز الرحمٰن گل اور دیگر افراد نے ان چوکیوں کے کارپردازوں کی جو لرزہ خیز وارداتیں سنائیں وہ قلم کی زبان پر نہیں لائی جاسکتیں۔ عصمت ملیشیا کی چوکیاں تو خوف و دہشت کی علامت تھیں۔ ایسے بھی واقعات ہوئے کہ نوجوان لڑکیوں اور نوعمر خوبرو لڑکوں کو گاڑیوں سے اتار لیا گیا۔ طالبان نے اس علاقے پر قابض ہوتے ہی تمام چوکیاں ملیامیٹ کر دیں اور آج انسانی عزت و توقیر کے یہ مرگھٹ ویران پڑے ہیں۔ طالبان نے عصمت ملیشیا کے منصور اور دیگر سفاکوں کا دور تک تعاقب کیا۔ انہیں موت کے گھاٹ اتارا اور ان کی لاشیں ٹینکوں کی بلند نالوں سے لٹکا کر انہیں قندھار ایئرپورٹ کے قریب سڑک پر کھڑا کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے چوکیوں پر ہی نہیں، قندھار شہر میں بھی دہشت و بربریت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ چمن سے قندھار تک کی بستیوں کے لوگ کئی دن قندھار ایئرپورٹ کے قریب عبرت کا نظارہ کرتے رہے۔ آج بولاک سے قندھار تک صرف دو پوسٹیں ہیں ایک بارڈر پر اور ایک شہر قندھار کی سرحد پر دونوں جگہ کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا صرف گاڑی اور مسافروں کو ایک نظر دیکھا جاتا ہے۔

آزاد سرزمین: چمن کی سرحد پار کرتے ہی جب گاڑیوں نے سڑک کے دائیں رخ چلنا شروع کر دیا تو ہمیں احساس ہوا کہ ہم ایک ایسی آزاد سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں جس پر برطانوی سامراج کا سایہ نہیں پڑا۔ جہاں جہاں برٹش راج کے سورج کی کرنیں پڑیں وہاں ٹریفک بائیں ہاتھ چلتا ہے اور غلامی کے عہد کی یہ یادگار کسی ملک کی تاریخ کی بڑی پہچان بن گئی ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہمیں قندھار سے پاکستان کی طرف آتے ٹرک ملتے رہے جن پر انگوروں کی پیٹیاں گرے اور ٹائر لدے ہوئے تھے۔

طالبان نے سڑک کے کنارے کہیں کہیں ٹیوب ویل نصب کر دیے ہیں جن کے باعث زراعت کو خاصی ترقی ملی ہے اور کہیں کہیں ہرے بھرے شاداب کھیت نظر آنے لگے ہیں۔ ان کھیتوں میں عموماً تربوز اور گرما کی فصلیں اگتی ہیں۔ یہ دونوں پھل بے حد شیریں ہیں اور پاکستان کے مقابلے میں نہایت ارزاں بھی۔

طالبان کا نظام نہ محمود نہ ایاز: ہمیں طالبان، ان کے نظام حکومت ان کے انداز کار اور ان کی ''شان نزول'' کے بارے میں بہت

کچھ جاننے کی آرزو تھی اور ہم اپنے ڈرائیور پر مسلسل سوالوں کی چاند ماری کر رہے تھے اور وہ حسب توفیق ہمیں معلومات فراہم کر رہا تھا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں مراتب اور مناصب کی تمیز اور عہدوں کا کروفر ناپید ہے۔ صوبے کا والی ہے یا کسی دفتر کا معمولی اہلکار۔ کسی میں کوئی فرق نہیں۔ نہ کوئی آن بان، نہ پروٹوکول، نہ ہٹو بچو کی صدائیں اور نہ وی آئی پی کلچر۔ ہمیں یہ بات کچھ ناقابلِ یقین سی لگی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ گورنر، وزیر، مشیر اور بڑے بڑے سرکاری عمال عام لوگوں کے درمیان، عام لوگوں کی طرح رہتے ہوں؟ ہمارے ہاں تو تھانے کا ایک ایس ایچ او اور تحصیل کا ایک اسسٹنٹ کمشنر بھی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا اور جب چاہے اپنے اختیارات کے تازیانوں سے کسی بھی شخص کی پیٹھ لہولہان کر سکتا ہے۔

<u>گپ باز ڈرائیور یا قندھار کا ڈپٹی کمشنر</u>: ہم نے آپس میں کہا کہ یہ شخص گپ بازی کر رہا ہے۔ اصل حقیقت قندھار پہنچ کر معلوم ہو جائے گی۔ میں نے ڈرائیور سے اس کا نام پوچھا۔ وہ بولا۔ ''ملا ہدایت اللہ''۔ میں نے گپ باز ڈرائیور سے پوچھا۔ ''ہدایت اللہ تم کیا کام کرتے ہو؟'' اس نے جواب دیا۔ ''میں قندھار کا ڈپٹی کمشنر اور میئر ہوں''۔ ہم چاروں پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور ڈپٹی کمشنر ڈرائیور ملا ہدایت اللہ اپنی دھن میں مگن گاڑی چلاتا رہا۔

<u>زخم خوردہ قندھار نئے عہد کے نئے زخم</u>: ہماری گاڑیاں قندھار میں داخل ہوئیں تو دن ڈھل چکا تھا اور سورج اپنے گھر جانے کے لئے پہاڑوں سے لگا کھڑا تھا۔ دیواروں کے سائے لمبے ہو رہے تھے لیکن دیواریں تھیں کہاں؟ جا بجا زخم خوردہ، سینہ چاک اور داماں دریدہ ڈھانچے کھڑے تھے۔ چھتیں اڑ چکی تھیں، مضبوط ستون بھاری گولہ باری کی مسلسل ضربوں سے چور چور ہو چکے تھے۔ کھڑکیوں، دروازوں اور دریچوں کے پٹ گھروں کا ایندھن بن چکے تھے اور بڑے بڑے بے ڈھب سوراخ، بے خواب آنکھوں کی طرح خلاؤں میں گھور رہے تھے۔ گاڑیاں ابھی تک قندھار ہرات روڈ ہی پر تھیں جس کے دونوں طرف ایک آفت زدہ شہر کے حرماں نصیب در و دیوار ٹوٹی پھوٹی منڈیروں پر حسرتِ تعمیر کی تختیاں لٹکائے کھڑے تھے۔ افغانوں کی سخت جان زندگی کوچہ و بازار میں زندہ و بیدار تھی۔ اس میں آسودہ اور مطمئن بستیوں والی زیبائی اور رعنائی تو نہ تھی لیکن ہر حال میں زندگی گذارنے کا فن سکھانے والی توانائی ضرور تھی۔ گاڑیاں کم کم، تھوڑی سی موٹر سائیکلیں، بہت سی سائیکلیں اور ڈھیر سارے پیدل لوگ، چھوٹی بڑی دکانیں، ریڑھیاں، کھوکے اور ایسی گہما گہمی جس میں تفریح سے کہیں زیادہ مجبوریوں اور ضرورتوں کا پھیکا پن ہوتا ہے۔ ہمارے ڈپٹی کمشنر ڈرائیور نے بتایا کہ یہ قندھار ہے۔ میں سوچنے لگا کہ اس شہر ناپُرساں کی بوڑھی آنکھوں نے نہ جانے تاریخ کے کیسے کیسے مناظر دیکھے ہوں گے۔ کن کن فاتحین کے نیزوں نے اس کا جگر چھلنی کیا ہوگا؟ زندگی کی کیسی کیسی لطافتیں یہاں خیمہ زن رہی ہوں گی؟ قندھار آج ماضی کی داستانوں سے دور کھڑا نئے عہد کے نئے زخموں کو چاٹ رہا ہے۔ دریائے ارغنداب کے کنارے موجودہ شہر چودھویں صدی میں آباد ہوا اور اس وقت سے ولایت کا حکومتی مرکز چلا آ رہا ہے۔ گرشک اور نسبت کے قدیم شہر نئے قندھار میں تحلیل ہو چکے ہیں۔ قندھار کی ولایت یا صوبے میں دریائے ہلمند، دریائے ترنگ، دریائے ارغبان اور دریائے ارغنداب کی زرخیز وادیاں شامل ہیں۔ یہ علاقہ تاریخی طور پر درانیوں کا مرکز رہا ہے۔

<u>قندھار کا شاہی ریسٹ ہاؤس</u>: ہمیں جس عمارت میں ٹھہرایا گیا، اسے غالباً آج کے قندھار کی سب سے اچھی اقامت گاہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن عمومی معیار کے حوالے سے وہ ایک اوسط درجے کا ریسٹ ہاؤس تھا۔ ایک بڑا ہال۔ متعدد چھوٹے بڑے کمرے اور ان سب کے لئے صرف تین باتھ روم۔ سچی بات یہ ہے کہ حالت جنگ سے دوچار طالبان کے پاس اس سے زیادہ اگر کچھ تھا تو ڈھیر ساری محبتیں، بے پایاں خلوص اور بات بات سے ٹپکتی ہوئی اپنائیت۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ کبھی سردار داؤد کا مسکن تھی۔ پھر گورنر ہاؤس بنی۔ کابل کے مرکزی

حکمران قندھار آتے تو یہیں قیام کیا کرتے تھے۔ کیمونسٹ عہد کے آخری فرمانروا ڈاکٹر نجیب اللہ کی جہازی شیورلیٹ گاڑی اس عمارت کے خزاں رسیدہ لان میں آج بھی کھڑی ہے۔ سیاہ رنگ کی یہ شکستہ پا گاڑی صرف نجیب ہی کی نہیں سوویت یونین کی سیاہ بختی کا سمبل بھی بن گئی ہے۔

عظمت و تمکنت سے بے نیاز مولانا سمیع الحق: مولانا سمیع الحق اور صحافیوں کے مراسم اس لئے بڑے خوشگوار ہیں کہ مولانا نے کبھی علم کی عظمت اور عالمانہ تمکنت کو اپنے اوپر طاری نہیں ہونے دیا۔ ان کی بے تکلفی، بذلہ سنجی نکتہ آفرینی اور شگفتہ گوئی نے ہمارے اس سفر کو کبھی بوجھل نہ ہونے دیا۔ طالبان ان کے لئے بچھے جا رہے تھے اور مولانا کو ہمارے آرام و آسائش کا خیال بے کل کئے رکھتا تھا۔ چائے، مشروبات اور قندھار کے شیریں پھلوں سے تواضع کے بعد ہماری بھر کم میزبان شخصیات کی آمد شروع ہوگئی۔

مولانا محمد حسن طالبان کی اعلیٰ قیادت میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ قندھار کے گورنر رہ چکے ہیں اور حال ہی میں انہیں پانچ صوبوں کے امور کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ غزنی، زابل، قندھار، ہلمند اور اورزگان کے گورنران کے ماتحت آتے ہیں شورائے عالی کے رکن اور اسپیکر ہیں۔

ملا محمد حسن کی مختصر گفتگو: مولانا سمیع الحق اور ان کے وفد سے مولانا محمد حسن کا تعارف کرایا گیا۔ سادہ درویش سے اس شخص کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔ انہوں نے مختصر گفتگو کرتے ہوئے کہا: بھائیو میں خوش ہوں کہ تم پاکستان سے ہمیں ملنے آئے ہو۔ ہماری باتیں سننے آئے ہو۔ ہم اور تم دو نہیں ہم کل بھی ایک تھے، آج بھی ایک ہیں اور انشاء اللہ کل بھی ایک رہیں گے۔ تم نے جہاد میں بھی ہمارا ساتھ دیا، جہاں ہمارا لہو گرا وہاں تم نے بھی اپنا خون بہایا۔ آج افغانستان کو امن اور سکون کی ضرورت ہے۔ تعمیر نو کی ضرورت ہے۔ اللہ کا وہ نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے جہاد کیا گیا۔ تم یہاں جب تک چاہو رہو خوب گھوم پھر کر دیکھو عام لوگوں سے ملو۔ تمہیں پتہ چلے گا کہ طالبان نے کس طرح اپنی ماتحت ولائتوں کو امن کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ پندرہ ولایتیں ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ جب سے اسلامی تحریک طالبان کی حکومت قائم ہوئی ہے ان پندرہ صوبوں میں پندرہ افراد بھی قتل نہیں ہوئے۔ ڈکیتی، اغوا، چوری اور لوٹ مار کی وارداتیں ختم ہو چکی ہیں۔ راستے اور شاہراہیں محفوظ ہیں۔ کوئی شخص رات کے کسی لمحے سونا اچھالتا ہوا میلوں چلا جائے کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں، کچھ دن قبل میرا گذر ضلع ارغندہ کے جنگلات سے ہوا جن میں کئی بستیاں بھی ہیں عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ پانچ خواتین کسی مرد کے بغیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جا رہی ہیں۔ میں نے وہیں سجدہ کیا اور اللہ کے حضور شکرانہ کے نوافل پڑھے۔ تیز جانگیر! میں اس جگہ کی بات کر رہا ہوں جہاں دن کے وقت بھی پچاس ساٹھ آدمی قافلہ بنا کر چلا کرتے تھے۔ جہاں اغوا، قتل ڈکیتی، زنا کاری، غنڈہ ٹیکس اور دہشت گردی کی وارداتیں معمولی بن گئی تھیں۔ جہاں نہ کوئی قانون تھا اور نہ ضابطہ۔ یہ اللہ کے قانون کی برکت ہے کہ ہماری پندرہ ولاتیوں کی وادیاں، پہاڑیاں، جنگل، ویرانے، شہر گاؤں اور سڑکیں محفوظ ہیں۔ یہ ہمارا نہیں حدود اللہ کا کمال ہے۔ آج ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہمیں دعاؤں کی سوغات بھیجتی ہیں کہ تم نے ہماری نیندیں لوٹا دی ہیں۔ مغرب ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے مگر ہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ ہم نے انسانوں کی بستیوں کو بھیڑیوں اور درندوں سے نجات دلا دی ہے۔ کوئی شخص اسلحہ نہیں رکھ سکتا۔ شادی بیاہ ہو یا کسی کا استقبال یا کوئی اور تقریب، بندوق کی ایک گولی بھی فائر نہیں کی جا سکتی۔ تم لوگ آئے ہو تو ضرور ان بستیوں کو دیکھو۔ لوگوں سے ملو، وہ جو کچھ کہیں وہ اپنے وطن جا کر بتاؤ اپنے اخباروں میں لکھو"۔

مولانا محمد حسن کی گفتگو میں بلا کی روانی تھی اور ان کے ہر لفظ سے بھرپور اعتماد ٹپکتا تھا۔ امن و امان کی بحالی اور جرائم کی بیخ کنی بلاشبہ طالبان کی تحریک کا سب سے نمایاں پہلو ہے جس کی تصدیق ہر شخص کرتا ہے۔ مولانا سمیع الحق مجمع عشاق میں گھرے بیٹھے تھے کہ شوراء

عالی کے رکن اور تحریک کے مرکزی رہنما مولوی احسان اللہ احسان آ گئے۔ مولانا سمیع الحق کے ہاتھوں کو بوسہ دینے اور معانقہ کرنے کے بعد وہ ہم سے ملے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔

<u>گورنر قندھار ملا محمد حسن رحمانی کی عظمتیں:</u> چند لمحوں بعد حاجی ملا محمد حسن رحمانی تشریف لے آئے۔ روشن چہرے اور دہکتی آنکھوں والا یہ مجاہد روسیوں کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ سے معذور ہو چکا ہے۔ ملا محمد حسن رحمانی ریسٹ ہاؤس میں داخل ہوئے تو ہمیں کسی سائرن کی آواز سنائی نہ دی۔ کوئی ہنگامہ بپا نہ ہوا، ہٹو بچو کی صدائیں نہ اٹھیں۔ سر پر سیاہ پگڑی اور کندھے پر سیاہ چادر ڈالے یہ چالیس پیالیس سال میں ہوتے ہیں۔ ہمارا گورنر تو ہر محفل میں سب سے اونچی، سب سے بنی سنوری کرسی پر بیٹھتا ہے اور اس کے انداز نگاہ سے نخوت اور بڑائی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔ ملا محمد حسن رحمانی تو گورنری کے ماتھے پر دھبہ ہے۔ میں دیر تک اپنے سامنے بیٹھے والی قندھار کو دیکھتا رہا اور دیکھتے دیکھتے اس کا قد اونچا ہونے لگا۔ اونچا ہی اونچا۔ جاہ و جلال اور کروفر کے دنیوی پیمانوں سے اتنا اونچا کہ میرے لئے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالنا مشکل ہو گیا۔ مجھے یوں لگا کہ ہمارے چاروں گورنر اوپر تلے کھڑے ہو کر بھی ملا محمد حسن رحمانی کی بائیں ٹانگ کے مصنوعی جوتے تک نہیں پہنچ پاتے۔ ہم گورنر سے ادھر ادھر کی متفرق باتیں کرنے لگے۔ گورنر نے ہمیں بتایا کہ ”میں پہلے بیت المال کا ایک چھوٹا اہلکار تھا۔ پھر مجھے تعمیر نو کا شعبہ دیا گیا۔ کوئی ڈیڑھ ماہ قبل مولانا محمد حسن کی ترقی ہونے کے بعد شورائے عالی نے قندھار کا والی بنا دیا ہے میں اس ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہوں۔ ہماری پہلی ترجیح امن وامان ہے تا کہ عوام سکون کی نیند سو سکیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس مقصد میں بڑے کامیاب رہے ہیں۔

<u>اسلامی عدالتی نظام:</u> ہم نے اسلامی قانون کے مطابق عدالتیں قائم کر رکھی ہیں۔ ضلع سطح کی قاضی عدالت ابتدائیہ کہلاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ابتدائیہ کے فیصلے سے مطمئن نہ ہو تو وہ صوبائی سطح پر اپیل کورٹ میں جا سکتا ہے جسے مرافعہ کہتے ہیں۔ اگر وہ اس فیصلے سے بھی مطمئن نہ ہو تو وہ مرکزی عدالت یعنی سپریم کورٹ میں جا سکتا ہے جسے تمیز کہا جاتا ہے۔ تمیز کی سطح پر کسی طرح کی بحث نہیں ہوتی کوئی ذاتی پیشی نہیں ہوتی یہ عدالت صرف ریکارڈ دیکھتی ہے اور اگر مرافعہ کے فیصلے میں کوئی خامی دیکھے تو اس کی نشاندہی کر کے نظر ثانی کیلئے مرافعہ کو واپس کر دیتی ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر یہاں وکیلوں کا ادارہ نہیں مدعی اور مدعا علیہ خود قاضی کے سامنے دلائل دیتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص وکیل کی خدمات لینا چاہتا ہو تو اس پر کوئی پابندی نہیں۔ کسی شخص کو اسی وقت سزا ملتی ہے جب وہ ان تمام مراحل سے گزر چکا ہو۔

<u>پولیس کا نظام اور اسلحہ کی واپسی:</u> ہمارے ہاں پولیس کا بھی موثر نظام قائم ہے۔ قوماندانِ امنیہ یعنی تھانے کام کر رہے ہیں ان کا نظم طالبان کے سپرد ہے جن کی وردیاں تو نہیں البتہ مخصوص کارڈ ہیں۔ ہمارے طالبان وردی پہننا پسند نہیں کرتے۔ ہم نے جس کامیابی کے ساتھ اسلحہ واپس لیا ہے اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ طالبان بستی بستی گئے، اعلان کیا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے اسلحہ جمع کرا دیا کیونکہ انہیں ہم پر اعتماد ہے۔ ممکن ہے بعض افراد کے پاس اب بھی اسلحہ ہو اس کی واپسی کے لئے ہماری خفیہ پولیس کام کر رہی۔ ایک شخص مصنوعی ٹانگ کے باعث لنگڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو اس کے آس پاس کوئی کلاشنکوف بردار محافظ نہ تھا۔ مجمعے میں سے کسی نے اٹھ کر بتایا کہ یہ ہیں حاجی ملا محمد حسن رحمانی، قندھار کے گورنر، ولایت قندھار کے والی۔ قندھار کے والی نے جھک کر مولانا سمیع الحق سے مصافحہ کیا ہم سب نے ہاتھ ملایا اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں کے لئے مجھے افغانوں کی کم مائیگی کا احساس ہوا اور مجھے ترس آیا کہ ایک صوبے کا گورنر اور یہ بے چارگی؟ میرے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کسی گورنر کو دیکھو۔ اس کی آن بان اور شان پر نظر ڈالو۔ اس کے سینکڑوں کنال پر پھیلے عالی شان محل پر نظر ڈالو۔ سینکڑوں لشکارے مارتی گاڑیوں کے بیڑوں کو دیکھو۔ باوردی خدام کی فوج ظفر موج کا تصور کرو۔ ہزاروں کے عملے

اور سینکڑوں کے ذاتی اسٹاف کا خیال کرو۔ ہر پل تیار ہیلی کاپٹروں اور خصوصی طیارے کی آن بان دیکھو اور یہ دیکھو کہ جب ہمارا گورنر اپنے محلہ گورنری سے برآمد ہوتا ہے تو اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں کیسی ہاہاکار مچی ہوتی ہے۔ عام ٹریفک سہم کر ایک طرف رک جاتا ہے اور سائرن کی صدا فضاؤں کو چیرتی گورنری کی شوکت وحشمت کا نقش جماتی سینوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔

خفیہ پولیس کا نام "ریاستی احتساب" ہے۔ کوئی اہم اطلاع ملے تو سب سے پہلے رئیس یعنی محکمے کے سربراہ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ وہ ضروری سمجھے تو اسے امیر المومنین کے علم میں لاتا ہے۔ ہمارے چیف جسٹس یا قاضی القضاۃ مولانا خلیل اللہ فیروزی ہیں۔ ہمارے ہاں سرکاری عمال کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں ان کے عزیز واقارب، بھائی بیٹے محنت مزدوری کرتے ہیں اور اسی سے گزارا ہوتا ہے۔ امیر المومنین جب ضروری خیال کریں بیت المال سے اعزازیہ عطا کر دیتے ہیں۔ میرے پاس تین چار افراد کا عملہ ایک دفتر اور ایک گاڑی ہے۔

<u>صحافی اور ریڈیو قندھار کی عمارت:</u> رات گہری ہوتی جا رہی تھی، قندھار کی آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔ میرے صحافی دوستوں کو پریشانی کھائے جا رہی تھی کہ خبریں کس طرح اپنے اداروں کو بھیجی جائیں۔ مولانا سمیع الحق کے معاون خصوصی، جواں سال مولانا یوسف ہمارے معاون اور خدام کی ایک پوری فوج میسر آ گئی تھی۔ کئی وزراء تو باقاعدہ مولانا کی "منٹھی چاپی" کر رہے تھے۔ ہم یوسف صاحب کے ہمراہ ریڈیو قندھار کی عمارت میں پہنچے۔ طالبان نے شکوک سے لبریز آنکھوں کے ساتھ ہمیں گھورا۔ یہ آٹھ منزلہ عمارت قندھار ہوٹل کا نیا بلاک تھا جسے پوری طرح مکمل ہونا بھی نصیب نہ ہوا۔ عمارت پر جابجا گولیوں اور گولوں کے نشان ہیں۔ تقریباً تمام کمرے آسیب زدہ دکھائی دیتے تھے۔ دو تین کمروں میں ریڈیو قندھار کا کل اثاثہ ہے۔ یہ ریڈیو چوبیس گھنٹوں میں صرف تین سوا تین گھنٹے بیدار رہتا ہے۔ صبح سات بجے سے سوا آٹھ بجے تک اور شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک۔ اس دوران خبروں کے مختصر بلیٹن ہوتے ہیں۔ تلاوت، تفسیر قرآن، فہم حدیث، سیاسی تبصرے اور بعض عمومی مسائل پر گفتگو نشر کی جاتی ہے۔ موسیقی ممنوع ہے۔ مولانا محمد اسحاق امیر ریڈیو کے مدیر مسئول ہیں۔ ریڈیو کا کل اسٹاف تقریباً پچیس افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں کوئی خاتون نہیں نہ ہی ریڈیو کسی خاتون کی آواز نشر کر سکتا ہے۔ رات کے پہلے پہر بھی ریڈیو سورہا تھا اور عجب ویرانی طاری تھی۔ مری مری سی دو تین شمعیں روشن تھیں۔ عملے نے بتایا کہ یہاں تو فون ہی خراب ہے اس لئے فیکس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا سمیع الحق ایک چھوٹی سی فیکس مشین بریف کیس میں ڈال لائے تھے لیکن فون نہ ملنے کے باعث اس کی رگ جاں میں زندگی نہ آسکی۔ اگرچہ ہمارے ہمراہ سرکاری محافظ بھی تھا لیکن ریڈیو کی عمارت کے دالان میں چند اجنبیوں کو دیکھ کر ریڈیو کی حفاظت پر مامور طالبان خاصے چوکنے ہو چکے تھے۔ معلوم ہوا کہ اسی عمارت میں ٹیلی ویژن اسٹیشن بھی قائم ہے۔ تجسس بڑھا اور ہم نے اسٹوڈیوز دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ معلوم ہوا کہ ٹی وی کے آلات اور اسباب تو موجود ہیں لیکن کمروں پر بھاری قفل پڑے ہیں مدت سے کوئی پروگرام نشر نہیں ہوا۔

خبروں کے پلندے تھامے میرے ساتھی واپس ریسٹ ہاؤس آ گئے۔

<u>پاکستانی قونصل جنرل:</u> جہاں اعلیٰ عمال حکومت کی ریل پیل تھی کھانا سجا تھا وزیر برتن اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ رئیس ہاتھ دھلوا رہے تھے۔ گورنر تولیہ لئے کھڑا تھا اور ہمارا ڈپٹی کمشنر ڈرائیور چاولوں کی بڑی بڑی تھیلیاں اٹھا اٹھا کر لا رہا تھا۔

ایک بار پھر حیرتوں کی خوشگوار شبنم گرنے لگی۔ معلوم ہوا کہ چار رکنی صحافتی ٹیم کے قیام کا انتظام پاکستان قونصلیٹ جنرل میں کیا گیا جو وہاں سے کوئی دو سو گز دور واقع ہے۔ وہ آرام دہ آراستہ پیراستہ کمرے ہمارے منتظر تھے۔ جناب عزیز الرحمٰن گل، قندھار میں پاکستان کے قونصل جنرل ہیں۔ خوش شکل، خوش مزاج اور خوش خصال ان کے عملے نے ہمیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دن بھر کی تھکن ہمارے اعصاب کو

لوریاں دینے لگی اور چند لمحوں بعد ہم قندھار اور پاکستان کی سرحدوں سے کوسوں دور نکل گئے۔

جناب عزیز الرحمٰن گل سے دیر تک غیر رسمی باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے امن وامان کی بحالی، اسلحہ کی واپسی اور شاہراہوں کو محفوظ کردینے کے حوالے سے طالبان کی قیادت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ طالبان سے پہلے اور بعد کے حالات کا موازنہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ شدید قسم کی انارکی نے لوگوں کا سکون حرام کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کے اندر بھی محفوظ نہ تھے۔ مکروہ قسم کے سماجی واخلاقی جرائم عام ہو گئے تھے لیکن اب سارا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ شاہراہوں کے محفوظ ہو جانے سے آمد و رفت بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن غیر قانونی تجارت کو بھی فروغ حاصل ہو گیا ہے۔

<u>مولانا سمیع الحق اور طالبان حکمرانوں کی گرویدگی:</u> ہمارے پروٹوکول آفیسر مولانا یوسف شاہ گاڑی لے کر آگئے۔ ریسٹ ہاؤس اسی طرح آباد اور پررونق تھا۔ مولانا سمیع الحق بارات کا دولہا بنے مرکزی صوفے پر تشریف فرما تھے۔ اکوڑہ خٹک کے سرچشمۂ فیضان سے کسب فیض کرنے والے طالبان ان پر اپنی عقیدتیں نچھاور کر رہے تھے۔ قندھار کے گورنر ملا محمد حسن رحمانی، شورائے عالی کے سینئر رکن احسان اللہ احسان، رئیس امور خارجہ ملا محمد غوث اخوند، پانچ صوبوں کے نظم کے سربراہ مولانا محمد حسن، عدالتوں کے قاضی انتظامیہ کے ارکان، اور صف اول کے قائدین صبح ہی صبح مولانا کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے تھے۔ ہم بھی مریدانِ ارادت کیش کی طرح ایک دیوار کے ساتھ لگے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ کمرے کے وسیع فرش پر قالین بچھے تھے جس پر مولانا کے وفد کے اراکین اور طالبان جلوہ گر تھے۔ اتنے میں اطلاع ہوئی کہ امیر المومنین تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں افغانستان کے دو تہائی رقبے پر محیط پندرہ صوبوں کے حاکم مطلق کا جاہ وجلال انگڑائی لینے لگا۔

<u>طالبان کا حکومتی اور انتظامی ڈھانچہ:</u> افغانستان ایک مدت سے انتیس صوبوں میں منقسم رہا ہے لیکن کچھ عرصہ قبل دو نئے صوبوں کی تخلیق سے یہ تعداد اکتیس ہو گئی ہے۔ روایتی انتیس صوبوں میں سے پندرہ صوبے طالبان کے قبضے میں ہیں۔ قندھار، ہلمند، ہرات، زابل، اوزرگان، پکتیکا، لوگر، غزنی، میدان شہر، خوست، پکتیا، فرح، بدغیس، نیمروز اور غور پر طالبان کا سفید پرچم لہراتا ہے جس پر کلمہ طیبہ رقم ہے۔ ہر صوبے کا ایک گورنر ہے جو صوبائی شوریٰ کے مشورے سے نظم ونسق چلاتا ہے۔ گورنر کے لئے اب بھی والی کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ پندرہ ولایتوں کو بہتر نظم کے خیال سے تین وحدتوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ہر وحدت کے تحت پانچ صوبے آتے ہیں اور ان کا سربراہ رئیس اعلیٰ یا زونل چیف کہلاتا ہے۔ پندرہ ولایتوں کو بہتر نظم کے خیال سے تین وحدتوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ہر وحدت کے تحت پانچ صوبے آتے ہیں اور ان کا سربراہ رئیس اعلیٰ یا زونل چیف کہلاتا ہے۔ پندرہ صوبوں کے والی اور تین وحدتوں کے رئیسان اعلیٰ مرکزی مجلس شوریٰ "شورائے عالی" کے رکن ہیں۔ قندھار ان پندرہ صوبوں کا مرکزی دارالحکومت ہے جہاں مختلف محکموں کے رئیس اور تین وحدتوں کے رئیسان اعلیٰ بیٹھتے ہیں۔ شورائے عالی اختیارات کا اعلیٰ ترین ماخذ ہے۔ ملا محمد عمر اخوند شورائے عالی کے سربراہ اور امیر المومنین ہیں۔ پندرہ صوبوں میں ملا محمد عمر اخوند کی جنبشِ لب، قانون، ضابطہ یا آرڈی ننس ہی نہیں آئین و دستور کا درجہ رکھتی ہے۔

<u>ملا محمد عمر اخوند کی آمد اور ان کی صورت گری:</u> تحکم اور اختیار واقتدار کی اتنی بلند مسند پر بیٹھنے والے ملا محمد عمر اخوند کے جلال و جمال کی صورت گری کرتے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ایک جوانِ رعنا ہال میں داخل ہوا۔ ساڑھے چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، چست اور مستعد بدن، سفید چہرہ، گھنی سیاہ داڑھی، ملیشیا کے رنگ کا لمبا کرتا اور ٹخنوں کو چھوتی شلوار، سیاہ پگڑی، گہرے سبز رنگ کی واسکٹ، سیاہ رنگ کی بڑی سی چادر کندھے پر، پاؤں میں چپل، چال میں استقامت، انداز میں استغنا، اس جوانِ رعنا کے داخل ہوتے ہی طالبان سرو قامت کھڑے

ہو گئے۔ کسی نہ کہا امیر المومنین تشریف لے آئے۔ تمام حاضرین مجلس بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ پانچ چھ چست و توانا نوجوان کلاشنکوفیں اٹھائے امیر المومنین کے ہمراہ تھے۔ ملا محمد عمر اخوند مولانا سمیع الحق سے معانقہ کرنے کے بعد اپنے قریب موجود افراد سے ملے اور مولانا سمیع الحق کے بائیں پہلو میں صوفے پر بیٹھ گئے۔

<u>پروٹوکول سے بے نیازی:</u> پندرہ صوبوں کے حاکم مطلق کی آمد سے قبل بھی یہ شور قیامت بپا ہوا نہ پروٹوکول کے ضابطے حرکت میں آئے نہ سڑکوں پر پہرے بٹھائے گئے نہ ٹریفک رکی، نہ سائرن کی چیخ و پکار بلند ہوئی اور نہ معمولات حیات درہم برہم ہوئے۔ چھتیس سالہ امیر المومنین اپنی اقامت گاہ سے یوں ریسٹ ہاؤس پہنچ گیا جیسے گلی کوچوں میں رہنے والا کوئی عام سا آدمی اپنے مہمان سے ملنے کسی مسافر خانے پہنچ جاتا ہے۔

<u>ملا عمر کی جدوجہد کا کچھ ذکر:</u> ملا محمد عمر اخوند ایک عرصہ تک قندھار اور کوئٹہ کے علمی مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ افغانستان عرصۂ جہاد میں داخل ہوا تو ملا عمر تعلیمی سلسلے کو ادھورا چھوڑ کر معرکۂ حق و باطل میں شریک ہو گئے۔ ایک عرصہ تک مولوی محمد نبی محمدی کی حرکت انقلاب اسلامی میں شامل رہتے ہوئے مختلف محاذوں پر روسیوں کے خلاف مصروف جہاد رہے۔ پھر پروفیسر برہان الدین ربانی کے ساتھ رابطہ استوار ہوا اور جمعیت اسلامی کے پلیٹ فارم سے جہاد میں شریک رہے اور ایک نڈر اور حوصلہ مند مجاہد کی حیثیت سے نام پیدا کیا۔ ان کی دائیں آنکھ اسی جہاد کی نذر ہو گئی۔ مجاہدین رہنماؤں کی باہمی کشمکش سے نوجوان مجاہدوں کے خواب بکھرنے لگے تو ملا محمد عمر نے دینی مدارس کے ان طالبان کو ایک لڑی میں پرو دیا جو جہاد کو منطقی ثمرات سے بہرہ مند دیکھنا چاہتے تھے۔ عسکری اور سیاسی محاذ پر ابھرنے والی اس قوت کے بارے میں طرح طرح کے نظریات ہیں۔ کچھ لوگ اسے خودرو خیال کرتے ہیں اور کچھ کا کہنا ہے کہ اس تخم کی باقاعدہ آبیاری کی گئی ہے اور اب بھی اس کی نگہداشت اور پرداخت کا سلسلہ جاری ہے۔ طالبان کی تخلیق کا سبب کچھ بھی ہو، آج وہ افغانستان کی ایسی قوت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اس قوت کا فرمانروا ہمارے سامنے بیٹھا تھا۔ ملا عمر کم آمیز بھی ہیں اور کم گو بھی۔ میل ملاقات اور لمبی گفتگو ان کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ہمیں بھی مسلسل یہی تاثر ملتا رہا کہ شاید ان سے ملاقات نہ ہو سکے۔ پھر خبر اڑی کہ مولانا سمیع الحق ایک دو ساتھیوں اور اخبار نویسوں کے ہمراہ امیر المومنین سے ملاقات کو جائیں گے۔ پھر پتہ چلا کہ ملا عمر خود مولانا سمیع الحق سے ملنے آئیں گے۔ اللہ کے اس پراسرار بندے کو اتنا قریب دیکھ کر ہماری دھڑکنیں تو تیز ہونا ہی تھیں، خود طالبان کے چہرے گلنار ہوئے جا رہے تھے۔

<u>مولانا سمیع الحق کا مؤثر خطاب:</u> مولانا سمیع الحق نے حمد و ثنا کے بعد کہا کہ ہمارے دل میں آپ لوگوں سے ملنے کی بڑی تمنا تھی۔ میں، میرے ساتھی علماء اور پاکستان کے نامور صحافیوں کی یہ مختصر سی ٹیم اس سرزمین کو دیکھنے آئے ہیں۔ آپ نے ایسی عظیم جدوجہد کی ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی قربانیوں نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ تمام عالم اسلام جہادِ افغانستان کی کامیابی کے لئے دعا گو تھا۔ اس جہاد کی کامیابی کے بعد ملت اسلامیہ اس کے ثمرات کی منتظر تھی۔ جہاد کی کامیابی کا تقاضا تھا کہ افغانستان میں ایک مستحکم اسلامی حکومت قائم ہوتی اور جنگ کی مصیبتوں کے ستائے ہوئے افغانی عوام اسلامی نظام کے سائے تلے نئے دور کا آغاز کرتے۔ افسوس کہ پندرہ لاکھ جانوں کی قربانی کے بعد بھی یہ منزل نہ مل سکی۔ میرا دل یہ صورتحال دیکھ کے خون کے آنسو روتا تھا۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے جہاد افغانستان میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اس دارالعلوم نے صف اول کے کمانڈر، مجاہد اور قائدین پیدا کئے۔ ہمارے طلباء نے جہاد کو اپنے لہو سے سینچا۔ اس وقت بھی میرے سامنے بہت سے چہرے ایسے ہیں جو دارالعلوم حقانیہ سے کسب فیض کرتے رہے خود قندھار کے گورنر ملا محمد حسن رحمانی دارالعلوم حقانیہ کے طالب علم رہے ہیں۔ جہاد اور مجاہدین سے ہمارا رشتہ بڑا گہرا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو جہاد

افغانستان کی چھاؤنی کہا جاتا ہے۔ روسیوں کی شکست کے بعد قائدین کی باہمی لڑائیوں سے ہماری امیدیں بھی ٹوٹنے لگیں خواب پریشان ہونے لگے میں نے ذاتی طور پر مصالحت کی بڑی کوششیں کی۔ میاں نواز شریف دور میں اسلام آباد میں مجاہدین رہنماؤں کے درمیان جو سمجھوتہ ہوا اس خاکسار کا بھی اس میں حصہ تھا۔ جب رات کے ڈھائی بجے افغان مجاہدین کے یہ رہنما خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہاں شاہ فہد کی موجودگی میں اسلام اور افغانستان کے لئے باہمی اتحاد و یگانگت کا عہد کیا گیا لیکن افسوس کہ کوئی سمجھوتہ اور کوئی عہد نامہ خانہ جنگی کا دروازہ بند نہ کرسکا۔ پھر ہم تک ایسی خبریں آنے لگیں کہ افغانستان کے مختلف حصوں میں کیمونسٹوں کی باقیات اور منتشر جنگی گروہوں نے انارکی پھیلا رکھی ہے اور عام انسانوں کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔ ایسے میں جب طالبان ایک نئے عزم اور نئے ارادے سے اٹھے تو ہمیں بڑا حوصلہ ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج افغانستان کے بڑے حصے میں امن وسکون بحال ہو چکا ہے اور اسلامی نظام کی طرف ٹھوس پیش رفت ہورہی ہے لیکن ابھی آپ کا سفر بڑا لمبا ہے۔ آپ کی منزل بہت دور ہے۔ آپ کو پورے افغانستان میں امن وسکون بحال کرنے کے لئے بڑی قربانیاں دینا ہوں گی۔ یہ میڈیا کا دور ہے اور آپ کے خلاف مغرب نے اپنے ہتھیار آزمانا شروع کردیئے ہیں۔ آپ کو مغرب کے پراپیگنڈے کا ٹھوس جواب دینا ہوگا عورتوں کو پورے حقوق دینا ہوں گے۔ جدید عہد کے تقاضوں کے مطابق معاشی نظام ڈھالنا ہوگا۔ آپ کو ایک مثالی اسلامی ریاست قائم کرنا ہوگی۔ میرے دل کی آواز یہ ہے کہ طالبان، خانہ جنگی کا ایندھن نہ بنیں بلکہ اس بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھائیں۔ میں کابل میں موجود ربانی، سیاف، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ طالبان کو دشمن نہ سمجھیں۔ یہ تو ان کے بچے ہیں کل تک یہ ان کی زیر کمان کیمونسٹوں سے لڑتے رہے ہیں۔ اسی طرح میں طالبان سے بھی کہتا ہوں کہ ان کا ہدف ربانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود نہیں۔ بندوقوں کی جو گولیاں اسلام کے دشمنوں کے سینوں کے لئے بنی ہیں وہ ایک دوسرے کے سینوں میں نہ اتاریں۔ اگر مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہے اگر مقصد افغانستان کی تعمیر نو ہے اور اگر مقصد ایک مستحکم اسلامی حکومت کا قیام ہے تو بداعتمادی کی یہ فضا ختم ہونی چاہیے۔ میں آپکے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ باہمی آویزش کو ختم کرنے کے لئے قربانی دیں۔ میں کابل جاکر ربانی اور حکمت یار کے پاؤں بھی پکڑوں گا کہ خدا کے لئے اپنی توپوں کے دہانے اب ٹھنڈے ہونے دیں۔ پاکستان کا بچہ بچہ افغان جہاد میں آپ کے ساتھ تھا اور آج پاکستان کا بچہ بچہ اس خانہ جنگی سے نالاں ہے۔ اللہ آپ سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور جہاد کے حقیقی ثمرات افغانستان کے عوام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ ایک دلپذیر اور موثر خطبہ تھا۔ وقفے وقفے سے مولانا کے پشتو خطاب کا اردو ترجمہ بھی کیا جاتا رہا۔ مولانا کے بعد سواد اعظم اہلسنت کے سیکریٹری جنرل مولانا اسفندیار نے مختصر خطاب میں نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

مولانا محمد عمر کا جوابی خطاب: اس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنی نشست پر بیٹھے بیٹھے دھیمے لیکن پُراعتماد اور تاثر سے بھرے لہجے میں مختصر گفتگو کی۔ میرے اسلامی بھائیو! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ اتنا لمبا سفر کرکے یہاں آئے۔ آپ تو جہاد کے پہلے دن سے ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ جہاد میں پاکستانی بھائیوں بالخصوص علماء کے تعاون کو ہم کیسے بھلا سکتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ آپ کے طفیل کیا۔ آپ ہی کی سرپرستی میں باطل روس کو شکست دی۔ آپ نے ہمیں پناہ دی، ہمیں ہتھیار دیئے ہمارے کندھے سے کندھا ملا کر لڑے، آپ کا یہ سلوک ہماری نسلیں بھی یاد رکھیں گی آج آپ ہم سے ملنے ہمارے گھر آئے ہیں۔ اس بے سروسامانی کے عالم میں ہم آپ کی میزبانی بھی نہیں کرسکتے۔ بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ جہاد ابھی اپنی منزل کو نہیں پہنچا، ہم نے جن علاقوں کا کنٹرول سنبھالا ہے وہاں اسلامی نظام نافذ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ دنیا کے کافر اور بے دین سیاستدان اور باطل قوتیں

ہمارے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہیں ایک زبردست مہم شروع کردی گئی ہے۔ ہم نہ ملکوں ملکوں اپنے ایلچی بھیج سکتے ہیں نہ اتنے وسائل رکھتے ہیں کہ اس جھوٹے پراپیگنڈے کا جواب دیں۔ مغرب کے پاس بڑے وسائل ہیں باطل نے پکا ارادہ کررکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی اسلام نافذ کرنے کی بات ہو اس کی قوت سے مزاحمت کی جائے۔ اس کے خلاف زوروشور سے پراپیگنڈہ کیا جائے۔ ہم کس کس کا منہ بند کریں گے؟ کس کس کو جواب دیں گے؟ روس کچھ کہہ رہا ہے امریکہ کچھ کہہ رہا ہے ہم ایک کا جواب دیں گے تو دوسرا اٹھ کھڑا ہوگا۔ ہم حسب توفیق جواب ضرور دیں گے لیکن ہمیں کسی کی پرواہ نہیں مسلمان پریشان نہ ہوں۔ اسلام کہتا ہے کہ "جب جاہل لوگ الٹی سیدھی باتیں کریں تو سلام کرکے دامن چھڑالیں"۔ باطل قوتوں کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں شریعت محمدی نافذ نہ ہو۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا والوں کی باتوں کے جنجال میں پڑے بغیر اللہ کا دین نافذ کرنے کی کوشش جاری رکھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ مشکل راستہ ہے۔ ہم دنیا کی سیاست میں الجھ کر اسے اور مشکل نہیں بنانا چاہتے۔ ہمارا جواب ہمارا عمل ہے۔ عملی جواب زبانی جواب سے بہتر ہوتا ہے ہمارا عمل سب کے سامنے ہے۔ جو چاہے یہاں آکر دیکھ لے۔ مسلمان بھی، کفار بھی۔ ہمیں آپ کا وہی تعاون اور وہی سرپرستی چاہئے جو آپ جہاد افغانستان کے دوران کرتے رہے ہیں۔ نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آپ کل بھی ہمارے درد کو سمجھتے تھے اور آج بھی ہمارے درد کو سمجھتے ہیں۔ ہماری مدد کیجئے، ہمارا ساتھ دیجئے۔ اللہ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو جزائے خیر دے"۔

<u>حکمران کی نہیں بے ریا پاکباز کے سیدھے سادے الفاظ</u>: یہ ایک حکمران کی تقریر نہ تھی جسے بیوروکریٹس کی منڈلی تیار کرتی ہے جسے اعداد وشمار سے وقیع اور معتبر بنایا جاتا ہے۔ جس کی نوک پلک سنوارنے کے لئے قلمکار بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ایک پاکباز انسان کے بے ریا دل سے نکلنے والے سیدھے سادے الفاظ تھے۔ سامعتوں کے لئے ہلکے پھلکے دلوں کے لئے موج صبا اور ذہنوں کے لئے سرمایہ فکر۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ طالبان کے چیف نے اپنے حریفوں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ پروفیسر برہان الدین ربانی، گلبدین حکمتیار، احمد شاہ مسعود، عبدالرب رسول سیاف اور کابل حکومت کے کسی نمائندے کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا۔ شاید تھوڑے لفظوں میں بڑی بات کہنے والے ملا عمر کے ترکش میں اپنے سیاسی حریفوں کے لئے کوئی تیر تھا ہی نہیں۔ ہمیں پہلے سے کہہ دیا گیا تھا کہ امیر المومنین سے کوئی سوال جواب نہیں ہوگا۔

<u>غریب وسادہ ورنگین سی محفل</u>: ذرا دیر بعد ملا محمد عمر اخوند نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر اسی انداز سے رخصت ہو گئے جس انداز سے آئے تھے نہ ٹیپ ریکارڈ چلے، نہ کیمروں نے پھلجھڑیاں چھوڑیں نہ ٹیلی ویژن نے عکس بندی کی۔ غریب وسادہ رنگین سی محفل تھوڑی دیر رہی لیکن اس کی خوشبو دنوں مہکتی رہی۔ دوپہر کے کھانے سے قبل ہمیں احمد شاہ ابدالی کے مزار لے جایا گیا۔ احمد شاہ ابدالی افغانوں کی تاریخ کا ایک مردجری جس کا خوبصورت مقبرہ جنگ کی تباہ کاریوں کے باوجود پوری آب وتاب سے اپنے مکین کی عظمت رفتہ کی کہانی سنا رہا ہے۔

<u>ایران نادر شاہ کا قتل اور احمد شاہ درانی کا انتخاب</u>: اٹھارہویں صدی کے آغاز میں ایران کی صفوی سلطنت روبہ زوال ہوئی تو افغانستان پر بھی اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ایرانی سلطنت کے خلاف بغاوت کا پہلا شعلہ قندھار میں بھڑکا جب میرویس خان نامی ایک ہوتکی رئیس نے <u>۱۷۰۸ء</u> میں ایرانی گورنر کو قتل کرکے صوبے میں آزاد حکومت قائم کرلی۔ میرویس خان کے بیٹے محمود نے اپنی چادر سے باہر پاؤں پھیلانے کی کوشش کی جس سے نہ صرف اس کا اقتدار کمزور پڑ گیا بلکہ انتشار اور افراتفری کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ ایسے میں کئی مہم جو افغانوں نے اپنی قسمت آزمائی لیکن نمایاں کامیابی صرف افشار قبیلے کے سردار نادر شاہ کے حصے میں آئی جس نے پے درپے ضربیں لگا کر

۱۷۳۰ء میں افغانستان کو ایرانی تسلط سے آزاد کرالیا۔دیکھتے دیکھتے نادر شاہ کا اقتدار قندھار، ہرات اور کابل تک پھیل گیا۔۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے قدم دہلی تک جا پہنچے۔۱۷۴۷ء میں نادر شاہ اپنی ہی فوج کے کچھ افسروں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔اس کی سپاہ کے افغان دستے نور محمد غلوئی اور احمد خان ابدالی کی قیادت میں مشہد سے واپس لوٹ آئے۔اس خلا کو پُر کرنے کے لئے قندھار میں افغان سرداروں کا قبائلی جرگہ منعقد ہوا۔آٹھ دنوں کی طویل بحث کے بعد ایک محترم روحانی شخصیت صابر شاہ کی تحریک پر پچیس سالہ نوجوان احمد خان درانی کو متفقہ طور پر افغانستان کا بادشاہ منتخب کرلیا گیا۔یہی نوجوان تاریخ میں احمد شاہ ابدالی کے نام سے مشہور ہوا۔اسی نوجوان نے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو عبرتناک شکست دی اور مغل بادشاہ کو دہلی کے تخت پر بحال کر کے قندھار لوٹ آیا۔تاریخ احمد شاہ ابدالی کی عالی ہمت اور جری والدہ ''زرغونہ انا'' کو ایک عظیم خاتون کی حیثیت سے یاد کرتی ہے۔اسے اپنی آغوشِ تربیت پر اتنا ناز تھا کہ جب قندھار میں مرہٹوں کے ہاتھوں احمد شاہ ابدالی کی پٹائی کی افواہ اڑی تو زرغونہ نے کہا ''ناممکن۔میرا بیٹا مرسکتا ہے لیکن میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھا سکتا''۔ افغان احمد شاہ کو بابائے قوم،اور احمد شاہ بابا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

کبھی پیٹھ نہ دکھانے والا احمد شاہ ابدالی ۱۷۷۳ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا اور قندھار کا تخت اس کے بیٹے تیمور شاہ کے حصے میں آیا۔

<u>خرقۂ مبارک کی زیارت احمد شاہ ابدالی کے مزار پر:</u> احمد شاہ ابدالی کے مزار کے پہلو میں ہی ظاہر شاہ کے عہد کی بنی ہوئی ایک اور عظیم الشان عمارت ہے جس کے اندر حضور پاک ﷺ کا وہ خرقۂ مبارک رکھا گیا ہے جو آپ نے حضرت اویس قرنی کو عطا کرنے کے لئے مرحمت فرمایا تھا۔روایت کے مطابق یہ خرقۂ مبارک کئی واسطوں سے ہوتا ہوا بغداد سے بلخ اور پھر صوبہ بدخشاں کے مقام جوزگان منتقل ہوا۔ احمد شاہ ابدالی <u>۱۷۰۹ء</u> میں بصد عقیدت واحترام خرقہ مبارک کو جوزگان سے قندھار لے آئے۔خرقۂ مبارک یکے بعد دیگرے تین صندوقوں میں بند ہے جو مقفل رہتے ہیں۔ظاہر شاہ کے دور میں خرقۂ مبارک کے لئے ایک عالی شان عمارت تعمیر کی گئی جو بطور مسجد بھی استعمال ہوتی ہے۔حضور ﷺ کے اس خرقۂ مبارک کے بارے میں ''مکتوبات میاں فقیر اللہ شکار پوری'' میں گرانقدر معلومات ملتی ہیں۔قندھار پر طالبان کے قبضے کے بعد ملا محمد عمر اخوند نے شورائے عالی کی اجازت سے ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں صندوقوں کو کھولا اور خرقۂ مبارک کی زیارت کی۔قندھار کے لوگوں کو یہ سعادت ستر سال بعد نصیب ہوئی اور ہمارے لئے شاید یہ دورۂ افغانستان کی سعادت عظمیٰ تھی۔نوافل اور نماز ظہر کی ادائیگی کے وقت اکثر لوگوں کی آنکھیں پُرنم تھیں۔مولانا سمیع الحق کے چہرے پر آسودگی کی وہ جھلک تھی جو معرکۂ عظیم سر کرنے والوں کے چہروں پر کھل اٹھتی ہے۔

افغانستان کی جنگ پوری ملت اسلامیہ کی جنگ تھی

احمد شاہ ابدالی کے مزار پر دعا اور خرقہ مبارک کی زیارت کے بعد ہماری گاڑیاں حرکت میں آئیں۔کسی نے کہا کہ ''گورنر ہاؤس'' بھی سامنے ہے،ہمارے دلوں میں رنگ وتیرنگ کے شاہکار طلسمی محلات کے تصور نے انگڑائی لی اور ہم نے یک زبان ہو کر بچوں کی سی بے تابی شوق کے ساتھ نعرہ لگایا۔''ہمیں گورنر ہاؤس دکھاؤ'' ہماری گاڑی سب سے آگے تھی اچانک وہ چوپٹ کھلے ایک بڑے سے پھاٹک کے اندر داخل ہوگئی۔باقی گاڑیاں بھی اس کی اقتداء میں اندر آگئیں۔

<u>گورنر ہاؤس دیکھنے کی بے تابی اور اس کی بے سروسامانی:</u> یہ گورنر صاحب کا سیکریٹریٹ ہے۔بے رنگ و آب و دیواریں، شکستہ دروازے، نیم جاں جھروکے، شیشوں سے بے نیاز کھڑکیاں، معذور میزیں، شکستہ پا کرسیاں، ہم اس بے سروسامانی کو دیکھ کر اپنے میزبانوں

سے کوئی سوال نہ پوچھ پائے۔ بس دیکھتے رہ گئے۔ ساری عمارت ہمارے ہاں کے کسی نیشنلائزڈ مڈل اسکول کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ سرخ وردیوں میں ملبوس چاق و چوبند اہلکار' سیاہ گھوڑوں پر بیٹھے اونچے طروں والے نیزہ بردار اور آہنی دروازے کے دائیں بائیں کھڑے چوبدار' کچھ بھی نہ تھا' گاؤں کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر جیسے ایک کمرے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ''گورنر صاحب کا دفتر ہے'' گورنر صاحب اب بھی اسی گھر میں رہتے ہیں' جس میں وہ بیت المال کے ایک اہلکار کی حیثیت سے رہتے تھے' ہم زیادہ دیر یہاں نہ ٹھہر سکے' دھوپ خاصی تیز ہو چلی تھی؛

<u>درویش صفت پیدل معذور گورنر محمد حسن رحمانی:</u> گاڑیاں گورنر صاحب کے سیکریٹریٹ سے سڑک پر آئیں تو ہم نے فٹ پاتھ پر ایک معذور شخص کو لاٹھی ٹیکتے آہستہ آہستہ چلتے دیکھا۔ اوئے یہ تو ملا محمد حسن رحمانی ہیں۔ قندھار کے گورنر' گاڑیاں رک گئیں اور وہ کسی ایک گاڑی میں بیٹھ گئے' میں نے ڈرائیور سے پوچھا۔ ''گورنر صاحب پیدل کیوں چل رہے تھے'' وہ بولا...... ''ان کے پاس یہی ایک گاڑی ہے جو آج کل آپ کے زیر استعمال ہے'' مجھے معروف ادیب شاعر اور ڈرامہ نگار اشفاق احمد کی یاد آئی جو تلقین شاہ کے روپ میں اپنے ملازم ہدایت اللہ سے ہمیشہ ایک بات کہتا ہے ''ہدایت اللہ تم ترقی نہیں کر سکتے۔ تم باورچی کے باورچی ہی رہو گے'' امانت' دیانت' شرافت اور صداقت کا پیکر ہدایت اللہ نادم سا ہو کر کہتا ہے ''حضور آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' میں نے دل ہی دل میں درویش صفت' غریب و سادہ معصوم میزبانوں سے کہا۔

''افغان بھائیو! تم کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ تم مجاہد کے مجاہد ہی رہو گے'' مجھے یقین ہے کہ اگر میں یہ بات نہاں خانہ دل سے نکال کر ہونٹوں پر لے آتا تو میرے میزبان ہرگز ہدایت اللہ کی طرح نادم نہ ہوتے وہ سینہ تان کر کہتے ''ہم ایسی ترقی پر لعنت بھیجتے ہیں جو ہم سے مجاہد کا بانکپن چھین لے''۔ پھر مجھے اپنے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار عارف نکئی کا خیال آیا جو بیسیوں گاڑیوں کا بیڑا ہوتے ہوئے آج کل اپنی BMW کے لئے لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ لڑ رہے ہیں۔

<u>ملا رحمانی اور عارف نکئی کا موازنہ:</u> میں دیر تک ملا محمد حسن رحمانی اور سردار محمد عارف نکئی کا موازنہ کرتا رہا اور آخر کار یہ سوچ کر سر جھٹک دیا کہ کہاں تصوراتی آسائشوں سے آراستہ جدید ترین گاڑی میں جلوہ فگن شخص اور کہاں قندھار کی گرد آلود سہ پہر میں ادھڑی ہوئی فٹ پاتھ' پر لاٹھی ٹیکتا مولوی۔ دونوں رئیسانِ ولایت سہی لیکن جاہ و جلال اور فقر و غنا کے معیارات اور پیمانے جدا جدا ہوتے ہیں۔ گاڑیاں واپس آ رہی تھیں۔ میری نگاہیں احمد شاہ ابدالی کے مزار کے پرشکوہ نیلگوں گنبد کی طرف اٹھ گئیں۔ میں BMW اور قندھار کی ادھڑی ہوئی فٹ پاتھ کے آشوب سے نکل کر بہت دور سرزمین ہسپانیہ کی سمت جا نکلا اور میرے ذہن میں اردو کی سب سے عظیم نظم مسجد قرطبہ کے اشعار گونجنے لگے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں' کارکشاؤ کارساز

خاکی و نوری نہاد' بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

اس کی امیدیں قلیل' اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب' اس کی نگہ دل نواز

نرم دم گفتگو' گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو' پاک دل و پاکباز

نقطہ پرکار حق' مرد خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام' وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وہ' عشق کا حاصل ہے وہ
حلقہ آفاق میں گرمیِ محفل ہے وہ

علامہ اقبال کے کلام کی شوکت و عظمت نے ایسا جادو جگایا کہ میں BMW کے لئے ہلکان ہوتی ہوئی وطن عزیز کی پست قامت قیادت کے تصور سے آزردہ ہو گیا اور مغرب کے کچھ دیر بعد قندھار کی رات کے اولین لمحوں میں یہ آزردگی گہرے دکھ میں بدل گئی۔ عصر کی نماز طالبان ہمیں قندھار کے مضافات میں لے گئے۔ آب رواں اور انگوروں کے باغات کے دلکشا منظر نے سفر کی ساری تھکن اتار دی۔

قندھار کے مضافات کی شام ملا عمر امیر المومنین کی تنہا گاڑی چلاتے ہوئے اچانک آمد: مولانا سمیع الحق کی روایتی شگفتگی کھلی فضاؤں کی مشکبو ہواؤں نے دو چند کر دی۔ اب کے ہم مولانا کی ہی گاڑی میں بیٹھے تھے خوش رنگ شعروں کے شگوفے پھوٹنے لگے۔ اور پہاڑوں سے اترتی قندھار کی خوبصورت شام پازیب بجاتی پلک جھپکنے میں وادی کے عین بیچ آ کھڑی ہوئی۔ کسی مجاہد نے اذان دی۔ دریائے ارغنداب کے نواح میں بہتے پانی کی ایک نہر سے سب نے وضو کیا' مولانا سمیع الحق کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اندھیرا غالب ہو رہا تھا اور وادی میں خنک شام بڑی بھلی لگ رہی تھی۔ مخالف سمت سے ہمیں دو تین گاڑیوں کی روشنیاں نظر آئیں جو کچی سڑک پر ہچکولے کھاتی آ رہی تھیں۔ یہ علاقہ کسی قدر بے آباد اور ویران تھا۔ طالبان بھی چوکنے ہو گئے۔ گاڑیاں قریب آئیں اور رک گئیں۔ درمیان والی گاڑی کا دروازہ کھلا اور ڈرائیونگ سیٹ سے ایک سیاہ پوش نوجوان اترا۔ طالبان سراپا احترام ہو گئے۔ یہ ان کے امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند تھے۔ پہلی اور تیسری گاڑی میں ان کے محافظین سوار تھے۔ ملا عمر اتر کر ہمارے پاس آئے۔ ملے' حال احوال پوچھا' اپنے کندھے سے چادر اتار کر زمین پر ڈالی اور بیٹھ گئے۔ مولانا سمیع الحق انکے پہلو میں تھے۔ سارا مجمع حلقہ بنا کر بیٹھ گیا۔ ملا محمد عمر نے دو چار منٹ رسمی گفتگو کی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اپنی گاڑی خود ڈرائیو کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ ان کا معمول ہے۔ سرِ شام وہ اپنی اقامت گاہ سے نکلتے اور رات کا بیشتر حصہ مختلف بستیوں' شاہراہوں' پولیس چوکیوں اور عسکری مورچوں کے معائنے میں گزارتے ہیں' گراں خواب حکمرانوں کے اس عہد فسوں کار میں شب زندہ دار امیر المومنین کی یہ حکایت سب کے دلوں کو گرما گئی۔

قندھار کی ایک اور رات' پاکستانی قونصل خانے کا ایک اور ناشتہ' عزیز الرحمٰن گل سے ایک اور ملاقات اور جب سورج پہاڑوں کی اوٹ سے خاصا اوپر اٹھ آیا تو اعلان ہوا کہ قافلہ شوق روانگی کی تیاری کرے۔ گاڑیاں لگ گئیں۔

اور اب ہرات کے طرف، وحشت نشان ایئر پورٹ اور بوئنگ کی حالت زار: طالبان کی صف اول کی قیادت نے ہمیں الوداع کہا اور گاڑیاں ٹوٹی پھوٹی سڑک پر ہچکولے کھاتی ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئیں' چند ہی منٹوں میں داماں دریدہ شہر نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ہم ہرات کے تاریخی شہر کے خواب بننے لگے۔ ایئر پورٹ کم و بیش پچیس تیس کلومیٹر شہر سے باہر ہے۔ صدر دروازے پر متعین طالبان نے بیریئر اٹھا دیا اور ہم ایئر پورٹ کے حدود میں داخل ہو گئے۔ رن وے پر آریانا ایئر لائن کا ایک بوئنگ طیارہ کھڑا تھا۔ ذرا دور روسی ساخت کا ایک پرانا زنگ آلود مال بردار جہاز اپنی جوانمرگی کا ماتم کر رہا تھا۔ مولانا سمیع الحق کے لئے وی آئی پی روم کھول دیا گیا۔ جس میں صوفوں کے ساتھ ساتھ دبیز قالین بچھے تھے اور دیواروں سے بڑے بڑے گاؤ تکیے لگے تھے' پچاس کے لگ بھگ پورا قافلہ وی آئی پی تھا کہ اس کے قائد کو وی آئی پی کا درجہ حاصل تھا۔ معلوم ہوا کہ مولانا سمیع الحق رات گئے تک طالبان رہنماؤں سے تبادلہ خیال کرتے رہے۔

ہماری نگاہوں میں آریانا ایئر لائن کا رنگین وطرح دار بوئنگ گھوم رہا تھا اور میں ایک آرام وہ سفر کے احساس سے سرشار وی آئی پی لاؤنج سے باہر نکل آیا۔ شاید کسی دور میں یہ ایک بڑا اور معروف اور پررونق ہوائی اڈہ ہو گا۔ لیکن اب اس کے سارے اجزائے ہستی پریشان ہو چکے تھے' کوئی ویرانی سی ویرانی تھی' اداسیاں بال بکھرائے رو رہی تھیں' در و دیوار کسی ایسی بستی کی تصویر پیش کر رہے تھے' لگا کے آگ جسے کارواں روانہ ہوا' اس ہوائی اڈے پر بس ''ہوا'' تھی یا ''اڈا''۔ روسیوں کو رخصت ہوئے آٹھ سال ہو چکے ہیں' لیکن قندھار کا ہوائی اڈہ ابھی تک وحشت

نشاں ہے۔ میں باہر کے نادیدنی منظر سے اکتا کر اندر پلٹ آیا۔ اعلان ہوا کہ طیارے میں چلئے۔ صحافی اور مولانا سمیع الحق کا درجہ خصوصی مہمانوں کا تھا اس لئے انہیں آخر میں زحمت دی گئی۔ رن وے پر آئے تو دیکھا کہ مسافر زنگ آلود مال بردار روسی طیارے کے شکم میں گھسے جارہے ہیں' میری پیشانی پر ٹھنڈے پسینے کے قطرے ابھر آئے۔ ''کیا یہ طیارہ ہمیں ہرات لے جائے گا؟'' مسلح طالبان دائیں بائیں پرے باندھے کھڑے تھے اور فرار کا کوئی راستہ نہ تھا۔ میں نے لرزتے پاؤں کے ساتھ طیارے کی دم سے لگی سیڑھی پر قدم رکھا اور یوں اس سیاہ فام شارک کے پیٹ میں گھس گیا جیسے کوئی مقتل میں داخل ہوتا ہے۔ دھوپ میں مسلسل کھڑا رہنے کے باعث جہاز کا اندرونی حصہ فولادی بھٹی بنا ہوا تھا' چند لمحوں کپڑے پسینے سے تر ہو گئے۔ ایئر کنڈیشنگ کا نظام نہ جانے کب سے دم توڑ چکا تھا۔ میں مولانا سمیع الحق کے پہلو میں بیٹھا تھا لیکن طیارے کی منصف مزاج جدت کیلئے محمود و ایاز سب برابر تھے' ایک ارادت مند نے مولانا کا چغہ اتارا کہ وہ اس نامہربان گرمی سے نڈھال نہ ہو جائیں۔ اب پائلٹ کا انتظار شروع ہوا۔ طالبان وقفے وقفے سے مختلف خبریں لاتے رہے۔ ذرا دیر بعد ایک مستند قسم کا طالب جہاز میں داخل ہوا اور ہم کسی معتبر اطلاع کے لئے گوش برآواز ہو گئے۔ وہی ملیشیئے کا بے ڈھب' سوٹ' سر پر سیاہ پگڑی' کندھیا پہ چادر اور لمبی گھنی سیاہ داڑھی۔ اس ''طالب'' نے ہم پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور کاک پٹ میں داخل ہو کر انجن اسٹارٹ کیا رن وے پر جہاز کو دو چکر دیئے اور فضا میں اٹھا دیا۔ بے یقینی اور سراسیمگی نے جہاز کے اندر تنبو تان لئے۔ مولانا سمیع الحق نے ایک طویل دعا کی اور ہم نے اپنا آپ ان دعاؤں کی آغوش میں ڈال دیا جو ہمیں یاد تھیں' کوئی آدھ گھنٹہ بعد ہمارے پاؤں کو ذرا خنکی محسوس ہوئی یوں لگا کہ جہاز کے نیم جاں ایئر کنڈیشننگ نظام کی کسی رگ میں زندگی کی رمق باقی ہے' میں نے اور مولانا سمیع الحق نے طیارے کے فرش پر ایک چادر بچھائی اور اس پر فرو کش ہو گئے۔ نیچے کی آب و ہوا خاصی حد تک گوارا تھی۔

<u>ہرات ایئر پورٹ گورنر یار محمد خان کا استقبال:</u> ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد طیارے نے ہرات ایئر پورٹ کے رن وے کو چھوا تو خزاں رسیدہ پتوں جیسے چہروں پر قندھاری اناروں کی سی سرخی و بشاشت کھل اٹھی' عقبی پھاٹک کھلتے ہی روسی ساخت کے AN-۳۲ مال بردار فوجی طیارے سے ہم لوگ اس تیزی کے ساتھ نکلے جیسے در زندان کھل گیا ہو۔ ایئر پورٹ پر ہرات کے قائدین کی ایک لمبی قطار منتظر تھی۔ گورنر ہرات ملا یار محمد خان نے آگے بڑھ کر مجاہدوں کی سی گرمجوشی سے مولانا سمیع الحق کا استقبال کیا مولانا نے سب سے پہلے قبیلہ ''صحافیان'' کا تعارف کرایا۔ طالبان کسی بھی معزز مہمان کے لئے عزت افزائی کی جتنی سوغات پیش کر سکتے تھے' پیش کر دی' گاڑیوں کا قافلہ ایئر پورٹ کی حدود سے نکل کر ہرات جانے والی شاہراہ پر پہنچا تو دونوں طرف کھڑے کھجور کے عمر رسیدہ درختوں نے شہر کی قدامت و بزرگی کی چغلی کھائی۔ یہ سڑک بھی زخم خوردہ تھی اور مہم جوئی کے اس موسم میں کسی کے پاس ان زخموں پر مرہم رکھنے کا وقت نہ تھا۔ ہرات شہر جنگ کی تباہ کاریوں سے خاصا محفوظ لگا۔ جل تھل کا وہ عالم نہ تھا جو ہم قندھار میں دیکھ آئے تھے لیکن درو دیوار کی پیشانیاں گزر جانے والی رُتوں کی کہانیاں کہہ رہی تھیں' بھرے پُرے بازاروں اور پر رونق چوراہوں سے گزرتے ہوئے ہم ایک وسیع و عریض عمارت کے اندر داخل ہوئے جس کے صدر دروازے پر ''باغ آزادی'' کی تختی لگی تھی۔ یہ واقعی ایک باغ تھا۔ درختوں کے گھرے سبز پتوں سے جھانکتے سرخ انار عجب بہار دکھا رہے تھے' باغ کے بیچوں بیچ ایک عمدہ عمارت بنی تھی جو ہرات کا سرکاری مہمان خانہ ہے۔ گورنر ہرات کی معیت میں ہم اس مہمان خانے میں داخل ہوئے۔ بیشتر مہمانوں کو ادھر ادھر کے کمروں میں جگہ دی گئی۔ ہمیں مولانا سمیع الحق کی مصاحبت میں خصوصی ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا۔

<u>ملا یار محمد خان کی مختصر کہانی ان کی زبانی:</u> گورنر ہرات ملا یار محمد خان بھی وہیں بیٹھ گئے اور باتیں چل نکلیں۔

چالیس سال کے لگ بھگ عمر کا بڑا حصہ جہاد کی سخت جانی کی نذر کرنے والے گورنر کی باتوں میں حقیقت کا چاؤ بھی تھا اعتماد کی پختگی بھی اور صداقت کی شیرینی بھی۔ لفظوں کے ضیاع سے بچتے ہوئے تھوڑی بات میں ڈھیر سارے معنی۔ گورنر نے ہمیں بتایا کہ وہ سوویت یونین کے خلاف جہاد کی صفِ اول میں رہے۔ قندھار ایئرپورٹ کا محاذ ان کی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ بھرپور جوانی کے سارے دن اور ساری راتیں سنگلاخ پہاڑی مورچوں کی نذر ہوگئیں مولوی نبی محمد محمدی کی حرکت انقلاب اسلامی اور مولوی یونس خالص کی حزب اسلامی میں شامل رہے۔ ۱۹۸۰ء کے آغاز کے جنوں خیز دنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ملا یار محمد خان نے کہا کہ خبیث روس افغان قوم کو ہڑپ کرنے اور ساری ملت اسلامیہ کی غارتگری کا مکروہ منصوبہ بنا کر ہماری سرزمین پر آدھمکا تو علماء نے جہاد کا فتویٰ جاری کر دیا۔ اس فتوے کے بعد ہم پر گھروں کا سکون حرام ہوگیا اور ہم اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان کارزار میں کود پڑے۔ یہ دو ملکوں کی نہیں' کفر اور اسلام کی جنگ تھی' دین اور لادینیت کی جنگ تھی' ہم نے اپنی بے سروسامانی کو اپنے راستے کی رکاوٹ نہ بننے دیا اور ہلکے تھے یا بھاری' جہاد کے لئے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ پاکستان پہلا ملک تھا جو ہمارے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوگیا۔ پاکستان کے کونے کونے سے مجاہدین آکر ہمارے ساتھ جہاد میں شامل ہوتے رہے' کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ صرف روس اور کابل کی لڑائی ہے لیکن روس کے ماضی کو جاننے والے باخبر تھے کہ افغانستان کے بعد پاکستان کی باری آئے گی۔ پھر ایران اور پھر مشرق وسطیٰ اور پھر سعودی عرب کی باری آئے گی۔ یہ پوری ملت اسلامیہ کی جنگ تھی اور ہم شکر گزار ہیں کہ ملت نے وقت کی آواز پر کان دھرتے ہوئے اسے اپنی ہی جنگ سمجھ کر لڑا۔ امت ہی کی جدوجہد اور امت ہی کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد میں کامیابی عطا کی اور روس خائب وخاسر ہوکر یہاں سے نکل گیا۔ اس کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے قائدین مل بیٹھ کر ایک پائیدار حکومت قائم کرتے جو امت ہی کے تعاون سے افغانستان کی تعمیر نو کرتی لیکن ہوا یہ کہ جہاد فساد میں بدل گیا اور افغانستان کے عوام کے دکھوں کا ازالہ نہ ہوسکا۔ تب ہم لوگ ملا محمد عمر اخوند کی قیادت میں اکٹھے ہوگئے۔ ہم نہ جنگ چاہتے ہیں نہ فساد۔ ہم نے کسی شہر اور کسی گاؤں پر حملہ نہیں کیا۔ ہم وہاں پر قابض لوگوں کو امن اور محبت کا پیغام بھیجتے ہیں۔ انہیں کہتے ہیں کہ آؤ ہم مل جل کر لوگوں کے دکھوں کا خاتمہ کریں اور اسلامی نظام قائم کریں' ہم نے ہرات کے گورنر اسماعیل خان کے پاس بھی کئی ایلچی بھیجے۔ ہم نے کہا کہ ہمارے ساتھ مل کر امن وامان اور اسلامی نظام کے لئے کام کرو' ہمیں اقتدار کا لالچ نہیں بے شک تم ہرات کے گورنر رہو لیکن ہمارے نظم میں آجاؤ۔ جگہ جگہ شہر شہر چھاؤنیاں بنی ہوں اور الگ الگ افراد حکم چلا رہے ہوں تو کوئی مرکزی نظام نہیں بن سکتا۔ افراتفری اور فساد پھیلتا ہے' ہم نے اسمٰعیل خان کے پاس علماء بھیجے۔ سفید ریش بزرگ اور معززین بھیجے لیکن اس نے کسی کی بات نہ مانی' اس نے کہا کہ میں کسی طرح بھی اپنے اقتدار اور اپنی قوت میں کمی نہیں ہونے دوں گا۔ اس نے اسی پر بس نہ کی' آگے بڑھ کر ہم پر حملہ کر دیا۔ ہمارے علاقوں سے کئی چور' بدمعاش اور ڈاکو بھاگ کر یہاں ہرات میں پناہ لئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے بھی اس حملے میں حصہ لیا۔

کمانڈر اسماعیل خان کی مزاحمت ۸سو طالبان سے تیس ہزار فوج کی پسپائی: ادھر صرف آٹھ سو طالبان تھے' لیکن اللہ کی نصرت ہمارے ساتھ تھی' پانچ ہی دن بعد جب ہم نے جوابی حملہ کیا تو اسماعیل خان کو پانچ سو میل دور تک دھکیل دیا۔ آپ یہاں کے لوگوں سے پوچھیں کہ ہرات اور قبضہ کس طرح ہوا۔ ابھی آپ جس ایئرپورٹ پر اترے ہیں' اس کے سامنے آپ نے پہاڑیوں کا سلسلہ دیکھا ہوگا۔ طالبان ان پہاڑیوں تک پہنچے تو اسماعیل خان خود یہاں سے مقابلے کیلئے نکلا' ایئرپورٹ سے آگے اس نے مورچے بنائے' ہرات بہت بڑی چھاؤنی ہے۔ یہاں فوج کا کور ہیڈ کوارٹر تھا۔ بھاری توپیں' ٹینک' ہیلی کاپٹر جنگی طیارے سب کچھ تھا۔ اسلحہ اور گولہ بارود کی بھی کمی نہ تھی' تیس ہزار سے زائد باقاعدہ سپاہ موجود تھی' لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ پانچ سو طالبان پہاڑوں سے اترے' ہلکے ہتھیاروں کے

فائروں کا تبادلہ ہوا۔ اسماعیل خان وہاں سے سیدھا پلٹ کر گھر آیا اپنے بیوی بچوں کو لے کر ہیلی کاپٹر پہنچے کہ ایران بھاگ جائے لیکن کوئی پائلٹ اس کا ہیلی کا پٹر اڑانے پر آمادہ نہ ہوا۔ بے بسی کے عالم میں اس نے دو گاڑیاں لیں ۔ اپنے گھر والوں کو بٹھا اور ایران کی سرحد کے اس طرف چلا گیا۔ ہم انتہائی پرامن طریقے سے شہر کے اندر داخل ہو گئے جہاں کے لوگوں نے ہمارا زبردست خیر مقدم کیا۔ آج یہاں امن وانصاف کی وہی کیفیت ہے جو آپ قندھار یا طالبان کے زیر کنٹرول کسی بھی دوسرے صوبے میں دیکھ سکتے ہیں۔

گورنر صاحب کی گفتگو میں سادگی و پرکاری کی کیفیت نے ہمیں بڑا متاثر کیا۔ ملا یار محمد خان افغان جہاد میں ایک جری مجاہد اور زورآور کمانڈر کی حیثیت سے معروف ہوا۔ اسے اسٹنگر میزائل داغنے کا ماہر خیال کیا جاتا تھا۔ ٹینکوں اور دور مار توپوں اور آر پی جی کی مدد سے اس نے سوویت یونین کے اکیس طیارے گرائے جو ایک ریکارڈ ہے۔ ان طیاروں میں جیٹ فائٹر' گن شپ ہیلی کاپٹر اور مال بردار طیارے شامل تھے۔ جہاد کے دنوں کے یہ تابندہ کارنامے ملا یار محمد خان کا حقیقی سرمایہ افتخار ہیں جس کے سامنے ہرات کی گورنری بڑی بے رنگ اور پھیکی پھیکی سی لگتی ہے۔ ہم نے قلندرانہ اداؤں کی جھلک تو لمحہ لمحہ دیکھی لیکن سکندرانہ جلال کا جلوہ کبھی نہ دکھائی دیا۔

<u>عوام میں مقبول اسماعیل خان کی فرار کی وجہ</u>: ہرات کے سابق گورنر اسماعیل خان کی شہرت ایک اچھے فائٹر کی تھی' اس کا شمار پروفیسر برہان الدین ربانی کے حوصلہ مند اور توانا ساتھیوں میں ہوتا تھا' اس نے طالبان سے مقابلہ کئے بغیر راہ فرار کیوں اختیار کرلی؟ یہ سوال میرے ذہن میں مسلسل کھٹکتا رہا اور میں اپنے طور پر دائیں بائیں سے اس کا جواب تلاش کرنے کی کوشش میں رہا۔ ہرات میں مختصر سے قیام کے دوران میں مجھے اندازہ ہوا کہ اسماعیل خان ایک اچھا منتظم تھا' صوبے کے نظم ونسق کو سنبھالنے اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے اس نے قابل قدر کام کیا۔ وہ اپنے عوام میں اس قدر مقبول تھا کہ جہاں جاتا اس کے گرد لوگوں کے ٹھٹھ لگ جاتے جمعہ کی نماز کے بعد اس کیلئے اپنے محافظین کی مدد کے بغیر مسجد سے نکلنا مشکل ہو جاتا۔ لوگ اس کے ہاتھوں کو چومنا اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو ایک نظر دیکھنا بھی سعادت خیال کرتے تھے' وہ مرکزی شوریٰ کی ایک توانا آواز تھی' اپنی سپاہ پر اس کا حکم چلتا تھا اور وہ خودسری کی حد تک سرکشیدہ ہو گیا تھا' دلا "دل آرام" سے شرمناک پسپائی نے اسماعیل خان کے مرتبہ ومقام پر کارگر ضرب لگائی۔ کابل کی مرکزی قیادت پہلے ہی اسماعیل خان کی طرحداری سے خوفزدہ تھی ایک معقول بہانہ ملتے ہی صدر ربانی نے اسے گورنری کے منصب سے معزول کر دیا۔ اسماعیل کے لئے یہ سب کچھ غیر متوقع تھا۔ دل برداشتگی کے اعصاب شکن کیفیت سے وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ طالبان سر پر آ گئے۔ نئے گورنر نے ابھی منصب نہیں سنبھالا تھا اور معزول گورنر جانسپاری کے ساتھ شہر کا دفاع نہ کر سکا۔ اس کے لئے عوام کی عقیدتیں بھی مرجھا چکی تھیں اور سپاہ بھی برطرف سالار کے حکم پر زندگی اور موت کا معرکہ لڑنے پر آمادہ نہ تھی۔ ہوا کا رخ بدلا ہوا تھا اور طالبان امڈے چلے آ رہے تھے' ان حالات میں اسماعیل خان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی سلامتی کے لئے فرار کا راستہ اختیار کرے سو اس نے یہی کچھ کیا۔ اسماعیل خان اس وقت ایران میں ہے اور طالبان کا کہنا ہے کہ وہ ایرانی حکومت کی مدد سے جتھہ بندی کر رہا ہے' اس کے جوابی حملے کا خدشہ مسلسل رہتا ہے اور ایران سے ملنے والی سرحدی پٹی پر طالبان کی فوج ہر آن چوکنا رہتی ہے' اسمٰعیل خان کے کمانڈر علاؤ الدین خان نے ایک اچانک یلغار کر کے صوبہ غور پر قبضہ بھی کر لیا تھا لیکن طالبان نے وقت گنوائے بغیر اُسے ایران میں دھکیل دیا۔

<u>پررونق ہرات پر ایک نظر</u>: ہرات' قندھار کی نسبت کہیں بھرا پُرا لگا۔ زیادہ بارونق' زیادہ آباد' زیادہ پُرہجوم' گورنر ہرات نے نہایت ہی پرتکلف لنچ کا اہتمام کر رکھا تھا۔ میرے ساتھیوں کے دل میں قندھار کے قدیم شہر اور یہاں کے تاریخی عمارات دیکھنے کا شوق انگڑائیاں لے رہا تھا' وہ بے تاب ہوئے جا رہے تھے کہ اب دسترخوان سمٹے اور کب ہم حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ

اور امام فخر الدین رازی کے مزارات مقدس پر حاضری دی' دستر خوان تو جلد سمٹ گیا لیکن ہرات کے تومند دنبوں کے گراں بار ظہرانے نے ہمارے قافلہ سالار مولانا سمیع الحق اور ان کے ارادتمندان وفا کیش پر مستی سرشاری کی ایسی کیفیت طاری کی کہ چند لمحوں میں پورا مہمان خانہ خراٹوں سے گونجنے لگا اور یہ طلسم اس وقت ٹوٹا جب درختوں کے سائے بہت لمبے ہو گئے اور فضا میں اذان عصر کی روح پرور گونج رس گھولنے لگی۔

ہری رُود کی زرخیز وشاداب وادی اور وسیع وعریض میدانوں پر مشتمل ولایت ہرات کا شمار افغانستان کے اہم ترین صوبوں میں ہوتا ہے' کوہستان ہزارہ اور سرحد ایران کے درمیان واقع یہ علاقہ جغرافیائی اعتبار سے زبردست اہمیت کا حامل ہے۔ افغانستان کے شمالی علاقوں میں سر بفلک پہاڑوں اور سنگلاخ چٹانوں کی وجہ سے راستے انتہائی دشوار گزار ہیں' لیکن جوں جوں یہ کوہستانی سلسلے جنوب اور مغرب کی طرف بڑھتے ہیں' ان کی بلندی کم ہوتی چلی جاتی ہے اور آمدورفت کی راہیں کشادہ ہونے لگتی ہیں' ہرات قندھار ہائی وے جس طرح آج ایک مصروف تجارتی شاہراہ ہے اسی طرح ماضی میں بھی آمدورفت کا اہم وسیلہ رہی ہے۔ یہ راستہ قدیم زمانے میں عسکری مہمات کیلئے بھی استعمال ہوتا رہا۔ جب عظیم کوہ پاروپامیس (Paropamsus) ہرات کی دہلیز تک پہنچا ہے تو اس کی بلندی کم ہوتے ہوتے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں جتنی رہ جاتی ہے اس لئے ترکمانستان کو جانے والا زمینی راستہ سال بھر استعمال کیلئے کھلا رہتا ہے' آج کل ہرات' ترکمانستان اور ایران کے ساتھ تجارت کا اہم مرکز بن چکا ہے اور طالبان کی حکومت کیلئے محصولات کی فراہمی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ بندر عباس سے لدے پھندے تجارتی کارواں ہرات سے ہوتے ہوئے قندھار اور پھر چمن جارہے ہیں' تعلقات کی کشیدگی کے باوجود طالبان نے ایران سے تجارتی تعلقات استوار کررکھے ہیں اور ورکنگ ریلیشنز working relations پوری طرح بحال ہیں۔

مقبرۂ خواجہ عبداللہ انصاری کی زیارت: سرِ شام قافلہ شوق' امیر کارواں مولانا سمیع الحق کی معیت میں سب سے پہلے حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کے مزار اقدس پر پہنچا۔ سات پشتوں کے بعد آپ کا شجرہ نسب صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاریؓ سے جا ملتا ہے۔ خواجہ عبداللہ انصاری کے بزرگ' حضرت عثمانؓ کے عہد میں کسی جنگی مہم کے ساتھ یہاں آئے اور ہرات کی شاداب زمین نے ان کے پاؤں پکڑ لئے۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا ۴۸۱ھ میں انتقال ہوا۔ ہرات سے ترکمانستان جانے الی شاہراہ سے ذرا ہٹ کر ابواسماعیل حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا مزار اسلامی فن تعمیر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ آفت زدہ ہرات میں اس مقبرے کی آب وتاب قائم رکھنے کا وقت کس کے پاس تھا سوائے تاریخ لحہ بہ لحہ نکھار رہی ہے' لیکن بوسیدگی کے باوجود اس کی شوکت وحشمت میں کوئی کمی نہیں آئی روحانی آسودگی اور عقیدت میں رچے بسے اس ماحول نے دلوں کو گداز کردیا اور ہرات ہمیں اپنا اپنا سا لگنے لگا۔

سنگ تراشی کا ایک حسین شہ پارہ O جوانمرگ بیٹے کے باپ کا دل ریزہ ریزہ: ذرا فاصلے پر مسجد کے بلندوبالا چبوترے سے نیچے سلطان حسین کے جوانمرگ بیٹے کی قبر ہے' جس کا تعویذ فن سنگ تراشی کا حسین شہ پارہ ہے۔ ایک بہت بڑے پتھر پر اس فنی مہارت اور باریکی کے ساتھ چھوٹے چھوٹے نقش ونگار تراشے گئے ہیں جیسے سونے کے زیورات پر نقش گری کی گئی ہو۔ بیل بوٹوں کے ساتھ عمدہ خطِ نسخ میں آیات کندہ کی گئی ہیں' یہ شہ پارہ سنگتراش استاد شمس الدین ہفت اقلیم کی فنی مہارت کا لافانی نمونہ ہے۔ اس پتھر پر نقش ونگار بنانے میں استاد شمس الدین کو سات سال لگ گئے اور سلطان حسین جوانمرگ بیٹے کی موت کے دکھ سے سات سال آنکھ مچولی کھیلتا رہا۔ وہ باقاعدگی سے استاد کے پاس جاتا اور "سنگِ تعویز" کے کام کی پیش رفت کا جائزہ لیتا رہا۔ مجروح محبتیں بھی کیسی کیسی پناہ گاہیں ڈھونڈ لیتی ہیں اور خونِ جگر کیسے کیسے معجزہ ہائے فن کی نمود کرتا ہے؟ میں پتھر کی سیاہی مائل منقش سل کو دیکھتا رہا جس کے ایک ایک پھول ایک ایک کلی اور ایک ایک پتی میں جوانمرگ بیٹے کے غمزدہ باپ کا دل ریزہ ریزہ ہو کر دمک رہا تھا۔

امیر دوست محمد خان کا مزار اور اس کے مختلف حالات: چھوٹی بڑی قبروں اور مزاروں کے اس علاقے میں میں ایک اور مرقد پہ لے جایا گیا۔ یہ امیر دوست محمد خان کا مزار تھا افغانستان کی تاریخ کا ایک زندہ و بیدار اور جری کردار جس کے جنون نے کبھی فارغ بیٹھنا نہ سیکھا تھا۔ ۱۷۷۳ء میں احمد شاہ ابدالی کی وفات کے بعد عرصے تک افراتفری کی سی کیفیت رہی۔ ۱۸۰۱ء میں احمد شاہ ابدالی کا پوتا شاہ زمان اپنے دادا کی مفتوحہ زمینیں واپس لینے برصغیر کی طرف بڑھا تو انگریزوں کے کان کھڑے ہوئے۔ انگریز گورنر جنرل نے شاہ ایران سے مل کر شاہ زمان کے حریف سوتیلے بھائی محمود کو آلہ کار بنایا جس نے شاہ زمان کو شکست دے کر اپنی حکومت قائم کر لی۔ دو ہی سال بعد شاہ زمان کے بھائی شجاع الدین نے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا اور محمود شاہ کو قلعہ بالا حصار کی اسی کوٹھڑی میں ڈال دیا جہاں شاہ زمان دو سال سے قید تھا۔ سازشیں جاری رہیں۔ ۱۸۰۹ء میں محمود کے ایک وفادار سردار فتح خان نے شجاع الدین کو شکست دے کر سرحد پار دھکیل دیا اور وہ مشرقی پنجاب کے شہر لدھیانہ میں پناہ گزین ہوگیا۔ شاہ محمود ایک بار پھر برسر اقتدار آ گیا چونکہ وہ سردار فتح خان بارک زئی کا مرہون احسان تھا اس لئے اصل حکومت فتح خان ہی کے ساتھ تھی۔ اس صورتحال سے عاجز آ کر شاہ محمود نے فتح خان کی دونوں آنکھیں نکال دیں اور اسے زندان میں ڈال دیا۔ ''وفاشعاری'' کے اس مظاہرے نے بارک زئی قبیلے کو آگ بگولہ کر دیا اور سردار فتح خان کے بھائی سراپا بغاوت بن گئے۔ بغاوت کو دبانے کیلئے محمود نے سردار فتح خان کو ہلاک کر دیا لیکن اس کے بھائی مزید بپھر گئے۔ چوبیس بھائیوں میں سے بیسویں نمبر والے بھائی کا نام دوست محمد خان تھا۔ ۱۸۸۱ء میں دوست محمد خان نے محمود کو شکست دے کر کابل پر قبضہ کر لیا۔ محمود اپنے بیٹے کامران کے ہمراہ ہرات کی طرف بھاگ گیا۔ درانی خاندان کی حکومت ختم ہوگئی لیکن ربع صدی تک افغانستان میں بے چینی کا راج رہا۔ چھ سات سالوں میں کابل، غزنی اور جلال آباد پر قبضہ کر کے دوست محمد خان نے ''محمد زئی'' خاندان کی حکومت کی بنیاد تو رکھ دی لیکن سازشیں جاری رہیں۔ پشاور کو سکھوں سے آزاد کرانے کے لئے دوست محمد خان نے انگریزوں سے مدد چاہی لیکن بیل منڈھے نہ چڑھی۔ انگریز نے اپنے مقاصد کیلئے درانی شہزادہ شاہ شجاع کو کٹھ پتلی حکمران کے طور پر بٹھا دیا جو کبھی افغان عوام کے دلوں میں گھر نہ کر سکا۔ دوست محمد خان بخارا کی سمت فرار ہوگیا۔ بہت جلد غیر مقبول شاہ شجاع کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں شروع ہوگئیں۔ انگریز سپاہ اپنے شہزادے کا تحفظ نہ کر سکی۔ فضا کو سازگار پا کر دوست محمد خان افغانستان واپس آ گیا اور قوم پرستوں کی قیادت سنبھال لی۔ کابل کے نواح میں ایک زبردست معرکے میں جنرل سیل کو عبرتناک شکست دینے کے صرف ایک روز بعد دوست محمد خان برطانوی سپاہ کے ہاتھوں قید ہوگیا۔ اسے بیوی بچوں سمیت ہندوستان بھیج دیا گیا۔

برطانوی سپاہ کی ذلت آمیز شکست اور تباہی: قوم پرستوں کی قیادت دوست محمد خان کے بیٹے اکبر خان نے سنبھال لی اور آخر کار برطانوی سپاہ جنوری ۱۸۴۲ء میں افغانستان سے نکلنے لگی۔ اکبر خان نے اسے جانے نہ دیا اور پہاڑوں کی کمین گاہوں سے تباہ کن حملے جاری رکھے۔ ساڑھے سولہ ہزار برطانوی سپاہ مولی گاجر کی طرح کٹ گئی۔ کئی دن بعد برائیڈن نامی ایک انگریز زخموں سے نڈھال جلال آباد پہنچا اور اس نے ساڑھے سولہ ہزار سپاہ کے انجام بد کی خبر دی۔ یہ انگریزی فوج کا زندہ بچ جانے والا واحد سپاہی تھا زخم خوردہ انگریز نے خیر سگالی کی فضا قائم کرنے کیلئے دوست محمد خان کو رہا کر دیا اور اس نے ۱۸۴۳ء میں ایک بار پھر تخت کابل کی باگ ڈور سنبھالی لی۔ اپنے عہد اقتدار میں دوست محمد خان کے دل میں ہرات پر قبضے کی آرزو مسلسل مچلتی رہی۔ تقریباً بیس سال بعد مئی ۱۸۶۳ء میں وہ ہرات پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا اور ''تکمیل آرزو'' کے صرف ایک ماہ بعد جون ۱۸۶۳ میں اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ ایک صدی سے زیادہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود امیر دوست محمد خان آج بھی افغانیوں کے سینوں میں دل بن کر دھڑکتا ہے۔ بعض نمایاں کمزوریوں اور کوتاہیوں

کے باوجود تاریخ اسے اچھے منتظم اور کامیاب حکمراں کی حیثیت سے یاد کرتی ہے۔ معاشی حالات کی بہتری کے اعتبار سے دوست محمد خان کے بیس سالہ عہد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ دو عشروں تک کابل پر حکومت کرنے والا دوست محمد خان صرف مرنے کیلئے ہرات آیا اور تاریخی عظمتوں کے امین اس شہر کی مٹی اوڑھ کر ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

<u>مزار شہدائے گمنام عقیدتوں کا سب سے بڑا مرکز:</u> شام گہری ہونے لگی تھی اور ہمیں کئی اور مقامات بھی دیکھنا تھے۔ مولانا سمیع الحق طالبان کے حلقہ ارادت کی گرمجوشیوں میں گھرے سراپا حرکت بنے ہوئے تھے۔ کارواں وہاں سے نکلا اور ایک وسیع میدان میں جا پہنچا جو ایک پارک کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ ہم جس چبوترے کے سامنے جا کے رُکے اس کی محراب پر "مزار شہدائے گمنام" کی تختی لگی تھی اور چبوترے پر جہازی سائز کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ یہ ہرات کے وہ بیٹے ہیں جو سوویت یونین کی بربریت کا نشانہ بنے اور افغانیوں کو اس فرعونی قوت کے خلاف عزم جہاد دے گئے۔ ۱۹۷۹ء میں ہرات کی فوجی چھاؤنی میں جب روسیوں کے خلاف بغاوت کا شعلہ بھڑکا تو سرخ سامراج بے قابو ہو گیا۔ شہر پر وحشیانہ بمباری کی گئی۔ پچیس ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے۔ ہرات کا کوئی گھرانہ ایسا نہیں جس نے تاریخ کی بارگاہ میں اپنے لہو سے شہادت رقم نہ کی ہو۔ کرفیو لگا۔ روسیوں نے گلی کوچوں میں بکھری لاشوں کو بلڈوزروں کے ذریعے اکٹھا کیا۔ کوڑا اٹھانے والی گاڑیوں میں ڈالا اور اس میدان میں لا کر بڑے بڑے گڑھوں میں ڈال دیا۔ اسماعیل خان نے اپنے دور میں ان گڑھوں کی کھدائی کرائی اور بالائی سطح پر بڑے بڑے شیشے لگا دیئے۔ ان شیشوں کے نیچے شہیدوں کی میتیں' ان کے زخموں' ان کے کٹے پھٹے اعضا اور ان کے لباسوں سمیت دکھائی دیتی تھیں' ہرات کے لوگ جمعہ کے جمعہ شام کے وقت اس وسیع و عریض پارک میں جمع ہوتے' شہداء کے مزاروں پر حاضری دیتے اور یادوں کے دیے جلا کر گھروں کو پلٹ جاتے۔ طالبان کے قبضے کے بعد اسے خلاف اسلام قرار دے کر شیشے توڑ دیئے گئے اور بڑے بڑے گڑھوں کو باقاعدہ قبروں کی شکل دے دی گئی۔ یہ پارک نما میدان اب بھی اہل ہرات کی عقیدتوں اور محبتوں کا سب سے بڑا مرکز ہے اور جمعہ کے دن ہزاروں گھرانے یہاں جمع ہو کر گئے دنوں کی روشنی سے آنے والے زمانوں کو اُجالنے کا عزم لیتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سورج پہاڑوں کے پیچھے چھپ چکا تھا اور سُرمگیں چادر نے ساری شہادت گاہ کو ڈھانپ دیا تھا مولانا کی دعا کے الفاظ جگنوؤں کی طرح پُر افشاں تھے اور میرا دل بے کراں شہادتوں کے باوجود بے ثمر افغانستان کے دکھ سے بوجھل ہوا جا رہا تھا۔ جب ہم شہر کی حدود میں داخل ہوئے تو در و بام پر تاریکی کا راج تھا۔ بجلی کا نظام اب تک بحال نہیں ہو سکا جو محدود مقدار میسر ہے وہ چند ضروری عمارات کو فراہم کی جا رہی ہے۔

<u>باغ آزادی میں شاندار عشائیہ:</u> ان میں سے ایک "باغ آزادی" کا ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔ جس کے وسیع و عریض سبزہ زار میں یہاں سے وہاں تک قالین بچھے تھے' گاؤ تکیے لگے تھے' مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر سب مہمان قالینوں پر فروکش ہو گئے۔ گورنر قندھار ایک لمحے کی جدائی کو بھی حدِ ادب کے منافی خیال کرتے ہوئے بدستور مولانا سمیع الحق کے زانو سے لگے بیٹھے تھے اور طالبان بڑی سرگرمی کے ساتھ گرم قہوے سے تواضع کر رہے تھے۔ ہم مجاہدوں کی اس سرزمین کے لئے وہ اجنبی تھے جن کی لغت سخت کوشی اور سخت جانی کے الفاظ سے خالی ہے۔

<u>قبیلۂ پس ماندگان سے رابطوں کی بحالی:</u> ہمیں شیریں انگوروں اور گرم قہوے سے کہیں زیادہ "قبیلہء پسماندگان" کی فکر کھائے جا رہی تھی اور سب اس تلاش میں تھے کہ ٹیلی فون ہاتھ لگے تو اپنے اپنے گھروں کی خیریت دریافت کر لی جائے یا یوں کہیے کہ اپنی خیر خبر دے دی جائے کہ افغانستان کا سفر چاہنے والوں کے دلوں میں کتنے ہی خدشے جگا دیتا ہے۔ گورنر ہرات سے بات کی انہوں نے اپنی

گاڑی اور ڈرائیور ہمارے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ "آپ میرے گھر تشریف لے جائیں اور جہاں چاہیں بات کرلیں" گورنر ہاؤس کا حلیہ ایک متوسط درجے کے گھر کا تھا جس طرح کے گھر اسلام آباد میں گریڈ سترہ کے افسروں کو ملتے ہیں۔ ٹیلی فون ہمارے حوالے کردیا گیا۔ حکومت پاکستان کے خصوصی تعاون سے قندہار اور ہرات میں ٹیلی فون کا بوسٹر سسٹم قائم کیا گیا ہے۔ قندہار کے تمام فون نمبر کوئٹہ کے ساتھ منسلک ہیں یعنی آپ کوئٹہ سے قندہار اور قندہار سے کوئٹہ بات کریں تو یہ لوکل کال شمار ہوگی۔ اسی طرح آپ پاکستان کے کسی بھی حصے سے "۰۸۱" کا کوڈ ملا کر قندہار بات کر سکتے ہیں۔ ہرات کا مواصلاتی سلسلہ لاہور کا ہمزاد ہے۔ ہرات سے لاہور یا لاہور سے ہرات کی کال لوکل شمار ہوتی ہے۔ اور پاکستان کے کسی بھی حصے سے "۰۴۲" کا کوڈ ملا کر ہرات بات کی جاسکتی ہے۔ ہم نے گورنر ہاؤس کے برآمدے کی فرشی نشست پر گاؤتکیوں سے ٹیک لگا کر اپنے اپنے گھروں کو اپنی سلامتی کا مژدہ سنایا اور جب پلٹ کر باغ آزادی کے ریسٹ ہاؤس پہنچے تو پُرتکلف عشائیہ ہمارا منتظر تھا۔

<u>سلطان عرف امیر کرنل امام شہید سے ملاقات:</u> کرنل (ریٹائرڈ) سلطان امیر ہرات میں پاکستان کے قونصلر ہیں۔ کرنل صاحب کو ایک زمانہ "امام صاحب" کے نام سے جانتا ہے۔ جہادِ افغانستان کا ایک بھی قابل ذکر کمانڈر ایسا نہیں جو "کرنل امام" کے نام سے باخبر نہ ہو۔ آئی ایس آئی سے وابستہ رہتے ہوئے کرنل امام نے مجاہدین کی عسکری تربیت کے شعبے میں بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ چہرے پر افغانوں جیسی گھنی داڑھی اور سر پر مجاہدوں جیسا عمامہ سجائے رکھنے والا یہ دراز قامت اور خوبرو کرنل افغانستان کے کئی محاذوں پر سرگرم رہا۔ وہ جہاد کے ہر مرحلہ شوق کا عینی شاہد ہی نہیں اس کا کردار بھی ہے۔ جہاد اس کے لہو کی ایک ایک بوند میں رچا بسا ہے اور جب وہ معرکہ حق و باطل کے ولولہ آفریں دنوں کا ذکر چھیڑتا ہے تو ایک دبستان کھل جاتا ہے۔

کرنل امام سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب ۱۹۹۲ء میں، میں ضیاء الحق شہید کے فرزند محمد اعجاز الحق کے ہمراہ کابل گیا تھا۔ ہرات میں جب یہ خبر ملی کہ کرنل امام پاکستان کے قونصل خانے میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں تو بے حد خوشی ہوئی۔ جہاد کے ایک سرگرم پاکستانی کردار کا افغانستان میں سرکاری طور پر خدمات سرانجام دینا مجھے اچھا لگا' کرنل امام عصر کے وقت ہی ہمارے مہمان خانے میں آگئے تھے اور عشائیے تک ہمارے ساتھ رہے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ اس گرمجوشی سے بغل گیر ہوئے جیسے برسوں پر محیط طویل شب ہجراں گزار کر آئے ہوں۔ کہنے لگے "میں ابھی ابھی "تکبیر" میں آپ کا آرٹیکل پڑھ کر آرہا ہوں۔ آپ کو یہاں دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کرسکتا"

<u>کرنل امام کے گھر میں رات:</u> اس کے بعد کرنل صاحب نے ہمیں اپنے آپ سے جدا نہ ہونے دیا عشاء کے بعد اپنے ہمراہ قونصل خانے لے آئے جو ان کی اقامت گاہ بھی ہے۔ دو سجے سجائے کمرے ہمارے منتظر تھے۔ سونا کس نے تھا۔ کرنل صاحب کے خوبصورت گھر (جو سابق گورنر اسماعیل خان نے پاکستانی قونصل خانہ کے لئے عطا کیا تھا) کے سرسبز و شاداب لان میں فوارے کے پہلو میں کرسیاں ڈالی دی گئیں اور روس سے پنجہ آزمائی کرنے والی سپاہ کا ایک شیر دل سپاہی آناً فاناً تنگ گھاٹیوں' سنگلاخ چٹانوں اور اونچے پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔ ہم گھنٹوں اس کی واپسی کا انتظار کرتے رہے اور وہ افغانستان کے مختلف محاذوں کی خاک چھانتا روسیوں سے جو کھمی لڑائی لڑتا رہا۔ فوارے کی شبنمی پھوار ہمارے چہروں پر گرتی رہی اور ہرات کی خنک رات کے بھیگتے لمحوں میں اپنے جسموں کے بھاری بوجھ وہیں چھوڑ کر داستان گو سپاہی کی انگلی تھامے اس کے ساتھ چلتے چلتے بہت دور نکل گئے۔ پہروں بعد پلٹ کر آئے تو معلوم ہوا کہ رات ڈھل رہی ہے اور ہمارے اعصاب تھکن سے چُور ہیں۔ شکست خوردہ روسی سپاہ کو دریائے آمو کے اس پاس چھوڑ کر جب ہم اپنے کمروں

میں آئے تو نیند بانہیں پھیلائے کھڑی تھی۔

<u>امام رازی کے مزار پر:</u> صبحدم کرنل امام کے خلوص کی طرح وسیع اور کشادہ دسترخوان ناشتے کے رنگارنگ اجزائے ترکیبی سے آراستہ ہمارا منتظر تھا۔ چمن' قندھار اور ہرات کے بھاری کھانے اپنے اثرات دکھانے لگے تھے' اسلئے میں اتنے پرتکلف ناشتے سے انصاف نہ کرسکا۔ کرنل صاحب کے مشورے پر ہم ان کی موٹر اور قونصل خانے کے ایک سینئر اہلکار کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے۔ صبح کی اجلی دھوپ میں شہر کا چہرہ خاصا روشن لگا لیکن ہرات سے ترکمانستان جانے والی سڑک کے آس پاس سربریدہ عمارتوں نے جنگ کی تلخ یادیں پھر تازہ کردیں' درجنوں حویلیاں کھنڈر بن چکی تھیں' اور ان کی تعمیر نو کے کوئی آثار نہ تھے۔

ہمارا گائیڈ' ہمیں سب سے پہلے کوہ مرداخان کے دامن میں امام فخرالدین رازیؒ کے مزار پر لے گیا یہاں نہ کوئی عظیم الشان مقبرہ تھا نہ پرشکوہ مزار۔ ایک بڑی سی قبر بے برگ و بار جھاڑیوں سے ڈھکی تھی' اس بے سروسامانی کے عالم میں تاریخ اسلام کا معروف عالم دین' سربرآوردہ مفسر قرآن اور نابغہ روزگار فلسفی ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسین امام فخرالدین رازی محوخواب ہے۔ ۱۱۴۹ء میں "رے" کے ایک درویش صفت خطیب کے گھر پیدا ہونے والے فخرالدین کو مالی آسودگی تو میسر نہ آئی لیکن علم و حکمت کا ذوق فراواں ملا۔ ادب' علوم دینی اور کیمیاء کی تحصیل کے بعد وہ خوارزم چلے گئے جہاں معتزلہ کے خلاف مناظروں میں بڑا نام پیدا کیا۔ نوجوانی میں ایک سفر کے دوران وہ بخارا میں شدید بیمار پڑ گئے تو دوا دارو کے لئے بھی کچھ نہ تھا۔ بخارا میں مقیم ان کے ہم وطنوں نے ان کے لئے چندہ کرکے علاج کرایا۔ جب امام رازی خوارزم اور ماوراءالنہر سے واپس "رے" آئے تو ان کے عالمانہ مقام کے چرچے ان سے پہلے وطن پہنچ چکے تھے۔ غزنی کے حکمران سلطان شہاب الدین غوری نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ان پر اکرام و انعام کی بارش کردی۔ ماوراءالنہر' بخارا' سمرقند اور ہندوستان کی سیاحت کے بعد وہ ہرات میں اقامت گزیں ہوگئے۔ اس وقت انہیں ایک زمانہ "شیخ الاسلام" کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ یہ ان کی عالمانہ شوکت اور دینوی جلال کا یادگار عہد تھا۔ وہ چلتے تو تین سو سے زیادہ شاگرد اور ارادتمندان کے ہمرکاب ہوتے ان کی شہرت پورے وسط ایشیاء میں پھیل چکی تھی اور لوگ دور دراز سے کسب علم کرنے آنے لگے تھے' گھنی داڑھی اور قوی آواز والے امام فخرالدین بلند پایہ خطیب تھے۔ وعظ کرتے تو سامعین پر سحر طاری ہوجاتا۔ مسلک اہل سنت والجماعت کے دفاع میں رازی سے بڑا عالم دین آج تک پیدا نہیں ہوا۔ معتزلہ اور کرامیہ فرقے کے لوگ ان کے نام سے لرزتے تھے' ان کی تصانیف کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ محققین کے مطابق انہوں نے قرآنی تفسیر پر مبنی پانچ' علم الکلام پر چالیس' حکمت و فلسفہ پر چھبیس' عربی زبان و ادب پر سات' فقہ و اصول فقہ پر پانچ' علم الطب پر سات' علم نجوم اور علم الہندسہ پر پانچ اور تاریخ پر سات کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی مجموعی تعداد ایک سو دو بنتی ہے لیکن اکثر مورخین اسے نامکمل خیال کرتے ہیں' رازی کے مقالات اور رسالوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

۱۲۰۹ء میں عالم اسلام کے اس نابغہ روزگار مفکر' معلم' حکیم' فلسفی اور عالم دین کا انتقال ہوا۔ امام کو ان کی وصیت کے مطابق کوہ مرداخان پر دفن کیا گیا۔ عمر بھر فلسفہ و حکمت کی گتھیاں سلجھانے والے امام فخرالدین رازی نے اپنی وصیت میں لکھا:

"میں نے کلام کے تمام طریقوں اور فلسفے کی تمام راہوں کو آزمایا لیکن میں نے ان میں اطمینان پایا نہ مجھے ان سے سکونِ قلب حاصل ہوا۔ یہ دولت مجھے صرف تلاوت قرآن میں ملی۔"

غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق علاجِ ضعفِ یقیں اُن سے ہو نہیں سکتا

بلاشبہ ایمان و یقین کی دولت لازوال روحانیت کے سرچشموں ہی سے پھوٹتی ہے۔ زندگی بھر علم و حکمت کی گتھیاں سلجھانے والے فلسفی اور

مفکر امام فخر الدین رازی نے ایک دنیا کو اپنے علم کے سحر سے مسخر کیا۔ اپنی خداداد ذہانت کا لوہا ایک عالم سے منوایا۔ ایک سو سے زائد تصانیف میں علم الکلام کی موشگافیوں اور حرف و بیاں کی نکتہ آفرینیوں کے بعد جب رازی دامن جھاڑ کر بیٹھا تو اسے اپنا دل خالی خالی سا لگا۔ اپنے عہد کے عظیم فلسفی کے مزار پر ہمارے سر اس کے علمی مرتبے و مقام سے جھکے جا رہے تھے۔

<u>مولانا عبدالرحمان جامی کے مزار پر:</u> لیکن دس پندرہ منٹ کی مسافت کے بعد جب ہم نے مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے مقبرے پر حاضری دی تو تیز دھوپ کی حدت کے باوجود یوں لگا جیسے عشق و محبت کی روحانی کیفیتیں گھنے بادل کی طرح سے وہاں تک ہمارے سروں پر دامن پھیلائے ہوئے ہیں۔ جلیل القدر فارسی شاعر' نامور عالم دین اور برگزیدہ صوفی نومبر ۱۴۱۴ء میں خراسان کے ایک ضلع ''جام'' میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے جامی تخلص اختیار کیا۔ علوم اسلامی اور تاریخ و ادب کی تعلیم ایران کے مشہور علمی مراکز ہرات اور سمرقند سے حاصل کی۔ عرفان و تصوف کی طرف مائل ہوئے تو حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ کے خلیفہ اور مرید خاص' سعد الدین محمد الکاشغری کو اپنا روحانی مرشد بنایا۔ ۱۴۷۲ء میں حج کی سعادت کے لئے دیار عشق کا سفر اختیار کیا۔ ایران' کردستان' بغداد' کربلا' نجف' دمشق' حلب اور تبریز سے ہوتے ہوئے ہرات پہنچے اور اسی شہر جاناں کو مستقل مسکن بنالیا۔ سلطان حسین بن منصور کے وزیر اور نامور عالم میر علی شیر انوائی نے جامی کی تصانیف کی تعداد ننانوے بتائی ہے جن میں سے بیشتر نثری ہیں لیکن جامی کی اصل شہرت ان کی شاعری ہے۔ بالخصوص وہ شاعری جو عشق رسول کے سرمدی جذبوں سے مہک رہی ہے۔ ہرات میں جامی کا مزار ان کے مرشد سعد الدین محمد الکاشغری کے مزار کے پہلو میں ہے۔ وہیں پر جامی کے مرید خاص عبدالغفور لاری کا مدفن بھی ہے' ۱۴۹۲ء میں اٹھہتر سال کی عمر میں مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی کا انتقال ہوا۔ ان کی نماز جنازہ والئی ہرات نے پڑھائی۔

دن کے اولین لمحات میں بھی دور دور تک خاموشیوں کا راج تھا' اچانک ان خاموشیوں کے بطن سے قوس قزح کے رنگوں میں بسی ایک مشکبو گونج نے انگڑائی لی۔

از جامی بے چارہ رسانید سلامے   بر درگہ دربار رسول مدنی را

<u>ہرات کی پرشکوہ جامع مسجد:</u> ہرات کی جامع مسجد اسلامی فن تعمیر کی سطوت و شوکت کا پرشکوہ نمونہ ہے' کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد اس چبوترے پر تعمیر ہوئی ہے جہاں تیرہ سو سال قبل حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ عمارت کے در و دیوار' محرابیں' حجرے اور ڈیوڑھیاں درست انداز میں ہیں اور اس وسیع و عریض مسجد کے اندر چھوٹی مساجد بنی ہوئی ہیں' میرے ذہن میں لاہور کی بادشاہی مسجد کا نقشہ ابھرا لیکن سچی بات یہ ہے کہ ہرات کی جامع مسجد کا جلال و جمال کئی گنا زیادہ ہے۔

<u>ہرات کے بازار کی سیر:</u> ہمارے گائیڈ نے ہمیں ہرات کے بازار بھی دکھائے جہاں قالین فروشوں کی بڑی بڑی دکانوں سے لیکر معمولی خوانچہ فروشوں تک سب نے ''کیلکو لیٹرز'' اٹھا رکھے تھے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ قندھار اور ہرات بلکہ پورے افغانستان میں پاکستانی کرنسی کا چلن عام ہے بلکہ اسے اس طرح ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے جس طرح ہمارے ہاں ڈالر کو عالی نسب کرنسی کا درجہ حاصل ہے' پاکستانی روپے اور ''افغانی'' کی شرح مبادلہ کا پہلا اندازہ مجھے اس دن ہوا تھا جب ہمارا قافلہ چمن سے گزر تا' سپن بلدک سے ہوتا قندھار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مولانا سمیع الحق نے اہل کارواں کی بھوک اور پیاس کو ایک ہی نسخے سے مارنے کے لئے گاڑیاں ایک ایسے مقام پر روک دیں جہاں گرما کے ڈھیر لگے تھے' مولانا نے قلندرانہ ادا سے نشست جمائی اور گرموں کی قاشیں کٹنے لگیں اور بٹنے لگیں۔ بلا مبالغہ یہ گرما شہد سے زیادہ شیریں تھا اور مجھ جیسے ''شیرینی گریز'' کے لئے اس کی دو قاشیں کھانا بھی مشکل تھا۔ تختہ پل کے مقام پر جیٹھے بزرگ گرما فروش نے

جب مولانا شفیق فاروقی سے ایک لاکھ پچیس ہزار افغانی وصول کئے تو میں ششدر رہ گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ افغانستان داخلی بدامنی اور باہمی جنگ وجدل کے باعث بدترین اقتصادی بحران کا شکار ہے اور اس کی کرنسی ''افغانی'' کی قوت مبادلہ بے حد کمزور ہو چکی ہے' مولانا سمیع الحق نے قافلہ شوق کے لئے درجنوں گرموں کی جو قیمت ایک لاکھ پچیس ہزار افغانی کی شکل میں ادا کی وہ لگ بھگ دوسو پاکستانی روپے تھے۔ جی ہاں صرف دوسو پاکستانی روپے تھی۔ وہاں اعلیٰ نسل کے شیریں گرما کا بھاؤ دو سو روپے پاکستانی کلو ہے۔ ہرات میں اچھا انگور پانچ چھ روپے (پاکستانی) کلو بک رہا تھا دکاندار چیز کا بھاؤ بتانے کے بعد کیلکولیٹر سے نرخ بتاتے ہیں' ہم نے جب ہرات کے بنے ہوئے خوبصورت'' قالینوں اور جائے نمازوں'' کی قیمت لاکھوں میں سنی تو تائب ہو کر ''باغ آزادی'' لوٹ آئے جہاں خوبصورت محفل بچی تھی۔

<u>ہرات سے الوداع</u>: مولانا سمیع الحق میر مجلس تھے اور گورنر قندہار انہیں رخصت کرتے ہوئے الوداعی تقریر کر رہے تھے' گورنر نے وفد میں شریک علماء اور صحافیوں کو خوبصورت قندہاری'' جائے نمازوں'' کے تحائف پیش کئے اور گاڑیاں ایئرپورٹ جانے کے لئے حرکت میں آگئیں۔ جہاں اے این ۔۳۲' روسی مال بردار طیارہ ہمیں قندہار لے جانے کے لئے تیار کھڑا تھا

<u>ہرات قندھار آمد اور پاکستان واپسی</u>: طالبان کی مقامی قیادت قندہار میں ہمارے لئے چشم براہ تھی دوپہر کے کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا' گاڑیاں تیار کھڑی تھیں' جب ہم بے پناہ محبتوں کے جلو میں رخصت ہوئے تو ہجوم افکار سے دماغ کی چولیں تو ہل ہی رہی تھیں' قندہار سے چمن تک کی ناہموار اور شوریدہ سڑک نے ہمارے جسموں کا بند بند بھی ہلا دیا۔ رات دس بجے کے بعد ہم چمن پہنچے تو سرحدی پھاٹک بند ہو چکا تھا۔ مولانا سمیع الحق طالبان کی گرمجوشی کے سامنے ہتھیار ڈال چکے تھے اور در پردہ ''بلدک'' میں ایک دن مزید قیام کا عندیہ دے چکے تھے۔ اہل کارواں کیلئے رات کو پھاٹک کھولنا ممکن نہ تھا لیکن ایف آئی اے نے صحافیوں کی چار رکنی ٹیم کو خصوصی رعایت دیتے ہوئے نہ صرف اپنا پھاٹک وا کر دیا بلکہ بلیلشیاء کا بیریئر کھلوانے میں بھی مدد دی۔ جب ہم کوئٹہ کے ایم پی اے ہاسٹل میں داخل ہوئے تو صبح کے دو بج رہے تھے' اسی دن دس بجے میرے تینوں رفیق جہاز پکڑ کر اسلام آباد روانہ ہو گئے تھے۔ مجھے ناسازئی طبع کے سبب ایک دن مزید کوئٹہ رکنا پڑا۔ اگلے دن جہاز پر مولانا سمیع الحق بھی میرے ہم سفر تھے' دورے کے مجموعی تاثر اور طالبان کے بارے میں ان سے مفصل گفتگو ہوئی جو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔

<u>طالبان ایک طاقت</u>: طالبان کا پس منظر اور پیش منظر کچھ بھی ہو وہ عملاً ایک طاقت ہیں اور کسی بھی پائیدار حل کے لئے ان سے کنی کترا کے گزرنا ممکن نہیں۔ طالبان کو اپنی اس حیثیت کا اندازہ ہے اور شاید وہ اسی اندازے کی ہی وجہ سے مصالحت کے بجائے لشکر کشی کا راستہ اپنائے ہوئے ہیں۔ افغانستان کے کم وبیش پندرہ صوبوں پر کنٹرول حاصل کرتے وقت طالبان کو کسی سخت جان مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ لیکن سروبی اور کابل کی طرف جاتے ہوئے انہیں ایک ایک انچ زمین کے لئے اپنا خون دینا ہوگا اور مد مقابل کا خون لینا ہوگا۔ وہ خون جو کسی طالب کی رگ جاں سے ٹپکے گا اور وہ خون جو گل بدین حکمت یار کی سپاہ کے کسی لشکری کے سینے سے پھوٹے گا' دونوں کا رنگ سرخ ہوگا اور دونوں کی مہک ایک جیسی ہوگی اور دونوں کے خلیوں میں اسلام کی کارفرمائی کا جذبہ انگاروں کی طرح دہک رہا ہوگا۔

<u>جہاز میں شہید کی میت کی معیت</u>: کوئی سات سال پہلے مجھے ایک صحافتی مشن پر سیاچین جانے کا موقع ملا۔ ایک پوسٹ سے جب ہمارا ہیلی کاپٹر سکردو کے لئے اڑا تو اس میں دو شہیدوں کی میتیں رکھی تھیں۔ پاکستان کے یہ دو جواں سال بیٹے بھارتی فوج کے ساتھ ایک شدید معرکے میں شہید ہو گئے تھے' دونوں کے سینے چاک تھے۔ اور ان کے چہروں پر جنت کی ملکوتی فضاؤں کا عکس شفق کی طرح کھل اٹھا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ ہیلی کاپٹر لطیف بادلوں کے ہلکے پھلکے ٹکڑے کی طرح تیر رہا ہے' اور چاروں طرف جاودانی نغموں کی گونج رچ بس گئی

ہے' سات سال بعد جب ہم قندھار سے ہرات جارہے تھے تو کسی نے کہا کہ پرواز میں کچھ تاخیر ہو جائے گی کیونکہ ایک شہید کی میت آ رہی ہے۔'' میں اُس شہید کی ''قبائے شہادت'' بُننے لگا وہ یقیناً پروفیسر برہان الدین ربانی یا انجینئر گل بدین حکمت یار یا احمد شاہ مسعود یا پروفیسر عبدالرب رسول سیاف کے سپاہ کے کسی مجاہد کا نشانہ بنا ہوگا۔ وہ مجاہد جس نے اپنی جوانی جہاد افغانستان کی نذر کردی ہوگی اور جس کا گھر بار اجڑ گیا ہوگا اور جو اسلام کی خاطر جان لڑانے کا جذبہ رکھتا ہوگا اور جس کے ماتھے پر پنج وقتہ نمازوں کے سجدوں کا نشان ہوگا' اس نے روسیوں کو ہلاک کرنے والی رائفل کی نال کسی طالب کے سینے کی طرف موڑ دی ہوگی' وہ طالب جس نے اپنا لڑکپن روسیوں کے خلاف لڑتے گزارا ہوگا اور نوخیز جوانی کے سارے شب و روز جہاد کی نذر کردیئے ہوں گے اور جو اسلام کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوگا اور جس کے چہرے پر پاکیزگی کا نور ہوگا اور اس نے روسیوں کو ہلاک کرنے والی بندوق کا نشانہ باندھا ہی ہوگا کہ دوسری طرف کی گولی اس کے سینے میں اتر گئی ہوگی۔ ہر روز اسلام کے کچھ بیٹے اُس طرف خاک و خون میں تڑپ جاتے ہیں اور محمد عربیؐ کے کچھ عشاق اِس طرف نقدِ جاں ہار بیٹھتے ہیں۔ میں کس کو قاتل کہوں اور کس کے سینے پر شہادت کا تمغہ سجاؤں؟ کابل اور قندھار کے حاکموں نے میرا کام کتنا مشکل بنادیا ہے؟ خون بہہ رہا ہے' لاشے گر رہے ہیں۔ بھری جوانیاں بارود کی نذر ہو رہی ہیں اور میرے تاریخ کی جھولی میں ایک بھی شہید نہیں آ رہا۔ بے ثمری کا یہ موسم کب تک رہے گا؟

تحریک طالبان افغانستان سے چند گزارشات

ع خوگر حمد سے تھوڑا سا ''گلہ'' بھی سن لے

تحریک طالبان افغانستان ملت مسلمہ کے دیرینہ خوابوں کی عملی تعبیر بلکہ یوں کہیے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر برصغیر کی جملہ اسلامی تحریکات خصوصاً دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ کی پیہم شبانہ روز کوششوں کا نتیجہ اور حاصلِ فکر و عمل کا نام ہے۔ یہ تحریک کوئی حادثاتی یا معروضی حالات کے نتیجے کے طور پر اچانک نہیں اٹھی۔ بلکہ اسکی بنیادوں اور خمیر میں کئی صدیوں کی جدوجہد اور لاکھوں شہیدوں کا خون شامل ہے۔ تب ہی یہ عزم و ہمت کی پرشکوہ عمارت آج سر بفلک نظر آ رہی ہے۔ اور اسکے سامنے اوجِ ثریا آج اپنی تمام تر رفعتوں کے باوجود سرنگوں نظر آ رہی ہے اور علماء و مشائخ اور دین دار طبقے کی عزت و ناموس اور قبا و دستار کا شرف' عظمت و افتخار کی کہکشاں سے فروزاں ہے۔

الحمدللہ تحریک طالبان افغانستان نے چھ سالہ اقتدار میں دنیا پر یہ ثابت کردیا ہے کہ علماء' فضلاء اور دینی مدارس کے فارغ التحصیل بوریا نشیں نظام حکومت کی پیچیدہ' سیاسی اور نازک ذمہ داریاں بااحسن طور نبھا سکتے ہیں۔ درس و تدریس' مسجد کی امامت اور مدرسے کی نظامت کے ساتھ ساتھ مملکت اور حکومت کی تشکیل ملک و قوم کی تعمیر اور آئین و دستور سازی پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ جو لوگ طالبان کی حکومت کو چند دنوں کی مہمان بلکہ موسمی ہوا سمجھتے تھے اور اسے بچہ سقہ کی حکومت کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ طالبان کی پائیدار چھ سالہ دور حکومت نے ان کے خوابوں اور تجزیوں پر اوس ڈال دی ہے۔ الحمدللہ طالبان حکومت کی اب تک کی مجموعی کارکردگی ماضی کی حکومتوں سے زیادہ اچھی' بے مثال اور قابل تحسین رہی ہے۔ امن عامہ کے لحاظ سے اس کی کارکردگی ناقابل فراموش ہے۔ جس کا اعتراف دوست تو دوست دشمن بھی کر رہے ہیں لیکن اب کچھ نئے حالات' داخلی واقعات اور زمینی حقائق اور بین الاقوامی رویوں میں واضح تبدیلی اور عالم اسلام کی عدم دلچسپی کے باعث چند اصلاحی اقدامات کو قبول کرنا تحریک طالبان کے لئے ناگزیر بن گیا ہے۔ اور وقت کچھ نئے اقدامات اور پالیسیوں کا متقاضی ہے.........

ان سطور سے خدانخواستہ تحریک طالبان پر کچھ بے جا تنقید یا بے مقصد تنقیص مقصود نہیں۔ کیونکہ طالبان ہم سے ہیں اور ہم طالبان سے ہیں۔ دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ اور طلباء کا رشتہ ناخن اور گوشت کا سا ہے۔ طالبان افغانستان مدارس اسلامیہ کی پہچان ہیں۔ اور ہم اپنی پہچان سے بیگانہ نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ خدانخواستہ تحریک طالبان ناکام ہو جائے۔ یا اس پر کوئی آنچ آئے۔ اگر خدانخواستہ افغانستان میں تحریک طالبان (خاکم بدہن) ناکام ہو جائے تو اس سے پوری دنیا میں مسلمانوں کی سبکی ہوگی۔ اور تحریکات اسلامیہ کو انتہائی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اور خصوصاً پاکستان میں اسلامی انقلاب برپا کرنا تو کجا اس کی آواز بلند کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اب جبکہ کاروانِ طالبان کو چلے ہوئے عرصہ ہو گیا ہے اس لئے ان کو نئے سفر سے پہلے پیچھے کی طرف نگاہ ڈالنی چاہیے کہ اس سفر میں انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ اور اپنے نئے سفر کے لئے تازہ عزم و ہمت اور وسیع النظر اور کشادہ ظرف پالیسیوں کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔ تب ہی منزل کا حصول آسان اور مفید ثابت ہو سکے گا۔

اس لئے اس سلسلے میں چند مخلصانہ و ہمدردانہ گزارشات طالبان کی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ اسکے اساتذہ کرام امت مسلمہ کے بہی خواہ اور دین و طالبان سے گہری وابستگی رکھنے والے عرض کرنا چاہتے ہیں اور الدین النصیحة کے مطابق اپنے شاگردوں کے سامنے چند تجاویز اور معروضات بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے آئندہ کے سیاسی اور سفارتی سفر اور پیش آمدہ نئے عالمی اور جغرافیائی حالات میں ان کیلئے مزید آسانیاں اور سہولیات پیدا ہوں۔

(۱) سب سے پہلی چیز تو یہ آپ کے پیش نظر ہونی چاہیے کہ دنیا کا عارضی اقتدار و حکومت آپکا نہ مقصد رہا ہے اور نہ آئندہ ہونا چاہیے اور نہ ہی یہ آپکی اصلی پہچان اور وراثت ہے۔

(۲) آپکی پالیسیوں میں خصوصاً داخلی طور پر بہرصورت لچک رہنی چاہیے۔ یہ آپ کے حق میں انتہائی مفید ہوگا۔ اگر آپ کی پالیسیاں داخلی طور پر بھی پتھر کی لکیر کی مانند رہیں تو کئی خدشات کے اٹھنے کا امکان ہے۔ کیونکہ تحمل، رواداری، حکمت عملی، قوت برداشت، لچک اور نرمی کامیاب حکمرانوں کا سب سے بڑا سرمایہ رہا ہے۔ پھر جس شاخ میں لچک کا مادہ نہ ہو تو اسکے ٹوٹنے یا کمزور ہونے کا اندیشہ اور فکر ہر وقت لگی رہتی ہے۔

(۳) قرآن و سنت، حدود و تعزیرات کی تنفیذ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو جاری کرنا بحیثیت حکمراں طبقے کے آپکی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ لیکن تنفیذ احکام میں ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة کا پہلو نمایاں ہونا چاہیے۔ اور تدریج کا عمل اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہی اصول، اسلوب اور طریقہ کار اسلام، قرآن اور حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کا رہا ہے۔ بعض فروعی اور

ثانوی مسائل اور جزئیات میں ضرورت سے زیادہ شدت پسندی عوام میں ناپسندیدگی کی وجہ بنتی جارہی ہے۔آپ کا عوام اور شہریوں کے ساتھ برتاؤ، سلوک، رویہ نرم اور اعلیٰ اخلاق پر مبنی اور مصلحت پسندانہ ہونا چاہیے۔کیونکہ یہی آداب حکمرانی کے اصول ہیں۔پھر آپ دیکھتے جائیں کہ آپ کے اچھے کردار وگفتار علم وعمل، حکمت ودانش اور صفات حسنہ واخلاق مزینہ سے آپکی رعایا خود بخود اس قول کے مطابق مسخر ہوجائے گی کہ الناس علی دین ملوکھم افغانیوں کو بے جاسختی، تشدد، دباؤ یا دوسرے شدت پسندانہ حربوں سے قابو نہیں کیا جاسکتا۔اس سلسلے میں اب تک کئی شکایات گاہے گاہے پاکستانی علماء اور خصوصاً دارالعلوم حقانیہ پہنچ رہی ہیں۔کہ چند ناعاقبت اندیش پہلے یا دوسرے درجے کے طلبہ یا سابقہ کمیونسٹ عناصر دینی طلبہ کا روپ دھار کر تحریک طالبان کو بدنام کررہے ہیں۔اور بعض حکومتی کارندوں کے بے تکے احکامات واقدامات بھی لوگوں کو متنفر کررہے ہیں۔ان عناصر کے انفرادی عمل اور منفی کردار کے باعث پوری تحریک طالبان کے مجموعی تاثر اور اعلیٰ مقاصد کے حصول پر حرف آنے لگا ہے۔یہ صورت ہمیں اور دیگر دین دار طبقوں کے لئے کسی طور بھی قابل قبول نہیں۔یہ بات آپ کے پیش نظر ہونی چاہیے کہ آپکا ہر اچھا اور برا عمل اور ہر انداز مدارس دینیہ، علماء کرام اور خصوصاً دارالعلوم حقانیہ کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ ہماری پگڑی اس وقت آپ کے سروں پر ہے۔اب یہ آپ کے عمل پر منحصر ہے کہ اسے آپ آسمان پر پہنچاتے ہیں یا زمین پر پٹختے ہیں۔اگر خدانخواستہ آپ سے برے افعال واحکام صادر ہونگے تو خلق خدا اور خصوصیت کے ساتھ مخالفین کی انگلیاں آپ کے مشائخ اور اکابر کی طرف ہی اٹھیں گی۔اپنی صفوں سے ایسے دوست نما دشمنوں کو فوراً نکالیں کہ ایسی مچھلیاں پورے تالاب کی گندگی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

(۴) خارجہ پالیسی کسی بھی ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی متصور ہوتی ہے۔اس پر آپ کو بھرپور توجہ دینی چاہیے اور حکمت مومنانہ اور اسلامی سیاست کے مطابق از سرنو اسکا جائزہ لینا چاہیے۔یہ امر تو طے ہے کہ عالم کفر آپ سے کبھی بھی راضی نہیں ہوسکتا۔لیکن پورے عالم اسلام سے ساری زندگی علیحدہ اور الگ تھلگ رہنا شاید دیر تک آپ کے لئے ناممکن ہو۔اور اسکی تازہ مثال قحط کے ایام میں بھی آپ لوگوں سے عالم اسلام کی دوری آپکے سامنے ہے۔اسلامی ممالک کی تجاویز اور مشورے آپ کو قبول کرنے چاہئیں۔(اگرچہ اکثریتی مسلم ممالک مغرب کے پروردہ ہیں لیکن معدودے چند مسلم ممالک پھر بھی آپ کے لئے حقیقی ہمدردی اور سچا جذبہ رکھتے ہیں۔) بہر حال علماء ومشائخ علمۃ المسلمین اور ملت مسلمہ آپکی بہی خواہ اور ہمدرد ہے۔اگر اس طبقہ سے آپ کے لئے کوئی تجویز سامنے آتی ہے تو اس پر کبیدہ خاطر ہونے کی بجائے سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔خارجہ پالیسی میں حضور ﷺ، خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کے یہود ونصاریٰ کے ساتھ کئے گئے معاہدے اور قراردادیں آپ کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہیں۔

(۵) جہاد افغانستان میں مصروف سات جہادی تنظیموں میں الحمدللہ صرف علماء کی جماعتیں ایسی ہیں جنکا دامن آپس کے باہمی جھگڑوں اور قتل وقتال سے محفوظ رہا ہے۔مثلاً حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر مولوی محمد نبی محمدی، مولانا یونس خالص فاضل

دارالعلوم حقانیہ اور مولانا جلال الدین حقانی وغیرہ کی مثالیں دنیا پر واضح ہیں۔ یہ حضرات نہ صرف تحریک طالبان کے موید ہیں بلکہ انہوں نے اپنی تنظیمیں اور جماعتیں بھی طالبان کے حق میں تحلیل کر دی ہیں۔ اور آج تک روز اول کی طرح آپ کی حمایت میں مصروف ہیں۔ لیکن تحریک طالبان کے زعماء نے ان سے بھی مکمل رہنمائی اور وہ عملی کام نہیں لیا جو انکی خصوصیت ہے۔ خصوصاً مولانا جلال الدین حقانی طالبان حکومت کے بڑے حامی ہیں اور مخالفین کے خلاف انہوں نے بڑی جدو جہد بھی کی ہے۔ گو کہ وزارت سرحدات کا قلمدان انکے سپرد ہے لیکن اس میں انکی صلاحیتیں مکمل کر سامنے نہ آسکیں۔ ہماری نظر میں مولانا جلال الدین کی خدمات' تجربے اور بین الاقوامی تعلقات کے پیش نظر ان کے لئے صدارت یا دوسرا اہم مرکزی عہدہ ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح مولانا محمد نبی محمدی اور مولانا یونس خالص اور دیگر جید علمائے کرام' اور سابقہ بے داغ کردار کے حامل افغان کمانڈروں کی خدمات سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔ ہم انکی حمایت محض اس بنیاد پر کررہے ہیں کہ ایک تو انکے تجربے سے طالبان ہی کو فائدہ ہوگا اور دوسرا وسیع البنیادی کا نقشہ بھی دنیا کے سامنے واضح ہو سکے گا۔ پھر ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ افغانستان کا پڑھا لکھا طبقہ جس میں ڈاکٹرز' انجینئرز' وکلاء اور دیگر شعبوں سے وابستہ تجربہ کار افراد ادھر ادھر افغانستان سے مغربی دنیا میں ایک سازش کے تحت بھیجے جارہے ہیں۔ افغانستان کی مملکت حکومت' معاشرے اور قوم کے لئے یہ عناصر بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ دینی علوم کے ساتھ عصری علوم وفنون پر بھی بھرپور توجہ دینی چاہیے کیونکہ پورا افغانستان مٹی کا ڈھیر بن چکا ہے۔ اسکی تعمیر نو اور دیکھ بھال کے لئے یہ طبقات فرض عین کا درجہ رکھتے ہیں۔

(۲) مخالفین اور شمالی اتحاد کے ساتھ بامقصد اور بامعنی مذاکرات ہر صورت میں حسب سابق جاری رہنے چاہئیں۔ ہماری نظر میں احمد شاہ مسعود تو راہ راست پر آنے والے نہیں اگر اس کے بجائے ربانی' حکمت یار' سیاف اور پیر گیلانی وغیرہ کو بھی باہمی گفت وشنید کی دعوت دی جائے' تو یہ اتمام حجت ثابت ہوگا۔ اس سے احمد شاہ مسعود کی سیاسی اور عسکری قوت کمزور کی جاسکتی ہے۔ یا اگر ان لیڈروں سے گفت و شنید کرنا ناممکن ہو تو پھر ان کے نائبین سے مذاکرات کیے جائیں تا کہ ایک مستقل پائیدار حل کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔ دوسرے راستے افغانستان کا حل نہیں ہیں۔ اور نہ ہی یہ افغانستان کے پائیدار امن اور سلامتی کا ضامن ہو سکتے ہیں۔ امریکہ اور عالم کفر کا تو مفاد اس بات سے وابستہ ہے کہ جنگ اور قتال ہر صورت میں طالبان اور شمالی اتحاد کے مابین جاری رہے۔ تا کہ افغانستان نہ کبھی متحد ہو اور نہ ہی وسط ایشیا کے ممالک کے ساتھ طالبان کی سیاسی' سفارتی اور تجارتی روابط فروغ پاسکیں اور ایک وسیع تر اسلامی بلاک بھی تشکیل پا نہ سکے۔ یہ چند اصلاحی اور نصیحت آموز دردِ دل کی گزارشات ہیں جو ہم نے ایک طویل تجزیے غور وخوض اور عوامی احساسات اور مسلم امہ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے آپکے سامنے پیش کیں۔ بجائے کبیدہ خاطر ہونے کے یہ آپ کیلئے ایک دعوت فکر ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمة.

(راشد الحق سمیع ۔ جولائی 2000ء)

(مولانا سمیع الحق کی افغانستان سے واپسی)

جامعہ حقانیہ سے افغان طالبان کی افغانستان روانگی

(عبدالقیوم حقانی)

اگست میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دورہ افغانستان سے واپسی ہوئی۔ ۱۱ بجے اسلام آباد ایئرپورٹ پر اترے مولانا سمیع الحق، مولانا راشد الحق اور شفیق الدین فاروقی اسلام آباد میں رک گئے مولانا محمد یوسف شاہ اولسوال محمد حکیم، احقر کاتب الحروف اور دیگر رفقاء ۲ بجے کے قریب اکوڑہ خٹک پہنچ گئے مولانا نے اسلام آباد میں ضروری کام نمٹائے اور عشاء کے بعد اکوڑہ خٹک تشریف لے آئے۔ ادھر دارالعلوم میں اساتذہ، مشائخ اور طلبہ و متعلقین مولانا کی واپسی اور طالبان افغانستان کے چشم دید واقعات اور رفقائے سفر کے مشاہدات کا شدت سے منتظر تھے۔ عصر کی نماز میں طلبہ کا مجھ پر ہجوم ہو گیا وہ مجھ سے کچھ سننا چاہتے تھے مگر مجھ پر ملیریا بخار کا شدید حملہ تھا سفر کی تھکان اس پر مستزاد تھی دارالعلوم کے مشائخ اور اساتذہ کرام اور طلبہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی جستجو میں تھے وہ مسجد میں نہیں آ رہے تھے تب ان کو بتایا گیا کہ حضرت اسلام آباد میں رک گئے ہیں رات گئے تک ان کی واپسی ہوگی اور کل وہ آپ کو اپنے سفر کے تاثرات اور طالبان سے متعلق چشم دید واقعات سنائیں گے حضرت قائد محترم رات کو تشریف لائے تو صبح سویرے سے احباب و مخلصین کا اصرار تھا کہ طلبہ دارالعلوم کے شدید انتظار اور بے چینی کے پیش نظر ایک خصوصی تقریب کا انتظام کیا جائے طلبہ کی درخواستیں مختلف جماعتوں کی طرف سے اسی مطالبہ پر مشتمل رقعے بھی حضرت کے پاس گھر میں آنا شروع ہو گئے۔ حضرت قائد محترم نے تقریب منعقد کرنے اور طلبہ کے تعلیمی وقت میں سفر افغانستان کے مشاہدات بیان کرنے کے بجائے دورہ حدیث کے طلبہ سے اپنے ترمذی کا درس پڑھانے کے بعد چھٹی کے وقت سفر کی مختصر روئیداد سنانے کا فیصلہ کر لیا دورۂ حدیث کے طلبہ کے لئے واقعتاً یہ بات قابل مسرت تھی تاہم دوسرے درجات کے طلبہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو سب جامع مسجد دارالعلوم میں جمع ہو گئے کیونکہ اس سال طلبہ دورہ حدیث کی کثرت کی وجہ سے قدیم دارالحدیث تنگ پڑ گیا ہے اور جدید دارالحدیث (ایوان شریعت) تکمیل کے مراحل میں ہے الغرض مسجد کھچا کھچ بھر گئی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے معمول کے مطابق اولاً ترمذی شریف کا درس پڑھایا اور اس کے بعد ایک گھنٹہ تک طالبان افغانستان کی کامیابیاں نفاذ شریعت کے برکات غیبی مدد اور فتوحات اور ان کی ہر ممکن مدد و نصرت اور معاونت کی ضرورت پر مفصل خطاب فرمایا۔

اور موجودہ حالات میں وہاں پر طالبان کی ضرورت افرادی قوت کے احتیاج کے پیش نظر جامعہ حقانیہ سے افغانستان میں افغانی طالبان کی نصرت کے لئے جانے والے طلبہ کے لئے حسب سابق مزید خصوصی مراعات کا اعلان فرمایا اور افغانی طلبہ کو وہاں برسرپیکار طالبان کے ساتھ عملاً شرکت کی دعوت دی۔

چنانچہ اسی روز جامعہ حقانیہ سے عشاء کی نماز تک 200 طلبہ جانے کے لئے تیار ہو گئے اور صبح بروز جمعہ ان کی تعداد ڈھائی سو 250 تک پہنچ گئی صبح کے ساڑھے نو بجے احقر بوجہ بیماری کے شدید علیل اور صاحب فراش تھا دروازہ پر دستک ہوئی تو دروازے پر دارالعلوم کے طلبہ کا اژدہام تھا کہنے لگے۔ استاد جی! کل قائد محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تقریر فرمائی ہم لوگ متاثر ہوئے اور اب ڈھائی سو کا قافلہ تیار ہے رات طلبہ نے خود دارالعلوم کے تمام ہاسٹلوں میں جا کر اپنے لئے دارالعلوم میں سے چندہ اکٹھا کیا اور گاڑیاں سپیشل کر کے اب قافلہ تیار ہے طلبہ گاڑیوں میں بیٹھے ہیں آپ اگرچہ بیمار ہیں مگر طلبہ کی خواہش ہے کہ آپ ان کو چند منٹ اپنے ہدایات دیں اور دعا کر کے انہیں الوداع کہیں۔ احقر نے سعادت سمجھی گھر سے باہر آیا تو دارالعلوم کے ساتھ والی سڑک پر گاڑیوں کی لمبی قطار ہے دارالعلوم سے ڈھائی سو

افغانی طالبان کا قافلہ تیار ہے اور انہیں رخصت کرنے کے لئے حقانیہ کے تمام طلبہ جمع ہیں احقر بیمار تھا تقریر نہ کرسکا دعا پر اکتفا کیا۔

<u>افغان مدرس مولانا شمس الرحمان کی جنگی مہم اور کامیابی:</u> قافلہ جامعہ حقانیہ کے افغانی مدرس حضرت مولانا شمس الرحمان مدظلہ کی قیادت میں سوئے منزل رواں ہوا مولانا شمس الرحمان تحریک طالبان کے اولین روز سے معاون بلکہ بنیادی رکن اور تقریباً تمام معرکوں میں شریک رہے ہیں حقانیہ کے طلبہ کو ساتھ لیکر اب بھی خط اول تک پہنچے اور ایک ہفتہ گذار کر تدریسی ذمہ داری کے پیش نظر واپس تشریف لے آئے ہیں احقر نے ان سے انٹرویو لیا اور تازہ ترین صورتحال دریافت کی جو درج ذیل ہے۔

میرے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ یہاں سے اپنے اساتذہ کرام کی دعاؤں سے خیر و عافیت سے رات کے نو بجے خوست پہنچے وہاں کے طالبان جامعہ حقانیہ کی اس تازہ ترین جاندار اور عظیم کمک پر بہت خوش ہوئے یہاں کی طالبان قیادت کے مشورہ سے حقانیہ سے جانے والے طلبہ کو مختلف علاقوں میں مختلف ڈیوٹیاں سمجھانے کے لئے تقسیم کردیا گیا بعض ساتھی یہاں خوست میں رہ گئے بعض کو صوبہ ارگون بھیجا گیا بعض لوگر بھیج دیئے گئے مجھے اور میرے ساتھ پچاس طلباء کو میدان شہر بھیجے جانے کا فیصلہ کیا گیا پھر وہاں سے جلال آباد کے لئے جانے کی منصوبہ بندی کی گئی جامعہ حقانیہ کے پچاس طلبہ پر مشتمل ہماری جماعت کے رفقاء دوسرے روز لوگر پہنچے اور اگلی رات میدان شہر میں پہنچائی رات کو آرام کیا صبح اپنی ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں سنبھالیں۔

<u>ربانی حکومت کی طالبان پر بمباری اور طالبان کی کامیابی:</u> اسی روز عصر کے وقت جب ہم نماز پڑھنے گئے تو ربانی حکومت نے طالبان اور میدان شہر کے بے گناہ باشندوں پر بمباری شروع کردی جو مسلسل دو روز تک جاری رہی۔ اس میں گیارہ مرتبہ شدید ہوائی حملے کئے گئے اس سے اگلے روز حکومتی افواج نے طالبان کے میدان شہر پر یلغار کردی اس میں ٹینک اور توپخانہ کھلا استعمال کیا اس حملہ میں کابل حکومت نے کگرہ پہاڑ اور للندر کا درہ طالبان سے قبضہ کرلیا مگر طالبان نے اسی روز ظہر کے وقت ۲ بجے کے قریب دوبارہ حکومتی افواج پر حملہ کیا حکومت پر حملہ دونوں طرف سے تھا کگرہ پہاڑ پر بھی اور للندر رہ درہ پر اور میرے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ للندر رہ درہ پر حملہ کرنے والے طالبان کے ساتھ شریک تھے ہم نے تھوڑی دیر جنگ کے بعد دوبارہ اپنے مقبوضہ علاقوں کو حکومت سے واگزار کرالیا۔

جب میں نے پوچھا کہ اس موقع پر طالبان کی جانب سے حملہ کرنے یا حکومت کی طرف سے یلغار میں آپ کی کیا پوزیشن تھی فرمایا میں صف اول میں تھا بایاں پاؤں دکھایا جو شدید زخمی تھا للندر رہ درہ پر حملہ کے دوران دشمن کی گولی سے زخمی ہوا۔ فرمایا للندر رہ پہاڑ پر چڑھنے میں 5 گھنٹے سفر کیا چڑھائی بہت مشکل تھی ہاتھ اور پاؤں دونوں لگا کر چلتے رہے پانی بھی نہ تھا چڑھائی کے ساتھی بے انتہا پیاسے تھے۔ وجود پر بھی مختلف مقامات پر زخم تھے جو اس لڑائی میں لگے حکومتی فوج کے دس آدمی کام آئے طالبان کو فتح حاصل ہوئی ہم رات کے تین بجے اپنے مراکز واپس پہنچ گئے۔ جب میں اس معرکہ سے واپس جامعہ حقانیہ تدریس کے لئے روانہ ہونے لگا تو ملا بورجان نے طالبان کے ساتھ جن میں دارالعلوم حقانیہ کی تازہ کمک کے افراد بھی شریک تھے ازرہ کی طرف پیش قدمی کی جو سروبی کا ایک حصہ ہے اور جب حقانیہ پہنچا تو خبر آئی کہ انہوں نے ازرہ پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔ کگرہ پہاڑ کی جنگ میں ایک طالب علم شہید ہوا للندر رہ کے درہ میں ایک طالب علم محمد گل حقانی زخمی ہوا جبکہ ایک طالب علم لاپتہ ہے ابھی اطلاع آئی ہے کہ وہ بھی مل گیا ہے ملا بورجان کی قیادت میں جلال آباد جانے اور اس کی مرکزی قیادت سے پرامن طور پر انتقال اقتدار کی باتیں کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جلال آباد کے بعض مرکزی رہنماؤں وزیروں اور کمانڈروں سے طالبان کے مذاکرات بھی جاری تھے جو ہر لحاظ سے حوصلہ افزاء تھے۔

جامعہ حقانیہ کے پچاس افغانی طلبہ بھی جلال آباد کے معرکہ میں شرکت کے لئے مختلف گروپوں میں تشکیل ہو گئے احقر یہاں کی تدریسی ضرورت اور امتحانات کی قربت کے پیش نظر اجازت لیکر اپنی مادر علمی جامعہ حقانیہ واپس آ گیا۔ (روایت مولانا شمس الرحمان افغانی)

(حقانیہ کی اعزازی ڈگری کا عکس)

امیر المومنین کو جامعہ کی طرف سے دی گئی ڈگری کا عکس

بسم الله الرحمن الرحيم

الشهادة العالمية الفخرية من جامعة دار العلوم حقانية اكوره خٹک

الى شمس الاسلام امير المؤمنين ملا محمد عمر المجاهد حفظه الله تعالى

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون وجعل دين الاسلام مقياساً للحلال والحرام وآثار الشريعة الغراء بمعالم واعلام يهتدي بها المتخبطون في دياجير الأوهام وغياهب الاهواء وانتخب لنشر هذا الدين الحنيف صفوة الابرار اصحابه الاخيار القائمين بامر الله وانتخب فيهم خلفاء رسول الله صلى الله عليه وسلم الخلفاء الراشدين الذين بسطوا العدل والامن في ارجاء المعمورة ثم اخلفهم في كل عصر جماعة قائمة على الحق لا يخافون لومة لائم ولا بطشة حاكم يحمون حمى الاسلام، والصلاة والسلام على من ارسله رحمة للعالمين وخاتم النبيين نبي الرحمة ورسول السلام فطهر صلوات الله وسلامه عليه الكرة الارض من دنس الكفر ونجاسة الاصنام والاوثان وأنارها بانوار القرآن والسنة ورضي الله عن اصحابه الكرام المتمسكين بعروة الاسلام القائمين لنصرة الدين مقاماً تزل فيه الاقدام.

وبعد فيسر اساتذة جامعة دار العلوم الحقانية واساتذتها ومشائخها ان يمنحوا بكل توقير واجلال هذه الشهادة الفخرية الى شمس الاسلام ونور الدين امير المؤمنين للامارة الاسلامية افغانستان **ملا محمد عمر المجاهد** الذي حفظه الله تعالى ورعاه وسدد خطاه، اعترافاً بشخصيته العملاقة ومكانته العبقرية التي تفوق من آلاف العلماء والمشائخ لاعماله العظيمة واسعة النطاق في ميادين الجهاد والدعوة الى الله تعالى وتوحيد صفوف المجاهدين وتطهير البلاد الافغانية بجراثيم الالحاد الشيوعية وتطبيقها بتعاليم القرآن والسنة وبسط الامن والرفاهية والهدوء والاستقرار في افغانستان وصموده كالصخرة الصماء امام الحملات الجسام من التيارات الاستعمارية الشرسة الغربية والشرقية ومقاومته الهجومات العشوائية الامريكانية في وقت تكالبت فيه عناصر الكفر وجيوش الالحاد والزندقة على الاسلام وابنائه وصارت الامة الاسلامية في هذه الظروف المريرة الحالكة مصداق قوله عليه السلام "يوشك الامم ان تداعى عليكم كما تداعى الاكلة الى قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن يومئذ قال بل انتم يومئذ كثير ولكنكم غثاء كغثاء السيل ولينزعن الله من صدور عدوكم المهابة منكم وليقذفن الله في قلوبكم الوهن فقال قائل يا رسول الله وما الوهن؟ قال حب الدنيا وكراهية الموت" **والجامعة الحقانية** لكونها معقلاً عظيماً وحصناً حصيناً لإعداد المجاهدين والقائدين في جهاد افغانستان وحركة طالبان في امارة اسلاميه افغانستان وتود ان تتشرف بتقديم هذه الشهادة العالمية الفخرية الجهادية الى معاليه ولكن التقدير الجامعة لطلبة العلوم الاسلامية أبطال الاسلام بطولاتها الايمانية في شخصية امير المؤمنين في جميع الشئون الجهادية والادارية والتعليمية والدعوية تقبلها الله تعالى وجعلها في موازين حسناتهم ورزقهم الثبات على الاعتصام بالكتاب والسنة وسيرة السلف الصالحين والله هو الموفق وهو المستعان وعليه التكلان وصلى الله تعالى على أشرف المرسلين وخاتم النبيين وشفيع المذنبين وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه الغر الميامين وعلى من تبعهم وسلك مسلكهم وترسم خطاهم ونحا نحوهم من الائمة المجتهدين والعلماء الربانيين والمجاهدين.

توقيع رئيس الجامعة الحقانية وشيخ الحديث بها

٢٥ رجب المرجب

وتوقيعات الاساتذه

(ملا عمر مجاہد کو حقانیہ کی اعزازی ڈگری)

(امیر المومنین کے عظیم خدمات قیام امن اور اسلامی حکومت کے قیام کی خراج تحسین پیش کرنے کیلئے دارالعلوم کے سالانہ جلسۂ دستار بندی ۱۹۹۹ء میں اعزازی ڈگری دی گئی جوان کے نمائندہ وزراء وعلماء کے وفد نے وصول کی۔ آج تک اس اعزاز کی تلملاہٹ مغربی دنیا میں محسوس کی جارہی ہے جو آگے اپنے انٹرویو میں اس ڈگری پر بے چینی کا اظہار کرتے ہیں جبکہ سلمان رشدی جیسے دشمنان رسول واعداء اسلام ان کے خطابات اعزازی تمغوں اور ڈگریوں سے آئے دن نوازے جارہے ہیں (س))

دارالعلوم حقانیہ کی جانب سے امیر المومنین شمس الاسلام
ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ کو اعزازی ڈگری پیش کی گئی

عالم اسلام کی ممتاز علمی، دینی، فکری اور جہادی درسگاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ تقریب دستار بندی کے عظیم الشان موقع پر جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تحریک طالبان کے قائد، روح رواں اور امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر المومنین شمس الاسلام ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ کو دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے اعزازی سند (Degree) دینے کا اعلان کیا۔ اور آپکو شمس الاسلام کا تاریخی لقب بھی دیا گیا۔ یہ اعزازی ڈگری آپ کی ملت مسلمہ کے لیے عظیم خدمات کے اعتراف میں دی گئی ہے۔ آپ نے جہاد افغانستان کے ثمرات اور لاکھوں شہداء کے خون کو ضائع ہونے سے نہ صرف بچایا بلکہ افغانستان اور عالم اسلام میں صدیوں بعد پہلی مکمل آزاد خودمختار اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی اور خلافت اسلامیہ کا احیاء کیا اور عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کو تمام عالم کفر کی مخالفت کے باوجود نہ صرف تحفظ فراہم کیا بلکہ ان کے ساتھ مکمل تعاون بھی کیا۔ آپ نے علماء، دینی مدارس، اسلامی قوتوں اور جہادی تنظیموں کی دستار کو اوج ثریا تک پہنچا دیا۔ آپ نے درویشی اور قلندرانہ شان بے نیازی سے امریکی اور شیطانی قوتوں کا گزشتہ کئی برس انتہائی صبر اور استقامت سے مقابلہ کیا۔ اس موقع پر لاکھوں حاضرین نے خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ شہادۃ العالیہ کی یہ اعزازی ڈگری افغانستان کے وزیر مذہبی امور مولانا محمد مسلم حقانی قونصل جنرل مولانا نجیب اللہ اور جنگی محاذوں کے عظیم کمانڈر صدر ابراہیم نے وصول کی۔ اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم کا شکریہ ادا کیا۔ اس عظیم علمی ڈگری پر مہتمم دارالعلوم حقانیہ مولانا سمیع الحق صاحب کے علاوہ تمام اہم اساتذہ اور مشائخ کے دستخط ثبت ہیں۔ یہ دارالعلوم حقانیہ کی پہلی اعزازی سند ہے جو گزشتہ ۵۳ سال میں کسی شخصیت کو پیش کی گئی ہو۔ دارالعلوم کے اس اقدام سے پاکستان، افغانستان اور عالم اسلام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور علمی حلقوں نے اسے بہت سراہا ہے۔ (حافظ راشد الحق)

(ماہنامہ الحق جلد ۳۵ شمارہ ۲، نومبر ۱۹۹۹ء صفحات ۱۰، ۱۱)

(امیر المومنین ملا عمر مجاہد کو روایات سے ہٹ کر کیوں اعزازی ڈگری دی گئی O حقانیہ ایک مدرسہ نہیں ایک انقلاب اور تحریک کا نام ہے)

مولانا سمیع الحق صاحب نے جلسہ دستار بندی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا! دوستو! حقانیہ ایک مدرسہ نہیں ایک انقلاب اور تحریک کا نام بن گیا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ روس کو تہس نہس کر دیا اور افغانستان کو آزاد کرایا اور جہاد کیا اور اب نظام الٰہیہ کو قائم کیا۔ اس لئے فاضل اپنے ساتھ حقانی لکھا کریں کہ ایک شخص کا بہتر اجتماعی تشخص ابھر کر سامنے آئے اور سب کی تقویت کا باعث بنے کیونکہ حقانی ایک بڑی تحریک اور تعارف ہے۔

آخر میں ایک مختصر سی بات عرض ہے کہ دارالعلوم نے اپنی روایات کے خلاف ایک کام ایک جذبہ کے تحت کیا ہے اور یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین ایک سمبل (symbol) بن چکے ہیں، ایک شخص کا نام نہیں اور اللہ تعالیٰ نے افغانستان میں آپ سے اسلامی نظام قائم کرایا جس میں دارالعلوم کے طلباء کا عظیم حصہ ہے تو اللہ پاک نے دارالعلوم کو جہاد کی بڑی عزت دی: اور دارالعلوم کے ہزاروں طلباء نے قربانی دی ہے اور شہید بھی ہوئے ہیں۔ ان تمام امور کا مثبت ثمرہ امیر المومنین ملا محمد عمر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جنہوں نے ایک اسلامی نظام قائم کیا۔ تو ہم اعزاز سمجھتے ہیں کہ دارالعلوم ان کو ایک اعزازی ڈگری عطا کرے جیسے دنیا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ یہ ایک طریقہ ہے کہ ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ مولانا محمد عمر کا یہ اعزاز تمام علماء کی خدمات کا اعتراف ہے۔ انکو دورہ حدیث کا موقع نہیں ملا۔ البتہ دارالعلوم حقانیہ کے کئی حقانی فضلاء سے ابتدائی درجات میں پڑھا گویا اس طرح دارالعلوم سے استفادہ کا موقعہ ملا۔ اساتذہ کا اعتماد ہے کہ اصل علم تو عمل ہے جہاد ہے اور تعلق مع اللہ ہے اور دنیا کو اسلامی نظام دینا ہے۔

(ختم بخاری اور تقریب دستار بندی کے خطاب سے اقتباس)

وصلی اللّٰہ علی النبی الامی والہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیراً .

(ماہنامہ الحق جلد ۳۵ شمارہ ۲ نومبر ۱۹۹۹ء صفحات ۲۳،۲۴)

(ملا عمر اسلامی حکومت کے بانی اور دنیا بھر کے عالمی طاقتوں سے نبرد آزما ہیں فخری سند اور ڈگری کے مستحق ہیں O اعزازی ڈگری دینے پر سمیع الحق کو قلبی مبارکباد)

(ختم بخاری اور اعزازی ڈگری کی تقریب سے حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کا خطاب)

الحمدللّٰہ جل وعلیٰ : والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء : وعلیٰ الہ واصحابہ شموس الفضل واعلام الھدی اما بعد قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : العلماء ورثۃ الانبیاء : وان الأنبیالم یور ثوا دیناراً ولا درھماً بل ورثو العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر.

میرے قابل صد احترام علماء کرام: شیوخ الحدیث اور شیوخ التفسیر۔ اور دور دور سے آئے ہوئے معزز مہمانان کرام! اللہ پاک آپ حضرات کے آنے کو خیر و برکت کا ذریعہ بنائے، طلباء کے ختم بخاری کو اللہ پاک اس ملک میں اسلامی نظام کے لانے کا پیش خیمہ بنائے۔ اور میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو قلبی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ وایدہ بنصر من عندہ کو عالمی فخری سند عطا کی۔ یقیناً وہ اس سند کے مستحق ہیں۔ ایسا عظیم مجاہد کہ اسکے آنے سے اللہ پاک نے سولہ سال کی مسلسل جہاد کے ثمرات کو زندہ کیا۔ ایسا عالم ہزاروں عالموں پر بھاری ہے: ولیس علی اللّٰہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

دارالعلوم ایک جہادی مرکز ہے۔ ہمارے شیخ و مربی حضرت مولانا عبدالحق ؒ نے ساری زندگی جہاد کا درس دیا۔ شاگردوں کو فرماتے تھے کہ ایسا وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ آپکے ہاتھوں میں زمام اقتدار دے گا، انشاء اللہ آپ قاضی ہونگے، مفتی ہونگے گورنر، وزیراعظم، وزیر اور ممبر بنیں گے تو بعض طلباء مسکراتے تھے کہ یہ حضرت الشیخ ؒ کیا فرماتے ہیں؟ لیکن اصل بات یہ تھی کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ، اور ع قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

آج الحمدللہ حضرت الشیخ کے شاگرد (تحریک طالبان) حقیقی معنی میں افغانستان میں برسراقتدار ہیں اور انہوں نے دنیا کی واحد مکمل آزاد اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی ہے۔ اور دنیا بھر کے عالمی طاغوتی قوتوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ یہ سب دارالعلوم حقانیہ اور حضرت شیخ کی کرامات اور دعائیں ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ اور دیگر مدارس اسلامیہ کی طرف آج دنیا بھر کی کفریہ طاقتیں اکھٹی ہو چکی ہیں۔

<u>میاں برادران نے رعونت سے طالبان سفیر کو ٹھکرایا:</u> وہ اسلامی مدارس کے بڑھتے ہوئے کردار کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس مقصد کے لئے انہوں نے سابق وزیراعظم نواز شریف اور اسکے بھائی کو استعمال کرنا چاہا لیکن الحمدللہ خدا نے ان سازشی عناصر کو اپنی سازشوں سمیت نیست و نابود کردیا۔ تحریک طالبان پر بھی انہوں نے دہشت گردی کا الزام عائد کیا۔ جب افغان سفیر مولانا سعید الرحمان حقانی نے میاں برادران کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنے کیلئے وقت مانگا تو ان متکبر اور زمانہ حال کے فرعونوں نے رعونت سے کہا کہ ہمارے پاس تمہارے لئے کوئی وقت نہیں تو خدا نے کہا کہ اب تمہارے لئے بھی میرے پاس وقت نہیں۔ اور انکو ذلت اور حقارت کیساتھ اقتدار سے باہر پھینک دیا۔ ہماری دعا ہے کہ موجودہ قیادت کو اللہ تعالیٰ ملک و ملت کی خدمت اور اسلامی نظام نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

میں شمس الاسلام امیر المومنین حضرت مولانا ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ اور تحریک طالبان کو دارالعلوم کی اعزازی ڈگری پیش کرنے پر انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (ماہنامہ الحق جلد ۳۵ شمارہ ۲، نومبر ۱۹۹۹ء صفحات ۲۵،۲۴)

شیخ اسامہ کا امیر المومنین کی اطاعت کا عہد

شیخ اسامہؒ کی طرف سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی اطاعت کا تحریری عہد نامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الى حضرة أمير المؤمنين المجاهد ملا/ محمد عمر مجاهد حفظه الله ورعاه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وبعد:

حضرة أمير المؤمنين

إن الفتوحات والانتصارات الأخيرة التي منّ الله عليكم بها نعتبر مناسبة طيبة لنهنئكم بها ، ونؤكد لكم من جديد وقوفنا معكم ووضع أيدينا بأيديكم نصرة للإسلام، وتمكينا لدولته ، وإعلاء لكلمته . حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله لله كما ننتهز هذه المناسبة لنؤكد لكم مرة أخرى إقرارنا وتأييدنا وإعترافنا بحكمكم ، وإمرتكم الشرعية للإمارة الإسلامية في أفغانستان التي نرى أنكم حاكمها الشرعي الوحيد الذي يجب له من حقوق النصرة والمؤازرة وغيرها مايجب للحاكم المسلم كما ندعو جميع المسلمين لنصرتكم وتأييدكم والوقوف إلى جانبكم بكل ما يستطيعون من دعم ومساندة

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

١٤١٩/٥/٢٤هـ

١٩٩٨/٩/١٤م

أخوكم

اسامة بن محمد بن لادن

"حضرت امیر المومنین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شمال کی تازہ ترین فتوحات سے نوازا۔ یہ ہمارے لیے خوشی کا لمحہ ہے کہ ہم آپ کو ان فتوحات پر مبارک باد پیش کریں اور اپنے اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے، ہم اسلام کی نصرت، اسلامی حکومت کے استحکام اور اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لیے آپ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیں۔ یہاں تک کہ فساد ختم ہو جائے اور دین صرف اللہ کا ہو جائے۔ ہم اس موقع پر اس عہد کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ آپ ہمارے شرعی امیر ہیں۔ ہم پر آپ کی نصرت اور اطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح شرعی حاکم کے لیے واجب ہوتی ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آپ کی نصرت وحمایت کریں اور آپ سے مل کر جو مدد کر سکتے ہوں۔"

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی اسامہ بن لادن

(ملا محمد عمر امیر المومنین سے جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا سمیع الحق کے نمائندہ وفد کی ملاقات اور قائد جمعیۃ کا خصوصی پیغام)

(قندھار۔۹ جولائی) اسلامی امارت افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے کہا ہے کہ عالم کفر اپنے تمام وسائل افغانستان میں اسلامی حکومت اور عالم اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے ان کے عزائم کبھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچیں گے ان خیالات کا اظہار انہوں نے قندھار میں جمعیت علماً اسلام (س) کے مرکزی نائب امیر سابق سینیٹر ممبر اسلامی نظریاتی کونسل مولانا قاضی عبداللطیف کی قیادت میں علماً کے ایک وفد سے بات چیت کے دوران کیا' وفد میں جمعیت علماً اسلام (س) صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری مولانا یوسف شاہ' صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا اللہ داد کاکڑ' شیخ بشیر احمد' مولانا عصمت اللہ' مولانا قاضی معین الدین' مولانا محمد اشرف' حافظ شبیر علی' قاری فیض اللہ اور دیگر شامل تھے وفد کے قائد مولانا قاضی عبداللطیف نے امیر المومنین کو اسلامی امارات کی احسن کارکردگی پر خراج تحسین پیش کیا اور ان کو یقین دلایا کہ ہم ہر سطح پر طالبان کے ساتھ بھرپور تعاون کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ عالم کفر کا مقابلہ ہم اس وقت صرف اور صرف آپ کی قیادت میں کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان واحد ملک ہے جس میں آپ نے ایک مثالی نظام قائم کیا اور دنیا صرف اس نظام کو اپنے لئے خطرے کا باعث سمجھ رہی ہے کیونکہ دنیا میں انسانوں کے بنائے ہوئے نظام ناکام ہو چکے ہیں اب دنیا کی نظریں صرف اور صرف اسلام کے عادلانہ نظام پر ہیں۔ انہوں نے امیر المومنین کو جمعیت علماء اسلام کی جانب سے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور ان کو اسلامی نظریاتی کونسل کی مرتب کردہ رپورٹوں کا ایک سیٹ بھی پیش کیا جس پر امیر المومنین نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ انشاء اللہ یہ ہماری رہنمائی میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ وفد نے اسلامی امارت افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو جمعیت اور دفاع افغانستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق کا ایک خصوصی مکتوب بھی پیش کیا۔ جس میں موجودہ حالات پر ان کے مختلف مشورے شامل ہیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے پیغام میں کہا کہ عالم کفر کی افغانستان پر حملہ کی صورت میں پاکستان کی تمام دینی اور جہادی قوتیں دفاع افغانستان کونسل کی شکل میں اس کی پشت پر ہوں گی۔ پاکستان کی پوری قوم امریکی مظالم کے مقابلہ میں آپ کی استقامت اور عزیمت کو سلام پیش کرتی ہے اسی طرح عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کے بارے میں آپ کی حکومت کے مومنانہ موقف نے مسلمانوں کو نیا حوصلہ اور سبق دیا ہے۔ امیر المومنین نے مولانا سمیع الحق صاحب کے نام پیغام دیتے ہوئے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور افغانستان کے بارے میں ان کے طویل جہادی جدوجہد اور دارالعلوم حقانیہ کے کردار کو زبردست سراہا۔ مولانا قاضی عبداللطیف نے رئیس الوزراء مولانا عبدالکبیر حقانی وزیر پانی و بجلی مولانا احمد جان حقانی' جج مولانا شہاب الدین حقانی اور دیگر وفاقی وزرا سے بھی اس موقع پر خوشگوار ملاقات کی۔

(امیر المومنین ملا محمد عمر کے چند انقلابی اقدامات ○ ونی پر پابندی بیواؤں کو شادی کا حق خواتین کی تعلیم بحال)

تحریک طالبان کے سربراہ امیر المومنین ملا محمد عمر طال اللہ عمرہ نے اپنی فراست مومنانہ سے دنیا کو اس وقت انگشت بدنداں کر دیا جب انہوں نے افغانستان میں ہزاروں سالہ پرانی روایات کو ایک اسلامی فرمان کے ذریعہ ختم کر دیا جس میں لڑائی جھگڑوں میں قبیح رسم کے مطابق صلح کے طور پر مخالف کو عورتیں دی جاتی تھیں اس طرح بیوہ کی شادی بھی وہاں عیب سمجھی جاتی تھی ان کی شادی پر ترغیب کیلئے بھی آپ نے احکامات

جاری کئے ہیں نیز آپ نے عورتوں کے تمام تعلیمی ادارے ازسرنو کھول دیے ہیں جس میں پردے کے اہتمام اور غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے ساتھ اختلاط کے بغیر خواتین اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں گی۔ نیز ایران کے تمام جنگی مجرم بھی خیر سگالی کے طور پر رہا کر دیے گئے۔ ہم ان انقلابی اقدامات پر امیر المومنین اور تحریک طالبان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ ماہنامہ الحق اکتوبر/نومبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۳

طالبان حکومت پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی ناجائز پابندیاں اور امیر المومنین ملا محمد عمر کا مردانہ وار مقابلہ کا عزم

بالآخر امریکہ اور اقوام متحدہ نے اپنے جور وستم کا آخری تیر بھی اپنے ترکش سے افغانستان پر پابندیوں کی صورت میں چلادیا۔ جب کروز میزائل، بم دھماکے، سپر پاور روس اور ماضی میں برطانیہ جیسی سپر پاور قوتوں نے افغانیوں کے حوصلوں، اولوالعزمی، جذبہ ایمانی کو شکست نہ دے سکے۔ تو موجودہ پابندیوں سے یہ خدائی شیر کہاں گھبرا سکتے ہیں۔

ع اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بظاہر طالبان حکومت پر پابندیوں کا اطلاق اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے نہ کرنے پر کیا گیا ہے لیکن اصل صورتحال اور امریکی عزائم کی پوری دنیا کو خبر ہے۔ کہ اسامہ بن لادن فقط ایک بہانہ ہے اصل مسئلہ امریکہ کے لئے ایک آزاد اسلامی خودمختار حکومت کے قیام کا ہے۔ جس کے قیام اور دوام نے امریکہ اور پورے عالم کفر کی صفوں میں کھلبلی مچادی ہے۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ امریکہ اور اقوام متحدہ نے افغانستان پر پابندیاں ایسی حالت میں نافذ کی ہیں جب کہ اس نے خود طالبان کی اسلامی حکومت کو تسلیم ہی نہیں کیا اور نہ ہی ان کے درمیان ملزموں کے تبادلہ کا باہمی معاہدہ موجود ہے۔ اور پھر ایک ایسے ملک پر اقتصادی، تجارتی اور دیگر طرح طرح کی پابندیوں کا اطلاق کسی بھی باشعور انسان کی سوچ سے باہر ہے۔ جو بیس سال سے بارود کا ڈھیر بنا ہوا ور جسکے بیس بائیس لاکھ افراد دار و رسن کی آزمائشوں سے گزر چکے ہوں۔ اور جسکی آدھی سے زیادہ آبادی دیگر ممالک میں کسمپرسی کی حالت میں مہاجر کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو ملک کی اقتصادیات مکمل طور پر تباہ ہوں اور قحط اور مہنگائی نے بے بس اور فقر زدہ زندگی کو اور بھی اجیرن کر دیا ہو تو ایسے میں ان پر مزید پابندیوں کا نفاذ کس "مہذب" معاشرے اور کس "عادلانہ" نظام اور کس آئین و دستور کے تحت کیا گیا ہے؟ امریکہ اور اقوام متحدہ کا یہ اقدام پوری دنیا کی آزاد اور خودمختار قوموں کیلئے ایک کھلا چیلنج ہے جس قوم نے بھی اپنی آزادی، خودی اور قومی غیرت کا مظاہرہ کیا امریکہ اس پر چڑھ دوڑتا ہے۔ مرد مومن ملا محمد عمر نے پابندیوں کو پرکاہ کے برابر بھی نہیں سمجھا اور انہوں نے یہ جرات مندانہ پیغام جاری کیا ہے کہ "ہم اپنے محسن کو کبھی بھی کفر و شیطان کے علمبرداروں کے سپرد نہیں کریں گے۔ اور رزق دینے والا صرف اللہ ہی ہے ہم اسی سے مانگتے ہیں۔ امریکہ اور اقوام متحدہ رزق دینے والے نہیں بلکہ رزق چھیننے والے ہیں ہمیں اللہ پر مکمل بھروسہ ہے۔" یہ خودداری، ایمانی حمیت، ملی غیرت اور اللہ پر توکل کا ایک واضح نمونہ ہے۔ ہم یہاں پر ایرانی حکومت کا تجارت کیلئے سرحدات کھولنے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ حکومت ایران وسیع الظرفی،

قوت برداشت اور باہمی اخوت پر مبنی تعلقات کی اس نئی پالیسی کو مزید مستحکم بنانے کی کوشش کریگی۔ ایران اور طالبان کا اتحاد امریکہ اور دنیا بھر کیلئے ایک ناقابل تسخیر اتحاد بن سکتا ہے اگر حکومت ایران اس پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرے۔ طالبان افغانستان پر امریکہ کی پابندیاں لاگو کرانا ایک حماقت ہے امریکہ اس انتظار میں ہے کہ طالبان پابندیوں سے گھبرا کر ہمارے مذموم مقاصد پورے کرلیں گے۔ یا اسامہ بن لادن کو ہمارے حوالے کردیں گے تو یہ ایک دیوانے کا خواب ہے جو کبھی بھی پورا نہیں ہوسکتا۔

ع ایں خیال است ومحال است وجنوں

طالبان اصحاب صفہ کے وارث ہیں۔ یہ اس نبی آخر الزمان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں جنھوں نے اسلام کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے پیٹ پر پتھر باندھے تھے۔ لیکن انہوں نے ہزیمت اختیار نہیں کی بلکہ عزیمت پر عمل کیا۔ اور طالبان اس ٹیپو سلطان کے صحیح جانشین ہیں جو گیدڑ کی سو سالہ زندگی پر غیرت کی ایک دن کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

<u>جسم نہیں دماغ کی زندگی:</u> شاید امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے طالبان افغانستان کے بارے ہی میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ ''کھانے پینے اور سازوسامان کی تکلیفیں ان لوگوں کو پریشان نہیں کرسکتیں جو جسم کی جگہ دماغ کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوجاتے ہیں۔ آدمی اپنے آپ کو احساسات کی عام سطح سے ذرا بھی اونچا کرلے تو پھر جسم کی آسائشوں کا فقدان اسے پریشان نہیں کرسکے گا۔ ہر طرح کی جسمانی راحتوں سے محروم رہ کر بھی ایک مطمئن زندگی بسر کی جاسکتی ہے۔ اور زندگی بہر حال بسر ہو ہی جاتی ہے۔'' اقتصادی پابندیاں نواز شریف اور سلیمان ڈیمرل جیسے ''مسلمان'' حکمرانوں کا درد سر ہوسکتی ہیں۔ جنکا ایمان منرل واٹر یا ایک کپ جو میں بک جاتا ہے۔ ملا محمد عمر اور طالبان کو یہ پابندیاں نہیں جھکا سکتیں۔ طالبان جنکے حوصلے اپنے وطن کے پہاڑوں سے زیادہ بلند ہیں جنکی چھاتیاں سمندروں سے زیادہ گہری اور وسیع ہیں۔ بھوک اور افلاس سے وہ قومیں ڈرتی ہیں جنہیں موت سے خوف آتا ہو اور جو قوم موت کے سائے اور تلواروں کی جھنکار میں پل کر جواں ہوئی ہو انہیں نہ خریدا جاسکتا ہے اور نہ ڈرایا جاسکتا ہے۔

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو

مرد قلندر اور فقیر درویش ملا محمد عمر مدظلہ پر حضرت اقبال کا یہ شعر بھی صادق آتا ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہٰی

ماہنامہ دسمبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۲۔۴

مولانا محمد حسن اخند[1] (افغانستان) گورنر قندھار

نیته: ۲۷، (امیر المومنین ملا محمد عمرؒ کی طرف سے ایک اہم سہ رکنی وفد بھیجنے کی اطلاع ○

پہلے دن سے جہاد افغانستان کی تائید کا شکریہ اور اعتراف)

صاحب الفضیلة دجمعیة علماء الاسلام دتنظیم مشر جناب محترم مولاناسمیع الحق حقانی صاحب ته!السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته،

روغتیا او کامیابی موله لوی څښتن تعالیٰ جل جلاله څخه په هر وقت کي غواړو .سرلوړی اوبریالی اوسی. څرنګه چی تاسومحترم دافغان مقدس جهادله اولی ورځی بیاتراوسه پوری دافغان مسلمان او مجاهد ملت خواخوږی او د درد دوا وی. ارهمیشه مودپاکی اومقدسی عقیدت ملاتړ کړیدی. اوس هم چی له صحنی نه لری نه یاست په ټولوسیاسی اونظامی حالاتو ګواه یاست. اوپه دی هیوادکښ موهمیشه داسلامی نظام دټینګښت په خاطرهلی ځلی اواهتمام کړی دی، چی مونږ اودافغان ملت ته دقدروړدی. دادی اوس زمونږ لخوانه دعالیقدرامیرالمومنین په هدایت باندی یودری کسیزهیئت دسرحداتووزیر محترم مولوی جلال الدین حقانی په مشری چی دسرحداتووزارت سیاسی مرستیال مولوی عبدالرحیم آخندزاده او دافغانی سری میاشتی دعالی ټولنی لوی رئیس سیدعبدالله مهاجر ورسره ملګری دی تاسو ته درواستول شول.ترڅوله تاسومحترم سره اوسنی حالات له نزدی نه وڅیړی اوتفاهم سره وکړی. وجزاکم الله عنا وعن الامه الافغانیه خیرالجزاء،

ستاسوورورالحاج ملامحمدحسن آخند، دافغانستان داسلامی امارت دریاست الوزراء اداري مرستیال

☆☆☆

مولوی صدر اعظم[2] مرستیال ولایت لوگر افغانستان

۲۸/ستمبر ۱۹۹۶ء (داخلے کی سفارش)

جناب محترم مهتمم صاحب دارالعلوم حقانیه اکوړه خټک!السلام علیکم ؟ محترم ورور عبدالستار او محمد داودخان زمونږ سره دافغانستان په جهاد کښ وخت په ډیر ښه صورت سره تیر کړ. مونږاوټول طالبان دد غوورونوڅخه ډیر خوشحال یواوبله زمونږ هیله داده چه دغه ورونه غیرحاضرنکړی.(په درناوی)

(مولوی صدراعظم) مرستیال (ولایت لوگر)

۱۔ افغانستان کے تحریک طالبان کے کلیدی افراد میں سے اور ملا محمد عمر امیر المومنین کے معتمد دست راست ہیں۔ طالبان حکومت میں قندہار کے گورنر ہے اسی دوران ہمارا دورہ قندھار ہوا۔ صحافیوں کی ایک بڑی تعداد ساتھ تھی۔ انکی سادگی خدمت تواضع نفاست کو دیکھ کر انہیں قرون خیر کے حکمران یاد آ گئے اوران میں سے ایک رفیق سفر صحافی جناب عرفان صدیقی نے تو بارہا ان کی شخصیت پر کالم لکھے۔ موصوف دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند ہیں ۱۹۷۰ء میں دوران طالب علمی انتخابات کا مرحلہ آیا اور انکے شیخ حضرت شیخ الحدیث حصہ لے رہے تھے موصوف کے بقول دیگر طلبہ کے ساتھ انہوں نے بھی اپنے شیخ کے کمپین اور انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پچھلے صفحات میں عرفان صدیقی کے سفرنامہ میں ان کا دلآویز تذکرہ موجود ہے۔

۲۔ تحریک طالبان افغانستان کے فعال کمانڈر جلال آباد وغیرہ کے گورنر رہے۔ حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔

مولوی محمد ابراہیم مسئول روابط امور خارجہ حکومت طالبان

(طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف مخالفین کا پروپیگنڈہ اور حقیقت بتلانے کیلئے دورۂ کابل کی دعوت)

۱۳۶۳_۱_۱۴

حضورپور نور محترم جلالتمآب فضیلت جناب مولانا سمیع الحق احتراماً! محترما! قبلاًبه آساس مکتوب نمبر ۱۶ ۱ ۰۰/۱۲/۱۳۶۲/۱۲. راجع به رسمیات رسایدن دولت انقلاب اسلامی افغانستان همکاری و همدر دی بغرض اوج دولت ازشما و ازهمکاران تان توقع داشتیم چون بعض مخالفین بغرض شخصی طوطیه طلبانه شکایت های ناپدید راجع به دولت اسلامی انقلابی به شمایاد آورشده انشاء الله هیچ وقت حقیقت پوشیده نمی ماند فلهذا بنده آرزومندم حسب الخواهش شما آیا بغرض ملاقات وتبادله افکار درمقام دفتر دولت اسلامی انقلابی به تشریف آوری تان وقت تعین می فرماید و یا فدوی را بحضور تان جلب فرماید مختارید همدست آرنده مکتوب هذا جناب عمر خطاب بغرض ملاقات تعین وقت هدایت فرموده ممنون سازید.

مولوی محمد ابراهیم مسئول روابط امور خارجه

☆☆☆

مولانا فضل الہادی شنواری قاضی القضاہ (کرزئی حکومت) افغانستان

سربراہ شورائی علماء افغانستان

(دورۂ افغانستان کی دعوت)

بنا غلی محترم او فاضل پیاوړی عالم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. ستاسو روغتیاله لوی خدای (ج) څخه غواړو. تاسو جناب ته مخکی د افغانستان د علماؤ دسراسری شوری لخوا افغانستان ته د سفر دعوت در کړ شوی وو او تاسو دد عوت اجابت فرمایلی وو.

نو مهربانی و کړی دخپل سفر معین وقت او تاریخ مونږ ته ولیکی او هم دسفر دوسیلی په رابطه چه هوائی تشریف راوړی او که د موټر په ذریعه ترخو دسفر د پاره تیاری او اقدام وشی.

په درناوی الحافظ شیخ الحدیث قضا و فتوه مولوی فضل الهادی "شینواری"

قاضی القضاة اود افغانستان د علماو دسر تاسری شوری رئیس

مولانا امیر خان متقی وزیر اطلاعات کا خطاب

تحریک طالبان کے زعماء کی جلسہ دستار بندی میں شرکت

جلسہ دستار بندی میں ملک و بیرون ملک کی کئی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ جن میں تحریک طالبان کے اہم رہنما اور امارت اسلامی افغانستان کے وزیر اطلاعات مولانا امیر خان متقی قابل ذکر ہیں۔ وہ اپنے دوسرے اہم رفقاء کے ساتھ خصوصی طور پر اسی تقریب میں شرکت کیلئے دارالعلوم تشریف لائے تھے۔ علاوہ ازیں جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر مولانا عبدالغنی ایم این اے، سینیٹر حافظ فضل محمد، مولانا نور محمد ایم این اے نے بھی اس مبارک تقریب میں شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز نماز ظہر کے بعد ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور حمد و نعت کے بعد حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح فرمائی اور اہم خطاب فرمایا۔ کہ اب آپ فارغ نہیں بلکہ آج ہی سے آپ کے سروں پر بہت بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا ہے۔

مکتب عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

آپکی مفصل اہم اور پرمغز تقریر کے بعد افغانستان کے وزیر اطلاعات مولانا امیر خان متقی کو دعوت خطاب دی گئی۔ اس موقعہ پر حاضرین جلسہ کا جوش و ولولہ دیدنی تھا۔ آپ کی روح پرور اور ایمان افروز تقریر کے دوران جب انہوں نے طالبان کی قربانیوں جذبہ ایثار، شوق شہادت اور مخالفین کے ظلم و ستم اور بربریت کی داستانیں سنائیں تو حاضرین کے صبر و ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے اور فرط جذبات سے داڑھے مار مار کر رونے لگے۔ آپ کا وہ ولولہ انگیز خطاب نذر قارئین ہے۔

<u>دارالعلوم کو خراج تحسین:</u> میرے معزز علماء کرام و طلباء عظام، الحمداللہ یہ بہت بڑے افتخار کی بات ہے کہ ۱۴۰۰ سال بعد بھی ہمارے ان بھائیوں نے سینکڑوں کی تعداد میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم حقانیہ اور قائد شریعت حضرت مولانا عبدالحق ؒ اور قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی بے پناہ خدمات ہیں۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ میں انکو خراج تحسین پیش کروں۔

پشت دوتائے فلک راست شد از خرمے
تاچوں تو فرزند زاد مادر ایام را
حکمت محض است اگر لطف جہاں آفریں
خاص کند بندہ مصلحت عام را
وصف ترا گر کند ور نکند اہل فضل
حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

میرے بھائیو! ہم اگر مولانا صاحب کو خراج تحسین پیش کریں یا نہ کریں دارالعلوم حقانیہ وہ عظیم دینی مرکز ہے کہ اس میں نہ صرف پاکستانی طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں بلکہ افغانستان میں بھی اکثر یہی طلباء کرام ہیں۔ جو کہ اس جامعہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ جنہوں نے وہاں

اسلامی نظام نافذ کیا ہے۔اور قرآن کریم کے نظام کے نفاذ میں مصروف ہیں۔یہی طلباء کرام ہیں جنہوں نے محاذ جنگ بھی گرم کر رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کی نفاذ کیلئے شب و روز کوشاں ہیں۔الحمدللہ اس جامعہ نے بہت سخت اور نازک مراحل میں شیخ الہندؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ اور دیوبند کی دیگر اکابر کی تاریخ زندہ رکھی ہے۔الحمدللہ اس جامعہ سے لوگ درس و تدریس و سیاست کیلئے بھیجے جاتے ہیں اور خصوصاً محاذ جنگ کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔نظام حکومت چلانے کیلئے یہیں سے علماء کرام جاتے ہیں اور دعوت وتبلیغ میں اسی مدرسہ کے لوگ مصروف عمل ہیں۔افغانستان کے طویل جہاد اور حالیہ تحریک طالبان میں جامعہ حقانیہ کا کردار روح رواں اور شہ رگ کی مانند ہے۔آج نہ صرف افغانستان بلکہ پوری دنیا میں جامعہ کے دینی، روحانی اور جہادی اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔آج پوری دنیا میں کوئی ایسا خطہ نہیں جہاں مکمل اسلامی نظام نافذ ہو سوائے افغانستان کے جہاں جامعہ حقانیہ اور طالبان کی برکت سے مکمل اسلامی نظام رائج اور نافذ ہے۔میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس جامعہ کو مزید ترقی دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم افغانستان سمیت تمام دنیا میں اسلامی نظام کیلئے کوشاں رہیں۔اور اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کریں۔آج ۱۴۰۰ سال بعد بھی طالبان نے ثابت کر دیا کہ طالبان اگر ایک طرف درس و تدریس کر سکتے ہیں تو دوسری طرف نظام حکومت بھی چلا سکتے ہیں۔

<u>نام نہاد انسانی حقوق والوں کا مسلمانوں کے بارے میں دوہرا معیار:</u>

بھائیو! آج پوری دنیا میں ضعیف، کمزور اور مظلوم قوم مسلمان ہے۔اس لئے کہ مسلمانوں نے جہاد کو چھوڑا ہے۔آج فلسطین میں مسلمانوں پر ظلم کیا جا رہا ہے۔کشمیر میں مسلمان ذلیل ہو رہے ہیں۔لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے اگر دنیا میں کوئی لادین طبقہ یا ایک لادین شخص کوئی معمولی سی ایک کڑوی بات بھی کرے تو پوری دنیا اٹھتی ہے اور چیختی ہے۔لیکن اگر مسلمانوں کے تاریخی مرکز بیت المقدس پر یہودی قابض ہوتے ہیں، ہندوستان میں بابری مسجد جیسے مقدس عبادت گاہ کو مسمار کی جاتی ہے یا افغانستان میں ہزاروں طالب علم جام شہادت نوش کرتے ہیں مگر کوئی ایک شخص ایسا نہیں ملتا کہ وہ کہے کہ یہ ظلم کیوں کیا جا رہا ہے؟ یہ سب کچھ ہمارے ساتھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہم نے جہاد کو چھوڑا ہے۔آج افغانستان میں طالبان نے اسلامی نظام نافذ کیا ہے۔آج اگر طالبان ایک آدمی پر حد قصاص جاری کر لیتے ہیں تو پوری دنیا چیختی ہے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے مگر دوسری طرف دو ہزار معصوم طالب علموں کو شبرغان میں ملحدین اور کمیونسٹ بے دردی سے شہید کر لیتے ہیں اور انکے ساتھ وہ سلوک اور ظلم کیا جاتا ہے کہ انسانی تاریخ میں اسکی مثال نہیں ملتی۔آج ہمارے اوپر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ طالبان نے ہزارہ جات پر ناکہ بندی کی ہے اور وہاں کے لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں۔یورپ رات دن اس کے متعلق پروپیگنڈہ میں مصروف ہے۔لیکن شبرغان میں دو ہزار طالب علم شہید کیے جاتے ہیں تو انسانی حقوق کے علمبرداروں کو انکی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔اگر وہاں طالبان بھوک اور پیاس سے شہید ہوتے ہیں تو یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں۔

پنجشیر جیل میں حافظ قرآن کی زبان نہ کاٹنے کی التجا:

پچھلے دنوں ہمارا ایک ساتھی پنج شیر کے جیل سے نکل کر آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ نوجوان حافظ قرآن جیل میں تھا۔ وہاں جیل میں جو نگران تھے وہ اس کے زبان پر بجلی کا کرنٹ دے رہا تھا اس طالب علم نے ان سے کہا کہ میرے ہاتھ کاٹ دو، میرے پاؤں کاٹ دو جسم کا جو بھی حصہ آپ مناسب سمجھتے ہیں کاٹ دیں مگر زبان کو کچھ نقصان مت پہنچائیں کیونکہ میں نے چھ سال میں بڑی مشکل سے قرآن کریم حفظ کیا ہے اور میری خواہش ہے کہ زندگی بھر قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہوں مگر ان ظالموں نے اس معصوم طالب علم کی بات نہ سنی اور بالآخر انکی زبان کو کرنٹ دیکر جلا دیا۔ لیکن میں ان ظالموں کو کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ایک طالب علم کو قرآن کریم کی تلاوت سے منع کرتے ہیں تو یہاں دارالعلوم حقانیہ جیسے اداروں میں ہزاروں حفاظ اور تیار ہو جائینگے۔

شہید جان بلب طالب علم کا پیغام:

میرے بھائیو! اس میں شک نہیں کہ تمام کفری دنیا مسلمانوں کے خلاف متحد اور متفق ہے۔ وہ مسلمانوں کی آزادی نہیں چاہتی۔ لیکن میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے اتنی تکالیف برداشت کیں اب اپنی محنتوں کو ضائع نہ کریں۔ شبرغان میں آج جہاں دو ہزار طالب علموں کی قبریں مل گئی ہیں۔ ان طالب علموں میں سے ایک زندہ بچ جانے والا طالب علم کہہ رہا تھا۔ کہ ایک قطار میں سینکڑوں طلباء کو کھڑا کر کے کلاشنکوفوں کے برسٹ چلاتے اور ایک ہی وار میں سینکڑوں طالب علم شہید کئے گئے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں بھی گر گیا اور گرنے کیوجہ سے بچ گیا۔ جب وہ چلے گئے تو ایک طالب علم نے آواز دی کہ کوئی اور زندہ بچا ہے۔ میں اٹھ گیا اور اسکے پاس گیا اس کو دیکھا تو وہ زخمی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اب کیا کرینگے۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ آپ جائیں یہاں سخت گرمی ہے پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ نہ کوئی سایہ ہے ایسا نہ ہو کہ آپ بھی اس شدید گرمی اور پیاس سے شہید ہو جائیں۔ میں نے ان سے رخصت لی اور چند قدم لئے تو انہوں نے مجھے واپس بلایا اور کہا کہ طالب علموں کو میرا اسلام کہہ دو۔ اور یہ بھی کہیں کہ ہمارے خون کے ساتھ غداری نہ کرنا۔ میرے بھائیو! اس طالب علم نے آپ لوگوں کو پیغام بھیجا ہے۔ اس نے اپنے والدین یا اپنی بیوی یا اپنے رشتہ داروں کے نام کوئی پیغام نہیں بھیجا ہے۔ ان شہداء کی نظریں آپ پر ہیں۔

آج ہم بہت بڑے امتحان میں مبتلا ہیں۔ ہزاروں طالب علم شہید ہو گئے۔ طلباء نے بہت قربانیاں دیں۔ آج بعض طالب علم مایوسی کے شکار ہیں اور کہتے ہیں کہ تحریک طالبان میں برے لوگ داخل ہو گئے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ آئیں اور ان برے لوگوں کو نکال دیں اور اللہ کی دین کی حفاظت کریں۔

بھائیو! طالب علموں کے ساتھ تو صرف ایک سر تھا جو انہوں نے اللہ کے حضور پیش کیا اور خدا کی زمین پر خدا کا نظام نافذ کیا۔ اب اس خون کی لاج آپ لوگوں نے رکھنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر رہے۔

(افغان وزیر مولانا محمد مسلم حقانی فاضل دار العلوم حقانیہ کا جلسہ دستار بندی سے خطاب)

(آج دریائے آمو کے کناروں پر اسلام نافذ ہے اور یہ دار العلوم حقانیہ کی برکت ہے O امیر المومنین کی حقانیہ آنے کی خواہش اور نیک خواہشات کا پیغام O دشت لیلیٰ کے معصوم شہداء O سابقہ جہادی کمانڈروں کا سوءِ عاقبت)

۱۹۹۸ء خطبہ مسنونہ کے بعد قال اللّٰہ تعالیٰ ان تنصر اللّٰہ ینصر کم. صدق اللّٰہ العظیم۔

اس مبارک علمی محفل میں تمام اساتذہ کرام کی موجودگی میں میرا تقریر کرنا تو بے ادبی ہے لیکن دار العلوم حقانیہ کے مسؤلین کی طرف سے مجھے دعوت دی گئی اس لئے تعمیل حکم کے طور پر آپ حضرات کے سامنے چند معروضات پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اپنے اساتذہ کرام، فضلاء کرام اور عام مسلمانوں کو جناب امیر المؤمنین ملا محمد عمر صاحب کی طرف سے سلام اور نیک خواہشات آپ لوگوں تک پہنچاتا ہوں۔ انہوں نے یہاں آپ لوگوں کے پاس مجھے بھیجتے وقت فرمایا کہ میری طرف سے دار العلوم کے تمام مسؤلین اساتذہ کرام اور فضلاء و طلبہ کو میرا اسلام عرض کریں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ میرا تو بہت جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ اس مادر علمی دار العلوم حقانیہ جاؤں اور آپ لوگوں کیساتھ ملاقات کرسکوں، لیکن مصروفیات کی وجہ سے خود حاضر نہیں ہو سکتا اور پھر انہوں نے مجھے بطور نیابت اور نمائندگی کے لئے یہاں بھیجا۔ معزز فضلاء کرام! آپ کو دستار فضیلت مبارک ہو۔ اب آپ پر بھاری ذمہ داری آگئی اور حضرت شیخ الحدیثؒ اور دیگر اساتذہ و شیوخ نے آپ لوگوں کو ایک عظیم امانت سپرد کی۔ انہوں نے آپ کو اللہ کا دین سونپا۔ آپ کا اصل امتحان اب شروع ہونیوالا ہے اور آج آپ امتحان کے عملی میدان کو جارہے ہیں۔ وہاں امریکہ کے کروز میزائل بھی آپ پر لگیں گے اور ایران کی فوجی مشقیں بھی آپ کے خلاف شروع ہیں۔ آج آپ عمل کے میدان میں جارہے ہیں تاکہ اللہ کے احکامات خدا کی زمین پر عملاً نافذ کریں۔ آج دشت لیلیٰ اور حیرتان کے ہزاروں معصوم شہداء کی روحیں آپکی منتظر ہیں کہ دار العلوم حقانیہ کے فضلاء آئیں گے اور جس پاکیزہ ہدف کیلئے ہم نے خون دیا ہے یعنی اللہ کے نظام کے نفاذ اور خدا کی شریعت کی ترویج کیلئے، اب یہ ہدف آپ لوگ پورا کریں گے۔ گذشتہ سال انہی دنوں میں ہزاروں طلبہ، فضلاء اور حفاظ قرآن شہید کردیئے گئے اور انہوں نے خدا کے دین کی خاطر اپنے سروں اور جانوں کی قربانیاں پیش کیں۔ انہیں قربانیوں کی بدولت آج وہاں افغانستان میں اسلامی نظام نافذ اور اسلامی شریعت حاکم ہے اور اسلام کا سفید پرچم پوری آب و تاب کے ساتھ لہرا رہا ہے۔ افغانستان میں نفاذ اسلام تمام عالم اسلام کیلئے باعث فخر ہے۔ الحمد للہ یہ ان مشائخ عظام کی محنتوں کا ثمر ہے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ ہے ان لوگوں کی خدمات آج مزار شریف میں نظر آرہی ہیں۔ آج دریائے آمو کے کناروں پر اسلام نافذ ہے اور ان ہی دار العلوم حقانیہ کی برکت ہے۔

محترم فضلاء کرام! آج ان فضلائے کرام مجاہدین نے قربانی دی ہے آج تمام عالم کفر آپ کو متوجہ ہے۔ اب آپ کا مقابلہ امریکہ سے ہے۔ آج تمام کفار پر لرزہ طاری ہے حالانکہ ہمارا صرف اپنے ملک کے ساتھ کام ہے۔ اپنی ہی سرزمین میں ہم شریعت نافذ کررہے

ہیں۔ ہم نے کسی پڑوسی ملک پر تعارض نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی ہے۔ ایران جو کہ اپنے آپ کو اسلام کا بہت بڑا چیمپئن اور ٹھیکدار کہتا ہے وہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ افغانستان میں اسلام نافذ ہو۔ ہمارے اساتذہ اور مشائخ نے ہمیں جو امانت سونپی ہے ہم اپنی ذمہ داریاں احسن طریقہ سے نبھائیں گے اور ہم خدا کے ساتھ یہ عہد و پیمان کرتے ہیں کہ جس قانون کیلئے حضرت عمرؓ اور دیگر شہداء نے خون کے نذرانے دیئے تھے وہ قانون ہم نافذ کر کے دم لیں گے اور شہداء کے مقدس خون کی لاج رکھیں گے۔ ہم اپنے اساتذہ اور مشائخ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی مستجاب دعاؤں میں نہ بھولیں۔ بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ روس کے ساتھ لڑنے والے (سابقہ جہادی کمانڈر) ماضی میں دارالعلوم حقانیہ کے سٹیج پر تقریر کرنے والے اب ماسکو میں بیٹھ کر مجاہدین کے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں اور تمام عالم کفر کو دعوت دیتے ہیں کہ تحریک طالبان کے خلاف ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ لیکن اللہ کا فرمان ہے "ان تنصر اللّٰه ینصر کم" کہ اگر آپ نے اللہ کے دین کی حمایت کی تو میں آپ کو خارق العادات فتوحات دوں گا، جیسا کہ طالبان کو فتوحات اور محیر العقول کامیابیاں مل رہی ہیں۔ آج دنیا حیران ہے کہ تمام عالم کفر اور ماہر افواج مخالفین کے ساتھ ہے اور پھر بھی یہ لوگ مٹھی بھر طلباء سے شکست پر شکست کھاتے جا رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ جل و یقوم ذات ہے جس نے نوحؑ کو طوفان نوح سے نجات دی وہی ذات طالبان کے ساتھ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ پر جس ذات نے آگ کو گلزار بنایا اور جو ہستی سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا میں اڑاتی تھی آج بھی اُسی خدا کی نصرتیں طالبان اور حق کی جماعت کے ساتھ ہیں۔ محترم فضلاء! آج تمام عالم اسلام کی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔ آپ میدان عمل میں جائیں اور اپنے اساتذہ و مشائخ کی عزتیں اوج پر پہنچائیں۔ بہت سے فضلاء نے جنکی گذشتہ سال یہاں پر دستار بندی ہوئی تھی اسی سال وہ شہادت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے اور اپنے رب کے پاس بہترین حالت میں پہنچ چکے ہیں "من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهد واللّٰه علیه فمنهم من قضیٰ نحبه ومنهم من ینتظر" دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ و مشائخ نے ہمیں جہادی دروس اور خصوصاً بخاری شریف میں کتاب المغازی کا درس دیا تھا اور اس کے نتیجے میں ہم محاذ جنگ پر گئے اور کامیاب و کامران ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسلام اور شریعت کے قانون سے بہرہ ور فرمائے۔ پاکستان اور افغانستان میں علماء اور بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کی جتنی خدمات ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ وہ ہم کبھی بھی بھول نہیں سکتے۔ ہم ہمیشہ اپنے مشائخ اور اساتذہ اور اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کیلئے دست بدعا ہیں اور ہم سے جتنا تعاون ہو سکے گا ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے اور اس مادر علمی کی تعمیر و ترقی کیلئے شبانہ روز محنت کریں گے۔ ہم پاکستان کے عوام کے بے حد شکر گزار ہیں جنہوں نے ہماری بہت بڑی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا اجر ان کو مرحمت فرمادے اور اس ملک کو بھی اسلام اور شریعت کا قلعہ بنادے۔

(ماہنامہ الحق جلد ۳۴ شمارہ ۳ دسمبر ۱۹۹۸ء صفحات ۲۸ سے ۳۰ تک)

معصوم سفیران امن کا قتل عام اور عالم اسلام کی بے حسی

گزشتہ ماہ افغانستان میں تحریک طالبان کے معصوم اور بے گناہ سفیران امن کے ساتھ مزار شریف میں بین الاقوامی سازش کے ذریعہ جو بہیمانہ سلوک کیا گیا۔ تاریخ انسانی میں اس بدترین سفا کی کی نظیر نہیں ملتی۔ مذاکرات کے میز پر صلح کے نام سے بلائے گئے وفد کے ارکان کو بندوقوں کے سنگینوں کی نوک پر زبردستی اٹھا کر شہر کے مختلف حصوں میں لے جا کر قتل کر دیا گیا اور ہزاروں نہتے طلبہ کو تاجکستان کے بارڈر کے قریب لے جا کر فائرنگ سکواڈ کے ذریعے لائن میں کھڑے کر کے گولیوں سے بھون ڈالیں گیا۔ ان میں تحریک طالبان کے روح رواں اور ایک عظیم فرزند اسلام میدان سیاست وفرسات کے شہسوار بھی شہید کر دیئے گئے۔ (فی الحال ان کا نام لینا خلاف مصلحت ہے) ان طلباء کو کنٹینرز میں سوار کر کے یہ کہا گیا کہ آپ لوگوں کو آزاد کیا جا رہا ہے' ان بے چارے طلباء کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کو یہ جلاد دراصل قید حیات سے انتہائی سفا کی بکمت اور درندگی کے ساتھ آزاد کر رہے ہیں۔

اس تازہ المیہ کی طرح ماضی میں بھی بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی جیسے ہرات اور کابل کے اطراف میں ہزاروں شہداء کی اجتماعی قبریں دریافت ہوئی ہیں' جن کو بلڈوزروں کے ذریعے زندہ درگور کیا گیا تھا' اللہ تعالیٰ نے اس بار پردہ ظلم کو پردہ غیب سے دو زخمی معصوم طلبہ کے ذریعے چاک کر دیا اور گولیوں کی بارش میں سے ان زخمی طلبہ کو نکالا اور یہ معصوم لاشوں کی پشتوں سے اٹھ کر انتہائی مشکلات سے دوچار ہو کر کابل پہنچے اور انہوں نے اخبارات اور دنیا کو یہ داستان خون آشام سنائی۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اس عظیم حادثہ فاجعہ پر اقوام متحدہ' انسانی حقوق امریکہ' یورپ اور پاکستان سمیت کسی نے آواز اٹھائی اور نہ کسی بھی جگہ سے صدائے احتجاج بلند ہوئی' نہ ہی کسی کی آنکھ نم ہوئی اور نہ ہی کسی کے قلب وجگر سے دھواں اٹھا اور نہ ہی ہمارے ملک کے دینی اور اسلامی صحافت کے علمبرداروں (سوائے معدودے چند کے) نے اس پر کچھ ''خامہ فرسائی'' کی اور وہ لوگ ابھی تک وسیع البنیاد حکومت کی رٹ لگا رہے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہے کہ ان (افغان لیڈرز) درندوں کو جن کے آستینوں اور دامنوں اور قباؤں' جبوں اور عماموں سے اب تک خون ٹپک رہا ہے' کو دوبارہ کسی نہ کسی طور پر معصوم طلباء (تحریک طالبان) پر مسلط کر دیا جائے' بہر حال اس ظلم عظیم پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین پھٹی۔ ہماری عالم کفر سے تو کوئی شکایت نہیں بنتی کیونکہ وہ تو ہمارے وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ البتہ عالم اسلام اور خصوصاً پاکستانی حکومت سے یہ گلہ ضرور ہے کہ انہوں نے جبکہ طالبان حکومت کو باقاعدہ تسلیم کر لیا ہے تو پھر اس ظلم عظیم پر انہوں نے کیوں کسی احتجاج یا ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ آیا اسلام کے ہزاروں حقیقی فرزندان جو صلح اور دین ومذہب کے نام پر تہ تیغ کیے گئے کیا یہ لاوارث اور بے ننگ ونام تھے؟ ان کا کسی مذہب' کسی برادری سے کوئی تعلق نہیں تھا؟ آیا ان حالات میں وہ وقت نہیں آ پہنچا ہے کہ ہم عالم اسلام کے ''بے کسی کے مزار'' پر آخری مرتبہ فاتحہ پڑھ لیں۔

ع مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہیں

ان شاء اللہ رب العالمین ان معصوم طلبہ کے مقدس خون کے لاج ضرور رکھے گا۔ اور اس پاک خون سے جو چراغ حق جل شانہٗ اٹھے ہیں' انشاء اللہ یہی دلیل سحر ثابت ہوں گے' اس کی روشنی اور تنویر سے ظلمت کدہ عالم کا چپہ چپہ منور ہو کے رہے گا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے طالبان کو ایک بار پھر اپنی نصرت سے سرفراز کر کے مزار شریف میں پہنچا دیا ہے۔ بہت جلد یہ خطہ بھی پرچم اسلام کے سایہ امن و عافیت میں آ جائے گا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہم ان بہادر سپوتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ فقیر منش طائفہ اور بوریا نشین جماعت جو کہ دنیوی اعزازات سے بے نیاز ہے اور پھر کیوں نہ ہوں شہادت کی خلعت فاخرہ کے ساتھ جنت کی ابدی نعمتیں ان کے لئے چشم براہ ہیں اور جن کے لئے قرآن پاک ان کلمات عالیہ سے استقبال کر رہا ہے۔

ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

راشد الحق سمیع ۔ (ماہنامہ الحق ۔ ستمبر 1997)

افغانستان میں ہزاروں معصوم سفیران امن طالبان کی اجتماعی قبروں کی دریافت

ہم نے ماہ ستمبر کے شمارہ کے اداریے میں جن بے گناہ معصوم سفیران امن کے قتل عام کا رونا رویا تھا' آخر کار ہماری اطلاع صحیح ثابت ہوئی اور افغانستان کے شمالی علاقہ جات میں تین ہزار کے قریب معصوم اور نہتے طالبان جن میں اکثریت پاکستانی طلبہ کی تھی' کی اجتماعی قبریں دریافت ہوئیں ہیں اور پوری دنیا نے اس کی تصاویر اور فلمیں دیکھیں۔ لیکن کہیں سے دو حرف احتجاج کسی بھی بین الاقوامی تنظیم کی طرف سے نہ آئے۔ اس قسم کی بدترین سفاکی تو بوسنیا میں بھی عیسائیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہوئی تھی' جس طرح کہ یہاں پر ہوئی۔ ایسی صورت میں امیر المومنین مدظلہ کا یہ مطالبہ کہ اس گھناؤنے جرم کے مرکزی کردار جنرل مالک کو یا تو عالمی عدالت کے سامنے پیش کیا جائے یا پھر اسلامی امارت کے حوالے کیا جائے۔ ان حالات میں ہم ان حلقوں سے سوال کرتے ہیں جو کہ صلح کی رٹ لگائے تھکتے نہیں۔ آیا ان درندوں اور بہائم کے ساتھ اتحاد اور صلح ہو سکتی ہے کیا یہ ممکن ہے؟

راشد الحق سمیع ۔ (ماہنامہ الحق ۔ دسمبر 1997)

تحریک طالبان کے رہنما اور افغانستان کے وزیر مذہبی امور مولانا مسلم حقانی کا خطاب

- امیر المومنین کا پیغام سلام اور مبارکباد
- مشائخ اسلامی نظام کا خواب لیکر قبروں میں گئے
- فارغین کی ذمہ داریاں
- روسی لیڈروں کو عبید اللہ سندھی کی دعوت اسلام طالبان کا افغانستان عملی جواب)

۱۹۹۹ء

الحمدللّٰہ الذی صدق وعدہ، و نصر عبدہ، و ھزم الاحزاب وحدہ: والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ اما بعد ، فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم.قل رب زدلی علماً (الایۃ)

اگر گویم مسلمانم بلرزم   کہ دانم مشکلات لاالہ را

اپنے مشائخ اور اساتذہ کی اجازت سے سب سے پہلے اپنے علماء و مشائخ اور روحانی مربین کو اور خصوصاً مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو امیر المومنین کا سلام عرض کرتا ہوں۔ اور اپنے تمام مہاجر بھائیوں اور طلباء کو بھی سلام عرض کرتا ہوں۔ اور فارغ التحصیل طلباء کرام کو حضرت امیر المومنین کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دارالعلوم حقانیہ تمام علماء اور فضلاء کیلئے مادر علمی ہے۔ سالانہ دستار بندی کے موقع پر ہماری آرزو ہوتی ہے کہ دستار بندی میں شرکت اپنے مشائخ کی زیارت کا ذریعہ بن جائے۔ محترم فضلاء کرام! یہ دستار فضیلت دراصل تمہارے سروں پر بڑی ذمہ داری ہے کہ آج آپ وہ طالب علم نہیں رہے جو تھے۔ آج طلباء اور علماء کا طبقہ تمام دنیا کے مظالم کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ تحریک طالبان کی جدوجہد میں ہمارے بہت سے ساتھی شہید ہوئے۔ آپ کی طرح ان مشائخ سے اسی دارالعلوم حقانیہ کے میدان میں انہوں نے پچھلے سالوں میں دستار فضیلت کا شرف حاصل کیا تھا لیکن آج وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اور وہ ہم میں موجود نہیں۔ انہوں نے یہاں جو کچھ سیکھا تھا دین کی سربلندی کی خاطر اور جہاد کے ثمرات کو ضائع ہونے سے بچانے کیلئے اپنی جانیں اسلام کیلئے نچھاور کر دیں۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ فمنھم من قضی نحبہٗ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (الایۃ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایسے کامل لوگ ہیں کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اسکو پورا کیا۔ بعض نے اپنا وعدہ پورا کیا: بعض حیرتان میں شہید ہوئے۔ بعض دشت لیلیٰ میں شہید ہوئے اور انکی آرزو یہ تھی کہ خدا کا نظام خدا کی زمین پر ہو۔ نہ متاع تھی نہ کچھ اور وسائل، صرف کلمہ ساتھ تھا۔ ومنھم من ینتظر' بعض اب تک محاذ پر موجود ہیں۔ وما بدلوا تبدیلا :انہوں نے اپنے وعدہ میں کوئی تغیر نہ کیا۔ آپ پیغمبر علیہ السلام

کے وارث ہیں :العلماء ورثة الانبیاء پیغمبر نے جو کام کیا وہ آپ کا کام ہے۔ حضرت محمد ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے انکے سامنے بہترین شاگرد موجود تھے۔ابو بکرؓ تھے، عمرؓ تھے، عثمانؓ، علیؓ تھے اور ابو ہریرۃؓ سامنے تھے۔ حضرت محمد ﷺ ان کو درس حدیث دیتے اور انکو دین سکھلاتے اور جب آدھی رات ہوتی تو حضور ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے اور دعا کرتے :اور جب ضرورت ہوتی تو حضور ﷺ بڑے مجاہد ہوتے اور تمام صحابہ کو جہاد کیلئے ابھارتے کہ کفر کی جڑ کو تلوار سے کاٹ لو۔ان کا دوسرا طریقہ نہیں : تدریس بھی حضور پاک ﷺ کا وظیفہ تھا، جہاد بھی وظیفہ تھا، مسلمانوں کی حفاظت حضور پاک کا وظیفہ تھا۔ آج تم لوگ فارغ ہوئے تو یہ وظیفہ آپ کو سونپا گیا مشائخ کی ھدایات پر عمل کرو جن لوگوں کے سروں سے اساتذہ اور علماء اپنا ہاتھ اٹھا لیتے ہیں وہ لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔اے لوگو! یہ بات سن لو : کہ آج الحمد للہ تمام علماء اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ افغانستان ایک صحیح اسلامی ملک ہے اور یہ حق کی علامت ہے۔ ہمارے بہت سے مشائخ اس بات کو لیکر قبور کو چلے گئے کہ انہوں نے اسلامی نظام کا ش دیکھا ہوتا۔ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جب روس کے لیڈروں سے ملے اور اسلام کی دعوت دی اور انکے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو انہوں نے اعتراض کیا کہ اسلام نے عبادات کو تو بیان کیا ہے لیکن اقتصادیات کو ذکر نہیں کیا، تو مولانا سندھیؒ نے فرمایا کہ کاش آپ نے اسلام کے قانون کو مکمل مطالعہ کیا ہوتا تو پھر آپ یہ اعتراض نہ کرتے۔اور پھر انکے سامنے قرآن کی یہ مختصر آیت بیان کی۔ ویسئلونك ماذا ینفقون قل العفو (الایة) العفو کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرو تو اگر یہ سرمایہ دار مسلمان آج لوگوں کی مکمل اعانت کریں تو غربت ختم ہو جائیگی لیکن جو کہ خدا اور رسول کا دشمن تھا وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے یہ آیت پہلے سے معلوم ہوتی تو میں مساوات کی بنیاد نہ رکھتا۔ والفضل ما شھدت به الاعداء۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اسلام کی باتیں تو سچی ہیں مگر اسکا کوئی نمونہ تو پیش کرو تو مولانا اسوقت خاموش رہے لیکن آج اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ دنیا میں ایک ایسا خطہ موجود ہے جہاں پر اسلام کا قانون نافذ ہے :اور وہ ہے افغانستان جس نے تمام عالم کفر کی مخالفت کو مول لیا ہے لیکن حق کی آواز کو نہیں چھوڑا امریکہ، روس، ایران، اسرائیل، وغیرہ کے تمام ناپاک عزائم کو ہم نے خاک میں ملا دیا ہے۔

(ماہنامہ الحق جلد ۳۵ شمارہ ۲ نومبر ۱۹۹۹ء صفحات ۱۰،۱۱)

ملا محمد ربانی۔ صدر افغانستان

تحریک طالبان کے اہداف و مقاصد حکومتی طریق کار اور آئندہ عزائم

(افغانستان کی تحریک طالبان اور امارت اسلامی افغانستان کے صدر ملا محمد ربانی اور مولانا سمیع الحق کا خطاب)

مارچ ۱۹۹۸ء میں افغانستان کے صدر ملا محمد ربانی نے تحریک طالبان اور اسلامی امارت افغانستان کے اہم زعماء وزراء کابینہ کے ساتھ پاکستان کا اہم دورہ کیا۔ قیام اسلام آباد کے دوران ۲۵ مارچ کی شام کو اسلام آباد میں جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق علماء اور اہم صحافی حضرات کے تقریباً ستر رکنی وفد کے ساتھ ملا ربانی اور انکے ساتھیوں کے درمیان ایک نشست ہوئی۔ اس تعارفی اور استقبالیہ نشست میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کے استقبالیہ خطاب اور جواب میں ملا محمد عمر ربانی صاحب کے خطاب سے تحریک طالبان کے اہم اہداف و مقاصد، حکومتی طریق کار، آئندہ عزائم پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ دونوں تقاریر اور خطابات من وعن شائع کیے جارہے ہیں۔

ماہنامہ الحق اپریل ۱۹۹۸ء

قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے فرمایا۔ کہ میرے واجب الاحترام عزت مآب جناب ملا محمد ربانی صاحب حفظہ اللہ اور میرے محترم علماء کرام و مہمانان گرامی یہ ہمارے لئے انتہائی خوشی اور سعادت کا موقع ہے کہ آج ہم اپنی سرزمین پاکستان میں اور پھر اپنے ساتھ ایک ایسی جماعت حقہ کو دیکھ رہے ہیں۔ جنہوں نے صدیوں بعد الحمد للہ اس گلشن محمدی کو جو امت محمدی کا اثاثہ ہیں یعنی اسلامی ممالک اس کے ایک ملک میں شریعت محمدی کی روشنی میں اسلامی نظام کی روشنی میں ایک اسلامی حکومت اور امارت قائم کردی ہے۔

صدیوں کا خواب طویل جہاد کو خانہ جنگی نے خطرہ میں ڈال دیا۔ یہ خواب صدیوں کا خواب تھا اور جس کو پورا عالم کفر متفق ہو کر شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیتا اور جہاں اس نے قدم جمائے تھے جہاں اس کے استعماری اور سامراجی ایجنٹ تھے تقریباً ۵۲، ۵۳ اسلامی ممالک سب کے سب ان کے نرغے میں تھے اور مسلمان اپنی دین اپنی شریعت، اپنے نظام کیلئے تڑپتے ہوئے بھی اس سے محروم رکھے گئے ہیں۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے علیٰ رغم الیہود والنصریٰ علی رغم الامیرکۃ والبرطانیہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اٹھایا، آپ کی نصرت فرمائی اور آپکو توفیق دی اور آپ نے ایک سرزمین پر اللہ تعالیٰ کے دین کے قیام کا اعلان فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ کی سب سے بڑی قربانی کا نتیجہ جو عظیم جہاد افغانستان کی شکل میں چودہ، پندرہ سال دی گئی اور پندرہ لاکھ سے زیادہ افراد شہید ہوئے، لاکھوں افراد برباد ہوگئے۔ افغانستان کے غیور مسلمانوں نے علماء، طلباء اور دیندار لوگوں نے مسلسل ایک جہاد سے عزیمت و استقامت کا ایک ایسا عظیم باب رقم کیا کہ میرے خیال میں پوری تاریخ میں اتنی طویل قربانی نہیں دی گئی۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے جاں بحق ہونیوالے افراد کا جذبہ ایمان تھا جس نے روس جیسے سپر طاقت کو تہس نہس کیا۔ اس کے بعد انکی قربانیوں کی بدولت افغانستان آزاد ہوا۔ پھر بدقسمتی سے جہادی قوتوں نے اس عظیم قربانیوں کا احساس نہ کیا اور آپس کے جھگڑوں میں پڑ گئے۔ اور خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ ہم لوگ پریشان تھے۔ ہماری کوشش اس وقت بھی تھی۔ جہادی قوتوں کے سارے اکابر ہمارے بھائی تھے۔ انہوں نے اچھا رول ادا کیا تھا۔ لیکن جب لڑ پڑے ہم نے پھر اصلاح کی کوششیں کی۔ یہاں کے بہت سے مخلص لوگ جن میں سے ایک جنرل (ر) حمید گل صاحب جو یہاں بھی تشریف فرما ہیں علماء

کرام کو حتیٰ کہ خانہ کعبہ کے امام کو لیکر وہاں بار بار لے گئے کہ یہ لوگ آپس کی خانہ جنگی ختم کر کے اسلامی نظام نافذ کریں۔ امن قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت آزادی کی قدر کریں۔ لیکن افسوس ساری چیزیں رائیگاں گئیں۔ ہم پریشان تھے کہ یا اللہ اتنی بڑی قربانی امت کی کیسے ضائع ہو رہی ہے۔ پندرہ لاکھ افراد شہید ہو گئے اور میں سوچتا ہوں کہ یا اللہ تیرے دین کیلئے اس سے بڑی قربانی کون دیگا۔ بظاہر یہ لگ رہا تھا کہ وہ قربانی ضائع ہو رہی ہے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت ظہور پذیر ہوئی اور وہاں کے بچے طالبان جو باہر کی کوئی قوت نہیں تھی، وہاں کے نونہال تھے، وہاں کے دین کیلئے سرفروشی کا جذبہ رکھتے تھے اور پندرہ سالہ جہاد میں مسلسل حصہ لے چکے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ایک مثالی صورت پیدا کی کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا سب سے بڑا ہتھیار آپ کا نصرت خداوندی رہا۔ جب سے طالبان اٹھے ہیں نہ خانہ جنگی ہوئی نہ محاذ آرائی ہوئی نہ خون بہا اللہ تعالیٰ نے نصرت کے دروازے کھول کھول کر پوری زمین ان کیلئے مسخر کر دی اور آج الحمدللہ ایک اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ طالبان کے بارے میں یہاں بھی پہلے مختلف خدشات تھے، غلط فہمیاں تھیں لوگوں کو حقائق کا پتہ نہیں تھا اور پروپیگنڈے کا ایک طوفان اٹھ رہا تھا لیکن الحمدللہ کہ اب وہ بادل سارے چھٹ رہے ہیں۔ غلط فہمیاں دور ہو گئیں ہیں اور دشمن کا سارا پروپیگنڈہ بے اثر ہو رہا ہے اور اب پاکستانی مسلمان، عوام، علماء بھی بڑی محبت سے آپ کو دیکھتے ہیں

<u>طالبان کا آنا امن کیلئے آخری قدم۔</u> وہ سمجھتے ہیں کہ یہ آخری قدم تھا جس کے ذریعہ امن قائم ہو سکتا تھا۔ طالبان کا کردار اگر یہاں سامنے نہ آتا تو یہ خونریزی کب تک جاری رہتی اور ہمیں فکر تھا کہ خدانہ کرے دشمن چاہتا تھا کہ افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، لیکن آپ حضرات کی بروقت اقدام نے افغانستان کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بھی بچالیا اور وہاں امن قائم کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پورے عالم اسلام کو ایک نئی آس مل گئی ہے۔ پورا عالم اسلام ایسے حالات میں جکڑا ہوا ہے کہ اپنے دین، اپنی تشخص، اپنے اسلام اور اپنے اسلامی نظام کی بقاء کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور دشمن ہر جگہ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کے شکل میں برسرپیکار ہے۔

<u>پورے عالم اسلام کی حکام اور سیاستدانوں سے مایوسی۔</u> ایسے حالات میں ہمارے سیاست دانوں نے ہمیں مایوس کیا جیسے آپ کے لیڈروں نے قوم کو مایوس کیا ہے، اسی طرح ہم بھی ایسے لیڈروں میں پھنسے ہوئے ہیں جن سے سوائے مایوسی کے، بربادی کے عوام کو کچھ نہیں مل سکا۔ اب ایک آس ہمیں بھی لگ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ایسی صورت میں بھی شامل ہو سکتی ہے کہ اچانت "شخصے از غیب بیروں آمد و کارے بکند" ہمیں بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی ایسے ایک انقلابی قوت کو پیدا کر دیگا جو یہاں پر اسلامی نظام کے نفاذ کا ذریعہ بن سکے۔ آپ ایک نازک تجربے سے گذر رہے ہیں۔ بڑا امتحان بھی ہے آپ کیلئے اور آپ کی اس امتحان میں سرخروئی عالم اسلام کی سرخروئی ہے اور خدانہ کرے اگر اس امتحان میں ڈگمگاہٹ آئی، سرخروئی نہ ہوئی تو وہ ہم سب اور پورے ملت مسلمہ کی ناکامی ہوگی اور پھر نیو ورلڈ آرڈر اور کافروں کیلئے کوئی راستہ روکنے والا نہیں ہوگا۔ اس لئے ہر ہر لمحہ پر ہماری ہمدریاں اور دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور ہم ہر جگہ اپنے آپ کو آپ کے سپاہی سمجھتے ہیں۔

<u>طالبان اور یورپ کا شرمناک پروپیگنڈہ۔</u> اس میں شک نہیں ہے۔ دنیا پروپیگنڈہ کر رہی ہے اور ایسے ایسے شرمناک پروپیگنڈے ہیں یورپ کے کہ ہمارے پاس یورپ کے اکثر لوگ آتے رہتے ہیں اکوڑہ خٹک۔ طالبان کی نسبت کی وجہ سے تمام یورپ کے میڈیا والے روزانہ وہاں پہنچتے ہیں کل بھی امریکہ کی ایک ٹیم آرہی ہے کہ طالبان کی اس مرکزی درسگاہ سے طالبان کے حالات معلوم کر سکیں وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ طالبان کیا ہیں؟ طالبان کے بارے میں یہ تصور بھی ان کا نہیں ہے کہ یہ انسانوں کی طرح کوئی مخلوق ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے ہاں بی بی سی لندن کی ایک ٹیم آئی وہ طلبہ کے نام پوچھتے۔ تو عبدالرحمٰن، عبدالعزیز نام سن کر حیرت سے کہنے لگے کہ اچھا ان کے نام بھی ہوتے ہیں اور کہا کہ ہمارے ہاں تو یہ تصور ہے کہ یہ جنگلی مخلوق کی طرح کوئی بے نام و نشان مخلوق ہیں۔ یہ سارا طوفان جو اٹھایا گیا ہے یہ

اسلام دشمنی کیوجہ سے ہے ان کو پتہ ہے کہ یہی صحیح مسلمان ہیں، یہی صحابہ کرامؓ کے اسوہ نمونہ پر چل کر اللہ اکبر اور جہاد کا نام لیکر جب قیصر و کسریٰ جیسی قوت کے تاج و تخت کو تاراج کر دیا وہ آخر تک کوشاں رہے کہ ایسی کوئی جماعت نہ اٹھے اور جب جماعت اٹھ کھڑی ہوئی تو آپ کے خلاف طوفان بھی لازماً اٹھے گا۔

<u>طالبان کی صحیح تصویر اور دفاع۔</u> ہم آپ کا دفاع کرتے رہتے ہیں ان کو سمجھاتے ہیں کہ نہ وہ خواتین کے تعلیم کے خلاف ہیں اور نہ وہ بنیادی حقوق کے خلاف ہیں۔ انہوں نے تو بنیادی حقوق کا تحفظ کیا۔ حقوق پہلے کسی انسان کے نہیں تھے کوئی محفوظ نہیں تھا، گلی گلی، محلہ محلہ ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ ہزاروں قتل ہو رہے تھے، امریکہ اس وقت خوش تھا۔ عورتیں محفوظ نہیں تھیں ان کی عصمتیں لٹ رہی تھیں۔ طالبان آئے تو آج کوئی کسی عورت کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ الحمد للہ وہاں اتنا امن و امان ہے کہ کوئی کلاشنکوف لیکر نہیں چل سکتا۔ نہ آج کوئی چوری اور قتل کر سکتا ہے۔

<u>قندہار ملا عمر تنہا گاڑی چلاتے آئے۔</u> امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد صاحب کو ہم نے خود دیکھا کہ قندھار میں مغرب کے بعد جنگل میں ایک گاڑی آئی ہم نماز پڑھ رہے تھے ہم نے کہا یہ کون ہے؟ لیکن جب گاڑی رک گئی تو ملا عمر صاحب خود گاڑی چلاتے ہوئے ایک گاؤں سے آرہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں رات کو دیہات میں جاتا ہوں میرا فرض ہے کہ میں لوگوں کا حال دریافت کروں۔ مگر ایک طوفان، پروپیگنڈہ اٹھا ہے اور اس کا آپ نے توڑ کرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہاں کی صحیح تصویر، صحیح رخ باہر دکھائیں۔ الحمد للہ اس وقت پوری دنیا میں واحد ملک افغانستان ہے جو امریکہ کا مقروض نہیں ہے۔ سوکھی روٹی کھا لیتے ہیں لیکن امریکہ سے بھیک نہیں مانگتے۔ پریس اور علماء کا فریضہ ہے کہ وہ طالبان کا صحیح رخ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم یورپ کے پروپیگنڈے کا توڑ کریں اور ان کو بتلائیں کہ یہاں کالج بھی ہیں، یونیورسٹیاں بھی ہیں، میڈیکل کالج بھی ہیں اور یہ باہر سے زیادہ فعال ہیں۔ درجنوں طالب علموں کو میں خود داخلہ کیلئے بھیج چکا ہوں۔ وہاں خواتین کو گھر بیٹھ کر تنخواہیں دی جارہی ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم انشاء اللہ خواتین کیلئے باپردہ شریعت کے حدود کے اندر تعلیمی ادارے قائم کریں۔ لیکن ساری دنیا ان کے خلاف ہے کفری دنیا کا سب سے بڑا ٹارگٹ طالبان ہیں۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ صدر کلنٹن کی بیوی کو سیاست سے کیا تعلق ہے۔ کلنٹن کی بیوی ہیلری خود کیا کیا بک رہی ہے نہ تو وہ صدر ہے نہ اسٹیٹ کی کوئی عہدیدار ہے۔ مگر کلنٹن کے گھر ماتم آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ طالبان سفاک ہیں، درندے ہیں، خون خوار ہیں۔ جن لوگوں نے امن قائم کیا، جنکی وجہ سے خون بہنا بند ہوگیا، جنکی وجہ سے اسلامی نظام قائم ہوا، اس کے بارے میں اتنی بڑی قوتیں پریشان ہیں۔ تو یہ سب انکی حقانیت کی دلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صحافی، دانشور وہاں جا کر صحیح جائزہ لیں ان کی جو خوبیاں ہیں اور جس انداز سے استقامت وایثار سے یہ لگے ہیں ان ساری چیزوں کو دنیا کے سامنے پیش کریں،

<u>ہم انقلاب کے طرف جارہے ہیں۔</u> کیونکہ میرے دوستو ہم یہاں پاکستان میں جن حالات سے گذر رہے ہیں وہ ایسے حالات کیطرف جارہا ہے کہ کسی انقلابی قوت کی ہمیں ضرورت پڑے گی، نوجوانوں کی ضرورت پڑے گی، سکولوں سے، یونیورسٹیوں سے اور مدرسوں سے اس ملک کو بچانے کا فریضہ ادا کرینگے۔ اس کے بغیر کچھ نہیں ہوگا، نہ یہ موجودہ سیاست ہمیں بچا سکتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک انقلابی مثال ہمارے سامنے ہے اگر اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا فرمائے تو یہ انقلابی عمل انشاء اللہ ہمارے لئے بھی نمونہ ہوگا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنے عظیم مہمانوں کا دل کی گہرائیوں سے اسلامی امارت کے قیام کیلئے جدوجہد کرنے والوں کی خدمت میں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔

(الحق اپریل ۱۹۹۸ء ذی الحجہ ۱۴۱۸ء)

فتح کابل ○ اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ

(طالبان، علماء اور مسلمانوں کے کرنے کے کام)

یاایھا الناس قد جاء کم الحق من ربکم.

انا فتحنا لک فتحاً مبینا

ع کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا۔

بالآخر وہ تاریخی لمحہ آہی گیا۔ جس کا امت مسلمہ کو مدتوں سے انتظار تھا۔ اور جس خوشخبری کو سننے کیلئے کان بے تاب تھے اور جس اسلامی انقلاب کیلئے آنکھیں ترستی تھیں۔ وہ فتح کابل کی صورت میں دنیا نے دیکھ لیا۔ یہ جمعہ کی بابرکت اور پرسعادت رات تھی اور بدر کامل اپنی ضوء فشانیاں اس رات مجاہدین کے قدموں، کابل کی گلیوں میں نچھاور کیے جارہا تھا اور یہ غازی آگے بڑھتے جارہے تھے اور یہ خداوند قدوس کی حکمت تھی کہ فتح کابل کو اسی بابرکت رات تک موقوف کیے رکھا۔ پھر جمعہ کے دن اس خوشی میں نماز جمعہ میں تمام امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود تھی۔ یہ تمام فتوحات اور کامیابیاں اتنی اچانک اور برق رفتار تھیں۔ کہ عقل انسانی اس کے سامنے دنگ رہ گئی تمام ماہرین جنگ اور سیاسی مبصرین ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ یقیناً نصرت خداوندی نے لشکر محمدی کے ہاتھوں ایک زبردست انقلاب بپا کیا اور وقت کے ابرہوں کے لشکر کو طالبان کی شکل میں ابابیل کے ہاتھوں تہس نہس کر دیا۔ ماضی قریب میں پہلی دفعہ کابل کو بزور شمشیر فتح کرنا ایک بہت بڑا تاریخی کارنامہ ہے اور انقلابات میں جبکہ لاکھوں افراد کو اس کے فوراً بعد تہہ تیغ اور انتقام و غارت گری کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور لوٹ مار اور قتل عام کا ایک شرمناک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ ان الملوک اذا دخلوا القریۃ افسدوھا و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذا لک یفعلون

لیکن آفرین ان قدسی صفات پیغمبران امن و آشتی پر جنہوں نے فتح مکہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے کسی کو ظلم و ستم کا نشانہ نہ بنایا اور نہ ہی لوٹ مار کا بازار گرم کیا نہ کسی کی عصمت دری کی اور نہ ہی کسی کو ذلیل و رسوا کیا اور دنیا کے نقشہ پر عرصہ دراز کے بعد ایک خالص، مکمل آزاد اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی گئی۔ تخت کابل کو اس کے اصل حق داروں کو واپس دلانے میں اور اس طویل، صبر آزما، مشکل اور پرخطر راستے میں کیا کچھ پیش آیا۔ امت مسلمہ کو کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں، یہ ایک لمبی داستان ہے لاکھوں افراد کے خون سے بالآخر یہ چراغ روشن ہوہی گیا اور برصغیر میں تین سو سال سے بند میخانہ رشد و ہدایت کو لاکھوں نوجوانوں نے جام شہادت نوش کر کے کھولا۔

ع کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

اور اس پر کمیونزم اور شہنشاہیت کا بھاری قفل جو پڑا ہوا تھا آخر کار ضرب حیدری سے وہ کھل ہی گیا۔ امت مسلمہ کی ناؤ جو مایوسی اور قنوطیت کے گرداب میں بری طرح ہچکولے کھارہی تھی۔ بالآخر انہیں ناخداؤں نے اس کو بھنور سے نکالا اور بے شمار طوفانوں کا مقابلہ کر کے آخر کار ساحل مقصود تک بخیر و عافیت پہنچایا۔ اب یہ ہماری بدقسمتی ہوگی۔ کہ اتنا عظیم تاریخی کام سرانجام دینے والوں کی ہم قدر نہ کریں اور نہ ہی ان کی کوئی مدد اور نصرت کریں۔

آج تحریک ریشمی رومال کی کڑیاں فتح کابل کے بعد مکمل ہو گئی ہیں اس تحریک کیلئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے جو تاریخی جدوجہد کی تھی۔ وہ اس لئے تھی کہ کابل کو اسلامی مرکز بنا کر دنیا بھر میں خصوصاً

برصغیر میں خلافت راشدہ کا عملی نمونہ پیش کیا جا سکے۔اور اس برصغیر میں جو غیر ملکی طاقتوں کے اثرات اور باقیات ہیں۔وہ زائل ہو جائیں۔ بالآخرہ کوششیں اور جدوجہد بار آور ثابت ہوئیں اور وہ چنگاری جوان قدسی صفات بزرگوں اور درویشوں نے روشن کی تھی۔وہ افغانستان کی یخ بستہ فضاؤں میں استعماری اور استبدادی ہواؤں کے تھپیڑوں کے باوجود اس عرصہ دراز کے بعد آتش فشاں (طالبان) کی صورت میں بھڑک اٹھی اور پورے عالم کو اسلام کی روشنی سے منور کردیا۔ ع

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں

دوسری طرف لاکھوں افغان مسلمانوں کا قاتل غدار اور مرتد جس نے نہ صرف اپنی ہی قوم،افغانوں سے غداری کی بلکہ ہزاروں افغان دو شیزاؤں کی عصمت دری کرائی اور افغانستان کے مقدر کو خراب اور تہہ بالا کرنے میں اس نے بنیادی کردار ادا کیا اور جس نے رسوائے زمانہ تنظیم خاد کی سربراہی کے دوران پاکستان کے شہروں میں ہزاروں بم دھماکے کرا کے بے شمار ننھے بچوں، بوڑھوں،عورتوں اور جوانوں کو اڑا دیا۔ پھر خصوصاً پشاور کی نواحی بستی گڑھی قمر دین سکول کے معصوم فرشتہ صفت بچوں کے پورے مکتب کو اڑا دیا تھا جس میں اخباری اطلاعات کے مطابق چار سو کے لگ بھگ بچوں کے چیتھڑے اڑا دیئے اور ہنستی بستی زندگیوں کو ناکردہ گناہ کی سزا دیتے ہوئے انہیں خاک وخون میں نہلا دیا اور ہرات و پکتیا وغیرہ ولایتوں میں ہزاروں افغانوں کو زندہ درگور کیا تھا۔جس کی ایک بڑی اور زندہ جاوید مثال 25 ہزار افراد کی اجتماعی قبر کی صورت میں دنیا کے سامنے واضح ہے۔ابھی ماضی قریب میں سربوں نے بوسنیائی مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ ہم نجیب کے قتل پر ان بدبخت بے حمیت، حیا اور دینی غیرت سے معراء نام نہاد قوم پرست اور دیگر ایسے افراد سے جنہوں نے اس قتل پر طوفان بدتمیزی بپا رکھا ہوا ہے۔ پوچھتے ہیں کہ کیا اس عظیم ظالم اور مجرم کو کسی رحم وشفقت کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔اور کیا اس کے یہ جرائم قابل معافی تھے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ فتح مکہ کا ادھورا حوالہ دینے والے ابن خطل کے انجام سے کیوں چشم پوشی کرتے ہیں۔

بلاشبہ نجیب کا قتل ان جیسے بدکرداروں کیلئے ایک عبرت ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں فرعون کے بارے میں ارشاد ہے۔فجعلنا ھم سلفاً و مثلاً للآ خرین اور یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے۔کہ بعض لوگوں نے نجیب کیلئے ختمات قرآن کا اہتمام کیا تھا۔کیا یہ قرآن پاک کی توہین نہیں اور کیا یہ لوگ قرآن پر یقین بھی رکھتے ہیں۔ہم ان لوگوں سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ ان لاکھوں افغان مسلمانوں کے قتل پر کبھی انہوں نے تعزیت کے دو بول بھی کہے تھے؟ کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ پختون اور افغان نہیں تھے؟۔ع بریں عقل ودانش بباید گریست اور اس پر ستم بلائے ستم یہ کہ بعض اسلامی جماعتیں اور ان کے زیر اثر نمائندہ جرائد ہنوز حقائق سے صرف نظر کر کے پروپیگنڈوں کے ذریعے حقائق کو مسخ کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔نجیب کی موت پر حیرت ہے کہ وہ لوگ بھی جو کل تک جہاد کے سب سے بڑے حامی اور کمیونسٹوں کے سب سے بڑے مخالف نظر آرہے تھے قوم پرستوں کے ساتھ ماتم اور عزاداری میں شریک ہیں۔

ع بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

اب سب سے بڑی ذمہ داری علماء کرام کی ہے کہ ان کو صحیح اور درست مشورے دیں اور ان کی رہنمائی کریں اور ان کے خلاف پروپیگنڈہ کے جو طوفان اور جھکڑ چل رہے ہیں۔اس کے سدباب کیلئے ان کی مدد کریں اور بالخصوص عرب ممالک اور دیگر اہل خیر حضرات کو افغانستان کی اسلامی حکومت سے تعاون اور اس کی تعمیر نو میں بھرپور حصہ لینا چاہیے اور وہ ماہرین جن کا تعلق زندگی کے مختلف شعبوں سے ہے۔جیسے انجینئرز، ڈاکٹرز ماہرین اقتصادیات و معاشیات، سائنس وٹیکنالوجی وغیرہ وغیرہ، یہ لوگ اپنی خدمات پیش کریں۔ کیونکہ ابھی اسلامی حکومت کی تشکیل کے ابتدائی خدوخال ابھر رہے ہیں اور اس نوزائیدہ اسلامی حکومت کو ایک عظیم سلطنت میں ڈھالنے کا وقت ہے اور فوری

خصوصی توجہ نظام تعلیم پر مرکوز رکھنی چاہیے کیونکہ تعلیم ہی ملک کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس وجہ سے طالبان نے ابتدائی مرحلے میں تعلیمی ادارے بطور تطہیر بند کیے ہیں۔ تاکہ نصاب سے لینن وسٹالن کی غلاظت کو ختم کیا جا سکے۔ اس کی مثال ایران کا انقلاب ہے۔ کہ انہوں نے بھی تعلیمی ادارے بند کردیے تھے اور تہران یونیورسٹی انقلاب کے پانچ سال بعد تک بند پڑی تھی۔

ہماری طالبان تحریک سے یہی درخواست ہے کہ وہ جنگ کے ابتدائی مراحل میں نصاب تعلیم کی طرف توجہ دیں اور اسکے لیے عالم اسلام کے ماہرین تعلیم کا ایک بورڈ تشکیل دے کر ان کے تجربات سے استفادہ کریں۔

پاکستان کی حکومت سے ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ وہ اپنی گومگو اور منافقانہ پالیسی ترک کر کے طالبان کی حکومت کو فی الفور تسلیم کرے اور اس طرح بھارت اور دیگر پاکستان اور اسلام دشمن قوتوں کی سرگرمیوں کو خاک میں ملا دے۔

طالبان کی فتح دینی طبقات، علماء و مصالحین، اہل مدرسہ اور اہل حق کی فتح ہے۔ طالبان کی فتح سے دنیا بھر میں حق پرستوں اور علماء کا وقار بڑھا ہے۔ اس تحریک میں پاکستان کے دینی مدارس نے جو اساسی کردار ادا کیا ہے۔ وہ قابل تحسین ہے۔ ان مدارس نے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اپنے اسباق بند کئے اور حکومتی دباؤ کا سامنا بھی انتہائی پامردی کے ساتھ کیا ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ بعض علماء کو اس خدائی تحریک کے بارے میں تردد رہا اور آخر تک شرح صدر کے انتظار میں رہے لیکن آج بحمد اللہ طالبان تحریک کے قول و فعل اور عمل نے ان تمام بے بنیاد خدشات کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ حاسدین و مخالفین کے تمام تر اندازے، تخمینے اور تجزیے غلط ثابت ہوئے اور جھوٹے پروپیگنڈوں کی تمام تر سیاہی طالبان کے صاف و شفاف کردار کی وجہ سے خود انہیں مخالفین کے چہروں پر آ گری۔ اور ان کے مکروہ چہروں کو مزید سیاہ کر دیا۔ ع ترا اے روسیہ منہ اور کالا ہونے والا ہے۔

طالبان نے آج پورے عالم کفر کو للکارا ہے جس کی وجہ سے روس اور اس کے حواریوں کی نیندیں حرام ہو گئیں ہیں اور وہ الماتا میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ وہ تو افغانستان کو ہڑپ کرنے نکلے تھے لیکن آج نقشہ کچھ اور ہے اور خود انہیں اپنی بقا خطرے میں نظر آ رہی ہے۔

ع لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب لینن گراڈ اور ماسکو میں اللہ اکبر کے نعرے گونجیں گے۔ وہاں کی فلک بوس عمارتیں طالبان کی آذانوں کے انتظار میں ہیں اور بہت جلد دنیا کو یہ نوید سننے کو ملے گی۔ کہ اب اسلام کی باری ہے۔ خلافت راشدہ کا دور آنے والا ہے اور دنیا بھر کے مظلوموں کی آنکھیں اسلامی انقلاب کی راہ تک رہی ہیں۔ پاکستان کے دینی مدارس اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور پاکستان کے سنجیدہ اسلام پسند حلقوں میں طالبان جیسی تحریک کا داعیہ بیدار ہو رہا ہے اور یہی داعیہ ایک عالمگیر صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب نغمہ توحید سے کرہ ارض کا چپہ چپہ گونج اٹھے گا (کابل کی طرح) اور خدا کی زمین پر خدا کے نظام کا بول بالا ہوگا۔

ان الحکم الا للّٰہ امر الا تعبدو الا ایا ہ ذالک الدین القیم و لکن اکثر الناس لا یعلمون۔

(حافظ راشد الحق) ماہنامہ الحق اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۲ سے ۵

فتح کابل کے بعد سب سے پہلے کابل جانے والے وفد کی واپسی پر تاثرات

(از قلم حافظ راشد الحق حقانی)

جمعہ کی رات کو جب طالبان نے فتح کابل کا تاریخی معرکہ سر کر لیا اور اس کی اطلاع رات ڈھائی بجے دارالعلوم حقانیہ پہنچی تو تمام دارالعلوم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اگرچہ آدھی رات کا وقت تھا۔ لیکن پھر بھی تمام طلبہ اپنے احاطوں سے نکل کر فوراً سربسجود ہو گئے اور ختم قرآن پاک کا اہتمام بھی کیا۔ علی الصباح دارالعلوم کا ایک وفد طلبہ کو مبارکباد دینے کیلئے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ترتیب دیا۔ چنانچہ راقم الحروف نے اپنے ساتھ دو ساتھیوں کو لے لیا اور روانہ ہوا۔ جب یہ وفد طورخم بارڈر پر پہنچا تو لوگوں کا ایک جم غفیر سرحد کے دونوں طرف سرحد پار کرنے کیلئے موجود تھا۔ جبکہ بارڈر طالبان کی فتح کے فوراً بعد غیر معینہ مدت تک کیلئے بند ہو چکا تھا۔ اور وہاں پر متعین پاکستانی حکام اور ملیشیاء کے اہلکار اور افسران سے درخواست کے باوجود ان کو آگے نہیں جانے دیا گیا۔ بالآخر کافی تگ و دو کے بعد سرحد پار کرنے کی صورت نکل آئی۔ طورخم بارڈر پر طالبان کی طرف سے متعین آفیسر مولانا حاجی احمد جان صاحب دارالعلوم کے فاضل نکلے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ دارالعلوم سے کابل کا دورہ کرنے کیلئے وفد آیا ہے۔ تو انہوں نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور وہاں پر موجود دفاتر اور ملحقہ علاقے کا دورہ کرانے کے بعد اپنے ہمراہ جلال آباد کے گورنر ہاؤس لے گیا۔ بارڈر سے لیکر جلال آباد تک تمام راستے میں لوگ انتہائی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے اور فتح کی خوشی میں جگہ جگہ انگور اور مٹھائیاں تقسیم کی جا رہی تھیں۔ وفد گورنر ہاؤس پہنچا، تو وہاں پر دارالعلوم کے فضلاء اور طلبہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے وفد کا شاندار استقبال کیا اور تحریک طالبان کے اہم مرکزی رہنما مولانا احسان اللہ احسان نے وفد کو خوش آمدید کہا اور رات کے کھانے پر موجودہ صورت حال اور فتح کابل پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ رات گورنر ہاؤس میں گذارنے کے بعد علی الصبح علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے آئے ہوئے علماء کی وفد سے ملاقات ہوئی۔ جن میں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب، جناب مفتی محمد ولی، جناب حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع اور مولانا عطاالرحمان صاحب شامل تھے۔ کابل جانے کیلئے گاڑیوں کا انتظام کیا گیا۔ رات ہی کو پاکستانی ٹی وی اور ریڈیو کے رپورٹر بھی کابل جانے کیلئے جلال آباد پہنچ چکے تھے۔ تین گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ علی الصبح کابل روانہ ہوا۔ چنانچہ وفد پانچ گھنٹے انتہائی مشکل اور تکلیف دہ سفر کے بعد کابل کے مضافات میں صبح دس بجے داخل ہوا۔ راستے میں جا بجا سڑک کے اوپر ہزاروں کی تعداد میں فوجی گاڑیاں جلے ہوئے ٹینک، مارٹر گولے، میزائل اور ہزاروں ناکارہ شدہ بارودی سرنگیں جو کہ طالبان کی جرأت، بہادری اور عالی ہمتی اور ایک عظیم معرکے کی منہ بولتی تصویریں تھیں، نظر آ رہے تھے۔ قدم قدم پر مہینوں پہلے سرکاری فوج کی طرف سے بنائے گئے مضبوط ترین مورچے اسلحہ اور بارود کے ڈھیر اس سخت ترین اور طویل ترین پہاڑی درے میں پڑے ہوئے تھے اور دنیا بھر کے ماہرین حرب ان چیزوں کی بدولت ہی کابل شہر کو ناقابل تسخیر قرار دے رہے تھے۔ ہمیں خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ان کا یہ دعویٰ مادی اور جنگی نقطہ نظر سے بالکل درست اور حق بجانب تھا۔ طالبان نے محض خدائی نصرت کے بل بوتے پر ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو عبور کیا صرف ایک دن کے قلیل ترین عرصہ میں حکمت یار کے مضبوط ترین ہیڈ کوارٹر سروبی کو فتح کر کے کابل کے مشہور فوجی علاقے پل چرخی میں داخل ہوئے اور وہاں پر کابل فوج کی طرف سے آخری شدید مزاحمت کے بعد شہر کے وسط میں داخل

ہوئے اہم سرکاری عمارات پر قبضہ کیا اور قصر صدارت (ارگ) کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

<u>نجیب اللہ تختہ دار پر:</u> طالبان نے جو سب سے بڑا اور عظیم کارنامہ انجام دیا۔ وہ سابق کیمونسٹ افغان صدر، لاکھوں بے گناہ افغانوں کے قاتل، بدنام زمانہ تنظیم خاد کے سربراہ اور پاکستان کے ازلی دشمن ڈاکٹر نجیب اللہ (مرتد) کی گرفتاری اور فی الفور انکو پھانسی اور تختہ دار پر لٹکا دینا تھا۔ ہم کابل شہر کے مشہور چوک آریانا چوک پہنچے جہاں پر نجیب اللہ کو پھانسی دی گئی تھی اور وہاں پر لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ سابق کیمونسٹوں کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی۔

<u>طالبان فتح مکہ کی یاد اور والہانہ استقبال:</u> وفد نے شہر بھر میں مختلف لوگوں سے ان کے تاثرات معلوم کیے۔ اکثریت نے طالبان کی آمد پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ گذشتہ اٹھارہ برس میں پہلی دفعہ کابل کے اندر گولیوں کی آواز نہیں سنی اور نہ کوئی راکٹ گرا۔ نہ کوئی لوٹ مار یا غارت گری ہوئی۔ طالبان کے آتے ہی لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور ان کے ٹینکوں کو ہار پہنائے اور خوشی میں انگور تقسیم کیے۔ ایک ٹینک ارگ کے مین گیٹ پر پھولوں سے لدا کھڑا تھا۔ طالبان نے فتح مکہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے تمام شہر میں عام معافی کا اعلان کر دیا تھا اور لوگوں سے کہا تھا کہ تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں صبح سے مشغول ہو جائیں اور عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور جو ملازمت پیشہ خواتین تھیں انکو اپنے گھر میں تنخواہ دینے کا اعلان کیا۔ قانون الٰہی 'وقرن فی بیوتکن' کے تحت شرعی حجاب لازمی قرار دیا گیا۔ عوام نے طالبان کے انہی اقدامات کو سراہا۔ لوگوں نے بتایا کہ ہمیں دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ ایک امن و امان یعنی جان و مال اور آبرو و ناموس کی حفاظت اور دوسری ناقابل برداشت مہنگائی سے چھٹکارا، طالبان کی آمد سے یہ دونوں چیزیں ہمیں میسر ہو چکی ہیں۔ طالبان کی آمد سے ایک دن قبل کابل میں ایک گیلن تیل کی قیمت ساٹھ ہزار افغانی تھی اور طالبان کی آمد کے دوسرے روز یہ قیمت گھٹ کر پچیس ہزار تک پہنچ چکی تھی اور قیمتیں مزید گر رہی تھیں۔

<u>مولانا شیر علی شاہ کی کابل میں آمد:</u> دوسرے روز وفد نے مولانا شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم جو کہ اسی دن ہم سے ایک گھنٹہ تاخیر سے پہنچے تھے اور جن کا طالبان تحریک میں نمایاں اور موثر کردار رہا ہے اور مفتی نظام الدین شامزئی کی معیت میں کابل کی چھ رکنی کمیٹی اور ملا ربانی صاحب کے ساتھ تفصیلی ملاقات کی اور انہیں مولانا سمیع الحق صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ کی طرف سے مبارک باد کا پیغام پہنچایا اور انہیں اس نئی صورتحال میں مفید تجاویز اور مشورے دیے۔ ملا ربانی صاحب نے شکریہ ادا کیا اور دعوت دی کہ آپ جب تک چاہیں کابل میں ہمارے مہمان رہیں۔

<u>رسم بت شکنی:</u> وفد تین دن تک کابل کے انٹر کانٹیننٹل ہوٹل میں مقیم رہا اور وہاں پر لاکھوں روپے کی برہنہ و نیم برہنہ نصب شدہ بت توڑنے میں دیگر طالبان کے ساتھ شریک رہے اور یوں سلطان محمود غزنوی ہی کے دیس میں ان کی رسم بت شکنی کی یاد تازہ کر دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ وفد نے کابل کے مختلف علاقوں کا بھی دورہ کیا اور خصوصاً پغمان جو کہ استاد سیاف کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہ بھی دیکھا اور ان کے شاندار اور شاہانہ محلات کا مشاہدہ کیا وہاں پر شاہانہ کروفر کی تمام سہولیات موجود تھیں جو کہ اب لشکر محمدی کے دست تصرف میں تھیں۔

ع انقلابات ہیں زمانے کے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسکے بعد وفد نے دوسرے دن بروز اتوار مختلف علماء کمانڈرز اور پاکستان سے آئے ہوئے خصوصی وفد کے ارکان کے ساتھ ہوٹل کی لابی میں

ملاقات کی۔ وفد کے سربراہ بریگیڈیئر محمد یوسف سے افغانستان کی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

<u>اپنوں کے ہاتھوں سوختہ سامانی:</u> اس کے بعد ہم لوگ پرانے شہر کو گئے جو کہ ویران کھنڈرات کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ اور اپنے ہی باسیوں کے ہاتھوں زخمی زخمی تھا۔ یعنی گل بدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کے پانچ سالہ اقتدار جنگ کا نتیجہ تھا۔

میں اگر کچھ سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ

خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

ہم نے لوگوں سے اس تباہی کے اصل محرک کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا یہ روسیوں اور شورویوں کی کارستانیاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ سب کیا دھرا اپنوں ہی کی ریشہ دوانیوں کا ثمرہ ہے۔ اس کے بعد ہم کابل میں موجود بعض صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظامؒ کے مزارات پر گئے۔ وہاں پر جو منظر ہم نے دیکھا، تو وہ بہت ہی افسوسناک اور دردناک تھا۔ اس لیے کہ ان کے مزارات مقدسہ بھی ان بدبختوں کے باہمی قتل وقتال اور جنگ وجدل کے اثرات سے محفوظ نہ تھے۔ اور جابجا ان پر مارٹر گولوں کے نشانات اور سوراخ نظر آرہے تھے۔

ع اب وہ مٹا رہے ہیں نشان مزار بھی

کابل شہر اور اسکے گردونواح کے دیکھنے کے بعد ہم لوگ واپس ہوٹل آئے اور شام کے وقت کراچی کے علماء کا وفد واپس پاکستان روانہ ہوا۔ اور ہم لوگ ایک دوروز کیلئے مزید کابل شہر میں رہے اور دارالعلوم کے فضلاء کے ساتھ مختلف محاذوں پر ملاقاتیں کیں۔ الحمدللہ طورخم کے بارڈر سے لیکر چمن کے بارڈر تک ہر جگہ آپ کو حقانیہ کے فضلاء نظر آئیں گے۔ جو اس وقت افغانستان میں اہم ترین مناصب پر فائز ہیں۔ یہ اس لیے کہ دارالعلوم حقانیہ صرف ایک تعلیمی درس گاہ نہیں بلکہ اس میں طالب علم کی ہر قسم کی تربیتی نشوونما ہوتی ہے اور اس وجہ سے ہمیشہ ہمارے فضلاء ہر میدان میں ممتاز رہے ہیں۔ عسکری محاذ ہو یا علمی جولان گاہ پارلیمنٹ ہاؤس ہو یا عصری یونیورسٹیاں میدان صحافت ہو یا ادبی معرکہ آرائی الغرض زندگی کے تمام میدانوں میں یہ قابل فخر سپوت مصروف تگ وتاز ہیں بہرحال ایک آزاد اسلامی ریاست کی مقدس فضاؤں میں چند دن گذارنے کے بعد ہم نے واپسی کیلئے رخت سفر باندھا۔ اور یہ سوچتے ہوئے واپس ہوئے کہ ایک بار پھر نسوانی حکومت والی سرزمین میں داخل ہورہے ہیں۔ ع یارب ایں خاک پریشاں از کجا بر داشتم

اس امید کے ساتھ کہ ایک دن اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پر بھی رحم فرماتے ہوئے اس کو اسلامی خلافت کا گہوارہ بنائے گا۔ ع

کب نظر آجائے گی بیداغ سبزے کی بہار

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

مدیر الحق حافظ راشد الحق ابن مولانا سمیع الحق

(جلد ۳۲ شمارہ ۱، اکتوبر ۱۹۹۶ء)

(افغانستان کے صدر ملا محمد ربانی کا مولانا سمیع الحق کی طرف سے اسلام آباد میں دیے گئے استقبالیہ میں خطاب)

۱۹۹۸ء

ملا محمد ربانی صاحب نائب حکمران اسلامی امارت افغانستان نے حمد وصلوٰۃ کے بعد کہا۔ یہ میرے لیے مناسب نہیں کہ میں اپنے اساتذہ کے سامنے کچھ کلمات کہوں اور کہنے کی ضرورت بھی نہیں لیکن ان علماء کرام اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے کہنے پر چند گذارشات پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب اور ان کے رفقاء کو عظیم اجر دے کہ انہوں نے یہاں تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ افغانستان پر چند سال پہلے روسیوں نے قبضہ کیا اور افغانستان پر مسلط ہو گئے اور وہاں پر کمیونسٹوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

قربانیوں کے نتیجہ میں آزادی مگر قائدین کی ناشکری: افغانستان کے مسلمانوں نے ہجرت اختیار کی تو پاکستان کے مسلمان بھائیوں نے ان کو جگہ دی اور پھر منتشر کے طور پر افغانستان کے مسلمان جو مہاجر ہو گئے تھے یا افغانستان میں رہ گئے تھے اور دنیا کے تمام مسلمان روس کا مقابلہ کرنے کیلئے اٹھ گئے اور جہاد کا اعلان کیا۔ دنیا کے اکثر مسلمانوں نے اس جہاد میں حصہ لیا حتیٰ کہ غیر مسلم ممالک نے بھی اپنی مقاصد اور مفادات کو پورا کرنے کیلئے اس جہاد میں حصہ لیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو کامیاب کیا روس افغانستان سے نکل گیا اور کمیونسٹوں کی حکومت ختم ہو گئی اور مجاہدین کی حکومت قائم ہو گئی۔ مناسب تو یہ تھا کہ مجاہدین کے لیڈر افغانستان میں اسلامی نظام نافذ کرتے اور امن وامان قائم کیا جاتا اور دنیا کے مسلمانوں کی بھی یہی توقع تھی لیکن بدقسمتی سے ہمارے جہادی رہبر کرسی کی جنگ میں مصروف ہو گئے اور آپس میں جنگ شروع کر دی ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے۔ دنیا کے مسلمانوں نے خصوصاً علماء پاکستان نے صلح کیلئے کوششیں کی مگر مخلصین بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔ سابقہ مجاہدین لیڈر اس امتحان میں ناکام ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے علماء، طلباء اور مخلص مسلمانوں کے گروپ کو میدان میں اتار دیا اور اس ظلم اور استبداد کے خلاف جو تمام صوبوں میں پھیل گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو توفیق دی کہ انہوں نے اس ظلم وستم، دہشت، بربریت اور فتنوں اور حیوانی زندگی کا راستہ روک دیا اور اللہ کی نصرت سے وہ تمام فتنے ختم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی دین کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی نصرت فرماتا ہے۔ ''ان تنصر و اللّٰه ینصر کم'' الحمد للہ ابھی تک تو نصرت خداوندی موجود ہے اور طالبان کامیاب ہو گئے ہیں اور تمام صوبے جو طالبان کے قبضہ میں ہیں وہاں شریعت مطہرہ نافذ ہے اور امن وامان قائم ہے۔

دشمن کا پروپیگنڈہ: اسلام دشمن یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ طالبان امن اور صلح نہیں چاہتے، حقیقت میں یہ لوگ خود اسلام نہیں چاہتے اور نہ امن اور صلح کے خواہاں ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جس مختصر علاقے پر مخالفین کا قبضہ ہے وہاں آپس میں خونریزی اور قتل وقتال کا بازار گرم ہے اگر واقعتاً یہ لوگ یعنی مخالفین امن وصلح چاہتے تھے تو اس چھوٹے سے علاقہ میں کیوں امن قائم نہیں کر سکتے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ لوگ امن نہیں چاہتے۔

اصل دشمنی امن اور اسلامی نظام سے: دنیا کے تمام کفار اس تحریک اور موجودہ طالبان حکومت کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ یہاں قرآنی نظام نافذ ہو رہا ہے اور اس نظام سے کفار کو خطرہ ہے۔ کبھی یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔ کبھی حدود وقصاص اور تعزیرات یا دوسرا کوئی حد جو مسلمان پر جاری کر دیتے ہیں تو دنیا چیختی ہے کہ افغانستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے حالانکہ ابھی بھی وہاں شمالی صوبوں میں سینکڑوں افراد روزانہ قتل کئے جا رہے ہیں اس پر سب خاموش ہیں اور یہ کوئی نہیں کہتا کہ یہاں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں بلکہ ان کی مدد کی جا رہی ہے لیکن یہاں ایک اسلامی حکم اور ایک حد کے اجراء سے دنیا پریشان ہوتی ہے۔

اسلامی حدود کے اندر مردوں عورتوں کو تعلیم: ہمارے خلاف یہ بڑا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ طالبان خواتین کی تعلیم کے مخالف ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی تعلیم کے سلسلہ میں کوئی فرق نہیں کیا اور دونوں کو مکلف بنایا کہ وہ تعلیم حاصل کریں گے۔ مگر ہمارے ہاں عورتوں کی تعلیم جو رائج تھی اس میں دو خرابیاں تھیں۔ ایک تو وہ کیمونسٹوں کا نظام تعلیم تھا۔ جو روس میں رائج ہے، ہمارے خواتین کو وہی کچھ پڑھایا جاتا تھا۔ دوسرا وہ بے حجابی اور بے ستری کے نظام میں تھا۔ ہم نے دونوں چیزوں کو روکنا ہے۔ تعلیم کو ستر اور حجاب کے اندر جاری کروانا ہے اور نصاب تعلیم بھی اسلامی حدود کے اندر جاری کرنا ہے جو کیمونسٹوں کا نصاب نہ ہو، اس لئے ہم اسکولز اور کالج قائم کر رہے ہیں۔ ہزاروں بچے مساجد میں پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخلوط نظام تعلیم سے روکا ہے تو اس کو ہم کیسے جاری رکھیں۔ یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ منشیات کی پیداوار کرتے ہیں تو ہماری بار بار بات ہوئی ہے کہ تم پہلے ہمیں تسلیم کرو، ہماری مدد کرو، ہمارے لوگوں کو بے روزگاری سے نجات دلواؤ۔ لیکن وہ صرف اپنے اہداف اور مطالبوں کیلئے پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں اور ہمارے ساتھ عملاً اس سلسلہ میں کوئی تعاون نہیں کرتے ورنہ ہم کسی بھی ایسی غلط چیز کی فروغ کے روادار نہیں۔ اقوام متحدہ اپنے اہداف کیلئے بار بار اصرار کر رہا ہے۔ اسلام کے راہ میں دشمن بہت ہیں اندر بھی اور باہر بھی، اور مسلمان کسی دشمن کا لحاظ کئے بغیر اپنے مشن کو بہر صورت موت تک جاری رکھے گا۔ ہم اس پر مکلف ہیں اور تا مرگ ہمیں اس مشن میں مشغول رہنا ہے۔ آپ سب ہماری ہمکاری کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس امتحان میں ڈال دیا ہے ہم کہیں انحراف کے راستے پر نہ پڑھ جائیں اور اس امتحان سے سرخرو ہو کر نکلیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین ثم آمین)　　(ماہنامہ الحق جلد ۳۳ شمارہ ۷/ اپریل ۱۹۹۸ء صفحات ۲ سے ۷ تک)

(افغان سپریم کونسل کے سربراہ ملا محمد ربانی اور اعلیٰ سطح وفد کی دارالعلوم تشریف آوری اور خطاب)

مورخہ 31 جنوری ۲۰۰۰ء کو سہ پہر 3 بجے تحریک طالبان افغانستان کے نمائندہ مقیم اسلام آباد مولانا عبدالقدیر حقانی نے فون کیا کہ افغانستان کی سپریم کونسل کے سربراہ (صدر) جناب ملا محمد ربانی دورہ پاکستان پر آئے ہوئے ہیں۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر تقریباً چار بجے عصر کو دارالعلوم حقانیہ پہنچنے والے ہیں۔ قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ملک سے باہر لیبیا کے بیرونی سفر پر تھے۔ دیگر اساتذہ بھی ادھر ادھر جا چکے تھے۔ البتہ دارالعلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب' مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب اور مولانا سید محمد یوسف شاہ موقعہ پر موجود تھے۔ وقت کم ہونے کی بنا پر دارالعلوم سے باہر شہر میں بھی کسی کو اطلاع نہیں دی جا سکی۔ لیکن پھر بھی اس مختصر وقت میں کثیر تعداد میں افغان مہاجرین اور مقامی لوگ کافی تعداد میں پہنچ گئے۔ دارالعلوم کے طلباء نے انتہائی نظم و نسق کیساتھ معزز مہمان کا استقبال کیا دارالعلوم سے ایک فرلانگ تک طلباء سڑک کی دونوں جانب صف بستہ معزز مہمان کے استقبال کیلئے قطار میں کھڑے ہو گئے۔ دارالحفظ والتجوید کے منظم الحق فورس کے نوجوانوں نے جلوس اور جلسہ کے ارد گرد تمام حفاظتی انتظامات سنبھال لئے تھے۔ مہمان مکرم جب پہنچ کر گاڑی سے اُترے تو استقبال میں کھڑے ہزاروں طلبہ اور عوام نے پر جوش انداز میں ان کا استقبال کیا اور تحریک طالبان زندہ باد' امیر المومنین زندہ باد' دل جان طالبان طالبان' نجات پاکستان طالبان طالبان کے نعروں کی گونج میں مہمان کو جامع مسجد تک لایا گیا۔ جامع مسجد میں باضابطہ استقبالیہ جلسے کا آغاز ہوا سٹیج سیکرٹری کے فرائض دارالعلوم کے استاد مولانا سید محمد یوسف شاہ ادا کر رہے تھے جلسے کا آغاز دارالعلوم حقانیہ کے دارالحفظ والتجوید کے نگران اعلیٰ مولانا قاری محمد سلیمان صاحب ہزاروی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس موقع پر افغان سربراہ کے ہمراہ کئی وزراء اور دیگر اہم افراد بھی موجود تھے جن میں اکثریت حقانی فضلاء کے وزراء کی تھی جن میں مولانا یار محمد رحیمی وزیر مخابرات' مولانا احمد اللہ حقانی وزیر فوائد عامہ مولانا عبدالرقیب حقانی وزیر شہداء و مہاجرین' مولانا محمد مسلم حقانی معاون نائب وزیر حج و

اوقاف مولانا عبدالحکیم منیب نائب وزیر سرحدات' مولانا سید محمد حقانی سفیر امارت اسلامی اسلام آباد' مولانا عبدالقدیر حقانی نمائندہ صوبہ سرحد' مولوی فضل محمد فیضان نائب وزیر تجارت مولانا نجیب اللہ قونصلر جنرل مقیم پاکستان انکے ہمراہ تھے۔

آغاز میں دارالعلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا انوارالحق صاحب حقانی نے استقبالیہ کلمات فرماتے ہوئے کہا کہ آج دارالعلوم حقانیہ کے لئے انتہائی خوش قسمتی ہے کہ روئے زمین پر موجود ایک حقیقی اسلامی نظام نافذ کرنے والی حکمران جماعت کے سربراہ حضرت مولانا محمد ربانی صاحب، انکے رفقاء اور کابینہ کے وزراء اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ہیں ہم دل کی گہرائیوں سے انکا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کو خوش آمدید کہتے ہیں دارالعلوم حقانیہ کا کردار جہاد افغانستان اور تحریک طالبان میں کسی سے پوشیدہ نہیں ان اکابرین کو بخوبی معلوم ہے کہ دارالعلوم حقانیہ ایک مدرسہ نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں جب جہاد شروع ہوگیا تو انکی یہ خواہش اور تمنا تھی کہ کاش میں جہاد کے صف اول میں کھڑا ہوتا۔

تحریک طالبان میں الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے اب بھی صف اول میں دارالعلوم حقانیہ کے ۹۰ فی صد علماء' فضلاء موجود ہیں۔ آج ہمیں افغانستان میں شرعی نظام کے نفاذ پر فخر ہے' افغانستان آج پوری دنیا میں امن کا گہوارہ ہے۔ موجودہ حالات میں تمام عالم کفر طالبان کے خلاف متحد ہو چکا ہے۔ لیکن یہ ہمارا ایمان ہے کہ ان شاء اللہ یہ لوگ طالبان تحریک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور ان شاء اللہ اس تحریک کو روز افزوں استحکام نصیب ہوگا کسی کی پروا کئے بغیر آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں۔ ہم آپ لوگوں کے شانہ بشانہ رہیں گے اور ہم نے ہمیشہ امیر المومنین کے حکم پر لبیک کہا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ حضرت مہتمم صاحب مولانا سمیع الحق بیرون ملک سفر کی وجہ سے موجود نہیں انہیں آپ کا استقبال کرتے ہو مجھے بے حد مسرت ہوتی کیونکہ وہ ہر ہر محاذ پر پاکستان میں طالبان کے پشتیبان ہیں۔ میں انکی طرف سے اور دارالعلوم کے تمام اساتذہ وعملہ اور انتظامیہ کی طرف سے آپکا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور آپکو خوش آمدید کہتا ہوں۔

<u>رفع شر کیلئے جہاد:</u> افغانستان کے سپریم کونسل کے سربراہ ملا محمد ربانی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کی جامع مسجد میں آپ سے ملاقات کا موقع ملا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے نظام کو اللہ تعالیٰ ایسا چلا رہا ہے کہ شر اور فساد کو اہل ایمان کے ذریعے دفع کر رہا ہے اسلئے اگر ہم یہ کام نہ کریں تو پھر کفر گھر گھر تک پہنچ جائیگا۔ اور سارا عالم شر و فساد سے بھر جائیگا۔ اور اگر اسی مقابلہ کی صورت نہ ہوتی تو پھر اسلام کیسے دنیا میں پھیلتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے دنیا سے فتنہ وفساد کے خاتمہ کیلئے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا تا کہ ظلم و جبر کا راستہ روکا جاسکے۔

انہوں نے کہا کہ افغانستان پر روسی تسلط کے بعد جب افغان عوام روس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو دنیا بھر کے مسلمانوں نے افغانستان کے جہاد میں حصہ لیا اور بیش بہا قربانیوں کے نتیجہ میں روس کا تسلط ختم ہوا جس کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں کو امید تھی کہ افغانستان اب دنیا کے مسلمانوں کا مرکز ہوگا۔ لیکن افسوس کہ افغانستان میں داخلی جنگوں اور فساد کا نیا سلسلہ شروع کرایا گیا۔ جگہ جگہ پر پھاٹک لگے ہوئے تھے ظلم وعدوان کا بازار گرم تھا اور ہر شخص اور گروہ الگ الگ حکومت کر رہا تھا۔

<u>طالبان نے افغانستان کو سازش اور تقسیم سے بچالیا:</u> اسی نقشہ کو دیکھ کر مجبوراً علماء اور طلباء اور دیندار مسلمانوں کا ایک گروہ میدان میں اتر آیا اور بالآخر افغان مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ کفار نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ افغانستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے۔ اور کھنڈرات میں تبدیل کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ اور اب الحمدللہ سو فیصد اسلامی نظام افغانستان میں نافذ ہے اور امن وامان قائم ہے۔

یہ دراصل دشمنانِ اسلام کی گھناؤنی سازش تھی جسکے ذریعہ وہ اسلام کو بدنام اور افغانستان کو تقسیم کرنا چاہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دارالحکومت کابل سمیت افغانستان کے تمام بڑے شہر کھنڈر بن چکے تھے۔ طالبان کی تحریک کے نتیجے میں آج افغانستان کا ۹۵ فیصد رقبہ آزاد ہے وہاں اسلامی نظام اور امن وامان قائم ہے اور افغانستان کو تقسیم کرنے کی سازشیں اپنی موت آپ مرچکی ہیں۔ ہم نے جہاد کا عزم کررکھا ہے اور اس راہ میں اپنی جان ومال سمیت کسی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ اور کفار کے خلاف جہاد کے اس عمل کو جاری رکھیں گے۔

انہوں نے کہا کہ آپ حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج دنیا بھر کی اسلام دشمن قوتیں افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

<u>افغانستان پر لگائی گئی پابندیاں:</u> آج افغانستان پر پابندیاں لگائی گئیں ہیں لیکن ہمیں ان دنیاوی پابندیوں کی کوئی پرواہ نہیں نہ ہی ان پابندیوں کے نتیجہ میں افغانستان کو کسی بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ وہاں کوئی بھوک سے نہیں مرا۔ ہمیں دنیا سے کچھ نہیں لینا ہے ہمیں صرف اللہ کی خوشنودی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مشکلات سے نجات دے گا۔ رازق اللہ ہے کوئی انسان یا ملک نہیں۔ پابندیاں لگانے والے افغانستان کو سرنگوں کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم کسی دنیاوی طاقت کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکیں گے اگر ہم ایک پابندی کے سامنے جھکے تو پھر یہ لوگ ہم پر دوسری پابندیاں لگائیں گے۔ ہم پابندیاں تو برداشت کرسکتے ہیں لیکن اسلام اور اسلام کے اصولوں پر سمجھوتہ ہرگز نہیں کرینگے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس نے تقویٰ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ من حیث لا یحتسب رزق دے گا رزق وہی ہوتا ہے جس سے انسان کا پیٹ بھر جائے۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان پر دوسرے راستے کھول دیئے۔ پابندیوں سے پہلے جو مشکلات تھیں ان پابندیوں سے مشکلات میں اضافہ نہیں ہوا۔ انہوں نے دنیا بھر کے علماء اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اسلام کی سربلندی کیلئے جدوجہد کرنے والوں کی فتح ونصرت کیلئے دعا کریں کیونکہ دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کی کامیابی دنیا بھر کے مسلمانوں کی کامیابی ہے اور اگر خدانخواستہ کہیں دنیا میں کسی جگہ مسلمان تکلیف میں ہے۔ تو وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا مشترکہ غم ہے۔

<u>دشمن کا دوہرا معیار:</u> آج یہ ظالم چیچنیا کے مسلمانوں کو کیسے دربدر کر رہے ہیں کیسے مظالم ان پر ڈھارہے ہیں لیکن انسانی حقوق کے علمبردار خاموش بیٹھے ہیں انکا معیار مسلمانوں کے بارہ میں دوہرا ہے۔ لیکن الحمدللہ مجاہدین کامیابی سے ہمکنار ہورہے ہیں کشمیر کے مجاہدین کو آپ دیکھیں۔ ہندوستان کی جانب سے کیسے کیسے مظالم ہورہے ہیں مگر یہ کفار کشمیری مجاہدین کے بارے میں خاموش ہیں انکے لئے قانون جمہوریت کی بھی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہ جمہوریت ان کو قبول نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے ریفرنڈم یا آزادانہ انتخابات کی اجازت دی تو مسلمان جیت جائیں گے۔ مشرقی تیمور میں جب وہ سمجھتے تھے کہ عیسائیوں کی اکثریت ہے تو وہاں انتخابات کی اجازت دے دی۔ انکا کردار دوہرا ہے مسلمانوں کیلئے کچھ اور کفار کیلئے کچھ اور۔ لیکن دنیا کچھ بھی کرے مسلمانوں کی یہ تحریکیں بالآخر کامیاب ہوکر رہیں گی۔ ہم آخر دم تک اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فتح ونصرت کی جنگ لڑیں گے۔ انہوں نے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پر زور دیا اور کہا کہ کامیابی کا راز اتحاد میں پوشیدہ ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کی بے اتفاقی کی وجہ سے انہیں غلامی اور مشکلات کا سامنا ہے آخر میں انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ اور طلباء کا شکریہ ادا کیا اور جہاد افغانستان تحریک طالبان اور عالم اسلام کی عظیم خدمات پر دارالعلوم کے تاریخی کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔ خطاب کے بعد ملا محمد ربانی نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مزار پر حاضری دی اور دارالعلوم کی نو تعمیر شدہ عمارات اور شعبوں کا معائنہ کیا۔

طالبان اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے قندھار میں دو دن

(قاضی عبداللطیف کی سربراہی میں جمعیت علماء اسلام (س) کے وفد کا دورہ

○ امیر المومنین کو مولانا سمیع الحق کا مکتوب اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹیں پیش کیں)

جنوری ۲۰۰۱ء کے آخر میں افغانستان پر عائد ہونے والی پابندیوں کے سدباب کیلئے جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں پاکستان کے تمام دینی سیاسی اور جہادی قوتوں کو جمع کر کے دفاع افغانستان کے نام سے ایک کونسل تشکیل دی جس کا سربراہ مولانا سمیع الحق کو چن لیا گیا۔ دفاع افغانستان کونسل نے پہلے مرحلہ میں لوگوں سے افغان عوام اور مجاہدین کیلئے مالی تعاون کی اپیل کی جس پر تمام جماعتوں سے وابستہ افراد نے لبیک کہتے ہوئے بھرپور تعاون کیا۔ کونسل کے ایک رکن جماعت کے حیثیت سے جمعیت علماء اسلام (س) کے کارکنوں نے جگہ جگہ مختلف اشیاء اور نقد رقوم کے لئے بھرپور مہم چلائی، باقی احباب نے تو اپنے ہدایا اسلام آباد، کوئٹہ، پشاور، کراچی میں متعین نمائندوں کے حوالہ کیا جبکہ ضلع ٹانک کے احباب کی یہ خواہش تھی کہ ہم خود جا کر امیر المومنین کی زیارت بھی کریں گے اور حقیر سا ہدیہ بھی پیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے صوبائی امیر مولانا قاضی عبداللطیف صاحب سے وفد کی قیادت کرنے کی درخواست کی۔ جب انہوں نے جانے کا فیصلہ کیا تو پھر قاضی صاحب نے مجھے بھی ساتھ جانے کا حکم فرمایا میں اگرچہ ان دنوں جے ٹی آئی کے سہ روزہ تربیتی کنونشن کے انتظامات میں مصروف تھا لیکن حضرت قاضی صاحب ہمارے بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ میرے استاد اور صوبائی امیر ہیں اس لئے تمام امور کو ترک کر کے ۵ جولائی کو اسلام آباد سے کوئٹہ پہنچا جبکہ قاضی صاحب پندرہ رکنی وفد کے ہمراہ براستہ ژوب شام کے وقت کوئٹہ پہنچے۔ رات کو جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے صوبائی جنرل سیکرٹری مولانا امیر حمزہ بادینی نے پرتکلف عشائیہ دیا۔

۶ جولائی کو صبح کوئٹہ میں افغان قونصلیٹ میں کونسلر مولانا عبداللہ حماد سے ملاقات کی انہوں نے ایک گھنٹہ کے اندر اندر تمام رفقاء کیلئے ویزا لگایا اور گاڑیوں کیلئے راہداری بنائی ان سے اس دوران کافی خارجی اور داخلی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ تقریباً دس بجے روانہ ہو گئے۔ وفد میں حضرت قاضی صاحب اور بندہ کے علاوہ جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے صوبائی امیر مولانا اللہ داد کاکڑ، ضلع ٹانک کے رہنما مولانا حافظ شیر علی حقانی، مولانا محمد اشرف حقانی، مولانا عصمت اللہ حقانی، مولانا بشیر احمد شیخ، کمانڈر قاری فیض اللہ، مولانا معین الدین، حاجی خان افضل، حاجی عبدالحکیم، مولانا رحیم داد کاکڑ، خداداد کاکڑ اور روزنامہ اوصاف ڈیرہ اسماعیل خان کے نمائندہ جناب فضل الرحمان شامل تھے۔

وفد ۲ بجے سپین بولدک پہنچا وہاں کے نمائندے احمدی صاحب نے پاکستان کے آخری پھاٹک پر ان کا استقبال کیا۔ پاکستانی پھاٹک پر وفد کو ایک گھنٹہ بلا جواز روکا گیا۔ کاغذات وغیرہ سب ٹھیک تھے مگر اس کے باوجود بھی پاکستانی پولیس نے روایتی بدخلقی کا مظاہرہ کر دکھایا۔ یہاں نماز ظہر پڑھ کر کھانا کھا کر تھوڑا سا آرام کیا اور ۵ بجے قندھار کی جانب قافلہ جمعیت روانہ ہو گیا، نماز مغرب کی اذان کا وقت ہو رہا تھا کہ ہم قندھار میں داخل ہو گئے۔ نماز مغرب شہر کی ایک جامع مسجد میں باجماعت ادا کی گئی اور سید حاسر کاری مہمان خانہ جو والی کوٹھی سے مشہور ہے پہنچے تو وہاں کے انچارج ملا بانجان اخوند اور ان کے رفقاء نے کمرے مخصوص کرائے اور کھانا کھلایا، نماز عشاء سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کمروں میں گئے اگرچہ ہم تھکے ہوئے تھے مگر ملاقاتیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا قندھار کے میئر مولانا عبداللطیف منصور (جو پانچ سال حقانیہ میں زیر تعلیم رہے) جو اسی دن چارج لینے آئے تھے فوراً ملاقات کیلئے حضرت قاضی صاحب کے کمرے میں پہنچے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے۔ اسی طرح وفاقی وزیر پلان و منصوبہ بندی مولانا محمد طاہر انوری صاحب (جو چار پانچ سال حقانیہ میں زیر تعلیم رہے) سے بھی مختصر ملاقات ہوئی

دوسرے دن صبح ۸ بجے احمد شاہ ابدالی مرحوم اور فرقہ شریف شہداء مزار شریف اور شہداء دشت لیلیٰ کے مزارات پر حاضری دی۔

شدید گرمی کی وجہ سے جلدی مہمان خانہ واپس ہو گئے مہمان خانہ میں امیر المومنین کے پرسنل سیکرٹری جناب محمد طیب آغا صاحب (جو دارالعلوم حقانیہ کے اولین فاضل اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے خاص اور معتمد شاگرد مولانا محمد سدوزئی کے فرزند ارجمند ہیں) اور ماہنامہ امارت اسلامیہ کے ایڈیٹر مولانا احمد جان سے ملاقات ہوئی ان دونوں حضرات سے حضرت امیر المومنین سے ملاقات کرنے کا پروگرام معلوم کیا انہوں نے فوری طور پر چیف پروٹوکول مولانا مفتی عبدالحکیم سے رابطہ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آج تو کابل سے نائب رئیس الوزراءُ مولانا عبدالکبیر حقانی کی معیت میں آئے ہوئے آٹھ رکنی وفد وفاقی وزراءُ سے مسلسل اجلاس اور مشورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے ملاقات کے لئے کل کوئی ٹائم طے کر لیتے ہیں اسی دن نماز عصر کے بعد قندھار بشمول نو صوبہ جات کے قاضی القضاۃ مولانا شہاب الدین دلاور حقانی ملاقات کیلئے تشریف لائے، انہوں نے قاضی صاحب اور شرکاء وفد کو عدالتی کاروائیوں سے آگاہ کیا اور عدالتی مسائل پر تفصیلی گفتگو ہوئی قاضی صاحب نے مولانا دلاور کو مختلف اہم مسائل میں مشورے دیئے جس پر انہوں نے قاضی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ واضح رہے کہ مولانا شہاب الدین دلاور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مایہ ناز فاضل ہیں کچھ عرصہ قبل پاکستان میں اور بعد میں سعودی عرب میں سفیر بھی رہ چکے ہیں۔

تیسرے دن ۸ جولائی کو ملاقات کے لئے تمام احباب بے چین تھے میں نے تو الحمدللہ کئی بار تفصیلی ملاقاتیں کی ہیں مگر قاضی صاحب اور دیگر احباب پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل کر رہے تھے۔ نماز عصر سے قبل چیف پروٹوکول مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب تشریف لائے اور بتایا کہ ابھی نماز عصر کے بعد آپ نے ملاقات کرنی ہے۔ ہم مفتی صاحب کی معیت میں امیر المومنین کے احاطہ رہائش میں داخل ہوئے تمام مہمانوں کو گھر سے دور احاطہ سے باہر اتار کر سب کی اخلاق سے تلاشی لی اور پھر اندر جانے کی اجازت دی ہم سیدھا گھر جا رہے تھے، اتنے میں مفتی عبدالحکیم صاحب نے اشارہ کیا کہ آپ مسجد میں انتظار کریں ابھی امیر المومنین تشریف لا رہے ہیں۔ ٹھیک ۵ منٹ بعد امیر المومنین مسجد میں داخل ہو گئے اور سیدھا محراب میں جا کر مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ امامت فرمائی مجھ پر اس وقت عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یا اللہ یہ بھی ایک اسلامی مملکت کا سربراہ ہے اور ہمارے ملک کے سربراہان بھی اپنے آپ کو اسلامی ملک کے سربراہ کہتے ہیں جس کو نماز پڑھانی تو کیا پڑھنی بھی نہیں آتی۔ بہر حال نماز سے فارغ ہو کر امیر المومنین ہماری طرف ملاقات کے لئے آگے بڑھے مسجد کے صحن میں بیٹھ کر ملاقات شروع ہوئی۔ میں نے حضرت قاضی صاحب اور سب ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ حضرت قاضی صاحب نے امیر المومنین کو اسلامی نظام نافذ کرنے اور پائیدار قیام امن پر خراج تحسین پیش کیا اور جمعیت علماء اسلام کی جانب سے ہر سطح پر مکمل تعاون کا یقین دلایا اور جمعیت ضلع ٹانک کی جانب سے کچھ نقد رقم بھی پیش کی۔ قاضی صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل کی مرتب کردہ رپورٹیں بھی امیر المومنین کو پیش کیں اور اس میں اہم مباحث عشر وزکوٰۃ، حدود اور نظام مملکت چلانے کے قوانین کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ امیر المومنین نے وفد کا شکریہ ادا کیا اور افغانستان پر اقوام متحدہ کی جانب سے عائد کردہ پابندیوں سے پیدا شدہ مشکلات سے آگاہ کیا۔

مولانا سمیع الحق کا مکتوب پڑھ کر جیب میں رکھا: وفد نے اس موقع پر جمعیت علماء اسلام اور دفاع افغانستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب کا خصوصی مکتوب بھی پیش کیا۔ جو انہوں نے بہت محبت سے پڑھ کر جیب میں رکھا۔ ان کی معروفیات کے پیش نظر ملاقات کر کے امیر المومنین سے رخصت لے لی اور باہر گاڑیوں کی طرف نکلے مسجد سے جب باہر نکل رہے تھے تو اتنے میں کابل سے آئے ہوئے وفاقی وزراء صاحبان ملاقات کے لئے آگے بڑھے اور کہا کہ ہم ملاقات کے لئے مغرب کے بعد مہمان خانہ پر حاضر ہوں

گے۔ ہم واپس آ گئے نماز مغرب جماعت کے ساتھ ادا کی۔ اتنے میں پیغام ملا کہ گورنر قندھار تشریف لا رہے ہیں آپ حضرات سے ملنا چاہتے ہیں۔ ہم مہمان خانہ کے بڑے ہال میں جب داخل ہو گئے تو وہاں پر دنیا بھر کے مقہور و مظلوم سلطنت کے وزراء کے معصوم چہرے چمک رہے تھے میں نے عزیز محترم مولوی عصمت اللہ حقانی سے تلاوت کلام پاک کی درخواست کی، تلاوت کے بعد میں نے شرکاء وفد کا تعارف کرایا، جبکہ ان کی طرف سے وزیر پانی و بجلی مولانا احمد جان حقانی نے وزراء صاحبان کا تعارف کرایا۔ تعارف کے بعد حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طالبان نے افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کر کے ہمارے سروں کو فخر سے بلند کیا۔ میں تمام ارکان تحریک کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ افغانستان اور پاکستان کو ہم ایک جسم کے مانند سمجھتے ہیں۔ ہم جغرافیائی حدود پر قطعاً یقین نہیں رکھتے اسلام ہم سب کا مشترکہ دین ہے۔

<u>حکمران نہیں خدام</u>: انہوں نے کہا کہ میں نے جو خاص بات دیکھی وہ یہ کہ یہاں طالبان حکمران کی حیثیت سے نہیں خدام کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا کی ۸۰ فیصد آبادی غریب لوگوں پر مشتمل ہے جن کا دلی رجحان اسلام کی طرف ہے انہوں نے کہا کہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دنیا میں تمام وسائل پر قابض ہونے کے باوجود مسلمان غلاموں کی زندگی گزار رہے ہیں۔ امریکہ اور کفری طاقتوں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں مسلمان کو آرام سے نہیں چھوڑنا ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ طالبان کا ۹۵ فیصد علاقہ پر کنٹرول کرنے کے باوجود آج تک کسی ملک نے سوائے ایک دو کے تسلیم نہیں کیا انہوں نے طالبان سے کہا کہ آپ قدم بڑھائیں پاکستان کے علماء وطلباء اور دیندار مسلمان آپ کے ساتھ ہیں۔ قاضی صاحب نے طالبان پر زور دیا کہ وہ ہر شعبہ میں سادہ طرز زندگی اپنائے رکھیں۔ یہی سادگی آپ کی خصوصیت ہے اسے ہاتھ سے جانے دیا تو آپ کی انفرادیت نہیں رہے گی۔

<u>مولانا عبدالکبیر حقانی کا خطاب اور خراج تحسین</u>: قاضی صاحب کے بعد طالبان کی نمائندگی کرتے ہوئے نائب رئیس الوزراء اور شعبہ اقتصادیات کے انچارج مولانا عبدالکبیر حقانی نے خطاب کرتے ہوئے حضرت قاضی صاحب اور شرکائے وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم پاکستان کے بالعموم اور جمعیت علماء اسلام، علماء، طلبائے پاکستان کے بالخصوص شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے بغیر کسی لالچ کے طالبان کی حمایت و تائید کی ہے انہوں نے اپنے استاد اور جمعیت کے سربراہ مولانا سمیع الحق اور دارالعلوم حقانیہ کے جہادی خدمات کو بطور خاص سراہا انہوں نے کہا کہ ہمارا داخلی دشمن انتہائی کمزور ہے مگر ان کا پروپیگنڈا زیادہ ہے اور دنیا کے کفری طاقتیں ان کی پشت پر ہیں انہوں نے کہا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہ سب آپ حضرات کی برکت ہے۔ ہم نے جو کچھ سیکھا ہے پاکستان کے علماء سے سیکھا ہے ہم ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ آج امیر المومنین سے آپ کی ملاقات کے بعد ہم اور امیر المومنین آپس میں بات کر رہے تھے کہ دارالعلوم حقانیہ جمعیت علماء اسلام اور ان کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی خدمات کی ہمسری اوروں سے نہیں کر سکتے کیونکہ انہوں نے ہماری پرورش کی اور تحریک طالبان کی روز اول سے بغیر لالچ کے تائید و حمایت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انہوں نے حکومت پاکستان کا بھی شکریہ ادا کیا کہ اقوام متحدہ کی جانب سے لگائی گئی پابندیوں کے باوجود ہمارے ساتھ قریبی روابط رکھے ہوئے ہیں۔ تقریب حضرت قاضی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی، چوتھے دن علی الصبح کوئٹہ کیلئے روانہ ہو گئے۔ عصر کو کوئٹہ پہنچے۔ اور یہیں سے وفد کے ارکان الگ ہو کر کوئی بائی روڈ اور کوئی بائی ایئر اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ (رپورٹنگ شریک وفد سید یوسف شاہ)

قندہار کا ایک اور اہم سفر ○ شیخ اسامہ اور امیر المومنین محمد عمر مجاہد سے ملاقات اور تبادلۂ پیغامات

مورخہ ۲۶ اگست ۲۰۰۱ء کو قائد جمعیت نے قومی کنونشن کا اعلان کیا، کنونشن سے دو دن پہلے مجھے حکم دیا گیا کہ آپ قندہار جائیں اور میرا یہ خط اسامہ بن لادن تک پہنچادیں۔ خط میں انہوں نے افغان سرحد پر مانیٹر ٹیموں پر اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

۲۴ اگست کو میں براستہ کوئٹہ قندہار پہنچا شام کو مہمان خانہ پہنچا۔ میں نے مہمان خانہ کے مسئول عبید صاحب سے درخواست کی کہ اگر رات کو ملاقات ممکن ہو تو مجھے ملوادو۔ انہوں نے آگے پیغام بھجارات کو تقریباً ۸ بجے اسامہ بن لادن کے قریب ساتھی جناب ڈاکٹر ایمن الظواہری صاحب جو بہت بڑے آدمی ہیں شیخ کے بعد دوسرے نمبر کا انعام امریکہ نے ان کے سر کا مقرر کیا ہے تشریف لائے۔ انہوں نے سلام دعا کے بعد شیخ اسامہ کی جانب سے معذرت کی اور فرمایا کہ شیخ کا گلہ خراب ہے اس وجہ سے ان کو بخار بھی ہوگیا۔ رات کو آرام فرمارہے ہیں انشاء اللہ صبح کسی وقت ملاقات کیلئے ٹائم طے کرلیتے ہیں۔ میں بھی تھکا ہوا تھا فوراً سو گیا صبح ۱۰ بجے دکتور الظواہری کا ڈرائیور اور سیکرٹری آیا کہ آپ کو شیخ بلا رہے ہیں۔ میں ان کے گھر گیا جو مہمان خانہ سے چار کلو میٹر دور تھا۔ وہاں پر دکتور الظواہری اور شیخ ابوحفص تشریف فرما تھے کچھ دیر بعد شیخ اسامہ تشریف لائے ہشاش بشاش تھے۔ حال احوال پوچھنے کے بعد میں نے قائد محترم کا خط پیش کیا۔ خط کا ایک ایک لفظ پڑھ کر آخری جملہ کو جب دیکھا تو ہنس پڑے اور استغفر اللہ کہا آخری جملہ قائد محترم نے یہ لکھا تھا کہ آپ نے اس دفعہ جواب دینا ہے تو اپنے قلم سے اور ساتھ یہ معذرت بھی کیا تھا کہ اگر خط میں کوئی غلطی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔

شیخ جب ہنس پڑے تو ان کے رفقاء کو بھی شک ہوگیا کہ پتہ نہیں کیا لکھا ہے انہوں نے شیخ سے پوچھا تو شیخ نے قائد محترم کا خط ان کے ہاتھ میں تھمادیا۔

<u>اسامہ اور الظواہری کا اعتراف واظہار محبت:</u> بہرحال شیخ نے اس موقع پر فروٹ سے تواضع کی۔ اس وقت کافی خوش طبعی بھی ہوئی۔ شیخ ہمارے ساتھ انگور کھا رہے تھے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ شیخ یہ تو آپ کے گلے کی بیماری کیلئے مضر ہیں شیخ جواب دے رہے تھے کہ ادھر سے دکتور نے کہا کہ شیخ کھانے پینے میں کسی کا مشورہ نہیں مانتے ہیں اس پر سب ہنس پڑے۔

شیخ نے قائد محترم کے نام خط بھی دیا اور ساتھ فلسطینی مسلمانوں کی حمایت اور امریکہ کے خلاف ایک تحریر بھی دی۔

شیخ کے ساتھ تقریباً دو گھنٹے تفصیلی گفتگو ہوئی میں نے بھی ان کو دفاع افغانستان کونسل کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔

اس موقع پر دکتور الظواہری نے کہا کہ دوست وہ ہوتا ہے جو تکلیف کے وقت ساتھ دے مولانا سمیع الحق ہمارے ان احباب میں سے ہیں جنہوں نے برے وقت میں ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔ وہ برملا ہر میدان میں ہماری ترجمانی کر رہا ہے اور پھر شیخ اسامہ کو مخاطب کرکے کہا کہ شیخ ماتقول تو شیخ اسامہ نے برجستہ جواب دیکر فرمایا واللہ شیخ دکتور صدقت ان جملوں پر میں نے بھی ان کا شکریہ ادا کیا۔

ساڑھے بارہ بجے مجھے شیخ نے رخصت کیا میں سیدھا اڈہ جاکر سپین بولدک کیلئے گاڑی بک کی اور روانہ ہوگیا اور ادھر سے پھر کوئٹہ کیلئے ٹیکسی لی۔ عصر کو کوئٹہ پہنچا اور دوسرے دن صبح بارہ بجے اسلام آباد اترا۔ لیک ویو میں قومی کنونشن شروع ہوگیا تھا۔ میں بھی شریک ہوگیا۔

اپریل کے شروع میں عظیم مجاہد اسامہ بن لادن نے قائد جمعیت کو قاصد بھیجا کہ موجودہ ملکی اور بین الاقوامی سیاسی صورتحال کے متعلق آپ سے ملنا ضروری سمجھتا ہوں آپ کو جہاں اور جیسے بھی آسانی ہو افغانستان کے اندر ہر جگہ میں حاضر ہوسکتا ہوں قائد جمعیت کی طبیعت ان دنوں کچھ خراب تھی اور سیاسی حالات بھی اس بات کے متقاضی تھے کہ قائد جمعیت کا سفر افغانستان کسی بھی راستہ سے ٹھیک نہیں

تھا۔اس لیے انہوں نے ایک تفصیلی خط لکھ کر مجھے حکم دیا کہ آپ براستہ کوئٹہ جائیں اور یہ خط پہنچا ئیں میں حسب الحکم ۹۔اپریل کو براستہ کوئٹہ قندھار پہنچا اُن کا قاصد بھی میرے ساتھ تھا۔ ہم سیدھے اُن کے ایک معهد میں گئے۔اس معهد میں ۲۰۰ کے قریب عرب نو جوان زیر تعلیم ہیں۔اُن کا قاصد تقریباً ۵ گھنٹے معهد سے گم ہو گیا میں حیران و پریشان ادھر اُدھر پھر رہا تھا، نماز مغرب سے جب واپس آئے تو میرا رفیق سفر انتظار کر رہا تھا۔ آتے ہی مجھے کہا کہ گاڑی میں بیٹھیں اب ہمیں جانا ہے۔ میں تو اسی کا منتظر تھا بہر حال روانہ ہو گئے۔۱۵ منٹ کے بعد ایک عمارت کے بڑے گیٹ میں داخل ہو گئے۔گیٹ کے اندر باہر عرب نو جوان حفاظت کیلئے چوکس کھڑے تھے۔ مجھے ایک کمرہ میں بٹھا دیا تقریباً ۵ منٹ بعد مجاہد کبیر اسامہ بن لادن کمرہ میں تشریف لائے۔ان کا معاون خاص شیخ ابو حفص ان کے ہمراہ تھے۔حال احوال پوچھنے کے بعد میں نے قائد محترم کا مکتوب پیش کیا۔خط کو ایک ایک لفظ پڑھ کر قائد محترم کو دعائیں دینی شروع کیں اور پھر حالات حاضرہ پر گفتگو شروع کی۔

گفتگو کے اہم نکتے یہ تھے۔وزیر داخلہ معین الدین حیدر کا دورہ قندھار طالبان کا ان کے ساتھ رویہ اور وکیل احمد متوکل کے اخباری بیانات، فلسطین میں اسرائیل کی جانب سے معصوم بچوں پر تشدد، دفاع افغانستان کونسل کی اہمیت اور قیام پر مبارک باد، یہ اہم موضوعات تھے جس پر شیخ نے تفصیلی روشنی ڈالی اور کہا کہ

<u>سمیع الحق پر بھر پور اعتماد:</u> میں نے یہ ڈیڑھ گھنٹہ آپ کی سمع خراشی اس لیے کی کہ آپ ان باتوں کو لفظ بلفظ مولانا سمیع الحق تک پہنچا دیں اور فرمایا کہ مجھے مولانا سمیع الحق کے علاوہ افغانستان اور پاکستان میں کوئی ایسا عالم یا شخص نظر نہیں آتا ہے جو میرے مشن کو پورا کریں۔

<u>جنرل مشرف کو وارننگ:</u> انہوں نے فرمایا کہ مولانا سے کہہ دیں کہ جنرل مشرف سے ملاقات کریں اور اُن کو سمجھا دیں کہ آپ میرے متعلق پالیسی تبدیل کریں اور مجھے مت چھیڑیں اور اگر باز نہیں آئے تو یہ یاد رکھیں کہ اگر میں کلنٹن اور بش کا مقابلہ کر سکتا ہوں تو آپ کیا ہیں۔

<u>طالبان سے شکایت اور انہیں سمجھانے کی خواہش:</u> دوسری بات انہوں نے یہ فرمائی کہ مولانا صاحب کو کہہ دیں کہ وہ طالبان کو سمجھا دیں کہ وہ میرے متعلق اس طرح کے بیانات چھوڑ دیں کہ ہم اسامہ کے بارے میں مذاکرات کیلئے تیار ہیں ہم اسامہ کو فلاں فلاں شرط پر دینگے۔انہوں نے فرمایا کہ طالبان نے اگر میرے متعلق رویہ تبدیل نہ کیا تو پھر میں افغانستان چھوڑ دونگا بہر حال ڈیڑھ گھنٹہ تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں میرے اور شیخ کے درمیاں صرف ابو حفص بیٹھے تھے۔

شیخ نے پر تکلف کھانا کھلایا۔رات تقریباً ساڑھے دس بجے ان سے رخصت لے لی اور مہمان خانہ گئے صبح جب نماز کیلئے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو اتنے میں آدمی آیا کہ آپ کو شیخ بلا رہے ہیں کہ نماز میرے ساتھ آپ نے پڑھنی ہے۔ میں بھی حیران ہو گیا کہ رات کو رخصت دیا اور اب دوبارہ طلب کر رہے ہیں میں فوراً اُن کے ساتھ چلا گیا جماعت کھڑی تھی میں شریک ہو گیا۔نماز کے بعد شیخ نے پھر اسی کمرے میں بٹھایا اور ون ٹو ون ملاقات شروع ہوئی اور ایک دو اہم باتیں جو اُن سے رہ گئی تھیں صبح کیں اور پھر گھر سے ناشتہ آیا ناشتہ کر کے ان سے پھر رخصت ہو گئے۔اس موقع پر میں نے شیخ سے ان کے ذاتی قلم کا مطالبہ کیا کہ یہ میرے پاس یادگار ہوگا تو شیخ نے فوراً اپنا قلم دیا۔

<u>سمیع الحق سیاست اور فراست میں بھی ہمارے استاد ہیں ملا عمر کی رائے:</u> اُسی دن امیر المومنین سے ملاقات کا ٹائم طے ہوا تھا۔ظہر کے بعد اُن سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ان کے لیے بھی قائد محترم نے خط دیا تھا۔امیر المومنین سے میں نے عرض کیا کہ کل ۱۲۔اپریل کو دفاع افغانستان کونسل کا اجلاس ہو رہا ہے اگر کونسل کی رہنمائی آپ فرمائیں تو اچھا ہوگا۔امیر المومنین نے جواب میں فرمایا کہ

مولانا سمیع الحق صاحب جو ہمارے استاد ہیں وہ سیاست میں بھی ہمارے استاد ہیں۔
اور یہ اُن کا جملہ تھا کہ جو فراست اللہ تعالیٰ نے اُن کو دی ہے یا جس طرح سیاست وہ سمجھتے ہیں یقیناً ہمارے عقول ان سے قاصر ہیں۔ وہ پاکستان اور افغانستان کی سیاست بہتر انداز میں سمجھتے ہیں جو انداز ہ انہوں نے اپنایا ہے بالکل ٹھیک ہے۔

<u>پاکستان سے دوستی خراب نہیں کرنی چاہیے</u>: طالبان کو کھل کر اجلاسوں میں مت بلایا کریں تا کہ پاکستانی حکومت آپ کیلئے اور ہمارے لیے کل مشکلات نہ بنائیں۔ اور پاکستان کے ساتھ ہماری دوستی خراب نہ ہو جائے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ

<u>چین سے تعلق بڑھانے کی خواہش</u>: چین والوں سے اگر بات ہو جائے اور ان کے ساتھ تعلقات بڑھانے کی کوشش ہو جائے تو یہ اچھا رہے گا۔

<u>ایران سے مایوسی</u>: ایران کے متعلق فرمایا کہ اُن پر زیادہ محنت کی ضرورت نہیں اور نہ ان سے خیر کی توقع ہے۔

حکومت طالبان کی دعوت پر جمعیۃ علماء اسلام اور دفاع افغانستان کونسل کے وفد کی جشن آزادی میں شرکت

(حکومت طالبان کی جشن آزادی کا آنکھوں دیکھا حال)

دنیا میں آباد قوموں کا یہ ایک رواج چلا آرہا ہے کہ جس قوم نے جس دن کسی دوسری بڑی طاقت سے آزادی حاصل کی ہے تو وہ ہر سال اسی دن جشن آزادی کے نام سے جشن مناتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ہر سال ۱۴ اگست کو آزادی کا دن منایا جاتا ہے اگر چہ ہم پاکستان میں اس کو ایک نمائشی کاروائی سمجھتے ہیں اس لئے کہ ہماری زندگی آزاد قوموں کی طرح نہیں بلکہ ہم غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آزاد قوم وہ ہوتی ہے جو اپنے فیصلے خود کرتی ہے بدقسمتی سے ہمارے ملک میں آج تک جو بھی برسراقتدار آیا ہے خواہ وہ سیاستدان ہو یا فوجی ہو مرد ہو یا عورت ہو ہر ایک اغیار کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ کس بات پر راضی ہوں گے اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے ایک دن بھی حکم عدولی کی تو دوسرے دن برسراقتدار نہیں رہ سکوں گا اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہوا کہ ضیاء الحق مرحوم نے جب امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا شروع کیں تو اسے ہوا میں اڑا دیا گیا۔

ضیاء الحق کی شہادت کے بعد امریکہ کا خوف اور بھی زیادہ ہو گیا اب امریکہ کبھی جہاد پر اور جہادی تنظیموں پر پابندی کا حکم دیتا ہے تو یہاں فوراً وزیر داخلہ صاحب پکڑ دھکڑ شروع کر دیتا ہے کبھی مدارس دینیہ پر پابندی اور انکوائریوں کا حکم ملتا ہے فوراً انٹیلی جنس کے اہلکار مدارس کے چکر لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی سرحدات پر اقوام متحدہ کی جانب سے مبصرین کا تعینات ہوتا ہے تو ہمارے حکمران ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور عقل سے عاری حکمران یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مبصرین کا اصل ٹارگٹ افغانستان نہیں بلکہ پاکستان ہے۔ امریکہ کو افغانستان کے بعد اگر خطرہ ہے تو وہ پاکستان اور یہاں کے علماء، طلباء جہادی تنظیموں اور جذبہ جہاد اور جذبہ ایمان سے سرشار مسلمانوں سے ہے۔ بہر حال اس سال اس عالمی رواج کے مطابق ۱۹ اگست کو افغانستان کے طالبان نے بھی ۸۲ ویں جشن آزادی منانے کا اعلان کیا یہ آزادی انہوں نے ۱۹۱۹ء میں انگریز سے حاصل کی تھی، امیر امان اللہ خان نے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور دو مہینے کے اندر اندر انگریز کو ملک سے نکالا اس جشن میں

طالبان حکومت نے پاکستان میں دفاع افغانستان کونسل اور جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب سے رابطہ کیا اور خواہش ظاہر کی کہ اگر آپ کی قیادت میں کونسل میں شامل جماعتوں کے سربراہان اس جشن میں شرکت کریں تو یہ ہمارے لئے سعادت ہوگی یہ رابطہ افغانستان کے سفیر مولانا عبدالسلام ضعیف نے ۱۲ اگست کو کیا۔ جبکہ مولانا سمیع الحق پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق سندھ کے دورے پر تھے اور ۱۴ اگست کو انہوں نے حیدرآباد میں آزادی مارچ کی بڑی ریلی کی قیادت کی۔ فوری طور پر ہم نے ان کو تمام جماعتوں کے فون اور فیکس نمبر دیئے کہ خود ہی سفارت انہیں دعوت نامہ بھیج دے۔ ہمیں بظاہر یہ مشکل نظر آرہا تھا کہ اتنی جلدی اور کم وقت میں کوئی تیار ہو جائے گا۔ بہرحال انہوں نے سب سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ کچھ حضرات بیرون ملک چلے گئے ہیں اور کچھ حضرات پہلے سے طے شدہ جماعتی پروگراموں میں مصروف ہیں، انہوں نے کراچی سے مجھے فون کر کے فرمایا کہ جشن آزادی کی تقریبات میں جمعیت علماء اسلام کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد مرکزی نائب امیر مولانا قاضی عبداللطیف کی قیادت میں جشن میں شرکت کرے۔ اس وفد میں جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا بشیر احمد شاد، صوبائی جنرل سیکرٹری، مولانا سیف الرحمان درخواستی، صوبہ سرحد کے ڈپٹی سیکرٹری مولانا میاں محمد عصمت شاہ اور میں خود شامل ہوں گا۔ وقت اگرچہ کم تھا مگر ہم نے سوچا کہ اپنے ملک میں نہ تو جشن آزادی نصیب ہو رہی ہے اور نہ کبھی کسی تقریب میں شرکت کی ہے۔ لہٰذا افغانستان میں طالبان کی جشن آزادی میں شرکت کر لیتے ہیں جو حقیقت میں آزاد ہیں اور آزادی منانے کے حقدار ہیں۔ کیونکہ اس قوم نے کبھی مستقل طور پر غلامی نہیں قبول کی ہے۔ عارضی طور پر کوئی قابض ہو جاتا ہے مگر دوسرے دن اس کو پھر بھگاتا ہے۔ اس طرح تحریک اتحاد پاکستان کے سربراہ اور مشہور جہادی شخصیت اور دفاع کونسل کے اہم رکن جنرل حمید گل صاحب نے بھی اپنے تمام طے شدہ پروگراموں کو منسوخ کر کے جانے کا عندیہ دیا ان کے رفیق خاص میاں محمد حضران بادشاہ ان کے ہمراہ تھے۔ تنظیم اسلامی کے ڈاکٹر اسرار احمد اسی دن امریکہ جا رہے تھے اس لئے انہوں نے بطور نمائندہ صوبائی امیر میجر فتح محمد اور محمد علی کو بھیجا ادھر اسلام آباد کے جامعہ محمدیہ کے مہتمم اور اساتذہ مولانا ظہور احمد علوی، مولانا مفتی عزیز الرحمان اور مولانا عبدالشکور بھی تیار ہو گئے۔ معروف سائنسدان ڈاکٹر سلطان بشیر الدین محمود بھی چار رکنی وفد کے ساتھ پشاور پہنچ گئے صرف ایک دن درمیان میں تھا۔ سب حضرات نے پاسپورٹ ویزا کے لئے اسلام آباد سفارتخانہ میں پہنچا دیئے۔ ہاتھوں ہاتھ ویزے لگ گئے اور حکم دیا گیا کہ پشاور افغان قونصلیٹ میں ۱۸ اگست کو صبح آٹھ بجے جمع ہونا ہے۔ لہٰذا پروگرام کے مطابق ہم صبح آٹھ بجے پہنچ گئے۔ اس ۱۵ رکنی وفد کی قیادت جمعیت کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی عبداللطیف صاحب اور جنرل حمید گل صاحب کر رہے تھے۔ وفد ساڑھے دس بجے قونصلیٹ کی گاڑیوں میں طورخم کی جانب روانہ ہو گیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ میں طورخم پہنچے تو وہاں پر گورنر جلال آباد مولانا صدر اعظم حقانی کے افراد گاڑیوں سمیت منتظر تھے، پاسپورٹ جمع کر کے دفتری کارروائی کر کے ۱۵ منٹ میں بارڈر کراس کیا۔

یہاں کے پروٹوکول افسر ہمیں سیدھا قصر ظاہر شاہ جلال آباد لے گئے۔ یہاں چائے پانی سے تواضع کر کے سپین غر ہوٹل لے گئے جہاں پر گورنر مولانا صدر اعظم جو حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں نے اپنے معزز مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانہ دیا، کھانے سے فارغ ہوتے ہی ائیرپورٹ جانے کے لئے گاڑیوں میں بیٹھے کابل سے مہمانوں کے لئے آریانہ کا ایک چھوٹا طیارہ بھیجا گیا تھا۔ ہم جونہی ائیرپورٹ پہنچے تو سیدھے جہاز میں بیٹھ گئے۔ پاکستانی ٹائم کے مطابق سوا چار بجے طیارہ اڑ گیا تقریباً ۲۰ منٹ میں ہمیں کابل ائیرپورٹ پہنچایا۔ پروٹوکول افسر مولانا محمد قاسم حلیمی عبدالغفور افغانی اور دیگر ائیرپورٹ حکام نے وفد کا استقبال کیا۔ وزارت خارجہ کے پروٹوکول گاڑیوں میں بٹھا کر انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل لے گئے جہاں پر سب کے لئے قیام کا انتظام کیا گیا تھا، مغرب تک آرام کیا مغرب کے بعد جنوبی افغانستان کے نو صوبہ جات کے چیف جسٹس مولانا شہاب الدین دلاور حقانی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔

فوجی پریڈ: دوسرے دن علی الصباح ۷ بجے سرگزشت یعنی پریڈ کی جگہ مہمانوں کو لے گئے اور اگلی سیٹوں پر مہمانوں کو بٹھایا گیا۔ کچھ دیر بعد وزراء کونسل کے نائبین، مولانا محمد حسن حقانی اور مولانا عبدالکبیر حقانی تشریف لے آئے۔ انہوں نے اسلامی فوج سے سلامی لی اور پھر سٹیج پر بیٹھ گئے عوام لاکھوں کی تعداد میں جمع تھی۔ انتہائی پرسکون ماحول تھا کسی طرف سے شور شرابا یا ہنگامہ آرائی نظر نہیں آرہی تھی۔ فوجی پریڈ کے بعد کلاشنکوف سے لے کر اسکٹ میزائل تک اسلحہ کی نمائش کی۔ گیارہ بجے تقریب ختم ہوئی۔ ہمیں ہوٹل لے گئے۔ نماز ظہر کے بعد ۳ بجے دوبارہ حضوری سٹیڈیم لے گئے جہاں لاکھوں کا مجمع تھا۔ یہاں پر کابل کے تمام مڈل اور ہائی سکولوں کے بچوں کو جمع کیا گیا تھا۔ وہ مختلف کھیلوں میں جوہر دکھار ہے تھے۔ ہم حیران ہو گئے کہ ادھر تو پوری دنیا میں شور و غوغا ہے کہ طالبان نے کھیل کود پر پابندی لگادی ہے۔ لیکن جب سامنے دیکھتے ہیں تو فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال اور کرکٹ کی الگ الگ ٹیمیں ہیں۔ بہر حال اس تقریب میں ایک گھنٹہ شرکت کر کے واپس ہوٹل گئے۔

وفد کے اعزاز میں عشائیہ اور وزراء کی شرکت: مغرب کے بعد وزراء کونسل کی جانب سے نائب رئیس الوزراء مولانا محمد حسن حقانی نے ایک پر تکلف عشائیہ کا اہتمام کیا تھا جس میں اکثر مرکزی وزرا بھی موجود تھے۔ دعوت کا انتظام قصر یعنی ایوان صدر میں کیا گیا اس دعوت میں کابل کے تمام جید علماء کرام کو بھی دعوت دی گئی تھی کھانے سے جب فارغ ہو گئے تو مولانا عبدالکبیر حقانی نے کہا کہ ہم اور آپ ایک دوسرے کمرے میں بیٹھتے ہیں اور چند باتیں کر لیتے ہیں۔ اس کمرہ میں تقریباً ۳۰ کرسیوں کی گنجائش تھی ہمارے وفد کے مولانا قاضی عبداللطیف صاحب، جنرل حمید گل، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا سیف الرحمان درخواستی، مولانا میاں محمد عصمت شاہ، میاں حضران بادشاہ، مولانا عبدالشکور، مولانا ظہور علوی، مولانا مفتی عزیز الرحمان، مولانا مفتی محمد یوسف، ڈاکٹر سلطان بشیر الدین محمود اور بندہ نے اس خصوصی تقریب میں شرکت کی جبکہ طالبان کی جانب سے ملا محمد حسن نائب رئیس الوزرا مولانا عبدالکبیر حقانی نائب رئیس الوزرا مولانا غیاث الدین حقانی وزیر حج واوقاف مولانا عبدالرزاق وزیر داخلہ مولانا امیر خان متقی وزیر تعلیم سفیر پاکستان ملا عبدالسلام ضعیف مولانا عبیداللہ وزیر دفاع مولانا نور محمد ثاقب حقانی چیف جسٹس ملا محمد عباس حقانی وزیر صحت مولانا اختر محمد منصور وزیر سول ایوی ایشن چیف آف سٹاف ملا محمد فضل اخوند، ملا نور اللہ نگران شمالی علاقہ جات، ملا داد اللہ طبیب وزیر مواصلات، ملا آغا جان معتصم وزیر معدنیات نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز مولانا بشیر احمد شاد نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ آغاز میں میں نے شرکاء وفد کا تعارف کرایا اور دفاع افغانستان کونسل کی سرگرمیوں اور مبصرین کی تعیناتی کے بارے میں پاکستان کے علماء وطلباء اور دیندار مسلمانوں کے جذبات سے ان کو آگاہ کیا اور ساتھ دفاع افغانستان کونسل کے سربراہ قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں انہوں نے طالبان سے کہا تھا کہ دنیائے کفر کی تمام طاقتوں کے اتحاد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نصرت اور پوری امت مسلمہ کی تائید آپ کے ساتھ ہے اور پاکستانی قوم اور تمام دینی جماعتیں امریکہ کی ظالمانہ پابندیوں کے خلاف ہیں افغان قوم نے صرف افغانستان کی نہیں بلکہ پاکستان کی بقاء اور حفاظت کی جنگ لڑی ہے۔ اب پاکستان کے غیور عوام اس نازک موقع پر اس احساس کا بدلہ چکانے کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جنرل حمید گل صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔

جنرل حمید گل کا خطاب:

انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے میں آپ حضرات کو جشن آزادی منانے پر مبارک دیتا ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ ہمارے خوابوں کو پورا کر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان میں ایک مستحکم اسلامی حکومت ہو اس لئے کہ

اگر یہاں پر اسلامی نظام ناکام ہوگیا۔ تو پھر دنیا کے کسی کونے میں ہم نہیں اٹھ سکتے اس وقت پوری دنیا بشمول مسلم حکمرانوں کے اسلامی نظام کے خلاف ہے اب اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے کیونکہ آپ صف اول پر ہیں آج عالم کفر نے افغانستان کے اندر اسلام کو کمزور اور ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے مگر ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ۔

ہم پہلے کی طرح جانی و مالی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اب یہ ایک سوال ہے کہ کفار اسلامی نظام سے کیوں خائف ہیں اس لئے کہ دنیا کے اندر دو نظام ہیں ایک اسلامی نظام اور ایک کفری نظام۔ کفری نظام کے پھر دو رخ ہیں ایک استعماری اور دوسرا اشتراکی۔ ایک تو گر گیا ہے اور دوسرا گرنے والا ہے۔

اب دنیا کی نظریں اسلامی نظام پر ہیں آپ دیکھیں کہ کسی زمانہ میں کسی قوم نے سرمایہ کے بنیاد پر یا ذرائع ابلاغ کی بنیاد پر ترقی نہیں کی ہے بلکہ جب بھی کسی قوم نے ترقی کی ہے تو نظریہ کی بنیاد پر کی ہے اور نظریہ صرف اسلام کا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانی قوم کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظریہ کی حفاظت کیلئے چن لیا ہے۔ توحید، حمیت، شجاعت اس قوم کی فطرت ہے اسلام سے پہلے بھی اس قوم نے کبھی بت پرستی نہیں کی ہے۔ آپ تو لوگوں کو بتا سکتے ہیں کہ جو افغانی ہوگا وہ مسلمان ہوگا آپ نے ستر سال کے عرصہ میں دو سپر پاورز کو شکست دی ہے اب تیسرے سپر پاور امریکہ کی باری ہے انشاء اللہ اب آپ امریکہ کو شکست دیں گے۔ یہ آپکی تقدیر میں لکھا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ہمیشہ بڑی قوت کو چھوٹی قوت سے شکست دیتا ہے۔ نمرود کو اللہ تعالیٰ نے مچھر سے مروایا۔ اب آپ نے دنیا کو عملی نمونہ پیش کرنا ہے اور وہ ایک نظریہ کی بنیاد پر پیش کرسکتے ہیں۔ الحمد للہ آپ ہر قسم کے بوجھ سے آزاد ہیں نہ آپ پر قرض کا بوجھ ہے اور نہ کسی شکست کا بوجھ ہے آپ بالکل آزاد ہیں۔ دفاعی بجٹ کے بغیر آپ جنگ لڑ رہے ہیں بغیر پولیس کے آپ نے امن و امان قائم کیا ہے۔ امیر المومنین کے ایک حکم پر آپ نے پوست کی کاشت ختم کردی۔ عدلیہ آپ کی آزاد ہے اور اس میں آپ کا کوئی زیادہ کمال نہیں بلکہ یہ اسلامی نظام کی برکات ہیں اب آپ پہلی فرصت میں اپنی ترجیحات متعین کریں اداروں کی تشکیل کریں، خوراک میں خود کفیل ہونے کی کوشش کریں چین کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھائیں۔ عوام کے مسائل پر توجہ دیں، ایک مشاورتی کونسل بنائیں اور جو لوگ دور ہیں ان کو نزدیک کرنے کی کوشش کریں اگر ان باتوں پر عمل کیا تو پھر اللہ کے فضل و کرم سے آپ کو کوئی شکست نہیں دے سکتا ہے۔

<u>نائب وزیر اعظم مولانا عبدالکبیر حقانی کا خطاب:</u>

وزرا کونسل کی جانب سے نمائندگی کرتے ہوئے کابینہ کے نائب رئیس الوزرا مولانا عبدالکبیر حقانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ سب سے پہلے تو میں اپنے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ حضرات کے وہ احسانات جو جہاد اور ہجرت کے دوران افغانستان کے عوام سے کئے گئے ہیں وہ ہم فراموش نہیں کرسکتے ہیں روس کو شکست دینے میں اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت تھی تو دوسری طرف افغانی عوام کا بے پناہ تعاون اور جدوجہد اور پھر تیسری طرف پاکستان کے علماء، طلباء، دینی جماعتوں اور شخصیات کا تعاون شامل حال تھا۔ افغانستان کی آزادی میں ہم آپ کو اپنے ساتھ برابر کے شریک سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے دینی تنظیموں علماء طلباء اور دیندار عوام نے بالخصوص اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے بالعموم اس لئے جانی و مالی تعاون کیا کہ یہاں ایک اسلامی حکومت قائم ہوجائے مگر بدقسمتی سے جب روس چلا گیا اور مجاہدین کی حکومت بنی تو انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کی بجائے ظلم وستم، لوٹ کھسوٹ، اور بے حیائی کا بازار گرم کررکھا۔ افغان عوام امن کے لئے، عدل و انصاف اور ظلم کے خاتمہ کے لئے تڑپ رہے تھے مگر خود غرض اور مفاد پرست لیڈروں نے ۱۲ لاکھ شہداء کی ماؤں، بہنوں اور بیواؤں پر کوئی رحم نہیں کیا اور ایک ایسا نظام قوم پر مسلط کیا جس کو اسلام نہیں کہا جاسکتا تھا۔ علماء اور طلباء ان کو

لیڈر اور پیشوا سمجھ رہے تھے۔ اور انتظار کر رہے تھے کہ شاید یہ لوگ راہ راست پر آجائیں گے اس لئے کوئی فتویٰ یا جہاد کا اعلان نہیں کیا بلکہ خاموش تماشائی بنے رہے مگر جب انہوں نے حد سے تجاوز کیا تو پھر علماء اور طلباء نے اللہ کا نام لے کر جدو جہد شروع کی جس کے ثمرات آج آپ دیکھ رہے ہیں۔

الحمد للہ افغانستان کے عوام طالبان سے خوش ہیں اور اس کا بین ثبوت آج کی تقریب میں لاکھوں کی تعداد میں عوام کی شرکت ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اسلامی حکومت کا استحکام ایک نظریہ اور عقیدہ پر ہوتا ہے اور اس کا مشاہدہ ہم نے روس کے مقابلہ میں کیا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ روس کے جانے کے بعد مجاہدین کی حکومت بنی تو وہ ہر لحاظ سے مستحکم تھی امریکہ اور یورپ نے ان کی حکومت کو تسلیم کیا تھا اس کے باوجود جب انہوں نے نظریہ اور عقیدہ کو چھوڑا تو پھر ہمارا حشر ربانی اور حکمت یار سے بدتر ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ بنجر زمینوں کو آباد کریں زراعت پر توجہ دیں اس طرح ہم عصری اداروں میں نصاب کو اسلامی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ ملک میں فکری انتشار نہ ہو۔ ہم آپ کے مشوروں کے محتاج ہیں امید ہے ہمیشہ رہنمائی فرماتے رہیں گے۔

مولانا قاضی عبداللطیف کا خطاب:

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی عبداللطیف نے کہا کہ آج کی تقریب میں طالبان نے دنیا کو دو باتیں بتلائی ہیں ایک تو سفید جھنڈا لہرا کر دنیا پر واضح کر دیا کہ ہم امن پسند ہیں، ہم خطہ میں امن اور سلامتی چاہتے ہیں اس لئے کہ سفید جھنڈا امن کی علامت ہے اور ساتھ اسلحہ کی نمائش کر کے یہ بھی بتلا دیا کہ اگر کفری دنیا ہمیں امن سے زندگی نہیں گزارنے دیگی تو پھر ہم دفاع کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ قاضی عبداللطیف صاحب نے کہا کہ ہم افغانستان اور پاکستان کو جغرافیائی تقسیم کے باوجود دو الگ ممالک نہیں سمجھتے ہیں۔ افغانستان کی خوشی اور تکلیف کو اپنی خوشی اور تکلیف سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ مبصرین پر ہم نے گہری نگاہ رکھی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ کسی مبصر کو سرحد کے قریب یا نزدیک نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے طالبان سے کہا کہ آپ ایک جزیرہ میں ہیں اور کشتی نوح میں بیٹھے ہیں اس لئے ایک ایک قدم پھونک پھونک کے رکھنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اگر تمام سیاسی، دینی اور جہادی جماعتوں کو کوئی ایک میز پر جمع کر سکتا ہے تو بلا مبالغہ اس کا اعزاز دارالعلوم حقانیہ اور جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کو حاصل ہے اور اس کا بین ثبوت دفاع افغانستان کونسل کا اجلاس اور منعقد ہونے والا آل پارٹیز قومی کنونشن ہے۔ انہوں نے کہا کہ کفر کا جو سیلاب تیزی سے آرہا ہے وہ ہم سب کو لے ڈوبے گا اور ہمیں مشترکہ طور پر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ تقریب وزرا کونسل کے دوسرے نائب رئیس الوزرا مولانا محمد حسن کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

تیسرے دن ۱۰ اگست کو صبح آٹھ بجے ہم امین جان مجددی جو افغانستان کی معروف علمی و روحانی شخصیت مولانا فضل عمر معروف بہ نور المشائخ وملا شور بازار کے پڑپوتے ہیں کے گھر گئے اور ان سے ایک گھنٹہ ملاقات کی، بعد میں قلعہ بالا جواد گئے جہاں نور المشائخ اور دیگر حضرات کے مزارات تھے۔

نور المشائخ المعروف بہ ملا شور بازار جنہوں نے انگریزوں کے خلاف سب سے پہلے علم بغاوت بلند کیا تھا اور پھر امیر امان اللہ خان کے خلاف بھی جب انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو ایک بڑے مجمع میں کفر کا فتویٰ لگا کر بغاوت کی اور بہت سے معرکوں میں انہوں نے افغانستان کے مسلمانوں کی رہنمائی اور قیادت کی اور پھر اس کے بعد ان کے مجاہد صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم جان مجددی نے مجاہدانہ زندگی گزاری۔ اور ہر موقع پر حق کی ترجمانی کی۔ ان کی حقانیت کی یہ دلیل ہے کہ جب روس افغانستان میں داخل ہو گیا تو آتے

ہی انہوں نے رات کے وقت قلعہ جواد کا محاصرہ کیا۔ اور اس روحانی علمی خاندان کے ۱۱۷ افراد گرفتار کر کے لے گئے جو آج تک لاپتہ ہیں۔ ان حضرات کے مزارات پر فاتحہ خوانی کر کے جامع فاروقیہ گئے جامعہ کے شیخ الحدیث اور جمعیت (س) کے صوبائی سرپرست مولانا حمد اللہ جان آف ڈاگئی سے ملاقات کی۔ جو طالبان کے شدید اصرار پر دورہ حدیث پڑھانے کے لئے اس سال کے آغاز سے کابل میں ہیں۔ حدیث کے درس کے علاوہ عصر کے بعد ان کا درس تفسیر بھی ہوتا ہے جس میں اکثر وزراء اور طالبان کے زعماء بھی شریک ہوتے ہیں اور یہ درس کابل کے صدائے شریعت ریڈیو سے بالالتزام نشر بھی ہوتا ہے۔

اس کے بعد شہداء الصالحین کے مزارات پر گئے جہاں پر حضرت تمیم انصاریؓ اور حضرت جبیر انصاریؓ جیسے صحابہ کے مزارات ہیں جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور خلافت میں ایک ہزار چند نفر کے ہمراہ یہاں جہاد کرنے کیلئے آئے تھے۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہوٹل گئے اور تیاری کر کے چار بجے ایئر پورٹ جا کر آریانہ میں بیٹھ کر ۲۰ منٹ میں جلال آباد پہنچے ایئر پورٹ سے سیدھے طورخم گئے اور رات ۱۰ بجے پشاور پہنچ گئے۔ والحمد للہ (رپورٹنگ سید محمد یوسف شاہ)

اسامہ کے بارہ میں امریکہ طالبان کے کسی بھی تجویز پر راضی نہ ہوا طالبان حکومت کے کارنامے

جمعیۃ علماء اسلام (س) کی تائید، طالبان کانفرنس ایبٹ آباد سے ملا عبدالسلام ضعیف کا خطاب

(ایبٹ آباد۔۲۱ جولائی) پاکستان میں افغانستان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنا اس بات کا اعلان ہوگا کہ اسلام کا عدل وانصاف کا کوئی اپنا نظام نہیں اور ہمیں غیر مسلموں کے خودساختہ عدالتی نظاموں کی قرآن وسنت کے نظام عدل پر بالادستی تسلیم کرنی ہوگی جو ہمارے لئے ممکن نہیں۔

ملا عبدالسلام ضعیف یہاں دھوتڑا ایبٹ آباد کے مدرسہ سراج العلوم میں طالبان پاکستان اور جمعیت طلباء اسلام (س) کے سہ روزہ تربیتی کنونشن کے اختتامی نشست سے خطاب کر رہے تھے قائد جمعیت مولانا سمیع الحق اس نشست کے مہمان خصوصی تھے افغان سفیر نے ڈیڑھ گھنٹہ تک مفصل خطاب میں افغان بحران پر تفصیلی روشنی ڈالی انہوں نے کہا کہ اسامہ روس کے وقت سے مجاہد ہے اپنے محسن کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور اسلامی فریضہ ہے اگر اس کا مجرم ہونا ثابت ہو جائے تو ہم ہرگز دفاع نہیں کریں گے۔ ہمارے ہاں قرآنی نظام ہے قوانین اور عدالتیں ہیں اگر امریکہ چاہے تو ہم انہیں اپنے محکمہ قضاء کے حوالہ کر کے فیصلہ کروا دیں گے نہیں تو سعودی عرب جہاں کے وہ باشندہ ہیں افغانستان اور کسی تیسرے اسلامی ملک کا ٹربونل بیٹھ کر جو بھی فیصلہ کرے ہم تسلیم کر لیں گے۔ تیسرا آپشن یہ ہے کہ ہم اسامہ کی تمام سرگرمیاں مکمل محدود کر کے دنیا بھر سے ان کے رابطوں کو منقطع کر دیں گے وہ ایک عام پرامن شہری کے طور پر افغانستان میں بیٹھا رہے گا۔ مگر امریکہ کسی بھی تجویز پر راضی نہیں ہوتا۔ اور صرف ہٹ دھرمی کر رہا ہے۔ جبکہ ان کی دشمنی کی اصل وجہ اسلامی نظام کا قیام ہے وہ انسانی حقوق کے نام پر افغان عوام کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے مگر افغانستان کے غیور عوام ان ساری سازشوں سے بخوبی آگاہ ہیں اسامہ کو امریکہ کے حوالہ کرنے میں ہمارے لئے بڑی مشکلات ہیں اگر ہم نے ایسا کیا تو لاکھوں مسلمانوں کی قربانی رائیگاں ہو جائے گی کہ طالبان کے ہاں اسلام کی نہیں مفادات کی اہمیت ہے اور مفادات کے لئے ہر چیز پر پانی پھیر دیا گیا۔ اس لئے ہم امریکہ کی تمام پابندیاں اور مصائب برداشت کر رہے ہیں ہم پر منشیات کا الزام تھا جبکہ ستر سال سے جاری منشیات کی کاشت ہم نے مکمل ختم کر دی جس کا اقوام متحدہ کو بھی قطعی

یقین ہے۔ امریکہ ہم پر مصالحت سے گریز کا الزام لگا رہا ہے جبکہ امریکہ نے افغان جہاد میں ویت نام کی ذلت کا بدلہ روس سے لینے کے لئے افغانستان کو منتخب کیا تھا جب روس شکست کھا گیا تو امریکہ نے جہاد کا رخ دہشت گردی کی طرف موڑ دیا۔ روس کی شکست کو پانچ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ امریکہ نے سولہ تنظیموں کی پشت پناہی کی جو آج سب امریکہ کی بولی بول رہے ہیں۔ سینکڑوں افراد ایک ایک رات میں ان کے ہاتھوں قتل ہوتے رہے عورت کی عزت لٹ رہی تھی پھر خانہ جنگی پارٹیوں کی وجہ سے گھر گھر' محلہ محلہ' میں پھیل گئی ان حالات میں ہم نے قربانیاں دے کر قتل و غارت گری پر کنٹرول کیا۔ کیا اقوام متحدہ اندھی ہے؟ کیا یہ سب کچھ ہم نے اچھا کیا یا برا؟

مولانا عبدالسلام ضیعف نے کہا کہ امریکہ کا نشانہ صرف افغانستان' آس پاس کے پڑوسی ممالک ہیں بالخصوص پاکستان ہے جہاں اسلامی نظام کے اثرات کو روکا جاسکے۔ جہادی تنظیموں اور تحریک طالبان کے سرگرم رہنما اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ حدیث مولانا شیر علی شاہ نے کہا کہ جو لوگ بھی جہاد کشمیر میں کیڑے نکال رہے ہیں وہ ملت کے غدار ہیں اگر کشمیری جہاد جہاد نہیں تو دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں' مفادات کے غلام اور غیروں کے اشاروں پر چلنے والے کشمیری جہاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے قائد مہمان خصوصی مولانا سمیع الحق نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام اور جمعیت طلباء اسلام کے لاکھوں کارکن افغانستان کے اسلامی حکومت کی حفاظت اور کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو ایمان کا جز سمجھتے ہیں اس وجہ سے اس کنونشن نے جہادی تنظیموں اور جہاد کشمیر کی مکمل حمایت کا متفقہ قرارداد پاس کی ہے۔ جے ٹی آئی کے تاسیسی رہنما سابق ممبر قومی اسمبلی جاوید ابراہیم پراچہ نے کہا کہ نواز شریف کبھی بھی اسلام کے بارے میں مخلص نہیں تھے امریکہ کا دباؤ آیا تو نواز شریف نے ہمیں کہا کہ کوئی بھی مسلم لیگی شریعت بل کو ووٹ نہ دے کیونکہ اس طرح میری حکومت چلی جائے گی کچھ علماء بھی رائے شماری کے وقت ایوان سے باہر رہ گئے کہ اللہ کو ان کا ووٹ قبول نہیں تھا پھر نواز شریف نے کہا کہ مجھے مروا دیا بل بھی پاس نہ ہوا اور حکومت بھی چلی جائے گی۔ پراچہ صاحب نے کہا کہ جے ٹی آئی واحد تنظیم ہے جس نے جدید تعلیم کے ساتھ دینی طلبہ کو ایک ساتھ جمع کیا اور سب سے زیادہ شہادتیں جے ٹی آئی نے دیں۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق سے کہا کہ آپ کو اب افغانستان کے طالبان کے ساتھ پاکستان کے طالبان پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ جو وہاں کے طالبان سے بھی بڑی قوت بن سکتی ہے۔ جمعیت کے رہنما جناب شیخ محمد حنیف نے اس وقت نوجوانوں کو اسلامی انقلاب کے لئے منظم کرنے پر زور دیا کنونشن کی ایک مخصوص نشست میں جمعیت علماء اسلام کراچی کے جاری کردہ پارٹی کے ترجمان مجلہ صدائے جمعیت کے پہلے شمارہ کی نقاب کشائی کی گئی پہلا شمارہ قائد جمعیت اور دیگر اکابر نے حاضرین میں تقسیم کیا کنونشن نے اپنے ایک قرارداد میں جنرل پرویز مشرف کے کشمیر کے بارے میں موقف کو سراہا' کشمیری مجاہدین کی تائید اور افغانستان پر امریکی پالیسیوں کی مذمت کی گئی ایک قرارداد میں بلدیاتی انتخاب میں خواتین کو مخصوص کوٹہ دینے پر زبردست تنقید کی گئی اور کہا گیا کہ ملک کو سیکولرازم کی طرف لے جانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔

افغانستان کے خلاف الزامات کی اصل حقیقت (سفیر افغانستان ملا عبدالسلام ضعیف)

۲۰۰۱ء میں اقوام متحدہ کے وساطت سے امریکہ نے افغانستان پر پابندیوں کا اعلان کیا جس کے بارہ میں تمام دینی وسیاسی جماعتوں کا اجلاس ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو مولانا سمیع الحق کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ میں منعقد ہوا جس میں دفاع افغانستان کونسل تشکیل پایا، افغانستان کے پاکستان میں سابق سفیر مولانا عبدالسلام ضعیف نے (جو بعد میں گوانتاناموبے وغیرہ میں قید و بند کے آزمائشوں سے گذرے) نے مجوزہ پابندیوں پر روشنی ڈالی، یہ مضمون مذکورہ کانفرنس کے مناسبت سے لکھا گیا۔

افغانستان ایشیا میں اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ برصغیر، وسط ایشیا اور خلیج کے لئے تجارتی شاہراہوں کا سنگم ہے۔ اپنی اس سماجی وسیاسی اہمیت کی بنا پر ہمارا ملک تاریخ میں ہمیشہ سے بیرونی جارحیت کا شکار رہا ہے۔ کئی عالمی طاقتوں نے ہمارے کوہستانی ملک میں اپنی طاقت آزمائی ہے مگر آخر کار افغانوں کے ناقابل شکست عزم سے شکست کھائی۔ صرف بیسویں صدی میں برطانیہ اور سوویت یونین کی دو بڑی طاقتوں کو افغانستان میں شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور نتیجے میں یہ سلطنتیں خود ہی تقسیم ہو گئیں۔

کابل میں روس نواز کمیونسٹ حکومت کے خلاف جب افغان عوام کے جہاد نے شدت پکڑی تو کریملن حکمرانوں نے کمیونسٹ حکومت کو بچانے اور اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کیل کانٹے سے لیس تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار سرخ فوج کے سپاہی افغانستان میں اتار دیئے۔ افغان مسلم قوم نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح اس غیر ملکی جارحیت کے خلاف زبردست ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے جہادی سرگرمیوں کو مزید تیز کر دیا۔ اس وقت کسی کو یقین نہیں تھا کہ غیر تربیت یافتہ اور معاشی طور پر کمزور افغان اعلیٰ تربیت یافتہ اور پیشہ ور سرخ فوج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سرخ فوج کو ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا۔ تاہم جنگ اور دباؤ میں ہمیشہ مسلمانوں نے صرف اور صرف اللہ پر بھروسہ کیا ہے نہ کہ مادی اشیاء پر۔ مسلمانوں کے دل میں ایمان ایک ایسا ہتھیار ہے جو تمام ہتھیاروں پر بھاری ہے سرخ فوج نے مسلمانوں کے اس ہتھیار کو ختم کرنے کے لئے ہر طرح کے حربے آزمائے مگر ہمیشہ ناکام رہے۔ انہوں نے اس قدیم دھرتی کے قریباً دو ملین بیٹوں کو شہید کیا ہے اور ہمارے ملک کا بنیادی ڈھانچہ (ہیکل اساسی) تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ افغانوں کے جہاد کی دنیا بھر کے مسلمانوں نے حمایت کی اور اسی کی بدولت سرخ فوج کو ہزیمت اٹھا کر افغانستان سے نکلنا پڑا۔ روس کی یہ شکست کمیونزم اور ماسکو کے پنجوں سے کئی مشرقی یورپی ممالک کی بھی آزادی کا باعث بنی۔

<u>روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد اسلامی نظام کے خلاف سازشیں:</u> کمیونزم کی فوجوں کے انخلاء کے بعد افغانستان میں جو کچھ ہوا وہ افغانستان کے مسلمانوں اور مجاہدین کی توقعات کے بالکل برعکس تھا' جو افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام کے خواہشمند تھے۔ سابق کمیونسٹ حکومت سے تعلق رکھنے والے بعض گروہوں نے مجاہدین کی صفوں میں اپنی جگہ بنالی اور مجاہدین کے نام پر ایسی سرگرمیاں شروع کر دیں جن کا اسلام یا جہاد سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ہر کوئی اس افراتفری سے نکلنا چاہتا تھا۔ لیکن نہیں جانتا تھا کہ کون انہیں اس انتشار سے نجات دے گا اس نازک صورتحال میں افغانستان کی طالبان اسلامی تحریک فرقہ وارانہ لڑائی اور انارکی سے ملک کو نکالنے' امن وامان قائم کرنے' علاقائی سلامتی کا تحفظ کرنے اور عوام کی زندگیوں کو نارمل سطح پر لانے کیلئے آگے بڑھی۔ آج افغانستان کے ۹۵ فیصد سے زیادہ رقبے پر امارت اسلامی افغانستان کا کنٹرول ہے اور یہاں اسلامی قوانین کا نفاذ کر دیا گیا ہے' جو جہاد کا مقصد اور افغان عوام کی خواہشات کا عکاس

ہے۔ تاہم ابھی تک ہمیں اپنے ملک میں بیرونی سازشوں اور مداخلت کا سامنا ہے۔ غیر اسلامی طاقتیں افغانستان میں اسلامی نظام کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ وہ اسلامی حکومت کو بدنام کرنے کیلئے پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہیں۔ اسامہ، دہشت گردی کے نام نہاد تربیتی کیمپ، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور پوست کی کاشت جیسے مسائل کے بارے میں بڑھا چڑھا کر منفی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد افغانستان میں اسلامی نظام کو کمزور کرنا اور اپنی مرضی کی کٹھ پتلی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کرنا ہے جو امریکہ، روس اور دیگر ممالک کے سیاسی مطالبوں کو پورا کر سکے۔ اس طرح وہ افغانستان کے عوام سے جہاد کے ثمرات چھین لینا چاہتے ہیں۔

<u>امریکیوں کی حکمت عملی:</u> امریکیوں نے جہاد کی ابتداء سے ہی درج ذیل حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے۔

۱۔ افغانستان میں سوویت یونین کو شکست دینا یا اس کے مزید پھیلاؤ کو روکنا۔

۲۔ ہمارے ملک میں اسلامی حکومت کا خاتمہ کر کے اسے مغرب نواز حکومت سے بدلنا۔ امریکہ ابھی اسی ایجنڈے پر کام کر رہا ہے۔ وہ افغانستان میں ایک کٹھ پتلی حکومت لانا چاہتا ہے۔ جس کے ذریعے علاقے میں امریکی مفاد پورے کئے جا سکیں۔ یہ بات تکلیف دہ ہے کہ امریکہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو اس مقصد کیلئے استعمال کیا ہے۔ افغانستان پر حالیہ پابندیاں اسی سلسلہ کی ایک گھٹیا کوشش ہے۔

<u>سلامتی کونسل کی معاشی جارحیت:</u> یہ پابندیاں امریکی اشارے پر سلامتی کونسل نے ایسے وقت میں لگائی ہیں جب ہمارا ملک حالیہ خشک سالی اور غربت کا بدترین شکار ہے۔ معیشت اپنے آخری دموں پر ہے اور یہاں کا ہیکل اساسی مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ۷۰ فیصد افغان عوام خوراک کی کمی کا شکار ہیں اور لوگوں کی قوت خرید نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔ ہیومن رائٹس واچ اور دیگر ایجنسیوں کی طرف سے ان یک طرفہ پابندیوں کی مخالفت کے باوجود سلامتی کونسل نے یہ غیر انسانی پابندیاں سیاسی محرکات کی وجہ سے لگائی ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ پابندیاں ہمارے ملک میں ''معاشی جارحیت'' Economic Invasion کے مترادف ہیں جن کا ارتکاب واشنگٹن اور ماسکو نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے تعاون سے کیا ہے۔ ہر باشعور انسان سمجھتا ہے کہ ان پابندیوں کا نشانہ امارت اسلامی نہیں بلکہ ملک کا اسلامی نظام ہے اگر جمہوریت کا مطلب اختلاف رائے کو برداشت کرنا ہے تو امریکہ کی طرف سے ایک اسلامی حکومت کی مخالفت ان کے اپنے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تو خود غیر ملکی مداخلت کا شکار ہیں۔ ہم اپنے عوام کو غربت اور جہالت کی گرفت سے نجات دلانے اور ملکی بحالی پر توجہ مرکوز کرنا چاہتے ہیں تاہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کوئی پابندی اور سازش ہمیں ہماری آزادی اور اسلامی نظام کے راستے سے نہیں ہٹا سکتی جس کے لئے ہم پہلے ہی بیس لاکھ جانوں کی قربانی دے چکے ہیں۔ امارت اسلامی اپنے سب پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات کی خواہشمند ہے۔

حالیہ جنگ کی طوالت کا باعث صرف اور صرف یہ ہے کہ باہر سے اگر نام لیں تو روس اور انڈیا کی طرف سے افغانستان کے چند جنگ پسند حلقوں کو ہتھیاروں اور رقم کی مسلسل ترسیل کی جارہی ہے۔

<u>اسلامی بنیاد پرستی کے خاتمہ کیلئے کٹھ پتلی حکومت:</u> ماسکو اور نئی دہلی نے ''اسلامی بنیاد پرستی'' کے خاتمے کے لئے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے تاکہ افغانستان میں عوامی خواہشات کے برعکس ایک کٹھ پتلی حکومت لائی جا سکے۔ کردار کشی کے ایک حربے کے طور پر ماسکو داخلی طور پر امارت اسلامی کو ہمسایہ وسط ایشیائی ممالک کے لئے ایک خطرے کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ یہ سب کچھ کریملن میں موجود طاقتوں کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے اسی طرح کریملن حکمران اپنے اثر و رسوخ کو وسط ایشیا تک برقرار رکھنا بلکہ مزید پھیلانا چاہتے

ہیں۔ ماسکو وسط ایشیا کے قدرتی وسائل پر اپنی گرفت چھوڑنا نہیں چاہتا جو اسکی معیشت کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں' تاہم ماسکو کی الزام تراشی میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

<u>وسط ایشیائی مسلمانوں کے ساتھ معاملات:</u> ہم اپنے وسط ایشیائی مسلمانوں کے ساتھ سینکڑوں سال سے امن سے رہتے آئے ہیں ہم مستقبل میں بھی پرامن بقائے باہمی کے اصول پر قائم ہوں گے لیکن ہم سب اب بھی اور اور ماضی میں بھی روس کے نوآبادیاتی منصوبوں کے شکار رہے ہیں وہ ممالک بھی ہماری طرح روسی جارحیت کا شکار ہوئے ہم سب کے مقاصد یکساں ہیں۔ افغانستان کی امارت اسلامی' وسط ایشیائی ممالک کی خوشحالی اور بہتری اور ان کے ساتھ خوشگوار قلبی تعلقات کی خواہاں ہے۔ ہم ان ممالک کے ساتھ تعاون اور تجارتی معاہدوں کے ایک نئے دور میں داخل ہونے کے خواہشمند ہیں یہ ہمارے ملک کی تعمیر نو کے لئے ضروری ہے کیونکہ ہم اپنے ہمسایہ اور دیگر دوست ممالک کے تعاون کے بغیر تعمیر نو اور بحالی کا یہ مشکل کام مکمل طور پر انجام نہیں دے سکتے۔

خوش قسمتی سے کچھ ایشیائی ممالک افغانستان کے خلاف ماسکو کے پروپیگنڈے کی حقیقت کو سمجھنے لگے ہیں۔ ازبکستان اس کی ایک مثال ہے وہ افغانستان میں اصل حقیقتوں کو جاننا چاہتا ہے اور تمام مسائل مذاکرات سے حل کرنا چاہتا ہے۔

امارت اسلامی کی قیادت افغانستان میں امن کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہے ہمارا یقین ہے کہ افغانستان میں امن اور سلامتی اس ملک اور خطے کے دیگر ملکوں کی معاشی ترقی کیلئے لازمی ہے۔

<u>روسی وزیر دفاع اور احمد شاہ مسعود کی ملاقات:</u> افغانستان ایشیاء میں اپنے منفرد محل وقوع کی وجہ سے پورے براعظم میں گہرے اثرات رکھتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسے ایشیا کا دل کہا تھا اور حقیقت بھی یہی ہے تاہم روس اور اسکے اتحادی ہمارے ملک اور اس پورے خطے میں قیامِ امن کی راہ میں افغانستان میں جنگ کے خواہش مند حلقوں کو مسلسل کثیر پہلو امداد فراہم کرکے رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں ۲۶ اکتوبر کو روسی وزیر دفاع' اگور گیوف اور احمد شاہ مسعود کے درمیان ملاقات ہمارے ملک میں روسی مداخلت کا کھلا اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔ یہ ملاقات افغان مسئلہ کے بہت سے تجزیہ نگاروں کے نزدیک مسعود کی سیاسی موت کے مترادف ہے۔ اس میٹنگ کے بعد وہ افغان عوام میں موجود معمولی حمایت سے بھی محروم ہوگیا ہے۔ کوئی افغان ایسے دشمن کے ساتھ اتحاد کی حمایت نہیں کرسکتا جس کے ہاتھ ابھی بھی افغان عوام کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

<u>طالبان اور منشیات کا خاتمہ مگر اقوام متحدہ کی حوصلہ شکنی:</u> تمام سابقہ افغان حکومتوں کے مقابلے میں امارت اسلامی افغانستان نے پوست اور منشیات کے خاتمے کے لئے بے مثال اقدامات کئے ہیں۔ گزشتہ سال امیر المومنین محمد عمر مجاہد نے افغانستان میں ایک تہائی پوست کی کاشت پر پابندی کا فرمان جاری کیا تھا اور اس سال پوست کی کاشت پر مکمل پابندی کا حکم نامہ جاری کردیا گیا ہے۔ امیر المومنین نے اپوزیشن کے زیر قبضہ علاقوں میں بھی لوگوں سے پوست کی کاشت کا خاتمہ کرنے کو کہا ہے دوسری صورت میں امارت اسلامی ان علاقوں پر قبضے کے بعد خود اس کا خاتمہ کردے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ امارت کے ڈرگ کنٹرول کے اعلیٰ کمیشن نے گزشتہ سال ننگرہار صوبہ کے ضلع شنوار میں ۳۴ ہیروئن بنانے والی لیبارٹریوں کو ختم کیا ہے اور حال ہی میں پاکستان اور ایران سرحد کے قریب ہلمند صوبہ میں مزید ۲۵ لیبارٹریاں ختم کردی گئی ہیں۔ صحافیوں اور سفارتکاروں کو ہیروئن لیبارٹریوں کیخلاف کلین اپ آپریشن کا مظاہرہ کرنے کیلئے مدعو کیا گیا تھا اس طرح اسلامی امارت نے جلال آباد شہر' غزنی اور قندھار صوبوں میں غیر ملکی اور مقامی صحافیوں اور سفارتکاروں اور یو این ڈی سی پی کے افسران کی موجودگی میں ہزاروں کلوگرام ہیروئن اور حشیش کو نذر آتش کیا تھا۔

ان سب کے باوجود اقوام متحدہ نے ان اقدامات کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اور نہ ہی انہوں نے اسلامی امارت افغانستان کی قیادت کی طرف سے منشیات کے خاتمے کے لئے جاری کردہ احکامات پر عملدرآمد کے لئے مکمل امداد فراہم کی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ امارت اسلامی کے ساتھ پوست کی کاشت کے خاتمے میں مدد دینے کی بجائے پوست کے کاشت کے مسئلے کو امارت اسلامی افغانستان کے خلاف پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کر رہی ہے اور اسی پر مطمئن ہے۔

امارت اسلامی نے اپنے طور پر اس مسئلے کے عملی اور مکمل حل کے لئے پوست کی کاشت کے علاقوں میں کاشتکاروں کے لئے متبادل منصوبے تجویز کئے ہیں۔ لیکن یو این ڈی سی پی ابھی تک تعاون کے لئے آگے نہیں بڑھی ہے۔ تاہم افغانستان میں پوست اور منشیات کی سمگلنگ کے خلاف ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ امارات اسلامی کا فریضہ ہے۔ ہم اس فریضے کو پورا کرتے رہیں گے چاہے اقوام متحدہ یا بین الاقوامی برادری کی طرف سے کوئی مدد ملے یا نہ ملے۔ لیکن ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم معروف حلقوں کی طرف سے سیاسی محرکات پر لگائی جانے والی پابندیوں کا شکار ہیں۔ تاریخی طور پر پوست کی کاشت افغانوں کی دستکاری نہیں ہے۔ سب لوگ جنگ افیون (War Opium) سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اس کے پس پردہ مقاصد سے بھی واقف ہیں حتیٰ کہ آج بھی ہیروئن تیار کرنے کی اعلیٰ اور نفیس مشینری اور کیمیکل مغرب میں بنائے جاتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ صاف نہیں ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ افغانوں کا کردار اس میں دوسروں کی نسبت کم ہے۔ ہم نے اپنے طور پر عالمی برادری کے سامنے بارہا واضح کیا ہے کہ اگر وہ اس ممنوعہ چیز کا خاتمہ چاہتے ہیں تو انہیں امارت اسلامی کے ساتھ عملی تعاون کرنا ہوگا۔ انہیں پوست کے ساتھ سیاست کو الجھانا نہیں چاہیے اور نہ ہی دوہرا معیار اپنانا چاہیے۔ اقوام متحدہ ابھی تک بدخشاں اور دیگر علاقوں میں منشیات کی تجارت کی مذمت کر رہی ہے جو اپوزیشن کے قبضے میں ہیں وہ صرف امارت اسلامی پر الزام تراشی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے افغانستان میں پوست کی کاشت کے خاتمے میں عظیم پیش رفت کی ہے تاہم امارت اسلامی افغانستان کی منشیات کے خلاف اس کے مکمل خاتمے تک جنگ جاری رہے گی۔

<u>خواتین کی عظمت کی بحالی:</u> افغانستان میں عورتوں کی حالت زار سابقہ ظاہر شاہ' داؤد اور کیمونسٹ حکمرانوں کے دور میں اچھی نہیں تھی۔ کابل اور دیگر شہروں میں لڑکیوں کی ایک محدود تعداد سکول جاتی تھی۔ یہ تعداد افغان خواتین کا صرف ایک فیصد تھی۔ جب کیمونسٹ برسر اقتدار آئے تو صورتحال بد سے بدترین ہوگئی۔ انہوں نے وزارتوں اور دفاتر کو غیر اخلاقی مقامات میں تبدیل کر دیا اور ایسا پھیلتا ہوا انتظامی ڈھانچہ بنایا جس میں نیم تعلیم یافتہ عورتوں کو اپنی نفسانی خواہشات کی تسکین کے لئے ملازم رکھا جاتا تھا۔ یقیناً انہیں حقوق نسواں نہیں کہا جا سکتا۔

بعد کی حکومتوں کے دور میں بھی خواتین کی عظمت کے خلاف سخت اقدامات کئے گئے۔ (اس دور میں) مسلح اہلکاروں نے خواتین کو کھلے عام اغوا کیا' ریپ کیا' اور قتل کیا حتیٰ کہ کچھ عورتوں نے رشید دوستم کے محافظوں سے بچنے کے لئے مائیکروریاں بلڈنگ کمپلیکس کی چھتوں سے چھلانگ لگادی۔ معاملات سنبھالتے ہی طالبان اسلامی تحریک نے عورتوں کے خلاف ان مظالم کا خاتمہ کر دیا۔ عورتوں کو اب اپنے اغوا یا زیادتی کا کوئی خوف نہیں ہے وہ آزادانہ سفر کر سکتی ہیں۔ ہر کوئی کابل میں خواتین کی آزادانہ نقل و حرکت کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ ایک ایسے ملک کی عظیم کامیابی ہے جو جنگ کے حالات سے گزر رہا ہے۔

<u>خواتین کے وراثت کی حصول کی بحالی:</u> عزت مآب امیر المومنین نے عورتوں کو وراثت کا حق دلانے کے لئے فرمان جاری کیا

ہے۔ ماضی میں خواتین کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ والدین کی جائیداد کو خاندان کے مرد حضرات میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ امیر المومنین ملا عمر کے فرمان کے بعد اب خواتین کو وراثت میں سے اپنا جائز حصہ مل رہا ہے۔ افغانستان کی یہ ایک روایت تھی کہ اگر کسی افغان خاتون کے شوہر کی موت واقع ہو جاتی تھی تو اسے مجبور کر دیا جاتا کہ وہ مرحوم شوہر کے کسی رشتہ دار یا تعلق واسطے کے فرد کے ساتھ نئے سرے سے شادی کر لے۔ ملا عمر کے فرمان کے بعد اس رسم پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے اب وہ بغیر کسی جبر کے اپنی مرضی سے خود شادی کر سکتی ہے۔

ونی کا خاتمہ: اسی طرح افغانستان میں ایک دوسری روایت یہ بھی تھی کہ اگر کسی فرد کے ہاتھوں کسی کا قتل ہو جاتا تو جرگہ جھگڑے کے تصفیہ کے لئے قاتل خاندان کی کسی لڑکی کو مقتول خاندان میں بیاہ دیتا تھا۔ اس رسم پر بھی ملا عمر نے ایک فرمان کے ذریعہ پابندی لگا دی ہے۔ اب اس طرح کے جھگڑے کا فیصلہ شریعت کے اپنے قوانین کے مطابق کیا جاتا ہے۔

روس کے افغانستان پر قبضہ کے دوران جہاد میں افغان خواتین کا کردار بڑا بے مثال رہا ہے۔ انہوں نے مجاہدین افغانستان کی بھرپور معاونت و مدد کی۔ روایتی طور پر افغان اپنی خواتین کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی جنگ زدہ ملک میں خواتین کی تجارت واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے لیکن افغان بحران کے دوران اس طرح کے کسی ایک بھی واقعہ کا حوالہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغان اپنے خون میں ملاوٹ کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

طالبان اور خواتین کی تعلیم: طالبان حکومت نے خواتین کی تعلیم کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی ہے۔ اسلام میں تو تعلیم ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ طالبان حکومت ان احکامات کی پابند ہے تاہم مالی وسائل کی کمی اس میدان میں مشکلات پیدا کر رہی ہے۔ خواتین کی تعلیم کا آغاز کرنے سے پہلے ہمیں انہیں الگ جگہ اور نصاب بھی فراہم کرنا ہوگا جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ ہمیں بے شمار مسائل کا سامنا ہے لیکن اس کے باوجود کابل، مزار شریف اور ہرات کے میڈیکل کالجوں میں کئی ایک خواتین زیر تعلیم ہیں۔ ان میں سے پہلا گروپ اپنی تعلیم مکمل کر کے فارغ بھی ہو چکا ہے۔

اسامہ بن لادن مسئلہ کے حل کیلئے تجاویز: جہاں تک اسامہ کے معاملہ کا تعلق ہے انہیں افغانستان نے خود مدعو نہیں کیا ہے کہ افغانستان میں رہائش اختیار کریں۔ وہ طالبان کی اسلامی حکومت قائم ہونے سے قبل افغانستان میں رہتے آ رہے ہیں۔ اس وقت وہ امریکہ کی نظر میں ایک ہیرو اور مجاہد تھا۔ تاہم کمیونسٹ روس کے زوال کے بعد امریکہ نے اسے راتوں رات دہشت گرد کا نام دے دیا ہے۔ اسکے بعد امریکہ نے اسے اپنے حوالے کئے جانے کے مطالبے اور میڈیا پروپیگنڈہ کے ذریعہ ایک بہت بڑا کردار بنا دیا ہے۔

افغانستان کی حکومت نے اس مسئلہ کے حل کیلئے کئی راستے تجویز کئے ہیں مثال کے طور پر:

۱۔ اگر امریکہ اسامہ کے کینیا اور تنزانیہ کے بم دھماکوں میں ملوث ہونے کا ثبوت پیش کر دے تو طالبان اسامہ پر افغانستان کی سپریم کورٹ میں مقدمہ چلائیں گے۔

۲۔ افغانستان، سعودی عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کے علماء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔

۳۔ او آئی سی کی ایک مانیٹرنگ ٹیم تشکیل دی جائے جو اس بات کی نگرانی کرے کہ اسامہ افغانستان کی سرزمین کو کسی دوسرے ملک کے مفاد کے خلاف استعمال نہ کرے۔

یہ سب تجاویز ابھی تک برقرار ہیں۔ اس کے علاوہ طالبان کسی چوتھے یا پانچویں آپشن پر بھی تیار ہیں بشرطیکہ اسلامی قوانین اور

افغان قوم کی خودداری کا لحاظ کیا جائے۔

لیکن یہ ہر ایک کو جان لینا چاہیے کہ افغانوں پر کوئی حل مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ اگر خلوص دل کے ساتھ کوشش کی جائے تو بات چیت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہوتا ہے۔

اقوام متحدہ کی پابندیوں کے افغان عوام پر اثرات

ان پابندیوں کا یقیناً افغان عوام پر بڑا شدید اثر پڑے گا۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ ان پابندیوں کو اس طرح نافذ کیا جائے گا کہ ان کا اثر عام افراد پر نہیں بلکہ طالبان حکومت پر پڑے گا۔ یہ دعویٰ محض اپنے عوام اور بین الاقوامی برادری کو بے وقوف بنانے کی ایک چال ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پابندیوں کے اثرات ابھی سے شعبہ صحت، رسل ورسائل، سرمایہ کاری اور بینکنگ وغیرہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ عجیب تماشا ہے کہ امریکہ ایک طرف تو انسانی حقوق کی پاسداری کی بات کررہا ہے تو دوسری طرف خود اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہورہا ہے۔ ان پابندیوں کے بعد افغان کرنسی کی قیمت میں بیس فیصد تک کمی واقع ہوئی جس سے افغان عوام کو تقریباً ایک بلین کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔

صحت عامہ کا شعبہ ان پابندیوں سے بہت بری طرح متاثر ہوا ہے۔ خود اقوام متحدہ کی عام افراد پر پڑنے والے اثرات کے بارے میں جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "ادویات اور میڈیکل سپلائز کی درآمد کیلئے آریانہ ائرسروس استعمال کی جاتی تھی" کابل میں اندرا گاندھی ہسپتال کے عملہ کے مطابق کابل میں واقع ہسپتالوں میں استعمال ہونے والی ادویات اور دوسرے طبی سامان کا ۵۰ فیصد آریانہ ہوائی سروس کے ذریعہ لایا جاتا تھا لیکن اب یہ سلسلہ رک چکا ہے۔ افغانستان میں آنکھوں کی بیماری کی حفاظت کے لئے امداد فراہم کرنے والا اہم ترین ادارہ بین الاقوامی مشن کا کابل میں واقع نور آئی ہسپتال ادویات باہر کے ممالک سے آریانہ کے ذریعہ ہی منگواتا تھا پابندیوں کے بعد اب ان کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں رہا۔ دوسری ہیلتھ ایجنسیز مثال کے طور پر (Medair) آریانہ کے ذریعہ دبئی کے راستے ادویات منگواتی تھی۔

ان پابندیوں کی وجہ سے کئی مریضوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑ رہے ہیں۔ افغانستان کے (Preventive Medicine) کے شعبہ کے صدر کے مطابق ان پابندیوں سے کئی ایک مہلک وبائیں ملک میں پھیل چکی ہیں۔ خسرہ، ٹی بی اور لیکمینا جیسی بیماریوں کی تعداد کئی گنا بڑھ چکی ہے۔

پابندیوں کا افغان معیشت پر بھی بڑا شدید اثر پڑا ہے افغان تاجر کو اپنے کاروبار چلانے کیلئے اشیاء کے تیار کنندگان کے پاس آرڈر بک کروانے کے لئے لیٹرز آف کریڈٹ کھولنا پڑتے ہیں۔ ماضی میں باہر کے ممالک میں افغان بنکوں کی شاخوں میں ایل سی کھولے جاتے تھے جب وہ مجبور ہوجاتے تھے تو افغان بنک ان کی ٹرانزکشن مکمل کرتے تھے۔ اب چونکہ پابندیوں کے بعد افغان بنک دوسرے ممالک میں اپنا کام جاری نہیں رکھ سکتے اسلئے افغان تاجروں کو جو سہولت میسر ہوتی تھی وہ بھی ختم ہوگئی ہے اب وہ صرف کیش ٹرانزکشن کے ذریعہ ہی کاروبار کرسکتے ہیں۔ ایسا بھی کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا ہے کہ رقم کسی کاروباری پارٹی کو فراہم بھی کردی گئی لیکن اس کے باوجود اس نے مال فراہم نہیں کیا۔

اس مسئلہ کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں بھی بے تحاشا اضافہ ہوچکا ہے۔ افراط زر خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ کاروباری

حضرات کیلئے مال منگوانا اوراس کو مارکیٹ میں فروخت کرنا حد سے زیادہ دشوار ہو چکا ہے گزشتہ سال پابندیوں کے بعد انوسٹمنٹ فنڈز نے افغانستان میں صنعتی پراجیکٹس میں رقم لگانے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل سے ہزاروں افغانوں کو روزگار ملتا جبکہ اب صورتحال یہ ہے کہ ان پراجیکٹس میں کام کرنے والے افراد سے روزگار چھن گیا ہے۔

افغانستان معدنیات سے مالا مال ملک ہے۔ جب پابندیاں عائد کردی گئیں تو گیس اور تیل کے پراجیکٹس جن سے معیشت کو بڑا سنبھالا مل سکتا تھا وہ بھی ان پابندیوں سے بڑے متاثر ہوئے ہیں۔

اگر افغانستان کے راستے ترکمانستان اور پاکستان کے درمیان گیس پائپ لائن بچھ جاتی تو اس سے چالیس ہزار خاندانوں کو بالواسطہ اور بلاواسطہ فائدہ پہنچتا لیکن یونوکال (Unocal) نے جو (Cent) گیس کنسورشیم میں سب سے بڑا گروپ تھا امریکی دباؤ اور پابندیوں کی وجہ سے اس منصوبہ کو بھی ختم کردیا۔

یوں امریکہ اقوام متحدہ اور روس کے ذریعہ ایسے اقدامات کررہا ہے۔ جن سے افغانستان میں سرمایہ کاری کے اعتماد کو شدید دھچکا لگا ہے اور کئی کمپنیاں اپنا سرمایہ واپس بھی نکال چکی ہیں۔ اقوام متحدہ کی پابندیوں کا مقصد دراصل افغانستان کی معیشت کی بحالی کے امکان کو ختم کرنا ہے۔ یہ چیز اس بات کا ثبوت ہے کہ ادارہ چند بڑی طاقتوں کے مفادات کا نگہبان بن چکا ہے یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ یہ پابندیاں اس موقع پر عائد کی گئیں جب افغانستان اپنی تاریخ کے بدترین قحط کے بحران سے گزر رہا ہے خود اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اس قحط سے 12 ملین افراد متاثر ہوئے ہیں جبکہ دو ملین افراد بھوک کا شکار ہیں۔ یہ پابندیاں اس طاقتور ادارے کی طرف سے عائد کی گئی ہیں جو مسائل کے حل کیلئے بات چیت کا درس دیتا ہے لیکن ان پابندیوں کے نتیجہ میں افغان عوام کو سوائے بھوک، درد، بیماریوں اور دیگر گوناگوں مشکلات کے سوا اور کچھ نہیں مل سکا۔

اسلامی ممالک کی ذمہ داری

عالم اسلام کو افغانستان کی اسلامی حکومت کو تحفظ فراہم کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ افغانستان پر دہشت گردی، انسانی حقوق کی خلاف ورزی، عورتوں کے حقوق کی خلاف ورزی اور منشیات کی پیداوار وغیرہ جیسے بے بنیاد الزامات عائد کئے جارہے ہیں۔

مسلم عوام کو افغانستان میں اپنے وفود بھیجنے چاہیے جو باقی لوگوں کو اندر کی اصل صورتحال سے آگاہ کریں۔ انہیں اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ افغانستان میں سرمایہ کاری پر توجہ دیں تاکہ مقامی لوگوں کے مسائل میں کمی واقع ہو۔ اس وقت افغانستان قحط کا شکار ہے۔ مسلم دنیا کا یہ مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ افغانوں کی مدد کریں۔ پاکستان اور دوسرے ممالک پر مہاجرین کی مدد کا بوجھ مزید بڑھ گیا ہے اسی طرح اسلامی دنیا کے میڈیا کو بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور بے بنیاد مغربی پروپیگنڈے کا بھرپور جواب دینا چاہیے۔

تحریک طالبان فتح کی دہلیز پر

الحمدللہ قندھار کے ریگزاروں اور احمد شاہ ابدالی کے دیس سے جو کاروان دعوت وعزیمت امن و آشتی اور نفاذ نظام اسلام کے داعیوں کا چلا تھا' بالآخر تمام رکاوٹوں اور گھاٹیوں کو عبور کرتا ہوا مزار شریف کے دروازے پر نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ پہنچ گیا۔ ایک طویل اور تھکا دینے والے انتظار کے بعد فرح و انبساط کی وہ گھڑی آ پہنچی اور افغانستان کے شمالی علاقہ جات بھی طالبان کے زیر نگیں آ ہی گئے۔ اگرچہ اس دوران کئی نشیب وفراز درپیش آئے ہیں اور صلح و مذاکرات کی آڑ میں تحریک طالبان کے اہم رہنما اور روح رواں مولانا احسان اللہ احسان افغان وزیر خارجہ ملا محمد غوث اور شمالی علاقہ جات کے گورنر مولانا عبدالرزاق اور دارالعلوم حقانیہ کے اسی (۸۰) افغانی طلباء بھی گہری سازش کے نتیجہ میں گرفتار ہیں' لیکن یہ تمام امتحانات اور صعوبتیں راہ حق کے متوالوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

یہاں پر یہ امر قابل تعجب ہے کہ ''اسلامی انقلاب کا داعی'' اور ''علمبردار'' اور اپنے آپ کو امریکہ کا بڑا ''دشمن'' قرار دینے والا ایران بھی طالبان دشمنی میں امریکہ کا ہم زبان و ہم آواز ہے۔ فیا للعجب اور پھر اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پاکستان میں ''اسلامی نظام'' کی نفاذ کی دعویدار جماعت اس عظیم اسلامی حکومت کے قیام پر پریشاں اور چیں بجبیں ہے۔ اگرچہ اخبارات میں ''وقتی مصلحت'' اور ''بدلتے موسم'' کا ساتھ دیتے ہوئے اس کی جانب سے ''شرماتے شرماتے'' چند سطریں طالبان کی تائید میں آئی ہیں' لیکن کیا وجہ ہے؟ کہ اس جماعت کا وہ روایتی جوش و جذبہ نعرہ بازی اور ''فتوحات'' پر جشنوں کے منانے کا سلسلہ نظر نہیں آتا۔ اور دوسری طرف افغانستان میں اس ''جماعت'' کے حلیف و ہم مسلک اور ہم مشرب حزب اسلامی کیمونسٹ جنرل فوزی اور اپنے ازلی دشمن احمد شاہ مسعود اور ربانی کے ساتھ آخری دم تک اس لشکر محمدی کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لئے آپس میں ''تجدید عہد و پیمان'' کر رہے ہیں' اور اسی طرح پاکستان کے ''مشہور اخبار'' جمعیت علماء اسلام کے اکابرین کی تحریک طالبان کے ساتھ وابستگی ظاہر کرنے پر اپنے اداریوں میں سیخ پا نظر آتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم اتنا عرض کریں گے کہ آپ کی مسلم لیگ جماعت تو پچاس سال میں پاکستان میں اسلامی نظام قائم نہ کر سکی۔ اگر پاکستان کے دینی مدارس میں پڑھنے والے معصوم طلباء نے آج دنیا کی سپر طاقتوں کی مخالفت کے باوجود ایک اسلامی حکومت قائم کرلی تو اس پر یہ مروڑ کیوں؟ آخر میں ہم جنرل حمید گل صاحب اور اعجاز الحق صاحب کو یہاں دارالعلوم حقانیہ آکر طالبان کی حمایت کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور حکومت پاکستان کا طالبان کے حکومت کو تسلیم کرنے میں ''تاخیر'' بلکہ نہ ''چاہنے'' کے باوجود بھی بالآخر طالبان کی حکومت کو سب سے پہلے تسلیم کرنے پر ہم اس اقدام کو سراہتے ہیں' اور اس کے ساتھ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کی جانب سے طالبان حکومت کو تسلیم کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ باقی عالم اسلام کو بھی اس کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(راشد الحق سمیع۔ نقش آغاز جون ۱۹۹۷ء)

طالبان کی اہم کامیابی فتح صوبہ فاریاب

الحمدللہ خداوند تعالیٰ کی نصرت و امداد اور تحریک طالبان کے جواں حوصلوں کی بدولت صوبہ فاریاب بھی اسلامی حکومت کے زیر نگیں آ گیا اور اب وہاں پر بھی شریعت کی بہاریں روح و جاں کو معطر کریں گی۔ یہ صوبہ پہلی مرتبہ طالبان کے قبضہ میں آیا ہے۔ یہ علاقہ مخالفین کا ایک بڑا بیس کیمپ تھا اور پھر پڑوسی ملک ایران کا بھی یہاں پر کافی عمل دخل تھا' جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قبضہ کے دوران بھاری تعداد میں ایرانی ساخت کا اسلحہ طالبان کے ہاتھ لگا ہے۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ایران مخالفین کی ہر طرح سے مدد کر رہا ہے۔ ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب باقی دو تین صوبوں پر بھی اسلامی پرچم لہرائے گا (راشد الحق سمیع ۔ الحق اگست 1998)

فتح طالبان دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تشکر
مولانا سمیع الحق، جنرل حمید گل اور اعجاز الحق کی تقاریر

مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۹۷ء کو دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث (ایوان شریعت) میں فتح افغانستان کے حوالے سے فوری طور پر بغیر کسی تیاری کے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ''یوم تشکر'' کے طور پر ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ جس میں افغان جہاد کے ہیرو جناب (ر) جنرل حمید گل صاحب، پاکستان مسلم لیگ کے نائب صدر جناب اعجاز الحق صاحب (ایم این اے) اور حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نے خطاب کیا۔ روداد تقریب نذر قارئین ہے۔

مولانا سمیع الحق

بعد الحمد والصلوٰۃ، میرے انتہائی واجب الاحترام معزز مہمانان گرامی مجاہد افغانستان جنرل حمید گل صاحب اور شہید افغانستان شہید اسلام جنرل ضیاء الحق کے فرزند رشید جناب اعجاز الحق صاحب، جناب عرفان صدیقی اور میرے معزز صحافی ساتھیو، اساتذہ کرام اور عزیز طالب علم بھائیو! یہ کوئی باضابطہ پروگرام نہیں تھا، اچانک اس مجلس کا انعقاد ہوا ہے کل ظہر کے بعد جو انعام اللہ نے فرمایا وہ افغانستان کا ایک اہم اور حساس علاقہ شمالی افغانستان کا مرکز مزار شریف اور دیگر علاقے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوئے اور سارے جہاد کے دوران جو انتہائی شرمناک ترین کردار کیمونسٹوں کا پروردہ رشید دوستم تھا جس کا نام تاریخ میں شرم سے لکھا جائے گا۔ جنرل رشید دوستم کو اللہ نے خائب وخاسر کرکے ملک سے نکال دیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ۱۴، ۱۵ سال سے جو طویل جہاد اور جدوجہد شروع ہے۔ کل اس کا انتہائی عظیم الشان حسن خاتمہ ہوا۔

دشمنوں کی ناکامی افغانستان تقسیم سے بچ گیا

کیمونسٹوں کے عزائم خاک میں مل گئے اور جو جہاد اب تک انتہائی خطرات میں تھا اس ساری جنگ اور تحریک طالبان کو بھی لوگ خدشات کی نظر سے دیکھ رہے تھے کہ پتہ نہیں اس کا کیا انجام ہوگا اور خیال تھا کہ شاید یہ دشمنوں کی سازش ہے کہ افغانستان علاقائی یا لسانی بنیادوں پر تقسیم ہو جائے ہمیں بھی آخر تک خطرہ تھا کہ یا اللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن ہمارے اندر اختلافات پیدا کرے اور کہیں فارسی پشتو کے مسئلے نہ اٹھائیں، تاجکستان اور یہ علاقے فارسی گو ہیں۔ یہ سارے خطرات آخر تک تھے کچھ لوگوں نے اسے اچھالا بھی کہ طالبان تنظیم صرف پٹھانوں کی نمائندہ ہے۔ طالبان چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ بھائی! ہمارا کسی گروہ سے کسی لسانی علاقے سے تعلق نہیں ہے مگر ہمیں تو پتہ تھا کہ طالبان کی تحریک میں بھی پشتو بولنے والوں سے زیادہ ازبک زبان تاجک زبان فارسی بولنے والے تھے، لیکن دشمن چاہتا تھا کہ افغانستان تقسیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کل کی فتح کے بعد وہ سارے منصوبے، ساری سازشیں اور سارے عزائم بھی ناکام کر دیئے۔ الحمد للہ! اب افغانستان ایک مٹھی ہے اور جسد واحد بن کر اسلام کے لئے مضبوط قلعہ انشاء اللہ ثابت ہوگا۔ یہ اتنی بڑی خوشی کا موقع ہے کہ آج پورے عالم اسلام کو جشن منانا چاہیے تھا کہ اس عظیم الشان جہاد کو جو تباہی کے دھانے پر پہنچ گیا تھا، اس کو اللہ نے پھر بچا دیا۔ اس کے نتائج اللہ تعالیٰ نے پھر ظاہر کر دیئے، پورے عالم اسلام کو یوم تشکر منانا چاہیے تھا، یہ حقیقت میں روس کا سقوط ہے اور وہ سازشوں کی وجہ سے خطرات میں تھا، اللہ نے کل اس کو تکمیل تک پہنچا دیا۔

یہ فتح تمام مجاہدین گروہوں جہاد کی فتح ہے

آج طالبان کی یہ فتح مجاہدین کی جتنے بھی گروہ تھے ان سب کی فتح ہے، جن لیڈروں نے چودہ پندرہ سال جدو جہد کی تھی اور بدقسمتی سے آپس کے اختلافات کی وجہ سے فسادات میں لگ گئے آج میں ان کو بھی کہتا ہوں کہ انہیں سوچنا ہے کہ ان طالبان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان سب کی وہ تمام اور عظیم قربانیاں بچالیں۔ یہ ربانی حکمت یار یا مجددی گیلانی اور مسعود احمد شاہ اور محمد نبی محمدی مولانا یونس خالص استاد سیاف اور جلال الدین حقانی گویا سب کے خوش ہونے کا موقع ہے، کہ جو کام ان سے نہیں ہوسکا، اللہ نے ان کے بچوں سے جو مدرسوں کے طالب علم تھے جنہیں طالبان کہا جاتا ہے۔ یورپ اور دیگر ممالک کے اکثر صحافی ہمارے ہاں آتے رہتے ہیں، گزشتہ پانچ مہینوں سے دارالعلوم حقانیہ میں انہوں نے کئی انٹرویو ریکارڈ کئے اور دارالعلوم کی ایک ایک اینٹ کی فلم ان لوگوں نے بنائی ہے،

مغرب نے طالبان کو خلائی یا جنگلی مخلوق اور گالی بنادیا

ان لوگوں نے تو یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ طالبان کوئی غیر انسانی مخلوق ہیں، کوئی جنگلی گروہ ہے، خود مجھ سے بہت سے یورپی صحافیوں نے پوچھا کہ ان کے ماں باپ بھی ہوتے ہیں، ان کی فیملی اور خاندان بھی ہوتا ہے، ان کا تو نام بھی عبدالرحمٰن وغیرہ ہے انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا کہ اچھا ان کا نام بھی ہوتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں تو یورپ میں مشہور ہے کہ یہ جنگل سے آجاتے ہیں حملہ کرتے ہیں، نہ ان کا گھر ہوتا ہے نہ ان کی فیملی ہوتی ہے اور یہاں جو عبداللہ اور عبدالرحمٰن جو انہوں نے سنا تو حیرت میں رہ گئے کہ ان کا نام بھی ہے۔ ظالموں نے کتنا غلیظ پروپیگنڈہ کیا ہے کہ طالبان کے لفظ کو گالی بنادیا ہے میں نے کہا ظالمو یہ سٹوڈنٹ ہیں، ہم پشتو میں جمع کے لئے طالبان کہتے ہیں جیسے ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علم ہے۔ دارالعلوموں کے طلباء اور سٹوڈنٹ ہیں اور جب ملک بالکل کسی تباہی کے دہانے پر پہنچتا ہے تو نوجوان اٹھتے ہیں، انقلاب فرانس ہوا جو بھی ہو بڑے انقلاب آئے ان کو اللہ تعالیٰ نے سٹوڈنٹ کے ذریعے بنایا ہے، تو جب یہ پیمانہ لبریز ہوگیا مصالحت کی ہر طرح کوشش تباہی کا ذریعہ بن گئی، نہ اللہ کو دیکھا، نہ رسول اللہؐ کو دیکھا، امام کعبہ کو ہم افغانستان بار بار لے گئے یہ لوگ مہینوں وہاں کیمپوں میں رہے۔ جنرل حمید گل صاحب، جنرل ضیاء الحق مرحوم کے صاحبزادے علماء اور ہم سب نے کوششیں کیں کہ خدا کے لئے اکٹھے ہو جاؤ، جہاد کو تباہی سے بچاؤ،

جہاد بچانا طالبان کا فرض تھا

طالبان نے کہا ہم اپنی تعلیم مکمل کریں گے تم اکٹھے ہو کر حکومت سنبھالو، طالبان آسمان سے نہیں آئے جہادی تنظیموں کے اکثر لیڈروں نے جہاد نہیں کیا تھا وہ تو کمانڈ کر رہے تھے، جہاد میں یہی بچے تھے، مدرسوں میں چودہ سال پڑھتے بھی تھے اور جہاد بھی کرتے تھے، لوگ شور مچاتے ہیں کہ یہ ٹینک کیسے چلاتے ہیں، ارے ظالمو! چودہ سال میں انہوں نے سب کچھ سیکھا ہے، تین مہینے جہاد میں تین مہینے مدرسوں میں علم حاصل کرنے آتے تھے، اصحاب صفہ کی طرح تعلیم بھی حاصل کرے اور جہاد کے لئے بھی جایا کرتے تھے اور یہ طالبان کا فرض تھا کہ جہاد کو بچالیں، جہاد ان کے بغیر نہیں بچ سکتا تھا، ان کو لالچ نہیں تھی ان کو ہوس نہیں تھا، ان کی کوئی پلاننگ نہیں تھی کرسی تک پہنچنے کی، یہ سہولت پسند اور عیاش نہیں تھے۔ جب پیمانہ صبر لبریز ہوگیا تو اٹھ کھڑے ہوئے ظالم کے خلاف اور اللہ تعالیٰ نے افغانستان کو اور جہاد کو بچالیا، پورا عالم ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے، ایک قیامت ہے طالبان کے خلاف کہ یہ وحشی ہیں، غیر مہذب ہیں اور عورتوں کو مارتے ہیں، داڑھیاں نوچتے ہیں، یہ سارا پروپیگنڈہ اور طوفان اب ختم ہوا، انشاء اللہ یہ دنیا ڈنڈے کی ہے ڈنڈے کے زور سے اقوام متحدہ اور امریکہ بھی خود پینترے بدلے گا،

دو دن قبل خطبہ جمعہ میں حکومت کو وارننگ

میں نے جمعہ کے دن تقریر میں کہا تھا آپ لوگوں کو یاد ہوگا اور پاکستان کو میں نے وارننگ دی تھی کہ منافقت اور کمینگی سے باز آجاؤ یہ وسیع البنیاد حکومت کا گانا چھوڑ دو، امریکہ کو خوش کرنے کیلئے اور میں نے کہا کہ اگر پاکستان اسے تسلیم نہیں کرتا ان طالبان کو، خدا کی قسم میں نے کہا تھا کہ دو دن بعد ذلیل ہو کر پاکستان کو اسے تسلیم کرنا ہوگا کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا؟ اور اللہ تعالیٰ نے دو دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ مزار شریف فتح ہو گیا۔ آج چاہے یا نہ چاہے پاکستان اپنی دم ہلائے گا وہ بدقسمت ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو اتنا بڑا انعام عطا فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت دی، فوج دی، ایک دفاعی لائن دے دی، ایک فولادی طاقت دے دی کہ بھارت کے مقابلہ میں اب پاکستان اکیلا نہیں ہے اور تمام وسط ایشیاء کی تجارت آج افغانستان کے ہاتھ میں طالبان کی وجہ سے ہے۔ تمام وسائل، پائپ لائن اور گیس سب ان کے ذریعے پاکستان کو فائدہ پہنچے گا۔ ہمارے حکمرانوں کو شرم کرنی چاہیے کہ پانچ رکنی ممالک میں آپ نے تو بھگوڑوں کو بٹھا دیا، پاکستان نے آواز نہیں اٹھائی کہ افغانستان سے طالبان کو بلاؤ۔ تم محتاج تو ان کے ہو، راستے ان سے مانگتے ہو، گیس انہیں سے مانگو گے اور طالبان کو شریک کرنے کیلئے تجویز نہیں دے سکتے ہو، بہر حال یہ ایک داستانِ غم ہے، ہمارے جنرل حمید گل جو یہاں موجود ہیں جہاد افغانستان کا ایک مؤثر کردار ہیں،

ایک سپر اسلامی بلاک ضیاء الحق شہید کا منصوبہ

یہ پلاننگ اور منصوبے یہ اسلحہ اور جہاد یہ ساری کوششیں ضیاء الحق شہید کی فیضان تھیں اور منصوبہ صرف یہ نہیں تھا کہ افغانستان سے روس کو بھگا ئیں، ان کا منصوبہ بڑا عظیم تھا اگر موقع ملتا تو تاریخ کا رخ بدل جاتا، وسطِ ایشیا کی تمام ریاستوں پر اسلام کا پرچم لہرانا تھا، وہ سات ریاستیں تاجکستان، ازبکستان، ایران، افغانستان اور ترکی وغیرہ کی یہ نو دس ریاستوں کا بہت بڑا سپر پاور بننا تھا اور ساری پلاننگ ضیاء الحق شہید صاحب اور ان کے دو تین ساتھیوں کی تھی۔ یہ افغانستان کے محسن ہیں بلکہ پوری امت کے محسن ہیں، الحمد للہ جناب حمید گل صاحب برحق انسان ہیں، جب ان کو پتہ چلا کہ یہ حق پر ہیں کہ یہ امریکہ اور یہودیوں کے ایجنٹ نہیں ہیں، اپنی رائے بدل دی، فوراً طالبان کے حق میں اٹھ کھڑے ہو گئے، آج اگر ضیاء الحق شہید زندہ ہوتے تو ان کی خوشی کی انتہاء نہ رہتی۔ آج ان کی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ کی روحیں کتنی خوش ہوں گی۔

محترم بزرگو! پورا عالم منافقین کے شکنجے میں ہے، امریکہ کے پٹھوں کے ہاتھ میں ہے ایک فیصلہ کن جہاد شروع ہو چکا ہے، عالم اسلام میں ایک طرف امریکہ ہے، دوسری طرف دین کو چاہنے والی مرمٹنے والی قوتیں ہیں اور درمیان میں حکمرانوں کے ٹولے، سیاستدانوں کے ٹولے ہیں جو پاکستان اور الجزائر، مصر اور شام ان تمام ملکوں میں یہ جنگ شروع ہے، کفر اور اسلام کی جنگ اس کے لئے آپ لوگوں نے تیاری کرنی ہے، فارغ نہیں بیٹھنا ہے، انشاء اللہ آپ مقدمۃ الجیش ثابت ہوں گے، آپ نے نمونہ قائم کر دیا ہے، اسلامی قوتوں کو ایک حوصلہ ملا ہے، ایک ولولہ ملا ہے۔

الیکشن آور میں طالبان کے حق میں اعلان

مجھ پر ٹی وی والوں نے اعتراض کیا الیکشن آور میں کہ آپ طالبان کا ساتھ دے رہے ہیں، میں نے کہا میں یہ الزام سر آنکھوں پر لیتا ہوں یہ تو میرا سب سے بڑا افتخار ہے یہ میرے بچے ہیں، میری تمنا ہے کہ پاکستان میں بھی ان منافقوں سے ان خبیث حکمرانوں سے اور سیاستدانوں سے ہمیں چھٹکارا ملے۔ پاکستان میں بھی یہاں کے طالبان اٹھیں، سوڈان اور شام میں شام کے طالبان اٹھیں، میری اس

بات کو لوگوں نے دل کی بات سمجھا اور پورے ملک میں دوسرے دن طالبان نجات پاکستان طالبان کی آوازیں گونج اٹھیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی طالبان جیسی پاکیزہ اور منظم تحریک اٹھادے تاکہ پاکستان کے عوام پر بھی اسلامی نظام کے ثمرات مرتب ہوں۔ (آمین)

دارالعلوم حقانیہ جہاد کی اولین اور سب سے بڑی اکیڈمی ہے

جنرل حمید گل:

معزز مہمانانِ گرامی، اساتذہ کرام، مجاہد اور میرے محترم طالب علم بھائیو!

کل جو تاریخ گزر گئی۔ ۲۴ مئی ۱۹۹۷ء وہ ایک نشان اور ایک ایسی تاریخ چھوڑ گئی، جو صدیوں تک ملتِ اسلامیہ کے لئے باعث فخر ہوگی۔ کل کے دن طالبان بغیر کسی مزاحمت کے مزار شریف میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ، اللہ کی شان ہے کہ طالبان نے بے سروسامانی کے عالم میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس پر تمام عالمِ اسلام ناز کرے گا۔

طالبان جو معصوم ہیں، ان کے پاس ہتھیار نہیں تھے صرف ایک جذبہ تھا۔ ۱۵ آدمیوں کا جو قافلہ چلا تھا وہ آج ایک عظیم کارواں بن چکا ہے۔ یہ قافلہ اس عزم کے ساتھ چلا تھا کہ اس مقدس سرزمین سے فسق و فجور اور الحاد کا جو طوفان اٹھا ہے اس کو ختم کر کے دم لیں گے۔ آج وہ اس میں کامیاب ہو گئے۔

افغانستان کی تاریخ میں طالبان کا کیا کردار ہوگا؟

طالبان اور میرے خدشات جو غلط ثابت ہوئے

اس میں شبہ نہیں کہ میں طالبان کے بارے میں خدشات کا شکار رہا، میں تسلیم کرتا ہوں اس کے دو وجوہات تھے، کیونکہ میں طویل عرصے سے جو مجاہدین گروپ وہاں کے جہاد میں روس کے خلاف نبرد آزما تھے ان کے ساتھ میرے ذاتی تعلقات تھے، ان کے ساتھ ایک محبت کا احترام، اُنس کا رشتہ تھا۔ دوسری بات یہ کہ میں سمجھتا تھا کہ طالبان ناسمجھ ہیں اور ان کے پاس طاقت کی کمی بھی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ طالبان بیرونی سازش اور ریشہ دوانیوں کا شکار نہ ہو جائیں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جہاد کے جذبے کو کچل دینا، جہاد کو بدنام کرنا، افغانستان کو تقسیم کرنا اور اسلام کی ابھرتی ہوئی قوتوں کو دبا دینا اس وقت پوری دنیا کے سامنے بھی ایک ہدف رہ گیا ہے۔ روس کی شکست کھانے کے بعد وہاں ایک واحد ہدف ان کے پاس جو رہ گیا ہے جس سے وہ بہت خائف ہیں اور خوفزدہ ہیں، اسلام کو اور مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے کہ کسی بھی طریقے سے جذبۂ جہاد کو بدنام کرلیا جائے۔ کیونکہ خدشہ یہ تھا کہ کہیں یہ معصوم اور سادہ لوح طالب علم کسی بیرونی سازش کا شکار نہ ہو جائیں، اور اب مجھے دو سال ہوئے افغانستان نہیں گیا، اس دوران میں نے جہاں غور سے تجزیہ کیا اور غور سے سٹڈی کی کہ طالبان کی ہیئت اور حیثیت کیا ہے؟ میں اعتراف کرتا ہوں آپ کے سامنے کہ جو میرا ''او جنگل نقطۂ نظر'' تھا اب مجھ پر حقیقتِ حال واضح ہو چکی ہے، میں اپنے سابقہ رویے پر معافی کا خواستگار ہوں

دورِ صحابہ کرامؓ کی فہم و فراست کی جھلک

میں نے دیکھ لیا کہ طالبان ایک باشعور اور تجربہ کار اور منظم قوم ہے اور دین سے مخلص ہیں اور ان میں دورِ صحابہؓ کی جھلک دیکھ رہا ہوں۔ اب طالبان الحمد للہ مخلص، دیانتدار اور شریعت کے احکام اور مسائل پر عمل کرنے والے اسلام سے محبت کرنے والے اور صحیح مجاہدین ہیں۔ جہاں اللہ نے اب انہیں بڑی کامیابی سے ہمکنار کیا، یہ خداوند تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ انہوں نے بڑی طاقتوں کو ختم

کروایا، بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ فرعون کو، نمرود کو، روس اور برطانیہ کو اور انشاء اللہ امریکہ کو بھی چھوٹی طاقتوں سے مروایا جائے گا۔ چھوٹے چھوٹے طالبان نے بے سروسامانی کے عالم میں تین سال کے اندر پورے افغانستان کو فتح کرلیا۔ تمام جھگڑے ختم کئے اور اسلام کا پرچم سربلند کیا۔ آج ہمیں فخر ہے کہ ان طلباء اور مجاہدوں اور افغان قوم نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا، ہم احترام کرتے ہیں ان درسگاہوں کا جس میں ان طلباء نے تعلیم حاصل کی۔

حقانیہ جہاد کی افضل ترین اکیڈمی اور مولانا سمیع الحق کو مبارکباد

ہم احترام کرتے ہیں جہاد کی سب سے اولین اکیڈمی دار العلوم حقانیہ کا جو جہاد کی افضل ترین اکیڈمی ہے کہ اس نے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ میں مشکور رہوں، طالبان کا کہ انہوں نے افغانستان کے شہداء کی روحوں کو تسکین پہنچایا، اور وہ خواب جو میں نے دیکھا تھا جو جنرل ضیاء الحق نے دیکھا تھا جو جنرل اختر عبدالرحمٰن نے دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ نے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے، یہ آپ کے ساتھی اور آپ کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہی کے مجاہدین بھائی ہیں۔

آپ کو ایک نیا افغانستان، ایک نیا اسلامی افغانستان، ایک نیا پاکیزہ افغانستان اور ایک آزاد افغانستان مبارک ہو، مولانا سمیع الحق صاحب آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے مدرسہ میں پڑھنے والے افغانستان میں اسلام کا پرچم لہرا رہے ہیں اور تمام اساتذہ کرام کو بھی مبارک ہو اور جہاں جہاں سے یہ پڑھے ہیں میں ہر ایک کا نام نہیں لینا چاہتا، وقت کم ہے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم سب ان طلباء کے ممنون ہیں، ملت اسلامیہ ان کی ممنون ہے، انہوں نے تھوڑے عرصے میں وہ کر کے دکھایا جو پاکستان کے اندر ہم پچاس سال میں نہیں کرسکے۔ پاکستان شریعت کے نفاذ کے لئے بنا تھا، اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے لئے بنا تھا لیکن آج تک ہم اس سے محروم ہیں ہمیں ایک نیا جذبہ میسر آئے گا۔

طالبان نے اسلامی انقلاب کا راستہ کھولا

انشاء اللہ افغانستان کی طالبان کی فتح سے، ان کی کامیابی سے ہم بھی یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ باتیں بڑی واضح ہیں کہ اسلامی ممالک کی جو مشکلات ہیں ان کا حل دراصل اسلامی شریعت کا نفاذ ہے۔ قرآن وسنت کی بالادستی قبول کرنے میں، جب یہ راستہ (اسلامی انقلاب) پکڑلیں گے تو آپ کے تمام مسائل حل ہوں گے اور دوسری اہم بات جو اس تجربہ سے نظر آتی ہے وہ یہ کہ جب جوانوں میں ایک نئی عقابی روح بیدار ہوجاتی ہے تو پھر اس کے سامنے ہر چیز ملیامیٹ ہوجاتی ہے۔ علامہ اقبال نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ............

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

طالبان نے اس شعر کو عملی شکل میں پیش کیا، ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے نوجوان اور طالبان اس نئے تجربے سے ایک نیا جذبہ اور ولولہ حاصل کریں گے اور پاکستان کو وہ منزل دکھائیں جس کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے طالبان نے تاریخ میں اپنا ایک نیا باب کھولا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم تمام ملتِ اسلامیہ بالخصوص پاکستان اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس روشنی سے دروازے پر پہنچیں گے جو نیا دروازہ افغانستان میں ہمارے لئے کھلا ہے۔ انشاء اللہ اللہ اس میں برکت دے گا اور عنقریب بہت بڑی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے جیسا کہ میں نے کہا تاریخ ایک نیا رخ پکڑ رہی ہے، ایک نئی کروٹ لے رہی ہے اور یہ کروٹ جو ہے یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی علامت ہے۔ ہماری دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کوششوں میں اور آپ کو اپنی کوششوں میں

کامیاب فرمائے۔

فتح ایک عظیم امتحان، اسوہ ریاست مدینہ رہے

دیکھیں جو یہ کہتے ہیں کہ اتنی بڑی فتح نصیب ہوئی ایک بہت بڑا امتحان آپڑا ہے' طالبان حکومت کی انتظامیہ کے اوپر ان کی قیادت کے اوپر اب جو امتحانات ہیں یہ اس امتحان سے بھی زیادہ بڑا ہے، جواب ان کو درپیش ہے، یہ وہ امتحان ہے کہ پوری امت کو سمیٹ لیں ان کو اتحاد کی طرف لے جائیں اور ان کو ایک نظم میں پرو دینا اور بالکل ایسے بنادینا جیسے رسول اللہ ﷺ کے وقت ریاست مدینہ تھی۔ یہ طالبان اور ملت کی بکھرے ہوئے لوگوں کو سمیٹنا ہوگا بالخصوص ان قوتوں کو جنہوں نے جہاد میں حصہ لیا، انہوں نے برائی کی، انہوں نے اسلام اور دین کا راستہ چھوڑ دیا، شریعت چھوڑ کر اپنے آپ کو اقتدار کی کشمکش میں ڈال دیا، جس کے نتیجے میں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ذلیل وخوار ہوئے ہیں، ہمیں بھی رسوا کیا جہاد کے نام کو بھی رسوا کیا، لیکن وہ وقت گزر گیا ہے،

رسوا ہونے والے جہادی لیڈروں سے صلح حدیبیہ جیسا معاملہ

اب وقت ہے صلح حدیبیہ کا کہ میں توقع رکھتا ہوں جو اسلام اور دین کے نام لیوا ہیں، وہ صلح حدیبیہ کے اوپر بھی نظر رکھیں، اور جو لوگ بعد میں اپنے کئے پر شرمندہ ہیں ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے پھر ان کو اٹھا کر گلے لگانا ہمارا فرض ہے، یہ نہیں کہ ہم انہیں نکال دیں وہ ہماری ملت کا حصہ اور ہمارا خون ہیں، ہماری جماعت کے ساتھ رہے ہیں، لہٰذا ہم کوشش کریں گے اور ان پر یہ باور کرایا جائے گا یہ حقیقت آشکارا کرائی جائے گی، کہ دیکھیں جہاں طالبان کی مرکزی حکومت قائم ہو چکی ہے امیر المومنین کا سکہ قائم ہو چکا ہے۔ اور قوم نے اس کی تائید کردی اب یہ بات جائز نہیں کہ اس کی مخالفت کی جائے۔ یہ غیر اسلامی اور غیر اخلاقی بات ہوگی۔ اور یہ جہاد کی روح کے خلاف بھی ہے۔ چنانچہ میں یہ کوشش کروں گا میرے ساتھی اور بھی ہیں وہ بھی یہ جذبہ رکھتے ہیں، ہم انشاءاللہ اپنی بھرپور کوشش کریں گے کہ ہم ان کو بھی باور کرائیں کہ آپ حقیقت کو تسلیم کریں، لیکن دوسری طرف طالبان اور آپ لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے کہ اب صلح حدیبیہ کا وقت آگیا ہے اور صلح حدیبیہ تو کفار کے ساتھ ہوئی تھی۔ اب الحمدللہ دوستم کا جو گند تھا وہ چلا گیا، وہ گند اب نکل گیا، اب باقی جو بچا ہے اس کو آپ سمیٹ لیں اور ان کو قریب لا کے ان کے ساتھ ایسا معاملہ کریں کہ وہ تاریخ اور افغانستان کی تعمیر نو میں شریک ہو جائیں۔ افغانستان میں انہوں نے بھی بہت قربانیاں دی ہیں، افغانستان کے اوپر بہت ظلم ہوا ہے، لیکن افغانی قوم کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے، انہوں نے تمام سازشوں کو ناکام بنادیا۔

دنیا میں واحد مکمل طور پر آزاد قوم اور ملک

مجھے کوئی یہ بتائے کہ دنیا میں ایسی بھی کوئی قوم اور ملک ہوگا جو پوری طرح آزاد ہو یا اس پر قرض نہ ہو، یا کسی کے احسان مند نہ ہو، یہ ایسی واحد قوم ہے جو مکمل طور سے آزاد ہے جو کسی کی احسان مند نہیں، اگر پاکستان کی احسان مندی کا اظہار کرتی ہے تو بڑی اچھی بات ہے لیکن یقین کریں۔ یہ ہمارا فرض تھا اور ہم نے یہ فرض پورے طریقے سے نہیں نبھایا ہمیں اس بات پر دکھ ہے کہ اس سے زیادہ خدمت کرنی چاہیے تھی اپنے افغان بھائیوں کی، میں جہاد میں شریک رہا مجھے فخر ہے کہ میرے دو بچے بھی اس جہاد میں شامل رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی اچھی بات ہوتی اگر اس میں میرا ایک بچہ شہید ہو جاتا یا میں جہادِ افغانستان میں شہید ہو جاتا تو مجھے فخر ہوتا۔ آج اعجاز الحق بیٹھے ہوئے ہیں، اس حقیقت کو جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں، آپ بھی جانتے ہیں کہ شہد ضیاء الحق افغانستان کی وجہ سے شہید کئے گئے اور اس لئے مجاہدین نے ان کو "شہیدِ افغانستان" کا لقب دیا۔ ہم نے حکومتوں سے ٹکراؤ لیا۔ یہاں پر اس کے ساتھ جھگڑے کئے، انہیں کہا

کہ آپ اپنی پالیسی امریکہ کے زیر اثر بنا رہے ہیں یہ غلط ہے۔

حکومت کو وارننگ امریکی آبروئے چشم کو نہ دیکھے

آج بھی ہم حکومت کو برملا کہہ رہے ہیں اور اس کو وارننگ دیتے ہیں اور آپ سب لوگوں کی موجودگی میں کہ خدا کے لئے امریکہ کے آبروئے چشم کا انتظار مت کرو، افغانستان کی ۲۶۰ سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ جو کابل کے اندر موجود ہے اسے تسلیم نہیں کیا گیا، کیوں نہیں کیا گیا یہ سراسر ظلم اور ناجائز ہے، اب کسی کی انتظار نہ کرو اور نہ امریکہ کی طرف دیکھو، طالبان نے صرف اللہ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا وہ اللہ کے ساتھ کھڑے ہوئے تو اللہ ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے، تم کس امریکہ سے ڈرتے ہو، تمہیں کیسی کلنٹن کی ضرورت ہے، جب اللہ تمہارے ساتھ ہو، جب افغانستان کے طالبان تمہارے ساتھ ہوں، تمہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں، اب بغیر کسی تاخیر کے پوری طور پر طالبان کی حکومت تسلیم کرلو، اور بھول جاؤ باقی سب کو اور دیکھو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور برکتیں تمہارے اوپر کیسے نازل ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کے عقیدے کمزور ہیں، کوشش کریں گے کہ ان کو قوت ایمانی دلائی جائی، قوت ایمانی کے ساتھ ان کے ساتھ بات کی جائے اور اگر وہ نہیں مانیں گے تو پھر ہمارے پاس اور بھی کھلے راستے ہیں، ہم بھی خون بہانا جانتے ہیں، خون دینا اور خون لینا بھی جانتے ہیں۔

حکومت جہادی تحریک کو کچلنے سے باز رہے

اگر آپ (حکومت) بیرونی سازشوں اور تخریب کاروں کا ساتھ دیں گے تو ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے، اگر آپ کو جہادی تحریک کو کچلنے کے لئے آنا ہے اور امریکہ کے اشارے پر جہاد کو بدنام کرنا ہے تو پھر ہمیں آپ کی ضرورت نہیں اور اگر آپ نے اپنی کرسی کا صحیح استعمال نہ کیا اور وہ راستہ نہیں اپنایا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ ہے اور جس راستے کے لئے پاکستان بنایا گیا تو پھر ہمارے اور آپ کے راستے الگ الگ ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے اور طالبان کی قربانیوں سے، ان کے اخلاق، ان کے جذبے سے جو آپ (علماء) لوگوں نے ان کو فراہم کئے ان کی وجہ سے وہ مقام آگیا ہے کہ پاکستان مضبوط انداز میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہے کہ ہم تمہاری کسی بھی پالیسی کو قبول نہیں کرتے جو ہمارے رسول اللہ کے دکھائے ہوئے راستے پر منطبق نہ ہو، اور معزز حاضرین جب اللہ ہمیں کوئی کامیابی عطا فرماتے ہیں تو ہم ان کے سامنے بطور شکرانہ کے جھکتے ہیں، ہم اور زیادہ انکساری اور زیادہ محبت کا ثبوت دیتے ہیں اور زیادہ اتحاد کی طرف مائل ہوتے ہیں، تو آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصلیت اور اپنے مقام کو پہچانیں.........۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

عالمی تاریخ طالبان کے بغیر نامکمل رہے گی

یاد رکھو! دنیا میں جب بھی تاریخ لکھی جائے گی، صرف افغانستان کی تاریخ نہیں، عالمی تاریخ، طالبان کے بغیر نامکمل رہے گی۔ طالبان نے جو عظیم قربانیاں دی ہیں، اس نے تاریخ کا دھارا بدل دیا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ میں خود تاریخ کا ایک طالب ہوں، قوموں کی تاریخ، عروج و زوال پر گہری نظر رکھتا ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ مشرق سے نیا سورج طلوع ہو رہا ہے تھوڑے عرصہ میں اسکی ضیاء بار کرنیں مشرق و مغرب کو منور کریں گی۔ آئندہ کی تاریخ طالبان کے بغیر نامکمل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

جہادی لیڈروں کو چاہیے تھا کہ طالبان کی آواز کے ساتھ آواز اور قدم کے ساتھ قدم ملا دیتے

جناب اعجاز الحق :

جناب مولانا سمیع الحق صاحب، جناب جنرل حمید گل صاحب، میرے عزیز بھائیو! سب سے پہلے تو میں مولانا سمیع الحق صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آج کا دن طالبان کی کامیابی کا دن ہے، یہ صرف افغانستان میں طالبان کی کامیابی کا دن نہیں بلکہ یہ عالم اسلام کے لئے کامیابی کا دن ہے اور آج صبح مولانا صاحب نے فون کر کے اکوڑہ خٹک آنے کی دعوت دی اور کل جیسا کہ میں نے بتایا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ افغانستان کے وزیر خارجہ گورنر اسٹیٹ بینک اور پاکستان میں سفیر اور دیگر ارکان سے میری بہت تفصیلی ملاقات ہوئی اور میں نے کہا کہ ہماری کامیابی پاکستان کی کامیابی ہے اور مجھ سے میرے تأثرات پوچھے۔

ضیاء الحق کا تاریخی کردار اور اثرات

میں نے انہیں کہا کہ ۱۹۸۸ء کے بعد جب جنرل ضیاء الحق شہید ہوئے جو کہ نہ صرف عالم اسلام کے سپاہی تھے بلکہ میرے والد بھی تھے، میں نے ان کو کہا کہ والدین کی جدائی کا غم جو ہے وہ بہت مشکل ہے، اس کو دل سے دور کرنا سخت کام ہے لیکن میں نے کہا کہ جب میں اپنے افغان بھائیوں سے ملتا ہوں تو خدا کی قسم میرا دل یہ کہتا ہے کہ ضیاء الحق آج بھی زندہ ہے اور مجھے انہوں نے نہ صرف وہاں آنے کی دعوت دی بلکہ یہ بھی کہا کہ شہید ضیاء الحق کا جو کردار تھا انہوں نے اپنی پوری زندگی اور جوانی کو راہِ جہاد میں صرف کر دی، انہوں نے نہ صرف افغانستان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے بلکہ مشرقی یورپ کو بھی آزاد کرادیا اور اسی جہاد کے نتیجے میں دیوار برلن گرادی گئی۔ بوسنیا اور چیچنیا کے اندر اسلامی جذبہ پیدا ہوا، طالبان کے وفد میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں آج چین کے صوبہ سنکیانگ سے آیا ہوں وہاں کوئی ایسی دکان نہیں تھی کہ وہاں ضیاء الحق کی تصویر آویزاں نہ ہو یہ ان کی ہر دلعزیزی کی علامت ہے۔ آج میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی جہاد افغانستان کی بات ہوگی ہمیں ان لوگوں کو نہیں بھولنا چاہیے، جنہوں نے روس کے خلاف جہاد کرتے ہوئے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ یہ صحیح بات ہے کہ بعد میں آپس میں کچھ اختلافات کیوجہ سے کچھ صحیح فیصلے ہوئے کچھ غلط فیصلے ہوئے انہیں چاہیے تھا کہ طالبان کی آواز کے ساتھ اپنی آواز اور طالبان کے قدم کے ساتھ اپنا قدم ملا دیتے، اور اسلام کا جھنڈا بلند کرتے لیکن آج انہوں نے طالبان کے خلاف اپنے آقاؤں کو خوش کر لیا، آج میں نے کہا تھا کہ طالبان جوان قائدین سے ملنے آئے کہ اعمال کا جو دار و مدار ہے وہ نیتوں پر ہے اور میں نے کہا کہ آپ تو اسلام کا جذبہ لے کر اٹھے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جہاں جہاں وہ گئے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد ان کے ساتھ تھی، اور ایک کونے سے دوسرے کونے تک افغانستان میں شریعت کا بول بالا ہے اور میں نے کہا کہ جہاد کے ثمرات کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل درآمد کرنا ہوگا۔

پاکستان پر جہاد کے وجہ سے برکات کا نزول

مسلمانوں نے جب تک اپنے افغان مجاہدین کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا ہے اللہ نے پاکستان کے اوپر برکتیں نازل کی ہیں، کوئی آٹے کا بحران نہیں آیا، جو شہید ضیاء الحق کا دور تھا، اللہ کے فضل سے امن کا دور تھا، ایک طرف روس کے ساتھ جہاد ہو رہا تھا دوسری طرف ہندوستان کو دبائے رکھا تھا اور آج دو تہائی اکثریت مسلم لیگ کے ساتھ ہے لیکن بے روزگاری، بدامنی، مہنگائی کسی چیز پر کنٹرول نہیں۔ چونکہ یہ چیزیں اللہ کی رحمت سے ہوتی ہیں، یہ عقیدہ جو ہے یہ نہیں کہ دو تہائی اکثریت آگئی اور آپ قانون کو تبدیل کریں لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ جتنا پاکستان مسلم لیگ یا حکومت پاکستان نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ پاکستان کے اندر بھی شریعت کو نافذ کریں گے، مکمل طور پر ان کی برکتیں

ان شاء اللہ پاکستان کے اوپر نازل ہوں گی اور آج عالم اسلام کی نظریں پاکستان کی طرف ہے۔کل کو امریکہ بھی مجبور ہوکر طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگا۔لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان جس کو سب سے پہلے ایسا کرنا چاہیے تھا لیکن اس نے ابھی تک طالبان کو تسلیم نہیں کیا اور اگر کل کو ہندوستان نے طالبان حکومت کو تسلیم کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے باعثِ شرم ہوگا اور آج اللہ کے فضل وکرم سے مولانا احسان اللہ نے مجھے کہا کہ امیر المومنین کا پیغام ہے اور ہماری بھی خواہش تھی کہ ایک آزاد اور خودمختار اسلامی حکومت افغانستان میں قائم ہو،اور کابل جاکر دو رکعت نماز شکرانا پڑھیں۔مولانا احسان اللہ نے کہا کہ انشاء اللہ ضیاء الحق کی جو خواہش تھی اس کو اب آپ اور ہم پورا کریں گے اور وہاں جاکر دو رکعت کے شکرانے کا نفل ادا کریں گے۔میں وہاں اپنے بھائیوں سے ملنے کے لئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔افغانستان میں مسلمانوں نے ۱۴۰۰ سال قبل والی تاریخ دہرائی ہے اور مدینہ کے انصار کے بعد پاکستان میں لوگوں نے وہی سنت دہرائی ہے اور اس لئے کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ہمیں یقین ہے کہ ہم سب کو یہی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمارے دلوں میں اسلام کی محبت ڈالیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا جذبہ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں،اور اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کے جذبے سے سرشار فرمائیں،تاکہ ہر پاکستانی کے دل میں جہاد کا جذبہ پیدا ہو وہ جہاد رشوت کے خلاف بھی ہو،زنا کے خلاف بھی ہو۔میں ایک مرتبہ پھر آخر میں مولانا سمیع الحق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہ سب کچھ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے جہادی درسوں کا نتیجہ ہے

<u>مولانا شیر علی شاہ :</u>

میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں تشریف لاکر ہمارے ساتھ اس خوشی کے موقع پر شرکت کی۔ہمیں اس پر فخر ہے کہ الحمد للہ ہمارے ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جن کے دلوں میں جہاد کے جذبات موجزن ہیں وہ اس بات کے متمنی ہیں کہ کب پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے ایک اسلامی تحریک برپا ہوگی۔میں اپنے محترم بھائی مولانا سمیع الحق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج تمام عالم میں گویا دارالعلوم حقانیہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ ان کے اکثر فضلاء افغانستان میں ہیں۔جہاد میں سب سے زیادہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور علماء کا حصہ ہے۔جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے جہادی درسوں کا نتیجہ ہے کہ جو طالب علم یہاں سے فارغ ہوتا ہے تو بعد میں جہاد میں سرگرم عمل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم شیخ الحدیث کی قبر پر لامتناہی انوار وبرکات نازل فرمائیں۔اس جہاد میں پاکستان کے علماء دینی مدارس اور ان مہمانوں کی طرح بہت سے غیور لوگ حصہ لیتے رہے ہیں۔آج امریکہ اس وجہ سے لرزہ براندام ہے کہ میں ایک سپر طاقت ہوں لیکن میرے ہاں امن وامان نہیں ہے۔امریکہ میں ہر طرف ڈاکہ زنی،چوری اور بدامنی ہے لیکن طالبان جہاد میں مصروفیت کے باوجود جن صوبوں میں ان کا کنٹرول ہے وہاں پر مکمل امن وامان ہے،کوئی چوری کا تصور نہیں کرسکتا،اسلامی نظام عدل وانصاف اور رواداری کا ضامن ہے۔اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ ہمیں شریعت اور اسلامی نظام کی بہاروں سے نوازے۔حصول پاکستان کا مقصد بھی یہی تھا کہ یہاں پر خدائی قانون کی بالادستی ہوگی۔اور نظام مصطفیٰ کا دور دورہ ہوگا لیکن نااہل حکمرانوں اور دنیا پرست سیاستدانوں کی وجہ سے آج تک ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔

(ماہنامہ الحق جلد ۳۲،شمارہ ۹ جون ۱۹۹۷ء صفحہ ۵ تا ۱۶)

''فتح مزار شریف''

الحمدللہ قندھار کے رہگزاروں اور احمد شاہ ابدالیؒ کے دیس سے جو کاروان دعوت وعزیمت امن وآشتی اور نفاذ نظام اسلام کے داعیوں کا چلا تھا' بالآخر تمام رکاوٹوں اور گھاٹیوں کو عبور کرتا ہوا مزار شریف کے دروازے پر نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ پہنچ گیا۔ایک طویل اور تھکا دینے والے انتظار کے بعد فرح وانبساط کی وہ گھڑی آ پہنچی اور افغانستان کے شمالی علاقہ جات بھی طالبان کے زیر نگیں آ ہی گئے۔ طالبان کے اسلامی لشکر نے اللہ کی نصرت اور اپنے جواں عزم وحوصلے کی بناء پر شمالی علاقہ جات اور طالبان مخالفوں کے سب سے بڑے اور اہم مرکز مزار شریف پر بھی امارت اسلامی افغانستان کا سفید اسلامی پرچم لہرادیا اور یوں آج تقریباً پورے افغانستان پر طالبان کی حکومت قائم ہوگئی ہے۔ مزار شریف کو گزشتہ سال بھی تحریک طالبان نے اپنے زور بازو سے فتح کیا تھا لیکن جنرل مالک' دوستم' حزب وحدت ربانی' مسعود' حکمت یار' ایران وبھارت اور وسط ایشیائی جمہوریاؤں کی ملی بھگت اور سازش سے انہوں نے مذاکرات کی آڑ میں معصوم سفیران امن کا بے دریغ قتل عام کیا اور ہزاروں بے گناہ طالب علموں کو زندہ درگور کیا۔ حتیٰ کہ طالبان کی اعلیٰ قیادت اور ہائی کمان (مولانا احسان اللہ شہیدؒ) کو بھی شہید کیا گیا لیکن اس عارضی شکست سے طالبان نے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی مگر اس سے مخالفین کا اسلام دشمن کردار روز روشن کی طرح عیاں ہوا۔ طالبان نے مزار شریف پر حملہ کرنے کیلئے شدید برف باری اور سخت موسمی حالت کی وجہ سے انتظار کیا پھر اس کے بعد ان علاقوں میں خدائی آفات کا نزول ہوا۔ خصوصاً زلزلوں اور بارشوں نے ربانی مسعود اور دوستم کے زیر کنٹرول علاقہ جات میں تباہی مچادی۔ یہ طالبان کے لئے ایک سنہری موقع تھا لیکن پھر بھی طالبان نے وسیع النظرنی کا مظاہر کرتے ہوئے ان کی بھرپور مدد کی جو کہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ طالبان مہم جوئی اور کشور کشائی کا شوق نہیں رکھتے بلکہ ان کا مقصد قیام امن اور نفاذ اسلام ہے۔ گزشتہ ایک ماہ سے طالبان نے دشمنوں پر آخری فیصلہ کن وار کرنے کے لئے اپنی جنگی حکمت عملی کا آغاز کیا اور صوبہ فاریاب پر منظم انداز میں حملے شروع کئے پھر تھوڑے دنوں کے اندر ہی مخالفین اور ایرانی سازش کا بڑا مرکز طالبان کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے مزار شریف کی طرف پیش قدمی شروع کی اور شہر کو مختلف اطراف سے محاصرہ میں لے لیا۔

مولوی خیر اللہ خیر خواہ کی زیر قیادت طالبان معمولی مزاحمت اور بغیر کسی بڑے نقصان کے مزار شریف میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے فتح مکہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور امیر المومنین کی اطاعت کی روشنی میں تمام دشمنوں کے لئے عام معافی کا اعلان کردیا شہر میں مثالی امن وامان قائم کیا جس کا مدتوں سے شہر میں فقدان تھا مزار شریف کے لوگ جنرل دوستم اور حزب وحدت کے مظالم سے اکتا گئے تھے۔ بلکہ صوبہ فاریاب' کے فتح کے بعد لوگوں نے طالبان کا حسن سلوک دیکھ کر اپنے گھروں میں سفید پرچم لہرادیئے اور طالبان کے استقبال کے لئے چشم براہ تھے۔ طالبان نے جن حالات میں مزار شریف کو فتح کیا وہ ایک معجزے سے کم نہیں کیونکہ ان مٹھی بھر بوریا نشین طلباء کے مدمقابل روس' امریکہ' بھارت' ایران' اسرائیل اور وسط ایشیاء کے کیمونسٹ ممالک کا اتحاد تھا۔ اسلحہ اور دیگر فوجی ساز وسامان اور کروڑوں ڈالرز کا سیلاب بھی ان جان سپاروں کا راستہ نہ روک سکا اور نہ ان کو خرید سکا۔ طالبان کا لشکر اسلامی شمالی علاقہ جات کے باقی ماندہ علاقوں کو بھی فتح کرنے میں مصروف ہے۔ انشاء اللہ مسعود کے اہم گڑھ وادی پنج شیر ان کی ٹھوکروں کی زد میں آنے والی

ہے۔صوبہ بغلان کا اہم شہر پل خمری بھی فتح ہو گیا ہے' جو کہ صدر ربانی کا بڑا مرکز تھا۔صوبہ بدخشاں کے اہم شہر تالقان اور تا خار بھی فتح ہو چکے ہیں' نیز تاجکستان کے بارڈر سے متصل اہم شہر حیراتان پر بھی اسلامی پرچم لہرا دیا گیا ہے اور یوں آج پورے افغانستان پر تحریک طالبان کی حکومت قائم ہو گئی ہے اقوام متحدہ اور دیگر ممالک کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس جائز اور قانونی حکومت کو فوری طور پر تسلیم کرے' اقوام متحدہ میں ربانی وحکمت یار کے نام نہاد حکومت کی نشست طالبان حکومت کے نمائندہ کو دی جائے۔اس سلسلہ میں حکومت پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ اس کے لئے سفارتی مہم چلائے' نیز اسلامی ممالک کو بھی سفارتی مہم کے ذریعے بریف کیا جائے۔

آج طالبان کی ان بڑھتی ہوئی برق رفتار کامیابیوں سے مخالفین اور عالمی طاقتیں بالخصوص ایران اور روس بوکھلا گئے ہیں' ایران نے واضح الفاظ میں پاکستان پر مداخلت کا الزام لگایا ہے کہ پاکستان براہ راست افغانستان کے امور میں ملوث ہے۔لیکن اس سے پہلے ہم ایران کا چہرہ بے نقاب کرتے ہیں کہ آیا افغانستان کی تباہی میں پاکستان ملوث ہے یا کہ خود ایران' ایران نے طالبان کی مخالفت کئی وجوہ سے کی ہے۔

(۱) ایران کو ہرگز یہ قابل قبول نہیں کہ عالم اسلام میں اور پھر اس کے پڑوس میں ایک صحیح اور سچا اسلامی انقلاب قدم جما سکے' کیونکہ اس سے اس کے نام نہاد ''اسلامی انقلاب'' کی حیثیت کم ہو گی بلکہ اس سے انقلاب کو خطرہ بھی درپیش ہو سکتا ہے۔

(۲) ایران نے افغانستان میں ہزارہ جات اور حزب وحدت قبائل کی سرپرستی کی ہے کیونکہ ان کا تعلق مذہبی لحاظ سے اہل تشیع سے ہے

(۳) ایران کو معلوم ہے کہ طالبان اور افغان قوم کا پاکستانی عوام اور حکومت کے ساتھ ایک لازوال اخوت کا رشتہ قائم ہے۔اور مستقبل میں افغانستان کی حکومت کی بدولت ہی پاکستان کے لئے وسط ایشیاء کے ممالک کے ساتھ تجارتی' اقتصادی امور میں ترقی کی راہ کھل سکتی ہے جس کی وجہ سے مستقبل میں پاکستان حقیقی معنی میں ایشیاء کا ٹائیگر بن سکتا ہے' تحریک طالبان شروع دن سے دنیا کو بار بار یہ جتلا رہی ہے کہ ایران ہمارے اندرونی معاملات میں براہ راست ملوث ہے۔اس کا تازہ ترین ثبوت صوبہ فاریاب میں ایرانی ساخت کے اسلحہ سے بھرے ہوئے ذخائر سے لگایا جا سکتا ہے۔ان کی تصاویر کراچی سے شائع ہونے والا ہفت روزہ ''ضرب مومن'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ایران کے افغان امور کے خصوصی ایلچی بروجردی گزشتہ دنوں مزار شریف گئے تھے۔ان کے دورہ کا مقصد ''قیام امن'' تھا اس لئے ہی تو اپنے ساتھ فوجی ساز وسامان اور اسلحہ سے لدے ہوئے چار فوجی جہاز لے گئے تھے۔انہی جہازوں میں سے طالبان نے مزار شریف کی فتح کے موقع پر اسلحہ اور فوجی ساز وسامان سے بھرے ہوئے دو (جہاز) بمعہ فوجی عملہ کے اپنے قبضے میں لئے ہیں۔ان کے علاوہ شمالی علاقہ جات سے تیس ایرانی فوجیوں کو بھی گرفتار کیا ہے۔یہ سب شواہد دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں اور اپنے سفارتکاروں کے اغوا کا ڈرامہ رچایا ہے۔تاکہ اس کے خلاف متوقع حقائق پرمبنی ثبوت طالبان یا پاکستان عالمی فورم پر پیش نہ کر سکیں اس کے علاوہ ایران نے گلبدین حکمت یار کو تہران میں وزیراعظم کا پروٹوکول دیا ہوا ہے۔صوبہ فاریاب میں حکمت یار کو کافی اسلحہ دے کر طالبان کے خلاف مدد پہنچائی گئی ہے۔نیز یہاں پر یہ امر قابل تعجب ہے کہ ''اسلامی انقلاب کا داعی'' اور اپنے آپکو امریکہ کا سب سے بڑا دشمن قرار دینے والا ایران امریکہ کا ہم زبان اور ہم آواز بن گیا ہے۔گزشتہ چند ماہ میں کئی امریکن اعلیٰ حکام نے تہران کے خفیہ دورے کئے اور دونوں نے طالبان کے خلاف مل کر کام کرنے کا عہد کیا ہے۔ان تمام باتوں سے ایران کی دوغلی پالیسی دنیا کے سامنے آتی ہے۔اب ایران میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستانی سفارتخانہ پر کل بروز بدھ تہران میں جو حملہ ہوا ہے اور جو شرمناک کاروائی کرائی گئی ہے وہ ایران کی بوکھلاہٹ کا کھلا ثبوت

ہے۔ مظاہرین طالبان کی حمایتیوں یعنی "پاکستانیوں" کو سزائے پھانسی دینے کے نعرے لگا رہے تھے نیز ایران کے بعض سنجیدہ حلقوں نے اس بات کا عندیہ دیا ہے کہ ایران افغانستان پر فوجی چڑھائی بھی کر سکتا ہے' حکومت پاکستان کو چاہیے کہ ان حالات کے تناظر میں اپنی خارجہ پالیسی پر کڑی نظر رکھے اور سنجیدگی سے ماحول کا جائزہ لے۔ روس نے بھی پاکستان کو مورد الزام ٹھہرایا ہے کہ پاکستانی فوجیں طالبان کی تازہ فتوحات میں برابر کی شریک ہیں' حالانکہ ان تمام بے بنیاد الزامات کا پاکستان نے انتہائی معقول انداز میں جوابات دیئے ہیں لیکن روس اور دیگر مغربی ممالک کا شور وغل کرنا ایک متوقع امر ہے کیونکہ افغانستان میں امن اور نفاذ اسلام یہ دونوں صورتیں ان کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ پھر چونکہ افغانستان میں امن کا براہ راست فائدہ پاکستان کو ہی ہوگا۔ اور انہیں یہ قابل قبول نہیں۔ امریکہ نے بھی اپنی اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بار پھر وسیع البنیاد حکومت بنانے کا بے ہودہ اور بے وقت مطالبہ کیا ہے حالانکہ وسیع البنیاد حکومت کے کارناموں کا مظاہرہ تو طالبان تحریک سے پہلے تمام دنیا نے دیکھ لیا اور شمالی اتحاد نے جو نام نہاد وسیع البنیاد حکومت تشکیل دی تھی اس کا حشر بھی تمام دنیا کے سامنے ہے۔

طالبان کی بڑھتی ہوئی پیش قدمی کو دیکھ کر روس نے طالبان حکومت کو دھمکی دی ہے کہ وہ اپنے حدود میں رہے ورنہ روس اور وسط ایشیاء کی ریاستیں ان کے خلاف کاروائی کرے گی اس کا جواب طالبان نے کافی مناسب دیا ہے کہ کیا تمہیں اپنی سابقہ شکست سے کوئی عبرت حاصل نہیں ہوئی۔ ہمارے عزائم میں تمہاری طرح جارحیت نہیں پائی جاتی۔ آج وہ کونسی اہم بات ہے جس نے عالمی طاقتوں کو طالبان کے خلاف کھڑا کر دیا تو یہ کفریہ طاقتیں طالبان سے نہیں بلکہ اسلام کے حقیقی نفاذ سے لرزہ براندام ہیں۔ آج تحریک طالبان کی وجہ سے اکیسویں صدی کے آغاز میں اسلام پوری دنیا کے لئے نمونہ بن گیا ہے۔ کرہ ارض کے چپے چپے میں بسے ہوئے مظلوم مسلمان آج اپنے حقوق اور آزادی کے لئے جہاد کے راستے پر گامزن نظر آ رہے ہیں۔ آج پاکستانی قوم اور ملت اسلامیہ فرزندان اسلام کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ اور ان کی دعائیں ان کے ساتھ شامل حال ہیں۔ ان شاء اللہ ان معصوم طلباء کا ایمانی جذبہ اور مقدس خون ضرور رنگ لائے گا اور ایمانی جذبے اور پاک خون سے جو چراغ حق جل اٹھے ہیں یہی کل کے لئے دلیل سحر ثابت ہوں گے۔ انکی روشنی اور تنویر سے ظلمت کدہ عالم کا کونہ کونہ منور ہو کے رہے گا۔ الحمد للہ خدا نے ایک بار پھر اپنی نصرت سے سرفراز فرما کر انہیں مزار شریف میں پہنچا دیا ہے۔ باقی کے چند محدود علاقے بھی بہت جلد پرچم اسلام کے سایہ امن وعافیت میں آ جائیں گے آج بیسویں صدی کے اختتام پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور علم جہاد بلند کرنے پر ہم ان بہادر سپوتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ آج تحریک طالبان کی وجہ سے افغانستان میں جو فضائے بدر پیدا ہوئی ہے نہ صرف ہم نے بلکہ پوری دنیا نے نصرت خداوندی اور تائید ایزدی کے وہ وہ مظاہر اور مناظر دیکھے کہ ایک عالم حیران رہ گیا ہے اگر جذبے صادق ہوں اور نیت صاف ہو تو آج بھی بقول مولانا ظفر علی خانؒ کے:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

راشد الحق سمیع ۔ (ماہنامہ الحق۔ ستمبر 1998)

(دعوت نامہ)

بسلسلہ فتح مبین کانفرنس اکتوبر ۱۹۹۶ء

محترمی ومکرمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔افغانستان میں طالبان کی اسلامی تحریک کواللہ جل جلالہ نے فتح ونصرت سے ہمکنار کر کے دارالخلافہ کابل سمیت دوتہائی سے زیادہ سرزمین میں شریعت مطہرہ اوراسلامی نظام کے عملاً نفاذ کاسنہری موقع فراہم کردیا ہے۔لاریب یہ اس صدی کاعظیم واقعہ ہے اوراس کے بہتر اثرات پورے عالم اسلام پر پڑیں گے۔اس عظیم فتح کے ساتھ ہی دشمنان اسلام بھی شدت سے میدان میں اتر چکے ہیں۔اوراسلامی احکام حدود وتعزیرات اوراصلاحی اقدامات کے خلاف ایک شرمناک پروپیگنڈہ شروع کردیا گیا ہے اور چاروں طرف سے افغانستان کی اسلامی حکومت کوناکام بنانے کی کارروائی شروع کردی گئی ہے۔ایسے حالات میں اسلام کا غلبہ چاہنے والوں بالخصوص علماء طلباء دینی قوتوں اور جہاد کے جذبہ سے سرشار زعماء علماء اورافراد کافریضہ ہے کہ اس پروپیگنڈے کے طوفان کو دبانے کیلئے طالبان سے مکمل یکجہتی اور تائید کا اظہار کیا جائے ساتھ ہی پاکستان اور عالم اسالام پر زور ڈالا جائے کہ فوری طور پر نہ صرف افغانستان کی اسلامی حکومت کوتسلیم کریں۔ بلکہ تمام وسائل وذرائع کوبروئے کارلا کرافغانستان کے تعمیرنو میں بھرپور کردارادا کیا جائے۔اس مقصد کیلئے جمعیت علماء اسلام بھرپوراور مربوط پروگرام پرعمل پیرا ہے۔اس سلسلے میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (جوکہ طالبان کی اکثریت کا مادرعلمی اورمدارس دینیہ میں ام المدارس کامقام رکھتا ہے) میں ۱۶/اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز بدھ 2 بجے دوپہر ایک عظیم الشان فتح مبین کانفرنس کا اہتمام کیا گیا ہے۔جس میں علماء زعماء اوردانشورزیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر طالبان کی اسلامی حکومت کی تائید کا اعلان کریں گے۔اس اہم موقع پرآپ کی موثر شخصیت بھی اس مقدس اجتماع کی اہمیت اورعظمت بڑھانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔اس لیے مخلصانہ درخواست ہے کہ سارے معروفیات چھوڑکر رضائے الٰہی اورتقویت نظام اسلام کیلئے اس اجتماع میں شرکت فرماویں۔

والسلام مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

دارالعلوم حقانیہ کے نئے ایوان شریعت کا فتح مبین کانفرنس سے افتتاح

ستمبر کے اواخر میں اسلامی تحریک طالبان کے جانبازوں نے جرأت ایمانی اورسرفروشی کا زرین باب رقم کرتے ہوئے افغانستان کے دارالحکومت کابل پرامن وسلامتی کاسفید پرچم لہرادیا۔اس سے جہاں فدایان اسلام میں خوشی ومسرت کی لہردوڑ گئی اس کے ساتھ ہی دشمنان دین کے دلوں پرگویا خنجر چل گیا اورانہوں نے طالبان کے خلاف مذموم اورمسموم پروپیگنڈے کا ایک طوفان برپا کردیا۔ایسے حالات میں طالبان کی حوصلہ افزائی اوراس مکروہ پروپیگنڈے کے زورکوکم کرنے اوراصل حالات لوگوں کے سامنے لانے کیلئے جہاں جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں نے اخبارات وجرائد میں طالبان کے حق میں خبریں اورمضامین شائع کئے وہاں یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اس سلسلہ میں ملکی سطح پر ام المدارس جوروزاول سے جہادافغانستان کی مرکزی چھاؤنی ہے دارالعلوم حقانیہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس کاانعقاد کیا جائے۔

لہٰذا 16 اکتوبر کوفتح مبین کانفرنس کے نام سے جلسہ کا اعلان کردیا گیا۔اوراس کوکامیاب بنانے کیلئے پرزور تیاریاں شروع کردی گئیں۔

پوسٹر چھاپ دیئے گئے اور ملک کے مایہ ناز علماء، مشائخ، سیاستدان، مجاہدین اور جہاد افغانستان سے وابستہ اہم افراد کو دعوت نامے جاری کر دیے گئے۔ ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اس مبارک موقع پر نئی تعمیر شدہ عمارت "ایوان شریعت" کا افتتاح بھی ہو جائے۔

عظیم ایوان شریعت کا کچھ نقشہ:

یہ عظیم عمارت کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس سہ منزلہ عمارت میں پہلی منزل پر لائبریری و ہسپتال دوسری منزل پر دارالعلوم کے جملہ دفاتر اور تیسری منزل پر ایشیاء کا سب سے بڑا دارالحدیث واقع ہے۔ یہ پرشکوہ عمارت چار سال کے شب وروز کی محنت شاقہ کے بعد تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اس کے دائیں طرف دورہ حدیث کے طلبہ کیلئے چار منزلہ رہائشی ہاسٹل الا حاطة المدنيه (المنسوب الى السيد حسين احمد المدنى رحمة الله عليه) واقع ہے جس میں ایک ہزار طلبہ کی رہائش کا انتظام ہے۔ اور بائیں طرف حضرت الشیخ مولانا عبدالحق قدس سرہٗ کا مرقد مبارک اور دارالقرآن واقع ہے۔ دارالحدیث ہال میں تین ہزار طلبہ کی گنجائش ہے۔ اس میں بنائے گئے اسٹیج پر دو سو کے قریب افراد آ سکتے ہیں۔ ہال کے درمیانی حصہ میں کوئی ستون نہیں ہے۔ اطراف میں گیلریاں بنی ہوئی ہیں۔ ساتھ ہی شیخ الحدیث چیمبر بنایا گیا ہے۔ عمارت میں لکڑی اور شیشے کا انتہائی خوبصورت کام کیا گیا ہے۔ تمام سیڑھیاں سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی تمام عمارت کو ائر کنڈیشنڈ کرانے کا پروگرام ہے۔ ایوان شریعت کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں اور حضرت مہتمم صاحب بجا طور پر صد ہزار شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن کے حوصلہ اور بلند ہمتی کی بدولت علوم نبویہ کے اہم مراکز جیسے حرمین شریفین کوفہ، بغداد، بخارا و سمرقند اور بصرہ و دیوبند کی علمی عظمتوں کے امین، اس عظیم عمارت کی تعمیر ممکن ہوئی۔

ایوان شریعت کے دو بلند و بالا اور فلک بوس مینار یں علوم نبویہ کی عظمت و رفعت کا ایک عجیب احساس دلائیں گے اور عمارت کی پیشانی پر بنائے جانے والے مصحف مبارک کی روشن شعائیں انشاء اللہ پوری دنیا میں اسلام کی حقانیت اور ابدیت کا پیغام پہنچائیں گی۔

جلسہ گاہ کا نقشہ:

خوبصورت نقش و نگار سے مزین چھت اور اس کے اندر لگائے گئے مرمریں لائٹیں حسن و دلکشی کا ایک عجیب سماں پیش کر رہی تھیں۔ طلبہ کے جوش و خروش کا عالم دیدنی تھا صبح ہی سے شرکاء کانفرنس کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ہر شخص کے چہرے پر خوشی اور مسرت کی چمک تھی۔ کانفرنس میں سیکورٹی کا انتظام دارالعلوم کے طلبہ نے سنبھال لیا تھا۔ اگر چہ مقامی پولیس کے جوان بھی کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ طلبہ نے مخصوص وردیوں اور بیجوں کے ساتھ پورے دارالعلوم اور کانفرنس ہال میں جابجا اپنے ساتھی متعین کر رکھے تھے۔ استقبالیہ کیلئے بھی طلبہ کا متعین دستہ پوری چابکدستی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ جابجا استقبالیہ گیٹ بنے ہوئے تھے اور دارالعلوم میں مختلف مقامات پر بینرز لگائے گئے تھے۔ جن پر استقبالیہ کلمات کے علاوہ طالبان کی حمایت میں مختلف نعرے درج تھے۔ پورے ہال کو بھی بینرز اور کتبوں سے سجایا گیا تھا۔ جن پر اس قسم کے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ "طالبان کی اسلامی حکومت کو فوراً تسلیم کیا جائے"۔ "عالم اسلام کی نئی مجاہد قیادت طالبان"۔ "ہم فاتحین کابل کو خوش آمدید کہتے ہیں"۔ "دارالعلوم حقانیہ کو اپنے مجاہد فرزندوں پر فخر ہے"، "تحریک طالبان تحریک ریشمی رومال کا تسلسل ہے"۔ "تحریک طالبان سولہ لاکھ شہداء کی آرزوؤں کے امین ہے"۔ "دارالعلوم حقانیہ مکہ و مدینہ، کوفہ و بغداد، بصرہ سمرقند اور دیوبند کی علمی عظمتوں کا امین ہے"۔ "ہم امیر المومنین ملا محمد عمر کو فتح کابل پر مبارک باد پیش کرتے

ہیں۔وغیرہ وغیرہ۔کانفرنس سے دو گھنٹہ قبل جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک مختصر اجلاس ہوا جس میں قائد محترم مولانا سمیع الحق صاحب نے علمائے کرام کو تحریک طالبان کی حالیہ کامیابی اور اس سے عالمگیری سطح پر مرتب ہونے والے اثرات سے آگاہ کیا اور طالبان تحریک کی حمایت کیلئے مختلف تجاویز سامنے آئیں۔اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ملک کے طول وعرض میں اس طرح کی کانفرنسوں کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے۔باہر سے آنے والے مہمانوں کے قیام اور خورد نوش کا انتظام حضرت مولانا صاحب کی رہائش گاہ میں کیا گیا تھا۔

نماز ظہر تک دارالعلوم شرکائے کانفرنس سے بھر چکا تھا۔نماز سے فوراً بعد کانفرنس ہال کے دروازے کھول دیے گئے۔کانفرنس ہال جلد ہی بھر گیا اوپر بڑی بڑی گیلریاں بھی شدت ہجوم کی وجہ سے اپنی تنگ دامنی کی شکایت کر رہی تھیں۔پہلے ہی سے یہ انتظام کیا گیا تھا۔کہ ہال سے باہر بھی جلسہ سنا جا سکے لہٰذا جن کو ہال میں جگہ نہ مل سکی انہوں نے باہر دارالعلوم کے صحن میں اندر کی کاروائی سماعت کی۔کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔اس کے بعد تحریک طالبان سے متعلق دو طالبان نے ایک پر جوش نظم پیش کی۔پورا ہال اللہ اکبر اور طالبان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔جناب مولانا یوسف شاہ صاحب اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے بخاری وترمذی شریف کی حدیث سے اس دارالحدیث کا افتتاح فرمایا۔اور بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہو گیا بلوچستان کے امیر جمعیت علماء اسلام جناب مولانا اللہ داد کاکڑ نے مختصر خطاب فرمایا۔

<u>مولانا عبدالستار نیازی اور طالبان کی مکمل حمایت میں مولانا سمیع الحق کا خطاب:</u>

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا عبدالستار نیازی صاحب نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ ہم طالبان کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔تحریک طالبان کے راہنما اور ملا محمد عمر مدظلہ کے خصوصی نمائندے مولانا محب اللہ نے اپنے خطاب میں طالبان تحریک کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی۔آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے مفصل خطاب فرمایا۔جس میں انہوں نے آنے والے تمام مندوبین،شرکاء کانفرنس،اخباری نمائندوں اور ریڈیو ٹی وی کے نمائندوں کا شکریہ ادا کیا۔آپ نے تحریک طالبان کے آغاز سے لیکر اب تک کی تفصیلات بیان کیں۔انہوں نے پوری دنیا کے مسلمان ملکوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سنہری موقع کو ضائع نہ کریں۔دنیا کے نقشے پر پہلی دفعہ ایک خالص اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے۔اس کو فوراً تسلیم کرلیا جانا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا کو یہ فکر پڑی ہوئی ہے۔کہ طالبان نے عورتوں کے سکول بند کر دیے ہیں فرمایا کہ طالبان عورتوں کو تعلیم سے محروم رکھنا نہیں چاہتے لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ افغانستان میں پہلے سے موجود لادینی اور کمیونسٹ نظام تعلیم بدستور جاری رہے انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس فرانس کے سفیر آئے اور دریافت کیا کہ طالبان ایسا کیوں کر رہے ہیں۔میں نے ان سے پوچھا کہ جب انقلاب فرانس آیا تو کیا آپ نے اس پرانے نظام تعلیم کو برقرار رکھا تھا یا یکسر تبدیل کر دیا تھا یہ سنکر وہ لاجواب ہو گئے۔اور اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔آج پوری دنیا کی صیہونی لابیاں اور اسلام دشمن قوتیں اس حوالے سے طالبان کو بدنام کرنے کی کوششیں کر رہی ہے۔حالانکہ افغانستان میں اس سے ہزار گنا بڑے مسائل موجود ہیں۔سولہ سالہ جہاد اور بعد میں ربانی وحکمت یار کی جنگوں کی وجہ سے پورا افغانستان کھنڈر بن چکا ہے۔اس کی تعمیر تو اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے۔لیکن یہ لوگ اصل میں اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ یہ چونکہ خالص اسلامی انقلاب ہے۔اور انقلاب کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ ایک جگہ ٹھہرتا نہیں۔وہ طالبان کی تحریک کو پوری اسلامی دنیا کی آزادی کا نقطہ آغاز سمجھتے ہیں۔

انہوں نے فرمایا کہ اگر طالبان کی اسلامی حکومت کی امداد کیلئے اسلامی ممالک کی حکومتیں جن کی اکثریت امریکہ کی غلامی کا طوق اپنی گردنوں

میں ڈال چکی ہیں۔ آگے نہیں بڑھتیں تو عام مسلمانوں کو آگے بڑھنا چاہیے۔ آخر میں جمعیت علماء اسلام کے مرکز امیر مولانا نعمت اللہ صاحب نے دعا فرمائی۔ (جلد ۳۲ شمارہ ۱۰، اکتوبر ۱۹۹۶ء)

فتح مبین کانفرنسوں کا انعقاد اور افغان سفیر اور احقر کی تقریریں

اسلام آباد ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۶ء — اسلام آباد کانفرنس

جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ افغانستان میں طالبان کے فتوحات اور اسلامی قوانین کے اجراء نے بہت ساری قوتوں کے نفاق کا لبادہ چاک کر دیا ہے کافر قوتوں میں تو صف ماتم بچھنی ہی تھی مگر اسلام کے نام لیوا بعض عناصر کا منفی رویہ بھی نہایت افسوسناک اور ناقابل برداشت ہے۔ مولانا سمیع الحق یہاں جامع مسجد المبین میں فتح مبین کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے جس کا اہتمام جمعیۃ علماء اسلام نے کیا تھا کانفرنس کی صدارت مولانا پیر برکت اللہ امیر جمعیت علماء اسلام اسلام آباد نے کی جبکہ اسلام آباد میں افغانستان کے عبوری سفیر ملا ہدایت اللہ مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہوئے۔ مولانا سمیع الحق نے تحریک طالبان کے پس منظر اور مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اسلامی قوانین کے اجراء سے ۸۰ فی صد افغانی عوام نے اطمینان اور سکھ کا سانس لیا ہے طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں کسی کے مال و جان بالخصوص خواتین کو بری نظروں سے نہیں دیکھ سکتے۔ فرانس چین اور روس بلکہ ایران کے انقلاب میں بھی ہزاروں لاکھوں انسانوں کو تہ تیغ کر دیا گیا تھا مگر فتح کابل کے بعد کسی برے سے برے شخص کو بھی مارا نہیں گیا نہ کسی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ۱۵ لاکھ افغانیوں کے قاتل نجیب اللہ کی پھانسی پر روسی جہاد کے چیمپئن بننے والوں نے بھی ماتم کیا۔ مولانا سمیع الحق نے جماعت اسلامی سے وابستہ بعض طبقوں کو خبردار کیا کہ اگر انہوں نے طالبان کے اسلامی تحریک کے بارہ میں منفی رویہ ترک نہ کیا تو جمعیت علماء اسلام اور پاکستان بھر کے علماء و مشائخ کو بھی جماعت کے بارہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنے کا حق ہوگا اسلام آباد میں افغانستان کے عبوری سفیر ملا عبدالوہاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غیر اسلامی دنیا طالبان کے بارہ میں نہایت مبالغہ آمیز منفی پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں ہمارے کوئی جارحانہ عزائم نہیں ہم نے افغان لیڈروں کے نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی کے خلاف مجبوراً ہتھیار اٹھایا اب ہمارا اصل ھدف افغانستان میں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ ہے اسلام دین مکمل ہے اس کے نفاذ میں ہم تدریج کے قائل نہیں اسلام ابھی نازل نہیں ہوا نہ افغان قوم غیر مسلم ہے ملا عبدالوہاب نے عورتوں کی تعلیم پر پابندی کے پروپیگنڈہ کو سراسر لغو قرار دیا اور کہا کہ کابل خانہ جنگی کے وجہ سے کھنڈر بن چکا تھا وہاں کالج سکول بچے کہاں تھے کہ ہم ان کو بند کر دیں انہوں نے کہا کہ اسلامی احکامات کی روشنی میں خواتین کی تعلیم اور کام کاج کا بہترین انتظام کیا جائے گا۔ اجتماع سے مولانا عبدالخالق، مولانا محمد اسحاق، مولانا میاں محمد، مولانا عبدالکریم اور مولانا ضیاء الحق حقانی نے بھی خطاب کیا۔

فتح مبین کانفرنس سے خطاب

امیر المومنین کی طرف سے وفد کی شرکت اور پیغام

افغانستان میں طالبان کی نفاذ شریعت کی جدوجہد اور اسلامی انقلاب کیلئے جنگ اب عالم اسلام اور عالم کفر کی جنگ بن گئی ہے۔موجودہ تناظر میں طالبان کے اسلامی نظام کے خلاف تمام عالم کفر متحد ہوگیا ہے۔ان خیالات کا اظہار جمعیۃ العلمائے اسلام کے قائد اور جامعہ حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے ایوان شریعت ہال دارالعلوم حقانیہ میں فتح مبین کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔کانفرنس کی صدارت جمعیت علما اسلام کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ کوہاٹ نے کی۔مولانا سمیع الحق نے کہا امریکہ سمیت تمام یورپی ممالک اباحیت،فحاشی اور عریانی کے دلدادہ اور پوری انسانیت میں علمبردار ہیں۔جبکہ طالبان شرم وحیا، پردہ امن اور نفاذ شریعت کی ترویج کے فروغ کی جدوجہد کررہے ہیں۔مولانا سمیع الحق نے کہا طالبان کی جنگ کسی فرد واحد پارٹی یا کسی نسلی گروہ سے نہیں اور کفر وصیہونی اور سامراجی نظام سے لڑرہے ہیں۔مولانا سمیع الحق نے کہا جب افغانستان کی ہرگلی مقتل گاہ تھی تو سب خاموش تھے اور اب جب طالبان کے افغانستان میں مثالی امن قائم اور شریعت کے بہار غالب ہے۔تو پوری دنیا لرز رہی ہے۔انہوں نے کہا انقلاب روس اور انقلاب فرانس میں دو کروڑ افراد مقتل کردیے گئے۔اس قدر شرمناک ماضی رکھنے والوں کو طالبان ڈاکٹر نجیب جیسے قومی مجرم کو سزا دینے پر واویلا کرنے والوں کو شرم کرنی چاہیے۔مولانا سمیع الحق نے افغان لیڈروں سے مطالبہ کیا کہ وہ طالبان جو اُن کے بچے اور سابقہ جہادی میدانوں میں اُن کے سپاہی تھے۔اُن کا مقابلہ نہ کریں بلکہ اُن پر شفقت کریں۔انہوں نے کہا طالبان نے جب دارالحکومت پر قبضہ قائم کر کے شریعت نافذ کر دی ہے۔امن قائم کردیا ہے۔تو اقوام متحدہ یورپی ممالک بالخصوص اسلامی برادری خاص کر پاکستان کو فوراً اُن کی حکومت کو تسلیم کر لینی چاہیے۔مولانا سمیع الحق نے کہا طالبان عورتوں کی تعلیم کے مخالف نہیں ہیں۔انہوں نے لینن اور سٹالن مارکس کے تعلیمات پر مبنی نصاب تعلیم بند کر دیا ہے۔اب وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پڑھائیں گے۔

طالبان اللہ کے دین کی سپاہی ہے۔ان کے ساتھ خدا کی نصرت ہے۔وہ وائیں بائیں کے پروپیگنڈوں کی پرواہ کیے بغیر ملک میں امن اور نفاذ شریعت کیلئے جدوجہد کررہے ہیں۔ہم اپنے ملک کے پرانے اور فرسودہ نظام کفر کے خلاف چوکھی جنگ میں مصروف ہیں۔عالمی کفر یواح کے جھوٹے پروپیگنڈوں کا جواب علماء اسلام نفاذ شریعت کے علمبردار تحریکوں اور نفاذ شریعت کے بھی خواہوں کا فرض ہے۔ ’’فتح مبین‘‘ کانفرنس سے طالبان کا حوصلہ بڑھا ہے۔ان خیالات کا اظہار ملا حبیب اللہ نے امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند قندھار سے آئے ہوئے وفد کے سربراہ کا پیغام سناتے ہوئے کہا۔ملا محمد عمر نے اپنے پیغام میں کہا پاکستان کے علماء اور عوام،دینی مدارس بالخصوص جامعہ حقانیہ نے جس طرح ہماری اخلاقی اور دینی حوصلہ افزائی کی ہے۔افغان عوام اُسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ملا محمد عمر اخوند نے جامعہ حقانیہ کے اساتذہ بالخصوص مولانا سمیع الحق کے افغانستان میں نفاذ شریعت کے کوششوں اور بالخصوص جدید فقہی مسائل میں بھرپور تعاون کی اپیل کی۔

فتح مبین کانفرنس میں چاروں صوبوں سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی قائدین اور علماء ومشائخ نے بھرپور شرکت کی۔

عالم کفر بمقابلہ دینی طلبہ و مدارس عربیہ

سقوط طالبان کا المیہ۔ عروج و زوال

مولانا سمیع الحق کی دارالعلوم کی افتتاحی تقریب سے فضیلت علم پر خطاب

خطبۂ مسنونہ کے بعد: محترم حضرات اس وقت جو دنیا میں جنگ شروع ہے وہ دو تہذیبوں کی جنگ ہے وہ آج آپ کی یہ تہذیب نہیں برداشت کرسکتے۔ آپ کی یہ اتباع سنت یہ دستار' ڈاڑھی اور آپکی عبادات واخلاق یہ پردہ وحیا حرام اور حلال جائز ونا جائز میں تمیز کرنا۔ یہ سب ہماری تہذیب ہے اور ان کی تہذیب یہ ہے کہ انسان مادر پدر آزاد ہے اور بدترین حیوان ہے گائے' بھینس کی طرح' یہود و نصاریٰ کی قرد و خنازیر جیسی زندگی ہے ان کا بود و باش اور کلچر یہی ہے کہ وہ کتوں اور خنازیر کی طرح سڑک پر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں تو یہ بھی انہیں کی مثال دے کر کہتے ہیں کہ انسان کو بھی آزاد ہونا چاہیے ۔حجاب و پردہ ہرگز نہ ہو ہر جگہ کلب کا ماحول بنے۔

<u>دو تہذیبوں کی جنگ:</u> دراصل یہ دو تہذیبوں کی جنگ ہے وہ یہ اسلامی تہذیب مٹانا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں اس تہذیب کی بنیاد اور سرچشمہ مدرسہ ہے اور یہ ترمذی بخاری اور ھدایہ ہے اور یہ اساتذہ کرام علماً اور طلباً ہیں تو اب اس تہذیب کو عملاً مٹانے کا آغاز کردیا ہے۔ لیکن یہ آغاز آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے ہے میں خود تو کبھی کبھی انتہائی مایوس ہوجاتا ہوں یہ اب جو ہوا اور جو کچھ ہورہا ہے۔ افغانستان کے ساتھ پاکستان کے ساتھ افغانستان پر تو حادثہ آیا اور اس میں پہلے سے بھی بدتر سے بدتر حالات سامنے آئے۔لیکن اب اس سے بھی زیادہ افسوس اور پریشانی کے حالات پاکستان کے لئے پیدا ہوگئے ہیں۔افغانستان میں ۲۰' ۲۵ لاکھ افراد کی قربانیاں جبراً طاقت کے ذریعے برباد کردی گئیں۔اور ایک اسلامی حکومت مٹادی گئی

<u>پاکستان بھی کفار کی تحویل میں ہے:</u> یہاں پاکستان بھی کفار کی تحویل میں چلا گیا ہے۔امریکہ کا عملاً تسلط قائم ہو چکا ہے یہ افغانستان سے بھی بڑا حادثہ ہے کیونکہ اس ملک کی آزادی کی داستان کی بھی ایک طویل تاریخ ہے۔ بہت بڑی جدوجہد کی گئی تھی انگریز جو اس خطہ سے گیا تو یہاں آسانی سے نہیں گیا ڈیڑھ سو سال جنگ ہوئی برصغیر کی آزادی کے لئے کہ یہاں سے بیرونی اور استعماری طاقت نکل جائے۔

<u>شاہ ولی اللہ سید شہید سے لیکر مالٹا کے قید خانے شاملی کے میداں تک طویل جدوجہد:</u> شاہ ولی اللہؒ سے بات شروع ہوئی شاہ عبدالعزیز وغیرہ تک ایک بڑی جنگ ہوئی۔ ہندوستان کو دارالحرب کہا گیا پھر سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید تک جہاد کی انگریزوں سے آزادی کے لئے جدوجہد کی ایک بڑی داستان ہے کہ ان کا مقصد برصغیر سے انگریز کو نکالنا تھا اور اس جہاد کا آغاز ۱۸۳۰ء سے قبل یعنی تقریباً پونے دو سو سال قبل اسی مقام سے کیا گیا سرزمین اکوڑہ خٹک ایک طویل جہاد کا عملاً آغاز انگریز کے خلاف اسی اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر سے شروع ہوا اور یہاں سکھوں کے قلعہ پر شب خون مارا گیا۔ مجاہدین کی جانب سے یہاں دشمن کا بڑا کیمپ تھا انہوں نے انگریز کا راستہ روک رکھا تھا مجاہدین افغانستان کے ذریعے کئی برس طویل لانگ مارچ کا سفر طے کرکے درہ بولان کے راستے تشریف لائے تھے۔ کیونکہ براہ راست فوری سکھوں اور انگریزوں کی وجہ سے اس علاقہ میں داخل نہیں ہوسکتے تھے۔ زندگی علماً اور طالبان کی مستقل جدوجہد سے عبارت ہے آج مسلمان ہونا بہت مشکل کام ہے حدیث میں آتا ہے کالقابض علی الجمرة جیسے مٹھی میں چنگاری پکڑنا تو یہی حالت ہے اس وقت مسلمانوں کے ساتھ کیا ہورہا ہے طالب علم مجاہد عرب مجاہدین کیسے وقت گزار رہے ہیں۔ دنیا کی کسی جگہ میں وہ محفوظ

نہیں ہیں چنگاریاں انہوں نے ہاتھوں میں پکڑ رکھی ہیں اتنی تکالیف کے ساتھ تو مقصد یہ ہے کہ

معرکہ اکوڑہ خٹک سے آغاز: اس جنگ کا آغاز اسی جگہ سے ہوا تھا سید احمد شہید سید اسماعیل شہید اکوڑہ کے دریا کو عبور کر کے یہاں آئے اور ان کا پہلا پڑاؤ دریا کے پار تھا۔ پھر رات کو انہوں نے شب خون مارا سکھوں نے اور بہت بڑی فتح اللہ نے ان کو دی ۔ بڑی تعداد میں سکھ فوجی ہلاک ہوئے اور مجاہدین کی بڑی تعداد بھی اس جانب سے شہید ہوگئی جس میں ہندوستان کے مختلف اطراف اور افغانستان کے بھی مختلف اکناف کے مجاہد لوگ شامل تھے سید صاحب نے ۷۰ ستر افراد کے تو باقاعدہ نام ہندوستان خط کے ذریعہ لکھ بھیجے کہ یہ اس معرکہ اکوڑہ خٹک میں یہاں شہید ہوگئے ۔ پتہ نہیں اور کتنے ہوں گے دیگر علاقوں کے یہ سب اسی سرزمین دارالعلوم حقانیہ کے گردونواح میں مدفون ہیں ۔ یہ دارالعلوم حقانیہ یہاں پر کیف ما اتفق قائم نہیں ہوا یہاں پر اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اور نظام ہے وہ خون شہداء اس زمین میں جذب ہوگیا ہے وہ یہاں جگہ جگہ مختلف مقامات پر مدفون ہیں بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا ان کا جہاد سو سال تک جاری رہا ہندوؤں کے ساتھ اور مسلسل بڑی جنگیں ہوتی رہیں ۔

مرہٹے آئے اور سب مسلمانوں کو غلام بنانا چاہا یہ بہت بڑا مسلمانوں پر امتحان تھا یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا زمانہ تھا۔ شاہ صاحب نے ہندوستان سے احمد شاہ ابدالی قندہاریؒ کے نام خط لکھ بھیجا یہ واقعات اور خطوط آپ کتب میں دیکھ کر' تاریخ پڑھ کر خبردار رہیں ۔ اپنے اکابر کے کارنامے دیکھیں قال ضرب ضرباً بہت ضروری ہے لیکن ساری عمر صرف اسی میں محو نہ رہیں ان سب سے خبرداری ضروری ہے ۔ اپنے اکابر سے' نظام سے' تاریخ سے تو علیٰ بصیرۃ ساری چیزوں کا اندازہ ہو آپ کو ۔ اس مرتبہ کوشش کریں گے کہ مطالعہ کی سطح پر دو تین کتابیں آپ کے جنرل مطالعہ کے لئے اکابر کی تاریخ پر ضروری داخل نصاب کریں ۔ منتخب کتب کا مطالعہ آپ کیا کریں گے ۔ اس میں پرچہ اور امتحان بھی لازمی ہوگا تو پھر وہاں (ہندوستان) مجاہد احمد شاہ ابدالیؒ تشریف لے گئے ۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو جہاد کے ذریعے آزاد کروایا ۔ پھر کفار دوبارہ آئے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے انگریزوں نے قبضہ جمایا' یہ ایک تجارتی بہانہ بنایا ۔ اتنی آسانی سے پہلے کوئی کسی ملک پر چڑھائی یا قبضہ کی نیت سے نہیں آسکتا تھا یہ تاریخی المیہ ہے جیسے کہ اس بار ہمارے خطے میں آسانی سے امریکہ داخل ہوگیا ۔ ایک اشارے پر سارا ملک پاکستان غلام بنادیا گیا ۔ پہلے تو تجارت کے بہانہ سے انگریز برصغیر میں داخل ہوا تھا ۔ میسور میں ٹیپو سلطان شہید ڈٹ گئے ۔ اس کے خلاف بڑے جہاد ہوئے ۔ جہاد کے مرکز میسور' سرنگا پٹم میں بڑی جنگوں کے بعد ٹیپو سلطان وہاں شہید ہوگئے ۔ پھر سید احمد شہید کی جنگ' پھر ہمارے اکابر حضرت نانوتویؒ حضرت گنگوہیؒ جن کے شروع میں آپ نے سلسلہ حدیث میں نام سنے ۔ انہوں نے عملاً جہاد کیا' گولیاں کھائی' زخمی ہوئے' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ۔

انگریز کے خلاف علماء کی قربانیاں: شاملی میں تھانہ بھون میں' پانی پت میں غدر کے سال ۱۸۵۷ء میں تمام ہندوستان میں انگریز کے خلاف تحریک شروع ہوگئی ۔ سینکڑوں علماً نے قربانیاں دیں ۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ افغانستان اور پاکستان کے حالیہ حادثہ بہت بڑے حادثات ہیں اس کے پیچھے بہت بڑی تاریخ ضائع ہوگئی ۔ اللہ اب اس تاریخ کو مزید بچائے ۔ سینکڑوں علماً کا تحریک آزادی کی خاطر پھانسی چڑھنا' دھلی کے چوکوں سے لے کر دوسرے شہروں تک کے راستوں میں درختوں کے ساتھ علماً کی لاشیں لٹکائی جاتی تھیں اور انہیں خنزیر کی چربی میں سی لیا جاتا تھا ۔ یہ عبور دریائے شور علماً اور درس نظامی کے مصنفین کو ملکوں سے نکال کر سمندروں کے پار کردیا گیا اور ایسے جزیروں میں پھینک دیا گیا کہ ان غرباً نے تمام عمر قید تنہائی میں تڑپ کر کاٹی ۔ جیسا کہ امریکہ اب عرب مجاہدین اور طالبان کیوبا کے دور دراز جزیرہ میں پھینک رہے ہیں ۔ ان جزائر کو کوئی راہ و رسد نہ تھا ۔ غالباً علم الصیغہ کے مصنف جعفر تھا نیسری اور دیگر علماً کے عجیب حالات آپ

سنیں گے تو پھر انہوں نے کبھی اپنے بال بچوں اور وطن کو آنکھوں سے نہ دیکھا۔ کچھ کو کالے پانی بھیجا گیا تو یہ تھی مسلسل قربانی اور جذبہ جہاد تحریک ریشمی رومال شیخ الہندؒ نے ہندوستان سے شروع کی جس میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جیسی شخصیات تھیں۔ ان سب نے تحریک جنگ آزادی اس لئے لڑی کہ ملک سے انگریز چلا جائے۔ پھر حضرت شیخ الہندؒ کو جزیرہ مالٹا بھیجا گیا جہاں سے چھ ماہ بعد ایک آدھ سمندری جہاز گزرا کرتا تھا۔ اور لوگ اس کے انتظار میں کھڑے ہوجاتے کہ شاید کوئی خط یا پیغام لے کر آیا ہو۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز' مولانا میاں عزیرگل صاحب کا کاخیل اسی جزیرہ میں حضرتؒ کے ساتھ خدام اور شاگردوں کی حیثیت سے موجود رہے۔ اسی جگہ تقریباً چار برس انہوں نے کاٹے وہ حالات اگر آپ پڑھیں کہ انہوں نے کیسے یہ وقت وہاں گزارا تھا۔ اتنی طویل مسلسل جدوجہد رہی پھر اس میں پاکستان کا نعرہ بلند ہوا' پاکستان کے نام پر لاکھوں لوگ لُٹ گئے' رسوا وخوار ہوئے لاکھوں نے پاکستان کی جانب ہجرت کی کچھ دوسری جانب گئے' اپنوں سے بچھڑ کر رہ گئے۔ اس میں ہزاروں لاکھوں مسلمان شہید بھی ہوئے۔ ہماری ہزاروں خواتین کو ہندؤوں نے جبراً وہاں روک لیا اور ان سے زیادتیاں کیں۔ مشرقی پنجاب اس کی مثال ہے معلوم نہیں کہ ان مسلمان خواتین سے کتنے ہندؤوں اور سکھ بچوں نے جنم لیا ہوگا۔ ان سب قربانیوں کے بعد ہندوستان سے ایک خبیث طاقت بالآخر نکل گئی اور برصغیر آزاد ہوگیا۔ انہوں نے افغانستان پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ بیس' پچیس ہزار افراد وہاں داخل ہوئے لیکن انگریز اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ افغانیوں نے انگریز فوج کو ایک ایک کرکے ہلاک کرڈالا۔ ایک دو فوجی علامتاً زندہ چھوڑے گئے کہ وہ وطن واپس جاکر انگریز کو خبردار کرسکیں کہ افغان کسی کا تسلط برداشت نہیں کرتے۔

ان حادثات وواقعات کو غور سے مطالعہ کرنے کے بعد بھی کچھ امید اور سہارا ہے کہ اسلام کو انشاءاللہ کوئی سرے سے ہرگز مٹا نہ سکے گا۔ اسلام پھر غالب ہوگا۔ تاریخ میں اتنا کچھ ہمارے ساتھ ہوجانے کے باوجود اسلام زندہ رہا اس سے حوصلہ اور نیا ولولہ جنم لیتا ہے۔

<u>افغانستان اور پاکستان کے ساتھ دشمن کا ایک جیسا کھیل:</u> لیکن میں کہتا ہوں کہ دوسوسالہ تسلسل سے ایک ملک آزاد ہو کر آج پھر اتنی آسانی سے امریکہ کے حوالہ کردیا گیا۔ آج پاکستان میں ہوائی اڈے ان کے قبضے میں ہیں' عدالتیں اور احکام ان کے ہیں۔ انٹلی جنس ساری لاجسٹک سپورٹ' سہولت ان کو فراہم ہیں۔ طالبان کے بہانے تلاشی کے لئے وہ کسی کے گھر بھی داخل ہوسکتے ہیں۔ کسی گاؤں میں ایک طالب علم کی موجودگی کا ان کو بتادیا جائے تو وہ پورا کا پورا گاؤں ملیامیٹ کردیتے ہیں۔ پچھلے دنوں افغان سفیر کو پکڑ کرلے گئے حتیٰ کہ پاکستانی حکام کو جو بھی حکم ملتا ہے وہ سر تسلیم خم کرلیتے ہیں۔ میرے نزدیک عملاً دوسوسالہ محنت دریابرد ہوگئی۔ اتنا بڑا حادثہ ہے اللہ ہی اس تحریک کو بچائے۔ مسلمانوں کے احیاٗ کا وقت جلد آئے گا لیکن اب علم نہیں کہ امریکہ کی غلامی کا تسلط کتنا دراز ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ آزمائش جلد ختم نہ کی تو جیسے ہمارے بزرگ اکابر تھے۔ ان کی طرح ہمارا جذبہ اور ولولہ پختہ نہیں رہا۔ آپ نے دیکھا کہ اس قوم میں وہ دم خم نہیں رہا۔ اہل کفر کے خلاف کچھ اہل دین ہی نکل سکے تھے یہ حادثہ دونوں ممالک پر ہے۔ عالم اسلام پر ہے۔ ہمارے بعض اکابر بزرگ فرماتے ہیں کہ انشاءاللہ یہ برے حالات جلد بدل جائیں گے۔ وانہ لاییئس من روح اللہ الاالقوم الکفرون (الایۃ) اور اللہ کی رحمت سے مایوسی بھی کفر ہے۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اس بہت بڑے عظیم حادثے سے اللہ تعالیٰ کوئی بہت بڑے حیرت انگیز نتائج اور آثار عنقریب نکالیں گے۔ مومن کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے وہ طالبان جو ایمان کے مجسمے تھے اللہ کا دین وطن میں قائم کررہے تھے۔ ان کے جرم کی بنیاد صرف یہ تھی کہ اللہ کا دین شریعت کا نظام قائم کررہے ہیں۔ وما نقموا منھم (الایۃ) کی وہ آیتیں پڑھ لیں کہ وہ صرف لاالہ الااللہ پڑھتے تھے۔

عرب مجاہدین کا تورا بورا یا اصحاب کہف کے کھوف: پھر وہ عرب مجاہدین کہ انہوں نے اپنی راحتیں' آرام' بنگلوں اور محلات کو خیر باد کہہ کر اسلام کی حفاظت کے لئے سب کچھ چھوڑا۔ حال ہی میں عمرے کے دوران میں نے مدینہ منورہ میں مسجد قبا کی جانب محلات کا ایک وسیع سلسلہ دیکھا ساتھ موجود حضرات سے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ شیخ اسامہ بن لادن کی ملکیت ہیں۔ اور اس کی والدہ آج کل یہاں موجود ہیں۔ اور رو رو کر اسامہ کے لئے اللہ سے دعائیں مانگ رہی ہیں۔ تو پھر یہ لوگ یہ تعیشات یورپ کے مزے اور زندگیاں بھی اختیار کر سکتے تھے۔ لیکن سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے جوانیاں وقف کر گئے۔ عربی میڈیا میں آج کل یہ لفظ کھوف تورا بورا وغیرہ کی خبروں میں زیادہ استعمال ہو رہا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ انہیں اللہ نے اصحاب کہف بھی اس زمانے میں بنوادیا ۔وہ سنت بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے ''تورا بورا'' میں زندہ کروادی۔ اصحاب کہف کو تو غاروں میں بالآخر امان سے اللہ کی عبادت کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا لیکن اِن کے ساتھ غاروں میں بھی کیا کچھ نہ ہوا۔ ان غریب بے یار و مددگار مجاہدین کو کھوف میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا۔ (تقریر کے دوران ان جملوں کی ادائیگی کے دوران حضرت مولانا کی آواز ڈبڈبا گئی۔ اور مجمع بھی دھاڑیں مارنے لگا' کافی دیر سکتہ میں رہنے کے بعد انہوں نے پھر تقریر شروع کی اور فرمایا) کہ اگر یہ سب عظیم قربانیاں خالص اللہ کے لئے ہیں تو ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ ان سب کے نتائج اسلام کے لئے بہتر نکلیں گے۔

اسلام کی سخت جانی: اسلام بہت ہی سخت جاں مذہب ہے' اسے جتنا بھی اہل کفر مٹانا چاہتے ہیں وہ اتنا ہی مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ ابھرتا ہے' بلند ہوتا ہے' چنگیز خان' تاتاری' ہلاکو خان یہ سب عالم اسلام پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہا ۔ ہر بڑے شہر کے مرکز میں انسانی کھوپڑیوں کے دروازے بنوادیئے۔ ہزاروں انسانی سروں کے ان دروازوں میں سے وہ فاتحانہ شہر میں داخل ہوتے۔ بغداد ہمارا مرکز تھا' سقوط بغداد کے حالات پڑھیئے وہاں گلیاں چوراہے انسانی سروں سے بھرے پڑے رہتے تھے۔ بغداد علم کا وہ مرکز تھا جہاں ہر گھر میں عظیم کتب خانہ موجود رہتا۔ وہ ہمارا دارالخلافہ تھا۔ علمی تعلیمی اسلامی مراکز کی بڑی بڑی لائبریریوں سے کفار نے قلمی لاکھوں کتابیں دریائے دجلہ میں بہادیں۔ دریا کا پانی سیاہی بن گیا۔ لاکھوں کتابوں کے حجم سے دریا رک گیا۔ ابن علقمی جیسے غداروں نے اس وقت بھی اسلام کی تاریخ کو اپنے شرمناک کردار سے داغدار بنایا۔ خلیفۃ المسلمین المعتصم باللہ کے ساتھ کیا ہوا۔ شیخ سعدی نے کیا عجب کہا

آسماں راحق بود گر خون ببارد برزمیں　　　برزوال ملک مستعصم امیر المومنین

اسی طرح آج ہمارے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اور مجاہد اسامہ بن لادن بھی آزمائشوں میں ہیں۔ اللہ انہیں ظالموں سے بچا کر سرخرو فرمائے۔ وہ اگر ظالموں کا نشانہ ہیں' آزمائش میں ہیں تو وہ اسی ہماری پچھلی تاریخ کا حصہ ہے۔ سقوط بغداد کا حادثہ امت پر جب آیا تو تب بھی اسلام ختم نہ ہو سکا۔ انہی تاتاریوں میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی کو ایمان بخش کر نکالا اور اسلام کی حفاظت کیلئے چنگیز' تاتاری اور ہلاکو کی اولاد میں سے افواج اٹھائیں۔ جنہوں نے پھر اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں بلند کر کے دنیا پر لہرا دیا۔ حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا کہ (معمولی ترمیم کیساتھ)

تو نہ مٹ جائے گا افغان کے مٹ جانے سے　　　نشہ مے کو تعلق نہیں مے خانے سے

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے　　　پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

تاتاری اور سانحہ بیت المقدس صلیبی یلغار: اس زمانہ کے وہ ساری شورشیں اور یورشیں مٹ گئیں' آج تاتاریوں کا نام و نشان بھی نہیں۔ اللہ نے روس کے ساتھ کیا کیا۔ وہ سب کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ تقریباً ایک صدی تک وسط ایشیاء کے سات آٹھ ممالک

بحیثیت مسلمان ان کے غلام رہے۔ لیکن پھر دنیا نے دیکھا کہ افغانستان میں روس کو شکست ہوئی اور اس کا تسلط ٹوٹ گیا۔ الحمدللہ آج وہ ریاستیں آزاد ہیں۔ بیت المقدس کی تاریخ آپ دیکھیں، حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے زمانہ میں تمام عالم کفر اہل اسلام کے خلاف ایک ہوگیا۔ یہود و نصاریٰ نے اس وقت اپنے ذاتی، سیاسی، مذہبی اختلافات بھلا دیئے۔ سب نے کہا کہ ہم نے مسلمانوں کے خلاف مقدس صلیبی جنگ جیتنی ہے یہ صلیبی جنگ اس زمانہ سے آج تک مسلمان کے خلاف جاری ہے۔ امریکن خبیث صدر بش نے اپنی تقریر میں افغانستان کے خلاف جنگ کو کروسیڈ صلیبی جنگ قرار دیا اور کہا کہ ہم مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں نازک ترین تاریخ تھی۔ آپ اسے ضرور پڑھیے۔ ریجی نالڈ رچرڈ رسول اللہؐ اور مذہب اسلام کی شان میں شدید گستاخانہ لب ولہجہ استعمال کرتا تھا۔ وہ تمام کفار افواج کا مشترکہ کمانڈر ان چیف جنرل تھا۔ جیسے آج پوری دنیا امریکہ، روس، لندن، فرانس، جرمنی، ہندوستان و اسرائیل کی اتحادی افواج ایک ہیں۔ اس طرح یورپ کے تمام حکمران سپہ سالار افغانستان کی طرح شام جیسے چھوٹے ملک پر اُمڈ آئے۔ قیصر رچرڈ شیر دل فریڈرک شاہان فرانس صقلیہ انگلینڈ، آسٹریا برگنڈی وغیرہ آہنی فوج کے ساتھ ٹوٹ پڑے تھے۔ شام و فلسطین میں عیسائی حکومتیں قائم ہوئیں مرکز اسلام حجاز زد میں آگیا۔ ریجی نالڈ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کا ارادہ ظاہر کیا روضہ اقدس کے بارے میں اہانت آمیز ارادوں کا اظہار کیا۔ یہ سب مسلمانوں کے خلاف آج بھی متحد نظر آ رہے ہیں۔

<u>معرکۃ المعارک:</u> پچھلے دنوں سوال اٹھا لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ معرکۃ المعارک کی کیا پیشنگوئی ہے؟ وہ واقعی اسی جانب سے شروع ہوگی؟ کیا یہ معرکۃ المعارک کی جنگ کا آغاز ہے؟ میں نے کہا کہ بظاہر تو یہی نظر آ رہا ہے۔ یہاں دنیا کے سامنے ایک مظلوم اور اہل حق طبقہ طالبان بے دست و پا ڈٹے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب عالم کفر اپنے تمام تر اختلافات کو نظر انداز کر کے عالم اسلام کے مقابلے میں عالمی کولیشن کی صورت میں متحد نظر آ رہا ہے۔ ہمارے ملکی یار بھی کہتے ہیں کہ ہم بھی اس عالمی برادری میں شامل ہیں وہ فخر کرتے ہیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ رہنے پر جبکہ ہماری برادری تو عالم اسلام ہے، مسلمان ہے، ملت مسلمہ ہے، یہود و نصاریٰ کسی صورت بھی نہیں لیکن وہ ان باتوں پر نہیں شرماتے، نہیں ڈرتے۔ تقریباً تمام اسلامی ممالک کے سربراہان میں حیا نہ رہی وہ سب عالمی کولیشن کا نعرہ دباؤ اور ہیبت میں آ کر لگا رہے ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ میں سب کفار نے مل کر بیت المقدس شریف پر قبضہ کیا تھا۔ آج مغربی میڈیا اسلام اور حتیٰ کہ ہماری مقدس کتاب قرآن کریم کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ساری برائیوں، فتنوں، اور جرائم کا سرچشمہ ہے (نعوذ باللہ من ذالک) وہ کہتے ہیں کہ سارے انتہا پسند مسلمان قرآن کی وجہ سے ہیں۔ یہ سارے مضامین ان کی جانب سے اسلام کی مخالفت میں پھیل رہے ہیں۔ ایسی ہی صورتحال تھی کہ اُس کڑے وقت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک عادل نورالدین زنگی کو اٹھایا

ریجی نالڈ رچرڈ کی گستاخی اور ایوبی کی تڑپ: پھر ان کے جانشین ایک عظیم جرنیل صلاح الدین ایوبی نے اسلام اور اہل اسلام کو بچایا۔ سلطان میدانِ کارزار میں کود پڑے۔ تاریخ اسلام میں ایسے کئی غیرت مند حکمران موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایک بہادر جرنیل آج کے دور کے لئے عطا فرمائے۔ حضرت ایوبی نے اپنے اوپر راحت و آرام کو حرام قرار دے دیا کہ میں اس وقت تک پکی چھت کے نیچے اپنی زوجہ اپنی اولاد کے ساتھ چین سے نہ بیٹھوں گا اور اس وقت تک پوری زندگی خیمے میں گزاروں گا کہ جب تک اس گستاخ رسول جرنیل (رچرڈ) سے اپنے نبیؐ کی شان میں کی گئی گستاخی کا بدلہ نہ لے لوں اور بیت المقدس شریف کو آزاد نہ کروالوں۔ یہ عجیب تاریخ ہے آپ پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ حضرت سلطانؒ اس دکھ اور غم میں دیوانہ وار صحراؤں اور جنگلوں میں گھوما کرتے تھے۔ وہ صدائیں لگاتے کہ وا اسلاماہ، واہ محمداہ۔ ہمارے مخدوم مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے قاضی شداد کے حوالہ سے اس عاشقانہ کیفیت کا عجیب نقشہ کھینچا ہے لکھتے

ہیں کہ میدان جنگ میں سلطان کی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی تھی جس کا اکلوتا بچہ مر چکا ہو ایک صف سے دوسری صف تک دوڑتے پھرتے اور پکارتے پھرتے یالِلاسلام اسلام کی مدد کرو اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ تین تین دن تک منہ میں ایک لقمہ بھی نہ جاتا۔ ان کے عجیب خطبوں اور تقاریر میں ذکر ہے کہ وہ رات بھر چاند اور تاروں سے رو رو کر باتیں کرتے۔ بالاخر آپ کا مجاہدہ رنگ لایا۔ اور حطین کے ایک بڑے معرکے میں وہ خبیث جرنیل اور بادشاہ گھیرے میں آ گیا۔ افواج اسے پابہ جولاں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ سلطان نے تلوار نکال کر فرمایا کہ ھا انا انتصر لمحمد ﷺ۔ کہ اے لوگو! سن لو کہ آج میں محمد عربی کا انتقام لے رہا ہوں اور اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور وہ طاقت اللہ تعالیٰ نے تہس نہس کر دی۔ پھر وہ وقت آیا کہ ۹۰ برس بعد اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آزاد کرایا اور جمعہ کی نماز ہوئی۔ یہ سلسلہ پھر چلتا رہا خلافتِ عثمانیہ کی مثال لیں اس کے ساتھ بھی بہت دردناک تاریخ پیش آئی لیکن آخر انگریز دشمن کو اس زمانہ میں بھی ذلیل و رسوا بنایا گیا۔ انہوں نے پہلے خلافت عثمانیہ کو تہس نہس کیا پوری اسلامی دنیا تتر بتر ہوگئی۔ لیکن آخر اللہ نے ان سب کو آہستہ آہستہ آزاد کروا دیا۔ آج پھر وہی مسلماں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا:

اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

آج کے شہداء مجاہدین اسلام کے درخشندہ ستارے ہیں۔ جو افغانستان میں راہ حق کے لئے عرب و غیر عرب کی تفریق مٹا کر شہید ہوئے۔ ان شہید ستاروں کے ڈوبنے پر ایک نئی سحر جلد پیدا ہوگی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے بھرپور امید و توقع بھی رکھنی ہوگی۔ ہم نے جدوجہد کو جاری رکھنا ہوگا۔ حوصلے نہیں ہارنے ہوں گے' ہماری دینی مدارس کی طالب علمی کا شرف حاصل کرنا تو آج بہت ہی اہم اور نازک بن چکا ہے۔ پوری دنیائے کفر آپ کی دشمن بن چکی ہے ایسے کٹھن وقت میں دین کے لئے آپ نے خود کو وقف کیا اور یہاں دارالعلوم آئے اب تو لازمی ہے کہ پہلے سے زیادہ لمحہ لمحہ پڑھائی کو قیمتی بنایا جائے۔ کھیل کود' سیر و سیاحت اور آوارگی میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اب آپ ایک عظیم معرکتہ المعارک میں داخل ہو کر میدان کارزار میں عملاً اتر چکے ہیں۔ آپ کو خوب معلوم ہونا چاہیے کہ کافر اب آپ کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔

<u>علم کی جنگ کا علمی اسلحہ سے مقابلہ:</u> خود کو علمی اسلحہ سے لیس کر لیں۔ علمِ دین سے مسلح ہو کر آگے آپ نے دنیا میں نظریاتی جنگ لڑنا ہوگی۔ یہ ایٹمی قوت وغیرہ کی صرف ایک لہر ہے۔ اب پھر دنیا متوجہ ہو رہی ہے کہ اسلام میں اتنی قوت کیوں ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بک شاپس پر اسلامی کتابیں ختم ہو رہی ہیں۔ شائقین اور ناقدین اسلام کا لٹریچر پڑھنا چاہتے ہیں جو وہاں ناپید ہے۔ ہم مسلمانوں نے آج کے دور میں کما حقہ اس میدان کا بھی حق ادا نہیں کیا ہے۔ اس کی مانگ اس لئے ہے کہ وہ اسلامی ذخیرہ پڑھ کر طالب علم کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں' علماً اور اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں کہ یہ اتنی سخت جاں چیزیں کیوں ہیں؟ انہوں نے اپنے سخت اصولوں پر کیونکر اسٹینڈ اٹھا رکھا ہے؟ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ مجاہدین کیسے آخرت اور شہادت کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ فلسطین میں فدائی نوجوان اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر کیوں مر جاتے ہیں۔ وہ اس جذبہ شہادت اور عقیدے کی قوت کو نہیں سمجھ پا رہے' وہ تجسس کر کر کے متلاشی بن گئے ہیں' دو تہذیبوں کی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اس تہذیب کو یہ لوگ قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں ان کو آپ نے سمجھانا ہے کہ حجاب کیوں ضروری ہے؟ حیا کیوں ضروری ہے؟ بے حیائی کیوں بری ہے؟ اشیاء کیوں حلال و حرام ہیں؟ یہ جائز و ناجائز کیا ہے؟ آپ نے علمی دلائل کے ساتھ ان کو قائل کروانا ہے۔ اسلام کی حقانیت صداقت ابدی کے ثبوت ان کو آپ نے دینے ہوں گے۔ یہ علم کی جنگ ہے' دنیا علم کی طاقت سے آپ کے مذہب کی حقانیت کے بارے میں سوالات کرے گی۔ اب آپ کا پیغام ایک ایسی دنیا کو جانا ہے جہاں آگے

بڑے بڑے امتحانات ہیں۔ یہ دنیا فلسفہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ہے۔ایٹمی دور ہے۔ تسخیر کائنات میں وہ چاند مسخر کر گئے۔اس دور میں اسلام کی صحیح تعبیر تشریح تحریر و تقریر اور قلم کی ضرورت ہوگی۔ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن۔ یعنی زمانے کے نئے حالات و انداز اپنے سامنے رکھنے ہوں گے۔سب علوم کو آپ نے اپنے اندر جذب کرنا ہوگا۔ قرآن وسنت فقہ کے دلائل اصول بحکم' اسرار سمجھنے ہوں گے ان اساتذہ کرام کو اللہ تعالیٰ تندرست و توانا رکھے اور انہیں توفیق دے کہ آپ کو صحیح علوم سے روشناس کرا سکیں۔ان کے علوم کو آپ نے اپنے اندر جذب کرنے کا مادہ پیدا کرنا ہوگا۔

<u>دشمن کا دوسرا ہدف مدارس ہیں اور حکمت عملی سے انہیں بچانا ہے:</u> یہ لوگ نہیں سمجھتے مدارس کی دشمنی میں اب بھی غلط تعبیروں کے ذریعے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔حکومت پاکستان کی سطح پر اور غیروں کے اشاروں پر ایک خطرناک منصوبہ مدارس کے لئے بنایا جا رہا ہے۔امریکہ کے نزدیک افغانستان میں طالبان کے بعد دوسرے نمبر پر دوسرا بڑا ہدف مدرسہ ہے' ممبر و محراب ہے وہ مدارس کے صف اول میں اسی جامعہ حقانیہ کو نمبر ون دشمن کہہ کر پکار رہے ہیں۔ہم بہت بڑی آزمائش میں ہیں۔ ہماری فوری ترجیح یہ ہے کہ کچھ حکمت عملیوں کو اختیار کر کے ان مدارس کا نظام کسی طور پر بچا سکیں۔دشمن کی توجہ اس سے ہٹانا وقت کی ضرورت ہے۔یہ مدارس کا سلسلہ آخری سہارا ہے۔اس دین کی حفاظت کیلئے ہمارا اللہ پر ایمان ہے۔وہ اس کی حفاظت کرے گا۔

امریکی یہ سمجھ رہے ہیں کہ جب تک ان ممالک میں یہ مدارس نظام چلا رہے ہیں تو اسلام غالب رہے گا۔مجاہد بھی پیدا ہوں گے طالب علم بھی تیار ہوں گے۔وہ سمجھتے ہیں کہ اس نظام کو اگر ہم نے ختم کر لیا تو یہ اسلامی ممالک اسپین اور اندلس بن جائیں گے۔جہاں پر آٹھ سو برس مسلمانوں کی شان و شوکت کی حکمرانی تھی۔وہ وہاں نظام ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے پھر سمرقند و بخاری اور تاشقند سنٹرل ایشیاء سے سوویت یونین نے اس نظام کو باہر نکالا۔وہاں علم ختم ہو گیا' امام بخاری' امام ترمذی' نسائی' مرغینانی' ابن ماجہ' صحاح ستہ والے تقریباً جتنے بھی ہیں وہ اس خطے کی پیداوار تھے۔یہ علوم وہاں کی برکت ہیں۔آخر علم و علماً دونوں کو وہاں سے ختم کر دیا گیا۔اب آپ وہاں دیکھیں کہ وہاں اسلام کا نام بھی ٹھیک طرح سے مسلمانوں کو نہیں معلوم۔امریکہ سمجھ رہا ہے کہ ہم نے پاکستان کو بھی ترکی بنوانا ہے 'الجزائر بنوانا ہے' وہ ہمارے اس نظام میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں مگر یہ بالکل ہرگز ختم نہیں ہونا چاہیے۔وہ نصاب بدلنا چاہتے ہیں' قبضے جمانا چاہتے ہیں' طلبہ کو اپنے کنٹرول میں کرنا چاہتے ہیں۔ہم سب نے مل کر اس نظام کو نہیں بدلنے دینا۔اللہ کے سامنے ساری ساری رات عبادات میں عاجزی سے رو رو کر یہ دعائیں مانگیں کہ ان اسلام کے قلعوں اور بیش بہا قیمتی خزانوں اور اپنے نظام کا حامی و ناصر یا اللہ تو ہی بن۔یہاں دنیا سے آپ کو دیکھنے کے لئے قسم قسم کے افراد آئیں گے کوئی صحافی ہوگا' تو کوئی جاسوس' وہ آپ سے مذہب اور سیاست پر سوالات کریں گے۔ آپ نے کسی قسم کی گفتگو بحث مباحثہ ان سے نہیں کرنی جب ہم بہت ضروری سمجھتے ہیں تو بزرگ اساتذہ کرام اور ہم خود ان کو جوابات دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔مدارس کو کافی چیلنجز' نقصانات و خطرات اس وقت درپیش ہیں۔مدرسوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ہمارے قابل فخر فاضل مولانا جلال الدین حقانی کے مدرسے کو پاکستانی حدود میں نشانہ بنا دیا گیا۔ان علماً کے گھر اور خانقاہیں مسمار کی جا رہی ہیں۔ مدارس کفار کے کہنے پر بند کرائے جا رہے ہیں۔ایسے میں اپنے حکمرانوں سے خیر و بھلائی کی توقع کہاں ہو سکتی ہے۔

<u>حقانیہ کا بنیادی کردار:</u> اس وقت تمام عالم میں جو کفر کے ساتھ اسلام کی جنگ ہو رہی ہے اس میں اس ادارے کا نمایاں حصہ شامل ہے۔روس کے خلاف حقانیہ کا بنیادی کردار اب امریکہ کے خلاف بھی بنیادی کردار اور افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام یہ سب دارالعلوم کی روحانی اولاد نے کیا اللہ اسے کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے اسلام کی نشاة ثانیہ پھر ہوگی۔انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی تباہی کے انجام

کی طرف یکجا کر کے میدان میں لا رہا ہے۔امریکہ کی مثال موجودہ وقت میں اس دیوانے کتے کی سی ہے جو ہر ایک کو کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے۔وہ مکمل کر سامنے آ گیا ہے اس کے چہرے سے منافقت کا لبادہ اتر چکا ہے۔وہ ماضی میں کہتا تھا کہ روس اسلام کا دشمن ہے اور امریکہ نہیں۔اس نے بہت سے مسلمانوں کو مغالطے میں مبتلا کئے رکھا کہ میں مسلمانوں کا دشمن نہیں ہوں۔وہ آج دیوانہ وار صرف افغانستان پر ہی حملہ آور نہیں ہوا بلکہ بے وجہ فلسطین' کشمیر' عراق' سوڈان' صومالیہ' یمن' لیبیا کو بھی ڈانٹ رہا ہے کہ تیار ہو جاؤ میں فارغ ہو کر آپ کو مٹانے' نیست و نابود کرنے پہنچ رہا ہوں۔اگر فلپائن میں بھی کوئی اسلام کا نام لے تو اسے بھی ڈراتا ہے۔وہ ایسا درندہ ہے کہ لاکھوں بچوں کا خون پی کر بھی اس کی پیاس نہیں بجھی۔

خوست کی فتح کے بعد حکومت پاکستان کو افغان عبوری حکومت تسلیم نہ کرنے کا جواز باقی نہیں رہا امریکہ کو اپنے شرمناک رویہ پر غور کرنا چاہیے (مولانا سمیع الحق)

۴/اپریل ۱۹۹۱ء

خوست کی فتح کے بعد حکومت پاکستان کو افغان عبوری حکومت تسلیم نہ کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔خوست جو کابل کی سب سے بڑی چھاؤنی ہے جہاں وہ ایئرپورٹ میں امریکی اور غیر ملکی امداد کی بندش کے باوجود بھی مجاہدین نے خدا کی ذات پر اعتماد، ایمانی غیرت اور اپنے قوت بازو کے ذریعے شاندار کامیابی حاصل کر لی ہے۔ جو بہت جلد کابل اور جلال آباد کے فتح ہونے کا پیش خیمہ اور افغانستان سمیت پورے عالم میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے عظیم انقلاب ثابت ہوگا ان خیالات کا اظہار جمعیۃ علماء اسلام کے قائد اور دارالعلوم حقانیہ کے پرنسپل مولانا سمیع الحق نے ختم دورۂ تفسیر کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جسے دارالعلوم کے دو جید اساتذہ مولانا مفتی غلام الرحمٰن اور مولانا عبدالقیوم حقانی نے شعبان اور رمضان المبارک میں پڑھایا جبکہ آخری دو سورتوں کا درس شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید نے دیا مولانا سمیع الحق جو تقریب کے مہمان خصوصی تھے نے کہا کہ خوست کے محاذ جنگ پر دس سال سے دارالعلوم حقانیہ کے سینکڑوں شہید ہونے والے فضلاء بالخصوص مولانا فتح اللہ حقانی شہید مولانا احمد گل شہید کو ان کی عظیم تاریخی قربانیوں پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔مولانا سمیع الحق نے خوست کے فاتح مولانا جلال الدین حقانی کو ان کے جرأت مندانہ کردار پر انہیں امام شاملؒ قرار دیا۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ کو اپنے شرمناک رویہ پر غور کرنا چاہیے کہ مجاہدین نے اپنوں اور پرایوں کے ہاتھ کھینچ لینے کے باوجود بھی یہ ثابت کر دیا کہ اغیار کی مدد سے نہیں ایمان کی قوت سے جنگ لڑی جا سکتی ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اگر پاکستان کے علماء اور دینی قوتیں بھی متحد ہو کر اسلامی جہاد کیلئے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں تو لادین قوتیں تاراج ہوں اور ملک میں شریعت کا بول بالا ہو انہوں نے کہا کہ شریعت بل کو ڈائنامیٹ کر دینے یا اسے ٹالنے اور التواء میں ڈالنے کی تمام مذموم مساعی ناکام بنا دی جائیں گی۔　　(قومی اخبارات)

امارت اسلامی افغانستان کے سفارتکاروں کو خوش آمدید

الحمدللہ وہ مبارک ساعتیں بھی آ پہنچیں۔جن کا ہمیں شدت سے انتظار تھا یعنی تحریک طالبان افغانستان کو اللہ تعالیٰ نے وہ کامرانیاں عطا فرمائیں کہ اس تحریک کے بے سروسامان طالب علم آج سفارتکاروں کی حیثیت سے پاکستان تشریف لا رہے ہیں اور یہ ان کی کامیابی وکامرانی کی واضح دلیل ہے۔ذالک فضل اللہ یوتیه من یشاء تو اس سلسلے میں اسلام آباد میں متعین افغانستان کے سفیر جناب مولانا مفتی محمد معصوم افغانی کو ایمبیسیڈر مقرر کیا گیا ہے۔ جناب معصوم افغانی صاحب تحریک طالبان کے سرگرم مجاہد اور روز اول ہی سے اس تحریک سے وابستہ چلے آرہے ہیں اور ربانی حکمت یار حکومت کے جھوٹے پروپیگنڈے کے سامنے سینہ سپر رہے اور مغربی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کو ایسے دندان شکن جوابات دیتے رہے کہ وہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے۔یہ تمام حضرت امیر المومنین مولانا محمد عمر صاحب دامت برکاتہم کے تدبر اور حسن قیادت کا ثمرہ ہے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید استقامت عطا فرمائے۔

اسی طرح پشاور میں مولانا شہاب الدین حقانی صاحب فاضل دارالعلوم حقانیہ مقرر کیے گئے ہیں۔کوئٹہ اور کراچی میں بھی اسی طرح اپنے نمائندے مقرر کر دیے ہیں یہ وہ عہدے تھے جن پر مغرب زدہ طبقہ براجمان چلا آرہا تھا۔لیکن اب طالبان نے اپنی تحریک اور عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ ان کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے عہدے اور عظیم چیلنجز کوئی معنی نہیں رکھتے۔انہوں نے اپنی عسکری، سیاسی، انتظامی، علمی اور عملی میدانوں میں اپنی قابلیت کا سکہ جمایا اور تمام مخالفین کے دجل وتلبیس اور مکروفریب کے تاروپود بکھیر دیے۔ہم حیران ہیں کہ ابھی تک ان کی اکثریتی حکومت کو کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا اور حکومت پاکستان نے ابھی تک سرکاری طور پر ان کی جائز اور برحق اسلامی حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ہم تمام عالم اسلام اور بالخصوص حکومت پاکستان کے کارپردازوں سے اپیل کرتے ہیں کہ فی الفور اس حکومت کی حمایت کی جائے اور ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے تاکہ یہ تمام عالم اسلام کیلئے بالعموم اور پاکستان کی دفاع کیلئے بالخصوص ایک مضبوط قلعہ ثابت ہو سکے۔اگر اسلامی حکومتیں مغربی طاقتوں کے دباؤ کے باعث اس خدائی تحریک کی حمایت سے ہچکچا رہی ہیں تو عام مسلمانوں کو اس نوزائیدہ خدائی مملکت اور خلافت راشدہ کے احیاء کی اس عظیم تحریک کی مدد کیلئے آگے بڑھنا چاہیے۔یہ خالص اسلامی تحریک ہے اور اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ایک سنہری موقع عطا فرمایا ہے۔اس کو ضائع کر دینا عالم اسلام کا سب سے بڑا نقصان اور ہماری سب سے بڑی بدقسمتی ہوگی۔

دارالعلوم حقانیہ تمام مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ تحریک کے ساتھ ہر طرح کی نصرت اور تعاون کیا جائے۔

اقوام کی تاریخ نے وہ وقت بھی دیکھا ہے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

ماہنامہ الحق دسمبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۳
راشد الحق سمیع حقانی یکم رمضان ۱۴۱۷ھ

عالم اسلام میں کیا ہو رہا ہے؟

طالبان کی حکومت میں خواتین کا مقام

طالبان کابل میں بیٹھے بٹھائے ہزار خواتین کو ماہانہ تنخواہ دے رہے ہیں۔ یہ وہ خواتین ہیں جو کمیونسٹوں اور ربانی کے دور حکومت میں کابل کے مخلوط غیر شرعی نظام سے منسلک تھیں اور جن کو ربانی کی نام نہاد اسلامی حکومت نے مردوں کے شانہ بشانہ حجاب کے بغیر دفاتر، کالجوں اور دیگر اداروں میں متعین کیا ہوا تھا۔ یہ انکشاف طالبان کے ترجمان وزیر خزانہ، عالی شوریٰ کے رکن مولوی احسان اللہ احسان نے کیا، ترجمان نے کہا کہ جو لوگ طالبان کو خواتین کے حقوق کے حوالہ سے بدنام کرتے ہیں۔ بلکہ بے بنیاد پروپیگنڈے کر کے کابل کی خواتین کو طالبان کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ طالبان کا گھروں میں بیٹھی خواتین کو تنخواہ دینا ان کے لئے تازیانہ ہے۔ ترجمان نے مزید کہا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے ترقی یافتہ ملک نے آج تک خواتین کی اتنی بڑی تعداد کا کام کئے بغیر محض انسانی بنیادوں پر بھی کوئی تعاون نہیں کیا، ایک سوال کے جواب میں طالبان کی شوریٰ کے رکن نے کہا کہ کابل میں خواتین کے حقوق کے مسئلہ نے اقوام متحدہ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر عالمی اداروں کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اب دنیا کو یہ پتہ چل جانا چاہیے کہ اقوام متحدہ سمیت اغیار کے عالمی رفاہی ادارے خواتین کے حقوق کا نام مسلمانوں کے معاشرہ کو تباہ کرنے کے لیے لیتے ہیں۔ وہ حقوق کے عنوان سے مسلمان خواتین کو بے حجاب کر کے انہیں بے عزت کرنا چاہتے ہیں اور اسلامی اقدار کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

طالبان کے ترجمان نے کابل کی خواتین اور بالخصوص طالبات کو یہود و نصاریٰ کے خطرناک عزائم سے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ درحقیقت دشمنان اسلام بہن بھائیوں یعنی طالبان اور خواتین کے درمیان نفرت کا بیج بو کر ہمیں اسلام کے پاکیزہ معاشرہ سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان اپنی تمام مسلمان بہنوں کی آبرو کے محافظ بھی ہیں اور انکے تمام شرعی و انسانی حقوق کے ضامن بھی، ترجمان نے کابل کی خواتین سے کہا کہ اگر اقوام متحدہ کا ادارہ اپنے دعوے میں سچا ہوتا تو وہ طالبان کی خواتین کو محنت و مزدوری کے بغیر گھروں میں تنخواہ پہنچانے کے اقدام میں تعاون کرتا۔ حالانکہ کسی عالمی ادارے نے طالبان کی اپیل کے باوجود کابل کی بے روزگار خواتین کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ مولوی احسان اللہ نے خواتین کو یاد دلایا کہ انہوں نے جو پردہ کا حکم نافذ کیا ہے تو یہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ قرآن وحدیث کا حکم قطعی ہے۔ جس پر ایمان لانا سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ لہٰذا پردہ پر اعتراض قرآن وحدیث پر اعتراض ہے۔ جو صریح کفر ہے۔

ماہنامہ الحق مارچ ۱۹۹۷ء صفحہ ۵۳

طالبان کی اسلامی حکومت ۔ نیو ورلڈ آرڈر کیلئے خطرہ

(۱۹۹۸ء میں افغانستان اور سوڈان پر امریکی جارحیت کے دوسرے روز جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ پشاور میں مولانا سمیع الحق صاحب کا پریس کانفرنس سے خطاب)

جمیعت علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا ہے کہ امریکہ کو اصل خطرہ اسامہ بن لادن سے نہیں بلکہ اسلام سے ہے۔ جو جنگل کی آگ کی طرح روس اور وسطی ایشیائی ریاستوں کی طرف بڑھ رہا ہے اور دوسرے طرف نیو ورلڈ آرڈر کیلئے خطرہ بن چکا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ افغانستان پر امریکی حملہ دراصل اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے طالبان کی فتوحات کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششوں کو ناکام بنانے کی سازش ہے۔ امریکہ کی افغانستان میں ربانی، حکمت یار یا طالبان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ اسلامی نظام سے پریشانی ہے۔ طالبان کی فتوحات چونکہ آخری مرحلہ میں داخل ہو چکی ہیں اس لئے امریکہ، روس، بھارت اور بدقسمتی سے بعض ہمسایہ ممالک بھی اس صورتحال سے پریشان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کوئی بیرونی قوت نہیں بلکہ افغان ہیں۔ روس اور بھارت چونکہ کھل کر نہیں آسکتے اس لئے اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے انہوں نے امریکہ کو آگے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا اصل ہدف اسامہ بن لادن نہیں بلکہ اسلامی افغانستان ہے۔ اسامہ صرف ایک شخص ہے جس کی آڑ میں امریکہ نے افغانستان پر کھل کر جارحیت کی ہے تاکہ روسی سرحدوں پر الجھے ہوئے طالبان کی توجہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف روس، بھارت اور ایران کا گٹھ جوڑ ہے اور دوسرے طرف امریکی حملوں کا خطرہ طالبان کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ قائد جمیعت نے کہا کہ امریکیوں کے پاکستان سے بھاگنے سے پہلے ہی انہوں نے پیش گوئی کر دی تھی کہ امریکہ پاکستان کو استعمال کر کے افغانستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے تاکہ پاکستان اور طالبان کے درمیان اعتماد کی فضا اور تعلقات کو خراب کر دیا جائے۔ طالبان اس معاملہ پر الجھ پڑیں گے اور ان کا آخری سہارا بھی ٹوٹ جائیگا۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب میں امریکی افواج نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ امریکیوں کو خطرہ وہاں بھی ہے اور مصر میں اب تک سینکڑوں غیر ملکی مارے جا چکے ہیں لیکن وہاں سے کوئی نہیں گیا۔

<u>وزیر اعظم نواز شریف نے داغدار ماضی کو دہرایا:</u> پاکستان سے اتنی عجلت میں امریکہ نے اپنے باشندوں کو اس لئے نکالا تاکہ دباؤ کے ذریعے پاکستان کو محصور کر کے سی ٹی بی ٹی پر دستخط پر مجبور کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی جارحیت سے پاکستانی علاقہ میں جانی نقصان ہوا ہے۔ پاکستان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جارحیت کیلئے اسکی فضا استعمال ہوئی ہے۔ انہوں نے استفسار کیا کہ کیا میزائلوں کی بارش آسمان سے ہوئی ہے، طالبان پر حملہ جہاں سے بھی ہوا اس میں پاکستان استعمال ہوا ہے اور اگر ایسا ہے تو یہ ہماری قومی غیرت کی خودکشی اور ڈوب مرنے کا مقام ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ قومیں اقتصادی بحرانوں سے نہیں بلکہ قومی غیرت و وقار کے خاتمہ سے مرتی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے امریکی حملہ پر سخت مؤقف اپنانے کے بجائے ایسی نرم وضاحتیں کیں جیسے غلام آقا سے کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حملہ کے بعد کلنٹن کو فون کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وہ انسانوں کو مارنے کے بعد نواز شریف سے معافی یا انکا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ غیر ملکی میڈیا بالخصوص نیویارک ٹائمز نے واضح طور پر کہا ہے کہ پاکستان اس حملہ میں استعمال ہوا ہے اگر یہ ہوا ہے تو پھر موجودہ حکمرانوں سے پیچھا چھڑانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں عرب مجاہدین کو چن چن کر گرفتار کیا گیا جس کے احکامات امریکی قونصلیٹ سے جاری ہوتے تھے جیسے کہ پاکستان اس کی کالونی ہو، نواز شریف دوبارہ برسر اقتدار آئے تو جلوزئی کیمپ میں بیچارے عرب مجاہدین کو حالت سجدہ میں شہید کیا گیا، اب وہ کس منہ سے عرب اور افغان جہاد کے حامی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ وہ اپنے داغدار ماضی سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ امریکی وزیر خارجہ نے مزید حملوں کی دھمکی دی ہے۔ پہلی غلطی ہم معاف کر سکتے ہیں لیکن دوسری غلطی کی اجازت نہیں دینگے۔ انہوں نے استفسار کیا کہ کیا ہمارے ریڈار اتنے ناکارہ ہو چکے ہیں کہ دشمن کے حملہ کا پتہ نہیں چلا سکتے یا آئندہ بھی وہ

عرش سے اتر کر آئیں گے۔انہوں نے کہا امریکہ نے محض ایک شخص (اسامہ بن لادن) کی وجہ سے پورے خطے کا امن تہہ و بالا کیا ہے اور تمام عالمی آداب و اصولوں کو روند ڈالا ہے جبکہ طالبان کیساتھ امریکہ کا کوئی معاہدہ موجود نہیں، نہ ہی اس سلسلہ میں مذاکرات یا سفارتی ذرائع کا سہارا لیا گیا۔

اسامہ بن لادن کا قصور امریکہ کا دوہرا معیار: انہوں نے کہا کہ ایران، روس اور بھارت خوش نہ ہوں جو کچھ آج سوڈان اور افغانستان کے ساتھ ہوا ہے وہ کل کسی اور کیساتھ بھی ہوسکتا ہے۔اسامہ بن لادن امریکی جارحیت کے بعد ہیرو بن کر سامنے آیا ہے اس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے امریکی افواج کا انخلاء چاہتا ہے جس کی وجہ سے ہم سعودی عرب کو عملاً کھو بیٹھے ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ انکی زد میں ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ مغربی قومیں اسلامی ممالک کے بارے میں دوغلی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ کل تک افغانستان میں روس کی مداخلت کو جارحیت سے تعبیر کیا جاتا تھا اور آج امریکی افواج عملاً سعودی عرب میں بیٹھ کر اسلامی ملکوں کو کنٹرول اور ان پر حملے کر رہی ہیں۔ تو یہ انکی نظر میں دہشت گردی نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ امریکن حملوں کے جواب میں کیا ہم پھول پیش کریں گے، ہمارا بس چلے تو جواب میں واشنگٹن پر بم برسائیں گے، ہمارا بچہ بچہ اسامہ بنے گا، ارض مقدس اور اپنی زمین کیلئے پوری ملت قربانی دیگی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران شاہ سے زیادہ شاہ پرست واقع ہوئے ہیں۔ دنیا میں جہاں بھی کوئی واقعہ ہو یہ اپنوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ صادق ہویدا کی گرفتاری اور اسکے منہ سے اپنی مرضی کا بیان دلوانے کے بعد افغانستان پر حملہ ایک ڈرامہ لگتا ہے۔ امریکہ دوبارہ پاکستان کے دینی مدارس، دینی تربیت کے مراکز کو نشانہ بنا سکتا ہے۔لہٰذا حکومت کھل کر کہہ دے کہ وہ سی ٹی بی ٹی پر کیا ارادہ رکھتی ہے۔ بظاہر نواز شریف کے امریکہ میں پرتپاک استقبال سے محسوس ہوتا ہے کہ حکمران ایٹمی پروگرام کو رول بیک کر رہے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رعب و دبدبہ کو مٹی میں ملا رہے ہیں حالانکہ امریکی بزدل واقع ہوئے ہیں اور ذرا آنکھیں دکھانے اور ایٹم بم کی دھمکیوں سے پیچھے ہٹایا جاسکتا ہے۔ امریکی جارحیت پر ملک بھر میں احتجاج پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پوری قوم نے افغانستان پر امریکی حملہ کے اقدام کو مسترد کیا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ انہوں نے ذاتی طور پر ایرانی قیادت کو طالبان کی حمایت پر کئی مرتبہ آمادہ کرنیکی کوشش کی لیکن معلوم نہیں کہ ایران طالبان کی کامیابیوں پر کیوں سیخ پا ہے اور اس کے کیا مقاصد ہیں، ہم فرقہ واریت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایران کے شیعہ انقلاب کی بھی ہم نے مخالفت نہیں کی تھی۔ ایران شمالی اتحاد کو مسلح کمک دے رہا ہے ورنہ طالبان کے مخالفین کب کے ختم ہو چکے ہوتے۔انہوں نے کہا کہ قحط و افلاس کے مارے ہوئے اسلامی ملک سوڈان پر امریکی حملہ بلا جواز ہے۔ کیونکہ وہاں سے امریکہ کو کوئی دہشت گرد مطلوب نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں عوام کی بے نظیر اور نواز شریف سے بیزاری کے بعد اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو چکی ہے اور بہت جلد یہاں بھی طالبان اسلامی حکومت کی بنیاد رکھیں گے۔ عالمی سطح پر دہشت گردی کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ امریکی مؤقف درست تسلیم کرلیا جائے تو کل بھارت بھی یہ قدم اٹھاسکتا ہے۔

ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۳۶ سے ۳۸ (بشکریہ روزنامہ خبریں اسلام آباد ۲۳/اگست ۱۹۹۸ء)

پوری امت امریکہ کے خلاف طالبان کے حق میں کھڑی ہو
طالبان نجات دہندہ بن جائیں مولانا سمیع الحق

(ایبٹ آباد ۲۰ جولائی) دفاع افغانستان کونسل اور جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے اعلان کیا ہے کہ جمعیت علمائے اسلام اور اس کی ذیلی تنظیم جمعیت طلبائے اسلام اور طالبان پاکستان کشمیر میں جاری جہاد کو اپنا مقدس جہاد سمجھتی ہے اور اس یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ جہاد ہی سے کشمیر اور عالم اسلام کے سارے مسائل حل ہوں گے۔ مولانا سمیع الحق نے کشمیر کے جہادی تنظیموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں

طالبان کی اسلامی حکومت۔نیو ورلڈ آرڈر کیلئے خطرہ

(۱۹۹۸ء میں افغانستان اور سوڈان پر امریکی جارحیت کے دوسرے روز جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ پشاور میں مولانا سمیع الحق صاحب کا پریس کانفرنس سے خطاب)

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا ہے کہ امریکہ کو اصل خطرہ اسامہ بن لادن سے نہیں بلکہ اسلام سے ہے۔جو جنگل کی آگ کی طرح روس اور وسطی ایشیائی ریاستوں کی طرف بڑھ رہا ہے اور دوسرے طرف نیو ورلڈ آرڈر کیلئے خطرہ بن چکا ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ افغانستان پر امریکی حملہ دراصل اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے طالبان کی فتوحات کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششوں کو ناکام بنانے کی سازش ہے۔امریکہ کی افغانستان میں رہائی، حکمت یار یا طالبان سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ اسلامی نظام سے پریشانی ہے۔طالبان کی فتوحات چونکہ آخری مرحلہ میں داخل ہو چکی ہیں اس لئے امریکہ، روس، بھارت اور بدقسمتی سے بعض ہمسایہ ممالک بھی اس صورتحال سے پریشان ہیں۔انہوں نے کہا کہ طالبان کوئی بیرونی قوت نہیں بلکہ افغان ہیں۔روس اور بھارت چونکہ کھل کر نہیں آسکتے اس لئے اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے انہوں نے امریکہ کو آگے کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ امریکہ کا اصل ہدف اسامہ بن لادن نہیں بلکہ اسلامی افغانستان ہے۔اسامہ صرف ایک شخص ہے جس کی آڑ میں امریکہ نے افغانستان پر کھل کر جارحیت کی ہے تاکہ روسی سرحدوں پر الجھے ہوئے طالبان کی توجہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکے۔انہوں نے کہا کہ ایک طرف روس، بھارت اور ایران کا گٹھ جوڑ ہے اور دوسرے طرف امریکی حملوں کا خطرہ طالبان کے سر پر منڈلا رہا ہے۔قائد جمعیت نے کہا کہ امریکیوں کے پاکستان سے بھاگنے سے پہلے ہی انہوں نے پیش گوئی کر دی تھی کہ امریکہ پاکستان کو استعمال کر کے افغانستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے تاکہ پاکستان اور طالبان کے درمیان اعتماد کی فضا اور تعلقات کو خراب کر دیا جائے۔طالبان اس معاملہ پر الجھ پڑیں گے اور ان کا آخری سہارا بھی ٹوٹ جائیگا۔انہوں نے کہا کہ سعودی عرب میں امریکی افواج نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔امریکیوں کو خطرہ وہاں بھی ہے اور مصر میں اب تک سینکڑوں غیر ملکی مارے جاچکے ہیں لیکن وہاں سے کوئی نہیں گیا۔

<u>وزیراعظم نواز شریف نے داغدار ماضی کو دہرایا:</u> پاکستان سے اتنی عجلت میں امریکہ نے اپنے باشندوں کو اس لئے نکالا تاکہ دباؤ کے ذریعے پاکستان کو محصور کر کے سی ٹی بی ٹی پر دستخط پر مجبور کر دیا جائے۔انہوں نے کہا کہ امریکی جارحیت سے پاکستانی علاقہ میں جانی نقصان ہوا ہے۔پاکستان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جارحیت کیلئے اسکی فضا استعمال ہوئی ہے۔انہوں نے استفسار کیا کہ کیا میزائلوں کی بارش آسمان سے ہوئی ہے، طالبان پر حملہ جہاں سے بھی ہوا اس میں پاکستان استعمال ہوا ہے اور اگر ایسا ہے تو یہ ہماری قومی غیرت کی خودکشی اور ڈوب مرنے کا مقام ہوگا۔انہوں نے کہا کہ قومیں اقتصادی بحرانوں سے نہیں بلکہ قومی غیرت و وقار کے خاتمہ سے مرتی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے امریکی حملہ پر سخت مؤقف اپنانے کے بجائے ایسی نرم وضاحتیں کیں جیسے غلام آقا سے کرتا ہے۔انہوں نے کہا کہ حملہ کے بعد کلنٹن کو فون کی کیا ضرورت تھی۔کیا وہ انسانوں کو مارنے کے بعد نواز شریف سے معافی یا انکا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ غیر ملکی میڈیا بالخصوص نیویارک ٹائمز نے واضح طور پر کہا ہے کہ پاکستان اس حملہ میں استعمال ہوا ہے اگر یہ ہوا ہے تو پھر موجودہ حکمرانوں سے پیچھا چھڑانا ہوگا۔انہوں نے کہا کہ نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں عرب مجاہدین کو چن چن کر گرفتار کیا گیا جس کے احکامات امریکی قونصلیٹ سے جاری ہوتے تھے جیسے کہ پاکستان اس کی کالونی ہو، نواز شریف دوبارہ برسراقتدار آئے تو جلوزئی کیمپ میں بیچارے عرب مجاہدین کو حالت سجدہ میں شہید کیا گیا، اب وہ کس منہ سے عرب اور افغان جہاد کے حامی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔وہ اپنے داغدار ماضی سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔امریکی وزیر خارجہ نے مزید حملوں کی دھمکی دی ہے۔پہلی غلطی ہم معاف کر سکتے ہیں لیکن دوسری غلطی کی اجازت نہیں دینگے۔انہوں نے استفسار کیا کہ کیا ہمارے ریڈار اتنے ناکارہ ہو چکے ہیں کہ دشمن کے حملہ کا پتہ نہیں چلا سکتے یا آئندہ بھی وہ

عرش سے اتر کر آئیں گے۔انہوں نے کہا امریکہ نے محض ایک شخص (اسامہ بن لادن) کی وجہ سے پورے خطے کا امن تہہ و بالا کیا ہے اور تمام عالمی آداب و اصولوں کو روند ڈالا ہے جبکہ طالبان کیساتھ امریکہ کا کوئی معاہدہ موجود نہیں، نہ ہی اس سلسلہ میں مذاکرات یا سفارتی ذرائع کا سہارا لیا گیا۔

<u>اسامہ بن لادن کا قصور امریکہ کا دوہرا معیار</u>: انہوں نے کہا کہ ایران، روس اور بھارت خوش نہ ہوں جو کچھ آج سوڈان اور افغانستان کے ساتھ ہوا ہے وہ کل کسی اور کیساتھ بھی ہو سکتا ہے۔اسامہ بن لادن امریکی جارحیت کے بعد ہیرو بن کر سامنے آیا ہے اس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے امریکی افواج کا انخلاء چاہتا ہے جس کی وجہ سے ہم سعودی عرب کو عملاً کھو بیٹھے ہیں۔مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ انکی زد میں ہیں۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ مغربی قومیں اسلامی ممالک کے بارے میں دوغلی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔کل تک افغانستان میں روس کی مداخلت کو جارحیت سے تعبیر کیا جاتا تھا اور آج امریکی افواج عملاً سعودی عرب میں بیٹھ کر اسلامی ملکوں کو کنٹرول اور ان پر حملے کر رہی ہیں۔تو یہ انکی نظر میں دہشت گردی نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ امریکن حملوں کے جواب میں کیا ہم پھول پیش کریں گے، ہمارا بس چلے تو جواب میں واشنگٹن پر بم برسائیں گے، ہمارا بچہ بچہ اسامہ بنے گا، ارض مقدس اور اپنی زمین کیلئے پوری ملت قربانی دیگی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران شاہ سے زیادہ شاہ پرست واقع ہوئے ہیں۔دنیا میں جہاں بھی کوئی واقعہ ہو یہ اپنوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔صادق ہو یدا کی گرفتاری اور اسکے منہ سے اپنی مرضی کا بیان دلوانے کے بعد افغانستان پر حملہ ایک ڈرامہ لگتا ہے۔ امریکہ دوبارہ پاکستان کے دینی مدارس، دینی تربیت کے مراکز کو نشانہ بنا سکتا ہے۔لہٰذا حکومت کھل کر کہہ دے کہ وہ سی ٹی بی ٹی پر کیا ارادہ رکھتی ہے۔بظاہر نواز شریف کے امریکہ میں پرتپاک استقبال سے محسوس ہوتا ہے کہ حکمران ایٹمی پروگرام کو رول بیک کر رہے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رعب و دبدبہ کو مٹی میں ملا رہے ہیں حالانکہ امریکی بزدل واقع ہوئے ہیں اور ذرا آنکھیں دکھانے اور ایٹم بم کی دھمکیوں سے پیچھے ہٹایا جا سکتا ہے۔امریکی جارحیت پر ملک بھر میں احتجاج پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پوری قوم نے افغانستان پر امریکی حملہ کے اقدام کو مسترد کیا ہے۔مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ انہوں نے ذاتی طور پر ایرانی قیادت کو طالبان کی حمایت پر کئی مرتبہ آمادہ کرنیکی کوشش کی لیکن معلوم نہیں کہ ایران طالبان کی کامیابیوں پر کیوں سیخ پا ہے اور اس کے کیا مقاصد ہیں، ہم فرقہ واریت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایران کے شیعہ انقلاب کی بھی ہم نے مخالفت نہیں کی تھی۔ایران شمالی اتحاد کو مسلح کمک دے رہا ہے ورنہ طالبان کے مخالفین کب کے ختم ہو چکے ہوتے۔انہوں نے کہا کہ قحط و افلاس کے مارے ہوئے اسلامی ملک سوڈان پر امریکی حملہ بلا جواز ہے۔کیونکہ وہاں سے امریکہ کو کوئی دہشت گرد مطلوب نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں عوام کی بے نظیر اور نواز شریف سے بیزاری کے بعد اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو چکی ہے اور بہت جلد یہاں بھی طالبان اسلامی حکومت کی بنیاد رکھیں گے۔عالمی سطح پر دہشت گردی کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ امریکی مؤقف درست تسلیم کر لیا جائے تو کل بھارت بھی یہ قدم اٹھا سکتا ہے۔

ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۳۶ سے ۳۸ (بشکریہ روزنامہ خبریں اسلام آباد ۲۳/ اگست ۱۹۹۸ء)

پوری امت امریکہ کے خلاف طالبان کے حق میں کھڑی ہو
طالبان نجات دہندہ بن جائیں مولانا سمیع الحق

(ایبٹ آباد ۲۰ جولائی) دفاع افغانستان کونسل اور جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے اعلان کیا ہے کہ جمعیت علمائے اسلام اور اس کی تنظیم جمعیت طلبائے اسلام اور طالبان پاکستان کشمیر میں جاری جہاد کو اپنا مقدس جہاد سمجھتی ہے اور اس یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ جہاد ہی سے کشمیر اور عالم اسلام کے سارے مسائل حل ہوں گے۔مولانا سمیع الحق نے کشمیر کے جہادی تنظیموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں

ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ مولانا سمیع الحق طالبان پاکستان اور جے ٹی آئی کے سہ روزہ کنونشن کے اختتام پر ایبٹ آباد شہر میں نکالی گئی ریلی کے اختتام پر سبزی منڈی چوک میں عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ افغانستان کے طالبان حکومت کے خلاف امریکہ کی جنگ ہے اور پوری امت مسلمہ کو امریکہ کے خلاف طالبان کے حق میں کھڑا ہونا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام اور کرپٹ لوگوں سے عوام کو بچانے کا کام صرف اور صرف طالبان پاکستان ہی کر سکتے ہیں اس کیلئے نوجوان نسل یونیورسٹیوں' کالجوں' دینی مدرسوں کے طلبہ کو شانہ بشانہ اٹھ کر ملک کو بچانا ہوگا۔ جہاد کشمیر اور دفاع افغانستان کے حق میں ریلی اور جلسہ عام میں مولانا سمیع الحق نے اعلان کیا کہ ہماری قوم امریکہ اور بھارت کا مقابلہ غلیل اور پتھروں سے نہیں بلکہ ایٹم بم سے کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ اور ان کے ہمنوا امریکہ کو خوش کرنے کے لئے آئے دن مجاہدین اور دینی قوتوں پر دہشت گردی کا الزام لگا کر ملک دشمنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جلسہ سے جمعیت پنجاب کے امیر مولانا بشیر احمد شاد' جنرل سیکرٹری مولانا سیف الرحمان درخواستی' سرحد کے جنرل سیکرٹری مولانا یوسف شاہ اور مرکزی رہنما قاضی عبداللطیف نے بھی خطاب کیا۔

(طالبان کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں۔ نیٹو اور امریکہ کیلئے تازیانہ)

امریکہ کی سیکرٹری خارجہ کونڈا لیزا رائز نے گزشتہ دنوں اس بات کا واضح طور پر اعتراف کیا ہے کہ طالبان حکومت کے خاتمہ کے پانچ سال گزرنے کے باوجود طالبان کی قوت اور سیاسی حیثیت میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے جو امریکہ کیلئے ایک ''سرپرائز ہے''۔ یہ اعتراف بالفاظ دیگر کھلی شکست کا اقرار ہے کہ امریکہ' نیٹو اور دنیا بھر کے اتحادی افواج کی افغانستان پر قبضہ کے باوجود طالبان انکے خلاف پہلے سے زیادہ متحرک اور منظم ہو کر نبرد آزما ہیں اور خصوصاً ابھی حال ہی میں ان کی تازہ کارروائیوں نے تو نیٹو اور امریکی افواج کی ناک میں دم کر دیا ہے اور پورے افغانستان میں ان دنوں طالبان کی کارروائیوں نے نیٹو اور کرزئی حکومت کی کارکردگی اور مستقبل پر مزید سوالیہ نشان لگا دیئے ہیں۔ نیٹو موجودہ صورتحال پر دل گرفتہ ہے اور اس نے بیچارگی کیساتھ اعتراف کیا ہے کہ ہمیں مستقبل میں طالبان سے بہت زیادہ نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے ہمیں مزید افواج کی ضرورت ہے۔ اس کیساتھ جنرل مشرف نے بھی برسلز میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ طالبان القاعدہ سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ طالبان کی جڑیں افغانستان اور پاکستان کے عوام میں بہت گہری ہیں اور طالبان کو عوامی حمایت حاصل ہے اور یہ دونوں اعترافات طالبان کی خدائی تائید کا مظہر ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ اس خونی ڈرامے کا اب ڈراپ سین ہونے والا ہے اور افغانستان پر قابض سیاہ رات ڈھلنے کو ہے۔ (راشد الحق سمیع)

طالبان اور القاعدہ کی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف نئی کامیاب گوریلا جنگ

توقعات اور عسکری ماہرین کے تجزیوں اور تبصروں کے عین مطابق الحمدللہ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جاری مزاحمتی جدوجہد میں گزشتہ کئی ہفتوں سے انقلابی تبدیلی اور کامیاب تیزی آ گئی ہے۔ خصوصاً ولایت پکتیا اور خوست و گردیز میں تو مجاہدین نے امریکی فوجیوں کی وہ درگت بنائی ہے کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ گیا ہے اور امریکن فوجیں اب وہاں سے حیلے بہانوں سے راہ فرار اختیار کر رہی ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اب تک کی کارروائیوں میں چار سو سے زائد امریکی جہنم رسید ہو چکے ہیں اور درجنوں زندہ

گرفتار بھی کیئے جا چکے ہیں۔اس کے علاوہ قندھار' کابل اور دیگر کئی مقامات پر بھی مجاہدین نے کامیاب حملے کیئے ہیں اس نئی صورتحال سے امریکہ اوراس کے اتحادی افواج گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ پھراسی طرح دنیا بھر میں جابجا امریکی مفادات کے حامل مقامات پر بھی حملے ہورہے ہیں جو کہ امریکہ کے لئے ایک واضح تنبیہ ہے کہ دوسری مظلوم قوموں سے زندگی کا حق چھینا اوران پراپنی مرضی کے فیصلے مسلط کرنا اس کو بہت مہنگا پڑے گا۔امریکی افواج کے بڑھتے ہوئے ظلم اوراثر ورسوخ کے خلاف پورے افغانستان میں ایک نئی لہر اٹھ رہی ہے اور خود شمالی اتحاد کے بعض کمانڈر اور بعض دوسرے گروہ بھی امریکیوں کے خلاف کھلم کھلا اظہار نفرت کررہے ہیں۔اس کے علاوہ افغانستان میں ترقی وتعمیر کا خوشنما سبز باغ بھی ابھی تک عملی طور پر نظر نہیں آرہا اوروہاں کی بگڑتی ہوئی سیاسی صورتحال اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی ناکامیوں کے باعث مستقبل قریب میں بھی ترقی وتعمیر کے کوئی بھی امکان دکھائی نہیں دے رہا۔اسی طرح حکومت بھی شدید داخلی انتشار کا شکار ہے اور پھر حامد کرزئی کی ذاتی حیثیت تو کابل شہر کے ایک میئر سے بھی کمتر ہے اور حقیقت میں اسے شمالی اتحاد نے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف متحارب دھڑے بھی آپس میں مشت وگریبان ہیں جس کی خبریں میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر تسلسل سے آرہی ہیں اور بحمد للہ تحریک طالبان کے قائد ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے بھی اپنی موجودگی کا بھرپور انداز میں احساس دلا دیا ہے۔ جس سے قندھار کی انتظامیہ' عبوری حکومت اور خصوصاً امریکہ پر لرزہ طاری ہوگیا ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ افغانستان میں بڑھتی ہوئی بدامنی' لوٹ مار' رہزنی' ڈکیتی' طوائف الملوکی اور انتشار وافتراق سے بھی لوگ تنگ آگئے ہیں اور وہ دوبارہ طالبان طالبان پکار نے شروع ہو گئے ہیں کیونکہ طالبان کے دور میں افغانستان میں مثالی امن قائم تھا اور یہی امن وسلامتی اور اسلامی ریاست امریکہ اور عالم کفر کی نگاہوں میں کھٹکتی تھی جس کیلئے امریکہ اور اسکے اتحادیوں نے یہ سارا ڈرامہ رچایا اور آج افغانستان میں پھر جنگل کا قانون نافذ ہے۔طالبان اور القاعدہ کی یہ بھرپور واپسی ایک نئی صبح کی نوید اور ایک خوش آئند تبدیلی ہے۔امت مسلمہ کی ہمدردیاں اور دعائیں ان سرفروشوں کے ساتھ ہیں۔

(راشد الحق سمیع - الحق - مارچ 2002ء)

کٹھ پتلی افغان صدر حامد کرزئی کی ہرزہ سرائی

افغانستان کے سب سے ناکام ترین حکمران حامد کرزئی نے حکومت پاکستان اور دینی مدارس کے خلاف ایک تقریر میں بدترین ہرزہ سرائی کی ہے اور حواس باختگی کے عالم میں اپنی ناکامیوں کا تمام ملبہ دینی مدارس کے پُرامن طلباء پر پھینکا ہے۔لیکن درحقیقت دنیا کو اس بات کا خوب ادراک ہے کہ آج کا افغانستان ماضی کے تمام خراب سے خراب حالات کے افغانستان سے زیادہ بدتر خراب حالات میں گھرا ہوا ہے۔ طالبان کا دور حکومت تو اس کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ بہتر، منظم اور پُرامن تھا۔امریکہ نیٹو اور دنیا بھر کی مالی سپورٹ کے باوجود آج بھی افغانستان تعمیر وترقی سے کوسوں دور ہے اور خود کرزئی بیچارا کابل شہر تک محدود ہے۔اوراس کی حفاظت بھی مغربی فوجی کررہے ہیں کہ اس کو خود اپنے ہم وطن محافظوں پر بھی اعتماد نہیں۔ایسی فضاء میں اگر حریت پسند حملے کررہے ہیں تو اس صورتحال پر کیوں شور مچایا جارہا ہے جب اوروں کے گھروں میں پتھر پھینکے جائیں گے تو دوسری جانب سے پھول اور پتیاں اور تحفے تحائف نہیں آئیں گے۔درراصل کرزئی کے منہ میں زبان ہندوستان کی ہے اوراسے درپردہ امریکہ کی حمایت بھی حاصل ہے۔موجودہ حکمرانوں کو اپنی خارجہ پالیسی کی اصلاح کرنی چاہیے اور معذرت خواہانہ رویہ بھی ترک کردینا چاہیے۔ (راشد الحق سمیع)

اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیا تو لاکھوں مسلمانوں کی قربانیاں رائیگاں جائیں گی، افغان سفیر

عظیم مجاہد کو امریکہ کے حوالے کرنا اس بات کا اعلان ہوگا کہ اسلام کا عدل و انصاف کا اپنا کوئی نظام نہیں۔ ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ہم دفاع نہیں کریں گے۔ (۲۰۰۱ء میں جے ٹی آئی (س) کے کنونشن میں کی گئی تقریریں)

جمعیت علمائے اسلام کے لاکھوں کارکن افغانستان کی اسلامی حکومت کی حفاظت اور کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو جزو ایمان سمجھتے ہیں مولانا سمیع الحق

جو لوگ جہاد کشمیر میں کیڑے نکال رہے ہیں وہ ملت کے غدار ہیں کشمیری جہاد، جہاد نہیں تو دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں، مولانا شیر علی شاہ

ایبٹ آباد (بیورو رپورٹ) پاکستان میں افغانستان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے کہا ہے کہ عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنا اس بات کا اعلان ہوگا اسلام کا عدل و انصاف کا کوئی اپنا نظام نہیں اور ہمیں غیر مسلموں کے خود ساختہ عدالتی نظاموں کی قرآن و سنت کے نظام عدل پر بالادستی تسلیم کرنی ہوگی جو ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ملا عبدالسلام ضعیف یہاں دھمتوڑ ایبٹ آباد کے مدرسہ سراج العلوم میں طالبان پاکستان اور جمعیت طلباء اسلام (س) کے سہ روزہ تربیتی کنونشن کے اختتامی نشست سے خطاب کر رہے تھے قائد جمعیت مولانا سمیع الحق اس نشست کے مہمان خصوصی تھے افغان سفیر نے ڈیڑھ گھنٹہ تک اپنے مفصل خطاب میں افغان بحران پر تفصیلی روشنی ڈالی انہوں نے کہا کہ اسامہ روس کے وقت سے مجاہد ہے اپنے محسن کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور اسلامی فریضہ ہے اگر اس کا مجرم ہونا ثابت ہو جائے تو ہم ہرگز دفاع نہیں کریں گے۔ ہمارے ہاں قرآنی نظام ہے قوانین اور عدالتیں ہیں اگر امریکہ چاہے تو ہم انہیں اپنے محکمہ قضاء کے حوالے کر کے فیصلہ کروا دیں گے نہیں تو سعودی عرب جہاں کے وہ باشندہ ہے افغانستان اور کسی تیسرے اسلامی ملک کا ٹریبونل بیٹھ کر جو بھی فیصلہ کرے ہم تسلیم کرلیں گے۔ تیسرا آپشن یہ ہے کہ ہم اسامہ کی تمام سرگرمیاں مکمل محدود کر کے دنیا بھر سے ان کے رابطوں کو منقطع کر دیں گے وہ ایک عام پرامن شہری کے طور پر افغانستان میں بیٹھا رہے گا۔ مگر امریکہ کسی بھی تجویز پر راضی نہیں ہوتا۔ اور صرف ہٹ دھرمی کر رہا ہے جبکہ ان کی دشمنی کی اصل وجہ اسلامی نظام کا قیام ہے وہ انسانی حقوق کے نام پر افغان عوام کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے مگر افغانستان کے غیور عوام ان ساری سازشوں سے بخوبی آگاہ ہیں اسامہ کو امریکہ کے حوالہ کرنے میں ہمارے لئے بڑی مشکلات ہیں اگر ہم نے ایسا کیا تو لاکھوں مسلمانوں کی قربانی رائیگاں جائے گی کہ طالبان کے ہاں اسلام کی نہیں مفادات کی اہمیت ہے اور مفادات کے لئے ہر چیز پر پانی پھیر دیا گیا اس لئے ہم امریکی کی تمام پابندیاں اور مصائب برداشت کر رہے ہیں ہم پر منشیات کا الزام تھا جبکہ ستر سال سے جاری منشیات کی کاشت ہم نے مکمل ختم کر دی جس کا اقوام متحدہ کو بھی قطعی یقین ہے۔ امریکہ ہم پر مصالحت سے گریز کا الزام لگا رہا ہے جبکہ امریکہ نے افغان جہاد میں ویت نام کی ذلت کا بدلہ روس سے لینے کے لئے افغانستان کو منتخب کیا تھا جب روس شکست کھا گیا تو امریکہ نے جہاد کا رخ دہشت گردی کی طرف موڑ دیا۔ روس کی شکست کو پانچ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ امریکہ نے سولہ تنظیموں کی پشت پناہی کی جو آج سب امریکہ کی بولی بول رہے ہیں۔ سینکڑوں افراد ایک ایک رات میں ان کے ہاتھوں قتل ہوتے رہے عورت کی عزت لٹ رہی تھی پھر خانہ جنگی پارٹیوں کی وجہ سے گھر گھر محلہ محلہ، میں پھیل گئی ان حالات میں ہم نے قربانیاں دے کر قتل و غارت گری پر کنٹرول کیا۔ کیا قوام متحدہ اندھی ہے؟ کیا یہ سب کچھ ہم نے اچھا کیا یا برا؟ مولانا عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ امریکہ کا نشانہ صرف افغانستان آس پاس کے پڑوسی ممالک ہیں بالخصوص پاکستان ہے جہاں اسلامی نظام کے اثرات کو روکا جا سکے۔ جہادی تنظیموں اور تحریک طالبان کے سرگرم رہنما اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ حدیث مولانا شیر علی شاہ نے کہا کہ جو لوگ بھی جہاد کشمیر میں کیڑے نکال رہے ہیں وہ ملت کے غدار ہیں اگر کشمیری جہاد جہاد نہیں تو دنیا میں کہیں بھی جہاد نہیں، مفادات کے غلام اور غیروں کے اشاروں پر چلنے والے کشمیری جہاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے قائد

مہمان خصوصی مولانا سمیع الحق نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام اور جمعیت طلباء اسلام کے لاکھوں کارکن افغانستان کی اسلامی حکومت کی حفاظت اور کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو ایمان کا جز سمجھتے ہیں اس وجہ سے اس کنونشن نے جہادی تنظیموں اور جہاد کشمیر کی مکمل حمایت کی متفقہ قرارداد پاس کی ہے جے ٹی آئی کے تاسیسی رہنما سابق ممبر قومی اسمبلی جاوید ابراہیم پراچہ نے کہا کہ نواز شریف کبھی بھی اسلام کے بارے میں مخلص نہیں تھے امریکہ کا دباؤ آیا تو نواز شریف نے ہمیں کہا کہ کوئی بھی مسلم لیگی شریعت بل کو ووٹ نہ دے کیونکہ اس طرح میری حکومت چلی جائے گی۔ (روزنامہ پاکستان ۲۲ جولائی ۲۰۰۱ء)

اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنا اسلام کے نظام عدل کی نفی ہوگی (افغان سفیر)

افغانستان میں قرآنی نظام نافذ ہے، امریکہ چاہے تو اسامہ کو محکمہ قضاء کے حوالے کر سکتے ہیں، کسی اسلامی ملک کا ٹریبونل جو فیصلہ کرے تسلیم کرینگے امریکہ ہٹ دھرمی سے کام لے رہا ہے دشمنی کی اصل وجہ اسلامی نظام ہے، افغانستان کے غیور عوام سازشوں کو ناکام بنادیں گے تربیتی کونشن سے خطاب ایبٹ آباد (این این آئی) پاکستان میں افغانستان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف نے کہا ہے کہ عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنا اس بات کا اعلان ہوگا کہ اسلام کا عدل وانصاف کا کوئی اپنا نظام نہیں اور ہمیں غیر مسلموں کے خودساختہ عدالتی نظاموں کی قرآن وسنت کے نظام عدل پر بالادستی تسلیم کرنی ہوگی جو ہمارے لئے ممکن نہیں۔ وہ دھموڑ ایبٹ آباد کے مدرسہ سراج العلوم میں طالبان پاکستان اور جمعیت طلباء اسلام (س) کے سہ روزہ تربیتی کونشن کے اختتامی نشست سے خطاب کررہے تھے قائد جمعیت مولانا سمیع الحق اس نشست کے مہمان خصوصی تھے افغان سفیر نے ڈیڑھ گھنٹہ تک مفصل خطاب میں افغان بحران پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ روس کے وقت سے مجاہد ہے اپنے محسن کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور اسلامی فریضہ ہے اگر اس کا مجرم ہونا ثابت ہو جائے تو ہم ہرگز دفاع نہیں کریں گے ہمارے ہاں قرآنی نظام ہے قوانین اور عدالتیں ہیں اگر امریکہ چاہے تو ہم انہیں اپنے محکمہ قضاء کے حوالے کر کے فیصلہ کروادیں گے نہیں تو سعودی عرب جہاں کے وہ باشندہ ہیں افغانستان اور کسی تیسرے اسلامی ملک کا ٹریبونل بیٹھ کر جو بھی فیصلہ کرے ہم تسلیم کرلیں گے تیسرا آپشن یہ ہے کہ ہم اسامہ کی تمام سرگرمیاں مکمل محدود کر کے دنیا بھر سے ان کے رابطوں کو منقطع کردیں مگر امریکہ کسی بھی تجویز پر راضی نہیں ہوتا اور صرف ہٹ دھرمی کررہا ہے جبکہ ان کی دشمنی کی اصل وجہ اسلامی نظام کا قیام ہے وہ انسانی حقوق کے نام پر افغان عوام کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے مگر افغانستان کے غیور عوام ان ساری سازشوں سے بخوبی آگاہ ہیں اسامہ کو امریکہ کے حوالہ کرنے میں ہمارے لئے بڑی مشکلات ہیں اگر ہم نے ایسا کیا تو لاکھوں مسلمانوں کی قربانی رائیگاں ہو جائے گی کہ طالبان کے ہاں اسلام کی نہیں مفادات کی اہمیت ہے اور مفادات کے لئے ہر چیز پر پانی پھیر دیا گیا اس لئے ہم امریکہ کی تمام پابندیاں اور مصائب برداشت کررہے ہیں ہم پر منشیات کا الزام تھا جبکہ ستر سال سے جاری منشیات کی کاشت ہم نے مکمل ختم کردی۔ مولانا عبدالسلام ضعیف نے کہا کہ امریکہ کا نشانہ افغانستان آس پاس کے پڑوسی ممالک اور بالخصوص پاکستان ہے جہاں اسلامی نظام کے اثرات کو روکنا اس کا مقصد ہے اس موقع پر جہادی تنظیموں اور تحریک طالبان کے سرگرم رہنما اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ حدیث مولانا شیر علی شاہ جمعیت علماء اسلام کے قائد مہمان خصوصی مولانا سمیع الحق جے ٹی آئی کے تاسیسی رہنما سابق ممبر قومی اسمبلی جاوید ابراہیم پراچہ جمعیت کے رہنما شیخ محمد حنیف نے بھی خطاب کیا۔

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۲ جولائی ۲۰۰۱ء)

علماء دیوبند کا اجتماع لاہور اور مولانا سمیع الحق کا جرأتمندانہ خطاب

پل صراط پر چلنے سے زیادہ نازک صورتحال

(یہاں سے ایسا پیغام نہ جائے جس سے سامراجی قوتیں فائدہ اٹھاسکیں

○ دہشت گردی کے نام پر جہاد کے خلاف غوغا آرائی کا حصہ نہ بنیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

> ۱۵۔۱۶ اپریل کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں علماء دیوبند کا ایک اہم اجتماع ہوا جس میں مسلک دیوبند سے وابستہ مختلف تنظیموں جماعتوں اور اداروں کے تمام سرکردہ اکابر شریک ہوئے اس سے قبل ۱۳۔۱۴ اپریل کو چند اہم اکابر کی مشاورت بھی جاری رہی' موضوع ملک کو درپیش صورتحال' بیرونی طاقتوں کا عمل دخل' قبائل کی مزاحمتی سرگرمیاں اور ملک کے اہم شہروں میں دہشت گردی کے واقعات پر اجتماعی رائے کا اظہار تھا۔ اجتماع عام کی پہلی نشست میں جمعیۃ العلماء اسلام (س) کے سربراہ اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق نے ذیل کا مختصر خطاب فرمایا اور حاضرین کو اس صورتحال کی حساسیت اور نزاکتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ہمیں پل صراط سے زیادہ نازک راستہ سے گزر کر دیوبند کے مسلک اعتدال اور توازن کے ساتھ ساتھ عزیمت وحمیت کے روایات کو بھی نبھانا ہوگا۔ اس حکیمانہ خطاب کے اثرات نمایاں طور پر اجتماع اور جاری شدہ اعلامیہ میں محسوس کئے گئے۔ (ادارہ)

(خطبہ مسنونہ) قوم زعماء ملت اور اکابرین کرام!

اجلاس کی غرض وغایت تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آچکی ہے اور ہمیں ایسی صورتحال کا سامنا ہے جس کی مثال ہمیں ماضی میں بہت مشکل ہی سے ملے گی۔ بالخصوص علماء اور مسلک دیوبند کو' جو بہت ہی نازک اور حساس ہے' اور دودھاری تلوار کی مانند ہے گویا ہم چکی کے دو پاٹوں میں پھنس گئے ہیں اور ہمیں ایک پل صراط عبور کرنا ہے۔ اس لئے ہمیں بہت احتیاط سے ان حالات پر غور کرنا ہوگا۔ ایک عالمی استعماری طاقت ہم پر مسلط ہوگئی ہے۔ جس نے پہلے خاص طور پر افغانستان کو تہس نہس کردیا' پھر وہ ہمارے دروازے توڑ کر اندر داخل ہوگئی ہے اور اس نے قتل وغارتگری' تباہی اور بربادی کا بازار گرم کردیا ہے۔

<u>آزادی کی جدوجہد میں علمائے دیوبند کا مقام:</u> ہمارے ملک کی آزادی غیر اعلانیہ طور پر ہم سے چھین چکی ہے۔ جس کیلئے ہمارے ہی اکابر ڈیڑھ سو برس اور دو سو برس مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ جس کیلئے شاملی اور پانی پت کے میدان لگائے گئے جس کیلئے مالٹا اور دیگر جزیروں کو آباد کیا گیا۔ اب یہ سب کچھ ختم کرنے کیلئے دشمن ہمارے گھروں میں گھس آیا اور اس کا ٹارگٹ بھی ہماری فوج' ہمارے حکمران' ہماری ایجنسیاں' ہمارے ادارے اور یونیورسٹیاں کالجز نہیں ہے بلکہ اس کا ٹارگٹ صرف اور صرف آپ (دینی مدارس' علماء طلباء جہادی عناصر اور تحریکیں) ہیں۔

<u>تنہا ہو جانے کے خوف سے اپنی ذمہ داری چھوڑ دینا تاریخ کو بدلنا ہوگا:</u> مجھ سے قبل ہمارے ایک قابل احترام دوست

(فضل الرحمٰن) نے کہا کہ عالمی طاقتیں اور دنیا ہمیں تنہا کئے جارہی ہے، مگر ہم تو اس وقت بھی تنہا تھے جب ہندوستان میں انگریز آیا اور ہم پر قبضہ جمایا گیا۔

حضرات گرامی! ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے کہ ہم تنہا ہیں اور اس خوف سے اپنی ذمہ داریاں چھوڑ کر اپنی تاریخ بدلیں۔ ہمیں وہ نہیں ہونا چاہیے کہ

ع گر زمانہ با تو نہ سازد تو بہ زمانہ بہ ساز (بلکہ) طبعے بہم رساں کہ بہ سازے بہ عالمے

ایسا نہیں بلکہ شعر کا دوسرا مصرعہ: یا ہمتے کہ از سر عالم توان گزشت

ہمیں امعہ بننے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا **لا تكونوا امعة تقولون انا مع الناس**

<u>شاہ ولی اللہ کے خانوادے بھی تنہا تھے:</u> یعنی ہمیں زمانے کے ساتھ چلنے کی بجائے زمانے کا رخ بدلنے کی تلقین کی گئی ہے اس وقت بھی شاہ ولی اللہؒ کے خانوادے شاہ عبدالعزیزؒ، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تنہا تھے، ان کے خلاف انگریز نے بڑے بڑے نام نہاد مصلح اور مجدد کھڑے کئے ہمارے خلاف ایک جھوٹی نبوت بھی کھڑی کی گئی اور پورا ایک مکتب فکر ہمارے خلاف انگریز کیساتھ کھڑا ہوا تو اس وقت بھی ہم تنہا لڑ رہے تھے اور اب بھی تنہا ہیں۔ اب بھی یہی صورتحال ہمارے سامنے ہے کہ پوری امت مسلمہ ایک نئی سامراجیت کی شکار ہے۔

میں اختصار سے بات کر رہا ہوں کہ اس صورتحال کے سامنے کچھ طاقتیں سرنڈر نہیں ہو رہی ہیں اور وہ کسی طرح آرام سے نہیں بیٹھ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ مزاحمت کی کوئی ایک قوت تو ہونی چاہیے۔ اب ان مزاحمت کاروں میں کچھ لوگ ایسے بھی آ گئے جو توازن اور اعتدال میں نہیں رہ سکے اور یا در پردہ قوتیں ان سے نادانستہ فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ایک طرف ہم پر امریکہ مسلط ہے اور ہم کو دہشتگرد بھی قرار دیا جارہا ہے، مدرسہ، مسجد، منبر و محراب سب کو آگ لگائی جارہی ہے، چکی کے دو پاٹوں میں ہم پھنس چکے ہیں۔

<u>ایسا کلمہ حق جسے دشمن اچھال دے سے احتراز:</u> اگر ہم مزاحمت کاروں کے بارہ میں کوئی صحیح بات بھی کہہ دیں اور وہ بات شریعت پر مبنی کیوں نہ ہو تو دشمن اسے اچھال کر اپنے فائدے میں ڈال دیگا۔ یہ ایک بڑا المیہ ہے اس پر بھی بات ہونی چاہیے مگر وہ بات نہ بن جائے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے جھگڑے میں میدان جنگ میں کچھ لوگوں نے قرآن کریم نیزوں پر اچھال کر کہا کہ ان الحكم الا الله (فیصلہ صرف اللہ کے حکم پر ہوگا) تو بات تو صحیح تھی مگر اس سے غلط مقصد حاصل کیا جارہا تھا۔ اس وقت بھی کہا گیا کہ كلمة حق اريد بها الباطل کہ بات اگرچہ صحیح ہے مگر اسے برے مقصد کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔ ہمیں سوچنا ہے کہ بات کتنی بھی سچی کیوں نہ ہو لیکن اس کا نقصان یا اس کا فائدہ کس کو ہوگا؟

حضرات گرامی! اس وقت بھی ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں جو گلی گلی ہو رہی ہے لیکن ایسا راستہ، ایسا انداز اختیار کریں کہ نہ تو اصل مزاحمتی قوتیں تنہائی کا شکار ہوں اور نہ اس کا فائدہ جارحانہ سامراجی قوتوں کو پہونچنے پائے، اور نہ غیر اعلانیہ طور پر ہم انکو فائدہ پہونچانے کا ذریعہ بن سکیں۔ بنیادی بات ہے کہ آپ کی حریت، آپکی جمہوریت اور آپکی آزادی کا حق نہ چھیننے دینا یہی خلاصہ ہے فلسفہ جہاد کا اور اسے ہر حالت میں برقرار اور بحال رکھنا ہے۔

دہشت گردی کے محرکات پر غور کیا جائے: دیوبندیت اعتدال اور توازن کا نام ہے تو اس نازک مرحلے میں حساس معاملے میں جذبات میں بات نہ کی جائے بلکہ زیادہ تر اس عسکریت پسندی یا تخریب کاری یا دہشت گردی کے محرکات پر غور کیا جائے' اس کے عوامل آشکارا کیے جائیں اور یہ کہ کس نے دہشت گردوں کو یہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ان محرکات کا ازالہ حکومت تو کر نہیں سکتی۔

حکومت اور اتحادی امریکہ کے ساتھ ہیں تو جنگ کیسی لڑی جائے: حکومت تو ساتھی ہے سامراجیوں کی اور اس کے اتحادی بھی حکومت کے ساتھ ہیں۔ اور ع بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

حکومت اور اس کے اتحادی جارح کا ہاتھ نہیں روک سکتے' پارلیمنٹ کی تمام بڑی جماعتیں امریکہ کے حق میں ہیں کیا نواز شریف اور کیا زرداری سب امریکہ کے ہمنوا ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ اب یہ جنگ کیسی لڑی جائے اس پر غور کرنا چاہیے کہ استعماری قوتوں کے خلاف ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے' یہ بات آج کی نشست میں نہ ہو سکے تو کل بھی نشست رکھی جائے جس میں بیٹھ کر اس پر مکمل کر بات کریں اور سوچیں کہ غلط طریقہ کار والوں کو ہم روک لیں جو اس سے غلط فائدہ لے رہے ہیں۔ تو اس کا متبادل طریق کار اور لائحہ عمل بھی واضح طور پر قوم کو دے سکیں۔ جو کتا کنویں میں پڑا ہوا ہے حکومت جب تک اس کتے کو نکال کر باہر پھینک نہیں دیتی تو کنواں کیسے صاف ہوگا؟

پارلیمانی اور سیاسی جدوجہد کارآمد ہوتی تو مسلح جدوجہد کی نوبت نہ آتی: اور جو لوگ بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں اور ہمیں طعنہ دے دے کر کہتے ہیں کہ اگر تمہاری پرامن پارلیمانی اور سیاسی جدوجہد سے کچھ فائدہ ہوتا اور کچھ بھی اسلام کے بارہ میں پیش رفت ہو سکتی تو ہم مسلح جدوجہد پر مجبور نہ ہوتے! وہ ہمارے سارے پارلیمانی اور سیاسی جدوجہد کا مذاق اڑاتے ہیں کہ ساٹھ سال سے تم لگے ہو کیا نتیجہ نکلا؟

سوات کی پرامن تحریک اور معاہدہ کو حکومتوں نے سبوتاژ کیا: سوات میں بھی یہی صورتحال پیدا ہوئی' نفاذ شریعت کی پرامن تحریک تھی اس کو راتوں رات سبوتاژ کیا گیا۔ صرف عدالتی اصلاحات پر مبنی معاہدہ امن توڑا سراسر صوبائی اور وفاقی حکومت نے ظلم کیا کہ سوات میں اور فاٹا میں جان بوجھ کر سب کچھ کرش کیا گیا۔ میں اس کا عینی شاہد ہوں امن معاہدہ کی رات میں صوفی محمد صاحب کے ساتھ تھا۔ سب کچھ نارمل ہو گیا تھا۔ صبح فرنٹیئر ہاؤس پشاور میں سیاسی جماعتوں کا اجلاس تھا۔ میں بھی شریک تھا' وزیر اعلیٰ سرحد اور پوری حکومت بیٹھی ہوئی تھی۔ سب نے معاہدہ امن کو برقرار رکھنے کا عہد کیا اور اسے سراہا۔ میں وہاں سے اٹھ کر باہر آیا تو گیٹ پر کھڑے میڈیا والوں نے یہ خبر بد سنائی کہ تم تو مطمئن ہو اور آگے سے معاہدہ کے پرخچے اڑا دیئے گئے ہیں۔ پھر ایک جعلی ویڈیو فلم بھی چلائی گئی۔ آج ہمیں اس جعلی ویڈیو پر بھی مکمل کر بات کرنی چاہیے اور یہ ایک ایسی بڑی سازش تھی کہ رجم کے بارے میں ساری دنیا چیخنے چلانے لگ گئی۔

ہم جہاد کے خلاف غوغا آرائی کا حصہ نہ بنیں: تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بہت محتاط انداز میں قدم اٹھانا ہوگا۔ اگر ہم بھی شور و غوغا کا حصہ دار بن گئے تو پھر اللہ ہی حافظ۔

حضرات گرامی! آپ اثاثہ ہیں امت کا اور خلاصہ ہیں عالم اسلام کا اور اس ملک کا۔ آپ زمین کا نمک ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں جو کچھ ہو رہا

ہے۔اس کا بھی تدارک ضروری ہے۔معاملہ نازک ہے احتیاط نہ ہوئی تو خدانہ کرے کہ پھر ہمارے لئے سر چھپانے کی جگہ نہ رہے۔ہم سب حق بات بھی کہیں مگر ایسی کہ اس سے دشمن فائدہ نہ اٹھا سکے۔

دفاع افغانستان کونسل تباہ نہ کیا جاتا تو آج میدان خالی نہ ہوتا: ہم نے افغانستان پر حملہ کے وقت ساری طاقتیں اکٹھی کیں۔''دفاع افغانستان کونسل'' کی شکل میں ایسا اتحاد وقت کا تقاضا تھا مگر اس کا شیرازہ بکھیر دیا گیا۔اگر ہم اس کو قائم رکھتے اور اس وقت عوام کو باہر نکال سکتے تو امریکہ اور اس کے حواریوں کو میدان خالی نہ ملتا۔ہم نے غفلت کی ہمیں میدان میں ڈٹ کر باطل کے خلاف کھڑا ہونا تھا امریکہ اور سب کچھ اس کے اتحادیوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنا تھا کہ''خانہ خالی را دیوی گیرند''تو اب یہ خلاء کون پُر کرے گا؟

ہمارا اعلامیہ پر کوئی توجہ نہیں دے گا: اب میدان مکمل خالی ہے۔ہمارے آج کے اعلامیہ اور قرارداد پر نہ تو اس کے مخاطب توجہ دیں گے نہ حکومت اس پر عمل کرے گی' حکومت پارلیمنٹ سے ہماری پاس شدہ متفقہ قرارداد پر ٹس سے مس نہ ہوئی وہ اپنے پارلیمانی قرارداد کو ڈز بین(کوڑادان) میں ڈال چکی ہے تو ہماری ان قراردادوں سے کیا ہوگا؟ صرف جمعہ کی تقریروں سے حکومتیں دب نہیں جائیں گی۔

مدارس کے ساتھ حکومت کا سلوک: بزرگو! ملک غیر اعلانیہ طور پر غلام بن چکا ہے۔سارے فیصلے اور احکامات باہر سے آرہے ہیں۔حکومت پوری قوت سے مدرسوں کی بدنامی اور دینی تشخص کو کھرچنے میں لگی ہوئی ہے۔سارے ملک میں مدرسوں کی جو حالت ہوگئی ہے وہ سب پر ظاہر ہے آئے روز چھاپے مارے جارہے ہیں' روزانہ ایک نہ ایک ذلیل سے ذلیل کارندہ چھاپہ مارتا ہے۔اور آپ کے تمام ریکارڈ کو ساتھ لے جاتا ہے اور خصوصاً صوبہ سرحد میں تو بے گناہ اور معصوم ائمہ مساجد کو روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں پابند سلاسل کیا جارہا ہے' جان بوجھ کر اہل مدارس اور ائمہ مساجد کو ہراساں کیا جارہا ہے۔حقیقت میں دیندار لوگوں پر پاکستان کی زمین تنگ کرادی گئی ہے۔آج یہاں ہمارے تمام اکابر موجود ہیں اور وہ یہ حقیقت جانتے ہیں۔میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا' یہاں دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھا جائے مگر جو پہلو محرکات کا ہے یعنی سامراجیت اور استعماریت کا تو فیصلوں میں اس پلڑے کو زیادہ ملحوظ رکھا جائے اور وہ پلڑا بہر حال بھاری رہے اور یہاں سے پیغام ایسا جائے کہ ہم خدانخواستہ کسی نادیدہ ہاتھوں کے ذریعہ کوئی غلط کام تو نہیں کررہے یا اس کا فائدہ کسی باطل قوت کو تو نہیں پہونچ رہا۔یہ ساری صورتحال پل صراط سے کم نہیں۔اگر ہم نے جلد بازی میں یا کسی دباؤ میں آکر غلط فیصلے آج کر لئے تو اس کا خمیازہ نہ صرف ہم بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی تادیر بھگتیں گی۔

امید ہے یہ اجتماع اس نازک وقت میں امت کی بہتر رہنمائی کرے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس امتحان سے نکالے اور سرخرو کردے کہ ہم حق بات بھی کہہ سکیں اور ظالم کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر حق بھی منوا سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(رپورٹنگ محمد اسرار ابن مدنی' شریک دورہ حدیث' جامعہ حقانیہ)

طالبان کی حکومت اور فرزندِ اقبال جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کے تاثرات

کابل میں طالبان رہنماؤں سے مذاکرات اور ایوان شریعت میں طلباء سے خطاب

جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب گزشتہ دنوں نجی دورے پر افغانستان تشریف لے گئے تھے۔ کہ وہاں کی نئی صورت حال اور طالبان کی طرز حکومت کو بچشم خود ملاحظہ کریں۔ اور وہاں افغانستان کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مولانا نور محمد ثاقب حقانی (جو حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں) سے بھی تبادلہ خیال فرمایا۔ واپسی میں ۱۳ اپریل کو اپنے رفقاء سمیت اچانک دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ اور دفتر الحق میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے وہاں کی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال فرمایا۔ اور حضرت مولانا مدظلہ کی خواہش پر آپ نے دورہ افغانستان کے تاثرات طلبہ سے اپنے خطاب کے دوران فرمائے۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے جہاں تحریک طالبان اور انکے نظام حکومت کی کھلے دل سے تعریف کی وہاں آپ نے چند باتیں اپنی آزاد طبیعت اور مخصوص نقطۂ نگاہ سے بیان کیں جس پر مولانا مدظلہ نے دوران خطاب ہی ہلکے پھلکے انداز میں اختلاف نوٹ کرتے رہے۔ ادارہ ان کی تقریر کا متن ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نقل کر رہا ہے لیکن بعض امور میں اختلاف رائے کیساتھ۔ جناب ڈاکٹر صاحب کا شاید یہ پہلا خطاب ہے جو انہوں نے کسی دینی مدرسے میں علماء اور طلباً سے کیا ہو۔ (ادارہ)

محترم حضرات! میں اور مولانا سمیع الحق ہم دونوں سینٹ میں کولیگس رہے ہیں اور مجھے یقین نہیں تھا کہ مولانا یہاں موجود ہونگے ہم تین افراد افغانستان کے دورہ پر گئے تھے میرے دوست پروفیسر حفیظ ملک اور جنرل امتیاز ہم ابھی کابل سے واپس آ رہے ہیں اور اسلام آباد جا رہے ہیں تو راستے میں انہوں نے اس خواہش کا ظاہر کیا کہ دارالعلوم حقانیہ میں پہنچ کر کچھ طالبان اور دارالعلوم کے بارے میں معلومات حاصل کریں مجھے مولانا کی موجودگی کا پتہ چلا اور انہیں میری آمد کا تو پھر یہاں رکنے کا موقع ملا۔ میں آپ سب سے ملکر بہت متاثر ہوا ہوں۔ مولانا اور میرے خیالات بعض اعتبار سے تو ایک جیسے ہیں اور بعض مقامات پر جب میں انہیں جدیدیت کی طرف کھینچتا ہوں تو یہ مجھے قدیمیت کی طرف کھینچتے ہیں تو یہ قدیم وجدید کا قصہ ہمارے درمیان چلتا آ رہا ہے کئی سال ہم نے اکٹھے سینٹ میں گزارے ہیں۔

ابھی جب ہم کابل گئے تو افسوس یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ غزنی بھی جاؤں اور قندھار بھی۔ لیکن چونکہ ہم اپنے طور پر گئے تھے اور ہم حکومت کے کارندے نہیں تھے اور نہ ہی طالبان حکومت کو یہ علم تھا کہ ہم یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اسوجہ سے ہم لوگ کابل تک ہی محدود رہے۔ وہاں کی حالت بہت خستہ ہے اور جس دن ہم وہاں پہنچے تو مجھے یہ احساس ہوا کہ ہم بھی اسی طرح اگر آپس میں لڑیں تو کس طرح ملک تباہ ہو سکتا ہے۔ اتنی تباہی تو وہاں روسیوں نے نہیں پھیلائی جتنی آپس میں جو War Lords تھے انہوں نے پھیلائی اور طالبان نے سب سے بڑی جو خدمت کی ہے اس سرزمین کیلئے وہ یہ ہے کہ انکو امن دیا ہے اور امن اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہے وہی جو اور کوئی دینے کو تیار نہیں ہوتا تھا تو طالبان کی حکومت اسوقت جس طرح آپ سبکو علم ہے کہ تقریباً ۹۰ فیصد افغانستان کی سرزمین پر ہے اور صرف ایک فیصد یا چھوٹی سی ایک پاکٹ ہے ایک حصہ ہے جو اسوقت انکے دشمنوں کے قبضے میں ہے یعنی شمالی اتحاد۔ اب اسوقت وہاں پر لل ہے

لیکن کم از کم میری اپنی دلی خواہش یہ ہے کہ پاکستان جس طریقے سے بھی کرسکتا ہے انکی مدد کرنے کو تیار ہو اور انکو رسد وسائل پہنچائے۔ روسی جارحیت اور پھر مختلف دھڑوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے وہاں بہت نقصان ہوا ہے۔ اس وقت وہاں سب سے زیادہ ضرورت غربت کو دور کرنے کی ہے بیماری کو دور کرنے کی ہے اور اسکے ساتھ ہی بے روزگاری وہاں پر بہت ہے۔ ہم نے تو محسوس کیا ہے کہ اسوقت وہ نہایت مشکل حالات سے دوچار ہیں۔ ساری دنیا انکی اسوقت دشمن ہے اور اس وقت صرف پاکستان ہی انکے ساتھ کھڑا ہے اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان جو ہے اسوقت طالبان کیساتھ کھڑا ہے اور جتنی حتی الوسع ہم اپنی طرف سے طالبان کی مدد کرسکتے ہیں کر رہے ہیں ہماری موجودگی میں وہاں ایک قافلہ U.N کے Food Department کی طرف سے جو غالباً رسد کھانے کیلئے وہاں لوگوں کو کچھ دینے کیلئے دنیا کی طرف سے آیا ہوا تھا۔

تو ہمارے وفد نے محسوس کیا کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنکی وجہ سے ہمیں کسی نہ کسی طریقے سے اگر اسوقت جو 1/10 حصہ دشمنوں کے قبضے میں ہے شمالی اتحاد کے قبضے میں ہے اور ساری دنیا اسوقت انکے ساتھ ہے روس انکے ساتھ ہے اسی طرح برطانیہ امریکہ ہندوستان اور اسی طرح دیگر ممالک بھی انکا ساتھ دے رہے ہیں۔ اسوقت وہاں سوائے پاکستان کے میں سمجھتا ہوں کوئی بھی ایسا ملک نہیں جو انکی پوری مدد کرسکے۔ ہم بھی اپنی مشکلات میں اسوقت گھرے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی اسی طرح بے روزگاری اور قرض ہے جو باہر کے ملکوں کو ہم نے ادا کرنا ہے اسکی وجہ سے ہم کسی طور پر بھی انہیں پوری امداد نہیں دے سکتے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مثال قائم ہوئی ہے۔ دو چیزوں کے کرنے کی ضرورت ہے ایک تو انکی امداد کی جائے مالی طور پر جس صورت میں بھی ہم کرسکتے ہیں تا کہ انہیں کھانے کا یا خوراک کا جو مسئلہ ہے وہ حل کیا جاسکے اور دوسرا یہ کہ انکے ہاں بے روزگاری کو دور کیا جائے ساری کی ساری سڑکیں ٹوٹی ہوئیں ہیں اور بہت سے علاقوں میں کابل سمیت جو بارودی سرنگیں (Mines) انہوں نے بچھائی ہوئی ہیں انکو دور کرنے کی ضرورت ہے اور ہر جگہ پہ کابل میں اگر آپ جائیں گے تو دیکھیں گے کہ وہاں لکھا ہوا ہے کہ ابھی تک یہاں Mines کی Clearing نہیں ہوئی ہے۔

ہم غزنی بھی جانا چاہتے تھے لیکن وہاں پر معلوم ہوا کہ بعض جگہیں یا مقامات اس قسم کے ہیں کہ وہاں شب خون مارا جاسکتا ہے یا کوئی دوسرا نقصان ہوسکتا ہے اور ابھی بھی دشمن کی ٹولیاں اس قسم کی پھیلی ہوئی ہیں جسکی وجہ سے شب خون یا دوسرے خطرات کے سبب ہم آپ کی سیکورٹی کی ذمہ داری پوری نہیں کرسکتے۔ یہ بات ہماری پاکستان کی ایمبیسی کے ذمہ دار افراد نے ہمیں بتائی اور ابھی بھی وہاں بعض علاقوں کے حالات مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئے۔ تو مجموعی طور پر یہ صورت حال ہے اور کسی نہ کسی طریقے سے جو مخیر ادارے ہیں یا جن کا تعلق ضروری نہیں کہ حکومتی اداروں سے ہو یعنی مخیر ادارے جو کچھ بھی انکے لئے دے سکتے ہیں انکی امداد کرسکتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں وہاں پر بعض جگہ بھکاریوں کی صورت میں پھرتے ہیں تو اس چیز نے وہاں جانے کا راستہ مکمل طور پر پرامن ہے۔ عملہ نے اپنے آپ کو تکلیف سے بچانے کیلئے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

مجھے سب سے زیادہ attract کیا اور ہم نے سوچا کہ کسی نہ کسی طریقے سے اخباروں میں اور دوسری جگہوں پر یہ ذکر کیا جائے تا کہ یہ جو مشکلات اور پسماندگی کی صورت ہے کو تبدیل کیا جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دنیائے اسلام میں افغانستان کے طالبان کامیاب ہوتے ہیں تو یہ ایک بڑی اچھی مثال ہوگی وہاں پر ہمیں دوسرے وزراء سے تو ملنے کا اتفاق نہیں ہوا چونکہ ہمارے پاس سرکاری یا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسی اسناد نہیں تھیں اور نہ ہی کوئی اس قسم کی دوسری صورت تھی۔ پاکستانی ایمبیسی کے ایمبسڈر عزیز خان صاحب ہیں جنکا تعلق صوبہ

سرحد سے ہے انکی وساطت سے کم از کم چیف جسٹس سے وہاں کابل میں ان سے ملاقات ہو سکی مولوی نور محمد ثاقب سے جو آپکے ہاں حقانیہ سے پڑھے ہوئے طالبعلم ہیں۔ جہاں تک فقہ اور قانون کا تعلق ہے تو انکو اس پر کافی عبور حاصل ہے' میری جوان سے بات چیت ہوئی وہ یہی تھی کہ آپ نے یہاں پر جو اسلامی قوانین ہیں کو کس طرح نافذ کیا ہوا ہے۔ فوجداری کے سلسلے میں کیا صورتحال ہے اور دیوانی عدالتوں کی صورت میں کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ فی الحال تو ہم نے یہاں سے جو بھی فوجداری قوانین ہیں انکے جرائم کے خاتمے کیلئے اسلامی دائرہ کے تحت لا کر اس پر زیادہ توجہ دی ہوئی ہے، اور جہاں تک دیوانی معاملات کا تعلق ہے انکے متعلق ہمارا رویہ یہی ہے کہ جو قوانین یہاں پر نافذ العمل ہیں جب تک کہ وہ اسلام سے یا اسلامی اقدار اور قوانین سے متصادم نہ ہوں تو ہم انکو اسی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن جہاں تک یہ حدود کے سلسلہ کا تعلق ہے وہ وہاں پر نافذ ہیں۔ Anyway بہت ساری ایسی باتیں تھیں جو انکے ساتھ زیر بحث آئیں میرا تعلق جیسا کہ مولانا نے آپ سے فرمایا کہ میرے دل میں ایک چھوٹا سا باغی بھی ہے اور جب تک یہ بغاوت کا دل میں مادہ نہ ہو نیا راستہ اللہ تعالیٰ نہیں دکھاتا تو میں نے ان سے بھی گزارش کی کہ آپ اجتہاد کے عمل پر کس حد تک قائم ہیں۔ میں نے انکے سامنے حوالہ حضور کی حدیث سے دیا کہ جس میں انہوں نے حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بناتے وقت انکو ہدایت کی تھی کہ تمہارے سامنے جو مقدمات آئینگے انکے فیصلے کس طرح کرو گے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن کے مطابق فیصلے ہونگے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر قرآن رہبری نہ دے تو پھر۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر میں حدیث اور سنت رسولؐ پر چلوں گا تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ بھی ہدایت نہ دے تو پھر؟ تو انہوں نے کہا کہ پھر میں اپنی عقل استعمال کرونگا۔ تو میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا یہ جو حضور کی حدیث ہے کیا یہ تا قیامت جاری وساری ہے اور قائم ہے یا یہ کہ اسکا وقت گزر چکا ہے؟ تو وہ کہنے لگے تو میں نے کہا کہ میری نگاہ میں یہ جو اجتہاد کا تسلسل ہے یہ تا قیامت جاری وساری ہے وہ کہنے لگے کہ نہیں اسکے بعد کئی ائمہ آئے اور انہوں نے اجتہاد پورا کر دیا اور وہ پورا ہو چکا اور اب مزید اسکی گنجائش نہیں ہے میں پھر اسکے بعد اس بحث کو آگے نہیں لے کر گیا لیکن میں نے کہا کہ ہمارے بعض مسائل اس قسم کے ہیں بالخصوص کم از کم میرے ملک میں تو سب سے بڑا مسئلہ آئین کا ہے کہ کونسا دستور ہو جو کہ صحیح معنوں میں اسلامی ہو اور آج کی جو ضروریات ہیں ان پر بھی حاوی ہو اور اس قسم کی اظہار رائے بھی ہو سکے جیسا کہ ہمارے ہاں شوریٰ کا تصور ہے اور اسکے ساتھ ہی ہم اپنے مسائل بھی حل کر سکیں۔ دوسری چیز میں نے انہیں کہا کہ ہمارے ہاں مشکلات Economics کی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ بلاسود بینکاری یہاں پر رائج ہو اور اس کیلئے ہم یہاں کیا طریقہ کار اختیار کریں پھر میں نے کہا کہ یہاں ایک اور بڑا مسئلہ ہے اور وہ مسئلہ ہے معیدی اقدار کا جسکی کشمکش ہے شخصی آزادی کیساتھ اسکے لئے کیا راہ نکالی جائے ہمارے جو مدارس سے طلباء فارغ التحصیل ہوتے ہیں آپ جیسی شخصیات وغیرہ اور جو ہماری سیکولر یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کر کے نکلتے ہیں وہ ایک ہی محلے میں رہتے ہوئے بھی دو مختلف دنیاؤں سے تعلق رکھتے ہیں اور آپس میں انکا مکالمہ ہو ہی نہیں سکتا ہے تو یہ Dialogue کسطرح شروع کیا جائے۔ یعنی اسوقت مسلمانوں کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے خصوصاً مغربی میڈیا دنیا میں وہ ایک Clash of Civilization ہے دو تمدنوں کا آپس میں Clash ہے یہ آپکو ہر جگہ نظر آتا ہے آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ جو شمالی اتحاد جو مختلف دھڑوں کا ہے اور انہیں مختلف ممالک کی سرپرستی حاصل ہے افغانستان میں اور طالبان انکے درمیان کیا کشمکش ہے کون لوگ ہیں جو اس وقت مسعود کے پیچھے ہیں۔ وہ سارے کے سارے وہ لوگ ہیں جو Clash of Civilzation سے تعلق رکھتے ہوئے بغیر کسی وجہ کے اسلام کے

مخالف ہیں وہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں جیسے کہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو کہ آپ کو صرف Terrorism ہی سکھاتا ہے اور اسکا کوئی اور پہلو نہیں ہے۔ تو یہ Clash of Civilization جو اسوقت دنیائے اسلام سے باہر ہے وہی Inter civilization ہم میں بھی پیدا ہو رہا ہے وہ کبھی فرقہ درانہ صورت اختیار کرتا ہے اور کبھی جدید اور قدیم کے مسئلے کی صورت میں سامنے آتا ہے یہاں پر صرف سید جمال الدین افغانی کی ایسی شخصیت تھی جنہوں نے یہ کوشش کی کہ یہ جو دو مختلف طرز فکر ہیں انکا آپس میں اتحاد ہو سکے چونکہ ہم میں اس وقت جو سب سے بڑا خدشہ تھا وہ مغربی طاقتوں کے پھیلاؤ کا تھا تو علامہ افغانی کامیاب ہوئے اس سلسلے میں دنیائے اسلام کو متحد کرنے کیلئے تو وہی مرحلہ ہمیں اسوقت بھی درپیش ہے اور خاص طور پر جو افغانستان کی سرزمین ہے وہ اسوقت اس میں گھری ہوئی ہے اور ہمارے لئے بھی یہ اپنے دماغ کو Clear کرنا چاہیے کہ ہم نے یہ مسائل کس طرح حل کرنے ہیں۔ اور کسطرح آپ میں اور وہ جو مغربی طرز کے یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان میں ایک طرح سے اختلاط پیدا ہو اور آپ ایکدوسرے کے قریب آئیں تا کہ آپ مسائل سمجھ سکیں کہ اسوقت جو جدید دنیا کے مسائل ہیں وہ کیا ہیں۔ بہر حال یہ تو ایک بڑی طویل بحث ہے اور خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو دینی دار العلوم ہیں ان میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک میں ایک اجتہادی کلچر پیدا کیا جائے اور آپ ہر مسئلے کے بارے میں خود صاحب اجتہاد ہوں اور آپ کو اس بارے میں کچھ Courage کی ضرورت ہے۔ کچھ حوصلے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اجتہاد فکر وہ اتنا ضروری ہے کہ اگر آپکا اجتہاد غلط بھی ہو لیکن آپکی نیت صاف ہو تو اسکا بھی اللہ تعالیٰ آپکو معاوضہ دے گا تو مقصد یہی ہے کہ آج کے زمانے میں جو آج کی ضروریات ہیں انکے اوپر حاوی ہونے کی کوشش کی جائے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں اور آپکا زیادہ وقت نہیں لونگا کہ آپ کی کلاس شروع ہونے والی ہے لیکن میری دلی خواہش ہے اور میں نے مولانا سے بھی کہا ہے کہ اگر میں جوانی میں یہاں آتا تو میری یہ بڑی خواہش تھی کہ یہاں سے تعلیم حاصل کرتا مگر میرا پھر بھی یہی خیال ہے کہ اگر یہاں سے مجھے پوری Equipment ملتی اور میرے پاس سارا علمی اسلحہ آپ والا ہوتا تو میں زیادہ دلی طور پر اور حوصلے کیساتھ نیا راستہ نکال سکتا تھا (اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ہنستے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کو لقمہ دیا کہ پھر آپ اجتہاد بھی نہ کرتے اس پر ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اور دیگر تمام شرکاء خاصے محظوظ ہوئے) اس وقت ہمیں تشکیل فکر کی ضرورت ہے مذہب میں اور خاص طور پر فقہ کے معاملات میں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عبادات میں ہمیں کسی اجتہاد کی ضرورت نہیں ہے اور اسوقت فی الحال ہمیں صرف معاملات کے بارے میں ہے اور انکے مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا سیاسی نظام کیا ہو، ہمارا ثقافتی نظام کیا ہو ہمارے معاشی مسائل کو کس طرح حل کیا جا سکے؟ آپ ریسرچ کر کے ہمیں خود بتائیں کہ بلا سود بینکاری کس طرح ہو اور ربوٰ میں اور آج کے سود میں کیا فرق ہے؟ اور ان سارے مسائل پر غور کی ضرورت ہے اور خصوصاً آج ان مدارس کے علاوہ اور کون ان مسائل کو حل کریگا؟ اور اگر یہ مثال افغانستان میں بنتی ہے کہ وہاں آپ ہی جیسے مدرسوں اور دار العلوم سے تعلیم حاصل کرنے والے اس وقت حاکم ہیں۔ کل اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یہاں حاکم بنا سکتا ہے تو آپ کو یہ ساری چیزیں سوچ کر تیار رکھنی چاہیں تو بہر حال مجھے آپ سے بہت ساری توقعات وابستہ ہیں اور مجھے خاص طور پر مولانا صاحب کی یہ بات بڑی پسند آئی کہ وہ کہنے لگے کہ آپ ہماری بات بھی کر گئے ہو اور اپنی بھی تو میں نے انہیں کچھ لکھ کر دیا کہ میں اگر یہاں جوانی میں آتا تو یہیں بیٹھ جاتا اور یہیں سے اپنی تعلیم حاصل کرتا کوئی نیا راستہ بھی نکالتا تو ساتھ کہتے ہیں کہ آپ اپنی بات بھی کر گئے ہو

تو کوئی نیا راستہ نکالنے کا میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اکبر بادشاہ کی طرح کوئی نیا دین ایجاد کرتا میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وقت کی ضروریات کے مطابق مسلمانانِ عالم اسوقت مختلف ملکوں میں تقسیم ہیں ہمارے پاس ایسا کوئی ادارہ نہیں یہاں پر۔ اگر تیونس میں کوئی قانون پاس ہوتا ہے تو مصر میں اس سے مختلف قانون ہوتا ہے اور یہاں مختلف ہوتا ہے وہ جو اسلام کا ایک مقصد تھا کہ ملت میں ایک ہی قسم کے قوانین ہوں وہ اب حل نہیں ہو رہا تو اسکو حل کرنے کیلئے ایک عالمی ادارے کی بھی ضرورت ہے ہمیں کوئی اصلاح باہر سے نہیں ملتی ہمیں کوئی پتہ نہیں عربوں نے جو نظام قائم کر رکھا ہے بلاسود بینکاری کا جسکو Profit & Loss Account یا جسکو Mark up Accounts وغیرہ کہتے ہیں لیکن وہ ہماری سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا ہے۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ تو پتہ ہے کہ جو بینک کا جو سود ہے وہ ممنوع ہے لیکن اسکے متبادل کی ہمارے سامنے وضاحت نہیں ہے تو وہ وضاحت بھی آپ کے ذمے ہے اسوجہ سے آپ صرف دینی علوم ہی پر زیادہ توجہ نہ دیں بلکہ یہ بھی جاننے کی کوشش کریں کہ Economics سے کیا مراد ہے جدید علوم کیا ہیں؟ قوم کا تخیل کیا ہے؟ قوم کا لٹریچر کیا ہے؟ شعر و شاعری کیا ہے؟ یہ سب جاننے کی چیزیں ہیں تا کہ وہ امتیاز اور فرق جو دینی مدرسوں سے فارغ التحصیل طالب علم اور دوسری یونیورسٹیوں کے طالب علموں کے درمیان پایا جاتا ہے اسے ختم کر دیا جائے آپکو صرف ملانہ سمجھا جائے بلکہ آپ کو عالم سمجھا جائے اور صحیح معنوں میں عالم سمجھا جائے۔ سید جمال الدین افغانیؒ سے جو علماءؒ کی پرخاش ہوئی اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ تم نے علم کو محبوس کر رکھا ہے۔ آپ نے علم کے معنی محدود کر کے وہی علم قرار دے دیا ہے جو کہ دینی علوم کا ماہر ہو۔ کیا ڈاکٹر عبدالقدیر عالم نہیں ہے کیا ایسا شخص جو تاریخ کا ماہر ہو وہ عالم نہیں ہے۔ پرانے زمانے میں تو ہر شخص عالم تھا جو علم جانتا تھا لیکن اب آپ نے علم کی تشریح کو اتنا محدود کر رکھا ہے کہ علم سے مراد صرف وہی ہے یعنی فقہ، تفسیر اور حدیث کے متعلق جو معلومات اور معاملات ہوں تو اسکے لئے بھی آپ نے بتایا کہ آٹھ سال کا کورس ہے جو کہ ایک محدود قسم کا کورس ہے اور آٹھ سال میں آپ کی جوانی گزر جاتی ہے (مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے درمیان میں بات کاٹتے ہوئے فرمایا کہ یہ کورس محدود نہیں ہے بلکہ اس کورس میں ۱۴ سے زائد علوم پڑھائے جاتے ہیں اور اسکے علاوہ عصری علوم کا بھی ایک بڑا حصہ ہم نے نصاب میں شامل کر دیا ہے۔ جبکہ پرائمری اور ہائی سکول تک آٹھ دس سال گزارنے پڑتے ہیں ۔ آج جدید علوم حاصل کئے بغیر کسی قوم کیلئے چارہ ہی نہیں ہے آباد رہنے کا تو وہ کس طرح حاصل کئے جائیں گے۔ تو مطلب یہ ہے کہ اسلام کا اصل مقصد اگر آپ جدید نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو وہ Dual concept of Happiness ہے کہ اس دنیا میں بھی خوشی حاصل کرنا اطمینان حاصل کرنا' مسرت حاصل کرنا اور آخرت میں بھی اسکے لئے تیاری کرنا تو یہ دو Dual concept of Happiness اسلام کا نظریہ ہے۔ جو ہمیں متمیز کرتا ہے یونانی اور اسی طرح کے دیگر مغربی افکار سے کیونکہ مغربی فکر تو یونان ہی کی عکاسی کرتی ہے لیکن ہمارا جو تصور ہے اسلام کا وہ تو Dual ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم other worldiness پر صرف زور ڈالیں کہ آخرت ہی اصل حقیقت ہے یہ جو زندگی ہے یہ تو عارضی ہے۔ اگر یہ عارضی بھی ہے تو یہاں بھی رہ کے ترقی کی ضرورت ہے جب عالم اسلام کا تمدن روشن تھا تو ہم ہی معیار تھے دنیا کو علم ہم دیتے تھے۔ مغربی یونیورسٹیوں سے جو تحصیل علم کیلئے طالب علم آتے تھے وہ ہماری اسلامی یونیورسٹیوں میں ہی آتے تھے۔ مثلاً قرطبہ میں آتے تھے، قاہرہ (الازہر) جاتے تھے انہی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کرتے تھے تو اب ایسا زمانہ بدل گیا ہے اس زمانے میں تو یورپین کیلئے عربی لباس پہننا اور نہانا پاک صاف ستھرا رہنا یہ سب مسلمانوں سے انہوں نے

سیکھا اس زمانے میں جو نہاتا تھا عربوں کے لباس پہنتا تھا انکو پادری کہتے تھے کہ یہ کافر ہے اور دیکھو جی یہ نہاتا ہے۔ کتنے ظلم کی بات ہے یہ پاک وصاف رہنا یعنی غلاظت بھی ایک طرح سے فخر کی نشانی سمجھی جاتی تھی تو میں بھی یہی عرض کرونگا کہ ہم نے جب دنیا کو ایک جدید تعلیم سے روشناس کرایا تو ہم کیوں دنیا سے ڈر جائیں ہمیں ان تعلیمات کو حاصل کر کے اپنی ہی طرف سے دنیا کو ایک نیا راستہ دکھانا ہے سو جدید علوم ہیں ان سے بھی باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔ مجھے آپ سے مل کر بڑی مسرت ہوئی ہے اور میں اب بھی بار بار کہتا ہوں کہ ہمیں آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

..........................O☆O..........................

(حقانیہ کے بارہ میں تحریری تاثرات)

جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں رائے بک میں جن نیک خواہشات کا اظہار فرمایا ہے۔ نذر قارئین ہے۔ .... ادارہ

بسم اللہ

میں نے آج مولانا سمیع الحق صاحب کی دعوت پر دارالعلوم کا دورہ کیا اور انکے کتب خانوں اور طلباء کی تعداد سے بے حد متاثر ہوا۔ اگر جوانی میں آتا تو شاید یہیں سے تعلیم حاصل کرتا اور اس ادارے کے فیض سے مسلمانان عالم کے لئے کوئی تخلیقی تحقیقی نئی راہ نکالتا۔ فکر نو کی تشکیل کی اشد ضرورت ہے۔

دیکھ چکا المنی 'شورشِ اصلاح دیں — جس نے نہ چھوڑے کہیں 'عہدِ کہن کے نشان
چشم فرانسیس بھی' دیکھ چکی انقلاب — جس سے دگرگوں ہوا ' مغربیوں کا جہاں
قلب مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب — راز خدائی ہے یہ' کہہ نہیں سکتی زباں
دیکھئے اس بحر کی 'تہہ سے اچھلتا ہے کیا — گنبدِ نیلو فری ' رنگ بدلتا ہے کیا

جاوید اقبال۔ 4 اپریل 2000ء

افغانستان پر امریکہ کی متوقع جارحیت

پاکستان' افغانستان کے پڑوسی ملک ایران نے افغانستان کی سرحدات کے ساتھ دو لاکھ اسی ہزار افواج جمع کر دی ہیں اور جنگی مشقوں کی آڑ میں تحریک طالبان پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ ان مشقوں اور جارحیت کے ذریعہ ایران کئی امور پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔

(۱) طالبان کی بڑھتی ہوئی طاقت اور عظمت کو کم کرنا

(۲) طالبان کی بڑھتی ہوئی کامیابیوں اور فتوحات کو روکنا۔

(۳) طالبان کے مخالفین قوتوں کو اندرون ملک سنبھالا دینا اور انکو طالبان کے خلاف بغاوت پر اکسانا

(۴) افغانستان میں رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ایرانی فوجی اور اسلحہ سے لوگوں کی توجہ ہٹانا۔

(۵) پاکستان کو عالمی اور سیاسی سطح پر بدنام کرنا۔

اس کے علاوہ اور کئی عوامل ہیں جن کی بناء پر ایران افغانستان کے خلاف ننگی جارحیت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ایران کے حالیہ جارحانہ کردار سے اس کے اسلامی انقلاب کا چہرہ اور برہم سب کے سامنے آشکارا ہو گیا ہے۔ صرف ذاتی مفادات اور مسلکی تعصب کی بناء پر اپنے دو پڑوسی ممالک کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہونا بلکہ بعض طالبان میں امریکہ جسے ایران شیطان بزرگ کہتا ہے اور برطانیہ اور شاطن رسول سلمان رشدی کے ساتھ بھی ہاتھ ملاتا ہے' ان اقدامات کے بعد ایران اور اس کا انقلاب پوری طرح عیاں ہو گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے نمائندے لخضر ابراہیمی دونوں ممالک کے درمیان مذاکرات کر رہے ہیں' اور جلتی آگ پر پانی ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ادھر کرغستان میں ایرانی اسلحہ سے بھری ہوئی ٹرین جو کہ افغانستان میں طالبان مخالفین کو ''امداد'' کے نام پر بھیجی جا رہی تھی ایک مقامی ریلوے اسٹیشن پر پکڑی گئی ہے۔ دنیا بھر کو ایک بار پھر ایرانی جارحیت کا واضح ثبوت مل گیا ہے لیکن اقوام متحدہ اور یہاں پاکستان میں جماعت اسلامی کے کرتا دھرتا سارا نزلہ طالبان پر گرا رہے ہیں' ان کو ابھی تک ظالم و مظلوم میں تمیز اور فرق محسوس نہیں ہوتا۔ حکمتیار کے غم میں اب تک یہ لوگ نڈھال ہو رہے ہیں' اسی ربانی اور حکمتیار اور مسعود کے ہاتھوں امت مسلمہ اور افغانستان جگہ ہنسائی کا ذریعہ بنے اور اب بھی یہ گندے انڈے ایران کی گود میں جمع ہیں اور انڈیا کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

اس کے ساتھ ہی روس کی پندرہ سو کمانڈوز آرمی نو سال کے بعد دوبارہ افغانستان میں طالبان مخالفین کے علاقوں میں فضائی راستوں سے اتر چکی ہے' اور یوں ایک بار پھر روس کو افغانستان میں مداخلت کا موقع سابقہ افغان قیادت اور ایران نے فراہم کر دیا ہے' روس نے ترکمانستان ازبکستان کے ساتھ طالبان کے خلاف دفاعی معاہدہ بھی کر لیا ہے' موجودہ صورتحال میں رس اور ایران کے عزائم میں کوئی فرق نہیں۔ گزشتہ ماہ ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر نے روسی افواج اور حکومت سے طالبان کے خلاف اپنی فوج کشی میں تعاون طلب کیا ہے۔ روسی افواج کی افغانستان میں دوبارہ آمد اسی دعوت کا نتیجہ ہے۔ عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان کے لئے روسی افواج کی دوبارہ افغانستان میں آمد ایک بہت بڑا المیہ ہے اور اس سے سب کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ اگر فوری طور پر تحریک طالبان اور افغانستان کی حکومت کی مدد اور اسے تسلیم نہیں کیا گیا تو اس کا خمیازہ صدیوں تک عالم اسلام کو بھگتنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی امریکی سینٹ میں نائب وزیر خارجہ انڈر فرتھ نے اسامہ بن لادن اور افغانستان پر دوبارہ حملہ کا سگنل دے دیا ہے۔ اس سے پہلے امریکہ کی یہودن وزیر خارجہ مسز البرائٹ اور وزیر دفاع نے بھی متعدد بار نئے حملوں کا پروگرام بنایا ہے۔ دنیا کی تمام بڑی طاقتیں سٹوڈنٹس (طالبان) کی نوزائیدہ حکومت کو کچلنے کے لئے بیتاب ہیں اور ان کی ساری خارجہ پالیسیاں اور فوجی قوت تحریک طالبان کے خلاف صرف ہو رہی ہے' ان کا جرم صرف خدا کی زمین پر خدا کا نظام جاری رکھنا قرار دیا جا رہا ہے۔ اور اس لئے کہ یہ غازی و صحرائی پراسرار بندے غلامی کو قبول نہیں کرتے بلکہ انہیں محمد عربی ﷺ کی غلامی قبول ہے۔ یہی ان کی بنیادی ''بغاوت'' ہے امریکہ کی نظر میں۔ ان حالات میں عالم اسلام کو ایک بار پھر ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنا سیکھے۔

راشد الحق سمیع ۔ (ماہنامہ الحق۔ اکتوبر' نومبر 1998)

(افغانستان پر امریکہ کے حملہ کی صورت میں تمام عالم اسلام پر جہاد فرض عین ہوگا دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ)

(۱) جب کافر کسی مسلمان ملک پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس ملک کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوتا ہے اور دوسرے مسلمان ملکوں پر فرض کفایہ۔ ہاں اگر وہ مسلمان ملک جس پر کافر حملہ آور ہو چکا ہو۔ کافر کے مقاومۃ و مقابلہ سے عاجز ہو اور یا سستی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کر کے جہاد نہ کر رہا ہو۔ تو پھر قریب کے مسلمان ملک پر جہاد فرض عین بن جاتا ہے اور یہ مسلمان ملک بھی عاجز اور یا بے غیرت ہو تو پھر دوسرے قریب کے مسلمان ملک پر جہاد فرض عین ہوتا ہے۔ وھکذا شرقاً و غرباً تمام عالم اسلام پر جہاد فرض بن جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اکیلا افغانستان اور کوئی اور مسلمان ملک امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مقاومۃ و مقابلہ کے نہیں۔ لہٰذا امریکہ کے افغانستان پر حملہ آور ہونے کی صورت میں امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے مقابلہ میں اگر چہ اتحادی کوئی مسلمان ہو تمام عالم اسلام پر جہاد فرض عین ہوگا۔ (ردالمحتار و ھندیہ)

(۲) کسی مسلمان ملک کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ افغانستان کے خلاف امریکہ کے اتحاد میں شامل ہو کر اسکی کسی قسم کی مدد کرے۔ حدیث میں ہے کہ المسلم اخو المسلم لا یظلمه و لا یسلمه (بخاری ج ۲: ۱۰۲۸)

ترجمہ: یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے گا اور نہ دشمن کے مقابلے میں اس کو مدد کئے بغیر چھوڑے گا۔ اور اگر پاکستان نے یہ غلطی کی تو عمر بھر پاکستان کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی اور قوم کی خون و پسینہ سے بنی ہوئی ایٹمی قوت تباہ ہو کر اہل پاکستان کو مفت میں امریکہ کی غلامی میں عمر بسر کرنی ہوگی۔ اور اس لئے پاکستانی قوم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حکمرانوں کے گریبانوں میں ہاتھ ڈالیں تاکہ وہ اس عظیم غلطی کے مرتکب نہ ہوں۔

حدیث میں ہے کہ من رای منکم منکراً فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذالک اضعف الایمان۔ (مسلم ص ۵۲۔ ج ۱) جب کوئی مسلمان کسی ناروا کام کو ہوتا ہوا دیکھے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ قوت بازو سے اس کے خلاف جہاد کر کے اس کو روک دے اور یہ طاقت نہ ہو تو پھر اس کے خلاف لسانی (تحریری) جہاد کر کے اس کو روکنے کی کوشش کرے اور یہ طاقت بھی نہ ہو تو پھر کم از کم اس ناروا کام کو دل میں ناروا اور برا سمجھے اور یہ آخری درجہ ایمان کا بہت کمزور درجہ ہے۔

اور سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے کہ عن عقبه ابن مالک قال بعث النبی ﷺ سریة فسلحت رجلاً منهم سیفا فلما رجع قال لو رایت مالا منا رسول الله ﷺ قال اعجز تم اذ بعثت رجلاً منکم فلم یمض لا مری ان تجعلوا مکانه من یمضی لامری۔ (ص ۳۵۳ ج ۱) ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت پر ایک شخص کو امیر مقرر کر کے اس جماعت کو جہاد کے لئے بھیج دیا۔ عقبہؓ فرماتے ہیں کہ اس جماعت میں ایک مجاہد کو میں نے تلوار دے کر اس کو مسلح کر دیا۔ جہاد سے واپسی پر اس مجاہد نے کہا کہ جہاد کے اس سفر میں ہمارے امیر سے جناب نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہوگئی۔ مگر ہم مجاہدین نے اس پر اس کو معزول کر کے اس کی جگہ کسی مطیع و فرمانبردار شخص کو امیر نہ بنا دیا۔ ہماری واپسی پر جب پیغمبر خدا ﷺ کو اس کا علم ہوا تو اس پر حضور اکرم ﷺ نے ہم کو پرزور طریقہ سے ملامت کیا اور فرمانے لگے کیا تم اس سے عاجز تھے کہ میرے نافرمان شخص کو برطرف کر کے اس کی جگہ میرے مطیع اور فرمانبردار شخص کو امیر بنا دیتے۔ (رواہ ابوداؤد، ج ۱: ص ۳۵۳۔ باب فی الطاعۃ)

ھوالموفق کتبہ مفتی سیف اللہ حقانی (رئیس دارالافتاء) جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ ۵ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۲ ستمبر ۲۰۰۱ء

امریکہ اور نیٹو کی افغانستان میں متوقع شکست

قدرت کا یہ ایک اٹل قانون ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال کا عمل شروع ہوتا ہے اور ہر عہد کے فرعون کے لئے اپنے اپنے وقت کی موسیٰ صفت قوت پیدا کی جاتی ہے۔ تاریخ انسانی ایسی درجنوں شہادتوں سے بھری پڑی ہے۔ ابھی حال ہی میں (گریٹ برٹن) برطانیہ اور سوویت یونین کی فرعونی قوت اور استعماری دبدبے اور طنطنے کا حشر دنیا کے سامنے ہے۔ ان کے بعد دنیا کی طاقت اور قوت کی واحد ''علمبردار'' سپر پاور امریکہ تن تنہا بلاشرکت غیرے استعماری تختِ طاؤس پر متمکن اور جلوہ افروز ہوا۔ اس نعرۂ مستانہ کے ساتھ کہ انا ربکم الاعلیٰ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے عالم اسلام کی کمزور اسلامی ممالک پر باؤلے کتے کی طرح یلغار کر دی۔ افغانستان اور عراق اس کا خصوصی اہداف ٹھہرے اور فلسطین و لبنان پر اپنے پالتو پلّے اسرائیل کو چھوڑ آگیا۔ اس کے ساتھ ساتھ شروع میں شام اور ایران بھی اس کی ہٹ لسٹ پر آ گئے تھے حتیٰ کہ ہر اسلامی ملک پاکستان سمیت سب اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ اس کے بعد میرا نمبر ہوگا۔ ایسی ناامیدی اور خوف و یاس کی فضاؤں میں مجاہدین اسلام نے ایک بار پھر عراق و افغانستان میں بے سروسامانی کے عالم، دنیا بھر کی مخالفت، اپنوں کی غداریوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود اپنا علمِ جہاد بلند کیا اور نعرہائے تکبیر کی گونج سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کرا دیا۔ اس مشتِ خاک پریشاں نے الحمدللہ اب طوفان بلا کی شکل اختیار کر کے عالم کفر کے مکروہ چہرے کو اور بھی سیاہ کرا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے عراق کے شہروں سے امریکیوں اور اتحادیوں کے لاشوں کے لاشے تمام تر قوت اور جبر کے باوجود اٹھنا شروع ہوئے اور وقت کے یزیدی لشکروں کے سامنے سرزمین کربلا کے مقدس ریگزاروں سے مجاہدین اسلام کے لشکر انہیں شکست دینے اور میدان معرکہ حق و باطل کو رنگین کرنے کے لئے بےخطر دیوانہ وار کود پڑے۔

اب صدر بش کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ عراق کو فتح کرنے آیا تھا اور اب اس کے نتیجے میں اس کی اپنی برسوں سے قائم اقتدار کی کشتی بھی ابھی حالیہ مڈٹرم الیکشن میں ڈانواڈول ہوگئی اور سفینہ اقتدار کسی بھی وقت بحر ظلمت میں ڈوب سکتا ہے۔ سینٹ اور کانگریس دونوں ایوانوں میں ری پبلکن کو شکست فاش نصیب ہوئی اور خود صدر بش کو لینے کے دینے پڑ گئے ہیں۔ امریکی عوام نے کھل کر ان انتخابات میں ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف ووٹ دے کر اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ عالم اسلام پر صلیبی دہشت گردی کے نام پر جاری جنگ کے مخالف ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ امریکی عوام دنیا بھر میں تنہا رہ گئے ہیں۔ اور دنیا بھر میں موجودہ عہد میں صدر بش کی پالیسیوں کی وجہ سے امریکن سب سے زیادہ غیر محفوظ بن گئے ہیں۔ پھر امریکی معیشت بھی اندر ہی اندر سے عراق اور افغانستان میں جاری جنگ کے بے پناہ مصارف کی وجہ سے نہایت کمزور ہوگئی ہے۔ اربوں ڈالر سالانہ آگ اور خون کے ظالمانہ اور لاحاصل کھیل پر ضائع کئے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی جنگی ٹیکنالوجی اور مہارت کا بھی بھرم کھل گیا ہے۔ اور ایجنسیوں کا اعلیٰ جنس سسٹم بھی بری طرح بے نقاب ہوگیا۔ نہ شیخ اسامہ ان کو مل سکا اور نہ ملا محمد عمر کی بھنک ان کو پڑ سکی اور نہ عراق میں القاعدہ کا نیٹ ورک توڑنا انہیں نصیب ہوا۔ البتہ پوری دنیا میں سارے مسلمان القاعدہ کو حق بجانب سمجھنے لگے اور انہیں اپنا ترجمان اور نجات دہندہ قرار دینے لگے۔ آئے روز امریکہ کے ہائی لیول کے عہدے دار امریکہ کی عراق میں شکست کے اعترافات کر رہے ہیں۔ ان میں سرفہرست امریکی صدر بش، جلاد صفت سابق وزیر دفاع رمز

فیلڈ' سابق وزیر خارجہ کولن پاول' نئے وزیر دفاع چیف رابرٹ گٹس اور تمام خفیہ ایجنسیوں کے چیف جان ہارڈ نمایاں ہیں۔ان چاروں نے مختلف موقعوں پر اپنے انٹرویوز میں اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے کہ امریکہ عراق میں بدترین شکست سے دوچار ہے۔ہمیں فوری طور پر عراق سے نکلنا چاہیے۔اس سے پہلے عراق کے بارے میں خصوصی کمیٹی نے بھی صدر بش کو فوری طور پر یہ مشورہ دیا ہے کہ امریکہ عراق سے فوجیں بلالے ورنہ یہ جنگ امریکہ کے لئے تباہی و بربادی کی آخری جنگ ثابت ہوسکتی ہے۔پھر ابھی کل ہی پنٹاگون نے سرکاری طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ عراق میں امریکی فوجیوں پر ہر ہفتے 960 گوریلا حملے کئے جاتے ہیں اور روزانہ 140 مرتبہ امریکن فوجی موت کا منظر دیکھتے ہیں۔مجاہدین اسلام جنہیں القاعدہ اور دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے ان کا مورال عراق اور افغانستان میں دن بدن بڑھ رہا ہے اور خون مسلم کی حدت اور تپش آتش فشاں کی طرح کھول اٹھا ہے۔عراق سے امریکی فوجیوں کے بھاگنے کا منظر اب انشاءاللہ کچھ ہی عرصہ میں عالم اسلام کے سامنے آنے والا ہے۔سر پھرے عربوں نے ایک بار پھر اسلام کی عزت کی لاج رکھ لی ہے۔اب زخمی ریچھ کی تڑپ اور چیخ و پکار اور آہ وفغاں صاف سنائی دے رہی ہے۔افغانستان میں بھی طالبان دوبارہ مکمل قوت اور بڑی تیزی کے ساتھ اپنی مجاہدانہ کارروائیوں سے دنیا کو حیران و پریشان کررہے ہیں۔افغانستان کا بیشتر حصہ طالبان کی گرفت میں آچکا ہے۔عوام نے دوبارہ ان پر پھر پورا اعتماد کرنا شروع کردیا ہے۔اس کا واضح ثبوت کٹھ پتلی حکمران حامد کرزئی کا زاروقطار عوام کے سامنے رونا ہے کہ طالبان پھر آنے والے ہیں اور الٹا امریکہ اور نیٹو بھی معصوم افغان شہریوں کو ظالمانہ بمباری کے نتیجے میں آئے روز قتل کررہے ہیں۔میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ ملت فروش "بہادر" کرزئی کا یوں سرعام رونا اور مجاہدین کی کامیابیوں کا اعتراف کرنا' خدائی قدرت اور مجاہدین کی کامیابیوں کا ایک واضح معجزہ ہے۔ ع جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

پھر دو دن پہلے فرانس نے بھی ڈرامائی طور پر افغانستان سے اپنی افواج کے نکالنے کا اعلان کردیا ہے۔افغانستان میں فرانس کی شکست اور یوں اس کی افواج کے بھاگنے سے نیٹو' امریکہ اور کرزئی کو ایک اور بڑا دھچکا لگا ہے۔اس کے علاوہ پچھلے مہینے نیٹو کا خصوصی اور ہنگامی اجلاس یورپ میں منعقد ہوا جس میں صدر بش نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔اس کا ایجنڈا افغانستان میں مزید افواج بھجوانا تھا لیکن فرانس' جرمنی اور انگلینڈ جیسے بڑے ممالک نے بھی اپنی مزید افواج افغانستان کی بھٹی میں جھونکنے سے صاف انکار کردیا۔یہ وہ تمام زمینی حقائق ہیں جن کی بناء پر یہ امید اور توقع باندھی جاسکتی ہے کہ عہد حاضر کا فرعون اب سجدہ ریز ہونے کو ہے۔عالم کفر کا غرور پیوند خاک ہونے والا ہے اور عالمی استعمار اور سپر پاور کا نعرہ لگانے والے چند بے سروساماں مجاہدین اور مولویوں (طالبان) کے ہاتھوں عالمِ نزع میں جانے والا ہے۔

آخر میں مبارکباد کے مستحق ہیں وہ سرفروشانِ ملت جنہوں نے ظلم وجبر کے طوفانوں میں جہاد اور اعلاء کلمۃ حق کے چراغ اپنے خون کے نذرانوں سے روشن کئے اور کفر کی متوقع شکست کی پیشنگوئیاں اپنے خونِ جگر سے نقش کیں۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

(راشد الحق سمیع حقانی۔ الحق۔دسمبر 2006)

کرنل امام شہید[1]

(بیٹے کے ولیمہ میں شرکت کا دعوت نامہ)

Begum and Colonel Sultan Amir (Retd)

Warmly invite you to the

Walima of thier beloved son

Captain Nauman

and his bride

Dr. Saduq

D/o Begum and Colonel Shuja Ahmed Mirza (Retd)

On Sundy, 10th September, 2006

at 8:00 p.m

Venue:

Artillary Officers Mess

Rawalpindi

R.S.V.P

Captain (R) Muhammad Rafique Tarrar

Colonel (R) Muhammad Safir Tarrar	0333-4558545	Contact
Raja Mukhtar Ahmed	0321-4997362	0300 8547632
Aftab Ahmed Minhas	0543-589133	0515519860

---

[1] **کرنل امام مرحوم ایک عظیم پاکستانی مجاہد اور مظلوم شہید:**

کرنل امام شہید کا نام سلطان امیر تھا ایک ایسے پاکستانی جو افغانستان کے عروس آزادی پر فدا ہوتے رہے اور بالآخر اس راہ حق میں جام شہادت بھی نوش کیا اس خط سے ان کا ذکر افغانستان کے حصہ میں کیا گیا۔ جہاد افغانستان کے تمام مراحل کے نہ صرف شاہد بلکہ جیتا جاگتا متحرک کردار تھے، رگ و ریشہ میں روح بس گئی تھی، تمام افغان جہادی حلقوں میں یکساں محبوب و مقبول رہے۔ گھنی داڑھی، سر پر مجاہدین جیسی خوبصورت پگڑی مجاہدین میں کرنل امام کہلائے اور اسی نام سے شہرت پائی۔ خوست کے مولانا حقانی کے محاذ پر اللہ تعالیٰ نے معروف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

(جہاد افغانستان سے وابستہ عظیم مجاہد کرنل امام کی شہادت)

عالمی استعمار روس کے خلاف لڑے گئے جہاد کے یوں تو کئی ابواب اور محاذ یادگار رہے ہیں گو کہ کئی ان میں مصنوعی طور پر پلانٹ بھی کئے گئے لیکن کچھ افراد ایسے بھی ہیں جن کے عزم صمیم اور مجاہدانہ جذبے اور سرفروشانہ کردار اور زندگی کے کئی ادوار مسلسل افغان جہاد اور بعد میں تحریک طالبان سے ایسے وابستہ رہے کہ ان کی نظیر تاریخ میں خال خال نظر آتی ہے۔ جناب کرنل امام وہی شخصیت تھے جنہوں نے عملی طور پر افغانستان کے جہاد کے لئے بہت کچھ کیا۔ آپ ان تمام تحریکات میں ہراول دستے کے طور پر پیش پیش رہے۔ چاہے سیاسی معاملات ہوں چاہے عسکری معاملات ہوں یا دیگر امور۔ ہر محاذ ہر موڑ اور ہر نازک مرحلے پر آپ کے افسانوی کردار نے پاکستان اور افغانستان دونوں ممالک اور عوام کیلئے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ بدقسمتی سے ان کو وہ شہرت اور وہ مقام نہ ملا جو ان کو ملنا چاہیے تھا۔ طبیعت میں سادگی اور تواضع کے عناصر غالب تھے۔ مرد درویش مرد مجاہد اور سرد قلندر کی تمام صفات کی حامل شخصیت تھے۔ کچھ عرصہ قبل وزیرستان میں نامعلوم گروہوں نے انہیں اغوا برائے تاوان کے لئے اغوا کرلیا۔ حکومت پاکستان اور خصوصاً ISI نے ان کی رہائی کے لئے سنجیدہ اور مخلصانہ کوششیں نہیں کیں۔ اسی لئے آپ دو سال تک ان کی قید میں رہے اور ان کے پسماندگان بھی تاوان کی رقم دینے سے قاصر رہے کیونکہ ان کے باپ کا دامن بہت چھوٹا تھا۔ اس میں کرپشن اور حرام کی کمائی اور خصوصاً جہاد افغانستان کیلئے آئے ہوئے اربوں ڈالرز کا حصہ نہ سما سکتا تھا۔ اسی لئے آپ مارے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ امریکہ کیلئے بھی "انتہائی ناپسندیدہ" شخص تھے۔ اس وجہ سے بھی آپ کے ادارے نے آپ کی رہائی کے لئے کوششیں یا تاوان ادا نہ کیا اور نہ آپ کی لاش کی واپسی کیلئے کوئی کوششیں سامنے نظر آرہی ہیں۔ جناب کرنل امام کی شہادت اور ان کے لئے ان کے ادارے کی بے بسی انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔ اگر اتنی روشن خدمات کسی دوسرے ملک کے لئے کوئی شخص کرتا تو اس کے لئے حکومتیں اور ادارے کیا کیا نہ کرتے؟ ان کے اغواء اور شہادت کے متعلق افغانستان سے وابستہ تمام اکثر گروپوں نے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ کس کی ایماء پر ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا گیا؟ بہرحال جہاد افغانستان سے وابستہ تمام مسلمانان پاکستان وافغانستان اس سانحہ پر انتہائی افسردہ ہیں اور ان کے رفع درجات کے لئے دعا گو ہیں۔ عمر بھر شہادت کی تمنا اور محاذ پر رہنا ان کی آرزو تھی سو وہ پوری ہوئی۔

(راشد الحق سمیع الحق جنوری 2011)

کے ساتھ ان کے مورچے میں جو ایک پہاڑی غار میں بنایا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک رات گزارنے کا موقع دیا تو کرنل امام بھی ساتھ تھے اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ بھی' کرنل صاحب نے ہمیشہ بے پناہ محبت سے نوازا۔ ہمارے دورۂ قندہار و ہرات ستمبر ۹۶ء کے وقت آپ ہرات میں پاکستان کے قونصل جنرل تھے اور خوب خوب مہمان نوازیوں سے پورے وفد کو نوازتے رہے۔ وہ رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه کے مصداق تھے۔ روسی ایمپائر کے شکست وریخت میں جن چند گنے چنے خوش نصیبوں کا کلیدی کردار ہے اس میں کرنل شہید بھی شامل ہیں۔ اس جہاد کے یہ وہ بنیادی پلر ہیں جو نام ونمود سے ہٹ کر اسلام کے اس ذروسنام الجہاد۔ الجہاد۔ الجہاد کی آبیاری کرتے رہے۔ پچھلے دنوں وزیرستان میں ان کی شہادت کا المیہ سامنے آیا مگر اس المناک حادثہ کے در پردہ ابھی تک بے نقاب نہیں کیا جاسکا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو پوری امت اور افغانستان و پاکستان کی نشاۃ ثانیہ اور اسلامی انقلاب کا ذریعہ بنادے۔ (س)

(دارالعلوم میں افغان طلبہ کے داخلہ اور سہولتوں کے بارہ میں درخواست)

د افغانستان اسلامی امارت

د تعلیم او تربیتی عالي کمیسیون

12/10/2011

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (الأنفال ۷۴)

د دارالعلوم حقانیه شیخ الحدیث او مهتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مد ظله العالي.

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته

د اللّٰه تعالي نه درته دښه صحت او د دین دخدمت مزید توفیق غواړو.

محترما! تاسو ته واضحه ده چې د اسلام د حاکمیت او اشاعت لپاره په حقیقت کې دوه بنیادونه دي: یو هجرت او بل جهاد.

رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم د صحابه کرامو سره مدیني منوري ته هجرت وکړ او د مدیني منورې مسلمانانو ورسره نصرت وکړ جهاد شروع شو او په نتیجه کې اسلام حاکم او دنیا ته شائع شو.

همدارنګه کله چې په افغانستان روسانو قبضه وکړه د افغانستان مسلمانانو هجرت وکړ او د پاکستان د نورې دنیا مسلمانانو ورسره نصرت وکړ چې د جهاد په نتیجه کې د دنیا یو فرعون د دنیا د نقشې نه ختم شو.

لس کاله وړاندې په افغانستان د دنیا یوهاني فرعون امریکا او د دې متحدینو قبضه کړې مسلمانانو هجرت کړې او جهاد یې شروع کړې دې فرعون په مقابله کې د مجاهدینو نصرت د ټولو مسلمانانو دیني فریضه ده.

دارالعلوم حقانیه د طالبانو او مجاهدینو یو علمي مرکز دی په هروخت کې یې د مجاهدینو حوصلي او چتې کړې دي امید واریو چې تاسو به د طالبانو د لاندې مشکلاتو په حل کې د مجاهدینو حوصلې او چتې کړئ:

۱. هغه طالبان چې په دارالعلوم کې ورته داخله ورکړل شوي باید د قیام او طعام سهولت ورته برابر شي.

۲. افغاني طلبا وته چې په داخله کې کومه اندازه ټاکل شوي لطفاً که په دې اندازه کې اضافه وکړئ او د داخلي سهولت ورته برابر کړئ.

والسلام

د افغانستان اسلامي امارت د تعلیم او تربیتي عالي کمیسیون

من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا اللّٰه عليه. فمنهم من قضیٰ نحبه و منهم من ينتظر. الآيه

جہادِ افغانستان کے حقانی شہداء

؎ جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

؎ بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

شہداء حقانی ○ روس کے خلاف جہاد کا دور

(جہاد افغانستان کے حقانی شہداء[1])

غیور و جسور مسلمان مملکت افغانستان میں روس نواز اور بالآخر روسی انقلاب کے بعد حمیت اسلامی سے سرشار علماء حق و مشائخ کرام اور جان نثار مجاہدین کی جماعتیں روسی سامراجیت کے مقابلہ میں جس سرفروشی اور قربانی کا مظاہرہ کر رہی ہیں اس نے اسلام کی تاریخ جہاد و عزیمت میں ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے ہمیں خوشی ہے اور خدائے ذوالجلال کے ممنون ہیں کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں جو شاید اس صدی میں سرخ روسی سامراج کے مقابلہ میں پہلا بھرپور اور عظیم جہاد ہے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم پانے اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے افغانی علماء اور فضلاء کا بھی عظیم حصہ ہے۔ یہ حقانی جان نثار اس کارزار حق و باطل کا فرنٹ لائن ثابت ہو رہے ہیں اور جیسا کہ دارالعلوم حقانیہ کا مادر علمی دارالعلوم دیوبند اپنے دور میں مغربی سامراج کے لئے قہر الٰہی ثابت ہوا، اس طرح آج بحمداللہ دارالعلوم حقانیہ اپنے مستفیدین اور قابل فخر افغانستانی فضلاء کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی ظالم و جابر اشترا کی قوت کیلئے سد سکندری بنا ہوا ہے۔ اور آج کئی جماعتوں اور اہم محاذوں کی ہائی کمان ان کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس جہاد کے تمام شہداء تمام مجاہدین کو عموماً اور اپنے حقانی فرزندوں کو سلام پیش کرتے ہیں جن کے دم سے آج پانی پت، بالاکوٹ اور شاملی کی تاریخ قندھار و ہرات اور جلال آباد و ترکستان میں دہرائی جا رہی ہے۔ اس جہاد میں دارالعلوم حقانیہ کے جو عظیم سپوت شہید ہو گئے ہیں ہماری کوشش ہے کہ اگر ان کے نام اور مختصر حالات ہمیں معلوم ہو سکیں تو انہیں الحق کے صفحات پر بھی ثبت کر دیا جائے۔ گو اصل دوام و ثبات اور حیات جاودانی تو جریدۂ عالم پر انہیں حاصل ہو چکی ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

من المومنین رجال صدقو اما عاهدو الله علیه. فمنهم من قضیٰ نحبه و منهم من ینتظر. الآیه.

(ماہنامہ الحق جلد ۱۵ شمارہ ۵، ۶ فروری مارچ ۱۹۸۰ء صفحہ ۲)

(مولانا جلال الدین حقانی کے دو معتمد ترین جرنیلوں کی شہادت)

(مولانا احمد گل شہید اور مولانا فتح اللہ حقانی شہید کا تذکرہ)

مولانا احمد گل حقانی عظیم مجاہد جو خوست پکتیا محاذوں میں برسر پیکار رہ کر پکتیا کے ایک معرکہ کارزار میں جام شہادت نوش کیا شیخ الحدیث سے نہایت قرب اور محبت کا تعلق ان کی مسجد قدیم میں کچھ عرصہ شیخ الحدیث کو امامت بھی کراتے رہے یہ اور انکے دوسرے ساتھی مولانا فتح اللہ حقانی کا بھی جہاد اور شیخ سے تعلق کا یہی حال تھا دونوں مولانا جلال الدین حقانی کیلئے معاون وزیروں اور دست و بازو جیسی حیثیت رکھتے تھے۔ دونوں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے مولانا فتح اللہ حقانی کا اصل نام حبیب الرحمان ولد عبدالرحیم تھا۔ ۱۶ شوال ۱۳۸۹ھ کو حقانیہ میں داخلہ لیا ۱۳۹۲ھ میں سند فراغت لیتے ہی عازم جہاد ہو گئے اور عظیم معرکے سر کرتے ہوئے ازسیرۃ کے محاذ پر ساتھیوں کو ہدایت دے رہے تھے کہ ایک مارٹر گولہ لگا اور اپنے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی کے ساتھ شہید ہو گئے۔ میران شاہ کے قبرستان شہداء میں آسودۂ راحت ساتھی مولانا احمد گل انتظار کر رہے تھے اور انکے پہلو میں دفنا دئے گئے۔ خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت مولانا حقانی اور مولانا احمد گل ۱۳۸۷ھ میں حقانیہ میں آپ دونوں ہم درس، ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست رہے اور لطف یہ کہ مولانا حقانی نے دورۂ حدیث میں ۶۰۵ نمبر لئے اور مولانا احمد گل نے ۶۰۶ نمبر لئے۔

---

[1] ان شہداء کرام کی کچھ تفصیل بطور نمونہ ماہنامہ الحق کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے بارہ میں خصوصی ضخیم شمارہ میں شامل ہے یہ شمارہ تقریباً بارہ سو بڑے صفحات پر مشتمل ہے۔

حقانی شہداء افغانستان یا تاریخ اسلام کا روشن باب (روس سے جہاد کا دور)

مولانا احمد گل حقانی، مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت

تعزیتی اجتماع سے مولانا سمیع الحق کا خطاب

افغانستان میں پکتیا کے محاذ پر دارالعلوم حقانیہ کے جو فضلاء روسی دشمن سے برسرپیکار ہیں اور اپنی بہادری شجاعت، ایثار اور قربانی میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ کررہے ہیں اور اپنے بے داغ کردار، استقلال واستقامت پر پوری دنیا میں عالمی اشاعتی ونشریاتی اداروں سے زبردست خراج تحسین حاصل کرچکے ہیں۔

ان میں سرفہرست مولانا جلال الدین حقانی، مولانا احمد گل حقانی، مولانا فتح اللہ حقانی، مولانا ابراہیم حقانی کے اسماء گرامی بطور مثال لئے جاسکتے ہیں۔ اس محاذ کی اصل کمانڈ مولانا جلال الدین حقانی کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا محمد ابراہیم حقانی، مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی اس کے نائبین، معتمد اور قریب ترین ساتھی ہیں۔ یہ سب دارالعلوم حقانیہ کے فاضل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے قریب ترین تلامذہ اور خصوصی تعلق والے ہیں اور تعلیمی دور میں سات آٹھ سال تک دارالعلوم کے اساتذہ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے زیرتربیت زندگی کا ایک طویل عرصہ گذار چکے ہیں۔

گذشتہ جمعہ ۷ ستمبر ۱۹۸۵ء کو اس محاذ کے عظیم رہنما مولانا احمد گل حقانی اور ان کے ساتھ دارالعلوم کے دوسرے فضلاء اور رفقاء روس کے حالیہ ظالمانہ سفاکانہ اور سب سے بڑے حملے کے مقابلے میں استقامت، پامردی اور شجاعت سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے اور اس جمعہ ۳ ستمبر کو اسی محاذ کے دوسرے کمانڈر دارالعلوم کے فاضل مولانا فتح اللہ (یہ ان کے جہاد کا نام ہے جب کہ اصل نام مولانا حبیب الرحمن ہے) محاذ جنگ پر داد شجاعت دیتے اپنے رفقاء کے ساتھ اپنے خدا کے حضور جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ دونوں موقعوں پر ہر دو حضرات کی شہادت کی اطلاع سے دارالعلوم میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی۔

دونوں مرتبہ مسجد دارالعلوم میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے جس میں طلبہ اور اساتذہ نے قرآن پڑھ کر شہداء کی روح کو ایصال ثواب کیا اور مجاہدین کی فتح وکامیابی کی دعائیں مانگیں۔ دونوں تقریبات میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ جو احقر نے اسی وقت قلم بند کرلیا۔ اب وہی افادۂ عام کے پیش نظر، نذر قارئین ہے۔ (۸ ستمبر بعد از نماز عصر) (عبدالقیوم حقانی)

حضرات اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور عنایت وتوجہ ہے جس نے ہمیں اپنے علوم ومعارف، قرآن وحدیث اور دینی مدارس سے وابستہ کردیا ہے اور آج ہم اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جانیں قربان کردینے والے افغان مجاہدین وشہداء کے ایصال ثواب کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کے باہمی اجتماعی جذبات اور موجودہ حالات میں زوال وانحطاط: اور اللہ نے یہ احساس بخشا ہے ورنہ اب تو امت پر مجموعی حیثیت سے بڑا زوال اور انحطاط کا دور آیا ہے۔ آج سے ساٹھ ستر سال قبل، مسلمانوں کے ہنگامے، ان کے جلوس، ان کی ہڑتالیں، ان کی سیاست اور ان کی ہر قسم کی مساعی، مسلمانوں کی فلاح، ان سے ہمدردی ونصرت اور ان کا غم اور پریشانیوں کو دور کرنے کی غرض سے ہوا کرتے تھے۔

مشرق میں جنگ ہوتی تو مغرب کے مسلمان پریشان ہوجاتے اور اگر مغرب میں کسی مسلمان کو تکلیف پہنچتی تو مشرق کے مسلمان اس کو اپنے

دل میں محسوس کرتے۔ ترکی میں، بلقان میں، افریقہ میں، غرض جہاں کہیں مسلمانوں پر کوئی آفت آتی تو برصغیر میں حساس مسلمان، علماء قائدین اور سیاست دان بے چین ہو جاتے اور واقعہ بھی یہ ہے کہ مسلمان حضور اقدس ﷺ کی امت ہیں جب کہ حضور اقدس ﷺ نے مسلمانوں کو جسد واحد قرار دیا ہے اذا شتکیٰ بعضہ اشتکی کلہ، جب جسم کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اس سے سارا وجود درد محسوس کرتا ہے اگر آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کو سارا جسم محسوس کرتا ہے۔ جس کا ہر حصہ دوسرے سے مربوط اور خوشی و مسرت اور دکھ درد میں شریک ہے۔ مگر اب کے تیس چالیس سال سے میں بڑی تبدیلی محسوس کرتا ہوں آپ برصغیر کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ تحریک خلافت ہو یا بلقان کی جنگ، ہمارے اسلاف، اکابر علماء دیوبند نے کتنا شاندار کردار ادا کیا۔ ترکی میں خلافت کے زوال کو پوری امت نے اپنا زوال محسوس کیا اور برصغیر میں تحریک خلافت نے مسلمانوں میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے دل کھول کر چندے دیئے اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مسلمان ان کی کامیابی کے لئے خدا کی بارگاہ میں گڑگڑاتے۔

<u>مولانا قاسمؒ کی شب عروسی میں جنگ بلقان کیلئے تمام زیورات سے اعانت</u> : بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو دیوبند کے کسی رئیس نے اپنی بیٹی نکاح میں دے دی۔ جب خلوت میں اپنی دلہن کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ سونے کے زیورات سے اَٹی ہوئی ہے آپ نے نئی نویلی دلہن پر توجہ کئے بغیر اسی کمرہ میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوئے اور نماز پڑھتے رہے فارغ ہوئے تو بیوی کے قریب ہو کر اسے یوں تقریر کی کہ دیکھو! تم ایک امیر اور رئیس کی صاحبزادی ہو اور میں فقیر و غریب اور ایک مسکین انسان ہوں۔ نکاح کے بعد اب تمہارا اور میرا ایک ساتھ جینا ہو گیا ہے۔ ہمارا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے مگر یہ نبھاؤ بظاہر مشکل ہو گا کہ تو امیر ہے اور امیر کی بیٹی ہے۔ میں فقیر ہوں اور فقر کو پسند کرتا ہوں۔ ہمارا گذارا تب بہتر رہ سکے گا جب دونوں ایک ہو جائیں یا میں امیر بن جاؤں یا تو فقر اختیار کر لے جہاں تک میری امارت اور دنیا پسندی کا تعلق ہے وہ تو ناممکن ہے۔ البتہ آپ کو فقر و مسکنت کی راہ اختیار کرنا آسان ہے اب آپ جونسی راہ اختیار کریں گی۔ مستقبل کے لحاظ سے ہمارے تعلق کا اس پر نتیجہ مرتب ہو گا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی تو فقیر اور زہد اور ورع و تقویٰ کے پہاڑ تھے۔ بیوی نے ان کی تقریر سن کر بڑی خوشی سے کہہ دیا کہ میں فقر و غربت کی راہ اختیار کرتی ہوں اور میرے سارے زیورات وہ آپ کی ملکیت ہے اور آپ کو اختیار ہے جہاں اور جیسے استعمال کریں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اسی وقت بغیر کسی تاخیر کے اپنی دلہن سے تمام کے تمام زیورات اتار لئے اور صبح بلقان کی جنگ میں مسلمانوں کی اعانت و نصرت کے لئے چندہ میں داخل کر دیئے۔ آج ہمارے پہلو میں سرحد پر افغانستان کے مسلمانوں کی زبردست جنگ شروع ہے اور میرا شرح صدر ہے کہ تاریخ میں یہ جنگ بدر و حنین اور احد و احزاب کے مناظر پیش کرتی ہے۔ وہی معرکہ ہے جو حضور ﷺ اور صحابہ کو پیش آیا تھا۔ وہاں تو صحابہؓ کے لئے ڈھارس حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس موجود تھی۔ ان کے سامنے وحی کا نزول ہوتا تھا۔ مگر آج ۱۴۰۰ سال بعد پھر ایسا معرکہ کارزار گرم ہوا ہے کہ مجاہدین صحابہ کی طرح سر کو ہتھیلی میں رکھ کر میدان کارزار میں کود پڑے ہیں۔ یہ ان ہی کا زبردست اور مضبوط ایمان ہے نہتے اور مٹھی بھر اور انگلیوں پر گنی جانے والی تعداد ایک سپر پاور روس جیسے درندہ صفت فوجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

<u>افغان جہاد اور ہماری بے حسی</u>: آج ہمارے قائدین ہمارے علماء ہمارے سیاستدان اور لیڈر ادھر سے غافل ہیں۔ ہماری سرحد پر ہمارے بھائی، ہمارے مسلمان، ہماری ملت کے محافظ، مجاہدین، مسلمانان افغانستان، خاک و خون میں تڑپ رہے ہیں ان کی عزتیں لٹ رہی ہیں۔ ان کے بچے کٹ رہے ہیں ان کی عصمت دری کی جارہی ہے۔ مگر یہ ہیں کہ ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ، کہ اللہ پاک نے دارالعلوم حقانیہ کو ہزار ہا انعامات و سعادتوں سے نوازا ہے مگر سب سے بڑی اور سب سے اہم سعادت یہ ہے کہ آج جہاد افغانستان

میں دارالعلوم حقانیہ کا اسی فی صد حصہ ہے۔اور یہ عظیم تاریخی کارنامہ ہے۔ ہر محاذ پر، ہر جماعت میں، ہر میدان میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلبہ کا کردار نمایاں قائدانہ اور گویا جہاد کی اصل روح ہے۔

تکبیر کے صلاح الدین کا حقانی فضلاء کو خراج تحسین: چند روز قبل ہفت روزہ تکبیر کے مدیر اور مشہور صحافی محمد صلاح الدین اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاد افغانستان کے مختلف محاذوں پر گئے اور اپنے رسالہ کا افغانستان نمبر نکالا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس نمبر میں انہوں نے اپنے تاثرات و مشاہدات میں لکھا ہے کہ وہ محاذ پر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کا ولولہ، جذبہ جہاد اور محاذ جنگ پر سرفروشانہ کردار دیکھ کر حیرت میں ڈوب کر رہ گئے اور ان کی تحسین و عقیدت میں صفحات کے صفحات لکھ ڈالے۔ مولانا جلال الدین حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) مولانا محمد ابراہیم حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ اور مولانا احمد گل حقانی (شہید) کو اس دور کا امام ابن تیمیہ امام السنوسی اور امام شامل قرار دیا۔ یہ جلال الدین حقانی، یہ محمد ابراہیم حقانی اور احمد گل حقانی وغیرہ کون ہیں۔ یہ آپ کے دارالعلوم کے فاضل ہیں۔ انہوں نے آپ کے ساتھ یہاں دارالعلوم میں زندگی کا طویل حصہ گذارا۔ ان کی طالب علمانہ زندگی بھی زہد و تقویٰ کا نمونہ اور پاکیزہ زندگی تھی۔ انہیں اپنی مادر علمی کا احترام تھا اور اپنے شیخ اور اساتذہ سے بے حد عقیدت تھی اور آج اللہ نے ان کو جہاد و حفاظت دین کی کتنی عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔ دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر جہاد کرتے ہیں اور رات کو اللہ کی بارگاہ میں عجز و نیاز اور کامیابی کی دعا کی خاطر جبین نیاز جھکاتے ہیں۔

احمد گل حقانی کا حقانیہ اور شیخ سے تعلق اور بے جگری سے مقابلہ میں شہادت: یہ اب جس محاذ پر لڑائی سخت ہوگئی ہے اور ان آٹھ دس دن میں روس نے جو ۵ سالہ تسلط و اقتدار اور اس دوران افغان مجاہدین پر حملوں میں یہ سب سے بڑا حملہ کیا ہے اور جہاں اب سخت اور فیصلہ کن جنگ جاری ہے دونوں طرف زخمیوں سے ہسپتال اَٹے پڑے ہیں۔ یہاں بھی دوسرے محاذوں کی طرح دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء پیش پیش ہیں۔ کمانڈ اور قیادت ان کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا محمد ابراہیم حقانی اسی محاذ پر دشمن کو بارہا دندان شکن شکست دے چکے ہیں اور اب کافی عرصہ سے انہوں نے خوست کی فوجی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا تھا اور دن بدن وہ اپنے گھیرے کو تنگ کئے جا رہے تھے جس سے روسی کارنل حکومت بے حد پریشان ہوگئی تھی اور قریب تھا کہ یہ چھاؤنی مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو جائے روس نے پیش بندی کی خاطر پوری قوت سے اس محاذ کو کچلنے کی خاطر بہت بڑا حملہ کر دیا۔ آج ہم جس غرض سے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ مولانا احمد گل حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) جو اس محاذ پر مجاہدین کے کمانڈر اور روح رواں تھے اور ۵ ہزار مجاہدین کی فوج ان کے زیر کمان تھی۔ روسی دشمن سے زبردست مقابلہ کرتے ہوئے اپنے دوسرے رفقاء اور دارالعلوم کے فضلاء کے ساتھ شہید ہو گئے اور ان کی نعش کو میران شاہ لایا گیا ہے۔ آج کے نوائے وقت میں مولانا احمد گل حقانی کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ مولانا احمد گل حقانی، دارالعلوم کے ہونہار اور لائق فاضل تھے۔ ذہین اور محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ سے خصوصی تعلق تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے قریب ترین تلامذہ میں سے تھے آپ کی مسجد میں بھی رہے۔ شیخ الحدیث مدظلہ کی امامت بھی ان کے ذمہ تھی۔

حقانیہ ایک عالمی تحریک ہے: یہ حقیقت ہے کہ دارالعلوم حقانیہ جہاد کی چھاؤنی ہے دارالعلوم ایک چار دیواری یا مخصوص نصاب تعلیم کا نام نہیں بلکہ وہ ایک عالمی اور بین الاقوامی تحریک ہے۔ جو ہر جگہ اور ہر محاذ پر باطل سے برسر پیکار ہے جن میں سرفہرست اور سب سے زیادہ نمایاں محاذ روس جیسی سپر پاور سے جنگ ہے۔ جس میں دارالعلوم کے فضلاء اور طلبہ پیش پیش ہیں۔

عزیز طلبہ! آپ کے سامنے دارالعلوم حقانیہ کے قدیم طلبہ اور فضلاء بالخصوص مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا احمد گل حقانی کا کردار بطور نمونہ موجود ہے۔ دس فیصد محبت اور اخلاص بھی پیدا ہو جائے تو اللہ پاک سو فیصد کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا ہے۔

مولانا احمد گل ایک نیک سیرت، سادہ اور محنتی طالب علم تھا۔عبادت، ذکر وفکر اور اپنے اسباق پر اس کی پوری توجہ تھی۔تو اللہ نے اسے جرنیل اور آج اخروی درجات وترقیات سے نوازا۔اور شہید بنا دیا۔آج اپنے پرائے سب انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور سب کو اعتراف ہے کہ مولانا احمد گل حقانی اور دو مولانا محمد ابراہیم حقانی اور مولانا جلال الدین حقانی نے میدان کارزار میں محاذ جنگ پر خالد بن ولید، حیدر کرار اور ابوعبیدہ کی یاد تازہ کر دی۔ان کے ایثار وشجاعت کے نمونے دکھائے۔

علماء اور اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جائیں۔نوجوان میدان کارزار میں جہاد کریں اہل ثروت ان کی امداد کریں۔علماء اس کی تبلیغ کریں اور ضعفاء اور تمام مسلمان دعا سے ان کی پشت پناہی کریں کیونکہ جہاد کے بھی مختلف درجات ہیں۔کچھ لوگ میدان جنگ میں لڑتے ہیں کچھ ان کے لئے رسد، خوراک اور تعاون ونصرت کی کوشش کرتے ہیں۔کچھ مجاہدین جذبہ جہاد اور ولولہ پیدا کرتے ہیں۔کچھ رائے عامہ کو ہموار کرتے ہیں اور کچھ شب وروز اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کر کے ان کی فتح مندی کی دعائیں کرتے ہیں۔

میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ مسلمان جسد واحد ہیں۔افغان مجاہدین ومہاجرین کی پریشانی ہماری پریشانی ہے۔اگر ہمارے اندر بے چینی، اضطراب، ہمدردی، فتح ونصرت کے لئے دعا والحاح اور افغان مجاہدین ومہاجرین کے مسائل سے دلچسپی نہیں ہے۔تو خطرہ ہے کہ اس عذاب اور ان مصائب کا رخ ادھر پھیر دیا جائے۔ختم قرآن کی غرض بھی مولانا احمد گل اور دارالعلوم کے دوسرے کثیر تعداد میں شہید ہونے والے فضلاء اور طلبہ کو ایصال ثواب اور ان کے رفع درجات کی دعا کرنا ہے۔اور یہ کہ باری تعالیٰ اس روسی اژدھے سے افغانستان کو نجات دے اور مسلمانان عالم کو اتحاد واتفاق اور فتح ونصرت عطا فرمائے۔

۱۴ ستمبر ۱۹۸۵ء بعد از نماز عشاء۔مولانا فتح اللہ حقانی کی یاد میں تعزیتی جلسہ

ابھی آپ کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے دارالعلوم کے ایک دوسرے روحانی فرزند فاضل مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کی خبر سنائی اور مجاہدین کی فتح، دعائیں اور شہداء کے لئے ایصال ثواب کی تقریب میں شرکت کا کہا۔واقعۃً مجاہدین، شہداء بالخصوص ہمارے دارالعلوم کے فضلاء کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی معاونت نصرت اور دعا وایصال ثواب کرتے رہیں۔اس سے قبل گذشتہ جمعہ کو مولانا احمد گل حقانی شہید ہوئے اور اب ہفتہ بعد مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کی جانکاہ خبر ہم سن رہے ہیں۔جہاں تک شہادت کی بات ہے ہمیں اس پر افسوس، ندامت اور اظہار غم اور نالہ وماتم نہیں کرنا چاہیے۔یہ تو اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل وکرم احسان وعنایت ہے کہ اس بے دینی، بے راہ روی اور فتنوں کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے دارالعلوم کے فضلاء کو جہاد وشہادت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

عالمی میڈیا میں حقانی کا لاحقہ: یہ فخر اور عزت وافتخار کا مقام ہے کہ آج عالمی پریس اور نشر واشاعت کے عالمی ادارے ہمارے فضلاء کا نام لیتے ہیں۔اور ان کے نام کے ساتھ حقانی کی نسبت کا لاحقہ بھی ذکر کرتے ہیں۔جہاد وشہادت کا عظیم مقام ہے۔حضرات صحابہ کی یہ تمنا ہوا کرتی تھی کاش! جہاد میں شرکت کی سعادت حاصل ہو اور اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو۔ہمارے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں ہاتھ پاؤں توڑ دئے جائیں۔خود حضور اقدس ﷺ بارہا اس کی تمنا کرتے کاش میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں۔پھر زندہ کر دیا جاؤں پھر شہید کر دیا جاؤں اور جب تک قیامت قائم ہو یہ سلسلہ جاری رہے۔

سعد بن وقاصؓ ایک جلیل القدر صحابی حضور ﷺ کے ماموں ہیں اول من رمی فی سبیل اللہ کا شرف ان کو حاصل ہے۔احادیث میں ان کے بڑے مناقب آئے ہیں۔عراق، ایران اور عجمی علاقوں کے فاتح ہیں فرماتے ہیں:

حضرت سعدؓ اور ابن جحش کا میدان احد میں مکالمہ اور تمنائیں: احد کے روز میرے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے ایک صحابی

حضرت عبداللہ بن جحش ایک طرف ہو کر فرمانے لگے کہ کل میدان کارزار میں جانے سے پہلے خلوص والحاح سے دعا مانگ لیں۔ ایک دعا مانگے دوسرا آمین کہے۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ اول میں نے دعا مانگی پھر حضرت عبداللہ بن جحش نے دعا مانگی۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ فرماتے ہیں عبداللہ بن جحش نے عرض کیا:

اللھم ارزقنی غدا رجلاً شدیداً باسه شدیداً حزره یقاتلنی و اقاتله ثم یقتلنی فیجدع انفی و اذنی فاذا لقیتک تقول یا عبداللّٰہ فیما جدع انفک واذنک فاقول فیک و فی رسولک

"اے اللہ! کل میدان کارزار میں ایک ایسے شخص سے میرا سامنا ہو جو گرفت میں مضبوط اور مقابلہ میں توانا و طاقت ور ہو، پھر وہ مجھے قتل کر دے۔ میرا ناک اور کان کاٹ دے میرا مثلہ کر دے جب آپ کے ہاں میری حاضری ہو تو آپ مجھ سے دریافت کریں عبداللہ! کس سلسلہ میں آپ کے ناک اور کان کاٹ دئے گئے ہیں تو میں عرض کروں یا اللہ آپ کی اور آپ کے رسول ﷺ کی محبت میں"۔

حضرت سعد فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ان کے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول کر لی اور جب انہیں میدان کارزار میں دیکھا تو ان کے کان اور ناک کاٹ دئے گئے تھے۔ تو صحابہؓ میں شہادت کی تڑپ تھی۔

مولانا احمد گل حقانی کی شرافتیں، اخلاص و محبت اور جذبہ جہاد مولانا فتح اللہ حقانی کا اساتذہ سے وابستگی خلوص و محبت اور ہمارے ہاں یہاں کے اساتذہ کے ساتھ ان کی محبتیں اور رفاقت ایک ایک چیز ابھر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

مجھے یاد ہے آج سے سات آٹھ سال قبل جب جہاد افغانستان کی ابتداء کی جارہی تھی اور مولانا احمد گل حقانی آئے تو سامنے والی پٹڑی کے اس پار کھیتوں میں رات گئے تک ٹہلتے ہوئے روسی دشمن سے جہاد اور جنگ کی منصوبہ بندی کرتے، نقشے بناتے، عزائم دہراتے، رفقاء اور ساتھیوں کی نصرت حاصل کرنے کے خاکے بناتے۔ یہ ساری چیزیں مجھے کل کی تازہ بات کی طرح یاد ہیں اور گاہے دل میں یہ خیال بھی آتا کہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔ روسی طاقت سے کون مقابلہ کرے گا۔

مگر اللہ پاک کو ان خاکوں میں رنگ بھرنا تھا اس کی قدرت کے سامنے ساری انہونی باتیں ہو کے رہتی ہیں آج مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی کا عظیم تاریخی کردار امت کے سامنے ہے بچپن سے اور طالب علمی کے زمانے سے ان کے عزائم یہی تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ والا جذبہ اور ان کے دل کی دھڑکنیں قدرت نے انہیں ودیعت کر دی تھیں۔

فلست ابالی حین اقتل مسلماً

علی ای جنب کان لِلّٰہ مصرعی

وذالک فی ذات الالہ و ان یشاء

یبادک علی او صالِ شلوٍ ممذّع

ہمارے ان علماء، دارالعلوم کے فضلاء اور مجاہدین نے ایثار و قربانی کے لازوال نمونے پیش کر دئے ہیں جس پر صرف دارالعلوم کو نہیں بلکہ پوری ملت مسلمہ کو سرخروئی حاصل ہوئی ہے۔ مولانا فتح اللہ حقانی بھی ایک عجیب وغریب، مخلص وفادار اور دارالعلوم کے لائق فرزند تھے۔ ہمارے ساتھ تو بے تکلف تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بے حد عشق تھا ہر وقت ان کے ساتھ لگے لپٹے رہتے تھے اور دعائیں حاصل کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ نے ان کو میدان کارزار میں امارت، کمانڈری اور اب شہادت کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔

ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۸۵ء صفحہ ۹ سے ۱۵

جہاد افغانستان کے حق پرست بعض حقانی شہداء کا تذکرہ

جس طرح مادر علمی دارالعلوم دیوبند اپنے دور میں مغربی سامراج کے لئے قہر الٰہی ثابت ہوا اسی طرح دارالعلوم حقانیہ اپنے قابل فخر فضلاء کی شکل میں دنیا کی ظالم اور جابر اشترا کی قوت کے لئے سد سکندری بن گیا

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

غیور و جسور مسلمان مملکت افغانستان میں روس نواز اور بالآخر روسی انقلاب کے بعد حمیت اسلامی سے سرشار علماء حق مشائخ کرام اور جان نثار مجاہدین کی جماعتوں نے روسی سامراجیت کے مقابلہ میں جس سرفروشی اور قربانی کا مظاہرہ کیا اس نے اسلام کی تاریخ جہاد و عزیمت میں ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے' ہمیں خوشی ہے اور خدائے ذوالجلال کے ممنون ہیں۔ کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں جو شاید اس صدی میں سرخ روسی سامراج کے مقابلہ میں پہلا بھرپور اور عظیم جہاد تھا' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم پانے اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء اور فضلاء کا بھی عظیم حصہ ہے' یہ حقانی جانثار اس کارزار حق و باطل کی فرسٹ لائن ثابت ہوئے اور جیسا کہ دارالعلوم حقانیہ کا مادر علمی دارالعلوم دیوبند اپنے دور میں مغربی سامراج کے لئے قہر الٰہی ثابت ہوا اس طرح آج بحمد للہ دارالعلوم حقانیہ اپنے مستفدین اور قابل فخر فضلاء کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی ظالم و جابر اشترا کی قوت کے لئے سد سکندری بن گیا اور کئی جماعتوں اور اہم محاذوں کی ہائی کمان ان کے ہاتھ میں تھی ہم اس جہاد کے تمام شہداء تمام مجاہدین کو عموماً اور اپنے حقانی فرزندوں کو خصوصاً سلام پیش کرتے ہیں جن کے دم سے آج پانی پت' بالا کوٹ اور شاملی کی تاریخ قندہار و پکتیا' پکتیکا' گردیز' ہرات اور جلال آباد و کابل میں دہرائی گئی۔

اس جہاد میں دارالعلوم حقانیہ کے جو عظیم سپوت شہید ہو گئے ہیں ان کی تعداد کئی ہزار سے متجاوز ہے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ حضرت مولانا سمیع الحق کے قلم سے نذر قارئین ہے جو وقتاً فوقتاً آپ لکھتے رہے تمام شہداء حقانیہ کے لئے مستقل کتاب اور دفتر بے پایاں چاہیے تاہم مشتے نمونہ از خروارے بعض کے حالات نذر قارئین ہیں۔ مفصل تذکرہ کتابی صورت میں شائع کیا جارہا ہے گو اصل دوام وثبات اور حیات جاودانی تو جریدہ عالم انہیں حاصل ہو چکی ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عليه . فمنهم من قضىٰ نحبه ومنهم من ينتظر (الاية)

مولانا محمد اللہ قندہاری شہیدؒ

ناموس اسلام پر مر مٹنے والے یہ نوجوان گل سر سبد' ۱۷ شوال المکرم ۱۳۹۷ھ میں دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے۔ دراز قد' گرانڈیل جوانی' کم گو اور باوقار' والد ماجد کا نام مولانا عبدالقادر ہے۔ قندہار کے قریہ زنگ آباد پنجوانی سے تعلق تھا۔ دارالعلوم میں دو سال تک موقوف علیہ دورہ کی تکمیل کی پھر دورہ حدیث شریف میں شامل ہوئے' ابھی سہ ماہی امتحان ہوا تھا کہ افغانستان میں انقلاب کے بعد طبل جہاد بلند ہوا۔ دورۂ حدیث شریف شوق جہاد میں ناتمام چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ چند دوستوں کا ایک گروپ تھا۔ پا بہ رکاب ہوا تو سب نے غسل کیا' صاف ستھرے کپڑے پہن کر نوافل پڑھے پھر اساتذہ کے پاس آ کر اجازت طلب کی' اور جہاد کی فتح اور اپنی شہادت کی دعا کروائی۔ دوستوں سے کہا کہ معلوم نہیں پھر ملیں یا نہ ملیں۔ کیا عجب لیلائے شہادت سے ہمکنار ہو جائیں۔

وہاں جا کر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان سے وابستہ ہوئے اور قندھار کے محاذ پر کام شروع کیا اور اس اثنا میں افغان حکومت نے انہیں گرفتار کر کے قندھار جیل میں بند کر دیا۔ ان کے ساتھ کئی ایک اور دارالعلوم حقانیہ کے حقانی طلباء بھی رفیق جیل تھے۔ یہاں مولانا محمد اللہ قندھاری مرحوم پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے۔ بجلی کے ظالمانہ شارٹ بے دردی سے دیئے جاتے' بھوکا پیاسا ہفتوں تک رکھا گیا۔ ساتھیوں کے ہاتھ بھی پشت کی طرف باندھ دیے جاتے کہ کوئی انہیں ایک گھونٹ پانی نہ دے سکے' وہ ترستے رہے مگر عزم ایمانی میں تذبذب نہ آیا' سرخ سامراج کے کارندے افغان سپاہی آہنی بوٹوں سمیت انہیں سیدھے منہ لٹا کر پیٹ پر اور جسم کے نازک حصوں پر اچھلتے کودتے مگر وہ جو کہ روح بلالی سے سرشار تھے' عزیمت و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے بارہا انہیں پشت کی جانب باندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ٹھوکر ماردی جاتی اور وہ گردن کے بل نیچے لڑھک جاتے' اسی حالت میں ایک بار سیڑھیوں سے اترتے ہوئے انہیں دھکا دیا گیا وہ زمین پر آ رہے اور گردن ٹوٹ گئی' اس طرح ایک مجاہد عظیم کی روح قندھار جیل میں اپنے مطلوب و محبوب' شہادت اور وصال حقیقی سے سرشار ہوئی' کئی ان کے ساتھی حقانیہ کے طلباء حالیہ انقلاب تک اسی جیل میں رہے۔ مرحوم کیسے استعداد اور علمی ملکات کے مالک تھے؟ اور آئندہ چل کر کتنے بہترین عالم بن جاتے اس کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے' کہ انہوں نے موقوف علیہ دورہ کے سالانہ امتحانات میں مشکوۃ میں ۹۰ بیضاوی میں ۸۵ جلالین میں ۱۰۰ اور فوز الکبیر میں ۵۵ نمبرات حاصل کئے۔ فرحمہ اللہ وارضاہ

مولانا شیر اجان شہیدؒ

ولایت کابل الولسوالی (تحصیل) سروبی افغانستان کے یہ شہید اسلام دارالعلوم حقانیہ میں درجہ عالیہ کی کتابیں مشکوۃ شریف جلالین شریف وغیرہ پڑھتے رہے کہ جذبہ ایمانی سے سرشار روح نے بے چین کر دیا اور نمناک آنکھوں سے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ کو الوداع کہہ کر عازم وطن ہوئے اپنے عظیم اور مجاہدانہ خدمات کی بنا پر حرکت انقلاب اسلامی کی جانب سے اپنے علاقہ کے سارے محاذ جبہ سروبی کے امیر (کمانڈر) مقرر ہوئے اور دشمن کو زک پہنچاتے رہے۔ افغانی تقویم کے ۲ ربرج ثور کو صبح نماز فجر سے فارغ ہوئے تھے کہ اشتراکی ایمان فروش خلقی ایجنٹوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور گرفتار ہونے کے بعد بیدردی سے شہید کر دیئے گئے ظالموں نے اس پر اکتفار نہ کیا بلکہ اخلاق وانسانیت سے عاری ملعون روسی کارندوں نے اس شہید طلبگار علوم نبوت' طالب العلم اور نوجوان مجاہد کی لاش کو ٹریکٹر سے باندھ کر سروبی کے بازاروں میں پھر پھرا کر روندھ ڈالا اور اس دوران اشتراکی افغان ایجنٹ لاش مبارک پر پیشاب بھی کرتے رہے اور ایک شہید کی ڈاڑھی بھی نوچ نوچ کر اپنی ذلت ابدی میں اضافہ کرتے رہے۔ مرحوم نے دارالعلوم میں قیام کے دوران اخلاقی اور علمی صلاحیتوں اور خوبیوں کا مظاہرہ کیا' سہ ماہی امتحان ۱۳۹۹ھ میں انہوں نے مشکوۃ شریف میں ۱۰۰ نمبرات لئے اور بیضاوی' جلالین' ہدایا اخیرین میں بھی عمدہ نمبرات سے کامیاب ہوئے اور پھر سب سے شاندار کامیابی تو کارزار حق و باطل میں حاصل کی کہ روح مبارک نے پکار کر کہا ہوگا کہ فزت ورب الکعبہ رب کعبہ کی قسم حقیقی کامیابی تو یہی تھی خدائے حی قیوم اس ''شیر بیشہ اسلام شیر اجان'' کے خون شہادت کے صدقے گلشن اسلام کو دشمن کے تاخت وتاراج سے محفوظ کر دے۔

مولانا محمد ایوب قندھاری شہیدؒ

اسلام کے اس فرزند جلیل دارالعلوم حقانیہ کے اس اولعزم حقانی فرزند نے حال ہی میں نہایت اہم اور شاندار خدمات انجام دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا وہ اپنے محاذ کے قائدانہ فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے' اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ نے انہیں ۱۱ رشوال ۱۳۸۶ھ کو اپنی آغوش علم و معرفت میں لیا اور وہ تقریباً دس برس تک اس سرچشمہ کتاب و سنت کے آب زلال سے اپنے قلب وسینہ

کوشاداب وآباد کرتے رہے۔ ایمان کی یہ کھیتی جب لہلہا اٹھی تو دشمن خدا اور سول اعداء اسلام کے لئے غیظ وغضب کا سامان بن گئی۔ کــزرع اخرج شطاه ' فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار.

حزب اسلامی کے عظیم حقانی قائد مولانا محمد یونس خالص کے زیر قیادت قہر الٰہی بن کر خرمن کفار پر یلغار کرتے رہے' وہ حزب اسلامی کے دوسرے عظیم قائد اور مجاہدین حزب اسلامی کے چیف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی (فاضل حقانیہ وسابق مدرس دارالعلوم حقانیہ) کے دست راست اور معتمد ترین ساتھی تھے کہ مادر علمی میں بھی طالب العلمی کا طویل عرصہ دونوں نے ایک ساتھ گزارا تھا۔ حال میں مولانا جلال الدین چیف کمانڈر پکتیا وغیرہ جب دارالعلوم تشریف لائے اور جامع مسجد دارالعلوم میں طویل خطاب فرمایا' تو دوران خطاب اپنے اس عظیم ساتھی کی شہادت کا ذکر کیا اور بڑے درد سے کہا کہ ان کی شہادت سے میرا دست راست ٹوٹ گیا۔ اس مجسمہ علم وعمل شہید عالم حقانی نے دارالعلوم میں زندگی کا ایک عشرہ گزارا اور تمام اساتذہ اور طلبہ کو مکارم اخلاق سے گرویدہ بنائے رکھا۔

۱۳۸۶ھ میں دارالعلوم میں داخل ہونے والا یہ ہونہار طالب علم ۱۳۹۲ھ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر اعلیٰ نمبرات سے فارغ التحصیل ہو کر ایک مدرس ومبلغ ومجاہد بن کر نکلا' ان کے والد ماجد کا نام مولانا فقیر محمد تھا۔ قندھار کے مضافات میں توغی نامی گاؤں کے باشندے تھے' گوان کی شہادت سے ''حزب اسلامی افغانستان'' ایک نڈر سپاہی اور جرنیل سے محروم ہوگئی مگر وہ اپنے اقران ومعاصرین کے لئے نشان راہ بن گئے اور اپنے مادر علمی درسگاہ علم ومرکز تربیت کے لئے ذخیرہ عقبیٰ وفرت آخرت بھی۔ اللهم ارض عنه وارفع درجته. آمین

مولانا اصلاح الدین حقانی شہید:

اپنی زندگی کی صرف ۲۶ منزلیں دیکھنے والا یہ جوان' شمع اسلام پر نثار ہو گیا افغانستان کے صوبہ لغمان تحصیل قرغیہ گاؤں میاں فاکس میں ملا محمد مبین کے ہاں پیدا ہوئے اپنے ملک اور پھر پاکستان میں تحصیل کرتے کرتے دارالعلوم میں پہنچ گئے موقوف علیہ دورہ کی تحصیل کی اور پھر دورہ حدیث شریف سے ۱۳۹۹ھ میں فارغ ہوئے اور جاتے ہی ملک میں مجاہدانہ سرگرمیوں میں شریک ہوئے۔ ۱۴۰۱ھ میں اپنی ڈگری لینے آئے تو لرزہ خیز مظالم اور واقعات سناتے رہے' کابل کے رسوائے زمانہ فرنگ جیل کے وحشیانہ ایذا رسانیوں کے سامنے ڈٹے رہے' کچھ ساتھی تو جیل میں خلعت شہادت پا چکے اللہ کو منظور تھا کہ ہمارے مولانا اصلاح الدین جیل کے ان شدائد سے بھی بچ کر نکلیں گے اور میدان جہاد کی شہادت سے بہرہ یاب ہوں گے' باہر آئے تو حرکت انقلاب میں کپتان عمومی کی ذمہ داری سنبھالی۔ روسیوں کے ایک بڑے حملہ کا اپنے ساتھ محمد انور اور گروپ سمیت متواتر گیارہ گھنٹے مقابلہ کیا اور فتح پائی اسی طرح تحصیل علی شنگ میں فتوحات کی شاندار مثالیں قائم کیں بالآخر افغانی تقویم کے حساب سے' میزان ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کو اخروٹی کے مقام پر شہید کر دیئے گئے۔

سرخ سامراج کے خلاف افغانستان کے سرفروش اور کفن بردوش مجاہدین بالخصوص حقانی فضلاء اپنے مقدس خون سے تاریخ عزیمت میں ایک اہم باب رقم کر رہے ہیں' چند حقانی شہداء کا الحق کے گزشتہ شماروں میں تذکرہ آچکا ہے' اب ایک اور فرزند مادر علمی اپنے سینے میں افغانستان کی پاک سرزمین اور محمود بت شکن کے دیس پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ارمان لئے ہوئے اس قافلہ حریت اور کاروان کشتگان عشق کی صف میں شامل ہوا جس کے خون نے کیمونزم کے سمندر کو منجمد کر دیا ہے اور جن کی سرفروشی کے تذکرے اغیار کے ایوانوں میں ہو رہے ہیں۔ اے شہید ملک وملت تیرے جذبے کے نثار تیری قربانی کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

شہدائے بدر واحد' اور جانثار تبوک وحنین کی صف میں باندازِ خرام شرکت کرنے والا یہ مجاہد ہمارا ساتھی مولانا اصلاح الدین حقانی ہیں جن کے

ایمانی جذبے نے الحادی گماشتوں کو پے بہ پے شکستیں اور مختلف محاذوں پر اپنے مٹھی بھر ساتھیوں سمیت روسی پٹھوؤں اور خدا بیزار طحونوں کا ایسا سامنا کیا کہ ان کا نام میں دم کردیا۔ اور فتح ونصرت ان کی قدم بوسی کرتی رہی اللہ کے ہاں ان کی یہ کاوشیں صعوبتیں اور تکالیف اعلاء کلمۃ الحق کے لئے بارآور ثابت ہوئیں۔ اور ان کو خلعت شہادت سے نوازا۔ اور عین عروج شباب میں یعنی چھبیس سال کی عمر میں لیلائے وطن اور ناموس الٰہی پر جان جان آفرین کے سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بچہ نازرفتہ باشد زجہاں نیاز مندے کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

مولانا اصلاح الدین حقانی شہید افغانستان کے صوبہ لغمان تحصیل قرغیو میاں خاکس گاؤں میں ملا محمد مبین خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی مذہبی تعلیم علاقائی مدارس میں حاصل کی اس کے بعد آپ پاکستان تشریف لائے اور رستم مل اور راولپنڈی کے دینی مدارس میں فنون کی تحصیل کی بعد ازاں آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں دورہ موقوف علیہ کے لئے داخلہ لیا۔ دورہ حدیث شریف سے ۱۳۹۹ھ میں فارغ ہوئے۔ فراغت کے بعد آپ افغانستان تشریف لے گئے اور حکومت ترکئی کے خلاف ملک میں کام شروع کیا۔

۱۴۰۱ھ کو جب آپ حصول سند کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو راقم کے ساتھ دوران گفتگو یہ انکشاف کیا کہ جب میں یہاں سے فارغ ہوا تو افغانستان چلا گیا اور وہاں حکومت کے خلاف جہاد میں شریک ہو گیا جب مسلح مزاحمت شروع ہوئی تو میں بھی روسی الحاد کے خلاف نبرد آزما ہوا۔ بعد ازاں ہمارے چند ساتھیوں کی گرفتاری عمل میں آئی جن میں میں بھی شریک تھا اور ہم سب کابل کے رسوائے زمانہ جیل حزنگ میں دھکیل دیئے گئے' وہاں ہمیں دہشت ناک اور وحشت انگیز تکالیف پہنچائی گئیں۔ ہمارے چند ساتھی تو یہ صعوبتیں برداشت نہ کر سکے اور جام شہادت سے سرفراز ہوئے مجھے بھی بہت مارا پیٹا اور بجلی کے کرنٹ تک لگائے گئے حتی کہ میرا ایک ہاتھ بے حس وحرکت اور ناکارہ کردیا گیا مگر اب اللہ کے فضل وکرم سے میرا یہ ہاتھ ٹھیک ہے اور بندہ کو پیٹ پر وہ نشانات دکھائے جو کابل جیل میں اذیتوں کے دوران زخموں سے ہوئے تھے۔ جیل کے حکام مجھ سے خفیہ راز معلوم کرتے مگر میں خاموش رہتا۔ اور انکار کرتا جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ ہمارا مخالف نہیں تو مجھے رہا کردیا۔

حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کی جبہ علی نگار میں بحیثیت عمومی کپتان کے آپ کی خدمات سپرد کی گئیں۔ ولایت لغمان پر جب روسیوں کا ایک بڑا کانوائے جن میں ٹینک بکثرت تھے حملہ آور ہوا تو مولوی اصلاح الدین شہید اور ان کا دست راست محمد انور اپنے گروپ سمیت مقابلہ کے لئے نکلے تو متواتر گیارہ گھنٹے تک یہ مقابلہ جاری رہا نتیجتاً دشمن کے چار ٹینک تباہ ہوئے اور سات روسی جن میں تین افسران اعلیٰ بھی تھے جہنم رسید ہوئے اور بہت سا اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

تحصیل علی شنگ میں روسیوں کا ایک بہت بڑا حملہ پسپا کردیا گیا۔ نتیجہ میں تیرہ ٹینک راکٹ لانچر کے ذریعے تباہ ہوئے' اکانوے روسی بھی جہنم رسید کردیئے گئے اور بیس افراد افغان فوجیوں نے بمعہ اسلحہ مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اسی طرح اور بھی اس شہید کے مجاہدانہ کارنامے ہیں:۔ افغان تقویم کے مطابق آپ میزان کی سات تاریخ ۱۳۲۰ھ خروٹی کے مقام پر ۲۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کو شہید کردیئے گئے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا سید عبدالستار حقانی قندھاری شہید:

پوچھے ہے کیا وجود عدم اہل شوق کا آپ اپنی آگ کے خس وخاشاک ہو گئے

تاریخ کے اوراق پریشان میں ان الوالعزم اصحاب عزیمت اور حرارت ایمانی سے گرم ارباب ہمم کی داستانہائے شوق بکھری اور بکھری پڑی

ہیں' جنھوں نے اپنی حیات مستعار اور لحہ ہائے زیست کو ناموس ملت و دین اور آبروئے قوم و ملک پر نثار و نچھاور کر دیئے اور آج تک ان کے تذکرے ایمان افروز قصے اور حیرت انگیز واقعات زیب داستان اور گرمی ایمان و ایقان کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ بقول شاعر

ھوالمسلک ماکرتہ یتضوع

مملکت افغانستان پر جس دن سے سرخ سامراج نے شرمناک انقلاب کے ذریعہ قبضہ کیا اس وقت سے لے کر آج تک روزانہ بادہ نوشان مئے وحدت اور شمع نبوت کے پروانے سینکڑوں کی تعداد میں قربان ہوتے رہے ہیں اور یوں تھوک و پرموک اور بدر و حنین کی یادوں کے عطر بیز و سحر انگیز جھونکے دل و دماغ کو معطر کرتے چلے آرہے ہیں ان کشتگان ستم اور کارواں شوق میں ایک ہمارے دوست اور دیرینہ ساتھی مجاہد کبیر مولانا سید عبدالستار قندھاری حقانی بھی ہیں جو گزشتہ ماہ ۲۸ صفر ۱۴۰۴ھ کو جادہ پایان راہ شہادت میں شامل ہو گئے۔

راقم نے ایک افغان شہید کی تصویر سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی تھی جس کے چند اشعار اپنے قریبی ساتھی شہید مظلوم کی نذر کرتا ہوں کیونکہ ہمارے پاس چند آنسوؤں اور ٹوٹے پھوٹے اشعار کے علاوہ اور کیا ہے جسے بطور عقیدت اس عظیم سپوت کو پیش کریں۔

تجھ کو خبر نہیں ہے کہ اس فرد کا سینہ　　مرقد ہے حسرتوں کا امیدوں کا دفینہ
بازی لگائی جان کی ناموس قرآن پر　　نازاں ہے جس پر حضرت والائے مدینہ
نے عاشق لیلیٰ ہے نہ شیریں کا طلبگار　　اس فرد کا انداز جنوں اور ہی کچھ ہے

اس پر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا واقعہ یاد آیا۔ مؤلف مکاتیب امیر شریعت رقم طراز ہے کہ شاہ جی کی موزونی طبع کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ساحر لدھیانوی نے قحط بنگال پر نظم لکھی ہے اس کے ایک بند کا دوسرا شعر نہیں ہو رہا تھا۔ شاہ جی نے نظم پڑھی تعریف کی ساحر سے کہا کہ اس کا مصلہ یہ چند آنسو ہیں انہیں فقیر کا نذرانہ سمجھ۔ تو ہم بھی سوائے آنسو کے اور کیا پیش کر سکتے ہیں۔

شہید موصوف کو میں بہت ہی قریب سے جانتا ہوں اس کے دونوں بھائی مولانا عبدالغنی حقانی و عبدالمجید حقانی دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں دارالعلوم کی تعطیلات رمضان میں ہمارے گاؤں زروبی آیا کرتے تھے' علو نسب کے ساتھ ساتھ کیونکہ انکا خاندان سادات سے تعلق رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذہن ثاقب اور بے مثل قوت حافظہ سے خاندانی طور پر نوازا تھا۔ یہ وہ وہبی ملکہ ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مولوی عبدالغنی صاحب حقانی نے تقریباً سات آٹھ سال دارالعلوم حقانیہ میں گزارے ہیں اور ابتداء سے لے کر دورہ حدیث تک تمام علوم و فنون کی تکمیل یہاں کر کے سند فراغت حاصل کی ان کے دورہ حدیث کے دوران دوسرا بھائی مولوی عبدالمجید حقانی نے دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا پھر ۱۷ شوال ۱۳۹۷ھ کو شہید مظلوم نے داخلہ لیا اور مندرجہ ذیل کتابیں لیں۔

مطول؛ قاضی مبارک' شرح جامی بحث اور اصول الشاشی۔ اس سے پہلے دیگر کتابیں آپ نے اپنے وطن میں مختلف مدارس اور درسوں میں پڑھی تھیں۔ اگلے سال ۱۳۹۸ھ کو بیضاوی شریف امور عامہ تلویح و توضیح مسلم الثبوت شرح عقائد اور خیالی وغیرہ کتابیں شروع کیں۔ تیسرے سال دورۂ موقوف علیہ میں داخلہ لیا اس وقت عمر تقریباً بیس اکیس سال تھی اسی سال تعلیمی سال کے چار پانچ مہینے گزارنے کے بعد آپ اور آپ کے دوسرے ہم وطن ساتھیوں کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا اور اس کے لئے تیاری شروع کی روانگی سے قبل اپنے اساتذہ سے خصوصی دعاؤں کی درخوست کی۔ صوبہ قندھار سے جہاد کا آغاز کیا۔ یہ جہاد کا ابتدائی دور تھا۔ حالات اور ماحول سازگار نہ تھے لیکن یہ سرفروش سر ہتھیلی پر رکھ کر بے سروسامانی کی حالت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کمربستہ ہو گئے اور شجاعت و بہادری کے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ انسانی عقل اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی کچھ عرصہ بعد اس قافلے کا ایک فرد مولوی محمد اللہ قندھاری کیمونسٹ درندوں کے ہاتھ لگا انہوں نے انہیں جیل میں ڈال دیا ہر قسم کی جسمانی اذیتیں پہنچائیں۔ بجلی کے کرنٹ لگائے بھوکا پیاسا رکھا اس کے بعد انہیں سیڑھیوں سے

گرا کر اس پر چھلانگیں لگائیں لیکن اس پیکر استقامت کے پائے ثبات میں کسی قسم کا تزلزل واقع نہ ہوا۔اور انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہادت کی خلعت فاخرہ سے نوازے گئے۔رحمہ اللہ ہمارے یہ مولانا عبدالستار قندہاری شہید تقریباً ایک سال تک قندہار کے محاذ جنگ میں برسرِ پیکار رہے لیکن اکثر پرانے ساتھی غزنی کے محاذ پر مصروف جنگ تھے اس لئے دوستوں کی ایماء پر غزنی تشریف لے گئے اس کے پہنچتے ہی مجاہدین کے جوش اور جذبہ میں حرارت ایمانی کی نئی لہر دوڑ گئی اگر چہ عمر میں تمام ساتھیوں سے چھوٹے تھے لیکن شجاعت اور بہادری کی وجہ سے تمام ساتھی حتیٰ کہ ان کے جماعت کی امیر بھی آپ کی رائے کو اولیت دیتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ہمارے یہ شہید ساتھی غزنی کے محاذ جنگ سے استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"بعد از رخصتی دارالعلوم حقانیه صوبه غزنی رفتم. در صوبه غزنی امیر مجاهدین مولانا معراج الدین فاضل دارالعلوم حقانیه بود. یک بار مجاهدین در کمان او برفوج شوروی حمله کرد. بسیار ٹینک تباه شده و پانزده صد روسی فوجیان هلاک. دیگربار حمله کرد. دو عدد جهاز تباه شد و چهار ٹینک و دونیم صد فوجی هلاک. دیگر بار د رحمله ' مجاهدین نو ٹینک تباه شده به فضل خداوند تعالیٰ دعائے خیر به هیست اجتماع دوباره مجاهدین افغانستان بکید" (نقل از الحق جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ)

شجاعت اور دلیری میں بے نظیر تھے کئی روسی اور کمیونسٹ خلقی آپ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔تن تنہا ایک فوجی علاقہ میں گھس گئے اور انہیں کہا کہ اب تم ہماری حراست میں ہو۔کیونکہ میرے ساتھیوں نے (مجاہدین) تمہیں گھیرے میں لے رکھا ہے۔اس طرح اس تمام یونٹ نے تسلیم کر لیا یعنی سپر ڈال دی۔

میدان جہاد سے اکثر سردیوں کے موسم میں تشریف لایا کرتے تھے کیونکہ وہاں پہاڑوں پر برف باری کی وجہ سے مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے' حسب معمول دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائے' آپ کا سر زخمی تھا میں نے ان سے اس زخم کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم تین ساتھی ایک فوجی بارک کے قریب گئے اسے اڑانے اور بارود رکھنے کے لئے گڑھا کھودنا شروع کیا۔سامنے ایک مورچہ سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی میرے ساتھی اپنے کام میں مشغول رہے اور میں اس مورچے کی طرف گیا اس مورچہ میں موجود فوجی کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھی۔میں نے بڑھ کر کلاشنکوف تھام لی وہ چھڑانے لگا لیکن میں نے بھی اس کو مضبوط سے پکڑ رکھا تھا میں نے اس کے کان میں کہا کہ یہ چھوڑ دو۔گولیاں کیوں ہم پر برساتے ہو' ہم طالب علم ہیں اپنے اساتذہ سے دعائیں لے کر آئے ہیں۔وہ بالکل خاموش رہا اور بدستور کلاشنکوف چھڑانے میں زور لگا رہا تھا اتنے میں اس نے گولی چلا دی گولی میرے سر کے اوپر چمڑے کو چیرتی ہوئی چلی گئی اس کے بعد میرا دوسرا ساتھی آیا۔اس نے اسکو ایک آہنی ہنٹر سے مارنا شروع کر دیا تا آں کہ اس نے کلاشنکوف چھوڑی۔بعد میں اسے واصل جہنم کر دیا۔

ظرافت طبع اور خوش مذاقی میں بھی اپنے ساتھیوں سے فائق تھے ہر ایک طالب علم کے ساتھ نہایت ہی خندہ پیشانی سے ملتے خواہ اس کے ساتھ واقفیت ہو یا نہ ہو اسی وجہ سے تمام طالب علموں میں ہر دلعزیز تھے ایک دن اپنے ساتھیوں کو ایک واقعہ سنایا جس سے ساری محفل کشت زار زعفران بن گئی اس نے کہا کہ ایک دن ہم جہاد میں مصروف تھے کہ گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی ہم میں ایک بوڑھا آدمی بھی تھا۔اس نے کہا کہ یہ طالب علم آگے ہو جائیں کیونکہ ان لوگوں کا کیا ہے صرف ایک جان ہے یہ رہے یا نہ رہے اور ہم تو عیال دار ہیں میں نے کہا کہ ہمارا کیوں کوئی نہیں۔حقانیہ میں ہمارے دوست ساتھی ہیں ہمارے لئے وہ اتنے عزیز ہیں جیسا کہ آپ کو اپنے اہل خاندان۔ہم ان کو کسی بھی صورت نہیں بھول سکتے۔

ان کے پرانے قریبی دوست اور جہاد کے ساتھ جلاد خان راوی ہیں کہ:

غزنی کے محاذ پر ہم کمیونسٹوں کے ساتھ برسر پیکار تھے شہید موصوف کے ہاتھ میں راکٹ تھا سامنے ایک ٹینک سے گولیاں برستی شروع ہوئیں گولیاں اس کے سر کے اوپر اور بالکل قریب سے گزر رہی تھیں ہم نے کہا بیٹھ جاؤ یا تم بھی اس پر گولی چلاؤ اس نے کہا نہیں ان گولیوں کے چلنے کی آواز سے مجھے لذت محسوس ہوتی ہے اور میں زندہ حالت میں اس شخص سے مشین گن چھینوں گا وہ گولیاں برساتا رہا اور یہ مجاہد آگے بڑھتا رہا اور بغیر کسی تکلیف یا گزند کے اس خلقی پر مشین گن سمیت قبضہ کرلیا۔

بندہ کو خود ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک دن ایک روسی پائلٹ پکڑلیا۔ وہ معمولی فارسی جانتا تھا میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا ہمارے پاس روٹی کا چنداں انتظام نہ تھا ایک ساتھی روٹی پکاتا اور کچھ معمولی سالن جس سے بمشکل ہمارا پیٹ بھرتا اور اب اس قیدی کی شکل میں ایک اور ساتھی کا اضافہ ہوگیا ہم اس کے لئے روٹی اور سالن الگ رکھتے اور خود ہم اپنے ساتھی اکٹھے بیٹھ کر کھاتے وہ روسی پائلٹ جب سیر نہ ہوتا تو ہمارے برتن سے ایک نوالہ اٹھا لیتا بس پھر ہم اسے نہ کھاتے وہ روسی اس برتن کو اپنے سامنے رکھ لیتا اور شکم سیر ہو کر کھاتا۔

شہید موصوف غزنی کے محاذ سے نہایت مطمئن تھے اس محاذ سے کسی دوسرے محاذ پر جانا پسند نہ کرتے چنانچہ جب آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو ساتھیوں نے ان کی لاش گاڑی میں دوسری جگہ لے جانی چاہی تو گاڑی ایک قدم بھی آگے نہ بڑھی بار بار کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی بالآخر انہوں نے وہیں آپ کو سپرد خاک کیا کتنا خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے محمود بت شکن کے دیس میں شہادت پائی اور ان مجاہدوں کی سرزمین میں آسودہ خواب ہوئے۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں	جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی	کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں
یوں قید سے چھٹنے کی خوشی کس کو نہ ہوگی	پر تیرے اسیروں کی دعا اور ہی کچھ ہے
سرکش نہیں باغی نہیں غدار نہیں ہم	پر ہم پہ تقاضائے وفا اور ہی کچھ ہے

اللہ تعالیٰ مرحوم کو شہدا کے مراتب عالیہ سے نوازے اور پسماندگان' ان کے والد بزرگوار حاجی عبدالغفار صاحب و محترم مولوی عبدالغنی حقانی' و مولوی عبدالمجید حقانی اور شہید مظلوم کی جماعت کے امیر قاری تاج محمد صاحب کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ خدا کرے کہ مولوی سید عبدالستار حقانی شہید کا خون رنگ لائے اور انہوں نے جس عظیم مقصد کے لئے جان کی قربانی دی وہ مقصد حصول سے ہمکنار ہو جائے تا کہ اس کی بے چین و مضطرب اور سیماب فطرت روح کو تسکین ہو۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں	برسوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی
حسن شفق و رنگ حنا اور ہی کچھ ہے	پر سرخی خون شہدا اور ہی کچھ ہے
صوفی کی مناجات فلک گیر ہے لیکن	مردان مجاہد کی دعا او رہی کچھ ہے
جینا ہی نہیں کش مکش زیست کا مقصود	ذوق اجل و جہد بقا اور ہی کچھ ہے
اے سجدہ گزار حرم و عظمت اقبال	سجدہ! تہ شمشیر قضا اور ہی کچھ ہے
کافور جنازہ میں ہے کچھ او رہی خوشبو	عطر کفن اہل وفا اور ہی کچھ ہے

مولانا احمد گل شہید، مولانا فتح اللہ شہید اور مولانا طالب محمد شہید:

من المومنین رجال صدقو ما عاھد و اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ فمنھم من ینتظر ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے ان میں کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھتا (یعنی انتظار میں ہے)

مولانا احمد گل شہید

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے   یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی غیر ملکی پریس اور ذرائع ابلاغ نے اس پر سیر حاصل تبصرے کئے کہ جہاد افغانستان میں برسر پیکار مجاہدین کے صف اول کے رہنما مولانا احمد گل صاحب حقانی نے پکتیا کے محاذ پر روسی استعمار کے گماشتوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا اور یوں مجاہدین افغانستان ایک سر بکف مجاہد ایک سرفروش رہنما ایک عظیم الشان عالم دین اور کفن بردوش منظم سے محروم ہو گئے یہ جگر پاش اور دلخراش سانحہ اس وقت پیش آیا جب وہ دشمن کے مورچوں کو سبوتاژ کرنے میں مصروف تھا اور برابر پیش قدمی کرتا رہا تا آنکہ دشمن نے ان کے گرد گھیرا ڈالا اور ان کے درمیان محصوص ہوئے دشمن برابر اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے رہے بالآخر مجاہد موصوف توپوں کی شدید گولہ باری کی زد میں آ گئے اور نہایت ہی بے جگری کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں سربلندی دین اور آزادی ملت کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کیا اور یوں ان کی بے چین و بے قرار سیماب صفت جان کو تسکین نصیب ہوئی۔ بقول جگر مراد آبادی مرحوم

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر   عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

ہفت روزہ تکبیر کراچی کے مدیر شہیر نے چند ہفتے قبل محاذ جنگ میں اس عظیم مجاہد کے ساتھ ملاقات کی تھی اور ان پر تبصرہ اور محاذ کے متعلق نہایت ہی قیمتی معلومات فراہم کی تھیں جس میں آپ کا انٹرویو بھی شامل تھا پھر اس کے بعد آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو تکبیر کے جہاد افغانستان نمبر میں ان پر نہایت ہی دل آویز انداز میں تبصرہ کیا اب تکبیر کا شمارہ نمبر ۳۸ جلد نمبر ۷ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں مدیر محترم نے ''مجاہدین افغانستان کے دیس میں'' کے زیر عنوان جو سلسلہ سفر افغانستان شروع کیا ہے اس میں آپ نے اس عظیم مرد مجاہد کے بارے میں جو بصیرت افروز خیالات پیش کئے ہیں اور ان کے جذبہ جان سپاری پر داد تحسین اور عقیدت و محبت کے جو پھول نچھاور کئے ہیں وہ آپ نے الحق کے پچھلے شمارہ میں ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔

مولانا احمد گل حقانی نے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں مورخہ یکم محرم الحرام ۱۳۸۷ھ کو فارم داخلہ پر کیا ابتدائی تعلیم آپ نے وطن میں مختلف مدارس اور مساجد میں حاصل کی' اس کے بعد اعلیٰ تعلیم اور منتہی کتابیں پڑھنے کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی شبانہ روز محنتوں اور ان کے اخلاص وللّٰہیت کا اثر ہے کہ جہاں بھی جوہر قابل تھا مادر علمی کی مقناطیسی جاذبیت نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا کچھ عرصہ آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی مسجد میں رہائش پذیر تھے اور وہاں پر حضرت الشیخ کی آغوش شفقت میں چند مہینے گزارے آپ ان کے خدام خاص میں شامل تھے اور کئی دفعہ حضرت الشیخ کی امامت کی سعادت بھی حاصل کی' حضرت الشیخ نے ان کو اپنی دعوت مستجابہ سے خوب خوب نوازا۔ پھر اس کے بعد جب دارالعلوم کے دارالاقامہ (ہاسٹل) میں منتقل ہوئے تو وہاں بھی فارغ اوقات میں اپنے اساتذہ کے ہاں باقاعدہ حاضری دیتے اور ان کی خدمت گزاری واطاعت شعاری کو اپنا وطیرہ بناتے۔ ذہانت و قابلیت کا یہ عالم تھا کہ تمام کتابوں کو اپنے ہم درس ساتھیوں کے ساتھ تکرار کرتے' اس کے ساتھ تہجد گزار قائم الیل وصائم النہار بھی تھے دورہ حدیث میں آپ نے چھ سو نمبرات پورے حاصل کئے اور پانچ نمبرات انعامی اور حوصلہ افزائی کے تو کل چھ سو پانچ نمبرات آپ نے حاصل کئے۔

مولانا جلال الدین صاحب حقانی جو کہ جہاد افغانستان میں مجاہدین کے کمانڈران چیف ہیں ان دونوں کا زمانہ طالب علمی سے گہرا تعلق تھا۔ اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ کے مصداق اتم تھے۔ دونوں نے ایک ہی سال داخلہ لیا اور ایک ہی کتابیں پڑھتے تھے اور ایک ہی سال فارغ ہوئے لطف کی بات یہ ہے کہ دورہ حدیث میں مولانا جلال الدین حقانی کے ۶۰۶ نمبرات ہیں جبکہ آپ کے ۶۰۵۔

پھر جب جہاد افغانستان کا آغاز ہوا اور مجاہدین نے باقاعدہ مسلح جہاد کا عزم کیا تو بھی دونوں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ جہاد میں مصروف ہوئے۔ دوستی کا یہ مظاہرہ کمتر دیکھنے میں آیا لیکن آپ کی شہادت نے دوستی کے اس عظیم اور مضبوط بندھن کو توڑا اور بقول شاعر

وکنا کند ما نی جلیمه حقبه — من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی و مالکا — لطول اجتماع لم نبت لیلة معا

فتی کان احی من فتاة حیعه — واشجع من لیث اذا ما تمنعا

ترجمہ: مدتوں ہم لوگ جذیمہ ندیموں کی طرح رہے یہاں تک کہ یہ کہا گیا کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب ہم بچھڑ گئے تو طول مصاحبت کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اور مالک نے ایک رات بھی بسر نہیں کی میرا بھائی دوشیزہ سے زیادہ باحیا اور شیر سے زیادہ بہادر اور خوددار تھا۔

موصوف نہایت ہی جوش لباس و خوش اطوار اور سادگی کی مجسم تصویر تھے۔ عالم شباب ہی میں آپ کے چہرہ سے نورانیت ٹپکتی تھی اور مصداق حدیث اذا راؤ ذکر اللہ کے مظہر اتم — نگاہوں سے برستی ہے اداؤں سے ٹپکتی ہے — محبت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

راقم الحروف نے جب یہاں مادر علمی میں داخلہ لیا تو ان کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی کیونکہ وہ ہمارے کمرہ کو حضرت والد مرحوم علامہ عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ کے پاس بعد از نماز عشاء تشریف لاتے اور مولانا جلال الدین بھی آپ کے ہمراہ ہوتے اپنے شفیق استاد کو دباتے ان کے سر کو مالش کرتے اور دیر تک حضرت صدر صاحب سے استفادہ فرماتے رہتے۔ یہ بابرکت محفل انجمن قدسیاں کا حسین منظر اور دلکش سماں پیش کرتی اگر کبھی ناغہ ہو جاتا تو حضرت صدر صاحب قدس سرہ ان سے ناغے کے بارے میں دریافت فرماتے کہ آپ کیوں رات تشریف نہیں لائے کوئی مہمان وغیرہ آیا تھا یا اور کوئی سبب مولانا احمد گل حقانی اور مولانا جلال الدین حقانی ایک دوسرے کو دیکھتے پھر مولانا احمد گل صاحب فرماتے کہ ایسی کوئی وجہ نہیں بلکہ کبھی کبھی ہم قصداً ناغہ کرتے ہیں کیونکہ ہماری وجہ سے آپ کے آرام اور معمولات میں فرق اور خلل پڑتا ہے۔ حضرت صدر صاحب مجتسانہ لہجے میں فرماتے کہ آپ نے مجھے عادی بنایا ہے تو اس وجہ سے آپ لوگوں کا انتظار کرتا ہوں۔ آہ

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو — تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

اور بقول علامہ اقبال

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے — کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

خیر تو ساقی سہی لیکن پلائے گا کسے — اب نہ وہ میکش رہے باقی نہ میخانے رہے

مجھے ایک لطیفہ یاد آیا ہوا یوں کہ دارالعلوم حقانیہ کی وسیع جامع مسجد میں نماز مغرب اکثر مولانا احمد گل صاحب پڑھاتے اس میں عام طور سے آپ سورۃ یٰسین کی چند آیات تلاوت کرتے ایک دن ان سے میں نے کہا کہ غالباً آپ کو قرآن پاک میں ان آیتوں کے علاوہ اور کوئی حصہ یاد نہیں کہ بس آپ ومالی لا اعبدالذی فطرنی الایۃ پڑھتے ہیں اس پر آپ کا چہرہ چمک اٹھا اور دل آویز تبسم فرمایا اور کہا کہ آپ لوگ ہر چیز کو مدنظر رکھتے ہیں۔

بندہ نے جب آپ کی شہادت کی خبر سنی تو دماغ کے سکرین پر آپ کا سراپا گردش کرنے لگا وہ نماز مغرب یہ لطیفہ وہ تبسم اس کے ساتھ ہی یہ آیت جو کہ آپ نماز مغرب میں پڑھا کرتے تھے۔ یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی و جعلنی من المکرمین

بہر تسکین دل میں رکھ لی غنیمت جان کر جو بوقت ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں تھی۔

سردار داؤد کے دور حکومت میں آپ نے افغانستان سے ہجرت کی تھی اس وقت سے لے کر تا دم مرگ انہوں نے ہزاروں کمیونسٹوں دہریوں روسی اور کارمل فوجیوں کو واصل جہنم کیا آپ کے سرفروشانہ کارناموں کا سلسلہ کافی طویل ہے۔ وفات سے چند دن قبل موضع باڑی میں دشمن کے ایک بہت بڑے حملے کو پسپا کیا جس میں دشمن کو کافی نقصان پہنچایا اور ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اس لڑائی میں مجاہدین نے اسلحہ کے کافی ذخیرے پر قبضہ کرلیا اور مال غنیمت میں کافی اشیاء ہاتھ آئیں بالآخر اگست بروز جمعۃ المبارک آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ افغانستان کے صوبہ پکتیا میں بمقام الانیرہ آپ کو خداوند قدوس نے خلعت شہادت سے نوازا اور دوسرے دن بروز ہفتہ ہزاروں اشک بار آنکھوں اور دھڑکتے دلوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور میران شاہ کے قبرستان شہداء متصل تبلیغی مرکز میں آپ سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اور یوں شہداء بدر و حنین اور خونین کفنان یرموک و تبوک میں ایک اور خونین کفن کا اضافہ ہوا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

سلام ہو اس مرد مومن کی رُوح پر جو حق کی خاطر جیا اور حق کی خاطر مرا۔

اولاً اپنی زندگی کی بہاریں تحصیل علم پر نثار کیں اور جب تحصیل علم سے فراغت حاصل کی تو اس کی خوداری اور حمیت نے یہ گوارا نہ کیا کہ دہریوں اور کمیونسٹوں کے ناپاک قدم افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوں۔ انہوں نے اس کے خلاف باقاعدہ مسلح جہاد کا آغاز کیا اور ایک ایسی وادی پر خار میں قدم رکھا کہ قدم قدم پر کلفتیں اور صعوبتیں ان کا استقبال کرتی رہیں کبھی پینے کے لئے پانی نہ ملا کبھی کھانے کے لئے درختوں کے پتوں پر گزارا کیا کئی کئی دن فاقہ کشی میں گزارے بستر پر خواب ان کے لئے محض ایک خواب اور قصہ پارینہ سے کم نہ تھا۔ تا آں کہ اپنی منزل شہادت کو پالیا۔

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں شرط اول قدم آن ست کہ مجنون باشی

مولانا حبیب الرحمٰن حقانی شہید عرف مولانا فتح اللہ حقانی

ابھی مولانا احمد گل حقانی کا خون تازہ ہی تھا کہ کاروان کشتگان عشق اور جان سپاران و راہ خدا میں ایک اور فرد کا اضافہ ہوا ابھی ان کی جدائی کا زخم ہرا ہی تھا کہ اسی نوع کا دوسرا انتہائی المناک و کرب انگیز سانحہ قضا و قدر اور کلک تقدیر کے فیصلے کے مطابق ظہور پذیر ہوا یہ سانحہ حضرت مولنا حبیب الرحمٰن حقانی عرف مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کا ہے۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گزر گئے رہ یار تجھے قدم قدم ہم نے یادگار بنادیا۔

آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں ۱۶ شوال ۱۳۸۹ھ کو فارم داخلہ پُر کیا۔

نام: مولوی حبیب الرحمٰن ولدیت: عبدالرحیم مقام: ظکری۔ ڈاکخانہ: وزی تھانہ: وزی تحصیل: گردیز ضلع: پکتیا۔ صوبہ: خوست ملک: افغانستان یہاں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔ بیضاوی شریف۔ حسامی، تصریح، شرح چغمنی، اقلیدس، شرح عقائد، خیالی، ہدایہ آخرین، تلویح توضیح، مسلم الثبوت، مختصر المعانی، شرح نخبۃ الفکر اور دورہ حدیث شریف مکمل ۱۳۹۲ھ میں آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوتے ہی عازم محاذ جنگ ہوئے مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی دونوں

حضرت مولانا جلال الدین حقانی کے دست و بازو ہیں۔ان سے آپ مشورہ لیتے اور ان کی رائے کو اولیت حاصل تھی تنظیمی اور دفتر امور میں بھی مولوی فتح اللہ کو کافی دخل تھا۔مسلح جہاد کے دوران آپ نے دہریوں اور کیمونسٹوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا قلعہ باڑی میں جو پاکستانی سرحد کے قریب ہے۔وہاں پر آپ نے مولانا جلال الدین صاحب حقانی کی زیر قیادت دشمن پر بھر پور حملہ کیا جس میں دشمن کے کافی افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے علاوہ ازیں اسلحہ کا بہت سا ذخیرہ ان کے ہاتھ لگا۔جس میں دو ٹینک صحیح وسالم تھے اسی طرح ڈنگی قلعہ جس میں بہت سے روسی اور کارملی مورچہ بند تھے' شہید موصوف مولانا جلال الدین اور مولانا ارسالا خان کی معیت میں اس قلعے پر حملہ آور ہوئے۔ مال غنیمت جس میں دو بکتر بند گاڑیاں بھی تھیں کے علاوہ دشمن کے کافی سپاہی لقمہ اجل بن گئے جاج میدان میں ایک نہایت ہی سخت اور محفوظ مورچہ پر آپ نے حملہ کیا جس میں آپ بری طرح محصور ہو گئے لیکن تائید ایزدی اور نصرت خداوندی نے آپ کو صحیح وسالم رکھا قلعہ میں جتنے بھی فوجی تھے وہ ہلاک کر دیئے گئے اور ان کے اسلحہ خانہ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا اس لڑائی میں ان کا ایک نڈر اور سرفروش ساتھی پیر حضرت زدمان نے جام شہادت نوش کیا۔

گزشتہ رمضان میں اسی طرح ایک معرکہ کے دوران آپ کی آنکھ شدید زخمی ہو گئی آنکھ تو بچ گئی لیکن اس کی نظر بحال نہ ہو سکی اس کے بعد آپ حج بیت اللہ تشریف لے گئے فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد جب آپ دوبارہ محاذ جنگ پر تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ مولانا احمد گل حقانی کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔آپ نے اپنے عزم وہمت کے کوہ گراں ساتھی کے جنازہ میں شرکت کی اس کے دل کی کیفیت کیسی تھی اس پر اس وقت کیا بیت گئی ہو گی جب اپنے سفر و حضر محاذ جنگ اور گوریلا زندگی کی صعوبتوں کا ساتھی اس نے اپنے ہاتھوں سے آغوش قبر میں اتارا۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذری

مولانا احمد گل صاحب شہید نے تجہیز و تکفین کے بعد آپ دوبارہ محاذ جنگ تشریف لے گئے۔اب کے بار آپ دشمن کے لئے شعلہ جوالہ بن گئے اپنے شہید ساتھی کے خون آلود چہرہ نے آپ کے لہو میں حدت و حرارت پیدا کی اور سر سے کفن باندھ کر ایک نئے جذبے نئے شوق اور نئے ولولے کے ساتھ مجاہدین کا ایک جیش پر طیش لے کر حملہ آور ہوئے۔

زندگی آ تجھے قاتل کے حوالے کر دوں مجھ سے یہ خون تمنا نہیں دیکھا جاتا

بروز جمعہ مورخہ ۱۳ ستمبر آپ لالیوہ کے محاذ پر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہے تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی بھی تھے کہ دشمن کی طرف سے تھری مارٹری کی گولہ باری شروع ہوئی ایک گولہ آپ کے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی پر لگا جس سے دونوں موقع پر ہی شہید ہو گئے جب ان دونوں کی شہادت کی خبر میراں شاہ پہنچی تو تمام علاقے میں صف ماتم بچھ گئی ہر چہرہ پژمردہ اور ہر سو غم و اندوہ کا گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔

الٰہی ایسی تو سنسان نہ تھی ہجر کی رات دور تک قافلہ صبح کے آثار نہیں

مجاہدین نے ان دونوں کی لاشوں کو بکسوں میں بند کیا اور وہاں سے تدفین کے لئے میران شاہ لائے جونہی یہ بکس نمودار ہوئے۔آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑا زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان کے سرفروشانہ کارناموں کا تذکرہ تھا ہر آنکھ ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھی لیکن چونکہ ان کو چوٹیں سروں پر آئی تھیں اس لئے لوگ ان کے دیدار سے محروم رہے' نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں عوام وخواص اور علماء ومشائخ نے شرکت کی مولوی فتح اللہ شہید کے بھائی مولانا عبدالرحمٰن نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس کے بعد یہ دونوں میراں شاہ کے قبرستان شہداء میں سپرد کر دیئے گئے جہاں مولانا احمد گل حقانی کی روح استقبال کے لئے موجود تھی ہفت روزہ تکبیر کے مدیر محترم مولانا فتح اللہ حقانی کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں۔

''صوبہ پکتیا میں حالیہ روسی حملہ کے نتیجے میں مولوی احمد گل کے بعد ایک عظیم کمانڈر مولوی فتح اللہ شہید ہو گئے' مولوی فتح اللہ بھی پڑان ہی میں شہید ہوئے ہیں' جہاں مولوی احمد گل نے جان کا نذرانہ پیش کیا تھا واضح رہے کہ صوبہ پکتیا جو افغانستان میں جہاد کی شدت کے اعتبار سے نمایاں حیثیت کا مالک ہے اپنے دامن میں ہزاروں شہداء کے لہو کی خوشبو بسائے ہوئے آج بھی روسیوں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہو رہا ہے۔

یہ صوبہ اس اعتبار سے ممتاز حیثیت کا مالک ہے کہ افغانستان میں جہاد کا آغاز ہی اس سے ہوا تھا۔ یہ سردار داود کا دور تھا جب شعائر اسلام کا کھلے عام استہزاء کیا جانے لگا اور کیمونزم کو بحیثیت ایک نظام کے قبول کرنے کی سر عام باتیں ہونے لگیں صوبہ پکتیا ہی سے رد عمل کے طور پر جہاد میں شرکت کا آغاز ہوا مولانا جلال الدین حقانی ان تمام معاملات کی رہبری کے فرائض انجام دے رہے تھے ان کے ساتھیوں میں تین افراد بہت نمایاں تھے پہلے مولوی احمد گل شہید دوسرے مولوی فتح اللہ شہید اور تیسرے مولوی نظام الدین عرف مولوی طور جو بحمد اللہ اسران مرکز کے عمومی کمانڈر ہیں جو درہ سٹ کنڈو پر واقع ہے۔ مولوی فتح اللہ شہید کی عمر تقریباً ۴۵ سال تھی ابتدائی تعلیم افغانستان کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور اس سلسلہ میں قندہار اور غزنی کے دینی مدرسوں سے استفادہ کیا' اعلیٰ تعلیم کے لئے اکوڑہ میں واقع دار العلوم حقانیہ تشریف لے آئے اور بقیہ تعلیم کی تکمیل یہیں کی سردار داود کے دور میں جب مولانا جلال الدین حقانی نے عملی جہاد کا آغاز کیا تو مولوی فتح اللہ ان کے شانہ بشانہ شریک تھے اور تمام معاملات میں ان کے معاون خصوصی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

حقانی صاحب کی غیر موجودگی میں مولوی فتح اللہ شہید یا مولوی احمد گل ہی کو تمام معاملات کی نگرانی اور مسائل کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ مولوی فتح اللہ شہید نے زہڑک کنڈو ستک کنڈو زرمت گردیز خوست گوگن لیوان باڑی اور دیگر بے شمار مقامات پر روسیوں کے خلاف جہاد میں بنفس نفیس حصہ لیا اور کئی معرکوں کی براہ راست کمان بھی کی۔ ژوار مرکز کی تعمیر کے لئے جو ٹیم بنائی گئی تھی' مولوی فتح اللہ اس کے اہم ترین رکن تھے انہوں نے ہی گربز کے پورے علاقے کا سروے کیا اور موجودہ جگہ کا تخصیت اس مرکز کے انتخاب کیا جو آج افغانستان کا سب سے بڑا اور بفضل تعالیٰ سب سے مضبوط مرکز ہے۔

مولوی فتح اللہ حقانی مجاہدین کے درمیان انتہائی واجب الاحترام حیثیت کے مالک تھے' انتہائی کم گو دیکھنے میں مرنجان مرنج حلقہ یاران میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد کی طرح سخت وہ ایسے مجاہد اور عالم دین تھے کہ جن کے روز شب آہ سحر گاہی اور نالہ نیم شبی میں گزرے تھے' دبلے پتلے اور درمیانی قد کے اس عظیم مجاہد کا جسم اپنے اندر بڑی توانا روح رکھتا تھا۔ موٹے موٹے شیشوں سے جھانکتی ہوئی ان کی بڑی اور روشن آنکھیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنے مخاطب کا دل موہ لیتی تھیں ہر فرد سے ملتے وقت اپنی باہیں کشادہ کر کے اسے سینے سے لگاتے اور دیر تک اس کا حال و احوال پوچھتے۔

۱۳ ستمبر جمعہ کا روز تھا' وہ دو روز قبل فریضہ حج کی ادائیگی سے واپس لوٹے تھے لیوان کے مرکز پر واقع ایک بلند مورچے میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ جن میں سعید خیل کے علاقے کے کمانڈر شاہ معین اور میران شاہ میں مجاہدین کے دفتر انچارج مولوی صالح محمد (طالب محمد فانی) شامل تھے جن کی حکمت عملی کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے بمباری پوری شدت سے جاری تھی' اور قریب ہی واقع دشمن کی چھاؤنی اور اس کے حملہ آور کنوائے سے ٹینکوں توپوں اور مارٹر کی گولہ باری سے پہاڑوں کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو رہی تھیں۔ مولانا فتح اللہ بمباری کی شدت سے بے نیاز اپنے سامنے پورے علاقے کا نقشہ پھیلائے مجاہدین اور دشمنوں کی پوزیشنوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ ناگہاں ۱۰۷ ایم ایم مارٹر توپ کا ایک گولہ عین مورچے میں آ گرا اور مولوی فتح اللہ اپنے دو عظیم ساتھیوں کے ساتھ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا طالب محمد حقانی:

اب کاوش محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے اک تو ہی تو سرمایہ خون جگراں تھا

آپ نے دس سال کا طویل عرصہ دارالعلوم حقانیہ میں گزارا۔ مورخہ ۲۹ رشوال ۱۳۸۳ھ کو فارم داخلہ پُر کیا۔ نام اور مکمل پتہ۔ طالب محمد ولد عید ملوک۔ مقام مندوزی۔ ڈاکخانہ تھانہ اسماعیل خیل۔ ضلع گردیز سند وار کتب مقررہ کی تفصیل یہ ہے:

۱۳۸۴ھ کافیہ، مرقاۃ مجموعہ منطق ایساغوجی۔ ۱۳۸۵ھ شرح جامی۔ کنزاولین شرح تہذیب اصول الشاشی

۱۳۸۶ھ مختصر المعانی۔ نورالانور قطبی مقامات حریری۔ ۱۳۸۷ھ مطول سلم العلوم حسنی میبذی رشیدیہ

۱۳۸۸ھ شرح عقائد صدرا۔ شمس بازغہ۔ ملاحسن۔ میرزاہد۔ رسالہ قطبیہ۔ تجوید

۱۳۸۹ھ ہدایہ صلوۃ۔ کنز آخرین۔ قاضی مبارک۔ ۱۳۹۱ھ امور عامہ بیضاوی شریف تلویح توضیح جلالین

۱۳۹۲ھ مشکوۃ شریف۔ جلالین۔ ہدایہ آخرین۔ شرح نخبۃ الفکر۔ ۱۳۹۳ھ دورہ حدیث شریف

ابتدائی سالوں میں آپ یہاں ایک مسجد میں رہائش پذیر تھے اس کے بعد مدرسہ کے ہاسٹل میں منتقل ہو گئے نہایت ہی عابد و زاہد نیک سیرت اور محنتی تھے مولانا فتح اللہ شہید اور یہ دونوں ایک ہی دارالاقامہ میں رہتے تھے پھر جب افغانستان میں روسی انقلاب آیا تو آپ دونوں نے وہاں سے ہجرت کی اور مجاہدانہ سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے عملی جہاد کے ساتھ ساتھ تنظیمی امور میں بھی حصہ لیتے تھے چنانچہ آپ میران شاہ میں دفتر مجاہدین کے انچارج اور منتظم اعلیٰ تھے۔

مولانا طالب محمد اور مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کا واقعہ ایک ساتھ پیش آیا جس کی تفصیل گزر چکی ہے ان دونوں کی نماز جنازہ مولانا فتح اللہ حقانی کے بھائی مولانا عبدالرحمٰن نے یکے بعد دیگرے پڑھائی اور میران شاہ میں قبرستان شہداء میں ابدی نیند ہو گئے۔

رحمت حق تیرے مرقد پر گہرباری کرے حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا میراجان شہید:

مولانا میراجان شہید بھی ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو خداوند قدوس نے اپنی آغوش رحمت میں لے کر خصوصی اعزاز و اکرام یعنی خلعت شہادت سے نوازا۔ آپ نے فنون کی اکثر کتابوں کی تکمیل یہاں مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں کی اور سند فراغت بھی یہاں سے حاصل کی آپ نہایت ہی ذہین و فطین اور زہد و تقوی جیسے اخلاق و صفات حمیدہ کے مالک تھے دوران تعلیم آپ کی تمام تر توجہ اسباق و مطالعہ اور تکرار کتب پر مرکوز رہتی نہایت ہی کم گو اور باوقار کثرت مطالعہ اور تکرار کے باعث آپ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کے دماغ میں خلل پیدا ہوا لیکن پھر خداوند کریم کی خصوصی عنایت سے آپ جلد ہی شفایاب ہو گئے۔

مولانا میراجان شہید ولد محمد عزیز ضلع نعمان تحصیل علی گا موضع سنگر میں پیدا ہوئے ابتدائی دینی تعلیم اپنے ہی گاؤں میں حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے پاکستان دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔

فراغت کے بعد آپ نے تین سال تک مختلف مدارس میں تدریس کی لیکن ساتھ ساتھ جہاد کے لئے بھی ایام تعطیل میں محاذ جنگ پر تشریف لے جاتے تھے۔ تحصیل صوابی کے برکی مہاجر کیمپ میں آپ نے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی جس میں آپ صدارت تدریس کے عہدہ پر فائز تھے اور مجاہدین کی تنظیم میں بھی بڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ کی شرافت طبع اور اخلاق کے باعث مجاہدین آپ پر بہت ہی اعتماد کرتے تھے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل نہایت ہی خندہ پیشانی سے کرتے۔

آپ کی ان مجاہدانہ سرگرمیوں نے روسی و کارمل گماشتوں کی نیندیں حرام کردیں اور وہ ہر وقت اس کی موت اور قتل کے درپے رہتے چنانچہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ کو آپ واپس پاکستان تشریف لا رہے تھے کہ سی آئی ڈی نے آپ کے خلاف کارمل حکومت کو اطلاع دی جس کے نتیجے میں روسی اور کارمل فوجوں نے آپ پر نماز فجر کے بعد ضلع کنڑ علاقہ شگہ میں چاروں طرف سے ہوائی اور زمینی حملہ کردیا' آپ اس وقت اکیلے تھے' پھر بھی آپ نے بے جگری سے مقابلہ کیا دو افسروں اور کئی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بالآخر آپ دشمن کے محاصرہ میں آ گئے اور انہیں زندہ گرفتار کرلئے گئے ان لوگوں نے آپ کو تسلیم کرنے کی از حد کوشش کی لیکن آپ نے ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ ان کے سامنے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیا اور کلمہ شہادت پڑھا پھر ان لوگوں نے آپ پر بندوق سے نشانے بنانے شروع کئے آپ نے انہیں کہا کہ میرے منہ اور چہرے پر نہ مارو باقی جا ہو مارو اور اسی کے ساتھ آپ نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔

شہادت سے تقریباً ایک ماہ قبل آپ یہاں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے' بندہ نے آپ سے اپنی سرگرمیوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ فی الحال تو درس میں مشغول ہوں اور یہاں صوابی کیمپ میں میں نے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی ہے مجھے ایک کتاب کی ضرورت ہے اگر وہ کتاب یہاں کسی کتب خانے سے دستیاب ہوئی ''تمہید'' میں نے کہا کہ کون سی تمہید کیونکہ ایک تمہید تو مولانا عبیداللہ سندھی کی بھی ہے ''التمہید'' اور اب کئی کتابیں اس نام پر موجود ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں تمہید ابی شکور سالمی پھر آپ تشریف لے گئے۔ کسے خبر تھی کہ یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوگی۔

نه هر که چهره برافروخت دلبری داند	نه هر که آئینه دار د سکندری داند
هزار نکتهٔ باریک تر ز مو ایں جااست	نه هر که سر تبراشد قلندری داند

بقول اقبال

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے	لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مولانا پیر محمد وقتی کی شہادت

دارالعلوم کے ایک لائق ہونہار جواں سال روحانی فرزند اور مجاہد فاضل جناب مولانا پیر محمد وقتی فاضل حقانیہ بھی اپنے دوسرے رفقاء کی طرح جہاد افغانستان میں روسی دشمن سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب وقتی صاحب نے درس نظامی کی تکمیل اور دورہ حدیث شریف دارالعلوم میں کیا تھا چھ سات سال دارالعلوم میں زیر تعلیم رہے' حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے عقیدت گرویدگی تھی اخلاص وایثار اور جذبہ قربانی کی مجسم تصویر تھے' نظم وضبط تحریک وتنظیم اور جہاد ان کی فطرت اور طبیعت ثانیہ بن چکا تھا طالب علمی کا زمانہ میں بھی تعطیلات کے ایام میں دارالعلوم سے طلبہ کی جماعتیں ساتھ لے کر میدان کارزار میں عملاً شریک ہوا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے تمام اساتذہ ومشائخ کے مخلص خادم اور منظور نظر تھے مرحوم کی مظلومانہ شہادت کی خبر دارالعلوم حقانیہ حقانی فضلاء اور مجاہدین کے حلقوں میں حد درجہ رنج وقلق سے سنی گئی جوں ہی یہ روح فرسا خبر دارالعلوم پہنچی تو اساتذہ وطلبہ نے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔ مرحوم کے لئے رفع درجات ایصال ثواب ان کے خاندان اور جملہ شہداء اور مجاہدین افغانستان کی کامیابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔

مولانا جلال الدین حقانی کے مجاہد بھائی مولانا محمد اسماعیل کی شہادت

گزشتہ ماہ اگست ۱۹۹۰ء جہاد افغانستان پکتیا محاذ کے معروف جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کے بھائی کمانڈر محمد اسماعیل صاحب معرکہ جہاد میں زبردست سرفروشی اور قربانی اور بے مثال جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مطلوب ومحبوب شہادت کے حصول

میں کامیاب ہو گئے اور وصال حقیقی سے سرشار اور سرفراز ہوئے۔ مرحوم بھی اپنے بھائی کی طرح بہادر' نڈر' جذبہ جہاد سے سرشار اور ہر محاذ پر قائدانہ کردار کے حامل رہے اپنے بھائی کی معاونت میں اطلاعات اور وفاداری کا ایک نمونہ تھے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مرکز علم دارالعلوم حقانیہ سے عشق اور گرویدگی کی حد تک تعلق تھا۔ فرماتے ہیں جب بھی جہاد میں کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی خواب میں زیارت وملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ ہماری ڈھارس بندھ جاتی اور یقین ہوتا کہ پیش آمدہ مہم میں ہدف صحیح اور کامیابی یقینی ہے اور پھر عملاً ایسا ہی ہوتا مرحوم کی نماز جنازہ میران شاہ میں ہوئی۔

مولانا حافظ انوار الحق اور دارالعلوم کے اکابر اساغر نماز جنازہ میں شریک ہوئے' مرحوم کی وفات سے اگرچہ مولانا جلال الدین اور تحریک مزاحمت ایک نڈر سپاہی اور جرنیل سے محروم ہو گئے مگر وہ اپنے رفقاء و حاضرین کے لئے نشان راہ ہو گئے۔ اللھم ارض عنہ وارفع درجتہ امین دارالعلوم اپنے روحانی فرزند مولانا جلال الدین حقانی اور افغانی مجاہدین کے ساتھ اس صدمے میں برابر کا شریک اور اسے اپنا عظیم سانحہ سمجھتا ہے۔ باری تعالیٰ مرحوم کو بے مثال قربانی پر اجر جزیل عطا فرما دے اور شہید کے خون شہادت کے صدقے گلشن اسلام کو دشمن کے تاخت و تاراج سے محفوظ رکھے۔

ستمبر ۱۹۹۱ء کا پرچہ پریس میں جا رہا تھا کہ افغانستان میں گردیز کے محاذ جنگ پر فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی کمانڈ میں حمیت اسلامی سے سرشار اور جان نثار مجاہدین کو اس آخری حساس نازک اور فیصلہ کن مرحلہ میں بھی روسی سامراجیت کے مقابلہ میں سرفروشی قربانی عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کی سعادت سے سرفراز ہونا پڑا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق دارالعلوم کے بعض قدیم فضلاء مختلف درجات کے طلبہ اور مختلف اوقات میں اس مادر علمی کے سایہ عاطفت میں رہنے والے روحانی ابناء کی بھی ایک جماعت نے محاذ جنگ اور کارزار حق و باطل کی فرسٹ لائن اور ہراول دستہ بن کر شہادت کی منزل حاصل کرتے ہوئے جہاد و عزیمت کی تاریخ میں مزید ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے۔

حیرت ہے کہ سپر پاورز روس وامریکہ جہاں ایک طرف افغانستان میں پرامن حالات' فوری جنگ بندی اور مسئلے کے حل کی تلاش میں باہم مذاکرات اور بعض افغان رہنماؤں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں تو دوسری طرف ان ہی کی کٹھ پتلی نام نہاد نجیب حکومت انتہائی درجہ کی کمینگی اور ڈھیٹ بہیمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہتے مجاہدین پر آگ کے شعلے برساتے ہوئے نیپام بموں کا استعمال کر کے ان کے دعوے عدل وانصاف اور تحریکات قیام امن کا منہ چڑا رہی ہے۔ ایسے حالات میں افغان قیادت سمیت عالم اسلام بالخصوص حکومت پاکستان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ روسی پہلوان اور امریکہ بہادر کی باہمی بندر بانٹ منصوبہ بندی کے تحت کسی بھی ایسے فارمولے کو آگے نہ بڑھنے دے۔ جس سے افغان مجاہدین کی اکثریتی پارٹیاں اور میدان کارزار کے اصل مجاہدین متفق نہ ہوں یا جس سے قاتل و مقتول اور ظالم و مظلوم کو برابر کی حیثیت مل رہی ہو خدانخواستہ اگر اب کی موجودہ نازک ترین اور حساس صورت حال میں کسی بھی سیاسی قوت خواہ وہ افغان قیادت ہو کوئی اسلامی ملک ہو یا پاکستان کی حکومت ہو جہاد افغانستان کو سبوتاژ کرنے' مجاہدین کے تیرہ سالہ جہاد کو تاراج اور لاکھوں شہداء کے خون سے استہزاء و تمسخر کے روسی امریکی مشترکہ خطرناک منصوبہ بندی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی کردار ادا کیا یا چپ سادھ کر گونگے شیطان بنے بیٹھے رہے تو ملت کی تذلیل امت کی اس بربادی اور اہل اسلام کے بھیانک اور غلام مستقبل کی تمام تر ذمہ داری ان کے سر ہو گی جسے نہ خدا معاف کرے گا اور نہ تاریخ۔

نجیب اللہ انتظامیہ کی جانب سے ظلم و بربریت کا یہ نیا وحشیانہ انداز ہر لحاظ سے قابل مذمت اور مذموم حرکت ہے مگر عالم اسلام کی اس پر خاموشی اور حکومت پاکستان کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اس سے بھی بدتر اور مذموم ہے۔

خدا کرے کہ پاکستان سمیت عالم اسلام افغانستان کی تازہ ترین اور فیصلہ کن صورت حال میں موثر اور انقلابی کردار ادا کرے جو افغانستان کو اسلام کا گہوارہ اور امن واستحکام کا گلستان بنادے۔ امین

مولانا حافظ محمد ابراہیم شہیدؒ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فاضل دارالعلوم حقانیہ اسی سال شعبان ۱۴۰۹ھ دارالعلوم سے فارغ ہوئے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور اکابر اساتذہ سے دستار بندی کرائی۔ پھر اجازت لے کر جلال آباد کے حالیہ معرکہ کارزار میں شریک ہو گئے بڑی استقامت اور عزیمت سے مقابلہ کرتے ہوئے سرخیل کے مقام پر گزشتہ ہفتے شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بڑے مخلص، منکسر المزاج ایک ذی استعداد عالم اور جہاد وقربانی کے جذبہ سے سرشار تھے ان کی بڑی تمنا شہادت تھی اور وہ کثرت سے اپنے احباب سے اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ باری تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری کردی اور خلعت شہادت سے سرفراز فرمایا۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرماوے۔

مولانا عبدالحق شہیدؒ:

دارالعلوم کے جواں سال فاضل اسلام کے فرزند جلیل مولانا عبدالحق افغانیؒ بھی جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ جہاد افغانستان کے میدان کارزار میں نہایت اہم اور شاندار فرائض اور خدمات انجام دیتے ہوئے بارگاہ صمدیت سے خلعت خون شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف نے ۱۴۰۱ھ۔ ۱۹۸۱ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے دورہ حدیث پڑھا۔ ۱۴۰۲ھ میں اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ میں داخلہ لیا۔ اور ایل ایل بی کی۔ ۱۴۰۵ھ میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے مکتبہ الشریعہ میں داخلہ لے کر عمدہ نمبروں پر کامیابی حاصل کی اور سعودی حکومت کی طرف سے مکہ المکرمہ ام القراء میں ان کی تقرری ہوئی۔

آپ سعودی عرب سے ہر سال عرب رفقاء کو ساتھ لا کر مادر علمی دارالعلوم حقانیہ حاضر ہوتے۔ اپنے شیخ ومربی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے زیارت وملاقات اور حصول دعا کی سعادتیں حاصل کر کے معرکہ حق وباطل میں قائدانہ ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ ہوتے۔ شہادت ان کا مقصود تھی اور اسے وہ اپنی تمام تر مساعی کا ہدف بنائے ہوئے تھے یہ مقصد بھی انہیں حاصل ہو گیا دعا ہے کہ خدائے حی وقیوم اس شیر بیشہ اسلام کے خون شہادت کے صدقے گلشن اسلام کو دشمن کے تاخت وتاراج سے محفوظ کردے اسلامی انقلاب اور غلبہ اسلام کی منزل قریب ہو۔

مولوی محمد ظریف شہیدؒ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

اپنی زندگی کی صرف ۲۲ بہاریں دیکھنے والے حقانیہ کے یہ نوجوان طالب علم بھی بارگاہ صمدیت میں پروانہ نجات وسعادت افغانستان کے کارزار میں ''مرتبہ شہادت'' حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

موصوف دارالعلوم میں شوال ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء میں داخل ہوئے ہر سال معرکہ ہائے جہاد میں شریک رہے اور اسکے ساتھ ساتھ تحصیل علم میں سرگرم تھے اب درجہ ثالثہ میں تھے مخلص تھے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ بارگاہ صمدیت سے بواسطہ کارکنان قضاء وقدر ''خلعت خون شہادت'' کا ایوارڈ حاصل کرلیا۔

محاذ جنگ پر جانے سے قبل رفقاء کو بتا کے وصیت کی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے شہادت سے نوازا تو دارالعلوم کے اساتذہ کرام کو بھی میرے جنازے کی اطلاع دے دینا اس کی یہ تمنا بھی پوری ہوئی مرحوم کی میت محاذ جنگ سے افغان کیمپ واقعہ اکوڑہ لائی گئی۔ اور دارالعلوم

کے اساتذہ اور طلبا نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ دونوں شہداء کے لئے دارالعلوم میں بھی اور افغان کیمپوں میں ایصال ثواب کی تقاریب منعقد ہوئیں اور دونوں کی بے مثال قربانیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔

خوست کے محاذ جنگ پر شہدائے جہاد ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

افغانستان میں گردیز کے محاذ جنگ پر فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی کمانڈ میں حمیت اسلامی سے سرشار اور جانثار مجاہدین کو اس آخری حساس نازک اور فیصلہ کن مرحلہ میں بھی روسی سامراجیت کے مقابلہ میں سرفروشی' قربانی' عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کی سعادت سے سرفراز ہونا پڑا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق دارالعلوم کے بعض قدیم فضلاء مختلف درجات کے طلبہ اور مختلف اوقات میں اس مادر علمی کے سایہ عاطفت میں رہنے والے روحانی ابناء کی بھی ایک جماعت نے محاذ جنگ اور کارزار حق و باطل کی فرسٹ لائن اور ہراول دستہ بن کر شہادت کی منزل حاصل کرتے ہوئے جہاد و عزیمت کی تاریخ میں مزید ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے۔

مولانا عبدالخالق شہیدؒ

خدائے قہار کے مغضوب و ذلیل کیمونسٹوں کا نشانہ بننے والے یہ شہید پچھلے دنوں ۱۹۷۹ء افغانستان کے ولایت لوگر میں شہید ہوئے۔ شہادت سے قبل جہاد و جہد ایمانی کے اعلیٰ نقوش صفحہ تاریخ پر مرتسم فرمائے وہ ۱۸ رشوال ۱۳۹۷ء میں دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۹۸ھ میں علوم و فنون کی تکمیل کی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ و دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث شریف پڑھنے کا شرف حاصل کیا' دورہ حدیث کے امتحانات سالانہ میں ان کا نتیجہ یہ تھا۔ بخاری شریف ۶۵' ترمذی ۴۰' مسلم شریف ۱۰۰' ابوداؤد شریف ۸۰۔ سنن وشمائل ۱۰۰ا۔ طحاوی شریف ۱۰۰ دارالعلوم کے فارم داخلہ میں ان کا پتہ یہ ہے۔ مولانا عبدالخالق ولد سفر محمد مقام ماندرہ الکش ضلع تخار ترکستان افغانستان

مرحوم معتدل جسم تھے گھنی داڑھی سر پر سفید و براق عمامہ حسین کتابی چہرہ جسے دیکھ کر قدیم مشائخ بخارا اور ترکستان کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ دارالحدیث میں مسند شیخ کے بالکل قریب اور سامنے بیٹھتے' استاذی زہد و تصوف تعفف اور قناعت کی بناء پر اپنے ساتھیوں میں صوفی عبدالخالق کے نام سے مشہور تھے الحمدللہ کہ دارالعلوم حقانیہ کا یہ جلیل القدر فرزند متاع اسلام کی حفاظت کے لئے جان لٹا گیا' اور گلشن محمدی کا یہ مہکتا ہوا پھول بھی محبوب حقیقی کی راہ میں بکھر کر حیات جاودانی حاصل کر گیا۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

شہادت کس انداز سے پائی کہ اپنے ساتھی مجاہدین کے ساتھ دشمن پر یلغار کی' جسم پر چھ گولیاں لگیں جب بھی گولی سے جسم میں سوراخ ہو جاتا اپنا کپڑے پھاڑ کر زخم میں ٹھونس دیتے ذرا زخم بند ہو جاتا تو آگے بڑھنے لگتے' پانچ گولیوں کے بعد آخری گولی لگی اور جام شہادت نوش فرمایا۔

مولوی محمد سرور ضیاء شہیدؒ

کاروان شہداء کے یہ رہرو حق ۲۴ رشوال ۱۳۹۶ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے اور شہادت سے چند روز قبل تک چار سال برابر دارالعلوم میں تعلیم پاتے رہے' تعلق افغانستان کے علمی خانوادہ سے تھا۔ ایک علم دوست عالم مولانا حاجی غلام سید کے گھر قریہ ننگر نیازی السوالی علینگار ولایت افغانستان میں پیدا ہوئے۔ مقامی مکاتب دینی علوم کی تحصیل کے بعد دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ ہوئے۔ اخلاق و شرافت' علم و ذہانت کا یہ گل رعنا اپنے اخلاق کریمانہ اور نجابت سے دارالعلوم کو گرویدہ کر گئے۔

خاموش طبیعت' متواضع اس باادب طالب علم نے شوال ۱۳۹۹ھ میں دورہ حدیث کی موقوف علیہ کتابوں میں داخلہ لیا۔ غلغلہ

جہاد نے بے چین کر دیا۔شوق شہادت و جہاد شوق تحصیل علم پر غالب آیا اور ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو مادر علمی سے بعزم جہاد عازم وطن ہوئے او رحزب اسلامی کے ایک گروپ کے زیر کمان اپنے علاقہ میں جہاد و جہد اور فدائیت کے عظیم مظاہرے کرتے ہوئے ۱۵ جدی کو علاقہ علینگار میں مجاہدین کے ایک سربکف دستہ کی معیت میں جام شہادت نوش فرما گئے عمر ۲۰۔۲۲ سال کے لگ بھگ ہوگی جاتے وقت وصیت کر گئے تھے کہ دارالعلوم کی طرف سے نصاب کی مستعار کتابیں بعداز شہادت دارالعلوم کو پہنچائی جائیں علوم دینیہ کی دو چار ذاتی درسی کتابوں کے بارہ میں بھی کہہ گئے کہ مادر علمی کے کتب خانہ میں داخل کر دی جائیں۔دوستوں نے وصیت پر عمل کیا' ایک شہید راہ حق کا یہی کچھ اثاثہ تھا اور ایک متاع گرانمایہ جان جو جان آفرین کے سپرد کر گئے اور کتابیں مادر علمی پہنچ گئیں۔

چند تصویر بتاں اور چند حسینوں کے خطوط بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا۔

حزب اسلامی افغانستان کے سرکاری اور جنگی گزٹ ''شہادت'' نے ربیع الاول ۱۴۰۰ھ کے شمارہ میں چمن اسلام کے اس نوخیز پھول کو جو کھلنے سے قبل ہی عظمت اسلام پر نچھاور ہوگیا' دو طویل کالموں میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

ایں رہ روراہ حق شہید (مولوی صاحب ضیاء)
در طول مدت شدہ از موقع دورد تا لحظہ شہادت درآنجا
از ہیچ نوع شادت دلاوری وفدا کاری درراہ براندختن
کاغیان زمان دریغ نکرو کہ جدوجہد وبیش رفت روز افزوں
ایں مجاہد اکبر در امور جہاد شہرہ خاص و عام است ایں
فدائی راہ اسلام بالآخر بعد از جانفشانی ہائے زیادی در راہ
اعلاء کلمۃ اللہ بہ تاریخ ۵ رجدی درعلمیا تیکہ علیہ لحدین درد
لسوالی علینگار از طرف مجاہدین سربکف حزب اسلامی صورت
گرفت داعی اجل رالبیک گفتہ بہ شہادت رسید (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آخر میں اس مجاہد جلیل کی فدائیانہ اور مومنانہ تعلیم و تربیت پر ان کے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے تعزیت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

حزب اسلامی بدیں وسیلہ تسلیت و ہمدردی خودرابہ فاعیل محترم شان داستاران دارالعلوم حقانیہ کہ چنیں شاگرد فداکاری تربیہ نموودہ اندا ظہر نمودہ از بارگاہ ایزدتوانا صبر کامل واجر جمیل باریشاں سلت می نمائید''

علوم وفنون میں آپ کی استعداد و صلاحیت یہ تھی کہ دارالعلوم کے سالانہ امتحان میں تلویح وتوضیح میں ایک سو دو اور شرح عقائد میں سو نمبرات حاصل کئے۔

مولانا باقی باللہ شہیدؒ

مولانا باقی باللہ ولد مولانا حبیب اللہ سکنہ اخوند خیل میری غزنی افغانستان ۸ سال قبل ۱۲ رشوال ۱۳۹۲ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے علم وعمل کا یہ شجرہ طوبیٰ اب بارآور ہونے کے قریب تھا۔ اور اس سال ۱۴۰۰ھ میں وہ یکم محرم سے دورہ حدیث شریف میں شامل ہو گئے' اس وقت وہ بظاہر بڑے پرسکون تھے' نورانی چہرہ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود مگر اپنے علاقہ غزنی میں آنے سے قبل کفر سے برسرپیکار رہ کر زخمی ہو گئے تھے' زخم اندر اندر سے رستا رہا کچھ عرصہ بعد مجھ سے پشاور کے کسی ڈاکٹر کے نام تعارفی خط مانگا۔

میں نے کہا کہ بظاہر تو آپ بالکل ٹھیک ہیں انہوں نے دامن اٹھا کر اپنا پہلو دکھایا تو ایک گھاؤ تھا جو ناسور بن رہا تھا۔ڈاکٹر نے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج رکھا پھر آپریشن کیا گیا مگر ملاء اعلیٰ کی ملکوتی کائنات مشتاق دید تھی زخم بڑھتا گیا اور وہ ۲۹ فروری ۱۹۸۰ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ کو ہسپتال میں واصل بحق ہوئے۔نماز جنازہ پشاور میں پڑھائی گئی اور مشہور عارف وصوفی عبدالرحمٰن بابا کے قبرستان میں غریب الوطن طلبگار علوم نبویہ شہادت حقیقی وحکمی کے چند روز چند درجات پاتے ہوئے سپرد خاک ہوئے

زمین زخون شہیدان ما خضاب گرفت   چنیں عبث تو بہ سرخی ایں شفق منگر

جماعت مجاہدین حرکت انقلاب اسلامی کی طرف سے ان کو دیا گیا شناختی اور تعارفی کارڈ اس وقت ان کے نورانی اور حسین پیکر کے ساتھ میرے سامنے موجود ہے جس پر امیر حرکت مولانا محمد نبی محمدی صاحب کی طرف سے پشتو میں یہ ایمان پرور عبارت لکھی گئی

گرانه مجاهدو مسلمان وروره ستاسي بالله ايماني جذبات محصول خدمتونه موخدائي قبول كړه په گران افغانستان وكفر توره تياره راغلى ده همه ملا كلكه وتړه وكمونزم استبدادي رجيم سره مردانه وار جماء وكړه توفيق مونصيب شه.

ترجمہ: یعنی میرے عزیز گرانقدر مسلمانی بھائی تمہارے ایمانی جذبات پر مبنی خدمات کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔عزیز افغانستان پر کفر کے گھرے اندھیرے چھا گئے ہیں کر ہمت مضبوطی سے باندھ کر کمیونزم کے رجیم استبداد سے مردانہ وار جہاد کر لو توفیق خداوندی تمہارا شامل حال ہو۔پھر دیکھئے ہمارے عزیز اور محبوب طالب العلم مولانا باقی باللہ نے اس نصیحت پر کیسا عمل کر دکھایا۔فو حمه الله ارضا (الحق ربیع الثانی ۱۴۰۰)

مولانا سید جان محمد صاحب عرف خاکی جان حقانی شہیدؒ

مولانا جان محمد ولد جناب خواجہ محمد وطن اقامت کوئٹہ وطن اصلی غزنی افغانستان' یکم محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا۔کافیہ'شرح وقایہ'اصول الشاشی' مجموعہ منطق اور جمال القرآن پڑھتے رہے'ان کا ایک چھوٹا بھائی بھی ساتھ تھا۔ابتدائی کتب پڑھتا رہا' جوش جہاد اور جذبہ شہادت نے مجبور کیا تو دارالعلوم سے عارضی رخصت پر جہاد کے لئے چلے گئے ان کے محاذ جنگ میں ایک گروپ ''دینی طلباء'' کے نام سے مشہور تھا۔رات کے بارہ بجے انہوں نے دشمن پر چھاپہ مارا۔اور گروپ کی تعداد سے بڑھ کر خلقی لوگوں کو قیدی بنا کر مرکز لے جانے لگے کہ دشمن کے ٹینکوں نے تعاقب کیا۔بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔رمضان المبارک کے روزہ کی حالت میں مشین گن کی بوچھاڑ سے عصر کے قریب شہید ہو کر ارشاد نبوی ؐ لصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاربه کے مطابق عصر سے کچھ قبل رب کریم کے لقاء حقیقی سے سرشار ہو گئے۔

مولانا حافظ عبدالکریم حقانی شہیدؒ: مولانا حافظ عبدالکریم صاحب ماکوان صوبہ قندھار کے باشندے تھے'۱۸ رشوال ۱۳۹۳ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ ہوئے اور ۱۳۹۴ھ میں سند فراغت حاصل کی' آپ دفتر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان میں معاون امیر تھے۔ بعد ازاں ان کو دوسو افراد پر مشتمل ایک جمعہ ناجیہ کی قیادت سونپی گئی۔ ہر میدان میں آپ نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ان کے ہاتھوں بہت سے روسی اور افغان سر بار واصل جہنم ہوئے۔۱۴ ر رمضان المبارک کو دشمن کے ساتھ ایک مقابلہ میں جب کہ وہ کسی طالب علم کو بچانے کے لئے اٹھے تو ایک گولی آپ کے منہ پر لگی جس سے آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

اچھے اوصاف کے مالک قابل اور ذی استعداد شخص تھے۔دورہ حدیث شریف ۱۳۹۴ھ میں پڑھا۔سالانہ امتحان جو کہ وفاق المدارس کے زیر انتظام ہوتا تھا۔اس میں شرکت کی اور ۳۶۶ نمبر لے کر درجہ عالیہ میں کامیابی حاصل کی۔

شہید مرحوم کے اس جمعہ ناجیہ میں چند اور مشہور حقانی فضلاء کے نام یہ ہیں۔ مولوی سید عبدالرؤف حقانی' مولوی سید عبدالمجید حقانی' مولوی سید حبیب اللہ حقانی' مولوی سید محمد اعظم حقانی' مولوی سید محمد اکرم حقانی اور سید محمد اکبر حقانی وغیرہم جو روسی کفروالحاد سے برسرِ پیکار ہیں۔

مولانا محمد سعید حقانی شہیدؒ: مولانا محمد سعید ولد محمد مرجان صاحب مقام کندرخیل ڈاکخانہ سید کمر صوبہ گردیز افغانستان ۲۰ رشوال ۱۳۷۹ھ کو دارالعلوم میں داخلہ ہوئے اور علوم وفنون کی تحصیل کرتے رہے۔ علاقہ گردیز صوبہ خوست کے باڑی قلعہ میں بارودی سرنگ نکالنے میں مصروف تھے۔ اس گروپ نے ۸۵ بارودی سرنگ (مائنز) نکالیں۔ اس دوران ایک سرنگ پھٹ جانے سے ایک ہاتھ کٹ گیا مگر لٹکتا رہا۔ نصف گھنٹہ بعد کاٹ دیا گیا۔ مجاہدین نے جمع ہو کر انہیں فوری طبی امداد پہنچائی۔ جائے پلائی مگر جانبر نہ ہو سکے اور خلعت شہادت سے بازیاب ہوئے۔ اس وقت آپ علاقہ فری مرکز سے وابستہ تھے دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد خوست کے موضع یارمنڈی کے دینی مدرسہ میں درس وتدریس کرتے رہے۔

مولانا محمد نعیم حقانی شہیدؒ: مولانا محمد نعیم ولد مولانا مخدوم مقام درخان ضلع بدخشاں افغانستان مولوی سید شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۱۴ رشوال ۱۳۸۵ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۳۹۱ھ میں دارالعلوم سے سند فراغت حاصل کی۔ تقریباً چھ برس اس مرکز علمی میں تحصیل علم میں مشغول رہے' اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ درجہ عالیہ میں کامیابی حاصل کی' اپنے محاذ اور جبہ کی کمان کی مارٹر گن سے ایک روسی حملہ آور جہاز کو بھی مار گرایا۔ زلمت ولایت پکتیا میں مصروف جہاد تھے کہ شہادت پائی۔

مولانا عبدالوہاب حقانی شہیدؒ: مولانا عبدالوہاب ولد مولانا محمد اکرم سکنہ پتہ دار کوہستان شمالی افغانستان پروان ۱۵ رشوال ۱۳۸۴ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا۔ دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی' بہترین علمی استعداد کے مالک تھے' اسی بناء پر ۸۶۔۱۳۸۵ھ میں ایک سال تک اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کی خدمات بھی انجام دیں۔ اس کے بعد کابل کے مدرسہ نوریہ میں شیخ الحدیث تھے' جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔ دو اڑھائی سال سے عدم پتہ ہیں۔ اغلب گمان یہ ہے کہ جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔

مولانا غلام محمد صاحب حقانی شہیدؒ: مولانا غلام محمد صاحب ولد جناب مسافر خان صاحب کوٹ ڈاکخانہ وتحصیل سرشاہی جلال آباد افغانستان علاقہ زلمت میں شہید ہو گئے۔ آپ ۱۵ رشوال ۱۳۸۴ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے دورہ حدیث شریف کی موقوف علیہ کتابیں یہاں پڑھیں۔ رحمہ اللہ تبارک وتعالیٰ (الحق مارچ ۱۹۸۱ء)

مولانا حجۃ اللہ حقانی شہید: انقلاب کے بعد عرصہ ہوا شہر کابل میں قید کر دئے گئے تھے اور ایک مدت سے عدم پتہ ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ شہید کر دئے گئے ہیں۔

مولانا فضل کریم حقانی شہید: جہاد میں مصروف تھے۔ کیمونسٹ بے ضمیر خلقی رہنماؤں میں چار سرکردہ افراد کو یکایک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ جب کہ وہ ایک جگہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے کسی مشورہ میں مصروف تھے۔ سب کو ہلاک کر دیا مگر بالآخر خود بھی جام شہادت نوش کیا۔

مولانا عبدالوہاب حقانی شہید: مولانا عبدالوہاب ولد مولانا محمد اکرم سکنہ تپہ دار کوہستان شمالی افغانستان پروان۔ ۱۵ شوال ۱۳۸۴ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا۔ دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ بہترین علمی استعداد کے مالک تھے۔ اسی بنا پر ۸۶۔۱۳۸۵ھ میں ایک سال تک اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کی خدمات بھی انجام دیں۔ اس کے بعد کابل کے مدرسہ نوریہ میں شیخ الحدیث تھے۔ جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔ دو اڑھائی سال سے عدم پتہ ہیں اغلب گمان یہ ہے کہ جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔

(از قلم مولانا محمد ابراہیم فانی) (ماہنامہ الحق مارچ ۱۹۸۱ء)

چند طالبان شہدائے حقانیہ O امریکہ کے خلاف طالبان کے جہاد کا دور

(جمع وترتیب مولانا سید احمد شاہ حقانی[1])

مادرعلمی دیوبند ثانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام نے دینی خدمت کے ہر شعبہ میں مثلاً درس وتدریس اشاعۃ التوحید دعوت وتبلیغ نفاذ شریعت اسلامی سیاست کے ہر میدان میں امتیازی حیثیت حاصل کی ہے تو اسی طرح اسلامی نظام کی حاکمیت اور کفری نظام کے خاتمہ کیلئے بھی اپنے اکابرین کے نقش وقدم پر چلتے ہوئے علم جہاد کو اٹھا کر بے پناہ قربانیاں دے چکے ہیں۔

ہمسایہ ملک افغانستان کی آزاد سرزمین پر روسی یلغار کے بعد مسلح جہاد میں بھی الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور علماء کا نمایاں کردار رہی ہیں۔

ان میں سے رہبر حزب اسلامی افغانستان مولوی محمد یونس خالص رحمہ اللہ ومولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ سرفہرست ہیں اور اسکے علاوہ بھی ہزاروں روحانی فرزندان حقانیہ اس عظیم جہاد میں شامل رہے ہیں کہ ان میں سے کثیر تعداد میں شہید، قیدی اور زخمی ہو چکے ہیں۔

اسی طرح افغانستان میں اندرونی شر وفساد کے خاتمہ کیلئے اور نظام اسلام کے نفاذ وحاکمیت کیلئے جب اسلامی تحریک طالبان افغانستان کا آغاز ہوا تو اس تحریک کے بھی اہم سرکردہ افراد، اہم عہدوں، محاذوں، منصب صدارت وزراء، گورنرز، سفراء سپہ سالاران، مجاہدین دارالعلوم حقانیہ کے روحانی فرزند تھے۔

جبکہ ان میں سے سینکڑوں کی تعداد میں شہید، زخمی قیدی ہو گئے۔

اسی طرح جبکہ افغانستان میں طالبان کے اسلامی حکومت کیخلاف اور نفاذ شریعت کو مٹانے کیلئے امریکی اور اتحادی افواج نے حملہ کر کے قبضہ جمایا، تو جہاد کے محاذ وسنگر دوبارہ گرم ہوئے تو اس عظیم معرکۂ حق وباطل میں بھی الحمدللہ جہادی سپہ سالاروں کی ایک بڑی تعداد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی فضلاء اور طلباء کی تھی اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے میدان جنگ میں کود پڑے اور صلیبی دہشتگردوں سے دلیری اور کمال مہارت کے ساتھ مقابلہ شروع کیا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اگر دقت وغور سے دارالعلوم حقانیہ کے شہداء اور غازیوں کا شمار کیا جائے تو روز روشن کی طرح یہ حقیقت ثابت ہوگی کہ اس شعبہ میں جامعہ حقانیہ کے شہداء، علماء، طلباء اور غازیوں کا تعداد سب سے زیادہ ہے اگر ہم چاہیں کہ سب شہداء کی تعداد معلوم کریں تو یہ ممکن نہیں مگر تھوڑی سی تلاش اور تگ ودو کے بعد طالبان دور کے جتنے حقانی شہداء کے حالات معلوم ہو چکے ہیں اسے کسی زمانی ترتیب کے بغیر یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ (سید احمد شاہ حقانی)

---

[1] جلال آباد افغانستان کے سادات کے ایک معزز خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں۔ روسی جارحیت کے بعد اپنے بزرگوں اور خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے ضلع نوشہرہ کے شمشتو کیمپ میں ٹھہرے۔ جہاں مولانا محمد یونس خالص کی تربیت اور تلمذ کی سعادت پائی۔ حاجی دین محمد وغیرہ اکابر جہاد سے قریب رشتے تھے جو اسی کیمپ میں مقیم تھے۔ ابتدائی تعلیم جگہ جگہ حاصل کی اور پھر حقانیہ آکر تحصیل علم کی تکمیل کی اور مختلف شعبوں میں خدمات بھی انجام دیتے رہے، اردو، فارسی کے ساتھ عربی زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ فراغت کے بعد ناچیز سے قرب وتعلق اور حقانیہ سے وابستگی کی وجہ سے اکوڑہ خٹک میں مستقل رہائش اختیار کی۔ سالہا سال سے میرے سفر وحضر کے رفیق معتمد ومعاون ہیں۔ طالبان کے دور جہاد میں افغانستان کے مختلف علاقوں میں اہم خدمات انجام دیتے رہے۔

مولانا عزت اللہ عارف شہید (ننگرہار)

حافظ محمد عزت اللہ ولد مولوی عبد الکافی گاؤں چاردھی تحصیل غنی خیل صوبہ ننگرہار افغانستان

سنہ فراغت جامعہ حقانیہ ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۴۱۱ھ عزت اللہ عارف صاحب ایک نہایت ذہین اور محنتی انسان تھے۔ دوران طالب العلمی شب و روز مطالعۂ کتب اور اپنے اسباق پر توجہ دیتے تھے خوش مزاج اور خوش اخلاق شخصیت کے حامل تھے اور ہر طالب العلم اور اساتذہ سے بہت اچھے تعلقات رکھتے تھے اسی وجہ سے اس طالب العلمی کے زمانہ میں یعنی ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۵ء تک افغانستان کے طلباء کا ایک اتحاد ہوا کرتا تھا جس کا نام تنظیم طلبہ اہل السنّت والجماعت تھا اس کے سربراہ سارے افغانستان مولانا عنایت اللہ برہانی صاحب تھے جو کہ علم نحو صرف حدیث اور تاریخ میں مہارت رکھتے تھے اور وہ بھی جامعہ حقانیہ سے اسی سال یعنی ۱۹۹۱ء مین دورہ حدیث سے فارغ التحصیل ہوگئے تھے اور پاکستان کے دینی مدارس میں صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے اور زیادہ عرصہ جامعہ تعلیم القرآن مردان کے استاد حدیث تھے۔ اسی طرح افغانستان کے ہر صوبے کا سربراہ ہوتا تھا تو صوبہ ننگرہار کے اہل السنّت والجماعت کے سربراہ جناب عزت اللہ عارف صاحب تھے۔ جامعہ حقانیہ سے فراغت کے بعد ایک مہینے کے عرصہ میں جناب عارف صاحب نے حفظ قرآن مکمل کیا۔

افغانستان میں تحریک طالبان کے آغاز میں اہل السنّت والجماعت تنظیم جو کہ تمام افغانستان کے سطح پر تھی نے اپنا اجلاس بلایا۔ باہمی مشاورت کے بعد یک آواز ہو کر ملا عمر مجاہد کے آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک طالبان میں شانہ بشانہ ہوئے شر اور فساد کے خلاف اعلان جہاد کیا سب حضرات ایک ساتھ جا کر تحریک میں شامل ہوگئے۔ صوبہ ہلمند کے گریشک علاقہ میں شمالی اتحاد کے افواج سے شدید جنگ کے دوران جناب مولانا عزت اللہ عارف حقانی شہید ہوگئے۔

مولانا عبد الولی حقانی شہید (ہلمند)

مولانا عبد الولی ولد عبد الکریم توغی موسیٰ قلعہ ہلمند

سنہ فراغت حقانیہ ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۳ رجب ۱۴۱۵ھ

مولانا عبد الولی حقانی صوبہ ہلمند افغانستان کے رہنے والے تھے جامعہ حقانیہ سے ۱۹۹۵ء میں دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ اسی سال تحریک طالبان کا آغاز ہوا تھا جبکہ مولانا عبد الولی صاحب زمانہ طالب العلمی سے جرأت اور شجاعت میں نام رکھتے تھے اپنے طالب علم بھائیوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش کیا۔

مولانا عبد الرب حقانی شہید (زرمت پکتیا)

عبد الرب اخندزادہ ولد قاضی محمد زبیر صوبہ پکتیا مرکز گردیز

گاؤں شلمزائی سنہ فراغت ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ

مولانا عبد الرب اخندزادہ نے جامعہ حقانیہ میں دورۂ حدیث تک اپنا علمی سفر مکمل کیا آپ جمعیۃ طلبہ حرکت انقلاب اسلامی کے سرکردہ رہنما تھے اور جمعیۃ اہل السنّت والجماعت صوبہ پکتیا کے بھی سرکردہ رہنما تھے۔ ۱۹۹۵ء میں جامعہ حقانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور

راقم الحروف کے بھی فنون سے لیکر دورۂ حدیث تک ساتھی تھے بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے نہایت مدبرانہ اور سیاسی سوچ رکھتے تھے ابتدائی تعلیم فسٹ ایئر تک کابل میں حاصل کی اور زمانہ ہجرت میں ہری پور ہزارہ ڈویژن میں عصری تعلیم مکمل کی۔

دینی تعلیم انہوں نے اپنے شہید بھائی عبداللہ گل کے دارالعلوم میں، دارالعلوم تختشالی مردان، دارالعلوم ہاشمیہ باڑہ پشاور میں اور دورۂ اصول فقہ مولانا شیخ نجم الدین صاحب سے کیا اور موقوف علیہ یعنی چھوٹا دورۂ شیخ القرآن والحدیث محمد نعیم اخندزادہ سے پشاور میں پڑھا جو دارالعلوم کے مقبرۂ حقانیہ میں آسودہ خواب ہیں۔ دورۂ حدیث شریف کا آخری سال جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تکمیل کیا۔ انکے فراغت کے پہلے سال سے تحریک طالبان افغانستان کا آغاز ہوا تھا افغانستان جا کے تحریک میں شامل ہوئے۔ اور ابتدائی خدمات انہوں نے صوبہ خوست سے شروع کیں۔ مولانا احسان اللہ احسان شہید کے ملٹری اور اہم امور کے مشیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے اور کابل کے فتح کے بعد افغانستان کے سٹیٹ بینک (کابل بینک) کے اول معاون یعنی احسان اللہ احسان صاحب بینک کے گورنر اور مولانا عبدالرب صاحب نائب گورنر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ساتھ ساتھ افغانستان کے دارالخلافہ کابل کہ سب سے بڑی مسجد پل خشتی کے امام اور نائب خطیب بھی تھے۔ اس کے بعد صوبہ قندھار کے تجارتی امور کے سربراہ مقرر ہوئے اور اس کے بعد شمالی صوبوں میں تمام بینکوں کے سربراہ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ جب افغانستان میں طالبان حکومت پر امریکی اور نیٹو افواج کا یلغار ہوا تو مولانا نے اپنا حوصلہ اور جہاد سے محبت کا اظہار قائم رکھتے ہوئے امریکیوں کے خلاف جہاد کی دعوت اور تبلیغ شروع کی اور امارت اسلامی کی طرف سے انہیں پانچ ضلعوں کا ملٹری انچارج بنایا گیا جبکہ انہوں نے مختلف محاذوں پر براہ راست شرکت کی اور دوبار شدید زخمی بھی ہوئے۔

<u>مقام شہادت اور تاریخ شہادت اخوندزادہ صاحب</u>: ۸ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ کو ضلع سروزہ کے حدود سورکوٹ میں امریکی افواج سے براہ راست معرکہ میں دشمن کو شدید جانی اور مالی نقصان پہنچایا اور دشمن پسپائی پر مجبور ہوا اس معرکہ میں ان کے تین افراد شہید اور چھ افراد زخمی ہوئے۔ اگلے دن پھر امریکی اور نیٹو فورسس نے عبدالرب صاحب کے محاذ پر حملہ کیا اور امریکیوں کو بمبار جہازوں کی مدد بھی حاصل تھی کافی معرکہ کے بعد شدید بمباری کی وجہ سے ۱۶ مجاہدین شہید اور ۷ افراد زخمی ہوئے جس میں اخندزادہ صاحب بھی شدید زخمی ہوئے اور کچھ ہی دیر بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موصوف نے جام شہادت نوش کیا اور اپنے ابائی قبرستان میں اپنے شہید بھائی قاضی عبداللہ گل کے جوار میں دفن ہوئے۔

مولانا محمد اسماعیل حقانی شہید (غزنی)

مولوی محمد اسماعیل ولد مولوی محمد البصیر مینا انڈر موسیٰ خیل صوبہ غزنی سنہ فراغت <u>۱۹۹۵ء</u> بمطابق ۱۴۱۵ھ

مولانا محمد اسماعیل شہید جو کہ غزنی صوبے کے ایک متدین اور علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے سنہ <u>۱۹۹۵ء</u> میں جامعہ حقانیہ سے فراغت حاصل کی اور امیر المؤمنین کے فوج میں شامل ہوئے دو سال مسلسل اور مختلف محاذوں پر مولانا احسان اللہ احسان شہید کے دست و بازو بنے رہے بالآخر مشرقی صوبوں میں داخل ہوتے ہوئے مولانا احسان اللہ کے زیر کمان صوبہ کنڑ پر حملہ کیا اور صوبے کے ابتدائی حدود میں جام شہادت نوش کیا۔

مولانا کلیم اللہ حقانی شہید (پکتیا)

مولوی کلیم اللہ حقانی ولد سلطان محمود صوبہ پکتیا اور گون تکہ نورہ کی سنہ فراغت ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ

مولانا کلیم اللہ شہید ولد سلطان محمود صوبہ پکتیا اور گون تکہ نورہ کے باشندہ تھے نہایت متدین حلیم، شجاع، ذکی اور مخلص انسان تھے اور ۱۹۹۵ء میں جامعہ حقانیہ سے دورۂ حدیث مکمل کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔ مولانا کلیم اللہ جو کہ ابتداء سے روسی یلغار کے زمانے سے جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ دار تھے۔ تو تحریک طالبان افغانستان کے آغاز پر ہی اس قافلہ راہ حق کے ساتھ اپنا سفر جہاد دوبارہ شروع کیا اور مختلف محاذوں پر اپنے مجاہد طالب بھائیوں کے شانہ بشانہ رہے صوبہ ننگرھار کے فتح کے بعد ان کے اعلیٰ علمی اخلاقی صلاحیتوں کیوجہ سے صوبائی وزیر تعلیم کا عہدہ سونپا گیا۔ لیکن ان کے شوق جہاد اور جذبہ شہادت نے انہیں مختلف محاذوں پر جانے پر مجبور کیا اس دوران جلال آباد کے نزدیک صوبہ کنڑ میں طالبان اور شمالی اتحاد کے شر پسند افواج کے درمیان مقابلہ ہوا تو مولانا کلیم اللہ حقانی بھی جلال آباد سے اپنے دوستوں کے ہمراہ مولوی حاتم وغیرہ کے ساتھ مولوی احمد کے زیر کمان قافلہ میں کنڑ پہنچے اور شدید مقابلے کے بعد رو برو جنگ میں مولوی کلیم اللہ حقانی اور ان کے اہم دوست مولوی حاتم صاحب نے جام شہادت نوش کیا۔

مولانا حسین احمد حقانی شہید (ننگرہار)

مولوی حسین احمد ولد حاجی سردار چپرھار سنگینہ صوبہ ننگرہار سنہ فراغت ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ

مولانا حسین احمد حقانی شہید بھی جامعہ حقانیہ کے ان فضلاء میں سے تھے جن پر آج بھی جامعہ حقانیہ اور ان کے اساتذہ فخر کرتے ہیں کیونکہ مولانا حسین احمد صاحب نے فنون سے لیکر دورۂ حدیث تک جامعہ حقانیہ میں اپنے تعلیمی مراحل طے کئے۔ مولانا خوش اخلاق خوبصورت بلند قد وقامت اور نفاست پسند کم گو اور اساتذہ کرام کے خادم خصوصاً جامعہ کے نائب مہتمم حضرت شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب کے اسفار میں کبھی کبھی ان کے ڈرائیور کی خدمات بھی انجام دیتے تھے نہ صرف مولانا حسین احمد شہید بلکہ ان کا پورا خاندان دینی علمی اور جہادی خاندان تھا ہر سال اس ایک خاندان سے ۸۔۱۰ افراد تحصیل علم میں جامعہ حقانیہ میں زیر تعلیم ہوتے تھے اور ان میں سے اکثر محاذوں پر روس کے زمانہ سے لیکر طالبان دور حکومت تک مختلف محاذوں پر اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے جہاد میں مصروف رہتے تھے اور ان میں سے کئی افراد مختلف بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے ان میں سے مفتی آدم خان حقانی جو کہ خوست صوبہ کے نائب گورنر اور وزیر مالیات رہے جو کہ حسین احمد شہید کے بھتیجے تھے مولانا محمد عالم حقانی کابل صوبے کے گورنر رہے۔ مولوی صالح محمد ضلع شیرزاد کے سربراہ تھے خود مولانا حسین احمد صاحب ڈی آئی جی پولیس صوبہ ننگرہار رہے ان کے علاوہ بھی اس خاندان کے بہت سے عالم اور مجاہد افراد راہ حق میں شہید ہو چکے ہیں جو کہ اکثر جامعہ حقانیہ کے فارغ التحصیل تھے جن کا ذکر اس فہرست میں آرہا ہے۔

مولانا حسین احمد جو کہ جنگ اور جہاد میں مہارت رکھتے تھے دلیر اور شجاع تھے اور اکثر لڑائیوں میں شریک رہے بالآخر ننگرہار صوبہ کے قریب صوبہ کنڑ میں دشمنوں کے لشکر کے ساتھ آمنے سامنے لڑائی میں جام شہادت نوش کر کے شہید ہوئے۔

مولانا حافظ سعید الرحمان حقانی شہید (کابل)

مولانا حافظ سعید الرحمٰن حقانی جو کہ افغانستان صوبہ کابل کے ضلع دہ سبز کے رہائشی تھے اور روسی یلغار کے بعد ہجرت پر مجبور ہوئے ہمسایہ ملک پاکستان آئے تھے اور اپنے اہل وعیال کے ہمراہ جامعہ حقانیہ کے قریب افغان مہاجر کیمپ اکوڑہ خٹک میں رہائش پذیر تھے اپنے علمی سفر کی ابتداء جامعہ حقانیہ سے کی اور دارالحفظ والتجوید میں حفظ قرآن اور قرأت کی سعادت حاصل کی اور اس تشنگی علم سے سرشار طالب العلم نے حفظ کے بعد جامعہ حقانیہ میں درس نظامی کی ابتداء کی۔

مولانا کے حسن اخلاق سے تمام اساتذہ جامعہ ان سے بہت شفقت اور محبت کرتے تھے۔ مولانا سعید الرحمٰن شہید جامعہ حقانیہ کے سابق مدرس اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے خادم خاص سینکڑوں کتابوں کے مصنف فن خطابت کے شہسوار مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کے خادم خاص ہوا کرتے تھے اور حضرت کے سلسلہ تصنیف وتالیف دفتری امور میں اکثر معاونت کرتے تھے۔ تحریک طالبان افغانستان کے آغاز کے بعد جب جلال آباد شہر فتح کرنے کے وقت پر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی اپیل پر پاکستان میں زیر تعلیم تمام افغان طلبہ نے جو کہ پاکستان کے دینی مدارس میں زیر تعلیم تھے قافلوں کے شکل میں افغانستان کا رخ کیا۔ جس قافلہ کی قیادت دارالعلوم حقانیہ کے سابق استاد مولانا شمس الرحمان حقانی اور صوبہ پختونخواہ کا طالبان نمائندہ مولانا حاجی احمد جان حقانی کرتے تھے۔ مولانا سعید الرحمٰن بھی اس قافلہ میں شریک ہوئے جو کہ پشاور سے طورخم کے راستے جلال آباد صوبہ ننگرہار میں داخل ہوا طورخم جلال آباد کے درمیان ایک فوجی چھاؤنی پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے سیکورٹی امور پر مامور ہوئے ایک رات سیکورٹی گشت پر تھے کہ راستے میں نصب کیا گیا بم پھٹ گیا اور مولانا سعید الرحمٰن اپنے چند ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کرکے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ یاد رہے کہ مولانا اس سال جامعہ حقانیہ میں اپنے علم کے سفر کے تکمیل کے آخری مراحل میں تھے اور کچھ مہینے بعد ان کی دستار بندی ہونی تھی۔

مولانا شیر عالم حقانی شہید (ننگرہار)

مولوی شیر عالم ولد ذوالفقار سنہ فراغت ۱۹۹۴ء/۱۴۱۴ھ

مولانا شیر عالم حقانی جو کہ نوجوان عالم تھے درجہ ثالثہ سے لیکر دورۂ حدیث تک تحصیل علم جامعہ حقانیہ سے کیا تھا نہایت بردبار خوش اخلاق اور تقویٰ کے نیک اوصاف سے مزین تھے شہادت سے ایک مہینہ پہلے ان کی فراغت اور اس کے بعد شادی ہوئی تھی مولانا سعید الرحمٰن شہید کے قافلے میں یہ بھی ان کے ہمسفر تھے اور دونوں نصب شدہ بم کے پھٹنے سے شہید ہوئے۔

مولانا محمد نذیر حقانی شہید (ننگرہار)

مولانا محمد نذیر حقانی ولد منیر اخندزادہ شہید میدان وردگ افغانستان

مولانا محمد نذیر شہید جو کہ افغانستان صوبہ میدان وردگ بندی چک کے رہنے والے تھے اور ایک جہادی خاندان میں پیدا ہوئے تھے مولانا کے والد محترم جناب محمد منیر اخندزادہ جو کہ روسی جہاد کے زمانے میں استاد سیاف کے اہم کمانڈروں میں سے تھے روس کے خلاف جہاد میں شہید ہوئے اور ان کے بیٹوں نے جو اس وقت چھوٹے تھے دار ہجرت میں دینی مدارس میں تحصیل علم کی ابتداء کی۔ مولانا محمد نذیر نے ابتدائی

اسباق طالبان سفیر مولانا شہاب الدین دلاور فاضل حقانیہ جو کہ اس وقت فنون وعلوم کے مایہ ناز مدرس تھے ان سے حاصل کی اور درجہ موقوف علیہ جناب مولانا محمد نعیم اختر زادہ سے پڑھی دورۂ تفسیر جناب حضرت شیخ القرآن مولانا سید شیر علی شاہ صاحب سے اور مولانا شاہ منصور صاحب سے حاصل کی اور دورۂ حدیث کیلئے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا۔

موقوف علیہ کے بعد جب چھٹی ہوئی تو تحریک طالبان کا آغاز ہو چکا تھا جامعہ حقانیہ کے طلباء کے ہمراہ جس میں راقم الحروف بھی شامل تھا پشاور سے کوئٹہ کے راستے قندھار پہنچ گئے جہاں راستے میں خیر اللہ خیر خواہ جو کہ اس وقت چمن کے قریب ضلع سپین بولدک کے سربراہ تھے رات گذاری اور وہاں سے ایک قافلہ کی شکل میں قندھار ایئر پورٹ پہنچ گئے اور تشکیل کے مطابق ایئر پورٹ کے اندر ہی ہمیں ایئر پورٹ اور اس میں موجود جنگی جہازوں کی سیکورٹی سپرد کی گئی یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا مولانا محمد نذیر شہید بہت با اخلاق سیرت وصورت کی خوبیوں سے مزین تھے ہمارے اس سفر میں مولانا محمد نذیر کے چھوٹے بھائی بھی تھے کہ مدارس میں چھٹی کے بعد ان کو گھر لیجانا تھا تو وہاں پر ایئر پورٹ کے منتظمین اور سربراہ مولانا اختر محمد منصور صاحب نے فرمایا کہ ایک طالب العلم جو کہ کم عمر ہے آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا کیونکہ تحریک طالبان کے اصول میں یہ بات شامل تھی۔ مولانا محمد نذیر نے فرمایا کہ میں اسے گھر بھیجنا چاہتا ہوں تو اگلے دن ایک ہیلی کاپٹر جس میں امیر المومنین ملا محمد عمر اپنے محاذوں اور طالبان کے معائنے کیلئے میدان شہر اور چار اسیاب کی طرف جا رہے تھے اختر محمد منصور نے اطلاع دی کہ اس طالب العلم کو ہمارے ہیلی کاپٹر میں لے آئیں اور ان کا بھائی بھی ہمارے ساتھ جائے تا کہ بہ آسانی اسے اپنے گھر میدان شہیر پہنچا دیا جائے۔ تو ملا محمد نذیر نے بھائی کے ہمراہ اسی ہیلی کاپٹر میں جس میں امیر المومنین اپنے ساتھیوں سمیت محاذوں کے معائنے پر جا رہے تھے ساتھ گئے اور اپنے بھائی کو میدان شہر میں چھوڑ کر مولوی محمد نذیر شہید امیر المومنین کے ہمراہ واپس قندھار پہنچ گئے اور جب چھٹیاں ختم ہوئیں تو ہم واپس اجازت لیکر اپنے مدارس میں آگئے اور مولانا محمد نذیر نے دورۂ حدیث میں داخلہ لے لیا۔ دورۂ حدیث سے فراغت میں ایک مہینہ باقی تھا کہ طالبان کے حملے وسیع ہو گئے اور مشرقی صوبوں جلال آباد، کنڑ لغمان کے طرف قافلے بڑھتے گئے اور مزید مجاہدین کی ضرورت پڑ گئی تو امیر المومنین ملا عمر مجاہد نے دینی مدارس میں اپنے افغانی طلباء کو پیغام بھیجا کہ اسباق چھوڑ کے محاذوں کی طرف لوٹ آئیں اس دوران جوق در جوق قافلے دینی مدارس سے طالبان افغانستان کی طرف روانہ ہوئے اور مولانا نذیر بھی دوبارہ چلے گئے اور ان کی تشکیل اپنے صوبے میدان شہر میں ہوئی اور ہم بھی جلال آباد چلے گئے کچھ دن بعد جلال آباد کے فتح کے بعد راقم الحروف اور ساتھی رات کو شہر کے راستوں کے سیکورٹی پر مامور تھے کہ ایک جیپ گاڑی میں سوار کچھ طالب علم مجاہدین آگئے اور ہمارے چیک پوسٹ والوں نے روک دیا کیونکہ رات کو نکلنے کیلئے خاص کوڈ ہوتا تھا اور ان لوگوں کے پاس نہیں تھا انہوں نے جانے کا اصرار کیا تو سیکورٹی پر مامور طالبان نے مجھ سے رجوع کیا کہ کچھ طلباء آئے ہیں ہم انہیں روکے ہیں مگر وہ جانے کا اصرار کرتے ہیں آپ کی اجازت چاہیے تو میں خود باہر آیا روڈ پر کہ اچانک ایک آواز سی کہ میں مولوی صاحب نذیر ہوں میں نے جب دیکھا کہ ہمارا دوست مولانا نذیر مولانا ہدایت اللہ اور کئی دوست اس جیپ میں سوار تھے جو کہ میدان شہر سے آئے تھے میں نے کھانے کا پوچھا انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں کھایا ہے تو ہم نے اپنی گاڑی بھی نکالی اور ہوٹلوں کی طرف گئے اور رات کے ڈھائی بجے کھانے کا بندوبست کیا اور مولانا نذیر سے حالات معلوم کئے نذیر صاحب بے حد خوش نظر آ رہے تھے میں نے پوچھا کیا بات ہے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تو انہوں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ اور کہا کہ میں ایک جگہ پر شادی کرنا چاہتا تھا اور وہ لوگ رشتہ دینے سے انکار کرتے تھے چار سال گذر گئے لیکن الحمدللہ گذشتہ دنوں انہوں نے ہماری بات مان لی اور میری منگنی ہو گئی۔ اور خوش اس لئے ہو کہ میرے دل میں دو آرزو اور آرمان تھے ایک یہ کہ میں عالم بنوں اور دورۂ حدیث مکمل کرسکوں اور دوسری یہ کہ شادی اسی جگہ پر ہو اللہ پاک نے دونوں آرزو پورے کر دئے کیونکہ ایک مہینہ بعد دستار بندی ہے حقانیہ میں اور اس کے بعد متصل میری شادی ہو گی

اس دوران مجھ سے اجازت لیکر طورخم کیطرف روانہ ہوئے کیونکہ طورخم گیٹ کی سیکورٹی بھی ہمارے شریک دوستوں کے پاس تھی مولوی محمد امین حقانی اور مولانا گل دین حقانی انچارج تھے ان سے ملنے گئے اگلے ہی دن وہاں سے واپس آئے کابل پر حملہ ہونا تھا اور اس حملے میں اپنے ساتھیوں سمیت شامل ہوئے کابل کے راستے میں شمالی اتحاد کے فوجیوں کے ساتھ شدید لڑائی کے بعد جام شہادت نوش کیا اور دونوں ارمان اپنے ساتھ دار فانی لے گئے۔

یاد رہے کہ مولانا نذیر طالبان سفیر مولانا شہاب الدین ولاور حقانی کے شاگرد اور سالے بھی تھے۔

مولانا محمد ظریف حقانی شہید (ننگرہار)

مولانا محمد ظریف ولد لعل سید چپرحار سنگینہ ننگرحار سنہ فراغت ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴۱۴ھ

مولانا محمد ظریف حقانی ولد لعل سید سنگینہ چپرحار صوبہ ننگرحار کے رہائشی تھے اور ۱۹۹۳ء میں جامعہ حقانیہ سے سفر علم کی تکمیل کر کے دستار فضیلت باندھ لی اور اس کے فراغت کے اگلے سال تحریک طالبان کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد ظریف ذہین عالم، شجاع اور مخلص انسان تھے اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے مختلف محاذوں پر دین اسلام کے دفاع کیلئے جہاد کیا بالآخر جہاد کے گرم سنگر میں دشمن کے خلاف جنگ میں جام شہادت نوش کیا یاد رہے کہ مولانا محمد ظریف طالبان دور حکومت کے کابل صوبہ کے گورنر مولوی محمد عالم مدظلہ کے بڑے بھائی اور مولانا حسین احمد شہید کے بھانجے تھے زمانہ ہجرت اکوڑہ خٹک مہاجر کیمپ میں گذارا

حافظ ذبیح اللہ حقانی ولد حاجی رحیم داد مرحوم (کندوز)

غازی شہید حافظ ذبیح اللہ ہجران ولد الحاج رحیم داد مرحوم صوبہ کندوز چہار درہ جدران گاؤں میں ایک متدین اور مجاہد گھرانے میں پیدا ہوئے سن پیدائش ۱۳۹۸ھ ہے۔ اس نے اپنے علمی دور کا آغاز دار ہجرت پاکستان کے شمشتو مہاجر کیمپ میں مولوی محمد یونس خالصؒ کے مدرسہ الھجرۃ والجہاد سے شروع کیا اور چھٹی جماعت تک پڑا اس کے بعد حافظ ذبیح اللہ شہید اور ان کے چھوٹے بھائی حافظ نعمت اللہ صاحب نے جامعہ حقانیہ کے شعبہ دار الحفظ والتجوید میں داخلہ لیا جامعہ کے دار الحفظ میں سب سے خوش اور شیریں زبان حافظ قرآن بنے اور ہر امتحان میں اول پوزیشن لیتے تھے اور دار الحفظ و تجوید کے ہر باوقار تقریب اور مہمانوں کے آمد کے وقت اساتذہ کرام تلاوت قرآن کریم کیلئے حافظ ذبیح اللہ کو مدعو کرتے تھے تکمیل حفظ کے بعد شمشتو مہاجر کیمپ میں اپنے گھر کے قریب ایک دار الحفظ میں تدریس کے خدمات انجام دیتے رہے اور تمام شعبہ حفظ کے مایہ ناز استادوں اور قراء میں یکتا تھے اور دس سے لیکر بیس معصوم بچوں کو حفظ قرآن مکمل کروا کر بہترین حفاظ بنایا۔

اس کے بعد امارت اسلامی افغانستان طالبان دور حکومت میں اپنے آبائی وطن کندوز چلے گئے اور اپنے آبائی مدرسہ جو کہ روسی انقلاب کے دور سے کھنڈر میں بدلا تھا دوبارہ از سر نو آباد کر کے اس میں درس نظامی کے علاوہ شعبہ حفظ والتجوید بھی قائم کیا جس کی سربراہی اور تدریس کی ذمہ داری اور نگرانی خود کرتے تھے اس دار الحفظ کا نام حضرت ابوہریرہؓ کے نام پر رکھا گیا جس میں درجنوں طلباء کو تکمیل حفظ کرایا اور سینکڑوں شاگرد زیر تعلیم تھے درس نظامی میں درجہ خامسہ تک کی کتب پڑھائے جاتے تھے۔ حافظ ذبیح اللہ شہید اونچا قد، مضبوط جسم و بدن نہایت حلیم، شجاع، جواد اور اپنے چھوٹوں اور شاگردوں پر مشفق شخصیت کے حامل تھے اپنے گھر والوں کے سامنے بہت عاجزی اور انکساری

سے پیش آتے تھے اور بڑوں کا بہت احترام کرتے تھے اور ہر وقت اپنے بچوں کو تحصیل علم کی تلقین کرتے تھے۔ حافظ صاحب مہمان نواز اور بہت اخلاص و محبت عزت سے اپنے مہمانوں کی خدمت کرتے تھے اور ہر اہل محلہ اور مسلمان بھائی کا بقدر استطاعت تعاون کرتے تھے۔
پسماندگان میں پانچ بھائی والدہ بیوہ پانچ بیٹیاں ہیں اور ایک ۱۱ سالہ بیٹا حمزہ جو کہ اب حفظ قرآن میں زیر تعلیم ہے۔

<u>ایمان جرأت وشجاعت کی بے مثال کہانی:</u> جیسا کہ حافظ ذبیح اللہ شہید کو درس وتدریس وحصول علم کے ساتھ بے پناہ محبت تھی اسی طرح اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد فی سبیل اللہ میں بھی پیش پیش تھے اور اپنے درس وتدریس سے جو بھی فارغ موقع ملتا تھا اسے غنیمت سمجھ کر اپنے مجاہد بھائیوں کے ہمراہ جہاد کے محاذ میں گذارتے تھے اور بسا وقت دن تدریس قرآن میں گذارتے اور رات کے اندھیروں میں غاصب اور جابر دشمنوں کے خلاف محاذ جنگ میں ہوتے تھے اور اپنے شاگردوں چچازاد بھائیوں اور دوستوں کو ہر وقت دعوت جہاد دیتے تھے۔ شہادت بھی ملی تو کیسی شہادت تھی؟ اپنے مدرسہ میں تدریس قرآن سے فارغ ہونے کے بعد سب طلباء اور شاگردوں کو کہا کہ میری چند باتیں سن لیں۔ یہ باتیں اس کے شہادت کے تین دن پہلے کی تھیں کہا آپ سب سن لیں کہ میرے جانے کے بعد اس مدرسہ اور دارالحفظ کا سربراہ فلاں اور ان کا نائب فلاں ہوگا اور آپ سب ان کی اطاعت کرینگے اور اپنے گھر کے اندر دیواروں میں تین چار جگہ سوراخ بنائے کہ ہو سکتا ہے مجھ پر کافر حملہ کردیں اور میں ان کا مقابلہ کرسکوں۔ اپنے شہادت سے ایک رات پہلے اپنی شریک حیات سے کہا کہ میرے فلاں فلاں۔۔۔ پر اتنے پیسے ادھار ہیں اور فلاں فلاں کے میرے ذمے اتنے پیسے ہیں کیونکہ اپنے علاقے میں تقریباً تین سو جریب زراعتی نہری زمین کے مالک تھے اور اس کے گندم، کپاس، خربوزہ تربوز، اور بادام وغیرہ کے باغ تھے اس کا تفصیلی حساب کتاب اپنے شریک حیات کو لکھ کر دیدیا رات کے ۹۔۱۰ بجے کے وقت اپنے چھوٹے بھتیجے مغفور اللہ کو کہا کہ بیٹا آج رات بہت سردی ہے آؤ کہ کچھ زغال ''کوئلہ'' اور لکڑی ہیٹر میں ڈال کر کمرے کو گرم کردیں لکڑی لینے کیلئے جب نکلے تو اپنے شاگرد اور بھتیجے مغفور اللہ سے کہتے ہیں کہ بیٹا آج رات میں شہید ہونے والا ہوں تم کسی کو بتانا نہیں اپنی کلاشنکوف اور کارتوس کو صاف ستھرا کر کے پاس رکھا اور دستی بم وغیرہ بھی تیار رکھے۔ جیسی ان کو الہامی یا غیبی آواز آئی ہو اور ان کو سب پتہ چل گیا کہ اسلام اور دین کے دشمنوں اشترا کی ایمان فروش امریکی ایجنٹوں نے اس کی جاسوسی کی تھی کہ رات کے اندھیرے میں ۱۲ بجے حافظ صاحب کو ہیلی کاپٹروں کی آواز سنائی دی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ آپ بام سے دیکھیں کیا بات ہے جبکہ گھر والوں کے طرف سے جو کہ خوفزدہ تھے آواز آئی کہ قاری صاحب تین چار ہیلی کاپٹر ہمارے گھر کے اردگرد بیٹھ گئے اور امریکی فوجی ہمارے گھر کی طرف دوڑ رہے ہیں تو قاری صاحب جنہیں پہلے ہی سے شہادت کی بشارت مل چکی تھی اپنے گھر والوں سے کہا کہ آپ اور بچے تہہ خانے میں جائیں اور غازی ذبیح اللہ نے بغیر کسی ٹال مٹول کے اسلحہ اٹھایا اور جوں ہی فوجی گھر کے مین دروازے کو توڑ کر اندر آئے تو حافظ صاحب نے ان درندوں پر حملہ کردیا اور یہ حملہ تین گھنٹے تک جاری رہا بڑی دلیری سے مزاحمت کی اس کے نتیجے میں ۱۵ امریکی سپیشل فورس کے افراد واصل جہنم اور زخمی ہوئے بالآخر حافظ صاحب کے اسلحہ میں کارتوس اور دستی بم ختم ہوئے اور ان سے دست وگریبان ہوگئے اور امریکیوں نے جو کہ حافظ صاحب پہلے ہی زخمی ہوئے تھے چار اطراف سے فائر کر کے شہید کردیا۔

یاد رہے کہ ان کے شاگرد اور چچازاد بھائی حافظ سید اکبر شہید کو کچھ ہی دن بعد خواب میں حافظ صاحب ذبیح اللہ شہید آئے اور اسے کہتے ہیں کہ آپ نے بھی دین اسلام پر فداء ہونے کا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا اور آپ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں تو حافظ سید اکبر بھی اسی وقت نکل کر راہ حق کے مجاہدین سے جا ملتے ہیں اور دین مبین اسلام کے دشمنوں کے خلاف علم جہاد اٹھاتے ہیں حافظ سید اکبر جناب حافظ ذبیح اللہ شہید کے چچا رحمت اللہ کے بیٹے تھے اور اس کی عمر ۲۰ سال تھی صوبہ کندوز کے ضلع امام صاحب کے کلیات کے مقام پر ۱۴۳۲ھ محرم الحرام کے مہینے میں اپنے استاد مربی اور چچازاد بھائی حافظ ذبیح اللہ شہید کے نقش قدم پر چلنے لگے اور اسی

کے راستے کا اتباع کرتے رہے کہ ایک رات حافظ سید اکبر اپنے ساتھیوں سمیت ایک مقام پر تھے کہ امریکی دہشت گرد فوجیوں نے ان پر اور ان کے ساتھیوں پر چھاپہ مارا جو کہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ سے آئے تھے تو حافظ سید اکبر اور ان کے ساتھیوں نے ساری رات ان درندوں کا مقابلہ کیا اور امریکیوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچایا اور ان کے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو بھی مار گرایا بالآخر حافظ سید اکبر شہید اپنے ساتھیوں سمیت ۲۰ سال کے عمر میں سعادت شہادت سے سرخرو ہوئے۔

مولانا قاری محمد بشیر حقانی شہید (کندوز)

مولانا قاری محمد بشیر شہید حقانی ولد محمد رفیق صوبہ کندوز ضلع خان آباد گاؤں سرائے کے رہائشی تھے۔ اپنی تعلیم کا آغاز دار ہجرت میں اپنے قریبی مسجد کے امام سے کیا اور اس کے بعد عازم حفظ قرآن ہوئے اور جامعہ حقانیہ کے شعبہ حفظ والتجوید میں داخلہ لیا دو سالوں میں حفظ قرآن مکمل کر کے بلا کسی تعطل کے حضور پاک حضرت محمد ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کہ بہتر آپ میں سے وہ شخص ہے جو کہ خود بھی علم قرآن حاصل کرے اور دوسروں کو بھی تعلیم قرآن دے اس پر عمل کرتے ہوئے تدریس قرآن شروع کی اور بہت مایہ ناز شاگردوں کو تربیت قرآن دی۔ جس طرح کہ افغانستان کے مظلوم اور مسلمان عوام کو بہت تکالیف اور قربانیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی نعمت امارت اسلامی کے شکل میں عطا فرمائی تو جناب قاری محمد بشیر صاحب نے درس و تدریس کا سلسلہ کچھ عرصے کیلئے موقوف کر کے فی الفور اپنے امارت اسلامی افغانستان کے غیور غازی بھائیوں کے شانہ بشانہ امارت اسلامی کے منشور کے مطابق حفاظت دین اور اشاعت احکام رسول ﷺ کے ثبات کیلئے میدان عمل میں آئے جس طرح کہ موصوف مسجد میں قرآن عظیم الشان کی خدمت کرتے تھے اسی طرح جہادی محاذوں پر بھی مکمل اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر محاذ جنگ پر بہت دلیری کے ساتھ پہنچ جاتے اسی وجہ سے دشمن کے ہاتھوں تین بار اس راہ حق میں زخمی بھی ہوئے اور ہاتھ کی ایک اُنگلی بھی راہ حق میں قربان کی تھی۔ هل انتِ الاّ اصبع دميت . وفي سبيل الله ما لقيت

اس دلیری اور اخلاص کو دیکھ کر امارت اسلامی کے رہنماؤں کی طرف سے ان کو مستقل کمانڈر بنایا گیا تھا اور کچھ عرصہ بعد صوبہ تخار کے ضلع بنگی کے سربراہ مقرر کر دیئے گئے امریکی سامراجی حملہ کے بعد واپس دار ہجرت پاکستان تشریف لائے اور اپنے تشنگی علم کو پورا کرنے کیلئے دو سال پہلے جامعہ حقانیہ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور دستار فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد دوبارہ جہاد کے گرم اور پرخوف محاذوں پر جا پہنچا اور بڑے اخلاص اور شجاعت کے ساتھ امریکی سامراجی قوتوں کے خلاف علم جہاد اٹھا کر مقابلہ شروع کیا اور ہر حملے کی خبر اور دشمن کو شکست کی خبر اسی وقت امارت اسلامی کے میڈیا سیل کو پہنچا دیتے تا کہ مسلمانوں کو حقائق معلوم ہوتے رہیں اور اُن کے حوصلے بلند ہو جائیں اسی وجہ سے امارت اسلامی کے ملٹری کونسل کی طرف سے انہیں صوبہ کندوز کے مالی امور اطلاعاتی امور کا سربراہ مقرر کر دیا گیا تا کہ مجاہدین کے ہر حملے کی خبر بر وقت امارت اسلامی کے مسئولین تک پہنچا سکیں قاری بشیر صاحب اخلاق حمیدہ سے مزین، صابر، شاکر سمجھدار، اپنے گھر اور دوستوں کے ساتھ ہمیشہ عفو و درگذر کا معاملہ کرتے تھے۔

مقام شہادت اور تاریخ شہادت: صوبہ کندوز کے گورتیپہ کے علاقے میں صلیبی دہشت گردوں کی ایک بڑی تعداد جو کہ ٹینکوں اور جہازوں سے لیس تھی اچانک مجاہدین کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اچانک مجاہدین پر حملہ کر کے انہیں مار سکیں یا زندہ پکڑ سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کرم سے مجاہدین کو اس کی اطلاع ملی اور تمام ساتھی مورچہ زن ہو گئے کہ کچھ ہی دیر بعد صلیبی لشکر وہاں پر پہنچ گیا تو فوراً مجاہدین نے اس لشکر پر حملہ کر دیا۔ موصوف نے ایک امریکی ٹینک کو راکٹ لانچر سے مار دیا اور دوسری ٹینک کے مارنے کے تیاری میں تھے کہ صلیبیوں نے دوسرے ٹینک سے فائر کر کے موصوف کو شہید کر دیا۔ ۳۵ سال کے عمر میں ۱۳۸۸ھ میں شہید ہو گئے۔

مولانا محمد یحییٰ ہجرت یار حقانی شہید (ننگرھار)

مولانا محمد یحییٰ ہجرتیار حقانی جو کہ دورۂ طالب العلمی سے جس طرح حصول علم دین سے محبت کرتے تھے اسی طرح جہاد اور شہادت کے جذبہ سے سرشار تھے۔ جامعہ حقانیہ میں تعلیم ابتدائی کتب سے شروع کی اور دورۂ حدیث تک پڑھا جمعیۃ طلبہ اسلام کے مولانا سمیع الحق گروپ میں بھی سرگرم رکن تھے اور اس وقت جے ٹی آئی کے صدر مولانا یوسف شاہ کے ہمراہ ہر جلسہ کی تیاری اور چاکنگ میں سب سے زیادہ خدمات ان کے ہوتے تھے۔ یہ ۱۹۹۱ء کی بات ہے کہ قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کے جلسوں کیلئے درودیواران کے ناموں سے بھر دیتے تھے اور اس زمانے میں روس اور ان کے غلاموں کے خلاف ہر سال کی چھٹیوں میں میدان جہاد میں جاتے تھے کبھی خوست کے محاذوں پر اور کبھی جلال آباد کے محاذوں پر حاجی عربستان کے مرکزوں میں جذبہ جہاد سے سرشار نہایت دلیر اور شجاع نوجوان جب امارت اسلامی کا ابتداء ہوا تو صف اول میں قندھار پہنچے اور اپنے جذبات جہاد اور ظلم وفساد کے خلاف آواز بلند کی۔ مختلف صوبوں میں مختلف عہدوں پر فائز رہے جلال آباد کے فتح کے بعد اکثر ضلعوں میں سربراہی کے خدمات انجام دیتے رہے ضلع دہ بالا کے سربراہ رہے اور سقوط کابل تک ضلع درۂ نور کے ضلعی سربراہ تھے۔ امریکی یلغار کے بعد بھی اپنا حوصلہ اور جذبہ جہاد کو تسلسل دیتے ہوئے ہر میدان میں صلیبیوں کا مقابلہ کیا اور نیٹو کے سینکڑوں کانٹینرز کو جلا کر راکھ کر دیا بالآخر اسی راہ حق کے جہاد میں جان کی بازی لگاتے ہوئے جام شہادت نوش کی۔

مولانا عبدالاحد حقانی شہید (ننگرھار)

شہید مولانا عبدالاحد حقانی ولد مولوی غلام صدیق صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود دہ بلو پایان گاؤں کے رہائشی اور قوم خواجہ سے تعلق تھا۔ ۱۹۶۷ء میں ایک متدین خاندان میں پیدائش ہوئی ابتدائی تعلیم فقیر الدین لیسہ سے حاصل کی اور اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے بڑے دینی مدارس کا رخ کیا اور مادر علمی دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ سے دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوئے۔ مولانا عبدالاحد درمیانہ قد، گندمی رنگ سیاہ بڑی آنکھیں بال سیاہ وسفید اور نیک اخلاق کے مالک تھے۔ روسی جنگ کے وقت عمر کے لحاظ سے چھوٹے اور دینی مدارس میں حصول علم میں مصروف رہے لیکن پھر بھی چھٹیوں کے ایام میں ہر وقت محاذوں پر جاتے تھے۔ ضلع غنی خیل کے علاقہ مارو میں روسیوں کا ایک بڑا جنگی کاروان حرکت میں تھا کہ قہرمان مجاہدین نے اس جنگی کاروان پر حملہ کیا اور اسے تہس نہس کیا اور شرمندہ شکست دی اس جنگ میں مولانا عبدالاحد صاحب بھی شامل تھے۔ مولانا عبدالاحد شہید برہان الدین ربانی کے دور حکومت میں جلال آباد شہر کے قریب واقع دینی مدرسہ نجم المدارس میں استاد کے حیثیت سے اپنے خدمات انجام دے رہے تھے۔ جبکہ تحریک طالبان افغانستان امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے زیر قیادت شروع ہوئی تو موصوف نے ابتدائی ایام سے اس تحریک کا ساتھ دیا اور شر وفساد ظلم کے خلاف صداء حق بلند کی۔ یاد رہے کہ مولانا عبدالاحد شہید کے والد مولوی غلام صدیق روسی سامراج کے مقابلہ میں تورہ بورہ کے قریب دری خیل کے علاقہ میں اپنے بھائی کے ہمراہ ۱۳۵۷ھ میں شہادت کے اعلیٰ مقام پانے میں کامیاب ہوئے تھے اور راہ حق میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا اس وقت مولوی عبدالاحد کی عمر ۱۱ سال تھی اور مولانا عبدالاحد جب شہید ہوئے تو ان کے بیٹے کی عمر ۹ سال تھی۔

واقعہ شہادت کچھ یوں ہے کہ ضلع چپرھار کے کنڈی باغ گاؤں کے سواس میں دن کے ۲ بجے تھے امریکی اور اتحادی افواج کی طرف محاصرہ ہوا۔ موصوف نے ۲ بجے دن سے لیکر ۱۱ بجے رات تک امریکی افواج سے آمنے سامنے مقابلہ کیا اور بہت ہی عزم نصرت الٰہی اور دلیری سے مقابلہ کر کے محاصرے کا دائرہ توڑ ڈالا اور موصوف صحیح سلامت محاصرہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد امریکی جنگی بیلی کاپٹروں

کے حملے میں شدید زخمی حالت میں دشمن کے ہاتھوں لگ گئے اور دشمنوں نے بہت بے دردی اور بے رحمی سے شہید کر دیا۔

کرامت بعد از شہادت: جب موصوف شہید ہوئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور منہ بند تھا انہیں جب والدہ کے پاس لایا گیا اور والدہ مرحومہ نے اسے شہادت کی مبارکباد دی تو موصوف کی آنکھیں بند ہو گئیں اور منہ کھل گیا جو کہ تبسم کی حالت میں دیکھ رہا تھا پسماندہ گان میں بیوی دو بیٹے محمد عمر ۹ سالہ شعیب ۶ سالہ چھ بیٹیاں والدہ حیات ہے اور والد روسی دور میں شہید ہو چکے ہیں۔

عظیم کمانڈر مولانا اختر محمد عثمانی حقانی (صوبہ ہلمند سنگین)

ولد مولوی نور محمد جو مشال سنگین صوبہ ہلمند سے تعلق ہے۔

تمام مغربی اور صلیبی ممالک کے اخبارات اور ٹی وی چینلز پر غیر ملکی پریس اور ذرائع ابلاغ نے اس عظیم شخصیت پر تبصرے کئے اور ان کی شہادت کی خبر شہ سرخیوں کے ساتھ نشر اور شائع ہوئی کہ جہاد افغانستان میں برسرپیکار مجاہدین کے صف اول کے رہنما مولانا اختر محمد عثمانی جو کہ ناموس اسلام پر مر مٹنے والے تھے یہ نوجوان عالم دین غیور مسلمان مملکت افغانستان میں امریکی نواز اور صلیبی انقلاب کے بعد حمیت اسلامی سے سرشار علماء حق مشائخ کرام طلباء عزام جان نثار مجاہدین کی جماعتوں نے امریکی سامراجیت کے مقابلہ میں جس سرفروشی اور قربانی کا مظاہرہ کیا اس نے اسلام کی تاریخ جہاد و عزیمت میں ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے ہمیں خوشی ہے اور خدائے ذوالجلال کے ممنون ہیں کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں جو شاید اس صدی میں صلیبی دہشت گردوں اور امریکی سامراج کے مقابلہ میں دوسرا ابھرپور اور عظیم جہاد تھا۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم پانے اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء اور فضلاء کا بھی عظیم حصہ ہے یہ حقانی جان نثار اس معرکہ حق و باطل کے فرنٹ لائن ثابت ہوئے اور جیسا کہ دارالعلوم حقانیہ کا مادر علمی دارالعلوم دیوبند اپنے دور میں مغربی سامراج کے لئے قہر الٰہی ثابت ہوا۔ اس طرح آج بحمد اللہ دارالعلوم حقانیہ اپنے مستفدین اور قابل فخر فضلاء کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی ظالم وجابر اشترا کی قوت کیلئے سد سکندری بن گیا اور کئی جماعتوں اور اہم محاذوں کی ہائی کمان بلکہ تمام افغانستان کے ہائی کمان ان کے ہاتھ میں تھی اور ابتداء جہاد سے جو کہ طالبان دور حکومت کے ادنیٰ سپاہی کے حیثیت سے سفر کرتے ہوئے امارت اسلامی افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ العالی کے معاون اور نائب اول کے منصب پر پہنچے اور امارت اسلامی کے دوئم سربراہ بنے اور قندھار کے آئی جی پی کی پوسٹ سے لیکر شمالی علاقہ جات کے ۹ صوبوں کے گورنر ہونے کے ساتھ ساتھ تمام افغانستان کے ملٹری انچارج بنے۔ امریکی حملوں اور ظالمانہ چھاپوں کے جو کہ امارت اسلامی افغانستان کے سربراہ امیر المومنین ملا عمر مجاہد کے پیچھے دیوانوں کی طرح لگی ہوئی تھی تو امیر المومنین نے اپنے ممکنہ شہادت کے بعد تمام امارت اسلامی کے سربراہی اور قیادت کی پوسٹ پر سب سے افضل اور مستحق جو کہ تقویٰ دیانت ایمانداری اور سرفروشان اسلام مجاہدین سے شفقت کرنیوالا جناب مولانا اختر محمد عثمانی حقانی کو سونپ دی تھی۔ جناب مولانا اختر محمد عثمانی[1] سنہ ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴۱۳ھ سے دارالعلوم حقانیہ میں دورۂ حدیث میں داخلہ لیا اور ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۴۱۴ھ کو اپنے مادر علمی سے تحصیل علمی مکمل کی فراغت سے ایک سال بعد ہی تحریک طالبان کا آغاز ہوا اور وہ اس تحریک کے ابتدائی سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے۔ ۲۰۰۸ء کے مہینوں میں امریکی سامراج کے غلام فوج اور جاسوسی پر امریکی حملہ میں شہید کر دیئے گئے۔

---

[1] یاد رہے کہ مولانا اختر محمد عثمانی حقانی صاحب کے خاندان کے کئی افراد جامعہ حقانیہ سے علم حاصل کر چکے ہیں اور مولانا مرحوم کے چھوٹے بھائی مولانا محمود الحسن صاحب نے بھی جامعہ سے فنون علم حدیث اور علم میراث میں مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے جو کہ آج کل مولانا اختر محمد عثمانی صاحب کے جانشین ہیں اور میدان جہاد میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا نور محمد حقانی (ننگرھار)

مولوی نور محمد ولد الحاج خیر محمد ننگرھار کجہ وزیر ۹۴-۱۹۹۵ء ۱۴۱۵ھ

مولانا نور محمد شہید جو کہ صوبہ ننگرھار خوگیانی وزیر گاؤں پیراخیل کے رہائشی تھا۔ہجرت کے زمانے میں مولوی محمد یونس خالص مرحوم کے مدرسہ الہجرۃ والجہاد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی جبکہ رہائش الہجرۃ والجہاد کے ہاسٹل جو کہ سفید ڈھیری پشاور میں تھا رہتے تھے اور ان کے بڑے بھائی حاجی سلطان محمد صاحب مولوی محمد یونس خالص کے تنظیم کے سرکردہ زعماء اور مجاہدین میں سے تھے اور حزب اسلامی افغانستان کے شعبہ ٹرانسپورٹ کے سربراہ تھے اس وقت پاکستان کے ہر کونے میں افغان مہاجر کیمپ اور دینی مدارس اور دفاتر قائم تھے۔زمانہ ہجرت میں شمشتو مہاجر کیمپ میں مولوی یونس خالصؒ کے قریب رہائش پذیر تھے۔اس خاندان کا جہاد افغانستان میں روس کے زمانے سے بڑا حصہ ہے ان کے تمام بھائی اور ماموں مختلف محاذوں پر مشہور کمانڈر انجینئر محمود شہید کے زیر کمان ٹینک چلانے اور توپ چلانے کی مہارت رکھتے تھے اسی طرح مولوی نور محمد شہید نے بھی جونہی حقانیہ سے دورۂ حدیث مکمل کرلیا تو تحریک میں اپنے طالب مجاہد بھائیوں کے ہمراہ ظلم و فساد کے خلاف ہموا ہوئے جہاد شروع کی اس دوران مولوی نور محمد دوبار زخمی بھی ہوئے ایک بار چہار اسیاب کے محاذ پر اور دوسری بار صوبہ کنڑ کے مقام پر اور طالبان دور حکومت میں مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے مثلاً پہلی بار شمشاد کے نام پر فوجی چھاؤنی کے سربراہ جو کہ زمانہ جہاد میں یہ چھاؤنی رہبر اتحاد اسلامی افغانستان استاد سیاف کے زیر کنٹرول تھی اس کے بعد صوبہ ننگرہار کے ضلع درہ نور کے سربراہ (اولسوال) اس کے بعد وہ بالا ضلع کے سربراہ اور افغانستان پر حملے کے بعد ملٹری کونسل امارت اسلامی کی طرف سے اپنے ہی ضلع خوگیانی کے جنگی سربراہ اور اس کے بعد صوبہ ننگرہار کے گورنر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے تاکہ جام شہادت نوش فرمائیں۔مشہور ملٹری شجاع اور جراتمند کمانڈر شہید مولوی نور محمد ۲۰۰۴ء اگست کے ۸ تاریخ کو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے صوبہ پختونخواہ کے ایک مقام پر ایک قاتلانہ حملے میں شہید ہوئے۔

مولانا احمد حقانی (ننگرھار)

یاد رہے کہ مولانا احمد حقانی مولوی نور محمد حقانی کے چھوٹے بھائی اور جامعہ حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں ان کا جہادی اور خاندانی پس منظر تو ایک ہی ہے لیکن ان کا واقعہ شہادت یہ ہے کہ مولانا نور محمد شہید کی شادی کے ابتدائی ایام تھے اور اپنے ابائی گاؤں وزیر پیراخیل اپنے گھر پر موجود تھے۔ان دنوں امریکی اور نیٹو افواج جلال آباد پہنچے تھے کہ امریکی افواج اپنے غلاموں اور غلام فوج کے ہمراہ مولانا نور محمد کے گھر پر آدھی رات کو چھاپہ مارا۔پہلے مولانا احمد کے دو بھائیوں کو بیدار کیا مولانا نور محمد کے چھوٹے بھائی احمد نے جب دیکھا کہ امریکی فوجیوں نے ان کے ڈیرے اور گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے تو احمد نے ایک فوجی پر حملہ کر کے گن حاصل کی اور فوجیوں پر حملہ کردیا اور تین فوجیوں کو مارڈالا اور لڑائی شروع ہوئی۔مولانا نور محمد جو کہ شادی کے پہلے ایام تھے اور سفید لباس میں ملبوس تھے ھشتاد و دو اپنے کندھے پر لیکر حملہ کیا یاد رہے کہ ھشتاد و دو یعنی ۸۲ جو کہ ایک اسلحہ کا نام ہے جو راکٹ لانچر کے مانند ہے اور راکٹ لانچر سے بڑا ہے۔اس حق اور باطل کے شدید معرکے میں بالآخر مولانا نور محمد کے چھوٹے بھائی احمد شدید زخمی ہوگئے اور زخمی حالت میں اپنے بھائیوں سے بار بار کہتا رہا کہ آپ میرا فکر نہ کریں اور دشمن کے ساتھ مقابلہ کریں وہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نصرت سے اور علاقے کے غیرت مند لوگوں کے تعاون سے دشمن پسپائی پر مجبور ہوگئے اور ناموس اسلام اور دین پر غیرت کرنے والا نوجوان احمد جو کہ اس معرکہ میں شدید زخمی ہوئے تھے دین اسلام پر قربان ہوتے ہوئے جام شہادت نوش کرگیا۔

مولانا عبدالمالک غزنوی حقانی

دارالعلوم حقانیہ کے ایک لائق ہونہار جواں سال روحانی فرزند اور مجاہد جناب مولانا عبدالمالک غزنوی فاضل حقانیہ اپنے دوسرے رفقاء کی طرح جہاد افغانستان میں صلیبی دشمن کے غلاموں سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جناب مولانا عبدالمالک غزنوی حقانی ولد مولوی عبدالکریم مرحوم صوبہ غزنی کے شولگر ضلع کے رہائشی قومیت کے لحاظ سے سلیمان خیل ان کے والد مرحوم صوبہ کابل کے ضلع پغمان میں امام مسجد و مدرس تھے۔ ضلع پغمان کے عیسیٰ خیل گاؤں میں پیدائش ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی عبدالبصیر مرحوم سے حاصل کی تھی۔ روسی سامراج کے غاصبانہ قبضے کے بعد ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے ہمسایہ ملک پاکستان کے کرم ایجنسی علی زئی میدانی مہاجر کیمپ میں دن رات بسر کر رہے تھے۔ دوران ہجرت درس نظامی کے کتب پاکستان کے مختلف دینی مدارس میں مثلاً دارالعلوم ربانیہ، بلیامین، نورالمدارس، دارالعلوم سراج الاسلام کاہی، دارالعلوم اسلامیہ زرگری، دارالعلوم رحمانی درسمند، مدرسہ تعلیم القرآن کوہاٹ پراچگان، دارالعلوم اسلامیہ غلام بانڈہ کوہاٹ، دارالعلوم محمدیہ چراٹ میں جید علماء کرام سے پڑھیں۔ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث پڑھنے کیلئے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا سہ ماہی امتحان میں اپنے تعلیمی ذکاوۃ کی وجہ سے اول پوزیشن لیتے رہے اور وفاق المدارس کے امتحان میں بھی دورۂ حدیث سے جید جداً کے اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوئے۔ مولانا عبدالمالک حقانی ذہین خوش طبع اور پاک نفس انسان تھے۔ دوران طالب علمی مشکوۃ شریف، بخاری شریف، ترمذی شریف کے تقاریر اپنے اساتذہ کے زبانی مفصل اور ضخیم انداز میں اپنے ہاتھوں سے لکھی۔ سن ۱۹۹۲ء کے اواخر اور ۱۹۹۳ء مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

صوبہ خوست کے مختلف محاذوں پر روسی یلغار کے زمانہ میں جہاد میں حصہ لیتے رہے، جاجی میدان، گرگری، علی شیر، کوکرک آباد کے محاذوں پر لڑتے رہے بالآخر مولانا جلال الدین حقانی کے زیر قیادت چپاؤ گروپ کے نام سے محاذ پر جسکی کمانڈ جناب مولانا رحیم اللہ حقانی کرتے تھے شانہ بشانہ جنگی حملوں میں حصہ لیتے رہے اور اس محاذ کے مالی اور خزانہ امور کے انچارج تھے اور ہر جنگی دستے کے پہلے صف میں ہوتے تھے۔ اپنے حملوں میں بہت کامیابیاں حاصل کی ہیں مثلاً ضلع درہ گی کی فتح، والیم چنار چھاؤنیوں کی فتح ضلع شیخہ میر گربز علاقے کا فتح حتیٰ کہ صوبہ خوست کے عظیم فتح میں بھی شامل تھے۔ موصوف کے علمی، جہادی خدمات اتنے ہیں کہ قلم ان کے لکھنے سے قاصر ہے جب روسی سامراج نے شکست کھائی تو مولانا عبدالمالک حقانی صاحب نے درس تعلیم حاصل کرنے واپس مدارس دینیہ کا رخ کیا اور حصول تعلیم میں مصروف رہے۔ مولانا موصوف منبع العلوم میں مدرس تھے کہ تحریک طالبان کا آغاز ہوا مجاہد کبیر مولانا جلال الدین حقانی کے ہدایت پر مولانا عالم گل حقانی کے زیر قیادت مولانا موصوف ۱۶۰ افراد کے ہمراہ صوبہ پکتیا گردیز پہنچ گئے اور گردیز میں امیر المومنین کے لشکر کے ساتھ مل گئے اسی وقت مولانا عبدالمالک صاحب کو گردیز صوبہ کا میئر اور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بنایا گیا دس دن بعد چہار آسیاب ضلع میں حق و باطل کی جنگ شدت اختیار کر گئی۔ مولانا عبدالمالک صاحب کو ۴۰ رفقا کے ہمراہ محاذ جنگ پر بھیج دیا گیا کہ دو دن شدید مزاحمت اور مقابلہ کے بعد آمنے سامنے جنگ میں اپنے ایک ہونہار وخالق نور طالب علم کے ہمراہ شہادت کے پرافتخار درجہ پر فائز ہوئے دونوں نے جام شہادت نوش کیا یاد رہے کہ مولانا موصوف اور راقم الحروف سن ۱۹۹۲ء جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں احاطہ مدنیہ کمرہ ۹۷ میں ساتھ رہے۔

مولانا فدا محمد جواد (پکتیا)

شہید فدا محمد جواد ولد سید محمد صوبہ پکتیا زرمت کے ضلع تحصیل سھاک عالم خیل گاؤں میں پیدا ہوئے۔

مولانا فدا محمد صاحب نے اپنے عمر کے ۸ سالوں میں دار ہجرت پاکستان کے بخشی پل پشاور میں شہید مولوی نصر اللہ منصور کے قائم کردہ مدرسہ نور المدارس الفاروقیہ سے اپنے ابتدائی دینی تعلیم کا آغاز کیا اور جید علماء کرام سے اپنے ابتدائی علوم حاصل کی۔اس کے علاوہ فنون کے مختلف درجات پاکستان کے کئی دینی مدارس میں پڑھی اور درس نظامی کے تکمیل کے بعد یہ فرزند حقانی دورہ حدیث کیلئے جامعہ دار العلوم حقانیہ آئے اور داخلہ لیا اور اپنے مادر علمی کے آغوش میں اپنے اساتذہ کرام سے احادیث نبوی ﷺ کے علم اور فیض یاب ہوئے اور دستار فضیلت کی سعادت حاصل کی۔

شہید فدا محمد اپنی زندگی کے ۱۷ سالوں میں روسی سامراج کے حملہ کے وقت انکی تجاوز اور ظلم برداشت نہ کر سکے اور جہاد کے سنگروں میں جا پہنچے اور شاہی کوٹ مشہور مشکل ترین پہاڑوں میں اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ مسلح جہاد شروع کیا۔مولانا فدا محمد صاحب درمیانہ قد گندمی چہرہ کالی داڑھی نیک اخلاق جیسے اوصاف کے حامل تھے اور اپنے مجاہد بھائیوں کے درمیان محبوبیت رکھتے تھے۔محاذ جنگ میں مخلص دلیر اور جنگی امور پر عبور رکھتے تھے۔شہید مولوی فدا محمد جواد نے روسی اشترا کی افواج کے خلاف اپنے مجاہدین کے ہمراہ بڑے بڑے معرکے کئے افغانستان کے مجاہدین نے روسی سامراج پر فتح حاصل کی اور روسی افواج بھاگنے پر مجبور ہوئی تو اقتدار کی کرسی جناب صبغت اللہ مجددی اور استاد ربانی کو ملی لیکن انہوں نے اسلامی شرعی نظام کے نفاذ کیلئے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا اور روسی اتحاد کی باقیات اور غلاموں کے ساتھ اچھے تعلقات اور نرم گوشہ اختیار کیا اور افغانستان کے مظلوم، مہاجر قوم کی قربانیوں، شہداء کا خون یتیموں اور بیواؤں کی آہ و فغاں کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور ان سب قربانیوں اور شہادتوں پر پانی پھیر دیا۔روسی سامراج اور ان کے کمیونسٹ غلاموں کے ظلم و بربریت کو بھولا دیا کہ زمین پر ٹینکوں اور آسمان پر جہازوں کے توسط سے افغان غیور قوم و ملت کے نہتوں، بھائیوں، ماں باپ، بیٹوں اور بچیوں کو بے رحمی سے شہید کرتے رہے اور پیارے وطن سے قبرستان بنایا تھا۔اپنی اپنی خواہشات اور ہوس اقتدار میں مگن ہو گئے جس کے نتیجہ میں فساد، قتل و غارت، چوری، ظلم ہر صوبہ ہر ضلع اور ہر گاؤں میں پھیل گیا اور افغانستان کے غیور قوم نے ابھی روسی یلغار سے سکھ کا سانس نہیں لیا تھا کہ گھر گھر کچھ جہادی رہبران اور کمانڈروں نے اقتدار کی جنگ شروع کی اور وطن کی آبادی اسلامی شریعت کے نفاذ مسلمانوں کیلئے آرام وسکون کی زندگی گذارنے کی سوچ اور فکر کو نظر انداز کیا۔افغان غیور مسلمان عوام نے چار سال انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر دوبارہ ان مفسدین اور غداروں کے خلاف اعلان جہاد کیا یہ بڑی خوشبختی تھی کہ مظلوم ملت افغانیہ کے دردمند اور مخلص نوجوان مجاہد مخلص اور عالم باعمل امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تعالیٰ جنہیں اپنے قوم وملت کی آرزوؤں قربانیوں اور امنگوں کا بخوبی علم تھا اور نظام اسلام کے نفاذ کی اہمیت سے باخبر تھے اس شر اور فساد کے خلاف آواز حق بلند کی تمام افغانستان کے جید علماء کرام نے اور مخلص مجاہدین نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بچوں، بھائیوں اور شاگردوں کو امیر المومنین کی حمایت کی تلقین کی ان فرمانبردار اولاد میں شہید نصر اللہ منصور کے شاگرد اور بھانجے جناب فدا محمد شہید بھی تھے۔شہید فدا محمد جواد نے اس راہ حق میں بہت قربانیاں دی ہیں۔جب طالبان نے پہلی بار چھلسعون کی طرف سے کابل پر حملہ کیا تو فدا محمد صاحب اس جنگ میں شدید زخمی ہوئے اور دشمن کے ہاتھ لگ گئے۔چار مہینے قید وصعوبت کے بعد قیدیوں کے تبادلہ کے ذریعہ ان کو رہائی ہوئی اور صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے شر وفساد کے خلاف پھر علم جہاد اٹھایا کچھ عرصہ صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے سربراہ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے شہید جواد جنگی امور میں مہارت اور جنگی تعلیم دینے کی

جنگی نقشے بنانے، وائرلیس کی تعلیم اور ہر قسم کی خفیہ اور ثقیل اسلحے کے استعمال میں مہارت رکھتے تھے۔ جس وقت مادر وطن افغانستان پر امریکی اور تحریرین کے غاصبانہ حملے کا آغاز ہوا تو شہید جواد ان درندوں کے مقابلے میں دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پہلے سے بھی زیادہ پرعزم تھے اور اپنی صلاحیتوں، مہارت، کمال جو کہ جنگی امور میں اللہ تعالیٰ نے اسے عطاء فرمائی تھی۔ بخوبی واخلاص کامل کام لیا اور شاہی کوٹ کے پہاڑی دشوار گذار راستوں سے مولانا سیف الرحمن منصور کے ہمراہ شاہی کوٹ میں اپنا جہادی مرکز قائم کیا۔ صلیبی دہشت گردوں اور ان کے تحریرین کے خلاف آغاز جہاد کیا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد امریکی اور تحریرین کی طرف سے شاہی کوٹ کے محاذ پر شدید حملہ ہوا جس میں زمینی اور فضائی فورسیس شامل تھیں۔ یاد رہے کہ امارت اسلامی افغانستان کے سقوط کے بعد یہ پہلا بڑا آمنے سامنے صلیبی معرکہ تھا افغانستان کے جنوبی اضلاع میں۔

اس معرکہ حق و باطل کے نتیجہ میں دشمنوں کو شدید جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا سینکڑوں امریکی اور اتحادی فوجی مارے گئے درجنوں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں ایک اندازہ میں جنگی ہیلی کاپٹر بھی مار گرائے۔

اس جنگ کے بعد افغانستان کے تمام مجاہدین کو ایک موقوف انجماد کے بعد بہت بڑا حوصلہ ملا اور یہ یقین ہوا کہ امریکیوں کے ساتھ بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد جو مجاہدین گھروں اور مدارس کا رخ کر گئے تھے۔ حوصلہ بلند ہو کے واپس جہاد کے محاذوں پر لوٹ آئے اور آج تک قارئین ان مزاحمت حق کے نتائج سے وقتاً فوقتاً باخبر رہتے ہیں۔ اس معرکہ حق نے تمام دنیا کو بھی دکھایا کہ افغان غیور مجاہد قوم نے جس طرح روسی سپر پاور کا مقابلہ کیا تھا اس سے کئی درجے بہتر امریکی سپر پاور کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیا کی ہر طاقتور فوج کے بہ نسبت امریکیوں کا مقابلہ بہت آسان ہے بالآخر ۲۰۰۲ء ۱۰ جنوری کے اسی معرکہ حق میں ہمارے دلیر شجاع اور مخلص بھائی فدا محمد جواد اور ان کے کچھ ساتھی ہم سے جدا ہوتے ہیں اور جام شہادت نوش فرماتے ہیں۔

مولانا مفتی گل احمد حقانی (لوگر)

مولانا مفتی گل احمد ولد سید احمد صوبہ لوگر کی مرکزی مقام سپلک قوم احمد زئی ۱۴۰۵ھ میں ایک دیندار مسلمان پٹھان خاندان میں پیدائش ہوئی۔

ابتدائی تعلیم صوبہ لوگر کے مرکز میں مولانا پیر محمد صاحب سے حاصل کی اعلیٰ تعلیم پاکستان کے مشہور جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے حاصل کی۔ جامعہ حقانیہ سے فراغت کے بعد حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی سے درجہ تخصص فی الفقہ والافتاء حاصل کی اور اول پوزیشن لینے میں کامیاب ہوئے اس کے بعد دو سال دینی مدارس میں تدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ پسماندگان میں والدہ تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ تاریخ واقعہ شہادت کچھ یوں ہے۔ صوبہ لوگر کے مرکز کے قریب علاقہ خواجہ بابا میں رات کو مولانا مفتی گل احمد پر امریکی اور اتحادی افواج نے چھاپہ مار کر حملہ کیا کہ مولانا یہاں اپنے ایک مخلص دوست کے گھر میں موجود تھے۔ شدید مقابلہ و معرکہ کے بعد بالآخر مفتی گل احمد صاحب نے جام شہادت نوش کیا۔ مفتی گل احمد صاحب طالبان دور حکومت میں عمر کے لحاظ سے کم تھے لیکن امریکی حملے کے بعد اسباق پڑھنے کے ساتھ ساتھ جہاد میں حصہ لیتے رہے مولانا مفتی گل احمد شہید نہایت ذکی، امانت دار، شجاع اور ایک قوی سوچ اور عقیدے کے مالک تھے اللہ تعالیٰ نے بہت علمی صلاحیتوں سے نوازا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ جنگی امور کی تعلیم بھی ہر قسم کے اسلحہ کے استعمال میں مہارت رکھتے تھے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو جہاد کیلئے راغب کرنے میں معروف رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے

اسے بہت اچھی آواز اور علمی دلائل جیسے کمالات سے نوازا تھا اسی وجہ سے لوگوں کو صفوف جہاد میں لانے کیلئے اس کی آواز پر ہر وقت تیار ہو جاتے تھے اور اپنے جیسے بہت سے نوجوانوں کو دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کرتے تھے۔ نیک اخلاق، گندمی رنگ، درمیانہ قد، لمبی مناسب ناک، کالی داڑھی سیاہ بال، سیاہ آنکھیں اور حلم، علم، ذہانت، اخلاص، تواضع اور بہادری کا ایک اچھا نمونہ تھے۔

امریکی درندوں کے خلاف جہاد میں ان کی ذمہ داری صوبہ کابل اور لوگر صوبہ کے خفیہ حملوں اور فدائی حملوں کی کمانڈ تھی۔

مولانا نیاز اللہ حقانی شہید عرف عرفان (صوبہ کابل)

شہید مولوی نیاز اللہ حقانی عرف عرفان ولد محمد فاروق قوم میاں خیل صوبہ کابل ضلع چھار اسیاب موسہی کے میاں خیل گاؤں میں ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۸۱ء ایک مسلمان گھرانے میں امتحان سے بھری دنیا میں تشریف لائے اور اس دار فانی میں کچھ ایام مشکلات اور مشقتوں سے بھری زندگی گذاری۔ مولوی نیاز اللہ نے ابتدائی دنیاوی تعلیم اپنے گاؤں کے ایک سکول میں آٹھویں جماعت تک پڑھی جبکہ طالبان کی اسلامی تحریک کی افواج چھار اسیاب اور موسہی میں پہنچ گئے تو نیاز اللہ ان کے حسن اخلاق اور نیک مقاصد سے بہت متاثر ہوئے۔ اور دینی تعلیم شروع کی ابتدائی داخلہ کابل شہر کے چمن حضوری کے قریب ایک دینی مدرسہ میں لے لیا اور مدرسہ کے ہاسٹل میں رہائش پذیر ہوئے اس کے بعد موصوف نے کابل کے کئی مدرسوں میں اپنے علم کی تشنگی سیراب کی بہت زکاوت کی وجہ سے دوران طالب علمی میں بھی طلباء کو اسباق پڑھاتے تھے۔ مولوی نیاز اللہ شہید نے اپنے تحصیلات عالی مکمل کرنے کیلئے احادیث کا دورۂ جید علماء کرام اور محدثین اساتذہ سے ایک مشہور دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ۱۴۳۰ھ میں داخلہ لیکر مکمل کیا اور دستار فضیلت کی سعادت حاصل کی۔ قیافہ اور اخلاق، شہید مولوی نیاز اللہ بلند قد و قامت، بڑی کالے بال سیاہ باریک داڑھی بلند ناک سیاہ آنکھیں اور گندمی رنگ کے نوجوان تھے موصوف بہت تجربہ کار، بااحساس، ذکی، عالم، بلند حوصلے، نیک اخلاق اور مضبوط عزم کے مالک تھے۔

مولانا نیاز اللہ صاحب بھی نوجوانوں کے صف میں ایک بااحساس محب وطن دانا نوجوان تھے اور اپنے ہم وطنوں کی مظلومیت صوبہ کابل کے حالات اور ظلم وستم کا قریب سے مشاہدہ کیا تھا کہ چوری، راہزنی، قتل وغارت کا بازار گرم تھا تمام مظلوم افغان قوم توپوں اور بمباریوں کی وجہ سے گرد آلود تھی جب طالبان اسلامی انقلاب کے روشنیاں معرض وجود میں آئیں تو مولوی عرفان شہید نے ساتھ دیا اور کابل کے کئی محاذوں میں ایک مخلص مجاہد کے صفت میں جہاد میں حصہ لیا جب صلیبی دہشت گردوں کی طرف سے وطن عزیز پر حملہ ہوا تو موصوف نے مشہور جہادی کمانڈر ملا عزت اللہ کی زیر کمان شمالی علاقہ جات میں صلیبیوں کے ساتھ آخر دم تک مقابلہ کیا، کابل چھوڑنے کے بعد موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک دینی درسگاہ میں تدریس شروع کی جب دوبارہ امارت اسلامی افغانستان کے افواج منظم ہوئے تو مولوی نیاز اللہ بھی دوبارہ کمر باندھ کر اپنے غیرت مند مجاہد بھائیوں کے صف میں آپہنچا اور مولانا عبدالمنان صابری کے ساتھی بنے۔ صوبہ پکتیکا کے ولواڑہ کے مقام پر امارت اسلامی کے نامور مجاہد بہادر کمانڈر جناب مولوی جلال الدین حقانی مدظلہ العالی کے ہدایت اور تعاون سے غازیوں کے ایک تربیتی انقلابی مرکز کی بنیاد رکھی اور اسی مرکز سے ہر طرف غازیوں نے جنگی وحشی صلیبی درندوں پر کامیاب حملے کئے اور بحمد اللہ اب بھی جاری ہیں اور نئی نوجوان مسلمان نسل کیلئے ایک اسلامی جنگی ملٹری انسٹیٹیوٹ کی بنیاد رکھی جسکے نتیجہ میں، خوست، پکتیا، پکتیکا اور کابل صوبوں کی مجاہدین جوانوں کا ایک منظم تحریک شروع ہوئی۔

شہید نیاز اللہ محاذ جنگ میں اپنی خدمات کے ساتھ ساتھ بڑے عزم سے مجاہد بھائیوں کے جنگی اسلحہ اور آلات اشیاء ضرورت کی

ترسیل کی نگرانی بھی کرتے تھے اور اپنے خدمات اخلاص سے پورا کرتے تھے۔

تیس سالہ نوجوان مولانا نیاز اللہ اور ان کے چند ساتھی دلیر مجاہدین اور کمانڈر بشمول قدرت اللہ ثاقب جنگی امور کی پلاننگ اور مشورہ کیلئے ایک مقام پر اکٹھے ہوئے تھے کہ اچانک صلیبی وحشی دہشت گردوں کی طرف سے جمعۃ المبارک کی رات شوال مہینے کی ۶ تاریخ کو ہوائی بمباری کے زد میں آگئے جس کے نتیجہ میں بشمول دس مجاہدین راہ حق کے مولوی نیاز اللہ عرفان اور ملا قدرت اللہ ثاقب بھی شہید ہوئے اور جمعۃ المبارک کے دن صبح شہید مولوی نیاز اللہ عرفان کی نماز جنازہ مسافروں کے قبرستان بمقام درگی ادا کی گئی اور شہید ملا عبدالمنان صابری کی قبر کے جوار میں سپرد خاک کیا گیا۔

یاد رہے کہ مولانا موصوف نے اپنی مصروفیات کے باوجود نئی نسل کیلئے جامعہ فاروقیہ کے نام سے مدرسہ کی بنیاد بھی رکھا پسماندگان میں والد، والدہ، بیوہ، جو کہ منگنی ہوئی تھی اور شادی نہیں۔ چار بھائی محمد آصف، محمد عیسیٰ، معاذ اللہ، احسان اللہ اور ایک بہن ہیں۔

شہید شیخ الحدیث مولوی اولدار حقانی (پکتیا)

شہید مولوی اولدار ولد سید صوبہ پکتیا مرکز گردیز گاؤں تیرہ غفور خیل قوم الدین خیل سنہ ۱۳۹۶ھ ق میں ایک مجاہد متدین گھرانے میں پیدائش ہوئی۔

امریکی اور اتحادی افواج کے حملہ کے بعد صوبہ خوست کے شہر میں خفیہ حملوں کے سربراہ تھے۔ بادامی آنکھیں لمبا قد سفید چہرہ سیاہ بال سیاہ داڑھی نرم اخلاق زمینی بم (مائینز) فٹ کرنے کے ماہر ذکی، مطیع اور تقویٰ کے صفت سے مزین انسان تھے۔

دینی تعلیم کی ابتداء مختلف دینی مدارس سے کی تھی اور سند فراغت مادر علمی جامعہ حقانیہ سے حاصل کی تھی۔

پسماندگان میں والدہ، والد تین بھائی دو بہنیں ایک بیوی ایک چھوٹا بیٹا حمید اللہ ہیں۔

۱۴۲۹ھ ۲۲ ذی قعدہ صوبہ خوست کے شہر میں دشمن کے راستے میں بم رکھنے کے دوران بم پھٹنے سے شہید ہوئے۔

شہید مولوی معتصم باللہ حقانی

شہید مولوی معتصم باللہ حقانی ولد شہید ملا سعید اللہ صوبہ لغمان مرکز لایچ الاباد گاؤں کے رہائشی اور قوم سادات سے تعلق ہے۔

۱۴۰۰ھ میں ایک متدین مجاہد اور دین اسلام پر عاشق خاندان میں پیدائش ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے دادا ملا محمد ولی صاحبزادہ اور مولانا سحر گل صاحب سے کی، باقی تعلیم مختلف دینی مدارس سے حاصل کی اور دورہ حدیث شریف کیلئے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور داخلہ کر کے سند فراغت کی شرف حاصل کر کے کاروان حقانیہ کے فضلاء میں شامل ہو گئے۔

نیک اور اچھے اخلاق درمیانہ قد و قامت ہر وقت مسکراہٹ کے حالت میں ہوتے تھے اپنے گھر کے بڑوں کا بہت احترام کرتے تھے اور نہایت فرمانبردار انسان تھے۔ شہید مولوی معتصم باللہ نے امارت اسلامی کے دور حکومت میں مختلف مقامات پر خدمات انجام دی ہیں، مثلاً صوبہ کنڑ میں اسلامی مدرسہ میں مدرس رہے، صوبہ خوست کے ضلع تنی میں ضلعی سربراہ محاکم جج رہے اور صوبہ کابل کے ایک

انٹیلجنس تھانے کے سربراہ کے طور پر خدمات انجام دی ہے۔

جب صلیبیوں اور اتحادیوں نے وطن عزیز افغانستان کے اسلامی حکومت پر حملہ کیا تو مولانا موصوف نے صوبہ لغمان سے اپنے مسلحانہ جدوجہد کا آغاز کیا اور اپنے منتشر ساتھیوں کو اکٹھا کر کے منظم حملے امریکی اور ان کی غلام فوج پر مختلف محاذوں پر شروع کئے اور اس کے نتیجہ میں صلیبیوں اور انکی غلام افواج کو شدید مالی و جانی نقصان پہنچایا۔

یاد رہے کہ مولانا معتصم باللہ شہید کے والد مرحوم ملا سعید اللہ بھی روسی سامراج سے مقابلہ میں شہید ہو گئے تھے۔

موصوف مولانا ۱۴۳۸ھ میں صوبہ لغمان مرکز کے قریب علاقہ دادو قلعہ کے حدود میں زمینی بم پھٹنے سے شہادت کے اعلیٰ و بلند مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

پسماندگان میں بیوی، ۳ بیٹے نعیم اللہ، سمیع اللہ، محمود الحسن اور بہن بھائی ہیں۔

مولوی محمد سعید حقانی شہید (کنڑ)

مولوی محمد سعید حقانی ولد وکیل خان صوبہ کنڑ ضلع شیگل گاؤں مونی کے رہائشی قوم کے لحاظ سے شیواری اور سن ۱۳۹۲ھ میں ایک متدین خاندان میں اس دار فانی کو تشریف لائے۔ قیافہ کے لحاظ سے سیاہ داڑھی گندمی چہرہ خوبصورت ناک سیاہ چشم بلند قد باریک مونچھیں اور سیاہ بال کے مالک اخلاق کے لحاظ سے پرہیزگار خوش طبع مجاہد، عالم اور اچھے واعظ تھے۔

طالبان دور حکومت میں ضلع شیگل کے ضلعی سربراہ تھے اس کے علاوہ ضلع چہار آسیاب، صوبہ لوگر، صوبہ غزنی کے ضلع مقر کے ضلعی سربراہ پھر ضلع ناوی کے ضلعی سربراہ اور آخر میں صوبہ قندھار کے ضلع سپین بولدک کے آئی جی پی تھے۔

ابتدائی دینوی تعلیم چھٹی کلاس تک جبکہ ہجرت کے زمانہ میں دینی تعلیم مختلف دینی مدارس میں جید علماء کرام سے حاصل کی تھی اور آخر میں سنِ علم کو دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے سند فراغت حاصل کی تھی موصوف نے سنہ ۱۴۱۹ھ میں فراغت کی سعادت حاصل کی صوبہ پنجشیر کے علاقہ جبل سراج میں ایک بار زخمی بھی ہوئے تھے۔

سنہ شہادت ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ میں صوبہ کنڑ کے ضلع شیگل میں امریکی درندوں اور ان کے غلام فوج کے ساتھ صبح سے ایک شدید لڑائی شروع ہوئی جو کہ شام تک جاری رہی آخر میں دشمن کے لڑاکا طیارے محاذ جنگ پر پہنچ گئے اور سرفروشان اسلام پر شدید بمباری کی جس کے نتیجہ میں شہید مولوی محمد سعید حقانی اپنے ۱۰ ساتھیوں سمیت خالق حقیقی سے جا ملے۔

پسماندگان میں بیوہ، پانچ بیٹیاں ایک چھوٹا ۸ سالہ بیٹا ارشاد ہے۔

شہید شیخ الحدیث مولوی زین العابدین عرف خطیب (خوست)

شہید شیخ الحدیث مولوی زین العابدین عرف خطیب ولد مولوی الھام الدین صوبہ خوست ضلع باک گاؤں مائی قوم بابکر خیل سن ۱۹۷۰ء میں ایک متدین، علمی، جہادی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں باک کے ایک ہائی سکول میں ساتویں کلاس تک پڑھی دینی تعلیم اپنے ملک اور دار ہجرت کے کئی

دینی مدارس میں حاصل کی سفر علم کا اختتام مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے سند فراغت کی صورت میں ہوا۔

شیخ الحدیث مولوی زین العابدین صاحب روسی سامراج کے یلغار کے بعد اپنے تمام اہل خانہ کے ہمراہ فتحا جرواکے حکم پر اپنے وطن عزیز سے ہجرت کر گئے اور روسی اشترا کی سامراج کے خلاف الحاج مولوی جلال الدین حقانی مدظلہ کے زیر کمان مسلحانہ جدو جہد کا آغاز کیا موصوف نے صوبہ خوست کے مختلف محاذوں پر روسی سامراج اور ان کے غلاموں کے خلاف بڑی بہادری کیساتھ جہاد کیا۔

جب وطن عزیز افغانستان پر تحریک طالبان کی شکل میں روشنی کا سورج ابھرا تو موصوف نے جناب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے زیر قیادت صوبہ خوست کے کثیر تعداد مجاہدین کو شر وفساد سے مقابلہ کرنے کیلئے محاذوں پر بھیجا تا کہ دفاع اسلام اور وطن کیلئے جدو جہد کر سکیں طالبان دور حکومت میں صوبہ خوست کے ضلع باک کے ایک دینی مدرسہ سراج الاسلام میں تدریس کتب دینیہ کا شعبہ سنبھالا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ قلمی، زبانی اور ہر قسم جہادی خدمات انجام دیتے رہے جب امارت اسلامی افغانستان کی حکومت پر صلیبی لشکر نے حملہ کیا تو موصوف نے صلیبیوں اور ان کے غلاموں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا اور اس صلیبی دشمن کے خلاف سینکڑوں نوجوانوں کو ذہنی طور پر تیار کر کے محاذوں پر بھیج دیا الحمدللہ وہی نوجوان آج تک صلیبیوں کے خلاف میدان جہاد میں موجود ہیں اور شیروں کی طرح دشمن پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب الحمدللہ اس مرد مجاہد کی کوشش ہے کہ آج صلیبی دہشت گردوں اور ان کے غلاموں کی کثیر تعداد جو کہ تکبر غرور اور ظلم کے ستون بنے ہوئے تھے انکے غرور سے بھری کھوپڑیوں اور دماغوں کو راکٹ لانچروں کے ذریعہ پاش پاش کیا اور الحمدللہ ایسا دن نہیں ہوتا کہ اس مقام پر ان صلیبیوں کی خونریزی نہ ہوتی ہو۔ بار بار شکست اور شرمندگی کا سامنے ہونے کی وجہ سے امریکی اس سوچ پر مجبور ہوئے کہ ضرور اس علاقہ میں کوئی ایسا مضبوط شخص ہے جسکی ہدایت اور منظم حملوں کی وجہ سے ہم شکست سے دو چار ہیں تو صلیبیوں نے اپنے غلام جاسوسوں کے ذریعے اس مرد مجاہد کا سراغ لگا کر فوراً اس کے شہادت کے پیچھے پڑھ گئے۔

<u>تاریخ و مقام شہادت</u>: سنہ ۲۰۰۶ء ۱۷ اجولائی کو صوبہ خوست ضلع باک میں اپنے گھر میں موجود تھے کہ صلیبی افواج اپنے بھرپور زمینی اور ہوائی قوت کیساتھ پیر کے رات ۱۱ بجے چھاپہ مار کر شیخ الحدیث مولانا زین العابدین کو اپنے تین ساتھیوں سمیت شہید کر دیا گیا۔

شہید موصوف کے پسماندگان میں بیوہ ۳ بیٹے بدرالدین ۱۳ سالہ صدرالدین ۸ سالہ اور مولانا کے شہادت کے بعد ناصرالدین، چار بیٹیاں والدہ محترمہ تین بھائی دو بہنیں ہیں۔

مولانا عبدالحلیم حقانی شہید (کابل)

مولانا عبدالحلیم حقانی ولد امیر محمد خان اوز بین کابل افغانستان کے رہائشی تھے ۲۰۰۹ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے عیدالاضحیٰ کے چھٹیوں میں اپنے آبائی گاؤں اوراوز بین گاؤں چلے گئے کہ امریکی ہیلی کاپٹروں نے چھاپہ مار حملہ کیا شدید مقابلہ کے بعد جام شہادت نوش کیا۔

مولانا سمیع اللہ ایوبی حقانی شہید (لوگر)

مولانا سمیع اللہ ایوبی حقانی ولد محمد ایوب صوبہ لوگر سجادون کے رہائشی تھے مولانا موصوف کئی اوصاف کے مالک تھے بہترین شاعر تھے اور فنون درس نظامی کے اکثر کتابوں پر شروح لکھتے تھے جن میں سے کچھ تو چھپ چکے ہیں حل سجاونڈی میر ایساغوجی حل ایوبی فی میر قطبی

اور اکثر چھپ نہ سکیں مولانا سمیع اللہ ایوبی شہید خود بھی اعلیٰ مدرس درجہ موقوف علیہ تک کتب پڑھاتے رہے گذشتہ رمضان ۱۴۳۱ھ صوبہ لوگر اپنے آبائی گاؤں میں امریکی اور اتحادی افواج سے براہ راست شدید مقابلہ کے بعد جام شہادت نوش کیا۔

مولانا گل محمد حقانی شہید (قندھار)

مولانا گل محمد حقانی ولد حاجی فدا محمد صاحب ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۴۱۴ھ جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے اپنے آبائی گاؤں خوشاب میں درس و تدریس کے کام میں مصروف ہوئے ایک ہی سال بعد تحریک اسلامی طالبان کا آغاز ہوا تو مولانا گل محمد صاحب نے شانہ بشانہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا ساتھ دیا بالآخر شمالی اتحاد کے مقابلہ میں جام شہادت نوش کی۔

مولانا محمد یوسف حقانی شہید (کابل)

مولانا محمد یوسف حقانی عرف صدر صاحب نے جامعہ حقانیہ سے ۱۹۹۸ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی اور پہلے ہی سے تحریک کے مجاہد بھائیوں سے وابستہ تھے۔ فراغت کے بعد واپس اپنے مجاہد بھائیوں کے ہمراہ محاذ جنگ پر گئے اہم عہدوں پر بھی فائز رہے امریکی حملے کے بعد بھی مولانا نے مجاہدانہ مقابلہ کر کے سروبی کے علاقہ میں شدید لڑائی کی اور جام شہادت نوش کیا۔

مولانا نور اللہ حقانی شہید (کندوز)

مولانا نور اللہ حقانی دارالعلوم حقانیہ کے روحانی فرزند جو کہ اپنے مادر علمی سے سند فراغت حاصل کر کے دشمن سے مقابلہ کرنے اپنے آبائی وطن صوبہ کندوز تحصیل خانہ آباد پہنچ گئے اور ملا عبدالسلام کے زیر قیادت مسلحانہ جد و جہد کا آغاز کیا اور دشمن کو مختلف محاذوں پر شدید جانی و مالی نقصان پہنچایا کہ ایک رات مولانا نور اللہ حقانی اپنے دوستوں کے ہمراہ دشمن کے تلاش میں نکلے اس سے پہلے امریکیوں کے کسی غلام نے جاسوسی کی تھی اور امریکی دستے پہلے ہی سے ان کے راستہ میں مورچہ زن تھے جب مولانا نور اللہ حقانی وہاں پہنچ رہے تھے کہ اچانک راستہ میں موجود امریکی اور ان کے غلام فوج نے حملہ کر کے مولانا کو اپنے دوستوں کے ہمراہ شہید کر دیا۔

مولانا نادر حقانی شہید (کندوز)

مولانا نادر حقانی بھی صوبہ کندوز تحصیل خانہ آباد کے رہائشی تھے اور حال ہی میں اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے فراغت حاصل کی تھی اپنے مجاہد بھائیوں کے تعاون اور دشمن سے مقابلہ کرنے کیلئے اپنے آبائی گاؤں خانہ آباد صوبہ کندوز پہنچ گئے اور مختلف محاذوں پر مختلف اوقات میں دشمنان اسلام سے شدید معرکے انجام دئے کہ ایک دن امریکی غلام اور جاسوس کے ذریعہ ان کے رہائش کا پتہ امریکیوں کو لگ گیا اور امریکی افواج اپنی مکمل طاقت اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ مولانا نادر حقانی پر حملہ آور ہوئی، شدید مقابلہ کے بعد مولانا موصوف اور ان کے کچھ ساتھی شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ یاد رہے کہ مولانا نادر حقانی اس وقت صوبہ کندوز کے نائب گورنر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

مولانا نعیم اللہ حقانی شہید (لغمان)

مولانا نعیم اللہ حقانی صوبہ لغمان افغانستان کے رہائشی تھے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے ۱۹۹۱ء میں فراغت حاصل کی تھی اور روسی یلغار کے وقت سے جہاد افغانستان میں جناب سپہ سالار مجاہدین جلال الدین حقانی مدظلہ العالی کے زیر قیادت چپاؤ گروپ میں جو کہ اس وقت بھی خالصتاً طلباء کی جماعت تھی اور اس کی سربراہی مولانا رحیم اللہ حقانی دامت برکاتہم کرتے تھے شامل رہے۔

مولانا نعیم اللہ حقانی صاحب سے ہمارے اچھے تعلقات تھے اور دورۂ تفسیر القرآن شاہ منصور میں بھی ساتھ رہے کہ چہار آسیاب کے علاقہ میں شمالی اتحاد سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا یاد رہے کہ مولانا نعیم اللہ حقانی بہترین مکنست تھے اور ہر قسم کے اسلحہ چلانے کے ماہر تھے۔

مولانا محمد عثمان حقانی شہید (ننگرھار)

مولانا محمد عثمانی حقانی صوبہ ننگرہار تحصیل کجہ خوگیانی کے رہائشی تھے بہترین عالم دین تھے روسی یلغار کے زمانے میں بھی جہاد میں شریک رہ چکے تھے اور تحریک اسلامی طالبان کے دور میں ان کا اپنا محاذ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ کجہ بازار جو کہ خوگیانی علاقہ کا مرکز سمجھا جاتا ہے میں ایک بڑا دینی ادارہ قائم کیا تھا جو کہ درجہ اولی سے آخر تک درس نظامی کی تعلیم دے رہا تھا اور اس دینی ادارے کے سربراہ خود تھے تدریس علم کے ساتھ ساتھ محاذ جنگ میں بھی اپنے شاگردوں کے ہمراہ پہنچ جاتے تھے۔

امریکی یلغار کے بعد دوبارہ ہجرت پر مجبور ہوئے اور اپنے بچوں کے ہمراہ باڑہ پشاور پاکستان میں رہائش پذیر ہوئے امریکیوں کے اشارہ پر کرزئی کی غلام حکومت کے ذریعہ باڑہ میں شہید کر دیا گیا۔

مولانا محمد ولی حقانی، مولانا گل احمد حقانی اور مولانا عبدالمالک حقانی شہید

دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کاروان شہداء میں شامل (۱) مولانا محمد ولی حقانی (۲) مولانا گل احمد حقانی (۳) مولانا عبدالمالک حقانی ولد سید حسن کمال خیل صوبہ لوگر افغانستان سن ۲۰۰۳ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے فراغت حاصل کی تھی اسی راہ حق اور سربلندی اسلام کیلئے جام شہادت نوش کر کے کاروان شہداء میں شامل ہوئے۔

مولانا محمد ابراہیم حقانی شہید (کابل)

مولانا محمد ابراہیم حقانی شہید ولد امیر محمد گاؤں اوزبین تحصیل سروبی صوبہ کابل افغانستان کے رہائشی تھے جنہوں نے درجہ موقوف علیہ سے لیکر دورۂ حدیث شریف تک جامعہ حقانیہ میں پڑھا ۱۹۹۴ء میں دورۂ حدیث میں داخلہ لیا اور سن ۱۹۹۵ء میں راقم الحروف کے ساتھ ہی دستار بندی ہوئی۔ مولانا ابراہیم دوران طالب العلمی سے ہی متبع سنت اور اپنے اسباق میں توجہ دینے والا تھا اور ہر وقت دستار باندھتے تھے۔ بلند قد و قامت خوش اخلاق اور خنس مکھ مزاج تھا۔ فراغت کے سال ہی میں ۱۹۹۵ء کے اواخر میں شمالی اتحاد سے مقابلہ میں جام شہادت نوش کیا۔

مولانا محمد اللہ حقانی شہید (ننگرھار)

مولانا محمد اللہ شہید حقانی ولد شیر ضلع و تحصیل خوجیانی صوبہ ننگرہار افغانستان سے تعلق ہے اور سن ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ء امریکی اتحادی اور غلام فوج کے حملوں میں شہید ہوئے۔

مولانا گل کریم حقانی شہید (لغمان)

مولانا گل کریم حقانی شہید ولد سید کرم ضلع و تحصیل علیشنگ صوبہ لغمان سے تعلق ہے جو کہ سن ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۰۰۸ء افغانستان میں شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

مولانا محمود الحق حقانی شہید (لغمان)

مولانا محمود الحق حقانی شہید ولد صاحب الحق ضلع و تحصیل مرکز صوبہ لغمان افغانستان سے تعلق ہے، سن ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ء سعادت شہادت نصیب ہوا۔

مولانا غلام رسول حقانی شہید (کابل)

مولانا غلام رسول حقانی ولد شاہ رسول ضلع و تحصیل موسہی صوبہ کابل افغانستان سے تعلق ہے سن ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ء کو جام شہادت نوش کیا۔

مولانا حفیظ اللہ حقانی شہید (پکتیا)

مولانا حفیظ اللہ حقانی شہید ولد زرداد خان ضلع و تحصیل جاجی اریوب صوبہ پکتیا افغانستان سے تعلق ہے سن ۲۰۰۴ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے فراغت حاصل کی اور ۲۰۰۹ء مئی کے ۲۲ تاریخ کو جام شہادت نوش کیا۔

مولانا عبدالغنی حقانی شہید (سمنگان)

مولانا عبدالغنی حقانی شہید ولد شاہ ولی صوبہ سمنگان افغانستان سے تعلق ہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ نمبر 10370 ہے حالت صوم میں شہادت کا جام نوش کیا۔

مولانا محمد یونس حقانی شہید (فاریاب)

مولانا محمد یونس حقانی شہید ولد محمد ایوب صوبہ فاریاب افغانستان سے تعلق ہے جنہوں نے شہادت کا اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

مولانا عبدالمنان حقانی شہید (قندھار)

مولانا عبدالمنان حقانی شہید ولد محمد عظیم صوبہ قندھار افغانستان سے تعلق ہے جو کہ راہ حق کی شہداء کی فہرست میں شامل ہوئے۔

مولانا محمد حسن حقانی شہید (ننگرھار)

مولانا محمد حسن حقانی شہید ولد اکا خیل سن پیدائش ۱۹۷۱ء صوبہ ننگرھار افغانستان سے تعلق ہے اور دفاع اسلام کیلئے اپنے جان کا نذرانہ پیش کیا۔

مولانا احمد شاہ حقانی شہید (پروان)

مولانا احمد شاہ حقانی شہید ولد عطاء محمد صوبہ پروان کاپیسا افغانستان سے تعلق ہے۔

مولانا محمد اویس حقانی شہید (کابل)

مولانا محمد اویس حقانی شہید ولد جلات خان تاریخ پیدائش ۱۳۲۸ھ ہے ضلع وتحصیل سروبی صوبہ کابل افغانستان سے تعلق ہے۔

مولانا عبدالرشید حقانی شہید (کابل)

مولانا عبدالرشید حقانی شہید ولد ولی محمد تاریخ پیدائش ۱۹۷۱ء ضلع وتحصیل سروبی صوبہ کابل افغانستان سے تعلق ہے رجسٹریشن نمبر دارالعلوم حقانیہ 10052 ہے۔

مولانا عبدالقدیم حقانی شہید (ننگرھار)

مولانا عبدالقدیم حقانی شہید ولد سید ہاشمی صوبہ ننگرھار افغانستان سے تعلق ہے دارالعلوم حقانیہ رجسٹریشن نمبر 10023 ہے۔

مولانا عبدالغفار حقانی شہید (پکتیا)

مولانا عبدالغفار حقانی ولد ملک جان صوبہ پکتیا سے تعلق ہے۔

مولانا محمد امین حقانی شہید (کندوز)

مولانا محمد امین حقانی شہید ولد خان سید صوبہ کندوز افغانستان سے تعلق ہے۔

مولانا حبیب اللہ حقانی شہید (قندھار)

مولانا حبیب اللہ حقانی شہید ولد مولانا عبدالشافی صاحب علاقہ سنزری ضلع وتحصیل ژڑی صوبہ قندھار افغانستان سے تعلق تھا۔

سن ۲۰۰۳ء میں مادر علمی دارالعلوم حقانیہ سے دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی اور درس وتدریس کے اہم دینی شعبہ سے وابستہ رہے لیکن ان کے ساتھ ساتھ امریکیوں کے خلاف جہاد میں بھی شریک رہے۔ ان کا علمی استعداد اتنا اہم تھا کہ درس نظامی کے ابتدائی کتب سے لیکر درجہ تکمیل کے میرزاہد، ملا جلال تک تدریس کرتے رہے، علم نحو کے اہم کتاب کافیہ پر شرح بھی لکھا تھا اور علم نظامی کے تدریس کے علاوہ بہترین مفسر تھے اور تفسیر القرآن کے درس بھی کرتے تھے۔ امریکی اور ان کے اتحادیوں کے خلاف اہم محاذوں پر لڑتے رہے۔

تحریک کے سرکردہ رہنماؤں کی طرف سے ان کو کہا گیا کہ آپ براہ راست حملوں میں شرکت نہ کریں کیونکہ آپکی علمیت اور اہم شعبۂ تدریس میں آپکی ضرورت ہے۔ انہوں نے پھر شعبۂ تدریس میں خدمات شروع کردی لیکن امریکی اور اتحادیوں کی مظالم کو دیکھ کر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہوتا گیا اور دوبارہ میدان جنگ کا رخ کیا پھر بھی سربراہان تحریک نے ان کو ان کی علمی مقام دیکھتے ہوئے مسند قضاء پر بیٹھا دیا اس طرح آپ نے جنگی قیدیوں اور جاسوسی کرنے والوں کے فیصلوں کا سربراہی کی خدمات انجام دیتے رہے اور گنہگاروں اور امریکی غلام جاسوسی کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں سنادیں اور ان مجرموں کو اپنے جرم کے مطابق سزائیں ملتی رہیں۔

جب امریکی اور کرزئی حکومت کو ان کے بارہ میں پتہ چلا کہ فتویٰ، قضی کا معاملہ اور فیصلہ مولوی حبیب اللہ شہید کے ہاتھ میں ہے تو رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں رات کے ایک بجے امریکی ہیلی کاپٹر اور زمینی فوج ٹینکوں سمیت ان کے گھر پر حملہ کیا اور موصوف اپنے گھر میں سو رہے تھے تو بالآخر ان کا بڑا بھائی شہید ملا جانان اخند سمیت مولوی حبیب اللہ حقانی منصوری بھی شہید کر دئے گئے۔ اسطرح دونوں بھائیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ صبح ہوتے ہی علاقہ کے غیور مسلمانوں نے قندھار ہرات روڈ سارا دن بند کیا اور میڈیا اور صحافی رپورٹرز اس مظاہرے کے دوران پہنچ گئے اور الجزیرہ عربی نیوز چینل کے نمائندے بھی ان کے جنازہ میں شریک ہوئے اور عوام اور اہل علاقہ سے ان کے بارے میں پوچھتے رہے۔ کرزئی غلام حکومت اور امریکی افواج اس درپے ہیں کہ کہیں بھی کوئی جید عالم مفتی، قاضی ہو تو ان کو قتل کردیں۔

شہید عبدالرحمان حقانی اور غازی عبدالحق حقانی (ننگرھار)

افغانستان دنیا کے ایک بڑے سامراج امریکہ اور اس کے ساتھیوں کے استبدادی پنجہ میں جکڑا ہوا ہے اور ملک کی آزادی اور اسلامی نظام کے لئے جہادی طاقتیں طالبان افغانستان کے سلسلہ میں شہادتوں اور قربانیوں کی تاریخ رقم کر رہی ہیں' آئے دن ایسے زریں داستانوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور سرحد پار سے چھن چھن کر سینکڑوں میں سے کوئی ایک آدھ واقعہ ہم تک پہونچ جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک غیور نوجوان شہید عبدالرحمٰن حقانی کی حال ہی میں شہادت اور دوسرے بھائی غازی عبدالحق حقانی کے مختصر حالات درج کئے جارہے ہیں ______ (ادارہ)

شہید اور غازی کا مختصر تعارف: دونوں بھائی افغانستان کے صوبہ ننگرھار کی مشہور و معروف علمی و جہادی شخصیت مولانا عبدالباقی حقانی[1] دامت برکاتہم العالیہ کے گھر کے چشم و چراغ ہیں۔ شہید عبدالرحمٰن کی پیدائش ۱۹۹۳ء میں ہوئی جبکہ غازی عبدالحق نے ۱۹۹۲ء کو اس دنیائے فانی میں قدم رکھا۔ افغانستان میں جاری امریکی جارحیت اور ظلم و ستم سے تنگ آ کر والدین کے ہمراہ ہجرت کا راستہ اختیار کیا اور یوں وطن ہجرت میں ناقابل برداشت تکالیف سہنے کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات پر آٹھ سال تک عصری تعلیم حاصل کرتے رہے۔ چونکہ والد ماجد جہادی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید عالم دین تھے' اس لئے دینی تعلیم کی ابتداء گھر سے کی۔ مثل مشہور ہے" شاہین کے گھونسلے سے شاہین ہی اڑتا ہے" اولاد میں بھی جہادی جذبہ نمایاں حیثیت سے نظر آ رہا تھا۔ والد ماجد کی دیرینہ خواہش تھی کہ میرے بچے ممتاز علمی اور جہادی شخصیات بن جائیں اس لئے آپ ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی اولاد دینی عصری علوم کے میدان میں شروع ہی سے نمایاں حیثیت کے ساتھ رواں دواں تھے۔

شہید عبدالرحمٰن کے ذاتی و اخلاقی صفات' علمی استعداد خدمات: سترہ ۱۷ سالہ یہ نوجوان انتہائی باحیاء بے مثال خادم' امانت دار اور ادب کا نمونہ تھا' تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ با جماعت نماز' گھر اور مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کا پابند تھا نوعمری کے باوجود کہیں فضول گھومنے پھرنے کی عادت نہیں تھی۔ ہر نام کا اپنا اثر ہوتا ہے والد ماجد نے نیک فالی کے خاطر فرمان نبوی (ﷺ) ان خیر الاسماء عبدالله وعبدالرحمن ترجمہ: بیشک ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں" سے نیک فال لیتے ہوئے اپنے لخت جگر کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ دوسری وجہ یہ کہ اسلامی تاریخ میں اس نام کے بڑے بڑے علماء و صلحاء گزرے ہیں فال اپنے نشانے پر لگا۔ موصوف کو اللہ تعالیٰ نے حیران کن علمی استعداد عطا فرمائی تھی' مشکل سے مشکل مسائل میں اشارہ کی ضرورت ہوتی اور بس ___ موصوف شہید کمپیوٹر کی دنیا

---

[1] دارالعلوم کے جید اور متبحر فاضل جنہوں نے کئی اہم مناصب پر خدمات جلیلہ انجام دیں۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک عظیم علمی کام لیا کہ اسے بڑی بڑی اکیڈمیاں بھی نہ کرسکیں یعنی اسلام کے نظام حکومت' اور تمام شعبوں' نظام سیاست پر ایک ضخیم کتاب السیاسة والادارة فی الاسلام عربی اردو فارسی میں مرتب فرمایا اور اسلام کے نظام حکومت سے بے ضمیر کھوکھلے اعتراضات کرنے والوں کو عملی جواب دے دیا۔

کے ماہرانسان تھے۔آپ نے اپنے والدمحترم کے علمی سرمایہ کو بڑی کم مدت میں کمپوٹر کے ذریعے مختلف زبانوں میں کمپوز کیا۔اوراس قیمتی سرمایہ کی حفاظت اورنشرواشاعت میں حتی الامکان کوشش کی۔ آپ نے جن کتابوں کوکمپوز کیاوہ مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔ حفظ الاسرار بتعلیم سید الابرار ﷺ: پشتو'اردو'فارسی اورعربی زبان میں

۲: السیاسة والادارة الشرعیة فی ضوء ارشادات خیر البریه ﷺ: پشتو'اردو'فارسی اورعربی زبان میں۔(اسلام کے سیاسی اورادارتی نظام پرصدیوں میں اتنی مفصل جامع کتاب نہیں آئی'اکیڈمیوں کا کام ایک بے سروسامان عالم نے کیا جوسامراجی طاقتوں کی وجہ سے کوئی ایک ٹھکانہ نہیں رکھتااورخفیہ پھرتارہتاہے)

فارسی کامشہورضرب المثل ہے''شنیدہ کے بود مانند دیدہ''یقیناً کوئی دیکھنے والاشہیدمرحوم کی خدمات اتنی کم مدت میں اتنی زیادہ مقدارمیں دیکھ لےتو یہی کہنے پرمجبورہوگا:

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شہادت نے اس چمکتے ہوئے تارے کوہمیشہ کیلئے آنکھوں سےاوجھل کردیا جس سےوالد کی علمی خدمات پربڑااثر پڑا۔

<u>دینی مراکزاوراکابرکودیکھنے کاشوق'اکابرکی صحبت کی برکات:</u> شہیدموصوف کودینی مدارس اوراکابرکودیکھنے کابڑاشوق تھا اس جذبے کے بنیادپرکئی مدارس دیکھےاوراکابرکی زیارت کاشرف حاصل کیا۔کچھ عرصہ پہلے والدمحترم کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ گئے وہاں دارالعلوم کےاساتذہ خصوصاًمہتمم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات ہوئی۔علماء نے برکت کی دعائیں دیں اس ملاقات سے موصوف بڑے متاثراورخوش ہوکرواپس لوٹے۔

شہیدمرحوم کے والدماجددارالعلوم حقانیہ کے بانی اورمہتمم اول حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی صحبت میں چندسال رہے تھے' فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالحق صاحبؒ اپنی مسجد میں نمازعصر کے بعد جب بھی جہادی کمانڈرملاقات کے لئے آتے توضروران سےمجاہدین اورجہادکے سلسلہ میں باتیں کرتےاورواقعات سن کرنہایت خوشی کااظہارکرکےدعائیں دیتے ایک دفعہ ایک جہادی واقعہ سن کرانتہائی خوشی کے عالم میں ۵۰ روپے جیب سے نکال کرمجاہدکمانڈرکودیئےاورفرمایا آپ نے مجھے بڑی خوشی دی۔شیخ الحدیث مرحوم کی محبت میں شہید کے والدنے اپنے ایک لخت جگرکانام عبدالحق دوسرےکانام سمیع الحق رکھا۔نام کااثرہوتاہےشہید کے دوسرے بھائی غازی عبدالحق میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی اکثرصفات کے ساتھ ساتھ جہادی صفت بھی بدرجہ اتم موجودہے۔

<u>شوق جہاداورشہادت کی آرزو'والدہ کوآخری وصیت'گھرمیں آخری رات:</u> جذبہ جہاد میں جوانی تک پہنچنے والایہ نوجوان ہمہ وقت جہاداورشہادت کی آرزومیں فانی زندگی کے لمحات گزارتارہا'اس شوق میں اپنے ذاتی خرچہ سے کچھ پیسےالگ جمع کرتارہا'بالآخراپنے بھائی غازی عبدالحق سمیت شوال ۱۴۳۱ھ کوجامعہ عثمانیہ میں پڑھنے کے ارادہ سے داخلہ لیا' مگرجذبہ جہاد نے اسباق شروع ہونے سے دودن پہلے افغانستان میں انگریزکے خلاف جنگ لڑنے پرمجبورکردیااوریوں غاصب امریکیوں کے خلاف عملاً جہاد کے

میدان میں اترنے کو ترجیح دی ___ ۔میں قیامت کے دن آپ سب لوگوں کی سفارش کروں گا' میرے پیچھے کبھی نہیں رونا۔ جب مدرسہ میں امتحانی پرچہ حل کررہا تھا تب بھی دل ودماغ پر جہاد کا تصور حاوی تھا۔" والد محترم کی کتاب "السیاسۃ والادارۃ الشرعیۃ" کا کچھ کام باقی تھا' رات گئے ایک بجے تک دونوں بھائی جاگتے رہے اور اس آخری خدمت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آخر میں والد محترم کے نام ایک تحریر چھوڑی۔"میں نے کتاب کو مکمل کرلیا اب کچھ کام باقی نہ رہا اگر کچھ کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی معافی چاہتا ہوں پھر قیامت کے دن ملاقات ہوگی"___ صبح سویرے اٹھ کر غسل کرکے کپڑے تبدیل کئے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دونوں بھائی سفر جہاد پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں صوبہ بغلان کے شہر پل خمری کے مضافات میں اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ اسی سفر میں ایک بوڑھی عورت بھی ہے یہ اور آپ سب ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان انگریزوں کے ہاتھوں شہادت نصیب فرمائے۔ ایک ساتھی نے کہا اتنی جلدی شہادت کیوں؟ فرمایا: دنیا میں مزید رہنا پسند نہیں ایسا نہ ہو کہ گناہ میں پھنس جاؤں"___ اگلے دن دونوں بھائی چار بجے منزل مقصود پر پہنچے اور کمانڈر بدر کی سرکردگی میں جہادی عمل میں مصروف ہوگئے ساتھ ساتھ مجاہدین کی بے لوث خدمت پر ساتھیوں میں بڑا مقام پایا' شہید موصوف اپنے مجاہدین ساتھیوں سے بھی اکثر شہادت کی دعا کرواتے۔___ آپ نے کئی معرکوں میں حصہ لیا ایک دن کسی کام کے لئے مقام پر رہ گئے جب مجاہدین ساتھی واپس آئے تو شہید موصوف انتہائی خفا نظر آرہے تھے' کمانڈر نے کہا ناراض نہیں ہونا آئندہ آپ کو پیچھے نہیں چھوڑیں گے' اس کے بعد دشمن پر ہر حملے میں اپنے کمانڈر کے شانہ بشانہ چلتے۔ صوبہ بغلان میں شاہدین کے نام پر غاصب امریکیوں کا ایک مضبوط مرکز تھا۔ مجاہدین نے ایک دن دو بجے کے قریب ایک فدائی حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۲ کافر واصل جہنم ہوئے۔ حملہ مجاہد فاروقی نے کیا تھا پھر اسی دن ۳ بجے کمانڈر بدر کے ہمراہ مجاہدین نے زبردست حملہ کرکے پچیس کافروں کو جہنم رسید کیا۔ مجاہدین بحمد للہ صحیح سالم واپس لوٹے یہ دونوں بھائی بھی شریک تھے۔ زندگی کی آخری اور شہادت کی پہلی رات عبدالرحمٰن اور تیرہ ساتھی شہادت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون . ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

شہید عبدالرحمٰن رحمانی اپنے بقیہ شہداء ساتھیوں سمیت بروز پیر ۱۰رذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۸۔۱۰۔۲۰۱۰ء کو افغانستان کے صوبہ بغلان میں سپرد خاک ہوئے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

شہید کے بھائی عبدالحق کی تمنا تھی کہ اسی راستہ پر جاؤں جس پر چھوٹا بھائی چلا گیا مگر اکابر کے مشورہ سے غازی بن کر گھر واپس پہنچا___ قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے کفار کی شکست' مجاہدین کی کامیابی اور شہداء کی شہادت کی قبولیت کیلئے خصوصی دعا فرمائیں تاکہ اس کے نتیجے میں افغانستان کے اندر ایسی اسلامی حکومت قائم ہوجائے جو امت مسلمہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور شہید موصوف اور تمام شہداء کے والدین کو اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ آمین

چند پاکستانی فضلاء شہداء حقانیہ

دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کے افغانی طلباء اور مجاہدین نے جس دلیری اور بہادری سے کفر، ظلم اور فساد کیخلاف علم جہاد اٹھایا اسی طرح جامعہ کے پاکستانی طلباء اور علماء بھی اس جدوجہد اور جہاد میں حصہ دار رہتے ہوئے ہر محاذ پر اپنے افغان بھائیوں کے ہمراہ شانہ بشانہ رہتے ہوئے افغانستان کے محاذوں پر روس اور امریکہ کیخلاف مقابلہ کرتے رہے اور ان میں سے اکثر نوجوانوں نے اپنے جانوں کا نذرانہ بھی پیش کیا اور شہداء کے پاک صفوف میں شمولیت کی سعادت حاصل کی، بطور نمونہ چند شہداء کا ذکر پیش خدمت ہے۔

۱۔ مولانا سلطان محمود شہید (بلوچستان) مولانا سلطان محمود شہید جو کہ ۱۹۹۵ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے فراغت حاصل کی ان کا تعلق صوبہ بلوچستان ضلع قلعہ سیف اللہ گاؤں گوال حیدرزئی سے تھا۔ فراغت کے بعد درس وتدریس کا مشغلہ اختیار کیا اور تین سال تک مشغول رہے اس کے بعد تحریک طالبان افغانستان بہت زور وشور سے تھی اس میں حصہ لینے کیلئے افغانستان تشریف لے گئے وہاں پر صوبہ مزار شریف میں قائد مجاہدین شہید احسان اللہ احسان کے زیر قیادت فتح مزار میں شریک ہوئے لیکن شمالی اتحاد کے کیمونسٹ کمانڈر روسی غلام جنرل مالک نے طالبان کیساتھ ایک تاریخی غداری کی ہزاروں نہتے طلباء کو شہید اور سینکڑوں کو پابند سلاسل کیا جس میں مولانا سلطان محمود شہید بھی اپنے ۷۰ ستر ساتھیوں سمیت چار سال تک پس دیوار زندان رہنے کے بعد بالآخر شہید کردیئے گئے انکے ہمراہ

۲۔ فاضل حقانیہ حضرت نبی شہید

۳۔ مولانا سلیم اللہ حقانی شہید

۴۔ مولانا تاج علی شہید حقانی

ان تینوں کا تعلق کوئٹہ شہر پاکستان سے تھا اور افغانستان مزار شریف میں شہید ہوگئے۔

۵۔ مولانا حفیظ انقلابی حقانی شہید

۶۔ مولا اسلم گل حقانی شہید

ان دونوں کا تعلق سوات پاکستان سے تھا۔

یاد رہے کہ اسی محاصرہ میں تحریک طالبان کے روح رواں مقرر شعلہ بیاں زہد وتقویٰ کا نمونہ عظیم جرنیل مولانا احسان اللہ احسان بھی شہید کردیئے گئے تھے۔

۷۔ شہید حافظ فخر الامین (صوابی)۔ شہید حافظ فخر الامین بن روح الامین دارالعلوم حقانیہ کے درجہ سادسہ کے طالب العلم تھے حاجی محمد شیر جو کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے محسن اور محب تھے کا نواسہ تھا۔ ان کا تعلق ضلع صوابی کے گاؤں ڈوڈھیر سے تھا سن ۲۰۰۱ء کو افغانستان میں اپنے بہت سارے ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کیا اور پانچ سو شہداء کے اجتماعی قبر میں ان کو بھی دفن کردیا گیا۔

۸۔ شہید حافظ محمد امجد (نوشہرہ)۔ دارالعلوم حقانیہ کے خوشہ چین شہداء میں حافظ امجد شہید جو کہ پچھلے سال ۲۰۱۰ء بمطابق یکم رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کو افغانستان کے صوبہ پکتیا میں امریکہ بمباری سے موصوف اور ان کا پورا قافلہ جن میں دارالعلوم حقانیہ کے دیگر متعدد طلباء وعلماء شامل تھے جام شہادت نوش کرگئے۔

امجد شہید کا تعلق ضلع نوشہرہ کے گاؤں خویشگی سے تھا انتہائی خوش طبع اور ملنساز طبیعت کے مالک تھے ہمیشہ خوش رہتے اور کہا کرتے تھے کہ اس فانی دنیا کے چند ایام جتنا ہو سکیں خوشی سے گزارو۔ جامع مسجد نوشہرہ سے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اور ابتدائی کتب رائیونڈ کے شاخ جامعہ عربیہ پنڈی میں پڑھی درجہ رابعہ سے دارالعلوم حقانیہ میں متعلم تھے اور درجہ موقوف علیہ کے اختتام پر سالانہ چھٹیوں میں منصب نبوت کے اہم فریضہ جہاد کے لئے افغانستان جا پہنچے اور وہاں جام شہادت نوش کر گئے۔

۹۔ مولانا وزیر گل حقانی شہید۔ اسی قافلہ شہداء میں مہمند ایجنسی سے تعلق رکھنے والے دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا وزیر گل حقانی شہید بھی تھے جنہوں نے رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کے پہلے دن جام شہادت نوش کیا۔

۱۰۔ مولانا محمد یوسف شہید۔ محمد یوسف شہید بھی صوبہ پکتیکا میں اپنے مجاہد بھائیوں کے ہمراہ محاذ جنگ پر پہنچے جو کہ دارالعلوم حقانیہ میں درجہ تکمیل کے طالب العلم تھے انتہائی ذہین اور قابل تھے اساتذہ کرام کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔ یکم رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کو اپنے تمام رفقاء سفر سمیت جام شہادت نوش کیا۔

۱۱۔ مولوی محمد جلیل حقانی شہید۔ مولوی محمد جلیل حقانی شہید بن حاجی عزیز الرحمان صاحب گاؤں ابا خیل ضلع لکی مروت سے تعلق رکھتے تھے والدین کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے انتہائی ملنسار خوش مزاج خدمتی اور چھوٹوں پر شفیق و مہربان الغرض بہت سے اعلیٰ صفات کے مالک تھے سن ۲۰۰۹ء میں وہاں پر امریکی اور اتحادیوں کی بمباری سے شہید ہوئے۔

۱۲۔ محمد اسد ظفر شہید۔ محمد اسد ظفر شہید ضلع چارسدہ سے تعلق رکھنے والا دارالعلوم حقانیہ کے درجہ خامسہ کے طالب العلم تھے۔ سالانہ چھٹیوں میں صلیبی دہشتگردوں غاصب امریکی افواج سے جہاد کیلئے افغانستان گئے اور کافی عرصہ لڑتے رہے بالآخر جام شہادت نوش کیا۔

۱۳۔ شہید مولانا فیصل احمد حقانی۔ شہید مولانا فیصل احمد حقانی ولد عباس خان میر علی میرانشاہ پاکستان سے تعلق تھا افغانستان میں امریکیوں کے خلاف جہاد میں جام شہادت نوش کیا۔

۱۴۔ مولانا نوراللہ حقانی شہید۔ مولانا نوراللہ حقانی شہید ولد فتح محمد چارسدہ پاکستان سے تعلق تھا جو کہ افغانستان میں صلیبی دہشتگردوں کے خلاف جنگ میں اعلیٰ مقام شہادت پر فائز ہوئے۔

۱۵۔ شہید محمد سلیم خان حقانی۔ شہید محمد سلیم خان حقانی ولد شیر بہادر خان صاحب علاقہ دیر پاکستان سے تعلق تھا۔ سن ۱۹۹۰ء میں پیدائش ہوئی اور سن ۲۰۱۰ء میں جام شہادت نوش کی۔

۱۶۔ مولانا محمد اقبال۔ مولانا محمد اقبال ولد شیر جان دانا وزیرستان سے تعلق تھا سن ۱۹۷۱ء میں پیدائش ہوئی اور جہاد افغانستان میں حصہ لیتے رہے بالآخر شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

افغانستان اور عالم اسلام پر صلیبی دہشت گردی کا تعاقب

- بین الاقوامی میڈیا میں تعاقب
- سفارتی میدانوں میں
- عالمی مغربی دانشوروں سے دوٹوک مکالمے
- یورپی پارلیمانی وفود اور وزراء خارجہ سے کھری کھری باتیں
- ممبر خارجہ کمیٹی سینیٹ کی حیثیت سے بیرونی ممالک میں افغانستان اور طالبان کی وکالت
- پاکستان کی پارلیمنٹ سینیٹ اور خارجہ کمیٹی کے اجلاسوں میں

عالم اسلام بالعموم اور افغانستان کے بارہ میں بالخصوص عالمی استعماری قوتوں نے مجاہدین آزادی اور مسلمانوں پر دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا اور وہ میڈیا جو صیہونی طاقتوں کے مکمل گرفت میں ہے نے اس الزام کو حقیقت بنانے میں ہر اخلاقی اور غیر اخلاقی حربہ استعمال کیا، یہ پروپیگنڈہ ایک طوفان کی شکل اختیار کر گیا اور عالم اسلام کے حکمران دانشور سیاستدان اور مغربی تعلیم وافکار سے مرعوب جدید روشن خیال لوگ سب اس طوفان کے لپیٹ میں آگئے اس جھوٹ کو سچ اور باطل کو حق سمجھنے لگے اور اس من گھڑت اور نام نہاد اصطلاحات سے براءت میں لگ گئے دشمن کا ہمارے خلاف یہ ہتھیار نہایت کارگر ثابت ہوا اور آدھی جنگ انہوں نے فکری اور نظری محاذوں پر جیت لی اور اپنے لوگوں کو جہاد اور آزادی کی جنگ بھی ایک گالی لگنے لگی افغانستان کے تناظر میں مغرب کے اس عیارانہ اور شاطرانہ فلسفہ کے توڑ کی شدید ضرورت تھی اور تا حال وقت کا یہی تقاضا ہے مغربی سامراجی اور استعماری پروپیگنڈے کے توڑ اور صلیبی دہشتگردی کے تعاقب کی کوششوں کی کچھ جھلک اگلے صفحات میں پیش ہے۔ (سمیع الحق)

افغانستان اور عالم اسلام پر صلیبی دہشت کا تعاقب بین الاقوامی میڈیا

تحریک طالبان کی ابتداء ہی سے دارالعلوم حقانیہ پر بین الاقوامی میڈیا کی نظر ہے اور وقتاً فوقتاً دنیا بھر کی بڑے بڑے ذرائع ابلاغ کی ایجنسیوں اور مشہور و معروف اخبارات، ٹیلی ویژن میڈیا کے نمائندے تشریف لاتے ہیں اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے جہاد افغانستان، تحریک طالبان اور پاکستان میں نفاذ اسلام وغیرہ، مختلف موضوعات پر مختلف قسم کے انٹرویوز ریکارڈ کرتے ہیں۔ طالبان کی تازہ فتوحات کی وجہ سے ان وفود میں کافی اضافہ ہوا ہے اور حال ہی میں تو بی بی سی لندن، جاپان سنڈے ٹائمز لندن، آسٹریلیا، امریکہ، جنوبی افریقہ اور جرمنی وغیرہ کی بہت ساری صحافتی ٹیمیں آئیں اور مولانا مدظلہ سے کئی کئی گھنٹے تبادلہ خیالات کیا۔

> ''ایسے انٹرویوز کا ایک بڑا حصہ ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' یا معرکۂ صلیب و طالبان کے نام سے انٹرویوز کے مجموعہ میں شامل ہے پانچ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں جہاد افغانستان، تحریک طالبان، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظام شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اسلام کے بارے میں مغرب کے لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا کے عزائم اور مسلم اُمہ پر جارحانہ یلغار، سقوط بغداد، مسئلہ فلسطین و کشمیر اور پاکستان کے ایٹمی صلاحیت جیسے اہم و حساس قومی و بین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ ہیں''۔

یہاں مغربی میڈیا کے نہایت سرکردہ افراد کی دارالعلوم میں آکر مولانا سمیع الحق سے ملاقاتوں کی کچھ جھلک پیش کی جارہی ہے۔

غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی مسلسل آمد:

مشہور سکالر اور تجزیہ نگار خاتون مینا نجی ۵ نومبر ۲۰۰۰ بروز اتوار کو دارالعلوم تشریف لائیں۔ آپ نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے بات چیت بھی کی۔ آپ نے دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کیا۔ برٹش ہائی کمیشن کے پولیٹیکل سیکرٹری رچرڈ نکسن بھی تشریف لائے اور حضرت مولانا کے ساتھ افغانستان اور عالمی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا اس کے علاوہ حسب سابق میڈیا سے تعلق رکھنے والے جاپان' یورپ' برطانیہ اور نیدرلینڈ کی کئی ٹیمیں بھی دارالعلوم آئیں اور اکثر نے مولانا سمیع الحق سے مفصل انٹرویو ریکارڈ کئے۔

امریکہ میں مقیم پاکستانی ڈاکٹر امجد حسین کی دارالعلوم تشریف آوری:

گزشتہ دنوں امریکہ میں مقیم پاکستانی دانشور اور تجربہ کار ہارٹ سپیشلسٹ خیبر میڈیکل کالج پشاور کے پروفیسر ڈاکٹر اعجاز صاحب کی معیت میں دارالعلوم تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی اور طالبان افغانستان کے متعلق آپ سے انٹرویو کیا۔ موصوف امریکہ میں طالبان تحریک کے زبردست حامی ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ اور اس موقع پر مولانا سمیع الحق اور تحریک طالبان کے خلاف جو مضامین اور خبریں وہاں اخبارات میں آتی ہیں آپ اس کا بھرپور جواب اپنے کالموں میں دیتے ہیں۔ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے تمام شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ اور کہا کہ میں کئی دفعہ اس روڈ پر گزرا ہوں مگر مجھے اس ادارہ کی وسعت کا ایسا علم نہ تھا اب یہ ادارہ دیکھا اور اس کے تمام شعبے دیکھے تو میں اس سے بہت متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو ان شاء اللہ مزید ترقیات سے نوازے گا۔

این بی سی نیوز کی ٹیم کا مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو:

گزشتہ دنوں کیرل گریسلتی اپنی ٹیم کے ہمراہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے موجودہ حالات پر انٹرویو کرنے کے لئے

دارالعلوم تشریف لائیں۔ بعد میں رچرڈ اینجل این بی سی نیوز کے مڈل ایسٹ کے نمائندہ نے بھی مولانا مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ اس موقع پر دی نیوز اخبار کے ترجمان مشتاق یوسفزئی بھی ان کے ہمراہ تھے۔

ترکی ٹیلیویژن اور فرانسیسی اخبار کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد:

۳۱ اکتوبر بروز بدھ کو ترکی کی عائشہ گل ایکنسی (Aysegul Ekinci) نمائندہ کینال ڈی نیوز یو کے اور ترکی کے مشہور روزنامہ ''حریت'' (Hurriyet) لندن کے نمائندے فاروق جیمسی اور فرانسیسی صحافی گیولیم سویون پیٹیٹ (Guillaume Suon PETIT) دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ مولانا مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ پر تفصیلی انٹرویو لیا گیا جس میں عالم اسلام کو درپیش چیلنجوں اور خاص کر دینی مدارس کو درپیش موجودہ حالات پر روشنی ڈالی گئی۔ بعد میں انہوں نے مولانا عرفان الحق کی معیت میں دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ اور دارالعلوم کے افتتاحی تقریب کی کوریج بھی کی۔

جاپانی ٹیلی ویژن کے بیورو چیف کی آمد:

۲۴ رمضان المبارک فوجی نیوز نیٹ ورک جاپان کے بیورو چیف کازویا سائتو (Kazuya Saito) اپنی ایک ٹیم کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ آئے۔ حضرت مہتمم صاحب کے سفر عمرہ پر جانے کے باعث دارالعلوم حقانیہ کے مدرس مولانا عرفان الحق حقانی نے انہیں دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کروایا۔ بعد میں مدارس کو درپیش موجودہ صورتحال سے متعلق تفصیلی انٹرویو بھی دیا۔

دارالعلوم میں بین الاقوامی میڈیا کے نمائندوں کی حسب سابق آمد:

گزشتہ دنوں بھی غیر ملکیوں صحافیوں اور خصوصاً مغربی تحقیقاتی اور علمی اداروں کے افراد جوق در جوق دارالعلوم آتے رہے اور انہوں نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے عالم اسلام کے حالات' تحریک طالبان افغانستان' عظیم رہنما شیخ اسامہ بن لادن' مدارس اسلامیہ کے کردار اور پاکستانی سیاست کے بارے میں تفصیل سے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ جن میں سے چند اہم اخبارات اور اداروں کے نام یہ ہیں:

امریکہ کے مشہور اور سب سے بڑے نیٹ ورک CBS کے پروڈیوسر اور انکے رفقاء شامل ہیں۔ آئرلینڈ کے نیشنل ٹیلی وژن کی چار رکنی ٹیم' بلیجئم کے ایک بڑے اخبار کے بیورو چیف' نیویارک ٹائمز اور گارڈین کے نمائندے پنکج میشرا' فرانس ٹیلی وژن چینل تھری کے نمائندے ہرویوڈی نات' ریکس نسبادیا اور ڈومنک ویڈال۔ بی بی سی کے نمائندے رحیم اللہ یوسف زئی اور امریکن نیشنل انسٹیٹیوٹ کے دو ریسرچ اسکالرز۔ یورپ کے معروف ریڈیو چینل فری ریڈیو کے تین نمائندے۔ سویڈن کے ایک بڑے میگزین کے بیورو چیف۔ جاپان کے دوسرے بڑے اخبار (میانچی) کے نمائندے 'نیوز ویک انٹرنیشنل کے نمائندے اور سی این این کے ایشیا کے ہیڈ محسن نقوی اپنے رفقاً سمیت دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ان تمام ٹیموں نے دارالعلوم کے طلباً اور اساتذہ سے ملاقاتیں کیں اور نہایت ہی متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ دارالعلوم حقانیہ ایک خالص تعلیمی ادارہ ہے اور یہاں کسی قسم کی بھی تخریب کاری یا عسکری ٹریننگ وغیرہ نہیں دی جاتی۔ ان کے علاوہ مختلف سفارت کار بھی حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

بین الاقوامی میڈیا کے نمائندوں کی دارالعلوم میں حسب سابق آمد:

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے غیر ملکی ورلڈ میڈیا کے نمائندے انٹرویوز کے لئے حسب سابق جوق در جوق آرہے

ہیں۔صرف ایک مہینے میں ایک درجن سے زائد بین الاقوامی اخبارات و جرائد اور ٹی وی ٹیمیں دارالعلوم تشریف لائیں۔ جن کے مختصر نام یہ ہیں:

۱۔ فرانس ٹیلی ویژن کی ڈورو تھی اولیرک ۲۔ انگلینڈ ''نیوز ویک'' کے گرے ٹائٹ

۳۔ فرانس آر ٹی ٹیلیوژن کے فریڈرک ویسورٹ اور صوفیہ روسر گرٹ

۴۔ فرانس ٹیلی ویژن چینل 2 کے اولرک جولمسٹر وپ ایوا آرنو نیک

۵۔ ٹیلی راما کے لوک ڈسیبیٹ ۶۔ فرانسیسی ڈاکٹر اینڈ ریاس بانز یگر

۷۔ اور جرمن میگزین ''پریا بکٹر'' کے ڈاکٹر یاسین رضوی

۸۔ فرانس ''ایل ایکسپریس'' اخبار کے مارک اور جین پال کولیٹو

۹۔ امریکی اخبار ''نیویارکر'' کے فوٹو گرافر ایڈگر یزڈا

۱۰۔ سوئٹزر لینڈ کے ویکلی میگزین ''فیکٹ'' کے نمائندے کرٹ بریئڈن برجر

۱۱۔ ڈنمارک ٹی وی کے پروڈیوسر اور سب پروڈیوسر فہرست ہیں۔

مولانا مدظلہ نے انہیں اسلام کی حقانیت مدارس کی اہمیت اور عالم اسلام کی زبوں حالی کے بارے میں تفصیلاً گفتگو کی۔اور اس طرح افغانستان کے مسلمانوں کی حالتِ زار کے بارے میں بھی انہیں آگاہ کیا۔

مختلف بین الاقوامی صحافیوں کی دارالعلوم آمد: دارالعلوم میں حسب سابق غیر ملکی نشریاتی اداروں سے وابستہ افراد اور صحافی حضرات کی آمد کا سلسلہ جوں کا توں ہے اس دوران بھی متعدد یورپی ٹیمیں دارالعلوم حضرت مولانا مدظلہ سے انٹرویوز ریکارڈ کرنے آتی رہیں۔ان میں سرفہرست نیوز ایجنسی ''رائٹر'' بی بی سی جرمن ٹیلیوژن اور مشہور زمانہ اخبار نیوز ویک کے نمائندے کئی دفعہ دارالعلوم آئے اور انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ سے عالمی صورتحال اور خصوصاً افغانستان پر پابندیوں کے نفاذ کے بارے میں مولانا کا موقف معلوم کیا اس سے قبل 10 جنوری کو متحدہ شریعت کانفرنس کے موقع پر درجنوں غیر ملکی صحافتی ٹیموں نے کانفرنس کی ریکارڈنگ اور رپورٹیں بین الاقوامی میڈیا میں پیش کیں اور خصوصاً عالم عرب کے سب سے مشہور نیوز چینل ''الجزیرہ'' نے تفصیلی رپورٹنگ پیش کی۔

جرمن وزارت خارجہ کے اعلیٰ عہدیدار اور ایمبیسی کے کونسلر کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں جرمن وزارت خارجہ میں پاکستانی شعبے کے چیف جناب مسٹر رابرٹ سیگفریڈ اور فرسٹ کونسلر مسٹر الیگزینڈر مدیر الحق مولانا راشد الحق سے ملاقات کیلئے خصوصی طور پر تشریف لائے اور آپ نے پاکستان اور عالم اسلام کی سیاسی صورتحال پر ان سے تفصیلی گفتگو کی۔تین گھنٹے اس طویل نشست میں مدیر الحق نے انہیں تفصیل سے دینی مدارس کی اہمیت نصاب تعلیم پاکستان و افغانستان عراق و کشمیر سمیت دیگر اہم موضوعات پر تفصیلی انہیں آگاہ کیا۔بعد میں انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا تفصیلی دورہ بھی کیا۔اور نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور مولانا حامد الحق حقانی ایم این اے نے بھی ان سے تفصیلی ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

معروف بین الاقوامی امریکن نیوز ٹی وی چینل سی این این (CNN) ٹیم کی دارالعلوم آمد

دارالعلوم کی عظیم خدمات اور اسکے عالمی کردار کے باعث حسب سابق عالمی اور خصوصاً مغربی میڈیا کے نمائندے لگاتار حضرت

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انٹرویوز لینے اور دارالعلوم کو دیکھنے کیلئے مسلسل آ رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں امریکہ کے معروف اور سب سے مقبول نیوز ٹی وی چینل سی این این کی ٹیم بھی گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ آئی۔ اور حضرت مولانا سے دی ورلڈ ٹوڈے (The World Today) پروگرام کیلئے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ انٹرویو پروگرام کی سینئر نیوز پروڈیوسر مسز نینسی لین (Nancy Lane) اور ڈیوڈ ایس رسٹ (David S. Rust) اور انکے ساتھی نے ریکارڈ کیا۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف کلاسوں اور اساتذہ اور طلباء سے انٹرویوز بھی لئے۔ یہ پروگرام اکتوبر کے مہینے میں نشر کیا جائے گا۔ یہ پروگرام پاکستان اور ہندوستان کے کردار اور انکے باہمی تنازعات کے حوالے سے ریکارڈ کیا گیا ہے۔ امریکہ کے نئے صدارتی الیکشن کے امیدواروں کے سامنے یہ پروگرام رکھا جائے گا۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی کے متعلق نئے صدارتی امیدواروں کے لئے یہ پروگرام کسوٹی کے مترادف ہے۔

<u>معروف امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی بیورو چیف مسز پامیلا کانسٹیبل کی دارالعلوم آمد:</u> گزشتہ ماہ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی بیورو چیف قندھار اور کابل کا دورہ کرنے کے بعد سیدھا دارالعلوم حقانیہ آئیں۔ آپ نے مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ انٹرویو میں خصوصیت کے ساتھ تحریک طالبان کے کردار اسکے مستقبل' پاکستان کے دینی مدارس کے کردار' مسلم' دہشت گردی' وغیرہ جیسے حساس موضوعات موضوع گفتگو بنے رہے۔ یہ انٹرویو واشنگٹن پوسٹ میں جون میں شائع ہو چکا ہے۔ بعد میں بی بی سی (BCC) ورلڈ نے بھی اس انٹرویو پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور اس کے علاوہ پاکستان اور دیگر عالمی اخبارات نے اس انٹرویو کو نمایاں کوریج دی۔

<u>برازیل کے نیشنل ٹی وی چینل کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد:</u>

جون کے اوائل میں ساؤتھ امریکہ کے ملک برازیل کے نیشنل ٹی وی چینل کی تین رکنی ٹیم دارالعلوم حقانیہ تشریف لائی۔ انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ اور حقانیہ کے ہائی سکول میں خصوصی دلچسپی لی۔ بعد میں ٹیم نے مدیر الحق مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ انٹرویو میں عظیم مجاہد اسلام شیخ اُسامہ بن لادن' تحریک طالبان' دینی مدارس کے نصاب' توہین رسالت کا قانون' اور بنیاد پرستی کے متعلق سوالات کئے گئے۔ یہ انٹرویو اگست میں نشر کیا جائے گا۔

<u>امریکی اخبار ''نیویارک ٹائمز'' کی دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں خصوصی اشاعت:</u>

اسی طرح ۲۵ جون کو نیویارک ٹائمز کے سنڈے میگزین کے معروف صحافی جیفری گولڈ برگ نے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ یہ رپورٹ اور انٹرویو اب تک دارالعلوم کے متعلق شائع ہونے والے مواد میں سب سے زیادہ ضخیم اور ٹھوس رپورٹ ہے۔ جو قسط وار شائع ہو رہی ہے نیویارک ٹائمز کی یہ رپورٹ پاکستانی اخبار ''ڈان'' میں بھی شائع ہوئی اور بعد میں اردو کے اخبارات میں بھی اسکی تھوڑی سی کوریج شائع ہوئی۔ لیکن انگریزی اخبار ''دی نیشن'' اتوار دو جولائی نے نیویارک ٹائمز کے حوالے سے اس انٹرویو کی پہلی قسط مکمل ایک صفحہ پر پیش کی ہے۔ قارئین کے استفادہ کیلئے اسکی تفصیل اگلے صفحات میں بعنوان ''جامعہ حقانیہ: پاکستانی جہاد فیکٹری'' شائع کی جارہی ہے۔

<u>لبنان کے معروف ٹی وی چینل ''المستقبل'' کا دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں پروگرام</u>

۲۴ جون بروز ہفتہ کو لبنان کی معروف ٹی وی چینل ''المستقبل'' نے دارالعلوم حقانیہ اور تحریک طالبان کے بارے میں تفصیلی ڈاکومنٹری پروگرام نشر کیا۔ اس سے قبل قطر اور عالم عرب کے مقبول عالمی ٹی وی چینل ''الجزیرہ'' نے بھی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا

مفصل انٹرویو نشر کیا تھا۔ ان سے عالم عرب میں تحریک طالبان اور دینی مدارس کو سمجھنے کا ایک اچھا موقع فراہم ہوا ہے۔

<u>انگلینڈ کے دی گارڈین اخبار کے بیورو چیف کی آمد:</u> ۴ جولائی کو دارالعلوم حقانیہ انگلستان اور مغرب کے مشہور زمانہ اخبار "دی گارڈین" (The Guardian) برصغیر کے بیورو چیف مسٹر روری (Rory McCarthy) تشریف لائے۔ آپ نے دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ اور طلباء سے انٹرویوز لئے۔ بعد میں آپ نے مدیر الحق مولانا راشد الحق سے تفصیلی انٹرویو لیا۔ انٹرویو میں خصوصیت کیساتھ دینی مدارس کے نظام تعلیم، مدارس اسلامیہ کا تاریخی پس منظر اور موجودہ حکومت کا مدارس کے بارے میں نئی پالیسیوں کے بارے میں خصوصیت کیساتھ سوالات کئے گئے۔

<u>مولانا سمیع الحق اور دارالعلوم بین الاقوامی میڈیا کی نظر میں:</u> تحریک طالبان کی ابتداء ہی سے دارالعلوم حقانیہ پر بین الاقوامی میڈیا کی نظر ہے اور وقتاً فوقتاً دنیا بھر کے بڑے بڑے ذرائع ابلاغ کی ایجنسیوں اور مشہور و معروف اخبارات، ٹیلی ویژن میڈیا کے نمائندے تشریف لاتے ہیں اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے جہاد افغانستان، تحریک طالبان اور پاکستان میں نفاذ اسلام وغیرہ، مختلف موضوعات پر مختلف قسم کے انٹرویوز ریکارڈ کرتے ہیں۔ طالبان کی تازہ فتوحات کی وجہ سے ان وفود میں کافی اضافہ ہوا ہے اور حال ہی میں تو بی بی سی لندن، جاپان سنڈے، ٹائمز لندن، آسٹریلیا، امریکہ، جنوبی افریقہ اور جرمنی وغیرہ کی بہت سارے صحافتی ٹیمیں آئیں اور مولانا مدظلہ سے کئی کئی گھنٹے تبادلہ خیالات کیا۔

<u>فرانس کے صحافیوں کی دارالعلوم آمد:</u> فرانس کے سب سے مشہور معروف ہفت روزہ میگزین پرلیس میچ کے صحافیوں کی ایک ٹیم دارالعلوم تشریف لائی اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا اور خصوصاً حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا ایک تفصیلی انٹرویو بھی کیا پھر بعد میں فرانسیسی صحافی حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ انہی کی خواہش پر بلوچستان ژوب کے ایک بڑے جلسے کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے اور دو دن تک حضرت مولانا کی تمام مصروفیات کی رپورٹنگ کی۔ (الحق دسمبر ۱۹۹۸ء)

<u>بی بی سی کے معروف ہفت وار پروگرام "میزان" میں حضرت مولانا مہتمم صاحب مدظلہ کا تاریخ ساز انٹرویو:</u> جنوری کو بی بی سی کے معروف ہفت وار پروگرام "میزان" میں حضرت مولانا مدظلہ کا تفصیلی انٹرویو نشر ہوا۔ پروگرام کا موضوع اقلیتوں کے خلاف مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی شدت پسندی تھا۔ جس کا مولانا نے بھرپور رد کیا اور اسے مغرب کا جھوٹا پروپیگنڈا اور ذہنی اختراع اور امریکہ کی گہری سازش قرار دیا۔ پروگرام میں دوسری جانب ہندوستان کے معروف دانشور مولانا وحید الدین خان صاحب تھے جنکا جھکاؤ حسب سابق مغرب کی طرف تھا۔ اس طرح دنیا بھر کے دیگر علماء، مشائخ، عیسائی پادری بھی اس مباحثے میں شریک تھے۔ لیکن الحمدللہ مولانا کے مدلل، علمی اور سیاسی بصیرت کے سامنے یہ حضرات ٹھہر نہ سکے۔ اس طرح دارالعلوم میں رمضان المبارک میں امریکہ کی ایک معروف کالمسٹ نے بھی دارالعلوم کا دورہ کیا اور ۲۶ جنوری کو William T. Vollmann نیویارک ٹائمز کے رپورٹر نے بھی مدیر الحق سے ڈھائی گھنٹوں کا تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ (ماہنامہ الحق جنوری ۲۰۰۰ء)

<u>جاپانی ٹیلیویژن NHK کے ڈائریکٹر کی دارالعلوم آمد:</u> جاپان کے مرکزی ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر Yuichiro ISHII حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات اور دارالعلوم حقانیہ دیکھنے کیلئے تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ نیشنل اخبار کے کالمسٹ نفیس ٹکر بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے مولانا مدظلہ کا تفصیلی انٹرویو ریکاڈ کیا جس میں افغانستان پاکستان کی سیاسی صورتحال اور اسلام کے بارے میں

سوالات کئے گئے۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف حصوں کی فلم بندی کی۔ (الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

نیویارک ٹائمز سنڈے میگزین کے انچارج کی دارالعلوم آمد: دنیا کے کثیرالاشاعتی اخبار نیویارک ٹائمز سنڈے میگزین کے انچارج جناب جیفری گولڈ برگ اور 'دی نیوز' اخبار کے نمائندے راجہ ذوالفقار کے ہمراہ دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ڈھائی گھنٹے کا تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے عالم اسلام کے تمام اہم مسائل پر تفصیلی سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اور فرمایا کہ امریکہ کو عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان اور افغانستان سے دشمنی مہنگی پڑے گی۔ مولانا مدظلہ نے ان پر زور دیا کہ آپ امریکہ میں اسلام دینی مدارس اور تحریک طالبان کے بارے میں حقائق پر مبنی تجزیے امریکی عوام کے سامنے پیش کریں۔ مسٹر گولڈ برگ نے افغانستان کا دورہ بھی کیا اور آپ نے قندہار اور افغانستان میں حقانیہ کا کردار اور انکے فضلاً کی بے مثال خدمات پر مولانا مدظلہ کو مبارکباد پیش کی۔ مسٹر گولڈ برگ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا مدظلہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک مہینے کے بعد وہ دس بارہ دنوں کیلئے دارالعلوم میں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ اسلام کو صحیح سمجھ سکیں۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ دینی مدارس تحریک طالبان اور مسلمانوں کے بارے میں میرے بڑے عجیب قسم کے خیالات تھے لیکن یہاں آ کر میرے بہت سے اشکالات دور ہو گئے۔ مولانا مدظلہ اور دارالعلوم کے اساتذہ نے انکی اسلام دوستی کا خیر مقدم کیا۔ (الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

لبنانی ٹیلی ویژن کے عملے اور صحافیوں کی دارالعلوم آمد: ۲۔ اپریل کو لبنان اور عالم عرب کے مشہور ٹیلی ویژن "مستقبل" کے ڈائریکٹر اور پروڈیوسر اپنے چار ساتھیوں سمیت تشریف لائے۔ انہوں نے مولانا مدظلہ' حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ سے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ کیا اور دارالعلوم پر مکمل ڈاکومنٹری پروگرام ریکارڈ کیا اور دورہ حدیث کے متعدد طلبا سے عربی زبان میں تفصیلی انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ اس پروگرام کے ذریعے عالم عرب میں طالبان اور دینی مدارس کے بارے میں جو غلط پروپیگنڈہ مغربی میڈیا نے پھیلایا ہے کو غلط ثابت کرنے میں مدد ملے گی۔

(الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

انڈیپنڈنٹ کے نمائندے رابرٹ فسک کی دارالعلوم آمد گزشتہ دنوں معروف نیوز ادارے The Independent مڈل ایسٹ کے اہم نمائندے دوسرے مغربی صحافیوں کے ہمراہ دارالعلوم دیکھنے کیلئے تشریف لائے۔ مولانا مدظلہ کی غیر موجودگی میں مدیر "الحق" مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے انکو تفصیلی انٹرویو دیا۔ اور طالبان اور اسلام کے بارے میں انہیں حقائق سے آگاہ کیا۔ مسٹر رابرٹ نے اس انٹرویو کو یکم اپریل "دی نیوز" اخبار میں بھی شائع کیا اور انڈیپنڈنٹ میں بھی اسکو شائع کیا لیکن انہوں نے اپنی بددیانتی کا اظہار کیا اور دارالعلوم حقانیہ کو "تخریب کار اور مسلم دہشت گردی کا گڑھ" قرار دیا جو حقائق کے منافی ہے۔ (الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

روسی صحافی کی دارالعلوم آمد:۔ ۵ اپریل کو روسی صحافی Mr. Yevgeny Pakhomov دارالعلوم دیکھنے اور حضرت مولانا سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت مولانا کا تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ خصوصاً چیچنیا اور افغانستان کے بارے میں مولانا کا موقف دریافت کیا۔ آپکا تعلق ماسکو کے ہفت روزہ میگزین ITOGI سے ہے۔ (الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

جرمن صحافیوں کی دارالعلوم آمد: گزشتہ دنوں جرمنی کے مشہور اخبار کے نمائندے دارالعلوم تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دینی مدارس کے کردار' پاکستان میں اسلامی انقلاب اور تحریک طالبان اور دیگر عالمی امور پر تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبے دیکھے اور طلباء کے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ (ماہنامہ الحق مئی ۲۰۰۰ء)

ڈنمارک کے صحافیوں کی دارالعلوم آمد: اسی طرح ڈنمارک کے اخبار انفارمیشن (Information) کی چیف رپورٹر اول ریکا نے بھی دارالعلوم کا وزٹ کیا اور مولانا مدظلہ سے تبادلہ خیال کیا۔ آپکے ہمراہ انگریزی کے اخبار ''نیشن'' کے صحافی جناب شمیم صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ (ماہنامہ الحق مئی ۲۰۰۰ء)

امریکہ کے معروف ٹی وی چینل سی بی ایس ٹیم کی دارالعلوم آمد:۔ گزشتہ ہفتے 2 جون کو سی بی ایس چینل کے آٹھ رکنی وفد نے دارالعلوم کا معائنہ کیا۔ سی بی ایس چینل امریکہ کا اندرون ملک سب سے بڑا ٹی وی چینل ہے جو امریکہ میں سی این این سے بھی زیادہ مقبول ہے۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دو گھنٹوں سے زائد تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں کی ریکارڈنگ کی۔ انٹرویو کو امریکہ کے مشہور و معروف کمپیئر اور صحافی سٹیو کرافٹ (Steve Kroft) نے ریکارڈ کیا۔ سی بی ایس کے آٹھ رکنی وفد میں پروڈیوسر لکوک برن (Lccockburn) اور اسسٹنٹ پروڈیوسر سیان گارلک (Sianne Garlick) اور دیگر اعلیٰ عہدیدار موجود تھے۔ آپ کے ہمراہ دی نیوز اسلام آباد کے نمائندہ انور اقبال صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا مدظلہ نے امریکہ کی منافقت دوہرے معیار، عالم اسلام کے خلاف سازشوں اور خلیج اور سعودی عرب میں اسکے تسلط، تحریک طالبان پر پابندیوں اور عالم اسلام کے عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کے خلاف پروپیگنڈہ اور خصوصاً دینی مدارس کے خلاف جاری مہم پر زبردست تنقید کی اور امریکن عوام کو سی بی ایس چینل کے ذریعے یہ واضح پیغام پہنچایا کہ آپ کی حکومت مسلمانوں پر ظلم کر رہی ہے اور پوری دنیا میں آپکی حکومت کی وجہ سے مسلمان آپ سے نفرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اپنی حکومت کو مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی جارحیت سے روکو۔ (الحق جون ۲۰۰۰ء)

امریکہ کے معروف ریڈیو چینل وائس آف امریکہ کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد:۔ ۹ جون کو امریکہ کے مشہور و عالمی ریڈیو چینل وائس آف امریکہ کے نمائندے سکاٹ انجر (Scott Anger) اپنے ساتھیوں سمیت دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اس ٹیم نے دوبارہ ۱۱ جون کو بھی دارالعلوم آ کر اساتذہ اور طلبا سے انٹرویو ریکارڈ کرائے۔ (الحق جون ۲۰۰۰ء)

نیو یارک ٹائمز کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد گزشتہ دنوں امریکہ کے مقبول ترین عالمی اخبار نیو یارک ٹائمز کے سینئر اور مشہور نمائندے جیفری گولڈ برگ (Jeffrey Goldberg) دارالعلوم حقانیہ دوبارہ تشریف لائے۔ آپ نے ایک ہفتہ مسلسل دارالعلوم کے طلبۂ اساتذہ اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ جیفری گولڈ برگ دارالعلوم حقانیہ اور تحریک طالبان پر ۱۱ جون کو نیو یارک ٹائمز میں دس صفحات پر مشتمل تفصیلی تعارفی خصوصی فیچر شائع کر رہا ہے۔ آپکے ہمراہ دنیا کے مشہور ترین فوٹو گرافر لارنٹ وان ڈر سٹاکٹ (Laurent Van Der Stockt) بھی ساتھ تھے۔ یہ فوٹو گرافر بوسنیا' کوسوو اور گروزنی کی جنگ میں کئی سال تک وہاں پر رہے ہیں اور گزشتہ دسمبر میں روس کی شدید یلغار میں انہوں نے روس کے تمام دعووں کو اپنی تصاویر کے ذریعے غلط ثابت کیا تھا اور روس کے مظالم دنیا کے سامنے پیش کئے تھے۔ آپ مسلمانوں کے لئے بڑے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ مسٹر جیفری یہودی ہیں لیکن اسلام کی حقیقت سمجھنے کے لئے انتہائی مخلص ہیں اور حضرت مولانا مدظلہ کے انٹرویو سے کافی حد تک اسلام کی جانب مائل ہو گئے ہیں۔ مولانا مدظلہ نے انکو انگلش ترجمہ کا قرآن بھی مطالعہ کے لئے دیا۔ (الحق جون ۲۰۰۰ء)

جاپانی نیوز ایجنسی کیوڈو کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد گزشتہ دنوں جاپان کی معروف نیوز ایجنسی کیوڈو کے سینئر رائٹر یسوتا کا تاکیدا (Yasutaka Takeda) اور یوجی سوگایا (Yoji Sugaya) دارالعلوم تشریف لائے۔ اور آپ نے مولانا مدظلہ کا

انٹرویو ریکارڈ کیا۔ان صحافیوں نے چار دن مسلسل دارالعلوم میں رہ کر تفصیلی انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ (الحق جون ۲۰۰۰ء)

واشنگٹن پوسٹ کی دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں ہرزہ سرائی: مشہور عالمی امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے پامیلا کانسٹیبل کے حوالے سے گزشتہ ماہ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے اور اسکے ساتھ حضرت مولانا مدظلہ کا انٹرویو بھی شامل ہے۔حسب سابق انہوں نے روایتی تعصب کا مظاہرہ اس رپورٹ میں کیا ہے۔لیکن اس بات کا واشنگٹن پوسٹ نے برملا اظہار کیا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے ہوائی چپل پہننے والے طالب علموں سے جرنیل حکمرانوں کے پاؤں کانپتے ہیں۔اسی لئے حکمرانوں نے دینی مدارس میں مداخلت نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔اور توہین رسالت کے قانون میں ترمیم سے بھی یہ لوگ پیچھے ہوگئے ہیں۔اخبار نے لکھا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ ایک آزاد' خودمختار اہمیت کی حامل ایک ریاست ہے۔جو پاکستان اور افغانستان کی حکومتوں پر حاوی ہے۔اور دنیا بھر میں اسکے شاگردوں کا نیٹ ورک ہے اور یہی ادارہ ''مسلم بنیاد پرستی کا گڑھ'' ہے۔امریکہ اور مغرب کو اسامہ اور طالبان کا پیچھا چھوڑ کر دارالعلوم حقانیہ کو بند کرنا چاہیے۔اس رپورٹ کو دیگر عالمی اخبارات و جرائد نے بھی خوب اچھالا ہے۔اور پھر امریکی کانگریس میں ایک ممبر نے اس رپورٹ کو بنیاد بنا کر دارالعلوم حقانیہ کو ہدف تنقید بھی بنایا ہے۔یہ بات امریکہ سے بھیجے گئے ایک مکتوب سے معلوم ہوئی ہے جو جنگ اخبار کے میگزین ''اخبار جہاں'' کے مدیر کے نام ارسال کیا گیا ہے۔اور یہ خط اخبار جہاں میں اہمیت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

(ماہنامہ الحق اگست ۲۰۰۰ء)

برطانیہ کے معروف اشاعتی ادارہ کے اہم ذمہ دار کی آمد: ۵ ستمبر کو حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات کے لئے برطانیہ کے ایک اہم اشاعتی ادارے کے سینئر سربراہ تشریف لائے۔آپ نے مولانا مدظلہ کے ساتھ مختلف سیاسی اور دیگر اہم امور پر بات چیت کی۔آپ کے ہمراہ مختلف پاکستانی شخصیات بھی تشریف لائیں۔آپ دارالعلوم کی عالمگیر شہرت اور حضرت مولانا مدظلہ کی شخصیت سے متاثر ہوکر از خود دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور یہاں کے انتظامی اور مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا اور دارالعلوم کے بارے میں نیک خواہشات کا اظہار کیا۔اسی طرح مجلس تحفظ ختم نبوت کے جناب مولانا اللہ وسایا صاحب نے پانچ ستمبر کو بعد از نماز عصر جامع مسجد میں طلباء سے ختم نبوت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ (الحق ستمبر ۲۰۰۰ء)

بین الاقوامی ومغربی صحافیوں اور اہم شخصیات کی حسب سابق دارالعلوم آمد: حسب سابق گزشتہ دنوں بھی غیر ملکیوں صحافیوں اور خصوصاً مغربی تحقیقاتی اور علمی اداروں کے افراد جوق در جوق دارالعلوم آتے رہے اور انہوں نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے عالم اسلام کے حالات' تحریک طالبان افغانستان اور عالم اسلام کے عظیم رہنما شیخ اسامہ بن لادن' مدارس اسلامیہ کے کردار اور پاکستانی سیاست کے بارے میں تفصیل سے انٹرویوز ریکارڈ کئے۔ ان میں سے چند اہم اخبارات اور ان کے نمائندوں کے نام یہ ہیں: ہالینڈ کے ڈیلی نیوز پیپرز NRC Handelsblad کے ایڈیٹر ڈبلیو۔ برول مین' بی بی سی ٹی وی کے پروڈیوسر مچل فرکاس' فرانس وبلجئم نیوز پیپرز کے نمائندوں' پاؤلو ووڈ زاٹلی کے اسپریسکو اور ڈائروڈیلا سٹرانا اور اسپین کے پلیو بیٹا اور مینو سوئیڈن کے ایک معروف جریدے کے ڈپٹی ایڈیٹر مسٹر جارج' ساؤتھ کوریا کے نیشنل ٹیلی ویژن کے پروڈیوسر کیونگ ران کینگ وغیرہ تشریف لائے۔ان تمام ٹیموں نے دارالعلوم کے طلباء اور اساتذہ سے ملاقاتیں کیں اور نہایت ہی متاثر ہوئے آخر میں انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ دارالعلوم حقانیہ ایک خالص تعلیمی ادارہ ہے اور یہاں کسی قسم کی بھی تخریب کاری یا عسکری ٹریننگ وغیرہ نہیں دی جاتی۔ان کے علاوہ دیگر مغربی اداروں کے اہم افراد بھی حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات کیلئے لائے۔ (ماہنامہ الحق جولائی ۲۰۰۱ء)

رشئین جرنلسٹ کی دارالعلوم آمد: گزشتہ دنوں دارالعلوم میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انٹرویو کے لئے رشئین جرنلسٹ ڈاریا(Daria) تشریف لائیں۔آپ ماسکو کے ایک بڑے اخبار "پراوڈا" کی بیورو چیف ہیں۔آپ نے حضرت مولانا مدظلہ سے عالم اسلام اور موجودہ صورتحال پر سیر حاصل انٹرویو ریکارڈ کیا۔

جرمن جرنلسٹ کی دارالعلوم آمد: جرمنی کے سرکاری اور مرکزی ریڈیو کے اہم عہدیدار مارک تھورنر (Marc Thoerner) نے دارالعلوم کا دورہ کیا اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ریڈیو کیلئے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ (الحق دسمبر ۲۰۰۵ء)

ناروجین سکالر لیلیٰ بخاری کی دارالعلوم آمد: ۱۸ دسمبر ۲۰۰۵ء بروز اتوار کو ناروے کی معروف سکالر اور رائٹر لیلیٰ بخاری پاکستانی صحافیوں کے ہمراہ دارالعلوم تشریف لائیں اور آپ نے اپنی نئی کتاب کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے تفصیلی انٹرویو قلمبند کیا۔اس موقع پر حضرت مولانا مدظلہ نے موجودہ حالات میں دینی مدارس کے کردار اور اس کی اہمیت کے متعلق اہم امور پر اپنی رائے سے انہیں آگاہ کیا۔ (الحق دسمبر ۲۰۰۵ء)

C.B.C ٹیلی ویژن کینیڈا کے نمائندوں کی آمد: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ملکی و ملی خدمات کی وجہ سے دنیا بھر کے شہرہ آفاق میڈیا کے اہم نمائندے' اسکالرز اور سفارتکار وقتاً فوقتاً اس بین الاقوامی ادارہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور استفادہ کیلئے آتے رہتے ہیں۔اسی سلسلہ میں کینیڈا کے سی بی سی ٹیلیویژن کے نمائندے مسٹر مائیک (Mr. Micke & Nazim) وغیرہ پاکستان میں بی بی سی کے رپورٹر جناب رحیم اللہ یوسفزئی کی معیت میں جامعہ حقانیہ تشریف لائے۔ادارہ کے نائب مہتمم وفاق کے ناظم مولانا انوارالحق مدظلہ کیساتھ ان کا حقانیہ اور وفاق المدارس العربیہ کے کردار' ملک اور بین الاقوامی حالات حاضرہ پر تفصیلی مذاکرات اور انٹرویو ہوئے۔مولانا نے ان کو مدارس کے تعمیری کردار اور اسلام کے عالمگیر امن وسلامتی کے پیغام پر تفصیلی بریفنگ دی۔

(الحق دسمبر ۲۰۰۵ء)

کینیڈین اخبار دی گلوبل اینڈ میل کی نمائندہ کی دارالعلوم آمد: گزشتہ دنوں کینیڈا کے معروف اخبار "دی گلوبل اینڈ میل" کی رپورٹر محترمہ سونیا فاتح دارالعلوم تشریف لائیں۔آپ کے ہمراہ مقامی اخبارات کے نمائندے بھی تھے۔آپ نے مدیر الحق مولانا راشد الحق حقانی صاحب سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا جس میں عالم اسلام کے موجودہ حالات اور خصوصاً درس نظامی کے متعلق سیر حاصل گفتگو کی گئی۔اس کے علاوہ امریکن صحافیوں کی ایک ٹیم نے بھی دارالعلوم کا دورہ کیا اور مدیر الحق سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا یہ صحافی امریکہ کی ویب سائٹس کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیا بھر کی ویب سائٹس کو اپنی رپورٹس اور مضامین بھیجتے ہیں۔ (ماہنامہ الحق جون ۲۰۰۶ء)

---

۲۵ رجون کو برطانیہ کے عالمی نشریاتی ادارہ بی بی سی ورلڈ کی ایک ٹیم نے دارالعلوم حقانیہ آکر مولانا مدظلہ کا تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا جس میں برطانیہ میں سیون سیون (۷رجولائی ۲۰۰۵) کو ہونے والے تخریب کاری کی مناسبت سے دینی مدارس کے کردار محرکات اور نظام کے علاوہ تمام عالمی مسائل پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ڈیڑھ دو گھنٹہ کے اس تفصیلی انٹرویو کا متن اگلے شمارہ ملاحظہ فرمائیں گے ان شاء اللہ ۔انٹرویو برطانیہ اور کینیڈا کے معروف صحافیہ مسز باربرا پلٹ اور مسٹر گراہم اُشر نے لیا۔ (ماہنامہ الحق جون ۲۰۰۶ء)

مغربی میڈیا سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا مکالمہ: ۲۴ رجون کو سوا ایک بجے برطانیہ کے صبح سوا آٹھ بجے برطانیہ کے شہر نوٹنگھم کے پرائیویٹ ریڈیو ڈان ایف ایم نے مولانا سمیع الحق سے ایک گھنٹہ کا لائیو انٹرویو براہ راست نشر کیا جسے نہ صرف برطانیہ بلکہ سارے یورپ میں اور انٹرنیٹ پر سنا گیا۔اور لوگوں نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ (ماہنامہ الحق جون ۲۰۰۶ء)

جاپانی میڈیا کی دارالعلوم آمد: گزشتہ دنوں جاپانی میڈیا کا ایک وفد جس کی قیادت Go Yamada بیورو چیف "Nikkei" کر رہے تھے دارالعلوم دیکھنے اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انٹرویو ریکارڈ کرنے کیلئے دارالعلوم آیا۔ ان لوگوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات تفصیل سے دیکھے اور دارالعلوم کے نظم ونسق اور انتظامی امور سے کافی متاثر ہوئے اور انہوں نے خود یہ اعتراف کیا کہ یہاں آنے سے ان کی کئی غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ صحافیوں کی معاونت مولانا عرفان الحق صاحب نے کی۔ اس موقع پر NNI کے ممتاز صحافی طاہر خان صاحب بھی موجود تھے۔ (ستمبر ۲۰۰۶ء)

دارالعلوم میں جرمن صحافیوں کی آمد: ۳۰/ستمبر کو دارالعلوم میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات اور تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کرانے کیلئے جرمنی کے سرکاری ٹی وی اے۔ آر۔ ڈی/ایم ڈی آر کے سٹیفن کلوز اور ان کی ٹیم تشریف لائے۔ آپ نے ڈیڑھ گھنٹہ تفصیلی انٹرویو حضرت مولانا مدظلہ سے ریکارڈ کیا۔ انٹرویو میں مولانا نے عالمی اور خصوصاً عالم اسلام کے متعلق مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انٹرویو میں طالبان کی بڑھتی ہوئی جہادی سرگرمیاں دینی مدارس کے کردار پوپ بینی ڈکٹ کی اسلام کے خلاف خرافات اور دیگر اہم امور پر مولانا نے کھل کر بات چیت کی۔ (الحق اکتوبر ۲۰۰۶ء)

کینیڈا کے صحافیوں کی دارالعلوم آمد: گزشتوں دنوں کینیڈا کے معروف ٹی وی چینل کی ٹیم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انٹرویو لینے کیلئے دارالعلوم آئی۔ حضرت مولانا مدظلہ نے انٹرویو میں دینی مدارس کی اہمیت نصاب تعلیم کی افادیت اور اسلامی معاشرہ میں مدارس کے کردار کے بارے میں تفصیلی روشنی ڈالی۔ اسکے علاوہ حضرت مولانا مدظلہ نے ملکی حالات اور خصوصاً عالم اسلام کو درپیش مسائل پر بھی تفصیلی تبادلہ خیال کیا اور اسکے علاوہ مغرب کے دوہرے معیار اور اسلام کے بارے میں مغرب کے تعصب اور اسلام دشمنی پر مبنی پالیسیوں پر بھی آپ نے کھل کر تنقید کی۔ بعد میں صحافیوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا اور دارالعلوم کے مثالی نظم ونسق کی کھل کر تعریف کی۔ (الحق جولائی ۲۰۰۷ء)

مغربی میڈیا کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد: دارالعلوم کی عالمی مسلمہ حیثیت کے پیش نظر یہاں مغربی میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا) کے نمائندوں کی آمد حسب سابق رواں دواں ہے۔ اسی سلسلہ میں پولینڈ سے ایک ٹیم نے جسکے نمائندہ ایرک ڈی لادیرن اور انکے ساتھ نے دارالعلوم کا مسلسل دو دن تک دورہ کیا اور طلباء و علماء سے تفصیلی انٹرویوز لئے۔ اس سے قبل رچرڈ انجیل این بی سی نیوز کے مشرق وسطیٰ کے نمائندہ نے حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو لیا۔ اس سے قبل بلجیئم کے ایک بڑے پرائیویٹ چینل کی ٹیم نے بھی دارالعلوم کا دورہ کیا اور حضرت مولانا مدظلہ سے موجودہ اور عالمی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اسکے علاوہ فرانس کے معروف اخبار کے نمائندے بھی دارالعلوم دو دفعہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اسی طرح پاکستان کے معروف پرائیویٹ ٹی وی چینل سی این بی کی ٹیم نے بھی دارالعلوم آکر اسکے مختلف شعبہ جات کی ریکارڈنگ کی اور پھر موجودہ اور عالمی صورتحال پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ایک گھنٹہ کا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ جسے عنقریب ہی پوری دنیا میں نشر کیا جائیگا۔ (جنوری ۲۰۰۸ء)

دارالعلوم میں دانشوروں اور صحافیوں کی آمد: یکم اگست ۲۰۰۸ء بروز جمعہ ہالینڈ کے ایک ریسرچ سکالر جناب ہیری اور دیگر حضرات دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے پاکستان اور عالم اسلام کی موجودہ صورتحال پر تفصیلی انٹرویو لیا۔ اسطرح گزشتہ ہفتہ روس کے معروف سرکاری ٹی وی چینل کی ٹیم نے بھی حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی ڈیڑھ گھنٹہ انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اور دارالعلوم کے مختلف اساتذہ اور طلباء سے انٹرویوز بھی لئے۔ (ماہنامہ الحق جولائی ۲۰۰۸ء)

نائن الیون (۹ستمبر) کے بعد عالم اسلام کے بدلتے ہوئے حالات

حضرت مولانا سمیع الحق کا امریکی اور مغربی میڈیا سے حال ہی میں کیا گیا ایک انٹرویو

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا موجودہ عالمی حالات پر انٹرویو جو انہوں نے حال ہی میں امریکہ کے مشہور ٹی وی چینل سی بی ایس (CBS) کو دیا یہ انٹرویو اس چینل کی معروف شخصیت سٹیو کرافٹ نے اپنی ٹیم کے ساتھ کیا۔ جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے من وعن شائع کیا جارہا ہے۔..... اگست ۲۰۰۵ء (ادارہ)

۹ستمبر کے بعد آنے والی تبدیلیاں:

س: میں پانچ سال قبل[1] آپ سے انٹرویو کرنے آیا تھا ان پانچ سالوں میں کافی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ آپ بھی بدل گئے ہیں یا نہیں اور مدرسہ بھی۔ فرق آیا ہے یا نہیں؟

ج: اس میں شک نہیں ہے کہ پوری دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آئی ہے مگر مغربی اور امریکی اقدامات کے نتیجہ میں دنیا اور انسان بھلائی کی طرف نہیں گیا۔ مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ میرے خیال میں بڑا المیہ ہے ان پانچ سالوں میں ہمارا تو بہت کچھ لٹ گیا ہے اور بدل گیا ہے افغانستان کا نقشہ اور عراق کی صورتحال بھی آپ کے سامنے ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم بہت بڑے نقصانات اور تباہیوں کے شکار ہوئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو سپر پاور تھے ان کی مشکلات بھی اب زیادہ بڑھ گئے۔ ان پانچ سال میں ان کو کچھ بہتری حاصل نہیں ہوئی کئی دہائیوں سے عالم اسلام اور مغرب میں ایک قرب تھا' مغرب نے اپنی پالیسیوں سے اس کو دھچکا لگایا۔ آج وہ بھی ایک دلدل میں پھنسا ہے ہم تو ضعیف قوم ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں۔

طالبان سے پہلے مغربی دنیا کی دلچسپی:

س: جب ہم نے آپ سے پہلی ملاقات کی تھی آپ طالبان کی بہت زیادہ حمایت کرتے تھے تو کیا اب بھی آپ طالبان کی حمایت کرتے ہیں۔

ج: ۹/۱۱ سے پہلے صرف میں نے نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا ان کو سپورٹ کررہی تھی' اور کئی ممالک جیسے عرب امارت' سعودی عرب وغیرہ نے طالبان حکومت کو تسلیم بھی کیا تھا۔ افغان جہاد کے ساتھ پوری مغربی دنیا اور امریکہ کی بھی بہت بڑی دلچسپی تھی' ہم نے اصولی اور اخلاقی طور پر طالبان کو سپورٹ کیا اور اس میں ہم حق بجانب تھے کیونکہ طالبان سے پہلے افغانستان میں بدامنی تھی' قتل وقتال تھا ہزاروں لوگ ایک دوسرے کو مارتے تھے طالبان نے وہاں امن قائم کیا اور افغانستان کو آزاد کرانے میں جتنی قوتوں نے بشمول مغربی دنیا کے سوویت یونین سے بچانے کی قربانیاں دی تھیں۔ ان قربانیوں کو بچانے کے لئے طالبان نے بہت بڑی سٹرگل کی اس وقت بھی ان کی کرنی چاہیے تھی اب تو نقشہ بدل گیا ہے طالبان تو اب سکرین پر نہیں اور وہ اپنے معاملات حل کررہے ہیں' اور سوچ رہے ہیں ہماری خواہش ہے کہ اپنے ملک میں بیٹھ کر اپنا معاملہ خوش اسلوبی سے طے کریں اور وہاں خانہ جنگی ختم ہو جائے۔

---

[1] سی بی ایس کا انٹرویو نگار نے ۲۰۰۱ء میں پروگرام (۶۰ منٹ) کیلئے تفصیلی انٹرویو دیا جو انٹرویوز کے مجموعہ صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام کے ۱۸ صفحات ۳۵۱ تا ۳۶۸ پر شائع ہو چکا ہے یہ انٹرویو کتاب میں شامل نہیں اس لئے یہاں دیا جارہا ہے جس میں جہاد افغانستان اور طالبان کے کئی اہم گوشوں کو اٹھایا گیا ہے۔

س:　آپ اسامہ بن لادن کو کس نظریے سے دیکھتے ہیں؟

ج:　اس کے بارے میں ابھی کوئی تازہ معلومات نہیں کہ حقیقت حال کیا ہے اور وہ کس جگہ ہے اس کی کبھی کبھی ویڈیو اچانک آجاتی ہیں جسے آپ بھی دیکھتے ہیں یہ بھی اللہ کے علم میں ہے کہ وہ ویڈیو اصلی ہے یا نقلی۔ بظاہر تو ہمیں یہی نظر آرہا ہے کہ وہ اسی موقف پر ڈٹا اور قائم ہے اور میرے خیال میں اس میں کوئی لچک شاید نہیں آئی ہے۔ جو ویڈیو آپ کے سامنے آئی ہیں اگر اسے ملاحظہ کریں۔

اصل معاملہ تو اس کا ہے کہ آپ تجزیہ کریں کہ وہ تبدیل ہو گیا ہے یا نہیں ہم نے القاعدہ کا نام ۱۱/۹ کے بعد سنا ہے اس سے پہلے یہ نام اکثر لوگوں نے سنا ہی نہیں تھا۔ اب اس کا نیٹ ورک کیا ہے کیا نہیں آپ کے سورسز تو بہت زیادہ ہیں حقیقت کا تو آپ کو بہت زیادہ علم ہونا چاہیے۔

<u>اسامہ اور القاعدہ کی آڑ میں اصل ہاتھ در پردہ رہ جاتے ہیں:</u>　میں سمجھتا ہوں کہ اب تو وہ نقشہ تبدیل ہو چکا ہے۔ اب تو یہ ایک فیشن بن گیا کہ دنیا میں جہاں بھی کوئی تخریب کاری کرے تو وہ کمپیوٹر انٹرنیٹ سے بھیج دیتے ہیں کہ یہ القاعدہ نے کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ بہت بڑی سازش ہے کہ جو لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ آپ کو ایک ہی رخ پر ڈال دیتے ہیں آپ بھی اسی رخ پر لگ جاتے ہیں اس کا پتہ نہیں کہ وجود ہے بھی یا نہیں تو اصل ہاتھ جو اپنے مذموم مقاصد کے لئے اس جنگ میں مسلمان مغرب اور امریکہ کو درمیان میں لڑانا چاہتے ہیں۔ وہ در پردہ رہ جاتا ہے ان کے نقاب کو ابھی تک ہٹا نہ سکے۔ لندن کے واقعہ سے یہ چیز اور بھی واضح ہو کر سامنے آئی کہ کچھ طاقتیں جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور مغربی قوتوں کے درمیان جنگ جاری رکھنا چاہتی ہیں وہ اس آگ پر تیل چھڑکتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پورا مغرب اس جنگ سے نہ اکتائے' مسلمان اور مغربی اقوام کو ایک دوسرے سے لڑانے اور دور کرانے میں وہ لگے رہیں۔ آپ نے اس نقطہ پر کبھی غور نہیں کیا کہ وہ ہاتھ کون ہے؟ میرے خیال میں ۱۱/۹ کے در پردہ بھی وہی لوگ تھے اور وہی لوگ ۷/۷ کے پشت پر بھی تھے۔

<u>اسامہ کے بارہ میں مغرب اور ہمارا نکتہ نظر ایک تھا مگر مغرب بدل گیا:</u>

س:　جب میں پانچ سال پہلے آیا تو آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کا اسامہ بن لادن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ کا ابراہم لنکن کے بارے میں کیا خیال ہے تو اس سے اندازہ ہوا کہ وہ آپ کیلئے ہیرو تھے۔

ج:　۱۱/۹ سے پہلے وہ پورے مغرب کا بھی ہیرو تھا' وہ امریکیوں کا بھی ہیرو تھا' کیونکہ وہ ایک سپر پاور سے ٹکر لے رہا تھا تو وہ بہت بڑی بہادری کی بات تھی' اس لئے تمام مسلمان اس کو بہت بڑا ہیرو سمجھتے تھے' آزادی کی جو جنگ ایک ظالم قوت نے افغانستان پر مسلط کی تھی اس میں وہ لڑ رہا تھا تو اس میں میرے اور آپ کے نقطہ نظر میں کوئی بھی اختلاف اس وقت نہیں تھا اور آپ سب اسکو ہیرو سمجھتے تھے۔

<u>رشین وار کے بعد بھی ایک جیسے حالات:</u>

س:　آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہیں؟

ج:　آپ عراق کو دیکھئے' فلسطین کو دیکھئے اور خود افغانستان کو دیکھئے کہ اگر کوئی بڑی طاقت آکر اس کی آزادی کو سلب کرتی ہے اور وہاں وہ بیٹھ جاتی ہے کہ ہم ان کو آزادی دلاتے ہیں' آزادی کے نام سے ان کو غلام بناتے ہیں آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو بڑی قوتیں اس طرح غریب و کمزور قوتوں پر مسلط ہو کر ان کے وسائل و ذرائع سب کو لیکر ان پر قبضہ جمالیتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مغرب اور امریکہ سب سے زیادہ بنیادی حقوق کا دعویدار ہے' اور میرے خیال میں آپ کو بھی وہی سمجھنا چاہیے جو رشین وار کیخلاف صورتحال تھی اور ان کی آزادی اب جن لوگوں نے سلب کی ہے تو دونوں حالات ایک جیسے اور ایک ہی نقشہ ہے کوئی فرق تو ہمیں نظر نہیں آتا۔

۹ ستمبر میں مسلمانوں کے بارہ میں کوئی ثبوت نہیں آیا:

س: آپ کے خیال میں اسامہ بن لادن ۱۱/۹ اور اس قسم کے واقعات کرنے میں حق بجانب ہیں؟

ج: دیکھئے ابھی تک تو کسی نے ثابت نہیں کیا کہ یہ مسلمانوں نے کیا ہے یا کس نے؟ اس حادثہ کے آدھ گھنٹہ بعد یہ اعلان ہوا تھا اس کے بعد آپ نے کمیشن بنائے اور سروے وتفتیش کروائی' کئی کئی سو صفحات اس پر مغربی لوگوں نے لکھے اس میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کی کوئی بات نہیں آئی ہم نے کہا تھا کہ کوئی بھی ثبوت پیش کریں اور کسی بڑی اعلیٰ عدالت میں اس مسئلہ کو لے جائیں ہم نے کبھی ایسے اقدامات کی تحسین نہیں کی ہم نے لندن کے واقعہ پر بھی دوسرے دن صریح تنقید کی ہے۔ اس وقت بھی ہمارا خیال تھا کہ یہ کوئی تیسری طاقت ہے جو مسلمان اور مغربی اقوام کو لڑانا چاہتی ہے اور اس کے بہت سارے شواہد سامنے آ بھی گئے ہیں اب بھی یہی صورتحال ہے کہ اصل مجرموں کی نقاب کشائی کرنی چاہیے ورنہ پھر یہ جنگ بہت بڑھ جائے گی آپ کے لئے بھی اور مسلمانوں کے لئے بھی۔ بہت بڑا نقصان ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اتنی ترقی کر چکا کہ وہ ٹیکنالوجی وغیرہ میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ ۱۱/۹ جیسا قدم اٹھا سکیں۔ میرا اس وقت بھی خیال تھا کہ مسلمانوں میں اتنی قوت اور ترقی نہیں آئی اور اگر یہ کام مسلمانوں نے سائنٹفک طریقے سے کیا ہوتا تو پانچ چھ سال میں دوبارہ بھی کوئی ایسا کام کر لیتے حالانکہ اسکے بعد کچھ بھی نہ ہو سکا دشمن جو آگ لگانا چاہتے تھے وہ لگا دی انکا مقصد پورا ہو گیا' ورنہ کہیں تو اتنے بڑے پیمانہ پر یہ لوگ دوبارہ کوئی ایسا قدم اٹھا لیتے۔

صیہونی ایک تیر سے مغرب اور مسلمانوں کا شکار کر رہے ہیں:

س: کس نے کیا ہوگا اگر مسلمانوں نے نہیں کیا ہو؟

ج: بہت سے لوگوں کا ذہن صیہونیوں کی طرف جاتا ہے کہ وہ مغرب کو بھی شکنجہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا ہے کہ مغرب اور مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ مغرب بھی گرفت اور دباؤ میں رہے اور پوری اسلامی دنیا پر مسلط ہو جائیں ان کو دبا کر رکھیں وہ اپنا تحفظ اسی میں سمجھتے ہیں۔

یہ تلخ حقائق ساری دنیا جانتی ہے مدرسوں میں پڑھانے کی ضرورت نہیں:

س: یہاں کے سٹوڈنٹ کو یہ باتیں پڑھائیں جاتی ہیں؟

ج: یہ خیالات ساری دنیا میں عام ڈسکس ہو رہے ہیں کوئی تہہ خانے یا بند کمرے میں محصور نہیں ہیں۔ یہ تمام دنیا کے چینلوں' اخبارات اور تقریریں ہر چیز دنیا کو پہنچتی ہے' ہر روز ٹیلی ویژن کی سکرین پر یہ سب چیزیں فلسطین کی عراق کی افغانستان کی کشمیر کی سامنے آئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف مسلمانوں تک نہیں بلکہ دنیا میں دردمند لوگ ہیں عام انسان دیکھتے ہیں کہ بنیادی حقوق کا وائیلنس اس طرح ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عقل وشعور دے رکھا ہے اسے پڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ سٹوڈنٹس ہر ادارے کے یونیورسٹیوں کے کالجوں کے اور مدرسوں کے اتنے تیز ہو چکے ہیں کہ وہ ہمیں عالمی حالات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں بجائے اس کے ہم ان کو سمجھائیں' ان سب کو یہ احساس خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ مغرب تو اسلام کا اتنا دشمن نہیں تھا اس کی پشت پر کچھ ڈوریں ہیں اور کوئی ان کو ہلا رہا ہے۔

جہاد یا آزادی اور بنیادی حقوق کی جدوجہد:

س: کیا آپ اپنے شاگردوں کو جہاد اور ٹریننگ کی تلقین کرتے ہیں کہ جائیں اور سپر پاور کے خلاف جہاد لڑیں؟

ج: ان باتوں کی سب سے زیادہ تربیت اسرائیل میں دی جاتی ہے۔ وہاں ٹریننگ بھی دی جاتی ہے' ذہنی واشنگ بھی ہوتی ہے اور ان کو بتایا جاتا ہے کہ ہمارے علاوہ ساری دنیا کے انسانوں کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ میرے خیال میں تو ہمارے ہاں جہاد صرف ظلم کو روکنے کی بات ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچا جائے اب اس کے مختلف طریقے ہیں اگر آپ طاقت سے نہیں روک سکتے تو پھر زبان سے بات کریں احتجاج کریں' جمہوری طریقے سے۔ جمہوری دنیا کو ساتھ ملائیں' یہی چیز ہے جہاد اور جہاد اس کو کہتے ہیں کہ کوئی بڑی طاقت مظلوم اور غریب

اور کمزور انسانوں کو ہڑپ نہ کرے اس کے ملک پر اس کے سورسز پر قبضہ نہ کرے۔ اسلام اور عیسائیت اور تمام دنیا کو ہر مذہب یہ حق دیتا ہے کہ ظالم کے ظلم سے اپنے آپ کو بچائے رکھو' یہ حق نہ صرف انسانوں مسلمانوں بلکہ حیوانات کو بھی حاصل ہے کہ اگر ایک شیر خرگوش کو بھی پکڑے تو تو خرگوش اپنی بساط کے مطابق مزاحمت کرتا ہے اور اس کی آنکھیں پھاڑتا ہے۔

کسی مدرسہ میں دہشتگردی نہیں پڑھائی جاتی:

س: آپ جو کچھ مدارس میں پڑھا رہے ہیں اور وہ مدارس جنہیں مشرف بند کروا رہا ہے جیسے مثال کے طور پر اسلام آباد لال مسجد کا مدرسہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ آپکی پڑھائی اور تربیت دینے اور ان مدرسوں سے فارغ ہونے والوں میں کیا فرق ہے۔

ج: میرے خیال میں تو سارے مدرسوں کا نظام ایک ہے۔ کورس بھی ایک ہی پڑھایا جاتا ہے۔ کسی بھی مدرسہ کے کورس میں دہشتگردی اور انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ آپ جس مدرسہ کا نام لے رہے ہیں یہ معصوم اور نو جوان پر امن لڑکیاں تھیں۔ ان سے کس دہشتگردی کا خطرہ تھا وہ تو قرآن کریم ناظرہ پڑھتی ہیں یا حفظ سے یاد کرتی ہیں یا اسلامی تعلیمات حاصل کرتی ہیں۔ یہ ہزاروں مدرسے امن وسلامتی اور قرآن وسنت کی تعلیمات پڑھاتے ہیں۔ اب اگر ہزاروں مدرسوں میں کسی جگہ ایک مشتبہ شخص پکڑا جاتا ہے۔ ہزاروں مساجد اور مدرسوں میں اگر کوئی ایک شخص پناہ لینے گھس جاتا ہے۔ اور پھر اس کی کڑیاں ان حالات سے ملائی جائیں جو افغانستان میں ہیں یہ وہی ملبہ ہے جو ہمارے اوپر ڈالا گیا ہے افغانستان کی آزادی کے بعد امریکہ کو سامنے آکر اس ملبے کو ہٹانا چاہیے تھا۔

پرویز مشرف سے کہا کہ دفاعی نہیں جارحانہ بات کریں: یکم اگست کو شاہ فہد کے جنازے کے لئے جاتے ہوئے جنرل مشرف کے ساتھ جہاز میں ہم اکٹھے ہوئے تو وہاں موقع ملا تقریباً دو ڈھائی گھنٹے ہم دونوں نے اس ساری بات کو ڈسکس کیا' انہوں نے بھی کھل کر اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور میں نے بھی جو موقف تھا اور جو حالات مسلمانوں کو در پیش ہیں بیان کئے۔ اس بارے میں ہماری بڑی تفصیلی بات ہوئی' میں نے ان سے یہی کہا کہ صرف مغرب کا دفاع کرنے کی بجائے آپ اپنی مشکلات بھی ان کے سامنے رکھیں کہ وہاں تو اِکا دُکا ایسے واقعات ہوتے ہیں جیسے لندن میں جس پر ہمیں افسوس ہے لیکن خود ہمارا ملک تو ہر وقت آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنس گیا۔ ہم پر دہشتگردی مسلط کردی گئی اور آپ دیکھتے ہیں کہ نہ ہمارے مدرسے محفوظ میں نہ ہماری مسجدیں' خود صدر بھی محفوظ نہیں ہے۔ وزیر اعظم بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہمارے قبائل بھی تہس نہس ہو گئے تو یہ جرم کس کا ہے۔ یہ تو مغرب نے اور امریکہ نے افغان جہاد کے بعد یہ سارا ملبہ ہم پر ڈال دیا تو ہمیں اس سے نکالنے میں آپ ہماری مدد کریں۔ دہشت گردی کا شکار بھی ہم ہیں اور الزام بھی ہم پر ہے۔

یورپی ممالک کے دورہ میں دوٹوک کھری باتوں سے حکمران سوچ میں پڑ گئے: ایک سوال میں آپ کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں پارلیمنٹ کے فارن کمیٹی کا ممبر ہوں' پچھلے دنوں ہم یورپ کے دورے پر گئے تھے پہلے مرحلے میں ہم جرمنی گئے' برلن میں انہوں نے بڑا اچھا استقبال اور خیر مقدم کیا ہمارے ساتھ پارلیمنٹ کے بہت سے گروپوں نے ملاقاتیں کیں اور ہم آپس میں ان ساری باتوں پر ڈسکس کرتے رہے میں نے ان لوگوں کے سامنے ایک سوال رکھا کہ دیکھئے افغانستان پر روس کا جو قبضہ ہوا تو سب سے بڑی قربانی پاکستان نے دی اور پاکستان کے عوام نے دی۔ کم از کم بیس لاکھ آدمی شہید ہو گئے۔ ۵۰ لاکھ کا بوجھ ہم نے اٹھایا اور پورے پاکستان کو رسک میں ڈال دیا ہو سکتا تھا کہ سوویت یونین ہمیں بھی تباہ و برباد کر کے رکھتا ابھی تک ہم وہ نقصانات بھگت رہے ہیں'۔ ۲۰ لاکھ آدمیوں کا قتل ہزاروں معذور لولے لنگڑے کئی لاکھ مہاجر ہمارے ملک میں اب بھی پڑے ہوئے ہیں اس ساری قربانی کے بعد اس کا سارا فائدہ مغربی اقوام نے لیا ایک فائدہ یہ کہ امریکہ واحد سپر پاور بن گیا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ آپ کا مشرقی یورپ سارا آزاد ہو گیا۔ تیسرا فائدہ یہ کہ برلن کی ساری دیواریں ٹوٹ گئیں اور تمام دنیا پر صرف مغربی قوتوں کا ہولڈ آ گیا یورپی یونین سارا آپس میں متحد ہو گیا۔ یہ سب کچھ ہماری قربانیوں کا پھل تھا ہمیں کیا ملا اتنی بڑی قربانیوں کے بعد بھی ہمارا افغانستان جہنم کدہ بنا ہوا ہے۔ اور ایسی آگ میں ڈالا گیا جس سے کوئی نہیں نکل سکتا اور پھر پاکستان کی کیا حالت ہے؟ کہ ہم دہشت گرد کہلائے اب ہم ہر جگہ ٹیرارسٹ ہیں۔ اور دنیا میں بلی بھی ایک چوہے

کو پکڑتی ہے تو شور مچتا ہے کہ یہ پاکستان سے ہوا تو جن لوگوں کی قربانیوں اور سٹرگل سے یہ سب کچھ ہوا اور وہ سب کچھ ہم نے آپ کی جھولی میں ڈالا تو آپ ہمارے ساتھ کم از کم تو یہ نہ کریں کہ کانٹے صرف ہم کو ملیں اور ہمارا سارا دامن ہی کانٹوں سے بھر دیا۔ تو اس کا جواب ان کے پاس نہیں تھا وہ بڑے متاثر ہوئے اور سوچ کر کہا کہ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔ اس مدرسے سے ہزاروں طالب علم نکلے ہیں افغان جہاد تو الگ بات تھی۔ دنیا بھر میں ٹیررازم کے واقعات ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کیا آپ کو کہیں بھی دنیا میں یا پاکستان میں کوئی ایک فرد بھی اس حقانیہ کا ملا ہے جو اس میں ملوث ہو۔ اس (حقانیہ) کو آپ سب سے بڑا دار ٹیرسکول سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہ تو سراسر امن کا گہوارا ہے کوئی مثال نہیں ہے کہ یہاں سے کوئی فرد یا بچہ بھی کسی غلط کام میں ملوث پایا گیا ہو۔ جتنے بھی پکڑے جا رہے ہیں یا جنہوں نے دہشتگردی کے واقعات کئے ہیں یا جو فہرست مطلوب افراد کی ہے وہ زیادہ تر آپ کی یونیورسٹیوں کالجوں اور سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں۔ وہاں سے ڈاکٹریٹ کی ہے یا وہاں سے انجینئر اور پروفیسر بنے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً ۹۵ فیصد آپ کے اداروں سے نکلے ہیں اس میں 05 بھی ایسے نہیں ہیں جو کسی دینی مدرسے سے پڑھے ہوں۔

<u>غیر ملکی دینی طلبہ پر پابندی کا نقصان:</u>

س: صدر مشرف کا غیر ملکی طلبہ کے نکالے جانے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: ہم چاہتے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہو جائے لیکن میں کہتا ہوں کہ اصل جو دہشتگرد ہیں ان کو نشانہ بنایا جائے۔ اب لاکھوں بچے جو مدرسوں میں پڑھتے ہیں اگر ان کو آپ ڈسٹرب کریں یکدم امتحان سے محروم کر دیں آپ ان کو مدرسوں سے نکال دیں اور آپ یہ سارا سسٹم بند کر دیں تو وہ لاکھوں لوگ جن کے دلوں میں نفرت نہیں ہے محبت ہے اور امن و سلامتی کی بات کرتے کراتے ہیں آپ کسی بھی طبقے کے ساتھ ایسی کاروائی کریں تو ان میں نفرت پیدا ہو جائے گی ان میں انتہاپسندی آ جائے گی دہشتگردی میں نہیں ہیں۔ معاشرے میں دہشت گردی پھیلانے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوگا کیونکہ وہ آگ اور پھیل جائے گی۔

مثال یہ ہے کہ آپ کی ہارڈورڈ یونیورسٹی میں کیمبرج میں آکسفورڈ میں دو چار لڑکے دہشتگردی میں پکڑے جائیں تو کیا آپ پورے ہارڈورڈ یونیورسٹی آکسفورڈ یونیورسٹی یا کیمبرج یا سارے کالجوں یونیورسٹیوں پر کریک ڈاؤن کریں گے؟ ان کو بند کریں گے کنٹرول کریں گے اس سے کتنا بڑا شدید ردعمل ظاہر ہوگا تو وہی صورتحال ہے۔

<u>انتہاپسند ہونے کا جواب:</u>

س: مغربی دنیا میں آپ کے بارے میں یہ تاثر ہے کہ آپ انتہاپسند ہیں؟ کیا آپ انتہاپسند ہیں؟ ابھی آپ نے یورپ کا دورہ کیا تو آپ کو بلجیئم جانے سے اسی وجہ سے روک دیا گیا؟

ج: ہم جرمنی سے آرہے تھے تو ہمارا بلجیئم میں پروگرام تھا۔ بلجیئم کا شنجن ویزہ بھی تھا۔ بہت بڑا معزز پارلیمانی وفد تھا۔ اگر میں انتہا پسند ہوتا تو پانچ چھ سال سے مسلسل اس گھر اور ادارے کے دروازے جو پٹ نہ کھولے ہوتے پاکستان میں کسی عالم نے کسی پارٹی نے مغربی میڈیا کو اتنا وقت نہیں دیا جتنا میں نے دیا ہے اور عزت احترام بھی کیا ہے اور ان کے سامنے کھلی کتاب کی طرح سے یہ ادارہ رکھا ہے ان کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں ڈسکس کئے ہیں میں تو مکالمہ اور بات چیت پر یقین رکھتا ہوں میری کوشش ہے کہ آپ لوگ ہم سے بات چیت کریں لیکن مغربی دنیا مکالمے کے لئے تیار نہیں مجھے وہاں بلجیم میں بھی اس لئے روکا گیا کہ یہ یورپی پارلیمنٹ پر اثر انداز نہ ہو جائے۔ یعنی وہ حکومت نہیں چاہتی تھی کہ میرے خیالات مکمل کر معزز پارلیمنٹرین تک پہونچ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مغربی دنیا لوگوں سے اصل حقائق چھپا کر رکھنی چاہتی ہے۔

<u>پارلیمانی جدوجہد جمہوری طریقے سے جاری ہے:</u>

س: جب میں پانچ سال پہلے آیا تھا تو امریکی حکومت کی طرف سے پاکستان پر دباؤ تھا کہ اس مدرسے کو بند کر دیں لیکن اب آپ

پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ اور یہاں پر مذہبی جماعتوں کو مینڈیٹ ملا ہے اور اقتدار میں بھی ہیں۔ آپ کیا دیکھ رہے ہیں کہ مستقبل میں مذہبی جماعتوں کے اقتدار میں آنے کے حوالے سے کیا تبدیلی آئے گی۔

ج: جس وقت کا آپ ذکر کر رہے ہیں تو اسوقت پارلیمنٹ تھا ہی نہیں۔ ورنہ میں 85ء اور میرے والد 70ء سے رکن پارلیمنٹ ہیں اسوقت سے ہم مسلسل پارلیمانی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بھی تبدیلی آئے تو ڈیموکریٹک طریقہ سے آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت مذہبی جماعتوں کو جو زیادہ نمائندگی ملی ہے تو یہ خوش آئند بات ہے آپ کو خوش ہونا چاہیے اگر ہم یہاں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اصلاحات کریں' انقلاب اور تلوار وغیرہ سے یہ کام نہیں ہوں گے' ہم جمہوری طریقے سے اسمبلیوں کے ذریعہ تبدیلی لائیں گے۔ وہ تبدیلی ایسی نہیں ہوگی' جو کہ مغرب کے لئے نقصان دہ ہوگی' ان پسماندہ حکومتوں اور عوام کی فلاح واصلاح کے لئے بہتر کام یہ غریب علماء اور غریب نمائندے کر سکتے ہیں ہم اس جدوجہد میں لگے ہیں کہ حالات بہتر ہوں' جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اب بھی چاہتے ہیں کہ مدرسوں کے بند کروانے میں مغرب کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا' الٹا مشکلات بڑھ جائیں گی۔

<u>مدرسے بند کرلو، ہر درخت کے سایہ میں مدرسہ:</u> یہ مدرسہ اس بلڈنگ اور بڑی بڑی عمارتوں کا نام نہیں ہے یہ استاد اور یہ شاگرد سارے ملک میں پھیل جائیں گے اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر سلسلہ چلائیں گے' یہی مدرسہ ہوتا ہے' تو پھر کتنے لاکھوں مدرسے بنیں گے۔

<u>ٹیررازم کی واضح تعریف ڈیفینیشن حد بندی ہونی چاہیے:</u>

س: آپ کے خیال میں اس صورتحال کا کیا حل ہے؟

ج: مشکلات کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا ٹیررازم کو جس مقصد کے لئے استعمال کرتی ہے بغیر اس کے کہ وہ ہے کیا چیز' میں نے ہر جگہ یہ مطالبہ کیا ہے ابھی مغربی ممالک کے دورے میں بھی کہ ہم اور مغربی ممالک آپس میں بیٹھ کر ٹیررازم کی ڈیفینیشن کریں۔ اس کی حدود کیا ہیں' کون سی چیز ٹیررازم ہے اور کونسی ٹیررازم نہیں ہے۔ خواہ اس تعریف و معیار پر مغربی طاقتیں یا بڑی طاقتیں اتریں یا کوئی گمنام شخص تو پھر پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ سب صاف ہوگا۔ ایک چیز کو کوئی مقدس جہاد سمجھتا ہے اور دوسرا اسکو ٹیررازم کہتا ہے۔ ایک بڑی قوت جہاد و جمہوریت کی سٹرگل کہتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ غلام بنانا چاہتے ہیں یہ سارا معاملہ تب صحیح ہوگا جب ہم ڈیفینیشن طے کریں۔

س: آپ نے کہا کہ کوئی بھی ایسی مثال دیں کہ اس مدرسے کا سٹوڈنٹ تخریب کاری میں ملوث ہو تو آپکے خیال میں تخریب کاری کیا چیز ہے؟

ج: میں خود چاہتا ہوں کہ دہشتگردی کی متعین تعریف ہو جائے۔ اقوام متحدہ یا کسی اور پلیٹ فارم پر۔ اس کا تشخص معلوم کیا جائے۔ حدود متعین کئے جائیں۔ لیکن میں آپ کو آسان الفاظ میں فرق بتاتا ہوں کہ جہاد اور ٹیررازم میں فرق کیا ہے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں رات کو ایک بس اس روڈ پر پشاور جارہی ہے اور چند ڈاکو اس کو روک لیں اور اس کے اندر گھس جاتے ہیں اور وہاں لڑکیوں کی بے عزتی آبروریزی کر دیتے ہیں' وہاں سواریوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ ان کا سارا سامان لوٹ لیتے ہیں تو اس کے ساتھ جو کچھ ہوا' یہ ٹیررازم ہے۔ اور ایک شخص گھر میں آرام سے سو رہا ہے' چادر اور چاردیواری کا تحفظ ساری دنیا ضروری سمجھتی ہے' رات کے اندھیرے سے یا اپنی طاقت سے دن دھاڑے کوئی شخص بندوق کی نوک سے آکر میرے گھر میں گھس جاتا ہے' میری عزت لوٹتا ہے' میرے گھر کو لوٹتا ہے' میرے سارے گھر کو تباہ و برباد کرتا ہے اس وقت اگر میں گھر میں بندوق اٹھاتا ہوں تو یہ میرے لئے لازمی ہے کہ میں اپنے گھر کا تحفظ کروں اس گھر میں اگر کوئی اس طریقے سے آتا ہے تو اس کی بقاء کی جنگ جہاد ہے اور جو شخص باہر ڈاکو کی شکل میں آکر لوٹ کھسوٹ کرتا ہے وہ ہے ٹیررازم ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے۔ (ماہنامہ الحق اگست ۲۰۰۵ء)

مولانا محمد عرفان الحق اظہار حقانی مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رپورٹنگ: جیفری گولڈ برگ (امریکہ)

ترجمہ: سید عرفان علی یوسف (کراچی)

جامعہ حقانیہ: پاکستانی جہاد فیکٹری؟

دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں "نیویارک ٹائمز" سنڈے میگزین کی تفصیلی رپورٹ اور جائزہ

> یہ مغربی اور عالمی میڈیا سے وابستہ افراد کی ادنیٰ سی جھلک ہے مگر اس سب کے باوجود مغربی میڈیا نے حقائق دنیا کے سامنے رکھنے کی بجائے تحریف اور منفی الزامات اور حقائق کو مسخ کرنے کے روش برقرار رکھی اس کی ایک واضح مثال مغربی صحافیہ کرسٹینا لیب کی شائع کردہ انٹرویو ہیں اور ایک اہم مثال مغربی انٹرویو نگار جیفری گولڈ برگ جو یہودی النسل ہیں کی حسب ذیل رپورٹ ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں یہودیوں کے تحریف اور "تلبیس حق و باطل" کا جیتا جاگتا نمونہ ہے جسے یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

امریکہ اور مغرب' پاکستان کے دینی مدارس' جہادی تنظیموں اور افغانستان کے طالبان کے بارہ میں مسلسل منفی پروپیگنڈہ' بے سروپا الزامات اور خدشات پھیلانے میں مصروف ہیں۔ افغانستان اور ایران کے انقلابات اور اسلامی دنیا میں جہاد کی لہروں سے مغربی دنیا میں دینی مدارس اور پاکستان کی مذہبی شخصیات اور تنظیموں کے بارے میں تحقیق و تجسس کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ اس ضمن میں پاکستان کی معروف دینی بین الاقوامی یونیورسٹی جامعہ حقانیہ میں مغربی صحافیوں اور سکالرز کا جامعہ کے سربراہ مولانا سمیع الحق سے انٹرویوز بحث و مباحثے انکا خاص مشغلہ بنا ہوا ہے۔ حال ہی میں امریکہ کے معروف اخبار نیویارک ٹائمز کے سرکردہ صحافی "جیفری گولڈ برگ" نے جامعہ حقانیہ کے کئی دورے کئے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق سے کئی بار انٹرویو کیا' طلبہ سے بات چیت کی۔ اور تمام شعبوں کا گہری نظر سے معائنہ کیا۔ واپس جا کر اپنے تاثرات کا ایک طویل جائزہ اور روداد مرتب کر کے اسے نیویارک ٹائمز کے "سنڈے میگزین" میں گیارہ صفحات پر مشتمل مضمون کی شکل میں جون کے مہینے میں شائع کیا۔ مسٹر جیفری کا تعلق یہودیت اور امریکہ سے ہے اور اس نے اس مضمون میں کئی جگہ اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ اور اسکی کئی باتیں اور تجزیئے حقائق کے منافی بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اسے کشادہ دلی اور وسیع النظری کیساتھ اس رپورٹ کو من وعن شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ مغربی ذہنیت اور امریکی عزائم کا حقیقی چہرہ بے نقاب ہوسکے۔

وقت کے ان حساس موضوعات پر مغرب کیسا اور کیا سوچتا ہے؟ پاکستانی عوام اہل علم' جہادی تنظیموں کا اس سے آگاہ ہونا از حد ضروری ہے۔ جیفری کی یہ رپورٹ نوائے وقت کے انگریزی اخبار دی نیشن (The Nation) میں بھی قسط وار شائع ہوئی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ روزنامہ "امت" کراچی کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ .... (ادارہ)

حقانیہ مدرسہ واشنگٹن' ماسکو' دہلی' یروشلم اور اسرائیل کی خاص توجہ کا خاص مرکز بن گیا ہے۔ نیویارک ٹائمز

پاکستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں درہ خیبر کے مشرق کی طرف تقریباً دو گھنٹہ کی ڈرائیو پر گرانڈ ٹرنک روڈ (جی ٹی روڈ) کے ساتھ حقانیہ مدرسہ واقع ہے۔ اس مدرسہ کا شمار پاکستان کے بڑے مذہبی اسکولوں میں ہوتا ہے۔ اسکے کلاس روم اور راہداریاں گھاس سے ڈھکی ہوئی ۱۸ ایکڑ زمین پر پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں طلبہ کی تعداد ۲۸۰۰ ہے اس مدرسہ میں تعلیم کی کوئی فیس نہیں۔ رہائش اور خوراک بھی مفت ہے۔ طلبہ عموماً غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے یہ مدرسہ مخیر پاکستانیوں کے علاوہ مشرق وسطی کے دیندار مسلمانوں سے عطیات حاصل کرتا ہے۔

طلبہ کی عمریں آٹھ نو سال سے لے کر تیس پینتیس سال کے درمیان ہیں۔ کم عمر لڑکے کلاس رومز کے فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے ہوئے قرآن مجید حفظ کرتے نظر آتے ہیں۔ پورا قرآن حفظ کرنے میں چھ ماہ سے تین سال تک وقت درکار ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اس لئے ایک غیر اہل زبان کے لئے اسے اپنے مخرج اور لہجے کے ساتھ زبانی یاد کرنا بے حد محنت طلب ہے' طلبہ زیادہ تر پشتو بولنے والے ہیں۔ جن کا تعلق صوبہ سرحد کے علاوہ افغانستان سے ہے۔ اساتذہ طلبہ کے ساتھ فرش پر بیٹھتے ہیں۔ وہ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور لڑکے

اسے دہراتے ہیں۔ یہ مشق روزانہ چار سے چھ گھنٹے جاری رہتی ہے۔

مغربی ممالک کے لوگ اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہائی اسکول اور کالج کی عمر کے لڑکے اپنی زندگی کا سب سے اہم حصہ اس آٹھ سالہ کورس میں لگا دیتے ہیں جو قرآن اور حدیث کی تفسیر اور توضیحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ طلبہ اسلامی فقہ، اجتہاد اور اسلامی تاریخ بھی پڑھتے ہیں۔ حقانیہ میں زیر تعلیم طلبہ میں سب سے زیادہ عمر کے طلبہ جو پوسٹ گریجویٹ کورسوں میں رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ یہ ''مفتی کورس'' کہلاتا ہے۔ اسلام میں ایک مفتی ایسے عالم کو کہا جاتا ہے جو فتوے یا مذہبی احکام جاری کر سکے۔ ان احکامات میں عائلی یا خاندانی امور سے لے کر جہاد تک شامل ہوتا ہے۔ (اس اسکول کی انتظامیہ کے ایک کمرے میں ایسے ایک لاکھ سے زیادہ فتوے رکھے ہوئے ہیں جو گزشتہ سالوں میں جاری ہوئے ہیں)۔ اس کے علاوہ دورہ حدیث میں طلبہ کی تعداد 600 سے زائد ہے۔ حقانیہ مدرسہ کے طلبہ میں سے چند ہی اسلامی مضامین کے علاوہ کوئی اور چیز پڑھتے ہونگے۔ یہاں طلبہ کو نہ تو عالمی تاریخ پڑھائی جاتی ہے نہ میتھیمیٹکس اور نہ ہی یہاں کوئی کمپیوٹر روم یا سائنسی تجربہ گاہیں ہیں۔ (دارالعلوم میں الحمدللہ کمپیوٹر روم بھی ہے اور زیادہ کام کمپیوٹر پر ہو رہا ہے اور حقانیہ سکول میں ایک بہترین سائنسی لیبارٹری بھی ہے اور عصری علوم کے تمام مروجہ فنون یہاں پڑھائے جاتے ہیں۔ ادارہ)

حقانیہ مدرسہ درحقیقت ایک جہاد فیکٹری ہے۔ تاہم حقانیہ کوئی عجیب طرح کا مدرسہ نہیں ہے۔

پاکستان کے دس ہزار سے زیادہ دینی مدرسوں میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے اور ''جہادی اسلام'' ان تمام دینی مدارس کے نصاب میں قلب کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے مدرسے دیہات میں دور دراز مقامات پر قائم ہیں جہاں طلبہ کی تعداد بیس پچیس سے زیادہ نہیں۔ بہت سے دینی مدارس پاکستان کی مذہبی جماعتوں کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اور بعض ان مجاہدین گروپس کے تحت ہیں جو کشمیر میں بھارت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ حقانیہ مدرسہ کی اہمیت اسکی وسعت یا سائز کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ اس مدرسہ سے طالبان کے زیادہ تر رہنما فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ طالبان کو اسلامی تعزیرات کی سخت ترین تعبیر پیش کرنے والا مانا جاتا ہے۔ وہ اسامہ بن لادن کو ایک ہیرو تصور کرتے ہیں۔ جبکہ امریکی حکومت افریقہ میں دو امریکی سفارت خانوں پر بمباری کی ذمہ داری اسامہ پر عائد کرتی ہے۔ طالبان ایک کبھی نہ ختم ہونے والے جہاد پر یقین رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے حقانیہ مدرسہ واشنگٹن، ماسکو، نئی دہلی اور یروشلم اسرائیل کی توجہ کا خاص مرکز بن گیا ہے۔ چنانچہ ان تمام مراکز پر یہ ریسرچ جاری ہے کہ طالبان کیا ہیں؟ اور کیا کرنا چاہتے ہیں ان تمام ملکوں کو یہ تشویش ہے کہ حقانیہ مدرسہ میں سینکڑوں افغان طلباء کے علاوہ سابق سوویت جمہوریتوں قازقستان، تاجکستان، ازبکستان اور چیچنیا کے درجنوں طلبا بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے چیچنیا میں روسی فوجوں کے ساتھ چیچن مجاہدین کو دیوانوں کی طرح لڑتے دیکھا ہے وہ عالمی افق پر ایک نئے اسلامی انقلاب کی سرخی دیکھ رہے ہیں۔ ایران کے شیعہ انقلاب کی طرح یہ سنی انقلاب بھی دنیا کو ہلا کر رکھ دے گا اور یہی وجہ ہے کہ حقانیہ مدرسہ میں غیر ملکی طلبہ کی موجودگی کو عالمی دارالحکومتوں میں نہایت بے چینی سے دیکھا جا رہا ہے۔

حقانیہ مدرسہ کے طلبہ کی اکثریت پاکستان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسی تلخ حقیقت ہے جس نے امریکا، روس، بھارت اور اسرائیل کو پریشان کر دیا ہے۔ پاکستان میں اعتدال پسند مذہبی قیادت کی جگہ انتہا پسند ''طالبانی طرز'' کی قیادت آگے آ رہی ہے۔ پاکستان کے پاس ایٹمی ہتھیار بھی ہیں، بہت سے مسلم انتہا پسندوں کا ایمان ہے کہ ہتھیار مومن کا زیور اور جہاد کا لازمی حصہ ہے۔ چنانچہ یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ حقانیہ مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کی غالب اکثریت انتہا پسند ہے۔

یہ وجہ تھی کہ میں (جیفری گولڈ برگ) گزشتہ مارچ کی ایک صبح اس مدرسہ کے چانسلر کے دفتر میں موجود تھا۔ مدرسہ کے چانسلر مولانا سمیع الحق ہیں۔ میں اس مدرسہ میں داخلہ لینا چاہتا تھا۔ میرا مقصد واضح تھا۔ میں خود دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ جہاد فیکٹری کیا تیار کر رہی ہے؟ مولانا سمیع الحق امریکہ کے سخت مخالف ہیں۔ وہ دیو بندی اسکول سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ایک اسلامی تحریک ہے، جس کا آغاز برطانوی دور اقتدار میں برصغیر میں ہوا۔ انگریزوں کے اقتدار کے خلاف چلنے والی یہ تحریک وہابی ازم کے مماثل ہے جس نے سعودی عرب پر گہرے اثرات مرتب کئے اور اسامہ بن لادن بھی اسی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق اسامہ بن لادن کے گہرے دوست ہیں۔ انہوں نے تحریک طالبان کے رہنما ملا عمر کو ایک اعزازی ڈگری بھی جاری کی ہے جو اس مدرسہ کی تاریخ میں پہلی اور واحد دی گئی سند ہے۔ مولانا سمیع الحق ایک سیاستدان بھی ہیں اور جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ) کے سربراہ ہیں۔ یہ سیاسی جماعت پاکستان میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے کام کر رہی ہے۔ انہوں نے ۱۹۹۸ء میں اسامہ بن لادن کی طرف سے جاری کئے جانے والے فتوے کی تائید کی تھی۔ جس میں مسلمانوں سے امریکیوں کے خلاف کھلا جہاد شروع کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔

میں (جیفری گولڈ برگ) جب مولانا سمیع الحق سے ملنے کے لئے پہنچا تو مجھے 20 منٹ تک ان کے دفتر کے باہر انکا انتظار کرنا پڑا۔ مجھے اتنی دیر وہاں سے گزرنے والے طلبہ کے تیز نظروں کا مسلسل سامنا کرنا پڑا۔ درحقیقت میرے لئے مولانا کے دو صاحبزادوں حامد (عمر ۳۱) اور راشد

(عمر ۲۷سال) نے ٹائم لیا تھا۔ راشد الحق مدرسہ کی ویب پیج ڈیزائننگ کے انچارج ہیں (ماہنامہ الحق کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں اور اسی ضمن میں ویب پیج بھی بنا رہے ہیں۔ ادارہ) اس دوران میں مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ ایک طالب علم نے حیرت انگیز طور پر ورلڈ چیمپئن شپ ریسلنگ کے ایک کردار کا حوالہ دیا جس کا نام میرے نام سے ملتا جلتا تھا۔ تھوڑی دیر میں مولانا تیز قدموں سے چلتے ہوئے آئے اور میرے برابر بیٹھ گئے۔ ان کی عمر تقریباً 65 سال کے لگ بھگ ہے۔ وہ ننگے پیر تھے۔ (مولانا اپنے کمرے سے متصل لائبریری کے قالین پر بغیر جوتوں کے تشریف لائے۔ ادارہ) ان کی طویل داڑھی بھوری غالباً مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔ ان کے سر پر پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ انکی دو بیویاں اور آٹھ بچے ہیں۔ وہ بے حد خوش مزاج اور خوش خرم آدمی نظر آئے۔ ان کی مختصر لیکن دلچسپ گفتگو نے مجھے احساس دلایا کہ مجھے خوفزدہ ہونے کی بجائے یہاں خود کو اپنے گھر جیسا محسوس کرنا چاہیے۔ انہوں نے ایک مترجم کے ذریعہ گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کوئی تنازعہ نہیں ہے۔'' میں جانتا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں لیکن میں خاموش رہا وہ کہہ رہے تھے ''اسلام اور عیسائیت کے مشترکہ دشمن یہودی ہیں۔'' یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کو سولی دینے کی کوشش کی اور اب یہودی امریکا کو اسلام کے خلاف استعمال کررہے ہیں۔ کلنٹن ایک سلجھا ہوا آدمی ہے لیکن وہ یہودیوں میں گھرا ہوا ہے۔ میڈیلین البرائٹ کا باپ صیہونیت کا بانی تھا۔

''میں بھی یہودی ہوں'' میں نے مولانا کو بتایا۔ مولانا یہ بات سن کر ایک لمحہ چپ رہے پھر بولے ''میں آپ کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں۔'' میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا نے مجھے پیش کش کی میں جتنا وقت چاہوں مدرسہ میں گزار سکتا ہوں۔ میں جس کے ساتھ چاہوں گفتگو کرسکتا ہوں۔ اور قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہوں۔ انہوں نے اس بات کی کھل کر وضاحت کردی کہ انکا مدرسہ یقینی طور پر طالبان سے وابستہ ہے لیکن یہاں کوئی فوجی تربیت نہیں دی جاتی۔ مولانا سمیع الحق نے یہ بات سو فیصد درست کہی تھی۔ میں نے حقانی مدرسہ میں کہیں کوئی ہتھیار نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی میں نے حقانیہ میں کسی کو بم بنانے کی ترکیبیں بتانے یا سکھانے پر لیکچر دیتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔ جو قریب ترین مجھے نظر آئے وہ گرانڈ ٹرنک روڈ کو پار کرنے کے بعد (یعنی علاقہ غیر) درہ خیبر کی اسلحہ ساز فیکٹریوں میں تھے جہاں اسلحہ کی دکانوں پر ۴۰ ڈالر میں شاٹ گن اور ۷۰ ڈالر میں اے کے۔ 47 مل رہی تھی۔

دوسری جانب یہ بھی ہوا کہ جب شمالی اتحاد نے طالبان کے خلاف بڑا حملہ شروع کیا اور طالبان کو مدد کی ضرورت محسوس ہوئی تو مولانا سمیع الحق نے اپنا مدرسہ بند کر کے طلبہ کو محاذ پر بھیج دیا۔ انہوں نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے کتنے طلبہ محاذ سے واپس نہیں آسکے۔ میں نے موسم بہار میں حقانیہ مدرسہ کا دورہ کیا تھا۔ طلبہ سے بھرے ہونے کے باوجود یہاں غیر معمولی طور پر خاموشی اور نظم وضبط نظر آتا تھا۔ شہروں کی گہما گہمی اور بھیڑ بھاڑ یہاں مفقود تھی۔ جو بھی آوازیں سنائی دیتیں وہ اسکول کے گیٹ سے تھوڑے فاصلے پر گرانڈ ٹرنک روڈ پر چلنے والے ٹریفک کی آوازیں تھیں۔ میں نے یہاں کوئی ٹیلی ویژن انتہا یہ ہے کہ ریڈیو بھی نہیں دیکھا۔ طلبہ علی الصبح نماز فجر کے لئے اٹھتے تھے۔ یہ نماز مدرسہ کی مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ مدرسہ کے دالان مٹی سے لتھڑے ہوئے اور گندے نظر آئے۔ (دراصل مدرسہ کا صحن پختہ نہیں اس میں میں بجری پڑی ہوئی ہے۔ مسٹر جیفری کو یہاں بھی غلط فہمی ہوئی۔ ادارہ) یہاں کوئی کیفے ٹیریا نہیں تھا۔ طلبہ کھانا لینے کے لئے باورچی خانہ کے سامنے اپنی اپنی پلیٹیں اور چمچے لے کر لائن لگاتے تھے اور انہیں کھانے کے لئے چاول' سالن اور روٹی دی جاتی تھی۔

مدرسہ میں کوئی خاتون ٹیچر نہیں تھیں (الحمدللہ حقانیہ میں شعبہ بنات کا شعبہ مدرسہ عائشہ للبنات موجود ہے اور اس میں کئی عالمہ' قاریہ استانیاں موجود ہیں۔ ادارہ) اور نہ ہی خاتون ملازمائیں نظر آئیں بلکہ وہاں سرے سے عورتیں تھیں ہی نہیں یہاں کوئی ''پیرنٹس ڈے'' فیملی ڈے'' نہیں ہوتا کہ جس موقع پر طلبہ کے والدین اسکول آسکیں۔ (سہ ماہی اور ششماہی انعامات کے سلسلے میں کامیاب ہونے والے طلبا کے والدین شامل ہوتے ہیں اور اسی طرح سالانہ دستار بندی کے موقع پر والدین کے علاوہ طلباء کے پورے پورے خاندانوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ ادارہ) پاکستان میں طلبہ کرکٹ کے دیوانے ہیں۔ یہاں بھی طلبہ میں کرکٹ سے دلچسپی نظر آئی۔ مدرسے کے باہر ایک والی بال گراؤنڈ بھی تھا جہاں طلبہ دوپہر کے بعد والی بال کھیلتے نظر آئے لیکن دن کا زیادہ بڑا حصہ اسلام اور تعلیم کیلئے وقف تھا۔ کم عمر لڑکے اور بچے مجھ میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے وہ نظریہ جہاد سے زیادہ واقف نہیں تھے۔ گیارہ سال عمر کے دولڑکے جو افغان مہاجر تھے نہایت دلچسپی سے ہر جگہ میرا تعاقب کرتے تھے وہ میرے ساتھ آنکھ مچولی کا کھیل کھیلتے اور خود کو اسامہ ظاہر کر کے مجھے فرضی گولیوں کا نشانہ بناتے۔ وہ میرے جوتوں سے بے حد متاثر تھے۔ وہاں کلاس روم میں جوتے نہیں پہنے جاتے تھے اور انہیں کمرے سے باہر اتار دیا جاتا تھا۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ لڑکے میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کے دفتر کا کوئی نہ کوئی آدمی میرے ساتھ رہتا تھا اور میری باتیں سنتا تھا کیونکہ وہ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ میں زیادہ گہرائی میں جا کر ان لڑکوں کو کریدوں۔ (مسٹر جیفری تنہا تھے اس کی رہنمائی اور ترجمانی کے لئے ایک انگریزی جاننے والا طالب علم اس کی مدد کرنے کے لئے موجود تھا۔ پھر کئی طلباء مغربی صحافیوں سے سخت نفرت بھی کرتے ہیں تو اس کی حفاظت بھی ضروری تھی لیکن وہ مدرسے والوں کے اخلاص کو سمجھ نہیں سکا۔ ادارہ)

مدرسہ میں زیادہ چھوٹے لڑکوں کو ایک تین منزلہ عمارت میں مقفل رکھا جاتا تھا۔ جس کی حفاظت زیادہ عمر کے لڑکے کرتے تھے۔ مجھے اس عمارت میں جانے اور یہ دیکھنے کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ کس طرح رہتے تھے۔ (یہاں بھی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے خود مولانا راشد الحق مسٹر جیفری کو دارالحفظ لے گئے تھے اور تفصیل سے تمام شعبہ جات کا معائنہ کرایا۔ باقی دارالحفظ کا گیٹ صرف رات کو مقفل رہتا ہے۔ ادارہ) میرا تعاقب کرنے والے دو افغان لڑکوں میں سے ایک کا باپ افغانستان میں شہید ہوا تھا۔ ان کی مائیں اپنا دن کا وقت لکڑیاں کاٹنے میں صرف کرتی تھیں اور وہ انتہائی غریب تھے۔ ان کا خاندان کچھ فاصلے پر ایک افغان مہاجر کیمپ میں رہتا تھا جہاں انہیں دن میں بمشکل ایک وقت روٹی ملتی تھی۔ اس طرح یہ لڑکے خوش نصیب تھے کہ مدرسہ میں داخلے کے بعد انہیں تین وقت کھانا ملتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت پاکستان ان کو کوئی خوراک، رہائش اور تعلیم فراہم نہیں کرتی تھی۔

میں نے حدیث کی کلاسوں کا خاص طور پر مشاہدہ کیا۔ کیونکہ احادیث میں احکامات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ حقانیہ مدرسہ میں میں نے دیکھا کہ ایک سفید داڑھی والا استاد حدیث کی کتابیں پڑھتا تھا اور طلبہ خاموشی سے سنتے تھے۔ اعلیٰ سطح کی مفتی کلاسوں میں بھی میں نے سوال جواب ہوتے نہیں دیکھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ طلبہ کو سوال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ (دارالعلوم اور تمام مدارس میں طلباً کھڑے ہو کر سوال نہیں کرتے بلکہ کاغذ کے رقعہ پر اپنا سوال اور اشکال لکھ کر استاد کی خدمت میں ادب کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اس کا جواب باقاعدگی کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ ادارہ) ایک دن میں نے اپنے مترجم کو چھوڑ دیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ایک بڑے ہال کے باہر ایک بڑے پوسٹر دیوار پر چسپاں تھا اس پر ایک ناریل کی تصویر تھی جس کا سفید گودا عجیب انداز میں دکھائی دے رہا تھا۔ تصویر کے نیچے اس کا کیپشن تھا جس میں لکھا تھا کہ ''اللہ کا ایک معجزہ'' اس ناریل کے اندر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہے۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں نے کلاسوں کے دوران امریکا کے بارے میں سوالات شروع کر دیئے ایک دن حدیث کی ایک کلاس میں جہاں زکوٰۃ سے متعلق احادیث پڑھی جارہی تھی۔ اچانک مجھ سے سوال کیا گیا کہ اسامہ بن لادن کے بارے میں میرے خیالات کیا ہیں؟ امریکہ اسامہ کے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے؟ میں نے جواب میں کہا کہ اسامہ بن لادن کا پروگرام اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام تو جہاد کے دوران بھی معصوم لوگوں کی جاں بخشی کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ جہاد مسلح حملہ آوروں کے خلاف جائز ہے۔ عورتوں اور بچوں کے خلاف نہیں۔ میں نے انہیں حضرت محمد ﷺ کی ایک حدیث سنائی ''ابن عمر سے روایت ہے کہ ان جنگوں میں سے ایک میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو پیغمبر اسلام (ﷺ) نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرمائی۔

ان لوگوں نے میری جانب سے حدیث کے اس حوالے کو پسند نہیں کیا اور اسامہ' اسامہ کے نعرے بلند کئے۔ جب خاموشی ہوئی تو وہ اسامہ کے دفاع میں دلیلیں دینے لگے۔ ایک طالب علم ولی نے کہا کہ اسامہ بن لادن عظیم مسلمان ہے۔ مغرب طاقتور مسلمانوں سے خوف زدہ ہے اس لئے وہ انہیں اپنا دشمن تصور کرتا ہے۔

مجھے یہ جاننے میں بے حد دلچسپی تھی کہ ولی اسامہ بن لادن کا ایسا دیوانہ کیوں ہے؟ کیونکہ مدرسہ میں ایسا نصاب نہیں پڑھایا جاتا تھا جس میں اسامہ کے کارنامے بیان کئے جائیں۔ تاہم ایسی بہت سی کتابیں مارکیٹ میں دستیاب تھیں جن میں اسامہ بن لادن کی شخصیت اور کارنامے بیان کئے گئے تھے۔ میں نے سوال کیا کہ ''اسامہ اسلام کو کفر کی آلودگیوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے وہ ساری دنیا میں اسلام کی حکومت چاہتا ہے۔ وہ ساری دنیا کو اسلام کے تحت لانا چاہتا ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اعتدال پسند مسلمان اکثر اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔ ولی جواب میں بولا۔ ''<u>دین میں یقیناً کوئی جبر نہیں' لیکن مغرب مسلمانوں کو کفر کے تحت رکھنے کے لئے جبر کرتا ہے۔ چیچنیا وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔</u>''

طلبہ نے چونکہ آج کی کلاس کو ایک سیاسی سمنار میں تبدیل کر دیا تھا اس لئے میں نے ان سے پاکستان کے ایٹم بم کے بارے میں سوال کیا۔ اسلام پسند پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے سب سے بڑے حامی ہیں۔ سب سے بڑی مذہبی جماعت'' جماعت اسلامی'' سی ٹی بی ٹی پر دستخط سے روکنے کے لئے حکومت پر مسلسل دباؤ ڈال رہی ہے۔ میں نے طلبہ سے پوچھا کہ کیا اسلام میں جہاد کے دوران ایٹم بم استعمال کرنے کی اجازت ہے اسکے جواب میں ایک طالب علم نے کہا'' یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ایٹم بم بھی ہمیں اللہ کی طرف سے ملا ہے اسلئے اسے ضرور استعمال کرنا چاہیے۔'' میں نے پھر سوال کیا کہ کون کون اسامہ بن لادن کو ایٹم بموں سے مسلح دیکھنا چاہتا ہے کلاس میں ہر طالب علم نے اپنا ہاتھ تائید میں بلند کر دیا۔ بعض طلبہ ہنس رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ اگر ایٹم بم استعمال کیا گیا تو معصوم لوگ بھی ہلاک ہونگے۔

اسامہ بن لادن نے کسی معصوم شخص کو ہلاک نہیں کیا'' ایک طالب علم بولا جس کا نام غازی تھا۔ ''اگر اس کا ثبوت فراہم کر دیا جائے تو'' میں نے کہا۔ ''امریکی کہتے ہیں کہ انکے پاس ثبوت ہے تو پھر وہ یہ ثبوت طالبان کو کیوں پیش نہیں کرتے۔'' میں نے جواب میں ایک مفروضہ کے طور پر

کہا کہ اگر انہیں ایک ویڈیو دکھائی جائے جس میں اسامہ بن لادن کسی عورت کو قتل کر رہا ہو تو وہ کیا کریں گے۔'' میرے یہ کہنے پر کلاس روم میں خاموشی چھا گئی پھر ایک طالب علم فضل رازق نے اٹھ کر کہا۔'' امریکیوں کے پاس میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو چالاکی کے ساتھ استعمال کرنے کے ایسے تمام نسخے موجود ہیں۔ جس سے وہ اسامہ بن لادن کا سر کسی اور کے سر پر دکھا سکتے ہیں اور یہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ اسامہ کسی عورت وغیرہ کو قتل کر رہا ہے۔''

میں نے اسامہ بن لادن کا ۱۹۹۸ء کا فتویٰ پیش کیا جو سعودی عرب میں امریکی فوجیوں کی موجودگی کے خلاف اور یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف جاری کیا گیا تھا جس کا ترجمہ یہ تھا۔'' یہ ہر مسلمان کا انفرادی فرض ہے کہ وہ امریکیوں اور ان کے اتحادیوں شہریوں اور فوجیوں کو قتل کرے خواہ وہ کسی بھی ملک میں ہوں تا کہ مسجد الاقصیٰ اور مسجد الحرام (کعبہ شریف) کو ان کے قبضے سے آزاد کرایا جاسکے اور انکے خاندان کو اسلام کی سرزمین سے شکست دے کر نکالا جاسکے۔'' میں نے کہا کہ '' یہاں اسامہ بن لادن واضح طور پر سیاہ و سفید میں تمام امریکی فوجیوں اور شہریوں کے قتل کا حکم دے رہا ہے۔'' '' یہ سب امریکیوں کی جعلسازی ہے'' ایک طالب علم بولا ایک اور طالب علم بولا '' اسامہ نے یہ نہیں لکھا'' میں نے اب آخری سوال کیا۔ آپ لوگ کیا کریں گے اگر آپکو پتہ چلے کہ سی آئی اے نے اسامہ کو پکڑ لیا ہے اور اسے مقدمہ چلانے کے لئے امریکہ لے جایا جا رہا ہے۔

ایک طالب علم جس کا نام محمد تھا اٹھ کر کھڑا ہوا اور بولا '' ہم اپنی جانیں اسامہ کے لئے قربان کردیں گے۔ ہم امریکیوں کو ہلاک کریں گے۔'' '' کون سے امریکیوں کو؟'' میں نے پوچھا۔ '' تمام امریکیوں کو'' اسکا جواب تھا۔ میں جب مسجد سے باہر نکلا تو محمد اور اس کے ساتھیوں کا گروپ میرے قریب آیا اور بولا۔ '' ہم چاہتے ہیں کہ آپ اسلام قبول کرلیں' ہم آپ سے محبت کرتے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی مسلمان ہو جائیں۔'' اس دن بعد میں میں طلبہ کے ایک اور گروپ سے ملا۔ اس وقت طلبہ کے اساتذہ موجود نہیں تھے اس گفتگو کے دوران کافی دلچسپ مرحلے آئے۔ مثال کے طور پر جنس کے بارے میں بھی گفتگو کر رہے تھے۔ ان کی اکثریت کا خیال تھا کہ تمام امریکی Bisexual ہیں اور امریکی ہر جگہ اور ہر شے کو (چاہے انسان ہوں یا جانور) جنسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ امریکی بیک وقت گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ رکھتے ہیں اور ان میں خودلذتی کی وبا عام ہے اسکے علاوہ جنس کے موضوع پر اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ وہ کابل کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اور اس کا نام سعید ہے اسکا بھائی طالبان کی حکومت میں جج ہے اور اس نے بھی اسی مدرسہ سے سند لی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس کے والدین اسے اس مدرسہ میں بھیج کر کیا محسوس کرتے ہیں۔ کیا وہ جانتے ہیں کہ اسے شمالی اتحاد یا کشمیر میں بھارت کے خلاف جہاد کے لئے بھی جانا پڑے گا۔

اس نے جواب میں کہا کہ اس کے والدین جہاد پسند کرتے ہیں۔ '' وہ کیسا محسوس کریں گے اگر تم اس جہاد میں ہلاک ہو جاؤ۔'' '' وہ بے حد خوش ہونگے'' اس نے کہا '' وہ اس پر بے حد فخر کریں گے' ہر باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا جب بھی مرے شہادت کی موت اسے نصیب ہو۔'' '' اگر تم شمالی اتحاد کے خلاف لڑو گے تو تم مسلمانوں کو قتل کرو گے۔'' '' وہ برائے نام مسلمان ہیں لیکن منافق اور غدار ہیں۔'' سعید نے کہا۔

چند دن کے بعد میری ملاقات ایک بار پھر مولانا سمیع الحق سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ '' ان کے بعض طالب علم بعض حالات میں دہشت گردی کو قابل قبول خیال کرتے ہیں۔'' '' آپ یہ نہیں سمجھ سکے کہ ہم ان کو کیا تعلیم دے رہے ہیں۔'' مولانا نے مجھے اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی اور کہا کہ وہ دہشت گردی اور جہاد کے درمیان فرق بیان کریں گے۔

میں نے ان سے معذرت کی کہ مجھے ہر حال میں اسلام آباد پہنچنا ہے جہاں میں نے ایک سالگرہ پارٹی میں شرکت کا وعدہ کیا ہے۔

ملا محمد کی عمر 17 سال تھی اور اس کی طبیعت میں پاکستان کے اسلامی مدرسوں کے دوسرے طلبہ کا کلچر اور مزاج پایا جاتا تھا۔ میں نے طالبان کی روحانیت کو کھنگالنے کیلئے اس سے سوالات کرنا شروع کئے۔ ملا محمد قندھار میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ کوئٹہ کے قریب افغان کیمپ میں گزارا۔ اس نے اپنی ساری زندگی دینی مدرسوں میں گزار دی۔ اس نے کبھی میتھ، سائنس، انگریزی، کمپیوٹر یا تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس نے 9 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ تاہم اسے عربی زبان نہیں آتی اور اس کی اپنی زبان پشتو ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا اس نے قرآن مجید کے علاوہ بھی کوئی کتاب پڑھی ہے تو اس نے بتایا کہ اس نے حدیث کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ دوسری کتابیں بھی پڑھنا چاہتا ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ اسے دوسری کتابوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا عورتوں سے اس کی دوستی ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ صرف اپنی بہنوں کو جانتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی عورت سے واقف نہیں۔ مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس کی ماں نے اس کے بالغ ہونے کے بعد اسے کبھی پیار نہیں کیا۔ وہ موسیقی نہیں سنتا۔ اس نے کبھی کوئی فلم نہیں دیکھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ مستقبل میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ شمالی اتحاد کے خلاف جہاد میں حصہ لے چکا ہے اور آئندہ موقع ملا تو دوبارہ حصہ لیگا۔

'' اگر تم اس جنگ میں شہید نہ ہوئے تو کیا کرو گے'' میں نے پوچھا۔ '' میں اپنے اصل کام پر واپس چلا جاؤں گا۔'' اس نے کہا۔ '' تم وزارت اطلاعات میں کیوں کام کرنا چاہتے ہو'' میں نے پوچھا۔ '' یہ میری باقاعدہ ملازمت نہیں ہے'' اس نے کہا۔ '' پھر تم کیا کرو گے''۔ '' میں ایک معلم

ہوں اور بچوں کو قرآن پڑھاتا ہوں'' اس نے کہا۔

یہ وہ علم تھا کہ جو مولانا سمیع الحق نے ایک 9 سالہ لڑکے کو منتقل کیا اور جو بھی ان کے مدرسہ میں داخل ہوتا ہے یہی سب حاصل کرتا ہے۔ مولانا سمیع الحق امریکا کے بارے میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ امریکا پر یہودیوں کا کنٹرول ہے اور یہودی شیطان کے چیلے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کے لئے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہے۔ دارالحرب اور دارالاسلام۔ دارالحرب وہ جگہ ہے جہاں جنگ جاری رہتی ہے اور دارالاسلام کے معنی امن کی جگہ۔ دنیا بھر میں مسلمان دارالاسلام ہیں اور ان کے سوا ہر چیز دارالحرب ہے۔ 1980ء کے عشرے میں سوویت یونین بنیاد پرست مسلمانوں کے لئے دارالحرب تھا اور آج کل امریکا دارالحرب ہے۔

راسخ العقیدہ اور بنیاد پرست مسلمانوں کا دشمن نمبر ایک سوویت یونین کے بعد امریکا کیسے ہو گیا۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو امریکا کے پالیسی سازوں کے لئے نہایت غور و فکر کا حامل ہے۔ (یہ سوال تو مسلمانوں کو امریکہ سے کرنا چاہیے کہ کیمونزم کو مسلمانوں کی بدولت شکست سے دوچار کرنے والوں کو تم نے اپنا دشمن نمبر ایک کیوں ٹھہرالیا ہے؟ مسٹر جیفری الٹی گنگا بہار ہے ہیں۔ ادارہ) ایک مکتب فکر یعنی مولانا سمیع الحق کا کہنا ہے جو سمجھتا ہے کہ سارا قصور امریکہ کا ہے۔ امریکہ کی استعماریت، امریکی سماجی جنسی قدریں اور ان کی اسلامی ملکوں کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ برآمد اس کی اصل ذمہ دار ہے۔ دوسرے مکتب فکر کا خیال ہے کہ اسلام اپنی فطرت کی بنا پر دوسری تہذیبوں کے ساتھ مسلسل مسابقت میں ہے۔ یہ نظریہ ہاورڈ کے ایک پولیٹیکل سائنٹسٹ سیموئل ہنٹنگٹن نے پیش کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام دوسری تہذیبوں یہودی ازم، عیسائیت، ہندوازم وغیرہ کا غلبہ برداشت نہیں کر سکتا اسلئے ان ازموں کے ساتھ اس کی جنگ ناگزیر ہے۔ سمیع الحق کی طرح دوسرے پاکستانی، حد یہ ہے کہ سیکولر ذہن رکھنے والے لوگ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف امریکا کی موجودہ پالیسی یہودیوں اور ہندوؤں کی سازش کا نتیجہ ہے۔

مولانا سمیع الحق کا نقطہ نظر ہے کہ امریکہ اور مغرب اللہ کے نظام کے دشمن ہیں اس لئے جہاد کیلئے تیاریوں کی ضرورت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ جہاد ایک ایسا تصور ہے جسے مغرب نے کبھی نہیں سمجھا۔ جہاد کے معنی صرف ''مقدس جنگ'' نہیں ہیں۔ اس کے معنی ''مسلسل جدوجہد'' کے ہیں اور اسلام کے روایتی شعور کے مطابق دو قسم کے جہاد ہیں۔ بڑا اور چھوٹا۔ بڑا جہاد یہ ہے کہ جو انسان خود اپنی روح کو راہ راست پر لانے کے لئے شیطان کے خلاف کرتا ہے۔ چھوٹے جہاد سے مراد مسلح جدوجہد ہے۔

جب بھی میں کسی عام مسلمان سے ملتا ہوں تو اس سے ایک ہی سوال کرتا ہوں۔ اسلام کے لئے کون سا جہاد زیادہ اہم ہے چھوٹا جہاد یا بڑا جہاد؟ اس کا جواب مجھے یہ ملتا ہے کہ شیطانی تصورات کو کچلنے کی جدوجہد اپنی جگہ ہے اور بیرونی حملہ آور کے خلاف مسلح جنگ اپنی جگہ۔ تاہم پاکستان اور افغانستان میں مولانا سمیع الحق اور دوسرے ملاؤں سے مجھے مختلف جواب ملا'' دونوں کی مساوی اہمیت ہے۔ مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف جہاد ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ اسلام ایسا مذہب ہے جو خود اپنا دفاع کر سکتا ہے اس لئے مسلمان کے دل کے اندر شیطان کے خلاف جدوجہد سے زیادہ مسلح جہاد ضروری ہے۔ میرے لئے یہ بے حد حیرت انگیز بات ہے، کیونکہ میں نے فلسطین میں حماس کے رہنماؤں اور مصر میں اخوان کے رہنماؤں سے اسی قسم کا سوال کیا تو ان کا جواب مختلف تھا۔

میں نے ملا عمر سے جب ملاقات کی اجازت مانگی تو انہوں نے مجھ سے ملنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ غیر مسلموں سے نہیں ملتے۔ یہ ایسی بات تھی جس کی تائید قرآن یا حدیث سے نہیں ہوتی (ملا عمر کا امریکی یہودی صحافی سے ملنے سے انکار غالباً ''سیکورٹی'' کی وجوہ کی بنا پر تھا۔ مترجم)۔ میں نے ملا عمر کو ایک تحریری سوال بھیجا جس میں دونوں قسم کے جہاد کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ اپنے تحریری جواب میں انہوں نے کہا کہ دونوں جہادوں کی اپنی اپنی جگہ یکساں اہمیت ہے۔ اپنے اندر شیطانی خواہشات کے خلاف جہاد اور باہر دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد۔ دونوں میں سے کوئی ایک جہاد اہمیت میں دوسرے سے کم نہیں۔ مولانا سمیع الحق کا کہنا تھا کہ جہاد کی کوئی حد نہیں ہے اور جہاد کے معاملے میں کمی کی کوئی گنجائش نہیں۔ ''تو اس وقت جہاد کہاں جاری ہے؟'' میں نے پوچھا'' کیا بھارت کے خلاف؟'' ''جی ہاں'' مولانا سمیع الحق نے کہا'' کشمیر کی آزادی کی جدوجہد ایک جہاد ہے''۔

انہوں نے مزید کہا کہ جہاد سربیا، روس، اسرائیل اور شمالی اتحاد کی خلاف جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب پر اپنی فوجیں اتارنے کے جرم میں امریکا کے خلاف بھی جہاد ضروری ہے۔ امریکی فوجی حرم شریف کی مقدس سرزمین کو اپنے ناپاک جوتوں سے روند رہے ہیں اس لئے ان کے خلاف جہاد لازم ہے۔ اس جہاد میں امریکی فوجی نشانہ ہونے چاہئیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے ہزاروں طالب علموں کو یہی تعلیم دیتا ہیں۔ تو اس نے کہا ہم اپنے طلبہ کو اسلام کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ کوئی فوجی اسکول نہیں۔

حق کا راز یہ نہیں کہ حقانیہ مدرسہ دہشت گردوں کی تربیت کا کیمپ ہے اور نہ ہی طالبان ایسا کر رہے ہیں۔ راز وہ ہے جو حقانیہ مدرسہ میں دو گیارہ سالہ طالب علموں نے میری طرف انگلیوں سے وی (V) کا اشارہ کر کے آشکارا کیا اور اسامہ بن لادن کی حمایت میں اپنے ہاتھ بلند کئے اور راز وہ 17 سالہ ملا محمد کی شخصیت ہے جو قرآن کے علاوہ کچھ نہیں پڑھنا چاہتا اور اس جیسے ہزاروں طالب علم پاکستان اور افغانستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان غریب بچوں کو دنیا کی کوئی خبر نہیں ہے اس لئے وہ موزوں ترین جہادی مشینیں ہیں۔

(صلیبی دہشتگردی کا تعاقب سفارتی میدانوں میں)

برطانوی سفارتکاروں کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ ہفتے برٹش ہائی کمیشن کے پولیٹیکل سیکشن کے دو نمائندے' فسٹ سیکرٹری Mr. Rowan Laxton اور سیکنڈ سیکرٹری Mr. Richard Joynson دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملنے کیلئے اسلام آباد سے تشریف لائے۔ مولانا مدظلہ کی عدم موجودگی میں انہوں نے مولانا حامد الحق حقانی اور مدیر الحق مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے تفصیلی ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبے دیکھے اور انتہائی متاثر ہوئے۔ بعد میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ پر آپ نے دو گھنٹے تک مدیر الحق کے ساتھ مختلف عالمی حالات اور خصوصاً تحریک طالبان' اسامہ بن لادن' پاکستان کی فوجی حکومت اور مذہبی جماعتوں کا ردعمل' چیچنیا کی صورتحال اور دیگر اہم موضوعات پر بات چیت کی۔ مدیر الحق نے ان پر زور دیا کہ برطانیہ حقائق کو تسلیم کرے اور طالبان حکومت کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل کرے۔ اور برطانیہ کو امریکہ کی اتباع نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنے تشخص اور سابقہ حیثیت کے مدنظر عالمی امور میں منصفانہ موقف اختیار کرنا چاہیے۔ اور خصوصاً کشمیر کا مسئلہ جو برطانوی دور سے ہی برصغیر کے امن و امان کیلئے مستقل خطرہ بنا ہوا ہے کو حل کرانے میں خصوصی دلچسپی لے۔ مدیر الحق نے چیچنیا کی صورت حال پر مغربی ممالک کی خاموشی پر ان سے احتجاج کیا۔　(الحق مارچ ۲۰۰۰ء)

فرانسیسی سفارت کار کی دارالعلوم تشریف آوری:

گزشتہ دنوں فرنچ ایمبیسی کے کونسلر جناب مسٹر ڈانیل ریچ (Daniel Rich) سفارت خانے کے عملے کے بعض ارکان سمیت دارالعلوم حقانیہ کے ایک روزہ دورے پر تشریف لائے۔ آپ نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ تفصیلی ملاقات کی۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ کا تفصیلی دورہ کیا اور کئی اساتذہ اور طلباء سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات مہتمم صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ پر ہوئی۔　(الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

برطانوی سفارتکار کی دارالعلوم آمد:-

۷ اپریل بروز جمعہ انگلینڈ ہائی کمیشن کے کونسلر رچرڈ جانسن سکوئر دارالعلوم تشریف لائے اور آپ نے مولانا مدظلہ سے ملکی اور عالمی سیاسی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ دوران گفتگو مسئلہ کشمیر' کلنٹن کی پاکستان آمد' تحریک طالبان اور شمالی اتحاد کے درمیان ہونے والے مذاکرات' دینی مدارس اور ان کا کردار جیسے اہم موضوعات پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔ مولانا مدظلہ نے ان پر زور دیا کہ برطانیہ نے ہی مسئلہ کشمیر کو ادھورا اور معلق چھوڑ رکھا ہے۔ اور اب یہ برطانیہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس پرانے حل طلب مسئلہ پر خصوصی توجہ دے۔

(الحق اپریل ۲۰۰۰ء)

کیمرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ''جان کیسی'' کی دارالعلوم تشریف آوری:-

۸ اپریل کو یورپ کی معروف ترین کیمرج یونیورسٹی (لندن) کے Prof. Dr. John Casy دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ برطانیہ کے اخبار ڈیلی ٹیلی گراف کے ہفت وار میگزین کے تجزیہ نگار کے طور پر ان دنوں پاکستان کے دورے پر ہیں۔ آپ نے

مولانا مدظلہ سے تفصیلی دو گھنٹے کا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ جناب مولانا قاضی فضل اللہ حقانی سابق ایم این اے جوان دنوں امریکی ریاست لاس اینجلس میں دینی اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ دارالعلوم حقانیہ کے جید فضلا میں سے اور مولانا سمیع الحق صاحب کے خصوصی تلامذہ میں سے ہے۔ انگریزی زبان پر انہیں کامل عبور حاصل ہے۔ اتفاق سے اس وقت مولانا کی ملاقات کیلئے تشریف لائے تھے۔ آپ نے بڑے اچھے انداز میں مولانا کے ترجمانی کے فرائض انجام دیئے۔ ڈاکٹر جان سے مباحثے میں اسلام کے بڑے حساس اور اہم مسائل اور سیاسی موضوعات پر بات چیت ہوئی۔

ملاقات کے موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ اور جناب حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ بھی موجود تھے۔ بعد میں ڈاکٹر جان نے دارالعلوم کے اہم شعبوں کا دورہ کیا۔ آپ کی معاونت مولانا راشد الحق صاحب نے کی۔ موصوف کیمرج یونیورسٹی میں تیس سال سے فلاسفی کے شعبے میں پڑھا رہے ہیں۔ آپ نے دارالعلوم اور طلبا میں بڑی گہری دلچسپی ظاہر کی۔ اور آپ نے اعتراف کیا کہ واقعی مغرب میں صحافی اور میڈیا اسلام کے بارے میں غلط تاثر پھیلا رہے ہیں۔ (اپریل ۲۰۰۰ء)

مختلف سفارت کاروں کی دارالعلوم آمد:

اسی طرح گزشتہ دنوں کئی ممالک کے سفارت کار بھی دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے رہے۔ ان میں عالم اسلام کے ایک عظیم مسلم ملک کے سفیر اور دیگر سفارتی اعلیٰ عہدیدار بھی موجود تھے۔ آپ نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات دیکھے۔ اس موقع پر نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہٗ استاذ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اور دیگر معزز اساتذہ و مہمان بھی موجود تھے۔ ظہرانے کا انتظام حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ پر کیا گیا۔ اسی طرح مغربی سفارت کار بھی دارالعلوم تشریف لائے۔ ۹ جون کو ادارۃ الازہر مصری سفارت خانے اور افغان قونصلیٹ کراچی کے اہم نمائندے بھی حضرت مولانا مدظلہ سے ملنے دارالعلوم تشریف لائے۔ اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں میں کافی گہری دلچسپی ظاہر کی۔

(الحق جون ۲۰۰۰ء)

ہارڈورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر کی آمد:-

۹ جون کو دارالعلوم حقانیہ میں امریکہ اور مغرب کی معروف تعلیمی درسگاہ ہارڈورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر جسیکا سٹرن (Prof. Jessica Eve Stern) تشریف لائیں۔ اور انہوں نے مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا اور مختلف موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ ہارڈورڈ یونیورسٹی میں آپکا موضوع ٹیررازم ہے۔ آپکے ہمراہ نوائے وقت کے مشہور صحافی مزمل سہروردی بھی موجود تھے۔ آپ حکومت پاکستان کی دعوت پر پاکستان آئی تھیں لیکن آپ از خود دارالعلوم حقانیہ دیکھنے اور مولانا سمیع الحق سے اہم مسائل پر تفصیلی تبادلہ خیال کرنے کے لئے تشریف لائیں۔ دارالعلوم کے وزٹ کے بعد آپ انتہائی متاثر ہوئیں۔ مولانا سمیع الحق نے بھی مدارس عربیہ وغیرہ کے اہم مسائل پر حکومت پاکستان کے متضاد بیانات اور پالیسیوں کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ آپ نے یہ انٹرویو اپنی نئی آنے والی کتاب کے لئے مولانا مدظلہ سے لیا۔ آپ نے مولانا راشد الحق کو ہارڈورڈ یونیورسٹی کا وزٹ کرنے کی دعوت دی اور انہیں اسلام اور مغرب کے مستقبل کے موضوع پر لیکچر دینے کی بھی خصوصی پیشکش کی۔ (الحق جون ۲۰۰۰ء)

لبنان کے عالم دین کی دارالعلوم آمد:-

گزشتہ ماہ دارالعلوم حقانیہ میں بیروت کے نامور عالم دین مسجد قفل کے خطیب الشیخ السمیر القاضی حضرت مہتمم صاحب سے ملنے

کیلئے تشریف لائے۔آپ ان دنوں پاکستان کے معروف مدارس اور علماء و مشائخ سے ملنے کیلئے پاکستان کے دورے پر ہیں۔آپ نے جامعہ کے مختلف مشائخ اور علماء سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔اور خصوصاً یہاں کی سادگی ٗروحانیت ٗطلباء کی اساتذہ سے وابستگی اور دارالعلوم کے کتب خانے کی بہت زیادہ تعریف کی۔آپ نے بیروت سے چھپی ہوئی کئی قدیم اور نادر کتابوں کو کتب خانے میں دیکھ کر فرمایا کہ میں انہیں پہلی دفعہ یہاں دیکھ رہا ہوں۔اسطرح آپ نے کتب خانے میں موجود مخطوطات کے بڑے ذخیرے میں بھی گہری دلچسپی ظاہر کی۔ آپکی معاونت مولانا ابراہیم فانی ٗمدیر الحق اور مولانا مفتی مختاراللہ نے کی۔ (الحق جون ۲۰۰۰ء)

آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر کی آمد:

گزشتہ دنوں انگلینڈ اور مغرب کی معروف اور قدیم یونیورسٹی کے پاکستانی نژاد پروفیسر دارلعلوم حقانیہ حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔آپ نے مولانا مدظلہ کے ساتھ مختلف عالمی موضوعات اور خصوصاً تحریک طالبان کے متعلق تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ (ماہنامہ الحق اگست ۲۰۰۰ء)

جاپانی یونیورسٹی کے پروفیسر میناہوشیمی ذو کی آمد:

گزشتہ ہفتے جاپانی یونیورسٹی کے پروفیسر مینـا بـو شیمی ذو کی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔مولانا مدظلہ کی غیر موجودگی میں آپ نے مدیر الحق مولانا راشد الحق سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔بعد میں آپ نے دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کا تفصیلی معائنہ کیا اوران میں گہری دلچسپی لی۔آپ وہاں کی یونیورسٹی میں جنوبی ایشیاء کے ممالک کی تاریخ اور اسلامی سیاست کے مضامین پڑھاتے ہیں۔آپ نے مدیر الحق کو بتایا کہ میں نے دارالعلوم حقانیہ کا ذکر جاپان کے مختلف اخبارات اور ٹیلیوژن کے پروگرامز میں دیکھا۔اور مجھے اسے دیکھنے کا کافی اشتیاق تھا۔ (الحق ستمبر ۲۰۰۰ء)

برطانوی سفارتکاروں کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ ہفتے برٹش ہائی کمیشن اسلام آباد کے اعلیٰ نمائندے جامعہ حقانیہ تشریف لائے اور آپ نے مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع حقانی سے ان کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی۔ان میں پولیٹیکل کونسلر مسٹر ٹم وائس اور نئی پولیٹیکل آفیسر ایلیکس کول اور پروٹوکول آفیسر محترمہ حمیرا صاحبہ شامل تھیں۔انہوں نے عالمی حالات اور خصوصاً پاکستان کی سیاست پر ان سے مکالمہ کیا۔مدیر ''الحق'' نے ان کو مدارس کی اہمیت اور تعلیمی نصاب کے بارے میں آگاہ کیا۔ (ماہنامہ الحق نومبر ۲۰۰۲ء)

جرمن سفارت کاروں کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ ہفتے جرمن ایمبیسی کے دو سینئر اہم سفارت کار فرسٹ سیکرٹری Mr Hasko Haberlah اور Dr Ralf Teepe نے دارالعلوم کا دورہ کیا۔آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا۔سفارت کاروں نے دوران گفتگو اس بات کا اعتراف کیا کہ یہاں بہت سی صحیح باتوں کا ہمیں پہلی مرتبہ علم ہوا جس کا پہلے ہمیں علم نہیں تھا اور مغربی پریس نے مدارس اسلامیہ کے خلاف جو پروپیگنڈہ شروع کیا ہے وہ جانبدارانہ ہے۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی غیر موجودگی میں آپ نے مولانا حامد الحق اور مولانا راشد الحق سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔اور مختلف عالمی اور خصوصاً دینی مدارس کے بارے میں بات چیت کی۔

ناروے کے نائب وزیر خارجہ اور دیگر اعلیٰ حکومتی وفد کی دارالعلوم آمد:

۸ مارچ کو ناروے کے ڈپٹی وزیر خارجہ وائڈر ایل جی سن (Vidar Helgesen) کی قیادت میں ایک اعلیٰ وفد حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات کے لئے دارالعلوم تشریف لائے ۔ وفد میں ناروے کے سفیر جینس بجورن کینیون Janis) (Bjorn Kanivin اور سیکنڈ سفیر رحزلین کے علاوہ ناروے وزارت خارجہ اور میڈیا کے اہم افراد بھی شامل تھے۔انہوں نے تین گھنٹے تک مولانا سمیع الحق سے عالم اسلام کو درپیش مسائل اور مسلمانوں کے ساتھ مغرب اور امریکہ کی کشمکش' مسلمانوں کے نظام تعلیم بالخصوص مدارس عربیہ کے بارے میں تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں وفد نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ بھی کیا اور دارالعلوم کے مثالی نظم ونسق اور نصاب سے انتہائی متاثر ہوئے۔ (ماہنامہ الحق مارچ ۲۰۰۵ء)

برٹش ہائی کمیشن اور برطانیہ کے اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ دنوں برٹش ہائی کمیشن اسلام آباد اور برطانوی وزیر خارجہ کے اعلیٰ نمائندے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور انہوں نے مدیر الحق حافظ راشد الحق سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ وفد میں سینئر پولیٹیکل آفیسر پیٹر بوکسر' برطانوی وزارت خارجہ کے اعلیٰ آفسر کرس سٹمسن جو پاکستانی ڈیسک کے سربراہ ہیں اس کے علاوہ آپ کے ہمراہ میتھو فارمن جو ریسرچ سکالر اور تجزیہ نگار ہیں وہ بھی شامل تھے۔اس کے علاوہ پولیٹکل پروٹوکول آفیسر محترمہ حمیرا صاحبہ تھیں۔وفد نے مدیر الحق سے حقانیہ کے نصاب تعلیم افغانستان کی صورتحال اور پاکستان اور عالم اسلام کی مجموعی صورتحال پر سیر حاصل گفتگو کی۔ (مارچ ۲۰۰۵ء)

دارالعلوم میں مغربی دانشور کی آمد:

مغربی سکالر مسٹر تھامس ہیگر ما جو امریکہ کے پرنسٹن یونیورسٹی میں ریسرچ ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں جہاد افغانستان وفلسطین کے معروف عرب کمانڈر ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید پر تحقیقی کام کرنے کے سلسلہ میں تشریف لائے اور مولانا مدظلہ سے کئی نشستوں میں تبادلہ خیال کیا اور انکے بارے میں مولانا مدظلہ کے تاثرات اور معلومات جمع کیں اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات میں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔

مغربی دانشوروں کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ ماہ بھی دارالعلوم حقانیہ میں مغربی دانشوروں کی آمد ہوئی۔ان حضرات میں انٹرنیشنل فلاحی ادارہ سالٹ ہالینڈ کے پریذیڈنٹ مسٹر ڈاکٹر اے۔وان ڈر بجیل اور لاہور کے بشپ آزاد مارشل اور امریکہ کے نامور مصنف اور دانشور مسٹر ایل جینسن نمایاں تھے۔ان حضرات نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ دیکھے اور خصوصاً حقانیہ تعلیم القرآن ہائی سکول کے نظم ونسق سے کافی متاثر ہوئے۔اس موقع پر مسٹر اینڈریو اور بشپ مارشل نے طلباء سے اپنے تاثرات بھی بیان کئے اور انہوں نے یہ بات واضح کی کہ پوپ بینی ڈکٹ نے جو مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے وہ ساری عالم عیسائیت کی ترجمانی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان کے اپنے خیالات ہیں۔ہمیں اس پر افسوس ہے اسی لئے بھی ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ ہم آپ کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ عالمی صورتحال اور خصوصاً مغرب کی جو مسلم دشمنی پرمبنی پالیسیاں ہیں ہم ان کی تائید نہیں کرتے۔اس موقع پر مولانا راشد الحق صاحب اور مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے بھی پوپ کی ہرزہ سرائی کے خلاف مسلمانوں کے جذبات سے انہیں آگاہ کیا۔اس وفد کے ہمراہ اقلیتی امور کے وفاقی وزیر جناب مشتاق وکٹر بھی تشریف لائے تھے۔وفد نے دارالعلوم میں تین گھنٹے قیام کیا اور اساتذہ اور طلباء سے ملاقاتیں بھی کیں۔ (الحق اکتوبر ۲۰۰۶ء)

<u>دارالعلوم میں مختلف مغربی دانشوروں وسفارتکاروں کی آمد:</u> گزشتہ دنوں پشاور میں تعینات امریکی قونصلر جنرل مس لین ٹریسی اپنے دیگر سفارت کاروں کے ہمراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کیلئے ان کی رہائش گاہ پر آئیں۔انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ سے مختلف ملکی اور بین الاقوامی حالات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔مولانا مدظلہ نے ان پر واضح کیا کہ امریکہ جو مظالم مسلمانوں اور خصوصاً افغانستان وعراق میں کررہا ہے اسکے نتیجے میں دن بدن مسلمانوں میں امریکہ کے خلاف نفرت مزید بڑھ رہی ہے اور آپکے اقدامات میں دنیا کو ایک آتش کدہ میں تبدیل کردیا ہے۔آپ کی تمام سفارت کاری اور فلاحی کام وغیرہ کارعبث ہیں جب تک کہ آپکے صدر بش ہیں۔امریکی قونصلر جنرل نے مولانا مدظلہ کو کئی وضاحتیں بھی پیش کیں اور حالیہ امریکہ امیدواروں کی طرف سے پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی پر معذرت بھی پیش کی۔نیز مولانا مدظلہ نے ان پر پاک افغان ''امن جرگہ'' کے حوالہ سے بھی کافی تنقید کی کہ جب تک اس میں تحریک طالبان شامل نہ ہوتو اس کے کچھ بھی نتائج برآمد نہ ہوں گے۔امریکی قونصلر جنرل نے اس بات سے اتفاق کیا اور کہا کہ یہ جرگہ اختتام نہیں بلکہ شروعات ہیں۔ان کے علاوہ جرمنی کے سکالر ڈاکٹر جوچن ہپلر (PD Dr. Jochen Hippler) نے ۱۵ اگست کو مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو لیا۔اور بین الاقوامی حالات پر ان سے بات چیت کی۔اس کے علاوہ اٹلی کے ایک دانشور بھی دارالعلوم آئے اور آپ نے طلباء واساتذہ سے دینی مدارس کے نصاب کے بارے میں تفصیلی انٹرویو لئے۔آپ کا تعلق اٹلی کے ایک بڑے تحقیقاتی ادارے سے تھا۔ (اگست۔ستمبر ۲۰۰۷ء)

<u>پولینڈ کے صدر کے خصوصی ایلچی Zenon Kushiciak (زینن کوشچیک) اور سفیر Wieslawk Kusharch (ویزلاک کوشارچ) کی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات:</u> گزشتہ دنوں پولینڈ کے صدر مملکت کے خصوصی نمائندہ اور اسلام آباد میں ان کے سفیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور وہاں کے صدر مملکت کا خصوصی پیغام مولانا مدظلہ تک پہنچایا اس موقع پر باہمی تبادلہ خیال کیا گیا اور مولانا مدظلہ نے مدارس کے خلاف مغربی اندیشوں کا مکمل کردفاع کیا۔ (دسمبر ۲۰۰۸ء)

<u>ہالینڈ کے وزیر خارجہ سے بات چیت:</u>

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ہالینڈ کے وزیر خارجہ ڈاکٹر بوٹ اور ان کے سربراہی میں آئے ہوئے وفد کو نبی کریم ﷺ کے بارہ میں ڈنمارک' ہالینڈ اور یورپ کے اخبارات کے افسوسناک خاکوں کے بارے میں ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کرتے ہوئے اس معاملہ پر شدید افسوس کا اظہار کیا کہ ہالینڈ اور پوری یورپی یونین نے اس سلسلہ میں نہ صرف انصاف کے تقاضوں سے انحراف کیا بلکہ بار باران خاکوں کو چھاپ کر ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جو سراسر دہشت گردی ہے جبکہ ہمارے دین میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ بھی ہمارے نبی کی طرح واجب الاحترام ہیں۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے سینٹ کی خارجہ کمیٹی کے ارکان کے ساتھ آئے ہوئے وفد کے بریفنگ میں وزیر خارجہ کے دہشت گردی کے بارے میں گفتگو کے جواب میں واضح کیا کہ اسلام اور دینی مدارس پر دہشت گردی کا الزام دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔اسلام آیا ہی ظلم وستم اور دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے تھا۔انہوں نے کہا کہ روس کے خلاف جہاد کے بعد سارا ملبہ پاکستان پر ڈالا جارہا ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ امریکہ اور اس کے یورپی اتحادی بھارت اور افغانستان نام نہاد حکومت پاکستان کے خلاف ایک تکون بن گئے ہیں۔اور الزامات بھی پاکستان پر لگائے جارہے ہیں۔جبکہ بلوچستان اور وزیرستان اور قبائلی سرحدات اور بم دھماکے انہی قوتوں کی سازشوں کا نتیجہ ہیں۔حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ ایران پر حملہ پورے عالم اسلام پر حملہ تصور کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہالینڈ کو جہاں بین الاقوامی عدالت انصاف ہے' اسلام کے بارے میں مغرب کے جارحانہ پالیسیوں کے خلاف موثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ہالینڈ کے وزیر خارجہ نے جوابی تقریر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے کئی نکات سے اتفاق کیا اور کہا کہ مذہب کے بارے میں تمام مذاہب کا احترام لازمی ہے اور میڈیا کا صحیح استعمال ضروری ہے۔ ہماری بین الاقوامی عدالت کو اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ہمیں ان اداروں سے انصاف مانگنے والوں کیلئے اپنی سرحدات کھول دینے چاہئیں۔ہمیں یہاں آ کر آپ کی مشکلات کا مزید احساس ہوا ہے۔افغانستان کے بارے میں امریکہ کا اپنا ایجنڈا ہے مگر افغانستان کی تعمیر نو ضروری ہے اور وہاں پر قیام امن کی کوششیں جاری رکھنی چاہئیں۔ (ماہنامہ الحق جون ۲۰۰۶ء)

سانحہ باجوڑ سے متعلق موقف پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور وزیر خارجہ میں تلخ کلامی

باجوڑ بمباری امریکی صدر کی گرتی ساکھ بچانے کی کوشش ہے۔

تاریخ حکمرانوں کی اس بربریت اور خاموشی کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

وزیر خارجہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ ملک عملاً غلامی کا شکار ہے' حضرت مولانا سمیع الحق کی خارجہ کمیٹی میں تقریر

وفاقی وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری اور سینٹر مولانا سمیع الحق کے درمیان باجوڑ میں مدرسہ پر حملہ اور بے گناہ طلبہ کی شہادت پر اس وقت خوب گرما گرمی اور تلخ کلامی کی صورتحال پیدا ہوئی جب پارلیمنٹ ہاؤس میں وزیر خارجہ نے سینٹ کی خارجہ کمیٹی کو خارجہ پالیسی پر بریفنگ دینی شروع کی جس کی صدارت سینٹر مشاہد حسین سید کر رہے تھے۔مولانا سمیع الحق نے انہیں روکتے ہوئے کہا کہ ہماری خارجہ پالیسی کا تازہ ثمرہ ہی ہماری سرزمین پر بمباری کر کے 80 بے گناہ نعشوں کی شکل میں مل گیا ہے۔آئے دن امریکہ اور نیٹو ہمارے سرحدات کو پامال کر رہے ہیں۔اور جب چاہیں بیرونی طاقتیں ہماری سرزمین کو روندنے لگ جاتی ہیں اس پالیسی کے نتیجے میں ملک کی خودمختاری اور سالمیت اور آزادی مکمل غلامی میں بدل گئی ہے انہوں نے کہا کہ مریکہ کی بمباری اور بربریت کو آپ اپنے سر لے کر انہیں بدنامی سے بچانا چاہتے ہیں تاریخ کبھی ہمیں معاف نہیں کرے گی۔مولانا سمیع الحق نے مطالبہ کیا کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو اسی کرنٹ ایشو کو زیر بحث لانا چاہیے اور وزیر خارجہ اس پر بحث کریں وزیر خارجہ قصوری نے کہا کہ پاکستان موجودہ صورتحال میں بڑی آزمائش میں ہے ہم بڑی طاقتوں سے لڑ کر ملک کو عراق اور افغانستان نہیں بنا سکتے اگر ہم ایسا نہ کریں تو بڑی طاقتیں خود ہر اقدام سے گریز نہیں کریں گی۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ مدرسہ میں دہشت گردی کا کوئی ثبوت سامنے نہیں آیا۔اس مدرسہ والوں نے نہ کوئی مزاحمت کی نہ وہاں جنگی تربیت دی جارہی تھی اس لئے یہ

اقدام ماورائے عدالت قتل ہے اور حکومتی ممبران پارلیمنٹ' انصاف پسند وکلاء اور جج بھی یہی کہہ رہے ہیں اور قطعی قرائن بھی یہی ہیں کہ یہ سب کچھ خود باہر کی طاقتوں امریکہ' نیٹو وغیرہ نے کیا ہے۔ وفاقی وزیر خارجہ نے کہا کہ اس حقیقت سے وزارت داخلہ پردہ اٹھا سکتا ہے یا فوج ۔ وزارت خارجہ کا یہ مسئلہ نہیں۔ مولانا سمیع الحق نے کہا دین کے معصوم طلبہ اور حفاظ قرآن کو شہید کرنے کے ایسے ہی ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے کئی دن تک قنوت نازلہ پڑھ کر اور قاتلوں پر عذاب کی بددعا مانگی تھی۔ حکومت کو اب جرات کا مظاہرہ کرکے اس سلسلہ کو روکنا چاہیے۔ بھارت ہم پر الزام لگاتا ہے' کرزئی ہمیں گالیاں دے رہا ہے۔ اور امریکہ ہماری دوستی کا حق ایسے اقدامات کروا کر ادا کر رہا ہے۔ وزیر خارجہ قصوری نے کمیٹی کو موجودہ صورتحال میں مشکلات اور حکمت عملی سے آگاہ کیا اور کہا کہ امریکہ کو سپر پاور تسلیم کرنا چاہیے' مولانا سمیع الحق نے کہا کہ وہ روس کے خلاف ہماری قربانیوں کے نتیجہ میں سپر پاور بن چکا ہے۔ مشرقی یورپ اور سنٹرل ایشیاء ہماری وجہ سے آزاد ہوئے دیوار برلن ہمارے وجہ سے ٹوٹ گئی' مگر پاکستان کو قربانیوں کا صلہ نعشوں اور بمباری کی شکل میں دیا جارہا ہے انہوں نے قصوری کو ان کے بزرگوں کی جنگ آزادی میں خدمات کے حوالہ سے انکے روایات سے انحراف نہ کرنے پر زور دیا ہے۔

(بحوالہ روزنامہ اسلام ۱۱رشوال ۴رنومبر ۲۰۰۶)

یورپی یونین کے پارلیمانی اعلیٰ سطحی وفد کی دارالعلوم آمد:

گزشتہ ماہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے اہم ارکان پر مشتمل وفد نے دارالعلوم کا خصوصی دورہ کیا تھا۔ دارالعلوم کی عالمی شہرت اور اہمیت کی بناء پر بیرون ملک سے وفود کا سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اسی سلسلے میں یورپی یونین کے پارلیمنٹ کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے بھی بروز ہفتہ ۱۷ردسمبر دارالعلوم حقانیہ کا تفصیلی دورہ کیا۔ وفد کی سربراہی برطانیہ کی مسز نینا گل نے کی۔ آپ کے علاوہ اس میں مسٹر نکلسن' مسٹر رابرٹ ایونسن وغیرہ شامل تھے۔ نینا گل یورپی یونین پارلیمنٹ کی ایشین کمیٹی کی چیئرپرسن ہیں۔ آپ کے ہمراہ یورپی پارلیمنٹ کے دیگر سات اہم ممبران بھی تھے۔ گیارہ رکنی وفد نے دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کا تفصیلی معائنہ کیا اور طلباء اور علماء سے ملاقاتیں کیں اور دارالعلوم حقانیہ اور اس کے نصاب کے بارے میں تفصیلی بریفنگ انہیں دی گئی۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب کی بیرون ملک ہونے کی وجہ سے وفد کی میزبانی مولانا حامد الحق حقانی MNA نے کی اور مختلف سوالات کے جوابات بھی آپ نے دیئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا راشد الحق اور مولانا یوسف شاہ بھی تھے۔ وفد نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ دارالعلوم حقانیہ ایک مکمل تعلیمی ادارہ ہے اور یہاں آکر اور خود معائنہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں مغرب میں بڑی غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں۔ اس موقع پر مقامی صحافیوں نے چیئرپرسن نینا گل اور ممبران پارلیمنٹ سے سوال کیا کہ آپ نے مولانا سمیع الحق کو کیوں یورپی یونین کے پارلیمنٹ آنے سے روکا تھا؟ آپ لوگ تو جمہوریت کے علمبردار ہیں؟ اس موقع پر نینا گل نے شرمندگی کے ساتھ اعتراف کیا کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا در اصل یہ ایک معمولی غلط فہمی کی بناء پر ہوا تھا۔ میں ذاتی طور پر مولانا کا احترام کرتی ہوں' اور ہماری یہاں مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پر آمد اسی لئے ہے کہ ہم وہ پرانا تاثر ختم کرسکیں اور ہم دارالعلوم حقانیہ کی مزید ترقی کی امید کرتے ہیں۔ یہاں آکر ہمیں دلی مسرت ہوئی۔

سینیٹ کمیٹی کے عالمی دوروں میں اسلام اور جہاد افغانستان کی وکالت اور ترجمانی

(سینیٹ کے شائع کردہ رپورٹوں سے)

مولانا سمیع الحق سینیٹ کے خارجہ کمیٹی کے پانچ چھ سال نہایت سرگرم اور اہم رکن رہے اس کمیٹی نے چیئرمین کمیٹی جناب سینیٹر مشاہد حسین سید کی قیادت میں یورپی مغربی ممالک، سری لنکا، ویتنام، جنوبی کوریا اور سنٹرل ایشیا کی ریاستوں اور اسلامی ممالک کے دورے کئے، ان دوروں میں دہشت گردی، طالبان، جہاد افغانستان اور اسلامی نظام کے بارہ میں مولانا سمیع الحق ہی پر زیادہ توجہ مبذول ہوتی اور طرح طرح سوالات اٹھائے جاتے۔ ان دوروں کی مفصل رپورٹیں شائع ہوتی رہی، دوروں کی بریفنگ میں مولانا سمیع الحق نے جو اہم نکات یا تجاویز یا تاثرات اُٹھائیں اس کے کچھ نمونے ان رپورٹوں سے سینیٹ کے حوالہ سے شامل کی جا رہی ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا سمیع الحق کی گفتگو کی انگریزی میں ترجمانی خود چیئرمین کمیٹی مشاہد حسین سید فرماتے اور سینیٹ کے نہایت قابل وفاضل جوائنٹ سیکرٹری جناب افتخار اللہ بابر اسے قلمبند کر کے بعد میں مفصل رپورٹ شائع کرتے۔

دورۂ جرمنی بلجیئم برطانیہ (اپریل۔مئی ۲۰۰۵ء)

Senator Maulana Sami-ul-Haq stated that Islam is a religion of peace and tolerance and there is no scope for terrorism in Islam. The propaganda against Islam as a religion of extremism should be discontinued. He clarified that in the religious seminaries hatred towards the West or terrosim is not propagated. He also said that before pointing fingers towards Muslims the word "terrorist" should be defined.

جرمن کونسل کے ساتھ میٹنگ: جرمن کونسل برائے خارجہ امور کے ساتھ میٹنگ مورخہ ۱۸ اپریل ۲۰۰۵ء لئیسنڈ رنیر ٹوموف وان نارڈن سکو جولڈ وائس ایگزیٹو پریذیڈنٹ جرمن کونسل برائے خارجہ امور نے پاکستانی خارجہ کمیٹی کا استقبال کیا۔

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اسلام امن اور برداشت کا مذہب ہے اور اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈا کہ اسلام انتہا پسندی کا مذہب ہے ختم ہونا چاہیے۔ مولانا نے کہا کہ کسی اسلامی مدارس میں یورپ مخالف اور دہشت گردی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسلمانوں پر انگلی اٹھانے سے پہلے لغت دہشت گردی کی تعریف ہونی چاہیے۔

Minutes of the meeting between Senate Foreign Relation Committee and the South Asian Parliamentary Group in the German Bundestag held on 18 April at 1430 hours.

Mr Johanners Pflug, Chairman of the South Asian Parliamentary Group in the Bundestag (lower house of the German Parliament) welcomed the Senate delegation to the Bundestag for exchange of views on topical issues. At the outset, he introduced the following three members of the group who were present for the meeting:-

i. Mr Joseph Winkler from Greens.

ii. Mr Holger Ortel from SPD.

iii. Mr Claus Werner Jonas from SPD.

Senator Mushahid, in turn, thanked the Group for receiving them and introduced the delegation which he said was evenly drawn from both the ruling and opposition parties. In light vein, he said that Maulana Sami-ul-Haq was running a Madrassah where Taliban received education.

خارجہ کمیٹی کی میٹنگ ساؤتھ ایشیا پارلیمانی گروپ ایوان زرین جرمنی کے ساتھ ۱۸۔اپریل جان فوگ چیئرمین پارلیمانی گروپ ساؤتھ ایشیاء

نے استقبال کیا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

۱۔ جان فوگ چیئرمین (ایوان زرین جرمنی) ۲۔ ہولگر ہورلٹز (ایس پی ڈی)

۳۔ کلاس وارنز جونز (ایس پی ڈی)

چیئرمین فارن کمیٹی مشاہد حسین نے شکریہ ادا کیا اور اپنے گروپ کا تعارف کرایا اور کہا کہ وفد میں حزب اختلاف اور اقتدار دونوں کے نمائندے شریک ہیں ہلکے پھلکے انداز میں کہا یہ مولانا سمیع الحق صاحب جو ایک مدرسہ چلا رہے ہیں جہاں طالبان تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

Senator Maulana Sami-ul-Haq stated that political developments in Afghanistan affected Pakistan. Germany was closely involved with Afghan affairs as it hosted the Bonn conference on Afghanistan and the Afghans rated Germany highly. He asked whether the farcical presidential elections engineered by the US had helped in consolidating Karzai's power. His writ outside Kabul was not acceptable which had created problems. Karzai has allowed India to set up consulates in Afghanistan in the areas bordering Pakistan which has led to conspiracy in Balochistan. All Muslims sided with the US in ousting USSR from Afghanistan, but now Muslims are termed as terrorists. Have the US and EU achieved the right results in Afghanistan? He advised them to try another strategy to settle Afghanistan and urged that all Muslims should not be labeled as terrorists.

<u>کرزئی اور افغانستان کے صدارتی انتخابات:</u> مولانا سمیع الحق نے کہا کہ افغانستان میں سیاسی ہل چل کے اثرات پاکستان پر پڑتے ہیں۔ جرمنی افغانستان کے معاملات سے بخوبی خبر ہے اور یہ بون کانفرنس جو کہ افغانستان کے بارہ میں ہوئی تھی کا میزبان بھی تھا۔ اور افغان بھی جرمنی پر کافی بھروسہ کرتے ہیں انہوں نے سوال کیا کہ کیا موجودہ صدارتی انتخاب جو امریکہ کروا رہا ہے کرزئی کی طاقت میں اضافہ کا باعث بنے گا؟ کابل سے باہر کرزئی کی حکومت نہ ہونے کے برابر ہے۔ جو کہ بڑے مسائل پیدا کر رہی ہے۔ کرزئی نے پاکستان کے سرحدی علاقوں کے قریب بھارت کو اپنے کونسلٹ قائم کرنے کی اجازت دی ہے جو بلوچستان میں مسائل پیدا کریں گے تمام مسلمان سوویت یونین کے خاتمہ تک امریکہ کی نظروں میں ٹھیک تھے لیکن اب تمام مسلمان دہشت گرد بن گئے ہیں۔ کیا امریکہ اور یورپی یونین نے افغانستان میں صحیح اہداف حاصل کر لیے ہیں۔ مولانا نے مشورہ دیا کہ یہ اپنی پالیسی بدلیں اور افغانستان کا معاملہ ٹھیک کریں اور تمام مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل نہ لگائیں۔

Senator Maulana Sami-ul-Haq stated that India has made inroads in Afghanistan and pointed out that after the opening of Indian consulates in

Jalalabad and Qandahar, destability has gripped Balochistan. India has down it with the blessing of the US, which on its part is trying to bring the Central Asia region under its influence.

جرمن انسٹیٹیوٹ برائے بین الاقوامی وسیکورٹی افیئر کے ساتھ میٹنگ ۱۸۔اپریل ۲۰۰۵ء سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا کہ بھارت افغانستان میں سڑکیں بنارہا ہے اور وضاحت کی کہ افغانستان میں جلال آباد اور قندھار میں بھارتی کونسلیٹ بن جانے کے بعد بلوچستان کا امن وامان غیر مستحکم ہو جائے گا اور بھارت یہ سب کچھ امریکہ کی ایماء پر کر رہا ہے بھارت چاہتا ہے کہ سنٹرل ایشیاء اور اس خطہ میں اپنا اثر رسوخ قائم کرے۔

جرمن وزیر خارجہ کے ساتھ میٹنگ

Senator Sami-ul-Haq stated that the security policy of the US created a sense of victimization among Muslims. More then 90% of Muslims were against the US policies. The role of the Madrassah has been blown out of proportion. The Madrassah is an institution in Islamic culture. The Madrassah provides free education with boarding and lodging facilities to the poor. These could be described as an NGO in Islamic culture. The curriculum of the Madrassah does not teach extremism.

<u>اسلام میں تعلیم اور مدرسے کا کردار:</u> ۱۹۔اپریل ۲۰۰۵ء: مسٹر جارجن چوردیوف جرمن وزیر خارجہ کے ساتھ ناشتہ پر میٹنگ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا امریکہ کی پالیسی مسلمانوں کے بارہ میں مختلف ہے۔ جبکہ اور اقوام کیلئے مختلف ۹۰% سے زیادہ مسلمان ان پالیسیوں کے خلاف ہیں۔اسلامی معاشرہ میں مدرسہ کا ایک بنیادی کلیدی مقام ہے۔مدرسہ غریب طلباء کو مفت رہائش خوراک اور تعلیم فراہم کرتا ہے۔یہ ایک این جی او کی طرح ہے مدرسہ کے نصاب میں کہیں بھی انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔

<u>تعلیم خرید وفروخت کی چیز نہیں:</u> (جرمن وزیر خارجہ نے دینی تعلیم مفت دینے پر ناگواری ظاہر کی اور اسکی وجہ پوچھی مولانا سمیع الحق نے اس ناگواری پر حیرت کا اظہار کیا اور ترقی یافتہ اقوام کا تعلیم جیسی بنیادی ضرورت پر تاجرانہ اور مادی نقطہ نظر پر شدت سے تنقید کی اور کہا کہ تعلیم اسلام کی نظروں میں کاروبار اور خرید وفروخت کی چیز نہیں انسان کا لازمی حق ہے۔اور روٹی کپڑا مکان اور علاج سے بھی زیادہ قابل توجہ بنیادی ضرورت ہمارے بعض فقہی مکاتب فکر کے کلیدی ائمہ کی رائے ہے کہ درس وتدریس اور پڑھنے پڑھانے پر اجرت لینا جائز نہیں، ہمارے قرآن کا پہلا حکم اور نقطۂ آغاز اقرأ یعنی پڑھنے کے حکم سے ہے ہمارے رسول نے جنگی قیدیوں کو ناخواندہ افراد کو پڑھانے کے بدلے میں آزاد کرایا مولانا سمیع الحق کے تفصیلی خطاب نے محترم وزیر خارجہ کی ناگواری کو خوشگوار تعجب میں بدل دیا (اضافہ از مرتب)

(جرمن کرسچین ڈیموکریٹک یونین کے ساتھ میٹنگ)

Senator Sami-ul-Haq while commenting on the situation in Afghanistan said during the 20 years struggle, 5 million Afghans were displaced. Moreover, as a result of their brave struggle the following developments took place:-

i. Soviet Union was dismembered.

ii. Central Asian countries were liberated.

iii. USA became a sole superpower.

iv. With the fall of Berlin Wall Germany was unified; and

v. The statues of Lenin and Stalin fell.

The presence of Afghans in Pakistan has caused pressure on the meager resources of Pakistan. Earlier, there was danger from the Eastern border and now the Western border is not secure. India has established consulates in Jalalabad and Qandahar with the blessing of the US. The sacrifice of the Afghan people has been wasted but the world has gained. He said the Afghans need the help of Germany to restore stability and peace.

ہماری قربانیوں کے ثمرات امریکہ اور یورپ کو ملے: ۱۹۔اپریل ۲۰۰۵ء میٹنگ ڈپٹی چیئرمین آف کرسچن ڈیموکریٹک یونین پارلیمنٹری گروپ۔

افغانستان کے بارہ میں جب بات چیت ہو رہی تھی تو مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ۲۰ سالہ محنت اور جدوجہد کے بعد جن میں ۵۰ لاکھ سے زائد لوگ بے گھر ہوئے لاکھوں شہید ہوئے اور اس جرأت مندانہ جدوجہد کے نتیجے میں ثمرات سامنے آئے کہ

۱۔ سوت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ ۲۔ سنٹرل ایشیاء کے ممالک آزاد ہوئے۔

۳۔ مشرقی یورپ میں شامل ممالک آزاد ہوئے۔ ۴۔ امریکہ سپر پاور بن گیا۔

۵۔ دیوار جرمن گر گئی اور جرمنی متحد ہو گیا اور لینن اور اسٹالن کے مجسمے اور مقام گر گیا لیکن سارا ملبہ اور کانٹے پاکستان پر لادے گئے۔

اب بھی افغان مہاجرین کی وجہ سے پاکستان کی معیشت پر بڑا دباؤ ہے جبکہ پہلے سے ہمارے مشرقی بارڈر پر خطرات تھے اب مغربی بارڈر بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہندوستان قندھار اور جلال آباد میں کونسلیٹ بنا رہا ہے اور اسکو امریکہ کی آشیرباد حاصل ہے افغان عوام کی جدوجہد قربانی ضائع گئی جبکہ تمام دنیا نے فائدہ اُٹھایا۔ مولانا نے کہا کہ افغان جرمنی سے مدد چاہتے ہیں کہ افغانستان میں امن اور استحکام آئے۔

بلجیئم (برسلز) ○ مولانا سمیع الحق کے ساتھ حکومت کا سلوک

On Tuesday 19th April afternoon, the delegation reached Brussels. At the airport, Senator Maulana Sami-ul-Haq was stopped by the Belgian immigration authorities, while the other members of the delegation were allowd to enter Belgian territory. On inquirey by the delegation, the immigration officer informed that the Ministry of Interior had directed them to stop the Maulana from setting foot on Belgian soil. Senatore Latif Khan Kohsa told the officials that as a lawyer he would accompany the Maulana to their office. Senator Mushahid Hussain Sayed also talked to the Belgium authorities and told them categorically that the other members of the delegation would not leave the airport unless Maulana Sami-ul-Haq was allowed to accompany them. Senator Mushahid informed the authorities that Maulana Sami-ul-Haq had a valid visa for Germany and the UK, both EU members, then why was this action taken by the Belgium government especially when the Maulana had not violated any law or immigration rules nor had any charge reported against him. After about 90 minutes, Senator Maulana Sami-ul-Haq was allowed to accompany the delegation with the condition to leave Belgium in the next 24 hours.

۱۹ اپریل ۲۰۰۵ء بعد دوپہر وفد جرمنی سے برسلز پہنچا۔ مولانا سمیع الحق صاحب کو ہوائی اڈا پر حکام نے روک لیا جبکہ باقی ممبران وفد کو داخلے کی اجازت دی گئی۔ وفد کو بتایا گیا کہ وزارت داخلہ کی طرف سے احکامات ہیں کہ مولانا بلجیئم کی سرزمین پر قدم نہیں رکھیں گے۔

سینیٹر لطیف کھوسا نے حکام کو بتایا کہ وہ ایک قانون دان ہیں اور مولانا کو قانونی معاونت کیلئے ان کے ساتھ ٹھہریں گے۔ مشاہد حسین سید نے بھی بلجیئم حکام سے بات چیت کی اور حکام کو بتایا کہ وفد کے باقی ممبران بھی جب تک مولانا ان کے ساتھ نہ ہوں ائرپورٹ سے نہیں جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سمیع الحق کے پاس جرمنی اور برطانیہ کا ویزا ہے جو کہ یورپی یونین کے ممبر ہیں بلجیئم حکومت نے کیوں یہ قدم اُٹھایا ہے جبکہ مولانا نے کوئی قانون شکنی نہیں کی اور انکے خلاف کوئی رپورٹ بھی نہیں ہے۔ بالآخر ڈیڑھ گھنٹہ بعد مولانا کو وفد کے ہمراہ جانے کی اجازت اس شرط پر دی گئی کہ آئندہ چوبیس گھنٹوں میں مولانا بلجیئم چھوڑ دیں گے۔

(مولانا سمیع الحق کی وجہ سے وفد کا سرکاری میٹنگ سے بائیکاٹ)

On Wednesday 20th April, the members of Senate committee were scheduled to meet Mr James Ellis, Chairman, All Parties Group on Kashmir, Mr Gerard Onesta, Vice President of the European Parliament and Mr Elmar Brok, Chairman Foreign Affairs Committtee of the European Parliament but the hosts conveyed a message through the Pakistan Embassy that the delegation minus Maulana Sami-ul-Haq would be welcomed to the meeting. The Chairman, Foreign Relations Committee, Senator Mushahid Hussain Sayed, decided not to attend the meeetings without the Maulana; a decision endorsed by all other members. According to Maulana Sami-ul-Haq the day they arrived in Brussels all local newspapers had published front page news that the EU Parliament would welcome a Pro Taliban Leader in Brussels. According to independent media sources, British Labour Member Nina Gill, a British Indian, who heads the EU South Asian Inter-Parliamentary Committee, played an important role in raising the issue of Maulana Sami Ul Haq, which resulted in the cancellation of the meetings between the Pakistan Senate Foreign Relations Committee and the Committees of EU Parliament.

۲۰۔اپریل بروز بدھ کووفد کی ملاقات مسٹر جیمس ایلیس چیئر مین آل پارٹیز گروپ کشمیر مسٹر جیرارڈ اونیسٹا وائس پریذیڈنٹ یورپین پارلیمنٹ اور مسٹر المار بروک چیئر مین فارن آفیر کمیٹی یورپین پارلیمنٹ سے طے تھی جبکہ میزبان کی جانب سے بذریعہ پاکستانی سفیر سفارتخانہ برسلز یہ پیغام ملا کہ بغیر مولانا سمیع الحق کے وفد کا استقبال کیا جائیگا۔ چیئر مین مشاہد حسین سید نے دوٹوک فیصلہ کیا کہ بغیر مولانا سمیع الحق کے میٹنگ میں شرکت نہیں کی جائیگی جس کی تمام وفد نے تائید وتوثیق کی اور سارے پروگراموں کو مسترد کردیا جس دن وفد برسلز پہنچا تمام اخبارات نے صفحہ اول پر شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع کی کہ یورپی یونین پارلیمنٹ نے ایک طالبان لیڈر کو برسلز میں خوش آمدید کہا آزاد میڈیا ذرائع کے مطابق برطانوی لیبر ممبر نینا گل جو کہ برطانوی نژاد ہندوستانی ہے جو کہ جنوبی ایشیاء پارلیمنٹری کمیٹی کی چیف ہے نے مولانا سمیع الحق کے معاملہ کو اُٹھایا جسکے نتیجہ میں خارجہ کمیٹی پاکستان اور یورپی یونین کمیٹی کے درمیان مذاکرات کینسل ہوئے۔

لندن O عشائیہ سے مولانا سمیع الحق کا خطاب

Senator Maulana Sami-ul-Haq said that Islam was a religion of peace and Muslims across the world were faced with a big challenge of saving their Islamic identity.

۲۰۔اپریل ۲۰۰۵ء بروز منگل برسلز سے لندن آمد۔ اسی دن شام کو لندن کے ایک مقامی ہوٹل میں حسین شہید سروری کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا اسلام امن کا مذہب ہے اور تمام عالم کے مسلمان اپنی تہذیب اور روایات کو بچانے کیلئے انتہائی مشکلات کا شکار ہیں۔(انہوں نے شرکاء مجلس جو سینکڑوں کی تعداد میں تھے پر زور دیا کہ وہ اسلامی تہذیب اور شعائر کی ادائگی پر خفت کے بجائے فخر محسوس کریں اور برملا لوگوں کے سامنے اسلامی اقدار اور عبادات کا اظہار کریں۔ مرتب)

بریڈفورڈ یونیورسٹی O مولانا سمیع الحق کا مفصل خطاب O اسلام اور دہشت گردی

The Committee was welcomed by Dr Christopher Taylor, vice Chanccellor of the University of Bradford.The delegation was also warmly welcomed by MS Maria Sultan Deputy Director of the South Asian Strategic Stability Unit.

The opening remarks wre followd by a statement by Senator Maulana Sami Ul Haq who primarily focused on the need for clearing the misperceptions existing between Islam and the West. He highlighted the role of Madrassah played in the Afghan war and how crucial they were in freeing the world from the Yoke of Communism. The world benefited from the struggle of the Mujahideen, however, they wre forgotten in time and political space putting their struggle in question even for themeselves. These people, he stated, sacrificed everything in the name of greater good but after September 11, they are being labeled as terrorists; a gross misstatement of facts and their struggle. Moreover, there is a need to understand that veterans of the Afghan war are not criminals but carriers of light to the region. They are going through a difficult time but in order to re incorporate them back into the society it is necessary that the international

community try to eradicate the socio political surroundings of these groups to help them make this transition. It is necessary to understand the context in which these Madrassah have existed as social support mechanism for the people in the region and henceforth have importance in that context. He further stated htat Islam is a peaceful religion and people who subscribe to it follow this principle.

۲۲۔اپریل ۲۰۰۵ء کو وفد نے یورنیورسٹی کا دورہ کیا۔وفد کا استقبال مس ماریہ سلطان ڈپٹی ڈائریکٹر ساؤتھ ایشیاء اسٹریجک اسٹیبلٹی یونٹ نے کیا۔اور وائس چانسلر ڈاکٹر کرسٹوفر ٹیلر کے خطبہ استقبالیہ کے حوالہ سے وفد کے دورہ کی اہمیت اور خطہ میں قیام امن کیلئے پاکستان کے کردار پر روشنی ڈالی۔مولانا سمیع الحق نے اپنے مفصل خطاب میں کہا کہ اسلام اور مغرب کے تعلقات کے بارہ میں غلط فہمیوں کا ازالہ ہونا چاہیے۔(انہوں نے کہا کہ ہمارے رسول دنیا سے دہشتگردی مٹانے اور انسان کو آزادی دلانے آئے تھے جبکہ دنیا قیصر و کسریٰ دو بڑی امپائروں کے جبر و استبداد میں سسک رہی تھی۔مرتب)انہوں نے دینی مدرسہ کے کردار پر روشنی ڈالی کہ افغان جنگ میں مدرسہ کے نصاب اور دینی تعلیمات نے کس طرح تمام دنیا کو کیمونزم کے شکنجہ سے نجات دلائی اور مجاہدین کی قربانیوں سے دنیا نے فائدہ اُٹھایا لیکن دنیا نے انہیں بھلا دیا اور سیاسی خلا نے ان پر سوالیہ نشان لگا دیا۔ان مجاہدین نے خدائے بزرگ و برتر کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا لیکن ستمبر ۱۱ کے بعد ان پر دہشت گردی کا لیبل لگایا گیا۔ان کی جدوجہد اور حقائق کا غلط اندازہ لگایا گیا اور یہ سب کچھ نظر انداز کر دیا گیا(بعد میں شرکاء طلبہ و طالبات کے ساتھ سوالات اور جوابات کی مفصل نشست ہوئی۔مرتب)

۲۰۰۵ء

پاک افریقہ تعلقات

(پاکستان و افریقی ممالک کے درمیان دوطرفہ تعاون)

۲۲ جون ۲۰۰۵ء کو ایک میٹنگ فارن کمیٹی اور افریقن ممالک کے سفراور ہائی کمشنر کے درمیان چیئرمین مشاہد حسین سید کی صدارت میں منعقد ہوئی جسکا موضوع تھا کہ پاکستان اور افریقی ممالک کے درمیان دوطرفہ تعلقات کو کس طرح مضبوط اور نفع بخش بنایا جائے۔

چیئرمین مشاہد حسین سید نے کمیٹی کے تمام ممبران کا تعارف کرایا غالباً مولانا سمیع الحق صاحب دیر سے پہنچے تھے مشاہد حسین سید نے کہا کہ میں اپنے ایک ساتھی کا تعارف کرانا چاہتا ہوں۔جو ابھی پہنچے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ کسی تعارف کے محتاج ہیں یہ مولانا سمیع الحق ہیں جنکا تعلق ایم ایم سے ہے اور یہ پاکستان کے ایک بڑے مدرسہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے چیف ہیں انکے والد بھی پارلیمنٹ کے رکن تھے مولانا سمیع الحق نے جہاد میں بھی حصہ لیا جو کہ ایک مشترکہ جہاد تھا جیسا کہ آپ جانتے ہیں یورپ اور مسلم ممالک کیلئے یہ ماضی میں بھی پارلیمنٹ کے ممبر تھے اور ہمارے ساتھی ہیں۔

جن سفراء اور ہائی کمشنرز نے شرکت کی۔

اریٹریا۔الجیریا۔کینیا۔نائجیریا۔سوڈان۔مصر۔مراکش۔تنزانیہ۔لیبیاء۔ساؤتھ افریقہ۔صومالیہ

اسٹینڈنگ کمیٹی خارجہ امور

پاکستان اور افریقی ممالک کے درمیان اداروں کا تعاون اور دوطرفہ تعلقات کے کیلئے اسٹینڈنگ کمیٹی خارجہ امور اور افریقی ممالک کے سفراء کے درمیان مورخہ ۲۲ جون ۲۰۰۵ء کو پارلیمنٹ ہاؤس میں میٹنگ ہوئی جسمیں مولانا سمیع الحق نے کہا۔

معزز سفارت کار ہم آپ کو پارلیمنٹ ہاؤس میں کھلے دل سے خوش آمدید کہتے ہیں اور سینیٹر مشاہد حسین کے شکر گزار ہیں۔ جن کی وجہ سے آج یہ ملاقات ممکن ہوئی۔ ہمارے آپ کے تمام ممالک کیساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ ہمیں سوڈان دیکھنے کا اتفاق ہو چکا ہے اور میں ڈاکٹر حسن الترابی سے مل چکا ہوں ہمارے تعلقات مضبوط ہونے چاہیں۔ کیونکہ ہمارے منزل ایک ہے۔ ہمارے مسائل بھی ایک ہیں۔ چاہے وہ کشمیر ہو، دارفور یا باقی علاقے جیسے کہ فلسطین۔ میں اس وقت طالب علم تھا۔ جب الجیریا سے ایک عالم بشیر الابراہیمی الجزائری پاکستان آئے۔ وہ ایک مجاہد تھے اور ہم سب الجیریا کے لوگوں کیلئے ان کی کوششوں کی قدر کرتے ہیں۔ ہمیں ان سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ جنوبی افریقہ کیساتھ ہمارے بہترین تعلقات ہیں۔ اُن کے عظیم لیڈر نیلسن منڈیلا جن کی ہم بہت قدر کرتے ہیں اور اُس کی صحت کیلئے دعا گو ہیں ہمارے جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کیساتھ نہایت اچھے تعلقات ہیں۔ اور ان کے مدارس کا تعلیمی نظام بہت اچھا ہے اور ہم افریقہ کیساتھ ان تعلقات کو مزید مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام امن کا مذہب ہے آپ جانتے ہیں کہ اسلام کے خلاف جو گروپ بندی کی گئی ہے۔ وہ دہشت گردی سے متعلق ہے۔ اور یہ ایک بے بنیاد الزام ہے کیونکہ اسلام کا مفہوم ہی امن ہے۔ ہم افریقیوں اور ایشیاء کے رہنے والوں کو اکٹھے ہو کر مغرب کو اس بات پر آمادہ کرنا ہے۔ کہ یہ اسلام کا تصور نہیں ہے۔ جو انہوں نے منفی انداز میں اخذ کیا ہے۔ ہم مختلف مذاہب فکر کیساتھ بیٹھ کر اُن کو اسلام کے حقیقی تعلیمات سمجھانے کیلئے تیار ہیں۔ ہمیں اُن کو دہشت گردی اور آزادی میں فرق کرنے پر آمادہ کرنا ہوگا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

پاکستان اور برطانیہ کے تعلقات (دسمبر ۲۰۰۵ء)

ستمبر ۲۰۰۷ء پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد میں فارن کمیٹی کے ساتھ سر مائیکل جے سیکرٹری دولت مشترکہ برطانیہ کے ساتھ مسئلہ عراق افغانستان و دہشت گردی پر بحث

<u>Senator Maulana Sami-ul-Haq</u>: In the name of Allah, the most compassionate, the most merciful. It is a great pleasure to be addressing such a distinguished audience. I have been saying from the last four/five years that we can remove misunderstandings with Western coountries through a dialogue with the intellectuals and policy makers of Muslim countries. This is the need of the hour. My experience shows that after this kind of interaction at a broad level, a lot of misunderstandings and misconceptions can be removed. This is an

auspicious beginning and we want dialogues through your good selves. Mr Chairman, you should come here and we should go there and through the media also we shoud interact. And if we do not do this dialogue, there might be grave consequences for all of us. I will briefly say that terrorism is a universal problem and if it was an Islamic one then the Muslim countries would not have been victims of terrorism. We are the biggest victim of terrorims, specially Pakistan. Our biggest crime within quotes is "we fought in the war of liberation against the Soviet Union in the cold war". It was not just the seminaries who fought but it was the civil society, it was the people at large who fought in the jihad against the Soviet. Resisting Soviet Union was right. Otherwise the freedom of Pakistan and the region would have been at stake. Because of our sacrifices, the entire world specially, the Western world gained. Central Asia was liberated, Eastern Europe was liberated, Berlin Wall collapsed and the U.S. became the sole Super Power. But the only fruit we got from that big tree was that we are now accused of terrorism. We must define the contours and define what terrorism actually is. There should be a clear principle that wherever the oppressors oppress the oppressed we should support the oppressed. There cannot be any distinction of oppressed because they happen to be Muslim or non Muslim.

Religious seminaries are not something new in this world. They came up in this region after the British Empire was established. You established all the religious seminaries. Why? Because the system of education established by the British colonialists was secular in nature. There was no forum for teaching Islamic injunctions, so there was need for Islamic Muslim seminaries. The British Empire was very efficient and they ruled over 150 years but there was no evidence of any etremism or terrorism from any of the seminary in the British Empire

in India. We had big seminaries in U.P, that is now in India and Deoband which is a very famour seminary in Siharanpur and Lucknow. Your governors of that period used to visit those seminaries. The governors were very much impressed by the welfare work being done by the seminaries in the days of the British Empire. There has been no proof or allegation of involvement of any seminary in either 9/11 or 7/7. I will give you a few examples of movements for liberation all over the world.

The struggle in Algeria under Dr Asad Madani of Islamic Salvation Front and Mr Rashed Ganoshi in Tunis. In Sudan, there is Mr Hasan Turabi and in Egypt, there is the Muslim Brotherhood. In Iran, the main leaders were graduate students and Imam Khomeini came much later. None of them were educated in any religious seminaries and the leaders of Al-Qaedaare also professional Doctors and Engineers like Dr Ayman Al Zawahiri. The problem is that Muslims, who study in your universities, they become very highly qualified as a consequence of studying in your universities. You teach them that equality, freedom, democracy and human rights are all very important. Your mould his mind to such an extant that he wants to see this heaven on earth. There are human rights, there is democracy, there is freedom of human beings, so he wants to fight for that. But when he goes back to his homeland there is hell on earth. There are no human rights, there is no democracy, and there is no equality. He see the heaven on earth in the West but in his own country, it is hell on earth. So, what does he do? The best thing is that you should eliminate this curricular about human rights, democracy and so do not make people aware of their rights. We Mullahs teach them about life after death. That is why we Mullahs teach our students to be patient in this world. We Mullahs are patient in this world and hope to get the facilities in

the Hereafter. The problem is that you do not let me in your country.

مولانا سمیع الحق:

باہمی مکالمہ کی ضرورت: حمد وثناء کے بعد۔ میرے لیے یہ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ نہایت معزز سامعین سے مخاطب ہوں۔ میں گذشتہ پانچ چھ سالوں سے یہ عرض کررہا ہوں کہ ہمیں مغربی ممالک سے غلط فہمیاں دور کرنی چاہیں اور اسکے لئے اسلامی ممالک کے صاحب امرائے اور اہل دانش۔ پالیسی میکرز سے مذاکرات ہونے چاہیں یہ وقت کی ضرورت ہے۔ میرا تجربہ کہتا ہے کہ اس قسم کے عمل سے بڑی حد تک غلط فہمیاں اور شبہات کا ازالہ ہو جائیگا۔ یہ ایک اچھی شروعات ہے اور آنجناب کے توسط سے مقالہ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین آپ یہاں تشریف لائے ہیں اور ہم وہاں حاضر ہونگے اور میڈیا کے ذریعہ بھی رابطہ میں رہیں گے اور اگر ہم نے یہ مکالمہ شروع نہیں کیا تو ہمارے سب کیلئے مشکلات بڑھیں گی۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ دہشت گردی ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اگر یہ اسلامی ہوتا تو اسلامی ممالک دہشت گردی کا شکار نہ ہوتے ہم سب سے زیادہ دہشت گردی کا شکار ہیں خصوصاً پاکستان۔ ہمارا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ ہم نے سرد جنگ میں سویت یونین کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی یہ نہ صرف مدارس کے لوگ تھے بلکہ سول سوسائٹی کے لوگ اور ایک بڑی تعداد دوسرے لوگوں کی بھی تھی جنہوں نے سویت یونین کے خلاف جہاد کیا۔ سویت یونین سے مقابلہ ضروری تھا بصورت دیگر پاکستان اور خطہ کو خطرات لاحق ہوتے۔ ہماری قربانیوں کے بدلے تمام دنیا خصوصاً یورپی دنیا نے فائدہ اُٹھایا۔ وسط ایشیاء آزاد ہوا۔ مشرقی یورپ آزاد ہوا دیوار برلن گرگئی اور امریکہ ایک سپر پاور بن گیا لیکن اس بڑے درخت کا صرف واحد پھل جو ہمارے حصہ میں آیا وہ دہشت گردی کے القاب ہیں۔ ہمیں دہشت گردی کی تعریف کرنی ہوگی صاف اصول ہونا چاہیے کہ جارح کا ہاتھ روکا جائے اور مجروح کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے چاہے وہ مسلمان یا غیر مسلم ہو۔

دینی مدارس کی وجہ برطانوی سیکولر تعلیمی نظام: دینی مدارس دنیا کیلئے نئی چیز نہیں ہیں۔ یہ اس خطہ میں برطانوی حکومت کے قائم ہونے کے بعد معارضے وجود میں آئے۔ آپ نے دینی مدارس کو قائم کیا کیوں؟ اس لئے کہ برطانوی نوآبادیوں میں قائم کیا گیا تعلیمی نظام سیکولر تھا۔ دینی تعلیم کیلئے کوئی نظام نہیں تھا اس لئے ضرورت تھی کہ دینی مدارس قائم کئے جائیں سلطنت برطانیہ نے ۱۵۰ سال حکومت کی یہ ایک کامیاب حکومت تھی اور اس ڈیڑھ سوسالہ دور حکومت میں بھارت سے برطانوی حکمرانوں کو کسی ایک بھی دینی مدرسہ سے دہشت گردی یا انتہا پسندی کی تکالیف نہیں ملی۔ ہم یوپی میں ایک بڑا مدرسہ رکھتے ہیں جو بھارت میں ہے دیو بند جو ایک مشہور مدرسہ ہے سہارنپور اور لکھنو۔ اس وقت کے آپکے گورنران مدارس کا دورہ کر چکے ہیں اور ان کے مطابق ان مدارس کے فلاحی کاموں پر اظہار تشکر کر چکے ہیں۔ 9/11 اور 7/7 کے واقعات میں مدارس کے ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میں آپ کو تحریک آزادی کی چند مثالیں جو دنیا میں جاری ہیں کی دیتا ہوں۔ ڈاکٹر اسد مدانی کی تحریک اسلامک سلوشین فرنٹ الجیرا۔ مسٹر رشید گنوشی تونس۔ سوڈان میں جناب حسن ترابی اور مصر میں یہ مسلمانوں کا آپس میں بھائی چارہ ہے ایران میں تمام لیڈر طلباء مدارس کے فارغ تھے جبکہ امام خمینی بعد میں تشریف لائے۔ یہ تمام دینی مدارس کے فارغ اور تعلیم یافتہ ہیں جبکہ القاعدہ کے تمام لیڈر پیشہ ور ہیں کوئی ڈاکٹر ہے اور کوئی انجینئر جیسے ڈاکٹر ایمن الظاہر دی۔

دہشت گردی مغرب کے متضاد پالیسی کا نتیجہ: مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان اگر آپکی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو وہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں آپ انہیں مادی حقوق، آزادی جمہوریت اور شخصی حقوق کی تعلیم دیتے ہیں یہ سب ضروری ہے۔ آپ ان کا دماغ بدل دیتے ہیں اس حد تک کہ وہ دنیا میں جنت تلاش کرتا ہے۔ یہ انسانی حقوق شخصی آزادی، یہ جمہوریت یہ آزادی اور پھر یہ شخص اس

کے لئے جنگ کرتا ہے لیکن جب یہ شخص اپنے وطن واپس پہنچتا ہے تو وہاں زمین پر دوزخ دیکھتا ہے۔ وہاں کوئی انسانی حقوق نہیں ہیں وہاں جمہوریت نہیں ہے اور وہاں غیر مساوی نظام ہے جسے آپ قائم رکھے ہوئے ہیں۔

<u>اپنے لئے جنت اور مسلمانوں کیلئے دوزخ:</u> وہ دیکھتا ہے کہ جنت مغرب میں ہے اور اسکے اپنے ملک میں زمین پر دوزخ ہے۔ سو وہ کیا کرے؟ بہتر یہ ہوگا کہ آپ اپنا نصاب بدلیں اور ہیومن رائٹ، جمہوریت اور اسکے بارہ میں لوگوں کو نہ بتائیں اور لوگوں کو انکے حقوق سے آگاہ نہ کریں ہم مُلا لوگ ان لوگوں کو موت کے بعد کی دنیا کی تعلیم دیتے ہیں یہ اس لئے کہ دنیا میں اُنکے طلباء سکون سے رہیں اور آخرت میں تمام سہولتوں سے فائدہ اُٹھائیں اور مسئلہ یہ ہے کہ آپ مجھے (مُلا کو) اپنے ملک میں نہیں چھوڑتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا سمیع الحق: یہ بات جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ میرے مدرسے میں آنے کا سوچ رہے تھے اور میں نے آپکے لیے ایک شاندار پروگرام بھی ترتیب دیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہمارے درمیان سیمیناروں، جنگ اور اسلام اور دہشت گردی پر تبادلہ خیال ہوگا۔ جیسا کہ یہ ان دنوں سب سے اہم پہلو تھا اور ہمیں انسانیت کی خدمت کرنی چاہیے ان مسائل پہلوؤں کو حل کرکے میں دو جامع پہلوؤں پر بات کروں گا میں آپ تک اپنے خطے کے اپنے لوگوں کے مسائل مشکلات و پریشانیاں کا فہم بہم پہنچاؤں گا۔ یہ پاکستان کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ سوویت یونین نیست و نابود ہوا اور مشرقی یورپ اور امریکہ میں کمیونزم کے ظاہر ہونے کے نتیجے میں ایک سپر پاور کا خاتمہ ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے اپنا جو کردار نبھایا جو حصہ ڈالا اور قربانیاں دیں ان کی ہمیں سزا مل رہی ہے۔ گزشتہ صدی میں جو آخری جنگ ایک سرد جنگ سوویت یونین کے خلاف لڑی گئی اس کے نتائج آج بھی پاکستان میں محسوس کیے جاتے ہیں۔ اور اب ہم اس تمام فساد کو ختم کرنا چاہتے ہیں جو پاکستان کو اندر ہی اندر غیر مستحکم بنا رہا ہے۔ درحقیقت آج ہم دہشت گردی کا شکار ہیں۔ ہمارے ملک کے ۱۴۰ ملین عوام اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے سینکڑوں سپاہی، افسران اور عوام نے شہادت پائی ہے۔ افغانستان کو زیر کرنے کی کوشش میں پاکستان میں خودکش حملے کا غلبہ نظر آتا ہے۔ ان خودکش بم دھماکوں کا دین اسلام سے لینا دینا نہیں ہیں۔ درحقیقت وہ تمام ممالک اور لوگ جو اپنی قومی آزادی کے لئے لڑتے ہیں وہ اس کو خودکش دھماکوں کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ عراق اور افغانستان پر حملہ کرنے اور قبضہ کرنے کے نتیجے کے طور پر یورپ اور امریکہ میں خودکش دھماکوں کا ایک بھی واقعہ پیش نہیں آیا۔ درحقیقت ان تمام دباؤ اور نتائج کا سامنا پاکستان کر رہا ہے۔ ہم ہر اس چیز کی تقلید کرتے ہیں جو امریکہ ہمیں کہتا ہے، اپنی فوج کو بھیجنا اور لوگوں کو مارنا اسی کا حصہ ہے۔ جب بھی ہم نے تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی یا اس علاقے کے قبائل کو سمجھنے کی کوشش کی، ناکامی کا سامنا کرنا پڑا امریکیوں نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے۔ شمالی وزیرستان مین جب ہم قبائلی فوجیوں سے گفت وشنید کرکے معاملہ حل کرنے والے تھے تو جرگہ کے بزرگوں اور ایک شخص نیک محمد کو امریکی حملے کا ٹارگٹ بنایا اور وہ مذاکرات برباد ہو گئے / متاثر ہوئے۔ باجوڑ میں اسی قبائلی علاقے میں ہم معاہدہ کرنے کے قریب تھے تب معاہدے کی ایک رات پہلے درسگاہ پر حملہ ہوا اور لوگ قتل ہوئے۔ ہم نے ۶ ستمبر ۲۰۰۶ء کو جنوبی وزیرستان میں معاہدہ کیا جس پر عمل درآمد ہو رہا ہے لیکن اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ امریکہ کا دباؤ اور فوج کی سرگرمیاں اور بھی بڑھ گئیں۔ ہم مشکلات میں گھرے قبائلی علاقوں کے لئے پرامن معاہدے کی تلاش کر رہے ہیں لیکن اقوام متحدہ نے وہ بھی تباہ کر دی تو اب آپ کیا سوچتے ہیں ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

دوسرا نقطہ درسگاہوں کے مسئلے کے بارے میں ہے جسے ہم اپنی زبان میں مدارس کہتے ہیں اور جس کو بظاہر دہشت گردی سے منسلک کیا جاتا ہے جس میں بالکل سچائی نہیں ہے۔ تمام مطلوبہ سرگرم دہشت گرد پوری دنیا میں کسی بھی مدرسے یا درسگاہ میں تربیت نہیں حاصل کرتے۔ یہ لادینی اداروں یا لادینی یونیورسٹیز کی پیداوار ہیں جن میں اسامہ بن لادن اور ڈاکٹر ایمن الظواہری بھی شامل ہیں جو وہاں پڑھے ہوئے ڈاکٹر انجینئر ہیں۔ 9/11 کے واقعہ میں ان میں سے کوئی بھی شامل نہیں تھا۔ یہ سب کسی مدرسے میں تربیت حاصل نہیں کرتے تھے لیکن یہ لوگ مغربی تعلیم کی پیداوار ہیں۔ وہ لوگ مولوی نہیں ہیں۔ وہ لوگ انجینئر یا ڈاکٹر ز ہی تھے۔ میں بھی پروفیسر ہوں۔ الغرض یہ لوگ مدارس کے تربیت یافتہ نہیں ہیں، مدارس پیار اور امن کا سبق سکھاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ UN کمیٹی کا وفد جو کہ دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھا رہا ہے وہ خصوصی طور پر ہمارے مدرسے کا دورہ کرنے آیا اور انہوں نے ہمارے ساتھ پورا دن گزارا اور دن کے اختتام پر وہ ہم سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم لوگ بہت اچھا کام کررہے ہو۔ تم لوگ بہت پرامن اور دوستانہ تعلقات رکھنے والے ہو۔ یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہوگی اگر آپ لوگ پشاور سے واپس جاتے وقت ہمارے پاس رکیں اور ہمارے مدرسے میں آکر ہمارے ساتھ چائے پئیں تو آپ خود اصل حقائق سے واقف ہو جائیں گے آپ کا بہت بہت شکریہ۔

ہم سب آپ تمام برطانیہ اور مغرب سے آنے والے لوگوں کو خوش آمدید کر کے بہت خوش ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ ہمارے تعلقات کے تناسب میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ حال ہی میں دولت مشترکہ اور UN سے وفد اور دہشت گردی کی روک تھام کے لئے کمیٹی آئی تھی۔ وہ میرے مدرسے کا دورہ کرنے بھی آئے تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ ہمارے مدرسے میں پانچ گھنٹے گزارے۔ ہم ایک دوسرے سے ان ملاقاتوں کے ذریعے بہتر طور آشنا ہورہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ دہشت گردی کو تفصیل سے بیان کریں کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ظالم اور مظلوم میں بھی فرق واضح کیا جانا چاہیے اور دباؤ اور بچاؤ کی صورتحال کو بھی الگ الگ کر کے بیان کیا جانا چاہیے۔ ہم نے 150 سال برطانوی راج کے ماتحت رہ کر گزارے ہیں اور ان 150 سالوں میں ہم نے کبھی دہشت گردی نہیں سیکھی۔ اور نہ ہی کبھی ہماری آزادی کے لئے کی گئی کوششوں کو آپ نے دہشت گردی کا نام دیا۔ لیکن سوویت پر حملے کے بعد اور 20 سال افغانستان کے خلاف جنگ کے تنازعہ میں نہ ہی برطانیہ اور نہ ہی UN نے افغان جہاد یا افغانیوں کے اس مقابلے کو دہشت گردی کا نام دیا اور افغانیوں کے مقابلے یا مدافعت کے اس پورے دور میں لندن، واشنگٹن اور تل ابیب میں کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ جس کو دہشت گردی سے تاویل کیا جاسکے۔

جہاں تک افغانستان کی بات ہے ہمیں متبادل راستے پر غور کرنا ہوگا اور ہم لوگ اس کے نتائج کا سامنا کررہے ہیں جو کچھ بھی افغانستان میں ہورہا ہے۔ یہ صرف طالبان کے خلاف جنگ نہیں ہے بلکہ ہم پاکستان میں اس حملہ ۲۰۰۱ء کے نتائج کو بھگت رہے ہیں ہم پاکستان میں غیر محفوظ اور غیر مستحکم ہیں اور حتیٰ کہ ہمارے علاقوں میں بم دھماکے ہوتے ہیں اور جس کے نتیجے میں پاکستان میں منفی ردعمل اور تباہی پیدا ہورہی ہے۔ اور ہم حیران ہیں کہ بش اپنے نیو ورلڈ آرڈر یا مقاصد کے تحت برطانیہ اور بین الاقوامی کمیونٹی اس کے مقاصد اور منصوبوں کو عام کیوں کررہی ہیں۔ ہم نے آخری جنگ میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ آخری سرد جنگ میں سوویت یونین کے خلاف جسکے ہمیں نتائج بھی بھگتنے پڑے۔

افغان جنگ میں ہماری کوششوں کے نتیجے میں امریکہ ایک یکتا سپر پاور کی شکل میں ظہور میں آیا۔ جہاں مشرقی یورپ کو آزادی حاصل ہوئی۔ کیمونزم کا ٹکراؤ سوویت یونین، وسط ایشیاء اور مشرقی یورپ میں، برلن دیوار کے پارہ پارہ ہونے کا باعث بنا لیکن آپ نے ہماری کوششوں کا پھل اور فصل تمام آپ نے کاٹ لی۔

کچھ حاصل نہ ہوا اور ہمیں ان تمام حالات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا اور ہمیں اس کے لئے بہت سی قربانیاں دینی پڑیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق:

ہم اسلامی دہشتگردی کے بارے میں سنتے ہیں۔ اسلام اور دہشت گردی میں ایک تضاد ہے۔ اسلام عربی زبان کا ایک لفظ ہے جس کی جڑ میں سلام کا ماخذ حاصل ہے جس کا مطلب امن ہے۔ اس طرح کا کوئی دوسرا مذہب نہیں جسکے نام میں اس طرح اصطلاحات کی جڑ ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے خود پر دوسروں کی زندگی، آزادی اور ملکیت کی حفاظت کے عزم کو چلایا۔ ہم Good Morning نہیں کہتے ہم السلام علیکم کہتے ہیں (آپ پر سلامتی ہو)۔

MEETING WITH COMMONWEALTH PARLIAMENTARY ASSOCIATION (CPA) BRANCH DELEGATION HELD ON THUESDAY 14TH NOVEMBER 2006 IN COMMITTEE ROOM NO 1 PARLIAMENT HOUSE ISLAMABAD

جہاد اور دہشت گردی میں فرق: مولانا سمیع الحق: ہمارے معزز مہمانوں نے افغانستان، کشمیر، عراق اور متعدد مسائل پر بات کی ہے۔ انہوں نے جو کہا میں اس میں کچھ شامل نہیں کرنا چاہتا۔ میرے خیال میں سب سے اہم مسائل مغربی بھارت میں میرے نقطہ نظر میں دہشت گردی اور جہاد کے ہیں اور تیسرا بڑا مسئلہ درسگاہوں کا ہے۔ ہم ان مسائل کو صرف افغانستان، فلسطین اور عراق پر بحث کر کے حل نہیں کر سکتے جب تک سانپ کا سر نہ کاٹ دیں۔ Commonwealth ایک مثبت کردار ادا کر سکتی ہے۔ ہم نہ تو بُش سے اور نہ ہی اقوام متحدہ سے کچھ امید رکھتے ہیں مگر Commonwealth ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ دہشت گردی کی وضاحت میں جب تک دہشتگردی کی وضاحت نہیں ہوگی یہ جنگ لامتناہی ہوگی۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ کل مجھ سے بین الاقوامی میڈیا Channel 4 والوں نے دہشتگردی کے متعلق سوال کیا۔ میں نے مختصراً کہا کہ اگر ایک ڈکیتی کرنے والا میرے گھر میں گھستا ہے اور میرے بچوں کے ساتھ برا کرتا ہے تو میں کیا کروں گا اگر میں جوابی کاروائی کرتا ہوں اور اپنے آپ کو اور اپنی عزت کو بچاتا ہوں تو یہ جہاد ہے اور اگر میں معصوم شہریوں پر یا کسی بس پر حملہ کرتا ہوں جو کہ مسافروں کو لادے ہوئی ہے یا میں لوٹ مار کرتا ہوں اور یہ دہشتگردی ہے۔ اسلام کا مطلب امن اور سلامتی ہے۔ جب ہم کسی سے ملتے ہیں تو ہم السلام علیکم کہتے ہیں جس کا مطلب ہے تم پر سلامتی ہو۔ یہ بہت بڑی بدقسمتی اور افسوسناک چیز ہے کہ اسلام کو دہشتگردی سے ملایا جاتا ہے۔

دینی مدارس کا مسئلہ: ہمیں مدارس کے قیام کے لئے مجبور کیا گیا تھا کیونکہ جب ڈیڑھ سو سال پہلے برطانوی استعماری برصغیر میں آئے تو انہوں نے سیکولر تعلیمی نظام قائم کر دیا اور اسلامی نصاب اور قرآن کی تعلیم اور اسلامی قوانین کو عام نصاب میں سے خارج کر دیا تھا۔ انگریزوں نے ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی اور وہ باقاعدہ طور پر دورہ کرتے اور دیکھتے اور نگرانی کرتے ان مدارس اور درسگاہوں کی جہاں اسلامی قوانین پڑھائے جاتے اور ایک مرتبہ بھی ان مدارس میں تشدد یا دہشت گردی کا واقعہ نہ ہوا۔ اگر آپ ان مدارس سے اتنے خوفزدہ ہیں تو میں مشورہ دیتا ہوں کہ اسلامی دنیا کے تمام مسلم ممالک کے حکمرانوں کو مجبور کر دیں کہ وہ سیکولر اور اسلامی تعلیم کے امتیاز کو ختم کر دیں۔ اگر آپ اسلامی مضامین کو سیکولر نصاب میں شامل کر دیں جیسے پاکستان کے یا اور مسلم ممالک کے تو پھر ہمیں مدارس یا الگ درسگاہوں کی ضرورت نہیں ہوگی جس میں اسلامی احکام سکھائے جاتے ہیں۔

پاکستان روس تعلقات اگست ۲۰۰۶ء

(وزیر خارجہ نیدرلینڈ ڈاکٹر برنارڈ ریوڈ ف بوٹ سے فارن کمیٹی سینیٹ کی میٹنگ پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد
دہشت گردی کے الزامات اور خاکوں کے ذریعہ توہین رسالت پر گفتگو)

۲ مئی ۲۰۰۶ء

On his left, is Maulana Sami-ul-Haq. He is from the religious party. He heads the biggest and the most prominent seminary (Madrassah) in Pakistan namely, Darul Uloom Haqqania. He is a leading religious scholar as well and Chairman of the Standing Committee on Religious Affairs.

Senator Maulana Sami-ul-Haq forcefully denied any linkage between Islam with terrorism and extremism and argued that Islam came for the elimination and eradication of extremism. All the terrorists are a product of the Western universities and not Madrassahs. He said that we in Pakistan feel that after the Afghan war countries like India, Afghanistan and the United States are responsible for acts of violence and terrorism in Pakistan, especially in province of Balochistan and parts of Waziristan. On the blasphemy issue, he said that the Muslim population would show the same kind of angish and anger if there was any blasphemy against Prophet Jesus (PBUH).

<u>Senator Maulana Sami-ul-Haq</u>. In the name of the Almighty the most compassionate the most merciful. I warmly welcome the honourable guests. Thanks to the Chairman for arranging this meeting. We really need a dialogue and negotiations on pressing international issues. We Muslims face a number of challenges. We need to clarify that there is no linkage at all of Islam with terrorism and extremism. Islam came for the elimination and eradication of terrorism. In Islamic

teachings and curricula and other works there is absolutely no reference to preaching violence, hatred, bigotry or terrorism. All the terrorists about whom you hear internationally are a product of the Western universities not Madrassahs. They are professionals, they are doctors, and they are engineers. We ourselves, unfortunately, are a victim of terrorism. After collapse of the Soviet Union and the collapse of communism following the Afghan jihad the entire burden has fallen on Pakistan. It seems that some countries like America, India and Afghanistan are focusing entirely negative policies towards Pakistan and we feel that these three countries India, Afghanistan and the United States are responsible for acts of violence and terrorism in Pakistan, especially in the province of Balochistan and also parts of Waziristan which as you know boarders with Afghanistan. As Senator Memon rightly said that cartoon controversy is extremely important. Not just Denmark but 170 channels and newspapers and periodicals in Europe unfortunately reproduced these cartoons. This is not freedom of expression. We would have the same kind of anguish and anger, should there be any blasphemy against Prophet Jesus (peace be upon him) as there is aginast Prophet Muhammad (peace be upon him) and that is why we cannot respond in kind. Kindly do somethign to alleviate the concerns of 1.5 billion Muslims on these and other issues and for opening up a dialogue with the Muslims. We do not want violence.

Senator Maulana Sami-ul-Haq appreciated Russia's good relations with the Muslim world during the Cold War period. He was of the view that in the bipolar world the oppressed nations and the Muslim countries were at an advantageous position because of rivalry between USSR and USA. He advised Russia to forget the bitter history of the Afghan War and keep the Muslim countries on its side. After the end

of the Afghan War in the late 80s terrorism had ceased but the power ful nations nurtured terrorism for their own ends. If the Muslims or Al-Qaeda or Taliban were involved in any terrorist activities, Russia would be in the know of it. The Iranian nuclear issue should be resolved through dialogue otherwise America will strengthen its power base in Iran and the biggest loser will be Russia. He also warned Moscow of the possible alliance between India-American and Japan against China in which case, too, Russia and the other Asian nations will be at a loss. If Russia is not in a position to take revenge from American for the results of the Afghan War, it should also not side with it.

Senator Maulana Sami-ul-Haq: We weocome you from the core of our hearts. Some years ago, when the whole world was divided under the sphere of two super powers your relations with the oppressed nations and Muslim states, except Afghanistan, were very positive. During the Suez Canal crisis, the Muslim world looked up to Russia for resolving the issue. In the tussle between the US and the USSR, the two super power, the Muslim countries were the main beneficiaries. If it was possible we would make Russia a super power once again because it is an admitted fact that the Cold War between America and Russia benefited the Muslim countries. Now if America, the lone super power, becomes stronger it will not auger well for nations like Russia and Pakistan. Russia should forget whatever happened in Afghanistan and keep the Muslims on its side. Secondly, I may add that after the earlier Afghan War, terrorism had ceased but the powerful nations nurtured terrorism for their own ends. If the Muslims or Al-Qaeda or Taliban were involved in any terrorist activities, keeping Chechnya aside

as it is not our subject today, Russia would have got some proof about it. Regarding Iran, as our Chairman mentioned, I think we should sit together and resolve this issue as Pakistan and Russia are both Iran's neighbours. If America fortifies its power base in Iran the biggest loser will be Russia and the Central Asian states. Although Russia and China have difficulties in their relations but India - America and Japan are uniting against China and if they succeed the loser again will be Russia and the Asian nations. Whatever happened to Russia in Afghanistan was due mainly to US involvement and if Russia cannot take revenge. I would request that it should not side with American as well. Pakistan and generally the Muslim countries have to live with Russian as we belong in Asia, therefore, Russia should help protect the Muslim countries against the onslaught of America in teh garb of fight against terrorism.

سینیٹر مشاہد حسین: پہلے مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی ٹیم کا تعارف کراؤں۔ اور ان کی بائیں جانب مولانا سمیع الحق ہیں جنکا تعلق مذہبی جماعت سے ہے یہ ایک بہت بڑے اور مشہور مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ ہیں اسکے علاوہ بہت بڑے مذہبی اسکالر اور اسٹینڈنگ کمیٹی مذہبی امور کے چیئرمین ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے سختی سے تردید کی کہ اسلام کا دہشت گردی اور انتہا پسندی سے کوئی تعلق ہے اور کہا کہ اسلام کا مقصد ہی انتہا پسندی کا قلع قمع کرنا اور جڑ سے اکھاڑنا ہے۔ تمام دہشت گرد مغربی یونیورسٹیوں کی پیداوار ہیں نہ کہ مدرسوں کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ افغانستان جنگ کے بعد بعض ممالک جیسے بھارت، افغانستان اور امریکہ پاکستان میں دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں خصوصاً صوبہ بلوچستان اور وزیرستان میں۔ توہین رسالت ﷺ کے بارہ میں مولانا نے کہا کہ یہ ایک نہایت حساس معاملہ ہے اور مسلمان توہین رسالت ﷺ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ سینیٹر میمن نے درست کہا کہ کارٹونوں کا معاملہ نہایت اہم ہے بدقسمتی سے نہ صرف ڈنمارک کی حد تک بلکہ یورپ کے ۷۰ اخبارات و جرائد ان کارٹونز کو دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔ یہ آزادی اظہار رائے نہیں ہے۔ ہمارے جذبات توہین رسالت ﷺ اور توہین عیسیٰ ؑ کے لئے برابر ہیں ہم بدامنی نہیں چاہتے لیکن آپ کو ڈیڑ ارب مسلمانوں کے جذبات کا احساس کرنا ہوگا اور مسلمانوں سے مکالمہ کرنا ہوگا۔

روس کو مسلم ممالک کے بارہ میں ازسرنو پالیسی ترتیب دینے کا مشورہ

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہم دل کی گہرائیوں سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں کچھ سال قبل جب تمام دنیا دو سپر پاور کے درمیان تقسیم تھی آپکے تعلقات مظلوم قوموں مسلم ریاستوں علاوہ افغانستان نہایت مثبت تھے۔ نہر سوئز کے بحران کے وقت مسلم دنیا روس کی طرف

دیکھ رہی تھی کہ مسئلہ کو حل کرے گا۔ روس اور امریکہ کی رقابت کے زمانے میں سب سے زیادہ فائدہ مسلم ممالک کو تھا۔ اگر یہ ممکن ہوا ایک مرتبہ پھر روس کو دوبارہ سُپر پاور بنایا جائے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ سرد جنگ میں فائدہ مسلم ممالک کو تھا۔ پاکستان اور اکثر مسلم ممالک روس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارا تعلق ایشیا سے ہے اس لئے روس کو مسلم ممالک کی مدد اور حفاظت کرنی چاہیے اس شدید حملے سے جو امریکہ نے مسلم ممالک کے خلاف دہشت گردی کے خلاف جنگ کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

رشین فیڈریشن کی فارن کمیٹی سے میٹنگ ۴ مئی ۲۰۰۶ء

مسٹر کونٹیلن آئی کوسوچ سربراہ انٹرنیشنل آفیئر کمیٹی ریاست ڈوما (رشین فیڈریشن) ۴ مئی ۲۰۰۶ء نے وفد کے ہمراہ خارجہ کمیٹی سینیٹ سے میٹنگ کی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ سرد جنگ کے زمانے میں روس کے اسلامی دنیا سے اچھے تعلقات تھے۔ اُنکا خیال تھا کہ دو حصوں میں تقسیم دنیا میں مسلمانوں اور مظلوم قوموں کو فوقیت حاصل تھی کیونکہ روس اور امریکہ آپس میں رقابت کا شکار تھے انہوں نے نصیحت کی کہ روس افغان جنگ کی تلخ یادیں بھلا دے اور مسلم دنیا کو الگ حیثیت دے افغان جنگ کے خاتمہ کے بعد ۱۹۸۰ء کی دھائی میں دہشت گردی ختم ہوگئی تھی۔ لیکن طاقتور اقوام نے اپنے مفاد کیلئے دہشت گردی کی پرورش کی۔ اگر مسلمان، القائدہ یا طالبان دہشت گردی کے کاموں میں ملوث ہیں تو روس کو ثبوت مہیا کرنا ہونگے۔ ایرانی جوہری مسئلہ کا حل بات چیت کے ذریعہ ہونا چاہیے اور اگر امریکہ نے قوت استعمال کی تو روس نہایت گھاٹے کا سودا کرے گا انہوں نے اسکے علاوہ ماسکو کو خبردار کیا کہ ممکنہ معائدہ بھارت، امریکہ اور جاپان کے درمیان چین کے خلاف ہوسکتا ہے جسکے نتیجہ میں نہ صرف روس بلکہ ایشیائی ممالک کو نقصان ہوسکتا ہے۔ روس اگر امریکہ سے افغان جنگ کا بدلہ لینے کی حیثیت نہیں رکھتا تو اسکی طرف داری بھی نہ کرے۔

(روس اور ہالینڈ کے پارلیمانی وفود سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا مکالمہ)

روسی وفد:

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے روسی پارلیمنٹ ڈوما کے چیئرمین کی سربراہی میں آنے والے روسی ارکان پارلیمنٹ کے وفد سے کہا ہے کہ روس مسلمانوں کے خلاف امریکہ اور مغربی ممالک کے جاری کردہ صلیبی جنگ میں واحد سپر پاور کا ساتھ نہ دے بلکہ مظلوم اقوام اور مسلمانوں کے ساتھ کھڑا ہو۔ روس نے افغانستان میں جو کچھ کیا وہ کرگزرا۔ اس کی تلافی مسلمانوں کے قریب ہوکر کی جاسکتی ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ روسی پارلیمنٹ اور سینٹ آف پاکستان کی خارجہ کمیٹیوں کے مشترکہ بریفنگ میں خطاب کررہے تھے جو پارلیمنٹ ہاؤس میں دو گھنٹے تک جاری رہا۔ سینیٹر سید مشاہد حسین اور کوسوچ کونسٹنٹن نوروچ نے کمیٹیوں کی ترجمانی کی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ مغربی اقوام نے اپنے سامراجی اور استعماری عزائم کی وجہ سے پورے عالم اسلام کو نشانہ بنایا ہے۔ اگر روس نے بھی ان عزائم میں امریکہ کا ساتھ دیا تو واحد سپر پاور کا نشانہ بالآخر روس بھی بنے گا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ ایران کا جارحیت سے تحفظ بروقت ضروری ہے ایک مشرقی اور پڑوسی ملک ہونے کے ناطے پاکستان اور روس دونوں کو ایران کو بچانے میں مدد کرنی چاہیے۔ ورنہ اس کے نتائج بالآخر سنٹرل ایشیاء اور روس کو بھگتنے پڑیں گے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ افغان وار ختم ہونے کے بعد دہشت گردی کی پرورش بڑی طاقتیں ہی کررہی ہیں تاکہ مغربی طاقتیں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرسکیں افغانستان میں مزاحمت کرنے والے طالبان اور دوسرے دینی جہادی قوتوں نے روس کے زوال کے

بعد کہیں دہشت گردی نہیں کی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے سوویت یونین اور امریکہ کے باہمی محاذ آرائی کے دوران عرب ممالک مصر فلسطین عراق کے بارہ میں سوویت یونین کی پالیسیوں کو مثبت اور مظلوم اقوام کی حمایت کو قابل تحسین قرار دیا مگر افغانستان میں روسی جارحیت ہی نے امریکہ کو واحد سپر پاور بنا دیا۔ جبکہ دونوں بڑی طاقتوں کی محاذ آرائی سے مسلمانوں اور مظلوم اقوام کو بڑا فائدہ تھا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ بھارت اور امریکہ بعض بڑی طاقتوں کو ملا کر چین کا دائرہ تنگ کر رہی ہیں۔ جس کا نقصان روس سمیت سارے ایشیائی اور مشرقی ممالک کو ہوگا روس کو اس پروگرام پر گہری نظر رکھنی ہوگی۔ روسی چیئرمین نے جوابی تقریر میں کہا کہ ایران کے ایٹمی مسئلہ کا حل صرف بات چیت ہے انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ القاعدہ اور طالبان کے لوگ پاکستان میں موجود ہیں۔ انہوں نے افغانستان کے بارے میں کہا کہ وہاں کی حکومت کو اپوزیشن قوتوں سے مذاکرات کرنے چاہئیں انہوں نے کہا کہ ایٹمی پھیلاؤ کے بارے میں دوغلی پالیسی نہیں ہونی چاہیے۔

(ایران)

قومی سلامتی وخارجہ پالیسی کے چیف چیئرمین علاؤ الدین بروجردی کے ساتھ میٹنگ مئی ۲۰۰۷ء

ڈاکٹر محمد خاتمی سابقہ صدر ایران سے ملاقات

منوچہر متقی وزیر خارجہ ایران سے ملاقات

ڈاکٹر علی اکبر آغا چیئرمین ایران پاکستان پارلیمنٹری دوستی گروپ سے ملاقات

ڈاکٹر غلام علی ڈاکٹر حداد عدیل اسپیکر اسمبلی ایران

ڈاکٹر علی لاری جانی سیکرٹری سپریم قومی سلامتی کونسل

ڈاکٹر کمال کرزئی چیئرمین اسٹریٹجک کونسل برائے خارجہ پالیسی

دورہ مشہد

دورہ ازبکستان ۱۱ جنوری ۲۰۰۷ء

فرح محمد ن نوو انائب صدر سینیٹ ازبکستان سے میٹنگ

<u>ثمرقند و بخارہ کا دورہ</u>

۱۳ جنوری ۲۰۰۷ء۔ یہ جمعہ کا دن تھا وفد کا علاقہ کے گورنر جنرل نے استقبال کیا۔ امام بخاریؒ کے مزار پر حاضری دی اور مولانا سمیع الحق نے فاتحہ خوانی کی۔ اسکے علاوہ مولانا سمیع الحق نے امام بخاری کی بخاری شریف سے پہلی اور آخری حدیث کا درس دیا اور حدیث کی تفسیر اور ترجمہ بیان کیا۔

پاکستان اور نیٹو (۱۵ مارچ ۲۰۰۷ء)

Senator Maulana Sami-ul-Haq has a very brief comment. He will speak in Urdu and I will do the translation for him. He is a good friend and don't be scared of his attire. I call him a friendly fundamentalist.

Maulana Sami-ul-Haq: In the name of the Almighty, the most Compassionate and the most Merciful. As the Chairman has mentioned, we are very impressed with your contributions during the earthquake. They had positive fallout. As a student, I would like to ask a couple of questions because I do not know the facts and figures. NATO was actually formed to stop Soviet imperialism and Soviet aggression but after the breakup of the Soviet empire, what is the need to keep NATO as it is? I understand that once NATO Secretary General was asked that what is the purpose of retaining NATO after the breakup of the Soviet Union and I believe he said that one of the big issues todays is Islam.

Mushahid Hussain Sayed: Let me correct this, it was 1995, Willy Claes, who was a Belgian, said that. This was unfortunate misstatement because Islam is a religion of peace, tolerance and harmony.

Maulana Sami-ul-Haq: There is a perception among some Muslims and oppressed people that after the break up of Soviet Union, NATO is trying to promote and protect the interests of the sole remaining super power. And like the U.N. and Security Council, it is becoming a subsidiary organ of the United States foreign policy. The second point is that all countries have the right to preserve and protect their freedom and their independence but whenever Muslims try to preserve and protect their independence this becomes an issue of terrorism in the eyes of some. Why can't NATO define terrorism?

That will help matters if they can differentiate between terrorism and genuine national liberation movements. Finally, I would say that the situation in Afghanistan is deteriorating and war is not the answer to the problems of Afghanistan. NATO can play a very positive and an effective role in that.

(نیٹو پارلیمنٹری اسمبلی کے ایک ۱۱ رکنی وفد سے مسٹر کرل اے لیمرز چیئرمین کی قیادت میں ۱۵ مارچ ۲۰۰۷ء کو سینیٹ کمیٹی سے میٹنگ)

روس کے زوال کے بعد نیٹو کی ضرورت کیا ہے؟ مولانا سمیع الحق نے کہا نیٹو کے کردار کو زلزلہ کے بعد بہت سراہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت میں نیٹو سویٹ امپیریلزام کو روکنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ سویٹ امپائر کے ٹوٹنے کے بعد اسکی کیا ضرورت ہے؟ دوسرے جب بھی مسلمان اپنی آزادی اور بقا کیلئے جدوجہد کرتے ہیں کچھ لوگوں کیلئے دہشت گردی کا مسئلہ بن جاتا ہے انہوں نے پوچھا کہ نیٹو دہشتگردی کی تعریف کیوں نہیں کرتی کیونکہ دہشت گردی اور حقیقی جدوجہد آزادی میں فرق ہے۔ افغانستان میں صورتحال نہایت خراب ہے اور جنگ اسکا حل نہیں۔

مشاہد حسین سید نے کہا کہ مولانا سمیع الحق ایک واضح نقطہ نظر رکھتے ہیں یہ اُردو میں بیان کریں گے اور میں انکے لئے ترجمہ کرونگا۔ یہ ایک بہت اچھے دوست ہیں انکے رویہ سے گھبرائیں مت میں انہیں دوستانہ بنیاد پرست کہتا ہوں۔

نیٹو کا اسلام دشمن کردار

مولانا سمیع الحق۔ حمد وثنا کے بعد۔ جیسا کہ چیئرمین صاحب نے کہا ہم آپ لوگوں کے رویہ جو کہ زلزلہ کے دنوں میں تھا بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ یہ ایک مثبت رویہ تھا مگر آج بحیثیت ایک طالب علم میں چند سوالات کرنا چاہوں گا کیونکہ میں اعداد وشمار اور حقائق نہیں جانتا۔ نیٹو بنانے کا اصل مقصد سویٹ امپریل ازم اور جارحیت کو روکنا تھا لیکن سویٹ امپائر کے خاتمہ کے بعد اسکو قائم رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک مرتبہ نیٹو کے سیکرٹری جنرل سے پوچھا گیا کہ سویت یونین کے خاتمہ کے بعد اسکی کیا ضرورت ہے اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ آج کل اسلام ایک بڑا مسئلہ ہے۔ (اس لئے نیٹو ادارہ کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ مرتب)

مشاہد حسین۔ مجھے تصحیح کرنے دیں یہ ۱۹۹۵ء میں دلی کلیز جو کہ بلجیئن تھا، نے کیا تھا بدقسمتی سے یہ غلط بیان تھا کیونکہ اسلام سلامتی امن برداشت اور بھائی چارہ کا مذہب ہے۔

نیٹو ظالم سپر پاور کا ایک ذیلی ادارہ: مولانا سمیع الحق۔ مسلمانوں اور محکوم لوگوں میں یہ عام تاثر ہے کہ سویت یونین کے خاتمہ کے بعد نیٹو قابض سپر پاور کی حوصلہ افزائی اور تعاون کر رہا ہے۔ اقوام متحدہ اور سیکرٹری کونسل امریکہ ہی کے ادارے ہیں اور امریکہ کی فارن پالیسی کا حصہ ہیں۔ دوسرا نقطہ یہ ہے کہ تمام ممالک کو اپنی آزادی اور خود مختاری کے تحفظ کا حق حاصل ہے لیکن جب مسلمان اپنی آزادی اور خود مختاری کے تحفظ کیلئے کوششیں کرتے ہیں تو کچھ لوگوں کیلئے دہشت گردی کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ نیٹو دہشت گردی کی تشریح کیوں نہیں کرتا؟ جس سے مسائل کے حل کیلئے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ اگر دہشت گردی اور حقیقی قومی آزادی کی تحریکوں میں فرق کیا جائے۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ افغانستان کی بگڑی ہوئی صورتحال کا حل جنگ نہیں ہے اور نیٹو ایک مثبت رول ادا کرسکتا ہے۔ مشاہد حسین سید نے کہا کہ مولانا سمیع الحق امید رکھتے ہیں کہ ۱۹۹۵ء میں ولیئی لیئر نے جو کہا تھا آج ۲۰۰۷ء میں یہ پالیسی نہیں ہوگی۔

(ہالینڈ اور نیٹو کے پارلیمانی وفود سے بات چیت)

ہالینڈ ۵ مارچ۔ (اسلام آباد) نیدرلینڈ سے آئے ہوئے پارلیمانی وفد سے پارلیمنٹ ہاؤس میں بریفنگ کے دوران جمعیت علماء اسلام کے سربراہ وسینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ یورپ اور نیدرلینڈ کو ہماری شکایت سن کر دنیا تک پہنچانی چاہیے کہ ٹیررازم کا نشانہ تمہاری پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان بھی بنا ہوا ہے۔ ہمارے ۱۴ر چودہ کروڑ عوام غیر محفوظ ہیں۔ سینکڑوں فوجی سپاہی قتل ہوئے' بے شمار شہری مارے جارہے ہیں' خودکش حملے مذہب کی وجہ سے نہیں بلکہ آزادی کی جنگ لڑنے والوں کا آخری حربہ ہوتا ہے مگر سارا نشانہ عالم اسلام ہے' کہیں بھی عراق اور افغانستان کے نتیجہ میں کسی یورپی ملک یا امریکہ میں خودکش حملہ نہیں ہوا۔ روس پاکستان کی قربانیوں کی وجہ سے ختم ہوا امریکہ اس کے نتیجہ میں سپر پاور بنا مگر سارا ملبہ ہم پر ڈال کر اب ہم سے صاف کرایا جارہا ہے۔ کسی بھی دہشت گردی کا تعلق کسی دینی مدرسہ سے نہیں آپ کے مطلوبہ لوگ ڈاکٹر' انجینئر اور آپ کے ہاں پڑھے ہوئے گریجویٹ ہیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ ہم نے جب بھی امن معاہدہ کرانے کی کوششیں کیں امریکہ نے اسے سبوتاژ کردیا' وزیرستان میں نیک محمد کو بمباری سے ختم کیا اور معاہدہ نہ ہونے دیا' باجوڑ میں معاہدہ ہونے کے دن ہی دینی مدرسہ پر بمباری کرکے معاہدہ سبوتاژ کیا گیا۔ اب بھی امریکہ امن معاہدوں پر ناخوش ہے اور پاکستان پر حملوں کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ ایران پر حملہ سے سارا خطہ تباہ ہوجائیگا' پاکستانی قوم اس کو ہرگز برداشت نہیں کریگی

نیٹو: ۱۴ر مارچ (اسلام آباد) جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے نیٹو پارلیمانی اسمبلی کے وفد سے مطالبہ کیا کہ وہ اسلام اور عالم اسلام کے بارہ میں اپنی پوزیشن اور پالیسی کی وضاحت کرے کیونکہ سوویت یونین کے زوال کے بعد ۱۹۹۵ء میں نیٹو کے سیکرٹری جنرل ولی کلاس نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ سوویت یونین کے شکست کے باوجود اصل خطرہ ہمارے لئے اسلام ہے اور اسی لئے نیٹو کا ادارہ قائم رہنا چاہیے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب یہاں پارلیمنٹ ہاؤس میں نیٹو کے اہم ارکان پر مشتمل وفد سے سینٹ کے خارجہ امور کمیٹی کے بریفنگ کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کررہے تھے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ سوویت یونین کے بعد نیٹو کو چاہیے تھا کہ وہ مظلوم اقوام کے خلاف بڑی طاقتوں کی جارحیت کو روکتا مگر اس وقت نیٹو پر استعماری طاقت اور سپر پاور کے لئے چھتری بنی ہوئی ہے۔ لوگ اسے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے طرح امریکی عزائم کی تکمیل کا ایک ادارہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ نے فرمایا کہ جہاں بھی مسلمان ممالک اپنی آزادی اور سالمیت کی جنگ لڑرہے ہیں مغربی اقوام اسے ٹیررازم بنادیتے ہیں' جبکہ آزادی کی حفاظت کا حق دنیا کے تمام اقوام کو ہے مگر آپ لوگ مسلمانوں کو یہ حق نہیں دیتے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے نیٹو ارکان سے مطالبہ کیا کہ وہ ٹیررازم کی واضح تعریف اور حدود متعین کرائیں اور آزادی کی جدوجہد اور دہشت گردی میں فرق کیا جائے۔

جاپان اور جنوبی کوریا کا دورہ ۱۴ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۶ء

جاپان اپنا کردار ادا کرے: سینیٹر مولانا سمیع الحق نے چین اور جاپان کے درمیان تنازعات کے بارے میں پوچھ گچھ کی جو کہ باوجود ان کی یکساں تاریخ اور ثقافت کے حل نہ ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ اگر پاکستان غیر جانبدار رہے ان دونوں Blocks کے درمیان جس کا تذکرہ Dr Okazaki نے کیا تو اس بات کی کیا ضمانت بھارتی توسیع پسندی سے محفوظ رکھا جائے گا۔ ان کا نظریہ تھا کہ ایشیاء کی قیادت جاپان کے ساتھ کرنا چاہیے۔ United States جس نے اسلام کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے دہشت گردی کی وجہ سے، چاہتا ہے کہ ایشیاء میں جاپان کی قیادت کمزور ہو جائے۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا کہ جاپان اقوام متحدہ میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ دہشتگردی کو بین الاقوامی قانون کے تحت واضح کیا جائے۔ چھوٹی اقوام کی خودمختاری کو القاعدہ کے شکار کی آڑ میں بڑی طاقتوں نے روند ڈالا ہے۔ انہوں نے تھائی لینڈ اور فلپائن کو بھی نہیں بخشا۔ جاپان ایشیاء میں اور دنیا میں ایک بڑی طاقت ہے جیسا کہ اسکے پاس وسائل ہیں اور اسکو کردار ادا کرنا چاہیے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق نے جواب دیا کہ جو لوگ 9/11 کے حملوں میں شامل تھے ان کو کسی مدرسے میں تربیت نہیں دی گئی تھی اور تہذیب کے تصادم پر مقالہ ایک امریکی پروفیسر نے پیش کیا۔ انہوں نے لکھا کہ آج پوری دنیا سپر طاقت کی گرفت میں ہے جو کہ اکیلی طاقت ابھر کر سامنے آئی۔ Soviet Union کے زوال کے بعد جب وہ مسلم دنیا کو نشانہ بنائے ہوئے تھا۔ US کو احساس ہوا کہ مسلمانوں نے ہی ریڈ آرمی کو موقع دیا اگر کوئی US کے Designs کی مزاحمت کرتا ہے تو اس کو انتہا پسند ہونے کا عنوان دیا جاتا ہے۔ US نے پراپیگنڈے کے ذریعے ہمدردی حاصل کر لی ہے۔ میری درسگاہ کے دروازے میڈیا کے لئے کھلے ہیں اور جاپان سے آنے والی ٹیم نے دورہ کیا تا کہ وہ میری درسگاہ کے نصاب کو دیکھ لیں۔ مدرسے سماجی بہبودی ادارے ہوتے ہیں یا NGOs جو کہ پاکستان میں امن اور یکجہتی سکھاتے ہیں۔ یہ مفت تعلیم فراہم کرنے والے ماڈل ہیں۔ اسلام تعلیم پر زور دیتا ہے اور اسکو انسانی حقوق سے بھی پہلے رکھتا ہے۔ حضور ﷺ کے دور میں کسی بھی قیدی کو دس قیدیوں کو پڑھانے پر آزاد کر دیا جاتا تھا۔ وہ بہت سے لوگوں کو دعوت دیتے کہ مدرسے کا دورہ کریں اور کسی پراپیگنڈے کے زیر اثر نہ ہوتے۔ جو دہشتگردی میں شامل ہوتے وہ بہت ہی تعلیم یافتہ ہوتے۔ سینیٹر مشاہد نے میزبانوں کو مطلع کیا کہ پاکستان میں مدارس رجسٹرڈ ہو رہے ہیں اور ان کا نصاب بھی تبدیل کر دیا ہے۔ مدرسوں کی ترقی بنیادی طور پر ہمارے تعلیمی نظام کی ناکامی کی وجہ سے ہوئی۔ سینیٹر سمیع الحق نے مدرسوں کے دہشت گردی میں کردار کا جواب دیتے ہوئے یہ بات اجاگر کی کہ اسلام امن اور یکجہتی کا دین ہے۔

بدقسمتی سے مغربی میڈیا نے اسلام فوبیا کی بہت تشہیر کی۔ انہوں نے شوزکی Shozaki کو دعوت دی کہ وہ ان کے مدرسے کا دورہ کریں اور اس کو خود دیکھیں۔

ایٹمی ہتھیار اور بڑی طاقتیں: مولانا سمیع الحق نے سوال کیا اور پوچھا کہ اگر بڑی طاقتیں خود ہی ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد میں کمی کا آغاز کریں تو ایشیاء اور مسلمان ملکوں کے لیے کیا راستہ بن جائے گا۔ مسٹر تسوئی Tsuioi نے جواب دیا کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کا ہر ملک امن کی شدید خواہش رکھتا ہے۔ اگر US ہتھیاروں کی دوڑ سے دستبردار ہو جائے تو باقی ممالک بھی اس دوڑ سے باہر ہو جائیں گے۔ جبکہ اس کو فوجی طاقت کے ذریعے ختم کرنا ممکن ہے۔ مذاکرات میں کیا چیز ضروری ہے یہ ہر جگہ اور ہر سطح پر ہونے چاہئیں اور ہمیں بہت زیادہ جذباتی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس کا نتیجہ جنگ ہوگا۔

دورہ ویت نام یکم جولائی ۲۰۰۸ء
(نیشنل اسمبلی ویت نام کی امور خارجہ کمیٹی سے میٹنگ)

"The oppressed world is facing machinations from the US in the name of terrorism which is being used as a pretext for pursuing their nefarious designs. We have examples of oppressed people struggling for a just cause in Palestine, Iran, Iraq, Afghanistan and venezuela. We understand the situation of countries which face pressures, bullying and beating by big powers and after the process is over then they have a pragmatic policy of rapprochement and friendship". Senator Maulana Sami-ul-Haq

Senator Maulana Sami-ul-Haq: In the name of Almighty Allah, the most companionate and the most merciful. I will not repeat what my distinguished colleagues have already stated but since you are heirs to the glorious legacy of a great man, I will focus on that. As my colleagues have already pointed out that they learnt about President Ho Chi Minh, an outstanding statesman, I also learnt during my youth, what work Allah Almighty took from him which very few people are blessed with, namely, changing the destiny of his own people for good. I would like to extend my heartiest congratulations that God Almighty has liberated your country and you have moved on to become a peace ful country but unfortunately the travails that you faced 40 years ago in the form of foreign intervention, aggression and occupation, we unfortunately, in our part of the world seem to be going through the same phase. The oppressed world is facing machinations from the US in the name of terrorism which is being used as a pretext for pursuing their nefarious designs. We have examples of oppressed people struggling for a just cause in Palestine, Iran, Iraq, Afghanistan and Venezuela. We understand the situation of countries which face pressures, bullying and beating by big powers and after the process is over then they have a pragmatic policy of rapprochement and friendship. So I testify that your relationship was after the

achievement of your objectives, your goals and after your victory in the liberation struggle and that victory is now part of history. So, now you have moved on which is what nations should do. We are very proud of your achievement in fighting against American imperialism and defeating American imperialism as well as French colonialism and Japanese aggression and we want to learn from your example which is a living example of inspiration for all the oppressed people.

مسٹر نگوین وان سن چیئر مین فارن کمیٹی نے وفد کا پُر جوش استقبال کیا۔ چیئر مین فارن کمیٹی پاکستان مشاہد حسین سید نے تمام وفد کا تعارف کرایا مولانا کے بارہ میں کہا کہ یہ پاکستان کے ایک مایہ ناز اور مشہور مذہبی سکالر مولانا سمیع الحق ہیں۔ یہ پاکستان میں مدارس کا ایک بڑا نظام چلاتے ہیں یہ سینیٹ کے مذہبی امور کمیٹی کے چیئر مین بھی ہیں اور ان کے والد نے ۱۹۸۰ء میں افغان جہاد میں نہایت اہم کردار ادا کیا جب افغانستان پر قبضہ ہو گیا تھا۔

نہان دان اخبار کے ڈپٹی ایڈیٹر انچیف مسٹر تھان ہو سے یکم جولائی ۲۰۰۸ء میٹنگ

<u>ہو چی منہ اور ویت نامی عوام کو خراج تحسین:</u> مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہنوئی ویت نام میں میٹنگ کے دوران مولانا نے فرمایا میں اپنے ساتھیوں کی باتوں کو نہیں دہراؤں گا لیکن ہم نے ابھی عظیم انسان ہو چی منہ کے کردار کے بارے میں بہت کچھ سنا میں اس پر کچھ مزید توجہ چاہوں گا جیسے میرے ساتھیوں نے کہا کہ ہو چی منہ ایک غیر معمولی قائد تھے۔ مجھے اپنی جوانی کے زمانے میں معلوم ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے جو کام لیا بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔ انہوں نے لوگوں کا رخ بدل دیا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ملک کو آزاد کیا اور امن دیا لیکن بدقسمتی سے ۴۰ سال قبل جن حالات اور غیر ملکی تسلط مصیبتوں اور صعوبتوں، اجارہ داری اور جارہانہ رویوں کا آپکو سامنا تھا وہی حالات آج تمام دنیا کو درپیش ہیں مظلوم اور کمزور ممالک کو امریکہ کی دوغلی اور منافقانہ پالیسیوں کا سامنا ہے اور امریکہ دہشت گردی کے نام پر دباؤ ڈال کر اپنے مقاصد حاصل کر رہا ہے۔ اس نے ویٹ نام کے تلخ تجربے سے کچھ سبق نہیں لیا۔ اسکی زندہ مثال لوگوں کی جدو جہد فلسطین، ایران، عراق، افغانستان اور وینزویلا ہیں۔ ہمیں حالات کا اندازہ ہے کہ یہ ملک دباؤ کا شکار ہیں بڑی طاقتیں انہیں پیٹ رہی ہیں اور جب یہ کام ختم ہو جاتا ہے تو یہی قوتیں دوستی اور تعاون کی پالیسی اختیار کر لیتی ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپکے تعلقات اپنے مقاصد حاصل کر لینے کے بعد آپکی آزادی اور اسکے لئے کی گئی جدو جہد تاریخ کا حصہ ہے۔ آپکو اب ترقی کی طرف بڑھنا ہے ہمیں آپ پر فخر ہے۔ کہ آپ نے امریکہ کو شکست دی اور نہ صرف امریکی ایمپیریلزم بلکہ فرانس کے نو آبادیاتی نظام اور جاپان کی توسیع پسندی کو بھی شکست دی اور ہمیں آپ سے سیکھنا چاہیے ویت نام ایک مثال ہے دبے ہوئے لوگوں کے ابھرنے کی۔

دہشت گردی کے متعلق بہت گفتگو ہو چکی۔ حقیقی جدو جہد آزادی اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے؟ بدقسمتی سے 9/11 کے بعد دونوں کی یکجا کر دیا گیا ہے۔ کیا ہم میں سے کوئی بھی جو اس مرحلہ سے گزر رہے ہیں اس بات کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ حقیقی جدو جہد آزادی اور دہشت گردی میں فرق کر سکیں۔

پاکستان آذربائیجان تعلقات (۲۹ نومبر ۲۰۰۶ء)

(دینی عربی تعلیم حاصل کرنے کیلئے طلبہ کی تعلیم وتربیت کی پیشکش)

Senator Maulana Sami-ul-Haq:

In the name of the Almighty, the Lord of all mankind, the Most Compassionate and the Most Merciful. I warmly welcome the delegation from the brotherly country of Azerbaijan. The Muslim Ummah is one body. The Muslim world is just like a body but big powers have disintegrated us from each other. Our most near and dear Muslim countries of Central Asia have been kept away from us for about 75 years or three fourth of a century. Most pertinent thing was that we have been kept away from our culture and beacon of knowledge Quran and Sunnah.

After the independence of Muslims of Central Asia, it was most important that facilities should have been provided to meet and contact each other so that loneliness could be removed but we could not do this duty. After the down fall of Soviet Union, we saw that hundreds of thousands of young people of our neighbouring countries like Tajikistan and Uzbekistan longed to reach Pakistan and other Islamic countries to gain Islamic knowledge. They have been coming in great numbers but after 9/11, the international scenario changed and our cruel enemies do not want to continue this flow of immigrants so that we should not be close to each other.

I understand that terrorism is a tool of propaganda against the Muslims and our enemies want to instill fear in our minds so that we could not get united. We have discussed commerce and other important issues which are very essetntial but the most important thing is that it is our obligation that we should teach Islamic ehics to our new generations. There is no concept of terrorism in Islam nor do the

seminaries preach terrorism. Islam is a religion of peace. If there was no outside pressure on us we were ready to welcome or accept hundreds and thousands of youngsters from your region to teach them religious and temporal knowledge so you could meet your requirements in this respect, which you are lacking owing to the present restrictions.

You should trust Allah and should not be scared as our knowledge, culture, Fiqh, Shariah and mysticism has traveled to us from your part of the world i.e. Central Asia. Pray to Allah that our difficulties come to an end and we are able to meet each other's requirements and that geographical boundaries do not become hindrance between us.

مولانا سمیع الحق نے کہا مسلم امہ جسد واحد ہے لیکن طاقت ور قومیں انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنا چاہتی ہیں انہوں نے کہا کہ مسلم دنیا کو یکجا ہونا ہوگا اسلام میں دہشت گردی کی کوئی جگہ نہیں اور نہ ہی دینی مدارس دہشتگردی کی تعلیم دیتے ہیں۔

<u>حمد وستائش کے بعد</u>: میں برادر ملک آذربائیجان کے وفد کو دل کی گہرائی سے خوش آمدید کہتا ہوں مسلم امہ جسد واحد ہے جبکہ بڑی قوتیں ہمیں ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہتی ہیں ہمارے نہایت ہی عزیز اور نزدیک وسط ایشیاء کے دوست ممالک کو ہم سے تقریباً ۷۵ سال دور رکھا گیا جو پون صدی بنتا ہے اسکی بنیادی وجہ قرآن اور سنت سے دوری اور اپنی تہذیب سے ناواقفیت ہے وسط ایشیائے کے مسلم ممالک کی آزادی کے بعد یہ ضروری ہوگیا ہے سہولیات مہیا کی جائیں کہ ایک دوسرے سے تعاون کریں آپس میں ملیں اور اکیلا پن دور ہو۔ ہم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کررہے سقوط روس کے بعد ہم نے دیکھا کہ پڑوسی ممالک مثلاً تاجکستان۔ ازبکستان سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں نوجوان پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں پہنچے تاکہ اسلامی تعلیمات حاصل کرسکیں یہ لوگ بڑی تعداد میں پہنچے لیکن 9/11 کے بعد بین الاقوامی منظر نامہ بدل گیا اور ہمارے دشمن نہیں چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ جاری رہے اور ہم ایک دوسرے کے قریب ہوسکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دہشت گردی کے الزام کو ہمارے دشمن ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کررہے ہیں اور مسلمانوں میں خوف اور دہشت پیدا کررہے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے قریب اور متحد نہ ہوسکیں۔

<u>مسلم دنیا پر وسط ایشیا کے احسانات</u>: ہم تجارت اور دوسرے اہم مسائل پر بحث کررہے ہیں جو کہ ضروری ہے لیکن اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو اسلامی تعلیمات دیں اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی مدرسوں میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسلام امن کا مذہب ہے۔ اگر ہم پر بیرونی دباؤ نہ ہو تو ہم تیار ہیں خوش آمدید کہنے کیلئے اور سیکڑوں یا ہزاروں نوجوانوں کو آپکے علاقہ سے یہاں تعلیم کیلئے منتقل کرنے کیلئے دینی تعلیم کیلئے آپ ان معاملات پر سوچیں کہ موجودہ پابندیوں سے کیسے نکلا جا سکتا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور یہ نہ بھولنا چاہیے کہ ہمارا علم، تہذیب، فقہ شریعت دنیا کے اس حصہ سے منتقل ہوا ہے جو

کہ وسط ایشیاء کہلاتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ ہماری مشکلات ختم ہو رہی ہیں اور ایک دوسرے کو ملنے کے قابل ہیں۔ جغرافیائی تقسیم اور سرحدات ہمارے درمیان حائل نہیں ہو سکتیں۔

دورۂ آذربائیجان (۶ جولائی تا ۱۰ جولائی ۲۰۰۸ء)

<u>Senator Maulana Sami-ul-Haq</u>: Shia and Sunni were created by the Jews while the Christian world will not let us unite. Istanbul was our centre for 800 years but who broke that centre. Of course, the Christians and the Jews did it. They did not want us united in Makkah. Saudis and Iranians have their own interests.

۷ جولائی ۲۰۰۸ء۔ ملی مجلس آذربائیجان کے چیئرمین اگرے اسادو سے میٹنگ۔

<u>ہمارے نصاب میں سنٹرل ایشیا کا حصہ</u>: مولانا سمیع الحق۔ ہمارے ہاں حدیث کے نصاب دورۂ حدیث میں شامل ۱۰ کتب میں سے آٹھ کتب جو ہم اپنے مدرسہ میں پڑھاتے ہیں کے مصنفین کا تعلق وسط ایشیاء سے ہے (بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف مؤطا امام محمد وغیرہ جیسے جلیل القدر علماء اور ائمہ کا تعلق ان علاقوں سے ہے۔ مرتب) شیعہ سنی کی تفریق یہودیوں کی پیدا کردہ ہے جبکہ عیسائی دنیا ہمیں متحد نہیں دیکھنا چاہتی۔ استنبول گذشتہ آٹھ سو سالوں سے ہمارا مرکز تھا لیکن اُسے کس نے توڑا یقیناً یہ عیسائی اور یہودیوں نے کیا یہ ہمیں مکہ میں بھی متحد نہیں دیکھنا چاہتے سعودیوں اور ایرانیوں کو اپنے مقاصد کیلئے لڑایا جاتا ہے۔

پاکستان افغانستان پارلیمنٹری مکالمے (فروری ۲۰۰۹ء)

Senator Maulana Sami-ul-Haq stated that the Afghan issue was a very delicate subject. He said that he considered both President Pervez Musharraf and president Karzai as culprits and the people of the two countries had shown no confidence in both. The two countries cannot come out of the Afghan quagmire with holding meetings and seminars. He was of the view that the talks which the Pakistani Government was holding with Taliban in its territory should satisfy the people of both the countries because this was the only way to achieve peace. He appealed to

the Afghan delegation and President Karzai to hold similar talks with Taliban on their side of the border so that the two countries could together extnguish this fire on both sides.

کرزئی اور مشرف برابر کے مجرم: مشرانوں جرگہ افغانستان کے آٹھ رکنی وفد نے جسکی سربراہی سید حامد گیلانی ڈپٹی اسپیکر افغان پارلیمنٹ کررہے تھے ۹ تا ۱۲ جون ۲۰۰۸ء پاکستان کا دورہ کیا۔ خارجہ کمیٹی سینیٹ کا بھی دورہ کیا بریفنگ میں میٹنگ کے دوران مولانا سمیع الحق نے کہا کہ افغان مسئلہ ایک نہایت نازک موضوع ہے۔ متعلقہ دونوں، صدر پرویز مشرف اور صدر کرزئی مجرم ہیں اور دونوں ملکوں کے عوام کو ان پر اعتماد نہیں۔ میٹنگز اور سیمینار سے دونوں ملک اس دلدل سے نہیں نکل سکتے۔ یہی وجوہات تھیں کہ حکومت پاکستان نے اپنے علاقے میں طالبان سے بات چیت شروع کی دونوں طرف کے عوام کو اعتماد میں لینا چاہیے یہی امن کا راستہ ہے انہوں نے افغان وفد اور صدر کرزئی سے اپیل کی کہ وہ اپنے علاقہ میں طالبان سے باقاعدہ بات چیت کریں تاکہ دونوں ملک مل کر اس آگ کو بجھا سکیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق (پشتو میں کی گئی گفتگو کا ترجمہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ۔ یہ ایک بہت اہم موقع ملا ہے جناب مشاہد حسین صاحب نے بڑا اچھا کیا ہے کہ ہمیں یہاں اکٹھا بٹھایا ہے لیکن یہ ایسا نازک اور حساس موضع ہے ہم سینیٹروں کے لیے کہ مجھے معلوم ہوتا تو میں مشاہد صاحب کو مشورہ دیتا کہ ہمارا یہ اجلاس ان کیمرہ ہونا چاہیے۔

پرویز مشرف اور کرزئی، دونوں کو ہم ایک طرح مجرم سمجھتے ہیں مشرف صاحب پر اور کرزئی صاحب پر دونوں ملکوں کے عوام عدم اعتماد کرتے ہیں۔ جہاں تک امن مذاکرات کا معاملہ ہے تو وہ پاکستان اپنے علاقوں میں کررہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر دونوں کو خوش ہونا چاہیے کیوں کہ اُس طرف بھی آگ لگی ہے اور ادھر بھی آگ لگی ہے اب ہمیں تو ہر حالت میں اپنے گھر میں اس آگ کو بجھانا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ہم امن کا راستہ اختیار کریں، مذاکرات کریں اسی طرح ہم آپ حضرات سے اور کرزئی صاحب سے اپیل کریں گے کہ اُس طرف جو آگ لگی ہے اُس کو آپ اپنے مذاکرات کے ذریعے بجھانے کی کوشش کریں۔ دونوں مل کر یہ آگ بجھائیں گے۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ادھر مذاکرات کی کوشش نہ ہو یا یہاں نہ ہو اور آپ اکیلے کریں تو ہم یہ گزارش کریں گے کہ امن مذاکرات جدھر بھی ہوں ان کا انشاءاللہ آپ کو فائدہ ہوگا اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی حکومت کو کہیں کہ اپنے لوگوں سے مذاکرات کی زحمت گوارہ کریں۔ شکریہ

ادارہ

''جہاد افغانستان کی عظیم قربانیوں کا فائدہ مغربی قوم کو ملا دہشت گردی دینی مدارس سے نہیں خود مغرب سے پھیلتی ہے''

کی اہمیت کے متعلق سینٹ کی خارجہ کمیٹی کی میٹنگ میں مولانا سمیع الحق صاحب کی برطانوی سفیر اور دولت مشترکہ کے سیکرٹری خارجہ سے دوٹوک باتیں

سینٹ کی خارجہ کمیٹی کی میٹنگ میں دولت مشترکہ میں برطانیہ کے مستقل سیکرٹری خارجہ سر مائیکل جے اور پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر مسٹر لائل کی بریفنگ میں سینئر مولانا سمیع الحق صاحب نے مختصر وقت میں اہم پوائنٹس پر اس خوبصورت انداز میں اظہار خیال کیا جسے ممبران خارجہ کمیٹی اور برطانوی سفارتکاروں نے بار بار اور بے حد سراہا اور برطانوی سیکرٹری خارجہ نے اپنے جوابی خطاب میں ان تفصلوں کو بڑی اہمیت دی۔ یہ اجلاس ۲۷ ستمبر ۲۰۰۵ء ظہر ۳ بجے پارلیمنٹ ہاؤس کے کمیٹی روم میں منعقد ہوا۔ .... (ادارہ)

مولانا سمیع الحق صاحب نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ '' اسلام کو دہشت گردی سے منسلک کرنا دو متضاد چیزوں کو ملانا ہے' اسلام کا نام ہی امن و سلامتی دینے کے ہیں۔ کسی مذہب کے نام میں یہ بات نہیں' ایسا کرنا دن اور رات' آگ اور پانی ظلمت و روشنی کو ملانا ہے جو بڑا ظلم ہے۔ روس کے خلاف ہماری عظیم قربانیوں کے صلہ میں مغرب اور امریکہ واحد سپر پاور بن گئے' مشرقی یورپ اور سنٹرل ایشیا آزاد ہوا۔ دیوار برلن ٹوٹ گئی' مغرب کا حریف سوویت یونین تہس نہس ہوا تو سارے ثمرات آپ نے سمیٹ لئے اور قربانی دینے والے ملک پاکستان کو اسلامی دہشتگردی کا ٹائٹل دیا گیا' اس وقت دہشت گردی کا سب سے بڑا نشانہ پاکستان کو بنا دیا اور سارا ملبہ ہمیں اٹھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ دینی مدارس کا نظام برصغیر میں آپ لوگوں یعنی برٹش سامراج کے آنے کے بعد قائم ہوا کیونکہ آپ نے ہمارے نظام تعلیم کو سیکولر بنا دیا' دینی تعلیمات کو یکسر نکال دیا' جس کی وجہ سے ہم نے مدارس قائم کئے مگر آپ کے ڈیڑھ سو سالہ دور حکومت میں نہ کبھی ان مدارس پر آپ نے دہشت گردی کا الزام لگایا نہ کوئی ایک مثال سامنے آئی' بلکہ آپ کے انگریز گورنر اس دور میں بڑے بڑے مدارس کا وزٹ کرتے رہے' اور بہترین تاثرات اور جذبات کا اعتراف کرتے رہے' دیوبند' میرٹھ' لکھنو' کلکتہ' سہارنپور' دہلی کے مدارس میں انگریز حکمرانوں کے دورے ہوتے رہے۔ ان کی تحریری رپورٹیں بھی موجود ہیں۔ اس وقت پاکستان کے کسی بھی مدرسہ میں پڑھنے والوں پر دہشت گردی کا ثبوت نہیں ملا۔

اس وقت عالم اسلام میں بیرونی تسلط کی مزاحمت کرنے والے تحریکوں کے لیڈر سب کے سب مغربی تعلیم گاہوں سے

پڑھے ہوئے گریجویٹس ہیں انہوں نے الجزائر‘ تیونس‘ مراکش‘ سوڈان‘ مصر اور ایران کی مثالیں پیش کیں۔ ان میں سے دینی مدارس سے پڑھے ہوئے لوگ نہیں۔ القاعدہ کی ساری قیادت بھی پروفیسرز‘ انجینئرز‘ ڈاکٹرز اور گریجویٹس لوگوں کی ہے۔ انہوں نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے نظام و نصاب تعلیم میں انسانی مساوات‘ جمہوریت‘ آزادی اور انسانوں کے بنیادی حقوق پر اتنے شد و مد سے زور دیا جاتا ہے کہ وہاں پڑھنے والے مسلمان طلبہ کا مکمل برین واش ہو جاتا ہے۔ جو بڑی اچھی بات ہے‘ مگر وہ جب اس دکھائی گئی جنت کو لے کر اپنے ملکوں میں جا کر اس کے خلاف سب کچھ دیکھتے ہیں جہاں جبر و تسلط آمریت‘ غربت اور اپنے ساتھ امتیازی سلوک کا دور دورہ ہوتا ہے تو آپ کی تعلیم کا ردعمل ان میں بڑا شدید بیدار ہو جاتا ہے‘ کہ خود تو آپ لوگ اپنے دیئے گئے تعلیم کے مطابق جنت کی دنیا بسا لیتے ہیں مگر باہر کے لوگ اپنے آپ کو جہنم میں پاتے ہیں‘ جس کو بنانے میں بڑے حصہ بڑی طاقتوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی دنیا اور مسلم پس ماندہ دنیا کے درمیان ایک موٹا شیشہ حائل ہوتا ہے جس سے وہ نظارہ تو کر سکتے ہیں مگر داخل نہیں ہو سکتے نتیجتاً وہ بغاوت اور جنگ پر اتر آتے ہیں۔ اس لئے یا تو اپنے اس سارے نصاب تعلیم اور اصول کو بدل دیں جس کے ردعمل میں دنیا میں دہشت گرد پیدا ہو جاتے ہیں‘ یا پھر ان زریں اصولوں اور تعلیمات کو مسلم اور پس ماندہ ممالک میں بھی لاگو کرنے کی کوشش کریں۔ دینی مدارس پر تو آپ کا الزام ہے کہ انہیں دنیا کے کر و فر اور ٹیکنالوجی سے دور رکھا جاتا ہے۔ اگر آپ کا الزام درست مان لیا جائے تو دینی مدارس تو آخرت اور جنت و دوزخ کی بات کرتے ہیں اور اپنے پیروؤں کو صبر و قناعت تقدیر و رضا اور برداشت کی تلقین کرتے ہیں اگر یہ بات صحیح ہیں تو وہاں سے بغاوت اٹھ ہی نہیں سکتی۔......

پہلی چیز دہشت گردی کی وضاحت کرنے کی ہے اور پہلی بات جس پر اتفاق ضروری ہے یہ ہے کہ کہیں بھی ظالم ہے تو اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کو مظلوم کا ساتھ دینا چاہئے خواہ ایسا کرنے والے مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ جب کہ مغرب کا اس بارے میں معیار دوہرا ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا کہ آج کی یہ میٹنگ اور بریفنگ مثالی ہے۔ کہ موجودہ ساری صورتحال کا اصل علاج یہ ہے کہ مغرب اور مسلمانوں کے درمیان مکالمہ مذاکرات اور افہام و تفہیم کے ذریعے پیدا شدہ خدشات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے۔ روس کے خلاف افغان جہاد میں صرف دینی مدارس اور علماء کا حصہ نہیں بلکہ کالجوں‘ یونیورسٹیوں‘ جرنیلوں اور مغربی اقوام کے مختلف طبقوں نے بھرپور حصہ لیا اور یہ ضروری تھا ورنہ روسی سامراج اب ہمارے ملکوں میں دندناتا پھرتا۔ اس جہاد کی سزا اب صرف مدارس کے علماء اور طلباء کو کیوں دی جارہی ہے۔ برطانوی مہمان سر مائیکل جے نے حضرت مولانا صاحب کے خیالات کو سراہتے ہوئے مکالمہ اور مذاکرات کی اہمیت ظاہر کی۔ انہوں نے اس تاثر کی تردید کی کہ دہشت گردی کو اسلام سے جوڑا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دینی مدارس کے پروگرام کے خلاف نہیں۔ ہمارے برطانیہ میں بھی مدارس ہیں البتہ یہاں اور وہاں انہیں مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سمیع الحق نے ہمارے اداروں میں جن بنیادی تعلیمات کا ذکر کیا ہے ہم اسے برقرار رکھیں گے۔ اور ساری دنیا کے طلبہ کو آنے دیں گے۔ اس سال بھی ہم پاکستان کے پانچ ہزار طلباء کو ویزا دے رہے ہیں۔ آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے انہیں اکوڑہ خٹک آکر دارالعلوم حقانیہ اور پاکستان کے دیگر بڑے مدارس کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔

(امریکی قونصل جنرل کی آمد اور مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات)

(۱) حرمین شریفین کے متعلق امریکیوں کی بکواس (۲) کورین باشندوں کا اغواء (۳) سینٹ کی خارجہ کمیٹی میں جرأتمندانہ موقف

۹ راگست (اکوڑہ خٹک) پشاور میں امریکی قونصل جنرل مس لین ٹریسی نے آج صبح گیارہ بجے اکوڑہ خٹک میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ یہ ملاقات پونے دو گھنٹے جاری رہی جس میں موجودہ عالمی صورتحال کے تناظر میں اہم مسائل اور درپیش مشکلات پر تبادلہ خیال ہوا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے امریکی پالیسیوں بالخصوص پاکستان میں امریکی مداخلت مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارہ میں بعض امریکیوں کے تازہ بیانات اور امریکہ کی امداد کے سلسلہ میں تازہ قانون سازی کے بارہ میں اپنے سخت خیالات اور برہمی کا اظہار کیا اور کہا کہ امریکہ خود ہی اپنے لئے مشکلات روز بروز بڑھا رہا ہے۔ اس موقع پر مس لین ٹریسی نے کہا کہ امریکہ نے بار بار واضح کیا ہے کہ ہم پاکستان کے حدود میں مداخلت نہیں کرینگے، بعض صدارتی امیدواروں کے مکہ مدینہ کے بارہ میں جذباتی بیانات کی ہم نے سرکاری طور پر مذمت کی اور انکے حریف دیگر صدارتی امیدواروں نے اسے مسترد کردیا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ حکومت ایسے بیانات کی صرف مذمت نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتی؟۔ مس ٹریسی نے کہا کہ عوام الیکشن میں خود انکا احتساب کر کے انہیں مسترد کر کے سزا دیں گے۔ امریکی عوام نے جنگ کو مسترد کردیا ہے اپنے ووٹروں کے بارہ میں بعض غیر سنجیدہ امیدوار غلط تجزیہ کرتے ہیں۔ امریکی امداد مشروط کردینے کے باوجود اس کا کوئی منفی اثر پاکستان پر نہیں پڑے گا۔ اور آپ اسے القاعدہ کے کھاتے میں ڈال کر اسے شرائط کے خلاف ورزی قرار دیں گے۔ قونصل جنرل نے کہا کہ ایسا نہیں ہم موازنے اور تجزیے کرنے کے بعد کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ ایمرجنسی کے متعلق قونصل جنرل کے ایک سوال کے جواب میں مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ اب حالات اس نہج پر جارہے ہیں کہ ایمرجنسی وغیرہ جیسے اقدامات سے حالات کنٹرول نہیں ہونگے بلکہ جلد از جلد فوری صاف اور شفاف آزاد الیکشن کروادیں جبکہ ملک کی بڑی سیاسی لبرل اور سیکولر پارٹیاں آپکے بارہ میں ''نرم گوشہ'' رکھتی ہیں ایسی پارٹیوں کے ہوتے ہوئے حقیقی جمہوریت سے آپ خطرہ محسوس نہ کریں۔ پاک افغان جرگہ میں شرکت نہ کرنے پر مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ جرگہ میں جب تک مزاحمتی فریقوں کو شامل نہ کیا جائے تو اسکے مثبت نتائج سامنے نہیں آسکتے اور یہ ساری تگ ودو مجھے بیکار نظر آتی ہے۔ قونصل جنرل نے کہا کہ طالبان کو شامل کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ آمادہ نہ ہوسکے۔ جرگہ کی سفارشات آنے پر ایک کمیشن طالبان سے مذاکرات اور رابطوں کی کوشش کرے گا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے اس سوال کے بارہ میں کہ امریکہ کی موجودہ پالیسیوں کے بارہ میں آپ کا تجزیہ کیا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کہ نائن الیون کے بعد دہشتگردی کے نام پر آپکی تمام جدوجہد جس میں ہماری حکومت نے بھی آخری حد تک عوام کے جذبات کا احترام کئے بغیر اس جنگ میں سارے وسائل آپ کیلئے جھونک دیئے مگر حقائق یہ ہیں کہ اسکا نہ تو آپکو فائدہ ہوا نہ ہماری حکومت کو بلکہ آپ اور ہم سب ایک انتہائی تباہ کن صورتحال تک پہنچ گئے ہیں۔ اسلئے میرا مشورہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے بارہ میں اپنی پالیسیوں کا یوٹرن لیں یا کم از کم اس سفر کو یکدم سٹاپ کردیں۔ اس میں امریکہ کی اور پاکستان اور تمام مسلمانوں کی بھلائی ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ اس بربادی کی ذمہ دار سوویت یونین ہے جسکے ختم کرنے میں جن قوتوں نے قربانی دے کر امریکہ کو واحد سپر پاور بنایا انگران لوگوں کی قدر کرنے کی بجائے امریکہ نے انہیں دہشت گرد قرار دیا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ پاکستان کے کسی بھی مدرسہ میں دہشت گردی نہیں ہورہی مگر صدر بش نے اسلام آباد کی لال مسجد کا نام لیکر آگ کو بلاوجہ مزید بڑھکانے کی کوشش کی۔ مس لین ٹریسی نے کہا کہ امریکہ کی طرف سے فوجی آپشن کے علاوہ سیاسی اور دیگر آپشنوں پر بھی غور ہورہا ہے۔ ملاقات میں قبائلی اور شمالی وزیرستان کی صورتحال پر بھی گفتگو ہوئی۔ ملاقات میں مولانا حامد الحق حقانی ایم این اے بھی موجود تھے۔

<u>حرمین شریفین اور امریکی صدارتی امیدواروں کی ہرزہ سرائی:</u> ۳راگست (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینٹر مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا ہے کہ امریکہ کے صدارتی امیدواروں نے امت مسلمہ کے مقدس مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی بات کرکے اپنے اندر کے اس بغض وعناد کو آشکارا کردیا ہے' جو اسلام کے بارہ میں انکے دل ودماغ میں بھرا ہوا ہے اور بات اب مدارس دینیہ اور مساجد سے بڑھ کر حرمین شریفین تک جا پہونچی ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب یہاں دارالعلوم حقانیہ کے ایوان شریعت ہال میں ختم بخاری شریف اور فارغ التحصیل فضلاء کی دستار بندی کی تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ ملک کی نازک صورتحال کی وجہ سے تقریب کا پہلے سے اعلان نہیں کیا گیا تھا مگر اس غیر اعلانیہ تقریب میں ہزاروں علماء' طلباء اور عوام نے شرکت کی۔ اس موقع پر دارالعلوم کے ایک ہزار سے زائد فضلاء کی دستار بندی کی گئی۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب نے بخاری شریف کے اختتامی درس کے بعد علماء وفضلاء کو الوداعی خطاب میں ان کی اہم ترین ذمہ داریوں اور تاریخ کے نازک چیلنجوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ صلیبی جنگ کا نشانہ اب نہ صرف ہمارے مدارس مساجد' تعلیمی نظام' دفاعی اور ایٹمی صلاحتیں اور ملکی سالمیت اور آزادی نہیں بلکہ کعبۃ اللہ اور گنبد خضراء پر بھی انکی پلید نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اس قسم کے زہریلے اعلانات اسلامی ممالک کے او آئی سی' پر جوتے مارنے کے مترادف ہیں۔ اگر اب بھی ۵۸ اسلامی ممالک کی غیرت نہیں جاگتی تو ہماری اجتماعی غلامی اور موت کوئی ٹال نہیں سکے گا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ یورپ اپنے کھیل کود کی اولمپک شمع کو بجھنے نہیں دیتا اور کھلاڑی دوڑ دوڑ کر ایک سے دوسرے کو شمع منتقل کرتے ہیں تو ہمیں کیوں مدینہ منورہ کی شمع محمدی کی حفاظت اور اس سے جلائے رکھنے سے روکا جارہا ہے' انہوں نے علماء وطلباء سے کہا کہ آپ نے بھی جانوں پر کھیل کر اس شمع خداوندی کو جلائے رکھنا ہے۔ اور ایک سے دوسرے کو اسے منتقل کرتے رہنا ہے۔ اس موقع پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے دردناک واقعات پر مولانا سمیع الحق صاحب اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحب نے روشنی ڈالی تو پورے مجمع میں ایک کہرام مچ گیا اور ہزاروں لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ صدر بش نے اپنی تقریر میں علانیہ اعتراف کیا ہے کہ لال مسجد کا سانحہ امریکی جنگ کا حصہ ہے اور حکمرانوں نے امریکی ایجنڈا پر عمل کرنے پر یہ سب کچھ کیا ہے۔ تقریب سے مولانا انوار الحق' نائب مہتمم' مولانا عبدالحنان جہانگیروی فاضل دیوبند' مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبان اور دیگر اساتذہ نے خطاب کیا۔ (۴راگست کے اخبارات)

<u>کورین سفارتکاروں کی آمد اور ملاقاتیں:</u> ۲۹رجولائی ۲۰۰۷ کو کوریا کے مسلم کیمونٹی کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔ جس کی قیادت پاکستان میں متعین جنوبی کوریا کے سفیر کررہے تھے۔ وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے اپیل کی کہ وہ کورین یرغمالیوں کی رہائی میں مدد کریں اور اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کریں۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور انہیں مشورہ دیا کہ پہلے مرحلہ پر کوریائی حکومت افغانستان میں موجود اپنے افواج کو فوری طور پر وہاں سے نکال دے جس سے خیر سگالی کی فضا پیدا ہوگی' سفیر نے کہا کہ ہماری حکومت اس کا پہلے سے اعلان کرچکی ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ طالبان کا اپنے قیدیوں کو آزادی دلانے کی شرط تو افغانی حکومت ہی پوری کرسکتی ہے۔ امریکہ اور اقوام متحدہ اس میں موثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ جبکہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بھی اس وقت کوریائی شہریت رکھتے ہیں۔ سفیر کوریا نے سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ بان کی مون کی طرف سے بھی مولانا سمیع الحق کو خیر سگالی اور محبت کے جذبات پہونچائے۔ جبکہ ان کے سیکرٹری جنرل بننے سے قبل مولانا سمیع الحق کی دوسال قبل سیول کوریا کے دورہ کے موقع پر ان سے بحیثیت وزیر خارجہ کوریا خوشگوار ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ عرصہ سے ان کا

رابطہ طالبان اور افغانستان میں مزاحمتی قوتوں سے منقطع ہے لیکن اس کے باوجود بھی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر یرغمالیوں کی رہائی کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔اس سلسلہ میں کورین سفارتکاروں کے رابطے تاحال جاری ہیں۔

<u>سینیٹ کی خارجہ کمیٹی میں جرأتمندانہ موقف:</u> 29رجولائی (اکوڑہ خٹک) جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ امریکہ کی حالیہ قانون سازی بیانات اور قراردادیں پاکستان کے خلاف کھلا اعلان جنگ ہے اس لیے اس حساس ترین معاملہ پر فوری طور پر (پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینٹ کا مشترکہ اجلاس) بلایا جائے جس کا ایک نکاتی ایجنڈا ہو اور پورا پارلیمنٹ اس پر تفصیل سے غور کر کے قومی یکجہتی کا اظہار کر کے امریکہ کو دوٹوک پیغام دے کہ سیاسی اختلافات کے باوجود ملکی سلامتی اور بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے قوم متفق ہے۔مولانا سمیع الحق نے سینٹ کے خارجہ امور کے قائمہ کمیٹی کی جرأت مندانہ موقف اور متفقہ قرارداد کو نہایت خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ میں نے کل کے اجلاس میں بھی یہ تجویز رکھی تھی کہ اس معاملہ پر پارلیمنٹ کا فوری اجلاس بلایا جائے اور اگر مصلحت کا تقاضہ ہوتو یہ اجلاس ان کیمرہ بھی رکھا جاسکتا ہے جیسا کہ اس سے قبل صدر ضیاء الحق اور جونیجو کے دور میں جنیوا معاہدہ پر پارلیمنٹ کا ان کیمرہ اجلاس ہوا تھا دیسے بھی موجودہ قومی اسمبلی کی معیاد پورا ہونے کو ہے کم ازکم ایک اجلاس دونوں ایوانوں کا مشترکہ ہونا چاہئے۔

(۳۰رجولائی ۲۰۰۷ء کے اخبارات)

حساس علاقوں میں نیٹو افواج کی آمد
ملکی سالمیت کے لئے بڑا خطرہ

قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس حساس موضوع پر فوری ردعمل کا اظہار پریس اور میڈیا میں اخباری بیان کی صورت میں کیا۔ جو ۲۷؍اکتوبر ۲۰۰۴ء کو پورے ملک اور بیرون ملک پریس میڈیا میں شائع ہوا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اسے ادارتی صفحات میں بھی شائع کیا جارہا ہے۔......ادارہ

جمعیت علما اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے زلزلہ زدگان کی امداد کے نام پر پاکستان میں نیٹو افواج کی آمد پر شدید تشویش اور اضطراب کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ صورتحال پاکستان کے دفاع اور سالمیت کیلئے خطرناک سیکورٹی رسک ہے' کیونکہ زلزلہ زدہ علاقہ بھارت اور چین جیسے اہم پڑوسی ممالک سے ملا ہوا ہے۔ ایسے حساس علاقوں کو اسلام دشمن افواج اور قوتوں کی آماجگاہ بنانا اپنے لئے کنواں کھودنے کے مترادف ہے۔ ایسے ہی خطرات کی وجہ سے پاکستان نے بھارت کے ہیلی کاپٹروں کو انڈین پائلٹوں کی وجہ سے مسترد کردیا ہے جبکہ مغربی اتحادی افواج ہمارے لئے ان سے زیادہ خطرناک ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہماری امن فوج پانچ لاکھ کی تعداد میں ہے اور تین ڈویژن پاکستان کی افواج زلزلہ زدہ علاقہ میں تاریخ کا عظیم الشان قابل تحسین کردار ادا کر رہی ہیں۔ ہماری فوج میں ستر ہزار انجینئر ہیں' شاہراہ قراقرم دنیا کا آٹھواں عجوبہ اور کشمیر کی سڑکوں کو ان لوگوں نے اور ایف ڈبلیو نے بنایا۔ ہمارے فوجی نیٹو سے ہزار درجہ بہتر کارکردگی دکھا چکے ہیں۔ افغانستان کے بعد اگر نیٹو کا دائرہ ہم نے اپنے ملک میں بڑھا دیا تو ہم چین وغیرہ کی ناراضگی مول لے کر تنہا رہ جائیں گے۔ اور مغربی افواج کو اپنے ہاتھوں کشمیر میں قدم جمانے کا موقع دے دیں گے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمیں ہیلی کاپٹروں اور

دوسری مدد کی ضرورت ہے مگر ساتویں بیڑے کی طرح اس کے صرف وعدے کئے جارہے ہیں جبکہ ہمیں ان کے مین پاور کی ضرورت نہیں۔ ایسے حالات میں پارلیمنٹ کو بائی پاس کر کے بیرونی افواج کو اپنے ملک میں مداخلت اور دخل اندازی کا موقع دینا ہرگز دانشمندی نہیں ہے جبکہ ان قوتوں کی پاکستان اور عالم اسلام کے بارے میں عزائم کسی سے مخفی نہیں۔ پھر افغانستان میں نیٹو کی افواج کی موجودگی کے باوجود وہاں کونسی بہتری لائی جاسکی ہے۔ مولانا نے کہا کہ غیروں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہم نے پڑوسی ملک افغانستان کو دشمن کے ہاتھوں تورا بورا بنادیا تھا تو انہی پالیسیوں کا مکافات عمل ان ہی تاریخوں میں پاکستان پر اس عذاب کی شکل میں نازل ہوا۔ اب انہی دشمن قوتوں کو اپنی سرزمین پر کھل کھیلنے کا موقع دے کر ہم اللہ تعالیٰ کو دعوت غضب دے رہے ہیں۔ مولانا نے حکمرانوں سے اپیل کی کہ وہ خدارا اس گھمبیر سازش کا شکار نہ ہوں اور اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ (ماہنامہ الحق اکتوبر ۲۰۰۵ء)

(آزادی کی حفاظت ٹیررازم نہیں واضح تعریف اور حدود متعین کرنے کا مطالبہ نیٹو پارلیمانی اسمبلی سے نیٹو کے عزائم کے بارہ میں وضاحت طلبی)

سینیٹ کی خارجہ کمیٹی میں نیٹو وفد کے لیڈر کی وضاحتیں

اسلام آباد ۱۴ مارچ

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے نیٹو پارلیمانی اسمبلی کے وفد سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسلام اور عالم اسلام کے بارہ میں اپنی پوزیشن اور پالیسی کی وضاحت کرے کیونکہ سویت یونین کے زوال کے بعد ۱۹۹۵ء میں نیٹو کے سیکرٹری جنرل ولی کلاس نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ سویت یونین کے شکست کے باوجود اصل خطرہ ہمارے لئے اسلام ہے اور اسی لئے نیٹو کا ادارہ قائم رہنا چاہیے۔ مولانا سمیع الحق یہاں پارلیمنٹ ہاؤس میں نیٹو کے اہم ارکان پر مشتمل وفد سے سینیٹ کے خارجہ امور کمیٹی کے بریفنگ کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ سویت یونین کے بعد نیٹو کو چاہیے تھا کہ وہ مظلوم اقوام کے خلاف بڑی طاقتوں کی جارحیت کو روکتا مگر اس وقت نیٹو ہر استعماری طاقت اور سپر پاور کیلئے چھتری بنی ہوئی ہے لوگ اسے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے طرح امریکی عزائم کی تکمیل کا ایک ادارہ سمجھتے ہیں مولانا سمیع الحق نے کہا کہ جہاں بھی مسلمان ممالک اپنی آزادی اور سالمیت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ مغربی اقوام اسے ٹیررازم بنا دیتے ہیں جبکہ آزادی کی حفاظت کا حق دنیا کے تمام اقوام کو ہے مگر آپ لوگ مسلمانوں کو یہ حق نہیں دیتے مولانا سمیع الحق نے نیٹو ارکان سے مطالبہ کیا کہ وہ ٹیررازم کی واضح تعریف اور حدود متعین کرائیں اور آزادی کی جدوجہد اور دہشت گردی میں فرق کی جائے۔ مولانا سمیع الحق نے افغانستان کے کردار پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہاں امن کے نام پر ساری کوششیں ناکام ہوگئی ہیں اب نیٹو کو وہاں جنگ سے ہٹ کر امن کیلئے کوئی اور راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

نیٹو وفد کے لیڈر ڈاکٹر کارل اے لیمرز اور ناروے کے سابق وزیر خارجہ اور نیٹو پارلیمنٹ کے نائب صدر جان پیٹرسن نے اپنی وضاحتوں میں کہا کہ نیٹو عالمی پولیس مین نہیں بنے گا ہمارے خواب وخیال میں بھی روس کا زوال نہیں تھا اچانک یہ سب کچھ ہوا اب بھی نئے خطرات سر پر ہیں مہاجرین اور دہشت گردی کے مسائل ہیں۔ یہ ادارہ اچھا ہے اس لئے قائم رکھا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کے نہ چاہنے کے باوجود ہم نے کوسو میں کام کیا اور ہم نے امریکہ کو وہاں جانے پر مجبور کیا۔ انہوں نے نیٹو افغان حکومت سے ایک بار پھر نیٹو کے سابق سیکرٹری

جنرل کے اسلام کے بارہ میں ریمارکس کی وضاحت چاہی مگر وفد کے لیڈر نے کہا کہ ہم اسلام کے خلاف نہیں ہیں اور وہ شخص و لی کلاس اب مر چکا ہے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اس کا نظریہ تو زندہ ہے اور نیٹو اسی پر کاربند ہے۔ چیئرمین کمیٹی مشاہد حسین سید نثار اے میمن، پروفیسر خورشید احمد، سینیٹر طلحہ محمود نے بریفنگ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

امریکی تسلط اور خارجہ پالیسی کے بارہ میں
قومی سلامتی پارلیمانی کمیٹی کے اہم اجلاس میں
مولانا سمیع الحق کی طرف سے دس نکاتی تجاویز

پارلیمنٹ نے ملک میں بیرونی تسلط جارحیت اور خارجہ پالیسی کے بارہ میں اپنے ان کیمرہ اجلاس میں ایک اعلیٰ سطحی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی قائم کی جو بند اجلاس کے اختتامی فیصلوں کے بارہ میں قرارداد مرتب کرے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد سینیٹر مولانا سمیع الحق نے دس نکاتی تجاویز پیش کیں کہ ان کی روشنی میں قرارداد مرتب کی جائے۔ذیل میں وہ نکات دیئے جارہے ہیں۔ (ادارہ) (الحق دسمبر ۲۰۰۸ء)

---

(۱) یہ ساری صورتحال امریکہ کے ساتھ اس کی جنگ میں کھڑے ہونے اور اس کا ساتھ دینے سے پیدا ہوئی ہے جب تک اس پالیسی پر نظر ثانی کرکے مسلمانوں کے خلاف اس عالمی کولیشن سے ہم الگ نہیں ہوں گے اس صورتحال میں تبدیلی نہیں بلکہ مزید شدت آئے گی۔اور اس آگ کی لپیٹ میں پورا ملک آجائے گا۔حکومت پرویز مشرف کی جاری کردہ پالیسیوں کو تبدیل کرے۔

(۲) پاکستان کی ساورنٹی میں مداخلت اور اس کی سرحدات کی پامالی اور پاکستان علاقوں پر بمباری اور جارحیت کی شدت سے مذمت کی جائے اور پارلیمنٹ اس کو کنڈم کرتے ہوئے آئندہ ایسا نہ کرنے کا مطالبہ کیا کرے۔

(۳) اس سے قبل پرویز مشرف کے جو معاہدے بیرونی طاقتوں بالخصوص ٹیررازم کے سلسلہ میں ہوئے اس کو سامنے لایا جائے اور اس پر نظر ثانی کی جائے۔

(۴) دہشت گردی کی تمام شکلیں اس خرابی کی آڑ میں چل رہی ہیں جب تک پاکستان امریکہ کا حلیف اور معاون رہے گا یہ دہشت گردی کسی شکل میں پھیلتی چلی جائے گی۔

(۵) دہشت گردی کی بعض شکلیں بھارت اسرائیل اور بعض دیگر خارجی طاقتوں کی پیدا کردہ ہیں اس کی نشاندہی ہونی چاہیے اور اس کے تمام راستے بند کرنے چاہئیں۔

(۶) پاکستان اپنے علاقوں سوات باجوڑ فاٹا اور دیگر علاقوں میں جاری فوجی آپریشن فی الفور بند کرے۔

(۷) مزاحمت کاروں کے ساتھ فوری طور پر غیر مشروط ڈائیلاگ کا سلسلہ شروع کیا جائے اس میں سرحد کے سرکردہ علماء بااثر شخصیات' حکومتی ذمہ دار افراد اور فوج کی موثر شخصیات شامل کی جائیں اور اگر مناسب ہو تو اس کیلئے سعودی عرب کے حرمین الشریفین کے ائمہ کرام خطیب اور ممتاز علماء سے بھی مدد لی جائے۔اور ساری توجہ سیاسی حل نکالنے پر دی جائے۔

(۸) قرارداد میں طالبان کی اصطلاح ہرگز استعمال نہ کی جائے کہ اس طرح یہ آگ پورے پاکستان میں پھیلنے کا اندیشہ ہے اسی طرح دہشت گردی کی بجائے مزاحمت کاروں کا لفظ استعمال کیا جائے۔

(۹) مذاکرات سے پہلے ہتھیار ڈالنا ناقابل عمل ہے۔ اگر ممکن ہو تو اس سارے حالات کے اصل سرچشمہ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے ساتھ ڈائیلاگ مکالمہ اور مذاکرات کا راستہ نکالا جائے۔

(۱۰) بلوچستان کے مسئلہ پر مستقل توجہ دی جائے اور اس کے فوری حل کے راستے نکالے جائیں۔

سینیٹر سمیع الحق رکن پارلیمانی کمیٹی

نائن الیون کے بعد افغانستان کی طرح ہماری غیر اعلانیہ غلامی

عالمی دہشت گرد ہماری ایٹمی اور دفاعی صلاحیت کو چھین رہے ہیں

ایوان بالا سینیٹ آف پاکستان میں مولانا سمیع الحق کی اذانِ حق

۱۶ فروری ۲۰۰۴ء

> ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی، ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور سائنسدانوں کی ڈی بریفنگ کے سلسلہ میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے سینیٹ میں تحریک دا‌خل کی تھی جو کہ منظور کرلی گئی اس کے حق میں مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مورخہ 16-02-04 کو سینٹ کے اجلاس میں درج ذیل تقریر فرمائی جسے سینیٹ کے ریکارڈ کردہ آفیشل رپورٹ سے من وعن نقل کیا گیا ہے، نذر قارئین ہے.....(شفیق الدین فاروقی)

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین صاحب، میں انتہائی اختصار کے ساتھ گزارش کروں گا، میرے محترم اراکین سینیٹ نے بڑے سیر حاصل طریقے سے بات کی ہے۔ اپنے سائنسدانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ہماری تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے، میرے خیال میں رہتی دنیا تک اسے نہ دھویا جاسکے گا، نہ مٹایا جاسکے گا، سقراط کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا آج تک دنیا اس قوم کا ذکر کررہی ہے، جنہوں نے علم اور اپنی قوم پر احسانات کی پاداش میں ان کو تہہ خانوں میں ڈالا، نظربند کیا، پھر آخر میں زہر کا پیالہ پلایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک وقتی مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ ہمارے محترم اراکین نے اشارہ کیا، یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اگر آج بھی ہم اس پر بند باندھ سکیں اور اس کو روک سکیں تو یہ ہماری اپنی آزادی، قوم و ملک کی سالمیت کے ساتھ احسان ہوگا۔

<u>امریکہ کو سازگار ماحول کی تلاش تھی:</u> میں سمجھتا ہوں کہ بہت پہلے سے غیر اسلامی قوتیں یہ برداشت نہیں کررہی تھیں کہ کسی اسلامی ملک کے پاس جوہری توانائی کی قوت آجائے۔ پہلے ہی دن سے امریکہ اور اس کے حواری ہرگز برداشت نہیں کرسکے کہ پاکستان ایٹمی قوت بنے۔ قدرت نے افغانستان میں ایسے حالات پیدا کئے کہ روس کے ساتھ سب جنگ میں لگ گئے اور پاکستان اس کی فرنٹ لائن میں تھا۔ اس وقت امریکہ مجبوراً ان حالات کے وجہ سے پاکستان کے بارے میں جو کچھ بھی اس کو معلوم ہو رہا تھا وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اس سے چشم پوشی کررہا تھا۔ سودیت یونین کی شکست وریخت کے بعد مسلسل اس نے دباؤ ڈالنا شروع کیا، ابھی ہم نے دھماکہ نہیں

کیا تھا کہ سی ٹی بی ٹی کے مسئلے اٹھائے گئے' قریب تھا کہ پارلیمنٹ اس کو پاس کرے' پوری قوم نے ایک آواز ہو کر اس کو مسترد کیا' الحمدللہ ہم اس پر دستخط کرنے سے بچ گئے۔ اس کے بعد دھماکہ کرنے کا وقت آیا' تو کلنٹن خود بار بار ہر طریقے سے دباؤ ڈال رہا تھا کہ یہ سلسلہ آگے نہ چلے۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور دھماکہ کیا گیا۔ اللہ نے ہمیں یہ نعمت دی' یہ ہماری اہلیت سے زیادہ اللہ کا احسان تھا کہ امت مسلمہ کو بھی ایک ایٹم بم مل گیا۔

اسلامی بم: دھماکے کرنے کے فوراً بعد اسے اسلامی بم کا نام دیا گیا۔ حالانکہ اس سے پہلے امریکہ اور یورپ کا بم عیسائی بم نہیں تھا' جس نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو تباہ کیا تھا۔ ہندوستان نے بم بنایا تو اس کو ہندو بم نہیں کہا گیا۔ اسرائیل کو بم بنا کر دیا گیا' اسے خود مسلح کیا گیا' ساری جوہری صلاحیتیں وہاں پہنچائی گئیں اس بم کو یہود بم نہیں کہا گیا۔ چین کے بم کو بدھ مت بم نہیں کہا گیا۔ روس کے بم کو کیمونسٹ بم نہیں کہا گیا۔ حالانکہ بم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے لیکن جب پاکستان نے بم بنایا تو پوری دنیا میں طوفان اٹھا کہ یہ بم اسلامی بم ہے۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پندرہ سال سے وہ سمجھ رہے ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے علم میں تھیں وہ مجبوراً حالات کی وجہ سے خاموش رہے۔ اپنے لئے سازگار ماحول پاکستان میں دیکھنا چاہتے تھے۔

ہمارا تو سب کچھ چھن گیا: بدقسمتی سے گیارہ ستمبر کے بعد ہمارے ساتھ وہ ہوا جو عراق اور افغانستان کے ساتھ ہوا ہے وہ کھل کر دنیا کے سامنے ہے۔ دنیا اس کے اوپر احتجاج بھی کر رہی ہے وہاں کے کھنڈرات' ان کی لاشوں کو دیکھ رہے ہیں' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عراق اور افغانستان سے زیادہ ہمارے ساتھ سب کچھ ہو گیا ہے' جس پر دنیا خاموش ہے' ہماری تباہی اور بربادی ان کو نظر نہیں آتی۔ وہ ہماری چمکتی' زرق برق بلڈنگز کو دیکھ رہے ہیں' سڑکوں کو دیکھ رہے ہیں اور حکمران خوش ہیں کہ ہم نے پاکستان کو بچا لیا ہے' لیکن افغانستان اور عراق کا تو اب بھی سب کچھ بچا ہے' وہ آزادی کی حمیت' ہے جذبہ جہاد ہے' ہمارے پاس وہ بھی کچھ نہیں ہے۔

ہم غیر اعلانیہ عراق اور افغانستان کی طرح غلامی میں آ گئے۔ ہمارے ایئر پورٹ ان کے قبضے میں ہیں' ہمارے ہاں FBI دندناتی پھر رہی ہے۔ ہماری intelligence کے تبادلے ان کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ہمارے دینی ادارے اور مساجد تک محفوظ نہیں ہیں۔ ہماری جہادی قوتیں تخریب کار اور دہشت گرد قرار دے دی گئی ہیں۔ ہمارے ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ بھی رسوا کن سلوک ہو رہا ہے امریکہ سمجھ رہا تھا کہ اب میرے لئے یہاں بہت سازگار ماحول ہے یعنی امریکہ کیلئے موسم بہار ہے' پاکستان میں کہ جو کچھ بھی یہاں بونا چاہیں بو سکتے ہیں۔ وہ اس انتظار میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اب ایک ٹیلیفون پر ہمارا مدعا اور مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے شور مچانا شروع کیا' جوہری قوت کے پھیلاؤ کا۔

یہ جوہری قوت سلب کرنے کی تمہید ہے: یہ ایک منصوبہ ہے' ایک تمہید ہے اس جوہری قوت کو سلب کرنے کیلئے۔ اس سے زیادہ مناسب موقع انہیں مل نہیں سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہ ہم نے بہت بڑی زیادتی کی' اس مسئلے کو نہ ہم عدالت میں لے کر گئے' نہ پارلیمنٹ میں لائے' نہ جن پر الزام تھا ان کو قوم کے سامنے لایا گیا' ہم بار بار یہ کہہ رہے تھے اور میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر تڑپ رہے تھے کہ مجھے قوم کے سامنے بات کرنے دی جائے لیکن ہم نے ان کو قوم کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ نہ کسی عدالت میں انہوں نے اپنی صفائی پیش کی۔

نزلہ ڈاکٹر قدیر پر گرا: جب مختلف طریقوں کو آزمایا گیا تو شاید یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اب جرنیل بھی ملوث ہوں گے اور اس زمانے کی فوج بھی اس کی لپیٹ میں آئے گی تو پھر انہیں قربانی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ یہ عید الاضحیٰ قربانی کے دن تھے' ہم نے اپنے ہیرو کو قربان کر دیا' جس کی تلافی اب میرے خیال میں قیامت تک ہم نہیں کر سکتے۔

ہم سائنس اور ٹیکنالوجی (Science and technology) پر تقریریں کرتے ہیں' اس پر زور دیتے ہیں اور مختلف وزارتیں قائم کر رہے ہیں' ڈاکٹر عطاالرحمٰن کا شعبہ ہم نے قائم کیا ہے۔ ہر جگہ لیکچر (Lecture) ہوتا ہے۔ مگر اب تو Science

and technology سے لوگ توبہ کریں گے اور اپنی اولاد کو وصیت کریں گے کہ خدا کے لئے اس جرم کا ارتکاب نہ کریں' میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے لئے جو بھی ہوا ہے جیسے بھی ممکن ہو اس کی تلافی کریں۔ جنرل صاحب یہ بحران اگر اکیلے حل نہیں کر سکتے اور وہ مشکل حالات میں پھنسے ہوئے ہیں تو ہم سب ان کی مدد کے لئے تیار ہیں کیونکہ یہ قوم کی بقاء کا مسئلہ ہے' پاکستان کی آزادی کا مسئلہ ہے۔ اخلاص سے سارے سیاستدانوں کو بٹھائیں' باہر جو ہیں انہیں بھی بلائیں اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں کہ بھئی اس دلدل سے ہم کیسے نکلیں گے۔ ہمارے اس اعتراف نے دشمن کو یہ موقع دیا کہ وہ سمجھے کہ تمہارے پاس یہ چیزیں یہ جوہری صلاحیت غیر محفوظ ہے' تم اس کے اہل نہیں ہو' تم Corrupt ہو اور تمہاری حکومتیں بھی' جو پچھلے پندرہ یا بیس سالوں میں تھیں وہ بھی اس کا تحفظ نہیں کر سکیں۔ تو دشمن نے آج ہاتھ پکڑ لیا' پھر بازو پکڑ لیا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کل پرسوں وہ گلے میں بھی ہاتھ ڈال لے گا' گلا دبائے گا کہ بھئی یہ طاقت ہمیں دے دو' تمہارے ہاتھوں میں یہ محفوظ نہیں ہے۔ یہاں بنیاد پرستی ہے یہاں ٹیررازم ہے

جناب چیئر مین: اب ختم کریں۔

عقیدہ اور دفاع دونوں زد میں ہیں:

مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین صاحب! دو چیزیں ہماری بقا کا ذریعہ ہیں' امت مسلمہ کا ایک نظریہ' عقیدہ اور جذبہ جو پاکستان کی تخلیق کی بنیاد ہے اس پر بھی دشمن نے وار کرنا شروع کیا ہے۔ دینی تشخص کو وہ ختم کر رہا ہے' وہ اس ملک کو سیکولر اور لبرل اسٹیٹ (Secular and liberal state) بنانے پر لگا ہوا ہے۔ مدارس کے پیچھے پڑ گیا ہے' جہادی تنظیموں کو ختم کر رہا ہے۔.......... دوسری چیز دفاعی صلاحیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دفاعی صلاحیت کا اگر ہم تحفظ نہ کر سکے تو پھر ساری قوم کو اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنا ہونگے۔ امریکہ کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پورے افغانستان کو بمباری کر کے کھنڈرات بنا دے۔ ڈیزی کٹر بم (daisy cutter bomb) تھا یا کیا تھا پندرہ پندرہ ہزار ٹن کے بم اس نے وہاں گرائے۔

جناب چیئر مین: اب تقریر ختم کریں۔

مولانا سمیع الحق: ابھی اس نے ایک نئے بم کا تجربہ کیا اس کو ام القنابل یعنی بموں کی ماں (mother of all bombs) کا نام دیا گیا ہے۔ وہ بم ایک قیامت برپا کر دیتا ہے۔ تو کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں ہے۔ جیسے ایٹمی نگرانی کرنے والے ادارہ کے سربراہ البرادی نے کہا ہے کہ امریکہ بھی ہتھیار پھیلانے کے اس جرم میں ملوث ہے تو اس کو اپنے گھر سے آغاز کرنا چاہیے' ہم سمجھتے ہیں کہ اگر امریکہ ابتدا کرے تو پوری اسلامی دنیا اس سے دستبردار ہو جائے گی۔ اور دنیا امن اور سکھ کا سانس لے گی۔

جناب چیئر مین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اتنا ہلکا نہیں لینا چاہیے اور میں یہ کہتا ہوں کہ شاید جنرل صاحب یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ یہ سب کچھ میرے دور میں تو نہیں ہوا ہے' ہر بوجھ اپنے سر پر لینے کی کیا ضرورت تھی؟ پندرہ سال کے واقعات ان سے پہلے کے تھے' وہ کہہ سکتے تھے کہ اس وقت کے جو حکمران تھے اس وقت کے جو جرنیل تھے' ان کے بارے میں اس وقت تم کیوں خاموش تھے۔ اس وقت سب کچھ ان کو معلوم تھا لیکن جنرل صاحب خواہ مخواہ سینگ اڑاتے ہیں اور ان کو خوش کرنے میں لگ جاتے ہیں اور وہ پھر سینگ واپس نہیں نکال سکتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کمیشن بھی بنائیں جیسا کہ ایک فاضل رکن نے تجویز دی لیکن ہم نے بہت کمیشن بھی دیکھے ہیں۔ ہم نے سقوط مشرقی پاکستان پر کمیشن بنایا' وہ کمیشن آج تک......

جناب چیئر مین! تقریر ختم کریں جی۔ ٹائم ختم ہو گیا۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! ہم نے سقوط مشرقی پاکستان کے مجرمین کو ٹی وی پر پیش نہیں کیا کہ وہ معافی مانگیں' ہم نے آئین کو توڑنے والوں کو بھی پیش نہیں کیا۔ ہم نے اسمبلیوں کو توڑنے والوں کو بھی پیش نہیں کیا' ہم نے کرپٹ اور کروڑوں اربوں روپے

لوٹنے والوں کو اور سوئیٹزرلینڈ (Switzerland) کے بینکس کو بھرنے والوں کو بھی قوم کے سامنے پیش نہیں کیا۔ (اس موقع پر تمام ایوان نے ڈیسک بجائے) کہ وہ قوم سے معافی مانگیں اور ایک نجات دہندہ جس نے ہمارے ملک کو اگر نجات نہ دی ہوتی تو آج ہم غلام ہوتے' بھارت یہاں آیا ہوتا۔

جناب چیئرمین صاحب! ایک طرف بھارت ہے۔ جو سرحد پر دیواریں (Boundry line) بنا رہا ہے۔ راتوں رات سو سو گز دیوار اٹھ رہی ہے' دوسری طرف ہندو وہاں آ کر بیٹھ گیا ہے اور امریکہ جو کچھ افغانستان میں کر چکا ہے وہ یہیں بھی کرنا چاہتا ہے۔ آپ کا ہتھیار چھیننا چاہتا ہے۔ پوری قوم' حکومت کو' پارلیمنٹ کو اس مسئلے پر ترجیحی بنیاد پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اس ہتھیار کو کیسے محفوظ کر سکتے ہیں۔

بہت شکریہ جناب

سینیٹ آف پاکستان میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ملک و ملت کو درپیش اہم مسائل پر تاریخی خطاب

سینٹ میں بجٹ پر بحث کے دوران سینٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اپنے خطاب میں بعض بنیادی مسئلے اٹھائے۔ جس کو من وعن پیش کیا جا رہا ہے۔........ (ادارہ) جون ۲۰۰۶ء

سینٹر مولانا سمیع الحق: اعوذ باللہ من الشطین الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
جناب چیئرمین! میں شکرگزار ہوں کہ مجھے موقع دیا' میں زیادہ وقت نہیں لوں گا' کیونکہ بجٹ کے تمام اقتصادی اور معاشی پہلوؤں پر اچھے انداز میں دونوں طرف سے بات کر لی گئی ہے اور یہ موضوع بھی انہی افراد کا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ عوام کی معاشی حالت' اقتصادی حالت' عوام کی مشکلات' مہنگائی' بے روزگاری انتہا پر پہنچ چکی ہے۔ ہم لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں وہاں آس پاس جو صورتحال ہوتی ہے۔ صبح سے شام تک جس طرح بعض مصیبت زدگان دروازوں پر آ کر روتے پیٹتے ہیں تو یہ صورتحال ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ اور عوام کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے۔ بجٹ کی یہ بڑی بڑی اقتصادی کتابیں بے مقصد ہیں اس گورکھ دھندے کو لوگ نہیں سمجھتے اور میں کبھی انہیں اٹھا کر نہیں لے جاتا ہوں۔ قرآن میں ہے کمثل الحمار یحمل اسفاراً والی صورتحال ہے۔ اس سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ حقائق کی دنیا میں ہمیں جانا چاہیے۔

<u>غیروں کی پالیسی پر چلنا معاشی موت ہے:</u> بنیادی طور پر اقتصادی' معاشی اور ہر قسم کی ترقی اس پر موقوف ہے کہ ہماری پالیسیاں آزاد ہوں۔ اگر کسی ملک کی پالیسیاں آزاد ہیں تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن ہماری پالیسیاں تو درحقیقت ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف اور مغربی ممالک کے ساتھ گروی ہیں۔ اور ان کو بیچ دی گئی ہیں۔ یا ان کے شکنجے میں ہیں۔ جو ہمارے ملک کے آلو اور پیاز کا ریٹ بھی متعین کرتے ہیں۔ تو ہم کیسے اس ملک میں خوشحالی اور کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں؟ بہر حال آج کے بجٹ کی تقریر میں ہمیں یہ ایک اچھا موقع ملتا ہے کہ ہر قسم کے امور اور قوم کے متعلق مسائل پر بحث کی جا سکتی ہے۔ اور لوگوں کو انتظار ہوتا ہے کہ بجٹ کے موقع پر وہ بات بھی ہو جاتی ہے جو عام طور پر نہیں ہو سکتی۔ تو میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں اس بجٹ کا جائزہ لینا چاہیے کہ ملک کی اساس کیا تھی اور یہ کیوں بنا تھا؟ کس مقصد کیلئے بنا تھا؟ اور ملک کی سالمیت اور ساورنٹی آزادی اور خودمختاری آج کس جگہ پر پہنچ چکی ہے؟

ہم امریکی سامراج کی جنگ گھر کھینچ لائے: دونوں پہلوؤں سے ہمیں انتہائی مایوسی ہے۔ ہمارے ملک کی سالمیت اور خودمختاری مکمل طور پر غیروں کے رحم وکرم پر ہے۔ ہم حقیقتاً غلام ہو چکے ہیں۔ ڈیڑھ سو برس کے بعد جو آزادی ہمیں ملی تھی جو ایک سامراج سے ہم نے حاصل کی مگر آج ایک اور بہت بڑے سامراج کو ہم نے اپنے ملک کے اوپر مسلط کیا ہے۔ اپنے ملک کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے ہیں۔ وہ جن مذموم مقاصد کے لئے ''دہشت گردی'' کے نام سے جنگ لڑ رہا ہے' ہم اس جنگ کو اپنے ملک میں لے آئے ہیں۔ ہم نے سارے مغربی سرحدات ان کے حوالے کر دیئے ہیں۔ ہم نے بھارت کو وہاں پر بٹھا دیا ہے۔ بھارت' امریکہ اور اس کے اتحادی مل کر پاکستان کے اندر انتشار پیدا کر رہے ہیں اور سازشیں کر رہے ہیں۔ جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ وزیرستان کی شکل میں موجود ہے۔ بلوچستان کی صورت میں موجود ہے۔

اپنی لاشیں ٹرے میں سجا کر پیش کرتے ہیں: آج بھی میران شاہ میں صبح صبح حکومت نے ۲۰'۲۵ بے گناہ افراد قتل کئے ہیں۔ جب صدر بُش یا کوئی اعلیٰ امریکی عہدیدار یہاں آتا ہے تو ہم ۳۰'۴۰ افراد کو قتل کر کے اس کو پیش کر دیتے ہیں۔ جب بُش آرہا تھا تو ہم نے ۴۰ بے گناہ افراد کو اس کیلئے بھی قتل کیا اور ٹرے میں سجا کر مہمان نوازی کی۔ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ پالیسیاں جو ہماری نہیں ہیں' باہر بیٹھے ہوئے لوگوں نے بلوچستان کو خطرے میں ڈالا ہوا ہے۔ بھارت' امریکہ اور کرزئی جو چاہ رہے ہیں وہاں کر رہے ہیں۔ ہم دوسروں کی جنگ کو اپنے گھر میں لے آئے ہیں۔

نام نہاد دہشت گردی اور ہماری قربانیوں کا صلہ: ہم نے سب کچھ ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے۔ ہم سرنڈر ہو گئے ہیں۔ ہم نے یوٹرن لے لیا اور تقریباً ۶۰۰ افراد کو پکڑ کر ان کے حوالے کر دیا جو گوانتاناموبے اور ابوغریب میں قید ہیں۔ اور راتیں سے گزر رہے ہیں۔ مگر انہوں نے ہمیں کیا صلہ دیا؟ انہوں نے ہمیں صلہ یہ دیا کہ بھارت کو ایٹمی انرجی کے لئے کھلی آزادی دے دی۔ لیکن ہمیں کہا گیا کہ آپ دہشت گردی کا پورا قلع قمع نہیں کر رہے ہیں۔ ہم پر امریکہ اور افغانستان کی طرف سے الزام لگایا جا رہا ہے کہ ہم دہشت گردی کو ختم نہیں کر سکے ہیں' بلکہ دہشت گردوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔ گویا شر پسندوں کو پاکستان بھیج رہا ہے جبکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔ اس نام نہاد دہشت گردی کیلئے ہم نے اپنے ملک کی ساری خودمختاری ختم کر دی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے دباؤ پر ہم نے اپنے دینی اقدار اور اخلاقی قدروں کو بھی قلع قمع کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔

مدارس کے مخالفت میں دینی قدروں کی قلع قمع: آپ کے سامنے ہے جو یہاں پر بیرونی دباؤ پر اسلام اور اسلامائزیشن کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے' یہاں تک کہ سکولوں میں بچوں کے نصاب سے اسلامیات کو نکالا جا رہا ہے۔ اب لازماً بات عبادات تک پہنچے گی۔ اتنی جرأت بجائے اس کے کہ ہم کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم کی اصلاح کرتے' دین اور دنیا دونوں جمع کر لیتے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں پر الف ب ت پڑھنے والے بچوں کو بھی اسلام سے دور رکھا جا رہا ہے کہ اس سے اختلاف پھیلے گا اور اس سے انتشار پھیلے گا۔ اور وہ کہیں پکے مسلمان نہ بن جائیں۔

وفاقی وزیر تعلیم بے لگام گھوڑا: ہمارے وفاقی وزیر تعلیم ایک بے لگام گھوڑے کی طرح دندناتا پھر رہا ہے اور روزانہ جو کچھ اس کے منہ میں آتا ہے وہ بکتا رہتا ہے۔ کل اس نے کہا ہے کہ ہماری ثقافت ہندوؤں والی ہے اور محمد ﷺ اور محمد بن قاسم کی ثقافت نہیں ہے۔ علی الاعلان وہ جو چاہتا ہے بول دیتا ہے۔ اس کو اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کا شوق ہے۔ مدارس کے پیچھے کیا طوفان کھڑا کیا گیا ہے؟ ہر وہ معصوم شخص امن پسند' دیندار' صوفی یا امت مسلمہ کا ہر وہ فرد جو عزت النفس کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہے اور خودداری کے ساتھ غلامی کو مسترد کرتا ہے آج اس کا جوڑ القاعدہ اور طالبان کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔

غیر ملکی طلبہ پر پابندی: تمام دینی مدارس پر پابندی لگائی گئی ہے کہ باہر ملکوں کے طلباء یہاں اسلام سیکھنے کیلئے نہ آئیں۔ہم نے طلباء کو نکال دیا اوران پر پابندی لگائی کہ امریکہ خوش ہوجائے۔حالانکہ دنیا کے تمام تعلیمی ادارے ہر قوم کے لئے کھلے رہتے ہیں۔خود امریکہ اور یورپی ممالک بھی تمام دنیا کو تعلیم سیکھنے سے نہیں روکتے لیکن ہم نے امریکہ کو خوش کرنے کیلئے ان ہزاروں طلباء پر دروازہ بند کردیا۔ جو پاکستان کے سفیر بنتے تھے۔بھارت نے اعلان کیا کہ ان کا ویزا ہمارے ہوائی اڈوں پر لگایا جائے گا۔ہم اپنے ایک مظلوم ناموس رسالت پر شہید ہونے والے شخص عامر چیمہؒ کا استقبال نہیں کرسکے۔جس نے ملت مسلمہ کا نام اونچا کردیا۔ہم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے حقدار بن جاتے'ہم نے اس کی لاش کیساتھ کیا کچھ کیا' کہ اس سے امریکہ ناخوش نہ ہوجائے۔

سپیکر قومی اسمبلی نے شہید کیلئے دعائے مغفرت کو روکا: مجھے بڑا دکھ ہے کہ کل ہمارے سپیکر قومی اسمبلی نے ابومصعب الزرقاویؒ کیلئے دعائے مغفرت کی اجازت نہیں دی جو شخص ساری ملت مسلمہ کی آبرو تھا' جو عراق میں آزادی کی جنگ لڑرہا تھا' مزاحمت کی علامت تھا یہ پوری مسلم امۃ کا خسارہ ہے' نقصان ہے۔ہمارے سپیکر کہتے ہیں کہ ہم یہاں دعا نہیں کراسکتے۔اس پر عرش بھی لرزا ٹھا ہوگا۔ یہاں میراثیوں'بھانڈوں' ایکٹروں'ایکٹرسوں کیلئے دعائیں ہوئی ہیں۔آپ مجھے موقعہ دے دیں کہ میں آپ پارلیمنٹ کے مباحث سے آپ کو وہ لسٹیں پیش کروں کہ کیسے کیسے لوگوں کیلئے جس کا تعلق اسلام سے نہیں ہے' ملک سے نہیں ہے'ان کیلئے دعا ہوتی ہے۔

شہداء ملت کی آبرو ہیں نہ ہوتے تو آج ہم مٹ چکے ہوتے: لیکن کل اسپیکر نے کہا کہ اس کیلئے دعا مغفرت نہیں کی جاسکتی کیونکہ روزانہ ہزاروں لوگ شہید ہوتے رہتے ہیں تو کیا ہم سارے شہداء کیلئے دعا کریں گے؟ ہاں ہمیں ہزاروں شہداء کیلئے روز دعا کرنی چاہیے۔شہید تو ملت کی آبرو ہوتا ہے'اگر اسامہ نہ ہوتا'اگر ملاعمر نہ ہوتا'اگر ابومصعب الزرقاویؒ نہ ہوتا' یہ خالد ابن ولیدؓ ' یہ صلاح الدینؒ کے وارث نہ ہوتے تو آج مغربی سامراج سارے عالم اسلام کو کھاچکا ہوتا' مٹاچکا ہوتا۔یہاں آج روس دندناتا پھرتا' آج سوویت یونین موجود ہوتا۔

صدر مشرف سے کہا کہ جارحانہ جواب دیں: میں سمجھتا ہوں کہ بیرونی غلامی ایک بنیادی مسئلہ ہے'ہمیں اس پر اکٹھے ہونا چاہیے' ملک کو اس شکنجے سے نکالیں۔میں نے صدر صاحب سے خود براہ راست تنہائی میں تفصیل سے کہا ہے کہ ان لوگوں کو جارحانہ جواب دیں کہ ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔دہشت گرد وہ لوگ خود ہیں جو فلسطین میں جو کچھ کررہے ہیں' عراق میں کررہے ہیں'اور اب ایران پر نظریں لگائے ہوئے ہیں۔اور پاکستان کو تم اپنی مٹھی میں سمجھتے ہو

ہمارے جہاد کا ثمرہ کھانے والے ہم پر ملبہ ڈال رہے ہیں: ہماری قربانیوں سے سوویت یونین تہس نہس ہوا' ہماری قربانیوں اور جہاد کی وجہ سے' پاکستان کی وجہ سے امریکہ واحد سپر پاور بن گیا۔ہماری قربانیوں کی وجہ سے سنٹرل ایشیاء کی ریاستیں آزاد ہوگئیں۔ہماری قربانیوں کی وجہ سے دیوار برلن ٹوٹ گئی' ہماری وجہ سے مشرقی یورپ آزاد ہوا۔مگر سارا ملبہ ہم پر ڈالا گیا' جنہوں نے ساری قربانیاں دی تھیں۔آج ان کو تمغہ ملا ہے۔ان کو یہ تمغے دے رہے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔میں نے ان سے کہا کہ آپ جارحانہ رویہ اختیار کریں کہ تم نے تو سارا ملبہ ہم پر ڈالا ہوا ہے۔اور ہمیں ملامت بھی کررہے ہو اور ہم پر الزامات بھی لگارہے ہو اسی طرح کرزئی بھی بک رہا ہے۔ادھر سے بھارت بھی جو چاہے کہہ دیتا ہے۔

اس صورت میں ہمیں اس ساری صورتحال کا جائزہ لینا چاہیے۔

سامراجی تسلط کے ذکر سے عاری میثاق جمہوریت: جمہوریت بہت ضروری ہے' اقتصادی اصلاحات بہت ضروری ہیں۔لیکن سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ملک کو آزاد کرانا ہے۔ان دنوں میثاق جمہوریت کا بڑا چرچا ہے۔میرے دوست یہاں بیٹھے ہیں

ناراض نہ ہوں' ایک پیپلز پارٹی ہے' تو دوسری طرف مسلم لیگ نواز شریف گروپ ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ جمہوریت کے لئے اللہ ان کو متفق کرے' ان لوگوں کی محاذ آرائی اور جھگڑوں کی وجہ سے یہ روز بد ہمیں دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اگر یہ لوگ جمہوریت کی پاسداری کرتے تو ہمیں آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔

چلئے اب بھی شکر ہے اگر وہ جمہوریت پر متفق ہو جاتے ہیں لیکن میں ایک بات عرض کروں گا کہ میں نے میثاق جمہوریت کا ایک ایک حرف دیکھا ہے۔ مجھے پریشانی یہ ہے کہ اس میں اس سامراجی تسلط اور شکنجہ کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ملا ہے۔ حالانکہ دو بڑی پارٹیوں کو مل بیٹھ کر یہ سوچنا چاہیے تھا کہ ہم اس ملک کو امریکی غلامی سے اور مغربی بالادستی سے اور ان کے شکنجے سے کیسے نکالیں گے۔ مجھے یقین نہیں کہ یہ لوگ اس کے بارے میں کوئی مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔

بے نظیر کی طالبان اور اسلامائزیشن کے خلاف فرد جرم: مکمل خاموشی کے علاوہ مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ جمہوریت کی آڑ میں یہی نظام' یہی تسلط' یہی امریکہ اور امریکہ کے ٹیررازم اور عالمی کولیشن کا ساتھ دینا ہوگا' یہی ہمارا طرۂ امتیاز ہوگا کیونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے معاہدے کے بعد باہر پریس سے اس میثاق جمہوریت پر دستخط کرنے کے بعد جو پہلی پریس کانفرنس تھی تو اس نے حکومت پر جو الزام لگایا ہے' تو بے نظیر نے سب سے بڑا جرم حکومت کا یہ نہیں بتایا کہ فوجی حکومت جمہوریت کی قاتل ہے۔ اور فوج کو بیرکوں میں جانا چاہیے۔ بلکہ اس نے کہا کہ یہ طالبان کا پورا قلع قمع نہیں کر سکے۔ اس لئے ہم ان کے خلاف ہیں اور اس لئے کہ اسلامائزیشن دوبارہ سر اٹھا رہی ہے۔ محترمہ نے یہ کہا کہ جہادی تنظیموں کو جڑ سے نہیں اکھاڑ پھینکا گیا۔ انہوں نے پریس کانفرنس سے یہ کہا اور یہ فرد جرم لگایا یعنی اگر ہم آ گئے تو یہ سب کچھ جڑ سے نکال پھینک دیں گے۔

نواز شریف کی پرویز مشرف کی پالیسی کی تائید: محترم میاں نواز شریف نے پریس سے کہا کہ اگر 9/11 کے وقت میں بھی ہوتا تو وہی کچھ کرتا جو پرویز مشرف نے کیا۔ یہ ان لوگوں نے کہا ہے آپ سب حضرات نے پڑھا ہے۔ اگر یہ صورتحال ہے اور خدانخواستہ دونوں مل کر بھی یہاں اس مغربی اور غیر ملکی تسلط کو قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں تو بیرونی غلامی اگر پرویز مشرف کی کلاشنکوف کے زور پر ہو یا ان دونوں پارٹیوں کی جمہوریت کے سائبان کے نیچے ہو' دونوں صورتوں میں غلامی ہے' دونوں صورتوں میں اسلام کا قلع قمع کرنے میں ایک سے ہوں گے۔

میثاق شریعت ہی حل ہے: ہمیں خوشی ہوتی کاش یہ دونوں بڑی پارٹیاں کسی دن میثاق جمہوریت کی بجائے ایک میثاق شریعت پر بھی دستخط کریں۔ خدا کی قسم اس ملک کو شریعت کی ضرورت ہے۔ اس سے مسائل حل ہوں گے جو ہم نہیں کر سکے۔ بہرحال یہ دو چیزیں اہم ہیں باقی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ میں ان کو معمولی اور جزوی سمجھتا ہوں۔

آزادی کا دفاع صرف مولوی نہیں سب پر فرض: آزادی برقرار رکھنا اور ظالم کا ہاتھ روکنا صرف مولوی کا کام نہیں ہے وہ پیپلز پارٹی' مسلم لیگ' ایم کیو ایم' ق یا ن ہوں پورے ملک کے چودہ کروڑ شہریوں کا بنیادی حق ہے اور ملت مسلمہ کا حق ہے کہ اپنی آزادی کا دفاع اور تحفظ کریں۔ کاش وہ دن آئے کہ ہم سب چھوٹے چھوٹے جھگڑوں سے ہٹ کر اس ملک کو اس عذاب سے نجات دلا سکیں۔ ورنہ ہم خدانخواستہ روزانہ بیس' پچیس افراد قتل کرتے رہیں گے۔ وزیرستان کے بعد باجوڑ کی باری آئیگی' پھر بلوچستان کی باری آئیگی' اور جو آگ ہم خود پھیلا رہے ہیں' بنوں پشاور میں بھی آ گئی ہے اور یہی پالیسی ہوگی تو خدا نہ کرے کسی دن ہمارے فوجی لاہور' کراچی اور اسلام آباد میں بھی وہی آپریشن کر رہے ہوں گے۔ جو وزیرستان میں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن نہ دکھائے اور اس ملک کی صحیح آزادی' اس میں اسلام اور شریعت کے نفاذ کی اللہ توفیق فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ۔ اس موقع پر نماز ظہر کیلئے اذان کی آواز سنائی دی اور مولانا نے تقریر ختم کر دی۔ (ماہنامہ الحق جون ۲۰۰۶ء)

پاک افغان ناکام ''امن جرگہ'' ایک سعی لاحاصل

گزشتہ دنوں افغانستان میں قیامِ امن کی کوششوں کے حوالے سے امن جرگہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پاکستان اور افغانستان کی حکومتوں کے سرکردہ افراد اور امریکی جارحیت کے حمایتی عناصر شامل ہوئے۔ اس جرگہ کی ''اہمیت'' کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں جنرل پرویز مشرف کی شرکت ضروری تھی لیکن عین موقعہ پر انہوں نے کابل جانے سے انکار کیا اور اپنی جگہ وزیراعظم شوکت عزیز کو افغانستان بھیجا۔ لیکن پھر ''غیب'' سے اشارہ پاتے ہی انہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی آخری نشست میں شرکت کا فیصلہ کیا ۔واقفانِ حال اندرونی کہانی کی نقاب کشائی کرتے ہیں کہ امریکی وزیرخارجہ کونڈالیزارائس نے انکو اپنے آقا صدر بش کا پیغام سخت لہجے میں پہنچایا۔ بالآخر اس جرگہ کا بھی وہی انجام ہوا جو پہلے ہی سے سب کے سامنے عیاں تھا اور حسب توقع نشستند وخوردند وبرخاستند کے علاوہ اس کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

جب اس قسم کے جرگہ کے انعقاد کا اعلان شروع میں ہوا اور اس میں خصوصاً صوبہ سرحد سے بعض سیاسی زعماء کے ساتھ ساتھ ممبران قومی اسمبلی سینٹ اور قبائلی مشران کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی گئی اور اس کے روح ورواں وفاقی وزیرداخلہ آفتاب احمد خان شیرپاؤ ٹھہرائے گئے۔ بعد میں جب اس کا ایجنڈا اور طریق کار سامنے آیا تو اکثر مدعوئین نے اس نام نہاد جرگہ میں شرکت سے معذوری کا اظہار کیا۔ ان میں سرفہرست حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب تھے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس جرگہ میں اس بناء پر شرکت نہیں کی کہ پہلے جرگہ کا ایجنڈا اور طریقہ کار ہی غلط ہے۔ اگر یہ جرگہ امریکی استعمار کے قبضے اور اس کے خلاف متفقہ قرارداد پاس کرانے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس میں نہ صرف بھرپور شرکت کی جائے گی بلکہ اسے کامیابی سے بھی ہمکنار کرنے کی بھرپور سعی کرائی جائے گی۔ اگر طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو اس میں شامل نہیں کیا جارہا تو پھر یہ جرگہ نہیں بلکہ امریکی جارحیت کو تسلیم کرانے کا ایک منصوبہ ہوگا۔ پھر جرگہ کے مفہوم کے اعتبار سے اس پر جرگہ کا اطلاق بھی صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ افغانستان میں جارحیت کے خلاف لڑائی کا اہم ترین فریق طالبان ہیں۔ جرگہ میں ان کی نمائندگی کا حق تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ حالانکہ پشتون معاشرہ میں جرگہ ہمیشہ دو روایتی حریفوں کے درمیان ہوا کرتا ہے اور اراکین جرگہ کا کردار ایسے مصالحت کنندگان کا ہوتا ہے جن پر متحارب فریقوں کا پورا پورا اعتماد ہی نہیں ہوتا بلکہ ہردو فریق اصولی طور پر جرگہ جیسی مصالحتی عدالت کے فیصلے بلاچون وچرا تسلیم کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

دراصل حقیقت میں یہ نام نہاد جرگہ ایک سٹیج ڈرامہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا اور اسکے ڈائریکٹر صدر بش اس میں ہدایت کاری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جرگہ میں شریک ارکان کا کردار بھی اداکاروں اور جوکروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے　　ہوتا ہے شب وروز تماشہ مرے آگے

یہ امر انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ جو بات اصل وجہ نزاع ہے اس پر بحث سے پہلو تہی اور کنارہ کشی کی گئی اور جو غیرمتعلقہ چیزیں تھیں ان پر توانیاں اور وقت صرف کیا گیا۔ چنانچہ اس ناکام جرگہ کا عینی شاہد ایک مندوب ونامور صحافی اس جرگہ کے متعلق اپنے خیالات یوں قلمبند کرتا ہے جو ہماری دانست اور زبان خلق کی بھی صحیح ترجمانی ہے:

''اپنی باری پر اظہار کرتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ اصل مسئلہ افغانستان میں غیرملکی افواج کی موجودگی کا ہے۔ امریکہ کے عزائم پڑوسی ممالک اور خطے کے بڑے ممالک کے بارے میں ٹھیک نہیں۔ ایران، چین وسط ایشیاء اور پاکستان کے بارے میں امریکہ اپنے خطرناک ارادوں کو کسی حد تک آشکارا کرچکا ہے اور جب تک امریکہ اور اس کے اتحادی افواج افغانستان میں موجود رہیں گی یہاں پر امن

نہیں آ سکتا۔ امریکہ اور اتحادیوں کے دشمن بہت سارے ہیں ان کے مقابلے کے لئے ہر ملک افغانستان میں اثر ورسوخ بڑھائے گا۔ میرے نزدیک اس وقت بھی افغانستان ایک بار پھر عالمی اور علاقائی قوتوں کی سرد جنگ کا میدان بن چکا ہے۔ اسلئے افغانستان میں امن کیلئے اور دونوں ممالک کے تعلق کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اولین فرصت میں غیر ملکی افواج کے انخلاء کے موضوع کو مشترکہ جرگہ میں زیر بحث لایا جائے۔ جرگہ اگر اس حوالہ سے مختار نہ ہو یا پھر اسکے پاس اس حوالہ سے سفارشات مرتب کرنے کا مینڈیٹ نہ ہو تو پھر یہ جرگہ سعی لاحاصل بن جائے گا۔ میرے اس مطالبے کو بعض دیگر پاکستانی مندوبین نے بھی سپورٹ کیا ہے۔ جبکہ سرکاری ارکان اس حوالے سے خاموش رہے۔ تاہم افغانستان کے نمائندے کسی صورت اس موضوع کو جرگہ کے مینڈیٹ کا حصہ بنانے پر آمادہ نہ تھے اور یہی نکتہ بڑی دیر تک وجہ نزاع بنا رہا۔ یہاں پر اپنی گفتگو میں میں نے یہ بات بھی سامنے رکھی کہ اگرچہ میں خود اس جرگہ کا ممبر ہوں لیکن مجھے یہ سعی لاحاصل دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ اصل فریق یہاں پر موجود نہیں۔ اصل فریق ایک طرف طالبان اور انکے حامی ہیں تو دوسری طرف امریکہ اس کے اتحادی اور افغان حکومت ہے۔ یہاں پر طالبان موجود ہیں اور نہ دوسرے مخالف عناصر اور نہ امریکہ اور اس کے اتحادی' پاکستانی سائیڈ پر قبائلی علاقوں کے ایم این ایز اور سینیٹر کسی حد تک متعلقہ فریق تھے لیکن وہ بھی یہاں موجود نہیں۔ اسی طرح دو متاثرہ ایجنسیوں یعنی شمالی اور جنوبی وزیرستان کے عمائدین بھی بائیکاٹ کر چکے ہیں۔ یہاں صرف ایک فریق یعنی افغان حکومت موجود ہے اب جبکہ اصل فریق موجود نہیں تو یہ جرگہ کیسے فیصلے کا متحمل ہو سکے گا۔ میں نے اس بات پر زور دیا کہ پہلی فرصت میں طالبان اور حزب اسلامی وحکمت یار کے ساتھ مذاکرات کئے جائیں۔ اس مطالبے کے حوالے سے پاکستانی گروپ کے تقریباً تمام ارکان بشمول سرکاری ارکان میرے ہمنوا تھے۔ جبکہ افغان سائیڈ سے بھی بعض افراد نے اس مطالبے کو سپورٹ کیا۔ تاہم عبداللہ عبداللہ افغانستان سائیڈ کے دیگر سرکردہ رہنما ارکان طالبان کے ساتھ جرگہ کے مذاکرات کے حق میں نہ تھے۔''

عینی شاہد کے اس بیان کے تناظر میں اس جرگہ کی حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ یہ جرگہ بس وقت کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔ شمالی اتحاد کے بعض رہنماؤں بالخصوص محسن کش صبغۃ اللہ مجددی نے پاکستان اور پاکستانی قوم کے خلاف صلح کے نام سے منعقدہ جرگہ میں بھی ہرزہ سرائی کی اور خصوصاً انہوں نے جرگہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمن صاحب کا نام لیکر ان پر تنقید کی کہ وہ کیوں امریکی سرپرستی میں منعقدہ جرگہ (ڈرامہ) میں شریک نہ ہوئے؟ اس کے علاوہ دینی مدارس کے خلاف بھی زہر اگلا گیا۔ دراصل مجددی صاحب کو وقتاً فوقتاً اس قسم کے دورہ پڑتے رہتے ہیں اور وہ کھلم کھلا مختلف موقعوں پر پاکستان' دینی مدارس اور سیاسی علماء کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ پاکستان کی سالہا سال مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھ کر امریکی حمایت کا حق نمک ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ اسی میں ان کی اور دیگر کاسہ لیسوں کی کو بقاء کا راز مضمر ہے۔ ایسے ہی موقع پر دعا کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ من الحور بعدالکور

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پاکستان میں حکومت اور شمالی وزیرستان کے طالبان کے درمیان ایک صلح کا معاہدہ ہوا تھا جس کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے تھے۔ لیکن امریکہ اور نیٹو کے اتحادی افواج اس معاہدہ پر شروع ہی سے چیں بہ جبیں تھے۔ اسی لئے وہ معاہدہ انہی دنوں میں ختم کرایا گیا' ان تمام معروضی حقائق کے حوالہ سے یہ ''امن جرگہ'' کس طرح کامیاب ہو سکتا تھا؟ اور جن خدشات کا اظہار اسکی ناکامی پر مختلف طبقات کی طرف سے ہو رہا تھا وہ خدشات صحیح ثابت ہوئے۔

ع بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

(راشد الحق سمیع حقانی۔ الحق۔ اگست ستمبر 2007)

جہاد افغانستان وطالبان کی تائید پر مولانا سمیع الحق کے بارہ میں

مغربی ممالک کا غیر جمہوری غیر اخلاقی رویہ

(چند مثالیں)

جہاد افغانستان اور طالبان کی تائید کرنے پر مغربی ممالک کی مولانا سمیع الحق کے خلاف افسوس ناک رویہ اور غیر جمہوری غیر اخلاقی اقدامات کی چند مثالیں

(بیلجیئم اور یورپ کی پابندی کا واقعہ)

فارن کمیٹی کے ساتھ دورۂ یورپ کے دوران جرمنی سے بیلجیم برسلز پہنچے تو پوری حکومت الرٹ تھی ائیر پورٹ پر مجھ سے پوچھ گچھ کی کوشش کی گئی اور ڈی پورٹ کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر وفد کے چیئرمین سید مشاہد حسین اور تمام ارکان ڈٹ گئے کہ انکے بغیر ہم بھی ائیر پورٹ سے باہر نہیں جائیں گے۔ دو گھنٹے کے بعد مجھ سے ایک تحریر پر دستخط لیا گیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر ملک چھوڑنا ہوگا جبکہ ہمارا پروگرام بھی پہلے سے مختصر تھا اور ۲۴ گھنٹے کے اندر واپسی کا تھا۔ دوسرے دن یورپین پارلیمنٹ کا دورہ اور کئی اہم ملاقاتیں طے تھیں حکومت نے میرا ان پروگراموں میں شرکت سے معذرت ظاہر کردی ہمارے غیور وجسور اراکین نے انکے پروگراموں میں شرکت سے ہی انکار کردیا۔ ہم نے دن نپولین بوناپارٹ سے وابستہ تاریخی مقام واٹرلو وغیرہ کی سیر کی۔ شام کو وہاں سے وفد لندن گیا بیلجیئم کے ہائی اتھارٹی بشمول وزیر اعظم اور بادشاہ نے میری آمد کو ازحد خطرناک سمجھا وہاں کے اخبارات نے شہ سرخیوں اور فل صفحوں کے ساتھ اس خبر کو شائع کیا اور میرا طالبان افغانستان اور اسامہ بن لادن سے گہرے رشتے جوڑتے ہوئے مجھے ایک خطرناک دہشت گرد اور میری آمد کو ایک المیہ قرار دیا اور کہا گیا کہ یورپین پارلیمنٹ پر اس شخص کا سایہ بھی نہیں پڑنا چاہیئے۔ برطانیہ کے دورہ کے بعد واپسی پر لندن ائیر پورٹ پر بھی اس قسم کی تنگ دلی اور غیر جمہوری برتاؤ کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس معاملہ کو دنیا کے ذرائع ابلاغ اور پاکستان کے میڈیا نے انتہائی اہمیت سے محسوس کیا دوسرے دن قومی اسمبلی اور سینیٹ نے اس پر احتجاجی قرار دادیں منظور کیں اور بیلجیئم وغیرہ کے سفراء کو وزارت خارجہ نے بلاکر احتجاج کیا۔ بعد میں برطانیہ نے تین سال تک میرے داخلہ کا حکم نامہ جاری کیا دو صفحات میں فرد جرم کی تفصیلات تھیں کہ میں امریکہ اور مغرب کا شدید دشمن ہوں میں نے اس فرد جرم کو آخرت کیلئے پروانۂ نجات سمجھا۔ برطانوی خط بھی یہاں شامل کیا جارہا ہے۔

پاکستان سینٹ اسٹینڈنگ کمیٹی برائے خارجہ امور کا دورہ برسلز ۱۹۔۲۰ اپریل ۲۰۰۵

۱۹ راپریل: شام 7 بجے برسلز آمد از برلن بذریعہ فلائٹ نمبر LH 4544 واٹرلو۔ بلٹن ہوٹل میں قیام۔

۲۰ راپریل: 11 بجے۔ جیمز ایلس چیئرمین آل پارٹیز گروپ برائے کشمیر یورپین پارلیمنٹ۔

12 بجے۔ گرارڈ اھیسٹا نائب صدر یورپین پارلیمنٹ سے ملاقات جس میں ان کی معاونت نینا گل صدر ساؤتھ ایشیاء (مارک) کریں گی۔

12:30 بجے۔ المار بروک چیئرمین خارجہ کمیٹی یورپین کمیٹی سے ملاقات۔ 1 بجے۔ سفیر پاکستان کی جانب سے دوپہر کا کھانا۔

3 بجے: ساؤتھ ایشیاء سارک وفود یورپین پاکستان سے ملاقات 7:30 بجے فلائٹ سے لندن روانگی

مولانا سمیع الحق کے ساتھ یورپ کے امتیازی سلوک کے مضمرات ومحرکات

گزشتہ دنوں ۲۷ اپریل ۲۰۰۵ء کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ دورۂ یورپ سے واپس پہنچے تو جامعہ دارالعلوم حقانیہ پہنچنے پر ہزاروں افراد نے دورویہ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ اور ''فاتح یورپ' مرد مومن مرد حق سمیع الحق سمیع الحق'' کے نعروں سے خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر بعد از نماز مغرب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے جامع مسجد میں یورپی دورے کے حوالے سے اہم خطاب فرمایا۔ جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے من وعن پیش کیا جارہا ہے۔ موقع کی اہمیت اور حالات حاضرہ کے تناظر میں یہ اہم خطاب ادارے کے صفحات پر پیش خدمت ہے۔......(ادارہ)
(نقل وترتیب حافظ عرفان الحق حقانی)

قابل قدر طلباء اور معزز اساتذہ کرام! میں آپ کے اس استقبال اور اظہار محبت پر نہایت ممنون وشکر گزار ہوں۔ میری اپنی خواہش بھی یہی تھی کہ اپنے طلباء کرام سے جلد از جلد ملاقات ہو۔ اس موجودہ مسئلہ کی تفصیلات آپ روزانہ سنتے اور دیکھتے ہوں گے۔ ملکی اور غیر ملکی پریس میں ذکر آرہا ہے۔

<u>شر سے خیر کا پہلو:</u> دورہ حدیث شریف کے طلباء کو یاد ہوگا کہ میں نے جاتے وقت کلاس میں اشارتاً کہا تھا کہ ہمارا ایک بیرونی سفر ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ یہ سفر سیر وسیاحت کی بجائے دین کے فائدے کا سبب بنائے۔ یورپ کا سفر کب دین کے لئے ہوسکتا ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت کرتا ہے اور شر سے خیر کا پہلو نکال لیتا ہے۔ یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث (مولانا عبدالحق ؒ) کے مزار پر بھی میں نے یہی دعا کی تھی کہ یہ سفر جیسا بھی ہے یا اللہ اس کے ذریعے مجھے یورپ میں اپنے طلباء، دینی اداروں اور جہاد واسلام کا ترجمان بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح غیبی اسباب مہیا کئے وہ لوگ خاص طور پر مجھ سے پریشان نظر آرہے تھے اور اسی لئے امتیازی سلوک روا رکھا، تحقیر وتذلیل کی جرأت تو انہوں نے کی ہی نہیں اور الحمدللہ نہ کرسکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی کیا کہ مجھے ایک کمرے میں بڑے احترام کے ساتھ بٹھایا اور ہمارا وفد باہر ٹھہرا رہا اور کہا کہ ہم ان سے کچھ معلومات کرتے ہیں۔ براہ راست مجھ سے پوچھ گچھ نہیں کررہے تھے، کمپیوٹر سے میرا پاسپورٹ چیک کیا، پھر اپنے حکمرانوں سے رابطہ میں رہے کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ شاید خیال یہ تھا کہ کسی طرح انہیں گھیر گھار کر واپس کردیں گے۔

<u>اراکین وفد کا مضبوط سٹینڈ:</u> ہمارے وفد میں بڑے مضبوط اور بااثر لوگ تھے۔ اس میں مسلم لیگ نواز گروپ کا ممبر سردار مہتاب عباسی بھی تھا، جماعت اسلامی کے پروفیسر خورشید احمد بھی تھے۔ پیپلز پارٹی اور بینظیر وزرداری صاحب کے خاص معتمد وکیل سردار لطیف کھوسہ بھی تھے۔ چار افراد اپوزیشن کے اس وفد میں شامل تھے۔ اور چار افراد حکومتی گروپ مسلم لیگ (ق) سے تعلق رکھنے والے تھے اس وفد کے لیڈر ہماری فارن کمیٹی کے چیئرمین سید مشاہد حسین تھے' ہم سب وفد کے ارکان فارن کمیٹی کے ممبر تھے۔ جس کا کام مختلف امور پر بیرونی ممالک سے مذاکرات اور گفت وشنید کرنا اور خارجہ پالیسیوں کو ڈسکس کرنا ہوتا ہے۔ اس موقع پر میرے ان ساتھیوں نے بڑا مضبوط سٹینڈ لیا۔ بظاہر یہ لوگ یورپ سے بڑے مرعوب ہوتے ہیں مگر ان سب نے یہ قطعی فیصلہ کیا کہ ہم سب ائرپورٹ سے مولانا کے ساتھ واپس

ہو جائیں گے۔

بیچ میں ہمارے وفد کے ساتھی بار بار پوچھتے بھی رہے کہ یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو' یہ تو پارلیمنٹ کا وفد ہے ان کے حالات آپ کو معلوم ہیں' ہر ممبر کی تفصیلات اور بائیو ڈیٹا آپ کے پاس پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم وزیر داخلہ کے حکم سے مجبور ہیں' ہمارے دفاتر بند ہو گئے اور ہمیں خصوصی طور پر شام 6:00 بجے احکامات جاری کئے گئے' کہ ائرپورٹ پہنچیں۔ ہم برلن سے پونے سات بجے بلجیئم پہنچے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ وزارت داخلہ کا پورا دفتر ہی ایئرپورٹ منتقل کیا گیا ہے' گویا کوئی بہت بڑا طوفان آنے والا ہے۔ ایک مولوی اور طالب علم کسی کے ساتھ کیا کرلے گا۔ لیکن یہ ایک خدائی دہشت و ہیبت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر طاری کر دیا۔ اگر کوئی افغانستان کے غاروں میں بیٹھے ہیں یا وزیرستان کی سرنگوں اور وادیوں میں لیکن وہ ڈر کے مارے لرز رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نصرت بالرعب مسیرۃ شهر اسلام کی حقانیت کی ہیبت اللہ نے ان پر طاری کر رکھی ہے۔

وہاں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی جب وہ سمجھے کہ اب یہ ممبران (وفد) حالات خراب کر رہے ہیں تو مجھے اس تفتیشی کمرے سے واپس لایا گیا' کچھ دیر بعد میرا پاسپورٹ اور سفری دستاویزات بھیج دیئے گئے۔ اور مجھ سے ایک کاغذ پر دستخط کروائے گئے کہ کہ اگلے ۲۴ گھنٹے کے اندر مجھے بلجیئم سے جانا ہوگا۔

<u>یورپی یونین کا وفد سے ملاقات سے انکار:</u> دوسرے دن صبح وہاں یورپی پارلیمنٹ کے لوگوں سے ملاقات تھی۔ ماسوائے انگلینڈ کے یورپ کے تمام ممالک کا جس میں درجنوں ممالک ہالینڈ' جرمنی' فرانس وغیرہ شامل ہیں ان کی ایک مشترکہ پارلیمنٹ ہے اور ان کا آپس میں مشترکہ نظام ہوتا ہے ان (یورپی پارلیمنٹ) کی مختلف کمیٹیاں ہیں' جیسے خارجہ امور کے لئے علیحدہ' ساؤتھ ایشیاء کی علیحدہ' پہلے سے یہ سب پروگرام طے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بائیس رکنی کمیٹی کے ساتھ ہماری ملاقات تھی پھر کچھ اور گروپوں کے ساتھ پروگرام تھا۔ ہم صرف چوبیس گھنٹے کے لئے بلجیئم گئے تھے۔ شام کو واپس لندن جانا تھا' ہوٹل میں ہم صبح کا ناشتہ کر رہے تھے کہ اس دوران ہمارے وفد کے لیڈر کے پاس پاکستانی سفارتخانے کا ایک ذمہ دار افسر آیا اور اس کے کان میں کچھ کہا اور جناب مشاہد صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ لوگ تو بڑے بد اخلاق ہیں' پیغام بھجوایا ہے کہ آپ کے ساتھ ہماری ملاقات میں مولانا سمیع الحق نہیں آئیں گے۔ یورپی یونین کا گروپ ان کے ساتھ ملاقات کرنے سے معذور ہے۔ مولانا کے علاوہ اگر وفد کے دیگر ارکان آنا چاہتے ہیں تو وہ بخوشی آسکتے ہیں۔ ہمارے وفد کے سربراہ مشاہد حسین نے بغیر کسی تردد کے اسی وقت ان کی پیشکش کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اگر ملنا ہے تو مولانا سمیع الحق کے ہمراہ ملیں گے ورنہ ہمیں بھی نہیں ملنا۔ آپ اس پر سوچ لیں پھر ہمیں جواب دیں۔ ہمارے وفد کی مولانا کے بغیر ملاقات کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ ہمارا گمان یہ تھا کہ یہ لوگ دوبارہ کوئی اطلاع دیدیں گے کہ ہم اپنا فیصلہ واپس لیتے ہیں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم سمجھ گئے کہ وہ اپنا فیصلہ واپس نہیں لیتے۔ ہم سب نے بھی مل کر اتفاق سے اس ملاقات کا پروگرام منسوخ کر دیا۔

<u>انسانی حقوق کی تنظیموں کا ڈرامہ:</u> بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ یہ کوئی ہنگامی فیصلہ نہ تھا۔ پہلے سے وہاں یورپی یونین وغیرہ کے کچھ افراد نے مختلف قسم کی افواہیں پھیلا رکھی تھیں۔ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں نے مظاہرے کر رکھے تھے اور احتجاجی بینرز لگا رکھے تھے' بعض لوگوں نے بتایا کہ جلوس نکالنے کا ارادہ بھی کئے ہوئے تھے۔ لیکن پولیس نے روک دیا۔ بینروں پر ان کی طرف سے یہ لکھا ہوا تھا کہ سمیع الحق بہت بڑا خطرناک آدمی ہے۔ یورپی پارلیمنٹ اس کا استقبال نہ کرے۔ رات دس بجے ہم پہنچے تھے۔ صبح اس ملک کا ایک بڑا اخبار آیا۔ا

سی رات ان کا بڑا پوپ ویٹیکن سٹی میں منتخب ہوا تھا اور یہ ایک بڑی خبر تھی۔

نئے پوپ کا انتخاب مغرب کی رجعت پسندی اور بنیاد پرستی: خود یہ لوگ رجعت پسندی اور بنیاد پرستی میں اتنے ڈوبے ہیں کہ آپ ایک مہینے سے دیکھ رہے ہیں کہ پوپ کی موت کو مسیحیت پھیلانے کا ذریعہ بنایا گیا۔ ٹیلیویژن وغیرہ پر اس کو خوب پھیلایا گیا۔ دقیانوسی دور ظلمت اور جاہلیت کے دور کی رسومات تھیں تابوت کو سجدے کئے جا رہے تھے۔ وہ وہ رسومات کئے گئے کہ اس کے ذریعے انہوں نے پوپ کی لاش کو مسیحیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ بہرحال اس اخبار کا پہلا صفحہ مکمل عیسائیت کی ترجمانی اور پوپ کی تاج پوشی سے بھرا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایک غیبی انتظام کر رکھا تھا۔ اخبار کا دوسرا آخری صفحہ مکمل ایک مولوی یعنی میری کہانی سے بھرا پڑا تھا۔ ساتھی ہنس رہے تھے کہ ان کے پوپ کے ساتھ ہمارے ایک مولوی کا مقابلہ ہوا۔ بڑی تصاویر لگائی ہوئی تھیں اور لکھا تھا کہ یورپی پارلیمنٹ آج ایک بڑے ہی خطرناک دہشت گرد کا استقبال کر رہی ہے۔ یعنی اس پر احتجاج کیا تھا۔ تفصیلات میں اس ملک کی اپنی زبان میں طلباء دارالعلوم حقانیہ و نظام نصاب تعلیم اور اسامہ بن لادن کی کہانیاں لکھی تھیں۔ اسامہ بن لادن کے متعلق لکھا تھا کہ وہ ان کا (سمیع الحق) کا ماتحت ہے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں نے احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کر رکھا ہے کہ یورپی پارلیمنٹ پر اس شخص کا سایہ بھی نہ پڑنے پائے ورنہ یہ ہمارے ممبروں پر اثر انداز ہو جائے گا۔ اسے یورپی پارلیمنٹ سے دور رکھا جائے۔ بظاہر ان احتجاجوں کی وجہ سے یورپی پارلیمنٹ نے یہ حرکت کی۔ یا از خود ایسا گراؤنڈ بنایا مگر یہ بہرحال اخلاقی اقدار جمہوریت مہمان نوازی اور انسانی حقوق غرض ہر اعتبار سے منافی حرکت تھی۔ ایک معزز پارلیمنٹ کا وفد ان کے ساتھ مذاکرات اور بات چیت کے لئے آ رہا ہے اور یہ اپنے مہمانوں سے مذاکرات اور بات چیت کے لئے بھی تیار نہیں ہو رہے ہیں۔

ان کو شاید خطرہ تھا کہ یہ شخص جیب میں چھپا کر کوئی بم لائے گا اور پارلیمنٹ میں داغ دے گا۔ ہر چیز اور ہر بات ان کو اب دہشت گردی اور تخریب کاری لگتی ہے۔ اس سے ان کی ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے۔

واپسی میں برطانیہ کا بھی سلوک: اس کے بعد ہم لندن گئے جاتے وقت کچھ نہیں ہوا اور وفد کو میرے معیت میں جانے دیا گیا۔ ہم نے وہاں پر پروگراموں میں شرکت کی نہ صرف علماء اور پاکستانیوں سے خطاب کیا بلکہ ان کی یونیورسٹیوں میں بھی جانے بات چیت کرنے اور خطاب کا بھی موقع ملا۔ ہم نے برٹش گورنمنٹ کے رویے کی تعریف کی مگر لندن کے واپسی پر ہیتھرو ائرپورٹ واپسی کے سارے مراحل طے ہونے کے باوجود پھر تفتیشی افسروں نے وہی سلوک کیا ایک کمرے میں بٹھا کر کاغذات کی جانچ پڑتال کی گئی اور اس کی فوٹوسٹیٹ کئے گئے۔ میں نے احتجاج کیا کہ ایسا رویہ کیوں ہے؟ جواب ملا کہ اس کا جواب ہماری وزارت خارجہ کے پاس ہوگا۔ الغرض یہ سب کیوں ہوا؟ تو اصل بات یہ ہے کہ یہ اس صدی کی فیصلہ کن صلیبی جنگ ہے۔

اہانت نہیں انعام الٰہی، صدی کی فیصلہ کن صلیبی جنگ کے کرشمے: اور یہ میری اہانت اور توہین کا مسئلہ نہیں ہے کچھ اخبارات نے بھی لکھا تھا کہ اہانت آمیز سلوک کیا گیا میں نے اس پر کہا کہ یہ اہانت تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔ اس سارے سلسلے کو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان و کرم جانتا ہوں اور اسکو ذریعہ نجات و توشہ آخرت سمجھتا ہوں کہ یا اللہ میں عاجز اور گناہ گار آدمی ان کی آنکھوں کا کانٹا ہوں اور ان کے سینوں کے لئے ناسور بن چکا ہوں۔ دشمن کی نظر میں جو آدمی بڑا خطرناک ہو اس سے نفرت کرتے ہیں تو ہم سب کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے صرف میرے لئے نہیں آپ طلباء کے لئے دارالعلوم کے لئے تمام دینی قوتوں کے

لئے یہ ایک الٰہی اعزاز ہے میں اپنے رب کا اس پر شکر گزار ہوں کچھ حاسدین نے حسد کی وجہ سے کیا کیا فقرے کسے کہ یہ اہانت کا مستحق تھا۔ کس کس قسم کے تبصرے اس پر آئے ان کی طرف سے وہ کدورت بھی باہر آئی 'جوان کے دلوں میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھلانا تھا کہ کون امریکہ و یورپ کا سچا دشمن ہے اور کون منافقین ہیں ؟

<u>برسوں کی جدو جہد اور مغرب کا رویہ نہ مکالمہ نہ مذاکرہ نہ افہام و تفہیم:</u> اس جنگ میں ہمارے برسہا برس صرف ہوئے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ہم ان سے اپنے آپ کو چھپائیں۔ آپ سب طلباء کے علم میں ہوگا کہ گزشتہ آٹھ برس سے مغربی قوتوں کے ساتھ ہماری بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ ہم ان کا حقانیہ میں خیر مقدم کرتے ہیں۔ اسلامی اخلاق اور مہمان نوازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ گھنٹوں ان کو سمجھاتے ہیں۔ طلباء اکثر اس پر خفا بھی ہوتے تھے کہ ان کو مت آنے دو۔ لیکن میں کہتا کہ نہیں یہ تو دعوت و تبلیغ کے دروازے بند کرنے ہیں انہیں آنے دو کہ حقائق ملاحظہ کریں۔ اسلام میں کہاں دہشتگردی ہے؟ اسلام تو امن وسلامتی کا دین ہے۔ اور جہاد ضروری ہے۔ جہاد تو دہشتگردی کے قلع قمع کیلئے ہے۔ لیکن یہ لوگ (مغرب) مکالمے کے لئے تیار نہیں ہوتے نہ تو وہ مذاکرات کے قائل ہیں اور نہ ہی افہام و تفہیم کے۔ ہم کہتے ہیں کہ وقت کی ضرورت ہے کہ تم بات چیت کے لئے تیار رہو۔ بعض باتیں جو تم لوگوں تک پہنچتی ہیں ان کا جواب سنو' جہاد کے بارے میں' اسلام کے بارے میں' تم لوگوں نے جو دنیا تباہی کی طرف روانہ کر رکھی ہے۔ پہلے تو حقائق سمجھو لیکن ان مذاکرات اور مکالمات کے لئے وہ کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے لوگوں کو تاریکی میں رکھا ہے وہ اپنی پارلیمنٹ کے ممبروں سے بھی حقائق چھپاتے ہیں اور جہاں ان کے سامنے حقائق بیان کئے جاتے ہیں تو ہم نے دیکھا ہے کہ وہاں بہترین اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

<u>جرمنی کا دورہ:</u> اس دورے میں ہم پہلے جرمنی گئے تھے۔ جرمنی میں ان لوگوں نے بڑا اچھا سلوک کیا۔ انہوں نے پروگرام مرتب کئے تھے۔ دو دن کے دوران ہم نے دس گروپوں کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ ناشتے پر' کھانے پر' رات صبح ہر وقت بات چیت رہی۔ وہ مجھ میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ کیونکہ وقت کا اہم مسئلہ بھی ہے۔ اسلام اور دہشت گردی و جہاد وغیرہ۔ ان لوگوں کی اس میں زیادہ دلچسپی تھی۔ انہیں ہمارے وفد کے ارکان نے بتایا بھی کہ طالبان اور افغانستان کے بارہ میں۔ (وہ اس بات کو پہلے سے بھی جانتے تھے) جو باتیں پوچھنی اور کرنی ہیں وہ ان سے کرلیں۔ ڈپٹی وزیر خارجہ اپوزیشن کے لیڈر اور ایشیائی گروپوں کے پارلیمانی سربراہان نے میرے ساتھ برلن میں کھل کر باتیں کیں۔ میں نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تم لوگ غلط فہمی میں پڑے ہو اور امریکہ سپر طاقت کے پروپیگنڈے کی زد میں آئے ہو۔

<u>ہماری قربانیاں اور یورپ کی ناشکری:</u> میں نے انہیں بار بار جرمنی برطانیہ اور مختلف مقامات میں کہا کہ تم لوگ اتنے ناشکرے ہو کہ دنیا کی عظیم قربانی ہم نے دی۔ پاکستان اور افغانستان نے روس کے خلاف اپنا سب کچھ داؤ پر لگادیا۔ افغان قوم نے 20 لاکھ افراد کی قربانیاں دیں۔ کئی لاکھ اپاہج و مفلوج ہوگئے۔ 50 لاکھ دربدر ہوگئے۔ جرمنی' پاکستان' ایران سب مہاجرین سے بھرے ہیں۔ 15 سالہ طویل جدوجہد اور جہاد کا ثمر کیا نکلا؟ سوویت یونین ہماری قربانیوں سے تہس نہس ہوا۔ تمہارے سروں پر وہ ایک عذاب کی شکل میں مسلط تھا وہ ہماری جدوجہد کے نتیجے میں ختم ہوا۔ کل ہی روس کے صدر پیوٹن کا پارلیمنٹ میں سالانہ خطاب تھا۔ اس نے کہا ہے کہ روس کی شکست اس صدی کا سب سے بڑا خسارہ ہے۔ یعنی اتنا بڑا خسارہ کفار کو اس صدی میں نہیں پہنچا جتنا کہ روس کے ٹوٹنے سے پہنچا۔ یہ بڑا خسارہ کس چیز کے ذریعہ پہنچا۔ وہ جہاد کی برکت ہے۔ پھر تمام مشرقی یورپ کمیونسٹوں کے قبضہ اور شکنجہ میں تھا۔ وہ جہاد اور ہماری برکت سے آزاد

ہوا۔ تمہارے یورپ کا آدھا حصہ اور سنٹرل ایشیا کی ریاستیں اس جہاد کے ذریعہ کیمونسٹوں کے تسلط سے آزاد ہوئے۔

<u>دیوار برلن اور جرمن قوم کی تقسیم جہاد افغانستان اور طالبان نے پھر ایک کر دیا:</u> اور میں نے ان سے کہا کہ یہ برلن کی دیوار جس پر ہم اس وقت کھڑے ہیں یہ پچاس ساٹھ برس تک حائل رہی۔ یعنی ایک شہر کے بیچوں بیچ مکمل ایک دیوار تھی اس کے ایک طرف کیمونسٹوں کا برلن تھا اور دوسری طرف مغربی تھے جس کی تاریخ یہ ہے کہ جنگ عظیم کے اختتام پر یہ فیصلہ ہوا کہ جو جو فوجیں جہاں جہاں پہنچی ہیں وہیں پر رک جائیں۔ جو علاقہ جس کے قبضہ میں ہے اسی کا ہو گیا۔ پھر وہاں دیوار بنائی گئی جس کے آر پار کوئی آ جا نہیں سکتا تھا۔ باپ اِس طرف رہ گیا اور بیٹا اُس طرف۔ بیوی اِدھر اور شوہر اُدھر۔ پورا ایک شہر آدھا کر دیا گیا۔ ان پچاس ساٹھ برسوں میں کوئی اس طرف سے اس طرف نہ پھلانگ سکتا تھا نہ جھانک سکتا تھا دو طرفہ پولیس تعینات تھیں۔ اگر کوئی پھلانگنے کی کوشش کرتا تو اسے موقع پر شوٹ کر دیتے وہ دیوار (برلن) ہم نے دیکھی اور اس پر آج بھی جگہ جگہ گولیوں کے نشانات بھی تھے۔

جرمن قوم کو تقسیم کر کے کیمونسٹوں نے جدا کر دیا تھا۔ جب ہم مسلمان جہاد میں کامیاب ہوئے اور روس تہس نہس ہوا تو دیوار برلن تم نے نہیں توڑی درحقیقت اس کا توڑ جہادِ اسلام اور طالبان کے نتیجہ میں آیا اور تم جرمن قوم ایک ہو گئے۔ دوسری طرف اس کے نتیجہ میں تمہارا آقا بُش (امریکہ) واحد سپر پاور بنا۔ میوہ پک گیا تو دامن تم لوگوں نے اس سے بھر لئے اور جن لوگوں نے اس میں قربانیاں دیں ان کیساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ افغانستان کو دوبارہ غلام بنا دیا گیا ان بیس لاکھ افراد کی قربانیوں کو ضائع کر دیا اور نیا آقا امریکہ ہمارے سروں پر بٹھا دیا گیا۔ پاکستان نے 12 سالہ جہاد میں اپنی تمام قوت داؤ پر لگا دی ممکن تھا کہ روس آ کر پاکستان کو بھی قبضہ کر لیتا لیکن ہم نے ان باتوں کو نہ دیکھا۔ مگر فتح کے بعد تم نے پھر آ کر افغانستان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ پھر وہاں خانہ جنگی شروع ہو چکی ہے ہمارے پاکستان کو ایک گونہ غلام بنا دیا افغانستان کے غلام بنانے کیلئے پاکستان کو استعمال کیا گیا' ہماری سرزمین' ہماری فوجیں' ہمارے ہوائی اڈے سب استعمال کئے گئے۔

<u>دہشتگردی کی پگڑی اور تمغہ:</u> میں نے انہیں کہا کہ تم لوگ ان سب باتوں پر غور اور سوچ کر لو آج وقت اگر کم ہے اور ابھی جواب نہیں دے سکتے ہو تو کسی اور موقع پر اس کا تجزیہ کرو کہ یہ کہاں کا انصاف اور معیار ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہمیں تمغے دیتے اور اپنے سروں پر بٹھا کر رکھتے کہ تمہیں اتنے فائدے افغانستان اور پاکستان کی توسط سے ملے لیکن تم اتنے نمک حرام اور ناشکرے لوگ ہو کہ ہمیں تم نے تمغہ دیا کہ یہ دہشت گرد ہیں' ہمارے سر پر دہشتگردی کی پگڑی باندھی کہ یہ تخریب کار و دہشت گرد ہیں۔ اسی دہشتگردی (جہاد) کی برکت سے یہ سب کچھ تمہیں ملا ہے۔ اسوقت تو تم لوگ ہمیں سرخ قالینیں بچھایا کرتے تھے۔ صدر ریگن اور بڑے بُش کا حکم تھا کہ ان افغان مجاہدین کا استقبال کیا کرو۔ ہمارے بوڑھے اور بڑے ''دہشتگرد'' مولوی یونس خالص صاحب کو صدر نے وائٹ ہاؤس میں دعوت دی' وہ بھی الحمدللہ نڈر کا بچہ تھا جاتے ہی امریکی صدر کو اسلام کی دعوت دی۔

میں نے انہیں کہا کہ یہ سب حاصلات پانے کے بعد تم لوگ یکسر بدل گئے۔ اس رویہ کا جائزہ لو کہ ہمارا سب کچھ آج تمہیں برا لگتا ہے۔ تو ان باتوں کا میں نے ان پر بڑا اثر محسوس کیا۔ خاموشی سے سنتے رہے اور کسی قسم کی بحث نہ کی۔

<u>جرمنی وزیر خارجہ کا ہمارے نظام مدارس اور مفت تعلیم پر تعجب:</u> ایک صبح ڈپٹی وزیر خارجہ کے ساتھ ہمارا برلن میں ناشتہ تھا اس نے مدرسوں سے متعلق کافی بات چیت کی۔ ہمارے وفد کے دیگر اراکین کو تو اس بارے میں زیادہ علم نہیں تھا۔ دینی مدارس کا نظام اور نصاب

کا ذکر آتا تو میں ہی جوابات دیتا رہا۔ اتنے کم ظرف لوگ ہیں کہ اس نے ایک اعتراض کیا کہ آپ لوگوں نے یہ کیا تماشہ بنا رکھا ہے' لوگوں سے چندے بٹورتے ہو اور غریب غرباء کو بٹھا کر مفت تعلیم دیتے ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ تم مفت تعلیم دیتے ہو۔ میں نے حیرت سے سوچا کہ خدایا یہ کیسے عجیب لوگ ہیں کہ ایک طرف تو یہ شور و غوغا ہے کہ تعلیم عام کرو' دوسری طرف مفت تعلیم دینے پر تعجب کرتے ہیں تو میں نے اسے مختصراً بتایا کہ تم اسلام سے واقف نہیں ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ تعلیم بیچنے کی چیز نہیں ہے۔ تعلیم بیچی نہیں جائے گی بلکہ اسے مفت دیا جائے گا۔ اسلام تعلیم کو بنیادی ضرورت سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم لوگوں سے چندے جمع کرتے ہیں۔ دامن پھیلاتے ہیں کہ تعلیم بیچنے کی چیز نہیں ہے۔ تم لوگوں نے اسے بیچنے کا شئے بنا دیا۔ اگر ہمارے مدارس میں کروڑ پتی بھی آئے وہ غریب نہ بھی ہو تو اسلام کہتا ہے کہ تعلیم پر اجرت نہیں لی جائے گی' ہمارے فقہاء کا یہ مسئلہ ہے کہ استاد اس تعلیم پر اجرت نہیں لے گا' امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے کہ یہ تنخواہ لینا بالکل حرام ہے۔ کیا تم لوگوں کا دین اور مغربی نظام اس بات کا تصور کر سکتا ہے؟ یہاں تو ٹیچر ایک ایک منٹ بیچتا ہے۔ ایک پیریڈ اس یونیورسٹی میں اور ایک کسی دوسری یونیورسٹی میں ایک ٹیلیفون پر شام تک اس نے علم بیچنے کے لئے ایک بازار لگا رکھا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تمھیں تو اس پر خوش ہونا چاہیے اور اسلام کے اس نظریے کی تحسین کرنی چاہیے۔

<u>بریڈفورڈ یونیورسٹی میں خطاب میں اسلام کو وکالت کا موقع:</u> آگے اللہ تعالیٰ نے ایک موقع لندن میں دیا۔ وہاں بریڈفورڈ میں ایک یونیورسٹی تھی' جہاں ہمارے وفد کے چند ارکان کی تقاریر کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ ہمارے چیئرمین مشاہد حسین کہیں رہ گئے اور اس موقع پر پہنچ نہ سکے' تو ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ اب تو بات آپ کے لئے رہ گئی۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ میں وہاں یونیورسٹی گیا' ہال میں سٹوڈنٹس ٹیچرز اور وائس چانسلر تک جمع تھے' انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ میں نے وہاں بھی اسلام مسلمانوں اور سلامتی کی باتیں کیں اور کہا۔

<u>اسلام دہشتگردی ختم کرنے ہی آیا:</u> کہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا میں آئے تو دنیا ساری دہشتگردی کے نرغے میں تھی۔ کسریٰ وقیصر اور فراعنہ وقت نے دنیا تباہ و برباد کر کے رکھ دی تھی۔ اسلام نے لوگوں کو ان سے نجات دلائی۔ اسلام کی یہ صدا تھی جہاں صحابہ جاتے اور لوگ آنے کی وجہ پوچھتے تو صحابہ کہتے تھے کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ لوگوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی غلامی کی طرف لائیں۔ من عبادة العباد الی عبادة الله وحده.

<u>دینی اور عصری درسگاہوں میں تمہارا دوہرا کردار مدارس کے قیام کا سبب:</u> میں نے کہا کہ آج اگر تم لوگ ہماری تعلیم سے نالاں ہو تو یہ تم لوگوں کی وجہ سے ہے۔ یہ مدارس تم لوگوں کی بدولت قائم ہوئے اس لئے کہ جب تم ہندوستان آئے اور ہمیں غلام بنایا' نظام تعلیم کو علیحدہ علیحدہ کر دیا' تمام نظام تعلیم سیکولر بنا دیا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مذہب قرآن وسنت اور اسلامی فقہ اور علوم کو نکال دیا تو ہم مجبور ہوئے کہ علیحدہ دینی ادارے قائم کریں' اگر تم یہ ظلم نہ کرتے تو آج یہ مدارس نہ ہوتے' جو تمہارے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آؤ اب بھی اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو اس بات پر مجبور کرو کہ یہ تفریق ختم کر دیں' تمام دینی نصاب کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی ڈال دیں' اسلام کی تمام تعلیمات اور ضروریات عربی لغت فقہ وغیرہ عصری نظام تعلیم کو اس کا پابند کر دو کہ یہ سب کچھ اس میں شامل ہو تو خود بخود ان دینی اداروں کی الگ ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ تقسیم تو خود تم لوگوں نے کر رکھی ہے۔

<u>لمبی جنگ طویل ظلم و جبر کا سلسلہ:</u> بھائیو بات لمبی نہیں کرتا یہ نہ ختم ہونے والی جنگ ہے۔ یہ صرف میری توہین کا مسئلہ نہیں ہے

'ایک لمبا سلسلہ ہے جہاں بھی ان کا بس چلے تو بے گناہ لوگوں کو گوانتاناموبے بھی پہنچاتے ہیں اور جہاں بس چلے تو اپنے پٹھو حکمرانوں کے ذریعہ گرفتار کرواتے ہیں۔ وزیرستان اور غاروں کے اندر بھی ان کو آرام سے نہیں چھوڑتے۔ کفار نے ایک فیصلہ کن معرکہ شروع کر رکھا ہے۔

<u>فیصلہ کن کروسیڈ تہذیبوں کی جنگ:</u> صدر بش نے آغاز میں اس کے لئے کروسیڈ کا لفظ استعمال کیا تھا۔ کروسیڈ انتہائی تعصب کا لفظ ہے۔ عیسائیت نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے جو صلیبی جنگیں لڑی ہیں۔ اس کے لئے یہ لوگ یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تہذیبوں کی جنگ ہے۔ تہذیبوں کی جنگ ہے تو میں نے بھی دو تین مقامات پر بڑے بڑے اجتماعات میں علی الاعلان کہا جس میں پاکستانیوں کے سرکردہ لوگ تھے کہ تہذیبوں کی جنگ ہے تو اب ڈٹ جاؤ' ایک مٹھی کی بجائے دو دو مٹھی داڑھی رکھیں' پگڑیاں بھی بڑی بڑی لمبی باندھیں' چوکوں پر کھڑے ہو کر اذان دو اور نمازیں پڑھو۔ اسلام کی تہذیب پر فخر کرو۔ اس پر شرم نہ کرو کہ وہ برہنہ ہیں تو تم بھی برہنہ ہو جاؤ۔ وہ ہماری عورتوں سے سڑکوں کے اوپر مارچیں کروانا چاہتے ہیں۔ یہ میراتھن ریس ہے اور یہ نیکر پہنے ہیں' یہ سب ان کو خوش کرنے کی کوششیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو سمجھانا چاہا کہ تم اپنے دین و ایمان کو بھی بیچتے ہو' خود کو روشن خیال بھی کہتے ہو' بیوی بیٹیوں کو ننگا کر کے سڑکوں پر نکالتے ہو' لیکن آقا خوش نہیں ہوتا۔ آقا کہتا ہے کہ اسلام کی ساری جڑیں' شناخت اور نشانات پہلے مٹاؤ۔ مادر پدر آزاد تہذیب کو یہ لوگ روشن خیالی کہتے ہیں۔

<u>مغرب کی تاریک خیالی مادر پدر آزاد تہذیب کے نام روشن خیالی:</u> وہ (مغرب) تاریک خیال ہے' تمہاری روشن خیالی کے باوجود انہوں نے کیا صلہ دیا؟ مہمانوں کے ساتھ یہ سلوک ایک مولوی سے اتنا ڈرنا اور گھبرانا ناروا سلوک کرنا تو وہ خود تاریک خیال ہیں۔ ان تاریک خیالوں کی خاطر تم اسلام اور تہذیب سب کچھ چھوڑتے ہو کہ وہ سیدھے ہو جائیں گے وہ بالکل سیدھے نہیں ہوں گے۔ ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم جب تک انکی تہذیب کی پیروی نہ کی ہو وہ تم سے راضی نہیں ہوں گے۔ تو ہم نے مسلمانوں سے کہا کہ اب تمہارا امتحان ہے۔

<u>تہذیب و تشخص کی حفاظت حذیفہؓ بن یمان کی غیروں کے سامنے آئیڈیل نمونے:</u> اپنی تشخص و تہذیب کی حفاظت کروڈ شرماؤ مت میں نے جگہ جگہ یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ جب ایران فتح ہوا تو تمام عجمی سردار وغیرہ ایوان صدر میں جمع تھے کہ فاتحین آئے ہیں ان کی عادات کیسی ہوں گی؟ شہنشاہ کی ذریت اور عجمی سردار بیٹھے تھے۔ کھانا لگایا گیا تھا' حضرت حذیفہ بن الیمانؓ بھی موجود تھے۔ کھانے کے دوران ان سے ایک نوالہ گر گیا۔ اب ساتھی پریشان ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم تو یہ ہے کہ نوالہ گر جائے تو چھوڑو مت' اٹھاؤ اور جھاڑ دو۔ اللہ کی نعمت کی بے قدری مت کرو اور کھالو۔ صحابہؓ کو پریشانی ہوئی کہ حذیفہؓ تو رسول ﷺ کی سنت تو نہیں چھوڑتے۔ اس وقت یہ نہ کریں اس لئے کہ یہ سب ہمارے اوپر ہنسیں گے کہ یہ طلباء تو بھوکے لوگ ہیں' حذیفہ بن الیمانؓ کو ساتھیوں نے کہا کہ اس نوالے کو اس وقت چھوڑ دیں۔ انہوں نے نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہوئے۔ جو متوجہ نہ تھے ان کو بھی اس موقع پر متوجہ کیا۔ نوالہ اٹھا کر کھڑے ہوئے کہا اے لوگو میں اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت ان عجمی کتوں کے لئے چھوڑ دوں؟ ان عجمی کتوں کے لئے میں یہ سنت نہیں چھوڑ سکتا۔ میں نے اہل یورپ کو کہا کہ تم بھی یہی سمجھو کہ یہ عجمی کتے ہیں اور یہ ظاہر کیا کرو کہ ان عجمی کتوں کے لئے ہم رسول اللہ ﷺ کی سنتیں نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ تم پائنچے اٹھانے پر شرمندہ ہوتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ پائنچے ٹخنوں پر مت لٹکاؤ۔ ایک صحابیؓ خود سے ایک کمبل لپیٹے ہوئے ٹخنوں کو چھپائے ہوئے جا رہا تھا۔ پیچھے سے آواز آئی کہ اے فلاں پائنچے ٹخنوں سے اوپر کرو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ حضور ﷺ تھے جو فرما رہے

تھے کہ تمہارے ٹخنے کمبل میں چھپے ہیں اسے باہر کردو۔ اس صحابی نے آپ کو کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو ایک میلا کچیلا کمبل ہے۔ اگر مقصد یہ ہے کہ غرور تکبر اور تفخر کپڑوں پر نہیں کرنا چاہیے تو اس کمبل پر کیا غرور و تکبر ہوگا۔ میں تو مزدور کسان ہوں مٹی میں ہر وقت لگا رہتا ہوں اگر یہ کمبل نیچے ٹخنوں پر آ بھی گیا تو اس سے تو مجھ میں تکبر نہیں آتا یا یہ کہ وہ بیش قیمت کمبل تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ کانٹے سے یہ کمبل خراب ہوگا۔

<u>پیغمبر ہمارا تہذیبی آئیڈیل:</u> رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ اما لک فیَّ اسوۃ بحث کیوں کیا کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ کی باتوں میں بحث نہیں ہونی چاہیے۔ کیا میری ذات (رسول اللہ ﷺ) میں تیرے لئے نمونہ (پیروی) نہیں؟ کیا میں تمہارا آئیڈیل نہیں ہوں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں نے وہاں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا آئیڈیل بناؤ، اپنی تہذیب، اپنا فیشن اور اپنی عادات و اطوار تھامے رکھو کیونکہ امریکہ کہہ رہا ہے کہ یہ تہذیبوں کی جنگ ہے اور وہ ہماری تہذیب مٹانا چاہتا ہے۔

<u>واقعہ دبے ہوئے مسائل کو زندہ کر گیا:</u> بہرحال یہ سلسلہ جاری ہے اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا خیر نکالا ہے۔ وہ مسائل جو دب گئے تھے اور مسلمان مرعوب ہو گئے تھے، طالب کا نام لینا، جہاد کا نام لینا اسلام کی بنیاد پرستی کا ذکر اسلامی مدارس کا ذکر اتنے زور و شور سے اس پر بحثیں شروع ہیں پاکستانی میڈیا بھی اس سے بھرا پڑا ہے۔ کالمز اور مضامین آ رہے ہیں وہ موضوعات اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیئے۔

<u>بے حمیت حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی:</u> موجودہ حکومت کو بھی اپنی خارجہ پالیسی کا پتہ چل گیا لیکن یہ تو غلامانہ ذہنیت ہے یہ لوگ یورپ کی جھولی میں پلے پھولے ہیں۔ ان کی گھٹی میں انہیں مغربی تہذیب پلائی جاتی ہے، یہ ان کے پروردہ لوگ ہیں ان کا ایک اپنا ذہن ہے، انہیں اپنے ذہن کی طرح مت سمجھو، تمہارے حکمران احساس کمتری میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کے آقا جب یہاں آئیں تو بڑی شان سے ان کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ تو چھوڑیئے اگر یہاں الیکشن بھی کرواتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اے ہمارے آقاؤ آ کر دیکھ لو ہمارا الیکشن صاف و شفاف ہے یا نہیں۔ اگر ریفرنڈم بھی کرتے ہیں تو کہتے ہیں آئیں اپنے وفود بھیجیں انگریزوں امریکیوں نے جب تک کسی کام پر دستخط اور انگوٹھا نہ لگایا ہو تو یہ لوگ خود بھی کہتے ہیں کہ کام صحیح نہیں ہے۔ دولت مشترکہ وہاں سے انہیں گھسیٹتا ہے، غرض ہر کام میں ان کی مداخلت ہے۔ احکامات جاری کرواتے ہیں، کہ اس طرح کا سیاسی نظام ہونا چاہیے۔ اس طرح کی پارلیمنٹ ہونی چاہیے۔ یہ طور طریقے ہونے چاہئیں۔ اب ایسے لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ یہ غیرت کریں گے اور اس مسئلہ پر سٹینڈ لیں گے یہ کسی طور پر ممکن نہیں۔ ہمارے پاکستان کا وفد وزیر خارجہ کی سربراہی میں کل پھر یورپی یونین کے ساتھ مذاکرات کے لئے لکسمبرگ گیا۔ میں نے سینیٹ میں بھی کہا کہ کم از کم اس وقت تو یہ ذلت مت اختیار کریں۔ ابھی تو وہاں مسئلہ تازہ ہے اور اخبارات اس واقعہ سے بھرے پڑے ہیں اور تم لوگ روانہ ہو چکے ہو۔ چند ڈالروں اور تجارتی معاہدہ کے لئے ہمارا وزیر خارجہ پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا تاکہ ہمیں اقتصادی فائدہ پہنچے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حکمران جب اس حد تک پہنچ جائیں، اس کی قومی حمیت ختم ہو گئی ہو تو پھر وہ قوم کی کیا حفاظت کریں گے، یہ ایک جنگ ہے، ہم اسے اپنے طور پر لڑیں گے اور وہ اپنے طور پر لڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کو اور آپ لوگوں کے ایک خادم کو یہ موقع دیا کہ اس نے پھر یہ سب مسائل دوبارہ تازہ کر دیئے۔ یہ بہت بڑی بات ہے دارالعلوم پر اللہ تعالیٰ کا کرم اور آپ کی دعائیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس میں سرخرو کر دیا، ان کے دلوں میں بڑی دشمنی اور حسد ہے لیکن ان کے ہاتھ پاؤں اللہ نے مفلوج کر دیئے تھے۔ ورنہ تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے

تھے۔ برطانیہ اور برلن وغیرہ سے بھی مجھے اٹھا سکتے تھے لیکن یہ آپ لوگوں کی دعائیں تھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ جنگ اسلام کے حق میں غلبہ کا ذریعہ بنائے۔ اسلام و کفر کے اس معرکہ میں اللہ اسلام کو کامیابی عطا فرمائے۔ اللہ ان طاقتوں (اسلامی) کو دوبارہ زندہ کروادے۔ یورپ کو اللہ تعالیٰ ذلیل وخوار کردے جس طرح آج پوٹن سرخ آنکھوں رو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تھوڑی مدت بعد آپ لوگ دیکھیں گے کہ اور بھی اسی طرح روئیں گے۔ یہ ایک امتحان بھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے نصرت سرخروئی اور غلبے کی دعائیں مانگنی چاہیے۔ ساتھ یہ بھی دعائیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم اور تمام دینی اداروں کو ان کے ضرر سے محفوظ رکھے۔ آپ ان حالات میں مزید بیدار رہیں' یہ اسلام کے قلعے ہیں۔ بالخصوص جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ ان کے دماغ میں سرفہرست ہے۔ یہ سب جزئیات ان کو معلوم ہیں اور وہ لوگ (مغربی) وہاں بڑے زور و شور سے پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ یہاں پر دہشت گردی کی تلقین کی جاتی ہے۔ خطرات بھی ہیں اللہ تعالیٰ سے بڑی عاجزی کے ساتھ دعائیں کیجیے کہ ہمیں ان امتحانات کے چیلنجوں میں کامیاب وسرخرو کرے۔ (امین) (ماہنامہ الحق اپریل، مئی ۲۰۰۵ء)

جناب پروفیسر طٰہٰ خان

مولانا سمیع الحق یورپ میں

ابھی تک یونین یورپ کی ہے اسلام سے خائف
مسلمانوں سے ملتی ہے سلوک امتیازی سے
اسے ہے عار مولانا سمیع الحق سے ملنے میں
خر عیسیٰ اڑی کرتا ہے اب تک اسپ تازی سے

(قطعہ)۔ مشرق ۲۴ اپریل ۲۰۰۵ء

برسلز بیلجیئم کے واقعہ پر قومی پریس کا احتجاج اور بعض تبصروں کے بعض اقتباسات

قوموں کی ''ضعیفی'' ناقابل معافی جرم (آفتاب احمد)

روزنامہ نوائے وقت کراچی ۴ مئی ۲۰۰۵ء

بیلجیئم میں پاکستانی وفد میں شامل رکن پارلیمنٹ ایک دینی جماعت کے سربراہ اور معزز پاکستانی شہری مولانا سمیع الحق کے ساتھ ناروا سلوک کو پاکستانی وزارت خارجہ اور بیلجیئم میں پاکستانی سفیر کی ناکامی کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے۔ مولانا سمیع الحق کو یہ کہتے ہوئے برسلز کے ایئرپورٹ پر روک لینا کہ وہ طالبان کے خالق اور دہشت گردوں کے سرپرست ہیں تمام پاکستانیوں کی توہین کے مترادف ہے۔ پاکستان کی حکومت کی جانب سے اس سلسلے میں شدید احتجاج اور سفیروں کو وزارت خارجہ میں طلب کر کے یہ واضح کیا جاتا کہ بیلجیئم کے امیگریشن حکام اور یورپی یونین کا طرز عمل تمام تر سفارتی آداب کے منافی ہے ایک خودمختار اور آزاد مملکت کی جانب سے کیا گیا ایک اصولی اقدام ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح کے واقعات کے رونما ہونے کے ذمہ داران کا تعین اور ان کے احتساب کے بغیر مستقبل میں اس طرح کے واقعات کے اعادے سے کس طرح بچا جاسکتا ہے۔ برسلز کے اس واقعے نے وزارت خارجہ اور سفارتخانوں کی کارکردگی پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان لگادیا ہے۔ اس واقعے سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ پاکستانی سفارتخانے نے اس اہم پارلیمانی وفد کے دورے کی مناسب تیاری نہیں کی تھی۔ اس طرح کے پارلیمانی دورے ظاہر ہے کہ ایک دن میں طے نہیں ہوجاتے اس کے لئے بہت پہلے سے تیاریاں کی جاتی ہیں یورپی یونین کے ارکان نے بھی مولانا سمیع الحق سے ملاقات نہ کرنے کا فیصلہ اچانک نہیں کیا ہوگا لیکن ہمارے سفارتخانے اس فیصلے سے کیوں بے خبر رہے اس پر پاکستانیوں کی حیرت بجا ہے۔

وزیراعظم شوکت عزیز کی مداخلت پر مولانا سمیع الحق کو ۳ گھنٹے بعد ایئرپورٹ سے جانے کی اجازت ملی لیکن یورپی یونین کے ارکان نے یہ شرط عائد کی کہ وہ پاکستانی پارلیمانی وفد سے اس صورت میں ملاقات کریں گے جب مولانا سمیع الحق اس وفد کا حصہ نہ ہوں۔ سینیٹر مشاہد حسین جو پاکستان کے وفد کی قیادت کر رہے تھے، نے ایک باوقار فیصلہ کیا اور ملاقات سے انکار کردیا۔ ہم پاکستانی ایک جانب امریکی صدر بش سمیت دیگر مغربی ممالک کے لیڈروں کی زبان سے دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے عملی کردار اور قربانیوں کی تعریفیں سنتے رہتے ہیں تو دوسری جانب پاکستانیوں کے ساتھ بلکہ حکومتی وفد کے ساتھ روا رکھے جانے والے اس سلوک نے مغربی لیڈروں کے قول وفعل کے اس تضاد کو اور نمایاں کردیا ہے۔ ایک آزاد ملک کی حیثیت سے پاکستانی حکومت کو پاکستانیوں کے ساتھ مغربی ممالک میں روا رکھے جانے والے رویے کے خلاف فوری طور پر آواز بلند کرنی چاہیے۔ پاکستان کی خطے میں جو اہم اسٹریٹیجک پوزیشن ہے اس کے پیش نظر مغربی دنیا ہمارے احتجاج کو یکسر نظر انداز نہیں کرسکتی۔ جہاں تک مولانا سمیع الحق اور پاکستان میں قائم مدرسوں کا تعلق ہے آج انہیں دہشت گردوں کا سرپرست اور مدرسوں کو دہشت گردی کے ٹھکانے قرار دیا جارہا ہے۔ کل یہی امریکہ اور مغربی دنیا انہیں روس کے خلاف استعمال کرتے وقت مجاہدین قرار دے رہے تھے۔ قومی اسمبلی کی جانب سے اس سلسلے میں قرارداد مذمت متفقہ طور پر پاس کی گئی ہے جو اچھی بات یہ ہے کہ یہ قرارداد حکومتی رکن کی جانب سے پیش کی گئی جس میں بیلجیئم اور یورپی یونین کے وفد کی جانب سے اختیار کئے گئے بنیادی حقوق بین الاقوامی قوانین اور سفارتی آداب کے منافی رویے کو توہین آمیز قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے ہمیں کسی بھی ملک کی جانب سے پاکستان کے کسی بھی شہری کے خلاف اختیار کئے جانے والے توہین آمیز رویے کے خلاف پوری شدت سے احتجاج کرنا چاہیے کہ زندہ قوموں کی یہی نشانی ہے۔

برسلز میں پاکستانی پارلیمانی وفد کے ساتھ بدسلوکی (احمد ندیم قاسمی)

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۷۔ اپریل ۲۰۰۵ء

آئے دن اس طرح کی خبریں ہماری نظروں سے گزرتی ہیں کہ کسی انگریز یا امریکن نے پاکستان کے اندرونی معاملات میں اتنی آزادی سے مداخلت کی جیسے پاکستان (خدانخواستہ) ان کا محکوم ہے۔ کسی بھی غیرملکی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت کرے۔

یورپ میں مولانا سمیع الحق کے ساتھ ناشائستہ رویہ

ہفت روزہ اخبار المدارس کراچی ۵ تا ۱۱ مئی ۲۰۰۵ء

مولانا سمیع الحق کے ساتھ بلجیم میں پیش آنے والا واقعہ مغرب کے چھپے ہوئے مکروہ چہرے سے پردہ ہٹانے کیلئے کافی ہے۔ مغرب جمہوریت، انسانی حقوق، سفارتی آداب اور دیگر عنوانات کو محض نمائش کے طور پر استعمال کرتا ہے جہاں اپنا مفاد ہو وہاں ان آداب کا معیار اور ہوتا ہے اور جہاں دوسروں کے ساتھ خصوصاً مسلمانوں کا مسئلہ ہو تو ان آداب کو حقارت کی ٹھوکر سے اڑا دینے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ مولانا سمیع الحق کا قصور یہ ہے کہ وہ طالبان حکومت کے حامی رہے ہیں اور مغرب طالبان کو دہشت گرد قرار دیتا ہے۔ یہ نکتہ نظر امریکا کا ہے لیکن مغرب اور امریکا ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں صلیب کو غالب کرنے کی مہم میں ایکدوسرے سے تعاون پر متفق ہیں اس لئے امریکا کیلئے ناپسند شخص مغرب کو بھی ناپسند لگتا ہے۔ شاید اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ طالبان خود ظلم اور سفاکیت کا شکار ہوئے ہیں، ان پر ناجائز طور پر شبخون مارا گیا۔ ان کے گھروں میں انہیں نشانہ بنایا گیا۔ مغرب چونکہ دلی طور پر طالبان کا خون بہانے کو صلیب کے غلبہ کیلئے ضروری تصور کرتا ہے اس لئے دہشتگردی کے پروپیگنڈے کو ہوا دینا اور طالبان اور ان سے متعلقین کو ناپسند کرنا اس کی طبعی مجبوری ہے۔ مغرب کے اس دہرے معیار سے کفار کا مسلمانوں کے بارے میں اندرونی بغض وعناد صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے ان کی باطنی صورت حال کے متعلق فرمایا ہے کہ ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہوہی گئی اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت بڑا ہے۔ بغض وعناد کا دورہ جب کفار کو پڑتا ہے تو وہ کسی منصب مرتبہ اور کسی بین الاقوامی معاہدہ اور سفارتی آداب کو نہیں دیکھتے۔ گزشتہ ہفتہ عراق میں ایک رکن پارلیمنٹ فتح الشیخ کو بغداد کے علاقے گرین زون میں ایک امریکی فوجی

نے منہ کے بل گرا کر گھسیٹا اور اس کو سب کے سامنے ذلیل کیا۔ مذکورہ رکن پارلیمنٹ نے روتے ہوئے پارلیمنٹ میں اپنی تذلیل کی داستان سنائی کہ اس نے پارکنگ میں کار کھڑی کی تو امریکی فوجی نے اسے روکا اور کہا کہ تم اور تمہاری پارلیمنٹ جہنم میں جائیں اور اس نے مجھے پکڑ کر منہ کے بل گرایا اور زمین پر گھسیٹا۔ فتح الشیخ اس عراقی پارلیمنٹ کے رکن ہیں جو امریکی چھتری کے سائے میں منتخب ہوئی لیکن چونکہ امریکا ایک بے لگام طاقت ہے اس کیلئے پورا عراق ایک مفتوح ملک ہے اور عراقی شہری غلام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی تذلیل کو اپنا حق سمجھتا ہے اور مفتوح اقوام کے متعلق اقوام متحدہ کی دفعات کو کوفی عنان کے منہ پر دے مارتا ہے۔ اس سلسلے کا تازہ ترین واقعہ بلوچستان کے وزیر بلدیات حافظ حسین احمد شرودی کے ساتھ پیش آیا جن کو لندن ایئر پورٹ پر چار گھنٹے کی حراست میں رکھا گیا ہے۔ مغرب اور امریکا میں پاکستان کے معزز افراد کے ساتھ توہین آمیز سلوک پوری قوم اور ملک کے ساتھ بدترین مذاق ہے۔ اس ہتک آمیز سلوک پر بجا طور پر پاکستان کو احتجاج اور شدید ردعمل کا حق ہے اس سلسلے میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قرارداد مذمت منظور کر کے مذکورہ واقعہ پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور یورپی ممالک سے باقاعدہ احتجاج کیا ہے تاہم یہ بات متعصب مغرب کیلئے کافی نہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ پاکستان بیلجیئم کے سفارتی عملے کو فوری طور پر ملک چھوڑنے کا حکم دیتا اور اس وقت تک ان کو واپس آنے کی اجازت نہ دیتا جب تک یورپی یونین کی طرف سے باقاعدہ معافی مانگنے کا اعلان نہ ہوتا لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر پاکستان وزارت خارجہ ایسے نازک معاملات میں ہمیشہ سہل انگاری کا شکار ہو جاتی ہے حالانکہ اگر یہ واقعہ پاکستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک کے منتخب رکن پارلیمنٹ کے ساتھ پیش آتا تو وہ سفارتی بائیکاٹ کے اعلان میں ذرا بھی دیر نہ کرتا۔ ایسے موقع پر جب پوری قوم کی عزت اور وقار کو چیلنج کیا گیا ہے اور پوری دنیا میں اس ہتک آمیز سلوک کی خبریں پھیلی ہیں اگر ہم کوئی غیر معمولی ردعمل نہیں دکھائیں گے تو اقوام عالم ہمیں ایک کم درجے کی قوم کا درجہ دیں گی حالانکہ پاکستان ایٹمی طاقت ہے اور پاکستانی قوم ایک جانباز، غیرت مند اور خوددار قوم ہے۔ قوم اپنی ہتک اپنے وقار کے منافی کسی رویہ کو قبول کرنے کو ہرگز تیار نہیں، وزارت خارجہ کو قومی وقار ہر قیمت پر عزیز ہونا چاہیے۔

برسلز، لندن اور مولانا سمیع الحق (آصف نثار غیاثی)

۲۹۔ اپریل ۲۰۰۵ء

افغانستان میں طالبان نے اپنے دور حکومت میں جہاں اچھے اور اصلاحی کام کئے وہاں اپنی انتہا پسندی اور سخت رویہ کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں بدنام بھی ہو گئے، یہ بدنامی ان کے غیر لچکدار رویہ کی وجہ سے اسلام کے حصہ میں بھی آئی اور اسلام کے وہ پیروکار بھی اس سے خاصے بدنام اور مشکوک ہو گئے جن کا نہ تو ان حالات واقعات سے کوئی براہ راست تعلق واسطہ تھا یا جو اس سارے عمل سے یکسر الگ تھے، مغربی ممالک میں آج اسی رویہ اور غیر لچکدار عمل کا عملی مظاہرہ کر رہے ہیں جس کو بنیاد بنا کر اہل مغرب نے اسلام کو دہشت گردوں کا مذہب قرار دیا اور مسلمانوں کو دہشت گرد اور انتہا پسند مشہور کیا۔ افغانستان میں طالبان کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ ان کی بے جا سختی تھی۔ وگرنہ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ انہوں نے اس مادہ پرست اور گناہ آلود دنیا کے سامنے اپنی بے سروسامانی کے باوجود جس مثالی امن وامان کی بحالی کا عملی ثبوت فراہم کیا اس نے حقیقی معنوں میں خلفائے راشدین کا بابرکت دور تازہ کر دیا۔ ایسا مثالی امن وامان دنیا کے کسی ملک میں نہیں تھا حتی کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، جاپان وغیرہ میں بھی طالبان دور میں افغانستان جیسی امن وامان والی صورت حال کا شائبہ تک نہ تھا طالبان نے خلفائے راشدین کے بابرکت دور، عباسی خلیفہ ہارون الرشید اندلس میں ابن ابی عامر، ہندوستان میں علاؤ الدین خلجی اور شیر شاہ سوری کے عہد کی یاد تازہ کر دی۔ تاہم غیر لچکدار رویہ اور بے جا سختی نے طالبان کے اقتدار کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ خود اسلام کو بڑا بدنام کر دیا۔ طالبان کی جگہ آج افغانستان میں ایک منتخب جمہوری حکومت قائم ہے، جسے امریکہ سمیت پوری مغربی دنیا کی تائید وحمایت حاصل ہے، سوویت یونین کے خلاف جدوجہد آزادی میں طالبان کو امریکہ اور مغربی ممالک کی بھرپور آشیرباد حاصل تھی، یہاں تک کہ طالبان پر امریکی وائٹ ہاؤس کے دروازے بھی کھلے تھے اور انہیں امریکہ میں بڑی قدر کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت انہیں افغان مجاہدین کے نام سے یاد اور پکارا جاتا، تاہم سوویت یونین کے افغانستان سے نکلنے کے بعد جب امریکہ کو طالبان کی ضرورت نہ رہی تو امریکہ نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا اور طوطا چشمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ہی پیدا کردہ اور حمایت یافتہ طالبان پر دہشت گرد ہونے کے الزامات لگانا شروع کر دیئے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت طالبان کی کردار کشی کی مہم چلائی اور دنیا کے سامنے انہیں انتہائی، ظالم جاہل اور اجڈ ثابت کیا۔ پاکستان کی جملہ مذہبی جماعتوں کے بارے میں آج بھی اہل مغرب کی سوچ بڑی منافقانہ ہے۔ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ پاکستان میں مذہبی جماعتیں نہ تو دہشت گرد ہیں اور نہ ہی ان کے اکابرین مجموعی طور پر انتہا پسند ہیں۔ یہ تسلیم کہ انتہا پسند عناصر ان میں ضرور موجود ہیں تاہم ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں لیکن دکھ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مغربی ممالک ہمارے جملہ مذہبی جماعتوں کے اکابرین اور کارکنان کو شک وشبہ کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ چند روز قبل پاکستان کے پارلیمانی وفد میں شامل مولانا سمیع الحق سے برسلز میں پوچھ گچھ کی گئی اور انہیں شہر جانے سے روکا گیا۔ وزیر اعظم شوکت عزیز کی ہدایت پر انہیں باہر جانے کی اجازت تو دی گئی تاہم انہیں تقریبات میں حصہ نہ لینے کا کہا گیا اس صورت حال نے پورے ملک میں ایک ہلچل مچا دی اور دفتر خارجہ میں متعلقہ ملکوں کے سفراء کو طلب کر کے احتجاج کیا گیا۔ سینیٹ اور قومی اسمبلی میں بھی اس واقعہ پر اظہار افسوس کیا گیا۔ مولانا سمیع الحق ایک محب الوطن پاکستانی ہیں اور قومی اور عوامی حلقوں میں ان کا ایک بڑا احترام ہے۔ وہ پاکستان کے ایک بڑے مذہبی مدرسہ کے سرپرست ہیں اور ان کی ملکی وقومی خدمات سے کسی طور انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ آج کل وہ سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی واقلیتی امور کے چیئرمین ہیں۔ بیرونی ملکوں کا دورہ کرنے والے وفود کے ممبران کا انتخاب حکومت خود کرتی ہے پھر انہیں باقاعدہ ویزے جاری کئے جاتے ہیں اس لئے ایسے وفود میں کسی غیر پسندیدہ شخصیت کے جانے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ایسے وفود میں شامل کسی ایک بھی ممبر کے ساتھ بیرونی ممالک میں ناروا سلوک کے معنی حکومت پاکستان کی کارکردگی پر بدگمانی ہے۔ مولانا سمیع الحق کے ساتھ پاکستان واپسی پر لندن ایئر پورٹ پر برطانوی اہلکاروں نے دوبارہ بدسلوکی جو برسلز میں ہونے والے ان کے ساتھ توہین آمیز رویے سے زیادہ تھی۔ مولانا کو بورڈنگ کارڈ ملنے کے بعد تین پولیس اہلکاروں نے روکا اور ایک کمرے میں بٹھا کر ان کے تمام سامان کی تلاشی اور کاغذات اور روزنامچہ کارڈوں کی فوٹو کاپی کر کے انہیں واپس کر دی گئی مولانا سمیع الحق سے سوا گھنٹہ تک لندن ایئر پورٹ پر لندن پولیس کے تین اعلیٰ

افسران نے پوچھ گچھ کی ان کی ٹیلی فون ڈائریکٹری بھی چیک کی گئی اور اس کی بھی فوٹو کاپی کی گئی۔ مولانا سمیع الحق نے پولیس کو بتایا کہ وہ ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ اور پارلیمانی وفد کے ممبر ہیں، اور باقاعدہ ویزہ لیکر آپ کے ملک میں آئے ہیں انہوں نے برطانوی پولیس کے اس فعل کو زیادتی قرار دیا۔ برسلز اور اب لندن ایئر پورٹ پر مولانا سمیع الحق سے جو سلوک روا رکھا گیا وہ حکومت پاکستان کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اس ناروا سلوک کا مطلب تو یہی ہے کہ اہل مغرب کو حکومت پاکستان پر بھی شک وشبہ ہے۔ اس لئے اس واقعہ کو معمولی نہ سمجھا جائے۔ بہتر اور مناسب یہ ہوگا کہ حکومت سرکاری طور پر ان ممالک سے سخت احتجاج کرے اور اس بارے میں ان سے وضاحت طلب کرے پاکستان میں نہ تو آمریت ہے اور نہ ہی کسی مذہبی جماعت کی حکومت کہ جس سے مغربی ممالک الرجک ہوں بلکہ یہاں تو ایک ایسی حکومت قائم ہے جس کی جمہوریت نوازی کی تعریف خود مغربی ممالک کر رہے ہیں۔ یورپی یونین اور دولت مشترکہ جیسی تنظیمیں بھی یہ اعتراف کر رہی ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت ہے۔ مغربی ممالک کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ پاکستان تو وہ ملک ہے جس نے دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے پارلیمانی وفود کے ممبران کیساتھ اس قسم کے غلط اور ناروا سلوک سے پاکستانی عوام میں اہل مغرب کے خلاف نفرت وعناد کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مغربی ممالک مسلمانوں پر تنگ نظری کے الزام عائد کرتے آئے ہیں لیکن مولانا سمیع الحق کے ساتھ یکے بعد دیگرے جو غلط سلوک کیا گیا اس کے بارے میں وہ کیا کہتے ہیں۔ کیا یہ انکی تنگ نظری اور تعصب نہیں، ہے اور یقیناً ہے۔ اس قسم کے طور طریقوں سے مغرب اور اہل اسلام کے مابین ایک بار پھر شکوک وشبہات سر اٹھا سکتے ہیں اور اس سے دو تہذیبوں اور دو مذاہب کے درمیان ماضی قریب جیسی بے اعتمادی اور مذہبی منافرت پیدا ہو سکتی ہے جو بڑی مشکل سے صدر مملکت نے ختم کر دی ہے۔ گویا جس طرز عمل سے طالبان نے اپنے آپ کو دنیا میں یک وتنہا کیا تھا، یا جس کے ردعمل میں مغربی دنیا نے طالبان پر جس قسم کے الزامات لگائے تھے۔ اس صورت حال اور اپنے منفی رویوں سے اہل مغرب خود کو دو چار کر دینا چاہتے ہیں آج وہ اسلام دشمنی میں حق وباطل میں تمیز کرنے کے قابل نہیں رہے اور جس تنگ نظری کی وہ مسلمانوں سے شکایت کر رہے تھے اس کا خود شکار ہو گئے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کے ساتھ ہونے والے اس افسوسناک واقعہ کا سب سے حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ برسلز ایئر پورٹ والوں نے یہ نہ سوچا کہ ان کو بیلجیئم کے سفارتخانے ہی نے ویزہ جاری کیا ہے۔ اگر مولانا کے متعلق کسی قسم کے تحفظات تھے بھی تو ان کو ویزہ کیوں جاری کیا گیا اس سے بڑھ کر یہ کہ برطانیہ میں وہ دورے کے اختتام تک تو ''خطرناک'' اور ''مشکوک'' نہ تھے مگر واپسی پر وہ اچانک ''مشتبہ'' بن گئے ان کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کیا گیا یہاں وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر برطانوی حکومت کو مولانا کی پالیسیوں اور ذات پر کوئی اعتراض تھا تو ان کو ویزہ کیوں جاری کیا گیا۔ حکومت پاکستان کو یہ مسئلہ پوری سنجیدگی س اٹھانا چاہئے کیونکہ مولانا کی ذات اور پالیسیوں سے تمام تر اختلافات کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے معزز رکن ہیں اور بیرون ملک ان کی توہین دراصل پاکستانی قوم کی توہین کے مترادف ہے ہم اس ضمن میں مولانا سمیع الحق کی خدمت میں بھی یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بھی ایسے ممالک کا دورہ نہ کیا کریں جن کی تہذیب وپالیسیوں پر وہ تنقید کرتے رہتے ہیں تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

مشاہد حسین سید

روزنامہ نوائے وقت ۶ مئی ۲۰۰۵ء

مشاہد حسین سید نے مولانا سمیع الحق کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کے حوالے سے بتایا کہ بیلجیئم حکام نے مولانا سمیع الحق کو خارج کر کے وفد سے ملاقات کی دعوت دی تھی لیکن چودھری شجاعت حسین نے فون پر منع کر دیا تھا کہ مولانا سمیع الحق کے ساتھ واقعہ کے بعد آپ احتجاجاً واپس آ جائیں۔ مشاہد حسین سید نے کہا کہ میں نے بیلجیئم کی وزارت خارجہ سے پوچھا کہ مولانا سمیع الحق کا قصور کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ مولانا طالبان کی مدد کرتے رہے ہیں جس پر میں نے کہا کہ آپ سب بھی تو ماضی میں طالبان کی مدد کرتے رہے ہیں کیا آپ بھی اپنے اس اقدام پر شرمندہ ہیں؟

برسلز میں مولانا سمیع الحق سے ناروا سلوک (مظہر اقبال)

روزنامہ اسلام یکم مئی ۲۰۰۵ء

صوبہ بلوچستان کی صورتحال کے ساتھ ساتھ آج کل اسلام آباد کے اہم حلقوں میں متحدہ مجلس عمل کے رہنما مولانا سمیع الحق بھی خاصے زیر بحث ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک پارلیمانی وفد کے ہمراہ سرکاری دورے پر مولانا سمیع الحق یورپی یونین کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لیے بیلجیئم کے دارالحکومت برسلز گئے ہوئے تھے۔ پہلے تو مولانا سمیع الحق کا برسلز کے ہوائی اڈے سے باہر نکلنا ہی محال ہو گیا کہ برسلز حکام نے انہیں ہوائی اڈے پر روک کر پوچھ گچھ شروع کر دی۔ مختلف اطلاعات کے مطابق طالبان کے ساتھ تعلق کی بنیاد پر برسلز حکام مولانا سمیع الحق کے حوالے سے بعض تحفظات کا شکار تھے اس لئے انہوں نے مولانا سے پوچھ گچھ ضروری سمجھی اور یہ پوچھ گچھ اتنی طویل ہو گئی کہ اسلام آباد سے وزیر اعظم شوکت عزیز کو مداخلت کرنا پڑی۔ تب جا کر کہیں مولانا سمیع الحق کو برسلز کے ہوائی اڈے سے باہر جانے کی اجازت ملی۔ لیکن اگلا مرحلہ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ رہا کہ برسلز میں یورپی یونین نے مولانا سمیع الحق کی موجودگی میں پاکستانی وفد کے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ سو پاکستان کا پارلیمانی وفد قوم کے لاکھوں، کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود یورپی یونین کے وفد کے ساتھ مذاکرات نہیں کر پایا البتہ سیر سپاٹا خوب ہوا۔ برسلز کے بعد مولانا سمیع الحق کی اگلی منزل لندن تھی یہاں بھی مولانا کو ہوائی اڈے کے حکام نے روک کر نہ صرف پوچھ گچھ کی بلکہ ٹیلی فون ڈائری سے لے کر جیب میں رکھے ہوئے کاغذ کے ایک ایک پرزے تک کی فوٹو کاپی اپنے پاس رکھ کر مولانا سمیع الحق کو ہوائی اڈے سے نکلنے کی اجازت دی۔ بہر حال مولانا سمیع الحق کے ساتھ کئے گئے اس ناروا سلوک پر پوری قوم کو دکھ ہے کیونکہ مولانا سمیع الحق نہ صرف ایک اعلیٰ پایہ کی دینی شخصیت ہیں بلکہ پارلیمنٹ کے رکن بھی ہیں۔ یقیناً پاکستانی حکومت کو مولانا کے ساتھ کئے گئے اس سلوک پر شدید احتجاج کرنا چاہیے تھا لیکن رسمی احتجاج کے سوا حکومت نے کچھ نہیں کیا اور زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف مولانا سمیع الحق کے ساتھ ناروا سلوک کے دو روز بعد ہی وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری برسلز چلے گئے اور انہوں نے یورپی حکام کے ساتھ باقاعدہ مذاکرات بھی کیے۔

پرویز مشرف قومی عزت کیلئے سٹینڈ لیں (امجد اسلام امجد)

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۹۔ اپریل ۲۰۰۵ء

سو اس وقت معاملہ مولانا سمیع الحق کی ذات یا نظریات سے اختلاف کا نہیں ان کے انسانی حق اور پاکستانی قوم کے وقار کا ہے۔ وہ نہ صرف سینیٹ کے ممبر ہیں بلکہ ایک قومی سطح کے وفد کے ساتھ اس دورے پر گئے تھے۔ جس کا مقصد بہت واضح اور نیک تھا۔ برسلز (بیلجیئم) اور پھر لندن ایئر پورٹ پر ان کے ساتھ جو سلوک بلکہ بدسلوکی کی گئی وہ مغرب کے اس مخصوص متکبرانہ، غیر انسانی، غیر جمہوری اور ترجیحی سلوک کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کے مظاہرے اکثر ہوتے رہتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ بیمہ افسر کی طرح اسے بے عزتی ماننے پر تیار نہیں ہوتے سو اگلی دفعہ مزید بے عزتی خراب کی جاتی ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ چند برس قبل نیویارک میں مرحوم یاسر عرفات کو بھی اس ترجیحی سلوک کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ وہ مغرب کے لئے دہشت گرد تھے اور صابرہ اور شتیلہ کیمپوں میں ہزاروں بے گناہ پناہ گزینوں کا قتل عام کرنے والا اشرون نوبل پرائز کا مستحق۔ بے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات اس وقت صدر مشرف صاحب یورپ اور امریکہ کی آنکھوں کا تارا بنے ہوئے ہیں اور کہا جاتا ہے آج تک کوئی پاکستانی لیڈر مغربی دنیا میں ان سے زیادہ مقبول نہیں ہوا۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ ایسا کیوں ہے؟ صرف ان کو اور ان کی حکومت کو یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ وہ تمام پاکستانیوں کی عزت کے رکھوالے بھی ہیں سو اس موقع پر انہیں اپنی ذاتی مقبولیت کی پرواہ کئے بغیر ایسا سٹینڈ لینا چاہیے کہ آئندہ کسی بھی ملک کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ہماری قوم کی اس طرح توہین کر سکیں۔ یہ معاملہ مولانا سمیع الحق یا کسی اے پی سی کی عزت کے تحفظ کا نہیں خود صدر مملکت اور پاکستانی قوم پر ایک حملہ ہے اور اگر اس وقت اسے نہیں روکا گیا تو یہ جان لینا چاہیے کہ اگلا حملہ اس سے زیادہ شدید ہوگا اور اس سے اگلا۔

مولانا سمیع الحق کے ساتھ غیر مہذب برتاؤ (اعجاز الحق صدیقی)

روزنامہ اسلام ۲۹۔ اپریل ۲۰۰۵ء

اے اہل وطن! کیا آپ ایسی صورتحال کا تصور کر سکتے ہیں کہ یورپی یونین کا کوئی وفد پاکستان کے کسی ایئر پورٹ پر اترے تو سیکورٹی کا عملہ وفد کے ایک ممبر کو باقی ممبران سے الگ کر کے اس سے لمبی پوچھ گچھ کرے، اس کی ذاتی ڈائری کا ایک ایک ورق دیکھے، اس کے فون نمبرز نوٹ کرے، اس کے وزٹنگ کارڈز کی فوٹو کاپیاں کر کے محفوظ کر لے اور اس ضمن میں اس کے ہمرائیوں کے احتجاج کی بھی پرواہ نہ کرے، تا آنکہ کسی یورپی ملک کے صدر یا وزیر اعظم کی درخواست پر اسے چھوڑا جائے؟ اور کیا یہ سوچا جا سکتا ہے کہ یورپ سے کوئی وفد پاکستان آئے تو پاکستانی پارلیمنٹ کے ارکان اس بنا پر وفد سے طے شدہ ملاقات منسوخ کر دیں کہ ان کے خیال میں وفد میں ایک مشتبہ شخص شامل ہے؟ میرے خیال میں تو ایسے منظر نامے کا تصور بھی محال ہے مگر یورپ کو اپنا آئیڈیل قرار دینے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنا سب کچھ لٹا دینے والے پاکستانیوں کو بآسانی اس طرح کے سلوک کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ داڑھی اور پگڑی والوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے میں تو اور بھی سہولت ہے کہ ان کی تضحیک پر یورپی یونین ناراض ہوتی ہے نہ حکومت پاکستان۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بیلجیئم حکام کو یہ جرأت ہوئی کہ برسلز ایئر پورٹ پر پاکستانی پارلیمانی وفد کے ایک معزز ممبر پارلیمنٹ رکن مولانا سمیع الحق کو جو جمعیت العلمائے اسلام (س) اور سینیٹ میں قائمہ کمیٹی برائے مذہبی و اقلیتی امور کے سربراہ بھی ہیں سے غیر شریفانہ سلوک روا رکھے۔ ایسا سلوک جو کسی یورپی کے ساتھ ہوتا تو پورا یورپ تلملا اٹھے۔ مولانا سمیع الحق کے ساتھ غیر مہذبانہ برتاؤ پر جب مختلف گوشوں سے احتجاج ہوا تو یورپی یونین کے خارجہ امور کے سربراہ نے مولانا سے معذرت کر لی۔ انہوں نے کہا کہ "سمیع الحق سے ناروا سلوک پر افسوس ہوا وہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ ایئر پورٹ پر وفد کے کسی معزز رکن کو روکنا یا ملاقات سے انکار کرنا مناسب رویہ نہیں۔ یہ سب کچھ غلط فہمی کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہم اس واقعہ کا جائزہ لے رہے ہیں جس کے بعد کچھ کہہ سکیں گے"۔ جائزے کے بعد جو کہا جائے گا یا آئندہ ایسے ناخوشگوار واقعے سے بچنے کے لئے جو پیش بندی کی جائے گی ہمیں اس کا ابھی سے اندازہ ہے۔ تاہم یورپی یونین کی جانب سے اس معذرت کو اس لحاظ سے غنیمت سمجھنا چاہیے کہ یونین کی طرف سے یہ معذرت حکومت پاکستان کی طرف سے کسی احتجاج کی بنا پر سامنے نہیں آئی۔ اس کے برعکس پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان جلیل عباس جیلانی نے ایرانی خبر رساں ادارے کو بتایا کہ "مولانا سمیع الحق سے بدسلوکی پر یورپی یونین کے ساتھ تعلقات میں کمی کا کوئی امکان نہیں ہے۔" انہوں نے کہا کہ پاکستان اور یورپی یونین کے درمیان مضبوط تعلقات استوار ہیں اور برسلز میں پیش آنے والے واقعہ کا یونین کی پالیسیوں سے کوئی تعلق نہیں۔"

پاکستانی وفد اور اس کے معزز رکن کے ساتھ بدسلوکی پر پاکستانی حکومت کو جو دکھ ہوا اور اس نے جس ردعمل کا مظاہرہ کیا اسے دیکھ کر اگر کوئی یہ کہے تو بے جا نہ ہوگا کہ دنیا بھر میں پاکستانیوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان اس پر دل میلا کرتی ہے اور نہ بدسلوکی کرنے والوں کے ساتھ اس کے دوستانہ مراسم متاثر ہوتے ہیں۔ پاکستانیوں سے خود اپنی ہی حکومت کی اس لاپرواہی کا نتیجہ یہ ہے کہ باہر جانے والے پاکستانیوں خصوصاً داڑھی سے مزین اور پگڑیوں سے سجے چہروں کی بے توقیری "لازمہ دوستی" بن کر رہ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا سمیع الحق کو ہمارے دوست ملک برطانیہ میں بھی امتیازی سلوک کا مستحق سمجھا گیا اور یہ شدت میں اس بدسلوکی سے زیادہ تھا جو ان کے ساتھ برسلز ایئر پورٹ پر روا رکھی گئی۔ مولانا کے سیکرٹری شفیق فاروقی جو خود بھی مولانا سمیع الحق کے ساتھ لندن ایئر پورٹ پر موجود تھے نے وطن واپسی پر این این آئی کو بتایا کہ مولانا کو بورڈنگ کارڈ ملنے کے بعد تین پولیس اہلکاروں نے روکا اور ایک کمرے میں بٹھا کر ان کے تمام سامان کی تلاشی لی۔ کاغذات اور وزٹنگ کارڈز کی فوٹو کاپیاں کی گئیں۔ سوا گھنٹے تک ان سے پوچھ گچھ کی گئی۔ ٹیلی فون ڈائریکٹری کو چیک کیا گیا اور اس کی فوٹو کاپیاں حاصل کی گئیں۔ اس لحاظ سے یہ سلوک مولانا کے ساتھ برسلز میں ہونے والے سلوک سے بدتر تھا۔ جب مولانا سمیع الحق سے اس واقعہ کے بارے میں تفصیلات جاننے کے لئے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے مذکورہ باتوں کے علاوہ بتایا کہ انہوں نے اپنے ساتھ اس سلوک پر پولیس کو بتایا کہ "وہ ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ اور پارلیمانی وفد کے ممبر ہیں، باقاعدہ ویزا لے کر آپ کے ملک آئے ہیں مگر اب برطانیہ جانے کی بجائے وطن واپس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے برطانوی افسران کو بتایا کہ آپ کا فعل زیادتی ہے اور آپ کے جمہوریت کے دعوؤں کے خلاف ہے"۔

شاہ جی کو در پیش چیلنج (نسیم شاہد)

روزنامہ اوصاف ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۵ء

مولانا سمیع الحق کیساتھ پردیس میں جو کچھ پیش آیا اس کی مذمت کرنا تو پوری قوم کا فرض عین ہے کیونکہ مولانا پاکستان کی نمائندگی کر رہے تھے اور ان کی توہین درحقیقت پاکستان کی توہین ہی کے زمرے میں آتی ہے۔ تاہم مولانا سمیع الحق سے اظہار یکجہتی کرنے کیساتھ ساتھ ہمیں شاہ جی یعنی مشاہد حسین سید سے بھی یکجہتی کا اظہار کرنا چاہیے کیونکہ وہ اس پارلیمانی وفد کے سربراہ تھے اور انہیں ایک مرتبہ پھر ایک مشکل ننگر کھیلنی پڑی۔ انہوں نے کسی کمزوری کا مصلحت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے یورپی یونین کو ترکی بہ ترکی نہ گا دکھایا اور ایک مرتبہ پھر سرخرو رہے۔ اگر انہوں نے اس معاملے میں ذرا سی لچک کا مظاہرہ بھی کیا ہوتا تو آج واپسی پر انہیں مشکل صورتحال پیش آسکتی تھی۔ شاہ جی کے بارے میں ہمارا احسن ظن یہ ہے کہ وہ کھری بات کہنے کا ہنر جانتے ہیں ان کے اندر یہ ہنر نہ ہوتا تو شاید روشن خیال اعتدال پسندی کو جواز بنا کر وہ مولانا سمیع الحق کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتے۔

یہ وہی پارلیمنٹ ہے (مظہر اقبال)

روزنامہ اسلام ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۵ء

اللہ عمر دراز کرے جناب پرویز مشرف کی کہ انہوں نے تو لفظ عزت کو پارلیمنٹ کی ڈکشنری ہی سے نکال پھینکا ہے اور آج کل صورتحال یہ ہے کہ عزت نامحرم سمجھ کر پارلیمنٹ کے پاس سے گزر جاتی ہے اس کے باوجود پارلیمنٹ کا ایوان بالا یعنی سینیٹ اس بات پر بضد ہے کہ برسلز اور لندن میں سینیٹر مولانا سمیع الحق کے ساتھ کیا گیا ناروا سلوک پوری پارلیمنٹ کی بے عزتی اور توہین ہے۔ اس ضمن میں آگر گزشتہ روز سینیٹ نے ایک قرارداد منظور کر ڈالی جس میں مولانا سمیع الحق کے ساتھ گوروں کے ناروا سلوک پر افسوس کیا گیا تھا۔ بندہ پوچھے کہ کسی عزت دار گھرانے کے کسی فرد کے ساتھ کوئی ایرا غیرہ بدتمیزی کرتے تو کیا اس عزت دار گھرانے کے باقی لوگ صرف افسوس کا اظہار کرتے ہیں؟ کم از کم پاکستانی معاشرے میں تو ایسا نہیں ہوتا۔ اول تو بدتمیزی کرنے والے کو اچھا خاصا سبق سکھایا جاتا ہے یا کم از کم بدتمیز کے ساتھ سماجی تعلقات توڑ لئے جاتے ہیں لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ سبق تو خیر ہم خود سیکھنے کے مراحل سے گزر رہے ہیں اور رہی بات سماجی تعلقات ختم کر لینے کی تو اطلاع یہ ہے کہ جس یورپی یونین نے مولانا سمیع الحق کی شمولیت کے باعث پاکستان کے پارلیمانی وفد کے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کر دیا تھا اسی یورپی یونین کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے ہمارے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری خود پہنچ گئے ہیں اور اگر میری اطلاع درست ہے تو یورپی یونین کے ساتھ یہ مذاکرات آج یعنی ستائیس اپریل کو ہو رہے ہیں اور پھر بھی ہمیں گلہ ہے کہ دنیا ہماری پارلیمنٹ کی عزت نہیں کرتی۔ جہاں تک مولانا سمیع الحق کا تعلق ہے تو مولانا ایک بڑے باپ کی اولاد ہیں اور ان کی اپنی دینی و سیاسی خدمات کا بھی ایک زمانہ معترف ہے۔ بد بخت گورے تو خود ننگ انسانیت ہیں انہیں کیا پتہ کہ مولانا سمیع الحق اور ان جیسے دیگر علماء کا کیا مقام ہے۔ انہیں تو بس اللہ رسول ﷺ کے پیغام کو عام کرنے والے داڑھی والوں سے چڑ ہے اور ان کی چڑ کو اس وقت اور بھی تقویت ملتی ہے جب ہمارے حکمران یہاں پاکستان میں بیٹھ کر گوری چمڑی والوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر داڑھی اور حجاب جیسے اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایک یہ ہی نہیں ستم تو یہ ہے کہ بیک جنبش قلم پوری پارلیمنٹ کا دھڑن تختہ کر کے اقوام عالم کو بار بار یہ پیغام دینے کی رسم بھی یہاں عام ہے کہ پاکستانی پارلیمنٹ تو فرد واحد کے ماتھے پر آئی ہوئی ایک شکن سہنے کی بھی اوقات نہیں رکھتی۔ اس کے باوجود پارلیمنٹ کا ایوان بالا یعنی سینیٹ بضد ہے کہ یورپی یونین سمیت پوری دنیا پاکستانی پارلیمنٹ کی عزت کرے۔ یہ سطور لکھتے ہوئے ڈاکٹر محمد اقبال کی شعر میں کہی ہوئی یہ بات میرے سامنے آن کھڑی ہوئی ہے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔۔۔ نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جرم وہ نہیں (جاوید چودھری)

روزنامہ جنگ ۲۸۔ اپریل ۲۰۰۵ء

امریکہ کے گیارہ ستمبر کے سانحے کے بعد پوری اسلامی دنیا میں بڑی تبدیلی آئی، اسلامی ممالک میں سے 51 ممالک اور مسلمانوں کی تمام عالمی تنظیموں نے دہشت گردی کی مخالفت کی امریکہ میں اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم ہے اس تنظیم کے تین ہزار اسلامک سینٹر اور 300 اسلامی سکول ہیں۔ اس تنظیم نے نہ صرف دہشت گردی کی بھرپور مذمت کی بلکہ ہر فورم پر امریکی قوم کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی رہی اس تنظیم نے گیارہ ستمبر کے حادثے میں مرنے والوں کا سوگ منایا، ان کے لئے دعا کرائی، دہشت گردوں کے خلاف فتوے جاری کئے اور سانحے کے ریفرنس کرائے 51 اسلامی ممالک پچھلے تین برسوں سے گیارہ ستمبر کا سوگ منا رہے ہیں، پاکستان کے اندر بھی ایسی اسلامی تنظیموں کی کمی نہیں جو آج تک امریکہ موقف کی تائید کر رہی ہیں یہ گیارہ ستمبر کے بارے میں اسلامی دنیا بالخصوص پاکستان کا رویہ ہے۔ پاکستان امریکی دوستی میں اس قدر آگے جا چکا ہے کہ اس نے عراق اور افغانستان کے معاملے میں امریکہ سے تعاون کیا، ایک طرف یہ صورتحال ہے مسلمان دہشت گردی کے معاملے میں توقعات سے بڑھ کر امریکہ یورپ کا ساتھ دے رہے ہیں جبکہ دوسری طرف ہمارے سینیٹ کا آٹھ رکنی وفد یورپی یونین کی قیادت سے ملاقات کیلئے بیلجیئم جاتا ہے تو سینیٹر مولانا سمیع الحق کو برسلز ایئر پورٹ پر روک لیا جاتا ہے انہیں ڈیڑھ گھنٹے تک روکے رکھا جاتا ہے، ہمارے وزیر اعظم بیلجیئم کے حکام کو فون کرتے ہیں تو سمیع الحق کو اس شرط پر بیلجیئم میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے میں ملک چھوڑ دیں گے جب ہمارے وفد کے سربراہ مشاہد حسین اس سلوک پر احتجاج کرتے ہیں تو یورپی یونین کے حکام "ہم طالبان کے دوستوں سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہیں" کا جواز پیش کر کے ملاقات سے ہی انکار کر دیتے ہیں بعد ازاں لندن ایئر پورٹ پر بھی مولانا سے توہین آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔ پاکستانی سیاستدانوں اور علماء کرام کے ساتھ یورپ کا یہ رویہ ناقابل فہم ہے، ہم لوگ اس قدر روشن خیال اور اعتدال پسند ہیں کہ ہم اسلامی ممالک پر یورپ اور امریکہ کی یلغار پر ان کا ساتھ دیتے ہیں ہم امریکی ٹینکوں اور جہازوں کو اڈے فراہم کرتے ہیں ہم عالمی فورموں پر امریکی موقف کی حمایت بھی کرتے ہیں لیکن جب ہمارے پارلیمنٹیرین اور وزیر

سرکاری دورے پر یورپ جاتے ہیں تو یورپی حکام انہیں ایئر پورٹ پر روک لیتے ہیں چار چار گھنٹے تک ان کی تلاشی لیتے رہتے ہیں کیا یہ زیادتی نہیں کیا یہ توہین نہیں۔ میرے ایک دوست نے اس واقعے پر بڑا خوبصورت تبصرہ کیا اس نے کہا مولانا سمیع الحق اور حافظ شرودی کا جرم داڑھی اور طالبان نہیں تھا ان کا جرم ایمانداری اور پاک بازی تھا اگر وہ بھی خدانخواستہ کسی اخلاقی جرم کے مرتکب ہوتے تو ان کے بارے میں یورپ کا رویہ مختلف ہوتا، انہیں جلوس کی شکل میں برسلز لے جایا جاتا اور لوگ قطار میں کھڑے ہو کر ان سے آٹوگراف لیتے، میں نے اپنے دوست سے اتفاق کیا لہٰذا میں نے ایک حکومتی عہدیدار کو فون کیا اور اس سے درخواست کی پاکستان یورپ اور امریکہ میں آئندہ بھی جو وفد بھجوائے۔ اس کی روانگی سے پہلے اس کے خلاف کسی اخلاقی جرم میں ایک رپٹ ضرور درج کرا دی جائے یورپ کے رہنما ایئر پورٹ پر اس کا استقبال کریں گے۔

برسلز میں پارلیمانی وفد کے ساتھ توہین آمیز سلوک کون ذمہ دار ہے؟ (طارق وارثی)

روزنامہ اوصاف ۲۵۔ اپریل ۲۰۰۵ء

بیلجیئم کے دارالحکومت برسلز میں پاکستان کے پارلیمانی وفد کے ساتھ ناروا سلوک کا جو اہانت آمیز منظر دیکھنے میں آیا اور وفد کے ایک رکن اور سینیٹر مولانا سمیع الحق کی گرفتاری اور وزیراعظم پاکستان کی مداخلت کے بعد تین گھنٹے تک ہوائی اڈے پر محبوس رہنے کے بعد رہائی عمل میں آئی اس سے ملک کے وقار اور افتخار پر یقیناً حرف آیا ہے۔ قومی اسمبلی میں اس پر قرارداد مذمت بھی منظور کی گئی اور دفتر خارجہ میں یورپی یونین اور ہالینڈ کے سفیروں کو طلب کر کے سخت احتجاج کیا گیا ہے۔ یہ صورتحال سفارتی آداب کے قطعی منافی ہے اور اس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ پاکستان مسلم لیگ ق کے سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین کی سربراہی میں یورپی ممالک کے دورے پر جانے والے پاکستانی پارلیمانی وفد کے ایک اہم رکن کے ساتھ دیار غیر میں جو توہین آمیز سلوک کیا گیا ہے، وہ مغرب اور یورپی ملکوں کی اس بدفطرت کا آئینہ دار ہے جو انہوں نے بالخصوص مسلمان ملکوں اور خود مسلمانوں کے خلاف اپنا رکھا ہے۔ یورپ اور امریکہ دنیا بھر میں جمہوریت کے علمبردار اور چیمپئن بنے پھرتے ہیں دوسری طرف جمہوری طور پر منتخب نمائندوں کے ساتھ ان کا رویہ نہ صرف ان کے جمہوری نعروں کے مخالف ہے بلکہ ان کے قول و فعل کے تضاد کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ پاکستان میں جب کبھی انتخابات ہوئے تو یورپی یونین کے نمائندے اور دیگر مبصرین ان انتخابات کی نگرانی اور مانیٹرنگ کے لئے تو موجود ہوتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ جب تک ان مغربی ناخداؤں کی طرف سے انتخابات کے صاف شفاف ہونے کے بارے میں تبصرے عوام تک نہ پہنچیں۔ انہیں سند قبولیت بھی نہیں مل سکتی۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ یورپی یونین ہو یا کوئی اور بین الاقوامی ایجنسی جب ان کے نمائندے پاکستان پہنچتے ہیں تو ان کی ائیر آؤ بھگت کی جاتی ہے اور سرکاری سطح پر ان کی پذیرائی کے لئے جس طرح خوشامدانہ انتظامات کئے جاتے ہیں وہ بذات خود ہر سطح عبور کر جاتے ہیں۔ ان وفود کو صدر سے لے کر وزیراعظم تک حتیٰ کہ اپوزیشن کے لیڈروں تک رسائی ہوتی ہے ان کے اعزاز میں استقبالیے ترتیب دیے جاتے ہیں اور ان کا فرمودہ آرڈر آف دی ڈے تصور ہوتا ہے۔ اگر پاکستان کی موجودہ سیاسی صورتحال، انتخابات، ریفرنڈم اور نظام کی ہیئت ترکیبی پر تبصرہ مقصود ہو تو مغربی ممالک کے ان وفود کا کہا حرف آخر تصور کر لیا جاتا ہے۔ لیکن پاکستان کے ایوان بالا کے ایک معزز رکن کی جس طرح توہین کی گئی ہے، وہ نہ صرف ہماری پارلیمنٹ اور اس جمہوریت کی توہین ہے۔ جس کا اہتمام بیلجیئم سمیت سارا یورپ اور امریکہ پاکستان میں دیکھنا چاہتا ہے بلکہ مستزاد یہ کہ وفد کے باقی ارکان کو تو یورپی یونین کے ارکان سے ملاقات کی اجازت دی گئی لیکن مولانا سمیع الحق کو اس سے محروم رکھا گیا۔ وفد کے قائد کا اس پر یہ موقف بجا تھا کہ وہ مولانا کے بغیر کسی سے ملاقات نہیں کریں گے۔ مغربی ممالک کا یہ دہرا معیار ایک سوچی سمجھی سازش ہے اور مغرب کے غیر جمہوری رویے کا عکاس ہے۔

بیلجیئم میں مولانا سمیع الحق کے ساتھ (ایس ایم ظفر سے)

روزنامہ خبریں ۲۶۔ اپریل ۲۰۰۵ء

ممتاز قانون دان سینیٹر ایس ایم ظفر ایک پارلیمانی وفد کے ہمراہ برطانیہ، جرمنی اور بیلجیئم کے دورے پر گئے تھے۔ بیلجیئم میں برسلز کے ہوائی اڈے پر وہاں کے امیگریشن حکام نے وفد کے رکن مولانا سمیع الحق کو روک لیا اور پھر مشروط اجازت دی۔ اس پر پورے وفد نے یورپی یونین کے نمائندوں سے ملاقات کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس واقعہ کے بارے میں ایس ایم ظفر صاحب کی خبریں سے خصوصی بات چیت پڑھیئے: ایس ایم ظفر نے کہا کہ پارلیمانی کمیٹیوں کا یورپ کا دورہ ایک اچھی کوشش ہے۔ اس سے دونوں طرف کے پارلیمنٹرین کو ایک دوسرے سے سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ ایسے دوروں سے دنیا کے معروضی حالات کے پس منظر میں پاکستان کے سیاسی اور اقتصادی معاملات کا تقابل کر کے ایک دوسرے کو سمجھا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جرمنی میں خاص طور پر برلن میں پہلی ملاقات ڈپٹی وزیر خارجہ سے ہوئی جو وہاں کی خارجہ کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ وہاں کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر اور دیگر اراکین سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ برلن میں ہی دو معروف اور مستند تھنک ٹینکس کے ساتھ بھی تبادلہ خیال ہوا۔ برسلز میں یورپی یونین کے پارلیمنٹرین سے ملاقات ہونا تھی، لیکن ایئر پورٹ پر وہاں کی امیگریشن نے مولانا سمیع الحق کو روک لیا اور ان کے برسلز میں داخلے پر اعتراض کیا۔ لمبی بحث کے بعد پاکستان وفد کو برسلز میں چوبیس گھنٹے کے لیے مشروط اجازت دے دی کہ مولانا سمیع الحق کسی بھی یورپی یونین کے نمائندے یا پارلیمنٹرین سے ملاقات نہیں کر سکتے، جس پر ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ مولانا سمیع الحق ہماری کمیٹی اور وفد کا حصہ ہیں، وہ نہیں ٹھہر سکتے، تو ہم بھی نہیں رہیں گے۔ اس کے بعد ہم نے ان کی پیشکش کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب یورپی یونین کو ایک اہم ادارہ سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یورپی یونین کے نمائندوں سے ملاقات کا شدت سے انتظار تھا، لیکن برسلز ایئر پورٹ کے امیگریشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ملاقات سے محروم رہے۔ پھر ہم برسلز کے نزدیک واٹرلو میدان جنگ کا معائنہ کرنے چلے گئے، جہاں نپولین اور برطانوی فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تھا، جس میں نپولین کو شکست ہوئی۔ بعد میں برسلز سے لندن چلے گئے، جہاں کیمبرج یونیورسٹی میں سیمینار میں شرکت کے لیے بریڈفورڈ بھی گئے۔

غلطی کی لکیریں (ہمایوں گوہر)

روزنامہ نوائے وقت ۲۵۔اپریل ۲۰۰۵ء

سمیع الحق کے معاملے کو دیکھیں۔ بیلجیئم نے انہیں ایئر پورٹ پر حراست میں لے لیا ہے اور یورپی یونین کے وفد نے ان سے ملاقات سے انکار کر دیا۔ کسی نے بھی اسے اچھا محسوس نہیں کیا۔ کیا بیلجیئم والے ویزہ دیتے وقت یہ نہیں جانتے تھے کہ سمیع الحق سرکاری وفد کا حصہ ہیں؟ اس وقت انہوں نے خاموشی سے انہیں کیوں روک نہیں دیا؟ کیا انہوں نے جان بوجھ کر سمیع الحق کی بے عزتی کرنے کی کوشش کی ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ سارے یورپ میں بیلجیئم والے سب سے زیادہ نسل پرست لوگ ہیں۔ کانگو میں ان کا ریکارڈ سب کو نظر آ رہا ہے۔ لیکن ہمارے ساتھ کیا غلط ہوا؟ کیا کسی نے اس معاملے میں ہوشیار بننے کی کوشش کی ہے؟

سمیع میرا بھائی ہے (اثر چوہان)

روزنامہ اذکار راولپنڈی ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ء

برسلز ایئر پورٹ پر جمیعت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کے ساتھ ناروا سلوک پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستانی پارلیمانی وفد کے لیڈر اور پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل مشاہد حسین سید نے کہا کہ اگر یورپی پارلیمنٹ کو یہ اعتراض ہے کہ مولانا سمیع الحق طالبان کے حامی ہیں تو ایک زمانے میں یورپ اور امریکہ بھی تو طالبان کے حامی رہے ہیں۔ یہ ایک دلیل ہے اور اچھی دلیل لیکن اگر کوئی اسے مان لے تو! شاعر نے اپنے محبوب کو مخاطب کرتے کہا تھا: ''تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں ہے''

یورپ اور امریکہ نے نظریہ ضرورت کے تحت طالبان کی حمایت کی تھی یہ الگ بات کہ کچھ دو اور کچھ لو کے اصول کے تحت حکومت پاکستان بھی اپنے یورپی دوستوں کی وجہ سے طالبان کی حمایت کر رہی تھی۔ مولانا سمیع الحق طالبان کے باوا آدام کہلائے جاتے رہے ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حکومت پاکستان نے اپنا قبلہ درست کر لیا تو مولانا کو سجدہ سہو کرنے کی اجازت کیوں نہیں؟ یورپی یونین برطانیہ اور جرمنی کا دورہ کرنے والے پاکستانی وفد پاکستان مسلم لیگ کے چار اور پاکستان پیپلز پارٹی مسلم لیگ (ن) اور متحدہ مجلس عمل کے چار ارکان پارلیمنٹ ہیں۔ مولانا سمیع الحق مجلس عمل کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن یہ پورا وفد ہماری پارلیمنٹ اور ایک لحاظ سے پوری قوم کی نمائندگی کر رہا ہے۔ چنانچہ ایئر پورٹ پر برسلز کے سیکورٹی حکام کی طرف سے مولانا سمیع الحق کو روک کر پوچھ گچھ کرنا فی الحقیقت ہماری قوم کی توہین ہے۔ مشاہد حسین سید نے درست رویہ اختیار کیا جو کہہ دیا کہ مولانا سمیع الحق کے بغیر پاکستانی پارلیمانی وفد کے دوسرے ارکان یورپی یونین کے نمائندوں سے ملاقات نہیں کریں گے۔ میرے نزدیک تو بیلجیئم کے وزیر داخلہ تازہ ترین معلومات کے حوالے سے کورے تھے تبھی تو ان کے حکم سے ایئر پورٹ پر مولانا کو مشتبہ قرار دیا گیا۔ اسلام آباد میں بیلجیئم کے سفارتخانہ نے مولانا سمیع الحق کے لئے ویزا جاری کیا۔ وفد کی اسلام آباد سے روانگی سے قبل مشاہد حسین سید نے یورپی سفیروں کو باقاعدہ بریفنگ دی اگر اسلام آباد میں بیلجیئم کے سفیر اور یورپی یونین نے مولانا سمیع الحق کے نام پر اعتراض نہیں کیا تو پھر برسلز میں ایسا کیوں ہوا۔ اس لئے کہ وہاں کے لوگ نہیں جانتے تھے اور تازہ ترین ریکارڈ ابھی ان تک نہیں پہنچا۔

سینیٹر سمیع الحق سے بدسلوکی

روزنامہ خبریں ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ء

پاکستان نے سینیٹر مولانا سمیع الحق کے ساتھ یورپی پارلیمنٹ کے ارکان کے ناروا رویہ اور ملاقات سے انکار پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے اور یورپی یونین، ہالینڈ اور بیلجیئم کے سفیروں کو دفتر خارجہ میں الگ الگ طلب کر کے سخت احتجاج کیا ہے۔ قومی اسمبلی نے پاکستان کے پارلیمانی وفد سے برسلز میں اختیار کیے گئے نامناسب رویے کے خلاف متفقہ طور پر قرارداد مذمت منظور کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس معاملے پر بیلجیئم کی حکومت سے احتجاج کرے تاکہ مستقبل میں اس قسم کا واقعہ نہ ہو۔ سینیٹر سمیع الحق کے حوالے سے یورپی یونین اور بعض دیگر ملکوں کا رویہ افسوسناک ہی نہیں تشویشناک بھی ہے۔ یہ یقیناً ملکی وقار کا معاملہ ہے کیونکہ مولانا سمیع الحق ہمارے ملک کے ایک باوقار ادارے کے رکن ہیں اور یورپی یونین یا دیگر ممالک کو انہیں ذاتی حیثیت میں لینے کی بجائے پاکستانی عوام کے نمائندے کے طور پر قبول کرنا چاہیے تھا۔

مولانا سمیع الحق سے امتیازی سلوک یورپی یونین کا دوہرا معیار (چوہدری احسن پریمی)

روزنامہ نوائے وقت ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ء

گذشتہ دنوں یورپی پارلیمنٹ نے پاکستانی وفد میں سینیٹر مولانا سمیع الحق کی شمولیت پر اعتراض کرتے ہوئے طے شدہ ملاقات منسوخ کر دی۔ برطانوی رکن پارلیمنٹ اور یورپی یونین اسمبلی کی جنوبی ایشیا کی بین الاپارلیمانی کمیٹی کی سربراہ نینا گل کے مطابق کہ یورپی یونین جمہوریت مساوات اور انسانی حقوق کی علمبردار ہے، ہم ایسے افراد کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے جو خود کو ان سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ ہمیں سمیع الحق کی شمولیت قبول نہیں کیونکہ وہ ان کی نمائندگی کرتے ہیں جن کے ہم خلاف ہیں۔ مذکورہ بالا واقعہ کو انسانی حقوق کے عالمگیر اعلان یو ڈی ایچ آر کی روشنی میں دیکھا جائے تو یورپی پارلیمنٹ و یورپی یونین نے دوہرے معیار کے ساتھ ساتھ انتہا پسندی و بنیاد پرستی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ اقوام متحدہ کی وساطت سے یورپی یونین اور یورپی پارلیمنٹ سے پوچھے کہ وہ کونسے انسانی حقوق کی علمبردار ہے؟ پاکستان کے 8 رکنی وفد نے کمیٹی سے مذاکرات کے علاوہ یورپی یونین کی خارجہ امور کی کمیٹی کے سربراہ سے بھی ملاقات کرنا تھی۔ برسلز میں پاکستانی سفیر نے یورپی پارلیمنٹ کے اقدام کو بدقسمتی قرار دیا ہے۔ وفد کے لیڈر سینیٹر مشاہد حسین سید نے یورپی پارلیمنٹ کی شرط پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ پورا وفد ہی یورپی پارلیمنٹ سے ملاقات نہیں کرے گا۔ یورپی پارلیمنٹ نے دوہرے معیار کا مظاہرہ کیا ہے۔ یورپی پارلیمنٹ کی طرف سے مولانا سمیع الحق سے بدتمیزی حقیقت میں پاکستان کی عالمی برادری میں بے توقیری ہوئی ہے۔

اصل مسئلہ اور ہے (عبدالقادر حسن)

روزنامہ جنگ ۲۴۔ اپریل ۲۰۰۵ء

ہماری کلاہ کے طرے میں جو تھوڑی بہت کلف باقی رہ گئی ہے مغرب کی دنیا اس کو بھی اپنی نخوت اور بدتمیزی سے جھاڑ کر اڑا دینا چاہتی ہے لیکن شکر یہ سینیٹر سید مشاہد حسین کا جنہوں نے قومی غیرت دکھائی اور یورپی یونین کے نمائندوں سے ملاقاتوں سے انکار کر دیا اور یہ دورہ منسوخ کر کے اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہوا یوں کہ پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مشاہد حسین کی قیادت میں یورپی ممالک کے دورے پر جانے والے سینیٹ کے وفد کے ایک محترم رکن مولانا سمیع الحق کو برسلز میں ایئر پورٹ پر روک لیا گیا۔ یہ پاکستانی وفد جرمنی سے بیلجیم کے دورے پر جا رہا تھا۔ اس یورپی ملک کے حکام نے کہا کہ مولانا طالبان کے خالق اور دہشت گردی کے سرپرست ہیں۔ وفد کے قائد نے پوری کوشش کی مگر ان کی ایک نہ مانی گئی چنانچہ سید مشاہد حسین نے وزیراعظم شوکت عزیز سے رابطہ کیا جن کی کوششوں سے مولانا کو رہائی ملی۔ تین گھنٹے تک روکنے کے بعد ان کو ایئر پورٹ سے باہر جانے کی اجازت ملی۔ یہ لوگ مولانا سے بعض معاملات پر تفتیش کرنا چاہتے تھے چنانچہ وہ تین گھنٹے تک ان سے باتیں کرتے رہے۔ بعد میں طویل احتجاج کے بعد سید مشاہد سے کہا گیا کہ وفد کے باقی اراکین یورپی یونین کے وفد سے مل سکتے ہیں مگر مولانا سمیع الحق ایسا نہیں کر سکتے لیکن وفد کے قائد نے کہا کہ ملیں گے تو سب ملیں گے ورنہ نہیں۔ قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد میں یورپی ملک کے اس رویے پر سخت اعتراض کیا ہے جو بین الاقوامی شائستگی، بنیادی حقوق اور باہمی تعلقات کی توہین آمیز خلاف ورزی ہے۔

یہاں ایک رجعت پسندانہ بات کرتا ہوں کہ مغربی دنیا نے مسلمانوں کو اپنی نفرت کا نشانہ بنا لیا ہے جب سے امریکہ نے طاقت پکڑی ہے تب سے دوسرے مغربی ممالک بھی اس کی شہہ پر شیر ہو گئے ہیں اور وہ مسلمانوں کی توہین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس دورے میں مولانا سمیع الحق نہ تو کوئی دہشت گردوں کا گروہ ساتھ لے کر یورپ گئے تھے اور نہ ہی وہاں ان کی کوئی تنظیم تھی جس کو انہوں نے ہدایات دینی تھیں۔ ان پر الزام یہ لگایا گیا ہے کہ وہ طالبان کی پیدائش کے ذمہ دار ہیں اور ان کا مدرسہ دہشت گردوں کی تربیت کرتا ہے۔ افغانستان میں روس کے خلاف جنگ ابھی کل کی بات ہے جب یہی امریکی اور یورپی طالبان کے سرپرست اور ان دہشت گردوں کی خوشامد کیا کرتے تھے۔ اگر کسی یورپی ملک کو تفتیش کرنی ہے تو وہ ان امریکیوں سے کرے جو افغانستان میں ملوث رہے ہیں ان کے پاس ان طالبان کی پوری تفصیلات موجود ہیں اور اسامہ بن لادن کے بارے میں وہ ہم سے بہر حال زیادہ جانتے ہیں کہ اس کے اصل سرپرست وہی تھے۔ ابھی تک پاکستان میں کچھ جان باقی ہے اور پاکستانیوں کے دلوں میں ایمان کی روشنی چمک رہی ہے چنانچہ مغرب کی پوری کوشش ہے کہ اس ملک سے روح اسلام نکال دی جائے کبھی وہ تعلیمی نصاب کی بات کرتے ہیں کبھی وہ دینی مدرسوں کے بارے میں متفکر ہو جاتے ہیں اور کبھی وہ ہمارے ایٹمی مال و اسباب کو دیکھ کر برہم ہو جاتے ہیں۔ اصل مسئلہ محض مولانا سمیع الحق نہیں ہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ والے جانتے ہیں کہ پاکستانی کس قدر جانباز قوم ہیں۔ وہ اس کوشش میں ہیں کہ اس قوم کے اندر سے ایمان و یقین کو باہر نکال دیا جائے اور پھر ان بھیڑ بکریوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے۔ سید مشاہد حسین نے پاکستانی قوم کے جذبات کی صحیح نمائندگی کی ہے۔ واپسی پر انہیں اس صورت حال کا سنجیدگی سے جائزہ لینا چاہیے اور اپنی حکومت کو کچھ بتلانا چاہیے۔

بے خبر اور متعصب یورپ (نصرت مرزا)

روزنامہ خبریں ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

اگلے روز برسلز کے ہوائی اڈہ پر خوف کی لہر دوڑ گئی جب پاکستان کا پارلیمانی وفد وہاں پہنچا اس وفد میں سینیٹر مولانا سمیع الحق تھے جو اپنے لباس اور وضع قطع سے یورپ کی نظر میں دہشتگرد قرار پائے مولانا سمیع الحق کو تین گھنٹے تک زیر حراست رکھا گیا اور ان سے الٹے سیدھے سوالات پوچھے گئے مشاہد حسین سید نے ان سے ایک تحریری پابندی نامہ جو بقول مشاہد حسین سید کے جرمنی زبان میں تھا دستخط کرائے اور وزیراعظم پاکستان کے علم میں صورت حال لائے تو کہیں جا کر ان کو ایئر پورٹ سے باہر جانے دیا گیا اس کے بعد جب مولانا سمیع الحق شہر کو دیکھنے نکلے تو بھی برسلز کی پولیس ان کے پیچھے اس طرح لگی ہوئی تھی جیسے کہ وہ کسی دہشت گرد کا پیچھا کر رہے ہوں ان کی ہر جنبش کو نظر میں رکھے ہوئے تھے جیسے کہ پورے برسلز یا بیلجیم کو خطرہ لاحق ہو ظاہر ہے ان لوگوں کی نظروں میں مولانا صاحب کا حلیہ دہشت گردوں کا سا تھا یا ان کی نظر میں دہشت گردوں کی وضع قطع مولانا جیسی تھی پھر کہتے ہیں کہ مولانا کا ایک مضمون ان کو یورپ کیلئے دہشت گرد بنانے کی وجہ بنا، اس کے علاوہ یورپی یونین نے مولانا کے ہمراہ پاکستان کے پارلیمانی وفد کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیا البتہ بغیر مولانا کے وہ وفد سے ملنے کو تیار تھے تاہم پاکستانی وفد نے اچھی روایت قائم کی مولانا کے بغیر یورپی پارلیمنٹ جا کر یورپی پارلیمنٹیرین سے ملنے پر تیار نہیں ہوئے یورپی پارلیمنٹ کے ارکان مولانا کے بارے میں پوری معلومات نہ رکھتے تھے بلکہ بقول ان کے کہ وہ پہلے ان کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کو برسلز آنے کی پیشگی اجازت دیدی تھی لیکن بقول ان کے بعد کی تحقیق نے ثابت کیا کہ مولانا دہشت گردی میں ملوث ہیں میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ کتنے بے خبر اور متعصب ہیں اور ان کی معلومات کس قدر ناقص ہیں کہ مولانا کو انہوں نے دہشت گرد قرار دیدیا یا شاید روس کے خلاف مزاحمت کا شاخسانہ ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ یورپ کو مولانا سمیع الحق کے بارے میں پوری معلومات نہیں ہیں انہوں نے خوامخواہ ایک مسئلہ کھڑا کر دیا ہے اور اپنی بے خبری اور نادانی کا سارے عالم میں ڈھنڈورا پیٹ لیا ہے مولانا سمیع الحق نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کو اخلاق اور مہمان نوازی کے آداب بھی نہیں معلوم لیکن لگتا ہے کہ مولانا کو معلوم نہیں لیکن دہشت گردوں کے ساتھ کیا اخلاق کا مظاہرہ کیا جاتا ہے انہوں نے تو ایک لحاظ سے مولانا کو رعایت دی کہ ان کو پوری طرح گرفتار نہیں کیا یا انہیں ڈی پورٹ نہیں کیا اور عالمی عدالت میں نہیں لے گئے بقول مولانا کے بیلجیم کا وزیر داخلہ بذات خود ان کی گرفتاری اور ان کو روکے رکھنے کو مانیٹر کر رہا تھا اور ایئر پورٹ پر بیلجیمی حکام یہ کہہ رہے تھے کہ ان کو حکام بالا سے ہدایت ملی ہوئی ہے کہ ان کو ایئر پورٹ کے باہر نہ جانے دیا جائے مولانا سمیع الحق اور ان کی پاکستان میں پارٹی نے برملا اعلان کیا ہے کہ ان کی پارٹی نے دہشت گردی کو فروغ نہیں دیا لیکن ان کی کون سنتا ہے یورپ تو یورپ ہے صدا کا بے خبر اور متعصب عیسائیوں کے زیر اثر اور اسلام کے بارے میں ہمیشہ ان کی رائے خراب رہی کبھی وہ ان کو

SARACEN یا کبھی BARBARIAN یعنی وحشی قرار دیتے تھے آج کل انہوں نے دہشت گرد کا لقب دیا ہوا ہے ان کی نظر میں ہر مسلمان دہشتگرد ہے اور انکالیڈر یا جو دہشت گردی سکھاتا ہے اس کی وضع قطع مولانا سمیع الحق جیسی ہے مولانا سمیع الحق اور خود مشاہد حسین نے اس واقعہ پر احتجاج کیا ہے اور مذمت بھی کی ہے جب مشاہد حسین سے پوچھا گیا کہ کیا انہوں نے صدر صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع دی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ خود ہی اس معاملہ سے نمٹ لیں گے میرے خیال میں وہ اس معاملہ کو 'مٹی پاؤ' طریقہ سے نمٹیں گے کہ درگزر کریں اور بس کیا کریں ان کو تو یورپ آتے جاتے رہنا ہے چاہے وفد کی کتنی ہی توہین کی گئی ہو اور چاہے وفد کو ہوٹل کے پچھلے دروازے سے نکالا گیا ہو جو زیادہ توہین کے زمرے میں آتا ہے پارلیمانی وفد کی یہ بے توقیری لیکن بحر حال وہ کر بھی کیا سکتے ہیں مشاہد صاحب یورپ کے شیدائی ہیں اب اگر یورپی یونین کے ان کے وفد سے ملنے سے انکار بھی کر دیا ہے لیکن یورپی یونین کے پارلیمانی وفود کی اس طرح پذیرائی ہوگی جیسا کہ پہلے ہوتی چلی آئی ہے کہ صدر، وزیراعظم ان لوگوں سے ملنے کیلئے بے چین رہتے ہیں۔

سر راہے

روزنامہ نوائے وقت ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

برسلز میں مولانا سمیع الحق کو بیلجیئم کے حکام نے طالبان سے تعلق کے الزام میں گرفتار کر لیا، حالانکہ وہ حکومت پاکستان کے وفد میں شامل تھے۔ انہیں بعد میں وزیراعظم کی مداخلت پر رہا کر دیا گیا۔ دوسری جانب اسلام آباد میں قومی اسمبلی میں ایک برقع پوش خاتون گھس کر رکن قومی اسمبلی مہناز رفیع کی ساتھ والی نشست پر بیٹھ گئی، جس کی انکوائری سپیشل برانچ کے سپرد کر دی گئی۔ سنا ہے کہ اس پر بس نہیں بلکہ برسلز میں انسانی حقوق کی تنظیمیں مولانا کے خلاف مظاہرہ کرنے والی ہیں۔ اس سب کچھ کے علاوہ لمحہ فکر یہ یہ ہے کہ یورپ میں اسلام کے خلاف اس قدر نفرت پائی جاتی ہے کہ ایک متشرع مسلمان بھی اسے اپنی سرزمین پر گوارا نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ اپنی روشن خیالی اور اس کے لئے کئے گئے اقدامات کا واسطہ دے کر یورپی یونین سے شدید احتجاج کرے۔

مولانا سمیع الحق سے غیر مناسب سلوک (تنویر قیصر شاہد)

روزنامہ پاکستان ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

یورپی یونین کے دورے پر جانے والے پاکستانی وفد کے سربراہ سینیٹر مشاہد حسین سید نے کہا ہے کہ مولانا سمیع الحق کے خلاف بیلجیئم میں اختیار کئے گئے رویے پر یورپی پارلیمنٹ سے باضابطہ احتجاج کریں گے۔ انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا۔ مولانا سمیع الحق کے سیاسی نظریات کی بنیاد پر بیلجیئم کی حکومت نے اعتراضات کئے تھے۔ پاکستانی پارلیمانی وفد کو مولانا سمیع الحق کے بغیر بیلجیئم کا دورہ جاری رکھنے کی پیشکش کی گئی تھی جو مسترد کر دی گئی۔ اب وفد برطانیہ پہنچ چکا ہے۔ یہ بین الاقوامی بحران نہیں کہ اس پر صدر اور وزیراعظم سے رابطہ کیا جائے۔ یہ ہمارے لیول کی بات ہے، ہم ڈیل کر لیں گے۔ مولانا سمیع الحق پر کوئی الزام نہیں ہے۔ یورپی پارلیمنٹ کی خارجہ امور کی کمیٹی کی طرف سے ہمارے وفد کے ساتھ ملنے کے لئے شرائط عائد کرنے کے بعد ہم نے کمیٹی سے ملنے سے انکار کر دیا۔ طالبان کے دور اقتدار کے دوران مولانا سمیع الحق صاحب بڑے فخر و انبساط سے کہتے رہے ہیں کہ ملا عمر سمیت طالبان کی اعلیٰ قیادت ان کی شاگرد رہی ہے۔ ان کا یہ دعویٰ درست ہوسکتا ہے کہ ان کے والد گرامی (مولانا عبدالحق مرحوم) کی تعمیر کردہ معروف درسگاہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں افغان جہاد (اصلی والا) کے دوران بہت سے افغان طلباء دینی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ نائن الیون کے حادثے کے بعد امریکہ نے اپنی قاہرانہ قوت سے طالبان حکومت کا خاتمہ کر دیا تو پاکستان بھر میں علماء نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ مولانا سمیع الحق صاحب احتجاج کنندہ علماء کے ہراول دستے میں شامل تھے۔ انہوں نے یورپی ممالک اور امریکہ کے خلاف جو شدید لہجہ اختیار کیا یہ سب باتیں ریکارڈ پر ہیں۔ امریکہ اور مغربی ممالک کے خلاف تقریریں کر کے اور لوگوں کے جذبات میں آگ بھر کر ہی انہوں نے اور ان کے صاحبزادہ صاحب مولانا حامد الحق حقانی نے ووٹ حاصل کئے۔ امریکہ کے خلاف ایم ایم اے کا اتحاد وجود میں آیا تو مولانا سمیع الحق صاحب اس کے مرکزی رہنماؤں میں شمار کئے گئے۔ ایم ایم اے کے دوسرے رہنما امریکہ اور یورپی ممالک کی مذمت کرتے ہوئے جو غصیلا لہجہ اختیار کرتے ہیں، مولانا سمیع الحق بھی ان سے اس ضمن میں پیچھے نہیں رہے۔ ایک اور سوال سامنے آتا ہے کیا کوئی دانستہ برسلز کے حکام کے سامنے مولانا سمیع الحق کی رونمائی کرنا چاہتا تھا؟ کیا ملا عمر کے سابق استاد اور طالبان کے مربی مولانا سمیع الحق کو ایک منصوبے کے تحت یورپین یونین کے حکام سے ملنے بھجوایا گیا؟

برسلز میں توہین آمیز واقعہ کی ذمہ داری....؟

روزنامہ نوائے وقت ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

پاکستان میں برسر اقتدار اور با اختیار ذمہ دار حضرات پاکستان کے عوام کو چار برسوں سے یہ باور کرا رہے ہیں کہ پاکستان کی حکومت نے اندرون ملک پاکستان کو معاشی طور پر انتہائی طاقتور ملک بنا دیا ہے اور اس وقت دنیا بھر میں حکومت پاکستان کی بڑی عزت آور وسیع پیمانہ پر دوستی ہے۔ پاکستان کے اندر ہماری جو معاشی ترقی و استحکام ہے اس کو پاکستان کے پندرہ کروڑ عوام دیکھ اور بھگت رہے ہیں مگر بیرون ملک ہماری حکومت کا جو "عزت و احترام" ہے وہ سینیٹ کے وفد کے دورہ کے دوران سامنے آ گیا ہے۔ ممتاز عالم دین اور سینیٹ آف پاکستان کے معزز رکن مولانا سمیع الحق کی بیلجیئم میں برسلز ایئر پورٹ پر گرفتاری اور تین گھنٹے تک پوچھ گچھ انتہائی توہین آمیز کاروائی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یورپی یونین کے ممالک کے ساتھ ہمارے "دوستانہ" تعلقات کتنے زیادہ ہیں۔ ہمارے ملک میں گوری چمڑی والا کوئی بھی آ جائے تو ہماری حکومت اور اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈران کے آگے پیچھے خوشامدیں کرتے پھرتے ہیں۔ وہ دولت مشترکہ کا ڈان میکلین ہو یا یورپی یونین کا سیکرٹری وغیرہ۔ حکومت اور اپوزیشن اس کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کے ساتھ ہونے والا یہ توہین آمیز واقعہ نیا نہیں ہے۔ اس سے قبل پاکستان میں اپوزیشن کے ممتاز راہنما جماعت اسلامی کے امیر اور ایم ایم اے کے سربراہ قاضی احمد حسین کو بھی ایک یورپی ملک ویزہ دینے سے انکار کر چکا ہے۔ یہ صورتحال ہماری وزارت خارجہ کی نااہلی ہے۔ بیلجیئم میں متعین پاکستانی سفیر اور دیگر سینئر عہدیداروں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ سب لوگ اس موقع پر

انتہائی بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق سے گریز کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا سامان وغیرہ بھی انہیں خود ہی اٹھانا پڑا۔ پاکستانی سفارتخانہ کے ملازمین کی یہ خوفزدگی بالکل ناقابل فہم ہے۔ یورپی یونین اور حکومت بیلجیئم کا یہ توہین آمیز رویہ اس بات کا متقاضی ہے حکومت سرکاری سطح پر احتجاج کرے اور آئندہ یورپی یونین کے جو عہدیداران پاکستان آئیں، انہیں بھی اس بات کا احساس دلایا جائے کہ جمہوریت اور انسانی حقوق کے یہ نام نہاد علمبردار ممالک پارلیمنٹ کے ایک منتخب رکن اور پاکستان کی اپوزیشن کے بہت بڑے راہنما کے ساتھ جو سلوک کر چکے ہیں اسے پاکستان کے عوام سخت ناپسند کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان کو یہ بھی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ مولانا سمیع الحق کے بارے میں اتنی زیادہ تفصیلی معلومات کس ذریعہ نے بیلجیئم کی حکومت کو فراہم کیں؟ مولانا کے بارے میں اتنی تفصیلات تو پاکستان میں بھی کم ہی لوگوں کے پاس ہونگی۔ کیا پاکستانی وفد کے دورہ کو خراب کرنے کے لئے یہ کاروائی امریکی، بھارتی اور اسرائیلی ایجنٹوں کے گٹھ جوڑ کا نتیجہ تو نہیں؟ کیونکہ بیلجیئم میں بھارتی لابی بہت مضبوط ہے اور گزشتہ ماہ بھارتی وزیراعظم برسلز میں کئی معاہدوں پر دستخط کر کے آئے تھے اور انہوں نے وہاں پاکستان کے خلاف بھی کافی زہر اگلا تھا۔ حکومت پاکستان کو نہ صرف اس سلسلہ میں مکمل تحقیقات کرنی چاہیے بلکہ وزارت خارجہ کے متعلقہ حکام سے بھی پوچھ گچھ کی جائے اور اس بات کو سامنے لایا جائے کہ کن لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ صورتحال پیدا ہوئی؟

اندروں چنگیز سے تاریک تر! (عرفان صدیقی)

روزنامہ نوائے وقت ۲۲۔اپریل ۲۰۰۵ء

مولانا سمیع الحق ، اچھی طرح جانتے ہیں اور کچھ کچھ مجھے بھی اندازہ ہے کہ انہیں برسلز کے ہوائی اڈے پر حراست میں کیوں لیا گیا۔ پروفیسر خورشید احمد سمیت پاکستانی سینیٹ کی امور خارجہ کمیٹی کا کوئی اور رکن اس اعزاز کا مستحق نہیں ٹھہرا۔ بیلجیئم کی وزارت داخلہ انہیں ڈی پورٹ کرنے پر تلی بیٹھی تھی۔ یہ بیلجیئم کا نہیں، یورپی یونین میں شامل ۲۵ ممالک کا متفقہ فیصلہ تھا۔ وزیراعظم شوکت عزیز کی مداخلت پر مولانا کی رہائی ہوئی تو عالم یہ تھا کہ پاکستانی سفارتخانے کے خوفزدہ اہلکار بھی مولانا کے قریب آنے اور ان کا سامان اُٹھانے پر تیار نہ تھے۔ مولانا کو خود ہی وہ بھاری بیگ اٹھا کر چلنا پڑا۔ یورپی پارلیمنٹ کی برطانوی رکن نینا گل نے مشاہد حسین سید پر واضح کر دیا کہ سمیع الحق نامی شخص کو وفد میں شامل رکھا گیا تو کسی سے بھی ملاقات ممکن نہ ہوگی۔ ناچار پاکستانی وفد نے سامان سمیٹا اور اگلی منزل کو روانہ ہو گیا۔ یہ ہے وہ یورپ جو ہمیں تحمل برداشت، انسانیت، جمہوریت، تہذیبی قرینوں، انسانی حقوق، مساوات، شہری آزادیوں اور اظہار رائے کی آزادی کا درس دیتے نہیں تھکتا اور جس کے حضور ہم سرخمیدہ کھڑے اپنے آپ کو انتہاپسندی کے کوسنے دیتے رہتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد جب افغان جہاد کی پرورش ونمو کرنے والے امریکہ نے طالبان کو دہشت گرد قرار دے ڈالا اور اس کی تیغ بے نیام مسلمانوں کی رگ گلو کا لہو چاٹنے لگی تو اہل قلم زمینی حقائق اور مصلحت کیشی کے مبلغ بن گئے دانش گر سائنس اور ٹیکنالوجی کی دہلیز پر ڈھیر ہو گئے اور بہت سے وارثان منبر ومحراب کی خطابت بھی چوکڑی بھول گئی۔ مغربی میڈیا، اسلام اور جہاد کے خلاف زہر اُگلنے لگا۔ مغربی صحافیوں کی بڑی تعداد پاکستان آ بیٹھی اور طالبان کی مادر علمی کے طور پر اکوڑہ خٹک ان سب کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ مولانا سمیع الحق سے انٹرویو کے طلب گاروں کی قطاریں لگ گئیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا نے کمال مہارت سے اسلام، جہاد، طالبان اور مجاہدین کا مضبوط مقدمہ لڑا اور مغربی ذہن کے اشکالات دور کرنے کی عمدہ علمی کوشش کی۔ یہ کوئی سال بھر پہلے کی بات ہے۔ مولانا نے مغربی میڈیا کو دیئے گئے تمام انٹرویوز پر مشتمل ایک کتاب کا مسودہ میرے پاس بھجوایا اور اس کا دیباچہ لکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ یہ میرے لئے بڑا اعزاز تھا۔ کتاب کے نام کا تذکرہ چلا تو میں نے کہا "مغرب سے مکالمہ" موزوں رہے گا۔ مولانا کو یہ نام نہ بھایا۔ کچھ دنوں بعد کتاب شائع ہوگئی تو مجھے بھی اس کا ایک نسخہ موصول ہوا۔ اندرونی صفحے پر مولانا نے اپنے قلم مبارک سے لکھا:

"محب مکرم عرفان صدیقی صاحب کی خدمت میں کتاب کا پریس سے آنے والا پہلا نسخہ پیش ہے۔ جن کا قلب بیدار اس کتاب کے موضوعات کا ایسا شعلہ جوالہ بن گیا ہے جس سے ایک نہ ختم ہونے والا سوز وگداز، کرب، بے چینی اور درد والم کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور امت خوابیدہ کو پکار پکار کر للکار للکار کر اور سحر انگیز قلم کے کوڑے مار مار کر جگانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اللھم زد فزد سمیع الحق ۲ مئی ۲۰۰۴ء"۔

میں نے کتاب کے گہرے سرخ آتشیں رنگ سرورق کو غور سے دیکھا۔ ایک سفید پرچم پر کلمہ طیبہ رقم تھا۔ سب سے اوپر باریک حروف میں لکھا تھا۔ ۲۱ ویں صدی کی پہلی جنگ "معرکہ صلیب وطالبان" اس کے نیچے جلی حروف میں کتاب کا نام لکھا تھا "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام"۔ چوکھٹے میں وضاحتی نوٹ پر مشتمل ایک پیراگراف تھا۔ پھر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور انٹرویوز کے مرتب مولانا عبدالقیوم حقانی کے اسمائے گرامی درج تھے سب سے نیچے ایک عالمی گلوب تھا جس پر پاکستان، عراق، ایران، افغانستان اور فلسطین کے رنگین پرچم بنے تھے جن پر چاروں طرف سے طیارے میزائل بم اور راکٹ برسا رہے تھے۔ دائیں جانب ان طیاروں کے اوپر امریکہ، برطانیہ اور کچھ دوسرے ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

اسلام آباد میں اس کتاب کی تقریب رونمائی اچھا خاصا مسئلہ بن گئی جس کی کہانی برادرم اعجاز الحق زیادہ بہتر طور پر سنا سکتے ہیں۔ میں اس تقریب میں شرکت نہیں کر پایا تھا جس کے باعث مولانا ابھی تک کبیدہ خاطر ہیں لیکن مجھے اسی وقت لگا تھا کہ مولانا کے انٹرویوز سے کچھ ہوا یا نہیں ان کی یہ کتاب ضرور قیامت ڈھائے گی۔ اس کتاب اور صاحب کتاب پر مشتمل رپورٹ ہر سفارتخانے اپنے اپنے ملک کو ضرور بھیجی ہوگی۔

وہی ہوا۔ دنیا بھر کو جمہوریت اور آزادی رائے کا درس دینے والے یورپ نے مولانا کو مجرم بنا دیا۔ یورپی پارلیمنٹ کے ۲۵ ارکان آسٹریا، بیلجیئم، قبرص، چیک ری پبلک، ڈنمارک، ایسٹونیا، فن لینڈ، فرانس، جرمنی، یونان، ہنگری، آئرلینڈ، اٹلی، لٹویا، لکسمبرگ، لیتھونیا، مالٹا، نیدرلینڈ، پولینڈ، پرتگال، سلواکیہ، سلوینیا، سپین، سویڈن اور برطانیہ نے مشترکہ طور پر طے کیا کہ سمیع الحق کو یورپی پارلیمنٹ کے وفد سے ملنے نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ایک فرد کی نہیں پورے پاکستان کی توہین ہے۔ ہمیں تو یہ بتایا جا رہا تھا کہ پاکستان اب ساری دنیا کی آنکھ کا تارا بن گیا ہے۔ ہمارے ہاں تو ان کیلئے بھی سرخ قالین بچھتے ہیں جن کے منہ سے مسلمانوں کی رگ جاں کا لہو ٹپک رہا ہے اور نام نہاد روشن خیالی کا مبلغ یورپ ہمارے ایک رکن پارلیمنٹ سے ہاتھ ملانے پر آمادہ نہیں، صرف اس لئے کہ اس کے چہرے پر داڑھی اور سر

پر بگڑی ہے اور وہ اس سے مختلف رائے رکھتا ہے۔ یورپ کی اس کج ادائی سے اقبالؒ یاد آ گیا جس نے ایک صدی قبل لکھا تھا۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

مولانا سمیع الحق کی تذلیل یہ پاکستان کی توہین ہے

روزنامہ ایکسپریس ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

وزیر داخلہ اور ان کی ٹیم نے ایک گھنٹے تک مولانا سے پوچھ گچھ کی۔ مولانا پر الزام یہ لگایا کہ وہ طالبان کے خالق اور دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ وزیر اعظم شوکت عزیز کی درخواست پر بیلجیئم حکام نے مولانا کو ۳ گھنٹے حراست میں رکھنے کے بعد رہا کر کے ایئر پورٹ سے باہر جانے کی اجازت دیدی لیکن انہیں کسی بھی تقریب میں شرکت اور تقریر کرنے سے روک دیا گیا۔

یہ سب کچھ کسی سوچی سمجھی سکیم کا حصہ ہے۔ کس قدر تضاد ہے کہ یورپی یونین کو پاکستان میں غیر نمائندہ لوگ بھی پسند نہیں اور جو عوام کا مینڈیٹ لے کر اسمبلیوں میں پہنچیں ان کے بارے میں انسانی اخلاق سے اس قدر گرا ہوا رویہ اپنایا جاتا ہے۔ مولانا پر مضحکہ خیز الزام ہے کہ وہ طالبان کے خالق تھے اور دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث رہے۔ دہشت گردوں اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے خلاف مشرف حکومت نے جو سخت رویہ اپنا رکھا ہے اس پر تو امریکی اور یورپی حکام انہیں آئے روز خراج تحسین پیش کرتے رہتے ہیں کہ انہوں نے دہشت گردی کا نیٹ ورک توڑ کر دنیا کو محفوظ کر دیا ہے۔ یہ ہے بھی حقیقت کہ مشرف حکومت نے غاروں میں چھپے ہوئے جنگجوؤں کی بھی سرکوبی کی ہے انہیں اگر ایک دہشت گرد نظر نہیں آیا تو وہ مولانا سمیع الحق تھے جو یورپی یونین کے نزدیک دہشت گرد ہیں۔ مولانا کی زندگی سراسر عوامی ہے۔ وہ اپنے مدرسے کے امور اور انتظام و انصرام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ملک بھر میں گھومتے ہیں۔ جلسہ جلوس میں شامل ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں وہاں بحث میں حصہ لیتے ہیں۔ اگر وہ دہشت گرد تھے تو پھر مشرف حکومت نے ان پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا؟ یورپی یونین کے نزدیک جنرل پرویز مشرف اس لئے بھی پسندیدہ حکمران ہیں کہ انہوں نے پاکستان کو دہشت گردی سے پاک کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ اگر جنرل پرویز مشرف نے جانتے بوجھتے مولانا سمیع الحق سے پہلو تہی کر رکھی ہے تو بھی مولانا نہیں جنرل پرویز مشرف قصوروار ہیں۔ پھر ان کی دہشت گردی کی عالمی مہم میں سرگرم ہونے پر تحسین کیوں کی جاتی ہے۔ باقی رہا یورپی یونین کا یہ الزام کہ مولانا سمیع الحق طالبان کے خالق تھے۔ طالبان کا خالق تو خود امریکہ اور یورپ ہے۔ طالبان کون ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جو سوویت یونین کے خلاف امریکی جنگ میں اس قدر پیش پیش تھے کہ امریکی صدر ریگن نے ان دنوں جو خلائی شٹل بھیجی اسے ان مجاہدین سے منسوب کیا اور جن کے لئے امریکی وائٹ ہاؤس دوسرا گھر تھا۔ تب یہ مجاہدین تھے حالانکہ انہیں امریکہ کو دنیا کی واحد بالادست سپر پاور بنانے کے لئے سوویت یونین کے خلاف لڑایا جا رہا تھا۔ اس ماحول میں طالبان کا ظہور ہوا۔ طالبان کی سوچ اور طریق حکمرانی سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ طالبان نے تباہ حال اور طوائف الملوکی کے شکار افغانستان میں امن و امان قائم کیا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ طالبان کو پاکستان حکومت کی آشیر باد حاصل رہی۔ پاکستان ہی کو نہیں خود امریکہ کو بھی ان پر کوئی خاص اعتراض نہیں تھا بلکہ امریکہ ان کے ساتھ معاہدے کر رہا تھا۔ بس نائن الیون کے واقعہ نے امریکی سوچ تبدیل کر دی، یا یوں کہیئے کہ اس واقعہ کے بہانے طالبان امریکی ستم کا ہدف قرار پائے۔

آج یورپی یونین مولانا سمیع الحق کے ساتھ بلکہ پاکستان کے ساتھ توہین آمیز رویہ اپناتی ہے۔ کل تک انہی مولانا سمیع الحق کا مدرسہ سوویت یونین کے خلاف جنگ میں مجاہدین کا ایک مرکز تھا۔ ذگر حالات نے ان مجاہدین کو طالبان کا روپ اختیار کرنے پر مجبور کیا تو اس پر نہ حکومت پاکستان کو کوئی اعتراض تھا نہ امریکہ اور یورپ کو۔ بلکہ حکومت پاکستان پر تو کھلم کھلا طالبان کی تیاری اور ان کی تائید و حمایت کرنے کی دہائی دی جاتی تھی۔ ذگر نائن الیون کے بعد پاکستان حکومت بلکہ امریکہ اور یورپی یونین کی مجاہدین اور طالبان نوازی نظر انداز کر دی گئی تو ایک مولانا سمیع الحق نے کیا قصور کیا کہ انہیں اس پرانے جرم پر غیر جمہوری، غیر اخلاقی اور غیر انسانی رویے کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان نے اس پر درست احتجاج کیا ہے بلکہ اسے اس کا سخت نوٹس لینا چاہیے کیونکہ یہ مولانا سمیع الحق کی نہیں مملکت پاکستان کی توہین ہے۔

برسلز میں پاکستان وفد سے ناروا سلوک پر محکمہ خارجہ کی بے حسی

روزنامہ جنگ ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

اس وقت مولانا سمیع الحق کے نام اور وفد میں شمولیت پر کیوں اعتراض نہیں کیا گیا۔ بطور ایک سینیٹر، عالم دین اور سیاستدان وہ کوئی گمنام یا غیر معروف شخصیت نہیں اور سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ محکمہ خارجہ کی طرف سے اس پر کوئی باضابطہ احتجاج بھی نہیں کیا گیا اور برسلز میں پاکستانی سفارت خانے کے متعلق مولانا سمیع الحق نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی سفارتی عملے کی بے حسی پر دلالت کرتا ہے۔ پاکستانی وفد کے ایک معزز رکن کی تین گھنٹے تک حراست میں رکھنا، ان سے پوچھ گچھ کرنا اور پھر وزیر اعظم کی مداخلت پر رہائی کے بعد یورپی یونین کی طرف سے وفد کو مولانا سمیع الحق کی موجودگی میں یورپی پارلیمنٹ کے دورے کی اجازت نہ دینا، انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے پاکستان کے خلاف احتجاجی مظاہرے اور آخر میں یورپی ارکان پارلیمنٹ کی طرف سے پاکستانی وفد سے ملاقات منسوخ کرنا وفد میں شامل معزز ارکان ہی کی نہیں بلکہ پاکستان اور پوری پاکستانی قوم کی توہین ہے۔ یہ سارے اقدامات سفارتی آداب کے منافی ہیں اور اس پر وزارت خارجہ کی بے حسی اور خاموشی ناقابل فہم ہے۔

مولانا سمیع الحق کو برسلز ایئر پورٹ پر روکنے کا واقعہ

روزنامہ مشرق ۲۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء

پاکستان کے پارلیمانی وفد کے رکن جمیعت العلمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کو برسلز کے ہوائی اڈے پر حراست میں لینے کی کارروائی

سفارتی آداب کے منافی اور باعث توہین ہے اس پر احتجاج کیا جانا چاہیے۔ اس واقعہ پر یورپی پارلیمنٹ کی رکن نینا گل کی وضاحت قابل قبول نہیں ہے۔ جس میں انہوں نے مولانا پر طالبان کی حمایت کے الزامات عائد کئے ہیں۔ نینا گل نے کہا ہے کہ یورپی پارلیمنٹ جمہوریت، مساوات اور انسانی حقوق کی پاسداری کرتی ہے جبکہ مولانا سمیع الحق ان آدرشوں کے مخالف ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ فیصلہ کس نے دیا کہ مولانا جمہوریت، مساوات اور انسانی حقوق کے مخالف ہیں۔ مولانا دنیا کے کسی ملک کی عدالت کو کسی الزام میں مطلوب نہیں ہیں۔ نہ ان پر کسی ایسے الزام کے تحت کوئی مقدمہ زیر سماعت ہے تو بیلجیئم کی حکومت نے کس اتھارٹی پر مولانا کو ہوائی اڈے پر روکا۔ ہوائی اڈے کے اہلکاروں نے وفد کے سربراہ سینیٹر مشاہد حسین کی مداخلت پر بتایا کہ مولانا کو روکنے کی ہدایت بیلجیئم کے وزیر خارجہ نے دی تھی۔ سوال پھر وہی ہے کہ وزیر خارجہ کو کس بنا پر یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ پاکستانی وفد کے کسی رکن کو حراست میں لینے کا حکم صادر کریں۔ مولانا سمیع الحق ایک قانونی طور پر جاری کئے گئے ویزا پر سفر کر رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ اسی پارلیمانی وفد کے ساتھ جرمنی اور برطانیہ کا دورہ کر چکے تھے۔ جو یورپی یونین کے رکن ہیں۔ نینا گل برطانیہ کی لیبر پارٹی کی رکن پارلیمنٹ ہیں اور یورپی یونین اسمبلی کی جنوب ایشیاء سے متعلق بین الپارلیمانی کمیٹی کی سربراہ ہیں۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق پر الزامات عائد کئے ہیں لیکن انہوں نے یہ ذمہ داری قبول نہیں کہ بیلجیئم کی حکومت کو انہوں نے مولانا کو ہوائی اڈے پر روکنے کی ہدایت کی تھی۔ نینا گل نے یہ فیصلہ یک طرفہ طور پر غیر جمہوری انداز میں کیا ہے۔ نینا گل کا تعلق جیسا کہ نام سے ظاہر ہے پاکستان سے اور پاکستان کی مسیح برادری سے ہے۔ جیسا کہ اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ برطانوی لیبر پارٹی کی رکن کی حیثیت سے یورپی یونین کی اسمبلی میں عہدیدار ہیں ان کا موجودہ وطن برطانیہ ہے۔ یہ پارلیمانی وفد برطانیہ کا دورہ کر چکا ہے۔ نینا گل کو چاہیے تھا کہ برطانوی حکومت سے مولانا کا داخلہ بند کرنے کے لئے کہتیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا حالانکہ طالبان کی مخالفت انسانی حقوق کی پاسداری اور جمہوریت کی پاسداری میں برطانیہ بیلجیئم سے پیچھے نہیں ہے۔ وہ جرمنی کی حکومت سے بھی کہہ سکتی تھیں کہ وہ پاکستان کے پارلیمانی وفد کی میزبانی سے انکار کر دے انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ باور کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ ایسا کرتیں تو برطانوی اور جرمن حکام ان کی تجویز پر غور کرتے اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ یہ تجویز قبول نہ کرتے۔ برسلز میں انہوں نے اپنا یکطرفہ اختیار استعمال کرتے ہوئے بیلجیئم کے وزیر خارجہ کو عین اس وقت مولانا کا داخلہ روکنے کے لئے کہا جب وزیر خارجہ کے پاس اتنا ہی وقت تھا کہ وہ ایئرپورٹ کے حکام کو ہدایت دے سکتے۔ یہ شواہد محترمہ نینا گل کے تعصب کی نشاندہی کرتے ہیں جس کی بنا پر انہوں نے مولانا کو بدنام کیا اور پاکستان کی توہین کی۔

جہاں تک نینا گل کے مولانا پر الزامات کا تعلق ہے یہ کسی بھی عدالت میں نہ پیش ہوئے اور نہ ثابت ہوئے۔ نینا گل نے افغان جنگ کے حوالے سے مولانا کے جاری کردہ مبینہ فتوے کا ذکر کیا ہے اگر نینا گل کا یہ الزام صحیح ہے تو نہ حکومت امریکہ نے پاکستان سے مولانا کی گرفتاری کا مطالبہ کیا جو افغانستان کی جنگ میں متحارب فریق تھی نہ حامد کرزئی کی حکومت نے مولانا کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا جو طالبان کی شکست کے بعد برسر اقتدار آئی ہے جبکہ یورپی یونین نے تو افغانستان میں فوج بھی نہیں بھیجی تھی۔ جنگ سے لاتعلق یورپی یونین کو یکا یک کیسے پاکستان کی توہین کا خیال آ گیا جبکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں یورپی یونین پاکستان کے کردار کی تعریف بھی کرتی ہے۔ کرزئی حکومت اور اس کے امریکی اتحادی افغانستان میں طالبان قیادت سے مفاہمت کی کوشش کر رہے ہیں اور یورپی یونین ایک پارلیمانی وفد کے رکن کو بدنام کر رہی ہے۔ یہ سب کچھ تعصب کے سوا کچھ اور نہیں۔ نینا گل اگر یہ موقف اختیار کریں کہ انہیں پہلے معلوم نہیں تھا تو وہ اپنے ہی بیان کو جھٹلائیں گی۔ انہوں نے مولانا کے افغانستان کی جنگ کے حوالے سے فتوے کا ذکر کیا ہے جو آج سے کئی سال پہلے کی بات ہے۔ اگر یورپی یونین اس مبینہ فتوے کو بھول چکی تھی تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ مبینہ فتویٰ اہم نہیں رہا تھا۔ سفارتی آداب کا تقاضا تھا کہ بدلے ہوئے حالات میں اس پر خاموشی کو برقرار رکھا جاتا۔ یورپی یونین کو نینا گل کے تعصب کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے اور مولانا سمیع الحق اور حکومت پاکستان سے معافی مانگنی چاہیے۔ پاکستان کے وفد کے ذرائع کے مطابق وفد کے سربراہ سینیٹر ایس ایم ظفر معاملے کا قانونی جائزہ لے رہے ہیں اور وہ اس سلسلے میں کارروائی کریں گے۔ درج بالا شواہد کی روشنی میں مولانا کو بدنام کرنے اور پاکستان کی توہین کی ذمہ داری نینا گل پر عائد ہوتی ہے یہ معاملہ کب قانونی طور پر اٹھایا جائے گا اس کے بارے میں ابھی کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ تاہم حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر پرزور احتجاج کرے اور حکومت بیلجیئم اور یورپی پارلیمنٹ سے معافی نامہ طلب کرے۔

مولانا سمیع الحق کے ساتھ زیادتی، اتفاقی واقعہ یا سازش؟

روزنامہ اوصاف ۲۲۔اپریل ۲۰۰۵ء

پاکستان نے برسلز میں مولانا سمیع الحق کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر یورپی یونین اور بیلجیئم حکومت سے احتجاج کیا ہے اور سفیروں کو دفتر خارجہ طلب کر لیا ہے۔ قومی اسمبلی میں ڈاکٹر شیر افگن نے قرارداد مذمت بھی پیش کی جس کی متفقہ طور پر تائید کی گئی۔ یاد رہے کہ بدھ کے روز برسلز میں مولانا سمیع الحق کو یہ کہہ کر گرفتار کر لیا گیا تھا کہ وہ طالبان کے ساتھی ہیں۔ ان کے ساتھ وفد میں شامل مشاہد حسین سید اور دیگر نے بیلجیئم حکومت کے اس اقدام پر احتجاج کیا اور وزیراعظم شوکت عزیز سے رابطہ کیا جس کے بعد مولانا کی گلوخلاصی ہوئی اور وہ وفد میں شامل لوگوں کیساتھ لندن پہنچ گئے۔ لندن میں اگرچہ انہیں کچھ نہیں کہا گیا لیکن مولانا نے رابطے پر بتایا کہ یہاں بھی سیکورٹی والے ان کے آس پاس موجود ہیں۔ برسلز پولیس کا اصرار تھا کہ دو چار گھنٹوں کیلئے مولانا کو ان کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ ان سے بعض معاملات پر تحقیقات کر سکیں۔ مذکورہ بالا واقعے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حکومت پاکستان کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ بعض علمائے کرام کے حوالے سے یورپ میں کیا جذبات پائے جاتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق پارلیمنٹ کے رکن ہیں اور اس حیثیت میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوا اسے پوری قوم کی توہین قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ سچائی یہ بھی ہے کہ ہمارا محکمہ خارجہ اندازوں اور تخمینوں سے اپنا کام چلا رہا ہے اور یہ خوش فہمی پر مبنی لاعلمی کی انتہا ہے کہ برسلز میں موجود پاکستانی سفارت خانے کو پتہ ہی نہیں تھا کہ مولانا سمیع الحق اگر برسلز آئے تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس واقعے پر جہاں یورپی یونین اور بیلجیئم حکومت سے احتجاج کی ضرورت ہے وہیں دفتر خارجہ کی نااہلی کا نوٹس لیا جانا بھی ضروری ہے۔

بیلجیئم کی ایک کثیر الاشاعت اخبار DE Morgon میں حضرت مولانا سمیع الحق کا انٹرویو اور اُس کی اپنی رائے:

اخبار لکھتا ہے کہ یورپین پارلیمنٹ نے طالبان کے سرپرست کو خوش آمدید نہیں کہا۔ حالانکہ یورپین کمیشن سے ملاقات طے تھی۔ مولانا سمیع الحق طالبان کے سرپرست اور انہیں تعلیم دیتے تھے۔ 90 میں افغانستان میں اثر ورسوخ استعمال کیا۔ مولانا ایک بنیاد پرست مسلمان بتائے جاتے ہیں آپ JUI سے ہیں اور MMA میں شامل ہوئے اور اس کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لے کر کامیابی حاصل کی۔ آپ نے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے جدوجہد کی صوبہ سرحد میں سینما گھر بند کروائے، ۵ وقت کی نماز کا قانون پاس کروایا اور سخت سے سخت قوانین پر عمل درآمد کروایا آپ جو یورپ کے دورہ بالخصوص یورپین پارلیمنٹ آئے انہیں علم نہیں تھا کہ مولانا سمیع الحق کون ہیں۔ جب انہیں اطلاع ملی کہ آپ طالبان و اسامہ کے ساتھی اور بنیاد پرست مسلمان اور انسانی حقوق کے خلاف کام کرتے رہے ہیں تو انہوں نے ملاقات کینسل کر دی اس موقع پر یورپین پارلیمنٹ نے کہا کہ ہم انسانی حقوق و جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو پارلیمنٹ میں برداشت نہیں کر سکتے۔ پارلیمنٹ میں سارک اور ایشیائی ممالک کی ایک اہم رکن مسز نینا گل نے کہا کہ پارلیمنٹ کو اپنا طریقہ کار تبدیل کرنا ہوگا تا کہ ملاقات طے کرنے سے قبل آنے والوں کی مکمل چھان بین کی جا سکے تا کہ بعد میں مشکلات پیدا نہ ہوں۔ آج یہی وجہ ہے کہ سمیع الحق کو ۳ گھنٹے تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑا اور صرف ۲۴ گھنٹے کا ویزہ دیا گیا۔ مولانا سمیع الحق نے ایک پاکستانی / مقامی صحافی کی وساطت سے اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا جرمن میں ہمیں خوش آمدید کہا گیا لیکن افسوس کہ یورپین پارلیمنٹ و بیلجیم حکومت کا رویہ نامناسب تھا۔ ہم تو یہاں اسلام اور مغرب کے درمیان امن و بھائی چارے کا رشتہ مضبوط کرنے آئے تھے تا کہ نفرتیں ختم کی جائیں۔ آپس میں اتحاد و حمیت کی فضاء قائم کی جائے۔ لیکن ان کا رویہ دیکھ کر دکھ ہوا لیکن ہمارا دل بڑا ہے۔ ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ ہم پھر بھی بات چیت کے لیے تیار ہیں انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن ۱۰ سال قبل ملتا تھا وہ اس وقت ایک اچھا انسان تھا اگر وہ بعد میں تبدیل ہوا ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ آج افغانستان کی صورتحال دیکھیں لیکن طالبان نے امن کے قیام کے لیے جدوجہد کی تھی۔ خواتین کو تحفظ ملا تھا انہوں نے ایک خوشگوار ماحول پیدا کیا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ کیا بنیاد پرست اسلام میں ہی نظر آتے ہیں ذرا دیکھو روم کی طرف وہاں کیا ہو رہا ہے؟ لیکن افسوس کہ سارا پروپیگنڈہ اسلام کے خلاف کیا جاتا ہے جھوٹ کے ذریعے اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ یورپ والے اگر اسلام کی اصل تعلیمات سے آگاہ ہو جائیں تو دنیا میں امن و باہمی بھائی چارے کی فضاء قائم ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ ان میں حق اور جھوٹ میں فرق کرنے کی توفیق نہیں لیکن ہمارے دل بڑے ہیں ہم پھر بھی انہیں دعوت دیتے ہیں کہ آؤ اور مل کر امن کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔

اخبار لکھتا ہے کہ مولانا سمیع الحق کے بارے میں سنا کچھ اور تھا لیکن ان کو دیکھ کر اور سن کر سوچ تبدیل ہو جاتی ہے کہ شاید ایسا نہیں جو سن رکھا تھا۔ اخبار لکھتا ہے کہ بھارتی وزیر اعلیٰ مسٹر مودی کو برطانیہ کا ویزہ نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن مولانا سمیع الحق کو دے دیا گیا اس کا مطلب ہے کہ مولانا سمیع الحق مودی سے بہتر انسان ہیں۔

(ڈچ اور یورپی زبان کا ترجمہ وہاں کے پاکستانی نژاد صحافی جناب وقار ملک نے کیا)

سینیٹ کی مذمّتی قرارداد

(بیلجیئم اور برطانیہ میں میرے داخلہ پر افسوسناک سلوک کا واقعہ O
سینیٹ میں قائد ایوان کامل علی آغا کی تحریک پر مذمتی قرارداد)

RESOLUTION

This House regrets the discriminatory attitude towards the honorable member of Pakistan Senate delegation, Maulana Samiul Haq,in Burssels, on 19th April 2005. This House resolves that the Government of Pakistan should register its strong protest with the European Parliament and should ensure that members of Parliament are given due respect and recurrence of such unpleasant incidents is avoided in future.

(SENATOR KAMIL ALI AGHA)

ل سینیٹ میں مسلم لیگ (ق) حکمران جماعت کے قائد ایوان نہایت سلجھے ہوئے انسان، مذمتی قرارداد کے محرک ہے۔

جناب رانا غلام قادر

قومی اسمبلی اور سینٹ کا پہلی بار اتفاق رائے کا مظاہرہ

قومی اسمبلی کا ہنگامہ خیز اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی ہو گیا ہے اور سینٹ کا ہنگامہ خیز اجلاس شروع ہو گیا ہے لیکن یہ اجلاس زیادہ دیر تک نہیں چلے گا کیونکہ اسے متحدہ اپوزیشن نے ریکوزیشن دے کر بلایا۔ حکومتی ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ اجلاس صرف دو دن چلے گا البتہ حکومت اپوزیشن مفاہمت کی صورت میں تھوڑی سی توسیع ہو سکتی ہے لیکن یہ امکان بہت کم ہے۔ سینٹ کا اجلاس ریکوزیشن کرنے کے لئے ۲۳ ممبران کے دستخطوں کی ضرورت ہے لیکن اس ریکوزیشن پر ۲۹ ممبران سینٹ نے دستخط کئے ہیں۔ قومی اسمبلی کی طرح سینٹ میں بھی ایم ایم اے کے رہنما اور جمعیت علماء اسلام (س) کے صدر مولانا سمیع الحق کو برسلز ایئر پورٹ پر تین گھنٹے تک روکے رکھنے پر شدید احتجاج کیا گیا۔ اس سے پہلے قومی اسمبلی میں بھی ایم ایم اے کے راہنما سینٹر مولانا سمیع الحق کے ساتھ بلجیئم کے دار الحکومت برسلز میں ہونے والے ناروا سلوک پر شدید احتجاج کیا گیا۔ حکومت نے دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کی جسے وزیر پارلیمانی امور ڈاکٹر شیر افگن خان نے پیش کیا۔ مگر یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے پانے کی بجائے اس وقت بدمزگی کا شکار ہو گیا جب ڈپٹی سپیکر سردار محمد یعقوب نے تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کو اس موضوع پر بات کرنے کی اجازت نہ دی۔ عمران خان کو بات کرنے کی اجازت نہ دینے پر بطور احتجاج اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے بائیکاٹ کیا لیکن علامتی واک آؤٹ کے بعد ممبران واپس آ گئے لیکن اس دوران فاٹا سے تعلق رکھنے والے حکومتی رکن منیر اور کزئی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واک آؤٹ کر گئے کہ ان کا نام محرکین کی فہرست میں کیوں درج نہیں کیا گیا۔ مسلم لیگ کے پارلیمانی لیڈر چوہدری شجاعت حسین کو ایسے معاملات کا نوٹس لینا چاہیے جن کی وجہ سے ایوان کا ماحول بلاوجہ خراب ہوتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبیؐ کے موقع پر اسلام آباد میں وزارت مذہبی امور کے زیر اہتمام ہونے والی قومی سیرت کانفرنس میں بھی مولانا سمیع الحق سے کئے جانے والے ناروا سلوک کی شدید مذمت کی گئی اور متفقہ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بلجیئم کی حکومت سے سفارتی تعلقات فوراً منقطع کرے البتہ قومی اسمبلی سے منظور کی گئی متفقہ قرارداد میں جہاں واقعہ کی مذمت کی گئی ہے وہاں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس واقعہ پر بلجیئم کی حکومت سے احتجاج کرے۔ ہوا یوں کہ سینٹر مولانا سمیع الحق پارلیمانی وفد کے رکن کے طور پر بلجیئم گئے تھے اس وفد کی سربراہی مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سینٹر مشاہد حسین کر رہے تھے۔ مولانا سمیع الحق کو عملہ نے ایئر پورٹ پر روک لیا اور داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ انہیں تقریباً تین گھنٹے ایئر پورٹ پر روکا گیا اور وزیر اعظم شوکت عزیز کو براہ راست مداخلت کرنا پڑی' قومی اسمبلی میں اظہار خیال کرتے ہوئے حکومت اور اپوزیشن دونوں جانب کے ممبران نے اس واقعہ کی مذمت کی اور اسے سفارتی آداب کے منافی قرار دیا۔ دفتر خارجہ نے یورپی یونین اور بلجیئم کے سفیروں کو طلب کر کے ان سے اس واقعہ پر احتجاج کیا اور اپنی تشویش سے انہیں آگاہ کیا ہے لیکن سوال اپنی جگہ پر اہمیت کا حامل ہے کہ آخر نوبت یہاں تک کیسے آئی کہ ملک کے وقار کو نقصان پہنچا اور یہ توہین آمیز واقعہ رونما ہوا ہماری وزارت خارجہ کو چاہیے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ آئندہ اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہ ہو۔ پاکستان ایک آزاد خود مختار اور باوقار ملک ہے ہم دہشت گردی کے خلاف فرنٹ اسٹیٹ کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود کسی مغربی ملک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی پاکستانی شہری خصوصاً جب وہ منتخب رکن پارلیمنٹ ہو اس کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کرے۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'' ۱۲۸ پریل ۲۰۰۵ء)

مولانا سمیع الحق پر برطانیہ میں داخلہ پر پابندی اور لگائے گئے الزامات

وزارت داخلہ کا خط اور مولانا کی پریس کانفرنس

سیکرٹری آف سٹیٹ۔داخلہ برطانیہ

مولانا سمیع الحق پر برطانیہ[1] میں داخلہ پر پابندی

Home Office Immigration and Nationality Directorate

Lunar House, 40 Weilesley Road, Croydon CR9 2BY

Switchboard 020 8686 0333 Fax Direct line

www.homeoffice.gov.uk

Dear Maulana Sami Ul Haq

I am writing to advise you that following the London bombings in July 2005, the Home Secretary announced a list of particular activities that would normally lead to a person being excluded or deported from the UK on the grounds that their presence in the United Kingdom is not conducive to the public good. The list of unacceptable behavious covers any non-UK national

---

[1] اس خط کا پس منظر اس پریس کانفرنس میں بیان کیا گیا جو ملک بھر کے پریس میں شائع ہوا :-

برطانوی وزارت داخلہ نے انکے اسلام جہاد مجاہدین اور مغربی دہشت گردی پر تنقیدی خیالات کو بنیاد بنایا
فیصلے کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہوئی۔وزارت داخلہ کا تفصیلی مکتوب اور مولانا سمیع الحق کی پریس کانفرنس
(جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق کا ۲۴ مارچ ۲۰۰۷ء لاہور پریس کلب میں خطاب)

۲۴ مارچ ۲۰۰۷ء (لاہور پریس کلب)

جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق کا لاہور پریس کلب میں خطاب لندن میں میاں محمد نواز شریف صاحب کی طرف سے بلائے گئے آل پارٹیز کانفرنس میں مجھے بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی اور بار بار کی دوستوں کا اصرار ہوا کہ شرکت کروں۔چنانچہ میں نے ۱۴ مارچ کو سینٹ کے ذریعہ برطانوی ہائی کمیشن اسلام آباد کے پاس اپنے اور اپنے بیٹے حافظ راشد الحق اور اپنے پرائیویٹ سیکرٹری شفیق الدین فاروقی کے کاغذات ویزا کے لئے جمع کرائے اور بہ ظاہر یہ لگ رہا تھا کہ دیگر سیاسی لیڈروں اور ممبران پارلیمنٹ کی طرح مجھے بھی ایک دو دن میں ویزا دے دیا جائے گا۔جبکہ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے برطانوی سفارتخانے کو مدعوین کی فہرست دو تین ہفتے قبل بھیجی گئی تھی جس میں میرا نام بھی شامل تھا مگر ایم ایم اے سمیت تمام پارٹی لیڈروں اور ان کے وفود کو سب کو ویزا دیا گیا مگر تین دن گزرنے کے بعد سینٹ کے عملہ نے سفارتخانہ کو رجوع کیا تو جواب ملا کہ میرا معاملہ ابھی کنسیڈر ہو رہا ہے۔اور برطانوی وزرات خارجہ اور وزارت داخلہ مل کر اس معاملہ کا جانچ پڑتال کر رہے ہیں۔ہفتہ دس دن انتظار کے بعد میں نے سفارتخانے سے کہا کہ اگر ویزا نہ دینا ہو تو مجھے میرا پاسپورٹ واپس کر دیا جائے۔کیونکہ میں نے کسی اور بیرون ملک سفر کے لئے ویزے لینے ہیں۔مگر کل دوپہر مجھے برطانیہ ہائی کمیشن کے ایک اعلیٰ سفارتکار نے مطلع کیا کہ تمہارا اور تمہارے بیٹے اور سیکرٹری کے کاغذات مسترد کر دیئے گئے ہیں اور برطانیہ میں تمہارے داخلہ پر پابندی ہے۔اور یہ فیصلہ وزارت داخلہ وزارت خارجہ کے باہمی مشورے سے کیا گیا ہے۔اس کے ساتھ مجھے برطانوی وزارت داخلہ کی طرف سے ایک تفصیلی مکتوب دیا گیا جس میں ویزہ نہ دینے کی وجوہات لکھی گئی ہیں۔ان وجوہات کی تفصیل منسلکہ خط میں مذکور اور شریک اشاعت ہے۔اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں جمعیت علماء اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کا سربراہ ہوں اپوزیشن کا اہم رہنما اور ایم ایم اے کا (بقیہ اگلے صفحے پر)

whether in the UK or abroad who uses any means or medium including:-

☆ Writing, producing, publishing or distributing material.

☆ Public speaking including preaching. ☆ Running a website.

☆ Using a position of responsibility such as a teacher, community or youth leader.

To express views That:

☆ Foment or justify terrorist violence in furtherance of particular beliefs.

☆ Seek to provoke others to terrorist acts.

حصہ ہونے اور ایک ٹیچر واستاد ہونے کے باوجود ایسے خیالات کا اظہار کرتا رہتا ہوں جس سے آپ دوسروں کو دہشت گردی پر اکساتے ہیں۔ اور برطانیہ میں آ کر ایسے خیالات کے اظہار سے امن وعامہ میں خلل واقع ہوسکتا ہے۔

۱۔ آپ نے طالبان کے اسلام کو اسلام کا نمونہ قرار دیا۔ ۲۔ آپ نے کہا کہ صلیبی دعوکہ باز طاقتوں کے خلاف طویل جنگ ہوگی۔ ۳۔ آپ نے کہا کہ اگر امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو واشنگٹن اور تل ابیب بھی محفوظ نہ رہیں گے۔ ۴۔ آپ نے کہا کہ امریکی پالیسیاں اور خیالات مسلمان ممالک کے خلاف انتہائی خطرناک ہیں۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے۔ ۵۔ آپ نے کہا کہ امریکہ مسلمانوں کو خوفزدہ کررہا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے ملکوں میں امریکیوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں اور انہیں خوف زدہ کریں۔ ۶۔ آپ نے کہا کہ امریکہ، برطانیہ اپنے ملک میں مسلمانوں کو قید کررہا ہے۔ اور ان کی تذلیل کرتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ان کی اتنی ہی تذلیل کرے۔ ۷۔ آپ نے کہا کہ ہمارے حکمران جہاد کے خلاف ہیں جب بھی وہ جہاد کے خلاف بات کریں تو ہمیں الجہاد الجہاد کی صدائیں بلند کرنی چاہئیں۔ خط میں جگہ جگہ ان تمام نکات کے حوالے بھی دیئے گئے۔ جو کسی مستند حوالوں کی بجائے مختلف ویب سائٹس سے لئے گئے ہیں۔ ایسی ہی وجوہات سے ہوم سیکرٹری نے اور وزارت داخلہ نے ایک مخالف سیاستدان اور معروف رہنما اور استاد کی وجہ سے آپ کا داخلہ برطانیہ میں بند کردیا ہے۔ (خط کا خلاصہ ختم ہوا)

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اس بارے میں میری مختصر گزارش یہ ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کی عالم اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں رویہ پالیسی اور شروع کی گئی جنگ سے ساری دنیا واقف ہے۔ مسلمانوں کو اس بارہ میں اپنے ردعمل اور جذبات کے اظہار اور دفاع کا حق ہے۔ بالخصوص ایسے لوگ جنہیں پاکستان کے لاکھوں عوام نے اپنے حلقوں سے منتخب کیا ہے۔ بالخصوص ایم ایم اے کے پارلیمنٹ میں ساٹھ ستر ارکان عوام کے انہی جذبات کی وجہ سے منتخب کئے گئے۔ ان سب کا فرض ہے، جمہوری حق ہے کہ مغربی پالیسیوں پر مختلف پیرایوں میں تنقید کریں۔ مگر برطانیہ انہیں عوام کی ترجمانی سے محروم کررہا ہے۔ اگر میرے اوپر یہ پابندی اسلام کی سربلندی اور ترجمانی کرنے کی وجہ سے لگائی گئی ہے تو مجھے اس پر فخر ہے۔ اور اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔ ہم ان حالات اور مغرب اور مسلمانوں کے درمیان برپا جنگ میں مکالمہ اور بات چیت کے قائل ہیں اس وجہ سے میں نے نائن الیون کے بعد اپنے دروازے پورے مغربی امریکی اور برطانوی میڈیا کے لئے کھلے رکھے اور ہزاروں ٹیموں اور افراد کو اصل صورتحال اور اسلام کی امن وسلامتی کا دین ہونے پر گھنٹوں بات چیت جاری رکھی ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پارلیمانی وفود جو برطانوی دولت مشترکہ اور یورپی یونین کی طرف سے آتے ہیں انہیں بھی سینٹ کی خارجہ کمیٹی کے ممبر ہونے کے ناطے پارلیمنٹ کے اندر مشترکہ میٹنگوں میں تفصیل سے اصل حقائق اور خیالات سے آگاہ کرتا رہتا ہوں۔ دو سال قبل جرمن، بلجیئم، برطانیہ اور پچھلے سال جاپان اور جنوبی کوریا کے پارلیمانی دوروں میں وہاں کے حکمرانوں اور پارلیمانی گروپوں کے ساتھ کھل کر اظہار خیال کرتا رہا اور اٹھائے گئے مغربی سوالات اور خدشات پر تفصیلی موقف پیش کرچکا ہوں۔ جہاں تک امریکہ اور برطانیہ کے عراق وافغانستان اور عالم اسلام کے خلاف جاری اقدامات کا تعلق ہے تو خود برطانیہ اور امریکہ اور یورپی ممالک کے عوام اس کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ برطانیہ کا میرے بارے میں اس اقدام پر شدید احتجاج کرتے ہوئے برطانیہ کے آزاد جمہوریت پسند عوام عدالتوں اور تنظیموں سے بھی اپیل کرتا ہوں، کہ مسلمان ممالک اور ان کے رہنماؤں کے ساتھ اپنی حکومتوں کے سلوک کا منصفانہ جائزہ لیں اور حکومتوں کو مجبور کریں کہ وہ ہمارے ساتھ ڈائیلاگ کرکے ہمیں اپنا موقف سمجھانے کا موقع دیں۔

☆ Foment other serious criminal activity or seek to provoke others to serious criminal acts.

☆ Foster hatred which might lead to inter community violence in the UK.

The list is indicative and not exhaustive.

The Home Secretary has considered whether, in light of this list, you should be excluded from the United Kingdom. After careful consideration he has personally directed that you should be excluded from the United Kingdom on the grounds that your presence here would not be conducive to the public good. He has reached this decision because you have used your position both as a teacher and politician to propagate views which foment and provoke others to terrorist acts. This has brought you within the scope of the list of unacceptable behaviours.

The Home Secretary notes:

1) That you are a prominent opposition politician in Pakistan and leader of a faction of the Jamiat Ulema Islami (JUI-S). The JUI-S is a member of the Muttahida Majlise Amal (MMA) a coalition of religious political parties.

2) That you are reported to be the director of the Haqqaniya Madrassa in Akora Khattak (NWFP).

3) That, despite holding these positions of responsibility, you have made a number of statements, including those below, over a sustained period of time.

"The Taliban is a symbol of Islam. This will be a long war against the infidel forces. They want to eliminate Muslims.

The "Voices of Jehad" website (26 October 2001

"If the US attacks Iraq, the MMA alliance and all their supporters will attack Washington and Tel Avis".

The "Voice of Jehad" website (March 2003)

"The US designs against the Muslim world are very dangerous. Therefore, it is the duty of the government to review its policies towards the US. The US in harassing the Muslims in its country. We should harass the Americans in our country. The US is arresting Muslims in its country. We should also arrest the

Americans living in Pakistan the way the US insults and humiliates the Muslims living in America".

Pakistan Media Monitor (10 December 2004)

"The rulers are anti jihad. Whenever they will spit venom against jihad, we will proclaim jihad, jihad, jihad. We condemn their vision of enlightenment. Other survival lies in jihad. It is the question of two civilizations".

Hurmat Conference (7 July 2005)

In expressing such views it is considered that you are seeking to provoke other to terrorist acts.

The Home Secretary considers that should you be allowed to enter the UK you would continue to espouse such views, which would not be conducive to the public good in the U.K.

In light of these factors, the Home Secretary is satisfied you should be excluded from the UK on the grounds that your exclusion is conducive to the public good.

You are instructed not to travel to the UK as you will be refused admission on arrival. Although there is no statutory right of appeal against the Home Secretary's decision, this decision is reviewed every three years.

Yours sincerely

On behalf of the Secretary of State for the Home Department

(برطانوی وزارت داخلہ کے مکتوب کا اردو ترجمہ)

حوالہ نمبر : H1146299

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! میں آپ کو مطلع کرتے ہوئے لکھ رہا ہوں کہ جولائی ۲۰۰۵ء میں لندن بم دھماکوں کے بعد ہوم سیکرٹری نے مخصوص حرکات کی' فہرست مرتب کی ہے جس کی بنیاد پر کسی بھی شخص کو UK سے نکالا یا اخراج کیا جائے تا کہ وہ UK کی عوام کے لئے باعث خطرہ نہ بن جائے۔ مندرجہ ذیل فہرست ان تمام حرکات کی نشاندہی کرتی ہے جو کوئی بھی غیر UK شہری' چاہے وہ UK میں ہو یا UK سے باہر ہو اس فہرست کی کسی بھی یا تمام چیزوں پر عمل کرے۔

۱۔ کسی بھی تحریر کو لکھنا' بنانا' چھاپنا یا بانٹنا۔

۲۔ عوام سے خطاب کرنا جس میں تبلیغ بھی شامل ہے۔

۳۔ ویب سائٹ چلانا۔

۴۔ کسی اہم عہدہ پر ہونا مثلاً استاذ' کمیونٹی یا یوتھ لیڈر

اپنے خیالات کا اظہار کہ:

۱۔ جس سے دہشت گردی کا جواز عقائد کی بنیاد پر تلاش کرے۔

۲۔ دوسروں کو دہشت گردی پر اکسایا جائے۔

۳۔ بذات خود کوئی غیر قانونی عمل کرے یا دوسروں کو کسی غیر قانونی عمل پر اکسائے۔

۴۔ نفرت کو فروغ دے، جس سے UK میں اندرونی گروہ سازی یا تخریب کاری پیدا ہو۔

یہ فہرست نشاندہی کرنے کی غرض پوری کرتی ہے اور حتمی طور پر مکمل نہیں ہے۔

ہوم سیکرٹری نے اس فہرست کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوچا کہ آیا آپ کو UK سے باہر ہی رہنے دیا جائے؟ کافی محتاط سوچ بچار کے بعد انہوں نے بذات خود یہ فیصلہ کیا کہ آپ کی شمولیت UK عوام کے مفاد میں ٹھیک نہیں ہے اور انہوں نے یہ فیصلہ اس لئے کیا کیونکہ آپ بحیثیت سیاستدان اور استاد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جو کہ دہشت گردی کو فروغ دیتے ہیں۔ اس بناء پر آپ اس فہرست کی قبول نہ کی جانی والی حرکات کی زد میں آجاتے ہیں۔

ہوم سیکرٹری نے یہ نوٹ کیا ہے کہ:

۱۔ آپ پاکستان میں ایک اہم مخالف سیاستدان ہیں اور جمعیت علمائے اسلام کے لیڈر بھی ہیں۔ جمعیت علمائے اسلام (س) متحدہ مجلس عمل (ایم ایم اے) کی ممبر جماعت ہے جو کہ مختلف اسلامی جماعتوں کی تنظیم ہے۔

۲۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سربراہ بھی ہیں۔

۳۔ ان عہدوں پر ہونے کے ساتھ آپ کئی بیانات بھی دے چکے ہیں جن میں مندرجہ ذیل بیانات بھی شامل ہیں۔ آپ ان بیانات میں عرصہ دراز سے منسلک ہیں۔

"طالبان اسلامی کی نشانی ہیں۔ یہ فریبی (دھوکہ باز) طاقتوں کے خلاف بہت طویل جنگ ہوگی۔ وہ مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں" بحوالہ ویب سائٹ voices of Jehad (۲۶/مارچ ۲۰۰۱)

"اگر امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو ایم ایم اے اور متعلقہ سپورٹرز واشنگٹن اور تل ابیب پر حملہ آور ہوں گے"

بحوالہ ویب سائٹ voices of Jehad (مارچ ۲۰۰۳)

"امریکی خیالات مسلمان ممالک کیلئے بہت خطرناک ہیں۔ چنانچہ یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ امریکہ سے متعلق اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے۔ امریکہ اپنے ملک میں مسلمانوں کو خوفزدہ کر رہا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے ملک میں امریکیوں کو خوفزدہ کریں۔ امریکی اپنے ملک میں مسلمانوں کو قید کر رہے ہیں، ہمیں بھی امریکیوں کو پاکستان میں قیدی بنانا چاہیے اور ان کی اتنی ہی تذلیل کرنی چاہیے جیسے وہ مسلمانوں کی کر رہے ہیں۔" بحوالہ پاکستان میڈیا مانیٹر (۱۰/دسمبر ۲۰۰۴ء)

"حکمران جہاد کے خلاف ہیں۔ جب بھی وہ جہاد کے خلاف بولیں گے ہم جہاد، جہاد، جہاد کا پرچار کریں گے۔ ہم انکی آزاد خیالی کی مزاحمت کرتے ہیں۔ ہماری نجات جہاد میں ہے یہ دو قوموں کا سوال ہے۔ (بحوالہ حرمت کانفرنس ۷/جولائی ۲۰۰۵)

ان خیالات کا اظہار کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ دوسروں کو دہشت گردی پر اکسا رہے ہیں۔

ہوم سیکرٹری کے خیال میں اگر آپ UK میں داخلہ کی اجازت دے دی جائے تو آپ ایسے خیالات کا اظہار کریں گے جو کہ UK کی عوام کے لئے مفید نہیں ہیں۔ ان تمام باتوں کی روشنی میں ہوم سیکرٹری مطمئن ہیں کہ آپ کو UK میں داخلہ کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ آپ کا داخلہ یہاں کی عوام کے لئے مناسب نہیں ہے۔

آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ UK نہ آئیں کیونکہ آپ کو UK میں داخلہ سے روک دیا جائے گا۔ ہوم سیکرٹری کے فیصلے کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں کی جاسکتی، انکے فیصلہ پر ہر تین سال بعد نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔

آپ کا مخلص:

(On behalf of the Secretary of State for the Home Department)

(اصل خط کا عکس)

Home Office

Immigration and Nationality Directorate

Lunar House, 40 Wellesley Road, Croydon CR9 2BY
Switchboard 020 8686 0333 Fax Direct Line
www.homeoffice.gov.uk

Our Ref H1146299
Your Ref
Date

Dear Maulana Sami Ul Haq

I am writing to advise you that following the London bombings in July 2005, the Home Secretary announced a list of particular activities that would normally lead to a person being excluded or deported from the UK on the grounds that their presence in the United Kingdom is not conducive to the public good. The list of unacceptable behaviours covers any non UK national whether in the UK or abroad who uses any means or medium including:

- writing, producing, publishing or distributing material;
- public speaking including preaching;
- running a website;
- using a position of responsibility such as a teacher, community or youth leader;

To express views that:

- foment or justify terrorist violence in furtherance of particular beliefs;
- seek to provoke others to terrorist acts;
- foment other serious criminal activity or seek to provoke others to serious criminal acts;
- foster hatred which might lead to inter-community violence in the UK.

The list is indicative and not exhaustive.

The Home Secretary has considered whether, in light of this list, you should be excluded from the United Kingdom. After careful consideration he has personally directed that you should be excluded from the United Kingdom on the grounds that your presence here would not be conducive to the public good. He has reached this decision because you have used your position both as a teacher and politician to propagate views which foment and provoke others to terrorist acts. This has brought you within the scope of the list of unacceptable behaviours.

The Home Secretary notes:

1) That you are a prominent opposition politician in Pakistan and leader of a faction of the Jamiat Ulema Islami (JUI-S). The JUI-S is a member of the Muttahida Majlis e Amal (MMA) a coalition of religious political parties.
2) That you are reported to be the director of the Haqqaniya Madrassa in Akora Khattak (NWFP).
3) That, despite holding these positions of responsibility, you have made a number of statements, including those below, over a sustained period of time:

"The Taliban is a symbol of Islam. This will be a long war against the infidel forces. They want to eliminate Muslims".
The "Voices of Jehad" website (26 October 2001)

"If the US attacks Iraq, the MMA alliance and all their supporters will attack Washington and Tel Aviv".
The "Voices of Jehad" website (March 2003)

"The US designs against the Muslim world are very dangerous. Therefore, it is the duty of the government to review its policies towards the US. The US is harassing the Muslims in its country. We should harass the Americans in our country. The US is arresting Muslims in its country. We should also arrest the Americans living in Pakistan the way the US insults and humiliates the Muslims living in America".
Pakistan Media Monitor (10 December 2004)

"The rulers are anti-jihad. Whenever they will spit venom against jihad, we will proclaim jihad, jihad, jihad. We condemn their vision of enlightenment. Our survival lies in jihad. It is the question of two civilizations".
Hurmat Conference (7 July 2005)

In expressing such views it is considered that you are seeking to provoke others to terrorist acts.

The Home Secretary considers that should you be allowed to enter the UK you would continue to espouse such views, which would not be conducive to the public good in the U.K.

In light of these factors, the Home Secretary is satisfied you should be excluded from the UK on the grounds that your exclusion is conducive to the public good.

You are instructed not to travel to the UK as you will be refused admission on arrival. Although there is no statutory right of appeal against the Home Secretary's decision, this decision is reviewed every three years.

Yours sincerely

On behalf of the Secretary of State for the Home Department

بلجیئم برسلز سے شائع ہونے والے اخبار ڈی مورگن اور بعض ملکی اخبارات کی خبروں کا عکس

Europarlement ontvangt peetvader van Taliban

Sinds gisteravond is een van Osama bin Ladens beste vrienden op bezoek in België. Sterker nog: morgen heeft deze Sami-ul Haq, die deel uitmaakt van een delegatie van Pakistaanse senatoren, een onderhoud met onder meer de voorzitter van de commissie Buitenlandse Zaken van het Europees Parlement.

Catherine Vuylsteke

Het gaat meer bepaald om Sami-ul Haq, een van de oprichters van de madrassa's waar eind jaren tachtig de Afghaanse Taliban werden gevormd en waar duizenden strijders werden opgeleid voor de jihad tegen het sovjetleger in Afghanistan en tegen het Indiase leger in Kasjmir.

Sami-ul Haq, leider van de islamistische JUI, is tevens een van de medeoprichters van de MMA, een koepelorganisatie van vijf islamistische partijen die bij de parlementsverkiezingen van oktober 2002 53 zetels wegkaapte.

Fundamenteel in de ideologie van Sami-ul Haqs JUI is dat vrouwen geen gelijkwaardige plaats verdienen in de maatschappij en dat de ideale staat een constructie is zoals de Taliban die in Afghanistan betrachtten in de late jaren negentig.

Tot de recente beleidssuccessen van de MMA wordt het feit gerekend dat voortaan een verbod geldt op vrouwen in reclame en dat de geplande marathons in verschillende steden in Pakistan door de overheid werden verboden omdat zowel mannen als vrouwen eraan zouden deelnemen, wat de MMA als volstrekt onacceptabel beschouwt.

Hoewel de Pakistaanse generaal en president Musharraf een discours houdt van liberalisering van Pakistan, is de islamistische MMA een belangrijke bondgenoot. Sterker nog: het is de oorlog in Kasjmir waarvoor de islamisten het kanonnenvlees leveren die de militaire dictatuur justifieert, zo legden instanties als de Crisis Group eerder al omstandig uit in ordenzucht aanpraten.

Human Rights Watch noemt ontvangst Sami-ul Haq 'ronduit ontstellend en bijzonder contraproductief'

Sami-ul Haq, die morgen door het Europees Parlement wordt ontvangen, is doorgaans erg duidelijk over zijn ideeën. Zo zei hij vorig jaar nog in een interview dat "Osama een erg goed karakter" heeft. "Het zijn gewoon zijn vijanden die van hem een beest willen maken. Ik heb hem nu al een tijdje niet meer gezien. Het is moeilijk om hem te ontmoeten in de huidige omstandigheden." Toen de zel uitbarstte over het doorspelen van nucleaire geheimen van Pakistan aan Iran, zei Ul Haq: "Is dat een misdaad? En als we Libië helpen, wat is daar fout aan? Als de Westerse landen hun technologie met elkaar delen, dan is het ook de plicht van alle moslims om dat met elkaar te doen." Over de VS en hun oorlog tegen het terrorisme zei de man: "Ze willen dat de moslims worden samengebonden als geiten en schapen, zodat ze hen kunnen afslachten als het hen goeddunkt."

De mensenrechtenorganisatie Human Rights Watch vindt het feit dat het Europees Parlement een man als Sami-ul Haq met veel egards ontvangt "ronduit ontstellend en bijzonder contraproductief. Een man wiens discours fundamenteel een aanfluiting is van de mensenrechten, hoort niet te worden uitgenodigd door instellingen die die waarden hoog in het vaandel dragen. Bovendien geeft men zo geloofwaardigheid en internationale erkenning aan een personage dat die waarden verafschuwt. Gelukkig kan alleen worden dat de nodige kritische vragen zullen worden gesteld."

Of dat het geval zal zijn, is evenwel lang niet zeker. Tijdens een telefonische rondvraag bij de betrokkenen in het Parlement bleek dat de naam Sami-ul Haq nauwelijks een belletje deed rinkelen. Verschillende woordvoerders zeiden zelfs verbaasd te zijn over de gegeven toelichting en benadrukten dat ze niet over de middelen beschikken om dergelijke dingen uit te zoeken.

Heeft het Europees Parlement geen zicht op Sami-ul Haq? "De man", [illegible] "wordt niet persoonlijk uitgenodigd, hij maakt gewoon deel uit van een delegatie en is in zijn eigen land wettelijk verkozen. Bovendien spreken we hier wel vaker met mensen die er geheel andere standpunten op na houden dan wij, dan hoort ook, alleen via dialoog kan er vooruitgang worden geboekt."



■ Sami-ul Haq over Bin Laden: 'Osama heeft een erg goed karakter. Het zijn gewoon zijn vijanden die van hem een beest willen maken.' © AFP/Reuters

De Belgische overheid zei op de hoogte te zijn van de komst van Sami-ul Haq, maar aangezien de man over een diplomatiek paspoort beschikt, was er geen visumaanvraag nodig geweest.

Aanvankelijk was er voor gisteravond een diner gepland in het [illegible] Aziatische [illegible] bij de EU [illegible] lobbyen voor de rechten van de Kasjmiri. Toen men er daar achter kwam dat Sami-ul Haq tot de delegatie behoorde, [illegible] centrum te moeten afzien van de ontmoeting, omdat die in zijn [illegible] plaatsvinden. "Voor ons staan democratie en mensenrechten, dus ook rechten van vrouwen op de eerste plaats", aldus de directeur van het centrum.

De Pakistaanse delegatie zal in het Europees Parlement worden ontvangen door Neena Gill, een Britse parlementariër die hoofd is van de delegatie voor relaties met de landen van Zuid-Azië. Zij maakte gisteren [illegible] dat de delegatie werd uitgenodigd [illegible] "De delegatie [illegible] dat het parlement beter [illegible] onderzoek had moeten verrichten naar de identiteit van de bezoekers."

Raffarin in het nauw na tv-debacle Chirac

[illegible] genereus nog zware debatten over de grondwet voert. De oud-minister van Buitenland-

Europees Parlement schrapt ontmoetingen met 'peetvader van Taliban'

De peetvader van de Afghaanse Taliban, de Pakistaanse senator Sami-ul Haq, werd gisteren niet ontvangen door het Europees Parlement. Nochtans had die instantie eerder de delegatie van de commissie Buitenlandse Betrekkingen van de Pakistaanse Senaat, waar Haq deel van uitmaakt, uitgenodigd. 'We kunnen geen individuen tolereren die alles belichamen waar wij tegen zijn', aldus Neena Gill, hoofd van de delegatie van het Europees Parlement voor relaties met Zuid-Azië.

[illegible]
Catherine Vuylsteke

Aanvankelijk was een ontmoeting gepland tussen de delegatie en het hoofd van de commissie Buitenlandse Zaken van het Europees Parlement en ook met de delegatie die door Neena Gill werd voorgezeten. Eerdere plannen om ook de vice-voorzitter van het Europees Parlement, Gérard Onesta, te ontmoeten, waren afgevoerd omdat laatstgenoemde werd opgehouden in Kopenhagen.

Hoe kan het, zo vroegen wij ons af, dat het Europees Parlement ontmoetingen belegt met mensen zoals Sami-ul Haq, die bekend staat als goede vriend van Osama bin Laden en die de koranscholen op[illegible] leidt waar de Taliban werden gevormd, die vanaf midden jaren negentig een schrikbewind voerden waren in Afghanistan? Sami-ul Haq is leider van de extremistische JUI en medestichter van de MMA, een coalitie van vijf islamitische partijen die bij de parlementsverkiezingen van oktober 2002 10 procent van de stemmen wist om te zetten in 53 zetels. De MMA beschikt over een tweederdemeerderheid in het deelstaatparlement van de North West Frontier Province. Daar werd onlangs een verwoorde [illegible] voor een toepassing van de sharia in het strafrecht (met onder meer amputaties als straf). Tevens geldt dat het openbaar vervoer er vijf keer per dag geheel stilvalt voor het gebed.

Rondvragen bij parlementaire bronnen dinsdag gaven aan dat de betrokken instanties zich eigenlijk niet realiseerden wie Sami-ul Haq was en welke ideologie hij belijdt. Toen dat duidelijk werd, besliste men om alle geplande ontmoetingen met de Pakistaanse delegatie af te gelasten. Glazerochtend kwam de mededeling dat het "Europees Parlement de idealen van democratie, gelijkheid en mensenrechten hoog in het vaandel draagt en dat daarom geen mensen geaccepteerd kunnen worden die zichzelf buiten deze parameters plaatsen, aangezien zij alles vertegenwoordigen waar wij tegen gekant zijn".

Tegelijk gaf Gill toe dat ze zou "aanbevelen dat het parlement zijn systeem verbetert zodat het geheel op de hoogte zou zijn van de achtergrond van zijn bezoekers".

Het heeft overigens geen haar gescheeld of Sami-ul Haq mocht België niet binnen. De hele delegatie werd gedurende drie uur opgehouden in de luchthaven, maar vervolgens kreeg Sami-ul Haq toelating om 24 uur in België te verblijven. De reden voor de problemen was dat de man administratief gesignaleerd was, wat erop neerkomt dat hem de toegang tot het Schengengebied mag worden ontzegd. Die regel geldt evenwel alleen als het een buitengrens van Schengen betreft en de delegatie kwam uit Berlijn. Ook daar moet de douane de administratieve signalering hebben opgemerkt. Waarom de man dan toch werd toegelaten, is onbekend. Wel is duidelijk dat hij en de rest van de delegatie in Berlijn werden ontvangen door staatssecretaris voor Buitenlandse Zaken Jürgen Chrobog. Die ontmoeting werd evenwel in mineur gehouden en media aandacht werd geschuwd.

> **Pakistaanse senator Sami-ul Haq mocht 24 uur in België verblijven**

Sami-ul Haq toonde zich gisteren erg teleurgesteld over de afgelasting van de ontmoetingen in het Europees Parlement. "Wij wilden een brug slaan naar Europa en een boodschap van vrede brengen, maar werden erg slecht behandeld door de EU. We zijn bijzonder geschokt, maar we hebben een groot hart."

Gisteravond reisde het gezelschap door naar Groot-Brittannië en vervolgens naar Ierland. Welke ontmoetingen daar gepland waren, en of die plaats zouden vinden, is nog onduidelijk. Wel is het zo dat de premier van de Indiase deelstaat Gujarat, Mehdi, enige weken terug een visum voor Groot-Brittannië werd geweigerd omdat hij als deelstaatpremier medeverantwoordelijk wordt geacht voor het bloedbad in Gujarat een paar jaar geleden, waarbij zo'n 2.000 burgers stierven. Of Sami-ul Haq beter zal worden ontvangen dan Mehdi, valt nog af te wachten.



INTERVIEW ■ SAMI-UL HAQ, 'DE GOEDE VRIEND VAN OSAMA BIN LADEN'

'De Taliban zorgde voor vrede en de vrouwen waren veilig'

[illegible]
[illegible]
Catherine Vuylsteke

'We zijn het slachtoffer van propaganda, leugens en onbegrip.' Tenminste, dat vindt de peetvader van de Taliban, Sami-ul Haq. *De Morgen* had in Brussel een exclusief interview met hem. 'Er zijn in het christendom even goed fundamentalisten. Kijk maar naar de man die nu de nieuwe baas wordt van het Vaticaan.'

In Pakistan is de zogenaamde *Hudood Ordinance* van kracht, die stipuleert dat elke vorm van seks buiten het huwelijk, ook verkrachting, als overspel geldt en dus strafbaar is. De Pakistaanse Commissie voor de Status van de Vrouw, alsook huidig VN-Mensenrechtenrapporteur Asma Jahangir (voormalig voorzitter van de Pakistaanse Nationale Mensenrechtencommissie) noemen die wet de ergst denkbare aantasting van de rechten van vrouwen. Volgens Jahangir komen er dagelijks honderd vrouwen in de cel terecht, veelal wegens verkrachting. Sami-ul Haq is vicevoorzitter van de MMA. Die coalitie van islamitische partijen heeft gedreigd met nationale straatacties als de wet wordt herroepen.

Hoe motiveert u dat?

Sami-ul Haq: "Waar het ons op aankomt, is de bescherming van vrouwen. De islamitische wereld verschilt sterk van de Europese wereld. We moeten bruggen slaan. Het feit dat mensen die ons slecht gezind zijn een verkeerd beeld ophangen, helpt natuurlijk niet. De echte islam is er een van vrede."

Een van de eerste wetsvoorstellen die de MMA heeft ingediend betreft een verbod van vrouwen in publiciteit. Waarom eigenlijk?

"[illegible]. Vrouwen zijn kostbaar, zoals zeldzame bloemen, dat betekent dat je ze ook navenant moet behandelen."

De MMA heeft er tevens voor gezorgd dat de religie van burgers nu vermeld staat op de nieuwe Pakistaanse paspoorten, een maatregel die de religieuze strijd in het land volgens mensenrechtenorganisaties alleen maar zal doen toenemen. Waarom wilde u dat per se, als dat zelfs in Saudi-Arabië niet het geval is?

"Dat vinden jullie toch perfect? Op die manier kan je zien of het een moslim is die een bepaalde misdaad heeft begaan. Dat moet jullie politiewerk vergemakkelijken, niet?"

> **'Ik heb Bin Laden de laatste tijd niet meer gezien. Vroeger was hij een goede man'**

Het geweld tegen vrouwen in Pakistan is in 2004 nog toegenomen, zo blijkt uit het jaarrapport van de Nationale Mensenrechtencommissie, die dat mede toeschrijft aan de groeiende invloed van de religieuze extremisten. Wat vindt u daarvan?

"Er zijn in het christendom even goed fundamentalisten. Kijk maar naar de man die nu de nieuwe baas wordt van het Vaticaan. Daar heeft echt nooit niemand een probleem mee. Het is gewoon propaganda. Men zoekt manieren om ons te belasteren en alle leugens is schijnbaar goed. Maar met ons groot hart kunnen we dat vergeven."

De Taliban die Afghanistan hebben [illegible]. Wat vindt u van het beleid dat zij voerden?

"Het is niet zonder: het onze studenten [illegible] dat we verantwoordelijk zijn voor alles wat ze deden. Tegelijk vind ik dat het Taliban-beleid in de meeste opzichten erg goed was. Ze zorgden voor vrede, de opiumteelt was sterk teruggelopen en tegelijk genoten de vrouwen een erg grote bescherming."

Maar ze mochten niet werken en werden van onderwijs verstoken.

"Dat is buitenlandse propaganda."

Fundamenteel in de doctrine van de Taliban is de ondergeschiktheid van vrouwen aan mannen, wat vindt u daarvan?

"Vrouwen en mannen zijn beide mensen, [illegible] dat opzicht hebben ze dezelfde rechten. Maar in de islam hebben mannen en vrouwen verschillende plichten. Mannen hebben veel meer taken te vervullen, zij moeten de vrouwen en de kinderen van alles voorzien wat ze nodig hebben. Dat is een lastige zaak, daarom mogen ze meer verdienen dan de vrouwen. Vrouwen moeten beschermd worden, er mag geen geweld tegen hen worden gebruikt, ze moeten gerespecteerd worden, en dat gebeurt ook."

U staat bekend als een goede vriend van Osama bin Laden. Hoe gaat het met hem?

"Ik zou het niet weten, ik heb al een hele tijd geen contact meer met hem gehad. Vroeger, zo'n tien jaar geleden, heb ik hem erg goed gekend, toen het Westen hem nog niet diaboliseerde. Het was een goede man. Misschien is hij nu veranderd."

[illegible] worden in Irak haast dagelijks mensen vermoord vanuit een [illegible] jihad tegen de bezetting. [illegible]

ABC — (اعداد و شمار کی تصدیق شدہ اشاعت۔ پشاور، لاہور، اسلام آباد، ملتان، کراچی، حیدرآباد، مظفرآباد (آزاد کشمیر) سے شائع ہونے والا اخبار)

روزنامہ خبریں پشاور
Daily KHABRAIN

جلد 3 | جمعرات 11 ربیع الاول 1426ھ 21 اپریل 2005ء 9 بیساکھ 2061 بکرمی صفحات 12 قیمت 7 روپے | شمارہ 108

یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر اللہ کو) ہرا نہیں سکتے اور نہ اللہ کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔ (اے پیغمبر) ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ یہ (شدت کفر سے آپ کی بات) نہیں سن سکتے تھے اور نہ (آپ کو) دیکھ سکتے تھے۔ ہود 20

بلجیم حکام نے درخواست کے باوجود پاکستانی وفد کو سیکرٹریٹ کا دورہ کرنے کی اجازت نہ دی، سخت سکیورٹی میں ہوٹل سے ایئرپورٹ پہنچا دیا

سمیع الحق پر اعتراض، یورپی پارلیمنٹ کا پاکستانی وفد کو ملنے سے انکار

مشاہد حسین کی زیر قیادت سینیٹروں کا وفد کشمیر پر صورتحال سے آگاہ کرنے گیا تھا، سمیع الحق جیسے اسلامی انتہا پسند کے ہوتے پاکستانیوں سے ملاقات نہیں ہو سکتی: جیمز ایلس

مولانا سمیع الحق کے بغیر ہم نے خود ہی ملاقات سے انکار کر دیا، حکومت بلجیم سے معاملہ اٹھائیں گے: مشاہد، پاکستانی پارلیمنٹ کی توہین کی گئی ہے

برسلز ایئرپورٹ کا واقعہ مولانا سمیع الحق کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے

بلجیم حکومت نے پاکستانی پارلیمنٹ کی توہین کی: قاضی حسین احمد کی مذمت

بقیہ نمبر 5 // قاضی / مذمت

بقیہ نمبر 21 // مولانا سمیع الحق

Daily MASHRIQ Peshawar
روزنامہ مشرق پشاور
عہدِ نو کے بانی سید تاج میر شاہ
مسلسل اشاعت کے 38 سال
ABC CERTIFIED
پشاور، اسلام آباد سے بیک وقت شائع ہونے والا کثیر الاشاعت قومی اخبار
جلد 38 جمعرات 11 ربیع الاول 1426ھ 21 اپریل 2005ء 9 بیساکھ 2062 بکرمی

سمیع الحق برسلز میں گرفتار، وزیر اعظم کی درخواست پر رہا

جے یو آئی (س) کے سربراہ وفد کے ہمراہ ہوائی اڈے پر پہنچے تو حکام نے حراست میں لے لیا، سمیع الحق پر طالبان کے حامی ہونے اور دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہونے کا الزام

یورپی پارلیمنٹ انسانی حقوق اور جمہوریت کی علمبردار ہے، سمیع الحق کو قبول نہیں کر سکتے، نینا گل، یورپی پارلیمنٹ نے ملاقات منسوخ کر دی، مجلس عمل کا واقعہ پر احتجاج

برسلز (مانیٹرنگ ڈیسک) پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مشاہد حسین کی قیادت میں یورپی ممالک کے دورے پر جانے والے سینٹ کے وفد کے رکن اور جمعیت العلماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کو برسلز میں ائیرپورٹ حکام نے حراست میں لے لیا جنہیں وزیر اعظم شوکت عزیز کی درخواست پر بعد میں رہا کر کے ہوائی اڈے سے باہر آنے کی اجازت دی گئی۔ پی ٹی وی کے برسلز میں موجود نمائندے کے مطابق سینیٹر مشاہد حسین سید کی سربراہی میں جرمنی سے بیلجیم جانے والا وفد جب برسلز ائیرپورٹ پر پہنچا تو مولانا سمیع الحق کو برسلز حکام نے حراست میں لے لیا اور ان کے بارے میں یہ کہا گیا کہ مولانا سمیع الحق طالبان کے حامی تھے (بقیہ 56 صفحہ 10)



بقیہ نمبر 56 مولانا سمیع الحق گرفتاری

حکام نے ان پر دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہونے کا بھی الزام لگایا۔ سیکورٹی حکام نے مولانا سمیع الحق کے طالبان اور افغان جنگ کے حق میں فتویٰ کو بھی ان کی گرفتاری کی وجہ بتایا۔ وفد کے سربراہ مشاہد حسین سید کی تمام تر کوششوں کے باوجود برسلز حکام نے مولانا سمیع الحق کی رہائی سے انکار کر دیا جس پر سینیٹر مشاہد حسین نے وزیر اعظم شوکت عزیز سے رابطہ کیا۔ وزیر اعظم شوکت عزیز کی درخواست پر بیلجیم کے حکام نے مولانا سمیع الحق کو تین گھنٹے حراست میں رکھنے کے بعد بالآخر ائیرپورٹ سے باہر آنے کی اجازت دی۔ لیکن انہیں کسی بھی تقریب میں شامل کرنے اور تقریر کرنے سے روک دیا گیا۔ یورپ کے دورے پر جانے والے وفد میں مولانا سمیع الحق، مشاہد حسین کے علاوہ پروفیسر خورشید، سردار مہتاب خان عباسی، مسز گلشن سعید اور عبداللطیف کھوسو شامل ہیں۔ یورپی پارلیمنٹ میں برطانوی رکن نینا گل کے مطابق یورپی پارلیمنٹ انسانی حقوق اور جمہوریت کی علمبردار ہے، ہم سمیع الحق کو قبول نہیں کر سکتے۔ دریں اثناء یورپی پارلیمنٹ نے پاکستانی وفد سے ملاقات بھی منسوخ کر دی۔ ادھر مجلس عمل نے واقعہ پر شدید احتجاج کیا ہے۔ ایم ایم اے کے صدر قاضی حسین احمد نے پاکستان کے پارلیمانی وفد کی برسلز ہوائی اڈے پر کی جانے والی توہین کو جنرل پرویز مشرف کی امریکہ کے ساتھ وفاداری پر مبنی پالیسی کا نتیجہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ قومی حکمرانوں کی مغربی طاقتوں کو خوش کرنے کے لئے اپنے عوام کی خواہشات کے علی الرغم وضع کی گئی پالیسی ناکام ہو گئی ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ برسلز ائیرپورٹ پر پارلیمنٹ کے ممبر سینیٹر مولانا سمیع الحق کو سرکاری وفد میں شمولیت کے باوجود روکے جانے کا واقعہ قوم کی آنکھیں کھولنے کے لئے بھی کافی ہے کہ وہ اپنے کیمپ کو چھوڑ کر جتنا بھی حکومت کے قریب ہونے کی کوشش کریں گے اس پر حکومت امریکہ طالبان کے یورپی اور مغربی ممالک اعتبار نہیں کریں گے

روزنامہ ایکسپریس پشاور

اسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور سرگودھا سے بیک وقت شائع ہونے والا واحد قومی روزنامہ

جلد 3 شمارہ 197 جمعۃ المبارک 12 ربیع الاول 1428ھ 22 اپریل 2005ء، فون 5260578-9 فیکس 5262760 صفحات 12 قیمت 5 روپے

سینیٹ کے معزز رکن سے نامناسب رویہ، ایوان شدید مذمت کرتا ہے، حکومت بیلجیئم سے سرکاری سطح پر احتجاج کرے تاکہ مستقبل میں ایسا واقعہ پیش نہ آئے، قومی اسمبلی میں متفقہ قرارداد منظور

سمیع الحق سے ناروا سلوک

پاکستان کا یورپی یونین، بیلجیئم اور ہالینڈ سے شدید احتجاج

تینوں سفیروں کی دفتر خارجہ میں الگ الگ طلبی، بیلجیئم حکومت کا طرز عمل، انسانی حقوق اور سفارتی اقدار کے منافی ہے، دفتر خارجہ: یورپی یونین سخت نوٹس لے گی، ہالینڈ

قومی اسمبلی میں قرارداد شیر افگن نیازی نے پیش کی، زیادہ وقت نہ ملنے پر اپوزیشن کا علامتی بائیکاٹ: جے یو آئی (س) کا 29 اپریل کو احتجاج کا اعلان: ملک وقوم کی توہین ہے، فضل الرحمن

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی، نیوز ایجنسیاں) پاکستان نے سینیٹر سمیع الحق سے ناروا سلوک پر یورپی یونین، بیلجیئم اور ہالینڈ کے سفیروں کو طلب کر کے شدید احتجاج کرتے ہوئے اسے بلاجواز اور مکمل طور پر ناقابل برداشت قرار دیا جبکہ قومی اسمبلی نے مذمتی قرارداد منظور کی ہے۔ جمعرات کو دفتر خارجہ نے ایک بیان میں کہا کہ پاکستان نے گزشتہ روز یورپی یونین، بیلجیئم اور یورپی یونین کے موجودہ صدر ملک ہالینڈ کے سفیروں کو دفتر خارجہ میں الگ الگ طلب کر کے احتجاج کیا گیا۔ تینوں سفیروں سے کہا گیا کہ ایک بڑی سیاسی پارٹی کے رہنما سے یورپی پارلیمنٹ کے امتیازی سلوک پر پاکستان کو انتہائی افسوس ہے کیونکہ وہ سینیٹ میں اپنے ملک کی نمائندگی کر رہے تھے۔ بیلجیئم حکومت کا طرز عمل، قانون کی حکمرانی، انسانی حقوق اور سفارتی اقدار کے منافی ہے۔ ہالینڈ کے سفیر نے واقعہ کو افسوسناک تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ یورپی یونین اس پر سخت نوٹس لے گی۔ دفتر خارجہ کے (باقی صفحہ 5 نمبر 5)

بقیہ نمبر

[illegible] ہوتی۔ عمران خان نے کہا کہ یورپی دنیا میں پاکستان کو ہمیشہ انتہا پسند ملک پیش کیا جاتا ہے لہٰذا خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ وزیر مملکت برائے خارجہ امور خسرو بختیار نے ایوان کو بتایا کہ [illegible] طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کرایا گیا ہے۔ اپوزیشن ارکان نے اظہار خیال کیلئے زیادہ وقت نہ ملنے پر علامتی بائیکاٹ کیا جبکہ قرارداد کی منظوری کیلئے انہیں واپس بلا لیا گیا۔ بعد ازاں پارلیمنٹ ہاؤس میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے اپوزیشن لیڈر فضل الرحمن نے کہا کہ سمیع الحق سے یورپی یونین کا ناروا سلوک ملک وقوم کی توہین ہے ہم اس پر شدید احتجاج کرتے ہیں یہ اسلام دشمن پالیسیوں کی ایک کڑی کا تسلسل ہے۔ [illegible] جمعیت علمائے اسلام (س) نے آئندہ جمعہ (29 اپریل) کو ملک بھر میں یورپی یونین کے خلاف احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ یورپی یونین کے دفاتر کے سامنے دھرنا بھی دیا جائیگا اور یہ احتجاج معافی مانگنے تک جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ساتھ دینے پر ہم تمام سیاسی جماعتوں کے مشکور ہیں جبکہ وزیر اعظم نے بھی مکمل حمایت کی یقین دہانی کرائی۔

اسلام آباد اور کراچی سے بیک وقت شائع ہونے والا عوامی امنگوں کا بیباک ترجمان
صفحات 8 قیمت 6 روپے

The Daily KAINAAT Islamabad

بانی سید مقبول حسین شاہ

روزنامہ کائنات اسلام آباد

چیف ایڈیٹر سید وقار حسین شاہ

جلد 7 | جمعۃ المبارک 22 اپریل 2005ء 12 ربیع الاول 1426ھ 10 بیساکھ 2061ب | شمارہ

کائنات: 36

حتفہ قرارداد پیش کی جائے گی۔ مولانا شاہ عبدالعزیز نے کہا کہ دمشق میں ہمارے وفد کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے وہ افسوسناک ہے۔ مولانا سمیع الحق ... [illegible]

... [illegible] ... حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ... حکومت سے اس پر احتجاج کیا جائے۔ ... [illegible]

... [illegible] ... مسلمانوں کے خلاف تعصب ہے اسی تعصب کی وجہ سے ... ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ وزیر ... نے کہا کہ ہم کل کے واقعہ ...

... [illegible] ...

کیا جائے ... ہمیں قطعی قبول نہیں ہے اگر ... اندر ... کریں گے تو اس ... کا ... ملک اور معاشرے ... کسی ... ملک کے ... وہ ایسا رویہ اختیار کرے۔ وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن نے دمشق کے واقعہ کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کیلئے رولز معطل کرنے کی تحریک ایوان میں پیش کی۔ اپوزیشن نے اس پر احتجاج کیا اور اس مسئلے پر بحث کرنے کی اجازت چاہی۔ ڈپٹی سپیکر نے کہا کہ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ ... نے کہا کہ ... پاکستان کا ... کیا جا رہا ہے۔ ... رولز معطل کرنے کی تحریک ایوان میں منظوری کیلئے پیش کی جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا ... وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی نے ایوان میں قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا ہے کہ ... ایوان ... پیش آنے والے واقعہ کی ... مذمت کیا ... ہماری جماعت کے وفد کے ساتھ ... کی حکومت نے انتہائی ... رویہ اختیار کیا ... کے ساتھ ... کی ... منسوخ کی گئی ... سربراہ مولانا سمیع الحق کے ساتھ ... رویہ اختیار کیا گیا ہے حکومت پاکستان کو ... کی حکومت کے ساتھ سرکاری طور پر اس پر احتجاج کرنا چاہئے تاکہ مستقبل میں کسی پارلیمانی وفد کے ساتھ اس قسم کا واقعہ پیش نہ آئے۔ اس موقع پر اپوزیشن کے ارکان ایوان سے ... واک آؤٹ کر گئے ... حسین ... نے کہا کہ اپوزیشن کی غیر موجودگی میں قرارداد پاس نہ کی جائے اس سے بیرونی دنیا میں اچھا پیغام نہیں جائے گا۔ اپوزیشن کے ارکان کو بات کرنے دی جائے اس موقع پر اپوزیشن کے ارکان ایوان میں واپس آ گئے۔ خارجہ کے وزیر مملکت مخدوم خسرو بختیار نے ایوان کو بتایا کہ اس واقعہ کا سخت نوٹس لیا گیا ہے ... کے سفیر کو دفتر خارجہ طلب کر کے ... حکومت نے اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا ہے۔ ہم اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں ... کے ... اپنے خدشات سے آگاہ کیا جائے گا۔ ان کا موقف بھی سنا جائے گا ... رپورٹ دی جائے گی۔ ڈپٹی سپیکر نے اس موقع پر قرارداد ایوان میں پیش کی جسے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔

پشاور اور لاہور سے بھی شائع ہوتا ہے

DailyAL-AKHBAR Islamabad www.alakhbar.com.pk

روزنامہ
اسلام آباد
پاکستان
الاخبار
ایڈیٹر انچیف: غلام اکبر

جلد 11 | جمعۃ المبارک 12 ربیع الاول 1426ھ 22 اپریل 2005ء 9 بیساکھ 2061ب | شمارہ 208

بیلجیئم، یورپی یونین اور ہالینڈ کے سفیروں کی دفتر خارجہ طلبی، احتجاجی مراسلہ دیا گیا، بیلجیئم کے ذرائع ابلاغ کی سنسنی خیزی کا بھی نوٹس

پارلیمان کا احتجاج، اسمبلی میں متفقہ قرارداد مذمت

مولانا سمیع الحق سے ناروا سلوک

یورپی پارلیمنٹ کی طرف سے مولانا سمیع الحق کیساتھ ملاقات سے انکار بلا جواز اور ناقابل برداشت ہے، بیلجیئم حکومت کا طرز عمل قانون کی حکمرانی، انسانی حقوق اور مسلمہ سفارتی اقدار کے منافی ہے، دفتر خارجہ

پارلیمانی وفد سے ... ناقابل برداشت ... روشن خیال اعتدال پسندی کی پالیسی بے نقاب ہو گئی ہے، مولانا سمیع الحق کے ساتھ رویہ مسلمانوں سے تعصب کا اظہار ہے، ارکان

اسلام آباد (اے پی پی) پاکستان نے یورپین پارلیمنٹ کی طرف سے مولانا سمیع الحق سے ملاقات سے انکار پر شدید احتجاج کیا ہے ... بلا جواز اور مکمل طور پر ناقابل برداشت

باقی صفحہ 7 نمبر 15

اسلام آباد (این این آئی) قومی اسمبلی نے پاکستان کے پارلیمانی وفد سے برسلز میں اختیار کیے گئے نامناسب رویے کے خلاف متفقہ قرارداد منظور کر لی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا

باقی صفحہ 7 نمبر 16

بقیہ | قرارداد مذمت | 16

کیا ہے کہ وہ اس معاملے پر بیلجیئم کی حکومت سے باضابطہ احتجاج کیا جائے تاکہ مستقبل میں اس قسم کا واقعہ نہ ہو سکے ... [illegible]

HE DAILY DIN RAWALPINDI NPR-173

لاہور/کراچی/راولپنڈی/اسلام آباد سے بیک وقت شائع ہونے والا قومی اخبار

روزنامہ راولپنڈی

دن

Daily DIN Rawalpindi

جمعۃ المبارک 12 ربیع الاول 1426ھ 22 اپریل 2005ء 10 بیساکھ 2061ب صفحات 12 قیمت 5 روپے | شمارہ نمبر 34

19 عمران خان

دفاع افغانستان و پاکستان کونسل
ایک اہم تاریخی جدو جہد

(دفاع افغانستان و پاکستان کونسل)

جہاد افغانستان کے تحفظ کیلئے ایک اہم تاریخی جدو جہد

افغانستان پر عالمی دہشت گردی کا ایک اہم موڑ

مولانا سمیع الحق کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ میں متحدہ اسلامی کانفرنس ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء

دفاع افغانستان کونسل کی تشکیل اہمیت مثبت اثرات اور اتحاد امت کا ایک تاریخی تجربہ ہمارے لیے تھا۔ کئی اہم فتوحات کا دروازہ بن سکتا تھا اس نے انقلاب آفرین اقدامات کئے مگر کچھ طالع آزما لوگ اسے گوارا نہ کر سکے اور اسے ایم ایم اے کے شکل میں مفاداتی سیاست کا ذریعہ بنا گئے۔ آج پاکستان اور امت کو درپیش حالات میں ایسے پلیٹ فارم کی حیثیت روح اور شہ رگ سے کم نہیں اس لئے اس کی کچھ تفصیلات یہاں دئے جا رہے ہیں:-

> مکتوبات مشاہیر میں جگہ جگہ اس کونسل کا ذکر آیا ہے۔ افغانستان پر عالمی دہشت گردی کے اس اہم موڑ پر یہ کونسل امت کی یکجہتی اتحاد اور مسلسل جدو جہد کا ایک اہم پلیٹ فارم ثابت ہوا مناسب ہے کہ اس کے محرکات اور تاسیس اعلامیہ اور قراردادوں کو اس کتاب کا حصہ بنایا جائے۔ (مرتب)

جنوری ۲۰۰۱ء کے آغاز میں جب سلامتی کونسل نے امریکہ کے دباؤ پر افغانستان کے مظلوم اور مقہور مسلمانوں پر اقتصادی پابندیوں کا اعلان کیا۔ تو افغانستان کے علماء طلبا اور عامۃ المسلمین کے ساتھ ساتھ پاکستان کے علماء' طلباء اور علمۃ الناس میں اضطراب اور بے چینی کی لہر پیدا ہوگئی۔ علماء' طلباء اور مسلمانان پاکستان اس المناک صورتحال پر سوچ رہے تھے لیکن کوئی مثبت اور اجتماعی نتیجہ سامنے نہ آ سکا۔ اگر چہ دینی سیاسی اور جہادی جماعتوں کے قائدین نے انفرادی طور پر صدائے احتجاج بلند کرنا شروع کیا لیکن انفرادی کوششیں یقیناً زیادہ موثر نہیں ہوتیں۔

تو ان نازک حالات میں اکثر علماء ور دینی طبقات کی نگاہیں حسب سابق قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی شخصیت پر مرکوز ہوگئی تھیں۔ کیونکہ گزشتہ ادوار میں جب کبھی بھی دشمنان اسلام اور عالم استعمار کی جانب سے عالم اسلام کے خلاف کوئی قومی بین الاقوامی اور ملی واقعہ رونما ہوا تو اس کے خلاف قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے بروقت قدم اٹھایا۔ اور اس موقع پر تو خاص طور سے لوگ توقع کر رہے تھے کیونکہ جہاد افغانستان اور تحریک طالبان میں مولانا سمیع الحق صاحب اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ تو لوگوں کو قوی امید تھی کہ مولانا سمیع الحق اس عظیم ظلم و بربریت کے خلاف قدم اٹھائیں گے۔

لہٰذا قائد جمعیت نے حسب سابق اللہ کا نام لیکر ملک بھر کے دینی سیاسی اور جہادی تنظیموں سے رابطوں کا آغاز کیا اور متحدہ اسلامی کانفرنس کے نام سے ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء بروز بدھ صبح ۱۰ بجے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ایک اجتماع کا اعلان کیا۔ ان کی یہی سوچ تھی کہ عالمی استعماری مغربی قوتوں کا اور افغانستان کے اس بحران کا انفرادی طور پر مقابلہ مشکل ہے ویسے بھی قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قومی وملی امور پر الگ پرواز کرنے کے قائل نہیں ہیں ہمیشہ وہ اجتماعیت کو ترجیح دیتے ہیں اور رہا بھی ایسا ہی کہ ہر موقع پر انہوں نے مسلکی اور جماعتی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایک میز پر تمام دینی' جہادی اور سیاسی قوتوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ متحدہ شریعت محاذ

'متحدہ دینی محاذ متحدہ علماء کونسل اور فرقہ واریت کے خلاف ملی یکجہتی کونسل کا قیام اسکا بین ثبوت اور واضح مثالیں ہیں جبکہ ان کی مخلصانہ اور دردمندانہ کاوشوں کومحسوس کرکے ملک کی دینی وملی جماعتوں اور مختلف مکاتب فکر نے فکری اور سیاسی اختلافات کے باوجود حضرت مولانا پر اعتماد کرتے ہوئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا۔

اس بار بھی مولانا سمیع الحق صاحب اس مقدس جدو جہد میں کامیاب ہو گئے اور الفضل للمتقدم کی سعادت حاصل کی اور پاکستان کی تمام دینی اور جہادی جماعتوں کے سربراہان بنفس نفیس اجلاس میں شریک ہوئے۔ بظاہر اس اجتماع میں قائدین کی شرکت زیادہ متوقع نہیں تھی اس لئے کہ یہ اجتماع دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد ہو رہا تھا جو ایک دور افتادہ علاقہ میں واقع ہے۔ اور پھر اتفاقاً اس دن شدید سردی اور دھند نے بھی پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ لیکن اللہ کے فضل وکرم سے تمام قائدین پہنچ گئے اور اجلاس تاریخ ساز حیثیت کا حامل ثابت ہوا۔ اس اجتماع میں قائد جمعیت نے ایک قومی اور ملی مسئلہ ہونے کے ناطے پاکستان کی دو بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ کے اعجاز الحق' چوہدری شجاعت' راجہ ظفر الحق' میاں محمد اظہر' اور پی پی پی کے نصیر اللہ بابر وغیرہ سے بھی رابطہ کیا اور ان کو اس اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ لیکن ان دونوں جماعتوں نے امریکہ اور اقوام متحدہ کو ناراض کرنا گوارا نہیں کیا اور اجلاس میں شریک نہیں ہوئے۔

ایک دو جماعتوں کے سربراہان اکوڑہ خٹک کے اجلاس میں کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ مگر بعد کے اجلاسوں میں شرکت کرکے کونسل کے مستقل رکن بن گئے۔ یہاں کونسل کی اب تک کی کارکردگی' مقاصد' ایجنڈا اور قراردادیں یکجا شائع کی جارہی ہیں تاکہ ملک وملت کے دردمندوں کے سامنے ساری تفصیلات آسکیں۔

(دعوت نامہ)

مخدومی ومحترمی جناب ____________ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' خدا کرے مزاج گرامی بالخیر ہوں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ عالمی دہشت گرد امریکہ نے بالآخر افغانستان پر مزید ان گنت پابندیاں عائد کردیں اور اس کام میں سلامتی کونسل میں شامل روس' بھارت' اسرائیل سب طاغوتی اسلام دشمن قوتوں نے مکمل اتفاق کا مظاہرہ کیا جبکہ کشمیر اور ارض مقدس میں فلسطین اور القدس میں مظلوم مسلمانوں کے قتل عام پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل نہ صرف خاموش بلکہ شریک جرم ہیں۔ اور ادھر پورا عالم اسلام اور اس کے نمائندے پوری بے بسی سے یہ تماشا دیکھتے جارہے ہیں۔ ارشاد نبویؐ الکفر ملۃ واحدۃ کا پورا ظہور اس طرح ہوا کہ افغانستان کے بارے میں دو ازلی دشمن امریکہ اور روس ایک ہو گئے۔ بھارت اسرائیل اور پورا یورپ بھی اس شیطانی گٹھ جوڑ میں اکھٹے اور پیش پیش ہیں یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے نہیں کہ وہاں ایک غیور مجاہد ملت مسلمہ کی عزت رفتہ و شوکت کا نشان بن چکا ہے یعنی مجاہد اعظم اسامہ بن لادن کو طالبان نے پناہ دی ہے اور یا اس وجہ سے کہ وہاں طالبان کیوں حکمران بن گئے ہیں بلکہ وہ افغانستان میں نافذ ہونے والے اللہ کے دین شریعت اور اسلام کو ایک لحہ برداشت نہیں کرسکتے اور ہر قیمت پر خلافت کے منہج پر قائم ہونے والی نوزائیدہ سٹیٹ کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے کہ طالبان کی حکومت عالمی استبداد کے علمبردار امریکہ کے مذموم مقاصد اور ہدایات کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیک رہے جبکہ باقی عالم اسلام عملاً سیاسی اقتصادی اور معاشرتی لحاظ سے غلام بن چکا ہے امریکہ عراق' لیبیا' اور دیگر ممالک پر بھی اس سے قبل ظالمانہ ہتھکنڈے استعمال کرتا چلا آرہا ہے مگر اس کی بنیاد تیل اور دیگر مادی وسیاسی مفادات تھے افغانستان بے بس مظلوم اور اجڑا ہوا کھنڈر ہے اس کے پاس نہ تیل ہے نہ دیگر وسائل مگر اس کا جرم صرف اور صرف نفاذ اسلام ہے۔

اب ایسے حالات میں ہم کو سوچنا ہے کہ کیا اس صورتحال سے نمٹنا صرف طالبان یا ان کے امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی ذمہ داری ہے یا عنداللہ۔ ہم سب کی بھی کچھ مسئولیت خداوندی ہے اگر امارت اسلامی افغانستان کا یہ ابتدائی کمزور سا ڈھانچا عوام پر بے پناہ مصائب کے ڈھالنے کی وجہ سے زمین بوس ہوگیا اور نفاذ اسلام کے نوخیز شجر مبارک کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا گیا تو مستقبل قریب یا بعید میں کہیں بھی اس کے پھلنے پھولنے کی توقع کی جاسکتی ہے؟ وقت کا تقاضہ ہے کہ علماء مشائخ زعمائے ملک وملت اور اسلام سے درد رکھنے والے تمام اہل حل وعقد اور ارباب دانش کہیں سر جوڑ کر بیٹھ جائیں۔ اور سیاسی گروہی اور وقتی وابستگیوں سے بالاتر ہوکر اس کا جائزہ لیں اور اسکے توڑ اور تدارک کیلئے لائحہ عمل طے کرسکیں اگر پاکستان کے دینی اور جہادی زعما اہل دانش اور اصحاب درد نے اجتماعی نوٹس نہ لیا تو اسی صورتحال کا اولین نشانہ پاکستان کی اسلامی ریاست دینی تشخص اور خاص طور سے اسمیں قائم دینی ادارے، مدارس، خانقاہیں اور جہادی قوتیں بنیں گی۔ واللہ اعلم

ان حالات میں ناچیز نے وسائل نہ ہونے کے باوجود خالصتاً لرضاء اللہ سیاسی اور جماعتی وابستگی سے بالاتر ہوکر ملک کی اہم شخصیات اور جماعتوں کا اہم اجلاس منعقد کرنے کا ارادہ کرلیا ہے کہ ہم سب مل بیٹھ کر عنداللہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔ یہ اجلاس ان شاء اللہ 10 جنوری ۲۰۰۱ء بروز بدھ صبح ۱۰ بجے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ہوگا۔ اگرچہ دورافتادہ مقام ہونے کی وجہ سے شرکت میں کچھ دقت ہوگی مگر ایک اہم دینی تعلیمی ادارہ جہاد افغانستان اور طالبان سے بہت عمیق تعلق کی وجہ سے دارالعلوم میں ہونیوالے اجلاس کی دینی، روحانی، اور عالم کفر کیلئے ایک سیاسی اہمیت ہوگی۔ اور اس زحمت کا آپ کو اجر ملے گا۔ اس عاجزانہ مگر مخلصانہ دعوت کو قبول کرتے ہوئے شمولیت کی اطلاع سے نوازیں گے۔

والسلام (مولانا) سمیع الحق سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

ایجنڈا

متحدہ اسلامی کانفرنس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء ۱۵ شوال المکرم ۱۴۲۱ھ بروز بدھ

کانفرنس میں زیر بحث نکات وموضوعات

۱۔ افغانستان پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی تازہ پابندیاں۔

۲۔ مسلمانوں کی امریکہ کے بارے میں ممکنہ جوابی اقدامات اور اس کیلئے لائحہ عمل۔

۳۔ افغانستان پر دوبارہ ممکنہ امریکی حملوں کی صورت میں ہمارے فرائض۔

۴۔ افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف عالم کفر (امریکہ، روس، بھارت، اسرائیل اور یورپ کا اتحاد اور ریشہ دوانیاں۔

۵۔ کیا عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی حفاظت صرف طالبان کا یا پوری ملت مسلمہ کا فریضہ ہے؟

۶۔ فلسطین اور بیت المقدس میں اسرائیل کی منظم جارحیت اور مظالم۔
۷۔ اقوام متحدہ (امریکہ) کی طرف سے لیبیا پر پابندیوں کی معیاد میں حالیہ توسیع۔
۸۔ چیچنیا اور سنٹرل ایشیاء کی اسلامی ریاستوں میں روس کے مظالم۔
۹۔ کشمیر میں بھارت کے جبر وظلم کا توڑ کیسے ہو اور تازہ صورت حال۔
۱۰۔ پاکستان کو عالم کفر کے سیاسی اقتصادی دباؤ سے نکالنے اور دفاعی صلاحیتوں سے محروم کردینے کی کوششوں کا توڑ۔
۱۱۔ پاکستان کے دینی مدارس جہادی تنظیموں اور دینی وملی تشخص کو قائم اور مضبوط رکھنے کیلئے لائحہ عمل
۱۲۔ اس اجتماع سے باضابطہ مثبت نتائج حاصل کرنے کی صورتیں۔
۱۳۔ عالم اسلام کے خلاف اس عالمی دہشت گردی کے بارے میں کوئی مشترکہ دفاعی کونسل محاذ یا ادارہ قائم کرنے پر غور۔

خطبہ استقبالیہ

نحمده تبارک و تعالیٰ و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم و علی اله و اصحابه و أتباعه اجمعین.

حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، راہنمایان ملت اور زعماء قوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! سب سے پہلے آپ سب بزرگوں، حضرات اور احباب کا شکر گزار ہوں کہ شدید سردی کے اس موسم میں گوناگوں مصروفیات سے صرف نظر کرتے ہوئے ملک کے دور دراز علاقوں سے ہماری دعوت پر اس دیہاتی ماحول میں تشریف لائے اور عالم اسلام کیخلاف استعماری قوتوں کے فرعونی عزائم کی سنگینی کو محسوس کرنے کیساتھ ساتھ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے حوالہ سے دینی حمیت کا مظاہرہ فرمایا۔

مجھے احساس ہے کہ ہم آپ حضرات کے شایان شان میزبانی کا اہتمام کسی طرح بھی نہیں کرسکیں گے اس لئے تمام انتظامی کوتاہیوں پر معذرت چاہتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ آپ بزرگ اس عظیم مشن اور ہدف کی خاطر ہمارے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر سے نوازیں اور ہمارے اس مل بیٹھنے کو اسلام، عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے بہتر مستقبل کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

حضرات گرامی قدر!

اس وقت عالم اسلام کو دنیا کے مختلف حصوں میں جس قدر مشکلات، خلفشار اور مسائل ومصائب کا سامنا ہے انکو سامنے رکھا جائے تو ان سب کے پیچھے ایک بات قدر مشترک کے طور پر دکھائی دیتی ہے کہ امریکی استعمار اور اسکے حواری طے شدہ منصوبے اور منظم پروگرام کے تحت امت مسلمہ کو استعماری شکنجے میں جکڑے رکھنے اور اس کو اپنے وسائل اور صلاحیتوں سے محروم کر کے مستقل غلامی کے جال میں قابو کرنے کیلئے اپنی تمام تر قوتوں، وسائل اور توانائیوں کو وقف کر چکے ہیں۔

دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے مسلم ملک انڈونیشیا کے روزافزوں خلفشار کا مسئلہ ہو، مشرق وسطیٰ میں عربوں سے تیل کی دولت طاقت کے زور سے ہتھیا لینے کی بات ہو، جنوبی ایشیا میں پاکستان کو اس کے نظریاتی تشخص، ایٹمی توانائی اور عسکری قوت سے محروم کردینے کی تگ ودو ہو یا جہاد افغانستان کے نظریاتی اور منطقی نتائج کی امین طالبان حکومت کو بے دست وپا کر کے امریکی عزائم کے سامنے جھکا دینے کی مذموم مہم ہو، ان سب کے پیچھے امریکہ اپنی پوری شیطانی قوت کے ساتھ رقصاں دکھائی دیتا ہے اور اقوام متحدہ اور مغربی

ممالک امریکہ کے بے دام غلام کی طرح اس کے مکمل آلہ کار کا روپ دھار چکے ہیں اور اب تو مشرق وسطی میں فلسطینی مہاجرین کو ان کے علاقوں میں واپس جانے کے جائز حق اور بیت المقدس سے کلیتہً محروم کردینے کا واضح اعلان اور سلامتی کونسل کی قرارداد کے ذریعہ افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کرکے امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کردیا ہے۔

میں اس سلسلہ میں آگے بڑھنے سے قبل تاریخ کی اس عجیب ستم ظریفی کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ افغانستان کے دیندار اور غیور عوام نے روسی استعمار کی فوج کشی کے خلاف علم جہاد بلند کرکے لاکھوں جانوں کی بے مثال قربانیوں کے ساتھ سوویت یونین کو جو کھلے میدان میں شکست فاش دی ہے اس سے سب سے زیادہ فائدہ امریکہ نے اٹھایا ہے اور نہ صرف یہ کہ جہاد افغانستان کے نتیجہ میں روس کی شکست کے بعد امریکہ کی واحد عالمی چودھراہٹ قائم ہوئی ہے۔ بلکہ لاکھوں افغانوں کے خون کے صدقے جرمنی متحد ہوا ہے' یورپ کو اتحاد نصیب ہوا ہے۔ بالٹک ریاستوں کو آزادی ملی اور وسطی ایشیا کی ریاستیں کسی کوشش کے بغیر آزادی سے ہمکنار ہوئی ہیں اور پاکستان کو روسی جارحیت کے مسلسل خطرہ سے نجات ملنے کے ساتھ ساتھ اس کی گیارہ سو میل لمبی شمال مغربی سرحد محفوظ ہوگئی ہے۔ لیکن ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ جہاد افغانستان اور لاکھوں افغان عوام کے خون کو نقد کیش کرانے والے بیشتر ممالک اور اقوام خود ان افغان عوام کو ان کی جدوجہد اور قربانیوں کے منطقی ثمرات سے محروم کرنے پر تل گئی ہیں۔

حضرات محترم!

سلامتی کونسل نے امریکہ کے ایماء پر افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا جو اعلان کیا ہے وہ آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے۔ طالبان حکومت کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کی دیگر مسلم حکومتوں کی طرح اسلام کو زبانی جمع خرچ کا عنوان بنانے کی بجائے اپنے ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کا عزم کررکھا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کسی تخویف وتحریص یا ملامت کی پرواہ کئے بغیر مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اسی طرح طالبان حکومت نے مشرق وسطی میں امریکی افواج کی بلاجواز موجودگی اور بیت المقدس کے حوالہ سے امریکہ کے مذموم ومکروہ کردار کے خلاف احتجاج کرنے والے عظیم عرب مجاہد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنے سے انکار کرکے اسلامی حمیت اور افغان روایات کی پاسداری کا ثبوت دیا ہے لیکن اس کی پاداش میں انہیں بالکل اس طرح کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس طرح کی پابندیاں قریش مکہ نے جناب نبی اکرم ﷺ کو قتل کیلئے ان کے حوالہ نہ کرنے پر بنوھاشم کے خلاف لگائی تھیں اور انہیں مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں مسلسل تین سال تک محصور رہنا پڑا تھا۔ لیکن ان پابندیوں سے اسلام کا راستہ نہ اس وقت روکا جاسکا تھا اور نہ ہی آج روکا جاسکتا ہے۔

آج صورت حال یہ ہے کہ:

- ☆ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے' اس کی عسکری قوت کو مفلوج کرنے' سیاسی خلفشار سے دوچار کرنے اور معاشی طور پر عالمی اداروں کا دست نگر بنانے کیلئے مسلسل اور منظم کام ہورہا ہے۔
- ☆ افغانستان کی اسلامی حکومت کو بے بسی کی دلدل میں دھکیل کر اسے مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ مغرب کے ایجنڈے کو قبول کرے اور جہاد افغانستان کے نظریاتی اور منطقی نتائج سے دستبردار ہوجائے۔
- ☆ مشرق وسطی میں اسرائیل کے تسلط کو مستحکم کرنے اور عربوں سے اس کی بالادستی اور چودھراہٹ منوانے کیلئے امریکی راہنماؤں اور سفارت کاروں نے دن رات ایک کررکھا ہے۔
- ☆ امریکہ اور روس افغانستان کی اسلامی حکومت کو ناکام بنانے اور جنوبی اور وسطی ایشیاء میں کسی نئی اسلامی ریاست کے قیام کے

امکانات کو روکنے کیلئے متحد ہو گئے ہیں۔

☆ مجاہدین کشمیر اور کشمیری عوام کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط صبر آزما جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی در پردہ سازشیں اب اعلانیہ کوششوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔

☆ پاکستان کی دینی جماعتوں، دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کی کردار کشی کی جارہی ہے اور مغربی اداروں کی امداد سے چلنے والی این جی اوز کو بتدریج ملک پر مسلط کیا جارہا ہے۔

☆ مشرق وسطی کے تیل کے چشموں کو امریکہ اور اس کے حواریوں کی مسلح فوجوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے اور امریکی افواج کی موجودگی سے حرمین شریفین کی آزادی اور تقدس کو بھی خطرات لاحق ہو گئے ہیں مگر امریکہ اپنی اس مسلح دہشت گردی پر پردہ ڈالنے کے لئے مشرق وسطی کے ممالک کی خودمختاری کیلئے جدوجہد کرنے والے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی کردار کشی کی مکروہ اور مذموم مہم میں مصروف ہے۔

☆ لیبیا کے خلاف حال ہی میں پابندیوں کی مدت میں توسیع کر دی گئی ہے اور عراق کے عوام کے خلاف وحشیانہ پابندیاں بدستور جاری ہیں۔

☆ چیچنیا میں مظلوم مسلمانوں کے خلاف روس کی فوج کشی اور وحشیانہ مظالم پر اقوام متحدہ اور دیگر عالمی ادارے مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

☆ پاکستان کو سیکولر ریاست کی شکل دیکر عالم اسلام کی فکری قیادت میں اسکے کردار کو ختم کرنے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔

ان حالات میں دینی علوم کی ترویج اور جہاد افغانستان کے عظیم مرکز دارالعلوم حقانیہ میں ملک کی اہم دینی جماعتوں کے قائدین اور مختلف مکاتب فکر کے زعماء کا یہ اجتماع جہاں ملت اسلامیہ کی دینی حمیت وغیرت کا عنوان بن کر ملک بھر کے عوام کی توجہ اپنی جانب مبذول کئے ہوئے ہے وہاں ہمیں وقت کی نزاکت اور حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے دعوت عمل بھی دے رہا ہے۔

مہمانان ذی وقار!

ان حالات میں ہم یہاں جمع ہیں کہ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے حوالے سے امارت اسلامی افغانستان کی طالبان حکومت اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت پر دباؤ بڑھا کر انہیں امریکہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے پر مجبور کرنے کے لئے تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور دنیا کی مسلمان حکومتوں کی صورت حال یہ ہے کہ وہ انتہائی بے حسی اور بے بسی کے ساتھ امریکی عزائم اور اس کی اسلام دشمنی سے آنکھیں بند کئے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائے چلی جارہی ہیں اسلئے ہماری یعنی ملک کے دینی حلقوں کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے کہ امریکہ کے اس کھلم کھلا اسلام دشمن اور مسلم بیزار طرز عمل کے خلاف نہ صرف رائے عامہ کو بیدار ومنظم کرنے بلکہ مسلم حکمرانوں کو جھنجھوڑنے اور ہوش میں لانے کیلئے کوئی ٹھوس لائحہ عمل طے کریں۔ اور مشترکہ جدوجہد کا راستہ اختیار کریں اس حوالہ سے ہم موجودہ حالات میں عملاً جو کچھ کر سکتے ہیں اس کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش خدمت ہے۔

(۱) بیت المقدس اور افغانستان کے حوالہ سے امریکہ کے موجودہ کردار اور سلامتی کونسل کی افغانستان کے خلاف حالیہ قرارداد کو مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ قرار دے کر ملت اسلامیہ کو اس کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے۔

(۲) دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کو امریکی عزائم کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا جائے اور اس مقصد کیلئے کم از کم اسلام آباد میں مسلم ممالک کے سفیروں سے دینی قائدین کے بھرپور وفد کی ملاقات کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) رائے عامہ کو منظم کرنے اور عوامی احتجاج کو آگے بڑھانے کے لئے مشترکہ فورم تشکیل دے کر مسلسل اور مربوط رابطہ عوام مہم کا آغاز کیا جائے۔

(۴) امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جائے۔

(۵) طالبان کی اسلامی حکومت کی مالی امداد کیلئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو توجہ دلائی جائے اور اس سلسلہ میں عوام کو ترغیب دی جائے کہ وہ براہ راست افغان سفارت خانہ سے رابطہ کر کے افغان بھائیوں کی بھرپور امداد کریں۔

(۶) افغانستان کی تعمیر نو اور وہاں سرمایہ کاری کیلئے کاروباری حضرات کو توجہ دلائی جائے

(۷) حکومت پاکستان پر واضح کر دیا جائے کہ اگر اس نے اقوام متحدہ کی پابندیوں کو عملاً بروئے کار لانے کی کوشش کی تو اسے ملک کے دینی حلقوں کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا بالخصوص سرحدات کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے نام نہاد مبصرین کی سرگرمیوں کو قبائل کے غیور مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے اور ان علاقوں میں آنے والے غیر ملکی مبصرین اور اہل کاروں کی جان کے تحفظ کی ضمانت دینا مشکل ہو جائے گا اس لئے حکومت پاکستان اس سلسلہ میں اپنے ملک کے عوام کے جذبات کو نظر انداز کر کے کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرے ورنہ نتائج کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

اس لئے میں آپ حضرات کی طویل سمع خراشی پر معذرت چاہتے ہوئے گزارش کر رہا ہوں کہ امت کی راہنمائی اور ملت کی قیادت کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مشترکہ لائحہ عمل اور پروگرام کی طرف راہنمائی فرمایئے اور خاص طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے افغانستان کے خلاف اقتصادیاں پابندیاں عائد کرنے اور لیبیا کے خلاف پابندیوں کی توسیع کے اعلان کی روشنی میں دینی قوتوں کے اجتماعی کردار کا تعین کر کے آگے بڑھیے! تاکہ عالمی کفر و استعمار کی اس یلغار کا راستہ روکنے میں ہم اپنے دینی و ملی فریضہ کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہو سکیں اور اپنے مظلوم اور غیور افغان بھائیوں کے ساتھ اس مشکل وقت میں ہم آہنگی اور یکجہتی کے اظہار کیساتھ ساتھ ان کی مشکلات میں کمی کیلئے عملی تعاون کی بھی کوئی راہ نکال سکیں۔ خدا کرے کہ ہمارا یہ اجتماع ملت کی توقعات پر پورا اترے اور ہم عالم اسلام کیخلاف امریکہ کے اس اعلان جنگ سے نمٹنے کیلئے ملک و قوم کی صحیح اور بروقت راہنمائی کے دینی فریضہ سے کما حقہ عہدہ برآ ہو سکیں۔ امین

آپ کا ناچیز شکر گزار میزبان سمیع الحق

اعلامیہ

اعلامیہ متحدہ اسلامی کانفرنس

زیر صدارت مولانا سمیع الحق

۱۰ جنوری ۲۰۰۱ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جمعیت علماء اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی دعوت پر آج ملک کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام دانش وروں اور دینی جماعتوں کے ذمہ دار نمائندوں کا اجلاس منعقد ہوا جس کے شرکاء کی فہرست اس کے ساتھ منسلک ہے۔ اجلاس میں حسب ذیل اعلامیہ کی منظوری دی گئی۔

متحدہ اسلامی کانفرنس کا یہ اجتماع افغانستان کے خلاف اقدام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے تمام عائد کردہ حالیہ پابندیوں کو سراسر ناجائز قرار دیتا ہے جو صرف افغانستان کے خلاف نہیں بلکہ اس کا مقصد درحقیقت پاکستان ہے اور اس سے بھی بڑھ کر عالم اسلام ہے جس سے عالمی امن کو خطرہ ہے۔ استعماری قوتیں (نیو امپیریلزم) اپنی ریشہ دوانیوں کے ساتھ عالم اسلام کے خلاف میدان عمل میں آ گیا ہے۔ لہٰذا یہ اجلاس اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کا فیصلہ کرتا ہے۔

حکومت پاکستان سے مطالبہ

یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کا واضح اعلان کرے کہ یہ پابندیاں انسانیت سوز ہیں پاکستان کی معیشت کے خلاف جارحیت کے مترادف ہیں اور ایک آزاد اور حریت پسند قوم کے خلاف گھناؤنے جرم کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے انہیں مسترد کیا جاتا ہے۔

حکومت پاکستان اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کرے جس میں افغانستان کی طالبان حکومت کو متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہوئے یہ اعلان کیا جائے کہ کسی کو افغان قوم کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بیت المقدس چیچنیا کشمیر اور دیگر مسائل کے حوالہ سے اسلامی دنیا کے خلاف اقوام متحدہ اور امریکی کیمپ کو اپنا طرز عمل تبدیل کرنا ہوگا۔

حکومت پاکستان چین کی حکومت کو باور کرائے کہ یہ پابندیاں علاقہ کے امن کیلئے خطرات کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی اس لئے چین بھی اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کرے۔ حکومت پاکستان ان پابندیوں کے جاری رہنے کی صورت میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی روک دے کیونکہ پابندیوں کی صورت میں پاکستان کی پہلے سے زبوں حالی کا شکار معیشت مزید دباؤ میں آ جائے گی۔

دفاع افغانستان کونسل کی قراردادیں:

یہ اجلاس موجودہ صورت حال سے نمٹنے کیلئے کونسل برائے افغان امور کے قیام کا اعلان کرتا ہے جو مندرجہ ذیل کام سرانجام دے گی۔

۱۔ پابندیوں سے نمٹنے کے لئے حکمت عملی وضع کرنا۔

تعمیر نو:

۲۔ افغانستان کی امداد اور تعمیر نو کیلئے ادارے کا قیام جو اس کیلئے ضروری اقدامات کرے

مظاہرے اور اجتماعات:

۳۔ قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تیار کرنا اور مختلف شہروں میں پابندیوں کیخلاف اجتماعات اور مظاہروں کا اہتمام کرنا۔

سفراُ سے ملاقات:

۴۔ عالمی رائے عامہ، مسلم ممالک اور چین کو اس سلسلہ میں حقائق سے آگاہ کرنے کیلئے وفود تشکیل دینا۔

وفد برائے افغانستان:

۵۔ افغانستان میں ممتاز علما اور دانش وروں کا وفد بھیج کر ناراض عناصر کو طالبان کی حمایت کے لئے آمادہ کرنا۔ یہ اجلاس اس نازک مرحلہ پر شمالی اتحاد کے لیڈروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کی وحدت کی خاطر ضد چھوڑ کر طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں

تا کہ افغان قوم متحد ہو کر اپنی آزادی خودمختاری اور اسلامی تشخص کا تحفظ کر سکے۔ نیز یہ اجلاس طالبان حکومت کی قیادت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ماضی کی جہادی شخصیات کو مناسب احترام اور مقام دینے کیلئے خود کو تیار کرے۔

امریکی مصنوعات سے بائیکاٹ:

۶۔ یہ اجتماع امریکہ، یورپی برادری اور بھارت کو خبردار کرتا ہے کہ وہ عالم اسلام' پاکستان اور افغانستان کے بارے میں اپنا طرز عمل تبدیل کریں ورنہ بصورت دیگر پاکستان کے غیور عوام کو ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے تیار کرنے کی منظم مہم کا آغاز کیا جائیگا۔ یہ اجتماع پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکہ روس بھارت اور ان کے حواریوں کو افغان قوم کے بنیادی اور انسانی حقوق کی اس سنگین خلاف ورزی سے باز رکھنے کیلئے آواز بلند کریں ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بھی اس کارروائی میں ملوث ہیں اور اس صورت میں انہیں پاکستان کی سرزمین سے اپنا بوریا بستر گول کرنا ہوگا۔ اور ان کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔

فلسطین:

۷۔ یہ اجتماع فلسطین کی آزادی کیلئے برسرپیکار عرب مجاہدین کی جدوجہد کو مقدس جہاد قرار دیتا ہے۔ اور پورے عالم اسلام کا اس جہاد میں شریک ہونا مذہبی فریضہ قرار دیتا ہے۔

مجاہد اسلام اسامہ بن لادن:

۸۔ یہ اجتماع عالم اسلام کے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کو اسلام کا مجاہد عظیم قرار دیتا ہے اور اس کی جدوجہد مقدس جہاد ہے دہشت گردی نہیں۔ یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ اسامہ بن لادن کی حفاظت صرف طالبان یا افغانستان کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا فریضہ ہے۔ کیونکہ امریکہ اور شیطانی طاقتوں کو اسکے خلاف ناجائز ظالمانہ رویوں نے اسامہ کو ملت محمدیہؐ کا ناموس بنا دیا ہے۔

مسئلہ کشمیر:

یہ اجتماع کشمیریوں کی جدوجہد کی مکمل تائید کرتا ہے اور اسکو اسلامی جہاد قرار دیتا ہے۔

یہ اجلاس پاکستان کی شمال مغربی سرحد کیساتھ ساتھ آباد غیور قبائل سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پوری طرح بیدار رہیں اور ان پابندیوں کو ناکام بنانے کیلئے موثر کردار ادا کریں۔

یہ اجلاس کونسل برائے افغان امور کی سربراہی کیلئے مولانا سمیع الحق کا نام تجویز کرتا ہے اور ان سے گزارش کرتا ہے کہ وہ تمام جماعتوں کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ و مشورہ کر کے کونسل کے مرکزی ڈھانچے کی جلد از جلد تشکیل کریں اور اسکا اجلاس بلا کر عملی پروگرام کا آغاز کریں۔

شرکاء اجلاس

متحدہ اسلامی کانفرنس

۱۰ جنوری بدعوت مولانا سمیع الحق

جمعیت علماء اسلام (ف): شیخ الحدیث مولانا امان اللہ خان' مولانا محمد احمد مروان۔

جمعیت علماء پاکستان: مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی' مولانا صاحبزادہ امین الحسنات' حامد رضا بھٹی' قاری حسنات

جماعت اسلامی : قاضی حسین احمد، پروفیسر محمد ابراہیم، سراج الحق، معراج الدین خٹک

سپاہ صحابہ : مولانا محمد اعظم طارق، مولانا زاہد محمود قاسمی، صدیق احمد قاسمی، محمد اسلم فاروقی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث: مولانا معین الدین لکھوی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پروفیسر ثناء اللہ۔

تحریک نفاذ شریعت ملاکنڈ : مولانا صوفی محمد مع ۲۰۰ افراد۔

تحریک استحاد پاکستان: جنرل حمید گل، جنرل عالم جان محمود، میاں حضران بادشاہ۔

تنظیم الاخوان: مولانا محمد اکرم اعوان، یار محمد خان وزیرستانی، اظہر بختیار خلجی۔

تنظیم اسلامی: مولانا ڈاکٹر اسرار احمد، ڈاکٹر محمد اقبال صافی۔

نیشنل عوامی پارٹی : محمد اجمل خان خٹک۔

حرکت المجاہدین : مولانا فضل الرحمان خلیل، مولانا اللہ وسایا قاسم، مولانا حزب اللہ

جیش محمد : مولانا مسعود اظہر، مولانا عبدالروف، حافظ محمد از ہر الحسینی، دہشت خان

لشکر طیبہ : مولانا حافظ محمد سعید مع وفد

حرکت الجہاد الاسلامی: مولانا محمد امین ربانی، مولانا سعید احمد اعوان، مولانا محمد عمر بن عبدالعزیز

البدر مجاہدین: جناب بخت زمین خان، بلال احمد۔

پاکستان شریعت کونسل : مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاری سعید الرحمان، مولانا عبدالرشید انصاری، صلاح الدین انصاری

تحریک طالبان افغانستان: مولانا محمد ارسلا رحمانی، مولانا خلیل اللہ فیروزی، مولانا حمد اللہ نعمانی، مولانا رحمت اللہ واحد یار

مجلس علماء کونسل: مولانا سید عطاالمومن شاہ بخاری۔

انٹرنیشنل ختم نبوت : مولانا عبدالروف فاروقی، مولانا محمد رمضان علوی۔

جمعیت مشائخ پاکستان: ڈاکٹر پیر خالد رضا زکوڑی شریف، پیر نقیب الرحمان، مخدوم امین گیلانی، پیر آف مانکی شریف۔

اشاعت التوحید والسنۃ: مولانا قاضی محمد عصمت اللہ، مولانا اشرف علی، حافظ محمد صدیق

سواد اعظم اہل سنت: مولانا راحت گل

مسلم لیگ (ق) : سید کبیر علی واسطی

جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر: مولانا نذیر فاروقی، مولانا سید یوسف خان

پاکستان علماء کونسل : مولانا صاحبزادہ سعید الرشید عباسی، مولانا گلزار احمد۔

موتمر المہاجرون : مولانا عدیل، مولانا افتخار احمد صدیقی

حزب المجاہدین: مولانا محمد جاوید قصوری، مولانا تاج علی شاہ۔

مشائخ پاکستان: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ، مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی، مولانا قاضی انوار الدین، مولانا سید پیر اصغر علی شاہ، مولانا عبید اللہ لاہور، مولانا نخبۃ اللہ کوئٹہ، مولانا پیر سیف اللہ خالد لاہور، شیخ الحدیث مولانا زر ولی خان کراچی، شیخ الحدیث مولانا علاؤ الدین۔ مولانا عبدالحنان جہانگیرہ۔

علماء افغانستان: مولانا سید عبدالستار، مولانا محمد یونس، مولانا نور حیدر، مولانا امر اللہ حقانی، مولانا محمد صادق ہاشمی، حاجی عبدالستار،

مولانا امام الدین' حاجی عبدالجبار' قاری محمود شاہ' مولانا محمد زمان' مولانا سید احمد شاہ' الحاج محمد حکیم اولسوال' مولانا سید عبدالحق روحانی۔ سید عبدالستار بادشاہ' مولانا نور محمد' مولانا عبدالرشید' مولانا معین الدین' مولانا عبدالرحمان' مولانا فاتح شاہ' اور دیگر علماء نے شرکت کی۔

جمعیت علماء اسلام (س) : قائد جمعیت مولانا سمیع الحق' مولانا شیخ الحدیث نعمت اللہ' مولانا قاضی عبداللطیف' مولانا عبدالخالق' مولانا سید عبیداللہ شاہ' مولانا عبدالحلیم قاسمی۔ مولانا محمد رمضان علوی۔ پیر محمد اکبر ساقی' مولانا انوارالحق حقانی' مولنا محمد اسحاق' مولانا پیر شیخ محمد شفیع' مولانا زرولی خان' مولانا ہفتہ خان' محمد عثمان دوتانی' مولانا میاں محمد عصمت شاہ' مولانا قدرت اللہ' مولانا محمد صادق' مولانا رحیم اللہ باجا' مولانا نثار اللہ باجا' قاری محمد حسن شاہ' مولانا صاحبزادہ عتیق الرحمان ہاشمی۔ قاری سید یوسف شاہ' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالحلیم مجاہد' مولانا عبدالعزیز جلالی۔ مولانا میر نجم خان' مولانا حافظ حسین احمد' مولانا معین الدین' صاحبزادہ عبدالرشید' مولانا حافظ سید الرحمان' مولانا قاری حمید اللہ' مولانا قاری فتح محمد' مولانا عزیز الرحمان' مولانا محمد وسیم' مولانا امداداللہ' مولانا عبدالواحد' مولانا مفتی محمد داؤد' مولانا قاضی رفیق الرحمان قمر' مولانا دوست محمد' الحاج رحیم اللہ خان' مولانا فضل مالک' مولانا فیروز خان' حافظ محمد ایوب' حافظ محمد اجود۔ قاری شمس الحق' مقبول شاہ بخاری' مولانا میاں محمد نقشبندی' مولانا شاہ عبدالعزیز' مولانا ڈاکٹر میرزا قیم' مولانا قاضی معین الدین' پیر محمد اکبر ساقی' مولانا عبدالرحمان عثمانی' مولانا قاری نور محمد' مولانا قاری فضل ربی' مولانا عزیز الرحمان حیدری' قاری محمد حسن ناصر' پروفیسر محمد امین درانی' قاری محمد اقبال' مولانا محمد نواز حنفی' قاری چمن محمد۔

فیصلہ کیا گیا کہ سفارت خانوں سے رابطہ کر کے سفر حضرات سے ملاقات کا وقت لیا جائے' ترجیحی بنیادوں پر سلامتی کونسل کے مستقل ممبر ممالک' اہم یورپین ممالک اور اہم اسلامی ممالک کے سفیروں سے ملاقات کی جائے۔ سفارتخانوں کو پاکستان کے عوام کی رائے سے آگاہی کے لئے محضر نامہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسی محضر نامہ کو کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق اور دیگر مرکزی قائدین نے خود جا کر سفارتخانوں میں سفراء کی خدمت میں پیش کیا۔

سفارتخانوں میں پیش کیا گیا

محضر نامہ

معزز عزت مآب سفیر و ہائی کمشنر صاحب۔ پاکستان کی دینی سیاسی اور سماجی پارٹیوں پر مشتمل دفاع افغانستان کونسل کے مشترکہ وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے وفد افغانستان پر اقوام متحدہ کی پابندیوں کے لئے چند معروضات پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ انتہائی اہم مسئلہ پر گفتگو کے لئے آپ نے وقت دیا ہے ہماری گزارشات یہ ہیں۔

افغانستان پر سلامتی کونسل کی پابندیاں سراسر ناجائز اور انسانیت سوز ہیں۔ افغانستان آزاد اور موجودہ حالات کے لئے ایک خاص اور تاریخی پس منظر رکھتا ہے۔ طالبان افغانستان کی عوام کی نمائندہ حکومت ہے۔ غالب حصہ پر عوام کی نمائندہ حکومت ہے ایک فرد کے لئے کروڑوں انسانوں کو تنگی اور مشکلات کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ ایک باغی گروپ کی کھلی عالمی حمایت اقوام متحدہ کے چارٹر اور آزادی

کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے عالمی ادارے کے اقدام سے جمہوریت اور اصول پسند عوام اضطراب کا شکار ہیں اور خطہ میں سیاسی معاشی اورامن کے لئے زبردست خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔اس لئے ہماری نظر میں ضروری ہے کہ افغانستان پر عائد پابندیوں کے خاتمے کے لئے آپ کا ملک موثر اور بھرپور کردار ادا کرے گا۔

(افغانستان پر عائد پابندیوں کے حوالے سے چند امور بہت اہم ہیں)

(۱) افغانستان کے عوام سلامتی کونسل کی پابندیوں کی وجہ سے براہ راست متاثر ہوں گے شدید سرد موسم میں لاکھوں عوام بھوک اور افلاس کی وجہ سے گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔اس اقدام سے بنیادی انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

(۲) اقوام متحدہ کے اداروں کی رپورٹ کے مطابق خطرہ ہے کہ ان پابندیوں کی وجہ سے دس لاکھ (ایک ملین) افغان مر سکتے ہیں۔ دنیا بھر کی ریلیف اور انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والی تنظیموں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

(۳) افغان حکومت نے منشیات کے خاتمہ کے لئے موثر اقدامات کئے ہیں اور مستقبل میں بھی انسداد منشیات کے لئے عالمی اداروں سے تعاون کا اعلان کیا ہے۔افغانستان میں طالبان نے امن قائم کیا ہے۔

(۴) افغان خواتین کے مسائل کے حل کے لئے تعلیم اور سماجی خدمات کے لئے ان پر عائد پابندی ختم کی ہے۔اسی طرح متحارب گروپوں سے اسلحہ واپس لیا ہے۔

(۵) افغان حکومت تمام مسائل پر عالمی قیادت اور اداروں سے مذاکرات کیلئے تیار ہے اس لئے افغانستان پر سلامتی کونسل کی پابندیاں بلا جواز اور ظالمانہ ہیں۔خطہ میں تمام ممالک کیلئے اس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ہماری اپیل ہے کہ

☆ افغانستان پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں آپ کا ملک انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اس مسئلہ پر موثر کردار ادا کرے۔

☆ این جی اوز کو انسانی بنیادوں پر ریلیف کا کام کرنے دیا جائے۔اس میں رکاوٹیں نہ ڈالی جائیں۔

☆ اقوام متحدہ کی نگرانی میں او آئی سی کا نمائندہ وفد افغان حکومت سے مذاکرات کرے۔

☆ افغانستان سے متنازعہ مسئلہ پر عالمی قوانین اور عدالتی طریقہ کار اختیار کیا جائے نہ کہ ویٹو پاور کا اندھا استعمال کیا جائے۔

کاروائی اجلاس اسلام آباد

۱۲ فروری ۲۰۰۱ء بمقام ہالیڈے اِن اسلام آباد

مورخہ 12 فروری 2001ء کو دفاع افغانستان کونسل کا اجلاس کونسل کے چیئر مین حضرت مولانا سمیع الحق کی صدارت میں ہالیڈے اِن ہوٹل اسلام آباد میں منعقد ہوا۔جبکہ جمعیت علما پاکستان کے چیئر مین حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مہمان خصوصی تھے۔ اجلاس میں درج ذیل فیصلے کئے گئے۔

(۱) کونسل میں شامل جماعتوں کے سربراہان پر مشتمل وفود افغانستان‘ ایران‘ چین‘ برطانیہ‘ فرانس‘ سعودعرب‘ کویت‘ عرب امارات کا دورہ کریں گے۔

مولانا شاہ احمد نورانی ایران‘ قاضی حسین احمد چین‘ مولانا سمیع الحق سعودی عرب‘ کویت‘ عرب امارت۔مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ افغانستان‘ مولانا ڈاکٹر اسرار احمد برطانیہ‘ فرانس کا دورہ کرنے والے وفود کی قیادت کرینگے۔کونسل کے رابطہ سیکرٹری لیاقت

بلوچ صاحب ان وفود کی تشکیل کیلئے سربراہوں سے رابطہ کریں گے۔
وفود میں شامل مندوبین اخراجات خود برداشت کریں گے۔

(۲) 25 فروری تک اسلام آباد میں دیگر سفارتخانوں بشمول امریکہ، روس بالخصوص چین ودیگر سے کونسل کے وفد ملاقاتیں مکمل کریں۔

(۳) ہائی کورٹ اور ڈسٹرکٹ بار سے جنرل حمید گل' لیاقت بلوچ' ڈاکٹر بشیر الدین محمود دفاع افغانستان کے موضوع پر خطاب کرینگے

(۴) 22 مارچ بروز جمعرات لیاقت باغ راولپنڈی میں دفاع افغانستان کانفرنس منعقد ہوگی

(۵) دفاع افغانستان کونسل میں شامل تمام جماعتیں ضلعی ہیڈ کوارٹر پر مشترکہ اجلاس کر کے ڈھانچہ تشکیل دے دیں۔

(۶) افغانستان کے مہاجرین اور متاثرین کی ریلیف کے لئے افغانستان ریلیف کمیٹی جنرل حمید گل اور ڈاکٹر سلطان بشیر الدین محمود کی سربراہی میں قائم کر دی گئی ہے۔

(۷) دفاع افغانستان کونسل کا ایک وفد مولانا سمیع الحق کی قیادت میں صدر پاکستان اور چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف سے ملاقات کریگا۔

(۸) دفاع افغانستان کونسل کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہوگا۔ مالیاتی نظام چلانے کے لئے ممبر جماعتیں فنڈ مہیا کریں گی۔

(۹) 23 فروری بروز جمعہ افغانستان سے یک جہتی کے اظہار کا دن منایا جائے گا۔ اسی روز مساجد سے مشترکہ وفود بازاروں اور گھروں پر جا کر ریلیف کا سامان جمع کریں گے۔

متفقہ قراردادیں

۱) پاکستان میں نفاذ شریعت مضبوط دفاع کی ضمانت ہے۔ حکمران اللہ سے ڈریں اور شریعت سے انحراف کا راستہ ترک کر دیں۔ تحفظ ناموس رسالت اسلامیان پاکستان کا عقیدہ ہے۔ اس کے خلاف ہر قسم کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے پوری قوم متحد ہے۔ ناموس رسالت ایکٹ میں کوئی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔ اخبارات کے مالکان کی تنظیم اے پی این ایس اور دیگر صحافتی تنظیمیں بھی اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ خصوصاً انگریزی اخبارات پر نظر رکھیں' جن میں آئے دن اسلامی اقدار علماء' مدارس اور طلباء کے خلاف توہین آمیز مواد شائع ہوتا رہتا ہے۔

۲) اقوام متحدہ اور تمام عالمی ادارے افغانستان پر پابندیاں ختم کریں یہ پابندیاں ناجائز یکطرفہ اور انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔ امریکہ کی ایما پر سلامتی کونسل کی افغانستان پر اقتصادی پابندیوں کی قرارداد UN Charter کیخلاف ورزی ہے ان پابندیوں سے لاکھوں افراد متاثر ہو رہے ہیں۔

(۳) افغانستان کے مہاجرین و متاثرین کی بھرپور مدد کے لئے مساجد و مدارس اور جماعتوں کے دفاتر ریلیف فنڈز کے مراکز ہوں گے۔ اشیاء خورد و نوش' کپڑے ادویات جمع کئے جائیں گے۔ اسلامیان پاکستان ریلیف کے کاموں میں بھرپور مدد کریں۔ عید قربان کے موقع پر خصوصی تعاون کیا جائے گا۔ زراعت کی بحالی کے لئے بیج و کھاد کی مدد بھی کی جائے گی۔ تاجر برادری زمینداروں اور چیمبرز فیڈریشن سے مدد کی اپیل ہے۔ حکومت پاکستان اپنی اضافی گندم کم از کم چھ لاکھ ٹن افغانستان کو بھیج دے۔

۴) امریکی سفیر نے پاکستان کی سرزمین پر افغانستان پر حملے اور جہاد کی بندش کی بات کر کے پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرات پیدا کر دیئے ہیں۔ امریکی سفیر معافی مانگیں ورنہ امریکی سفیر کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔

(۵) امریکی جزیرۃ العرب بشمول بحری حدود سے نکل جائیں اور اسلام کے خلاف سازشیں بند کریں۔ افغانستان کے خلاف کوئٹہ'

پشاور، اسلام آباد کو سرگرمیوں کا مرکز نہ بننے دیا جائے۔ حکومت اور خفیہ ایجنسیاں ایسی سرگرمیوں کو روکیں۔ کشمیر، افغانستان، فلسطین اور چیچنیا ملت اسلامیہ کے مشترکہ مسائل ہیں۔ ہم ان سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔ پاکستان کی سرزمین افغانستان کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ N.D.C نے ایک انٹیلی جنس سیل قائم کر دیا ہے۔ جو ایسی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے گی۔

(۶) لاکربی کیس کے فیصلے کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے لیبیا پر اقوام متحدہ کی جانب سے نئی پابندیوں کی دھمکی قابل مذمت ہے۔ لیبیا پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں۔

(۷) مسئلہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ جہاد کشمیر کے تحفظ کیلئے لازم ہے کہ افغانستان کے خلاف عالمی استعماری سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔ اقوام متحدہ کشمیر کے مسئلہ کے بارہ میں اپنی قرارداد پر بھی عمل درآمد کرے۔

(۸) امریکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان کی تجارت اور صنعت کیلئے زہر قاتل ہیں۔ امریکی مصنوعات اور وہ تمام ملٹی نیشنل کمپنیاں جن میں یہودی اور امریکی شامل ہیں ان کے مال کا پاکستانی ملت مکمل بائیکاٹ کرے اور امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے عوامی سطح پر مہم چلائی جائیگی۔ بالخصوص کے ایف سی (میکڈ ونلڈ اور امریکی مشروبات سے بائیکاٹ کرایا جائے اور ان کا گھیراؤ کیا جائے۔ قومی اداروں کی نج کاری نہ کی جائے اور نہ ہی قومی حساس ادارے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے حوالے کئے جائیں۔

اجلاس کے مذکورہ بالا فیصلوں کی روشنی میں اب ضروری ہے کہ اس کی تنفیذ کیلئے فوری اقدامات کئے جائیں اولین مرحلہ پر ضروری ہے کہ تمام جماعتوں کے اکابرین اپنے کارکنوں اور تمام ذیلی شاخوں کو ہدایات جاری کریں کہ وہ اس قومی و ملی مسئلہ میں اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنے ضلع، شہر، گاؤں، ڈویژن میں کونسل میں شامل تمام جماعتوں سے رابطہ پیدا کریں اور مشترکہ اجلاس بلا کر دفاع افغانستان کونسل تشکیل دیں۔ 23 فروری کے یوم احتجاج کے سلسلہ میں اور ریلیف امدادی کاموں وغیرہ کے لئے مشترکہ پروگرام طے کریں اور اجتماعی طور پر امدادی ساز و سامان جمع کر کے مرکز کو اطلاع دیں تاکہ متعلقہ حکومت اور اداروں تک اسے بحفاظت پہچانے کو یقینی بنایا جائے اسی طرح مرکزی سیکرٹیریٹ کو بھی تنظیمی امور کی اطلاع دی جائے یقیناً اس عظیم امتحان میں سرخرو ہونے کے لئے آپ اور ہم سب اپنی مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔

اجلاس کراچی کی قراردادیں

۲۲ فروری ۲۰۰۱ء

۱۔ دفاع افغانستان کونسل کی یہ مشترکہ اور نمائندہ کانفرنس افغانستان پر حالیہ اقتصادی پابندیوں کو ظالمانہ غیر منصفانہ اور حقوق انسانی کے منافی قرار دیتے ہوئے اقوام متحدہ، مسلم حکمرانوں اور انصاف پسند اقوام سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مظلوم مغلوک الحال جنگ زدہ افغانستان پر پابندیوں کے خاتمے کے لئے صدائے احتجاج بلند کریں۔

۲۔ پاکستان سمیت مسلم ممالک اخوت اسلامی اور غیرت ایمانی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کے ایما پر افغانستان پر ظالمانہ اقتصادی پابندیوں کو مسترد کرنے کا جرأت مندانہ اعلان کر کے ثابت کر دیں کہ ہم کلمہ گو افغانستان کے مسلمان بھائیوں کو اسلام و مسلم دشمنی کی کافرانہ طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

۳۔ پاکستان سمیت دنیا بھر کے غیور مسلمان مظلوم افغانستان کے مسلمان بھائیوں کی مالی سیاسی اخلاقی ہر سطح پر بھرپور حمایت، مدد و نصرت کریں اور غلبہ اسلام کے لئے سرگرم عمل جہادی قوتوں اور عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کے خلاف امریکہ کے اشارے پر کئے جانے

والے اشتعال انگیز اقدامات کی شدید مذمت کریں۔

۴۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف جہادی تنظیموں کے خلاف زہر افشانی کرنے اور اسلامی فریضہ ادا کرنے والے مجاہدین کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے اوران پر فنڈ اکٹھا کرنے پر پابندی لگائے جانے کے غیر اسلامی اور اشتعال انگیز اعلانات کا نوٹس لیتے ہوئے وزیر داخلہ کو برطرف کریں تاکہ ان کے خلاف مذہبی و دینی اور جہادی قوتوں میں پائی جانے والی بے چینی تشویش اور مسلمانوں میں پائے جانیوالے شکوک وشبہات کا ازالہ ہوسکے پاکستان کے مسلمان علماء' مدارس اور مجاہدین کے خلاف سازشوں کو کچلنے اور مزاحمت کا عزم رکھتے ہیں۔

۵۔ امریکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان کی تجارت اور صنعت کیلئے زہر قاتل ہیں امریکی مصنوعات اور وہ تمام ملٹی نیشنل کمپنیاں جن میں یہود اور امریکی شامل ہیں ان کے مال کا پاکستانی ملت مکمل بائیکاٹ کرے اور امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے عوامی سطح پر مہم چلائی جائے گی بالخصوص کے ایف سی' میکڈ انلڈ' لکس صابن' امپیریل صابن' ڈاؤ صابن' سن سلک صابن' پیور کریم' لینڈ شیمپو' ہیلکس شیمپو' ڈاؤ کریم' ایریل سرف' ٹی روز پرفیوم (امریکن)' رائل میرج پرفیوم' کوکا کولا' پیپسی' امریکہ ویزہ لاٹری' شوٹائم نیٹ ورک' سٹی بینک کریڈٹ کارڈ' فائر سٹون ٹائر' برج سٹون ٹائر' سن سلک شیمپو' امریکی موٹر آئل (انجن آئل) امریکی ناخن پالش' امریکی گھڑیاں' امریکی پارکر پن' بال پن' امریکی لپ اسٹک' امریکن ٹوتھ برش' امریکن ٹوتھ پیسٹ' امریکی شیونگ کریم۔

۶۔ اسلام و پاکستان کے مفادات کے منافی سرگرمیوں میں ملوث اور امریکی و عیسائی مشنریوں کی آلہ کار این جی اوز اور قادیانیوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے ان کی ذرائع آمد کی تحقیقات کرکے اثاثوں اور اکاؤنٹس کو منجمد اور ضبط کیا جائے اور برطانیہ و یورپ کی تقلید میں ضلعی حکومتوں کی ناکام کوششوں کے بجائے اسلام کے امن آفرین انقلابی نظام حیات کو مزید بلا تاخیر نافذ العمل کرے۔

۷۔ عراق اور لیبیا پر لگائی جانے والی عدل و انصاف کے منافی جانبدارانہ پابندیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے' بغداد پر امریکہ اور برطانیہ کے حالیہ دو درجن جہازوں کی بمباری پر جس کے نتیجہ میں تین مسلمان شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے احتجاج کرتے ہوئے فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف صدر صدام حسین کی جانب سے کئے جانے والے جرأت مندانہ اعلان و اقدامات کی بھرپور تائید و حمایت کرتا ہے۔

(افغانستان پر اقوام متحدہ کی پابندیاں اور پاک افغان ڈیفنس کونسل کا اجتماع)

اصل نشانہ اسامہ نہیں بلکہ اسلامی نظام ہے

عرب ممالک کو افغانستان اور طالبان کے بارہ میں مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب السعادة /سفير دولة البحرين المحترم

سفارة دولة البحرين. اسلام آباد/الباكستان

إنه وكما تعلمون، فقد اتخذت الارهابية الولايات المتحدة الامريكية. قرارا بفرض سلسلة جديدة من عقوبات دولية ضد افغانستان، وذلك بالتعاون والاتفاق فيما بين مجلس الامن الدولي وبين الدول المعادية للاسلام، الاعضاء في المنظمة الدولية. امريكا و روسيا والهند و اسرائيل. فيما نشهد صمتا مطبقا من جانب حملة لواء حقوق الانسان من المنظمة الدولية والدول الغربية الاعضاء فيها من انتهاك صارخ لحقوق الانسان

ومن مظالم وحشية ترتكب منذ زمان ضد الشعوب الاسلامية داخل كل من فلسطين وكشمير والقدس والشيشان و غير ها من مناطق اخرى في العالم وما هو ادهى وامر انه لا يرتكب هناك مظالم وحشية ضد شعب من الشعوب الاسلامية في منطقة او اخرى من العالم الا وان القوى المذكورة طرف فيها و شريكة في جرائم والمظالم المذكورة فيما نجد البلدان الاسلامية وقياداتها وممثليها ساكتين صامتين متفرجين لما يدور حولهم من مواقف واحداث مؤلمة مفجعة.

لقد تاكد صدق مقولة الرسول ﷺ (الكفر ملة واحدة) بشهادة ما قد شهد نا من توافق و تلاحم بين القوتين المعاديتين الاساسيتين للامة الاسلامية الو لايات المتحدة . وروسيا الاتحادية في امر الامارة الاسلامية في افغانستان وليس مرجع هذا التوافق والتلاحم المعادى للسلام هوالمجاهد المسلم الغيور على العقيدة والايمان (اسامة بن لادن) الذى اوته ونصرته الامارة الاسلامية ولا تولى حركة (طالبان) مقاليد الحكم داخل تلك البلاد ولكن الظالمين يجحدون بايات الله وبالنظام الاسلامي ولا يتحملون نظاما في اى قطر من اقطار العالم اساسه الشريعة الاسلامية وان ذروة الامر وسنامه هو تدمير الامارة الاسلامية الوليدة القائمة في افغانستان حاليا على اساس منهج الخلافة الاسلامية، ولما تظاهرت به تلك الدولة الاسلامية الصغيرة من صلابة وصمود وثبات بالعصيان لما تمليه عليها الولايات المتحدة الامريكية ومن والاها، من او امر ورفضها لسياسة التسلط والا ستيلاء، التي تتبعها الولايات المتحدة الامريكية ضد الشعوب الاسلامية في الارض، وفيما جاء ت لها عدد من البلدان الاسلامية صاغرة طائعة سياسيا واقتصاديا واجتما عيا، ولقد سبق ذلك ان تعرض كل من العراق وليبيا وغيرهما من دول اسلامية اخرى.. لاساليب وممارسات امريكية اوربية ظالمة ولاسباب سياسية واقتصادية مختلفة. ولئن كانت المصالح السياسية والا قتصادية والنفطية هى سبب ماقد تعرض لها العراق وليبيا وغيرهما من البلدان الاسلامية من عقوبات وحصار اقتصادى، فان الامارة الاسلامية في افغانستان لا تملك شيئا من متاع الدنيا ومن مغريات المادة ولا ذنب لها سوى انها تعض على عقيدتها وعلى الشريعة الاسلامية بالنواجذ.

وفيما نحن فيه، فان كل منا مسئول فيما بينه وبين الله، ليفكر فيما يقع عليه من مسئوليات والتزامات لمواجهة ماقد ذكر، وليس امير المومنين (عمر) وحده هو المسئول لمواجهة ما نحن فيه الان من مازق.

الاقد حان الوقت ليخرج العلماء والمشايخ من زوايا الخمول والتجاهل والاهمال ليستعدو اللمواجهة والنهوض بمستوى حجم الخطر . وهو اعظم واكبر.

وانطلاقا من نفس الشعور والاحساس، وادراكا بمسئولياتنا تجاه العقيدة والايمان فقد عزمنا على عقد اجتماع للقيادات السياسية والدينية بالجامعة الحقانية في يوم 10من يناير الجارى 2001الفرنجى لتدارس الموقف وما يجب اتخاذه من تدابير لمواجهة ماقد ذكر من موقف صعب.

عليه يرجى من سعادتكم والعلماء الكرام المشاركة في هذا الاجتماع بعيدا عن الانتماء ات الحزبية والطائفية. مع التحيات.........

(سميع الحق عبدالحق)

امين عام جمعية علماء اسلام باكستان

مدير جامعة دارالعلوم الحقانيه اكورة ختك

مقاطعة نوشهره

دفاع پاکستان اور افغانستان کونسل کا آل پارٹیز کانفرنس

ایک بروقت اور مستحسن اقدام

(امریکہ سفارتخانہ ناکامی کیلئے متحرک ⭘ کانفرنس کی کامیابی)

پچھلے دنوں جب اقوام متحدہ نے افغانستان کی سرحدات پر مانیٹرنگ کے لئے مبصرین بھیجنے کا اعلان کیا تو پوری پاکستانی قوم میں بے چینی اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی اور قوم کی نظریں سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے قائدین پر لگی ہوئی تھیں کہ ہمارے قائدین ہمیں کیا لائحہ عمل دیں گے ادھر پوری دنیا دیکھ رہی تھی کہ پاکستانی قوم اس ظالمانہ اور جارحانہ اقدام کے خلاف کون سا قدم اٹھائے گی دینی اور جہادی تنظیموں کی مشترک تنظیم دفاع افغانستان کونسل جو ۱۰ جنوری کو مولانا سمیع الحق کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں افغانستان پر اقوام متحدہ کی جانب سے عائد اقتصادی پابندیوں کے خلاف عمل میں آئی تھی۔ چند مہینے بعد اپنوں اور پرائیوں کے عدم تعاون کی وجہ سے اس کی سرگرمیاں ماند پڑ گئی تھیں۔ لیکن جب یہ تازہ اعلان آیا تو کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے کونسل میں شامل جماعتوں کے قائدین کو حالات کی نزاکت اور اس اہم قومی مسئلے پر توجہ دینے کا احساس دلا کر مل بیٹھنے کی اپیل کی جس پر کونسل میں شامل جماعتوں کے قائدین نے لبیک کہتے ہوئے ۹ اگست کو اسلام آباد میں اجلاس بلانے پر متفق ہو گئے یہ اجلاس مقررہ تاریخ پر منعقد ہوا اور پوری بین الاقوامی میڈیا کی توجہ کا مرکز بن گیا اور دوسرے دن شہ سرخیوں کے ساتھ خبریں شائع ہوئیں اس اجلاس میں اس اہم اور قومی مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور طے پایا کہ چونکہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے افغانستان سے بڑھ کر پاکستان کا دفاع اور سالمیت کا مسئلہ ہے اس لئے پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے قائدین کو بھی دعوت دی جائے اور ان سے کہا جائے کہ اس نازک موقع پر ہم سب نے تمام سیاسی اختلافات کو بلائے طاق رکھ کر پاکستان کی جنگ لڑنی ہے۔ چونکہ مولانا سمیع الحق صاحب دفاع افغانستان کونسل کے چیئرمین تھے اس لئے ان سے کہا گیا کہ آپ کونسل کی جانب سے آل پارٹیز قومی کانفرنس بلائیں مولانا سمیع الحق فیصلہ سے معمولی پریشان تو ہو گئے کیونکہ نہ تو ان کے پاس اتنے وسائل اور سرمایہ ہے جن سے اتنے اہم اجلاس کا انعقاد اور کامیابی ممکن ہو سکے اور نہ اتنا وقت تھا لیکن پھر بھی اللہ کا نام لے کر میدان میں کود پڑے۔ رابطوں کا آغاز بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصراللہ خان سے کیا جن کی جانب سے حوصلہ افزا جواب ملا اس کے بعد تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہان کو بنفس نفیس دعوت دی جس کو کسی ایک نے بھی مسترد نہیں کیا کراچی جیسے دور دراز مقامات کا اس سلسلہ میں سفر کیا۔ ایم کیو ایم حقیقی اور الطاف حسین گروپ کے ہاں خود جا کر ان کی قیادت کو دعوت دی اور آمادہ کیا اس طرح پیپلز پارٹی کے عمائدین مخدوم امین فہیم وغیرہ سے بھی رابطہ کیا، لوگ حیرت سے دیکھ رہے تھے اور منتظر تھے کہ یہ کیسا منظر ہو گا کہ مذہبی، سیاسی، جہادی اور سیکولر جماعتیں ایک ٹیبل پر بیٹھیں گی اور حقیقت میں ان کا آپس

میں مل بیٹھنا موجودہ حالات کے بناء پر بظاہر ناممکن تھا اور نہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا کوئی اجتماع ہوا ہے جس میں ان سب نے شرکت کی ہو۔ لیکن ساتھ ساتھ لوگ پُر امید بھی تھے کہ اجلاس کامیاب ہوگا کیونکہ اجلاس کے داعی مولانا سمیع الحق تھے اور یہ بات مسلم ہے کہ ان کا طلب کردہ اجلاس ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے جب بھی کبھی کسی قومی ملی مسئلہ پر پاکستان کی دینی، سیاسی، جہادی جماعتوں کو دعوت دی ہے تو انہوں نے بخوشی قبول کی ہے۔ اجلاس میں پاکستان کی ایک بڑی پارٹی پی پی پی کے کسی فرد نے شرکت نہیں کی اور یہ ان کی مجبوری ہے جبکہ ان کے قائدین نے بھرپور شرکت کا وعدہ کیا تھا ہمیں ان سے شکوہ نہیں کیونکہ یہ بیچارے سر سے لے کر پاؤں تک امریکہ کی غلامی میں ڈوبے ہوئے ہیں پارٹی کی چیرپرسن بے نظیر بھٹو آئے دن لندن سے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے طالبان افغانستان اور پاکستان کے دینی مدارس دینی جماعتوں کے خلاف بیانات دے رہی ہے اور یہ آج کی بات نہیں روز اول سے پی پی پی کا دستور چلا آرہا ہے کہ کبھی پاکستان کی دفاع سالمیت اور بقاء کی جنگ لڑنے میں دلچسپی نہیں لی ہے مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں عوام الناس ان کی پالیسی اور کردار سے ناواقف نہیں ہیں بات لمبی ہوگئی بات ہورہی تھی کانفرنس کی، جب قومی کانفرنس کا اعلان آیا تو دوسرے دن اقوام متحدہ کے اہلکار جو اسلام آباد میں متعین ہیں متحرک ہوگئے اور کونسل کے بعض ذمہ دار افراد سے رابطے کررہے تھے کہ اب کیا ہوگا۔ اسی طرح امریکی سفیر نے بھی تمام سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھ کر کھل کر میدان میں آگئے یہاں تک کہ انہوں نے پاکستان کے چند بڑے سیاستدانوں نوابزادہ نصر اللہ خان، مخدوم امین فہیم، اسفندیار ولی، مخدوم جاوید ہاشمی وغیرہ کو شام کی چائے کی دعوت پر گھر بلا کر قومی کانفرنس اور مبصرین کی آمد کے متعلق گفت وشنید کی، اگرچہ امریکی سفیر نے خود بیان دیا کہ مجھ سے جلد بازی ہوئی اور میں نے قبل از وقت یہ قدم اٹھایا تاہم کونسل کے چیئرمین کے اس اقدام پر شدید احتجاجی بیانات سے امریکی سفیر نے ملاقاتوں کا یہ سلسلہ وقتی طور پر ملتوی کردیا اجلاس کے آغاز میں کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے خطبہ استقبالیہ میں تمام مختلف پارٹیوں کے جمع ہونے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ملک کے سالمیت اور خودمختاری کے معاملہ پر ہماری قومی قیادت حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دینی اور لادینی سیاسی اور غیر سیاسی جھگڑوں کو نظر انداز کرکے جمع ہورہے ہیں یہ ملک کے روشن مستقبل کے لئے ایک نیک فال ہے انہوں نے مبصرین کے تعیناتی سے سنگین خطرات پیدا ہونے، موجودہ ملکی اور بین الاقوامی سیاسی صورت حال اور قومی لیڈروں کا ایک میز پر جمع ہونے کی اہمیت اور ضرورت پر مفصل روشنی ڈالی جس کو اکثر مقررین نے سراہا۔

نوابزادہ نصر اللہ خان اور قبائلی رہنماؤں کا اعتراف حقیقت: بطور خاص بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ جب بھی برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں پر کوئی کٹھن مرحلہ آیا تو ہمیشہ علماء نے رہنمائی کی اور آج پاکستان میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو بھی نازک موڑ آیا ہے علماء کے اس ترجمان مولانا سمیع الحق نے فرض منصبی نبھانے کی پوری پوری کوشش کی ہے میں مولانا سمیع الحق کو

اس طرح اجتماعات منعقد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اس طرح قبائل کے نمائندے بھی انتہائی پر عزم تھے اور کثیر تعداد میں اجلاس میں موجود تھے قبائل پاکستان کی وہ پٹی ہے جس میں غیور اور مجاہد جذبہ ایمانی سے سرشار مسلمان رہتے ہیں انہوں نے پاکستان کی آزادی اور پھر کشمیر کی آزادی میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ قبائل میں صوبہ سرحد کے دیگر اضلاع کی نسبت یہاں پر علماء کی بات مانی جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ان علاقوں کی علماء کی اکثریت دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کے شاگردوں کی ہے۔

پہلی اہم بات اجلاس میں یہ سامنے آئی کہ چالیس جماعتوں کے لیڈر اور نمائندگان جو نظریات کے لحاظ سے سیاسی موقف کے لحاظ سے ایک دوسرے کے خلاف تھے مگر اس بات پر سب متفق ہو گئے کہ افغان سرحد پر مبصرین کی تعیناتی ایک ظالمانہ اور غیر منصفانہ اقدام ہے اور پاکستان کی قومی خودمختاری کے منافی اور پاکستان کے سلامتی اور وحدت کے حوالہ سے سنگین خطرات کی حامل ہے اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اجتماع میں اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا کہ افغانستان کے خلاف یک طرفہ اور منتقمانہ کارروائیوں کا تسلسل جاری رکھنے کی بجائے افغانستان میں مکمل امن قائم کرنے والی افغان معاشرہ کو اسلحہ اور منشیات سے پاک کرنے والی اور افغان عوام کا اعتماد رکھنے والی طالبان حکومت کو تسلیم کیا جائے اور طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے ساتھ متعلقہ معاملات گفت وشنید کے ساتھ طے کیے جائیں۔ دوسری بڑی کامیابی یہ ہوئی کہ کانفرنس کے بعد امریکہ اور اقوام متحدہ نے عذر ومعذرت حیلے حوالوں سے پسپائی کا اظہار کر لیا اور کہا ہے کہ ہم فی الحال مبصرین کو نہیں بھیج رہے ہیں لیکن کونسل کے چیئر مین مولانا سمیع الحق نے ان کے ردعمل میں یہ کہا ہے کہ یہ ان کی ایک چال ہے وہ ہمیں غفلت میں ڈال رہے ہیں انہوں نے قبائل سے چوکس رہنے کا کہا ہے اور بحمد للہ قبائل متحرک اور حساس ہیں اور اپنے قائدین کے حکم کے منتظر ہیں انہوں نے دفاع پاکستان کونسل کے ارکان سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ ان اخباری بیانات پر کان نہ دھریں کیونکہ ان بیانات کے تضادات سے خود ہی وزارت خارجہ کی غیر یقینی کیفیت عیاں ہو رہی ہے۔ وزارت خارجہ کے ترجمان مبصرین کی آمد سے لاعلمی ظاہر کر رہی ہے مگر وزیر خارجہ نے آج ہی پاکستان واپسی پر ان مبصرین کو مکمل تحفظ دلانے کا اعلان کیا ہے اور ایسے حالات میں دفاع افغانستان اور پاکستان کونسل کی ذمہ داری ایک جہاد مسلسل کی شکل اختیار کر گئی اور یہ اب کونسل میں شریک تمام جماعتوں کا فریضہ منصبی ہے وہ اس نازک اور کڑے امتحان میں ملک اور قوم کی آزادی سالمیت کے لئے ہمہ جہت قربانی کے لئے تیار رہے اور قوم کو بھی بیدار رکھے۔

(ابو محمد شاہ)

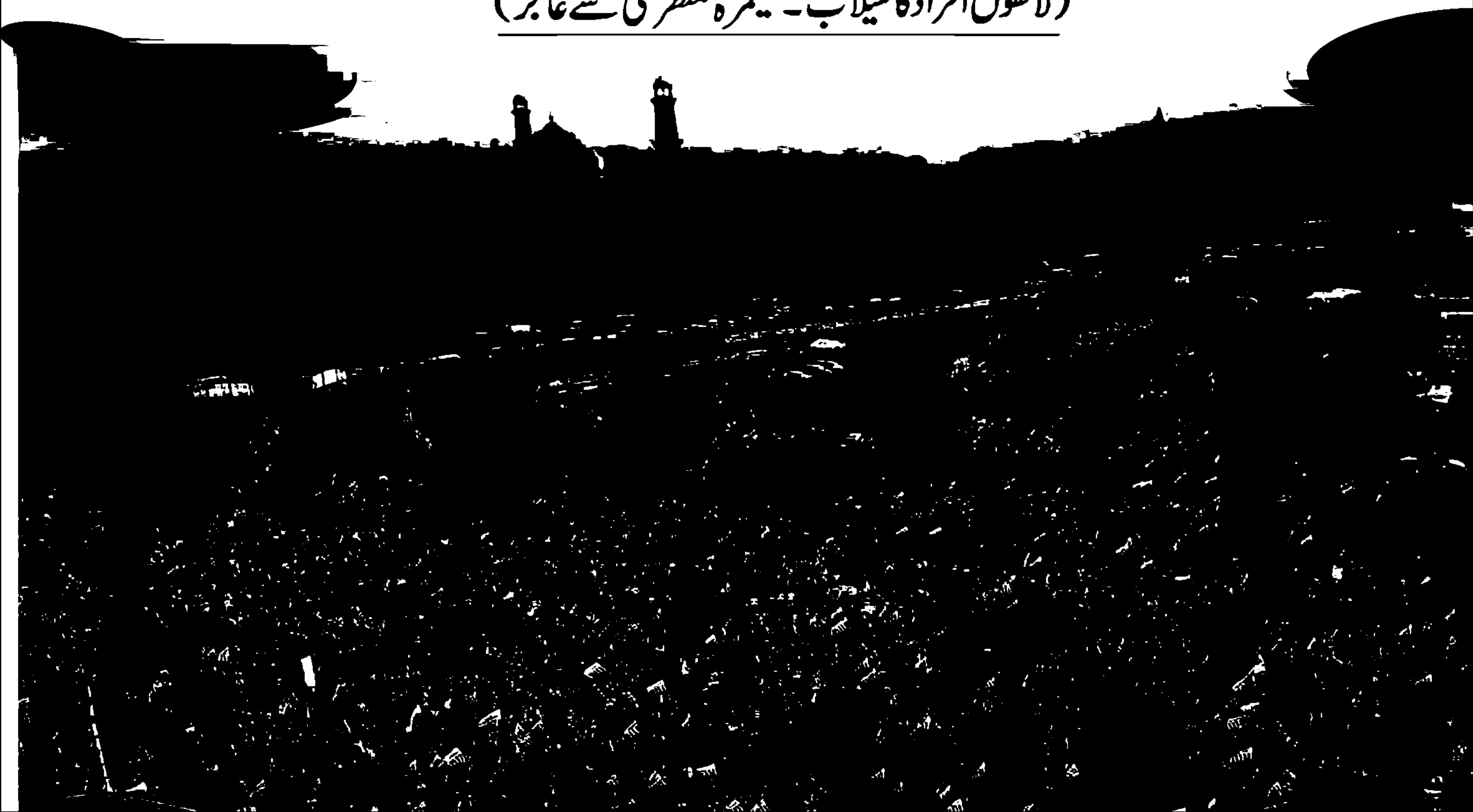
روزنامہ اوصاف اسلام آباد منگل ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء

دفاع پاکستان کونسل

سابقہ کونسل کا احیاء اور نشاۃ ثانیہ

مولانا سمیع الحق کی زیر صدارت مینار پاکستان پارک لاہور کے دفاع پاکستان کونسل کے جلسے کا ایک منظر

(لاکھوں افراد کا سیلاب۔ کیمرہ منظر کشی سے عاجز)



پاکستان کے خلاف استعماری قوتوں کے عزائم اور دفاع پاکستان کونسل کی کوششیں

مملکتِ پاکستان جو خالص دینی نظریات کی بنیاد پر مدینہ منورہ کی الٰہی بنیادوں پر قائم ریاست کے بعد کرہ ارض پر پہلی بار قائم ہوئی تھی اور اس کے حصول کی خاطر لاکھوں مسلمانوں نے تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت گوارا کی اور ہزاروں لاکھوں مسلمان آگ و خون کے دریا عبور کر کے اس نوزائیدہ وطن میں اسلامی ریاست کے حقیقی قیام اور آزاد عدل و انصاف پر مبنی ریاست کے خوابوں کی تعبیر کے حصول کیلئے اپنا تاریخی ماضی، شاندار روایات اور اپنا تن من دھن قربان کر کے یہاں پہنچے تھے۔ لیکن روز اول ہی سے عالمی کفری طاقتوں نے اسے ایک منظم سازش کے ذریعے اس کے اصل اغراض و مقاصد کی تکمیل سے روکے رکھا۔ اور برطانوی حکمرانوں کے وفادار خاندانوں اور مفاد پرست ٹولے کے ذریعے اسے ایک ایسی ڈگر پر ڈالا گیا جس کا انجام آج سب کے سامنے ہے۔ آج بدقسمت پاکستان دنیا بھر کی اقوام وطل کی ناکامیوں پر مبنی فہرستوں میں نمایاں نظر آ رہا ہے۔ سیاسی عدمِ استحکام، معاشی بربادی اور امن و امان کے فقدان کے ہاتھوں وطن عزیز کا ایک ایک کوچہ و چپہ کسی خطہ کربلا کا منظر پیش کر رہا ہے۔ طوائف الملوکی، بدامنی اور کرپشن کے ہاتھوں ملک اور قوم دونوں مفلوج ہو گئے ہیں۔ تمام بڑے قومی ادارے فیل ہو گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ اور فوجی مارشل لاؤں کے ذریعے بار بار ایسے لوگ ملک پر ایک "مخصوص انتخابی نظام" کے ذریعے قابض ہوتے چلے آ رہے ہیں کہ جس کے باعث قوم کی حقیقی ترجمانی کی آواز ہمیشہ صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔ یوں تو پاکستان شروع دن ہی سے امریکی کیمپ کے ایک اہم مہرے کے طور پر عالمی دنیا میں پہچانا جاتا ہے اور اسی جرم کی پاداش میں اس کی تمام ناکامیاں اور نامرادیاں اس کے ماتھے کا جھومر بنتی چلی جا رہی ہیں۔ لیکن 9/11 کے بعد فوجی حکمران پرویز مشرف کی پالیسیوں نے تو بچی کھچی قومی غیرت و حمیت کا جنازہ نکال دیا تھا اور آج اسی وجہ سے تصویر وطن داغدار اور دھواں دھواں اور دھندلائی نظر آ رہی ہے۔ اور اس میں پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت اور اس کے شرمناک کرداروں اور اتحادیوں نے مزید ایسی گلکاریاں بکھیر دی ہیں کہ آج تو اس خطرناک منظر کی وحشت پہلے سے بھی زیادہ ڈراؤنی نظر آ رہی ہے۔ طوقِ امریکی غلامی کو پہننے اور اس کی مزید اطاعت و رضامندی کی خاطر زرداری، گیلانی ٹولے نے پرویز مشرف کے سیاہ کارناموں کو بھی ماند کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی لئے پاکستانی سرزمین پر ڈرون حملوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے اور فرنٹ لائن اتحادی بننے کی "برکات" کے باعث اندرونی خانہ جنگی کی وجہ سے سارا ملک فوجی چھاؤنی کی صورت اختیار کر گیا ہے اور خصوصاً واقعہ ایبٹ آباد اور مہمند ایجنسی کی فوجی چیک پوسٹ پر نیٹو کے حالیہ شرمناک وافسوس ناک تازہ حملے نے تو پاکستان کے برائے نام دفاع کا بھانڈا بھی پھوڑ دیا ہے۔ اور گیارہ سال تک کفار کی خوشنودی کے حصول کیلئے اپنے ہی ہزاروں ہم وطنوں کا خون کرانے اور ستر ارب ڈالر کا نقصان برداشت کرنے کے باوجود بھی آج پاکستان پر امریکہ و نیٹو نہ صرف

براہ راست حملے کر رہے ہیں بلکہ اپنی تمام ناکامیوں اور شکست کا ملبہ بھی پاکستان پر پھینک رہے ہیں۔اگر ۲ مئی کے واقعے کے بعد پاکستان نام نہاد عالمی کولیشن سے باہر ہو جاتا تو یہ حالیہ واقعہ ظہور پذیر نہ ہوتا اور امریکہ فوراً ہی افغانستان سے بھاگنے کی تیاری کرتا۔لیکن اس کیلئے ایمان کی قوت و دولت ہونی چاہیے' جو بدقسمتی سے ہمارے رئیس حکمرانوں اور جرنیلوں کے پاس نہیں۔اب پاکستان نے امریکہ کے خلاف کچھ رسمی اور موسمی و عارضی کارروائی کا اعلان کیا ہے۔لیکن جواب میں امریکی انتظامیہ کی پے درپے دھمکیوں پر ہمارا بزدلانہ کردار مزید کئی سوالات کو جنم دے رہا ہے۔چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر ملک کی کچھ ہمدرد اور محب وطن جماعتیں اس قدر تشویشناک صورتحال پر سر جوڑ کر بیٹھ گئیں کہ اگر حالات اسی نہج پر حکمرانوں کے باعث جاتے رہے اور اس کے تدارک کیلئے فوری طور پر خواب غفلت سے نہ جاگے گئے تو کہیں خدانخواستہ ملک کا وجود ہی نہ کھو بیٹھیں ___ الحمدللہ یہ کوشش چونکہ اخلاص پر مبنی تھی اس لئے اب تک اس کی کوششیں بہرحال غنیمت' گھٹن اور غلامی کی فضا میں ہوا کا ایک تازہ جھونکا اور آزادی کی ایک کرن دکھائی دے رہی ہیں۔دفاع پاکستان لاہور کا تاسیسی اجلاس بھرپور کامیاب رہا اور اکثر و بیشتر رہنماؤں' جماعتوں اور تمام مکاتب فکر' مسالک حتیٰ کے اقلیتوں نے بھی اس میں بھرپور شرکت کی۔نہیں کی تو اُن بڑی پارٹیوں نے نہیں کی جنھیں دفاع پاکستان کے بجائے دفاع امریکہ زیادہ عزیز ہے۔اور جن کا ہر قدم اُس کی جنبشِ ابرو اور اس کے نازک تیوروں اور شاہی فرمانوں کے مطابق اٹھتا ہے۔ان مادر فروشوں کو پاکستان کے تحفظ و استحکام و بقاء سے کیا سروکار؟اسکی تازہ مثال پیپلز پارٹی کے سفیر حسین حقانی کے میمو کا حالیہ واقعہ اس کا چشم دید گواہ ہے کہ پیپلز پارٹی اور آصف علی زرداری ٹولے کے پاکستان اور اسکے اداروں کے کیا عزائم ہیں۔ہمیں امریکہ سے زیادہ اندرونی سطح پر ان لوگوں سے پاکستان کو مزید بچانا ہے کیونکہ انکے شرمناک کردار اور غلامانہ طرز حکومت نے تو میر جعفر اور میر صادق کی ارواح خبیثہ کو بھی شرما دیا ہے۔چنانچہ ان حالات میں دفاع پاکستان پلیٹ فارم کی ضرورت و اہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔اس طرح اس پلیٹ فارم سے بعض دینی جماعتیں بھی شرکت سے کترا رہی ہیں کہ انہیں دفاع پاکستان سے زیادہ دفاع جمہوریت و زرداری حکومت عزیز ہے۔___ بہرحال دفاع پاکستان کے کاروان حریت کو گرد و پیش کے چھوٹے موٹے واقعات سے صرف نظر کرتے ہوئے وطن کی حقیقی آزادی کیلئے آگے بڑھنا چاہیے اور اپنی جدوجہد اور اس پلیٹ فارم کو مزید وسیع کرنا چاہیے گو کہ اس کے خلاف ہر ممکن سازشیں ہو رہی ہیں۔خصوصاً نام نہاد آزاد الیکٹرانک میڈیا میں اس کی تشہیر اور اس کی ہر قسم کی کارروائیوں پر مکمل پابندی عائد کی گئی ہے۔بھرپور کوریج اور ریکارڈنگ کرانے کے باوجود کسی قسم کی چھوٹی سی چھوٹی خبر بھی جان بوجھ کر چینلز نشر نہیں کر رہے۔صرف اور صرف ملک و ملت اور اسکے نظریات و اساس کی حفاظت مقصود ہے اور امریکی غلامی سے چھٹکارا اور اسکی جانب سے آئے روز ممکنہ بڑھتے ہوئے خطرات کیلئے سد سکندری تیار کرنا ہے۔ ــ

وطن کی فکر کرناداں قیامت آنے والی ہے ۔۔۔ تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

(مولانا راشد الحق سمیع)

(ماہنامہ الحق اکتوبر/نومبر ۲۰۱۱ء)

(دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس لاہور ۲۴/ اکتوبر ۲۰۱۱ء کا دعوت نامہ)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

کرمفرمائے محترم ہمدرد ملک وملت زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔

ملک وملت کو درپیش خطرات کا آپ کو علم اور احساس ہے مشرقی اور سرحدوں پر دباؤ نے مسلسل اضافہ ہورہا ہے' امریکہ نے کھلی جارحیت کا اعلان کردیا ہے۔ ملک کی سالمیت اور خودمختاری داؤ پر لگادی گئی ہے ایسے حالات میں حکومت کی طلب کردہ اے پی سی کا انجام بھی آپ کے سامنے ہے' جس نے قوم کی بے چینی میں مزید اضافہ کردیا' پارلیمانی قراردادوں کی تنفیذ اور نگرانی کے لئے اے پی سی کے فیصلے کے باوجود کمیٹی تک نہیں بنائی گئی۔ اے پی سی کے دوسرے دن ڈرون حملوں میں اور شدت پیدا ہوئی اور بڑی ڈھٹائی سے معصوم بے گناہ شہریوں کا قتل عام جاری ہے۔ ان حالات میں 12 اکتوبر 2011ء کو اسلام آباد میں چند سرکردہ اہل درد افراد کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی اور تمام پہلوؤں پر غور کے بعد شریک ہر شخصیت نے کسی نئے محاذ اور پلیٹ فارم بنانے کی بجائے 10 جنوری 2001ء کو قائم ہونے والے پاک افغان ڈیفنس کونسل جس میں 36 سے زائد دینی وسیاسی جماعتیں شریک تھیں کو ''دفاع پاکستان کونسل'' کے نام سے فوری بحال کرنے پر زور دیا۔ جبکہ اس کونسل نے افغانستان اور عراق پر جارحیت کے وقت پوری قوم کو ایک جھنڈے تلے اکھٹا کردیا تھا۔ اور اس کی جڑیں بھی صوبوں اور اضلاع کی سطح تک پھیل چکی تھیں۔ اور پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں اور ملین مارچ تک کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مجلس مشاورت نے مجھے اس کونسل کو منظم اور فعال بنانے کا حکم دیا۔ ناچیز نے نہایت شدت سے اس عظیم کام کی ذمہ داری سنبھالنے سے معذرت کی اور اپنے حالات قلتِ وسائل مشاغل اور صحت کی بناء پر اس بار اٹھانے سے انکار کیا مگر تمام حضرات' اکابر کے متفقہ اصرار پر مجبوراً خاموشی اختیار کی' مجلس مشاورت نے کونسل میں تمام شریک جماعتوں اور اہم سرکردہ سیاسی ودینی شخصیات سے فوری رابطہ کیلئے جناب جنرل حمید گل صاحب کی رہنمائی میں ایک رابطہ کمیٹی قائم کی اور

24/ اکتوبر 2011ء بروز پیر صبح 10:00 بجے بالیڈے اِن ہوٹل اے جرٹن روڈ لاہور

میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ جس میں پاک ڈیفنس کونسل میں شامل تمام جماعتوں اور شخصیات کے علاوہ کونسل سے باہر کی جماعتوں اور اہم شخصیات کو بھی دعوت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس وقت ہر طرف مایوسی اور اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ روشنی کی کرن صرف اور صرف قوم وملت کی وحدت ہے اور وہ بھی صرف ایک مشترکہ نکتہ پر' کہ ملک کی خودمختاری اور سالمیت کو بچایا جائے اور استعماری جارحانہ قوتوں سے پاکستان کی آزادی کا تحفظ کیا جائے یہ نکتہ ہر قسم کے فرقہ ورانہ مسلکی علاقائی لسانی اور سیاسی تفرقوں اور جھگڑوں سے بالاتر ہے۔ اور ہر ہر پاکستانی کا اولین فریضہ بھی۔ اس بناء پر ایک ادنیٰ ناچیز انسان کی گزارش پر جس طرح ہمیشہ آپ نے توجہ فرما کر ذرہ نوازی کی ہے' یقین ہے کہ اس وقت بھی قوم وملک اور پوری ملت مسلمہ کی بقاء سرخروئی اور نجات کے خاطر اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اجلاس میں شرکت فرماویں گے۔ انفروا خفافاً وثقالا واجرکم علی اللہ تعالی

والسلام

(مولانا) سمیع الحق

خادم دفاع پاکستان کونسل پاکستان

(دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس لاہور ۲۴/اکتوبر ۲۰۱۱ء کی مفصل رپورٹ روزنامہ اسلام، لاہور ۳۱/اکتوبر ۲۰۱۱ء)

ہم دِفاع پاکستان کے لیے متحد ہیں

(امریکا نے پاک سرزمین پر قدم رکھنے کی کوشش کی تو منہ توڑ جواب دیا جائے گا O امریکا اپنی شکست کا ملبہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے O افسوس کہ پاکستانی حکمران امریکی دھمکیوں کو ٹھنڈے پیٹوں ہضم کر رہے ہیں۔O آل پارٹیز دفاع پاکستان کانفرنس سے مولانا سمیع الحق، سید عطاء المومن بخاری، مولانا محمد احمد لدھیانوی، حافظ محمد سعید، سید منور حسن، جنرل (ر) حمید گل، ڈاکٹر عاکف سعید، شیخ رشید احمد، حافظ طاہر محمود اشرفی، پیر سیف اللہ خالد، سردار شام سنگھ، ابراہام عظیم اور دیگر سیاسی مذہبی اور اقلیتی رہنماؤں کا خطاب)

عالمی دہشت گرد امریکہ کے دباؤ پر جب کٹھ پتلی اقوام متحدہ نے افغانستان کے مظلوم مسلمانوں پر اقتصادی پابندیاں لگانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق نے مجاہد اول کا کردار ادا کرتے ہوئے ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو 35 مختلف دینی وسیاسی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مقام پر اکٹھا کیا اور امریکی عزائم کے حوالے سے مشاورت کی گئی اس اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ سب جماعتوں کے نمائندگان پر مشتمل ''دفاع افغانستان کونسل'' قائم کی جائے گی اس موقع پر جمیعت علماء پاکستان کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی ؒ کی تجویز پر حضرت مولانا سمیع الحق کو متفقہ طور پر ''دفاع افغانستان کونسل'' کا چیئر مین مقرر کیا گیا جس کے بعد اس پلیٹ فارم پر متعدد اجلاس منعقد ہوئے اور ایک آل پارٹیز کانفرنس (اے پی سی) کے موقع پر مسلم لیگ مخدوم جاوید ہاشمی کی تجویز پر دفاع افغانستان کونسل کے نام میں ترمیم کرکے ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' رکھا گیا اس میں مخدوم جاوید ہاشمی نے دور اندیشی کا احاطہ کرتے ہوئے موقف اختیار کیا گیا کہ افغانستان کے بعد امریکہ پاکستان پر چڑھائی کر سکتا ہے اس لئے اس اتحاد کا نام ''دفاع افغانستان کونسل'' کی بجائے ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' رکھا جائے جس کی تمام جماعتوں نے تائید کی تھی اس کے بعد اس پلیٹ فارم سے ملک بھر میں ریلیاں اور کانفرسیں منعقد کی گئیں لیکن الیکشن کے قریب آتے ہی یہ ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' غیر موثر ہو گیا تاہم اس میں شامل چھ مختلف دینی سیاسی جماعتوں پر مشتمل ایک نیا پلیٹ فارم ''متحدہ مجلس عمل'' تشکیل دیا گیا تاہم مفادات کی سیاست میں اس کا بھی شیرازہ بکھر گیا۔

آج جب معصوم لوگوں کے قاتل امریکہ نے پاکستان پر جارحیت کیلئے دھمکیاں دی تو ایک بار پھر بوڑھا شیر مجاہد اول حضرت مولانا سمیع الحق قاتل امریکہ کو ڈنکے کی چوٹ پر للکارتے ہوئے میدان میں نکل آیا ہے اس بار کچھ اس طرح ہوا کہ ۲/اکتوبر ۲۰۱۱ء کی شام جمیعت علماء اسلام (س) کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی کی رہائش پر مولانا محمد یوسف شاہ تشریف فرما تھے دونوں رہنماؤں کے

درمیان موجودہ عالمی وملکی صورتحال پر بحث جاری تھی اور اس بات پر اتفاق پایا گیا کہ حکومت کی جانب سے بلائی گئی آل پارٹیز کانفرنس میں طے کئے گئے امور پر حکومت عمل درآمد سے بھاگ رہی ہے اور امریکی دھمکیاں وڈرون حملے پہلے کی طرح جاری ہیں کیوں نا اس ایشو پر قوم کو متحد کیا جائے تاکہ حکومت کو آل پارٹیز کانفرنس اور پارلیمنٹ میں منظور ہونے والی قرار دادوں پر عمل درآمد کیلئے مجبور کیا جائے مولانا عبدالرؤف فاروقی اور سید محمد یوسف شاہ کے درمیان یہ بات طے ہونے کے بعد دونوں رہنما مولانا سمیع الحق کے پاس گئے اور انہیں اس ایشو پر آگے بڑھنے کیلئے آمادہ کیا اس پر مولانا سمیع الحق نے اہم جماعتی رہنماؤں کو اعتماد میں لینے کے بعد نعرہ تکبیر بلند کیا اور ۱۲۔اکتوبر کو اسلام آباد کے مقامی ہوٹل میں مشاورتی اجلاس طلب کرلیا اس اجلاس میں جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر حافظ محمد سعید، حافظ عبدالرحمٰن مکی، اہل سنت والجماعت پاکستان کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی، سابق آرمی چیف جنرل (ر) حمید گل، پاکستان مسلم لیگ (ضیاء الحق) کے قائد محمد اعجاز الحق، آل پاکستان مسلم لیگ (عبدالقیوم گروپ) کے صدر محمد معظم بٹ، تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر حافظ عاکف سعید، تحریک حرمت رسول ﷺ کے جنرل سیکرٹری محمد یعقوب شیخ، جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ پاکستان کے امیر مولانا عصمت اللہ، مجلس احرار اسلام کے سید محمد کفیل شاہ بخاری مسلم لیگ ہم خیال کے ڈاکٹر وسیم شہزاد کے علاوہ ان ہی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا حامد الحق مولانا عصمت اللہ، مولانا عبدالخالق ہزاروی، مولانا اکرام اللہ شاہد، مولانا عبدالرزاق حیدری محمود الحسن بالاکوئی، محمد یحییٰ مجاہد، حافظ خالد ولید، اشرف علی اور راجہ محمد شفیق جاوید نے شرکت کی اجلاس میں حضرت مولانا سمیع الحق نے عالمی وملکی صورتحال پر شرکاء کو تفصیل سے بریفنگ دی دفاع پاکستان کونسل کی بحالی کے نتیجے میں جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا سمیع الحق کو اسکا چیئرمین اور آئی ایس آئی کے سابق چیف جنرل (ر) حمید گل کو رابطہ کنوینئر مقرر کیا گیا اس کے علاوہ اجلاس کے شرکاء نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ۲۴۔اکتوبر کو لاہور میں آل پارٹیز کانفرنس طلب کی جائے جس میں حکومت اور اپوزیشن سمیت تمام سیاسی ودینی جماعتوں کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والی جماعت کو بھی دعوت دی جائے اس دوران جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر حافظ محمد سعید نے اعلان کیا کہ لاہور میں ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس کی میزبانی جماعت الدعوۃ پاکستان کرنے پر تیار ہے تو سب نے یک زبان ہو کر آمادگی کا اظہار کیا اور اس کے بعد ۲۴۔اکتوبر کو لاہور میں کانفرنس کی دعوت دینے اور انتظامات کا سلسلہ شروع کردیا گیا اس دوران صدر مملکت آصف علی زرداری، وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی، جمعیت علماء اسلام (ف) کے قائد مولانا فضل الرحمٰن، پاکستان مسلم لیگ کے قائدین چوہدری شجاعت حسین وچوہدری پرویز الٰہی، مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف، راجہ ظفر الحق، جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن، تحریک انصاف پاکستان کے چیئرمین عمران خان، عوامی نیشنل پارٹی کے اسفند یار ولی، ایم کیو ایم کے الطاف حسین، فاروق ستار کے علاوہ دیگر جماعتوں کے قائدین ورہنماؤں سے رابطے کئے گئے اور اطلاعات کے مطابق تمام رہنماؤں نے اس اہم ایشو پر آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلے کو سراہا اور دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کو آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کی یقین دہانی کروائی لیکن جب لاہور میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی گئی تو اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن)، جمعیت علماء اسلام (ف)، عوامی نیشنل پارٹی، پاکستان تحریک انصاف اور متحدہ قومی موومنٹ نے شرکت نہ کی اب اس غیر حاضری کے پیچھے کیا راز ہے یہ تو خود یہی پارٹیاں جانتی ہیں تاہم ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ چاروں پارٹیاں فی الحال امریکہ بہادر کو ناراض نہیں کرنا چاہتی اور آئندہ بھی اقتدار میں اپنی باری کیلئے گرین سگنل کا انتظار کر رہی ہیں۔۲۴۔اکتوبر کو لاہور کے مقامی ہوٹل میں منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس کی صدارت دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور

جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے جبکہ کانفرنس میں دفاع پاکستان کے کنوینئر جنرل (ر) حمید گل، جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید، جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن، عوامی مسلم لیگ کے شیخ رشید احمد، مسلم لیگ (ضیاء) کے اعجاز الحق، پاکستان مسلم لیگ کے چوہدری ظہیر الدین، پاکستان مسلم لیگ کے وزیرستان سے رکن قومی اسمبلی اجمل وزیر، اہلسنت و الجماعت پاکستان کے مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، کرسچن رہنما و بشپ آف ساہیوال پاسٹل ابرہام عظیم ڈینیل، سکھ رہنما سردار شام سنگھ، ایم کیو ایم حقیقی کے رہنما شمشاد غوری، ریٹائرڈ فوجیوں کی تنظیم کے رہنما جنرل (ر) محمد شفیق، بریگیڈیئر میاں محمود احمد، جمعیت علماء اسلام (س) کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا حامد الحق، مخدوم عاصم تحریک حرمت رسول ﷺ کے مولانا امیر حمزہ، قاری محمد یعقوب شیخ، جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا فضل الرحیم اشرفی، مجلس احرار کے مولانا عطاء المومن بخاری، مولانا شاہ عبدالعزیز، علماء کونسل پاکستان کے حافظ طاہر محمود اشرفی، تنظیم اسلامی کے ڈاکٹر عاکف سعید، اہلحدیث کے حافظ عبدالغفار روپڑی، استقلال پارٹی کے صدر سید منظور گیلانی، مفتی عبیداللہ عفیف، جامعہ منظور اسلامیہ پاکستان کے مہتمم پیر سیف اللہ خالد، مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، عبداللہ گل، معظم بٹ، مولانا زاہد محمود قاسمی، مدنی بلوچ، جمعیت علماء پاکستان کے رشید رضوی و دیگر نے خطاب کیا جبکہ کانفرنس کے دوران مختلف مذہبی وسیاسی جماعتوں کے مقامی قائدین، شیوخ الحدیث، دینی مدارس کے مہتمم حضرات اور جید علماء کرام کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

اے پی سی کے دوران محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا پیغام محسان پاکستان فاؤنڈیشن کے چیئرمین اور جنرل (ر) حمید گل کے صاحبزادے عبداللہ گل نے پڑھ کر سنایا جبکہ ڈاکٹر ؟ عبدالقدیر خان کی سیٹ پر ان کی تصویر رکھی گئی تھی۔

دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ امریکہ نت نئے الزامات عائد کرکے پاکستان پر ہر روز ایک نئی فرد جرم عائد کر رہا ہے اور حملہ کی دھمکیاں دی جارہی ہیں اے پی سی کے شرکاء متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے پاکستان کی سرزمین پر ناپاک قدم رکھنے کی کوشش کی تو پوری قوم متحد ہو کر منہ توڑ جواب دے گی امریکی دھمکیوں پر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے اور قومی غیرت وجذبہ جہاد سے جواب دینے کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے، عسکری قوت کو مفلوج کرنے سیاسی خلفشار سے دو چار کرنے اور معاشی طور پر عالمی اداروں کا دست نگر بنانے کیلئے مسلسل اور منظم کوششیں کررہے ہیں، کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو سبوتاژ کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں، دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کی کردار کشی اور مغرب کی پروردہ این جی اوز کو ملک پر مسلط کیا جارہا ہے اور پاکستان کو سیکولر ریاست کی شکل دے کر عالم اسلام کی فکری قیادت اور اس کے کردار کو ختم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں انہوں نے کہا کہ ملک کی مقتدر قوتوں نے قوم کو مایوس کیا ہے پارلیمنٹ اور اے پی سی کی قراردادوں پر عمل درآمد نہیں کیا گیا قوم کو بتایا جائے کہ آخری ان قراردادوں پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا جارہا؟ آج پوری قوم کی نظریں دینی سیاسی وعسکری قیادت پر لگی ہوئی ہیں ہمیں متحد ہو کر دشمن کے مقابلہ کیلئے ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ اپنی شکست کا سارا ملبہ پاکستان پر ڈال کر اسے دہشت گرد قرار دے رہا ہے اور ۳۵ ہزار فوجیوں کی قربانی دینے کے باوجود اسے ناقابل معافی قرار دیا جارہا ہے ہمیں امریکہ سے جان چھڑانے کی ضرورت ہے۔

دفاع پاکستان کونسل کی رابطہ کمیٹی کے کنوینئر جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ امریکہ بھارت کی خطہ میں بالادستی چاہتا ہے وہ اور اس کی اتحادی قوتیں پاکستانیوں کے دلوں سے جذبہ جہاد، اتحاد و یکجہتی، ایٹمی صلاحیت، فوج اور آئی ایس آئی کو ختم کرنا چاہتے ہیں وہ ہمیں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اس کیلئے ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک پھیلایا گیا۔

ڈرون حملے کر کے قبائلیوں کو پاکستان کے خلاف بھڑکایا گیا امریکہ گولی چلائے بغیر پاکستان کو ختم کرنا چاہتا ہے مگر ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا دشمن ہمیں مایوس کر کے لڑانا چاہتا ہے کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں ہے لیکن یہ بات غلط ہے درحقیقت اصل مستقبل پاکستان کا ہی ہے کیونکہ ان کے اپنے نظام ڈوب رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حکومت بتائے اس نے امریکیوں سے کیا معاہدات کر رکھے ہیں وہ واشنگٹن کی طرف نظر دوڑانے کی بجائے قوم کو اتحاد میں لیں پارلیمنٹ اور اے پی سی کی قراردادوں پر عمل درآمد کیا جائے اس پر عمل درآمد میں ہماری خودمختاری کا دفاع ہے جو امریکہ افغانستان پر قبضہ نہیں برقرار رکھ سکا وہ ایٹمی پاکستان پر قبضہ کے خواب دیکھنا چھوڑ دے۔

امیر جماعت الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا ہے کہ دفاع پاکستان کیلئے سیاسی و عسکری قیادت اور قوم کو ایک نقطے پر جمع ہونا چاہیے شمالی وزیرستان آپریشن نہ کرنے اور پاکستانی حدود میں گھسنے والے ڈرون طیارے مار گرانے کا اعلان کیا جائے امریکہ افغانستان میں بدترین شکست کا ملبہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے وہ پاکستان پر زمینی حملہ کی انشاء اللہ جرأت نہیں کرے گا اس مقصد کیلئے وہ بھارت کو پاکستان پر حملہ کرنے کیلئے اکسا رہا ہے ایک بار پھر لوگوں کے ذہنوں میں وہی سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جنگیں ہمیشہ ان پر مسلط ہوتی ہیں جن کی تیاری نہیں ہوتی یہ بات ہمیں ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ پاکستان کا دفاع باہر نہیں ملک کے اندر ہے قوم کو متحد و بیدار کرنے اور اس کا اعتماد بحال کرنے کی ضرورت ہے حافظ محمد سعید نے کہا کہ افسوس ناک امر ہے کہ کشمیر میں اجتماعی قبریں برآمد ہو رہی ہیں اور حکمران انڈیا کو پسندیدہ ملک قرار دے کر تجارت بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک مصالحتی گروپ بنا کر دیگر جماعتوں اور قائدین سے بھی رابطے کئے جائیں دفاع پاکستان کیلئے سب متحد ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن نے کہا کہ دفاع پاکستان کیلئے مضبوط حکمت عملی وضع کرنے اور اتحاد و یکجہتی کے ذریعہ اس پر عمل درآمد کی ضرورت ہے پرویز مشرف کے امریکی دھمکیوں پر کئے گئے فیصلوں کے نتائج آج تک قوم کو بھگتنا پڑ رہے ہیں آج پھر وہی صورتحال ہے ہمیں کہا جا رہا ہے کہ شمالی وزیرستان اور حقانی نیٹ ورک کے خلاف دنوں میں آپریشن کیا جائے افسوس اس بات کا ہے کہ حکمران ٹھنڈے پیٹوں امریکی دھمکیاں برداشت کر رہے ہیں اور متفقہ قراردادوں پر کوئی عمل درآمد نہیں کیا جا رہا اس سے قوم کے اعتماد کو سخت ٹھیس پہنچی ہے اگر پارلیمنٹ اور اے پی سی کی قراردادوں پر عمل درآمد نہیں ہوگا تو پھر آئندہ محب وطن قوتیں ایسے اجتماعات میں شرکت پر راضی نہیں ہوں گی امریکیوں کو صاف کہہ دیا جائے کہ شمالی وزیرستان آپریشن کسی صورت نہیں ہوگا۔

اہل سنت والجماعت پاکستان کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ آل پارٹیز دفاع پاکستان کانفرنس میں تمام مذاہب کی نمائندگی ملکی محبت کا ثبوت ہے افسوس اس بات کا ہے حکمران پارٹیوں نے اس میں شرکت نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جن کے اثاثے اور جائیداد ملک کے اندر ہیں ان کو ملک سے محبت اور جن کے اثاثے، جائیدادیں ملک سے باہر ہیں ان کو ملک سے محبت نہیں آج کے اجلاس سے ثابت ہو گیا کہ پاکستانی قوم فوج کے ساتھ اور متحد ہے ڈرون حملوں کا فوج کی طرف سے جواب نہ آئے تو

اے پی سی کا بھی کوئی فائدہ نہیں وقت آئے گا امریکہ کیلئے پاکستان قبرستان ثابت ہوگا۔

عوامی مسلم لیگ کے صدر شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ ساری قوم فوج کے ساتھ ہے وطن عزیز کو بیرونی نہیں اندرونی خطرات ہیں امریکہ پاکستان کے کسی بھی علاقے میں قدم نہیں رکھ سکتا، رکھے گا تو اس کا حشر انشاء اللہ ویت نام سے بھی برا ہوگا انہوں نے کہا کہ ڈرون حملوں کی اجازت موجودہ حکومت دے رہی ہے اس اجتماع میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو ملک میں اسلامی نظام چاہتے ہیں تو پھر واضح ہونا چاہیے کہ ہم ملک لوٹنے والوں کے ساتھ ہیں یا بچانے والوں کے ساتھ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سے قوم کی جان چھوٹ جائے تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

پاکستان مسلم لیگ (ضیاء) کے صدر اعجاز الحق نے کہا کہ دفاع پاکستان کے سلسلے پر قوم کو متحد ہونا چاہیے انڈیا کو پسندیدہ ملک اور تجارتی راہداریاں دینے کے فیصلے امریکہ کے کہنے پر کئے جا رہے ہیں کیونکہ امریکہ بھارت کا اسلحہ پاکستان کے ذریعے افغانستان پہنچانا چاہتا ہے پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔ نیوکلیئر پروگرام آج تک امریکہ کو ہضم نہیں ہوا ہمیں اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنی چاہیے انہوں نے کہا کہ پاکستانی 35 ہزار جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں جن میں سے 5 ہزار فوجی 3 ہزار معصوم جن میں بچے اور خواتین بھی شامل ہیں مگر یہ جنگ ہماری نہیں تھی ہماری اکانومی تباہ ہو چکی 100 ارب کا نقصان کیا مگر کچھ نہیں ملا۔

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے آل پارٹیز دفاع پاکستان کونفرنس کے شرکاء کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ اس وقت ملک جن حالات وخطرات میں گھرا ہوا ہے اس کی روشنی میں یہ اے پی سی ایک نہایت احسن قدم ہے ملک کی حفاظت ہم سب پر فرض ہے خدا کا شکر ہے کہ اب بھی ملک میں لاتعداد محب وطن لوگ موجود ہیں جو ملک کی سلامتی اور بہتری کو فوقیت دیتے ہیں اور ملک کے دفاع کی خاطر اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے انہوں نے کہا کہ ملک اس وقت جن نازک حالات سے گزر رہا ہے اس کی روشنی میں ہم سب پر فرض ہے کہ اپنی خود غرضانہ پالیسیاں چھوڑ دیں اور سب کو یکجا ہو کر ملک کی سلامتی، بہتری اور ترقی کیلئے کام کریں میں اس سیمینار کے منتظمین کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس نازک وقت میں اتنے اہم موضوع پر یہ سیمینار منعقد کیا ہے۔

پاکستان مسلم لیگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری چوہدری ظہیر الدین نے کہا کہ مسلم لیگ ق دفاع پاکستان کونسل کے شانہ بشانہ رہے گی مسلم امہ کے مسائل کے حل کیلئے سیاسی پارٹیوں کا رابطہ ہونا چاہیے ایران کے ساتھ تعلقات میں رکاوٹ امریکہ کی طرف سے بنائی جا رہی ہے اس پر موثر آواز اٹھائی جانی چاہیے ہم پیاز بیچنے والوں کی طرف دیکھ رہے ہیں ان سے ہٹ کر ایران کی طرف جانا چاہیے۔

جماعۃ الدعوۃ شعبہ سیاسی امور کے سربراہ پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی نے کہا کہ ہمارا دشمن نقاب اتار کر ہمارے سامنے للکار رہا ہے امریکہ کی 52 ریاستیں اور 28 ملک مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکے دہشت گردی کے الزامات دینے والے بھاگ رہے ہیں امریکہ کے مقابلہ کیلئے پوری قوم کی متحد و بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلم لیگ (ق) وزیرستان کے نمائندہ اجمل وزیر نے کہا کہ ڈرون حملوں میں کیمیکلز استعمال ہوتے ہیں پشاور کے ہسپتال میں زخمی ٹھیک نہیں ہو رہے کیمیکلز کے ثبوت موجود ہیں انسانی حقوق کا دعویٰ کرنے والا امریکہ ڈرون حملوں میں کیمیکلز استعمال کر کے اپنا چہرہ بے نقاب کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ ملکی سلامتی کیلئے سب کو متحد ہونے کی ضرورت ہے اگر حکمرانوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو حالات اس سے بدتر ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ 348 ڈرون حملوں میں 3315 لوگ شہید ہو چکے ہیں۔

عیسائی برادری کے نمائندہ ابراہام عظیم ڈینیل نے کہا کہ آل پارٹیز دفاع پاکستان کانفرنس قوم کو متحد کرنیکی ایک اہم کاوش ہے جہاں بھی پاکستان کے تحفظات کیلئے ضرورت ہوگی تو مسیحی برادری پاک فوج اوراپنے ہم وطنوں کے شانہ بشانہ رہے گی انہوں نے کہا کہ وطن عزیز کے خلاف ہونے والی تمام سازشوں کو ل کرنا کام بنائیں گی پاکستان کا دفاع ایک پاکستانی شہری کے دفاع سے مشروط ہے اگر پاکستانی شہری محفوظ ہوگا تو پاکستان کا دفاع بھی محفوظ ہوگا۔

سکھ مذہب کے رہنماسردار شام سنگھ نے کہا کہ پہلی بار ملکی دفاع کیلئے مسلمان جماعتوں کے درمیان ہونے والی اے پی سی میں شریک ہونے کا موقع ملا ہےانہوں نے کہا سکھوں کے پیشوا گورونانک پاکستان میں پیدا ہوئے یہ دھرتی پاکستان ہمارے لیے متبرک ملک ہے کبھی کسی سکھ نے دھرتی کے ساتھ بے وفائی نہیں کی ہم بھی ہم پاکستان کی دھرتی میں پیدا ہوئے ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان کے لیے مریں گے ہم ہر مشکل وقت میں مسلمانوں کے ساتھ ہیں سکھ رہنما سردار شام سنگھ نے اپنے خطاب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی صداقت اور بہادری کا ذکر بھی کیا جبکہ صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم کی بہادری کا بھی ذکر کرتے ہوئے واضح کیا اگر صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم بن جائیں تو اس قوت کو کوئی شکست نہیں دے سکتا انہوں نے انکشاف کیا کہ بھارت میں بھی اس وقت سات مزید پاکستان بننے والے ہیں اگر پاکستان کھڑا ہو جائے تو اسے کوئی قوت شکست نہیں دے سکتی۔

ایم کیو ایم حقیقی کے رہنما شمشاد غوری نے کہا کہ مہاجر قومی موومنٹ عرصہ دراز سے کراچی میں غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر کراچی میں عدم استحکام پیدا کرنے والوں کا نشانہ بنی ہوئی ہے ہم گزشتہ 20 سالوں سے دفاع وطن کیلئے لڑ رہے ہیں جہاں موساد کے لوگ کھلے عام کاروائیاں کرتے ہیں اور بقول وزیر داخلہ کے اسرائیلی اسلحہ استعمال ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ بیرونی قوتوں سے لڑ سکتے ہیں مگر ملک دشمن قوتیں ہمارے آستینوں میں بیٹھی ہیں ان سے نبرد آزما ہونے کیلئے کوئی لائحہ عمل طے کرنا پڑے گا۔

جنرل (ر) شفیق محمد نے کہا کہ مستقبل میں وطن عزیز کے دفاع کیلئے پیپلز آرمی تیار کرنے کی ضرورت ہے جو گلی محلے کی سطح پر بھی دفاع کریں حالات کا تقاضا ہے ملٹری ٹریننگ فی الفور شروع ہونی چاہیے انہوں نے کہا کہ چین کے ساتھ دفاعی سمجھوتے کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بوقت ضرورت وہ ہماری مدد کیلئے آئیں۔

استقبال پارٹی کے سید منظور گیلانی نے کہا کہ ہمیں فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر ایک قوم بن کر سوچنا چاہیے انہوں نے کہا فوج کو اپنا کام اور سیاستدانوں کو اپنا کام کرنے دیا جانا چاہیے۔

تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنوینئر مولانا امیر حمزہ مجلس احرار کے سربراہ مولانا عطاء المومن بخاری نے کہا کہ امریکی دھمکیوں پر خاموشی اختیار نہ کی جائے پاکستان کی حفاظت کریں گے قوم نے عظیم قربانیاں سیکولر پاکستان کیلئے نہیں دیں انہوں نے کہا ہمیں انفرادی و اجتماعی مسائل پر مستقبل کی پالیسیاں و منصوبے قرآن و سنت کی ہدایات کے مطابق بنائیں تو کامیابی ہمارے قدم چومے گی ہماری ناکامیوں کا سبب دین سے دوری ہے۔

ڈاکٹر عاکف سعید، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، قاری محمد یعقوب شیخ، مولانا فضل الرحیم اشرفی، طاہر محمود اشرفی، سید منظور گیلانی، رشید رضوی، مفتی عبید اللہ عفیف، پیر سیف اللہ خالد، مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، عبداللہ گل، معظم بٹ، مولانا زاہد محمود قاسمی، مدنی بلوچ، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا اسد اللہ فاروق، حافظ خالد ولید و دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا قومی سالمیت اور وطن کی بقاء کیلئے پاکستان کی سیاسی جماعتوں اور عوام کی طرف سے ایک مضبوط پیغام دینا چاہیے کامیابی کیلئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے راستے کو اختیار کرنا ہوگا ہمیں خوفزدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔　(رپورٹنگ۔ سید فرزند علی لاہور)

آل پارٹیز دفاع پاکستان کانفرنس کی جھلکیاں

☆ اے پی سی میں تلاوت قرآن پاک کی سعادت جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم اشرفی نے حاصل کی۔

☆ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا عبدالرؤف فاروقی اور جماعۃ الدعوۃ کے رہنما قاری محمد یعقوب شیخ نے سرانجام دیے۔

☆ کانفرنس کے آغاز میں جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ خطابات میں دفاع پاکستان کو ہی مدنظر رکھا جائے اور سیاست پر بات نہ کی جائے۔

☆ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی اے پی سے میں نمائندگی ظاہر کرنے کیلئے ایک کرسی پر ان کی تصویر رکھی گئی تھی۔

☆ آل پارٹیز دفاع پاکستان کانفرنس کے دوران نماز ظہر اور دوپہر کے کھانے کا وقفہ بھی دیا گیا نماز ظہر کی امامت امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے کروائی۔

☆ دفاع پاکستان کانفرنس میں ایم کیو ایم حقیقی کے نمائندہ شمشاد غوری نے کہا کہ ہم کراچی میں، دفاع پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں ہمارا مقابلہ "را" اور "موساد" سے ہے وزیر داخلہ اقرار کر چکے ہیں کہ کراچی میں اسرائیلی اسلحہ استعمال ہوتا ہے۔

☆ کانفرنس میں اقلیتی برادری کے نمائندگان نے بھی شرکت کی، سردار شام سنگھ نے کہا کہ پاکستان کی تاریخ پہلی مرتبہ مسلمانوں کے اجتماع میں ہمیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم وطنوں کا دفاع تب ہی کر سکتے ہیں جب حضرت عمرؓ کے کردار کو سامنے رکھیں پنجابی میں گفتگو کرنے پر حاضرین مسکراتے رہے۔

☆ کانفرنس میں محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کا پیغام جنرل (ر) حمید گل کے صاحبزادے عبداللہ گل نے پڑھ کر سنایا۔

☆ اعجاز الحق نے کہا مجھے سرکاری اے پی سی میں دعوت نہیں دی گئی بعد میں مولانا احمد لدھیانوی نے بھی کہا کہ ہم بھی خوش نصیب ہیں جنہیں دعوت نہیں ملی اور اب قوم کے طعنوں سے بچ رہے ہیں۔

☆ چوہدری شجاعت کے نمائندہ اجمل وزیر نے کہا کہ 318 ڈرون حملوں میں 3315 لوگ مارے گئے ڈرون حملوں میں کیمیکلز استعمال کیے جا رہے ہیں جس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے سپریم کورٹ کو نوٹس لینا چاہیے۔

☆ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ ہم محب وطن لوگ جن کی اولاد، جائیداد اور اثاثے پاکستان میں ہیں وہ اس کانفرنس میں شریک ہیں اور جن کی اولاد، جائیدادیں پاکستان سے باہر ہیں وہ شریک نہیں ہوئے۔

☆ حافظ طاہر محمود اشرفی نے کہا کہ ڈرون حملوں کے حوالے سے ہمیں وزیرستان کی طرف لانگ مارچ کرنا چاہیے اور وزیرستان کے عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنا چاہیے۔

☆ دفاع کانفرنس میں دو بار تلخی دیکھنے میں آئی پہلی بار جنرل (ر) شفیق کے دوران جس میں انہوں نے محرومیوں کا رونا رویا اور پاکستانی قوم کو کمزور قوم کے طور پر پیش کیا اس پر پیر سیف اللہ خالد نے اعتراض اٹھایا کہ پاکستانی قوم کمزور نہیں ہے دوسری بار استقبال پارٹی کے سید منظور گیلانی کے خطاب کے دوران اس وقت تلخی ہوئی جب انہوں نے قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں کو ساتھ لیکر چلنے کی بات کی اس پر مجلس احرار کے سید عطاء المومن شاہ نے سخت الفاظ میں مذمت کی کہ قادیانیوں کے ساتھ نہیں چلا جاسکتا جسکی سب نے تائید کی۔

(روزنامہ اسلام ۳۱۔ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

دفاع پاکستان کونسل

کے زیر اہتمام آل پاکستان کل جماعتی کانفرنس لاہور منعقدہ 24 / اکتوبر 2011ء

کا اعلامیہ وقرارداد

زیر صدارت : مولانا سمیع الحق چیئرمین دفاع پاکستان کونسل

دفاع پاکستان کونسل کی دعوت پر کل جماعتی کانفرنس آج منعقد ہوگئی۔کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے صدارت کی۔کانفرنس تمام سیاسی'مذہبی جماعتوں کے قائدین اور اقلیتوں کے نمائندوں نے شرکت کی اور امریکی دھمکیوں اور پاکستان کے خلاف جارحانہ عزائم پر قومی یکجہتی کے لئے تبادلہ خیال کیا۔تمام جماعتوں کے قائدین اور نمائندوں نے بالاتفاق درج ذیل امور طے کئے۔

☐ دفاع پاکستان کونسل وقت کی اہم ترین ضرورت تھی جسے کونسل کے قائدین نے پورا کیا ہے۔وزیر اعظم کی آل پارٹیز کانفرنس اور پارلیمنٹ کی مشترکہ قراردادوں پر عملدر آمد میں ناکامی کے بعد ضرورت تھی کہ اٹھارہ کروڑ پاکستانی عوام کے نمائندے جمع ہوں اور عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے حکومت اور امریکہ کو واضح پیغام دیں کہ امریکہ نے خود یا بھارت وغیرہ کے ذریعہ پاکستان پر حملہ کرنے کی جرات کی تو اسے پاکستانی قوم کے ساتھ ٹکرانا ہوگا اور پاکستانی قوم جہادی جذبے کے ساتھ امریکی جارحیت کا مقابلہ کرے گی۔دفاع پاکستان کونسل اس موقع پر سیاسی فکر کو جہادی فکر میں تبدیل کر کے امریکہ کو منہ توڑ جواب دے گی۔اور اسے شکست کا نشانہ بنادے گی۔

☐ دفاع پاکستان کونسل اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہے کہ امریکہ'افغانستان میں شکست کھانے کے بعد اس خطے سے جاتے ہوئے پاکستان کو ڈرون حملوں' معاشی بحران اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے ذریعہ خطرات میں دھکیلنے کی منصوبہ بندی کر چکا ہے۔دشمن کی اس منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے ہم من حیث القوم تقاضا کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ کی مشترکہ قراردادوں پر عملدر آمد کراتے ہوئے پارلیمنٹ کے خودمختار ادارہ ہونے کا ثبوت دیا جائے۔اور صدر ہاؤس میں امریکیوں کے ساتھ ہوتے ہوئے خفیہ فیصلوں کو پارلیمنٹ پر بالادست نہ ہونے دیا جائے۔کونسل سمجھتی ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس امریکی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور خفیہ معاہدوں کے ذریعہ قوم اور قومی اداروں کی خودمختاری کو پامال کر رہا ہے۔کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ امریکہ کے ساتھ تمام خفیہ معاہدوں کو منظر عام پر لایا جائے اور قوم کو اعتماد میں لیا جائے۔کونسل یقین رکھتی ہے کہ کہ بیرونی دشمن کی جارحیت کے مقابلے میں قوم حکومتوں کو کمزور کرنے کی بجائے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی اور دشمن کے تمام عزائم کو خاک میں ملادے گی۔

☐ کل جماعتی کانفرنس پاکستانی قوم سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بدمست امریکہ اوراس کے اتحادیوں کے خوفناک عزائم کے مقابلے میں متحد ہوجائے۔امریکہ فرقہ واریت کوہوادے کر پاکستانی قوم کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔قوم متحد ہوکران عزائم کو ناکام بنادے اورامریکہ کو باور کرائے کہ اس کے لئے پاکستانی قوم کا جواب کیا ہوگا۔

☐ دفاع پاکستان کونسل ملک کے 65 فیصد نوجوانوں کوان کی ذمہ داری یاددلاتے ہوئے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے مستقبل' سلامتی اور آزادی کے دفاع کے لئے دفاع پاکستان کونسل کے پرچم تلے متحد ہوجائیں' انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اشتراکی اورسرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی مکمل ہوچکی ہے۔اب اس نظام کے لئے راستہ ہموار ہورہا ہے جو پاکستان کا اساسی نظریہ ہے' نوجوانوں کو حقیقی طور پر ملی جذبے کے ساتھ اس نظام کو بپا کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے میدان میں اتریں۔

☐ کونسل سمجھتی ہے کہ کشمیر کے مقدمے کو جس چالاکی کے ساتھ پس منظر میں دھکیل کر بھارت کو خطے میں بالادستی دینے کے لئے حکومتِ پاکستان اسے تجارت کے لئے پسندیدہ ملک قرار دے رہی ہے' پوری قوم اسے مسترد کرتی ہے اور تجارت کے نام پرامریکی بالادستی کو قبول کرنے کے لئے کسی صورت میں تیار نہیں۔اسی طرح پاک افغان تجارتی معاہدے سے پاکستان کو جونقصان پہنچ رہا ہے اس پر کونسل پوری حمیت کے ساتھ اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مسترد کرتی ہے۔

☐ کل جماعتی کانفرنس' سپریم کورٹ سے مطالبہ کرتی ہے کہ از خود نوٹس لے کر ڈرون حملوں کے سلسلہ میں حکومت اور فوج کو پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کا اورآئین کے آرٹیکل 245 کے تقاضے پورے کرنے کا پابند بنائے۔نیز سپریم کورٹ' امریکہ سے ڈرون حملوں کے نتیجہ میں شہید ہونے والے 3315 پاکستانیوں کے خون کا معاوضہ کا مطالبہ کرنے کے لئے حکومت کو حکم جاری کرے۔

☐ کل جماعتی کانفرنس نے افواج پاکستان سے اپیل کی کہ وہ ایسے اقدامات کرے جس سے قوم کا رشتہ افواج پاکستان کے ساتھ بحال اور مستحکم ہو۔

☐ کانفرنس نے جمعہ 28 اکتوبر کو علماء کرام کی طرف سے قوم کوملکی سلامتی 'استحکام اوردفاع کے لئے قومی جذبہ بیدار کرنے کے لئے خطبوں میں اظہارخیال کی اپیل کی۔

☐ کونسل کے چیئرمین اور رابطہ کمیٹی کے کنوینر نے بتایا کہ ہم نے تمام جماعتوں کو دعوت دی تھی' افسوس کہ پاکستان پیپلز پارٹی' جمعیۃ علماء اسلام ف' مسلم لیگ ن' ایم کیو ایم اور عوامی نیشنل پارٹی' تحریک انصاف نے شرکت نہ کرکے اپنی ترجیحات کا ثبوت دیا ہے

☐ کونسل قوم سے اپیل کرتی ہے کہ وہ امریکہ کے اتحادیوں اورامریکہ کے مخالفوں کے درمیان فرق کرے اورانہیں بھی اپنی ترجیحات کو تبدیل کرنے پر مجبور کرے جوامریکی اشاروں کے منتظر رہتے ہیں۔

☐ قومی کانفرنس میں مسیحی' ہندو' پنجابیت' گوردوارہ پربندھ کمیٹی' پارسی برادری کی شرکت کوقومی یکجہتی کے لئے ایک تاریخی اجلاس قرار دیتے ہوئے دفاع پاکستان کونسل اسے ایک بہت بڑی کامیابی اور پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل قرار دیتی ہے۔اور تمام نمائندوں کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

دفاع پاکستان کونسل کیلئے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پیغام

دفاع پاکستان کونسل کے آل پارٹیز کانفرنس ۲۴/اکتوبر ۲۰۱۱ء میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا تحریر کردہ پیغام اصل شکل میں ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

DR. A. Q. KHAN
NI & BAR, HI

"Mountain View"
207, Hillside Road,
E-7, Islamabad.
Pakistan

Date: اکتوبر ۲۰۱۱

- پیغام -

"برائے ڈیفنس آف پاکستان سیمینار"

اس وقت ملک جن حالات و خطرات سے دوچار ہے اس کی روشنی میں یہ سیمینار ایک نہایت احسن قدم ہے ملک کی حفاظت ہم سب پر فرض ہے۔ بدقسمتی سے موجودہ سیاست دانوں اور حکمرانوں نے ملک کی سلامتی کو نظر انداز کر کے پس پشت ڈال دیا ہے اور صبح سے شام تک ہفتہ میں سات دن الزام تراشی بہتان بازی کو اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب بھی ملک میں لاتعداد محب وطن لوگ ہیں جو ملک کی سلامتی اور بہتری کو اولیت دیتے ہیں اور ملک کے دفاع کی خاطر اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ملک اس وقت جس نازک دور سے گزر رہا ہے اس کی روشنی میں ہم سب پر فرض ہے کہ اپنی خودغرضانہ پالیسیاں چھوڑ دیں اور سب مل جل کر ملک کی سلامتی، بہتری اور ترقی کے لیے کام کریں۔ میں اس سیمینار کے منتظمین کو دلی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس نازک وقت اتنے اہم موضوع پر یہ سیمینار منعقد کیا ہے۔ ہالینڈ میں خود بہت اعلیٰ عہدہ پر قائم تھا اور مستقبل بہت روشن تھا مگر جب ہندوستان نے ۱۸ مئی ۱۹۷۴ء کو ایٹمی دھماکہ کیا تو مجھے احساس ہو گیا کہ اب پاکستان کا وجود خطرہ میں ہے اور میں فوراً سب کچھ چھوڑ کر پاکستان آ گیا اور اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے اور میرے محب وطن ساتھیوں کی مدد سے اپنے پیارے ملک کو ناقابل تسخیر دفاع مہیا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حفظ و امان میں رکھے، عمر دراز کرے اور آپ کو قابل فخر پاکستانی بنائے۔ آمین۔

والسلام۔ دعا گو آپ کا خیر اندیش - ڈاکٹر عبدالقدیر خان

دفاع پاکستان کونسل کی دوسری کل جماعتی کانفرنس اسلام آباد ۱۶ نومبر ۲۰۱۱ء کا دعوت نامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

پاکستان کو درپیش خطرات اور بیرونی جارحیت کی وجہ سے پوری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے کی خاطر پاکستان کی آزادی اور تحفظ ''دفاع پاکستان کونسل'' کا قیام اور اس کے سرگرم عمل ہو جانے کا یقیناً آپ کو علم ہے جس کا ہدف صرف ایک نکتہ ہے۔ 24 اکتوبر 2011ء کو لاہور میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں عیدالاضحیٰ کے فوراً بعد اسلام آباد میں کونسل کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

بناء بریں 16 نومبر 2011 بروز بدھ صبح 10:00 بجے ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد میں دفاع پاکستان کانفرنس منعقد ہوگی۔ ان شاء اللہ حالات کی نزاکت پوری قومی قیادت جماعتوں اور اہم شخصیات کو دعوت فکر و عمل دے رہی ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ تمام معروفیات سیاسی اور گروہی وابستگیوں اور تحفظات سے صرف نظر کرتے ہوئے اس اجتماع میں شرکت فرمادیں اور عنداللہ اپنے ملی اور قومی مسئولیت سے عہدہ برآ ہوں۔

والسلام

(مولانا) سمیع الحق

خادم دفاع پاکستان کونسل پاکستان

☆☆☆

دفاع پاکستان کونسل کی دوسری کل جماعتی کانفرنس اسلام آباد ۱۶ نومبر ۲۰۱۱ء

کل جماعتی دفاع پاکستان کانفرنس کے شرکاء نے بھارت کو انتہائی پسندیدہ ملک قرار دینے کے حکومتی فیصلہ کے خلاف ملک گیر احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر حکومت نے اپنا فیصلہ واپس نہ لیا تو پورے ملک میں کروڑوں پاکستانی سڑکوں پر نکل آئیں گے، اس سلسلے میں (کل) جمعۃ المبارک کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے گا، شہر شہر مظاہرے ہوں گے، واہگہ بارڈر پر دھرنا دیکر تجارت کے راستے روکے جائیں گے، لاہور، راولپنڈی اور کراچی میں بڑے بڑے پروگرام منعقد کیے جائیں گے، کشمیریوں کے خون پر آلو، پیاز کی تجارت غیور پاکستانی قوم کو کسی صورت قبول نہیں، امریکہ افغانستان سے نکلنے کے بعد بھارت کو وہاں مضبوط کردار سونپنا چاہتا ہے تجارتی معاہدوں کے ذریعہ بھارت کیلئے اسلحہ و دیگر اشیاء افغانستان پہنچانے کی راہیں ہموار کی جارہی ہیں، نوجوان نسل کے ذہنوں سے نظریہ پاکستان اوجھل ہوگیا تو یہ سقوط ڈھاکہ سے بھی بڑا سانحہ ہوگا، دہشت گرد بھارت سے دوستی کے بعد پاکستان پر اپنی فوجیں مشرقی سے مغربی بارڈر پر لیجانے اور ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کیلئے دباؤ ڈالا جائے گا، بھارت کو پسندیدہ ملک کا درجہ دینے سے دیرینہ دوست چین بھی سخت ناراض ہے۔ بدھ کو یہاں مقامی ہوٹل میں منعقدہ دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی زیر صدارت ہونے والی کل جماعتی دفاع پاکستان کانفرنس سے سید منور حسن، پروفیسر حافظ محمد سعید، جنرل (ر) حمید گل، شیخ رشید احمد، اعجاز الحق، سینیٹر ایس ایم ظفر، حافظ عبدالرحمٰن مکی، قاری زوار بہادر، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، غلام محمد صفی، منیر اورکزئی، مولانا امیر حمزہ، عبدالرشید ترابی، مولانا عبدالعزیز

علوی، مولانا محمد اجمل قادری، سردار شام سنگھ، جنرل (ر) فیض علی چشتی، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا عطاء المہیمن بخاری، مولانا عصمت اللہ، جنرل (ر) اسد درانی، مولنا عبدالرؤف فاروقی، قاری محمد یعقوب شیخ، حافظ محمد مسعود، مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، طاہر محمود اشرفی، میاں محمد اسلم، بشپ آزاد مارشل، ڈاکٹر ویندڈیل، شاہ عبدالعزیز، اجمل خان وزیر، محمد الیاس گھمن، معظم بٹ، اکرام اللہ شاہد، مولانا حامد الحق حقانی، مولانا عرفان الحق حقانی، صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، میجر جنرل (ر) شفیق احمد، مولانا رشید احمد رضوی، ڈاکٹر محمد ہمایون ہمند، مفتی عبدالواحد، علامہ محمد یونس حسن، عبداللہ گل، ڈاکٹر سید محمد نجفی، ڈاکٹر محمد کمال، سید چراغ الدین شاہ، مولانا اشرف علی، حافظ خالد ولید، مولانا سیف اللہ خالد، علامہ اظہار بخاری، علامہ شاکر محمود، مولانا محمد رمضان منظور، ارشد محمود خان، صاحبزادہ محمد امجد خان ودیگر نے خطاب کیا۔

دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جمیعت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ حکمرانوں کی پالیسیوں کی وجہ سے ملک غلامی کے چنگل میں پھنس چکا ہے بیرونی قوتیں دھمکیوں سے پاکستان کو مرعوب کر کے اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کروا رہی ہیں بھارت کو پسندیدہ ملک اور تجارت کے فیصلے غیور پاکستانی قوم کو قبول نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت امریکہ اور اسرائیل پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کے درپے ہیں بحیثیت پاکستانی ہمیں تمام اختلافات اور لسانی جھگڑوں سے نکل کر یکجان ہو کر دشمن کی سازشوں کے مقابلہ کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے قوم محب وطن قیادت کی طرف دیکھ رہی ہے پارلیمنٹ اور کل جماعتی کانفرنس کی قراردادوں پر عمل درآمد نہیں کیا گیا ڈرون حملے اسی طرح جاری ہیں نیٹو سپلائی لائن بھی بحال ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو متحد و بیدار کرنے کیلئے آگاہی مہم چلائی جائے گی ہم ملک کے کونے کونے میں عوام کے پاس جائیں گے۔ سیاستدانوں کو داخلی سیاست میں الجھنے کی بجائے اسلام و پاکستان کے بچاؤ کیلئے کردار ادا کرنا چاہیے۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان سید منور حسن نے کہا کہ سارک کانفرنس بھارت کی جارحیت کو وسیع کرنے کیلئے منعقد کی گئی من موہن سنگھ نے وہاں دھمکی آمیز زبان استعمال کی اور افسوسناک بات ہے مگر ہمارے وزیر اعظم پاکستان کے قومی وقار کو خاک میں ملتا خاموشی سے دیکھتے رہے حکمرانوں کے حالیہ اقدامات کے خلاف ہمیں سڑکوں پر نکلنا ہوگا خطہ میں بھارتی بالادستی کو کسی صورت قبول نہیں کیا جاسکتا بھارت سے دوستی اور تجارت پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے امریکہ بھارت کے قد کاٹھ میں اضافہ اور نئی سپر پاور بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سوتیلیوں کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہیں کیا جاتا جو کشمیریوں کے ساتھ کیا جارہا ہے کشمیر میں اجتماعی قبریں برآمد ہورہی ہیں اور ہمارے حکمران بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں مظلوم کشمیریوں کو دیوار کے ساتھ لگایا جارہا ہے بھارت کے ساتھ تجارت کرنا ہاتھ پاؤں باندھ کر ہندو بنئے کے سامنے پھینکنے کی سازش ہے۔ بھارت کے خلاف تحریک کا آغاز کرنے کی ضرورت ہے زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ انشاء اللہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔ جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ سعید نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پس پشت ڈال کر بھارت کو پسندیدہ قرار دے کر پاکستان کو اپاہج بنانے کی سازشیں کی جارہی ہیں اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سبزیوں اور اینٹیں تک بھارت سے آرہی ہیں پوری قوم کو فی الفور متحد ہونے اور اس مسئلہ کو عوامی تحریک بنانے کی ضرورت ہے ہم قریہ قریہ شہر شہر جاکر لوگوں کو بھارت و امریکہ کی سازشوں سے آگاہ کریں گے تاجروں اور صنعتکاروں سے بھی رابطے کریں گے جو خود قوم کو بتائیں گے کہ پاکستان کی معیشت کے خلاف کس قدر خوفناک سازشیں کی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کو اخلاقی اور عسکری میدان میں بدترین شکست ہوئی ہے پاکستان جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہے اس پر خوفناک ضرب لگائی جارہی ہے انڈیا کے ذریعہ پاکستان کے بنیادی نظریہ پر حملہ کیا جارہا ہے منظم منصوبہ بندی سے مایوسیاں پھیلائی جارہی ہیں قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے امریکہ، بھارت اور اسرائیل پاکستان کے ٹکڑے کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں بھارت کا صرف ایک ہی ایجنڈہ ہے کہ پاکستان کو تقسیم کرے اس کیلئے وہ افغانستان میں بیٹھ کر بلوچستان و دیگر علاقوں میں تخریب کاری کررہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت سے

دوستی اور تجارت کے ناپسندیدہ فیصلوں کے خلاف مذہبی و سیاسی جماعتیں متحد ہو کر تحریک چلائیں گی۔ دفاع پاکستان کونسل کی رابطہ کمیٹی کے کنوینئر لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ بھارت کو پسندیدہ قرار دینے کا فیصلہ عجلت سے کیا گیا ملک میں بجلی ہے نہ پانی ہے ریلوے اور پی آئی اے جیسے دفاعی اداروں کا بھی سازش کے تحت بیڑہ غرق کر دیا گیا ہے ہماری پیداواری صلاحیتوں کو سلب کر لیا گیا ہے ایسے موقع پر اگر بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دیا جاتا ہے تو پاکستان پھر انڈیا کی شکارگاہ ہوگا اس کے بعد اگلا مطالبہ یہ ہوگا کہ آپ اپنی فوجوں کو مشرقی بارڈر سے مغربی بارڈر پر لے جائیں اور پھر ایٹمی صلاحیت کی پاکستان کو کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ پاکستانی کشمیر کو فراموش نہیں کر سکتا حکمرانوں کی یہ سوچ درست نہیں کہ مسئلہ کشمیر کو آئندہ نسلوں پر چھوڑ دیا جائے انڈیا کو پسندیدہ ملک کا درجہ دینا پاکستان کی معیشت کے خلاف بہت بڑی سازش ہے اور یہ چین جیسے دیرینہ دوست کو بھی ناراض کرنے والی بات ہے۔ جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ بھارت پہلے کشمیر کا مسئلہ حل کرے، ہمارے دریاؤں پر سے قبضہ چھوڑے پھر پاکستان سے دوستی کی بات کرے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا اپنا مستقبل فروخت کرنے کے مترادف ہے، آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گے اس وقت تاریخی لمحہ آن پہنچا قوم کو خاموش نہیں رہنا چاہیے ہمیں سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرنا ہوگا۔ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے کہا کہ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا پاکستانیوں کا بھوکا مارنے کی سازش ہے لوگ فوج کیخلاف باتیں کر رہے ہیں جنرل کیانی کو اپنی عزت بچانی چاہیے اور اپنا موقف واضح کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ واہگہ بارڈر پر جا کر دھرنا دینے کی ضرورت ہے پاکستان پر کوئی بے وقوف حملہ نہیں کرے گا پاکستان کو خطرہ باہر سے نہیں اندر سے ہے آج بھارت سے بجلی خریدنے کی باتیں کی جا رہی ہیں حکمران امریکہ کے کہنے پر بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دے رہے ہیں بھارت کیلئے 18 کروڑ لوگوں کی منڈی کے طور پر پاکستان کو پیش کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کا فیصلہ فوج کی مرضی کے بغیر کیا گیا ہے ساری دنیا میں اپنی فوج اور اداروں سے پوچھ کر فیصلے کئے جاتے ہیں لیکن پاکستانی حکمرانوں کی طرف سے ایسا نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ من موہن سنگھ کو پاکستانی حکمرانوں کو طعنے دینا نظر آتا ہے جتنی مرضی ڈونگے نکال لیں کنواں اتنی دیر تک پاک نہیں ہوگا جتنی دیر تک اصل گند نہیں نکالا جائے گا مذہبی جماعتوں کو اپنا مشترکہ فورم بنانا ہوگا موجودہ حکمرانوں سے جان چھڑانے کی ضرورت ہے۔ مسلم لیگ (ضیاء) کے سربراہ محمد اعجاز الحق نے کہا کہ امریکہ افغانستان سے نکلنے کے بعد بھارت کو وہاں مضبوط کردار سونپنا چاہتا ہے لیکن اسے معلوم ہے کہ جب تک پاکستان انڈیا کو راہداری اور ٹرانزٹ سہولیات نہیں دے گا وہ ناکام ہے، یہی وجہ ہے کہ اس وقت واہگہ بارڈر پر بڑے بڑے ٹرمینل بننا شروع ہو گئے ہیں وہاں بھارت سے آنے والے ٹرکوں کے ذریعہ اسلحہ و دیگر اشیاء وغیرہ افغانستان پہنچائی جا سکیں گی انڈیا امریکہ کی ان سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے پاکستان قوم اور محب وطن جماعتوں کو ہمہ وقت متحد و بیدار رہنا چاہیے انہوں نے کہا کہ دنیا کی سب سے بڑی ریاستی دہشت گردی بھارت کشمیر میں کر رہا ہے جہاں آٹھ لاکھ فوج نہتے کشمیریوں کو شہید کر رہی ہے، پانی ہمارا بند کر دیا گیا ہے خواتین کی عصمتیں وہاں محفوظ نہیں ہیں اور ہمارے حکمران کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کشمیر کو بھول جانا چاہیے۔ اعجاز الحق نے کہا ناموس رسالت ﷺ کے مسئلہ پر دو جلسے ہوئے اور حکومت واپس پلٹنے پر مجبور ہوگئی تھی بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا چھوٹا مسئلہ نہیں ہے مذہبی و سیاسی قیادت، پارلیمنٹ اور تاجروں صنعتکاروں کو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا ایسے فیصلوں کو کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا ملکی دفاع کیلئے ہمیں سر بھی ٹکرانا پڑا تو ٹکرائیں گے اور واہگہ بارڈر پر دھرنا دیا جائے گا معروف قانون دان سینیٹر ایس ایم ظفر نے کہا کہ اقتصادی قوت کمزور ہو تو دفاع بھی مشکل ہو جاتا ہے ہمیں بیرونی سازشوں کو سمجھنا چاہیے اور مایوسیوں سے نکلنا چاہیے بھارت پاکستان پر جارحیت نہیں کر سکتا پاکستان ایٹمی قوت بن کر ناقابل تسخیر بن چکا ہے پوری قوم کو ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کیلئے ہمہ وقت متحد و بیدار رہنا چاہیے۔ جماعۃ الدعوۃ شعبہ سیاسی امور کے سربراہ پروفیسر حافظ عبدالرحمن مکی نے کہا کہ لاکھوں پاکستانیوں کے قاتل بھارت سے تجارت کشمیریوں کے خون

سے غداری کے مترادف ہے غیور پاکستانی قوم ڈیڑھ لاکھ سے زائد قربانیاں فراموش کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے گی حکمران امریکی دباؤ پر ملک میں انڈیا کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی کوششوں سے باز رہیں۔ فاٹا سے رکن قومی اسمبلی منیر اورکزئی نے کہا کہ فاٹا کے لوگوں کو اسلام کے شیدائی ہونے کی سزا دی جارہی ہے ہم دفاع پاکستان کیلئے مذہبی و سیاسی قیادت کو مکمل حمایت کی یقین دہانی کرواتے ہیں قبائلی عوام اسلام و پاکستان کے دفاع کیلئے آپ کی ہر آواز پر لبیک کہیں گے جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل قاری زوار بہادر نے کہا کہ بھارت کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینے کا بھی تعین کیا جائے کہ ان اقدامات کی ذمہ دار عسکری و سیاسی قیادت میں سے کون ہے؟ پاکستانی قوم کا ہر طبقہ اس حوالہ سے سڑکوں پر نکلنے کیلئے تیار ہے انہوں نے کہا کہ آج اس بات کا بھی تعین ہونا چاہیے کہ پارلیمنٹ کی مشترکہ قراردادوں کے باوجود ڈرون حملے کیوں نہیں رک رہے۔ پاکستان میں سکھ کمیونٹی کے سربراہ سردار شام سنگھ نے کہا کہ کشمیر کو پاکستان کا حصہ بننا چاہیے گرونانک کے جنم دن کے موقع پر پاکستانی حکومت نے پانچ سو کشمیری سکھوں کا ویزہ بنا کر کینسل کر دیا حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ کشمیری سکھ ہمیشہ پاکستان کے حق میں ووٹ دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو حضرت عمر فاروقؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے۔ آل پارٹیز حریت کانفرنس آزاد کشمیر کے کنوینر غلام محمد صفی نے کہا کہ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کچلنے کیلئے بھارت اور امریکہ مل کر میدان میں اتر آئے ہیں کشمیر کی آزادی ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

(بحوالہ قومی اخبارات ۷ انومبر ۲۰۱۱ء)

☆☆☆

کل جماعتی کانفرنس کی متفقہ اعلامیہ و قرارداد اسلام آباد ۱۶ نومبر ۲۰۱۱ء

کل جماعتی دفاع پاکستان کانفرنس نے متفقہ قرارداد کے ذریعے بھارت کو تجارت کیلئے انتہائی پسندیدہ ملک قرار دینے کے حکومتی فیصلہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے قوم سے اپیل کی گئی ہے کہ اگر حکمرانوں نے اپنے اس فیصلہ کو واپس نہ لیا تو وہ احتجاجی تحریک کے ذریعے انہیں یہ فیصلہ واپس لینے پر مجبور کرنے کیلئے تیار رہے، چیف آف آرمی سٹاف سے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے حکومتی فیصلے پر پاک فوج کی پوزیشن واضح کرنے، سپریم کورٹ سے ڈرون حملوں پر از خود نوٹس لینے اور حکومت اور فوج کو پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کا اور آئین کے آرٹیکل 245 کے تقاضے پورے کرنے کا پابند بنانے اور حکمرانوں سے امریکہ کے ساتھ تمام خفیہ معاہدوں کو منظر عام پر لانے کا پرزور مطالبہ۔ دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام کل جماعتی دفاع پاکستان کانفرنس بدھ کو یہاں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر پاکستان کے خلاف امریکہ کے جارحانہ عزائم دھمکی اور قومی یکجہتی کے فروغ کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ کانفرنس کے اختتام پر جاری اعلامیہ کے مطابق تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور نمائندوں نے بالاتفاق درج ذیل امور طے کئے۔ دفاع پاکستان کانفرنس وقت کی اہم ترین ضرورت تھی جسے دفاع پاکستان کونسل کے قائدین نے پورا کیا، وزیر اعظم کی آل پارٹیز کانفرنس اور پارلیمنٹ کی مشترکہ قراردادوں پر عملدرآمد میں ناکامی کے بعد ضرورت تھی کہ اٹھارہ کروڑ پاکستانی عوام کے نمائندے جمع ہوں اور عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے حکومت اور امریکہ کو واضح پیغام دیں کہ امریکہ نے خود یا بھارت وغیرہ کے ذریعہ پاکستان پر حملہ کرنے کی جرأت کی تو اسے پاکستانی قوم کے ساتھ ٹکرانا ہوگا اور پاکستانی قوم جہادی جذبے کے ساتھ امریکی جارحیت کا مقابلہ کرے گی۔ دفاع پاکستان کونسل اس موقع پر سیاسی فکر کو جہاد فکر میں تبدیل کر کے امریکہ کو منہ توڑ جواب دے گی اور اسے شکست کا نشانہ بنا دے گی۔ دفاع پاکستان کونسل اس موقع پر سیاسی فکر کو جہاد فکر

میں تبدیل کر کے امریکہ کو منہ توڑ جواب دے گی اور اسے شکست کا نشانہ بنادے گی۔ دفاع پاکستان کونسل اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہے کہ امریکہ افغانستان میں شکست کھانے کے بعد اس خطے سے جاتے ہوئے پاکستان کو ڈرون حملوں، معاشی بحران اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کے ذریعہ خطرات میں دھکیلنے کی منصوبہ بندی کر چکا ہے۔ دشمن کی اس منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے ہم من حیث القوم تقاضا کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ کی مشترکہ قراردادوں پر عملدرآمد کراتے ہوئے پارلیمنٹ کے خودمختار ادارہ ہونے کا ثبوت دیا جائے اور صدر ہاؤس میں امریکیوں کے ساتھ ہوتے ہوئے خفیہ فیصلوں کو پارلیمنٹ پر بالادست نہ ہونے دیا جائے کونسل سمجھتی ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس امریکی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور خفیہ معاہدوں کے ذریعہ قوم اور قومی اداروں کی خودمختاری کو پامال کر رہا ہے۔ کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ امریکہ کے ساتھ تمام خفیہ معاہدوں کو منظر عام پر لایا جائے اور قوم کو اعتماد میں لیا جائے۔ کونسل یقین رکھتی ہے کہ بیرونی دشمن کی جارحیت کے مقابلے میں قوم حکومتوں کو کمزور کرنے کی بجائے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر افواج پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی اور دشمن کے تمام عزائم کو خاک میں ملادے گی۔ کل جماعتی کانفرنس پاکستانی قوم سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بدمست امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خوفناک عزائم کے مقابلے میں متحد ہو جائے۔ امریکہ فرقہ واریت کو ہوا دے کر پاکستانی قوم کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ قوم متحد ہو کر ان عزائم کو ناکام بنا دے اور امریکہ کو باور کرائے کہ اس کیلئے پاکستانی قوم کا جواب کیا ہوگا؟ دفاع پاکستان کونسل ملک کے 65 فیصد نوجوانوں کو ان کی ذمہ داری یاد دلاتے ہوئے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے مستقبل، سلامتی اور آزادی کے دفاع کیلئے دفاع پاکستان کونسل کے پرچم تلے متحد ہو جائیں انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی مکمل ہو چکی ہے اب اس نظام کو بپا کرنے کیلئے جدوجہد کرنے کیلئے میدان میں اتریں۔ کونسل سمجھتی ہے کہ کشمیر کے مقدمے کو جس چالاکی کے ساتھ پس منظر میں دھکیل کر بھارت کو خطے میں بالادستی دینے کیلئے حکومت پاکستان اسے تجارت کیلئے پسندیدہ ملک قرار دے رہی ہے پوری قوم اسے مسترد کرتی ہے اور تجارت کے نام پر امریکی بالادستی کو قبول کرنے کیلئے کسی صورت میں تیار نہیں اسی طرح پاک افغان تجارتی معاہدے سے پاکستان کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس پر کونسل پوری حمیت کے ساتھ اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مسترد کرتی ہے۔ کل جماعتی کانفرنس سپریم کورٹ سے مطالبہ کرتی ہے کہ از خود نوٹس لے کر ڈرون حملوں کے سلسلہ میں حکومت اور فوج کو پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کا اور آئین کے آرٹیکل 245 کے تقاضے پورے کرنے کا پابند بنائے نیز سپریم کورٹ امریکہ سے ڈرون حملوں کے نتیجہ میں شہید ہونے والے 3315 پاکستانیوں کے خون کا معاوضہ کا مطالبہ کرنے کیلئے حکومت کو حکم جاری کرے۔ دفاع پاکستان کونسل کی کل جماعتی کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ حکومت ڈرون حملوں کے حوالہ سے خفیہ معاہدوں کو منظر عام پر لائے اور امریکی دہشتگردی کی پس پردہ صورتحال قوم کے سامنے پیش کرے۔ کانفرنس لاہور اور پشاور ہائی کورٹ میں ڈرون حملوں سے متعلق رٹ پٹیشنز کی تائید و حمایت کرتی ہے اور اس کے ساتھ مکمل تعاون کا اعلان کرتی ہے کانفرنس کے شرکاء نے پاک افواج کے سربراہ سے مطالبہ کیا ہے کہ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے حکومتی فیصلے پر پاک فوج کی پوزیشن واضح کریں اور اپنی رائے قوم کے سامنے پیش کرے۔ دفاع پاکستان کونسل لیاقت باغ راولپنڈی میں عظیم عوامی کانفرنس منعقد کرے گی جس کی تاریخ کا اعلان رابطہ کمیٹی کرے گی۔ دفاع پاکستان کونسل نے 18 نومبر کو جماعت اسلامی کے یوم احتجاج اور محسنان پاکستان کی طرف سے 27,28 نومبر کو بھارت کے بارڈر پر دھرنے کی حمایت کا اعلان کیا۔ دریں اثناء کل جماعتی کانفرنس میں منظور کردہ متفقہ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے حکومتی فیصلے کے اثرات پاکستان کی صنعت، زراعت اور تجارت کیلئے تباہ کن اور انتہائی خطرناک ہوں گے۔ بھارت جس نے پاکستان کے وجود کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا اور کشمیر سمیت پاکستان میں شامل دیگر ریاستوں پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ کشمیری مسلمانوں کو ان کا مسلمہ حق خود ارادیت دینے کی بجائے ایک لاکھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہایا۔ دریاؤں پر قبضہ کر کے پاکستان کو اس کے حصے کے پانی سے محروم کر کے

پاکستان کی زمینوں کو بنجر بنا کر اسے صومالیہ بنانے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور فوجی جارحیت کے ذریعے پاکستان کو دولخت کیا اس بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا دوقومی نظریے تحریک پاکستان، ملک کی خودمختاری اور اس کے وسائل پر حملے کے مترادف ہے پوری قوم اس فیصلے کو مسترد کرتی ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرارداد

(بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے پر احتجاج)

دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام کل جماعتی کانفرنس منعقدہ 16 نومبر 2011 اسلام آباد میں حکومت پاکستان کی طرف سے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے مضمرات، نتائج اور دوسرے تمام پہلوؤں پر غور کیا گیا اور اس بات پر اتفاق پایا گیا کہ حکومت کے اس فیصلے کے اثرات پاکستان کی صنعت، زراعت اور تجارت کیلئے تباہ کن اور انتہائی خطرناک ہوں گے۔ بھارت جس نے پاکستان کے وجود کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا اور کشمیر سمیت پاکستان میں شامل دیگر ریاستوں پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ کشمیری مسلمانوں کو ان کا مسلمہ حق خودارادیت دینے کی بجائے ایک لاکھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہایا۔ دریاؤں پر قبضہ کر کے پاکستان کو اس کے حصے کے پانی سے محروم کر کے پاکستان کی زمینوں کو بنجر بنا کر اسے صومالیہ بنانے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور فوجی جارحیت کے ذریعے پاکستان کو دولخت کیا اس بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا دوقومی نظریے، تحریک پاکستان، ملک کی خودمختاری اور اس کے وسائل پر حملے کے مترادف ہے۔ پوری قوم اس فیصلے کو مسترد کرتی ہے اور اس قرارداد کے ذریعہ حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس فیصلے کو فوراً واپس لے۔ قرارداد میں کہا گیا کہ عالمی سامراج کے حکم پر حکمرانوں کا یہ فیصلہ ایٹمی قوت اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وجود، سالمیت اور جداگانہ تشخص کا انکار ہے اپنے اس فیصلے سے جہاں پاکستان کی تاجر برادری، زراعت اور صنعتوں سے وابستہ افراد انتہائی تشویش میں مبتلا ہیں وہاں اس فیصلے سے متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا جواز بھی ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ تحریک پاکستان اور آزادی کشمیر کے شہداء کے خون سے غداری کا ارتکاب بھی ہے۔ قرارداد میں مزید کہا گیا ہے کہ بھارت کو تجارتی، ثقافتی اور معاشرتی اعتبار سے پسندیدہ ملک سمجھنے والوں کو بھارت منتقل ہو جانا چاہیے قرارداد میں قوم سے اپیل کی گئی کہ اگر حکمران اپنے فیصلے کو واپس نہ لیں تو احتجاجی تحریک کے ذریعے انہیں فیصلہ واپس لینے پر مجبور کرنے کیلئے تیار رہیے۔

شرکاء اجلاس اسلام آباد ۱۶ نومبر ۲۰۱۱ء

۱۔	مولانا سمیع الحق صاحب	امیر جمعیت علماء اسلام (س)
۲۔	حافظ محمد سعید صاحب	امیر جامعۃ الدعوۃ پاکستان
۳۔	سید منور حسن صاحب	امیر جماعت اسلامی پاکستان
۴۔	جنرل حمید گل صاحب	تحریک اتحاد
۵۔	قاری محمد زاور بہادر صاحب	جمعیت علماء پاکستان
۶۔	عبدالرشید ترابی صاحب	جماعت اسلامی آزاد کشمیر
۷۔	محمد اعجاز الحق صاحب	مسلم لیگ (ضیاء)
۸۔	ایس۔ایم ظفر صاحب	مسلم لیگ (ق)
۹۔	مولانا اجمل قادری صاحب	عالمی انجمن خدام الدین
۱۰۔	عبداللہ گل صاحب	محسنان پاکستان
۱۱۔	منیر خان اورکزئی صاحب	آزاد
۱۲۔	چوہدری ذوالفقار احمد صاحب	مسلم لیگ (ضیاء)
۱۳۔	حافظ محمد طاہر محمود اشرفی صاحب	پاکستان علماء کونسل
۱۴۔	حافظ عبدالرحمٰن مکی صاحب	جماعۃ الدعوۃ پاکستان
۱۵۔	امیر حمزہ صاحب	تحریک حرمت رسول پاکستان
۱۶۔	حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب	امیر جماعت اہلحدیث پاکستان
۱۷۔	حافظ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب	ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث پاکستان
۱۸۔	شیخ رشید احمد صاحب	عوامی مسلم لیگ
۱۹۔	محمد الیاس گھمن صاحب	اتحاد اہلسنت
۲۰۔	محمد طیب طاہر صاحب	امیر اشاعت والتوحید والسنۃ
۲۱۔	سید عطاء المؤمن بخاری صاحب	ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان
۲۲۔	اکرام اللہ شاہد صاحب	جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام (س)
۲۳۔	میاں محمد اسلم صاحب	نائب امیر جماعت اسلامی پنجاب

۲۴۔	محمد معظم بٹ صاحب	صدر پاکستان قیوم گروپ مسلم لیگ
۲۵۔	اجمل خان وزیر صاحب	مرکزی سینیٹر نائب صدر مسلم لیگ (ق)
۲۶۔	صاحبزادہ زاہد محمود القاسمی صاحب	انٹرنیشنل ختم نبوت
۲۷۔	صاحبزادہ محمد امجد خان صاحب	پاکستان علماء کونسل
۲۸۔	جنرل فیض علی چشتی صاحب	PESS-TPP صدر
۲۹۔	بشپ آزاد مارشل صاحب	بشپ آف ایران وگلف
۳۰۔	ڈاکٹر وینٹریل صاحب	سٹاف فاؤنڈیشن ہالینڈ
۳۱۔	میجر جنرل (ر) شفیق احمد صاحب	PESA
۳۲۔	بریگیڈیئر عثمان خالد صاحب	جمعیت علماء پاکستان
۳۳۔	رشید احمد رضوی	
۳۴۔	جنرل (ر) اسد درانی صاحب	راولپنڈی
۳۵۔	شاہ عبدالعزیز مجاہد	جمعیت علماء اسلام راولپنڈی
۳۶۔	بریگیڈیئر محمد بشیر صاحب	
۳۷۔	مولانا عبدالخالق ہزاروی صاحب	خطیب اسلام آباد
۳۸۔	سید یوسف شاہ صاحب	صدر جمعیت علماء اسلام خیبر پختونخوا
۳۹۔	ابوعمار صاحب	
۴۰۔	مولانا محمد عاصم مخدوم صاحب	سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء اسلام (س)
۴۱۔	مولانا محمود الحسن بالاکوٹی صاحب	راولپنڈی
۴۲۔	مولانا محمد رمضان علوی صاحب	ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام (س) پنجاب
۴۳۔	ارشد محمود خان صاحب	جمعیت القرار العالمی
۴۴۔	صاحبزادہ محمد ایوب خان صاحب	" "
۴۵۔	ڈاکٹر محمد ہمایون مہمند صاحب	پاکستان تحریک انصاف نمائندہ عمران خان
۴۶۔	نعیم درانی صاحب	جسٹس پارٹی آف پاکستان
۴۷۔	مفتی عبدالواحد صاحب	
۴۸۔	خواجہ وجاہت جمیل صاحب	

۴۹۔	ڈاکٹر سید محمد بخش صاحب	جامعہ مدینۃ العلم
۵۰۔	سید زاہد نقوی	" "
۵۱۔	سردار شام سنگھ سندر سنگھ صاحب	پاکستان سکھ گوردوارہ
۵۲۔	علامہ محمد یونس حسن صاحب	انٹرنیشنل نبوت موومنٹ
۵۳۔	مولانا حامد الحق حقانی صاحب	جمعیت علماء اسلام
۵۴۔	مولانا محمد عرفان الحق حقانی صاحب	جمعیت علماء اسلام
۵۵۔	بشیر دل منیر صاحب	
۵۶۔	قاضی ظفر الحق صاحب	تحریک احیاء خلافت
۵۷۔	میاں محمود صاحب	
۵۸۔	ڈاکٹر محمد کمال صاحب	جماعت اسلامی پاکستان
۵۹۔	سید چراغ الدین شاہ صاحب	علماء مشائخ
۶۰۔	مولانا اشرف علی صاحب	نائب امیر اشاعت والتوحید والسنہ
۶۱۔	مولانا سیف اللہ خالد صاحب	علماء مشائخ
۶۲۔	عبدالعزیز علوی صاحب	امیر جماعۃ الدعوۃ آزاد کشمیر
۶۳۔	حبیب الرحمٰن درخواستی صاحب	صدر مجلس علماء اہل السنۃ پاکستان
۶۴۔	عبدالرؤف فاروقی صاحب	جمعیت علماء اسلام
۶۵۔	قاری محمد یعقوب شیخ صاحب	جنرل سیکرٹری تحریک حرمت رسول پاکستان
۶۶۔	علامہ شاکر محمود صاحب	
۶۷۔	قاری صغیر ربانی صاحب	
۶۸۔	علامہ اظہار بخاری صاحب	راولپنڈی
۶۹۔	مولانا عبدالظاہر فاروقی صاحب	بحریہ ٹاؤن خطیب
۷۰۔	محمد رمضان منظور صاحب	نائب مدیر رابطۃ الجماعات الدینیہ پاکستان
۷۱۔	مولنا امین الحسنات الازہری	بھیرہ شریف
۷۲۔	مولانا عبدالقیوم حقانی	نوشہرہ

دفاع پاکستان کونسل کی تیسری کل جماعتی کانفرنس اسلام آباد ۱۸ دسمبر ۲۰۱۱ء کا دعوت نامہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

کرمفرمائے محترم ہمدرد ملک وملت حضرت مہتمم صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔

ملک وملت کو درپیش خطرات کا آپ کو علم اور احساس ہے مشرقی اور مغربی سرحدوں پر دباؤ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے' امریکہ نے کھلی جارحیت کا اعلان کر دیا ہے۔ ملک کی سالمیت اور خودمختاری داؤ پر لگا دی گئی ہے ایسے حالات میں حکومت کی طلب کردہ اے پی سی کا انجام بھی آپ کے سامنے ہے' جس نے قوم کی بے چینی میں مزید اضافہ کر دیا' پارلیمانی قراردادوں کی تنفیذ اور نگرانی کیلئے اے پی سی کے فیصلے کے باوجود کمیٹی تک نہیں بنائی گئی۔ اے پی سی کے دوسرے دن ڈرون حملوں میں اور شدت پیدا ہوئی اور بڑی ڈھٹائی سے معصوم بے گناہ شہریوں کا قتل عام جاری ہے۔ ان حالات میں 12 اکتوبر 2011ء کو اسلام آباد میں چند سرکردہ اہل درد افراد کی مجلس مشاورت منعقد ہوئی اور تمام پہلوؤں پر غور کے بعد شریک ہر شخصیت نے کسی نئے محاذ اور پلیٹ فارم بنانے کی بجائے 10 جنوری 2001ء کو قائم ہونے والے پاک افغان ڈیفنس کونسل جس میں 36 سے زائد دینی وسیاسی جماعتیں شریک تھیں کو ''دفاع پاکستان کونسل'' کے نام سے فوری بحال کرنے پر زور دیا۔ جبکہ اس کونسل نے افغانستان اور عراق پر جارحیت کے وقت پوری قوم کو ایک جھنڈے تلے اکٹھا کر دیا تھا۔ اور اس کی جڑیں بھی صوبوں اور اضلاع کی سطح تک پھیل چکی تھیں اور پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں اور ملین مارچ تک کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مجلس مشاورت نے مجھے اس کونسل کو منظم اور فعال بنانے کا حکم دیا۔ ناچیز نے نہایت شدت سے اس عظیم کام کی ذمہ داری سنبھالنے سے معذرت کی اور اپنے حالات قلتِ وسائل مشاغل اور صحت کی بناء پر اس بار اٹھانے سے انکار کیا مگر تمام حضرات' اکابر کے متفقہ اصرار پر مجبوراً خاموشی اختیار کی۔ کونسل کی دعوت پر 24 ر اکتوبر کو لاہور میں اور 16 ر نومبر 2011ء کو اسلام آباد میں آل پارٹیز کانفرنسیں منعقد ہوئیں جس میں کونسل میں شامل اہم دینی' سیاسی جماعتوں اور اہم شخصیات نے تمام مسلکی علاقائی' نسلی اور لسانی تحفظات سے بالاتر ہو کر ملکی سلامتی اور آزادی کے تحفظ کے ایک نکتہ پر مشترکہ جدوجہد کا عہد کیا۔ اور عوام کے پاس جانے کا فیصلہ کیا گیا جس کا آغاز **18 ر دسمبر 2011 بروز اتوار صبح 11:00 بجے** کو مینار پاکستان پارک لاہور میں جلسہ سے کیا جا رہا ہے۔

ان شاء اللہ محترماً استعماری قوتوں کا اصل نشانہ پاکستان کا دینی تشخص بالخصوص مدارس دینیہ کا نظام ونصاب' جہادی قوتوں کا خاتمہ اور پاکستان کو دفاعی ایٹمی صلاحیتوں سے محروم کرنا ہے' پاکستان ہمیں دینی جدوجہد سے ملا ہے اور اس کی حفاظت سب سے پہلے دینی قوتوں بالخصوص مدارس دینیہ پر عائد ہوتی ہے۔ یہ ہماری بقاء کی جنگ ہے۔ مینار پاکستان کا جلسہ ہم سب کے لئے ایک چیلنج ہے' اس لئے پوری قوم ملک اور ملت مسلمہ کی بقاء وسرخروئی کی خاطر اس اجتماع کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے حلقہ اثر میں کامیاب کرانے میں لگ جائیں۔ اسے انفروا خفافاً وثقالاً والی صورتحال سمجھ کر باہمی مشاورت اور میٹنگوں سے لائحہ عمل مرتب کر کے قافلوں کی شکل میں مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جوق در جوق شرکت فرماویں۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم الآیۃ امید ہے حوصلہ افزا جواب سے بھی مطلع فرماویں گے۔

والسلام

(مولانا) سمیع الحق

خادم دفاع پاکستان کونسل پاکستان ودیگر معزز اراکین کونسل

(مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلامیہ

دفاع پاکستان کانفرنس

منعقدہ 18 دسمبر 2011 بمقام مینار پاکستان لاہور

دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام مینار پاکستان لاہور کے تاریخی مقام پر منعقدہ ''دفاع پاکستان کانفرنس'' میں شریک لاکھوں محب وطن مسلمان اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ دفاع پاکستان کیلئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔ یہ تاریخ ساز اجتماع ایک طرح سے تجدید عہد کی حیثیت رکھتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتویٰ جہاد کی روشنی میں جس طرح برصغیر کے مسلمانوں نے برطانوی سامراج سے آزادی حاصل کرنے اور پھر ایک نظریاتی ریاست کے قیام کیلئے جہادی جذبے اور ملی غیرت وحمیت کا ثبوت دیا اسی جذبے کے مطابق مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دفاع بھی کیا جائے گا اور اگر امریکہ یا کسی اور قوت نے جارحیت کی نیت سے پاکستان کی حدود میں قدم رکھا تو اسے ملک وقوم پر حملہ اور اعلان جنگ سمجھتے ہوئے اس کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔

دفاع پاکستان کیلئے منعقدہ یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ عراق وافغانستان کے بعد ایٹمی پاکستان امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نظر میں کھٹک رہا ہے اور وہ اس پر جارحیت کو مسلط کر کے اسے اس کی سالمیت اور ایٹمی قوت سے محروم کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن یہ اجتماع تمام ملک دشمن قوتوں بالخصوص امریکہ کو باور کرانا چاہتا ہے کہ پاکستان کے بیس کروڑ غیرتمند محب وطن پاکستانیوں کا ملک ہے اگر اس پر جارحیت کا ارتکاب کیا گیا تو جارحیت کرنے والی قوت کو عبرت کا نشان بنا دیا جائے گا۔ یہ اجتماع امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ پاکستانی امن پسند مسلمان ہیں وہ کسی سے جنگ کی خواہش ہرگز نہیں رکھتے اور حتی الامکان جنگ کو ٹالنے کی کوشش کرتے رہیں گے اگر ان پر جنگ مسلط کی گئی تو وہ غیرتمند مسلمان کی طرح جہادی جذبے کے ساتھ اس کا جواب دیں گے اور نتائج کچھ بھی ہوں وہ اپنے ملک کی سالمیت کا ہر قیمت پر دفاع کریں گے۔ یہ اجتماع امریکہ اور نیٹو افواج سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خطے سے نکل جائیں اور اس سلسلے میں اگر انہیں محفوظ راستہ درکار ہو تو یہ قوم اسے نکلنے میں تعاون دے سکتی ہے بصورت دیگر خود امریکہ اور اس کے اتحادیوں کیلئے مشکل حالات پیدا ہوں گے اور اس کی ذمہ داری خود امریکہ پر ہوگی۔

یہ اجتماع حکومت پاکستان اور عسکری قیادت سے بھی بجا طور پر مطالبہ کرتا ہے کہ امریکہ کی طرف سے عالم اسلام پر مسلط کی گئی صلیبی جنگ میں اتحادی کا کردار ادا کرنے کی بجائے فی الفور اس اتحاد سے الگ ہو جائے اور امریکہ پر واضح کردے کہ 50 ہزار جانوں اور اپنی معیشت کی اتنی بڑی قربانی کے بعد اب پاکستانی مزید کوئی نقصان برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ جب تک امریکہ افغانستان اور اس

خطے سے نکلنے کی حتمی تاریخ کا اعلان نہ کرے اس کے ساتھ ہر طرح کا تعاون بند کردیا جائے۔اگر پاکستان امریکی اتحاد سے الگ ہونے اور نیٹو افواج کیلئے سپلائی بند رکھنے کے عزم پر قائم رہے تو پوری قوم اس کی پشت پر ہوگی اور 20 کروڑ پاکستانی غیرت وحمیت کے ساتھ پاک فوج کے شانہ بشانہ ہوں گے لیکن یہ اجتماع اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ اگر حکومت پاکستان نے پاکستانی قوم اور اس کے مفادات کو مزید امریکہ کی جنگ میں جھونکنے کی کوشش کی تو اسے پوری قوم کی نفرت کا نشانہ بننا پڑے گا اور پاکستانی قوم حکمرانوں کیخلاف اٹھ کھڑی ہوگی اور ان کے ساتھ ملک وملت کے دشمنوں جیسا سلوک کرے گی۔

اجتماع اس عزم کا اظہار کرتا کہ پاکستانی قوم امریکہ سے نجات حاصل کرنے اور امریکہ نواز پالیسیوں کو ختم کرنے کیلئے پوری طرح متحد ہے اور یقین رکھتی ہے کہ خطے میں امن کی بحالی، افغانستان میں آزاد وخودمختار حکومت کے قیام، کشمیر کی آزادی اور پاکستان کو عالمی برادری میں اس کا کھویا ہوا مقام دلانے اور اسے فلاحی اسلامی ریاست بنانے کیلئے امریکہ اور دیگر تمام سامراجی قوتوں سے نجات حاصل کرنا پاکستانی قوم کا حق بھی ہے اور وقت کی ضرورت بھی جبکہ دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم پر قوم نے اپنا یہ حق حاصل کرنے کا فیصلہ اور عزم کیا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو یہ فیصلہ اور عزم تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی۔

دفاع پاکستان کونسل تمام جماعتوں کے نمائندوں اور قائدین کے مشورہ سے ملی یکجہتی اور قومی بیدار کیلئے 13 جنوری کو راولپنڈی اور 5 فروری کو کراچی میں دفاع پاکستان کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کرتی ہے اور اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ اس دوران اگر حکومت پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی تبدیل کرنے اور امریکی اتحاد کو خیر باد کہنے کا فیصلہ نہ کیا یا نیٹو افواج کیلئے سپلائی بحال کرنے کی کوشش کی تو دفاع پاکستان کونسل اپنے اس لائحہ عمل کا اعلان کرے گی جس میں قوم کو امریکہ اور اس کے اتحادی حکمرانوں کیخلاف جدوجہد کیلئے کال دی جائے گی۔

کونسل تمام محب وطن پاکستانیوں سے اپیل کرتی ہے کہ دفاع پاکستان کی اس پرامن جدوجہد اور کونسل کے اجتماعات کو بھرپور طریقے سے کامیاب بنانے کیلئے اپنی کوششوں کو تیز تر کردیں اور بیرونی قوتوں پر واضح کردیں کہ پاکستانی قوم آزاد اور خودمختار قوم کے طور پر زندہ رہنے کا فیصلہ کرچکی ہے۔

یہ اجتماع اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے اور آئین پاکستان کی روح کے مطابق اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے اور خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کی طرز پر پاکستان کی اقلیتوں سمیت تمام طبقوں کیلئے امن ،انصاف اور معاشرتی مساوات پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھی جائے گی اور دفاع پاکستان کونسل کی قیادت اس سلسلہ میں جس لائحہ عمل کا اعلان کرے گی ملک کے بیس کروڑ محب وطن پاکستانی اس پر عمل کریں گے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حلف نامہ

دفاع پاکستان کانفرنس 18 دسمبر 2011 بمقام مینار پاکستان لاہور مولانا سمیع الحق نے اپنے اختتامی خطاب کے دوران لاکھوں حاضرین کو کھڑا کر کے یہ حلف لیا

مینار پاکستان کے سائے میں ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور قادر و مقتدر جانتے ہوئے دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق کے ساتھ مل کر عہد کرتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جغرافیے، نظریے، عزت، وقار اور اسلامی تشخص کی حفاظت کیلئے ہر طرح کی قربانی دیں گے امریکہ یا اس کے اتحادی ممالک بھارت، اسرائیل اور نیٹو افواج نے پاکستان پر جارحیت یا اس کی آزادی، خودمختاری، سالمیت اور مقدس سرحدات پر حملہ کیا تو ہم سب جہادی جذبے اور قومی غیرت وحمیت کے ساتھ اسکا منہ توڑ جواب دیں گے' ہم صدق دل کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ جسطرح ہمارے بزرگوں نے تحریک آزادی اور پھر تحریک پاکستان کے دوران اخلاص اور قربانی کی ایک عظیم تاریخ مرتب کی اسطرح ہم بھی مملکت خداداد پاکستان کے دفاع کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے' ہم صدق دل کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ دفاع پاکستان کونسل دفاع پاکستان کیلئے جب بھی آواز دے گی ہم سروں پر کفن باندھے جانیں ہتھیلی پر رکھ کر اس آواز پر لبیک کہیں گے اور میدان میں نکل کر ملک کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیں گے اور ملک کی آزادی خودمختاری سالمیت اور اسکے اسلامی تشخص پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے' ہم صدق دل کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے کے ساتھ اسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں گے اور اسوقت تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے جب تک آئین پاکستان میں موجود قرارداد مقاصد کے مطابق پاکستان میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم نہیں ہو جاتی اور پاکستان حقیقی معنوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان نہیں بن جاتا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق سے نوازے۔

دفاع پاکستان کانفرنس لاہور میں قائدین کے بیانات

ملک بھر کی مذہبی وسیاسی جماعتوں اور کشمیری تنظیموں کے قائدین، عسکری ماہرین، جید علماء کرام، طلباء، وکلاء اور تاجر رہنماؤں نے دفاع پاکستان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ نیٹو سپلائی لائن بحال کی گئی تو پوری قوم سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرے گی امریکہ بھارت اور نیٹو فورسز نے پاکستان پر جارحیت کی کوشش کی تو کروڑوں پاکستانی قومی جذبے اور غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے منہ توڑ جواب دیں گے، جب تک انڈیا کی غاصب فوج کشمیر سے نہیں نکلتی کشمیر میں جہاد جاری رہے گا، شمسی ایئر بیس کی طرح امریکیوں سے تمام اڈے خالی کروائے جائیں، حکمران امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ سے الگ ہو جائیں، بھارت سے آلو پیاز کی تجارت کی بجائے قوم لاکھوں مسلمانوں کے خون کا انتقام لینا چاہتی ہے، سیاسی وعسکری قیادت پاکستانی قوم کے جذبات کا خیال رکھیں ملکی و قومی مفادات کے خلاف کئے گئے فیصلے قبول نہیں کئے جائیں گے، پارلیمنٹ سے بھارت کو پسندیدہ ترین ملک کا درجہ دینے کی قرارداد منظور نہیں ہونے دیں گے، 13 جنوری کو لیاقت باغ راولپنڈی اور 5 فروری کو مزار قائد کراچی میں دفاع پاکستان کانفرنسیں ہوں گی، انڈیا کی غاصب فوج کشمیر سے نکل جائے، مینار پاکستان جیسا اتحاد ویکجہتی کا مظاہرہ عوام الناس ہر شہر میں کریں گے دفاع پاکستان کونسل انقلاب اور جہاد کی تحریک ہے گزشتہ روز دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام مینار پاکستان گراؤنڈ میں کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی زیر صدارت ہونے والی کانفرنس سے امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید، جنرل (ر) حمید گل، شیخ رشید احمد، مولانا محمد احمد لدھیانوی، اعجاز الحق، صاحبزادہ ابوالخیر زبیر، حافظ عبدالرحمٰن مکی، لیاقت بلوچ، غلام محمد صفی، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ عاکف سعید، اعجاز احمد چوہدری، مولانا عبدالرؤف فاروقی، پیر سیف اللہ خالد، مولانا امیر حمزہ، عبدالرشید ترابی، مولانا عبدالعزیز علوی، حافظ عبدالغفار روپڑی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، قاری یعقوب شیخ، مولانا عطاء المومن بخاری، کفیل شاہ بخاری، مولانا اجمل قادری، طاہر محمود اشرفی، مولانا عاصم مخدوم، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرشید حجروئی، حافظ سیف اللہ منصور، مولانا عبدالجلیل نقشبندی، عبداللہ گل، ملک شاہ احمد خان، مولانا بشیر احمد شاد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالخالق رحمانی، صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، شیخ نعیم بادشاہ، عبداللہ شاہ مظہر، مولانا شمس الرحمان معاویہ، مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا مخدوم منظور احمد، مولانا پیر سیف اللہ خالد، مولانا یونس حسن، حافظ طلحہ سعید، مولانا سیف الرحمٰن درخواستی، حافظ خالد ولید، علی عمران شاہین ودیگر نے خطاب کیا اس موقع پر محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا پیغام مولانا امیر حمزہ نے پڑھ کر سنایا کانفرنس کے لاکھوں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے کہا کہ محب وطن قوتوں کو دفاع پاکستان کونسل کے ذریعہ ایک نیا ولولہ ملا ہے 18 کروڑ عوام کی وحدت کا فورم ہمیں اللہ نے دیا ہے یہ قافلہ چلے گا کونسل ایک وقتی اتحاد نہیں ہے یہ غیروں سے ملک کو نکالنے اور سامراجی قوتوں کا قلع قمع کرنے کی تحریک ہے، ہم نے اس ملک کے نظام کو بہتر بنانا ہے یہ انقلاب اور جہاد کی تحریک ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کو اخلاص سے دعوت دی مگر امریکی طاغوت کے حامی واتحادیوں نے ہماری دعوت کو نظر انداز کر دیا نیٹو سپلائی لائن بحال کی گئی تو پوری قوم سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرے گی امریکہ بھارت اور نیٹو فورسز نے پاکستان پر جارحیت کی کوشش کی تو ہم سب قومی جذبے اور غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے منہ توڑ جواب دیں گے۔ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا کہ افغانستان میں شکست خوردہ امریکہ پاکستان کی سالمیت وخود مختاری پر حملے کر رہا ہے جب تک انڈیا کی غاصب فوج کشمیر سے نہیں نکلتی کشمیری مسلمان جہاد جاری رکھیں گے حکمران امریکہ کی نام نہاد

دہشت گردی کیخلاف جنگ سے الگ ہو جائیں اب ہم نے امریکہ کی نہیں پاکستان کے دفاع کی جنگ لڑنی ہے پاکستان کیخلاف سازشیں کرنیوالے خودمٹ جائیں گے ایٹمی پاکستان کا تحفظ خون دیکر کریں گے قوم متحد و بیدار ہوچکی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان لاالہ الا اللہ کی جاگیر ہے اس کے چپے چپے کا دفاع ہمارا دینی فریضہ ہے ڈرون حملے بزور بازو روکے جائیں سلالہ چیک پوسٹ پر شہید ہونیوالے فوجی اور ڈرون حملوں کا نشانہ بننے والوں کا خون برابر ہے حافظ محمد سعید نے کہا امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو نشانہ بنانا چاہتا ہے انڈیا اور اسرائیل اس کی مدد کررہے ہیں۔ شمسی ایئربیس کی طرح دیگر اڈے بھی خالی کرائیں جائیں انہوں نے سید علی گیلانی اور دیگر کشمیری قیادت کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ تحریک آزادی کشمیر کو نقصان پہنچانے کی سازشیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے انڈیا کو پسندیدہ قرار دینے والی قرارداد منظور نہیں ہونے دی جائے گی بھارت سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی، بابری مسجد کی شہادت اور سانحہ سمجھوتہ ایکسپریس کا انتقام لینا ہے انہوں نے کہا کہ جس اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ مینار پاکستان گراؤنڈ میں ہوا ہے اسی اتحاد کا مظاہرہ ہر شہر میں ہونا چاہیے۔ دفاع پاکستان کونسل کے راہنما جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ مولانا سمیع الحق اور حافظ محمد سعید اتنا عظیم الشان اجتماع مبارک ہو یہ دیکھ کر 70 سال پہلے کی وہ قرارداد مقاصد یاد آگئی جس پر ملک حاصل کیا گیا تھا انہوں نے کہا کہ امریکہ چوٹ کھائے ہوئے پاکستان پر حملے کیلئے بے تاب ہے ہمارا اجتماع اس اعلان کیلئے ہے کہ اگر تم آؤ گے تو پھر یہاں جانہیں سکو گے ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے مگر شہیدوں کے خون کا بدلہ ضرور لیں گے انہوں نے کہا کہ دس سال حکومتوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا اپنے بندوں پر بم برسائے گئے اب سلالہ کی بمباری کے بعد جرأت دکھائی ہے تو عوام عسکری وسیاسی قیادت کے ساتھ ہے نیٹو کی سپلائی بند ہونے پر چیخ وپکار شروع ہو چکی ہے انہوں نے کہا کہ امریکی جرنیل شکست تسلیم کرنے کو تیار نہیں مگر تاریخ نے یہ فیصلہ کر دیا بھارت کی بالادستی قبول نہیں ہے اور پاکستان کو نیوکلیئر صلاحیت سے محروم کرنے کی سازشیں ناکام ہوں گی بھارت کشمیریوں کو آزادی دے کشمیر کے ساتھ غداری کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اہلسنت والجماعت پاکستان کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ قوم پاکستان سے محبت اور امریکہ سے نفرت کا اظہار کرنے کیلئے دفاع پاکستان کونسل کے قائدین کی قیادت پر اعتماد کرچکی ہے یہاں 70 سال قبل قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی اب اس قرارداد کا مذاق اڑایا جارہا ہے آج وہ قرارداد آپ کی طرف دیکھ رہی ہے اب ملک کو بچانا ہے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا پاکستان سے کوئی تعلق نہیں قادیانی 1973ء کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے جو پارلیمنٹ کے فیصلوں کو نہیں مانتا اس منصور اعجاز نے میموسکینڈل چلا کر ملک میں سازش کی ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ کا سورج غروب ہورہا ہے اسلام کا سورج طلوع ہورہا ہے اب باری اسلام کی آچکی کسی رکاوٹ کو برداشت نہیں کریں گے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ صاحبزادہ ابو الخیر زبیر نے کہا کہ حقیقت میں دفاع پاکستان دفاع اسلام ہے دشمنان اسلام پاکستان کیخلاف سازشیں کررہے ہیں کیونکہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے یہاں اسلام کا پرچم بلند ہوگا تو کوئی پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا انہوں نے کہا کہ ہمیں بھارت اور امریکہ کی طرح ان کی ایجنٹوں کی سازشیں بھی ناکام بنانی ہیں امریکی انخلاء کے بعد پاکستان مستحکم ہو جائے گا۔ اب پاکستان میں نبی اکرم ﷺ کا لایا ہوا نظام نافذ ہوگا۔ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے کہا کہ پاکستان کو امریکہ اور انڈیا سے زیادہ اندرونی خطرات لاحق ہیں بجلی، گیس، پی آئی اے، ریلوے، سٹیل مل، این ایل سی سب بند ہوگئے ہیں جب معیشت بند ہوگی تو ملک کا پہیہ کیسے چلے گا انہوں نے کہا کہ خلافت راشدہ کا نظام مصر، یمن، کویت سے بڑھتا چلا آرہا ہے اگر ملک بچانا ہے اور ختم نبوت کا جھنڈا لہرانا تو چوروں، ڈاکوؤں سے ملک کو بچانا ہوگا پھر کسی کو پاکستان کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں ہوگی شیخ رشید احمد نے کہا کہ انڈیا کے خلاف حافظ محمد سعید جہاد کا اعلان کرتے ہیں جبکہ حکومت آلو، پیاز کی تجارت کررہی ہے انڈیا نے میرا ویزہ بند کررکھا ہے بھارت کبھی پاکستان کا پسندیدہ ترین ملک نہیں ہوسکتا۔ پاکستان مسلم

لیگ ضیاء کے سربراہ محمد اعجاز الحق نے کہا کہ آج اس اجتماع، تمام قائدین، مولانا سمیع الحق حافظ محمد سعید کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ 10 لاکھ لوگوں سے زیادہ اجتماع رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کے اجالے میں ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ سپر پاور ہمیں للکار رہی ہے نیٹو اور اس کے اتحادیوں کو منہ توڑ جواب دینا ہوگا افغانستان پر قبضے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں انہوں نے کہا کہ آج وقت آگیا ہے کہ 15 لاکھ افغانیوں کی شہادت کے بعد امریکہ بھاگ رہا ہے انہوں نے کہا کہ حکومت انڈیا کے پسندیدہ ملک قرار دینے سے باز آئے۔ انڈیا کشمیر میں سب سے بڑی ریاستی دہشت گردی کر رہا ہے جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی رہنما پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی نے کہا کہ افغانستان کے مسلمانوں نے قرآن پر عمل پیرا ہو کر امریکہ کو شکست سے دوچار کر دیا ہے 27 صلیبی ممالک کا اکٹھ نیٹو عبرتناک شکست سے دوچار ہو چکا ہے ہارا ہوا امریکہ اپنی ذلت کا بدلہ لینے کیلئے پاکستان کو گھیر رہا ہے پاکستان کو فوجی چوکیوں پر حملے اور ہر طرح کی سازشیں کی جا رہی ہیں دوسری طرف امریکہ انڈیا کو اسلحہ دے رہا ہے اسرائیل راجستھان میں انڈیا کے ساتھ جنگی مشقیں کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان مشرقی و مغربی بارڈر سے خطرات میں گھرا ہوا ہے آج کا جلسہ سیاسی نہیں حد نگاہ تک مجمع ہے مگر یہ اس مجمع سے چھوٹا ہے جو امریکہ و انڈیا کی طرف جہاد کیلئے روانہ ہوگا۔ جماعت اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے کہا کہ میں دفاع پاکستان کونسل کی قیادت اور جماعۃ الدعوۃ کے کارکنان و ذمہ داران کو تاریخی کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں دنیا تبدیل ہو رہی ہے استعماری اور سرمایہ دارانہ نظام ڈوب گیا مستقبل صرف اسلام کا ہے انہوں نے کہا کہ بھارت سن لے کہ پاکستانی عوام کشمیریوں کے پشتیبان ہیں پاکستانی عوام امریکی غلام قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں اب پاکستان میں فوجی آپریشن بند ہونے چاہئیں لاپتہ افراد بازیاب اور قوم کی بیٹی عافیہ کی رہائی کیلئے آواز بلند ہونی چاہیے آل پارٹیز حریت کانفرنس کے مرکزی رہنما غلام محمد صفی نے کہا کہ ہم دفاع پاکستان کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں ہمیں دشمن کا تعین کرنا ہوگا سقوط ڈھاکہ کے وقت ہمارے دشمن کی نشاندہی ہو چکی انڈیا نے کشمیر پر تسلط جمایا اور پاکستان کو آبی جارحیت کا نشانہ بنایا عدم استحکام سے دوچار کرنے کی سازش میں مصروف رہے انہوں نے کہا کہ سید علی گیلانی کا پیغام حافظ محمد سعید کے نام لایا ہوں سید علی گیلانی اکیلا پاکستان کی جنگ لڑ رہا ہے سرنڈر ہمارا کوئی آپشن نہیں ہے انہوں نے کہا کہ حکمران خود کو عوام کی امنگوں کے مطابق ڈھال لیں۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا مگر آج ہم ذلت و رسوا ہو رہے ہیں کیونکہ اسلام کے نظام کو ملک میں نافذ نہیں کیا گیا سب سے پہلے اسلام کی بجائے سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگایا گیا صلیبی قوتوں کو کچلنے کیلئے قوم کو متحد ہو کر کھڑا کرنا ہوگا۔ تحریک انصاف کے سینئر نائب صدر اعجاز احمد چوہدری نے کہا کہ پاکستان کی عدالتوں کے اندر بھٹو کے مقدمات کھولے جا رہے ہیں پاکستان دولخت ہونے کے مقدمے کو بھی کھولا جانا چاہیے تاکہ پتہ چلے کلمے کی بنیاد پر بننے والے پاکستان کو کس نے دولخت کیا انہوں نے کہا کہ پاکستان اسی صورت میں قائم رہ سکتا کہ اس میں عدل کا نظام موجود ہو انہوں نے کہا کہ انصاف کے نظام کے بغیر پاکستان میں استحکام نہیں آسکتا۔ جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر نے کہا کہ پرویز مشرف افغانستان پر حملے کیلئے ایئرپورٹ امریکہ کے حوالے کر دیے اور کلمہ طیبہ کے رشتے کو بھول گیا تھا حافظ محمد سعید نے علم جہاد بلند کیا ان کی قیادت میں پوری قوم متحد ہو کر لڑنے کو تیار ہے انہوں نے کہا کہ پاکستانی فوج کو جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کرنا چاہیے نظریاتی دفاع نظام خلافت راشدہ سے ہوگا۔ تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنونیئر مولانا امیر حمزہ اور قاری محمد یعقوب شیخ نے کہا کہ امریکہ و نیٹو کی جارحیت کیخلاف آج قوم متحد ہے کیپٹن عثمان کے والد نے پیغام دیا ہے کہ ہم اپنے بیٹے کی شہادت کا بدلہ لیں گے ابھی صرف نیٹو کی سپلائی بند ہوئی ہے امریکیوں سے سبھی اڈے خالی کروائے جائیں انہوں نے کہا کہ انڈیا شرارتوں سے باز آجائے۔ جماعت اہلحدیث کے سربراہ عبدالغفار روپڑی نے کہا کہ پاکستان خطرات میں گھرا ہوا ہے ہم اعلان

کرتے ہیں کہ بھارت کو پسندیدہ ملک نہیں قرار دینے دیں گے۔ جمعیت مشائخ اہلسنت کے سربراہ پیر سیف اللہ خالد نے کہا کہ ہندو کی غلامی سے نکلنے اور علیحدہ مسلم ریاست کیلئے اسی مینار پاکستان گراؤنڈ میں قرارداد پیش ہوئی تھی آج پاکستان کے غیور مسلمان امریکہ و نیٹو کیخلاف اسی گراؤنڈ میں جمع ہیں۔ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے صدر سید ضیا اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ نیٹو نے ہماری فوج پر حملہ کر کے ہماری غیرت کو للکارا آج لاکھوں کا اجتماع اس بات کا عہد کرنے آیا ہے کہ ہم ڈٹ چکے ہیں نیٹو کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان قائدین کی قیادت میں شہادت کے راستے پر نکل چکے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام نظریاتی کے رہنما مولانا عبدالرشید حدوئی نے کہا کہ پاکستان کے گلی کوچے کوچے میں پیغام جانا چاہیے کہ پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا یہاں امریکی ایجنسیوں کے نمائندے دندناتے پھرتے ہیں حکومت امریکی این جی اوز کو ملک سے باہر نکالے ورنہ پاکستان کا سونامی اب متحد ہو چکا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ آزاد کشمیر کے امیر مولانا عبدالعزیز علوی نے کہا کہ کشمیری استحکام پاکستان کیلئے اپنی جانیں پیش کر رہے ہیں جب تک کشمیر پاکستان کا حصہ نہیں بن جاتا کشمیری قربانیاں پیش کرتے رہیں گے پاکستان کی عوام میں دفاع پاکستان کیلئے اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے امیر عبدالرشید ترابی نے کہا کہ دفاع پاکستان اور تکمیل پاکستان کی جنگ اہلیان کشمیر لڑ رہے ہیں مینار پاکستان پر تاریخی جلسے میں عہد کا دن ہے کہ قائد کا پاکستان نظریاتی اعتبار سے نامکمل ہے اسلامی نظام نافذ کریں گے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر مولانا عطاء المہیمن بخاری اور نائب امیر محمد کفیل شاہ بخاری نے کہا کہ صلیبی قوتیں پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو منہدم کرنا چاہتی ہے اگر نظریات محفوظ نہیں تو سرحدات بھی محفوظ نہیں رہتی ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام جماعتیں متحد ہو کر پاکستان کے دفاع کا جھنڈا بلند کریں۔ تحریک آزادی کشمیر کے رہنما حافظ سیف اللہ منصور نے کہا کہ حکمران انڈیا کو پسندیدہ ملک قرار دینے کا فیصلہ واپس لیں بصورت دیگر 18 کروڑ عوام انہیں پسندیدہ ملک میں بھیج دیں گے جمعیت علماء اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالجلیل نقشبندی نے کہا کہ پاکستان سے انڈیا کا مکمل انخلاء ہونا چاہیے اور پاکستان میں اسلام کا نفاذ ہونا چاہیے دفاع پاکستان کیلئے ہر وال دستے کا کردار ادا کرنا ہوگا انڈیا کو پسندیدہ ترین ملک قرار دینا غداری ہے ہمارا پسندیدہ ملک مدینہ ہے پاکستان علماء کونسل کے سربراہ حافظ طاہر محمود اشرفی نے کہا کہ پوری پاکستانی قوم دفاع پاکستان کونسل کے قیادت پر اعتماد کرتی ہے اگر نیٹو کیخلاف لڑنا پڑا تو لڑیں گے قائدین ملت آپ کے کھڑے ہو جائیں ہم نعرہ تکبیر لگا کر سروں میں کفن باندھ کر نکلیں گے۔ ممتاز عالم دین مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ نیٹو حملے میں شہید فوجیوں کو خراج عقیدت جبکہ ڈرون حملوں میں شہید ہونے والوں کو بھی خراج عقیدت کے مستحق ہیں۔ پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کیلئے ہماری جنگ ہمیشہ ساتھ رہے گی۔ ممتاز عالم دین عبداللہ شاہ مظہر نے کہا کہ قائدین کی تائید کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ شہیدوں کے خون کی برکت ہے کہ ہم سر اٹھانے کے قابل ہوئے ہیں۔ محسنان پاکستان فاؤنڈیشن کے عبداللہ گل نے کہا کہ ہم میں داڑھی کے بغیر بھی جہادی موجود ہیں پاکستانی نوجوان غافل نہیں شوق شہادت کیلئے تڑپتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھی اور تحریک پاکستان کے کارکن ملک شاہ احمد خان نے کہا کہ قائداعظم نے جب قرارداد پیش کی تھی میں اسی جگہ پر موجود تھا پوری جدوجہد کے ساتھ پاکستان بنایا تھا اب قائداعظم کا پاکستان بچانے کی جدوجہد کرنی ہے۔ کانفرنس سے صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، مولانا عاصم مخدوم، و دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری پاکستانی قوم وطن عزیز کے دفاع کیلئے متحد ہے پاکستان کی زمین زرخیز ہے یہاں کے بسنے والوں نے مدینے والا پرچم تھام کر اسلام دشمنوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننے کا فیصلہ کیا ہے دفاع پاکستان کانفرنس کفر کیلئے موت کا پیغام ثابت ہو گی۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے علاوہ کوئی نظام قبول نہیں کیا جائے گا امریکہ مسلم امہ کیخلاف برسرپیکار ہے پاکستان کا بچہ بچہ امریکہ کیخلاف میدان میں اتر چکا ہے جب قومیں میدان میں آئیں تو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

(جہادِ افغانستان سے متعلق مجلہ الحق کے تمام فائلوں میں شریک مضامین کا انڈکس جس سے افغان جہاد سے متعلق تمام امور پر روشنی پڑتی ہے)

افغانستان

افغانی شخصیات

۳۶۴۸: سمیع الحق، مولانا	مولانا ابراہیم حقانی کی افغانستان میں شہادت [اداریہ]	مارچ ۱۹۸۹/۱۴
۳۶۴۹: سمیع الحق، مولانا	حقانی شہداء اور جہادِ افغانستان [احمد گل حقانی و فتح اللہ حقانی کی شہادت پر خطاب]	ستمبر ۱۹۸۵/ ۹-۱۵
۳۶۵۰: محمد ابراہیم فانی، حافظ	احمد گل حقانی شہیدؒ [جہادِ افغان]	اکتوبر ۱۹۸۵/ ۵-۸
۳۶۵۱: شفیق الدین فاروقی	نئے افغانی سفیر سیّد احمد حقانی کی اسلام آباد میں تقرری	نومبر ۱۹۹۹/ ۶۴
۳۶۵۲: شفیق الدین فاروقی	عالمی متنازعہ کتاب *The Talibain* کے مصنف احمد رشید کی آمد	اگست ۲۰۰۰/ ۵۹
۳۶۵۳: عبدالقیوم حقانی، مولانا	جلال الدین حقانی کے بھائی محمد اسماعیلؒ کی شہادت [اداریہ]	ستمبر ۱۹۹۰/ ۸
۳۶۵۴: محمد ابراہیم فانی، حافظ	جہادِ افغانستان اور حقانی شہداء [مولانا امیر جان شہیدؒ]	اکتوبر ۱۹۸۶/ ۹-۱۱
۳۶۵۵: سمیع الحق، مولانا	محمد ایوب قندہاری شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/ ۴
۳۶۵۶: سمیع الحق، مولانا	مولانا باقی باللہ شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/ ۷
۳۶۵۷: شفیق الدین فاروقی	افغانستان کے صدر برہان الدین ربانی کی آمد	مارچ ۱۹۹۳/ ۴۹
۳۶۵۸: راشد الحق سمیع، حافظ	بھگوڑے (برہان) ربانی کی آمد [افغان مذاکرات یا امریکی ایجنڈے کی تکمیل: اداریہ]	جنوری ۱۹۹۸/ ۵
۳۶۵۹: ادارہ	مولانا مولا جان حقانی شہیدؒ [جہادِ افغان]	جون ۱۹۸۱/ ۱۲
۳۶۶۰: ادارہ	مولانا سیّد جان محمد حقانی شہیدؒ [جہادِ افغان]	مارچ ۱۹۸۱/ ۶
۳۶۶۱: شفیق الدین فاروقی	جلال الدین حقانی کی آمد	فروری ۱۹۸۰/ ۶۴
۳۶۶۲: عبداللہ عزام	جہادِ افغان کے رہنما جلال الدین حقانی سے انٹرویو [مترجم محمد ابراہیم فانی]	مئی ۱۹۸۴/ ۴۷-۴۹
۳۶۶۳: نجیب اللہ	مجاہدِ کبیر مولانا جلال الدین حقانی سے مکاتبت	مارچ ۱۹۸۸/ ۴۵-۵۱
۳۶۶۴: زاہد الراشدی، مولانا	جہادِ افغانستان کی تازہ ترین صورتِ حال [جلال الدین حقانی سے انٹرویو]	جون ۱۹۸۸/ ۳۱-۴۰
۳۶۶۵: شفیق الدین فاروقی	جلال الدین حقانی کی وفد کے ہمراہ آمد	فروری ۱۹۸۹/ ۵۹
۳۶۶۶: عبدالقیوم حقانی، مولانا	مولانا جلال الدین حقانیؒ (بھیرہ) کی وفات	جولائی ۱۹۹۲/ ۵
۳۶۶۷:	جلال الدین حقانی کی آمد	ستمبر ۱۹۹۲/ ۶۲
۳۶۶۸: شفیق الدین فاروقی	افغان وزیر و جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کی تشریف آوری	جون ۱۹۹۹/ ۶۷
۳۶۶۹: نصر اللہ خان	علامہ جمال الدین افغانیؒ، تحریکِ آزادی اور اتحادِ اسلامی	مئی ۱۹۸۰/ ۳۹-۴۴
۳۶۷۰: خان غازی کابلی	جمال الدین افغانیؒ [مکتوب]	اگست ۱۹۸۰/ ۵۷
۳۶۷۱: عزیز الرحمٰن و دیگر	صحیح اور برمحل گرفت [خان غازی کابلی کے مضمون پر (شائع شدہ اگست ۸۰)]	نومبر ۱۹۸۰/ ۲۲

۳۶۷۲: محمد ابراہیم فانی، حافظ	حبیب الرحمٰن حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	اکتوبر۱۹۸۵/۹-۱۲
۳۶۷۳: عبدالقیوم حقانی، مولانا	خلیل احمد حقانیؒ کی شہادت [جہاد افغان/اداریہ]	اپریل۱۹۹۰/۶
۳۶۷۴: حامد الحق حقانی	افغان سپریم کونسل کے سربراہ ملا محمد ربانی کی وفد کے ہمراہ آمد	جنوری۲۰۰۰/۸۱-۸۴
۳۶۷۵: محمد ابراہیم فانی، حافظ	افغان سپریم کونسل کے ملا محمد ربانی کی آمد [اداریہ]	جنوری۲۰۰۰/۱۳
۳۶۷۶: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان کے رئیس الوزراء ملا محمد ربانیؒ کی وفات [اداریہ]	مارچ۲۰۰۱/۶
۳۶۷۷: سمیع الحق، مولانا	محمد سرور ضیا شہیدؒ [اداریہ]	فروری۱۹۸۰/۶
۳۶۷۸: ادارہ	مولانا محمد سعید حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ۱۹۸۱/۷
۳۶۷۹: شفیق الدین فاروقی	سفیر افغانستان (سعید الرحمٰن حقانی) کی آمد	اپریل۱۹۹۹/۶۷
۳۶۸۰: شفیق الدین فاروقی	افغانستان کے سفیر سعید محمد حقانی کی آمد	ستمبر۲۰۰۰/۶۳
۳۶۸۱: سمیع الحق، مولانا	شیر جان شہیدؒ [اداریہ]	فروری۱۹۸۰/۳
۳۶۸۲: عبدالقیوم حقانی، مولانا	جہادی رہنما مولانا صبغۃ اللہ مجددی کی آمد	اپریل۱۹۸۳/۶۰
۳۶۸۳: شفیق الدین فاروقی	افغان صدر صبغۃ اللہ مجددی کی آمد	جون۱۹۸۹/۵۸
۳۶۸۴: محمد ابراہیم فانی، حافظ	جہاد افغانستان اور مولانا صلاح الدین حقانی شہیدؒ	فروری۱۹۸۴/۴۱-۴۲
۳۶۸۵: محمد ابراہیم فانی، حافظ	طالب محمد حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	اکتوبر۱۹۸۵/۱۲-۱۳
۳۶۸۶: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہؒ کی وفات [اداریہ]	اگست۲۰۰۷/۴-۵
۳۶۸۷: عبدالقیوم حقانی، مولانا	مولوی ظریف شہیدؒ [جہاد افغان]	جنوری۱۹۹۰/۷
۳۶۸۸: عبدالقیوم حقانی، مولانا	عبدالجمیل حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جنوری۱۹۹۰/۷
۳۶۸۹: عبدالقیوم حقانی، مولانا	عبدالحقؒ افغانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جنوری۱۹۹۰/۶
۳۶۹۰: ادارہ	مولانا عبدالحلیم حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جون۱۹۸۱/۱۲
۳۶۹۱: سمیع الحق، مولانا	عبدالخالق شہیدؒ [اداریہ]	فروری۱۹۸۰/۵
۳۶۹۲: شفیق الدین فاروقی	افغان وزیر اعظم عبدالرب رسول سیاف کی آمد	جنوری۱۹۹۱/۵۵
۳۶۹۳: ادارہ	مولانا عبدالرزاق حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جون۱۹۸۱/۱۲
۳۶۹۴: شفیق الدین فاروقی	عبدالرزاق حقانی کی مزار (افغانستان) میں گرفتاری	جون۱۹۹۷/۷۰
۳۶۹۵: عبدالقیوم حقانی، مولانا	مولانا عبدالستار حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جنوری۱۹۸۴/۳۷-۴۱
۳۶۹۶: شفیق الدین فاروقی	افغانی سفیر عبدالسلام ضعیف کی آمد	نومبر۲۰۰۰/۵۸
۳۶۹۷: شفیق الدین فاروقی	افغان شوریٰ کے نائب صدر عبدالکبیر حقانی کی آمد	جولائی۲۰۰۰/۵۴
۳۶۹۸: ادارہ	مولانا عبدالکریم حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ۱۹۸۱/۷
۳۶۹۹: عبدالقیوم حقانی، مولانا	خلیفہ عبدالواحد (افغانی) کی آمد	جنوری۱۹۸۴/۵۷
۳۷۰۰: ادارہ	مولانا عبدالوہاب حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ۱۹۸۱/۸

۳۷۰۱: راشد الحق سمیع، حافظ	امیر المؤمنین ملا محمد عمر کے چند انقلابی اقدامات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۹۸/۱۳
۳۷۰۲: راشد الحق سمیع، حافظ	امیر المؤمنین ملا محمد عمر پر امریکا اور شمالی اتحاد کا حملہ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۹۹/۴-۶
۳۷۰۳: ادارہ	امیر المؤمنین ملا محمد عمر کو دی جانے والی اعزازی ڈگری کا عکس	نومبر ۱۹۹۹/ ۲۸
۳۷۰۴: راشد الحق سمیع، حافظ	دار العلوم کی جانب سے ملا محمد عمر کو اعزازی ڈگری [اداریہ]	نومبر ۱۹۹۹/۱۰
۳۷۰۵: شفیق الدین فاروقی	ملا محمد عمر کو دی گئی اعزازی ڈگری پر تہنیتی پیغامات	دسمبر ۱۹۹۹/ ۶۰
۳۷۰۶: ادارہ	مولانا غلام محمد حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ ۱۹۸۱/ ۲
۳۷۰۷: عبد القیوم حقانی، مولانا	جہادی رہنما مولانا غلام فاروق خان کی آمد	اپریل ۱۹۸۳/ ۶۰
۳۷۰۸: شفیق الدین فاروقی	افغانی لیڈر مولانا فتح خان حقانی کی آمد	فروری ۱۹۸۱/ ۵۷
۳۷۰۹: سمیع الحق، مولانا	حقانی شہدا اور جہاد افغانستان [احمد گل حقانیؒ و فتح اللہ حقانیؒ کی شہادت پر خطاب]	ستمبر ۱۹۸۵/ ۹-۱۵
۳۷۱۰: ادارہ	مولانا فضل کریم حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ ۱۹۸۱/ ۸
۳۷۱۱: عبد القیوم حقانی، مولانا	جہادی رہنما فضل علی مجددی کی آمد	اپریل ۱۹۸۳/ ۶۰
۳۷۱۲: ادارہ	مولانا گل محمد حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جون ۱۹۸۱/ ۱۲
۳۷۱۳: شفیق الدین فاروقی	جہادی رہنما مولانا لعل محمد افغانی کی آمد	فروری ۱۹۸۹/ ۵۹
۳۷۱۴: ادارہ	مولانا مجیب نور حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	جون ۱۹۸۱/ ۱۲
۳۷۱۵: ادارہ	مولانا محب اللہ حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ ۱۹۸۱/ ۸
۳۷۱۶: سمیع الحق، مولانا	محمد اللہ قندھاری شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/ ۳
۳۷۱۷: شفیق الدین فاروقی	امیر جہاد افغانستان مولانا محمد نبی محمدی کی آمد	جنوری ۱۹۸۱/ ۶۰
۳۷۱۸: محمد ابراہیم فانی، حافظ	جہاد افغان کے رہنما مولانا محمد نبی محمدیؒ — چند یادیں، چند نقوش	مئی ۲۰۰۲/ ۴۸-۵۶
۳۷۱۹: شفیق الدین فاروقی	افغان کونسلر مولانا نجیب اللہ کی آمد	اگست ۱۹۹۹/ ۶۱
۳۷۲۰: ادارہ	مولانا محمد نعیم حقانی شہیدؒ [جہاد افغان]	مارچ ۱۹۸۱/ ۸
۳۷۲۱: شفیق الدین فاروقی	افغان جہادی لیڈر محمد نبی محمدی کے فرزند محمد نعیم کی حادثاتی شہادت	ستمبر ۲۰۰۰/ ۶۵
۳۷۲۲: ادارہ	مولانا پیر محمد وثیقؒ کی افغانستان میں شہادت	جون ۱۹۸۷/ ۶۳
۳۷۲۳: شفیق الدین فاروقی	مولانا محمد یونس خالص [امیر حزب اسلامی افغانستان] کی آمد	ستمبر ۱۹۷۹/ ۶۰
۳۷۲۴: شفیق الدین فاروقی	افغانی لیڈر مولانا محمد یونس خالص حقانی سے انٹرویو	نومبر ۱۹۷۹/ ۵-۸
۳۷۲۵: عبد القیوم حقانی، مولانا	افغانی لیڈر محمد یونس خالص حقانی کی آمد	مئی ۱۹۸۵/ ۵۹
۳۷۲۶: راشد الحق سمیع، حافظ	جہاد افغان کے مجاہد رہنما مولانا محمد یونس حقانی کی رحلت [اداریہ]	جولائی ۲۰۰۶/ ۴
۳۷۲۷: راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا یونس خالص کا مولانا عبد الحق کو خراج تحسین [کتاب سے اقتباس]	جولائی ۲۰۰۶/ ۵
۳۷۲۸: راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا یونس خالص کی صدر ریگن سے ملاقات اور دعوت اسلام [اقتباس]	جولائی ۲۰۰۶/ ۶

۳۷۲۹: راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا محمد یونس خالص کے لیے تعزیتی اجتماع، مولانا سمیع الحق کا خراجِ عقیدت [اداریہ/خطاب]
جولائی ۲۰۰۶/۷

حالات و واقعات

۳۷۳۰: رضوانی افغانی	افغان قوم کے بارہ میں قومی عصبیت کا غماز [قصیدہ/نظم: لطافت الرحمٰن]	مئی ۱۹۶۹/۴۳-۴۸
۳۷۳۱: عبدالحقؒ تاج گڑھ	قصیدہ افغانی [شائع شدہ مئی ۶۹ کے حوالے سے مکتوب]	جولائی ۱۹۶۹/۵۸
۳۷۳۲: سمیع الحق، مولانا	محمود غزنوی کے دیس میں [بلخ کے کھنڈرات یا علم و حکمت کے دفینے/سفرنامہ افغانستان/۳ اقساط]	اگست ۱۹۷۱/۴۰-۴۲، ستمبر ۱۹۷۱/۲۳-۲۵، اکتوبر ۱۹۷۱/۳۳-۳۵
۳۷۳۳: ابو ضیا اقبال	تحریکِ ریشمی رومال اور افغانستان [برصغیر میں آزادی کی قیمت]	جنوری ۱۹۷۲/۲۱-۳۲
۳۷۳۴: عبدالسلام ہزارویؒ	کابل کی مشکبار فضاؤں میں چند روز [سفرنامہ افغانستان]	اگست ۱۹۷۷/۵۲-۵۶
۳۷۳۵: سمیع الحق، مولانا	انقلاب کابل [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۲-۴
۳۷۳۶: سمیع الحق، مولانا	انقلاب کابل [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۸/۷-۸
۳۷۳۷: سمیع الحق، مولانا	مظلوم افغانستان [اداریہ]	جون ۱۹۷۹/۲-۳
۳۷۳۸: نصیب علی شاہ، سید	افغانستان میں کمیونسٹ حکومت کے خلاف برسرِ پیکار علمائے حق	جولائی ۱۹۷۹/۱۷-۱۹
۳۷۳۹: سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان اور روسی تسلط [اداریہ]	اگست ۱۹۷۹/۳
۳۷۴۰: امین گیلانیؒ، سید	ستم رسیدہ ان افغانوں کا حل ڈھونڈیں [نظم]	جنوری ۱۹۸۰/۶۱
۳۷۴۱: سمیع الحق، مولانا	سقوطِ کابل [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۰/۲
۳۷۴۲: شفیق الدین فاروقی	مولانا عبداللہ درخواستی اور مولانا سمیع الحق کا دورۂ افغان کیمپ	فروری ۱۹۸۰/۶۲
۳۷۴۳: قاسم نیازی	افغانی مجاہد [مکتوب]	اگست ۱۹۸۰/۵۸
۳۷۴۴: ادارہ	جہادِ افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ [محاذِ جنگ سے رپورٹ]	مارچ ۱۹۸۱/۹-۱۲
۳۷۴۵: ادارہ	جہادِ افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ [محاذِ جنگ سے رپورٹ]	جون ۱۹۸۱/۱۲-۱۶
۳۷۴۶: سمیع الحق، مولانا	مظلوم افغانستان اور علماء کرام کے لیے لمحہ فکریہ [اداریہ]	جون ۱۹۸۱/۲-۴
۳۷۴۷: شفیق الدین فاروقی	افغان مجاہدین میں اتحاد کے لیے دارالعلوم کی مساعی	جولائی ۱۹۸۱/۵۵
۳۷۴۸: عبدالحقؒ، مولانا	افغانی مجاہدین سے اپیل [اداریہ]	جولائی ۱۹۸۱/۲-۳
۳۷۴۹: فتح الرحمٰن	افغانستان میں روسی مداخلت کے عالمی اثرات	اگست ۱۹۸۱/۵-۱۵
۳۷۵۰: ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا	مجاہدین افغانستان کا اتحاد [مکتوب]	ستمبر ۱۹۸۱/۵۰
۳۷۵۱: سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان کا سرچشمہ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۸۱/۶-۷
۳۷۵۲: شفیق الدین فاروقی	افغان مجاہدین کے وفود کی آمد	ستمبر ۱۹۸۱/۶۰
۳۷۵۳: نیک بہادر خان	افغانستان کے محاذِ جنگ سے ایک رپورٹ	اکتوبر ۱۹۸۱/۲۲-۲۷
۳۷۵۴: محمد ابراہیم فانی، حافظ	افغانستان کے محاذِ جنگ سے ایک رپورٹ	جنوری ۱۹۸۲/۱۳-۱۶

۳۷۵۵: شمس الحق افغانیؒ، مولانا جہاد اور اسلام [مترجم: محمد ابراہیم فانی/ جہاد افغان کے پس منظر میں] مارچ ۱۹۸۲/ ۲۵-۳۱

۳۷۵۶: ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا المیۂ افغانستان ـــــ افغان مجاہدین کو سلام دسمبر ۱۹۸۲/ ۲۳-۲۵

۳۷۵۷: ممتاز احمد خان جہادِ افغانستان کے مخالفین کی خدمت میں دسمبر ۱۹۸۲/ ۴۹

۳۷۵۸: ادارہ افغان مجاہدین کے وفود کی آمد مارچ ۱۹۸۳/ ۶۶

۳۷۵۹: ادارہ روس کے سامراجی ہتھکنڈے اور جہادِ افغانستان اکتوبر ۱۹۸۳/ ۲۳-۲۵

۳۷۶۰: ابوالقاسم حقانی جہادِ افغانستان کے ایمان پرور واقعات دسمبر ۱۹۸۳/ ۶-۹

۳۷۶۱: شفیق الدین فاروقی افغان مشائخ و علما کے وفد کی آمد اگست ۱۹۸۴/ ۶۱

۳۷۶۲: محمد اسحاق جہادِ افغانستان اور علماءِ درسِ نظامی [مکتوب] اکتوبر ۱۹۸۴/ ۵۸

۳۷۶۳: جلال الدین حقانی جہادِ افغانستان کی تازہ رپورٹ جون ۱۹۸۶/ ۴۷

۳۷۶۴: ادارہ افغان حکومت کا اعلانِ جنگ بندی [مؤثر اور مضبوط لائحہ عمل کی ضرورت/ اداریہ] جنوری ۱۹۸۷/ ۲-۶

۳۷۶۵: محمد حلیم حقانی جہادِ افغانستان کی تازہ رپورٹ جولائی ۱۹۸۷/ ۶۲-۶۴

۳۷۶۶: ظفر علی خانؒ قندھار چلو، قندھار چلو [نظم] اگست ۱۹۸۷/ ۶۰

۳۷۶۷: محمد عبید اللہ، قاری جہادِ افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ اکتوبر ۱۹۸۷/ ۴۵-۴۹

۳۷۶۸: سمیع الحق، مولانا مسئلہ افغانستان [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] نومبر ۱۹۸۷/ ۳

۳۷۶۹: حکمت اللہ جہادِ افغانستان کی تازہ رپورٹ [مرتب: شیر بہادر حقانی] جنوری ۱۹۸۸/ ۵۹-۶۰

۳۷۷۰: نور محمد جہادِ افغانستان کی تازہ رپورٹ [مرتب: محمد رمضان] جنوری ۱۹۸۸/ ۶۱-۶۲

۳۷۷۱: شیر بہادر حقانی جہادِ افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ [محاذ سے رپورٹ] فروری ۱۹۸۸/ ۴۹-۵۳

۳۷۷۲: سمیع الحق، مولانا مسئلہ افغانستان اور جمعیۃ علمائے اسلام [خطاب/ مرتب: عبدالقیوم حقانی/ اداریہ] مارچ ۱۹۸۸/ ۲-۶

۳۷۷۳: زاہد الراشدی، مولانا افغانستان کے محاذِ جنگ کے بارہ میں مشاہداتی تاثرات اپریل ۱۹۸۸/ ۴۳-۴۶

۳۷۷۴: سیف اللہ حقانی، مفتی جہادِ افغانستان کی شرعی حیثیت؟ اپریل ۱۹۸۸/ ۵۹

۳۷۷۵: عبدالقیوم حقانی، مولانا جنیوا مذاکرات [مسئلہ افغانستان/ اداریہ] اپریل ۱۹۸۸/ ۶-۸

۳۷۷۶: سمیع الحق، مولانا بلخ اور غزنی (جہادِ افغانستان) عظمتوں کے مزار پر نگاہ عبرت و حسرت مئی ۱۹۸۸/ ۱۷-۲۲

۳۷۷۷: شبیر احمد نفیسی قندھار چل [مکتوب] مئی ۱۹۸۸/ ۵۵

۳۷۷۸: شفیق الدین فاروقی افغان جہادی رہنماؤں کی آمد مئی ۱۹۸۸/ ۵۹

۳۷۷۹: محمد زاہد الحسینیؒ، قاضی عاشقانہ موت مرنا ہے تو قندھار چل [نظم] مئی ۱۹۸۸/ ۵۶

۳۷۸۰: عبدالرب رسول افغانستان میں خالص اسلامی حکومت کا قیام [انٹرویو] جولائی ۱۹۸۸/ ۵۱-۵۳

۳۷۸۱: عبدالقیوم حقانی، مولانا جہادِ افغانستان کے نو سال - ایک جائزہ جنوری ۱۹۸۹/ ۴۱-۴۴

۳۷۸۲: ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا جہادِ افغانستان کا تاریخی پس منظر [فتح و شکست کے اسباب/ کابل میں خطاب] فروری ۱۹۸۹/ ۱۲-۲۰

۳۷۸۳: جلال الدین حقانی جہادِ افغانستان کا نازک ترین اور حساس مرحلہ [انٹرویو/ مرتب: محمد عادل] مارچ ۱۹۸۹/ ۱۷-۲۲

۳۷۸۴: عبدالکریم، قاضی	تدریب الغزاۃ [افغانستان کے محاذ جنگ سے]	مئی ۱۹۸۹/۴۳-۴۸
۳۷۸۵: سمیع الحق، مولانا	مسئلہ افغانستان اور جنیوا مذاکرات [سینٹ میں خطاب/ اداریہ]	جون ۱۹۸۹/۲-۶
۳۷۸۶: صبغۃ اللہ مجددی	دارالعلوم حقانیہ [اتحاد ملت اور جہاد افغانستان/ خطاب]	جولائی ۱۹۸۹/۹
۳۷۸۷: عبداللہ عمر ضعیف	دارالعلوم حقانیہ [اتحاد ملت اور جہاد افغانستان/ خطاب/ مرتب: عبدالقدیر مردانی]	جولائی ۱۹۸۹/۶-۸
۳۷۸۸: عبدالقیوم حقانی، مولانا	جہادِ افغانستان کے خلاف سازش اور یاسر عرفات کا دورۂ پاکستان	اگست ۱۹۸۹/۳۵-۴۰
۳۷۸۹: عبدالکریم، قاضی	جہادِ افغانستان کے خلاف تازہ پروپیگنڈا مہم کا جواب	اکتوبر ۱۹۸۹/۳۳-۳۴
۳۷۹۰: یونس خالص، مولانا	افغانستان میں عبوری حکومت کا قیام [انٹرویو/ مرتب: عبدالقیوم حقانی]	اکتوبر ۱۹۸۹/۱۳-۱۸
۳۷۹۱: جلال الدین حقانی	جہادِ افغانستان کا حساس اور نازک ترین مسئلہ [انٹرویو/ مرتب: عبدالقیوم حقانی]	جنوری ۱۹۹۰/۱۱-۱۵
۳۷۹۲: سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان اور امریکا [دورۂ امریکا کے دوران وائس آف امریکا کو انٹرویو]	فروری ۱۹۹۰/۱۲-۱۵
۳۷۹۳: عبدالقیوم حقانی، مولانا	مکافاتِ عمل اور احتساب و انتباہ [افغانستان اور کشمیر کی صورت حال/ اداریہ]	فروری ۱۹۹۰/۲-۶
۳۷۹۴: عبدالقیوم حقانی، مولانا	دنیا بھر میں انقلابِ نو کا نکتۂ آغاز "جہادِ افغانستان" [اداریہ]	اپریل ۱۹۹۰/۳
۳۷۹۵: عبداللطیف، قاضی	افغان مجاہدین کی استقامت [مکتوب]	مئی ۱۹۹۰/۴۹
۳۷۹۶: ابوسلمان شاہجہاں پوری	تحریکِ ہجرت افغانستان ۱۹۲۰ء کے مختلف کردار، شخصیات اور اثرات	اگست ۱۹۹۰/۳۱-۳۵
۳۷۹۷: عبدالصادق آفریدی	افغان قیادت کی آزمائش [مکتوب]	ستمبر ۱۹۹۰/۴۴
۳۷۹۸: جلال الدین حقانی	جہادِ افغانستان اور تازہ ترین صورت حال [انٹرویو]	دسمبر ۱۹۹۰/۲۳-۲۸
۳۷۹۹: اولسوال محمد حکیم	جہادِ افغانستان ـــ ماضی، حال، مستقبل [انٹرویو/ مرتب: عبدالقیوم حقانی]	جنوری ۱۹۹۱/۲۹-۳۴
۳۸۰۰: رحمت اللہ حقانی	جہادِ افغانستان اور اس کے تقاضے [انٹرویو/ مرتب: عبدالقیوم حقانی]	مارچ ۱۹۹۱/۳۱-۳۲
۳۸۰۱: عبدالقیوم حقانی، مولانا	فتح خوست ـــ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پیش خیمہ [اداریہ]	اپریل ۱۹۹۱/۵-۸
۳۸۰۲: عبدالقیوم حقانی، مولانا	اساتذۂ دارالعلوم کا دورۂ خوست	اپریل ۱۹۹۱/۹-۱۶
۳۸۰۳: جلال الدین حقانی	جہادِ افغان کی تازہ ترین صورت حال [انٹرویو/ مرتب: عبدالقیوم حقانی]	اپریل ۱۹۹۱/۱۷-۱۸
۳۸۰۴: جلال الدین حقانی	فتح خوست، جہاد کا ثمر اور اسلام کا معجزہ ہے [خطاب]	مئی ۱۹۹۱/۲۹-۳۲
۳۸۰۵: نصر اللہ کاکڑ	جہادِ افغانستان اور ناپاک امریکی عزائم [مکتوب]	جولائی ۱۹۹۱/۵۰
۳۸۰۶: عبدالقیوم حقانی، مولانا	محاذِ گردیز [اداریہ]	ستمبر ۱۹۹۱/۹
۳۸۰۷: ادارہ	دارالعلوم میں افغان زعماءِ جہاد اور اسلامی قوتوں کے قائدین کا اجتماع [بسلسلہ تقریب بخاری و جلسہ تقسیم اسناد/ اداریہ]	فروری ۱۹۹۲/۲-۴
۳۸۰۸: اولسوال محمد حکیم	دارالعلوم میں جہادی قائدین کا اجتماع [جہادِ افغانستان]	فروری ۱۹۹۲/۴-۷
۳۸۰۹: عبدالقیوم حقانی، مولانا	افغانستان کو لبنان بنانے کا منصوبہ ناکام	اپریل ۱۹۹۲/۵-۸
۳۸۱۰: عبدالقیوم حقانی، مولانا	افغانستان کے موضوع پر الحق میں شائع مضامین کا اشاریہ [اداریہ]	جون ۱۹۹۲/۲-۶
۳۸۱۱: عبدالقیوم حقانی، مولانا	افغانستان کی افسوسناک صورت حال [اداریہ]	اگست ۱۹۹۲/۳-۴

☆۳۸۱۱: عبدالقیوم حقانی، مولانا	افغانستان کے موضوع پر الحق میں شائع مضامین کا اشاریہ	مارچ ۱۹۹۳/۷۲۹-۷۳۰
۳۸۱۲: 'وائس آف امریکا'	افغان بچے [مکتوب]	اکتوبر ۱۹۹۳/۵۴
۳۸۱۳: عبدالقیوم حقانی، مولانا	افغانستان کی خانہ جنگی [اداریہ]	دسمبر ۱۹۹۳/۵
۳۸۱۴: سمیع الحق، مولانا	افغانستان میں حالیہ خانہ جنگی جہاد نہیں فساد ہے [تقریب ختمِ بخاری سے خطاب]	جنوری ۱۹۹۴/۶-۱۱
۳۸۱۵: عبدالقیوم حقانی، مولانا	مسئلہ افغانستان [اداریہ]	جولائی ۱۹۹۴/۴-۵
۳۸۱۶: عبدالقیوم حقانی، مولانا	افغانستان! ہوائے امن کا جھونکا [اداریہ]	دسمبر ۱۹۹۴/۵-۶
۳۸۱۷: عبدالقیوم حقانی، مولانا	قاتل اور مقتول عرشِ الٰہی کے سامنے [جنگِ افغان کے پس منظر میں]	مارچ ۱۹۹۵/۱۹-۲۲
۳۸۱۸: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان میں مصالحانہ کوششیں یا مکروہ سازشیں [اداریہ]	مئی ۱۹۹۶/۲-۵
۳۸۱۹: شیر علی شاہ، مولانا	طالبان کی تائید پر خراجِ تحسین [مکتوب بنام راشد الحق]	جولائی ۱۹۹۶/۶۴
۳۸۲۰: راشد الحق سمیع، حافظ	تحریکِ طالبان [اکیسویں صدی میں نظامِ خلافتِ راشدہ کے علمبردار/ اداریہ]	ستمبر ۱۹۹۶/۲-۷
۳۸۲۱: سمیع الحق، مولانا	قندھار کا سفر اور وہاں پر خطاب [مرتب: عبدالوہاب فاروقی]	ستمبر ۱۹۹۶/۹-۱۵
۳۸۲۲: ملا محمد عمر	قندھار میں خطاب	ستمبر ۱۹۹۶/۱۶
۳۸۲۳: شیر علی شاہ، مولانا	تحریکِ اسلامی طالبان کا اجمالی تعارف	ستمبر ۱۹۹۶/۱۷-۲۱
۳۸۲۴: احسان اللہ احسان	طالبان اور افغانستان میں اسلامی نظام [خطاب/ مرتب: عبدالوہاب فاروقی]	ستمبر ۱۹۹۶/۲۹-۳۴
۳۸۲۵: احسان اللہ احسان	طالبان اور افغانستان میں اسلامی نظام [انٹرویو/ عرفان صدیقی صاحب نے لیا]	ستمبر ۱۹۹۶/۳۵-۳۸
۳۸۲۶: عرفان صدیقی	طالبان کا افغانستان [براہِ راست مشاہدات پر مبنی رپورٹ۔ بشکریہ تکبیر]	ستمبر ۱۹۹۶/۴۲-۵۰
۳۸۲۷: ملا محمد غوث	طالبان اور افغانستان کے حوالے سے انٹرویو [مرتب: عرفان صدیقی]	ستمبر ۱۹۹۶/۵۱-۵۲
۳۸۲۸: امجد علی	تصحیح المفاہیم تجاہ حرکۃ طالبان	ستمبر ۱۹۹۶/۵۳-۵۹
۳۸۲۹: راشد الحق سمیع، حافظ	فتح کابل [افغانستان میں طالبان کی فتح / اداریہ]	اکتوبر ۱۹۹۶/۲-۴
۳۸۳۰: سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان کا سرچشمہ [۱۵ سال قبل لکھی ہوئی یادگار اوراقی تحریر/ اداریہ]	اکتوبر ۱۹۹۶/۷
۳۸۳۱: محمد عبدالمنتقم، مولانا	طالبان کا سرچشمہ طاقت ــــ اللہ رب العزت	اکتوبر ۱۹۹۶/۱۱-۱۴
۳۸۳۲: راشد الحق سمیع، حافظ	فتح کابل کے بعد، سب سے پہلے کابل جانے والے وفد کے تاثرات	اکتوبر ۱۹۹۶/۱۵-۱۷
۳۸۳۳: محمد ابراہیم فانی، حافظ	ہدیہ تبریک فتح کابل [نظم]	اکتوبر ۱۹۹۶/۲۳
۳۸۳۴: عبدالقیوم حقانی، مولانا	طالبان کا عدالتی نظام [مشاہداتی رپورٹ/ سفرنامہ افغانستان]	اکتوبر ۱۹۹۶/۲۴-۲۹
۳۸۳۵: عبدالکریم، قاضی	طالبانِ اسلام کی کامیابی [مکتوب]	اکتوبر ۱۹۹۶/۶۳-۶۴
۳۸۳۶: عبدالوہاب فاروقی	طالبان کی افغانستان میں فتح پر حقانیہ میں 'فتح مبین کانفرنس' کا انعقاد	اکتوبر ۱۹۹۶/۴۷-۴۹
۳۸۳۷: ابو محمود فانی	ہفت روزہ تکبیر کراچی کی خدمت میں [تحریک طالبان کے ضمن میں گذارشات]	اکتوبر ۱۹۹۶/۵۳-۵۴
۳۸۳۸: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان کے سفارت کاروں کو اسلام آباد میں خوش آمدید [اداریہ]	دسمبر ۱۹۹۶/۵
۳۸۳۹: شفیق الدین فاروقی	عالمِ اسلام کیا ہو رہا ہے؟ [طالبان کی حکومت میں خواتین کا مقام]	مارچ ۱۹۹۷/۵۴

۳۸۴۰: شفیق الدین فاروقی	قندھار میں ہوائی اڈہ کی تعمیر	مارچ ۱۹۹۷/۵۴
۳۸۴۱: عبدالوہاب مروت	اسلامی تحریک طالبان کے وفد کی آمد	مارچ ۱۹۹۷/۶۲
۳۸۴۲: عبدالقیوم حقانی، مولانا	جامعہ حقانیہ کا فیضان ــــ طالبانِ افغانستان [دورۂ افغانستان کی رپورٹ]	اپریل ۱۹۹۷/۳۸-۴۵
۳۸۴۳: نثار محمد	طالبان کے خلاف مبالغہ آمیز پروپیگنڈا [مکتوب]	مئی ۱۹۹۷/۵۸
۳۸۴۴: راشد الحق سمیع، حافظ	تحریکِ طالبان فتح کی دہلیز پر [اداریہ]	جون ۱۹۹۷/۲-۳
۳۸۴۵: سمیع الحق، مولانا	خطاب [دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تشکر بر فتح طالبان]	جون ۱۹۹۷/۵-۸
۳۸۴۶: حمید گل، جنرل	خطاب [دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تشکر بر فتح طالبان]	جون ۱۹۹۷/۹-۱۳
۳۸۴۷: اعجاز الحق	خطاب [دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تشکر بر فتح طالبان]	جون ۱۹۹۷/۱۳-۱۵
۳۸۴۸: ادارہ	دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تشکر بر فتح طالبان	جون ۱۹۹۷/۹-۱۶
۳۸۴۹: شیر علی شاہ، مولانا	خطاب [دارالعلوم حقانیہ میں تقریب تشکر بر فتح طالبان]	جون ۱۹۹۷/۱۶
۳۸۵۰: عرفان صدیقی	طالبان کا افغانستان [دورۂ افغانستان کا احوال بشکریہ روزنامہ جنگ]	جون ۱۹۹۷/۱۷-۱۹
۳۸۵۱: محمد ابراہیم فانی، حافظ	فتح کابل [نظم]	جون ۱۹۹۷/۲۸
۳۸۵۲: محمد ابراہیم فانی، حافظ	فتح کابل [نظم]	جون ۱۹۹۷/۷۴
۳۸۵۳: شفیق الدین فاروقی	طلبا حقانیہ کی افغانستان روانگی	جون ۱۹۹۷/۷۰
۳۸۵۴: انوار الحق، مولانا	شہیدوں کی سرزمین افغانستان میں چار دن [۵/اقساط/سفرنامہ]	
	جون ۱۹۹۷/ ۲۱-۲۸، جولائی ۱۹۹۷/ ۱۶-۲۳، ستمبر ۱۹۹۷/ ۲۶-۳۲، اکتوبر ۱۹۹۷/ ۲۱-۲۶، دسمبر ۱۹۹۷/ ۳۶-۴۶	
۳۸۵۵: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان میں طالبان کی تازہ فتوحات [اداریہ]	جولائی ۱۹۹۷/۳
۳۸۵۷: راشد الحق سمیع، حافظ	معصوم سفیرانِ امن کا قتل عام اور عالمِ اسلام [طالبان/ اداریہ]	ستمبر ۱۹۹۷/۲-۳
۳۸۵۸: عبدالوہاب حقانی	افغان حکومت کے وفود کی آمد	ستمبر ۱۹۹۷/۶۸
۳۸۵۹: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان میں امن پسند طالبان کی اجتماعی قبروں کی دریافت [اداریہ]	دسمبر ۱۹۹۷/ ۷
۳۸۶۰: شفیق الدین فاروقی	جلسۂ دستار بندی میں تحریکِ طالبان کے زعما کی شرکت	دسمبر ۱۹۹۷/ ۵۷
۳۸۶۱: شفیق الدین فاروقی	طالبان کے زعما کی آمد	دسمبر ۱۹۹۷/۶۱
۳۸۶۲: عبدالرحمٰن الباذی	افغانستان اور تحریکِ طالبان	فروری ۱۹۹۸/۵۲-۵۴
۳۸۶۳: سمیع الحق، مولانا	افغانستان کی تحریک طالبان اور امارتِ اسلامی [خطاب/ اداریہ]	اپریل ۱۹۹۸/۲-۵
۳۸۶۴: ملا محمد ربانی	افغانستان کی تحریک طالبان اور امارتِ اسلامی [خطاب/ اداریہ]	اپریل ۱۹۹۸/۶-۷
۳۸۶۵: محمد یونس میو	افغانستان میں طالبان کا جہاد اور حکومت	اپریل ۱۹۹۸/۴۶-۵۲
۳۸۶۶: محمد ابراہیم فانی، حافظ	طالبان اور شمالی اتحاد کے درمیان مذاکرات [اداریہ]	مئی ۱۹۹۸/۲-۳
۳۸۶۷: راشد الحق سمیع، حافظ	طالبان کی اہم کامیابی فتح صوبہ فاریاب [اداریہ]	اگست ۱۹۹۸/۲
۳۸۶۸: راشد الحق سمیع، حافظ	بلادِ اسلامیہ (عراق، افغانستان) پر امریکی میزائلوں سے شب خون [اداریہ]	ستمبر ۱۹۹۸/ ۷

۳۸۶۹: سمیع الحق، مولانا	طالبان کی اسلامی حکومت ــــ نیو ورلڈ آرڈر کے لیے خطرہ [خطاب]	ستمبر۱۹۹۸/۳۶-۳۸
۳۸۷۰: نذیر احمد، مولانا	طالبان، ایران اور امریکا [ایرانی انقلاب کا اصل چہرہ]	ستمبر۱۹۹۸/۴۷-۵۲
۳۸۷۱: راشد الحق سمیع، حافظ	تحریکِ طالبان فتح کی دہلیز پر	ستمبر۱۹۹۸/۵۳-۵۷
۳۸۷۲: محمد تقی رفیع، مولانا	طالبان اور اُسامہ بن لادن ــــ انگریزی میڈیا کی نظر میں	ستمبر۱۹۹۸/۵۸-۶۰
۳۸۷۳: شفیق الدین فاروقی	تحریکِ طالبان کی تحریک پر دارالعلوم میں ہنگامی بنیادوں پر تعطیلات	ستمبر۱۹۹۸/۶۱
۳۸۷۴: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان پر ایران، روس اور امریکا کی متوقع جارحیت [اداریہ]	اکتوبر۱۹۹۸/۵-۶
۳۸۷۵: محمد افضل شمسی	طالبان کی نئی فتوحات اور پاک ایران تعلقات	اکتوبر۱۹۹۸/۵۸-۵۹
۳۸۷۶: محمد اعظم، کرنل	طالبان، ایک جائزہ	دسمبر۱۹۹۸/۳۷-۴۳
۳۸۷۷: ادریس حقانی، مولانا	طالبان زعما کی آمد	فروری۱۹۹۹/۶۰
۳۸۷۸: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان اور عالمِ اسلام کے ہیرو اُسامہ پر امریکی جارحیت [اداریہ]	اگست۱۹۹۹/۴-۷
۳۸۷۹: افضل حیدری	افغانستان پر امریکی حملے کا منصوبہ اور پاکستان [بشکریہ روزنامہ خبریں]	اگست۱۹۹۹/۴۸-۵۱
۳۸۸۰: راشد الحق سمیع، حافظ	ملک میں فرقہ وارانہ تشدد کی لہر ــــ طالبان پر الزام [اداریہ]	اکتوبر۱۹۹۹/۹-۱۲
۳۸۸۱: حامد الحق حقانی	تحریکِ طالبان [شیخ الحدیث کی فکر و دعاؤں کا ثمر]	اکتوبر۱۹۹۹/۴۲-۴۳
۳۸۸۲: راشد الحق سمیع، حافظ	تحریک طالبان اور افغانستان [اداریہ]	نومبر۱۹۹۹/۷
۳۸۸۳: راشد الحق سمیع، حافظ	طالبان حکومت پر امریکا اور اقوامِ متحدہ کی ناجائز پابندیاں [اداریہ]	دسمبر۱۹۹۹/۲-۴
۳۸۸۴: شفیق الدین فاروقی	افغانی وزرا کی آمد	دسمبر۱۹۹۹/۵۹
۳۸۸۵: جاوید اقبال، جسٹس	طالبان کی حکومت کی تائید و حمایت [فرزندِ اقبال کا حقانیہ میں خطاب]	اپریل۲۰۰۰/۷-۱۵
۳۸۸۶: شفیق الدین فاروقی	افغان قونصلیٹ کے نمائندے کی آمد	جون۲۰۰۰/۴۸
۳۸۸۷: راشد الحق سمیع، حافظ	تحریکِ طالبان افغانستان سے چند گزارشات [اداریہ]	جولائی۲۰۰۰/۲-۶
۳۸۸۸: اسلم بیگ، مرزا	طالبان کی کامیاب جنگی حکمتِ عملی	نومبر۲۰۰۰/۴۱-۴۳
۳۸۸۹: سمیع الحق، مولانا	فتنۂ امریکا اور مسئلہ افغانستان [جلسہ دستار بندی سے خطاب]	نومبر۲۰۰۰/۵۶-۵۷
۳۸۹۰: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان پر اقوامِ متحدہ کی ظالمانہ کاروائیوں کے خلاف دفاعِ افغانستان کونسل [اداریہ]	دسمبر۲۰۰۰/۲-۴
۳۸۹۱: سمیع الحق، مولانا	متحدہ اسلامی کانفرنس میں خطبۂ استقبالیہ [پاکستان کی ایٹمی طاقت اور مسئلہ افغانستان]	دسمبر۲۰۰۰/۸-۱۲
۳۸۹۲: حمید گل، جنرل	افغانستان پر پابندیاں، اُمت کی غیرت کے لیے کھلا چیلنج	دسمبر۲۰۰۰/۴۷-۵۰
۳۸۹۳: شفیق الدین فاروقی	افغانستان پر پابندیوں کے خلاف طلبا دارالعلوم کا مظاہرہ	دسمبر۲۰۰۰/۲۶
۳۸۹۴: عبدالسلام ضعیف	افغانستان کے خلاف الزامات کی اصل حقیقت [بشکریہ روزنامہ انصاف]	فروری۲۰۰۱/۲۷-۳۵
۳۸۹۵: یوسف شاہ، مولانا	دفاعِ افغانستان کونسل کی اہم سرگرمیاں اور مستقبل کا لائحہ عمل	فروری۲۰۰۱/۴۰-۴۵

۳۸۹۶: شفیق الدین فاروقی	اہم افغانی رہنماؤں کی آمد	فروری ۲۰۰۱/۵۸
۳۸۹۷: شفیق الدین فاروقی	بین الاقوامی میڈیا کے نمائندوں کی آمد بسلسلہ مسئلہ افغانستان	مارچ ۲۰۰۱/۵۹
۳۸۹۸: عبدالسلام ضعیف	اُسامہ بن لادن اور افغانستان پر پابندیاں [خطاب/مرتب: عارف حکیم]	جولائی ۲۰۰۱/۲۳-۲۸
۳۸۹۹: رحمت اللہ ہاشمی	طالبان کا نقطہ نظر اور مغربی موقف	جولائی ۲۰۰۱/۴۸-۵۲
۳۹۰۰: سمیع الحق، مولانا	افغانستان کی تازہ صورت حال اور عالم اسلام کی حالت زار [انٹرویو]	اگست ۲۰۰۱/۴۹-۷۲
۳۹۰۱: محمد یونس میو	بیسویں اور اکیسویں صدی میں علمائے دیوبند کا کردار [انقلاب طالبان]	اگست ۲۰۰۱/۲۰۱-۲۱۱
۳۹۰۲: زاہد علی واسطی	بیسویں صدی اور مخزن علم ومعرفت دارالعلوم دیوبند [انقلاب طالبان]	اگست ۲۰۰۱/۲۱۲-۲۱۶
۳۹۰۳: راشد الحق سمیع، حافظ	افغانستان کے بعد اگلا نشانہ پاکستان [اداریہ]	دسمبر ۲۰۰۱/۲-۴
۳۹۰۴: سمیع الحق، مولانا	عالم کفر بمقابلہ دینی مدارس اور المیہ سقوط طالبان [تعلیمی سال کے آغاز پر خطاب]	دسمبر ۲۰۰۱/۸-۲۶
۳۹۰۵: فہمی ہویدی	عرب افغانوں پر کیا گزر رہی ہے؟	دسمبر ۲۰۰۱/۵۸-۶۰
۳۹۰۶: عبدالکریم، قاضی	فتح وشکست اسلام کی نظر میں (سقوط طالبان کے پس منظر میں) [مکتوب]	جنوری ۲۰۰۲/۵۹-۶۲
۳۹۰۷: نورعالم خلیل امینی	مسلمانوں کو تباہ کرنے کا جامع اور دور رس امریکی منصوبہ [۱۱ ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی اور طالبان پر امریکی جارحیت/۲ اقساط]	فروری ۲۰۰۲/۱۵-۳۱، مارچ ۲۰۰۲/۱۳-۴۷
۳۹۰۸: راشد الحق سمیع، حافظ	طالبان کی امریکا اور اتحادیوں کے خلاف نئی گوریلا جنگ [اداریہ]	مارچ ۲۰۰۲/۴
۳۹۰۹: نورعالم خلیل امینی	طالبان سے پہلے اور بعد کی دنیا [امریکا، اقوام متحدہ اور اُمتِ مسلمہ]	مئی ۲۰۰۲/۹-۲۳
۳۹۱۰: محمد ابراہیم فانی، حافظ	افغانستان میں عبوری حکومت کی تشکیل [اداریہ]	جون ۲۰۰۲/۷
۳۹۱۱: نورعالم خلیل امینی	عالم کفر بمقابلہ طالبان [مایوسی مومن کا شیوہ نہیں]	جون ۲۰۰۲/۱۴-۲۰
۳۹۱۲: اسلم بیگ، مرزا	افغانستان اور علاقائی سلامتی کے تقاضے	مئی ۲۰۰۳/۲۴-۲۹
۳۹۱۳: راشد الحق سمیع، حافظ	عراق، افغانستان ـــ امریکا کے قبرستان؟ [اداریہ]	نومبر ۲۰۰۳/۲-۴
۳۹۱۴: اکرام اللہ جان	عصر حاضر کا دہشت گرد امریکا [افغانستان وعراق کی تباہی]	اگست ۲۰۰۴/۳۵-۳۷
۳۹۱۵: راشد الحق سمیع، حافظ	کٹھ پتلی افغان صدر حامد کرزئی کی ہرزہ سرائی [اداریہ]	مئی ۲۰۰۶/۴
۳۹۱۶: اکرام اللہ جان	طالبان اور طالبان کے بعد؟ [جب اصل حقائق مغربی میڈیا نے دبائے]	جولائی ۲۰۰۶/۴۲-۴۶
۳۹۱۷: راشد الحق سمیع، حافظ	طالبان کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں ـــ نیٹو اور امریکا کے لیے تازیانہ [اداریہ]	ستمبر ۲۰۰۶/۳
۳۹۱۸: راشد الحق سمیع، حافظ	امریکا اور اتحادیوں کی عراق وافغانستان میں متوقع شکست [اداریہ]	دسمبر ۲۰۰۶/۲
۳۹۱۹: ایشیا ٹائمز'	افغانستان کی آزادی کی جنگ [مولانا سمیع الحق کا انٹرویو/بشکریہ دی نیشن]	جون ۲۰۰۷/۱۸-۲۱
۳۹۲۰: راشد الحق سمیع، حافظ	پاک افغان ناکام "امن جرگہ" ـــ ایک سعی لاحاصل [اداریہ]	اگست ۲۰۰۷/۲-۴

☆☆ مزید دیکھیے دارالعلوم حقانیہ صفحہ ۲۷، سوانح مولانا عبدالحق صفحہ ۲۵۲، امریکا صفحہ ۱۲۶ وغیرہ

مرتب : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

''مکاتیب مشاہیر'' کی تقریب رونمائی

اکابرین اور اہل علم کی نظر میں

برصغیر کی دارالعلوم دیوبند کے بعد آزاد اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایوان شریعت (دارالحدیث ہال) میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کی نئی تاریخی تصنیف ''مشاہیر'' کے حوالے سے ایک عظیم الشان تقریب رونمائی منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کراچی سے تشریف لائے تھے۔ ۱۵ر نومبر ۲۰۱۱ء بروز منگل صبح ہی سے والہین ومحبین اور مخلصین ومعتقدین سے اکوڑہ خٹک کی سڑکیں اور گلیاں دارالعلوم حقانیہ کی طرف بہنے لگیں۔ صبح دس بجے تک ایوان شریعت (دارالحدیث ہال) اور دارالعلوم کے احاطے سامعین وحاضرین سے کچھا کھچ بھر گئے تھے دارالحدیث ہال اور گیلریوں کو اپنی وسعتوں کے باوصف تنگ دامنی کی شکایت تھی۔ ''زین المحافل'' کی تقریب رونمائی کے بعد اس طرح کا یہ دوسرا بڑا اجتماع تھا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبدالقیوم حقانی سرانجام دے رہے تھے۔ علماء وزعماء اور مشائخ واکابر کثیر تعداد میں سٹیج پر رونق افروز تھے۔ حضرات شیخین (مولانا سمیع الحق اور مولانا مفتی تقی عثمانی) کا اجتماع گاہ تشریف لانے کا منظر دیدنی تھا، حاضرین اور شرکاء کے جوشِ محبت نے عجیب سماں باندھا۔ دونوں حضرات کا فلک شگاف نعروں سے شاندار استقبال کیا گیا، سٹیج پر تین کرسیاں لگی ہوئی تھیں، ایک کرسی پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، دوسرے پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، تیسرے پر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی تشریف فرما ہوئے۔

اس تقریب میں اکابر زعماء ملت کے مشاہیر کے بارہ میں تاثرات کے اقتباسات:

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا خطاب:

''مکاتیب'' کی ترتیب واشاعت مستقل صنفِ تالیف ہے: یہ محفل دراصل ''مشاہیر'' کی تقریب رونمائی کیلئے منعقد ہو رہی ہے میں بہت پہلے حاضر ہونا چاہتا تھا مگر مولانا سمیع الحق سے ہمارا جو پرانا تعلق ہے بلکہ میں یہ لفظ استعمال کروں شاید حدود سے تجاوز نہ ہو کہ جو ہمارا یارانہ رہا ہے اُس دور کی بھی تجدید ہو جائے، ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنا بڑا اجتماع ہوگا اور اتنی بڑی تقریب ہوگی لیکن یہ ہر معاملے میں میرے پیش رو ہیں اور میرے رہبر ورہنما ہیں۔ انہوں نے یہ تقریب منعقد فرمائی اور یہ اعزاز مجھے بخشا کہ اتنی عظیم کتاب جو انہوں نے مرتب کی اس کی تقریب رونمائی بھی اسی موقع پر منعقد کرلی تاکہ مجھے اس سعادت میں شریک کرادیں۔

اس کتاب ''مشاہیر'' کے متعلق سب سے پہلے حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب نے مجھے مطلع کیا کہ وہ کتاب آرہی ہے حالانکہ اس سے قبل ایک مرتبہ مولانا سمیع الحق صاحب مجھ سے ذکر فرما چکے تھے کہ ''مکاتیب'' مرتب ہو رہے ہیں اور میں نے ان سے نہایت عاجزانہ درخواست کی تھی کہ خطوط مرتب کریں مگر اس میں ٹاٹ (میرے خطوط) کا کوئی پیوند نہ لگے، مرتب ہو کر کتاب آگئی اور مولانا سمیع الحق نے کمال مہربانی کی کہ مجھے بھی ارسال فرمائی جس کے لئے میں شدت سے منتظر تھا یقین جانئے، کتاب کو دیکھ کر الحمدللہ مسرت وسرور اور کیف اور لطف کا یہ عالم ہوا کہ میں ہمیشہ اپنی مصروفیات میں لگا رہتا ہوں' تاہم جو کتاب اچھی لگتی ہے تو اس کو سرہانے رکھ کر پڑھتا ہوں

جبکہ مصروفیات میں بمشکل اتنا وقت نکلتا ہے کہ میں بشوق اس کتاب کو پڑھ سکوں۔

''لیکن جب یہ کتاب ''مشاہیر'' آئی اور سرہانے رکھی، تھوڑی سی ورق گردانی کی تو اس کتاب کو پڑھتے پڑھتے قیلولہ بھی اس کی نذر ہو گیا جسے میں اپنے لئے ''واجب'' سمجھتا ہوں، ظہر سے لے کر عصر تک کوئی اور کام نہ کر سکا اور کئی دن اسی کتاب میں ڈوبا رہا اور باقی ضروری کاموں کا خیال تک نہ آیا، یوں تو دنیا میں مکاتیب بہت مرتب کئے گئے ہیں اور ہر زبان میں مرتب ہوئے یہ مستقل صنفِ تالیف ہے، فلاں بزرگ کے مکاتیب، فلاں بزرگ کے مکاتیب، لیکن وہ کسی ایک شخصیت کے متعلق ہوتے ہیں وہ شخصیت یا تو سیاسی شخصیت ہوتی ہے اس نے سیاسی انداز میں مکاتیب لکھے ہوتے ہیں، یا صوفیائے کرام کے خطوط ہوتے ہیں جو تصوف کے اسرار و رموز پر مشتمل ہوتے ہیں، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مکاتیب اسی قسم کے مکاتیب پر مشتمل ہیں جن میں تصوف کے اعلیٰ اسرار و رموز پائے جاتے ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ''تربیت السالک'' بے اسی انداز کے مکتوبات پر مشتمل ہے، بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاتیب جوان سب کے پیش رو ہیں وہ تصوف کے اعلیٰ ترین مباحث پر مشتمل ہیں۔ یا کوئی ادیب ہوتا ہے تو وہ اپنے ادبی ذوق کی تسکین کیلئے کسی کو خط لکھتا ہے، بعض اوقات وہ خط فرضی بھی ہوتے ہیں لیکن مقصود اس کا ادبی ذوق کی تسکین ہے جیسے ''غبارِ خاطر'' اس کا اعلیٰ ترین شاہکار ہے''۔

''مکاتیب مشاہیر'' پون صدی کی تاریخ پر مشتمل ہے: لیکن کم از کم...... ''میرے علم اور میرے ناقص مطالعے کے اندر کسی زبان میں مثلاً فارسی، اردو، عربی، انگریزی اور دیگر جتنی زبانیں میں جانتا ہوں اسمیں کوئی ایسی کتاب مجھے یاد نہیں آ رہی جسمیں اتنی بڑی تعداد کے علماء، دانشور، اولیاء، صوفیاء، اہل قلم اور سیاست دانوں بلکہ مختلف الجہت لوگوں کے مکاتیب کو جمع کیا گیا ہو، میری دانست میں، میرے علم کے حد تک کوئی ایسی کتاب اس سے قبل نہیں آئی''۔

اور لوگ کہیں گے کہ اس سے فائدہ کیا؟۔ مولانا سمیع الحق نے جو اس کے آغاز میں پیش لفظ لکھا ہے اس کو ذرا غور سے پڑھیں اور اس کے اندر آپ کو نظر آئے گا کہ اس پیش لفظ میں مکتوبات کی تاریخ بھی ہے، مکتوبات کا مقصود اور اس سے جو نفع پڑھنے والا حاصل کر سکتا ہے اس کا بیان بھی ہے۔ ''الحمدللہ! یہ اعزاز مولانا سمیع الحق کو حاصل ہوا کہ انہوں نے برصغیر کے سینکڑوں بڑے مشاہیر کی تحریروں کا ایک بڑا مجموعہ اپنے خاص ذوق کے ساتھ مرتب فرمایا جس میں، ہم جیسے طالب علموں کیلئے ایک سبق تو یہ ہے کہ اس سے تحریر کا اور مضمون نگاری کا ایک سلیقہ حاصل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مکاتیب پون صدی کی تاریخ پر مشتمل ہیں۔ سیاسی تاریخ، علمی اور ادبی تاریخ، ثقافتی تاریخ، اور معاشرتی تاریخ مکاتیب سے جگہ جگہ چھلک رہی ہے اور جہاں جہاں کوئی پوشیدگی ہے تو مولانا نے اپنے تعلیقات وحواشی کے ذریعے بہت خوبصورت اور مختصر انداز میں اس کا مطلب واضح کر دیا ہے''۔

اس میں صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ علماء کرام اور زعماء ملت کے درمیان باہمی تعلقات پر روشنی پڑیگی اور اس میں بہت بڑا سبق جسکی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے اکابر علماء جنکے الحمدللہ ہم نام لیوا ہیں انکے مذاق اور مزاج مختلف تھے۔ بعض امور میں ان کے خیالات میں بھی اختلاف رہا ہے۔ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

اختلاف مذاق و مزاج کی پاسداری : ان مکاتیب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اختلاف مزاج و مذاق کے انہوں نے اس اختلاف مزاج و مذاق کو کس طرح حدود میں رکھا اور ان حدود کی کس طرح پاسداری فرمائی۔ ان کے اختلاف مزاج و مذاق اور پھر اس کے حدود کے اندر رہ کر پاسداری سے بھی ہمیں زندگی میں ایک سبق حاصل ہوتا ہے۔

''اس قدر عظیم کتاب کی تیاری پر مجھے حیرت بھی ہوتی ہے میں بے ڈھنگا آدمی ہوں، میں مولانا سمیع الحق کی طرح مکاتیب محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ کرسکا۔ آج مجھے شدید افسوس ہورہا ہے کہ اب مولانا کے جو خطوط میرے نام تھے وہ ابھی تک میرے کاغذات کے جنگل میں ہیں، میں ان کو نکال نہیں پایا، لیکن مولانا سمیع الحق نے جس عرق ریزی کے ساتھ ان کو محفوظ رکھا، نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کو تالیف فرمایا، عمدہ طور پر مرتب فرمایا، ان پر حواشی لکھے، عنوانات لگائے اور ہمارے لئے معلومات کا ایک بہت بڑا گلدستہ تیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں، ان کے علم میں، ان کے کاموں میں برکات پیہم عطاء فرمائیں اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں''۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم:

''مشاہیر'' ایک ایسی علمی چیز ہے جس کے ذریعے ہم آپ کو آپ کے اکابر سے متعارف کرانا چاہتے ہیں آج ہمارے مدارس میں ہمارے طلبہ، ہمارے علماء کی اپنے عظیم جلیل القدر علماء کے حالات، ان کے علوم ومعارف سے وابستگی کم ہوگئی ہے حالانکہ یہ ہمارے درس اور نصاب کا ایک بڑا حصہ ہونا چاہئے تھا۔ ہماری تاریخ کیا ہے؟ ہمارے اکابر کون تھے؟ تو ''مشاہیر'' کے ذریعے پورے برصغیر پاک وہند کے اور اکابر وزعماء، مشائخ وعلماء اور اکابرینِ تصوف اور مجاہدین کی تحریریں سامنے آگئی ہیں۔ جس سے آپ کے لئے ان کی پہچان کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور میرے لئے سب سے اہم حصہ ساتویں جلد ہے جو مکمل ہوگئی ہے۔ اس کا تعلق افغانستان سے ہے، اس میں افغانستان کے تمام مشاہیر مولانا محمد یونس خالص حقانیؒ، مولانا جلال الدین حقانی، مولانا ابراہیم جان مجددی شہیدؒ، ربانی، حکمت یار گلبدین، مولانا مجددی، انجینئر حکمت یار، مولانا محمد نبی محمدیؒ، استاد سیاف وغیرہ اور جو تمام اکابرینِ جہاد ہیں ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی ربط وتعلق اور روابستگی ضرور ہے۔ اس کے بعد طالبان کی تحریک شروع ہوئی، طالبان سے وابستگی کہیں نہ کہیں قائم رہی ہے۔ عالم کفر کو معلوم ہے، دارالعلوم حقانیہ کا طالبان سے کیا تعلق ہے؟ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ حقانیہ طالبانِ افغانستان کی مادرِ علمی ہے، عالمِ کفر نے جب طالبان حکومت پر یلغار کرکے انہیں ختم کرنا چاہا تو بعض مغربی مبصرین کہنے لگے کہ ''سانپ تو مرگیا لیکن سانپ کی ماں ابھی باقی ہے'' وہ اس کو کچھار سمجھتے ہیں تو اس لحاظ سے جہادِ افغانستان میں ابتداء سے لے کر اب تک دارالعلوم حقانیہ کا بڑا عظیم تعلق رہا ہے اور ہماری حفاظت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس ساتویں جلد میں جہادِ افغانستان اور تحریکِ طالبان کا بہت سا حصہ آگیا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اتنا بڑا جہاد جو (۳۲) سال سے جاری ہے اور میں اس کو ''ام المعارک'' سمجھتا ہوں، پورا عالمِ کفر اس جہاد کے خلاف ہمارا حریف ہے، ان کا ایسا اتفاق کہیں بھی نہیں ہوا تھا، اور اس طرح جنگ احزاب میں ہوا تھا کہ پورا عالم کفر جمع ہوگیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل وخوار کرکے رسوا کیا، اس کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ عالمِ کفر جمع ہوا ہے، امریکہ بھی، روس بھی، یہودی بھی، عیسائی بھی اور کیمونسٹ بھی اور مشرکین ہندوستان بھی۔ ان کے درمیان آپس میں ہزاروں اختلافات ہیں، جھگڑے ہیں لیکن تمام جھگڑوں کو ختم کرکے اس جہاد کے خلاف وہ سب ایک ہیں۔ میں ابتداء سے مجاہدین سے کہہ رہا ہوں کہ اپنی تاریخ بھی تو کچھ مرتب کرو۔ (۳۲) سال سے جہاد ہو رہا ہے کوئی ایک چیز تو جمع ہو۔ صحابہ کرامؓ سے سبق لو، ان کے ہاں نہ فون تھے، نہ ریڈیو اور نہ کوئی اور ذریعہ، اس کے باوجود انہوں نے ہر چیز محفوظ کی، صرف ''فتوح الشام'' دیکھیں، اور ہر روز اس سے سبق حاصل کریں، صحابہؓ کے مشاغل ومصروفیات سنیں، بایں ہمہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہر ہر ادا وانداز اور ان کے ایک ایک بول کو محفوظ کرتے رہے اور ان جہادوں کے ایک ایک خدوخال اور چھوٹی سی چھوٹی باتیں محفوظ کرتے رہیں جو ''مغازی'' اور فتوحات کے نام سے مرتب ومدوّن ہیں۔ اس سے آگے چل کر بہت سبق حاصل ہوتا ہے۔

سینکڑوں کتابیں صحابہ کرامؓ کے غزوات کے بارے میں مرتب ہوگئی ہیں (۳۲) سال سے جو جہاد جاری ہے، امریکیوں اور روسیوں کو شکست فاش دی ہے۔ میں نے روس سے جہاد کے وقت سینکڑوں طلباء سے میدانِ کارزار کی رپورٹیں لکھواتا رہتا جو اس وقت "الحق" میں چھپ جاتیں۔ اس جہاد پر سینکڑوں جلدیں محفوظ ہونی چاہئیں، تاریخ کا حصہ آئندہ نسل کو منتقل ہوگا، یہ ہمارے افغانی بھائی اور پٹھان قلم کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں، تلوار کے معاملے میں سب سے آگے ہیں ما الحمدللہ! امریکہ کو بھگا دیا، قلم و کتاب کے بارے میں مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، مولانا شیر علی شاہ صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو اپنا آئیڈیل بنائیں، محنت کریں، صلاحیتیں پیدا کریں، کل بھی میں نے کہا تھا اور آج پھر زور دے کر کہہ رہا ہوں کہ آپ بہت بڑے عظیم امتحان میں ہیں، اس امت کی بقا اور تشخص کا تحفظ آپ کی ذمہ داری ہے، کافر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ علماء امت کے محافظ بن سکتے ہیں یہی چوکیدار بن سکتے ہیں باقی سب چور ہیں وہ کسی اور کو چوکیدار نہیں سمجھتے۔ سیاستدان سب ان کی جھولی میں ہیں، یونیورسٹی کالج کا سرمایہ ان کے پاس ہے اور ان کے ساتھ ہے۔ آپ کے تمام وسائل ان کے ہاتھ میں ہیں، آپ کا تمام اسلحہ ان کے قبضے میں ہے، ایٹم بم بنایا گیا ہے لیکن وہ ایٹم بم کس کام کا؟ جس نے ہمیں خطروں میں ڈال دیا ہے اور جس کی حفاظت بھی ہم نہیں کر سکتے۔ ایٹم بم ہماری حفاظت نہیں کر رہا۔ کافر سمجھتا ہے کہ امت محمدیہ کے بقاء، تحفظ اور دفاع کی جنگ کس نے لڑی ہے؟ اور کون لڑ رہا ہے تو سارے کافر اکٹھے ہو گئے، علماء و مجاہدین کے خلاف۔ آپ ہی کو "دہشت گرد" کہا جا رہا ہے، تو تم نے اپنی ذمہ داریاں محفوظ کرنی اور جاری رکھنی ہیں، طالب علمی کے دور میں اپنے اندر تمام صلاحیتیں پیدا کرنی ہیں جس کی آپ کو آگے ضرورت پڑے گی۔ یاد رکھیں! ہم نے اصل جنگ علمی میدان میں لڑنی ہے چونکہ ان کا سارا میڈیا ہمارے دین کے تشخص کو مسخ کر رہا ہے اس نے اسلام کو "دہشت گردی" کے نام سے ایک گالی بنا دیا ہے تو اب ہم نے علم کے میدان میں دلائل و حجت کے میدان میں ان کو قائل کرنا ہوگا، اس پروپیگنڈا کا جواب زرداری نہیں دے گا، وزیر اعظم نہیں دے گا سیاستدان نہیں دے گا وہ سب مغرب کے پٹھو ہیں، اس ملک کو آپ بچائیں گے کہ حقانیتِ اسلام کیا ہے؟ جہاد کیا ہے؟ یہ عائلی قوانین کیا ہیں؟ یہ میراث کیا ہے؟ قانونِ شہادت کیا ہے؟ اسلام کی حقانیت کا علم بلند کرنا ہے۔ اب آپ کو عالمِ اسلام کی آخری سرحدوں تک حفاظت کرنی ہے جہاں لوگوں کو محبت سے، مکالمہ سے سمجھانا ہوگا، اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں ہے، اسلام ہمیں "بلغ ما انزل الیک" کا سبق دیتا ہے، آپ نے مکمل تیاری کرنی ہے، مستقبل میں آپ دنیا بھر اور یورپ میں اگر جائیں گے تو ان کے مکالموں میں بھی شریک ہوں گے تو ان کی غلط باتوں کا جواب نہایت حکمت و بصیرت سے دینا ہوگا تو اس کے لئے علمی اور مطالعاتی بصیرت و بصارت چاہیے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العلمین.

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کے دُعائیہ کلمات :

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے اپنے اختتامی اور دُعائیہ کلمات میں فرمایا کہ تمام رات "مکاتیب مشاہیر" کے مطالعہ میں بیدار گزاری ہے اور کام کی عظمت اور کتاب کی جلالت نے مجھے ساری رات رُلایا۔ کتاب پڑھتا بھی رہا اور ساری رات روتا بھی رہا۔ تمام اکابرین اور ان کا زمانہ یاد آگیا۔ میرے عزیزو! خطوط بہت بڑی چیز ہوتی ہیں۔ میں تو مولانا سمیع الحق کو کہتا کہ تمہارے دل کا زور زیادہ ہے لیکن رات کو جب کتاب پڑھی تو دل سے بے اختیار دُعائیں نکلیں۔ آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ "مشاہیر" کو ضرور پڑھیں اور اس سے علم حاصل کریں۔

سینیٹر مولانا قاری محمد عبداللہ حقانی:

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کا "مشاہیر" کی ترتیب و اشاعت تاریخ کا ایک لازوال کارنامہ ہے اور یہ اکابر علماء

دیوبند کے علمی، تصنیفی، تالیفی ادبی اوراشاعتی کارناموں کا ایک تسلسل ہے، آپ نے فرمایا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے امت کے ارباب علم کی خدمت میں صرف ایک مصنف، صرف ایک مؤرخ، صرف ایک زعیم قوم وملت کسی ایک شیخ وبزرگ کی تحریر اور پیغام پر اکتفا نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہزار سے زائد سیاسی زعما، علماء، مشائخ، ادیبوں، دانشوروں اور مصنفین کے پیغامات، مشن اور ان کی تعلیمات وہدایات کا نچوڑ ہے، گویا مکاتیب مشاہیر کے مصنفین کی تعداد سینکڑوں سے بھی زائد ہے جنہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے حسن سلیقہ سے ایک کتاب میں جمع کر کے علوم ومعارف کے حسین ''مرقع'' کی صورت میں امت کے حضور پیش کردیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد صاحب (ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سنٹر پشاور یونیورسٹی)

حقیقت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے میں کالم لکھتا ہوں'' آوازِ دوست'' کے نام سے آپ میں بہت سارے حضرات نے شاید پڑھا ہوگا لیکن میں بہت مشکل میں تھا کہ کالم تو چھوٹا سا ہوتا ہے اور یہ سمندر کو کوزے میں بند کرنا نہیں سات سمندروں کو کوزے میں بند کرنا پڑ رہا ہے، اب سات سمندروں کو کوزے میں بند کرنا مجھ ناچیز کے لئے بڑا مشکل تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چند جملے لکھے وہ جملے ان کو اچھے لگے اور یہ سبیل بنی کہ آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں جہاں تک مشاہیر کا تعلق ہے برصغیر پاک وہند میں میری تحقیق کے مطابق جو سب سے پہلے خطوط چھپے ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات تھے، میں سمجھتا ہوں کہ'' مشاہیر'' سے ان خطوط کی تجدید ہوگئی ہے جن میں سات سمندر بند ہیں، علوم کی بھی اور تاریخ کی بھی، مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد گرامی، اپنے نام اور ادارے کے نام جو خطوط جس اہتمام سے محفوظ رکھے ہیں حقیقت یہ ہے یہ اسی علم کی برکتیں ہیں آج اتنے خطوط کو محفوظ رکھنا، ترتیب دینا، عنوانات لگانا، حواشی لکھنا اور پھر اسے شائع کرنا دل گردے کا کام ہے، اور یہ ایسے ہی شخصیات اور اداروں کا کام ہے میں ایسے ہی موقع پر جب عقیدت ومحبت بہت زیادہ ہو اور وقت کم ہو دو تین شعر سناتا ہوں.........۔

یارب شب وصال کو اتنا دراز کر   تا حشر مسجدوں میں اذانِ سحر نہ ہو

اور پھر چونکہ یہ تو ممکن نہیں تھا تو ایک دوسرے شاعر نے کہا ....۔

شبِ وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو   کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

اس کتاب'' مشاہیر'' کے حوالے سے میں خود بھی ایک مہم چلا رہا ہوں، جہاں تک میری آواز پہنچتی ہے جہاں تک میرا قلم کام کرتا ہے میں لکھونگا میں بولوں گا تاکہ ہر گھر میں، ہر لائبریری میں، ہر شخص کے پاس، ہر صاحب ذوق کے پاس، ہر صاحب قلم کے پاس اور ہر صاحب علم کے پاس یہ کتاب پہنچ جائے۔

حضرت مولانا سید عدنان کاکاخیل (معروف دانشور اور جراتمند خطیب):

اردو میں سیر وسوانح کے کتابوں کا پڑھنا مجھے بچپن سے شغف رہا ہے، اردو زبان میں چھپنے والا مواد شاید سارا میری نظر سے گزر چکا ہے، اس کتاب کی خصوصیت علماء اور طلباء پر واضح کردوں کہ اس میں آپ کو وہ سوانحی اشارے ملیں گے جو شاید آپ کو ان حضرات کی لکھی ہوئی مطبوعہ یا خود نوشت سوانح میں نہیں ملیں گی۔ خطوط نویسی ایک عجیب بے تکلف چیز ہے ان خطوط کے بہت بڑی بڑی شخصیتیں کاتب ہیں، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب تشریف فرما ہیں، وہ مولانا سمیع الحق صاحب کو خطوط لکھ رہے تھے تو انہوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا یہ خطوط کبھی شائع بھی ہوں گے۔ آج وہ چھپے ہیں تو خطوط میں ایک عجیب بے تکلفی کا رنگ لئے ہوئے ہیں، بہت ساری دلچسپ چیزیں جمع ہوگئی ہیں بلکہ اکابر ومشائخ پر لکھے گئے اور لکھے جانے والی سوغات کیلئے متر اور اہم ماخذ کا کام دیں گی۔

بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن جدون

کتاب کے آغاز میں مولانا موصوف کا ایک وقیع اور نہایت ہی جاندار مقدمہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو بچپن ہی سے خطوط کو جمع کرنے کا انتہائی شوق تھا اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں خطوط کا ذخیرہ ان جلدوں میں آ گیا ہے۔ ان میں اکابر علماء و مشائخ عظام کے خطوط بھی ہیں اور دیگر مشاہیر کے بھی۔ تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے بھی یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ان بزرگوں میں سے بہت سے وہ ہیں جو اب ہماری اس دنیا میں نہیں ہیں بلکہ اس جہان ابدی میں منتقل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات اس جہان میں بلند کریں اور جنت الفردوس میں جگہ دیں اور جو زندہ ہیں ان کا سایہ رحمت تادیر صحت و سلامتی کیساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھیں اور انہیں مزید اخلاص کیساتھ زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کی توفیق بخشیں۔ امین

جس انتہائی محنت، لگن اور خلوص کے ساتھ مولانا نے اس قیمتی اور نادر ذخیرہ کی حفاظت کی اور پھر پہلے ہی مرحلے میں پانچ جلدیں شائع کر کے مارکیٹ میں لے آئے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی بے پایاں عنایت اور توفیق ہی ہے ورنہ یہ کسی فرد واحد کے بس کا کام نہیں۔ مولانا اہل علم و فضل اور ریسرچ سکالروں کے انتہائی شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں اور ان کا یہ کارنامہ ان شاءاللہ حیات عام اور بقائے دوام پائے گا۔ میرے علم کے مطابق برصغیر کے کسی فاضل کے پاس اتنا بڑا ذخیرہ نہیں ہوگا۔ اور باقی تین جلدوں میں جو اور خطوط آئیں گے میرے خیال میں مولانا نہ صرف برصغیر بلکہ پاک و ہند و اسلامی دنیا کے غالباً پہلے فرد ہوں گے جن کے پاس اتنا بڑا اسٹاک موجود رہا ہو اور پھر وہ منظر عام پر بھی آیا ہو بقول متنبی "ان العظام کفوها العظما" والی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی اس بے مثال علمی خدمت کو اپنے دربار عالی میں قبول فرمائیں اور مزید ایسی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدمات پیش کرنے کی توفیق دیں اور قارئین کرام کو ان سے بھرپور استفادہ کی توفیق بخشیں۔ امین

مجھے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پوری امید ہے کہ تمام دینی اور عصری تعلیمی ادارے، جامعات اور ملک کی لائبریریاں پہلی فرصت میں اس علمی ذخیرہ کو ہاتھوں ہاتھ لے کر خود اور دوسرے شائقین علم کو استفادہ کا موقع فراہم کریں گی۔ اور میرا تجربہ ہے کہ ایسی علمی سوغات کے حصول میں ادنیٰ تاخیر بعض اوقات محرومی کا سبب بن جایا کرتی ہے اللہ کرے کہ ایسا نہ ہو۔

مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب، جامعہ عثمانیہ پشاور

یوں تو تقریباً پون صدی پر مشتمل ارباب علم و دانش، مشائخ عظام و اکابرین، اہم سیاسی رہنماؤں اور نامور شخصیات کے اہم اور قیمتی مکاتیب کو من و عن محفوظ رکھنے اور ان کے ریکارڈ رکھنے کا اہتمام کارے دارد، جو آپ حضرات جیسے مقتدر اور ذمہ دار محافظین دین کے انتھک جدوجہد اور شبانہ روز کاوشوں اور محنتوں کا مثبت اور معنی خیز نتیجہ ہے۔ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علمی میدان میں بعد کے آنے والے اہل فہم و دانش کے لیے دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کی عظیم خدمات کا ایک معتدبہ حصہ ان مکاتیب کی طباعت اور اس کی اشاعت سے قبل نظروں سے اوجھل تھا۔ آپ حضرات نے ان کے لیے استفادے کے جدید مواقع فراہم کرتے ہوئے ان سربستہ رازوں اور مخفی گوشوں سے آگاہی کا راستہ بھی ہموار فرمایا، جن تک رسائی حاصل کرنے کے لیے آپ کی اس قابل رشک محنت کے علاوہ کوئی دوسری صورت ممکن ہی نہیں تھی، آپ حضرات نے شیخی و مرشدی استاذی المکرم والمحترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کی ذاتی زندگی سے وابستہ مادر علمی دارالعلوم حقانیہ "زادھا اللہ شرفاً و کرامۃ" کے متعلق ان مخفی رموز و اسرار کا ایک حسین مجموعہ امت مسلمہ کے سامنے پیش کر

کے گویا علمی عظمت اورامت کی خیرخواہی کے اعتبار سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی جانشینی کا حق ادا کیا۔

یوں تو عمومی امت کیلئے بالذات یا بالواسطہ حکم واسرار کے اس مجموعہ سے استفادے کے مواقع ضرور میسر ہوں گے، مگر خصوصی استفادے کے طور پر آپ کی یہ محنت تین طبقوں سے وابستہ لوگوں کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اولاً آپ کی عظمت تعلیمی، تدریسی اور تربیتی میدان میں مسلم ہے، اس لیے ان مکاتیب میں تشنگان علوم نبوت کے لیے رہبری ورہنمائی کے سنہرے اصول ہوں گے۔

ثانیاً آپ علمی بصیرت کے علاوہ سیاسی میدان میں سیاست کے خدوخال اور رموز سے باخبر ایک عبقری رہنما اور لیڈر ہیں، اس لیے عالمی سطح پر سیاسی زعماء، لیڈروں اور ہر درجہ کے ارباب اقتدار کی سیاسی ضروریات کی تکمیل اور جابجا رہنمائی کے لیے بھی یہ مجموعہ دوسرے مراجع و مآخذ کے صف میں ایک اہم کردار کا حامل ہوگا۔

ثالثاً اس سے بھی صرف نظر کرنا مشکل ہے، کہ ایک پختون معاشرے اور ماحول میں پلنے، بڑھنے، پڑھنے، پڑھانے کے باوجود بھی خداوند کریم نے آپ کو ادب اُردو کے حوالے سے جن صلاحیتوں سے نوازا ہے ان پر ہندوستانی اور اُردو دان طبقہ بھی حیران ہے، اس لیے آپ کے ادبی مقام ومرتبے کا لحاظ بھی آپ کو لکھے گئے مکاتیب میں ضرور کیا گیا ہوگا، اس لیے ادب اُردو سے واقف حضرات کے لیے بھی یہ مجموعہ ایک بے بدل اور قیمتی سرمایہ ہوگا، گویا یہ کتاب سیاسی وعلمی میدان کے علاوہ ادبی حیثیت کی حامل ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب جامعہ قاسم العلوم راولپنڈی، مرتب تاریخ مدینہ وتاریخ مکہ

مکاتیب کے عظیم وضخیم دفاتر دیکھ کر جناب والا کے ذوقِ سلیم سے بے حد مسرت ہوئی۔ آپ کی علم وادب سے گہری وابستگی، اکابر ومشائخ مقتدر علماء وخطباء، نامور فضلاء اور دانشور، سیاسی زعماء اور جلیل القدر قومی رہنماؤں کے مکاتیب ومراسلات کا ادب واحترام تعظیم وتکریم اور تحفیظ انتہائی قابلِ رشک اور لائق تقلید ہے۔ آپ نے بڑی محنت، جاں شانی اور عرق ریزی سے خوش رنگ وخوشنما گلہائے رنگا رنگ کا مشک بیز گلدستہ سجایا۔ جس کی روح پرور مہک نے اصحاب علم ودانش کے دل ودماغ کو معطر کردیا ہے۔ آنجناب نے علم وحکمت کے درہائے ناسفتہ اور گوہر ہائے مکنونہ کو سلک مروارید ی میں سجانے کی لازوال خدمت انجام دی ہے۔ انشاء اللہ اس سے طالبان علم وتحقیق و تدقیق تاابد مستفید ہوتے رہیں گے، یہ ایک ایسا دین ودانش کا سدابہار گلشن معرض وجود میں آیا ہے۔ جس کی نکہتوں اور لطافتوں کی توصیف وتحسین کے ڈنکے چہاردانگ عالم میں بجیں گے۔

اللہ جل شانہ آپ کی اس عظیم وجلیل خدمت کو اور آپ کی جملہ دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اوران کے انوار اور فیوضات سے پوری امت مسلمہ کو مالا مال فرمائے اور آپ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

حضرت مولانا محمد زرولی خان، مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

مشاہیر درحقیقت دفاترِ علم گنجینہ ہائے علوم اور تذکارِ اسلاف کا فرہنگ لاثانی ہے۔

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگری　　کرشمہ دامنِ ترمی کشد کہ جا اینجا است

علم وعرفان کے لازوال سلاسل یادداشتوں کے کڑے مگر دلربا اسفار، کبار اور اجلہ زمانہ کے حسن تذکار اور سربستہ علوم وحکم کے آشکارا اور روا شگاف نظارے، ایسے کثیر اور غذیر رنگ ڈھنگ میں بیش بہا موتیوں کی طرح جمیل پیرائے میں پروئے گئے ہیں کہ زبان

توصیف سے اور قلم شکر شاکر سے عاجز اور درماندہ ہیں۔

یہاں تک بڑھ گئے وارفتگی شوق کے نظارے　　حجابات نظر سے پھوٹ نکلا حسن جانانہ

''مشاہیر'' جیسے جیسے دیکھا گیا خوشی اور دلبستگی کے ابحر موجزن ہوئے اور آپ کی مثالی یادداشتیں ان گنت احسانات جس کے پیش نظر امت کو یہ دردا ور بواقیت معشرہ بحر ذخار کے ساحل ساکن سے معمولی سیر وتفریح کے آشناء روش سے نصیب ہو رہے ہیں۔

ماهی باول بر کنکم یا آل ابی بکر

ادارہ

مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ___ مولانا سمیع الحق کے بارہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے تہنیتی تاثرات

ماضی قریب کی ایسی دستاویز جو دینی علمی سیاسی اور معاشرتی تاریخ کی مستند مأخذ ہے

مکتوبات مشاہیر پر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے تہنیتی تاثرات اور ذاتی مکتوب کو ادارہ اپنے لئے باعث برکت واعزاز اور کتاب کی افادیت کیلئے نیک شگون سمجھتا ہے چنانچہ ان پاکیزہ تاثرات کو بھی بطور تبرک کتاب میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

حبی ومحبی الکریم جناب مولانا سمیع الحق صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ ودعاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں لندن کے سفر سے واپس آیا تو اچانک عصر کے بعد مولانا مختار اللہ صاحب نے کتابوں کا وہ پیکٹ حوالہ کیا جس کا مدت سے انتظار اور اشتیاق تھا۔ کھولا تو اس میں وہ تحریر دلنواز بھی نظر آئی جو سالہا سال کے بعد میرے نام تھی۔ اور بیساختہ یہ شعر یاد آ گیا۔

مدت کے بعد تم نے جو کی لطف کی نگاہ
دل خوش تو ہوگیا مگر آنسو نکل پڑے

اگرچہ مجھے فوراً ہی دوسرے سفر کی تیاری کرنی تھی اور حالاً ومرتحلاً کی کیفیت میں تھا' لیکن دوسرے کاموں کی طرف اس کتاب نے مہلت ہی نہ لینے دی اور میں نہ جانے کتنا حصہ پڑھتا ہی چلا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کی ترتیب واشاعت آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ نے جس مجوری کے ساتھ یہ مکاتیب محفوظ

کر کے انہیں مرتب فرمایا اس کے بارے میں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مشاہیر کے مکاتیب تو بہت سے شائع ہوئے ہیں اور یہ ایک مستقل صنف تالیف بن گئی ہے۔ لیکن اتنے مشاہیر کے اتنے مکاتیب کا مجموعہ شاید اس سے پہلے کبھی منظر عام پر نہ آیا ہوگا۔ یہ ہمارے ماضی قریب کی ایسی دستاویز ہے جو اس دور کی دینی، علمی، سیاسی اور معاشرتی تاریخ کے لئے مستند ماخذ بن سکتی ہے اور چونکہ مکتوب نگار ہر طبقہ خیال سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ان سب کے انداز فکر، ان کے اسلوب تحریر اور حضرت شیخ قدس سرہ اور آپ کی ذات کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت گلہائے رنگ رنگ کی صورت میں قاری کے سامنے آجاتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ اور آپ کے والد ماجد قدس سرہ سے جو خدمات لی ہیں، ان کا کم از کم ایک اجمالی تصور بھی سامنے آجاتا ہے۔ غرض ہر لحاظ سے یہ عظیم مجموعہ عدہ خاصے کی چیز ہے جس سے انشاء اللہ نسلیں فائدہ اٹھائیں گی۔

آپ نے اپنی محبت کی وجہ سے میری اُن احمقانہ تحریروں کو بھی اس مجموعے میں شامل کرلیا جو درحقیقت صرف آپ کے لئے تھیں کہ آپ ہی ان حماقتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے، لیکن آپ نے اس مخملیں مجموعے میں ٹاٹ کے بہت سے پیوند لگادیئے، جو شاید قارئین کے لئے تو بدمزگی کا باعث ہوں لیکن جب میں نے انہیں پڑھا تو عہدِ رفتہ کے نہ جانے کتنے مناظر نگاہوں کے سامنے آگئے اور انہوں نے کچھ دیر کے لئے ماضی میں گم کردیا۔ بہت سے خطوط کو پڑھ کر اب یہ بھی یاد نہ آیا کہ وہ کس واقعے سے متعلق ہیں۔ لیکن آپ نے اس کتاب میں جابجا جو مختصر مگر معنی خیز اور لطیف حواشی لکھ دیئے ہیں، ان سے کتاب کی افادیت میں خوب اضافہ ہوگیا ہے۔

ماضی کے ان واقعات کا تصور کر کے خود آپ ہی نے کسی وقت جو دو شعر سنائے تھے، وہ یاد آگئے۔

بدنامی حیات دو روزے نہ بود بیش
آں ہم بہ تو کلیم چہ گویم چساں گزشت
یک رو وقف بستن دل شد بہ این واں
روزِ دگر بہ کندن دل زین وآں گزشت

بہرکیف اس عظیم پیشکش پر دلی مبارکباد۔ عزیزم مولانا راشد الحق سلمہ کو خصوصی طور پر ہدیہ تبریک جن کی محنت، عرق ریزی ہی نہیں، ذوق لطیف بھی اس مجموعے کی ترتیب میں جابجا جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم وعمل میں برکت اور ترقیات عطا فرمائیں اور وہ آپ کیلئے ہمیشہ قرۃ عین بنے رہیں اور بہترین صدقہ جاریہ۔

والسلام

آپ کا بھولا بسرا

محمد تقی عثمانی (۱۸ر شعبان ۱۴۳۲ھ)